باب اول صفحہ ۱ - ۲۹ تک

باب دوم صفحہ ۲۹ - ۶۰ تک

باب چہارم ۹۷ - ۱۱۲ صفحہ تک

باب پنجم ۱۱۲ سے ۱۹۰ صفحہ تک

باب ہشتم صفحہ ۱۷۹

باب نہم صفحہ ۲۰۹

باب دوم ۳۱۱ آغاز بغاوت

باب سوم بغاوتوں کا ہونا ۳۳۲

باب چہارم مئی ۱۸۵۷ء ۳۴۶

حصہ پنجم ۳۶۳ ممالک شمالی و مغربی کا غدر

باب سوم ۳۹۱ - میرٹھ کا غدر ۳۹۱

باب سوم - ۴۰۷ - ۴۱۱

مسٹر ولیم ٹیلر ۔ مسٹر ٹیلر کو انگریزون کا سہارا دینا ۔ ۸ جون کو پٹنے مین اول گڑبڑ ہونے کا
آنا اور ٹیلر صاحب کی تدابیر ۔ مسٹر ٹیلر لفٹنٹ گورنر بنگالہ سے ۔ میجر جنرل سو ئیٹ ۔ گورنمنٹ کا
میجر جنرل کے بیان کا یقین کرنا ۔ گورنمنٹ کا عذر اس کام کے نہ ہونے کا ۔ پٹنہ مین آدمیون کا
برانگیختہ ہونا ۔ اضلاع مین ہولون کا اٹھنا ۔ ٹیلر صاحب کی ذی شان کارپردازی ۔ ٹیلر صاحب
لو ئیڈ صاحب کو اپنا ہم خیال نہین بنا سکے ۔ ٹیلر صاحب کی مشکلات ۔ ۲۳ ۔ جون کو تازہ بغاوت کا
ظاہر ہونا ۔ ۳ ۔ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ ۔ مسلمان جنہون نے ٹیلر صاحب کی امداد کی ۔ میجر ہومز صاحب
دینا پور کی سپاہ سے کیا ہتھیار لیے جاوین گے ؟ گورنمنٹ کے فیصلون کا خلاصہ ۔ میجر جنرل
لوئیڈ کا فیصلہ کہ ہتھیار نہین لینے چاہئین ۔ سپاہیون سے پرکشن کیپس (ٹوپیان) لینی ۔
میجر جنرل کا سپاہ کے توسدانون کا خالی کرانا ۔ بغاوت ہونا اور اسکا نہ رکنا ۔ باغیون کا آرہ کی
طرف جانا ۔ تعاقب کا نہ ہونا ۔ سگولی مین سپاہ کی بغاوت ۔ ٹیلر صاحب نے کیا کیا ۔ دانا پور کا
حال ۔ کنور سنگھ ۔ ۲۷ ۔ جولائی کو سپاہ کا آرہ کی کمک و مدد کے لئے جانا ۔ باغیون کا سون سے
پار جانا ۔ آرہ ۔ مسٹر وائی کرس بوئل صاحب ۔ ۲۸ ۔ جولائی ۔ ۲۹ ۔ جولائی کپتان ڈن بار
صاحب مہم قلعہ آرہ کی قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے ۔ آرہ کا قلعہ اور باغیون کا اسپر حملہ ۔
قلعہ کی رسد ۔ میجر ونسنٹ آئر ۔ گنج راج سنگھ کی لڑائی ۲ ۔ اگست کو ۔ آئر صاحب کی اور فتوح
ونسنٹ آئر اور ٹیلر ۔ ٹیلر صاحب کے ذمے بڑی جوابدہی کا ہونا اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا
مسٹر ٹیلر کا موقوف ہوجانا ۔ اس حکم کے نتائج پر منظر پور مین ۔ گیا مین حکم مذکور کے نتائج
منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا ۔ حالات کا مقتضا یہہ تھا کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا ۔ گیا سے منی صاحب کا
روانہ ہونا اور پھر پشیمان ہوکر واپس آنا ۔ منی صاحب کا کلکتہ جانا مسٹر ٹیلر کی موقوفی ۔

باب نہم ۷۷۸-۷۷۹

آگرہ و گوالیار

ممالک مغربی و شمالی ۔ جان کالون صاحب ۔ میرٹھ کی بغاوت ۔ جنرل کونسل کا طلب کرنا ۔
ابتک کالون صاحب اس نازک زمانہ کی حقیقت حال کو سمجھے نہین ۔ گوالیار و بھرت پور سے
کالون صاحب کا امداد طلب کرنا ۔ علی گڑھ کی بغاوت کی خبر کا آنا ۔

بلند شہر مین پوری۔ سپاہیون کا مین پوری مین بغاوت کرنا۔ اٹاوہ۔ مسٹر کولون صاحب کا اشتہار۔ متھرا۔ بھرت پور کی سپاہ کی سرکشی۔ متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر۔ آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا۔ والنٹیر کا بھرتی ہونا۔ کولون صاحب کی ذلت و دشواریان۔ گوالیار کنٹنجنٹ پلٹیون کا گوالیار محل مین بھیجنا۔ سرکشیون کی خبرون کا آنا۔ ۱۴۔جون گوالیار۔

باب دہم ۱۷۹۳-۷۸۸

جھانسی و بندیل کھنڈ

جھانسی کی چھاونی۔ رانی پاس پہنچ گئے۔ ۱۰ مئی تک [illegible] کی خبر پہنچنا۔ چھاونی مین آتش زنی۔ رانی پاس تین انگریز کا صلح کے لیے بھیجنا [illegible] باغیون کا [illegible] حملہ کرنا۔ رانی کا شرائط صلح پیش کرنا۔ اہل قلعہ کا قتل عام ہونا۔ سپاہیون کا رانی کو رشوت دینا۔ نوگانون۔ باندا۔ گانون مین سپاہ کی سرکشی۔ انگریزون کا [illegible] ہونا۔ ۱۶۔جون کو مفسدین کے [illegible] چھترپور سے چلے جانے کے بعد [illegible] ضرورت کا پہنچنا۔ ہندوستانی [illegible]

باب یازدہم ۱۸۰۵-۱۷۹۳

سنٹرل انڈیا ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ۔

۵-۲ اپریل [illegible] سب سے اول بغاوت کا شگوفہ کھلنا۔ سنٹرل انڈیا اور اسکی چھاونیان۔

خالص ہندوستانی سپاہ [illegible] کا انتظام بلحاظ انگریزی ملک۔ ہلکر [illegible] ڈیورنڈ [illegible] بلانا۔ مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان۔ کرنل ٹریورس [illegible] مین آنا۔ کل سپاہ کا [illegible] مقرر ہونا۔ وحشت ناک خبرون کا آنا۔ کرنل ڈیورنڈ [illegible] کا۔ دہلی کی فتح کی خبر [illegible] آنا۔

اندور کی ریزیڈنسی۔ سعادت خان کے سبب سے بلوہ کا ہونا۔ سپاہ ریزیڈنسی کی حفاظت کے لیے [illegible] باغی ہو گئی۔ باغیون کا حملہ ریزیڈنسی پر۔ ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے [illegible] کوشش کرنا۔ ریزیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا۔ سپاہ مئو مین۔ ہنگر فورڈ کا مئو سے باغیون کا بھگانا۔ ہنگر فورڈ اور ہلکر۔ ڈیورنڈ صاحب کا حرکت کرنا۔ ہلکر خیرخواہ تھا یا بدخواہ۔ ہلکر ریزیڈنسی مین کیون نہین آیا۔

باب دوازدہم ۱۸۰۵ء - ۱۸۱۱ء

راجپوتانہ اور جارج لارنس

کرنیل جارج لارنس - کرنیل جارج لارنس اور میرٹھ کی بغاوت - راجپوتانہ کی حالت - اجمیر کی حالت - کرنیل لارنس کا ڈیسہ سے یورپین سپاہ کا بلانا - ۲۳ مئی کو کرنیل لارنس کا راجاؤں کی طرف مخاطب ہونا - نصیرآباد میں بالکل ہندوستانی سپاہ کا ہونا - نصیرآباد کی سپاہ کی سرکشی - نیمچ - ڈیسہ سے سپاہ کا آنا اور نصیرآباد اور نیمچ میں اسکا مقیم ہونا - جنرل لارنس کے افسران کے نام اجنبی نائبوں کے نام میجر ولیم ایڈن - رام سنگھ راجہ جے پور - جودھپور - بھرت پور اور الور - اودے پور - وغیرہ وغیرہ -

باب سیزدہم ۱۸۱۱ء - ۱۸۱۷ء

آگرہ اور کسا سیہ

باغیوں کا فتحپور سیکری آنا - اور آگرہ میں ہندوستانی راجاؤں کی سپاہ کا لانا - ۴ جولائی کو کونسل کی تدابیر و تجاویز - کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت - باغیوں کا قریب آنا - ۵ جولائی - جنگ ساسیہ - برٹش سپاہ کا قلعہ میں آنا - قلعہ میں انگریزوں کا زندگی بسر کرنا - علی گڈھ - لفٹنٹ گورنر کی وفات +

باب چہاردہم ۱۸۱۷ء

ممالک شمالی و مغربی

سہارنپور کی سپاہ کا اضلاع میں بھیجنا - گوالیار کی سپاہ کے دستوں کا بغاوت کرنا - ضلع کے والنٹیر - سہارنپور - مظفرنگر - روہیلکھنڈ - ۳۱ مئی کو بغاوت کا ہونا - اصلی تیاریاں اور ارادے و عزم - میکنزی کے کام - محمد شفیع کا کرنیل میکنزی کو دغا دینا - خان بہادر خان - شاہجہانپور - چھاؤنی میں قتل - بدایون - مرادآباد - دوسرا امتحان - ۲۳ مئی کو تیسرا امتحان بریلی کی بغاوت کی خبر کا آنا - اور اسکا سپاہ پر اثر کا ہونا - شیکسپیر کا زمینداروں اور زمینداروں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا - بجنور کا چھاپا - ڈاکٹر شیکسپیر صاحب کا کنویں میں خزانہ کا ڈالنا - محمود خان کا خزانہ کے لئے بجنور آنا - پاور صاحب کا ضلع میں فساد مٹانا - بریلی کی بغاوت کا اثر بجنور پر - نواب کا بجنور میں آنا - بجنور میں نواب محمود خان کی عملداری - روہیلکھنڈ خان بہادر خان کی عملداری - فتح گڈھ کا پور کشتیوں میں بیٹھ کے فرنگیوں کا جانا -

نیٹو ی پولس کے ... کی بغاوت - پولس کے باغیون کا تعاقب سرہنری کے اندیشے کانپور
کے باب مین - باغیون کا چنہٹ پر آنا - جنگ چنہٹ - گورمنی کے لوگ کے پل پر سپاہ کا تغیر
کرنا - نتائج جنگ چنہٹ - [illegible] جوان کا چھوڑنا - ریزیڈنسی کے مورچے - ریزیڈنسی کی آبادی کی تفصیل
ایشیائی اور یورپین سپاہ کا مقابلہ - باغیون کے کام چنہٹ کی شکست کے بعد - مشکلات [illegible] ریزیڈنسی
مشکلات جنکا مقابلہ کرنا پڑا تھی - اول محاصرہ سے نکلکر باہر جانا - سرہنری لارنس کے مرنے کا حال جو
ولسن صاحب نے لکھا ہے - بریگیڈیر انگلس - میجر بنکس - ریزیڈنسی کا حال ۲ جولائی کا حملہ اول - میجر
بنکس کی وفات - مختلف مورچون پر باغیون کے حملے - انکی ... کام مین لائے - پہلی دفعہ ... کا آنا
اور پھر جانا اور جواب لانا - ۲۹ جولائی جھوٹی امیدین - ۲ اگست کو خبر کا آنا - ریزیڈنسی کی سپاہ کی
حالت سرنگون کا لگانا - باغیون کا اپنا بیٹری بنانا - ۱۰ اگست کو باغیون کا دوسرا حملہ محاصرہ سے نکلکر
لفٹنٹ بیوسن کا حملہ اور ساگو کی چوکی - انگد کا واپس آنا - انگد کا بیان اور ریزیڈنسی کا حال -
۱۸ اگست کو تیسرا حملہ مورچون کی بیرونی عمارت کا مسمار کرنا - برگیڈ میس - سرنگون کا لگنا - ۱۸ اگست
دشمنون کی بیٹری لکھنؤ دروازہ پر لگانا - انگد کا چٹھی لے جانا - تازہ سرنگون کا لگنا - ۳ ستمبر کو بھی
بیٹری بیلی دروازہ کا تباہ ہونا - محصور سپاہ کی حزم و احتیاطین - ۵ ستمبر کو باغیون کا چوتھا حملہ -
انگد کا خوشخبری لانا - ۲۲ ستمبر کو کمک کی سپاہ کا قریب آنا - کمک کا آنا اور ریلیف کا ہو جانا -
خلاصہ - ہندوستانی سپاہ نمکحلال محاصرہ لکھنؤ مین جانون کا زیان -

ضمیمہ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے ۸۶۰ -

نیل ہیولاک - اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا - کانپور کی ایک جانب مین سپاہ کے قیام کے مقام تجویز کرنا -
جنرل ہیولاک صاحب کا دریا سے پار اودھ مین جانا - سپاہ کی تفصیل - سپاہ کا آگے بڑھنا
اور اناؤ پر لڑنا - سپاہ کا آگے بڑھنا اور بشیر گنج کی پہلی لڑائی اور نتیجہ جنگ - جنرل ہیولاک کے
خیالات اور سپاہ کا گھٹنا اور جنرل کا واپس آنا - نیل صاحب کا کانپور مین - نیل صاحب پر جن خیالات
اثر کیا - خط و کتابت نیل اور ہیولاک کی - ہیولاک صاحب پر تھوڑی کمک کا آنا اور بشیر گنج کی
دوسری لڑائی - ہیولاک صاحب کا بشیر گنج سے دوبارہ مراجعت - بوڑھیا چوکی کی لڑائی اور جنرل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۹۷ ل	حاشیہ	چیزوان	چیزون
۷۹۷ ل	۱۲	پڑی	بڑی
۸۰۳ ل	۴	سٹرادین	سرادین
۸۰۳ ل	۶	ڈویٹران	ڈوہران
۸۰۶ ل	۱	رسیڈنسی	پریسیڈینسی
۸۱۱	۱	سوم	سیزدہم
۸۱۷	۹	چہارم	چہاردہم
۸۱۸ ل	۲۳	اس	امن
۸۲۳ ل	۷	تو	نہین تو
۸۲۶ ل	۲۰	وقت	اسی وقت
۸۲۷ ل	۱۲	اسکی	انکی
۸۳۱ ل	۲۰	انگریزی	انگریز
۸۳۲ ل	۱۲	نذرسنے	نذرلیتے
۸۳۳ ل	۱۴	کیا	کہنا
۷۹۶	۱۴	بہن	ملنے
۷۹۸	۱۶	عوض	غرض
۸۰۱	۲۳	ہنسن	ہینسن
۸۰۴	۱۶	کوجب	جب
۸۱۱	۲۲	ساتھ	ہاتھ
۸۱۳	۱۸	مہان	سلطان
۸۱۶	۲۰	ہندوستان	ہندوستانیون
۸۱۹	۱۴	اس کلام	کلام
۸۳۰	۱۲	سے	نہ لے
۸۶۶	۲۰	چوتھا	چوتھائی
۸۶۸	۳و۱	بیٹون	بیٹیون

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰۲	۱۹	ڈرا	اڈرانا
		حصہ سوم تاریخ بغاوت ہند	
۴	۱۷	سپاہیون	سپاہیون
۷	۲۰	سپیر	سیفیر
۸	۲۲	سنگوائین	سنگوائین
۱۴	۱۶	پرسات	برسات
۱۷	۱۴	اس	اس سے
۲۷	۱۳	سے	سے شق
۲۹	۹	نیکس	بنکس
۳۱	۱۶	اور سگے	اسکے ساتھ
۳۲	۱۶	پاس	پاس سے
۴۹	۱۶	راہبٹی	راہبتی
۵۴	۱۶	اسکی جگہ	اس جگہ
۵۷	۲۲	را	ڈا
۵۸	۶	سرابنڈنٹ	سپرٹینڈنٹ
۶۴	۲۲	لیورپ	لیورپ
۸۷	۲۲	بیگیج	+
۸۸	۱۹	عزا	غزا
۹۰	۲	ہوئی	ہوئین
۹۷	۱۲	ایا	دیا
۹۹	۳	پڑا	بڑا
۱۱۲	۱۴	ستو ہین	ستو
۱۱۲	۲۲	سر	نہ
۱۱۵	۴	سردربار	سب دربار
۱۲۰	۱۶	کے	کی

حصہ سوم

باب اول

لارڈ ڈیل ہوزی

۱۲ جنوری ۱۸۴۸ع کو کلکتہ مین نئے گورنر جنرل انگلستان کے مشہور مدبر لارڈ ڈیل ہوزی رونق افروز ہوئے اسوقت انکی عمر ۳۶ سال کی تھی اب تک ہندوستان مین ایسا کم عمر کوئی گورنر جنرل نہین آیا تھا۔ گو وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے انتظام کرنے کا تجربہ نہین لائے تھے مگر طبیعت رسا و فہم و ذکاوہ رکھتے تھے کہ تھوڑے دلون مین گورنمنٹ ہند کے رموز و اسرار سے ماہر اور اسکے کلیات و جزئیات سے واقف ہوگئے۔ انکے عہد ہشت سالانے یہان تینون موسمون گرمی جاڑے برسات کی کیفیت دکھائی نبرد آزمائی و معرکہ آرائی مین گرمی کی کیفیت و ہندوستانی رئیسون کے ساتھ انکے ملکون کی ضبطی مین اپنی سردمہری سے سردی کی سیر دکھائی اور رفاہ عام و آسائش عباد و معموری بلاد مین برسات کا تماشا دکھایا کہ سارے ملک کو نہال کردیا۔ انگریزی عملداری کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ اس مین لارڈ ڈیل ہوزی کے عہد حکومت کی برابر صلح و جنگ کے نیک شجر برابر پھلے ہون اور پولیٹکل واقعات عظیم پیش آئے ہون اور انتظام سلطنت کی ترقیان جلد جلد ہوئی ہون۔

سارے ہندوستان مین ان کے عہد حکومت کے اول چند مہینون مین امن امان رہا جب انہون نے اپنے جلیل القدر عہدہ کا کام لیا ہے تو یہان تجارت کی بڑی کساد بازاری تھی۔ کلکتہ مین بمبئی مدراس مین تاجر تجارت کیا کرتے تھے جو کھیلتے تھے آپس مین رشک و حسد کے مارے رقابت مین نمود و نمائش مین بہت بیجا صرف کرتے تھے اس سال مین انگلستان مین تجارت کے بازار کے مندا ہونے نے ہندوستان کی تجارت کو بھی ٹھنڈا کردیا تہا دہان کے ایک بڑے

بینک کے دوالہ نکلنے نے کلکتہ کے یونین بینک کا دوالہ نکالا تھا جس میں یہاں کے اچھے اچھے ساہوکاروں کی
لٹیاں بیٹھ گئیں۔
بڑے بڑے دولت مند مفلس اور ہزاروں کاریگر بیکار ہو گئے۔ انگریزوں کی ساکھ میں فرق آیا
گورنر جنرل نے اس حالت کو بگڑنے نہیں دیا خوب سنبھالا۔
لارڈ ڈلہوزی کی ابتدائی تدابیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ادنے ادنے باتوں پر بھی غور کیا کرتے
تھے انہوں نے حکم صادر کیا کہ گوروں کی ہر بارک میں پنکھے لگائے جائیں اور ان کے جھلنے کے
لیے قلی نوکر رکھے جائیں اور انکا سارا خرچ سرکاری خزانہ سے اٹھایا جائے۔ انکو اعلے درجے کے نوکروں
کی حاجت پر بھی خیال تھا کہ اپریل ۱۸۴۸ء میں حکم نافذ کیا کہ سرکاری کاموں میں مقدمات کی پیروی
کرنے کے لیے کل مجسٹریٹوں اور حاکموں کو خزانہ سرکاری سے پیشگی روپیہ معقول وجہ کے بیان کرنے پر
ملا کرے اور ہارنے کی صورت میں وہ ان سے واپس لیا جایا کرے۔
اول کمانڈر کے جنگلوں میں معاملات نے ہتھیاروں کی چمک دکھلائی مگر وہ آسانی سے فرو ہو گئی
بمبئی میں یہ واقعات رونما ہوئے کہ ستارہ کا راجہ فنا ہوا۔ قریب پیر کوٹلے کی کالون نے اپنا کالا منہ دکھایا
محکمہ خفیفہ کی عدالتیں بھی جاری ہو گئیں۔ مرہٹے ٹھگوں کے گروہ کے سردار نارکوجی ناگریا کے نامیا
نے پھانسی پائی اسنے اپنے ہمسایہ میں لیٹ اسکی بڑی اودھم مچائی تھی۔ ایک نیا فرقہ بدمعاشوں کا
لاہور اور انبالہ کے درمیان گشت کرتا تھا جہاں مسافروں کو تنہا بے پناہ دیکھتا انکا گلا چند روپیوں کے لیے
گھونٹتا انکے گروہ آٹھ یا چھ بدمعاشوں کے ہوتے تھے اپریل سے پہلے ایسے بیس گروہ نکالے گئے
اور ان سے زیادہ اور گروہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام میں چھپتے پھرتے تھے انکی تلاش میں لگا ہوا
جستجو ہو رہی تھی غرض پنجاب میں سب طرح سے ٹھگوں کی پکڑ دھکڑ میں اہتمام ہو رہا تھا۔
لارڈ ہارڈنگ جیسے جنگ میں مستقل مزاج تھے ایسے ہی فتح پانے کے بعد معتدل طبع تھے انہوں نے
سکھوں پر فتح حاصل کرکے مہاراجہ رنجیت کی مملکت میں سے بیرونی اضلاع کو جدا کر لیا اور پنجاب کو چھوڑ دیا کہ
اس میں مہاراجہ کے جانشین فرمانروائی کیا کریں اور یہ ارادہ کیا کہ کمسن راجہ کو شتر بے مہار سپاہ کے
ہاتھوں سے سلامت و محفوظ رکھیں۔ کل پنجاب کے ضبط کرنے میں جو صبر و تحمل گورنمنٹ نے اختیار کیا
وہ اسکا ایک تجربہ تھا مہاراجہ دلیپ سنگھ کی مہاراجگی کا اشتہار دیا گیا اور پنجاب ان کے حوالہ ہوا اندرج

[illegible]

مطلق العنان نے سلطنت مین ہل چل ڈالکر اُسکو فنا ہونے کے قریب پہنچا دیا تہا اُسکو تنبیہہ کی گئی اس اشتہار مین محمقند نے بیان کیا کہ اگر اس نیک وقت کو جسمین سکھون کی قوم کو فوجی بدنظمی اور بدنگی سے بچا دیا گیا ہے اسنے رائگان کیا اور انگریزی سپاہ سے اسنے از سر نو جنگ دشمنانہ اختیار کی تو آیندہ گورنمنٹ اپنے اغراض مفاد و سلامتی کے لیئے ضرورت اور عدالت کے موافق انتظامات و بندوبست کریگی پس اس اشتہار مین ایک امر مشتبہ بیان کیا گیا تھا جسکے نتائج پہلے ہی سے اپنا سایہ دکھلاتے تھے - غالباً یہ نظر آتا تھا کہ اس تجربہ مین کہ جسکا کرنا بمقتضاء انصاف مناسب تھا کامیابی نہین ہوگی پس آیندہ سلطنت کی بقا مشیت ایزدی کے موافق سکھون کے ہاتھ مین تھی کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ آپ کرلین اُنکو بتلا دیا گیا تھا کہ وہ اپنی قومی آزادی کو کس طرح قائم رکھ سکتے ہین اور کام کا سارا اختیار اُنکے ہاتھون کو دے دیا گیا تھا -

اسکے ماسوا لارڈ ہارڈنگ نے یہ ایک اور کام کیا تھا کہ ملک کی اندرونی انتظامات مین مداخلت کرنے سے کنارہ کشی کی تھی مگر اُنہون نے فوج محافظ مقرر کی جو زبردست سلطنت کی طرف سے زیردست سلطنت کی محافظت کرے اس انتظام کو انگریزی مین پروٹیکٹرایٹ کہتے ہین - اُنہون نے مہاراجہ کے دربار کو اختیار دیا کہ وہ اپنے دستور و آئین کے موافق بندوبست سلطنت کرین برٹش گورنمنٹ نے انکو سرکش سپاہ کے تحکم سے محفوظ کر دیا ہے انگریزی سپاہ کے موجود ہونے سے سکھون کی سپاہ خائف رہتی تھی اگر کسی وقت دربار مین کوئی صاحب دانش اور وطن سے محبت رکھنے والا پیدا ہوتا تو وہ سکھون کی سلطنت کو انگریزی فوج کی محافظت کی بڑی جوکھون سے نکالکر مدتون تک اُسکو زندہ و سلامت رکھتا مگر کوئی شخص ایسا پیدا ہی نہین ہوا کہ حکومت کرنے کی قابلیت اور منتظم ہونے کی لیاقت رکھتا - برائے نام ریجنٹ (نائب السلطنت) مہاراجہ دلیپ سنگھ کی ماں تھی مشرق و مغرب مین بہت سی عورتین ایسی ہوئی ہین کہ انہون نے وہ کام کیئے ہین جو مرد بادشاہون سے بہی نہین ہوسکے مگر ایسی عورتون مین سے دلیپ سنگھ کی ماں نہین تھی - یہ کہنا سچ کے خلاف نہین ہے کہ وہ اپنی ذات سے بہ نسبت ملک کے زیادہ محبت رکھتی تھی وہ اپنی قوم کے سر پر ایک بد بلا تھی یہ اسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی پسند سے اپنا وزیر جسکو چاہے مقرر کرے سوا اسنے ایسا وزیر اپنی پسند سے مقرر کیا جسنے سکھون کی سلطنت کو

خودکشی کا صدمہ پہنچایا بیشک ایسی ضرورت کی حالت مین وزارت کے کامون کے لیے کسی
ایسے دانشمند کا مقرر کرنا نہایت مشکل تھا جو اسکے لیے موزون و موضوع ہوتا - مگر جب سرے سے
بہت سے دانشمند آدمی موجود ہی نہ ہون تو انمین کسی دانشمند کا انتخاب ہی نہین ہو سکتا آوہ کا
آوہ ہی بگڑا ہوا تھا - والدہ دلیپ سنگہ نے اپنا عاشق زار لال سنگہ وزارت کے لیے پسند کیا -
لال سنگہ سے دونو دربار و رعایا کو نفرت تھی اس لیے اسکی وزارت نہین چل سکتی تھی اگر وہ
قابل اور دیانت دار بھی ہوتا تو یہ وقت ایسا تھا کہ اس مین اسکی وزارت کا کام نہین چل سکتا
تھا غالباً وہ پنجاب مین مستحکم سکھ گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیے بدتر نالائق
وزیر تھا مگر اسکے حق مین یہ انصاف بھی کرنا چاہیے کہ اسکے آگے کیسی کیسی دقتین پیش آئی تھین
سپاہ بیقرار جاگیرین ضبط ہوگئی تھین خزانہ خالی پڑا تھا جسکا اندیشہ تخفیف پیہم از پیہ تھا لال سنگہ مین بجاے ضعفات
کہان تعین کردہ ہیچ آمیز حاجتون کے دفع کرنے کے لیے فروتنی اختیار کرتا اور سلطنت کی اشد
ضرورتون کے دور کرنے کے واسطے اپنے تئین فدا کرتا - اگرچہ اس ملک مین پولیٹکل نیکی
کم لوگ سمجھتے ہین مگر وہ کسی مستقل طریقے کو قومی بہبودی و بھلائی کے لیے اختیار کرتا یقینی
لوگون کے ذہن مین اسکی نسبت کسی تعظیم کا خیال پیدا ہوتا مگر وہ تو یہ غضب کرتا تھا کہ اور ملک مفلس کے
اپنے تئین متمول کرتا اپنے رشتہ دار اور دوستون کی حرص و آز پورا کرنے کے لیے بھلے مانسون پر
دست درازی کرکے تباہ کرتا وہ حکمرانی محض اسلیے کرتا کہ عز و جاہ حاصل ہو خود بدنہاد آدمیون سے
یارانہ رکھتا تھا کہ اسکی شہوت پرستی و نفس پروری کے کام نکالین وہ انگریزون کے دلون کے خوش
کرنے کے واسطے انکی نہایت آؤ بھگت و تواضع و تعظیم کرتا کہ وہ اُسے دیکھ کر ششدر رہ جاتے تھے
تمام سپاہ محفوظ کی خاطرداری مین مکارم اخلاق کو دکھاتا مگر وہ اس امر واقعی کو کسی طرح مخفی نہین
رکھ سکتا تھا کہ اسکی وزارت سے سکھون کی مستحکم و ہموار گورنمنٹ نہین قائم ہو سکتی -
برٹش گورنمنٹ کے ذمے لال سنگہ کی وزارت کی ناکامیابی کی جوابدہی کچھ نہین تھی اس کو
وزارت کے لیے رانی نائب السلطنت نے پسند کیا تھا انگریزی گورنمنٹ کو بے چون و چرا
اسلیے پسند کرنا پڑا تھا کہ عہدنامہ کے بموجب وہ لاہور کی سلطنت کی اندرونی نظم و نسق مین کسی
قسم کی مداخلت اور دست اندازی نہین کر سکتی تھی مگر اب سنگینون کی نوک سے بدلگام حکمران اور

زشت کردار وزیر کو سہارا دیتے تھے اسلیئے وہ ان کی بدکاریون کی معاون تھی اگر یہ انکو سہارا نہ ملتا تو وہ مدت تک زشت افعال کے مرتکب نہین ہوسکتے تھے عہد و پیمان صرف سال حال کے لیئے تھا اس تھوڑی مدت مین بہت کم احتمال یہ تھا کہ لال سنگ تمام ان مشکلات اور خوفون کو جو اُسکے منصب وزارت کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے بہادرانہ پایاں اڑا دیگا۔

بہت جلد یہ بات ظاہر ہوگئی کہ لال سنگ جیسا اپنے ملک کے ساتھ جھوٹا دغا باز تھا ایسے ہی وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تھا جسکا حال ہم نے مفصل گلاب سنگ و امام الدین و کشمیر کے معاملات مین لکھا ہے جسکا نتیجہ یہ تھا کہ وہ وزارت سے معطل ہوا و مقید ہوکر جلا وطن ہوا اسکی معزولی کے ساتھ سعاتجربہ اول ختم ہوا جو قومی آزادی کی بنا پر سکھون کی استوار و مستحکم گورنمنٹ کے دوبارہ قائم کرنے کے لیئے کیا گیا تھا۔

اب ایک دوسرے تجربہ کا امتحان شروع ہوا۔ پنجاب مین ایک پنجابی بھی ایسا نہ تھا کہ جس کے ہاتھ مین عنان سلطنت بے خوف و خطر دے دی جاتی جیسی کہ انگریزی فوجی قوت اس لیئے درکار تھی کہ سکھونکی دنگئی فوج کو ڈراتی و دباتی رہے ایسی ہی انگریزی فراست و کیاست و دانش کی حاجت اس وجہ سے تھی کہ وہ سکھون کی غلبط صلاح و مشورون کو پاکیزہ بناے لارڈ ہارڈنگ کے سامنے ایسے معاملات پیچ در پیچ پیش آئے کہ انکو مجبوری اپنی پہلی رائے کے خلاف حکم دینا پڑا کہ برٹش گورنمنٹ سکھون کی سلطنت کے معاملات اندرونی مین مداخلت کرے اور سکھون کی گورنمنٹ خودکشی سے یون بچائی جائے کہ ایک پنجابی گورنمنٹ مقرر ہو جسکا پریسیڈنٹ ایک انگریز ملکی مقرر ہو۔ خالص پنجابی گورنمنٹ کی جو کھون پھر نہ اٹھائی جائے پس انہون نے ایک کونسل ریجینسی مقرر کی جسکا پریسیڈنٹ انگریزی رزیڈنٹ مقرر ہوا جسکے معنے یہ تھے کہ پنجاب کا اصلی دوان برٹش رزیڈنٹ ہوا۔

یہ پنجاب کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ اسکی گورنمنٹ کے اول پریسیڈنٹ کرنیل ہنری لارنس صاحب مقرر ہوئے۔ اس پاک نفس کی ذات اوصاف حمیدہ اور خصائل جمیلہ کی جامع تھی ان مین بڑا کمال یہ تھا کہ اسنے مشرقی خصائل کو جو مغربی خصائل سے غیر ہوتی ہین اس طرح سے مطالعہ کیا تھا کہ وہ اُن کے کامون کی نیت و علت کو فوراً سمجھ جاتا تھا وہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا قائم مقام مقرر ہوا اور

سلطنت کے پرانے کاردار میں بالکل مختار تھا اس کے ماتحت بہت سے انگریزی اور سکھ گورنمنٹ کے پرانے افسر تھے جو انکی ہدایتوں اور حکموں کے موافق کام کرتے تھے - بظاہر انکے انتظام و بندوبست سے سب راضی خوشی معلوم ہوتے تھے اور رانی اور اسکا عاشق زار و دونو اپنا انتقام لینا چاہتے تھے ١٨٤٧ء میں پولیٹکل افق پر کوئی گھٹا نہ تھی کونسل ریجنسی ہنری لارنس کے ماتحت اسطرح گورنمنٹ کاموں کو انجام دے رہی تھی کہ سب جگہہ ملک میں امن امان تھا انتظام ہوتا جاتا تھا - سکھوں کی سپاہ اپنی قسمت پر راضی خوشی بیٹھی ہوئی تھی اسکے انگریزی افسر اسکے فائدوں اور آسائش اور آراموں کے لیئے بڑی کوشش کرتے تھے وہ بتدریج اپنی اطاعت ڈسپلن کی عادت ڈالتی جاتی تھی - انگریزی افسر لاہور پشاور اٹک جو - ہزارہ میں سکھوں اور پٹھانوں کی جمعیتوں کو قواعد چپ چاپ سکھاتے تھے اور سکھوں کے اعلے عہدہ داروں کو نیک گورنمنٹ کے سبق پڑھاتے تھے کرنیل ہنری لارنس کی عقل دور اندیش جانتی تھی کہ یہ ساری ظاہری جلوہ نمایان میں باطنی حالت کچھ اور ہی ہے - خالصہ کی شکستہ حال سپاہ اپنی اگلی شکستوں کو یاد رکھتی ہے وہ یہ خیال کر رہی ہے کہ ہم اپنی کھوئی ہوئی عظمت و شان کو پھر حاصل کرینگے ہماری مرد اسی میں پھر زندہ ہوکر ہم سے ایسی ہی کوشش کرائینگے کہ ہم کامیاب ہونگے -

انگریزی قوم کو اپنے نفس سے ایسی محبت ہے کہ ہندوستان میں سب جگہہ اپنی استیلا و استقلال کی مداخلت کو یہ یقین کرتی ہے کہ ہندوستانی اسکو اپنے لیئے بڑی برکت اور نعمت سمجھتے ہیں اسی سبب سے بے خود غلط ہو کر مغالطہ اور دہوکہ میں آ جاتی ہے مگر ہنری لارنس اس دھوکہ میں کب آنے والا تھا اسکی عقل دور اندیش خوب سمجھتی تھی کہ خواہ ہم کیسی ہی نیک نیتی و صلح جوئی سے کام کرین مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ یہان انگریزی سپاہ مقیم ہو اور اسکو خالصہ سپاہ دیکھکر دل میں جلے نہیں اور سکھوں کے دربار کی جگہہ انگریزی افسر کام کرین وہ اسکو دیکھکر حسد و بغض و انتقام کے دلپنے ہوں یہ سبب ہے کہ یہ امن امان بظاہر نظر آ رہا ہے آئندہ حال خدا کو معلوم ہے بالفعل تو سب طرح خوش حالی نظر آتی تھی اور اسکے قائم کرنے میں انگریزی عہدہ دار بہت ساعی تھے سول کے انتظام میں جب ہی انگریزی مداخلت ہوئی تھی کہ رعایا کی کثرت منفعت کے لیئے اسکی اشد ضرورت ہوتی تھی - رزیڈنٹ کے ماتحت زیادہ تر بڑے بڑے لائق افسر صاحب سیف و القلم تھے جنکے نام ذی یہ ہیں ایڈورڈس

[illegible]

نکلسن ریسے ٹمپلر۔ لیک۔ لمسڈن۔ ہیچر۔ جارج لارنس جیمس ایبٹ اور سول افسر تھوڑے سے
بہت تھے جنکے نام ونیس اگنیو اور ٹھرکوکس تھے۔ انہین بعض افسرون کے کارہاے نمایان سے
تاریخ بھری ہوئی ہے۔ گورنر جنرل اور رزیڈنٹ اور اس کے افسر سرتاپا انسانیت کی روح بن رہے
تھے بچہ کشی ستی و بردہ فروشی کی جان نکال رہے تھے۔ زراعتی اضلاع مین بیگارین رعایا کے گرفتار
ہونے کے دستور مسمار رہے تھے۔ دیوانی و مالی قوانین و آئین کو رعایا کی بہبودی و آسودگی کے لیے کامیابی
کے ساتھ از سر نو تبدیل و ترمیم کر رہے تھے پرمٹ وکسٹم محصول کے نئے قواعد بنائے گئے تھے جنسے
رعایا کو بہت فائدے حاصل ہوتے تھے مالگزاری اراضی بڑھانے کے جائز قاعدے بنائے
گئے تھے اور بے ضرورت خرچ تخفیف مین اسطرح آئے تھے کہ سررشتون کی کارروائی مین کوئی خلل نہین آتا
تھا اس سبب بڑی بچت ہوتی تھی اور کسی کارروائی مین خلل نہین آتا تھا اہل زراعت کی مدد کی جاتی تھی کہ وہ کنوئین
بنائین اپنی اراضی مین آبپاشی کرین اور اپنی زراعت کے پیداوار کو بڑھائین جس سے انکو خود بھی فائدہ پہنچے اور سرکار کو بھی نفع حاصل ہو
اہل زراعت کے لیے نفع رسانی کا یہ سامان تیار ہو رہا تھا سپاہ کی خوشحالی کے لیے یہ قاعدے
مقرر ہوئے تھے کہ انکو تنخواہ اور پنشن باقاعدہ ملا کرے اور انکو یقین دلایا جائے کہ غارتگری سے
جو فائدے بے قاعدہ حاصل ہوتے تھے اب انسے زیادہ فائدے وقت پر تنخواہ ملنے سے اور
ان کے حال پر انگریزون کی شفقت و عنایت کرنے سے حاصل ہونگے۔

جتنا برس بڑھتا گیا اتنی خوشحالی بڑھتی گئی اس مین کچھ کمی نہین آئی جون مین رزیڈنٹ نے رپورٹ
بھیجی کہ سپاہی جو موقوف ہوئے تھے انہین سے اکثر ہل چلانے اور پیشہ حرفہ کرنے لگے ہین اور
اہل زراعت کو برٹش حکومت سے روز بروز زیادہ فائدے پہنچتے ہوئے نظر آتے ہین لیکن
لارنس صاحب نے اس امر واقعی کو بھی دیکھ لیا کہ اگرچہ پنجاب مین ایک حشر برپا کرنے کا عزم شکستہ
ہوگیا ہے مگر وہ مردہ نہین ہوا سب طرف بہت سے شرارے اڑ رہے ہین جب انکو کوئی
ایسی جگہ ملجائیگی جسمین جلنے کی قابلیت ہوگی تو شعلہ انگیزی ہونے لگیگی انہون نے لکھا کہ اگر
ہر سردار اور سکھ دانائی اور بے ریائی سے جو اسکی تمام مراسلت سے عیان ہوتی ہے یہ اقرار
کرے کہ مین اپنے ملک کی پست حالی سے راضی ہون تو ہماری بڑی نادانی و حماقت ہے کہ اسکی
بات کا یقین کرین اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس مین شبہ کرین کہ اس گروہ مین سے جو ہماری

تعریف مین بڑا غلو کرتی ہے بہت سے آدمی ایسے ہین کہ وہ ہماری فتح کی برداشت نہین کر سکتے مستفید
وہ ہماری اطاعت مین آتے جاتے ہین استفیدا اپنے زوال حکومت پر طیش آتا جاتا ہے۔ ہمارے
کیمپ مین ایسے آدمیون کی کمی نہین کہ وہ سر ہلا ہلا کر کابل کے حادثۂ عظیم کا ذکر کرتے اور پیشین گوئی
کرتے ہون کہ انگریزون کا یہان بھی قتل عام ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کابل مین ہوا تھا اور انکو بھی مصائب
یہان پیش آئین گے جو وہان آئے تھے۔ مگر پنجاب و کابل کی حالتین متشابہ و مشابہ نہین ہین کابل مین انگریزی
عہدہ دارون کو غالب خیال یہ تھا کہ وہ امن و عافیت مین ہین مگر پنجاب مین انگریزی عہدہ دار انکو
یہ یقین نہ تھا کہ ملک کا بندوبست ہو گیا ہے اور ہم نے جو پنجاب پر قبضہ کیا ہے وہ رعایا اور سردارون
و امیرون کو پسند ہے اگرچہ بفضل الٰہی وہ ایسی بہترین کوشش کرتے تھے جو کامیابی کی مستحق تھین
مگر وہ یہ خوب جانتے تھے کہ ہم جن امیدون مین بیٹھے ہین وہ ایک نہ ایک دن خاک مین ملینگی اور
اور سارے تجربون میں ہمین ناکامیابی ہوگی۔ وہ اپنی خوش حالی مین بداقبالی کی ساعت سے
مقابلہ کرنے کو آمادہ رہتے تھے انگریزون کے پیچھے کوئی کھٹکا ایسا لگا ہوا نہ تھا جیسا کہ مہارانی
والدہ دلیپ سنگھ کا وہ بڑی بے چین طبیعت کی رانی تھی وہ جانتی تھی کہ انگریزون نے مجھے
حکومت سے محروم کیا ہے اور مجھے عاشق زار سے مہجور کیا ہے وہ میرے بیٹے کو دست
بدست کی کاٹ کی پتلی بنا رہے ہین سبب اسکے انگریزون سے سخت نفرت قلبی تھی وہ انگریزون
کی آنکھ بچا کر لاہور مین وہ ریزیڈنٹ کے قتل کی سازش کرتی تھی مگر وہ مخفی نہ رہتی تھین کمال مطابق انکے
جسکی سزا اسکو یہ دی گئی کہ وہ شیخوپورہ مین جو سب سے زیادہ پرامن حصہ ملک کا سالانہ ان کی
آبادی کا تھا جلاوطن کی گئی جب اسکے بھائی نے لاہور سے جانے کا حکم سنایا تو وہ غصہ مین
بیچین بہین ہوئی اور سفر کے لیے جلد تیار ہوئی۔

اب ایک بڑا تغیر یہ ہوا کہ لارڈ ہارڈنگ ولایت روانہ ہوئے اور لارڈ ڈلہوزی ان کی جگہ
گورنر جنرل مقرر ہوئے اور سر ہنری لارنس بھی ان کے ساتھ ولایت گئے۔ مارچ مین ان کی جگہ
سر فریڈرک کری آئے۔ لارڈ ہارڈنگ ایک لائق سپاہی لڑنے والے اور ایک لائق سیاسی
مدبر تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ پنجاب کا جو تعلق برٹش سے ہوا ہے وہ سکھون کے لئے ایک
برکت اور نعمت ہو اور انکی قومی آزادی برقرار رہے یہ انکی سچی دلی تمنا تھی اس مین کوئی پولیٹکل

اپنے پیچ نتھا یہہ بات نتھی کہ فقیر ڈالتا ہے کچھہ اور نکالتا ہے کچھہ۔

لارڈ ڈلہوزی نے دیکھا کہ پنجاب مین ہر ایک طرح سے امن و عافیت ہے اسپر یہہ نیا سال سنہ ۱۸۴۸ء بڑا مبارک آیا ہے انگریزی افسر بذری لارنس کے شاگرد رشید ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیے بڑا اہتمام کر رہے ہین۔ ہر ضلع مین بندوبست مالگزاری ہو رہا ہے ملک کے لیئے دیوانی۔ فوجداری مالی دستورالعمل تیار ہوگئے ہین غرض پنجاب کی حالت ایسی تھی کہ گورنر جنرل نے ولایت کی چھٹیون مین لکھا کہ مین پنجاب کی حالت سے مطمئن و رضامند ہون مگر تھی مین پنجاب سے ایسی خبرین کلکتہ گئین کہ انکو پریشانی آمیز مکاتبت کرنی پڑی۔

ستمبر ۱۸۴۴ء مین ملتان کے لائق اور مستعد دیوان ساونمل کو ایک آدمی نے جان سے مار ڈالا اسکی جگہ اسکا بیٹا مولراج گدی پر بیٹھا۔ مولراج نے یہہ بڑی شہرت پائی کہ وہ حکمرانی مین بڑا صائب الرائے اور روشن خیال اور منصف مزاج ہے اسکی یہہ شہرت بھی ہوئی کہ وہ بڑا دولتمند ہے۔ اس ملک مین دولتمندی کی شہرت بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ لوگون کو یقین تھا کہ ساونمل نے بھی ملتان مین بڑے خزانے دولت کے جمع کیئے ہین جب اسکا بیٹا جانشین ہوا تو لاہور کے دربار نے اس سے جانشینی کا نذرانہ ایک کروڑ روپیہ مانگا مولراج نے عذر کیا کہ مین یہ زر کثیر نہین ادا کرسکتا مگر پھر آپس مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جو روپیہ پہلے مانگا گیا ہے اُسکا پانچوان حصہ مولراج ادا کرے یہہ روپیہ وہ ادا کردیتا اگر پنجاب مین ہل چل نہ پڑجاتی اور دربار پریشان حال نہ ہوتا جب سکھون کی گورنمنٹ دوبارہ قائم ہوئی تو مولراج سے نذرانہ کا اٹھارہ لاکھ روپیہ اور خراج کی باقیات کا روپیہ طلب کیا گیا کہ وہ لاہور کے خزانہ مین داخل کرے گا تو وہ ملتان مین اپنی دیوانی پر بدستور مقرر رہے گا اگر اس روپیہ کے ادا کرنے مین دیر لگائے گا تو سپاہ اُس پاس بھیجی جاویگی کہ وہ بالجبر روپیہ وصول کرے۔ مولراج نے اس روپیہ کے ادا کرنے سے انکار کیا۔ سپاہ بھیجی گئی اُسنے جھنگ پر مولراج سے شکست پائی جس کے سبب سے اسکی دیوانی کے علاقہ سے ضلع جھنگ الگ کرلیا گیا اور باقی ملک پر تہائی خراج بڑھایا گیا۔ جب اس طرح دھمکایا گیا تو اُسنے برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ اس معاملہ مین مداخلت کرکے اسپر مہربانی کرے وہ اپنی ثالثی سے اسکا فیصلہ کردے اُسکو مین منظور کرونگا نتیجہ اسکا یہ تہا کہ ۱۸۴۷ء کے موسم خزان مین مولراج لاہور مین آیا اور اسنے وعدہ کیا کہ جسقدر روپیہ کا

دریا کی راہ سے گئے اور سپاہ خشکی کی راہ سے اسلیئے افسرون اور سپاہ مین راہ مین کوئی اتحاد و موانست نہین پیدا ہوئی جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا۔ ۱۸۔اپریل کو یہ دونو لشکر ملتان کے قریب عیدگاہ مین جسکا ایک حصہ بنا ہوا تھا خیمہ زن ہوئے اس تاریخ سولراج انگریزی افسرون سے بڑی فروتنی اور انکسار کے ساتھ ملا اور یہ انتظام کیا گیا کہ دوسرے روز نئے دیوان کو قلعہ حوالہ کیا جائے۔

۱۹۔اپریل کو کھن یا کھان سنگھ کے ساتھ دونو انگریزی افسر قلعہ مین گئے مولراج گھوڑے پر سوار انکے ساتھ تھا اسنے انگریزی افسرون کو قلعہ کی کنجیان حوالے کین قلعہ کی محافظت دو گورکھون کی کمپنیون کو سپرد ہوئی اور مختلف مقامون پر نئے دیوان کا پہرہ بٹھایا گیا اور قلعہ مین جو ملتانی سپاہ پہلی تھی اسکو جمع کرکے اگنیو صاحب نے انسے خوش گن باتین بنائین اور انکی بدستور نوکری رکھنے کا وعدہ کیا جب سب طرح کا انتظام ہوگیا تو کھان سنگھ کے گروہ نے اپنے کیمپ کی طرف راہ لی قلعہ کے باہر کے دروازہ کے نزدیک خندق پر جو سپاہی کھڑے ہوئے تھے انہین سے ایک سپاہی نے جسکا نام امیر چند تھا اگنیو صاحب کے بازو کے نیچے نیزہ مارا۔ وہ اپنے شائستہ گھوڑے سے گرے صرف اُن کے پاس لکڑی ہتھیار تھا جسسے انہون نے اس لچے حملہ کرنے والے پر ضرب لگائی اسنے مدد کے آنے سے پہلے تین دفعہ آنپر تلوار کا وار کیا اس اثنا مین سولراج اپنے گھوڑے کو اپکاکر اپنے خاص عام باغ مین اپنی جان بچانے کے لیے یا دغا دینے کے لیئے چلا گیا۔ کھان سنگھ و رنگ رام سولراج کے رشتہ دار نے ہاتھی پر اگنیو صاحب کو ڈالکر عیدگاہ مین پہنچایا۔ سولراج کے سوارون مین سے ایک سوار نے لفٹنٹ انڈرسن کا تعاقب کرکے سخت زخمی کیا اور مردہ جانکر چھوڑکر چلا گیا گورکھی سپاہیون نے انکو ڈولی مین ڈال کر عیدگاہ مین پہنچایا۔ اگنیو صاحب نے اس حال مین بھی اپنی خستہ حالی اور اپنی جان جوکھون کی رزیڈنٹ کو رپورٹ بھیجی اور جنرل کورٹ لنڈ کو ڈیرہ اسماعیل خان مین اور لفٹنٹ اڈورڈس کو بنون مین اطلاع دی۔ ان اشراف زخمیون کو امید تھی کہ عیدگاہ مین ہم اپنی محافظ سپاہ سے دشمنون سے مقابلہ جب تک کرین گے کہ ہماری امداد آجائیگی مگر انکی سپاہ نے اپنی نامردی سے یا دغابازی سے اپنی امید مین انکو ناامید کردیا۔ اگنیو صاحب نے اس اپنی روحانی و جسمانی تکلیف مین بھی اپنے دل کی مضبوطی کو دکھایا کہ انہون نے سولراج کو لکھا کہ اس دغابازی کا سبب بتلائے اور مجرمون کے گروہ کو

گرفتار کرکے ہمارے حوالے کیجیے یہی لینے اور مہربان کرنے کے لیے لکھا گیا کی نسبت ہم کو اس سازش میں شریک ہونے کا ذرا بھی شبہ نہیں مولراج نے اسکے جواب میں لکھا کہ قلعہ کی سپاہ ساری سرکش ہو گئی ہے نہ میں مجرموں کو حوالہ کر سکتا ہوں نہ خود آ سکتا ہوں بہتر ہو گا کہ آپ اپنی امان کے لیے خود سامان کر لیں ایک دن تک قلعہ اور عیدگاہ کے درمیان گولہ اندازی ہوتی رہی عیدگاہ میں تھوڑی سی سپاہ تھی وہ بھی بھاگ گئی۔

۲۰۔ اپریل کی شام کو ایک حبشیوں کا گروہ جل جاتا اس شوق میں کہ جو کام بعض نے ایک دن پہلے پہلے شروع کیا ہے اسکو پورا کرے در عیدگاہ کی ڈیوڑھی کے اندر داخل ہوئے وان انڈیسن صاحب نزع کی حالت میں پڑے ہوئے تھے اور اگنیو صاحب سے جو انکی نسبت کم زخمی تھے وداع ہونے کے لیے ہاتھ ملا رہے تھے۔ اس گروہ نے اول حملہ اگنیو صاحب پر کیا پہلے انکو خوب گالیاں دیں [illegible] بعد اس نکال اور پھر مدھ سنگھ نے قتل کے لیے تلوار اٹھائی اگنیو صاحب نے آخر الفاظ یہ کہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو مجھے مار مگر میری موت کا انتقام لینے والے انگریز بہت ہیں۔ تلوار کے تیسرے وار میں انکا سر تن سے علیحدہ ہوا انکے زخمی دوست بھی نصف درجن تلواروں کے زخموں سے فنا ہوئے انکی نعشیں [illegible] کپتان [illegible] ہوئے اور طرح طرح کی انکی تضحیک کی گئی۔ مردوں کے سر مولراج کے قدموں میں ڈالے گئے اور آدمیوں نے انکو ٹھکرایا [illegible] وارث ملی تھی اور وہ [illegible] لٹکائے گئے انکے جسم بے سر قبروں میں دفن ہوئے قبریں بھی دو دفعہ [illegible] کی گئیں [illegible] کفن اتار لیا۔

یہ تحقیق نہیں ہوا کہ اس کام میں مولراج کا کس قدر حصہ تھا آدمی کے دل کی اندرونی بات تحقیق نہیں معلوم ہوتی اور انگریزوں اور ہندوستانیوں کے دلوں میں تو ایسا تفاوت ہے کہ ہمیشہ ان کے دلوں کی باتوں کے سمجھنے میں آپس میں غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔ یہ باتیں تو بتاتی ہیں کہ مولراج نے سازش خود بنائی تھی نہ اسکو آگے بڑھایا تھا اگر امرت سر میں اور بنارس میں اپنا روپیہ امانت رکھا تھا اور [illegible] کی اقبات کا [illegible] اس بلوہ کے شروع میں [illegible] اور اسکی ظاہری درخواست یہ تھی کہ اسکا اپنے عہدہ کی خدمات سے رخصت دی جائے جان لارنس اس بات پر یقین کا اقرار کرتے ہیں کہ اس سال کے اپریل کے مہینے تک اسنے جو درخواست رخصت کی خوشی سے چند مہینے پیشتر کی تھی اس سے

مولراج کا الزام سازش میں شرکت سے [illegible]

ہٹنے کا ارادہ اُسنے نہین کیا پہلے دسمبر مین لارنس صاحب سے بھی درخواست پیش کی تھی کہ میری طاقت ایسی گھٹ گئی ہے اور دل ایسا بیٹھ گیا ہے اور صحت ایسی بگڑ گئی ہے کہ مجھ سے اپنے عہدہ کا بار اُٹھ نہین سکتا اس سے مجھے رہائی دیجیے اور استعفا لیجیے اور اس استعفی کو لاہور کے دربار سے مخفی رکھیے۔ وہ چاہتا تھا کہ مین چپ چاپ انگریزون کو ملتان کا صوبہ حوالہ کر دون مگر یہ راز جو لارنس نے مخفی رکھا تھا اور استعفی کا حال کھلنے نہین دیا تھا وہ بدنصیبی سے فریڈرک کری صاحب کے آنے سے کچھ دیر کے بعد اسطرح کھلا کہ انگریز کے آنے سے پہلے جسکو یہ صوبہ چپ چاپ حوالہ کیا جاتا تا ایک سکھ سردار دیوان مقرر ہو کر ملتان مین لاہور سے آیا کہ وہ ایک عام پسند دیوان مولراج کی جگہ مقرر ہوا اور وہ اسیر ایسے شخص تشنیع کرے جیسے کی سخت نہین کرتا ہے۔

اب اسکے برخلاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سکھ کے قائم مقام ہونے سے جو مولراج کے دل مین شعلہ غضب اوٹھا تھا اسپر انگریزون کی ملاقات نے اور پنکھا جھلا۔ ۱۸- کو جو انگینیو صاحب سے ملاقات ہوئی تھی تو انہون نے مولراج سے صرف سال گذشتہ ہی کا حساب نہین مانگا بلکہ گذشتہ چھ سالون کا حساب طلب کیا یہ اسکی امید کے برخلاف تھا وہ یہ جانتا تھا کہ مجھ سے صرف ایک سال کا حساب مانگا جائیگا اسلیے وہ بہت ناک بھون چڑھا کر اور ناراض ہو کر صاحب کے پاس سے چلا گیا۔ اسوقت سے اسکے سینہ مین انتقام و کینہ کے خیالات کا جوش اٹھا جس ان مقتول افسر تلدہ مین گئے ہین تو اسنے انکو سمجھایا کہ اب اپنے ساتھ کے محافظ سپاہیون کو کم کر دیجے مگر جب ان سے اپنے محافظین کے گھٹانے کی درخواست کی گئی تو اسکے ماننے سے انکار کر دیا۔ بہر نہج یہہ صاف معلوم دیتا ہے کہ اسنے مجرمون کو گرفتار کرنے مین اور انکو جرم سے باز رکھنے مین کچھ کوشش نہین کی اور اُسنے اپنے ملازمین کو سزا نہین دی بلکہ انعام دیا جب گودر سنگھ انگینیو کا سر کاٹ کر مولراج کے پاس لایا تو اسکو ایک ہاتھی اور بہت سا روپیہ اور صاحب ممدوح کا گھوڑا انعام دیا ان افسرون کے مقتول ہونے سے پہلے نہ پیچھے اسنے ایمانداری سے یہہ کوشش کی کہ اسکے تام پر جو یہہ الزام لگایا گیا تھا اسکو مٹائے۔ اسنے صرف ایک خط ۱۹- کو لکھا جسمین اس نے اپنے تئین یون بچایا کہ ذنگی و مفسد سپاہ نے مجھے دہمکیان دے کر بالجبر آپ کی ملاقات سے روک رکھا ہے۔ اب بجاے اسکے کہ وہ ان افسرون سے ملاقات کرنے جاتا اپنی مان پاس گیا

کرین گے سو بعض اضلاع بیرونی کی وحشت ناک خبرین مخفی عداوت کی ایسی آہی تعیین کردہ اس
پیشین گوئی کی تصدیق کرہی تھین انگریزون کی بھڑکانے والی مداخلت سے سکھ ایسے کھیانے
ہوتے تھے کہ قریب تھا کہ سب ملکر انگریزون کے خارج کرنے مین کوشش کرین رزیڈنٹ نے عمدہ
افسرون کا ایک گروہ پنجاب مین ایسا مقرر کیا تھا کہ کسی اور افسرون کے گروہ نے اسکی برابر بہبودی
انام و رفاہ عام مین کوشش کی ہوگی۔ اس مین کچھ شبہہ نہین کہ انہون نے اپنا کام بڑا شوق و محنت
و جانفشانی سے کیا اور اس مین مشقت شاقہ اپنے اوپر اٹھائی وہ خیر اندیشی نے جو عیسائی مذہب
کے ساتھ مخصوص ہے یہہ طبع بشری کا مقتضا ہی نہ تھا کہ اگر انگریز ایسے کام کرتے کہ وہ سکھون کو
خوش گوار معلوم ہوتے تو وہ اُن کے کرنے والون سے موانست کرنے لگتے انگریز تمام دنیا کے
حصون مین حکمرانی کرنے کے عادی ہین اور ہر رنگ و ہر مذہب کے آدمیون کے معاملات مین مداخلت
کرتے ہین انکی مداخلت غالباً جو عام ناپسندی و ناراضی پیدا کرتی ہے اسکے جاننے مین سہل انگاری
کرتے ہین وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ اگر ہمارا مقصد نیکی کرنا ہے تو ضرور ہمکو اعتبار حاصل ہوگا وہ یہ نہین
خیال کرتے ہین کہ ہمارے خیر اندیش طریقے بھی مثل ہماری گول ٹوپیون و کوٹ پتلون کے قومی مذاق
کے موافق نہین ہوتے اور اگر وہ موافق ہون تو بھی اجنبیون کی مداخلت بالکل ناگوار اور بدمزہ معلوم
ہوتی ہے اس مین شبہہ نہین کہ پنجاب مین جو انگریزی افسر مقرر ہوئے انہون نے نہایت شوق سے
پنجابیون کی بھلائی اور بہبودی کے لیئے کام کیئے مگر پنجابیون کو تو انکا ہونا ہی انکے دلمین کانٹے
چبھونا اور ہر جسم پر زخم لگانا تھا اگر انگریزون مین خرق عادت کرنے کی اور فرشتون کے سے کام کرنے
کی قوت ہوتی تو بھی انکے عام نارضامندی اور ناخوشی کے مجموعہ مین کچھہ کمی نہ ہوتی۔
غالباً انگریزون سے بھی غلطیان اور خطائین صادر ہوتی تھین۔ پنجاب مین جو انکے منتظم ہونے کا
زمانہ تھا اسکی شروع مین یہ امر ناگزیر تھا کہ خیر اندیش جہالت اور زور منش حیثیت چالاک ناتجربہ کاری ہو
پنجاب کے دوسرے انتظام پروٹیکٹریٹ کے اصلی منصوبے مین جو مداخلت کی حد مقرر کی گئی تھی اُسسے
آگے قدم بڑھایا گیا اس زمانہ مین بہت سے منتظم ایسے تھے کہ وہ حد ابرا اپنے تال کار کو چھوڑتے
تھے انگریزی عملداری کی بڑی نشانیان تھیودی لائٹ (آلہ پیمائش) جاسوس کمپاس اور نئے پیمانہ
[illegible] اب پنجاب مین اُن بانداز آزادانہ نے اپنا منہہ دکھایا اور غیر مہذب ناک مین [illegible]

اور زیادہ بیگانہ اپنے شروع کیے جنکا میں خوب اپنے تئین جلد نہین سمجھا سکتے تھے کہ وہ ہماری بھلائی
کے لیئے کام کر رہے ہین وہ تو ان مین کچھ فائدہ سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دال مین کالا کالا ہے۔
یہ کام کرنے والے بھی بعض اوقات ناتجربہ کار ہوتے تھے ایک نوجوان ان سا مین مسٹر تھامسن
جنکے کار ہائے نمایان کا آگے بیان ہوگا لکھتے ہین کہ میری ملازمت پر دو برس گذرے ہین مین راوی
کے اس کنارے پہاڑون کے نیچے ملک کے ایک حصہ کی پیمائش کرتا ہون مین ہر روز صبح سے
شام تک کنپاس وجریب ان ذلر و جنسل سے کام کرتا ہون اور اپنے کام کے پورا کرنے کے لیئے ندی
نالون کے پیچھے جاتا ہون وادیون مین مستغرق رہتا ہون پہاڑون کے کنارے پر جاتا ہون۔
مین نے کبھی پہلے اس قسم کے کام مین کوشش نہین کی اسلیئے ابتدا مین یہ کام مجھے بڑا دق و حیران کرتا تھا
اگر مجھ سے ایک دن یہ کہا جائے کہ تم ایک جہاز بناؤ اور قوانین کا مجموعہ مرتب کرو اور بڑی کچہریون مین
اجلاس کرو تو مجھے اسپر کچھ تعجب نہ ہوگا حقیقت مین ہندوستان مین یہ دستور ہوگیا ہے کہ ہر انگریز
اپنے تئین اپنی آپ کام سکھائے اور اچھی کام کرنے کو ہو جائے اس قسم کی تعلیم نے افسران کا گروہ
ایسا پیدا کیا ہے کہ جسکی نظیر دوسری دنیا نے نہین پیدا کی جوان انگریز اجنبی آدمیون مین بھیجے جاتے
ہین کہ اپنی نوجوانی کی خود اعتمادی سے طرح طرح کے کام سیکھین وہ اس آموزی مین ایسی موٹی موٹی
غلطیان کرتے ہین جو انکے حق مین زہر ہوتی ہین جب سال گذرتے ہین تو ہر سال افسر کو معلوم ہوتا ہے
کہ اجنبی آدمیون مین منتظم بنکر ان کے معاملات و مقدمات کا فیصلہ کرنا کیسا مشکل کام ہے سرکاری
ملازم بھی ان غلطیون اور خطاؤن کے خیال کرنے سے لرزتے ہین جو انہون نے اس حالت مین کی ہین
کہ گورنمنٹ کی شاگردی بغیر استاد کے کی ہے اور ہزارون روپیہ خرچ کرکے اپنے تئین سکھایا ہے
حالت موجودہ مین رعایا کی مزاج شناسی مین بڑے بڑے تجربہ کار دور اندیش کارکنان سیاست پہنچے ہین
مگر انگریزون کے لیئے یہ امر ناگزیر تھا کہ وہ جنگ سکھ گورنمنٹ کے افسران کے اوپر بٹھائے وہ رعایا کے
مزاج شناس تھوڑے اور انتظام کے کام سے کم واقف تھے وہ لائق کارگزار تھے اور اپنے کام مین
تھکتے نہ تھے ایماندار کوشش سے کام کرتے تھے مگر وہ غلطیان اور خطائین جس سبب کرتے تھے کہ
وہ دیکھتے جنت تھے اور کام بہت کرتے تھے اور اس دانشمندانہ پالیسی کو سمجھتے نہ تھے کہ انہین بند کرکے
الگ ہو بیٹھتے ابتدا مین انگریزی حکام کو ملتان کی سرکشی صرف ایک مقامی بلوہ سکھ گورنمنٹ کے خلاف

معلوم ہوتا تھا انکو یہہ خیال نہ تھا کہ انکے خلاف یہہ فساد برپا ہوا ہے جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے
یہہ جھوٹی بات بہت دنون تک قائم نہین رہ سکتی تھی اب انکو ہر روز یہہ ظاہر ہونے لگا کہ مہاراج
فرنگیون کے ساتھہ دوسری دفعہ جنگ آزمائی کے لیے سکھہ تیار ہوتے ہین دربار کے سکھہ
افسرون نے اس یقین کے ظاہر کرنے مین کچھہ تامل نہین کیا کہ مولراج سے لڑنے کے لیے سکھہ سپاہ کا
بھیجنا اسکی سپاہ کی اعداد کا بڑھانا ہے اور سکھہ سپاہ کے ساتھہ تھوڑی سی انگریزی فوج کا
بھیجنا اسکا جوکھون مین ڈالنا اور لڑائی مین مارا جانا ہے لوگ کہتے ہین کہ اگر اسوقت ملتان مین گورنمنٹ
ایک تھوڑا سا بڑا لشکر بھیجتی تو وہ ملتان کی سرکشی کا سر کچل دیتی اور سارے پنجاب مین بغاوت کو دبا دیتی مگر
فرنگی سوتے نہین اور انکے فوجی نقشے میری نظر مین وقعت نہین رکھتے اسلیئے مین اکثر انکو قلم انداز کرونگا۔
لاہور مین جب رزیڈنٹ فریڈرک کری صاحب کو ملتان کی خبر پہنچی تو انکو بڑا غصہ آیا اور انہون نے اس شور و شر
کے دور کرنے کے لیے چھہ ہزار سپاہ اور اٹھارہ توپون کے تیار رہنے کا ملتان جانے کے لیے حکم دیا مگر
اسکی روانگی کے لیئے کمانڈر انچیف کے احکام کا انتظار کیا اسوقت سخت گرمی کا موسم آن پہنچا تھا اس سبب
پالیسی اور وجہ سے فوج کی روانگی ملتوی کردی گئی اور ۲۰ تاریخ کو یہ حکم ہوا کہ سرپرست فوج لاہور یہ کہ
جب موسم اچھا آئیگا تو اسوقت لشکر کشی کی جائیگی جب رزیڈنٹ نے دربار سے کہا کہ مولراج کی سرکشی کا
سر کچلنے کو سردارون نے کہا کہ یہ کام ہمارے بس کا نہین رزیڈنٹ نے لفٹنٹ اڈورڈس افسر بندوبست بنون کے نام
حکم جاری کیا کہ وہ فوراً دریا سندھ سے عبور کرکے ملتان جائے اور اپنے دوست خان بہاولپور کو
لکھا کہ وہ اپنی سپاہ کو لفٹنٹ اڈورڈس کی کارروائی مین شریک کرے
لفٹنٹ اڈورڈس جو بعد ازان سر ہربرٹ اڈورڈس ہوئے اسوقت بنون مین بندوبست کا
کام کر رہے تھے انہون نے اپنے کام کو چھوڑا اور بنون مین مسلمانون کی سپاہ بھرتی کی اور اس سپاہ کو
ہمراہ لیکر دریا سندھ سے عبور کیا۔ اس دریائے سندھ کے کنارہ پر جو سرکشی ہوئی تھی وہ دبائی گئی
اور سچی کو سرکشی ابتدا اول لڑائی ڈیرہ غازی خان مین ہوئی۔ لونگا مل حاکم ڈیرہ غازی خان نے
جب سنا کہ جنرل کورٹ لینڈ کے پاس سے کچھہ پلٹن کی کمک آئی ہے تو اسنے ڈیرہ غازی خان
مین اپنے مقامات کو مستحکم کیا اس سے جلال خان نعاری اس ضلع کا ایک زبردست دشمن دارل گیا
اسکا جانی دشمن کوڑا خان قوم کھوسہ کا سردار تھا جسنے پندرہ روز ہوئے تھے کہ لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت

قبول کی تھی اور صاحب ممدوح نے اسکے بیٹے غلام حیدر خان کو بڑا گران بہا خلعت عنایت کیا اور اسکو
جنرل کورٹ لنڈ پاس بھیجا جو ڈیرہ دین پناہ میں مقیم تھے اس نوجوان بلوچی سردار نے جنرل صاحب سے
اجازت لیکر ڈیرہ غازی خان پر چڑھائی کی اور اپنے باپ کے خیل کو ہمراہ لیا اور دل میں اسنے ٹھان لیا
کہ فتح حاصل کیجیئے نہیں جان دیجیئے اسکا باپ بھی یہان اس سے آن ملا ان دونون باپ بیٹون نے
اپنے دشمن جلال خان سے لڑائی کی بڑی تیاری کی ب لونگا ل کے ساتھ اسکا چچا جیتن مل حاکم سنگڑ
و منگروٹا مل گیا - یہ دونو شہر سے باہر ہی کل سپاہ اور ایک توپ اور پانچ زنبورکین لیکر لڑنے کے لیئے
نکلے رات کے پچھلے پہرہ مین کہیں دشمنون سے لڑنے آئے دشمنون نے خوب لڑکر انکو
پس پا کیا جب صبح ہوئی تو بڈھا کوڑا خان گھوڑے سے اترا اور ننگی تلوار ہاتھ مین لی اور اپنی قوم کو
للکارا کہ اگر تمہے کچھ بھی ہو تو میرے پیچھے چلے آؤ اور گھوڑون کو چھوڑ دو کہ وہ دشمن پاس چلے جائین -
قوم نے اسکا حکم بسر وچشم مانا اور دشمن پر سخت حملہ کیا تین گھنٹہ تک لڑائی جاری رہی - کھوسون کو
فتح ہوئی انہون نے دشمنون سے انکی ایک توپ اور پانچ زنبورکین چھین لین اور اسکو بالکل مغلوب
کیا لونگا ل کو گرفتار کیا - سرکشون کی چالیس لاشین میدان جنگ مین پڑی تھین اور کھوسون کے
پندرہ آدمی ضائع ہوئے جنمین کوڑا خان کا بھتیجا محمد خان تھا اس کے شکست دینے سے مولراج کا
عمل دخل ستلج کے پار نہین رہا اور فتح کے صلہ مین کوڑا خان اور اسکے بیٹے کو عالیجاہ کا خطاب ملا
اور لارڈ ڈلہوزی نے کوڑے خان کی حسن خدمات کی قدر شناسی فرمائی اسکی پنشن مقرر
کی اور اسکے وطن مین ایک بڑا باغ ہمیشہ کے لیئے معافی مین دیا اور اسکی جاگیر برقرار رکھی -

لاہور کے حکم پہنچنے سے پہلے لفٹننٹ اڈورڈس تین پندرہ سو سپاہ اور دو توپون کے رسالہ سندہ سے
مع ایک ملتان کی طرف روانہ ہوئے اور وہ کپتین انکل سے جو ملتان کے زخمی افسرون کی کمک کے لیئے روانہ
ہوئے تھے جب ان کے قتل ہونے کی خبر ملتان سے آئی اس سے دور کے اور مولراج کے نزدیک
آجانے سے وہ بھی سندھ کے پار چلے گئے چند روز مین اس افغان ہمت نوجوان کی امداد کے لیئے
کرنیل کورٹ لنڈ دو ہزار پٹھان اور چھ توپین لیکر چلا آیا تھا اور اڈین ۔ و لڑائی ہوئی بہت کا اوپر بیان
ہوا - ہو شکی کو یہ دونو کرنیل اور لفٹننٹ آپس مین مل گئے -

اڈورڈس صاحب اور ریذیڈنٹ لاہور نے جو نواب بہاولپور پاس خطوط بھیجے تھے کہ وہ اپنے لشکر سے

[illegible]

امداد کرین تو اسکے جواب باصواب نواب نے بھیجے اور اپنا ایک بڑا لشکر جرار جنگ پسند داؤد پوترون کا انگریزون کی مدد کے لیئے بھیجدیا جون کی سخت گرمی مین لفٹنٹ اڈورڈس اور کورٹ لنڈ دونو اپنی دوست کی سپاہ سے مصافحہ کرنے کے لئے چلے - ۱۸ جون کو چناب کے بائین کنارہ پر وہ کینیری مین جو ملتان سے ۲۰ میل پر تھا بہاول پور کی سپاہ سے ملے جو نو ہزار تھی اور اس پاس چھوٹی چھوٹی دس توپین تھین مولراج کے جنرل رنگ رام کے پاس سات ہزار جرار فوج اور دس توپین تھین غرض دونو طرف سپاہ اور توپون کی قوتون مین مساوات تھی مولراج کی سپاہ نے حملہ کیا تو لڑائی صبح بہت سویرے سے تین بجے کے بعد تک جاری رہی بہاول پور کی سپاہ پر لڑائی کا بڑا زور تھا اسکے داہین بازو کے پاؤن اکھڑ گئے تھے لفٹنٹ اڈورڈس نے سبحان خان کی رجمنٹ کو حملہ کا حکم دیا وہ بڑا توانا بھاری بھرکم سپاہی تھا وہ پھرتی سے جھاڑیون کو ہیلا لگتا ہوا اپنی سپاہ کو لے گیا اور وہ توپون کو سنگینون کی نوکون سے اتار کر زمین پر گرا دیا - اب کل انگریزی سپاہ دشمن کی طرف آگے بڑھی اور اُسنے حملہ کیا طرفین کے توپخانون نے اپنے زور برابر دکھائے ساڑھے تین بجے سورج مکھی پلٹن اور سبحان خان کی سالون کی پلٹن کے لفٹنٹ اڈورڈس کمانڈر بنے اور دشمنون پر حملہ کیا دست بدست لڑائی ہوئی دشمنون کی صفین ٹوٹین تھوڑی دیر لڑکر وہ میدان جنگ سے بھاگین انکا جنرل رنگ رام تو بہت پہلے سے بھاگ گیا تھا - انگریزی سپاہ نے دشمنون کا تعاقب کیا - چناب سے چار کوس پر نہر مین دشمنون کے خیمون اور سنگزین اور اسباب جنگ کو لے لیا - انگریزون کی طرف ۲۴۷ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور دشمنون کے پانچ چھ سو مردے میدان جنگ مین نظر آئے اور چار سو کے قریب زخمی ہوئے اس کینیری کی لڑائی سے سندا ور چناب کے درمیان کا کل ملک اور چناب او ستلج کے درمیان کا تقریباً سارا ملک مولراج کے ہاتھ سے نکل گیا - ۲۰ جون کو صبح کو شجاع آباد کے قلعہ دار نے لفٹنٹ اڈورڈس کی اطاعت قبول کی چودہریون اور ساہوکارون نے حاضر ہوکر مہربانی اور شفقت کے لیئے التجا کی صاحب ممدوح نے انپر لطف وکرم کرنے کا وعدہ کیا اور بہاول پور کی سپاہ کو حکم دیا کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لین -

انگریزی سپاہ نے آگے بڑھکر چند قلعے لے لیئے - ۲۸ جون کو شیخ امام الدین چار ہزار سکھون کی

باہر کے اٹون مین مقیم تھی قلعہ کی فصیل پر بارہ توپین پڑی ہوئی تھین اور اسکو اینٹون کے بڑے بڑے پشتے
پڑاوے اور درخت اور باغ گھیرے ہوئے تھے - رزیڈنٹ کی سٹڈوہیام کے فتح کے مژدہ سننے
سے خاطر جمع ہوئی - اڈورڈس صاحب نے جولائی مین رزیڈنٹ کو لکھا تھا کہ جب بھاری توپون کا
مورچہ کا توپخانہ اور سیپر مائنر ماتحت میجر نیپیر صاحب کے اور چند آئینی جنٹلمین زیر حکم ایک
جوان بریگیڈیر کے بھیجے ہین تو دو ہفتے مین مولراج کا فیصلہ ہم کردین گے اب پھر انہون نے رزیڈنٹ کو
لکھا کہ اب مین اپنی حد پر پہنچ گیا ہون حملہ کا وقت آگیا ہے تو رزیڈنٹ فریڈرک کری نے شملہ پر کمانڈر انچیف
سے کچھہ نہین پوچھا اپنی جوابدہی پر ضروری کمک بھیجنے کے لیئے تیاریان کین - گورنر جنرل بھی اپنے ایجنٹ
کی اس تدبیر پر کچھہ نہین بولے لارڈ گوف بھی اپنے خیالات سابقہ کے پابند ہے لیکن اب انہون نے رزیڈنٹ
کے ہاتھون کو تقویت دینے کا ارادہ کیا جولائی کے اخیر مین سات ہزار سپاہ جسمین تہائی گورے تھے
لاہور اور فیروز پور سے ایک لائق توپخانہ کے افسر جنرل وش کے زیر حکم روانہ ہوئی اکثر گورون کی
سپاہ مع ۳۴ قلعہ شکن توپون کے دریا کی راہ سے روانہ ہوئی اور ہندوستانی سپاہ گھوڑون کے
توپخانون کے ساتھہ چناب اور جہلم کے گرم ریگستان کی راہ سے گئی اگرچہ انگریزون کو گرمی اور
بہت سے ہوے ڈراتے تھے مگر اس سفر مین سپاہ کو کچھہ تکلیف نہین ہوئی - ۱۸ اگست ۱۸۴۸ء کو
ہاروی کا بریگیڈ لاہور کا مع وش صاحب کے سر بلند قلعہ کے روبرو آیا اسنے دو دن پہلے سکھون کے
ایک چھوٹے سے گروہ کو شکست دی تھی ۱۹ اگست کو ملتان کے سامنے سب سپاہ تقسیم ہوئی
۴ ستمبر کو قلعہ شکن توپین بھی آن پہنچین دوسرے دن جنرل نے مہاراجہ دلیپ سنگھ اور ملکہ معظمہ
کی طرف سے اہل قلعہ کو طلب کیا کہ وہ ۲۴ گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرین مولراج اور اسکے ہمراہیون کے
سوا سب کو بغیر کسی مزاحمت کے جانے کی اجازت ہے یہ تو مورخ کے صاحب نے لکھا ہے مگر
ٹروٹر صاحب کہتے ہین کہ صرف ملکہ معظمہ کے نام سے طلب ہوئے تھے جس سے شیر سنگھ
کی سپاہ اور سردارون کو ملال ہوا کہ اب مہاراجہ دلیپ سنگھ کچھہ چیز نہ رہے کہ اسکے نام سے کہا جاتا
کہ قلعہ حوالہ ہو -

اور قلعہ خود بلندی پر ایک میدان مین تھا - انگریزی سپاہ مع دوستون کی سپاہ کے اٹھائیس ہزار
اسطرح اسکو گھیرے ہوئے تھی کہ قلعہ کے شرقی کونے سے دو میل کے فاصلہ پر وش صاحب کا

آشکارا ہو گئی۔
اب ناممکن تھا کہ یہہ جھوٹی کہانی مانی جاتی کہ ملتان کا فساد ایک مقامی سرکشی ہے اور لاہور کی گورنمنٹ
انگریزی سپاہ کی مدد سے اپنی سرکش رعایا سے لڑتی ہے خود اس گورنمنٹ کے جو بڑے سردار
تھے وہ انگریزوں سے لڑنے کو تیار ہو گئے اور مہاراجہ کے نام سے قومی علم بلند کیا اب یہہ آشکارا
ہو گیا کہ یہہ جنگ جو ہونے والی ہے وہ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان ہی ہے کچھ دیر تک یہہ
امید رہی کہ سکھوں کے خاندانوں میں آپس میں بڑی پرانی پھوٹ چلی آتی ہے وہ آپس میں متفق
نہیں ہونگے۔ کچھ وقت تک یہہ معقول یقین رہا کہ سکھوں کے ساتھ پنجابی مسلمان رعایا کی عداوت
آسانی برقرار رکھی جاسکے گی مگر فرنگیوں کے ساتھ لڑنے کے لیئے یہہ سب خاندانی بغض و کینے
و مذہبی مخالفتیں بالائے طاق رکھ دی گئیں۔ اب جاڑا ابھی قریب آگیا تھا کہ جو تجربہ کار
تھے کہ مجھے جاڑے میں بڑا شکار کھیلنا ہے قبل از وقت کوئی فتح نہیں ہوگی کہ بہر سے لیئے کو
کرنے کو باقی نہیں رہنا اب میدان جنگ میں لشکر جرار مجھے لے جانا ہے۔
اب صرف ملتان ہی جنگ و پیکار کا مرجع و مرکز نہیں تھا بلکہ سارا پنجاب انگریزوں سے بگڑ بیٹھا
تھا۔ ہزارہ میں چتر سنگھ نے اپنے ارادوں اور منصوبوں پر جو پہلے پردہ ڈال رکھا تھا اسکو
اٹھا دیا اور اپنے سامنے کے ہولناک دریاؤں میں اپنے تئیں بہادرانہ ڈال دیا۔ شیر سنگھ نے اپنے
باپ پاس جانے کے لیئے ملتان سے سفر کیا اسکا اول ہی سے یہ قصد تھا۔ پنجاب میں سب
طرف سکھوں کے سردار و پیشواؤں نے مہاراجہ دلیپ سنگھ کے نام پر علم کھڑا کیا اور سکھوں کو
انگریزوں سے لڑنے کے لیئے بلایا۔ وہ یہہ چاہتے تھے کہ مہاراجہ دلیپ سنگھ کسی طرح ہمارے
ہاتھ آجائے تو ہماری قومی قوت میں جان پڑجائے۔ مگر رزیڈنٹ لاہور نے دلیپ سنگھ کو قیدیوں
کی طرح پہرہ چوکی میں رکھ چھوڑا تھا کہ وہ سکھوں کے ہاتھ نہیں آسکا جسسے سکھوں کی قومی قوت کا بول بالا ہوتا
اس زمانہ میں کلکتہ کے اندر گورنر جنرل تشریف فرما تھے اور دور سے ان واقعات کا اپنی نظر دوربین سے
بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اور کوئی اپنا ارادہ ایسا ظاہر نہیں کرتے تھے کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ
پنجاب کے فتح کرنے کے لیئے کسی اچھے موقع کی گھات لگا رہے ہیں ان پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے کہ سارا
جنگ کا جھگڑا ہونا اگر بر تھا انہوں نے پہلے سے تیاریاں نہیں کیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اندر ہی اندر وہ کچھ

زیادہ قبضہ مین ہوتے جاتے تھے وہ شمشیر بدست بیٹھے رہتے تھے کہ کوئی پیشوا ان کا بندہ بیر سنگھ
کی طرح مخاطب ہو کر بلائے تو اس کی پیروی کے لیے دوڑے چلے جائین شیر سنگھ سکھون
کی مخاطبت مین یہ تین باتین کہکر داعی ہوا تھا اول انگریزون نے عہدنامہ کی شرائط کو ایفا
نہین کیا ملک کی مائی جی مہارانی کو مقید کرکے ہندوستان مین دیس نکالا دیا۔ دوم سکھون
اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اولاد پر ایسے ظلم و ستم توڑے کہ ان کے دھرم کو بگاڑ دیا سوم
ہماری سلطنت کی شہرت مٹادی اب ہم کو چاہیے کہ فرنگیون کو جہان پائین وہان انکو قتل کرین
اور ان کے ڈاکون کو بند کردین ان خدمات کا ثواب انکو یہ ملے گا کہ دھرم انکا گرو انپر کرپا کرینگے
اور انکا مرتبہ بلند ہوگا اور بڑے انعامات ملین گے۔

۴ ستمبر کو جنرل وش نے آخر کو سورج کنڈ مین جب تک ٹھیرنے کا ارادہ کیا کہ ملتان کے
از سر نو محاصرہ کرنے کا وقت آجائے۔ اب ان کو اپنی سپاہ کے لیے مولراج کی دغابازی اور
بہادری کا خوف ہی تھوڑا تھا وہ انکو ستاتا تھا اور اسکی سپاہ ان کے لشکر کے حال و مقام کے
دریافت کرنے کے لیے آتی اور لشکرگاہ کے ضعیف مقامات پر حملہ آور و فتنہ ہوتی تھی اور
انگریزی رسد کے بند کرنے کے لیے انکی سپاہ کی ٹکڑیان جاتی تھین اور جرنیل اور اڈورڈس
صاحب اور سپاہ کے افسرون کی جانون کے تلف کرنے کے واسطے سازشین جرأت
کے ساتھ ہوتی تھین اور ہندوستانی سپاہ سے خفیہ معاملات ہوتے تھے مگر بحیثیت مجموعی
مولراج اتنا نقصان پہنچاتا نہ تھا جتنا خود اٹھاتا تھا۔ اسباب حرب سے لدی ہوئی کشتیان جو ملتان کو
جاتی تھین انکو دریائے چناب کے دخانی جہاز روک لیتے تھے چار سو اونٹ اناج سے بھرے
ہوئے اڈورڈس کے پٹھانون کے ہاتھ لگے اور دو لاکھ روپیہ جو لاہور سے شیر سنگھ کے
پاس جاتے تھے وہ برٹش کیمپ مین اسوقت آئے کہ جرنیل وش بہاولپور والون سے
روپیہ ادھار لینے کو تھے۔ اگرچہ کورٹ لینڈ کے کئی سو سپاہی بھاگ گئے تھے مگر جو باقی
تھے وہ پکے دوست تھے۔ اکتوبر کے شروع مین قلعہ سے شیر سنگھ کے سپاہ سمیت چلے
جانے سے مولراج ضعیف ہوگیا تھا اور اس قلعہ مین ایک دوست کی اس پرانی [illegible]
جوانی دلون کے بیچ کھلی اسکو اڈورڈس صاحب کے خط نے اور جلاد بید کی انہون نے اس خط کے لفافہ پر

جنکے بعد ملتان کا از سر نو حملہ شروع ہوا - اڈورڈس اور لیک نے تو ستلج و چناب کی راہ کو کھلا رکھا
اور خیر خواہ شیخ امام الدین نے ضلع جھنگ کے ہمسایہ سے سرکشون کو باہر نکالا اور ہربرٹ نے پیسر
نے مٹی بھرے تھیلے اور بہت سی لکڑیون کے گٹھے مورچون کے اونچا کرنے اور گھاٹیون کے بھرنے اور
فصیلون کے مضبوط کرنے اور گڑگچون کے بنانے کے لیے آئندہ حملہ کے واسطے جمع کیے باقی سپاہ
فرصت سے بیٹھی ہوئی ان واقعات کے تغیرات کو دیکھ رہی تھی اسکو تعجب ہوتا تھا کہ رزیڈنسی
مین بمبئی کی سپاہ جو ملتان کی کمک کے لیے روانہ ہوئی کیون اتنی مدت سے رکی ہوئی ہے
پشاور کی مجالس پر الیس مین مباحثہ کرتی تھی اور ان اتفاقات کو دیکھتی تھی کہ جنکے سبب سے ہربرٹ صاحب
کے ہاتھ نے اٹک کو کتنی مدت تک دشمنون کے ہاتھ جانے نہین دیا وہ ان علتون پر غور کرتی تھی
جنکے سبب سے جہلم کی طرف جرنیل گلاب سنگھ نے کرنیل سٹینبیچ کے ساتھ سپاہ کو بھیجا تھا
اور جرنیل گوف صاحب کی حرکت کو دیکھ رہی تھی کہ بہاول پور کی لڑائی کے بعد جو راوی کے
داہین کنارہ پر ہوئی تھی انہون نے سکون اختیار کیا

باب دوم

سکھون کی دوسری لڑائی

ملتان کے محاصرہ کے التوا نے برٹش گورنمنٹ کو خواب گران سے بیدار کیا اور فیروزپور مین لشکر
جرار جمع ہوا جسکی نسبت مین لکھا تھا کہ وہ پنجاب کو دوبارہ فتح کریگا اسکے مختلف دستے الگ الگ
ستلج کے پار اترے ۱۳ - نومبر ۱۸۴۸ء کو سپاہ کے ہیڈ کوارٹرس لاہور مین آئے اس وقت مشکل
سے کہا جا سکتا ہے کہ رزیڈنسی کی دیوارون کے باہر ایک انچ پر بھی انگریزون کا رعب داب اثر کچھ
تھا - بہت سے باہر کے مقامات پر اسباب پنجابیون مین انگریزی افسر ہر مشکل کا مقابلہ کرکے فقط اپنی
جرأت ہمت و شجاعت سے اپنے تئین سنبھالے ہوئے تھے یہ شجاعت انکی جبلت مین انگریزی فتوحات
کے سبب تھی اسکے سوا ان کے لیے کچھ اور کام کرنے کے لیے بھی نہین تھا اب انگریزون کو پنجابی
اپنا دوست نہین جانتے تھے انکو ان ناحسب فرنگیون کے خارج کرنے کی ایک عام آرزو تھی
اور اسکا ایسا شوق و امنگ تھا کہ گرو گوبند کے چیلے وہ قومی و مذہبی عداوتین بھول گئے جو سلطنت

پڑنی شروع ہوئی سواروں کو حکم تھا کہ جب موقع ہاتھ آئے تو وہ آگے بڑھکر دشمنوں پر حملہ آور ہوں انکو ایک موقع علاوہ دشمن کے بڑے گروہ پر حملہ آور ہوئے لیکن سکھوں کی توپخانوں نے انپر برابر آگ برسائی بہت سے سوار توپوں کے گولوں سے بہت سے سکھوں کے شمشیر زن سپاہیوں کی تلواروں کے قتل ہوئے اور بہت سے نیزے دار ہندوستانیوں کی گولیوں کی آگ سے ٹھنڈے ہوئے دشمن ایسی زمین پر مقیم تھے جسکے سبب انگریزی سپاہ کو دو ناک حصہ پہنچایا تھا اور اسکے سبب سے بہادر اور اچھے اچھے سپاہی تلف ہوئے دو بڑے نامور والا رتبہ کرنیل لفٹنٹ ولیم ہیولاک اور جنرل کیورٹن سپاہان جنگ میں کام آئے اس شکست میں انگریزوں کو کچھ فائدہ نہیں حاصل ہوا تھکی ہوئی افسردہ خاطر شکستہ دل سپاہ اپنے کیمپ میں اپنے نقصان پر افسوس کرتی ہوئی آئی وہ یہہ پوچھتی تھی کہ اس لڑائی سے ہمارا مطلب کیا نکلا ہے ۔

دشمن چناب کے بائیں کنارہ سے نکالا گیا اب یہہ ارادہ ہوا کہ اسکے داہنی طرف حملہ کیا جاوے

۲۔ دسمبر کو میجر جنرل سر جوزف تھیکویل آٹھ ہزار سپاہ لیکر چناب کے پار وزیر آباد میں گئے پیچھے اور سپاہیں ان کے ساتھ ملتی گئیں بہت سی بے نتیجہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں ۲۸۔ دسمبر کو لارڈ گوف اپنی سپاہ کے ساتھ چناب کے پار گئے اور چناب کے داہنی کنارہ پر مقیم ہو کر رام نگر کے جزیرہ اور توپخانہ پر اپنی توپوں کی باڑھیں مارنی شروع کیں سر کیمبل کولاباتی نے دریا سے عبور کر کے جنرل تھیکویل سے اپنی آمد و رفت جاری کی جنرل گلبرٹ اور لوگوں کا گروہ لیکر دریا کے پار اترے ان لشکروں کی حرکت سے شیر سنگھ نے رام نگر میں اپنے مورچوں کو چھوڑا اور بہت سا لشکر لیکر اسنے سادالا پور میں جنرل تھیکویل کے لشکر پر حملہ کیا جنرل تھیکویل کو دشمن کے حالات سے بہت کم خبریں دی گئی تھیں اور انکو ہدایتیں ایسی کی گئی تھیں جنکی پابندی کے سبب سے وہ بے اختیار تھے جنگ میں ان کے ۷۳ آدمی مقتول ۔ ۔ آدمی مجروح ہوئے اور اس سے زیادہ آدمی دشمنوں کے مارے گئے کوئی اس سے بڑا مقصد حاصل نہیں ہوا بلکہ اچھے موقعے ہاتھ سے نکل گئے کمانڈر انچیف نے بڑے طمطراق سے کہا کہ سپاہیوں کا وہ اجتماع جو اس ضرورت کے سبب ہوا تھا کہ دریاے چناب سے پار جا کر سکھوں اور شیر سنگھ اور ان کے لشکر کو

جو انگریزوں سے بے باکانہ کارزار کرتے ہیں شکست دیکر پراگندہ کردے سو خدا قادر مطلق نے
اپنی خوشی سے کامیاب نتیجہ اسکے ہتھیاروں کو عنایت کیا یہ اہم واقعات وہیبتناک نتائج
عظیمہ رکھتے ہیں مگر نتائج تو صرف یہہ تھے کہ چناب کے کنارہ سے جہلم کے کنارہ پر میدان جنگ
بدل گیا اگر جنرل تھیکول بااختیار ہوتے تو وہ جنگ کے ترتیبوں کو کام میں لاکر دشمن کا تعاقب
کرتے اور اسکو اپنی توپوں سمیت سلامت جانے نہ دیتے ۔

اسوقت سر ہنری لارنس صاحب ولایت سے پنجاب میں آگئے انہوں نے ایک برس کی رخصت
بیماری کی لی تھی اور دوسرے برس رخصت لینے کی اجازت تھی کہ انگلستان کے ہنگامہ کی خبر پہنچی
تو ان کے دل میں اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا وہ ولولہ ہوا کہ اپنی صحت کو بھول گئے اور بہ ناتوانی
اور دل توانا کو لیکر لندن سے [illegible] روانہ ہوئے اور دسمبر کے شروع میں بمبئی میں آگئے اور [illegible]
دن سے دو دن پہلے ملتان میں پہنچ گئے لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ پنجاب سے نہ جاتے اور لاہور
میں ہوتے تو شاید [illegible] کی سرکشی سے تمام ملک میں بغاوت کا ظہور نہ ہوتا ۔ مگر ان کی
صحت ایسی بگڑی تھی کہ اگر ولایت نہ جاتے تو مر جاتے اب انہوں نے اپنی جان جانے کا خطر
کچھ نہیں کیا اور پنجاب میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے چلے آئے ۔ پنجابی لارنس صاحب کے
اقبال کے قائل تھے کہتے تھے کہ جب تک وہ پنجاب میں رہے کوئی دنگہ فساد انکے اقبال سے نہیں
ہوا ان کے جاتے ہی سارے ملک میں بغاوت پھیل گئی اب جو ان کے آنے سے ان کے
اقبال سے امن امان ہو جائے گا ۔ [illegible] کہ مولراج کا ارادہ ہے کہ جب سر ہنری لارنس جا پہنچیں
تو میں اپنے تئیں ان کے حوالہ کر دونگا مجھے امید ہے کہ وہ میرے ساتھ ایسی شفقت سے پیش آئیں
گے کہ کوئی اور انگریز نہیں کر سکتا لیکن گورنر جنرل نے ۱۲ دسمبر کو ایک خط سر ہنری لارنس کو لکھ
بھیجا تھا کہ میں تم کو اطلاع دیتا ہوں کہ مولراج خواہ کچھ ہی شرائط پیش کرے میں سوا اس شرط کے
کہ وہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئیں حوالہ کرے نہیں منظور کرونگا اس خط کے پہنچنے ہی سے
اس معاملہ کا فیصلہ کر دیا تھا ۔

جنرل وش صاحب [illegible] ملتان میں جب تک خالی بیٹھے رہے بمبئی کی سپاہ کا انتظار
کرتے رہے جب وہ ۲۱ دسمبر کو ان پاس پہنچ گئی تو [illegible] ہزار انگریزی سپاہ اور [illegible] لڑنیں

ان پاس جو گیٹین انہون نے ۲۲ دسمبر کو محاصرہ شروع کیا اور اسکے اہتمام مین ایک کمشنر متعین کیا
اول نواح شہر کو دشمنون سے خالی کرانا شروع کیا موراج کے باب مین سا ون اسکے مقبرہ کو اور عیدگاہ
مسجد کو جسمین دشمن اور گرد جمع ہوئے تھے اور موراج کے خاص عام باغ کو لے لیا یہہ سب
مقامات بغیر لڑائی ہاتھ آئے۔ دوپہر بعد چار بجے کل حوالی شہر اور سستیل پور شہر کا انگریزون
کے قبضہ مین آگیا اور انکی سپاہ کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔
اس کامیابی کی کم امید تھی اس سے جنرل کی ہمت بڑھی اسنے قلعہ کے تسخیر کرنے سے پہلے شہر کی
فتح کا ارادہ کیا۔ توپین چھ سو گز سے ایک سو گز کے فاصلہ تک لگائی گئین۔ دو دسمبر روز شنبہ
قلعہ اور شہر پر گولون کا مینہ برسایا گیا۔ موراج نے انکا جواب دیا انگریزی لشکر پر اسکا اثر کم ہوا
۲۹ کو مورٹر توپون نے شہر پر وہ گولون کی بوچھاڑ ماری کہ جنکا مقابلہ نہ پتھرون سے نہ گوشت
پوست سے دیر تک ہوسکتا تھا۔ شاید کوئی گولا اپنے نشانہ سے خطا کرتا ہوگا ایک مکان سے
دوسرا مکان جلتا چلا جاتا تھا۔ بہادر محصورین اپنی توپون سے ضعیف سا جواب دیتے انکی دو ہزار
منتخب سپاہ نے باہر نکل کر سیدی رنگی لال کی بیدپور جہان پول صاحب جہاز کی افسر تھے حملہ کیا
اڈورڈس کے پٹھانون نے انکو ہٹا دیا اسوقت ہنری لارنس اپنے شاگرد رشید اڈورڈس
کی بہادری اور کارنمایان دیکھکر خوش ہو رہے تھے۔
دوسرے دن نئے توپخانون سے اسی گز کے فاصلہ سے شہر پر گولہ زنی ہوئی محصورین کے لئے
یہہ دن مہلک تھا قلعہ شکن توپین چار گھنٹے تک برابر گولون کی تہ کرتی رہین جن سے دشمن
ہلاک ہوتے رہے۔ دشمن بھی گولہ کے جواب مین گولہ مارتے تھے۔ دفعتہً دوپہر کو گرد و غبار
مین دھوان اٹھا اور ایک ایسی آواز مہیب ہوئی کہ سب چھوٹی آوازین اس مین دب گئین۔
لفٹنٹ نیوال نے مورٹر لگا کے ایک گولہ تاک کر ایسا مارا کہ جامع مسجد کا ایک برج اڑا جس کے
نیچے موراج کا میگزین رکھا تھا اس کے اڑنے سے بتدریج دھوان نکلتے ہوئے شکستہ عمارت
کو ہوا مین اڑا دیا۔ کئی سو گز کی بلندی پر بڑے بادل کی طرح دھوان پھیلا اور دشمن کے سب پر
چند سکنڈ تک چھایا رہا اور پھر اس کے بھاری ٹکڑے زمین پر گرنے شروع ہوئے اور انگریزی
لشکر مین فتح کا غل آسمان پر پہنچا اس میگزین کے اڑنے سے چار لاکھ پونڈ باروت اڑ گئی

جاتے تھے وہ اسکی اینٹ مٹی کی دیوار میں پھنس کر رہ جاتے تھے پار نہ جاتے تھے دشمنوں کے توپچی اپنے
خوفناک گولوں سے انگریزی سپاہ کو تنگ کئے جاتے تھے محصورین کو اس توپخانہ نے بہت ستایا
جسمیں ہندوستان کی بحری سپاہ کے توپچی تھے ان بہادر ملاحوں پر جو دشمنوں کو بھنبوڑ اور
بھون رہے تھے دشمنوں نے وہ گولوں کی بوچھاڑ ماری کہ توپخانہ کا مورچہ جو چوبی کھالوں سے
ڈھکا ہوا تھا جلکر خاک ہو گیا بڑی مشکل سے اس مورچہ سے بارود اور توپوں کو نکالا اس زمانہ
میں محاصرین نے سرنگیں لگانی شروع کیں مگر گولہ زنی ایسی جاری رہی کہ دشمن کو سرنگوں کی کارگری کا
انتظار نہیں کرنا پڑا ۱۸ اور ۱۹ جنوری کو قلعہ کی دیوار میں دراڑیں پڑ گئیں جنپر اہل قلعہ نے لڑنے
سکتے اور گھوڑے آسانی سے دوڑا سکے اب محصورین کا قافیہ ایسا تنگ تھا کہ انکو سوا اسکے کوئی
چارہ نہ تھا کہ کیا مسرت ناک دشمن کو اپنے تئیں حوالہ کریں یا مدت زندگی کے لئے ایک دفعہ
اسپر حملہ کریں ۱۹ کو مولراج سے انہوں نے یہہ بات بیان کی اسپر آمادہ ہو گیا تھا مگر اس نے
انسے اجازت چاہی کہ تیسری دفعہ پھر ایلچی انگلش کیمپ میں بھیجے ۔ ۲۱ کو ایلچی آیا اور اسنے درخواست
کی کہ مولراج کی جان بخشی کی جائے اور اسکی عورتوں کا احترام کیا جائے جسکا جواب جنرل ویش نے
یہہ دیا کہ مولراج کی جان بخشی میرے اختیار میں نہیں مگر عورتوں کی عزت کی جائے گی برٹش
گورنمنٹ مردوں سے لڑتی ہے عورتوں سے نہیں ۔ مولراج اپنے تئیں حوالہ کرنے کے لئے
۲۲ کی صبح کو بلا لیا گیا کہ وہ آکر لڑائی کی قسمت کا فیصلہ کرے وہ نو بجے ریشمی لباس پہنے ہوئے اور
ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار آیا اور اسنے اپنے تئیں جنرل صاحب کے حوالہ کیا اور اسکی
تمام سپاہ نے اپنے سارے ہتھیار انگریزی افسروں کے سپرد کر دیئے ۔

کہتے ہیں کہ ملتان کا جو چھبیس روز تک محاصرہ رہا اسمیں ۹۲ توپوں نے مختلف قسم کے گولے ۴۳ ہزار
پانسو ۹۲ مارے محاصرین کے آدمی ۲۱۰ مقتول اور ۹۸۲ مجروح ہوئے جنمیں ۵۵ افسر تھے مضبوط فصیلیں
جو انگریزوں کی آتش فشانی نے رخنے ڈالکے عجیب و غریب چیزیں تھے دولت وہاں بہت تھی مگر اسکے لوٹنے کی سپاہ کو ممانعت تھی جسکا
سبب سے اسکے لیں لوٹ کا ارمان ہی رہا کہ وہ ملتان میں ہاتھ نہ آئی ۔ زمین کے اندر گڑھوں میں مسجدوں کے
صحنوں میں اور مکانوں میں بہت سی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے ان میں ریشمی کپڑے اور شال
روپیہ تلواریں جنکے قبضے چاندی کے تھے زریں تلواریں جواہر نگار ۔ اناج ۔ نیل ۔ افیون ۔ نمک

وہان سے متعلق مشورہ کرتے اور لارڈ صاحب کے تمام خیالات پر خوب آگاہی حاصل کرکے لاہور
مین جلد آئے اور رزیڈنٹ کی تمام باتین بتلا کے شام کو چلکر ۱۰ جنوری ۱۸۴۹ع کو کمانڈر انچیف
کی خیمہ گاہ مین آئے - اسوقت وہ کسی خاص عہدہ پر اس لیئے نہین سمجھے جاتے تھے کہ انکے
قائم مقام کری صاحب کے رزیڈنٹی کے عہدہ کی میعاد آئندہ مہینے مین ختم ہونے والی تھی
مگر وہ ہر عہدہ کے ملنے پر راضی تھے جو لارڈ گوف ان کو دیدین وہ ان کے انگریزی آرمی
کیمپ یا سپاہ جو ان کے آگے تھی ماتحت عہدہ دار سمجھے جاتے - ہنری لارنس جب کیمپ مین آگئے
ہین تو تین دن بعد چیلیان والا کی لڑائی ہوئی اب ایسا وقت آگیا تھا کہ اگر کوئی بہت تند تیز مزاج
افسر بہ نسبت لارڈ گوف کے ہوتا تو وہ بھی سکھون کی سپاہ سے ایک عام لڑائی لڑنی
واجب جانتا یہ سچ ہے کہ قلعہ ملتان کے فتح ہونے کے بعد وش صاحب کی فوج کا
بڑا حصہ فارغ ہو جاتا اور وہ جہلم کے کنارہ پر آکر انگریزی سپاہ کی بڑی قوت بڑھا دیتا
لیکن سکھ سردار اس سبب سے جلد لڑائی کرنی چاہتے تھے اور انگریزی سپاہ کو ملتان کی
سپاہ کے انتظار کی تکلیف دینی نہین چاہتے تھے گوف صاحب کے پاس ایک لشکر جرار ایسا تھا کہ
ہر کارزار کے لئے کافی تھا وہ جنگ کے لیئے بیتاب تھا ایک مہینے سے زیادہ دنون سے
وہ خواب راحت مین سوتا تھا اور تمام ہندوستان التوائے جنگ سے مضطرب تھا اس لیئے
گوف صاحب نے لڑائی کی تیاری کی جس ملک مین اور جس زمین مین سکھون کی سپاہ مقیم تھی اسکا
حال تحقیق کیا اس نے فن جنگ کے صحیح اصول کے موافق حملہ کا نقشہ بنایا اور خوب اچھی طرح
جرنیلون کو ہدایتین کردین کہ تم فلان فلان مقام پر اپنے حصہ کا کام کرنا ۱۳ جنوری کی دوپہر کو سب
سامان جنگ تیار ہوگیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ کل صبح کو بہت سویرے لڑائی شروع ہو لیکن
سکھون کے سردار یہ نہین چاہتے تھے کہ انگریزی جرنل کو صبح سے شام تک فرصت دین
کہ جس مین زمانہ حال کے اصول جنگ کے موافق رزم آرا ہو اس لیئے انہون نے جب
دن بہت جا چکا تھا یہ مصمم ارادہ کیا کہ اگر ممکن ہو تو اسی وقت لڑائی شروع کردینی چاہیئے وہ اپنے
سپاہیون کو خوب جانتے تھے انہون نے چند توپین آگے کھینچین اور انگریزی کیمپ کیطرف
چند گولے پھینکے - ان کا داؤن چل گیا گوف صاحب کی تیز طبعی کب اجازت دیتی کہ ان کے

دی کہ سپاہ پیاسی ہے جبکو چلیانوالا مین پانی ملیگا اس لیئے وہ واپس چلے تو اس کا جواب
پیر کہن سال نے یہ دیا کہ پانی کی خاطر کیا مین رجمنٹون کو قتل ہونے دونگا ہرگز نہین میجر لارنس بھی
انکے ساتھ متفق الراے تھے مگر آخر کو کمیشن کی صلاح ماننی پڑی اور لشکر الٹا پھری تاریکی مین چلیانوالا
کے مقام مین آیا اس رات کو چند ہی ایسی جیبین ہونگین جنکو پیٹ بھر کے کھانا ملا ہو ۔ جہاوٹ کی
بارش بھی شروع ہو گئی تھی اسکی تکلیف سے تھوڑے ہی آدمی بچے ہونگے ۔ جنگی اسپتالون
مین بہت سے زخمیون کو چند گھنٹہ ان کے بعد پانی ملا اور سرجن اور مددگار جتنے کہ زخمیون کے
لئے درکار تھے وہ موجود نہ تھے مگر میدان جنگ مین زخمی پڑے تھے جنکی تالیف کو اسپتال کہ
نہین اسکتی سکھون کی سپاہ کی ٹکڑیان ۔ اندھیری رات مین چھپکر ان نیزون کو لیکے جو انگریزون
نے ہاتھون مین ادھ موئے آدمی کو انھون نے زندہ پایا مار ڈالا چند زخمی جنمین ایسی طاقت تھی کہ وہ جنگل
مین جاکر چھپے دشمنون کی نظر سے بچے رہے اور زندہ باقی رہے ۔

یہ رات بڑی مصیبت سے کٹی اور اس مین بڑی خرابی اور پریشانی رہی اگرچہ لشکر کی تعداد کم
ہو گئی تھی اور سب بھوکا تھا اور مینہ اسپر برابر برس رہا تھا مگر جب دن ہوا تو پہلے دن کی فتح کی جو اسکی
سختی سے حاصل ہوئی تھی پیروی کرنے کے لیے جنگ کے واسطے تیار ہوا ۔ واقعہ کے سوارون کو
اب معلوم ہوا کہ شب گزشتہ مین اسپر کیا بلا آئی تھی لارڈ گوف نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ اس کے سامنے
تین چار میل تک سکھون کی سپاہ کے خیمے ڈیرے پڑے ہین توپخانے سپاہ کے آگے بڑھائے
ایک کیمپ بنایا اور خیمے منگا کے لگائے گئے تو بہت سے تھکے ہوئے سپاہی ان کے اندر آرام
کچھ گھنٹے سوئے اور باقی سپاہی زخمیون کی تلاش مین گئے انکو لائے اور مردون کو دفن کیا ۔
چلیین وٹنگٹ کو دو یا تین دن تک بہت کام کرنا پڑا ایک خیمہ مین تیرہ افسرون کو جو ۲۴ پیادہ پلٹن کے
تھے دفن کرنا پڑا یہ سب افسر ایک قبر مین دفن ہوئے میجر کرسٹی اپنے سپاہیون کے ساتھ ایک قبر
جو بھی خندق مین دو سو گورون کے قریب دفن ہوئے اگر چلیانوالا کی لڑائی کو فتح کہین تو وہ اسقدر نقصان
اٹھانے کے بعد شکست سے کم نہ تھی تین گھنٹہ کے اندر ۳۹ افسر انگریز اور ہندوستانی ۲۴۰ سارجنٹ یا حوالدار
اور ۱۱۵ گورے مردہ ہوئے ایک سو سپاہی اور چار سارجنٹ گم تھے جن مین سے چند ہی زندہ
پھر آئے زخمیون کی فہرست مین ۹۴ افسر ایک وارنٹ افسر ۔ سارجنٹ یا حوالدار

زخمی ہوئے۔ اس پریشان حال جنگ میں بارہ توپین انگریزون کو ہاتھ لگین جسکو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے سرکاری مراسلات مین دوسری فتح ظاہر کیا مگر گورنر جنرل نے ایک خانگی خط مین لکھا کہ تین لڑائیون مین جو قابل اطمینان نہین نہین فتوح الم ناک حاصل ہوئین۔

پنجاب مین اور ضلعون کے ہنگامہ فساد اور اعلے افسران ضلع کی جوانمردی اور فرزانگی کے کام۔ سنہ ۱۸۴۸ع

اب تک لڑائی کے جاری رکھنے مین اعلے درجہ کے سول اور ملیٹری حکام نے کام کیے تھے ان سے تھوڑا سا اطمینان حاصل ہوتا تھا مگر ایک اور گروہ کارکن تھا جسکا غریب سا نام رزیڈنٹ کے اسسٹنٹون کا تھا وہ پنجاب مین مدبر سپاہیون کا اور سپاہی مدبرون کے اسکول کا بانی مبانی تھا یعنی صاحب السیف والقلم و صاحب القلم والسیف کا۔ وہ پنجاب کے اضلاع بیرونی مین مقیم تھے انہون نے اس تاریک زمانہ مین عزت کا جامہ پہن لیا ان کے بزرگون سے جو کوتاہیان ہوئین ان کا وہ تدارک کرتے۔ ہربرٹ ایڈورڈس صاحب نے جو اپنے ضلع بنون مین اور اسکے باہر کام کیے وہ پہلے بیان ہوچکے ہین اب جارج لارنس ایجنٹ رزیڈنٹ نے پشاور مین بھی اور جیمس ایبٹ صاحب نے ہزارہ مین اور ہربرٹ صاحب نے قلعہ اٹک مین اور ریسنلڈ صاحب نے ڈیرہ جات مین اور جان لارنس نے جالندھر کے دوابہ مین کارہائے نمایان کیے لکھے جاتے ہین انہین سے اکثر کی مراسلت اور آمد و رفت بیرونی دنیا سے منقطع و مسدود تھی وہ اس سپاہ سے کام کرتے تھے جس پر اعتماد و اعتبار تھوڑا سا ہوسکتا تھا یہہ سب افسر اس پنجابی آبادی سے گھرے ہوئے تھے جنکے حال دریافت کرنے کی فرصت انکو نہین ملتی تھی وہ اپنی جگہون پر جمے ہوئے تھے اور یہہ توقع کرتے تھے کہ وہ سرکشی کو دبا دین گے یا اسوقت تک اسکو معطل رکھین گے کہ ان کے اعلے درجہ کے حکام کامل واقفیت پر آگاہی حاصل کرکے میدان جنگ مین علم بلند کرین گے اب ہم اعلے درجہ کے حکام کے احکام کے اجرا اور رد و بدل سے اور غیر مطمئن کارزارون اور فتوح سے قلم کو کوتاہ کرکے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازمین کے مستحکم ارادون کا اور ان کے نڈر ہونے کا ان کے مستعد و چیدہ ہونے کا انکی استقامت و راے صواب کا بیان کرتے ہین انہین سے بعض آپسمین رشتہ خاندانی رکھتے تھے اور سب آپسمین دوستی اور ہم خدمت ہونے و ہمدردی کا پیوند رکھتے تھے اول ہم جارج لارنس کا حال لکھتے ہین۔

ملتان مین افسرون کے قتل ہونے کی خبر ۲۷۔ اپریل کو پشاور مین پہنچی وہان میجر جارج لارنس اسسٹنٹ تھے

منافقانہ خط وکتابت کی پشاور مین بغاوت کے دبانے کے لیئے فوج بھیجنے کا وعدہ کیا۔ پشاور کی فوج نے چڑھی ہوئی تنخواہ مانگی وہ میجر صاحب نے اداکی مگر باوجود اس کے تمام فوج فساد پر آمادہ ہوگئی اور یہہ معلوم ہوا کہ شب کے آٹھ بجے سکھ کی جنٹلمون کا یہہ قصد ہے کہ رزیڈینسی پر حملہ آور ہون۔ مگر یہہ خبر صحیح نہین نکلی۔ میجر صاحب نے سلطان محمد خان بارک زئی کو لکھ بھیجا کہ اپنے آدمیون کے ساتھ جو لائق کار ہون حاضر ہو چنانچہ وہ تھوڑی دیر مین ایک سو ساٹھ سوار اور سات سو سپاہی ساتھ لیکر حاضر ہوا جس سے مخالفین کو ایسا خوف ہوا کہ تھوڑی دیر انہون نے اپنے ارادے مین توقف کیا۔ چتر سنگھ کا ایک خط پکڑا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سلطان محمد خان جسپر سر ہنری لارنس نے بڑے احسانات کیئے تھے اور ایک قیدی سے جاگیردار بنایا تھا اسنے سب احسان فراموش کیئے وہ چتر سنگھ کی سازش مین شریک ہوگیا اس زمانہ مین چتر سنگھ گورنر ہزارہ نے اپنے علاقہ مین علم بغاوت بلند کیا اور بنون اور پشاور کی سکھ سپاہ کو اپنی مدد کے لیئے طلب کیا اب تک پشاور کو تو میجر لارنس نے سنبھالا مگر بنون کی سپاہ چتر سنگھ سے جاملی۔ کچھ پہلے سے دوست محمد خان نے یہہ دیکھ کر کہ پنجاب کی بغاوت کے دبانے مین انگریز کچھ حرکت نہین کرتے یہہ سمجھا کہ انمین قوت نہین ہے اسلیئے وہ اپنے قدیمی دشمنون سے مل گیا کہ پشاور اسکو پھر دیدین اور اسنے اپنی سپاہ خیبر کی راہ سے بھیجدی کہ وہ ان کے مذہب کے سخت دشمنون کے ساتھ متفق ہوکر انگریزون سے لڑے جنکے ہتھیارون نے چندسال تک اسکو سلطنت سے محروم رکھا تھا چتر سنگھ نے پانچ ہزار پیدل اور چھ سو سوار اور سولہ توپین نوشہرہ مین بھیجین مسٹر ایبیٹ اور لفٹننٹ نکلسن نے حتی المقدور چتر سنگھ کی پیش قدمی کو روکا مگر انکی فوج بجز چند نو بھرتی کے مسلمان سپاہیون کے دشمن سے جاملی اس لیئے یہہ افسر بھی مجبوری واپس چلے آئے۔

اکیسوین ستمبر کو پشاور مین خبر آئی کہ شیر سنگھ لشکر سمیت مولراج سے جاملا جس سے خوف وخطر زیادہ ہوا میجر صاحب نے اول اپنے بال بچے و میم صاحبہ کو کوہاٹ روانہ کیا جہان دوست محمد خان نہسی بہ تواضع پیش آیا اور انکو یقین دلایا کہ تمہاری سب طرح محافظت کی جائیگی۔

۲۷ ستمبر کو میجر لارنس نے گورنر جنرل کا اشتہار مشتہر کیا کہ سکھ سرداروں کے علاقے ضبط کیئے گئے جس سے بڑی کھل بل و ہل چل پڑ گئی اسی روز میجر صاحب نے اٹک جانے کے لیئے ایک اپنی نعم بیخانہ

جانے کا حکم دیا کہ وہاں جاکر چتر سنگھ کا مقابلہ کرے کہ وہ دریا کے پار ہونے کا قصد نہ کرے اس
توپخانہ کی روانگی میں کوئی مزاحمت نہیں پیش آئی۔

بنوں میں کرنیل ہولمس اور راولپنڈی میں افسر بھی سکھوں کی فوج کے ہاتھ سے مارے گئے
تھوڑے دنوں کے بعد فتح محمد خان ٹوانہ جسکو میجر اڈورڈس نے بنوں کا حاکم مقرر کیا تھا
اسکو قلعہ دلیپ گڈھ میں سکھوں کی سپاہ نے گھیر لیا سکھوں نے ملک محمد خان سے کہا کہ اپنے
تئیں اور قلعہ کو حوالہ کرے۔ فتح خان نے اپنی سپر اور تلوار لیکر حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دو پھر وہ
باہر گیا اور اسنے للکار کر سکھوں سے کہا کہ مجھے کتے کی طرح نہ مارو اگر تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہو
کہ وہ دسیوں کے برابر ہو وہ میرے سامنے آئے سکھ سپاہی چلاتے ہوئے اسپر لپکے کہ یہی
وہ ہے کہ جسنے ہمارے کنور پشورا سنگھ کو قتل کیا تھا اب ہم تجھکو ماریں گے اسپر گولیوں کی باڑھ چلا کر
مار ڈالا میجر اڈورڈس صاحب لکھتے ہیں کہ اس نے بڑی بہادری و شرافت سے اپنے وعدہ کے
پورا کرنے میں جان دی اس نے جس قلعہ کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اسکی دہلیز پر جان دی جس
سے ہمیں اسکی محبت اور احسان مندی کی قدر و منزلت ایسی پیدا ہوئی کہ وہ اور ہندوستانیوں
کی محبت و احسان مندی کی قدر و منزلت سے زیادہ تھی سنہ ۱۸۴۸ و ۱۸۴۹ع کی لڑائیوں میں سرحد کے ل میں
دو فرایشن باقی تھی انگریزوں کی مخالفت کا وہ طوفان اٹھا کہ والی کشمیر بھی برٹش گورنمنٹ کی اطاعت
میں مذبذب ہو گیا۔ بنوں کے سرکش ہو جانے سے چتر سنگھ کو یہ جرأت ہوئی کہ وہ سپاہ کے ساتھ
نکلسن اور ایبٹ سے لڑنے آیا وہ اپنی نئی بھرتی کی سپاہ سے عہدہ براہ ہو سکے مگر میجر ہربرٹ
صاحب پشاور سے مستحکم قلعہ اٹک کے بچانے کو آ گیا جس نے سکھوں کو کچھ دنوں تک اس قلعہ پر قبضہ
نہ کرنے دیا۔ میجر لارنس اور ان افسروں کی جو ان کے ساتھ تھے حقیقت حالت بڑی نازک ہو رہی تھی
میجر صاحب نے اپنی دانائی اور فرزانگی سے سپاہ کو اپنے قابو میں رکھا مگر آخر کار ان کو کوئی اور
چارہ نہ رہا کہ وہ سلطان محمد خان کی حفاظت میں کوہاٹ کو چلے گئے۔

اسی اثنا میں جبکہ چتر سنگھ پشاور میں داخل ہوا سلطان محمد خان نے شہر سے باہر جاکر اس سے
ملاقات کی چتر سنگھ نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر میجر لارنس کو مع اہل و عیال وہ اسے حوالہ کردے
تو پشاور کا وہ گورنر بنایا جائے گا۔ سلطان محمد خان اس بات پر راضی ہو گیا اور میجر لارنس پشاور میں

بلایا وہ میجر صاحب کو کوہاٹ مین چھوڑ کر پشاور روانہ ہوئے اور پشاور سے جب تیس میل کے فاصلہ پر چتر سنگھ سے ملاقات کی ہر ایک سردار نے ان کو نذر دی اور بارہ توپون کی سلامی اُتاری میجر صاحب نے اس اپنے اعزاز و احترام کو چتر سنگھ سے کہا کہ بے معنی ہین مین تو ایک قیدی ہون اسپر چتر سنگھ نے کہا کہ آپ سے کوئی نزاع و تکرار نہین ہے ہم آپ کے اور آپ کے بھائی کے نہایت ممنون ہین کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ بھلائی کی ہے آپ کو اپنے ساتھ رکھنا اپنے نفع کے لیئے ہے ہم آپ کی عزت ایسی ہی کرین گے کہ گویا آپ ہی پشاور کے کمشنر ہین۔ غرض اس طرح سے میجر صاحب مع اہل و عیال چتر سنگھ کے معزز قیدی ہوگئے —

اکتوبر کے آخر مین ہربرٹ نے اٹک مین ایبٹ نکلسن وہیلر نے دریاے سندھ و جہلم کی مرتفع زمینون مین اپنی بہادری سے انگریزی رعب داب کا اثر لاہور سے باہر باقی رکھا اور ملتان کے آگے جنرل وش کا کیمپ تھا۔ نکلسن صاحب تو گھوڑے پہ سوار ہوکر پٹھان سوارون کے ساتھ لاہور روانہ ہوئے اور ہربرٹ صاحب اٹک کے قلعہ سے جو دغابازون سے بھرا ہوا تھا بچ کر نکل گئے —

جارج لارنس نے لفٹنٹ ہربرٹ صاحب کو اٹک مین نکلسن صاحب کی جگہ بھیجا تھا یہ مقام بڑا مستحکم پاتشان دریاے سندھ کے پایاب مقام مین ہے وہان یہہ معلوم ہوتا تھا کہ افغانون کا حملہ ہونے کو ہے اور چتر سنگھ نے ہزارہ مین علم بغاوت بلند کر رکھا تھا انہون نے سات ہفتہ تک اس اجاڑ قلعہ کو اپنے قبضہ مین رکھا اس مین ان پاس تھوڑی سی سپاہ افغانون کی تھی جس نے کہا کہ جسوقت دوست محمد خان یہان آئے گا تو ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائین گے۔ جب یہہ امیر آگیا تو انہون نے یہہ سمجھ کر کہ ہمارے کل اہل و عیال امیر کے قبضہ مین ہین صاحب ممدوح سے کہدیا کہ اب ہم آپکے لیئے کچھ نہین کر سکتے تو انہون نے قلعہ کو چھوڑ دیا

ان صاحب کا حال تعجب سے خالی نہین وہ زمانہ حال مین بھی جنپر آنکھین لگائے رہتے تھے حکام بالادست نے انکی لیاقتون مین ہمیشہ غلط فہمی کرکے انکی قدر شناسی نہین کی - وہ بڑے مہر دل اور شیر دل تھے انہون نے سنہری لارنس کے خصائل کو ایسی خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کے کسی اور دوست نے نہین بیان کیا وہ ہزارہ مین اپنا نام رکھتے تھے جہان کے باشندے

لفٹنٹ ہربرٹ

خصائل ایبٹ صاحب

وحشی اکھڑ تھے اطاعت کرنی نہیں جانتے تھے ایک وقت میں سکھوں کی دس پلٹنیں یہاں ان کے
محکوم رکھنے کے لیے بھیجی گئیں وہ ان کے زور ظلم و ستم سے کبھی مطیع نہیں ہوئے مگر وہ صاحب
ممدوح کی پدرانہ شفقت کے زیادہ ہو گئے اور انکے حامی و مددگار ہو گئے - صاحب ممدوح نے
بہت مہینوں تک سری کوٹ کے قلعے کو اپنے قبضے میں رکھا اور چتر سنگھ کی سپاہ سے مقابلہ
کرتے رہے - جنگ کے آخر میں انہوں نے اس قلعہ کو چھوڑا - اس کے بعد جو پانچ برس یہاں
فرمانروا رہے تو انہوں نے اسکے وحشی اور پراگندہ حال باشندوں کو پنجاب کے اور سب ضلعوں سے
زیادہ خوش حال بنا دیا اگرچہ ان کے حسن خدمات کا صلہ گورنمنٹ نے نہیں دیا مگر انہوں نے اپنے
ساتھ رعایا کے دلوں کے گرویدہ ہونے کو گورنمنٹ کے صلہ سے زیادہ گران بہا جانا - اور اس
ضلع کی رعایا سے بہت برسوں کے لیے جدا ہو گئے تو وہ اس پتھر کو دیکھ کر جس پر کچھ دن بیٹھے
تھے فرزندانہ محبت سے کہتے تھے کہ اس پر ہمارا باپ بیٹھ کر ہم سب بچوں کو شاباشیاں کہا
کرتا تھا - یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس آدمی میں شیر کی سی دلیری اور عورت کی سی نرم دلی اور بچے
کی سی سادگی ہوتی ہے تو وہ بہت ہی کم اپنی صداقت اور راستی سے محروم رہتا ہے -

جب ایڈورڈس صاحب ڈیرہ جات سے ملتان گئے ہیں تو صاحب ممدوح کو اپنی جگہ مقرر کر گئے
انکو جس کام کی ضرورت پڑی اسکو انجام دیا انہوں نے اپنے ذیل پٹھانوں کی نو بھرتی سپاہ سے
سرحد کو سکھوں کی سپاہ سے خالی کرا لیا نواب ٹونک سے دوست کا واسطہ ہوا تو انہوں نے استعفا
لے لیا اور اس سے قلعہ لکی کا محاصرہ کر لیا جس میں سکھوں کی دو پلٹنیں اور دس توپیں تھیں
لوٹ سکے گولے اور پاس نہ تھے پتھر کے گولے بنا کے ان ہی شکستہ توپوں سے چلائے
سپاہ میں ایک گورا نہ تھا اور نہ کمک لے کی امید تھی مسلمانوں کی آبادی میں گھرے ہوئے
تھے ایک سپاہ دوستی نہ تھی کی راہ سے کچھ مدد نہ ملی تھی مگر باوجود ان باتوں کے کبھی
ہٹنے کا خیال ہی نہیں کیا ایک مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ کو لے لیا - اسکو اپنا مطیع بنا لیا جس سے
ہمیشہ کے لیے امن ہو گیا سرحد کے خلاف انگریزوں کا قبضہ ہو گیا - صاحب ممدوح کو سی ایس آئی کا
خطاب مل گیا اور وہ ضلع ہندوستان کے حاکموں میں شمار ہوئے اس وجہ سے ۱۸۵۹ء میں
ویسٹ منسٹر ایبی میں وہ دفن ہوئے جہاں قبرستان بڑے نامور آدمیوں کے لیے ہے

۱۰- لکی کا محاصرہ

نکلسن ۔کوک ۔لمسڈن ۔لیک نے بھی اچھے اچھے کام کیئے ۔

جب ملتان کا ہنگامہ برپا ہوا تو انہون نے گورنر جنرل کو جالندھر کے برگیڈیر لاہور کے رزیڈنٹ پر سخت تقاضا کیا کہ فوراً لڑائی شروع کرنی چاہیئے ورنہ سارے پنجاب مین سرکشی کی آگ لگ جائیگی معلوم نہین کہ کس سبب سے انکی راے سے اتفاق نہین ہوا اور وہ نتائج جو انہون نے بیان کیئے تھے نہین مانے گئے ۔ انکو بڑا شوق تھا کہ وہ ملتان بھیجے جائین مگر بغاوت اُسی روز سب جگہہ پھیل گئی کہ انکو ملتان سے زیادہ جالندھر کی خبر گیری کرنی پڑی اور ملتان کے جاسوس انکے قریب آ گئے وہ جانتے تھے کہ پنجاب مین سب جگہہ سرکشی کا اثر جالندھر کے دوابہ اور فیروزپور پر ہوگا اسکے لئے انہون نے تیاریان شروع کین ۔ اب ہم لکھتے ہین کہ ان کی منصبی حالت کیا تھی ۔

یہ صوبہ دو سال سے کچھ زائد دنون سے انگریزون کے قبضہ مین آیا تھا یہہ زمانہ ان کامون کے لیئے بہت تھوڑا تھا کہ جری وجید سپاہی جنہون نے انگریزون سے لڑنے کے لیئے ہتھیار اُٹھائے ہون صلح اور امن پسند بنا لیئے جائین ۔ پرانے انتظام کی خرابیان جڑ پیڑ سے اکھیڑ دی جائین اور اُسکی جگہہ نئے انتظام کے بہتر دستور اور پاکیزہ قانون کی جڑ جما ئی جائے اگرچہ لارنس صاحب لاہور جانے کے سبب سے اکثر یہان سے غیر حاضر رہے مگر وہ ان کامون مین کامیاب ہوئے اور وہ اپنی ان ریاضتون سے منتفع بھی ہوئے ۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک گورمنٹ کا نظام دور کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا انتظام قایم کیا جائے اور بہت سخت گیری اور نہایت تشدد نہ کیا جائے اس تغیر مین گورمنٹ کے ہزارون اعلے عہدہ دار و ذی منصب اپنے جاہ و منصب سے بالضرور محروم کئے جاتے ہین امن و عافیت کے ہوجانے کے سبب سے سینکڑون سپاہیون کا رزق چھین جاتا ہے صدہا جاگیر دار اور معافی دارون کی اچھی یا بری حکمرانی کے حقوق تلف ہوجاتے ہین ۔ جان لارنس کی طبیعت اس طرح کی تھی کہ اگر کسی کام کرنے سے ضروری اتفاقاً فائدہ عام ہو تو وہ اسکے کرنے مین خاص آدمیون کے نقصان پر ذرا خیال نہین کرتے تھے ۔ تعجب تو اس بات پر ہے کہ ایسی حالتون مین ناراضمندی اسقدر زیادہ نہ تھی جسقدر شکر گزاری ان تبدیلیون کی کم تھی جو انہون نے فرزانگی و اعتدال

سپاہ ظرلین تھیں - بہت سخت سرکشیان اور دنگے فساد اسلیئے نہیں ہوئے کہ جو تھا جو بلند تھا
مگر گردن کو نخوت کرتا تھا اتار دیا جائے بلکہ وہ بہت تھوڑے ہوئے اور بُری طرح ان کی حمایت
کی گئی اور وہ جلد بآسانی فرو ہوگئی -

جالندھر کے دوابہ مین سپاہ اس کام کے لیئے کافی نہ تھی جسکی توقع تھی کہ کرنا پڑیگا خود جالندھر
مین چار پیدے ہندوستانی اور ایک گورے کی رجمنٹ تھی کچھ نمبر آٹھ سوار تھے اور ایک توپخانہ
تھا اس کے سوا اور ہندوستانی سپاہ کے دستے تھے جو مختلف مفید مقامات پر جیسے کہ
ہوشیارپور اور کانگڑہ مین مقیم تھے اور دو مقامی جنگی پولس کی سپاہین تھین جن مین
سکھ اور پہاڑی راجپوت بھرتی تھے وہ جان لارنس کے بہت کام کرتے تھے اور ان کے
حکم کے اشارہ پر چلتے تھے یہ کل سپاہ اس صوبہ دوابہ کی حفاظت وحراست کے لیئے تھی
اور ان مین سے بہت سے باری دوآب مین جنگ کے زمانہ مین بلائے گئے تھے
ونگنیو صاحب کے مارے جانے کے بعد ایک یا دو ہفتے کے اندر مئی مین طوفان اٹھا وہ
سرحد کے پرے سے یہان بھی آیا ملتان سے یا سوہان سے آکر پہاڑی اضلاع مین
گشت کیا اور وہان کے اجاڑن کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کو ترغیب دی کہ اسکے سارے
حقوق بسبب اتفاق کے بحال ہو جائینگے - اس زمانہ مین بھائی مہاراج سنگھ بھی یہان نمودار ہوا
وہ ایک گروہ تھے جو اس سازش مین کہ لاہور مین رزیڈنٹ کی آنکھون کے سامنے ہوئی تھی
شریک تھے اور وہ اب واجب القتل ٹھہر چکے تھے وہ اپنے تقدس کو کام مین لائے اور بیاس کے
شمال مین کئی سو اپنے چیلے جمع کر لیئے اسکی حرکتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ارادہ یہ تھا
کہ انگریزی علمداری پر حملہ کرے مگر دریا کے پایاب مقامات کی نگرانی اس کی قدرتی نگہبانی کرتی
تھی وہ پنجاب کی طرف چلا گیا وہان ان مسلمانون نے جنکو یہہ معلوم ہو گیا تھا کہ سکھون کی علمداری
سے انگریزان کی علمداری اچھی ہے اسپر حملہ کیا اور اسکو اور اسکے سینکڑون چیلون کو پانی مین
دھکیل دیا جیسا دیکھنے مین آیا تھا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنی مشہور سپاہ مع جمعیت پانی کے اندر
ڈوب گیا مگر گروہی کی قسمت مین کتے کی طرح مرنا لکھا تھا وہ اپنے جادو کے زور سے کسی یہان
سے وہان نکلا ہوا تھے جب تک کہ انکو دین شارٹ صاحب نے گرفتار کیا جبکہ وہ آگرہ کر کے آخر کو

اگست کے آخر مین دوسری یورش ہوئی ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست نورپور تھی اسکے وزیر کے
بیٹے رام سنگہ نے آوارہ گردون کا ایک گروہ جمون کے پہاڑون سے بلاکر جمع کیا اور راوی سے
عبور کیا اور شاہپور کے قلعہ کو لے لیا اور دھوم مچا کے اشتہار دیا کہ انگلش راج رخصت ہوا
اور خود نورپور مین فرمان روا بن بیٹھا چارلس سانڈرس ڈپٹی کمشنر ہوشیارپور جو ایک مستقل و ثابت
حاکم تھے فتنہ کے غیر آئینی سوارون کو لے کر عین مقام پر جا پہنچے اور ان کے پیچھے مسٹر صاحب
ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر بھی آموجود ہوئے اور سپاہ زیادہ ہوگئی اور ۱۶ ستمبر ۱۸۴۸ء کو نورپور
حملہ کر کے لے لیا بہت لوٹ ہاتھ لگی اور رام سنگہ مشکل سے سکھون کی سپاہ مین جو راول
مین تھی بھاگ گیا۔

یکم نومبر کو خبر آئی کہ سرحدی قلعہ پٹھان کوٹ کو ایک ہزار مفسدون نے جو باری دوآبہ کے شہر مین
جمع ہوئے تھے محاصرہ کر لیا ہے۔ یہہ قلعہ بڑا تھا سپاہ اس مین تھوڑی ہی تھی صرف کانگڑہ کے
پچاس سکھ اور تھوڑے سے پولس کے آدمی اس کے محافظ تھے سکھون سے کچھ بعید نہین تھا کہ
وہ قلعہ کو مفسدون کے حوالہ کر دین اہل قلعہ کے لیئے پانچ روز کی خوراک اور میگزین تھا ایسی
حالت مین خوف کا ہونا لازمی تھا۔ ہربرٹ صاحب رات بھر سفر کر کے قلعہ نشینون کی کمک کے
لیئے پہنچ گئے اور مفسدین کو بھگا دیا وہ دینانگر مین سکھون کی سرحد مین چلے گئے۔ جان لارنس
نے بھی رات بھر سفر کیا اور بیاس کے پار گئے اور سرکشون کو سوتے ہوئے جا پکڑا اور انکو
پراگندہ اور منتشر کر دیا۔ جان لارنس اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ ان کے ساتھ کے سکھون نے
کہ جانتے تھے کہ سکھون سے لڑنے جاتے ہین اپنی بڑی مستعدی اور عالی حوصلگی ظاہر کی
یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ میدانی رعایا جیسی انگریزی عملداری سے خوش تھی ایسی ہی پہاڑی
رعایا اس سے ناخوش تھی۔ پہاڑی راجہ اپنے پرانے حقوق کے جاتے رہنے سے بڑی
آزردہ خاطر اور دل شکستہ تھے شعلے جتنے دبے ہوئے [illegible] تھا وہ ایک ہی وقت مین
سب طرف بھڑک اٹھے۔ کوہستانی ملک کی دوسری انتہا پر اسی طرح جسر کے راجاؤن
نے علم بغاوت بلند کیا اور نیز اپنے سارے [illegible] مقامات پر اور پاس کے
قلعون پر قبضہ کر لیا اور تو مین اس خوشی مین چھوڑین کہ انگریزی راج جاتا رہا اسکی ناؤ مین

لارڈ گوف کی جگہہ لارڈ نیپیر کا مقرر ہونا

مذہبی تعصب کے سکھون سے لڑایا۔ ان ہی کی جوتی ان ہی کے سر پر لگائی اب ہم پھر چیلیان والی لڑائی کی طرف رجوع کرتے ہین۔

کبھی انگلستان مین ہندوستان سے کسی لڑائی کی ایسی کاری منحوس خوفناک خبر نہین گئی تھی جسپر وہان کے آدمیون کا غصہ رنج بے ٹھکانے آیا ہو جنہون نے آزمودہ کار سپہ سالار کی تمام عادات گذشتہ اور ذاتی شجاعت و دیانت اور سارے اوصاف جمیلہ صفات حمیدہ تمام غیظ و غضب طیش مین فراموش ہوگئین اور سینا ٹرون انگریزون کو آپس مین جب گذشتہ غصہ اترا تو آیندہ خوف چڑھا وہ اس خیال سے کانپنے لگے کہ خوفناک دشمن ایسے جنرل سے جو ضعیف بے بس ناقابل خود و خود رائے ہے لڑائی لڑنے آئے جو سب لڑائیون کی سرتاج ہوگی غرض اس جنگ کی خبر ولایت مین اعلے گورنمنٹ کو پہنچی تو ایک عام پریشانی خاطر ہوئی اور تمام ملک مین کل افسران جنگی نے ڈیوک ڈلنگٹن سے لیکر ادنے افسرون تک ناک بھون چڑھائی اسکو جنرل گوف کی بدسلیقہ اور بے ترتیب جنگ آرائی پر محمول کیا اور نیپیر صاحب کی تقرر کے لیے غل مچایا۔ یہ فاتح سندھ نہایت عجلت کے ساتھہ ہندوستان بھیجا گیا کہ وہ ان خرابیون کا تدارک کرے جو جنرل گوف سے ہوئی ہین اور سکھون کے ساتھہ لڑائی کو ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھہ ختم کرے لیکن جلدی اور تیزی اور گرمی بالکل وقت اور فاصلہ کو معدوم نہین کرسکتی گو نیپیر دلاور جو بہت سی لڑائیان لڑا تھا اور بہت سی فتح حاصل کین تھین اپنے عہدہ سے دفعتہ معزول ہوا اگر اس نے اپنے سفید بالون کی شرم رکھنے کے لیے بہت جلد نہایت عزت و حرمت کے ساتھہ جنگ کو ختم کردیا۔ چیلیان والا کی خونریزی سے سپاہ کا اپنے سپاہ سالار پر اعتماد و بھروسہ کم ہوگیا تھا مگر اسے لڑنے والون کی ہمت جرأت مین لرزش نہین آئی تھی ان مین وہی ہمت مردانہ فتح حاصل کرنے کے لیے چلی جاتی تھی اس جنگ نے برٹش سپہ سالار کو جان خراش سبق پڑھاکر غمزدہ و دانشمند سپہ آرا بنادیا ابھی ان کے قائم مقام نے انگلنڈ سے پیٹھہ پھیری نہ تھی کہ جنرل گوف نے ایک جنگ عظیم الشان مین وہ فتح پائی کہ نہ نیپیر نہ ولنگٹن اسکی جگہہ یہان آنکر اس سے کامل اثر پیدا کرنے مین سبقت لے جاسکتے تھے۔

کمانڈر انچیف کے کیمپ مین مولراج کے حوالہ کرنے کی خبر پر سب کے کان لگے ہوئے تھے کہ

تھی کہ جسکو گورنر جنرل نے بڑے زور شور سے یہہ کہا کہ یہہ پہلی دفعہ ہے کہ سکھ اور افغان پرے
باندھ باندھ کر انگریزون کی قوت سے لڑنے آئے ہین یہ موقع ایسا تھا کہ ہم اپنے سب اسباب
و وسائل کو جو ہمارے پاس ہون دکھائین ہتھیارون کی بزرگی ایسی نمایان کرین کہ وہ ہر دشمن کو
ڈرائین اور دفعتہً ان کی صف بندی کو توڑ کر انکے پوچ ہونے کو ہلاک کرنے سے ثابت کرین
یہ فتح اپنی اس موقع کے سبب سے اور دشمن کے مقابلہ کے سبب سے قابل یادگار ہے وہ فتح
کامل حاصل ہوئی اعلے درجہ کی امید خاطر خواہ برآئی اس مین کچھ مبالغہ اور فضول نہین ہے اور
نہ مراسلہ لکھنے والون نے اپنی غرض کے سبب سے ڈینگ اور شیخی کی ہے - یہہ لڑائی گجرات
مین ہوئی تھی جہان دشمن چلا گیا تھا لارڈ گوف نہایت تحمل و تامل سے ایسی جنگ عظیم لڑے
جیسی کہ لڑنی چاہیئے ان کے لشکر جرار کا ہر ہتھیار موثر و کارگر ہوا ہر ایک اپنی موزون جگہہ پر
تھا اور آپس مین ایک دوسرے کا مددگار تھا اور اپنی شان و شوکت دکھا رہا تھا - صبح کے
اجالے سے کچھ پہلے توپون کی مار مار رہی یہان بنگالی توپخانہ نے جو اپنی کار پردازی مـ
مہلک کاریگری دکھائی وہ کہین اور نہین دکھائی تھی سکھ سپاہ بڑی مستقل تھی اور خوب
اپنے ہاتھون سے کام کرتی تھی مگر انگریزی توپون سے وہ برابر آگ برستی تھی کہ جسکے سامنے
دشمن نہین ٹھیر سکتے تھے - دوپہر کو دشمن میدان جنگ سے ابتر و پریشان ہوکر بھاگے
ان کے مورچے چھن گئے ان کی توپین اسباب حرب و خیمے ڈیرے مع سامان سب
لیئے گئے ان کے بھگوڑے گرونکا فتحمند تعاقب کرتے تھے دوپہر کے بعد سے انہون نے
اپنے بھاگنے سے سخت سزا پائی - سپاہ مظفر و منصور کی جانون کا نقصان بہت کم ہوا - اس
جنگ گجرات مین لارڈ گوف پاس بیس ہزار سپاہ اور سو توپین تھین جنسے سکھون کی پچاس ہزار
اور ساٹھ توپون پر حملہ کیا - ان کے صلاح کار سر جان چیپ انجنیر اور ان کے داماد سر پیٹرک گرانٹ
تھے انہون نے جب تک کہ توپون نے جن میں انگریزی سپاہ کی قوت تھی اپنا پورا
کام نہین کیا سپاہ کو حرکت نہین کیا - جناب جہلم کی پہلی لڑائیون نے لارڈ گوف کو سبق پڑھا دیا
تھا کہ انہون نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی ترتیب کو میدان جنگ مین بدل دیا تھا سکھون
کی توپون کو جب انگریزی توپون نے بند کر دیا تو پھر پیادون کی لڑائیان شروع ہوئین اور سکھون کو

اپنے ہتھیار رکھدیئے اُسوقت بڑا حسرتناک اور عبرتناک یہہ واقعہ تھا کہ سکھون نے اپنے تیغین شہید کرکے تلوارین توڑہ وا ریبند زمین پر پھینک کر ڈھیر لگا دیئے اور اُنکو سلام کیا [illegible] رہے مگر جب انہون نے گھوڑے دیئے تو وہ انکو بار بار پیار کرتے اور [illegible] تھے کہ تمہاری بہادری سے ہمنے میدان جنگ مین فتحین پائی [illegible] بچائی ہین اُن کو لپٹتے تھے اور اپنے تئین ضبط نہین کرسکتے تھے آنکھون سے آنسو بہتے تھے اور کہتے تھے کہ آج رنجیت سنگھ مرگیا۔ انگریزی افسران کو ایک روپیہ دیتے تھے جسکو وہ جیب مین ڈال کر اپنے بل پیچ سے وہ آسکے تھے جاتے تھے۔ اس فتح کا اصلی [illegible] پنجاب اور پشاور مع اُن رو سے سندھ کے خالصے لارڈ ڈلہوزی کے [illegible] آگئے۔ انکو نہ کوئی عام یا خاص دلائل اس ملک کے بالکل مالک ہونے سے باز نہیں [illegible] تھی ایک یا دو سال بعد انہون نے ایک سرکاری مراسلہ مین یہہ لکھا کہ مجھے یہہ موقع ہاتھ لگا ہے کہ مین اپنی رائے بڑی متانت اور غور وخوض کے ساتھ ظاہر کرتا ہون کہ اس صحیح دانشمندانہ پولیسی کا اختیار کرنا برٹش گورنمنٹ پر واجب ہے کہ ملک وآمدنی ملک کے بڑھانے کے جو آ موقعے ہاتھ لگین ان مین تساہل وتغافل نہ اختیار کرے لگایہ فقرہ حق یا ناحق ضروری یا غیر ضروری مصلحتاً یا غیر مصلحتاً بہت سی ہندوستانی ریاستون کے حق مین زہر قاتل ہوا لیکن پنجاب کی [illegible] مین ان کے عام قاعدہ کا استعمال مصلحتاً وضروری حق تھا سکھون نے بغیر [illegible] انگریزان پر دو دفعہ حملہ کیا دوسری دفعہ حملہ بین [illegible] عداوت کا الزام لگایا جاتا ہو اول [illegible] کی اندرونی ضعف کی تقسیم [illegible] سے لارڈ ہارڈنگ اور [illegible] ڈلہوزی اور ہنری لارنس اور جان لارنس نے کیا [illegible] کامیابی نہین ہوئی۔ انگریز [illegible] بغیر اپنی خوشی کے سردارون کی خوشی [illegible] انہون نے جب انکی اس [illegible] کو بالکل پھیرہ اُن سے دغا بازی [illegible] تیار ہوئے اور پھر انکی گرمجوشی اور بہادری [illegible] نے انگریزی [illegible] خوف پیدا کیا جسوقت سلح دشمن جنگ سے فرار ہوا اسی وقت لارڈ ڈلہوزی [illegible] آئندہ کے لیئے فیصلہ کردیا کہ لوگون کو اس [illegible] تردد نہو ۲۰ مارچ کو فیروزپور [illegible]

سلامت رکھنے کا قصد کیا مگر انہون نے خود اپنے تئین سلامت رکھنا نہ چاہا۔ انگریزون نے
اول ایک طریقہ پھر دوسرا طریقہ اس امید مین اختیار کیا تاکہ پنجابیون کی مستحکم گورنمنٹ قائم ہو جائے
کہ وہ اپنی رعایا کو فرمان بردار بنا سکے اور وہ اپنے ہمسایہ کی سلطنتون کے ساتھ آشتی و صلح کے ساتھ
رہ سکے۔ انگریزون کی اول ہی سے پالیسی ایسی تھی جو بالکل زیادتی و دراز دستی سے خالی تھی۔
اس مین کوئی شائبہ حرص و آز کا یا جاہ طلبی یا اولوالعزمی کا نہ تھا مگر اس کی سکھون نے کچھ قدر
نہ جانی اور نہ وہ کامیاب ہوئی کل نظام فنا ہو گیا اب ایک ہی تدبیر باقی رہ گئی تھی کے ہاتھ مین لینا
تھا کہ آئندہ پنجاب کے مشکل سوال کو حل کرے اصلی راستہ تجویز کیا گیا جو اس وقت کے
لئے مناسب ہو سوا اسکے نہ تھی کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پس
ایک اشتہار دیا کہ رنجیت سنگھ نے جس سلطنت کو بنایا تھا اب وہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت
مین آگئی بہت تھوڑے سے ہی لوگ اس مین چون و چرا کرین گے کہ یہہ حکم تدبیر کی اور انصاف کے موافق
نہین ہے۔

لاہور مین آخر دربار کیا گیا اور فتحمند انگریزون کے احکام کم عمر راجہ اور ان سردارون کے روبرو جنہون نے
کھلی بغاوت نہین اختیار کی تھی پکار کر پڑھے گئے اور پھر ان شرائط کا کاغذ پیش کیا گیا جس مین یہہ
شرط تھی کہ برٹش گورنمنٹ چار لاکھ روپیہ سالانہ سے کم اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کم عمر مہاراجہ
اور اسکے کنبے کو دیگی جب تک کہ وہ انگریزون کا خیرخواہ و فرمانبردار رہیگا اور یہہ اسکا
اختیار ہے کہ جہان چاہے وہان رہے۔ اس تغیر کا ہونا دلیپ سنگھ کی خوش نصیبی تھی جو
سکھون کے سلطنون مین پیدا ہوا تھا اب اس حالت مین اس پاس دولت بہت تھی امن
و عافیت مین بالکل تھا تمام فکرون اور اندیشون سے آزاد تھا اور سب سے بڑی برکت
اسکو یہہ حاصل ہوئی کہ نجات دینے والا مذہب ملا (یعنی عیسائی ہو گیا) وہ اپنی بارہ برس کی
عمر مین گورنر جنرل کی ولایت مین آیا یعنی اسکا وارڈ ہوا ڈاکٹر ... سپاہ کے اسسٹنٹ سرجن جنکا
نام پیچھے سر لوجن ہوا راجہ کی تربیت و تعلیم کا منتظم مقرر ہوا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ کم عمر سکھہ شہزادہ
ایک عیسائی جنٹلمین اور ملکہ معظمہ کا درباری اور سفوک کونٹی کا اشراف مالک زمین ہوا۔
لیکن اس آخر فقرہ کی نسبت ایک صاحب نے لکھا ہے کہ جب مہاراجہ دلیپ سنگھ نے عیسائی

کوہ نور بھی تھا جو شاہ شجاع سے مہاراجہ رنجیت سنگہ کو ہاتھہ لگا تھا اسکو لارڈ ڈلہوزی نے ملکۂ معظمہ کی نذر مین لنڈن بھیجدیا۔

پنجاب گورنمنٹ کو لارڈ ڈلہوزی نے بغیر انگلنڈ کے خاص احکام کے ضبط کرلیا اور اپنے اہل وطن کے خطابون کے ملنے کی پہلے ہی سے سفارش کی پارلیمنٹ اور ملکۂ معظمہ نے بہت دریا دلی سے خطابات قابل یاد دیئے۔ دولوہوس نے ملتان اور گجرات کے فاتح کا شکریہ ادا کیا اور ڈیوک ولنگٹن اور سر جان ہوب ہوس نے اڈورڈس وابیٹ وایک او نیپیر کے نوجوانون کی خاص تعریف کی جنہون نے ایسے کام کئے تھے کہ وہ انکے اہل ملک کے سرمایۂ فخر و ناز تھے اول ڈلہوزی کو مارکوئس کا اور لارڈ گوف کو وسکونٹ کا خطاب ملا گلبرٹ صاحب اور ٹھیک ول صاحب کو گرینڈ کروس اوبتھ کا اور کیمبل وچیپ وبلیر کو نائٹ کمانڈر اور گوف کے کپتانون کو کمپنی بین اوف آرڈر کا خطاب ملا۔

جنرل وش فاتح ملتان کو بھی وہی خطاب ملا جو کیمبل یا چیپ کو ملا تھا ان خطابون کے ملنے مین ایبٹ صاحب بدنصیب رہے جنرل کورٹ لنڈ جو سکھون کے ملازم تھے انکو گورنمنٹ نے نوکر رکھ لیا نیک خواہ نواب بہاول پور کو ایک لاکھ روپیہ کا ملک ملا اور وہ تمام خرچ سپاہ ملا جو اس جنگ مین اسکا ہوا تھا اور اڈورڈس کے آٹھہ عمدہ کارگزار افسرون کی پنشن زیادہ ہوئی اور انکی سپاہ کی بھرتی کے دو ہزار آدمی انگریزی سپاہ کی ملازمت مین داخل ہوئے شیخ امام الدین بھی جسنے اول ملتان کی فتح مین اور بعد ازان گلبرٹ صاحب کی شیر سنگہ کے تعاقب مین مدد کی تھی انعام سے محروم نہین رہا۔

سفیر مو چتر سنگہ مع اپنے دو بیٹون شیر سنگہ وعطر سنگہ کے وزیر آباد مین لارڈ گوف پاس آیا ۷۔ اپریل کو انکی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ تمام انکی جاگیر ضبط کی جائے گذارہ کے لائق زمین انکو دی جائے کہ وہ اپنے گاؤن اٹاری مین زندگی بسر کرین اور تمام ہتھیار دیدین اور اپنے سپاہیون کو موقوف کردین اور اپنے گھر سے تین چار میل سے باہر نہ جایا کرین اور اور غیر مشہور امیری طرح اپنے گھرون کو بھیجے گئے سنہ ۱۸۴۹ء مین یہہ محدود آزادی اسیری کے قریب پہنچ گئی۔ پہلی اکتوبر کو شیر سنگہ کے گروہ اور لال سنگہ کے گروہ نے امرتسر مین اور حاکم رائے نے

شاذ و نادر ہی اعلے درجہ کی لیاقت ہوتی ہے اور اوروں نے بھی اسپر یہہ اعتراض کیا کہ وہ متناقض و متضاد عنصرون سے مرکب ہوتا ہے وہ اپنی پیدائش ہی کے دن سے اپنے اوپر ملامت کرتا ہے اسکے اندر خود ہی تفرقہ کے بیج بوئے ہوتے ہین اس بیان مین پیچ ہے مگر بہت تھوڑا سا بورڈ ایک ثالثی ہوتی ہے اس مین وہ وحدت و عجلت و اجتماع خاطر و خصوصیت نہین ہوتی جو ایک آدمی کے دل مین ہوتی ہے فرض کرو کہ جس حالت مین اس ایک آدمی کے دل مین فراست کی مقدس آتش کی کوئی چنگاری ہو تو وہ اپنے محکومون پر خوب حکمرانی کر سکتا ہے۔ اس بورڈ مین دو مختلف المزاج بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس جمع ہوئے تہے جیسے آتش فشان پہاڑ خواہ کتنے ہی دنون وہ آتش فشانی نہ کرے مگر ایک نہ ایک دن اپنی بھڑاس نکالے بغیر رہ نہین سکتا بعینہ یہی حال ان دونو بھائیون کا تھا۔

یہہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ بورڈ تھوڑے دنون کے بعد مرنے والا تھا اس لیئے وہ مُردہ ہی پیدا ہوا تھا اس نے بعینہ وہی کام کیا جسکی اسے توقع تھی اور جو اسکے تقرر سے غرض تھی اس کے تین ممبرون سے جو کام ہوئے وہ کسی ایک ممبر سے نہین ہو سکتے تھے تین سال تک وہ رہا اس مین اسنے بڑے کارہا نمایان کیئے جسکا بیان ہم آگے کرتے ہین۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے ایک ہنری لارنس تھے جو اس بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے ان کی قابلیت اور لیاقت سپاہیانہ و مدبرانہ مسلمات مین سے تھی وہ سکھون پر اپنا اثر جادو کا سا رکھتے ان کے اقبال کے سب قائل تھے۔ دوسرے ممبر اُن کے بھائی جان لارنس تھے جنہون نے جالندہر کی کمشنری کے انتظام مین اپنی لیاقت اعلے درجہ کی دکھائی تھی لارڈ ڈیل ہوزی سے جو فی الحال انکی ملاقاتین ہوئین تھین ان کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے لارڈ ڈیل ہوزی کے اس خیال کو کہ پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا جائے پختہ کر دیا تھا مگر ہنری لارنس لارڈ ڈیل ہوزی کی اس رائے سے مخالف تھے کہ پنجاب انگریزی عملداری سے الحاق کیا جائے ان کی یہہ تجویز تھی کہ خالصہ کی محفی زور رکھنے والی جماعت کی حکومت سکھون کے امرا کی حکومت مین تبدیل کردی جائے اس حکومت مین وہ ہماری سلطنت کے معاون ہونگے اور ہمارے محتاج رہین گے۔ آخر کو اس اختلاف رائے کے سبب لارڈ ڈیل ہوزی نے ہنری لارنس کو

ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیان برف سے ڈھکی ہوئی اور نیلگون سلسلے پہاڑون کے نظر آتے تھے۔ یہہ
ملک بڑا دلچسپ اور دلاویز ہے اسکے واسطے بہت سے نیک موقعے ہین وہ دفعتہً برٹش گورنر جنرل کا
ایک لاڈلا سب سے چھوٹی عمر کا صوبہ ہوگیا جس سے بڑی امیدین تھین۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے
پات۔ پس ایسا ملک جو اسطرح سے واقع ہوا اور اسکی حالت ایسی ہو اور اسطرح کی آبادی ہو
اس مین وہ پرانا انتظام نہین ہوسکتا تھا جو انگریزی عملداری کی قدیمی اضلاع مین جاری تھا گو گورنر جنرل
یہہ بھی نہین چاہتا تھا کہ اس مین صرف ملٹری انتظام ہو انکو کسی وقت بھی اپنے عہد حکومت مین کسی
خاص جماعت کا اہل سیف اور اہل قلم کی طرفداری کا تعصب نہین ہوا اور وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی
وجہ نہین ہے کہ اہل قلم و اہل سیف دونو باہم مل جلکر اس صوبہ مین انتظام کرین وہ دونو فرقون کے
معتقد تھے کہ ہر یک اپنے اپنے عہدہ کا کام کرے اب یہان پرجوش سپاہیون کا کام پورا
ہوچکا تھا اب زیادہ تر ان سول کے حکام کی ضرورت تھی جو اپنی تجربہ کاری اور راے صائب سے
کام کرین سو انہون نے ایک مخلوط اسٹاف سول اور ملٹری افسرون کا مقرر کیا اور انتظام کے لیے
ایک بورڈ مقرر کیا جسکا پریسیڈنٹ ہنری لارنس کو مقرر کیا اسوقت سر فریڈرک کری سپریم
کونسل کے ممبر مقرر ہوگئے تھے۔

اس بورڈ کے تین ممبر تھے اور ان کے ساتھ سکرٹری تھے جو انتظام کے لیئے قلم کا کام کرتے تھے
اور بورڈ کے احکام کو ان کے ماتحت افسرون کے پاس پہنچاتے تھے جو تمام صوبے مین پھیلے ہوئے
تھے۔ لارڈ ڈلہوزی اس مزاج کے حاکم نہ تھے کہ وہ پنجاب کی ساری حکومت کو ایک
شخص کے ہاتھ مین دینے کو جائز رکھتے۔ لیکن وہ سر ہنری لارنس کے حقوق عظیمہ کو مٹا بھی نہین
سکتے تھے اور نہ ان کو اسی زمانہ مین انکی خدمات سے جدا کرسکتے تھے لیکن انکی مرضی نہ تھی کہ وہ اس
پاک نفس و امانت مند بہادر سپاہی کو کل معاملات کا اختیار دیدین۔ سچ یہ ہے کہ ہنری لارنس کی جبلت مین انصاف و اعتدال تھا وہ الحاق
کرنے کی پولیسی کے بالکل برخلاف تھے وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ایک دفعہ اور کوشش کی
جاے کہ سکھون کی سلطنت نابود ہونے سے بچ جاے اس دشواری کے سبب بورڈ کی
ضرورت پڑی۔ یہہ ڈلہوزی کی طبیعت کا مقتضا تھا کہ وہ ہنری لارنس کے ساتھ اور مدبر
ایسے شریک کرے کہ جو اسکے اپنے ہم خیال و ہم راے ہون کسی حالت مین بورڈ دو ممبرون کا

اور ملیٹری مین فریڈرک سیکن زری اور جارج سیک گریگر - ان احکام کے سوا رجنکا اوپر ذکر ہوا ایسے نامور رچرڈ ٹیمپل واڈورڈ ڈھونڈٹن اور نیول چیمبرلین وجارج برنز لیون برلونگ - فلپ گولڈ فی اور چارلس سانڈرس تھے سویلین اور سولجر (سپاہی) پہلو بہ پہلو بیٹھ کر کام کرتے تھے اور ان مین وہ رشک و حسد نہین تھا جو اپنی جماعت کا دلون مین ہوا کرتا ہے - وہ پنجاب کے انتظام کو از سر نو مرتب کرتے تھے اور اس کے انتظامی کامون کی توضیح و تفصیل کرتے تھے پبلک ورکس کے ڈپارٹمنٹ کے افسر اعلے رابرٹ صاحب نیپیر تھے جو سپہ گری اور فن انجینیرنگ مین ایسا کمال رکھتے تھے کہ وہ دنیا کے اعلے انجینیرون مین سے شمار ہوتے تھے

رنجیت سنگھ کی گورنمنٹ گنواری سیدھی سادی ابتدائی صفت کی بغیر کسی آئین قوانین وضابطہ کے بے اصول تھی ایک بڑی حکومت شخصی تھی اور اس کے ماتحت چھوٹی چھوٹی شخصی حکومتین بہت سی تھین جنمین انگریزی خیالات کے موافق خطرناک ناانصافی کے دھوئین اٹھتے تھے مگر کسی نہ کسی طرح سے اس سے کاربرآری چلی جاتی تھی جو ناانصافی ہوتی تھی وہ صریح الفہم و نامعقول ہوتی تھی اس مین سادگی یہہ تھی کہ ایک زبردست نے کسی کم زور کو اپنی مرضی اور ہاتھ سے کچلا تو اس سے زیادہ زبردست نے اسکا کچلا نکالا سیر کو سوا سیر موجود تھا - جو چھوٹے چھوٹے حاکم و تحصیلدار و کارندہ واہل کار و عامل رعایا کو دباتے اور سرکار کو دغا دیتے تھے وہ خوب جانتے تھے کہ تھوڑے یا بہت دنون مین ایک دن محاسبہ کا آئیگا ان کے حساب کی جانچ زبردستی شکنجہ فرسائی کے ساتھ کی جائے گی سر جوتون کے مارے گنجہ ہوگا اور سب کھایا پیا اگلنا پڑے گا - اور بعض اضلاع مین تو سولی مزاج پوچھیگی اور گلے مین رسی ڈالیگی اس طرح سرسری فیصلہ کرنے مین نہ کوئی قانونی الجھیڑا نہ کونشنس (ایمانداری) کی باریک بینی و موشگافی مانع ہوتی تھی ایسی بڑی جھوٹی بناوٹ کی باتون مین انگریزون نے کونسل ریجنسی بنا کے انتظام کرنا اور مقدمات کو پیچیدہ کرنا شروع کیا تھا جب اصل بات کو سمجھے تو ان کو ایک صاف میدان تجربون کے کرنے کا ہاتھ آیا - اب انہون نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا انہون نے اپنے اصول پر عمل کرنا شروع کیا تھا -

پنجاب مین گورنمنٹ نے جو انتظام کیا وہ سکھون کی گورنمنٹ کے گنوارپن اور سادگی کے مقابلہ مین باضابطہ و باآئین و درست و صحیح تھا مگر ان کے آئینی اضلاع کے ضوابط و قوانین کے مقابلہ مین

فرمان روائی کی یہہ دو صفتیں اہم سمجھی جاتی ہیں کہ سپاہ قوی اور زبردست ہو اور خزانے خوب معمور
ہون۔ بلاشبہ رنجیت سنگھ کی فرمان روائی مین یہہ دونو وصف موجود تھے اسکی سپاہ کو تو رعایا کے
قوائے جسمانی کی درستی نے اور مذہبی اور سپہ گری کے جوش و خروش نے ایسا قوی بنایا کہ وہ
فتح بہ فتح حاصل کرتے اور ملک پر ملک کو بڑھاتے تھے مگر ان فتوحات کے انتظام نے خزانہ کو بھی
طرح سے معمور کیا رنجیت سنگھ نے اس تحقیق کی تکلیف کو گوارا نہین کیا کہ وہ تحقیق کرتا کہ کونسی
اشیا پر ٹیکس لینا چاہیے اور کونسی چیزون پر نہ لینا چاہیے الغرض سب چیزون پر یکسان محصول لگا کر
سب کو ایک لکڑی ہانکا۔ [illegible]
صنعت کی چیزین۔ اراضی کا غلہ [illegible] پیدا [illegible] آرام کی چیزین
ان سب چیزون سے محصول لیکر خزانہ کی معموری کی صفت پیدا کی۔ حاکم [illegible] جیسے کہ ملتان
مین دیوان ساون مل تھا اور مقامی کارندے اہل کار خود مختار تھے کہ رعایا کو بخوبی کرپال
کرتے تھے اور اپنا گھر مالا مال کرتے۔ لاہور کے خزانہ مین جب تک روپیہ بڑھاتے رہتے تو جو
اُن کے دل مین آتا وہ کرتے گورنمنٹ کے رو برو حساب کتاب نہین پیش کرتے۔ رنجیت سنگھ خود
پڑھا لکھا نہ تھا اسکی دفترداری چھوٹی بڑی حساب کی بخشی سپاہ حساب کی فردین داخل کرنے کی
تکلیف نہین اٹھاتا تھا۔ جب انگریزی عملداری مین پنجاب داخل ہوا ہے تو بخشی سپاہ نے سوا [illegible]
کوئی فرد حساب نہین داخل کی تھی۔ سزائین بہت کم [illegible] تھین اور [illegible] تھین وہ سیدھی سادی ہوتی تھین
چوری یا معمولی قتل کی سزا جرمانہ تھا اور سنگین جرمون کی سزائین اعضا ناک کان۔ ہاتھ
کاٹے جاتے تھے اور سب سے بڑی سزا کونچین کاٹنا تھا یعنی ساق کی رگ ایسی کاٹتے تھے کہ
جس سے آدمی چلنے پھرنے کے قابل نہ رہے۔ سکھون کے ایک اٹالین خوش نصیب [illegible]
اے وٹ بائل نے یہہ ستم اور ایجاد کیے تھے کہ وہ رعایا سے استحصال بالجبر کرتا اور جب کوئی
اسکا مقابلہ کرتا تو اسکو توپ کے منہ سے اڑا دیتا یا دھوپ مین شہد مل کے ننگا بٹھا دیتا کہ وہ مر جائے
اور بعض اوقات زندہ آدمیون کی کھال اتروا لیتا۔ کہتے ہین کہ اس سزا کی ابتدا خود اپنے ہاتھ سے اس
ستم ایجاد نے کی تھی۔

جیل خانے تھوڑے سے تھے اور ان مین قیدی اور بھی تھوڑے تھے۔ رنجیت سنگھ کی پولس کا کام [illegible]

ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار جمع ہوگئے جنمین سے بعض ایسے تھے کہ انکا پہننا جیساکہ پہننے والے کے لیئے مضر تھا ایسا دشمن کے لیئے نہ تھا۔ اسکندر کے زمانہ کے ہتھیار تین صدی پیشتر حضرت عیسیٰ کے اور انیسوین صدی کی توپین اور بندوقین لوگون نے حوالہ کین۔ ہزارہ کے کوہستانی اور ترن رود سندھ کے باشندے ہتھیار دینے سے معاف کیئے گئے اس لیئے انکا بے ہتھیار کرنا سرحدی قومون کے ہاتھ سے انکا شکار کرانا تھا۔ غرض اب سب جگہہ صرف انگریزی ہی ہتھیار اپنی چمک دمک دکھاتے تھے

اب فاتحین ملک کا یہہ فرض تھا کہ ملک کی محافظت کرین جو اپنی قدرتی محافظین یا مفسد دیوارون سے محروم ہوگیا تھا اب خوفناک سرحد کی محافظت کا یہہ انتظام کیا گیا کہ پانچ رجمنٹین سوارون کی اور پانچ رجمنٹین پیادون کی اسی ملک کے آدمیون مین سے بھرتی کی گئین جنکی نسلین مختلف قسم کی ہندوستانی و پنجابی اور مسلمان تھین۔ اس سپاہ مین بہت خوشی سے سپاہی بھرتی ہوگئے اور وہ بالکل بورڈ کے ماتحت کردیے گئے۔ لارڈ ڈلہوزی کی رائے مین پنجاب کی سلامتی کے لیئے وادی پشاور کی محافظت بڑی اہم و مہتم بالشان تھی۔ اس لیئے انہون نے دس ہزار آدمی سپاہ مقرر کی جن مین تین ہزار گورے تھے۔ اس تدبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل یونان کی اس ضرب المثل کو خوب سمجھے تھے کہ شہر دیوارون سے نہین بنتا ہے بلکہ آدمیون سے لیکن بورڈ پاس آدمی تھوڑے تھے اور پہاڑ سخت دشمن پاس تھے بعض جگہہ سرحد سے دو میل سے بھی کم فاصلہ پر تھے ان کے لیئے یہہ تجویز کی گئی کہ سرحد ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک جو دہشتناک حصہ ہے اس کی محافظت کے لیئے بڑے قلعے بنائے جائین جو حملون کی برداشت کرسکین اور ان کے نیچے وادی ٹونک سے سندھ تک چھوٹے چھوٹے حصارون کا ایک سلسلہ بنایا جائے جسکے اندر دو حصارون کے درمیان بارہ میل کا فاصلہ ہو اور ان سب قلعون اور حصارون کے درمیان سڑکین بنادی جائین کہ جنپر سپاہ کی آمد و رفت آسانی سے ہو غرض یہہ انتظام ایسی خوبی سے کیا گیا کہ پنجاب پر کبھی حملہ باہر سے نہین ہوا۔

جب ملک بے ہتھیار ہوگیا اور سرحد کی محافظت ہوگئی تو اب بورڈ کا یہہ کام تھا کہ انسداد جرائم کے لیئے اور مجرمون کی گرفتاری کے لیئے انتظام کرے۔ ان مقاصد کے حاصل کرنے کے واسطے

پہلے تو صرف پٹیاہین تھین جنپر اونٹ رسند چلتے تھے اب وہان سڑکین بنادی گئین جنپر سوار گشت کرتے تھے سب سے زیادہ اچھا یہہ انتظام تھا کہ سراغ رسانون سے مدد لی جاتی تھی جنمین یہہ کمال تھا کہ وہ پاؤن کے کھوجون پر سراغ لگا کے دور دور مویشی اور چورون کو پکڑ لیتے تھے اور چورون پر جرم ثابت ہوکر انکو سزا ملتی تھی۔ اس مویشی کی چوری سے بدتر ڈکیتی تھی جسکے دور کرنے مین بڑو کو بڑا اہتمام کرنا پڑا اسکے ابتدا مین ڈکیتی ہی کرتے تھے جب وہ بڑھے تو انکی ڈکیتی بھی بڑھی۔ وہ بڑا کامیاب ڈاکو ہوتا تھا جو اپنی تلوار سے بہت دولت ومال جمع کرلیتا تھا اور اکثر وہ اسطرح سے اپنے لیئے بڑی ریاست پیدا کرکے رئیس بن جاتا تھا پس آزاد بیرو سردار ڈاکوؤن کا سردار کسی وجہ سے اپنے پیشہ پر خجل نہین ہوتا تھا اسکی رگون مین نہایت نیلا خون بہتا تھا اور اسکو اپنے پیشہ سے اور پیشہ کو اس سے عزت حاصل ہوتی تھی۔ جب رنجیت سنگھ کے زبردست ہاتھ نے ڈکیتی کی بندش کی اور اسنے غیر ملکون کو فتح کرنے سے انکو اور بہت سے کامون مین لگا دیا تو اسکے مرنے کے بعد بدعملی اور بے انتظامی کے زمانہ مین ڈکیتی نے نئی جون بدلی جب اسکی سپاہ کو انگریزون نے موقوف کردیا تو یہہ امر مقتضاء طبع بشری تھا کہ اس سپاہ مین جو سپاہ بچ رہین اور انگریزون کی ملازمت سے ننگ وعار رکھتے ہون تو وہ اس پیشہ ڈکیتی کو اختیار کرین جو ان کی نگاہ مین معزز تھا۔ اضلاع لاہور اور امرتسر مین ایسے ڈاکوؤن کی بھیڑ لگی گر بڑی چیش بندیان کی گئین اور مناسب سزائین دی گئین تو ڈکیتی بند ہوئی امرتسر مین پہلے سال مین ۴۳ ڈاکوؤن کو پھانسی دی گئی اور دوسرے سال مین سات کو۔ غرض چند سالون مین ڈکیتی پنجاب سے بالکل نیست ونابود ہوگئی۔

ایک اور جرم ٹھگی کا تھا جو ڈکیتی سے بڑھ کر تھا۔ پہلے پنجاب مین اسکا نام نہ تھا کئی برس ہوئے کہ انگریزون کو معلوم ہوا تھا کہ ہندوستان کے اور حصون مین ٹھگی ہوتی ہے کہ اس مین سحر وجادو کو بھی لگاؤ ہوتا ہے اور مذہب بھی دخل رکھتا ہے صبر اور تحمل کے ساتھ سازشین بھی کی جاتی ہین اس مین سخت ظلم وستم کیئے جاتے ہین ٹھگ اپنے پیشے کو ہنر سمجھ کر بڑی گرمجوشی سے سیکھتے ہین اور اس مین کمال پیدا کرتے ہین۔ یہہ اسکی صفات سب جگہہ مشہور ہوگئی تھی۔ کرنیل سلیمن صاحب اور کرنیل میڈوٹیلر نے ٹھگون کے باب مین بڑی تحقیقاتین کین اور ان کے تمام

دو سو قیدی تھے اب انگریزی عملداری مین بجائے قیدی تھے مرقید کی بجائے اسکے کہ ان کے اعضا کاٹے جاتے یا بازارون مین کسی زنجیر سے جکڑے ہوئے بٹھائے جاتے یا کسی خشک کنوے کی زمین اتارے جاتے - ان کی تادیب و تعلیم ہوتی تھی سخت مشقت لی جاتی تھی مگر انکو پوشاک اچھی پہنائی اور خوراک اچھی کھلائی جاتی تھی انکو ابتدائی لکھنا پڑھنا یا کوئی حرفہ پیشہ سکھایا جاتا تھا - بورڈ نے مختلف اضلاع مین پچیس نئے جیل خانے مختلف وسعت کے اور مختلف نمونون کے بنوائے اور لاہور مین ایک بڑا سنٹرل جیل تعمیر ہوا جس مین آلو دگی اور وسعت کا بڑا خیال رکھا گیا -

بورڈ نے اپنے قانون کو جہان تک ممکن تھا پنجاب کے رسم و رواج پر مبنی کیا کسی بزرگ کا مقولہ ہے کہ نیک رسم و رواج زیادہ اہم اور عظیم الشان بہ نسبت نیک قوانین کے ہوتے ہین - وہی قوانین موثر و کارگر ہوتے ہیں جو رسم و رواج تغیر کرنے مین بورڈ اس مقولہ کو خوب جانتا تھا اس نے اول پنجابیون کے کل رسم و رواج کا ایک مجموعہ لکھوایا - ان رسوم و رواجون کو جو قطعی خراب تھے یا قابل ترقی و اصلاح نہ تھے موقوف کیا طلاق و نکاح اور عورتون کی تبدیل سے جو رسم و رواج متعلق تھے انکو اول تبدیل کیا پھر ان کو منظور کر لیا وراثت و تبنیت کرنے کے رسم و رواج کو بالکل تسلیم کر لیا تحصیلدار جو رسم و رواج سے خوب واقف ہوتے تھے دیوانی کے اختیارات بھی دیدیئے فوجداری کے اختیارات ان کو پہلے سے حاصل تھے —

— ایک موضع یا مجمع موضعات اپنی ایک کچہری رکھتا تھا اگرچہ اس کے فیصلون کا اپیل ڈپٹی کمشنر کے ہان ہو سکتا تھا مگر زیادہ مقدمات و معاملات کا انفصال اہل مقدمات کے پنچایت کے احاطہ مین ہو جاتا تھا - انگریزی افسر اپنی اور اعلے افسر اپنی رائے سے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے وہ قوانین کے پابند نہین ہوتے تھے اور مشرق مین یہہ بات زیادہ پسند ہوتی ہے گو اس مین غلطیان ہوتی ہین مگر عدالت مین جو التوا ہوتا ہے وہ نہین ہوتا -

نظام دیوانی کے انتظام مین کوئی اصلاح جب تک نہین ہو سکتی کہ مالی انتظام درست نہو اور مالی انتظام مین سب سے بڑی چیز محصول ارضی ہے محصول ارضی عبارت اس سے ہے کہ پیداوار ارضی کا گورنمنٹ عوض کرے کہ ایک حصہ کا لے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ہندوستانی عملداریون مین یہہ حصہ جنس مین ادا کیا جاتا ہے اور ہر فصل پر وہ تحصیل کیا جاتا ہے محصلین کی تنخواہ کم ہوتی ہے اور وقت پر دی نہین جاتی ہیں اگر کاشتکار نے رشوت دیکر انکی مٹھی گرم کر دی تو انہون نے بٹائی مین

جب کوئی نیا ملک لیا جاتا ہے اور پرانا خاندان مٹایا جاتا ہے تو اکثر یہہ واقع ہوتا ہے کہ اس انقلاب مین جو ملک مین جماعت امیر ہوتی ہے اسکے سر پر سب سے زیادہ آفت و بلا آتی ہے وہ تباہ و خستہ حال ہو جاتی ہے۔ جب شاخ کٹتی ہے تو پتے مرجھا جاتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی نے جمہور رعایا کے ساتھ بہت سوچ بچار کر فیاضانہ سلوک کیئے مگر جو ان کے ہاتھ سے اعلے جماعتین برباد ہوئین انپر وہ نظر عاطفت نہین کی کہ وہ پنپ کر پھر اپنی اصلی حالت پر عود کرتی۔ جب کبھی گورنمنٹ [illegible] قایم ہوتی ہے تو اسکا یہہ میلان ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ اعلے جماعتون کو اونے بنا[illegible] گورنمنٹ نے یہہ دیکھا کہ اس سے پہلے جو جماعت تھی بڑی دولت مند خوب عیش و عشرت کرتی تھی اور زندگی کے سارے لطف اوٹھاتی تھی اسکو یہہ برتری و بزرگی غریبون پر ظلم و ستم کر[illegible] اور [illegible] سرکار کو دغا و فریب دینے سے حاصل ہوتی تھی۔ پس جب خراب و ضعیف گورنمنٹ [illegible] اور نیا [illegible] گورنمنٹ قایم ہوتی ہے تو اس کے لیئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان لوگون کی امارت و ثروت [illegible] کو مٹائے جو انہون نے ظلم کرنے سے حاصل کی تھی پس اس تبدیلی گورنمنٹ کا میلان یہہ ناگزیر ہوگا کہ ان کو نقصان پہنچائے گو انکو بالکل غارت و تباہ نہ کرے یہہ بھی ماننا چاہیئے کہ چند گذشتہ سالون سے ہندوستان مین مدبران سلطنت انگریزی کی نگاہ مین ہندوستانی امرا کی جماعت بڑی حقیر و ذلیل ہوگئی تھی کہ وہ یہہ نہین چاہتے تھے کہ گورنمنٹ یعنی سرکار اور جمہور رعایا کے درمیان کوئی اور واسطہ ہو۔ [illegible] گورنمنٹ نے ایسا ہی نقصان پہنچانے کا منصوبہ کم باندھا ہو مگر ان لوگون کو بڑا نقصان پہنچا [illegible] بڑا [illegible] ان اور قصورون کے یہہ تھی کہ انہون نے بدنظمیون کے سبب [illegible] اور [illegible] مین بڑا نکتہ یہہ تھا کہ انگریز جمہور انام کی رفاہ کی بڑی قوی تدبیر [illegible] یہہ فیاضانہ آرزو تھی کہ کمزور کو زبردست کے ظلم سے بچائین لیکن [illegible] ہوجاتی ہے کہ وہ دوسری طرف اوندھے منہ گرتی ہے اور بعض اوقات عدالت کی [illegible] کو آرام [illegible] ہے جب پنجاب برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا تو یہہ الحاق اسکے بڑے بڑے سرداروں کے لیئے [illegible] کا باعث تھا پنجاب کی اول رپورٹ مین یہہ لکھا گیا کہ کوئی انقلاب عظیم سلطنت بغیر اسکے نہین واقع ہو سکتا کہ اس مین بعض جماعتون کو نقصان ضرور پہنچے۔ جب کوئی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو ارکین سلطنت اور امرا پر کچھ نہ کچھ تباہی آتی ہے وہ فرقہ جو اپنی الوالعزمی

سلوک جاگیرداروں اور سرداروں کے ساتھ انگریزوں کے معاملات

گورنمنٹ کا قوت بازو سابق سلطنت کے سلامت رکھنے مین بن گیا اس کے انتظام کے لیئے
بہتر تدابیر کی جاتی تھین اور ان تدبیرون کی تعمیل کے لیئے تدبیرون سے زیادہ بہتر آدمی مقرر کیئے
جاتے تھے۔ پنجاب کا انتظام گو انگریز اپنا سرمایۂ فخر و ناز سمجھتے ہین اور غیر قومین بھی اسکی تعریف
کرتی ہین اسکی خوبی کو وہ لوگ بھی مانتے ہین جنکی عادت نہین کہ ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی
خوبیون اور نیکیون کو دیکھین۔ گورنر جنرل اس ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک
پھرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھتے تھے ان ہی کی خبر گیری کے سبب سے پنجاب کے
انتظام کو لوگ تحریر و تقریر مین بیان کرنے لگے کہ اسکا تجربہ مین لانا وہ ان ہی کے فکر صائب کا
ایجاد اور صحت عقل اور سلامت جسم کا اختراع ہے لیکن یہہ کوئی نیا انتظام نہ تھا بہت دنون
پہلے سے اسکا تجربہ کامیابی کے ساتھ ہو چکا تھا اور ہندوستان کے اور حصون مین جاری تھا
مگر وہ کبھی ایسی وسعت کے ساتھ یا ایسے اچھے ملک مین نہین کیا گیا تھا جو گورنر جنرل کا لاڈلا ملک
تھا صرف اس انتظام مین لاہور بورڈ کا مقرر کرنا ایجاد تھا جو ناکامیابی کے سبب چھوڑنا پڑا۔

مالی پالیسی گورنمنٹ کی سب جگہہ فیاضانہ تھی۔ رنجیت سنگہ نے جو سینتالیس ۴۷ چیزون پر
محصول لگایا تھا ان مین سے صرف بیس ۲۰ چیزون پر محصول قائم رکھنا ہنری لارنس نے ضروری
جانا۔ رنجیت سنگہ پنجاب مین بہت سے مقامات پر راہداری کے محصول لیتا تھا اگر کوئی تجارتی
اسباب ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے مین جاتا تو بارہ جگہہ اس سے محصول لیا
جاتا۔ یکم جنوری ۱۸۵۰ء کو پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد کل محصول جو شہر مین اور گھاٹون پر
اور درآمد و برآمد مال پر لیئے جاتے تھے موقوف کیئے گئے اور تجارت کے سارے موانع
دور ہو گئے اور اسکو اپنی قدرتی آزادی حاصل ہو گئی۔

ان محصولون کے موقوف کرنے سے آمدنی مین جو کمی ہوئی وہ اس طرح پوری کی گئی کہ آبکاری کا
انتظام کیا گیا اور شراب پر محصول لگایا گیا۔ اسٹام جاری کیا گیا۔ بڑے بڑے دریاؤن کے
گھاٹون پر محصول مقرر ہوا ضروریات زندگی مین سے صرف نمک پر محصول جاری ہوا جس پر ہمیشہ اعتراض
کیا جاتا ہے مگر نمک پر محصول لگنا یہان کے آدمیون کو ناگوار نہین ہوا پنجاب مین نمک کے پہاڑ تھے
ان کا سارا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ مین تھا محصول کی آمدنی کے انتظام کے لیئے پاس کے اضلاع سے

نمک کا آنا موقوف کیا گیا۔

ان انتظامون سے ملک کی خوشحالی کچھ بڑھی ہوئی نہین معلوم ہوتی تھی اسکا سبب کوئی گورنمنٹ کا قصور نہ تھا بلکہ یہان کی حالتون کا مقتضا وہ تھا۔ پنجاب کے الحاق ہونے کے بعد تین فصلین بہت اچھی ہوئین۔ خالصہ کے سپاہیون نے ہل اور کدال کو ہاتھ مین لیا۔ جمع مین زر مالگزاری کے کم ہو جانے سے اور ملک مین امن و عافیت کے ہو جانے سے جو پہلے کبھی ظہور مین نہین آیا تھا کاشتکارون کے بڑے بڑے حصے زراعتی پیداوار سے بازار پٹ گئے انکے انبار کے انبار لگ گئے گھرون کے فروخت کے لئے سامان تھے۔ کاشتکارون کو مشکل پڑی کیونکہ قیمت کم ہو گئی تھی اسکے بھی اور کچھ سکین انہون نے زیادہ جمع کی تخفیف کے لئے دوبارہ پیمایش کی گورنمنٹ بنا ہو چکا صرف نہ تھی یہ دوبارہ پیمایش کا انتظام از منفعت نہین ہوا۔

ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ پنجاب تین ضلعے نے اور بعض سرحدی قلعے بنائے گئے مگر اب اور کام رفاہ عام وہ ہوے سڑکون کی بنا ہے کے بیچ تھے کہ سڑکین اور نہرین بنائی گئین۔ یہان ایک بے نظیر عدیل انجینیر کرنیل نپیر صاحب نے پہلے ہی سے سلسلہ شیر شاہ کی سڑک (شاہ راہ اعظم) اور بڑی بڑی نہرون کے بنانے کے سامان کئے۔ نہرین اور سڑکین ایک دن مین تو نہین بن سکتین مگر تیار ہوئین اور بعد انکی تکمیل ہوئی۔ اس ابتدائی زمانہ مین کرنیل نے پہلے پنجاب کی دولتی رپورٹ کے ساتھ ایک نقشہ چھپوایا جسمین سڑکون کا پورا حال دکھایا ہے اسمین سب راستے درج کئے گئے اور انکے علاوہ بہت سے تجارت کے واسطے سڑکین جو مختلف حصون مین شاخین ملتی ہوئی تھے۔ جن سے بعض کی تجویز تھی بعض کی پیمائش ہوئی تھی بعض بالکل بن کر تیار ہو گئی تھین تھین اس نقشے مین ملک کے اندر سڑکون کا جال ایسا پھیلا ہوا تھا جیسے کہ انسان کے بدن مین نسون اور رگون وریشون کا ہوتا ہے۔

پنجاب کی سڑکین اور نہرین

پنجاب کی رپورٹ مین لکھا ہے کہ پنجاب کے تین سال سے قبضہ ہوا ہے جسمین ۱۳۴۹ میل سڑکین بن کر تیار ہوگئین ۸۵۳ میل سڑکین بن رہی ہین ۲۴۸۷ میل سڑکون کی ناپ جانچ ہو گئی ہے اور ۵۲۷۲ میل سڑکون کی پیمائش ہو چکی ہے۔ پنجاب مین مغل بادشاہون کی بہت سی نہرین تباہی مین آگئی تھین گورنمنٹ نے مرمت کرائی اور نئی نہرون کے نکالنے کی تجویز کی اسکا ذکر ہم نہرون کے بیان مین

کرین گے یہہ تو بڑے بڑے کامون کا بیان تھا اب چھوٹے چھوٹے کامون کا ذکر ہوتا ہے۔

پنجاب مین سکون اور زبانون کا حال بڑا گڑبڑ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب مین کتنے پردیسی فتح کرنے والے آ گئے ہین اور کسقدر سلطنتون کے انقلاب ہوئے ہین مشرق مین ہر بادشاہ اپنی سلطنت کی نشانی سکہ کو جانتا ہے اس لیئے جو فرمان روا ہوتا ہے وہ اپنا نیا سکہ چلاتا ہے اور چلاتا ہے غرض لہہ مین ۲۸ مختلف قسم کے سکے جاری تھی۔ امرتسر اور لاہور مین تیس۳۰ کے قریب نانک شاہی روپیے مختلف طرح کے چلتے تھے غرض ان سکون کے سبب سے تجارت مین بڑی مشکلین پڑتی تھین اور لین دین مین غریبون کا نقصان ہوتا تھا۔ گورنمنٹ نے ایسا انتظام کیا کہ سب سکون کی جگہہ انگریزی سکہ چلنے لگا۔

پنجاب مین زبانین بھی مختلف بولی جاتی ہین گورمکھی گرنتھ کی زبان ہے وہ لکھی جاتی ہے بولی نہین جاتی پھر بعض اضلاع کی زبان فارسی ہے بعض کی پشتو بعض کی پنجابی غرض کورٹ کی زبان سب جگہہ اردو قرار پائی۔

بورڈ نے تین سال مین تعلیم کے لیئے تیاریان کین سونٹ گومری صاحب نے اول دیسی مکتبون کی درس و تدریس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ کل پنجاب مین سب جماعتون کے لیئے ابتدائی مکاتب تعلیم پانے کے لیئے موجود ہین اور ان مین کاشتکارون کی جماعتین بھی پڑھتی ہین کہین کہین لڑکیون کے مدرسے بھی ہین خاص کر مسلمانون کے جنمین قرآن پڑھایا جاتا ہے کچھ لکھنا اور کچھ حساب سکھایا جاتا ہے مکتبون کے لیئے مکانات نہین ہین۔ جھونپڑے اور مسجدین دیتے اور بعض جگہہ بڑے سایہ دار درخت مکتبون کے لیئے مکانات ہین۔ بورڈ کے ممبرون مین یہہ استطاعت نہین تھی کہ وہ کوئی تعلیم کا سررشتہ بڑا بناتے مگر انھون نے یہہ چاہا کہ ہر ضلع مین ایک سنٹرل سکول قائم کیا جائے پنجاب مین اور ملکون کی طرح انگریزی تعلیم پانے مین تعصب نہ تھا جب انگریزی مدارس جاری ہوئے تو ان مین طلبہ بڑے شوق سے داخل ہوئے اور انگریزی زبان بڑی محنت سے سیکھنی شروع کی اور بہت سے سکھہ سردارون نے انگریزی مدارس اپنی طرف سے جاری کیئے اور روپیہ سے مدارس کی اعانت کی

پنجاب مین جنگلی درختون کے بونے کی ضرورت ایسی معلوم ہوئی کہ بورڈ نے حکم صادر کیا کہ جہان تک ہوسکے جنگلون کی محافظت کی جائے۔ سرکاری عمارتون کے درختون کے جھنڈ اور بڑی بڑی

ہلاکِ عادت کے خلاف انہیں چالاکی نہ پیدا کرے۔ مگر چند سالون کی کوشش و اہتمام سے سنوارے ہوئے اضلاع مین صحت کی ترقی ہوئی۔

ان باتون مین بورڈ فقط اس بات پر راضی تھا کہ وہ مربیانہ حکومت کرے یہہ اکثر کہا جاتا ہے کہ اہل مشرق کے واسطے حتی الامکان وہ فیاضانہ حکومت شخصی نہایت اچھی ہوتی ہے جو ہر ایک کام رعایا کے لیئے خود کرتی ہے اور رعایا خود کچھہ نہین کرتی مگر دو نولارنس اسکو کب کامل گورنمنٹ سمجھنے لگے تھے ہر شہر مین انگلش مجسٹریٹ انتظام و بندوبست کی جان ہوتا ہے لیکن اسکے ہمراہ ٹاون کونسل کی گئی جسکے ممبرون کو پنجابی خود اپنے مین سے انتخاب کرتے تھے اور جب ممبرون کو اول حرکت دی جاتی تو پھر وہ بہت خوشی سے راہ مستقیم مین چلنے لگتے بس اس طرح سے میونسپل گورنمنٹ کی تخم ریزی پنجاب مین ہوئی جسکی زمین اسکی کچھہ نہ کچھہ قابلیت رکہتی تھی۔

جیسے کہ حفظان صحت کی تدابیر میدانون مین ہورہی تھی ایسے ہی اسکے ساتھہ پہاڑون پر ایسے مقامات تجویز ہو رہے تھے کہ جہان کی آب و ہوا صحت بخش ہو جسکو انگریزی مین سینی ٹیریم کہتے ہین پیشاور راولپنڈی و جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کے سپاہیون کے لیئے خوشنا کوہ مری پر مقامات صحت بخش مقرر ہوئے۔ پنجاب کی غیر آئینی سپاہ کے واسطے دریاے سندھ کے پار بہار الدین کے پہاڑون پر دوسرا سینی ٹیریم مقرر ہوا اور لاہور اور سیالکوٹ کی چھاونیون کے واسطے چمبا کے پہاڑون مین سینی ٹیریم تجویز ہوا اسکا نام مجوز کے نام پر ڈلہوزی رکھا گیا۔ اسی زمانہ مین سارے ملک کے بڑے بڑے مقامون مین اسپتال مقرر ہوئے ان کے سپرنٹنڈنٹ ہندوستانی مقرر ہوئے جو انگریزی ڈاکٹری جانتے تھے مشرق مین مریضون کو تعویذ گنڈون منترون جھاڑ پھونک ٹوٹکون وسحر و جادو پر بہ نسبت نسخون اور دواؤن کے زیادہ اعتبار و اعتقاد ہوتا ہے یہہ مریضون کی خوش نصیبی اس سبب سے تھی کہ یہان طبیبون کا کال تھا۔ مگر پنجاب مین لوگ ہندوستانی ڈاکٹر سے دوا لینا قبول کرتے تھے مگر انگریز کے ہاتھہ سے نہین لیکن یقین تھا کہ جب وہ انگریزی دواؤن سے فائدہ اوٹھا ئینگے تو ان کو انگریزون کے ہاتھہ سے بھی لینے لگین گے پنجاب کو برٹش گورنمنٹ اور چھوٹے چھوٹے فائدے پہنچے کہ ڈاکخانے قائم ہوگئے اور باربرداری کے جانورون کو زیادہ ظلم اٹھانے سے بچایا۔ اسائنس لی گمک کی کانون کا انتظام اچھی طرح کیا گیا ملک کی جو عمارات عظیمہ بطور یادگار

خرچ جو انگریزون پر پڑا وہ اصل مین ڈی فنسو (اپنی محافظت کے لیے لڑنا) لڑائی کا تھا جسسے مفتوحین کو فاتحین نے بڑے اخلاقی فائدے پہنچائے اس مین مالی حالت کے اعتبار سے بھی بڑی کامیابی ہوئی برخلاف اسکے افغانستان کی دو لڑائیون کے جو اگریسو (زبردستی کسی پر حملہ کرنا) لڑائی تھین جن کے سبب سے قوم پر حماقت کا داغ لگا اور سوا بربادی دولت کی برباد کے کچھ اور نہ حاصل ہوا۔ جب سے پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کیا گیا اُس کے انتظام مین بورڈ کے کامون کا نتیجہ یہہ ہے کہ ملک کے اندر امن امان قائم کیا گیا سرحد کی محافظت کی گئی مختلف سرکاری سرشتے و کارخانے درست کیے گئے۔ جرائم کبیرہ کا انسداد کیا گیا قانون فوجداری جاری ہوا جیلخانون مین تربیت و تعلیم شروع ہوئی۔ دیوانی عدالتین قائم ہوئین محصولات تشخص ہوئے زرمالگزاری جمع کیا گیا تجارت کو آزادی حاصل ہوئی۔ زراعت کو نشو و نما ہوا۔ مخازن قومی بیرونے کار ظاہر ہوئے۔ آیندہ ترقی کے لیے منصوبے باندھے گئے مالی آمدنی کا انتظام کیا گیا۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین لارڈ ڈلہوزی نے بغیر کسی افسوس کے بورڈ کو موقوف کر دیا ان کے نزدیک اسمین کما حقہ کامیابی نہین ہوئی۔ ان کا یہ فعل بڑا نازک تھا کہ انھون نے پنجابی بورڈ کو توڑ دیا اور اسکی جگہہ چیف کمشنر صاحب اختیار صرف ایک آدمی مقرر کر دیا یہہ گورنر جنرل کی خوشی و مرضی تھی کہ پنجاب کا انتظام کئی آدمیون کے ہاتھہ مین ہونے کی جگہہ ایک آدمی کے ہاتھہ مین رہے جب انکے اس ارادہ کی شہرت ہوئی تو کوئی بنگلہ و کوٹھی و ایک چوبہ خیمہ جس مین انگریزی افسر رہتے ہون اس ذکر سے خالی نہ تھا کہ ہنری لارنس اور جان لارنس مین دیکھین کون چیف کمشنر پنجاب مین مقرر ہوتا ہے۔ ہر بھائی کے اوصاف ایسے بیان کیے جاتے تھے کہ پہلے سے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ کون چیف کمشنر مقرر ہوگا مگر گورنر جنرل نے جان لارنس کو چیف کمشنر مقرر کرکے اس مشکل کو حل کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پالیسی الحاق ممالک کی روز روشن کی طرح عیان ہو گئی تھی جسکے برخلاف ہنری لارنس کی راے تھی اور اسکے موافق جان لارنس کی راے اب اسوقت ان اس بات پر کچھ افسوس نہین ہوتا کہ ایسا کیون ہوا۔ اسلیئے کہ جب غدر کا طوفان سارے ہندوستان مین مچا تو یہہ بہت بہتری تھی کہ دونون بھائی اپنے ایسے عہدون پر مامور تھے جو ان کے لیے سزاوار تھے مگر اسوقت مین بہت لوگون کو افسوس تھا کہ ہنری لارنس کا نام پنجاب کے انتظام سے

وہ قوت الماس رکھتے تھے کہ نہ خمیدہ ہوں نہ شکستہ ہوں وہ اوروں کو بھی یہی چاہتے تھے کہ میری طرح توانا ہوں۔ جیسا وہ جو سخت کام کرتے تھے تو ان کے ماتحت افسر بھی سخت کام کرنے سے خوش ہوتے تھے وہ زندگی کے معنی ہی کام کرنا جانتے تھے وہ ہمیشہ جیسی خدا کی عبادت کرتے تھے ایسی ہی بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے وہ پنجاب میں اپنے سارے ہموطنوں کے لیئے ایک سچے شریف عیسائی بطور نمونے کے تھے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر لوجن صاحب کو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی اتالیقی سپرد ہوئی تھی جنکی تعلیم و تربیت کی تلقین کا نتیجہ یہہ تھا کہ مہاراجہ نے اپنے باپ دادا کا مذہب بدل ڈالا اور عیسائی ہوگئے اور انگلستان کی بود و باش اختیار کی۔ ان کی ماں رانی جنداں عرف رانی جیا ناکفتہ بنارس میں جلا وطن ہوئی تھی۔ انگریزی عملداری میں پنجاب کے الحاق ہونے کے چند روز بعد اس نے قید فرنگ سے اپنی رہائی کے لیئے سازش کی۔

۹۔ اپریل ۱۸۴۹ء کو اسنے اپنی سکونت کا مقام قلعہ چنار میں دریا کی طرف بدلا۔ اس تاریخ کی شام کو اپنے مقام سے چھپ چھپا کر اس پری پیکر دیو سیرت نے جوگن بن کے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا نیپال کی دار السلطنت کی طرف اختیار کیا اور کمال یہہ کیا کہ ۱۹ تاریخ تک پس پردہ اپنی آواز اس افسر کو سناتی رہی جسکی حراست میں تھی اس تاریخ کو معلوم ہوا کہ وہ مفرور ہوگئی۔ نیپال کی سرحد پر صحیح سلامت پہنچکر اسنے نیپال کے راجہ سے سیاہ پہاڑوں میں آزادانہ رہنے کی اجازت مانگی کاٹھمانڈو کا دربار اسکے لیئے اپنا جواب تیار کر رہا تھا کہ گورنمنٹ نے اس بیس کی کا ٹھ کا تمام مال و اسباب بنارس میں ضبط کرکے اس پاس حکم بھیجدیا کہ جہاں ہو وہاں بیٹھی رہو سرکار سے تمکو ایک ہزار روپیہ ماہوار پنشن ملا کریگی۔ مدتوں کے بعد وہ اپنے بیٹے دلیپ سنگھ پاس انگلستان چلی گئی غم کی ماری اندھی ہوگئی تھی بڑھاپا جلد آگیا تھا۔ انگلستان میں ۱۸۶۳ء میں بیٹے کے پاس اسکا انتقال ہوا لوگ کہتے ہیں کہ اسکے جنم پترے کی بات پوری ہوگئی اس میں لکھا تھا کہ اسکا بیٹا ادھرم ہوگا اور وہ پردیس میں مریگی۔ لاہور کا بورڈ جو نیک کاموں کی تدابیر کرتا یا انکو اختیار کرتا میں لارڈ ڈلہوزی نہایت مستعدی سے اپنا حصہ لیتا۔ نئے انتظام کے سارے بڑے کاموں کے چہرہ میں اسکے دست و دل کی کارفرمائی کے خط و خال بہت نظر آتے تھے وہ وقتاً

مہارانی جنداں ... سے نکلنا اور رانی جنداں

نوختا پنجاب مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھرا اور ہر ایک چیز کو اپنی آنکھون سے دیکھتا
ڈیوک ولنگٹن کی مثل وہ ہر چیز کو خود دیکھکر حکم دیتا اور اسکے حکم کی ذرا ذرا سی باتون کی تعمیل ہوتی
کوئی چیز اسکو اپنی اطلاع کے لیے چھوٹی اور اپنی اصلاح کرنے کے لیے بڑی نہین معلوم ہوتی تھی ۔
سر چارلس نیپیر
سر جارج سپاہ کا مقرر کرنا اسکے اپنی ہی دیانت کا ایجاد تھا ۔

۷ مئی ۱۸۴۹ء کو سر چارلس نے نیپیر نے لارڈ گوگ کمانڈر انچیف سے انکے عہدہ کا کام لیا
وہ جس فتح کے حاصل کرنے کی امید مین یہان آئے تھے ان کے آنے سے پہلے وہ حاصل
ہو چکی تھی اس لیے انکو اسکی عزت کے حاصل کرنے مین مایوسی ہوئی مگر اس بہتر برس سال
خوردا سے سپاہی نے ۶۹ سال کی عمر مین گورنمنٹ سے اور کامون مین مداخلت کرنے مین
مباحثے شروع کیے انہون نے سکوٹ لنڈ کے جوان لارڈ ڈلہوزی کی نسبت یہ راے کا
اظہار کیا کہ وہ پانی کی طرح ضعیف ہے اور خوش نما عورت کی طرح یا بدصورت مرغ کی طرح خود نما ہے
لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کے انتظام کے لیے جو لیاقت کل تدابیر اختیار کین اپر طعن و تشنیع
سر چارلس نے علانیہ کین انہون نے اپنی بے چین تنکدار خود پسند طبیعت کے سبب سے
گورنمنٹ کے ہر معاملہ مین مداخلت کی جو انکے تجربے اور ان کے عہدہ کے فرائض سے خارج
تھی اگر لارڈ ڈلہوزی ایسے ضعیف ہوتے جیسے کہ نیپیر نے اوپر بیان کیا تو تمام اختیارات
گورنمنٹ کے وہ اپنے ہاتھون مین لے لیتے انہون نے امور کے بورڈ پر زور دیا کہ پنجاب
کی گورنمنٹ ان کی تدبیر مجوزہ کے موافق بنائی جائے جس کا مقصود اصلی یہ تھا کہ پنجاب مین
اعلے درجہ کی حکومت کمانڈر انچیف کے ہاتھون مین رہے اس باب مین گفتگو مین بڑی تیغ تیز
ہوئین نیپیر کی قلم نے ایسا زہر اگلا کہ ہنری لارنس بھی جیسے اپنے مزاج کو اپنے قابو مین رکھنے کے برخلاف قابو مین
نہین رکھ سکتے تھے کرنے نیپیر صاحب سے کچھ ہوا نہین بہ نسبت جیسا تھا ویسا ہی رہا ۔ مگر پنجاب
مین واقعات ایسے پیش آئے کہ ان مین نیپیر کے موجود ہونے کی ضرورت پڑی ۱۸۴۹ء کے
دسمبر کے شروع مین کرنیل جارج لارنس پشاور سے کرنیل بریڈشا کی سپاہ لیکر یوسف زئی
کے علاقہ مین بعض سرکش زمینداروں کی سزا دینے کے لیے چلے بعض لڑائیان بڑی تیزی و تندی
سے ہوئین جنہین دشمنون کو شکست ہوئی اور ان کے دیہات جلا دیے گئے ۔ جب سر انگلستان کا

انگریزون کے کانون کو بڑی جشیانہ معلوم ہوئی سے جارج لارنس نے پشاور اور کوہاٹ کے
درمیان ایک سڑک بنوائی تھی اسپر سپہ کا ایک گروہ کام کرتا تھا اسپر بعض آفریدیون کی قومون نے وحشیانہ
حملہ کیا انکی سزا دینے کے واسطے ۹ فروری سنہ ۱۸۵۰ء کو کرنیل بریڈشا اور جارج لارنس پشاور سے
سپاہ لیکر چلے۔ اس سڑک کے بننے سے آفریدیون کا نقصان یہہ تھا کہ انکی لوٹ مار کے حقوق
آبائی مین خلل پڑتا تھا اور یہہ قومین اس سبب سے بھی شاید ناراض تھین کہ کوہاٹ کے نمک کی کانون پر
محصول لگایا گیا تھا۔ سر کولن کیمبل اور خود نے بہیر بڑی پیچیدار راہ مین سے گذر کر درہ کوہاٹ
مین پہنچے جہان آفریدیون نے سپہر کے سپاہیون کو مارا تھا چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوئین
آفریدیون کے چھہ گانون جلا دئے گئے اور کوہاٹ کے قلعہ کی تہوڑی سی سپاہ کی امداد
کرکے پہر پشاور کو واپس چلے آئے۔ دشمن نے جیسا جاتی دفعہ انکا مقابلہ کیا تھا اس سے
زیادہ آتی دفعہ سخت مقابلہ کیا اور توڑہ دار بندوقین پہاڑون پر سے چلائین۔ اس سفر مین سوا میل
تک سخت لڑائیان ہوتی رہین جرنیل نے پیری سپاہ کی بہادری کی تعریف کرتے ہین کہ ہم نے
ان کوہستانی دشمنون سے جو دنیا مین بڑے دلیر و چالاک غارتگر مشہور ہین خوب مقابلہ کیا ۔ ہر آراستگی کی
ان لڑائیون مین انگریزون کے ۳۹ سپاہی ضائع ہوئے مگر آفریدیون نے انگریزون کی
اطاعت نہین قبول کی۔ ۲۸ فروری کو انہون نے درہ کوہاٹ مین ایک قلعہ پر حملہ کیا محصورین کے
چھڑانے کے لیئے گوف کے سپاہی گئے محاصرہ سے دشمنون کے ہٹانے مین ان کو دشواریان
پیش آئین اور آفریدی پشاور اور کوہاٹ کے درمیان راہ کے مسدود کرنے مین کامیاب
ہوئے۔ جولائی سنہ ۱۸۴۹ء مین راول پنڈی مین دو سپاہیون کی رجمنٹون نے تنخواہ لینے سے انکار
کیا اس سرکشی کا حال ہم سپاہ کی سرکشیون کے بیان مین لکھین گے۔

نیپال اور بھوٹان کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست سکم ہے انگریزی ڈاکٹر ہوکر کیمبل اپنی
تحقیقات علم نباتات کی پیروی و دھن مین دارجیلنگ کے گرد بہت دور انگریزی قلمرو سے
چلے گئے جبکہ پہرہ چوکی والون نے انکو روکا تو وہ الٹے واپس ہوئے کہ راجا کے سپاہیون نے
لپک کر انکو زمین پر گرا دیا اور رسون مین خوب جکڑ کر باندھ لیا کئی ہفتہ تک انکو قید خانے مین رکھا
اور بہت تکلیف دی راجہ کی عملداری کے ہمسایہ مین ایک پہاڑی مقام دارجیلنگ تھا جسپر

انگریزون نے قبضہ کرلیا تھا اور اپنی خوشی سے چھہ ہزار روپیہ سالانہ راجہ کو اسکے معاوضہ مین دیتے تھے اس سبب سے راجہ انگریزون کا دشمن ہوگیا تھا جب اس سے اصل کہا گیا کہ وہ انگریزون کو قید سے رہا کرکے حوالہ کرے تو اس نے انکار کیا تو بنگال کے قریب کی چھاونی سے بھیجی گئی لیکن جاڑے کا موسم تھا سخت برف پڑی تھی اسلیئے سپاہ سکم تک نہ پہنچ سکی - ۔ دسمبر کو راجہ کو بہتر غیب دے دلاکر قیدیون کو چھڑا لیا البتہ ضرور تھا کہ راجہ کو اس جرم کی سزا دی جائے - جنوری کے آخر مین تھوڑی سی سپاہ بھیجی گئی جس مین سو سپاہ اور چند ہلکی توپین تھین وہ رنجیت دریا کی طرف روانہ ہوئی اس فوج کشی مین کسی کی نکسیر بھی نہین پھوٹی کہ راجہ کسی دور کے قلعہ مین بھاگ گیا اور اس کی سپاہ کا بھی پتا نہ لگا - راجہ کے باپ دادا کو برٹش گورنمنٹ نے نیپالیون کے ہاتھ سے بچایا تھا اسپر یہہ احسان کیا تھا جب اس احسان فراموش نے یہہ جرم کیا تو اسکو یہہ سزا دی گئی کہ اس سے وہ زمینین لے لی گئین جو اسکو جنگ نیپال کے ختم ہونے پر دی گئی تھین اور پھر دارجیلنگ کا کرایہ چھہ ہزار روپیہ سالانہ بھی نہین دیا گیا -

ہمنے پہلے بیان کیا ہی کہ کھانڈ یا کھونڈ کی قوم مین یہ دستور تھا کہ وہ پرتھوی کی پوجا کرتے تھے اوراسپر زندہ انسان کی قربانی چڑھاتے تھے اس قربانی کو مری آہ کہتے تھے - گمسر کی مرتفع زمینون مین کھانڈ قوم کا ایک سردار جو کرو پیتا کی لوٹ مار کرتا تھا گمسر کے جنوب مغرب مین ایک کھانڈ کا ضلع چنار کینڈی کا اس مین اس انسان کی قربانی کے انسداد کے لیئے ا دسر ڈکرنیل کیمبل نے مہم اختیار کی انہون نے نہایت احتیاط سے اپنے استقلال اور پیار اخلاص کو کام مین لاکر ایک موسم مین دوسو مہریا کی جان موت کے پنجے سے بچائی اور جو وحشی قومین ان کے گرد جمع ہوئین ان سے قسم لی کہ وہ آیندہ انسان کی قربانی نہین کرین گے جسکا انسداد برٹش گورنمنٹ چاہتی ہے بدہ مین ایک سو بچے اور زندہ بچائے گئے ہمسایہ کے مشنریون کو ایک سو بیس بچے حوالہ کیئے گئے کہ وہ انکی سرکاری خرچ سے پرورش کرین سوراد آمین ان مہریا لڑکیون مین سے بہت خانہ داری کے کام ایک بڑی بوڑھی صاحب اعتبار عورت نے سکھائے لڑکون مین بعض نے دہات مین زراعت شروع کی -

بعض سپاہ مین بھرتی ہوئے - بہت طرفون مین نئی سڑکین بنائی گئین - مدت سے چند افسر

کھانڈ قوم مین انسان کی قربانی کا روکا جانا

کھانڈ کی زبان بڑی محنت سے سیکھتے تھے یہہ زبان اب تک تحریر کی صورت مین نہین آئی
تھی انہون نے کھانڈستان کے اسکولون اور پولس کے نوکرون کے لیئے اس زبان کی تحریری
صورت بنادی ۱۸۴۸ع کے ختم ہونے سے پہلے کیمبل صاحب بہت دور سوراڑا مین گئے
کہ وہان قدیمی رسم دختر کشی کو موقوف کرائین۔ انہون نے وہان خاندانون کے سردارون کو کچھ
دھمکیان دین کچھ اقرار لیئے کچھ ترغیبین دین اور اسطرح انسے ایک عہدنامہ پر دستخط کرائے جس
مین انہون نے اقرار کیا کہ ہم اپنی لڑکیون کی پرورش کرین گے اور [illegible] یہہ قدیمی دستور کے موافق
انکی قربانیان نہین کرین گے۔ دختر کشی کا رواج کچھ افلاس کے سبب سے تھا اور کچھ اس وجہ سے تھا کہ
وہ آپس مین گوتھ بچانتے تھے اور لڑکیون کی شادیان آپس مین نہین کرتے تھے کھانڈستان کے
اور حصون مین ۱۸۵۰ع مین کیمبل صاحب کے نائب کپتان میک ڈی کار نے اس کام مین بڑی
کوشش کی کوڑیون میریاہ کو قربانی ہونے سے بچایا اور سردارون سے اقرارنامے لیئے کہ وہ آئندہ
یہہ قربانیان نہین کرین گے بلند کے کھانڈ کو بفضل ان کے رشتہ دارون بودھہ اور گمسر کے
سکھایا گیا کہ وہ اپنے کھیتون مین لڑکیون کے خون چڑھانے کی بجائے بیل کا خون چڑھایا
کرین۔ دوسرے سال کیمبل صاحب خود جےپور کی انسان کی قربانی کرنے والی قومون مین
گئے اور انہون نے اس رسم کو جو جینا کیپٹری کے جنگلون مین سے مٹنے والی تھی مٹانا چاہا جب
انہون نے ان قومون کو بلایا تو انہون نے انکے خیمہ پر حملہ کیا انکے پہرہ چوکی کے سپاہیون نے
جو چند گولیان چلائین تو وہ سب پراگندہ ہوکر بھاگ گئے بعد ازان ان بھگوڑون نے اطاعت
اختیار کی اور اپنے سب میریاہ حوالہ کردیئے اور عہد کیا کہ پھر انسان کی قربانی نہین کرین گے۔
انہین کی مرتفع زمینون مین بنڈاری کے آدمی جنگلون کے اندر چلے گئے اور کپتان صاحب کی سرا
ان آدمیون کی قربانیون کے سر ڈال گئے جو ابھی نئی کین تھین یہہ گویا انہون نے اشارہ بتایا
کہ ہم تمہارا کہنا نہین مانین گے۔ ان بھگوڑون کے ساتھ معاملہ کرنے سے کپتان صاحب حیران
کیا انھون نے بنڈاری کے گانؤن کو مع اسکے تمام متبرک جھاڑیون کے جلادیا تاکہ وہ آئندہ انسان
قربان کرنے سے باز رہین اس مین قدرے انکو ناکامی ہوتی گرچہ جےپور کے کھانڈ سے جاڑے کے
موسم مین انھون نے ه ۵ امیریاہ کو چھڑالیا۔ یہان جاڑے مین انگریزون اور سپاہیون کو تکلیف

اٹھانی پڑی گرگرم سے گرم ملک مین نہ اٹھانی پڑتی ۱۸۵۲ع مین کرنل صاحب جو کبھی تھکتے نہ تھے
ایک مشن مین گئے جس مین ان کے قدیمی مددگار و معاون مرگئے یا موت کے قریب ہوگئے صرف
ایک قوم نے جنا کہمنڈی مین اپنی قدیمی رسم کی حمایت مین ہتھیار اٹھائے لیکن ان لڑنے والون کے
ہتھیار گنڈاسے کیمبل صاحب کی بندوقون اور قواعددان سپاہ کے روبرو کیا کام کرسکتے تھے وہ
بھاگ گئے اسکا ایک گاؤن جلا یا گو اسمین سختی تھی مگر اس سے وہ صرف ڈرہی نہین گئے بلکہ
مطیع ہوگئے ان کے سردار تمام ملک مین گورنمنٹ کے معاون اس اپنے ملک کی وحشیانہ رسم کے دور
کرنے مین ہوگئے کیمبل صاحب نے جب سے پورین سفر کیا تو پنہاڑی کے کھانڈیڈی تنا سے
ان سے صلح کرنے آئے اور اپنے ہمراہ حوالے کیئے اور ان کے سردارون نے ضروری عہد و پیمان
کیئے اسکے معاوضہ مین اناج جو چھین لیا گیا تھا واپس کیا گیا اور ان کے جھونپڑے جو ویران کر دیئے گئے
تھے ان کے بنانے کے واسطے کافی روپیہ دیا گیا ان کے گاؤن کے لیئے ایک نئی جگہہ کیمبل صاحب نے
مقرر کی جو ان کے پہلے گاؤن کی جگہہ سے دور تھی تا کہ ان کو قربانی کے پرانے مقامات دیکھنے سے
انکو اپنی پرانی رسم کی پھر تحریک نہو کیمبل صاحب کے اہتمام کا نتیجہ یہہ تھا کہ کھانڈ کے ۲۲۰ دیہات مین سے
صرف ایک گاؤن مین ان کے جانے کے بعد صرف ایک آدمی کی قربانی ہوئی ۱۸۵۳ع کے جاڑے
مین کیمبل صاحب نے پھر اپنی فیاضانہ کوشش کی جہان وہ یا ان کے شریک کار جاتے وہان اپنی
بڑی کامیابی کی نشانیان پاتے چنا کہمنڈی کی دخترکشی قومون مین نوجوان لڑکیان نشو ونما
پارہی تھین سرکار کمپنی کے ایجنٹ کو وہ لوگ جو دخترکشی کے مخالف تھے اپنی لڑکیون کو اسلیئے دکھاتے
کہ ہم نے کیا ایمانداری سے اپنے وعدہ کو ایفا کیا ہے۔ جن قومون مین اب تک جانا نہین ہوا تھا
انہون نے بھی عہدنامے لکھدیئے کہ وہ دخترکشی نہین کرین گے۔ غرض اسی طرح یہہ رسم ہر راہ کی
ایسی مٹ گئی کہ وہ اب گذشتہ زمانہ کا ایک خواب معلوم ہوتا ہے۔

میرواڑہ ایک تنگ قطعہ پہاڑ اور جنگل کا اجمیر کے متصل ہے وہ میواڑ اور مارواڑ کے درمیان
حد فاصل ہے اس مین مہر ایک قوم رہتی تھی جسکا پیشہ رہزنی تھا وہ اپنی لڑکیون کو مار ڈالتے تھے
اور اُن کی ماؤن کو بیچ ڈالتے تھے اور اپنے ہمسایہ کے رجپوتون کی جان و مال لینے کے لیئے
لڑائیان کرتے تھے ۱۸۲۱ع مین یہہ ملک انگریزی عملداری مین آیا تو یہہ وحشی قوم کپتان ال صاحب

میرواڑہ

حوالہ کی گئی انکی دلدہی اور ہوشیاری اور دلداری سے چودہ برس کے اندر یہہ قوم آدمی بن گئی - چورون کے گروہون کو انکو اپنے ہی رشتہ دارون نے ہلاک کیا وہی لوگ انگریزون کی سپاہ اور پولس مین بھرتی ہوگئے - ان کے دیہات مین پنچایتین مقرر ہوگئین جو سنگین وارداتون کے سوا سب مقدمات کا فیصلہ کرتی تھین - وہ بجائے اسکے کہ اپنے ہمسایون کی زمینین غارت کرتے اپنی زمینون مین زراعت کرنے لگے اور پیشون و حرفون مین لگ گئے -

کرنیل ہال تو بیمار ہوکر ولایت چلے گئے ان کے جانشین ۱۸۳۵ء مین کپتان ڈکسن اور مسٹر چارلس شکف مقرر ہوئے - کپتان ہال نے جس کام کی بنیاد ڈالی تھی اسکی عمارت کو کپتان ڈکسن نے تنہا بارہ برس رہ کر پورا بنایا انہون نے دیکھا کہ اس ملک مین اکثر خشک سالی ہوتی ہے زراعت کے لیئے باقاعدہ آب رسانی کی بڑی ضرورت ہے انہون نے گورنمنٹ کے حکم سے اور اعانت سے یہان کے آدمیون سے تالاب اور کنوے کھدوانے شروع کیئے اور پہاڑون مین پانی کے روکنے کے واسطے بندھ بنوائے - کچھ روپیہ صرف کیکر جنگلون کو صاف کرایا اور ان مین زراعت کرائی جو زمین بنجر پڑی تھی وہ بار آور ہوگئی جب ڈکسن صاحب نے اپنی ریاضت کے یہہ ثمر دیکھے تو انہون نے یہہ چاہا کہ میرواڑہ مین تجارت کی مستقل منڈی مقرر کردون انہون نے تین مہینے کے اندر ایک نیا نگر آباد کرادیا جسمین ہمسایہ کے ضلعون سے بنیئے اور مہاجن آنکر آباد ہوئے تجارت کے بازار کھل گئے شہر کے گرد فصیل بنائی گئی اس مین دو ہزار آدمی آباد ہوگئے جو تجارت و سوداگری و بنج بیوپار کرتے تھے ڈکسن صاحب نے اپنے جانے سے پہلے ایک اسکول کھلوایا جسمین ہندوستانی اسسٹنٹون کو اپنا سارا کام سکھادیا جنہون نے کام بہت اچھی طرح سے کیا -

دکن مین ریاست میسور ہے جو ۱۷۹۹ء مین سلطان ٹیپو سے لیکر قدیمی خاندان کو جسکو حیدر علی نے تباہ کیا تھا واپس دیدی گئی تھی اسکا رقبہ ۲۸۰۰۰ میل تھا اس مین ہندو آباد تھے اسکے برہمن وزیر پورنیا کے حسن انتظام سے دس برس تک ریاست مین رعایا بڑی خوشحال رہی ۱۸۱۱ء مین پندرہ برس کی عمر کا لڑکا راجہ ہوا اسنے چند سالون مین وہ سارا خزانہ اڑا دیا جو پورنیا نے جمع کیا تھا اور ایسی بری طرح سے حکومت کرنی شروع کی کہ ۱۸۲۵ء مین طامس منرو گورنر مدراس نے اسکو صاف صاف الفاظ مین دھمکایا کہ اگر تم اپنے برے طریقون کو نہین

چھوڑ دوگے تو ریاست کی حکمرانی سے محروم کردیئے جاؤگے۔ مگر راجہ باوجود اس تنبیہہ کے اپنے کرتوتون
سے باز نہین آیا سنہ ۱۸۳۱ع مین اسکی رعایا نے سرکشی اختیار کی اور میسور کو بدنظمی سے بچانے کے لیئے
راجہ کرشنا راج تخت سے اُتارا گیا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ اسکی پنشن مقرر کی گئی کہ وہ اپنے محل مین
بیٹھا عیش اڑایا کرے اور سول گورنمنٹ کرنیل مارک کبن صاحب کو سپرد ہوئی وہ ریاست مین چیف کمشنر
مقرر ہوئے وہ مدبر سپاہی تھے جنکے نیک کامون سے میٹھی بو نکلی اور انہون نے خاک مین کلیان کھلائین
انہون نے یہان کے آدمیون کی خوبو خوب پہچانی چھبیس ۲۶ برس تک وہ یہان رہے اور میسور کی
گورنمنٹ کو ایسا بنا دیا کہ وہ اپنی خوبیون مین برٹش انڈیا کے کسی ضلع سے کم نتھی ستی کی رسم کو
بالکل بند کرادیا۔ پرانی راہ داری کے محصول اور اور بہت سے محصول موقوف کردیئے ۷۶۹ محصول
موقوف کیئے گئے جنمین یہہ محصول بھی تھے کہ جو بیاہ پر بچہ کے پیدا ہونے پر اسکے نام رکھے جانے پر اسکے
مونڈن پر لیئے جاتے تھے ایک گانون سے محصول اسلیئے لیا جاتا تھا کہ پہلی سرکار کا چھوٹا سردار
کے گم شدہ گھوڑے کو گانون والے تلاش کرکے نہین لائے تھے۔ اگر کے ضلع مین ایک خاص جگہ پر
اپنے دونو ہاتھون کو پہلوون پر رکھ کے جو شخص نہ جاتا اس سے محصول لیا جاتا اور بڑی فیاضی
سے پبلک ورکس شروع ہوئے دیوانی اور فوجداری کی عدالتون کی خوب تحقیقات ہوکر اصلاح
کی گئی محصول کے کم ہوجانے سے تجارت پر لوگون کو ترغیب ہوئی اور کبن صاحب کے حسن انتظام
سے آمدنی ملک چوالیس لاکھ روپے سالانہ سے بیاسی لاکھ روپے پر پہنچی۔ غرض یہہ نتیجہ انگریزی
راج کا ملک مین ہونا بڑی تعریف کے قابل کبن صاحب کا کام ہے اسکا نام ہر گھر مین اب تک
لیا جاتا ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کے عہد مین دو دفعہ معزول راجہ نے اپنی بحالی کے لیئے درخواست کی مگر لارڈ ڈلہوزی
اس درخواست کو نامنظور اسلیئے کیا کہ وہ بجائے اسکے کہ چیف کمشنر میسور کا راجہ معاون ہوتا [illegible]
اور کبن صاحب نے کہا کہ راجہ کا چال چلن ایسا نہین ہے کہ وہ ملک کی آئندہ بہبودی اور آسودگی
کا کفیل ہوسکے۔ پھر راجہ نے اپنے مقدمہ کو لارڈ ڈلہوزی کے روبرو پیش کیا جنہنے شہادت اور
دلائل کو تول کر فیصلہ کیا کہ راجہ کا کوئی دعوے نہین پہنچتا کہ وہ بموجب عہدنامہ کے جو اسکی عین حیات
تک کیا گیا ہے دوبارہ اپنے راج پر بحال ہو۔ اسکے چال چلن مین بھی کوئی ایسی تبدیلی نہین ہوئی

کہ کپتن صاحب نے اسکی نسبت کوئی بھلائی لکھی ہو۔ راجہ کی خوخصلت ایسی تھی کہ اسکی خود رعایا اسکے بحال ہونے کے خیال سے خوف کرتی تھی آخر تین سالون مین کپتن صاحب اور ڈکسن صاحب نے جس آسانی سے کام کئے وہ لکھنؤ اور بڑودہ اور حیدرآباد کے رزیڈنٹ نہین کرسکتے تھے یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ ہندوستانی درباروں مین پبلک کامون کے انتظامون مین رزیڈنٹ کی براہ راست کوئی آواز نہین سنتا اسکا ذاتی اثر و رعب داب بھلائی کے لیئے اس بات پر موقوف ہے کہ وہ بہت احتیاط سے پائین گاہ مین رہنے مین کامیاب رہے وہ اپنی گورنمنٹ کی پولیسی آگے اسطرح بڑھا سکتا ہے کہ وزیر وقت سے خانگی گفتگو مین اس گورنمنٹ کی پولیسی کے بڑھانے کے منصوبے متانت سے بیان کرتا رہے ڈپلومیٹیک احتیاط اسکو بہبودی عام اور آسودگی انام مین گرم کوشی مین ایک حد کے اندر محدود رکھتی ہے۔ والی ملک کی پولیسی کے مغلوب کرنے مین اسکو اسکے حقوق و فوائد و اعزاز پر لحاظ کرنا پڑتا ہے لکھنؤ مین سلیمن صاحب اور حیدرآباد مین فریزر صاحب رزیڈنٹ تھے۔ واجد علی شاہ اور نظام کی قلمروؤن مین جو وحشیانہ بدنظمیان اور بدعملیان پاؤن پھیلا رہی تھین انکے روکنے مین دونون رزیڈنٹ اختیار نہین رکھتے تھے۔ گائکوار کے راجہ کھانڈی بڑودہ مین بڑے عالی دماغ روشن ضمیر اوٹرم صاحب رزیڈنٹ تھے وہ ہر سررشتہ و صیغے کی کھٹ پٹ کو اپنی تدبیرون سے روکنا چاہتے تھے مگر گورنمنٹ بمبئی انکی ایسی مزاحم ہوئی کہ نومبر ۱۸۵۲ء مین وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوگئے۔

مرہٹون کی ریاستون گوالیار اور اندور مین راجا نابالغ تھے ریجنسی انکی جگہہ کام کرتی تھی رزیڈنٹ ان ریاستون کی ترقی کی رپورٹین بھیجتے تھے راجپوتانہ کا حال بدستور تھا صرف اودے پور کے رانا اور اس کے بھائی بندون کے درمیان جھگڑا تھا ۱۸۴۹ء مین آپا صاحب کے دوستون اور پیرون نے ناگپور کے راجہ کے برخلاف سلح بندی کی تھی اسنے ان رہیلون کو جو نظام کی سرکار سے نکالے گئے تھے نوکر رکھ کر فساد برپا کیا تھا نظام کے کنٹنجنٹ کے چند سپاہیون نے رہیلون کی سپاہ کو پراگندہ کر دیا

انگریزی عملداری مین باستثنا ر چند مقامات جنکی تفصیل نیچے لکھی جاتی ہے سب جگہہ امن امان و خیر و عافیت تھی میسور اور ساحل مغربی کے درمیان پہاڑ اور نشیبی زمینین مالابار کی واقع مین جو

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزی عملداری میں داخل ہوئی تھیں انہیں مختلف قسم کے باشندے آباد تھے جنہیں سے ایک قوم ماپلا تھی جو عرب کی کسی قوم کی نسل سے تھی اور آٹھوین یا نوین عیسوی صدی میں یہان آباد ہوئی تھی وہ بڑی آتش مزاج تھی اور اپنے مذہب اسلام پر فریفتہ تھی - وہ اپنے صلح پسند ہمسایون کو تکلیف پہنچاتی اور ڈراتی رہتی - انگریزی عملداری مین کہین آ نکر اسکا جوش خروش مذہبی کم نہ ہوا اور کبھی کبھی اپنی حد سے باہر نکل جاتی ہے ایک دفعہ ۱۸۴۳ء مین انہون نے فساد مچایا تھا پھر اگست ۱۸۴۹ء مین انہون نے ایک پیگوڈا (بت کدہ) پر قبضہ کرکے لوٹ لیا اور اسکے پوجاری برہمن کو وہین مار ڈالا مدراس کے سپاہیون کی دو کمپنیان ان کے نکالنے کے واسطے بھیجی گئین بجائے اسکے کہ وہ ان کے حملہ کا انتظار کرتے انہین سے پندرہ بے باک دل چلے ماپلا نے تلوارین ہاتھون مین لیں اور پہاڑ پر سے غل مچاتے ہوئے نیچے آئے اور اپنے سے دو چند سپاہیون پر جنکا افسر انسائن والش تھا ایسا حملہ کیا کہ سپاہی بھاگ گئے اور انہون نے والش صاحب اور ان کے چند ہمراہیون کے پرزے اڑا دئے - کپتان واٹ صاحب اور باقی سپاہیون نے مجسٹریٹ کی پناہ لی اور کنانور سے گورے سپاہیون کی کمک کے آنے کے انتظار مین بیٹھے - آخر کو ۴ ستمبر کو میجر ڈینس دو کمپنیان گورون کی ماپلا کے ایک اور مستحکم مقام ارجند پورم پر لائے پھر ۶۴ بہادر ماپلا کے دفعتہً انپر حملہ آور ہوئے مگر گورے ان سے ڈرے نہین چند منٹ لڑائی رہی سب ماپلا مارے گئے فقط ایک زندہ بچا اور تین گورے مارے گئے اور بارہ کے قریب زخمی ہوئے جنمین افسر سپاہ بھی تھا۔

دو برس بعد پھر کالا نور مین ماپلا نے فساد کیا اور اسکا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے فساد کا ہوا تھا ہندوستانی سپاہیون کی نامردی کے سبب سے گورون کو بھی ایک دفعہ انکے سامنے سے ہٹنا پڑا - چند ماپلے نیزے اور چھرے لیکر آئے تھے کہ ہندوستانی سپاہ انکے آگے سے بھیڑ دل کی طرح بھاگی - وہ بچون کا سا خیال یہہ رکھتی تھی کہ یہہ ماپلا حقیقت مین جن ہین جنسے انسان بغیر نقصان اٹھائے لڑ نہین سکتا - ۹ ماپلا انگریزون کی سنگینون پر آ چڑھے ان مین سے ایک زندہ نہ بچا اسطرح مرنے کو وہ اپنی شہادت سمجھتے تھے جس سے انکو جنت ملنے کا یقین تھا پھر ایک اور تازہ گروہ جو اپنے بھائیون کے مارے جانے سے خوف زدہ نہین ہوا پہلے سے ہر مقام تین جسکے بعد گورنمنٹ نے تھے ہل چل ڈال دی تھی ان کے ساتھ یہہ بدسلوکیان کی گئی تھین کہ

زمینداروں نے سنگین لگان انپر مقرر کیا تھا مہاجن ان سے بڑا سود لیتے تھے اور اہل پولس
ان سے رشوت بہت لیتے تھے نیز نسلی مغائرت تھی ان سببوں سے ان کے دل مین بڑا جوش
اٹھا ہندوؤن پر جہاد کرنا شروع کیا دولت مند ہندوؤن کو قتل کیا اور لوٹ لیا۔ کالی کٹ کے
مجسٹریٹ نے ان مین سے بعض کو گرفتار کرکے مقید کیا۔ ایک ناظر کے مسلح ملازمون کے ساتھ
لڑنے مین بعض ماپلا مارے گئے چند روز بعد یہہ ناظر بھی مارا گیا۔ مجسٹریٹ نے یہہ کوشش کی کہ
ماپلا کے ٹنگل (بڑے پیر) کو سزا دے اس سے وہ اور بھی برافروختہ خاطر ہوئے اور دنگہ و فساد مچانے
لگے انگریزی سپاہ ہر جگہہ انپر پیش دستی کرنے کو موجود نہ تھی اپریل سنہ ۱۸۵۲ء مین ٹنگل مع اپنے تمام کنبے کے
بھاگ گیا اور انگریزی عدالت کے اختیار سے باہر نکل گیا ایک نئے کمشنر نے بعض سرغنون کو
سزا دی پھر ماپلا نے بہت برسون تک سوا ایک دفعہ کے فتنہ انگیزی نہین کی۔

اس اثنا مین بمبئی مین پارسیون اور مسلمانون مین ایک مذہبی دنگہ ہوا ایک پارسی نے اخبار
مین آن حضرت کی نسبت کچھ برا لکھا تھا جسکے سبب مسلمانون کو غصہ آیا۔ ۱۷۔ اپریل سنہ ۱۸۵۱ء
کو مسلمانون نے پارسیون کی دکانین لوٹ لین۔ پولس اور گورون کی سپاہ نے چند روز
مین اسکا بند و بست کردیا مسلمانون کے قاضی نے مسلمانون کے غصہ کو دور کردیا سنہ ۱۸۵۵ء مین
ایک اور فساد حیدرآباد سے قریب بلارم مین اٹھا۔ ۱م ستمبر کو عشرہ کے دن مسلمان اپنے
باجے بجاتے ہوئے گورون کی لائین کے پاس گذرے برگیڈیر میکنزی نے انکو منع کیا تو انہون نے
اور زیادہ غل شور مچانا شروع کیا۔ جب انکا تعزیہ میکنزی کے بنگلے کے پاس آیا تو وہ اور غصہ مین
بھرے انہون نے علم چھین لیئے اور سب کو نکالدیا نصف گھنٹے کے بعد تیسرے رسالہ نظام کی مدد
لیکر مسلمانون نے میکنزی کے احاطہ کو گھیر لیا اور ان کو مار ڈالا اور ایک اور افسر کو زخمی کیا اور
کوٹھی پر گولیان مارین جنمین لیڈیان ڈر رہی تھین اور جو انگریز یا انگریزن انکو رستہ مین ملے ان پر
حملہ کیا۔ گورنر جنرل نے باغیون اور رسالہ کے سوارون کو سخت سزا نہین دی میکنزی پر بھی الزام لگایا

سنہ ۱۸۵۰ء مین آسام کے نہایت دور کے گوشہ مین ناگا اور کوکی قومین آپس مین لڑتی تھین اور
انگریزون سے بھی لڑنے کو تیار تھین اور اپنے ہمسایون مین لوٹ مار کرتی تھین سال کے ختم
ہونے سے پہلے سپاہ ان کے سزا دینے کے لیئے بھیجی گئی کوکی کے قوم کے سردارون نے پہلے ہی

شرائط کو قبول کرلیا اور اپنی فعل ضامنی دیدی مگر ناگا قوم کے لیئے ایسی کمین گاہین نہین کہ وہان قوام
دان سپاہ کچھ کام نہین کرسکتی تھی۔ چند مہینون کے بعد انسے کچھ لڑائیان ہوئین بعض انکی گڑھیان
لے لین تو انہون نے انگریزون کی اطاعت اختیار کرلی۔

پنجاب کی سرحد پر سال بھر مین ضرور تھا کہ دنگے فساد ہوا کرین۔ یہہ کوہستانی قومین اپنے
پہاڑون کی چوٹیون پر اسطرح بیٹھی رہتی تھین جیسے کہ باز اپنے چڑیون کے شکار کے لیئے بیٹھا رہتا
ہے۔ نیچے کے وادیون اور میدانون مین ہمیشہ اپنے ہمسایون کو لوٹا کرتی تھین بھلا برٹش گورنمنٹ
اپنی رعایا کو کب اسطرح لٹنے دیتی تھی سنہ ۱۸۵۰ء کے آخر مین وزیری لٹیرون نے میدانون مین دنگہ مچایا
اور درہ گرنائی کے پاس بعض دہات پر حملہ کیا۔ دہاتیون نے ٹیلر کی غیر آئینی سپاہیون کی
مدد سے اسکا بہادرانہ مقابلہ کیا لٹیرے الٹے اپنے گھرون کو چلے گئے آئندہ فروری مین اس
قوم کے تین سو آدمیون نے دوسری پلٹن پنجابی کی بیگیج (زخرجیون) کو لوٹنے کا ارادہ کیا
ستر سپاہی ان سے لڑتے رہے کہ اور کمک انکی آگئی اور شمال مین اور آگے آفریدیون نے
کوہاٹ کے قریب اور خیبریون نے پشاور سے پرے لوٹ مار شروع کی جو ان کے ہاتھ
تلے آتا اُسے لوٹ لیتے۔ اسوقت رنجیت سنگہ کا جنرل اوٹ اے بائل یاد آتا تھا جو خیبری
کو جو پشاور کے پاس پھرتا نظر آتا تھا پھانسی دیدیتا تھا۔ ان لوگون کے علاج کے لیئے اکتوبر
مین وادی میران زئی اور وزیری کوہستان مین ایک پنجابی سپاہ متعین کی گئی۔

پچھی ایک قصبہ دربار کابل پر یوسف زئی پہاڑون کے نیچے تھا وہان کے مومند خلیلون سے
لڑنے کے لیئے ان ہی دنون مین پشاور سے ایک لشکر جرار سر کولن کیمبل لے جانے کو تھے۔
اکتوبر کے مہینے مین کیمبل کی سپاہ کے آگے مومند بھاگتے پھرتے تھے انکے جو قلعے اور دہات میدانون
مین تھے برباد کردیئے گئے اور ایک نیا قلعہ انگریزی مچنی نے بنایا جو تمام ہمسایہ کی خبرگیری
کرتا تھا مگر مومند لڑنے سے باز نہین آئے تھے۔ کرنیل میک سن اور جارج لارنس صاحب کمشنر پشاور
ان کے سردارون کو برسر مصالحت لاتے تھے۔

مارچ سنہ ۱۸۵۲ء مین کیمبل صاحب کو یوسف زئی سے لڑنے جانا پڑا جنہون نے اہل سوات کی مدد
سے ٹہن کی گاؤن پر حملہ کرنے مین کی تھی۔ ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین انگریزون کا بڑا نقصان ہوا

کوہستانیون نے صلح کی شرائط کو قبول کر لیا اور ایک بھاری جرمانہ ادا کرنے کے واسطے ضامن دیے لیکن پشاور کی سرحدی قومین نچلی نہین بیٹھتی تھین۔ کوہاٹ سے پشاور تک وہ لوٹ مار اپنی نہین چھوڑتی تھین۔ اپریل مین کیمبل صاحب مومند کو شب قدر کے نئے قلعہ کے گرد شکار لرو پشاور کو مراجعت کرتے رہے مگر دشمن ان کو ہمیشہ ایسا ہی دق کرتے رہے جیسے کہ برسات کے مچھر گھوڑی کے سر پر اپنی بھن بھن سے کرتے ہین۔ کوک اور لسٹن کے سپاہیون نے پرآم گڈھ فتح کر لیا اور کیمبل کے سپاہیون نے ایک بڑے گروہ کی راہ پر قبضہ کر لیا اس سبب سے یہ فوج کشی جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ پہلی جون کو کیمبل کی سپاہ اپنی چھاونی مین واپس آ گئی لو سکسن صاحب کو مومند و سواتیون سے مصالحت کرنے مین کامیابی حاصل ہوئی لال پورا مین مومند کے سردار سعادت خان نے انگریزون سے اپنے پہاڑون کی پناہ مین لڑائی کی تیاری کی اسنے انگریزون پر یہہ الزام لگایا کہ اسکے خیلون کو جو زمین معافی مین دی گئی تھی اسپر محصول لگایا گیا۔ اسنے کمشنر کو لکھا کہ ہم ان محصولون کو نہین دے سکتے تم نے ہمارے حقوق اور فائدے وہ چھین لیے جنکے ہم مستحق اپنی روز ولادت سے تھے کیا عالیشان گورنمنٹ کے لیے یہ زیبا تھا جسکے ممبر ہونے کی آپ لاف زنی کرتے ہیں؟ تمہاری قوی اور سربرتر قوم کی عزت اور مرتبہ کے لیے یہہ بات شایان تھی؟ تم نے یہہ پسند کیا ہے کہ ہم کو بھوکا رکھکر مار ڈالو ہم نے یہہ پسند کیا ہے کہ مردانہ وار تلوار ہاتھ مین لیکر مرین۔ اس عبارت مین خواہ کچھ پیچ ہو یا نہ ہو مگر اسکے برٹش ایجنٹ اور مومند مین مصالحت ہو گئی۔

باب چہارم
امن کی فتوح

کسی ملک مین چند ہی سرکاری افسر ایسی سخت محنت و کوشش کرتے ہین جیسے کہ برٹش انڈیا کے اکثر گورنر جنرل وہ اپنے فرائض منصبی کو بغیر آزمندی اور غرض ہزیری کے ایمانداری و تندہی ادا کرتے ہین۔ اس لحاظ سے لارڈ ڈیلہوزی سے کوئی گورنر جنرل برتر نہ تھا بیدار مغزی و عالی دماغی و روشن ضمیری و جدکاری مین کمتر ہی انکی برابر گورنر جنرل ہوئے ہین انہون نے اپنی کارپردازی اور فرمان روائی سے ہندوستان کے سرمایہ شادی کو بڑھا دیا اور اُس کے

کلبن زندگی کو نسیم خوشدلی سے نہال کردیا کوئی گورنر جنرل ایسا نہین ہوا جسنے ہندوستان
کی خدمات مین اپنے تئین سراپا منہمک کیا ہو اور وہ کامیاب ہوا ہو اور اپنے ضعف جسمانی کو عقل
کی توانائی اور مرضی کی فرمان روائی سے توانا کیا ہو صحت کی طلب مین ہندوستان نوردی کا
مطلب یہہ ہوتا تھا کہ سرکاری کام زیادہ سرانجام پائے سنہ ۱۸۵۱ء مین کلکتہ مین پنجاب کے دور دراز
دورہ سے بازگشت کرکے آئے اور چند ہفتے مقیم رہے اور پھر اضلاع بالا مین دورہ کے
لیے تشریف لے گئے اور سرجان لٹلر کو اپنی جگہہ گورنمنٹ بنگال کے لیے مقرر کر گئے اب
انکی چارون طرف امن امان خیر و عافیت تھی انکو اپنی عقل دوربین کی جولانیون کے لیے میدان
آگیا تھا انہون نے اپنے کام کے تمام جزئیات پر علم حاصل کرلیا تھا ان کے احکام کی تعمیل مین یا انکی
حکومت کے ماننے مین کسی کی ذرہ بھی خطا پکڑنا انکو گوارا نہ تھا وہ رات دن سال بھر انتظام
کے کامون مین مصروف رہتے کہ جنسے سلطنت کی کل کے کل پرزے درست ہون -
تجارت کے بوجھہ ہلکے ہون ملک مین تمدنی و صنعت کاری و محنت شعاری کی ترقی بڑی وسعت
کے ساتھہ ہو ملک کے اندر جو محصولات لیئے جاتے ہون وہ موقوف ہون کل سواحل ہند تجارت
کے لیے کھلے ہوئے ہون ہر پیشہ کی [illegible] عدالت تنفیذ کے محکمے قائم ہون دریا سندھ مین دخانی
جہاز چلین اور ہندوستان مین بڑی بڑی ایسی سڑکین بنین جو پرانے اور نئے اضلاع کو ملادین
ہندوستان کے دونو طرف ریلین بننی شروع ہون ہند مین سڑکون اور نہرون کا جال پھیلایا
جائے تجربتہ ڈاک کی تخفیف محصول کا انتظام کیا جائے - ہندوستانیون کی حسب تمنا تار برقی
لگا دیا جائے - لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت کے تیسرے سال کے یہہ منصوبے و تدابیر
تجاویز تھین وہ موسم گرما مین ہمالیہ پہاڑ کے وسط مین گئے اور بعد ازان انہون نے بالائے سندھ مین
دورہ کیا اور سارے انتظامی کامون کے کلیات اور جزئیات [illegible] کا ملاحظہ کیا اور جلدی سے
حکم دیا کہ سرپٹ کے جانور [illegible] کی [illegible] غسل خانون مین پانی بھرنے کے لیے کام مین لائے
جاتین [illegible] ہندوستان [illegible] گورنر جنرل [illegible]
[illegible] خود ملاحظہ کیا ہو -
انگلستان [illegible]

لارڈ ہارڈنگ کے طریقہ کی پیروی کی انہون نے گورنمنٹ کی ہدایت کے لیئے یہہ اصول اختیار کیا کہ حاکمون کا ہونا صرف محکومون کی بھلائی کے لیئے ہوتا ہے انہون نے اپنی کامیابیون اور ناکامیون مین اسی اصول کو مرعی رکھا کہ برائیون کو دور کرین اور جو ظاہر غلطیان ہو رہی ہین ان کو درست کرین اور سب جماعتون و مذہبون اور قومون مین انصاف ہو اعلے درجہ کی تہذیب شائستگی کی تخم ریزی ہو دانشمندانہ عادل و دیا اس حکمت کی برکتین و نعمتین سب جگہہ پھیلائی جائین یہہ باتین لارڈ ڈلہوزی کی اصلی مقصود تھین جسکے لیئے وہ بہتر ہین کوششین کرتے تھے بے شک یہی حکمرانی کے خیالات انکے ملک اور زمانہ کے مقتضا کے موافق تھے سب سے اول کام یہہ تھا کہ لارڈ ہارڈنگ کی اس کوشش کو پورا کرین کہ ہندو جو شاستر کے موافق اپنے ذاتی حقوق سے محروم کئے جاتے تھے وہ نہ ہون۔

۱۸۵۰ء کے شروع مین لارڈ ڈلہوزی کی کونسل نے یہہ ایکٹ پاس کیا کہ ہندو جو اپنے مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرتے ہین اور ہندوون کے دہرم شاستر کے موافق اپنے مالی حقوق سے محروم کیئے جاتے ہین وہ محروم نہ کیئے جائین اور اپنے حقوق اسی طرح پائین جسطرح اپنے ہندو ہونے کی حالت مین پاتے ہندوون کا پرانا قانون یہہ تھا کہ کوئی ہندو جو اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے تو وہ تمام وراثت آبائی سے محروم کیا جائے اسکی ملک اس کے پاس نہ جانے پائے اور اسکی اولاد کو حکم تھا کہ وہ اس سے نہ ملے جسپر دلیوتاؤن اور آدمیونکی پھٹکار ہے۔ مگر لارڈ ڈلہوزی نے صاف صاف بیان کیا کہ صرف یہہ سٹیٹ کا حق ہے کہ اپنے اختیون مین اسی اختیار کو رکھے کہ کسی کو وہ باقاعدہ وراثت کا مالک بنا سکے۔ الغرض اس ایکٹ نے ہندوون کو اس دنیاوی سزا سے بچا دیا جو اسکو اپنے باپ دادا کے مذہب آئین کے ترک کرنے سے ملتی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ ہندوون کے شاستر کے موافق بیوہ عورت کی دوبارہ شادی بالکل منع تھی جسکے سبب سے ہندوون مین زنا اور اتفاقی بدکاری پھیلی ہی تھی لڑکی خواہ شادی کی چھوٹی عمر مین بیوہ ہوئی ہو اسکی دوبارہ شادی ہندو نہین کرتے تھے لیکن ہندوون کے شاستر مین بیوہ کے دوبارہ بیاہ کرنے کا ذکر نہین ہے مگر مہذب تعلیم یافتہ ہندوون نے بیواؤن کی شادیان کین اور انہون نے گورنمنٹ کے سامنے اپنے دہرم شاستر کے

موافق ان کے نکاح کا مباح ہونا بیان کیا ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے گورنمنٹ کو درخواست
کی کہ دھرم شاستر مین یہہ حکم نہین ہے کہ بیوہ عورت ہمیشہ بیوگی کی حالت مین رکھی جاوے۔
کٹّے ہندوون نے اسکے برخلاف روایتین دہرم شاستر سے نکالکر پیش کین مگر دھرم شاستر کے
احکام گورنمنٹ کو اس اصلاح سے روک نہین سکتے تھے جو عدل و انصاف کے موافق عام بھلائی
پہنچانے مین۔ کونسل کے روبرو ایک قانون کا مسودہ پیش ہوا کہ ہندو بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی
کرنے کے لیے تمام مزاحمتین دور کی جائین اگرچہ اسوقت اور کامون کے مشغلہ کے سبب سے
اس بل کے پاس ہونے مین التوا ہوا مگر وہ لارڈ ڈیلہوزی کے چلے جانے کے چند مہینے
بعد قانون ہوگیا۔ پہلے ایکٹ پر ہندوون نے واویلا مچائی تھی کہ اسکا جاری کرنا ہم پر ظلم و ستم
ہے اور اس دوسرے قانون پر پہلے سے بھی زیادہ غل مچایا مگر کسی نے نہین سنا۔ جب قدیمی آئین
مین زمانہ حال کے خیالات کے موافق تبدیلی ہوتی ہے تو ہندوستانی غل شور مچاتے ہین مگر زمانہ
ان کو بدلے بغیر رہتا نہین ٭

لارڈ ہارڈنگ نے ستی کی رسم کے مٹانے مین بڑی سعی بلیغ کی تھی لیکن اپنی خوشی سے بیوہ
عورتون کا ستی ہونا موقوف نہ ہوا تھا خاص کر راجپوتانہ مین جہان عالی نسب معزز عورتین خاوند کے
ساتھہ چتا مین زندہ جل جانے کو اپنی بڑی عزت و حرمت سمجھتی تھین اور ان کا یہہ عقیدہ تھا کہ ان کے
ستی ہونے سے ان کا پت سرگ مین جائے گا۔

اودے پور و الور و بیکانیر مین ستی ہونے کے باب مین لارڈ ڈیلہوزی نے دھمکا کر مداخلت
کی جسکو راجاؤن و رئیسون نے بطور حکم کے مانا۔ ایک چھوٹی سی ریاست ڈونگرپور بھی جسکا والی
نابالغ تھا ریاست مین انتظام انگریزی سنہ ۱۸۵۳ع مین ہوا تھا اس مین ایک راجپوت عورت ستی ہوئی
جسپر لارڈ ڈیلہوزی کو ایسا غصہ آیا کہ ٹھاکر کے بیٹے کو جو اس ستی ہونے مین شریک تھا اور برہمن کو
جسنے یہہ رسم ادا کی تھی تین تین برس کی قید کی سزا دی۔ ٹھاکر جسنے ستی ہونے دیا تھا اس کی
نصف آمدنی تین سال تک ضبط کی اس سزا سے سارے رئیسون کے دلین خوف بیٹھ گیا
کہ گورنمنٹ کے حکم کی سرتابی کا نتیجہ یہہ ہوگا۔

اننی برس گذرے کہ وارن ہیسٹنگز نے بنگال مین ڈکیتی کا یہہ انتظام کیا تھا کہ جس زمیندار کے

علاقہ مین ڈکیتی ہوا اسکو سزا دی جائے ۱۸۳۰ء مین ممالک مغربی مین سر چارلس مٹکف نے اسکے انسداد مین سعی کی پھر لارڈ آکلینڈ نے سلیمن صاحب کو ٹھگی کا اور اسکے ساتھ ڈکیتی کا بھی انتظام سپرد کیا اور مسٹر ڈیم پیر صاحب کو یہی کام زیرین بنگال مین سپرد ہوا سلیمن صاحب کی کوشش سے ایکٹ ۲۴ ۱۸۴۳ء پاس ہوا جس مین کورٹ کو اختیار دیا گیا کہ جو ڈاکو قیدی ہو اسکو سخت سزا دی جاسکے پھر ایکٹ پاس ہوا جو ڈاکو جیل خانہ سے بھاگ کر ہندوستانی ریاست مین چلا جائے وہ دوبارہ گرفتار کیا جائے اور نہایت سخت سزا دی جائے ۔ مجرم ڈاکو اپنے ساتھ کے بہت ڈاکوون کو پکڑواتے اور مجسٹریٹ انکو سخت سزا دیتے ۔ مگر پرانے ڈکیتی کی موروثی جو ٹون کی قومون کی نو پود ایسی ہی جاتی تھی کہ لارڈ ڈلہوزی نے ۱۸۵۲ء مین لکھا کہ کلکتہ کی رعایا کے دل مین ڈاکوون کا خوف رہتا ہے خاص کر بردوان وہگلی و کشن گڈھ مین ۔ ایک اور ایکٹ پاس ہوا جس مین پہلے ایکٹون کی ترمیم اور ان کے مبہم الفاظ کے معانی کی تشریح و تفصیل ہوئی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۳ء مین بنگال مین جو ڈکیتی کی وارداتین لکھی گئین وہ پہلے کی نسبت آدھی تھین ڈاکوون کے بڑے بڑے سنڈر گو گھنشال فرانسیسی عملداری مین چندر نگر چلے گئے ۔

کل برٹش انڈیا مین جیوری کا قانون پاس ہوا اکتوبر ۱۸۶۹ء مین اس قانون کا مسودہ پیش ہوا تھا دوسرے سال کی شروع مین وہ قانون ہو گیا کہ سشن جج کے اجلاس مین چھ سات لایق و قابل شرفا جنکی عمرین پچیس اور پچاس سال کے اندر ہون جیوری مین بیٹھا کرین اور مجرم کی سزا دینے مین جج انکی راے لیا کرے اور کثرت راے سے مقدمہ کا فیصلہ ہوا کرے اور اگر جج اور جیوری کی راے مین اختلاف ہو تو وہ اعلے محکمہ مین فیصلہ کے لیے رجوع کیا جائے غرض یہہ صورت انفصال مقدمات کی یہان کے دستور کے موافق ایک پنچایت کی سی تھی ۔

جیوری مین اول مقدمہ لالہ جوتی پرشاد گماشتہ مجسٹریٹ کا ہوا ۔ لالہ صاحب نے دس سال کے عرصہ مین جو بڑی بڑی لڑائیان ہوئین تھین انہین کمسریٹ کا خوب اہتمام کیا اور ضرورت کے وقت سرکار کو روپیہ بھی قرض دیا تھا ۔ انہون نے پچاس لاکھ روپیہ کی سرکار پر نالش کی گورنر جنرل نے اس نالش پر کچھ خیال نہین کیا انکو دغا و فریب دینے کے جرم مین پھانسی دیا ۔ ۲۷ ۔ مارچ ۱۸۵۱ء مین

جیوری

انکے مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی اور وہ جیوری کے فیصلہ سے بالکل بری ہوئے۔
لارڈ ڈلہوزی کو اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ انکے جیوری کے قانون جاری کرنے سے ایسے
بڑے شریف آدمی کے لیئے مقدمہ مین عدل و انصاف ہوا سرکار کے ایسے محسن کو جرم مین ماخوذ کرنا
بڑی غلطی تھی کمپنی پر یہہ پرانا الزام چلا آتا تھا کہ وہ ہمیشہ لوگون کو دولتمند ہونے کے سبب سے
مجرم ثابت کرتی تھی وہ بھی دفع ہوا۔

—— اسی اثناء مین مسٹر ڈرنک واٹر بیتھون نے ۱۸۴۹ء مین یہہ پیش کیا کہ جیسا کہ
۱۸۳۶ء مین بلیک ایکٹ پاس ہوا ہے کہ انگریزون کے دیوانی مقدمات کو کمپنی کے جج فیصلہ
کیا کرین ایسے ہی انکے فوجداری کے مقدمات کو سوا قتل کے کمپنی کے مجسٹریٹ فیصلہ کیا کرین۔
اس بل کے برخلاف انگریزون نے اسی قسم کا غل شور مچایا جسکو ہم نے بلیک ایکٹ کے پاس ہونے
کے وقت بیان کیا مگر آخر کو ڈرنک واٹر کو اپنے بل کے پاس کرنے مین کامیابی ہوئی

ہندوؤن کی لڑکیون کے مدرسہ کے جاری کرنے مین بیتھون صاحب کو بڑی کامیابی
ہوئی انہون نے دولتمند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے
مالامال کرین انکے سمجھانے کا اثر یہہ ہوا کہ ۷ مئی ۱۸۴۹ء مین ایک لڑکیون کا مدرسہ کلکتہ مین
جاری ہوا جس مین اکیس لڑکیان داخل ہوئین اور ایک انگلش لیڈی اور ہندوستانی پنڈت
معلم مقرر ہوئے لڑکیون کے مان باپون کی مرضی پر موقوف تھا کہ وہ اپنی مادری زبان بنگالی
لڑکیون کو سکھلائین یا انگریزی زبان پڑھوائین مسٹر بیتھون نے اپنے سپیچ مین فرمایا کہ ہزارون کام
عورتون کے … سوزن کاری اور کارچوبی اور نقشہ کشی اور بہت سی چیزین انکو مدرسہ مین ایسی سکھائی
جائنگین … گھرون کو آراستہ کرینگین اور انکو بے ضرر نفیس شغل ہاتھ آئے گا۔ باوجود
اسکے کہ … مدرسہ کی بڑی مخالفت کی گئی ۱۸۵۰ء مین لڑکیون کی تعداد ۱۲ سے
… ۷ … اسی قسم کے اور اسکول جاری ہو گئے مسٹر بیتھون صاحب کی ناگہانی موت
… مدرسہ کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا آخر کو سرکار کمپنی کے حکم سے یہہ
مدرسہ … گیا

… ۱۸۵۰ء مین ایک مدرسہ نائن ارٹس کا جاری کیا جسکے

سبب سے ان چیزون ساخت مین ترقی ہوئی جو روزمرہ گھر مین کام آتی ہین اس مدرسہ کا نمونہ جبل پور
کے مدرسہ مین موجود تھا جو ٹھگون کے بچون کو صنعت کاری سکھانے کے لیے مقرر ہوا تھا سنہ ۱۸۵۵ء
مین یہہ دونو اسکول جنکے بانی ڈاکٹر ہنٹر تھے گورنمنٹ نے خود اپنے اہتمام مین لے لیئے ۔ گو
ہندوستان مین بہت طرح کے صنعت کے کام اعلے درجہ کے بنتے تھے مگر ان مدرسون نے
ہندوستانیون کی وہ صنعت کے کام سکھائے گئے جو یہان موجود نہ تھے یا انکی بابت [illegible]
کر سکتے تھے ۔

لارڈ ڈلہوزی ایسی تحریکون پر بہت التفات کرتے تھے اور اپنے تمام تر دولت ہی حکومت
کو کام مین لاتے تھے مسٹر جن تھیمسن نے جو کلکتہ مین ہندو اور مسلمانون کی کالجون کی ترقی
کے لیے تدابیر تجویز کین تھین انکو وسعت دینے کے لیئے خود لارڈ ڈلہوزی نے پریسیڈنسی
کالج کے قائم کرنے کا ارادہ کیا کہ اسمین طالب تعلیم پائین اور خاص کر انگریزی زبان سیکھین اور اس مین
اعلے درجہ کی تعلیم دی جائے جو اسکولون کی بالفعل تعلیم سے بڑھ کر ہو ایسے کالج کے قائم کرنے
کے واسطے انہون نے انڈیا ہوس سے حکم حاصل کیا انکی استعانت کے بل پر جیمس طامسن صاحب
کی بھی ہمت بندھی کہ وہ سنہ ۱۸۵۰ء مین تعلیم عامہ کا تجربہ کرین سنہ ۱۸۵۰ء مین وہ ممالک شمالی کے
لفٹنٹ گورنر تھے اپنے ماتحت اکتیس اضلاع مین سے آٹھ اضلاع مین انہون نے خاص
گورنمنٹ اسکول مقرر کیئے اور مسٹر سٹورٹ ریڈ صاحب کو اس تعلیم کا انتظام سپرد کیا تیسرے
سال کے آخر مین ۳۳۶۹ مدرسون کے اندر ۳۷۰۰۰ طلبہ پڑھتے تھے اس تجربہ مین ایسی
کامیابی خاطرخواہ ہوئی کہ گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز سے درخواست کی کہ ایسی زبان کی تعلیم کی
اس ترکیب کا تجربہ تمام ہندوستان مین کیا جائے بنگال مین اب تک پاٹ شالون کی ترقی
کے لیے کچھ انتظام نہین کیا گیا تھا انمین معلم چند روپیون کی تنخواہ پر کچھ لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے
انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کی درخواست کا جواب خاطرخواہ دیا اپنی یادداشت [illegible]
مورخہ جولائی سنہ ۱۸۵۴ء جو بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ یعنی سر چارلس وڈ کا جاری ہوا جو سر [illegible]
ٹریویلین و ڈاکٹر ڈف و مارشمن اور تجربہ کارون کی راے کے مطابق تھا اوسنے [illegible]
اپنے الفاظ مین بیان کیا کہ کل ہندوستان کی تعلیم کے لیے یہہ ایک [illegible]

زیادہ حاوی بہ نسبت ان تدابیر کے ہے جو اب تک لوکل گورنمنٹ یا سپریم گورنمنٹ نے پیش کین
ہین - یہہ سر چارلس وڈ کا مراسلہ ایک بڑا مستقل چارٹر (فرمان) تعلیم مین تھا جسکے بعد لارڈ ڈلہوزی کو
کسی بات کی درخواست کرنے کے لیئے گنجایش نہین رہی تھی اسکے موافق انکو اختیار حاصل ہو گیا تھا کہ وہ
تعلیم عامہ کے لیئے تین طرح نظام بنائین اول یہہ کہ ہر ضلع مین ابتدائی اور مڈل سکولون سے ایسی زبان کی
تعلیم شروع ہو. دوم پھر انکی ترقی کالجون مین ہو سوم ہر پریسیڈنسی مین ایک ایک یونیورسٹی قائم ہو اور
جو مدرسہ کہ گورنمنٹ کے اہتمام کے ماتحت ہو اس مین گرینٹ ان ایڈ دی جائے - کالج اپنی
پریسیڈنسی کی یونیورسٹی سے متعلق کیئے جائین برٹش انڈیا کے پانچ بڑے بڑے پروونسون مین
ایک ایک ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سررشتہ تعلیم) مقرر کیا جائے اور اسکے مددگار انسپکٹر مقرر
کیئے جائین - غرض سررشتہ تعلیم کی بنیاد تو ۱۸۵۴ء کے ڈسپیچ (مراسلہ مذکور) نے رکھی اور اسپر عمارت
طامسن اور ڈلہوزی نے بنائی -

طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمال مغربی تو اپنے تجربہ کی کامیابی دیکھنے کے لیئے زندہ نرہے
پچاس برس کی عمر مین موت کے حوالہ اسوقت ہوئے کہ وہ مدراس کے گورنر مقرر ہوئے تھے -
طامسن صاحب بڑے عالی دماغ صاحب تدبیر و منتظم تھے انہون نے ممالک مغربی کے محاصل ملکی
کو بہت بڑھایا تھا اور بڑے پبلک ورکس شروع کیئے تھے رڑکی مین انجنیرنگ کالج قائم کیا تھا
سب سے بڑی یادگار انکی دیسی زبان کی تعلیم کا شائع کرنا ہے -

طامسن صاحب کی جگہہ جان کولون مقرر ہوئے افغانستان کی لڑائی کے وقت لارڈ آکلنڈ
کے سکرٹری تھے اور پھر کئی سال تک تناسرم کے کمشنر رہے تھے - ان نئے لفٹنٹ گورنر نے
اپنے اول سال کے عہد حکومت مین ۸ - اپریل ۱۸۵۴ء کو نہر گنگ کے کھولنے کی رسم کو ادا کیا
جسکی ترقی دینے کے بڑے شائق طامسن صاحب تھے یہہ نہر بنانے کی تجویز تجارت اور آبپاشی کے
لیئے ہوئی تھی سولہ برس پہلے کرنیل کاٹلی صاحب نے اس نہر کی تجویز کی تھی ۱۸۴۷ء سے اس
نہر کے بنانے مین روپیہ خرچ ہونا شروع ہوا انجنیری نے اسکے بنانے مین تمام کمال دکھائے - گنگا کی نہر مین
ڈیڑھ کروڑ روپیہ خرچ ہوا - لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین اس نہر مین سترہ لاکھ روپیہ خرچ
ہوا تھا - آج تک کسی شائستہ مہذب قوم نے ایسی عظیم الشان و رفیع المکان نہر بنانے کا قصد نہین کیا تھا

لارڈ ڈیل ہوزی نے لکھا ہے کہ فرانس مین جو چار نہرین ہین ان کے طولون کے مجموعہ کے برابر اس نہر کا طول ۵۲۵ میل ہے اور اگر اسکی شاخین شامل کی جائین تو آٹھ سو میل سے بھی اسکا طول زیادہ ہوتا ہے - یہہ لارڈ ڈیل ہوزی کو اپنے عہد مین اس کام کے ختم ہونے پر بڑا فخر و ناز ہے اسکے کھلنے کی رسم بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی دور دور سے آدمی اسے دیکھنے آئے مہاراجہ گوالیار بھی اس مین شریک ہوئے ہندوون کی وہ پیشین گوئی غلط ہوئی کہ جب گنگا الٹی بہے گی تو پرلو ہوگا اب تو اسکے جاری ہونے سے گنگا جمنا کا دوابہ بہشت ہوگیا - کاٹ لی صاحب کو اس خدمت کا بڑا صلا ملا اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انڈیا کونسل کے ممبر مقرر ہوئے -

—— جیسے کاٹ لی صاحب نے گنگا جمنا کے دوابہ کو نہر کے بنانے سے نہال کیا تھا ایسے ہی کرنیل ارتھر کوٹن نے دکن مین نہرون اور پرانے تالابون اور بندون کا انتظام کیا تھا پندرہ برس کے عرصہ مین جنگلون کو باغ بنا دیا تھا - کاویری کے اضلاع مین زمین کی قیمت کو دوچند کر دیا تھا - تنجور کی مالگزاری کی آمدنی پر اسکا ایک پانچوان حصہ آٹھ لاکھ روپیہ بڑھا دیا تھا -

کرنیل کوٹن صاحب کی اس طرح کی کارپردازی سے گوداوری اور کشنا کی زمینین سیراب اور سیر حاصل ہوئین گوداوری پر دولیشورام پر ایک بندھ مٹی اور پتھر کا بنایا جو ایک سو بیس[120] فیٹ عرض مین اور ڈھائی میل طول مین تھا اس کے اندر دریا کی دھار آٹھ سو میل کی چلتی تھی - یہہ کام ایسا بارآور ہوا کہ لارڈ ڈیل ہوزی کے زمانہ مین گوداوری کے کامون مین جو روپیہ خرچ ہوا تھا وہ وصول ہوگیا اور راجمندری کا ضلع بڑا سرسبز و شاداب ہوگیا اس مین دولت ایسی بڑھی کہ تجارت کو رونق ہوگئی اور سالانہ زرمالگزاری بہت بڑھ گیا کشنا کی زمینین جو پانی کی طغیانی سے ڈوبی رہتی تھین یا خشکی مین پڑی رہتی تھین انکو روئی کی کاشت نے نہال اور مالامال کر دیا - ان سب کامون مین لارڈ ڈیل ہوزی دل و جان سے توجہ کرتے تھے ان کامون کی افزائش کے لیئے انہون نے آیندہ سال کے بجٹ مین پندرہ لاکھ روپیہ درج کیا -

لارڈ ڈیل ہوزی کے دل مین سب سے زیادہ قریب جگہہ پبلک ورکس کی ترقی رکھتی تھی انہون نے اس امر کو خوب جانچا کہ ہندوستان مین جو بندگان خدا اسکی حفاظت مین ودیعت رکھے گئے ہین انکی

بھلائی کے لیئے پبلک ورکس کی ضرورت کسقدر ہے انہون نے جو پبلک ورکس کے لیئے منصوبے باندھے ان کے خرچ کے لیئے اس ملک کی آمدنی کافی نہ تھی انہون نے کہا کہ پبلک ورکس کے خرچون کے لیئے ملک کی آمدنیان کافی ہین مگر یہہ معقول کام نہین ہے کہ ہم ان ہی پبلک ورکس پر خیال کرین جنکے خرچون کے لیئے یہان کی آمدنیان کافی ہون بلکہ ان پبلک ورکس پر خیال کرنا چاہیئے جو اس سلطنت عظیم الشان کے لیئے کافی ہون گو ان کے خرچون کے واسطے ملک کی آمدنی کافی نہ ہو بہت برسون تک پبلک ورکس کا خرچ جنمین سڑکین اور نہرین اور بارکین اور کچہریون کی عمارات شامل تھین دس لاکھ روپیہ سے زیادہ نہین بڑھا۔ ان تمام کامون کا اہتمام ایک ملیٹری بورڈ کے سپرد تھا جنسے یہہ کام لیا جاتا تھا اسکے سوا انسے یہہ کام متعلق تھے کمسریٹ سپاہ - باربرداری کا انتظام - میگزین کیمپ کی اشیا اسپتال سٹڈ (گھوڑون کے اصطبل) و آبکاری و بازار و ٹولیون کے کارخانے ۔ یہہ اتنے مختلف طرح کے کام ایک بورڈ سے جسکے تین ۳ بوڑھے افسر ممبر ہون اچھی طرح سرانجام نہین ہو سکتے تھے اسلیئے اس بورڈ کے اہتمام سے پبلک ورکس کے کام کو نکال لیا اور ایک جدا ڈیپارٹمنٹ مقرر کیا جسکے لیئے پریسیڈنسی مین ایک سکرٹری مقرر ہوا اور اسکی اعانت کے لیئے چیف انجنیر مقرر ہوا اور اسکے ماتحت اور انجنیر تھے کہ مدراس کلکتہ بمبئی کے انجنیرنگ کالجون کے تعلیم یافتہ انگریز اور ہندوستانی مقرر ہوئے تمام پبلک ورکس کے کامون کی فہرست ہر سال مرتب ہو کر سپریم کونسل مین پیش کی جاتی۔ ان سب کامون کا نتیجہ یہہ تھا کہ سنہ ۱۸۵۳ء کے بجٹ مین پبلک ورکس کا خرچ ڈھائی کروڑ روپیہ تجویز ہوا - اور سال آیندہ مین تین کروڑ جو سنہ ۱۸۴۹ء کے خرچ سے زیادہ ہو گیا تھا -

سنہ ۱۸۵۵ء مین بورڈ بالکل موقوف کیا گیا اب اسکے ہاتھ تلے کوئی کام باقی نہین رکھا گیا تھا -

سنہ ۱۸۵۴ء مین لارڈ ڈلہوزی اور انکی کونسل نے ایک ایکٹ پاس کیا جسکے سبب سے انڈیا کے کل پوسٹ آفس ایک ڈائرکٹر جنرل کے ماتحت ہوئے اور محصول کی تخفیف یہہ ہوئی کہ خطوط جو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک بھیجے جائین ان سب پر یکسان محصول آدھ آنہ چھ ماشہ وزن کے خط پر لگایا گیا - خط کا وزن چھ ماشے سے زیادہ ہو تو ایک آنہ اور نقد محصول لینے کی جگہ ڈاک کے ٹکٹ لگائے جائین لارڈ ڈلہوزی اسپر فخر کرتے تو بجا ہے کہ ایک خط جو راس کماری سے پشاور کو بھیجا جائے تو اسپر آدھ آنہ محصول کا خرچ ہو جسپر پہلے زمانہ مین

آٹھ آنے خرچ ہوتے تھے پہلے غریب آدمی اس گرانی محصول کے سبب اپنے خطوں کو آتے جاتے آدمیوں کے ہاتھ بھیجا کرتے تھے اور دولت مند تاجروں نے اپنا خانگی انتظام ارزان کر رکھا تھا اس محصول کی ارزانی نے ان سب باتوں کو موقوف کر دیا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی کوشش سے ولایت اور ہندوستان کے درمیان میں بھی خطوط کا محصول کم کر دیا۔

ہندوستان میں تار برقی کا رواج

ڈاکٹر ولیم شوگ نسی کی کوشش سے تار برقی کلکتہ سے آگرہ و پشاور و بمبئی و مدراس تک لگ گیا لارڈ ڈلہوزی نے ڈاکٹر صاحب کو ولایت بھیجا کہ وہ اس معاملہ کو کورٹ ڈائرکٹرس کے سامنے خود پیش کرے۔ ایک ہفتہ کے اندر لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان میں تار لگانے کی تجویز کی تھی وہ کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت سے ہندوستان میں آئے اور اول انہوں نے نومبر ۱۸۵۳ء میں کلکتہ اور آگرہ کے درمیان تار لگایا۔ ۲۴۔ مارچ کو تار پر ایک پیغام آٹھ سو میل سفر کر کے گورنمنٹ ہوس میں پہنچا جنوری ۱۸۵۵ء کے آخر میں آگرہ اور اٹک کے درمیان دریار سندھ تک اور بمبئی و مدراس تک تار لگ گیا غرض پندرہ مہینے کے عرصہ میں تین ہزار میل تار لگ گیا ۱۸۵۵ء میں ایک ہزار میل اور تار لگا یہہ تار کہیں لکڑیوں پر کہیں پتھروں کے ستونوں پر لگایا گیا تھا۔ اس ملک میں دیمک کا اور جنگلی جانوروں اور وحشی آدمیوں کا بڑا خوف تھا مگر ڈاکٹر صاحب کی دانائی اور فرزانگی نے ان خوفوں کو دور کر دیا اور لارڈ ڈلہوزی نے فخر یہہ کہا کہ ہندوستان کا تار برقی یوروپ اور امریکہ کی تمام قوموں کی تار برقیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہے۔

ریلوے

۱۸۵۳ء میں ہندوستان میں ریلوے بمبئی سے ٹانا تک کھولی گئی۔ گریٹ انڈین پنن سیولا کی ریلوے کی پہلی شاخ پر ۱۶۔ اپریل کو چار سو آدمی بیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے آئے گئے۔ بارہ مہینے میں بمبئی اور جبل پور کے درمیان ریل بن کر تیار ہو گئی ہندوستانیوں نے اس نئے طریقے سے سفر کرنا شروع کر دیا ہزار آدمی روز اس طرح سفر کرتے تھے ایسے ہی کلکتہ اور مدراس سے ریلوں کے بننے کا کام شروع ہوا اگست ۱۸۵۴ء میں ہوڑہ اور ہگلی کے درمیان ریل پر آمد و رفت جاری ہو گئی اور سال کے آخیر میں ایسٹ انڈیا ریلوے رانی گنج اور کلکتہ کے درمیان ۱۲۰ میل جاری ہو گئی ۱۸۵۵ء کے آخر میں مدراس میں بھی پچاس میل ریل جاری ہوئی۔ ریل کے تجربۂ عظیم کی بنیاد رکھنے میں جیسے لارڈ ڈلہوزی نے مدد کی ایسی کسی اور شخص نے نہیں کی

انکی کوششون کے سبب سے جنکی خیرخواہانہ امداد مسٹر جیمس ہو گئی کی ٹرنک ریلوے کی سکیم مدبرانہ پرائیویٹ کمپنی کے لیئے ایک مدت مقررہ تک بنائی گئی جسمین گورنمنٹ کفیل ہوئی اس سکیم کے لوگ مخالف بھی تھے۔ بورڈ اوف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ لارڈ ڈلہوزی پہلے رہ چکے تھے اس نے جو سبق انکو سکھایا تھا وہ اسکو بھولے نہ تھے کہ انڈیا مین ریلون کی سخت ضرورت ہے خود اپنی حفاظت کے لیئے اور اندرونی استعدادون کے بروے کار ظاہر ہونے کے واسطے اول انہون نے اس بات کو خوب غور سے دیکھا تھا اور پھر استقلال سے ظاہر کیا تھا کہ انگلنڈ مین ریلوے کمپنیون کی کامیابی اور ناکامیابی نے اس پرانے یقین کو مستحکم کردیا تھا کہ ریلوے کی پرائیویٹ کمپنیون کی نسبت مین سٹیٹ کا تسلط ہونا چاہیئے۔

ہندوستان مین اسکی اشد ضرورت تھی کہ اسکے پیداوار کی استعداد و قوتین بروے کار ظاہر ہون اور دولت جو ملک مین بُری طرح منقسم ہے وہ آزادانہ پھیلے۔

ریلون کے ذریعہ سے پیداوار کی تقسیم اسطرح اچھی ہو جائیگی کہ جہان کسی پیداوار کی افراط ہے وہان سے وہ وہان چلا جائیگا جہان اسکی کمی کے سبب ضرورت ہے۔ دنیا کی ہر طرف سے جہاز ان پیداوارون کی تلاش مین آتے ہین جو ملک کے اندر پیدا ہوتے ہین لیکن اب ان تک رسائی مشکل ہے ریلین اس مشکل کو سہل کردین گین اگر سارے ہندوستان کے طول و عرض مین گورنمنٹ خود ریلین نہین بنا سکتی تو وہ کمپنیون کو ترغیب دیکر انکے سرمایہ سے بنوا سکتی ہے۔ اس ملک مین ان دونو باتون کی ضرورت ہے کہ کمپنیان بھی کھڑی ہون اور ریلین بھی بنائی جائین لارڈ ڈلہوزی نے کمپنیون کو ترغیب دینے کے لیئے وعدہ کیا کہ ریلوے بنانے کے لیئے جس زمین کی انکو ضرورت ہوگی مفت دی جائیگی۔ اور جو روپیہ وہ خرچ کرین گین اسکا سود ایک خاص شرح کے موافق شرائط کے ساتھ مدت مقررہ کے لیئے دیا جائیگا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اپنی تحریر مین کورٹ ڈائرکٹرز پر یہ ظاہر کردیا کہ ہندوستان مین چار بڑی ریلوے بنانے کی ضرورت ہے جنکو کمپنیان بنائین اور گورنمنٹ اسکی کفیل ہو اور گورنمنٹ ہند اس مین اپنا اختیار اسبات کا رکھے کہ وہ کمپنیون کو دق نہ کرے اور جو سرمایہ وہ خرچ کرین اسکا سود وہ ادا کرے غرض لارڈ ڈلہوزی نے اپنی عالی دماغی اور روشن ضمیری سے ریلوے بننے کے لیئے ایسے براہین متین اور روشن دلائل بیان کین کہ

کورٹ ڈائرکٹرز نے انکے سننے مین اپنے کان نہین بند کیے اور انگلنڈ مین کمپنیان اس کام کے کرنے کے لیے تیار ہو گئین اور انکو یقین ہو گیا کہ اس کام سے انکو بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ سب سے اول ایسٹ انڈیا کمپنی ریلوے قائم ہوئی گورنمنٹ اسکو ایک کروڑ روپیہ کے سود دینے کی ضامن ہوئی اس نے بردوان سے دہلی کی طرف ریل بنانی شروع کی اور ان سڑکون کے بننے کی بھی تیاری شروع ہوئی جو کلکتہ کو بمبئی اور مدراس کو آپس مین ملا دین۔ غرض نئی ریلون کی منظوریان کورٹ ڈائرکٹرز سے حاصل ہوتی گئین جب لارڈ ڈلہوزی ۱۸۵۶ع مین ولایت کو رخصت ہوئے تو انہون نے یہہ سچ کہا کہ ۱۸۴۹ع سے ہندوستان مین جو ریلوے کا بننا شروع ہوتا ہے اسکی ترقی سے سب طرح کورٹ ڈائرکٹرز کو اطمینان ہے۔

کلکتہ سے ممالک مغربی تک ریل بننے کی سکیم ۱۸۴۴ع مین انڈیا ہوس مین میک ڈونلڈ اسٹیفنسن نے پیش کی تھی جنکو انکی خدمات کے جلدو مین نائٹ کا خطاب ملا اس زمانہ مین ایک اور انجنیر مسٹر چیپ مین نے بمبئی کی طرف ریلوے بنانے کی سکیم پیش کی ان دونو انجنیرون نے جو ریلوے بننے کی سکیمین پیش کین تھین انہین سے ایک حصہ کے بنانے کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز نے ۱۸۴۹ع مین دیدیا مسٹر ولیم انڈریو نے ایک اور سکیم لاہور اور کراچی کے درمیان ریلوے بنانے کی پیش کی مگر وہ منظور نہوئی ہندوستانیون نے ان ریلون کے بنانے مین اپنا بہت تھوڑا سرمایہ لگایا مگر ریل مین سفر کرنے کا نیا طریقہ جلد اختیار کر لیا اور وہ جو ہندوؤن کو ذات کا تعصب تھا کہ بڑی ذات کے آدمی چھوٹی ذات کے ساتھ ہم نشین نہین ہوتے تھے وہ جاتا رہا تیسرے درجہ کی گاڑی مین دونو برابر بیٹھنے لگے کلکتہ کی دہرم سبہا نے اجازت دیدی کہ جاتری ریل مین سفر کرنے کے مجاز ہین۔ ریل پر اس تماشے کو دیکھ لیجیے کہ پنڈت صاحب ایک کو جات یا بن جات کے آدمی کے برابر بیٹھے ہوئے ہین جیسے ریل نے اس تعصب کو ریل مین بٹھا کر جلاوطن کیا ہے ایسا وہ کسی اور طرح سے دور نہین ہو سکتا تھا ایسے ہی مسلمانون کی عورتین جو گھر سے باہر قدم رکھنے کو اور سفر کرنے کو بڑی بے پردگی بے عزتی سمجھتی تھین وہ ہزارون میل ریل مین سفر کرتی ہین جس مین وہ پردہ ہرگز نہین ہو سکتا جو انکے ہان پہلے ہوتا تھا غرض اس ریل نے ہندوؤن مین جات کی قیدمین اور مسلمانون مین عورتون کے قید مین بڑی تخفیف کر دی ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کے حکومت کے آخر سال مین دو سو میل

ریل پر جو انکے عہد میں تیار ہو گئی تھی ۱۴۰۰۰۰ مسافروں نے سفر کیا جنمیں سے اکثر تیسرے درجہ کی گاڑی میں بیٹھے۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت میں جو بڑی بڑی سڑکیں بننی شروع ہوئیں انمیں ایک سڑک کالکا کی تھی جو کوہ شملہ کی پالا گن کرتی ہوئی چینی تک گئی۔ چینی میں انگور بہت اچھے مزہ دار سطح سمندر سے ۸۰۰۰ فٹ بلندی پر پیدا ہوتے ہیں لارڈ ڈلہوزی کی عادت تھی کہ وہ برسات کے موسم میں چینی جایا کرتے تھے جہاں دھوپ بے ابر ہوتی اور پاس کی برفوں کے اثر سے ہوا سرد ہوتی۔ کرنیل نے پیر نے اس عمدہ سڑک کا نقشہ بنایا تھا اور کپتان برگ نے اسے بنوایا تھا۔ وہ ہمالیہ کی چڑھائی میں پیچ کھاتی ہوئی بنائی گئی تھی جسمیں ڈھلان ۳ فٹ کا سو فیٹ میں رکھا گیا تھا کالکا سے شملہ تک پچاس میل اس کی لمبائی تھی اور وہ چوڑی اتنی تھی کہ گاڑیاں اسپر چل سکتی تھیں شملہ سے آگے تبت کی سرحد تک اسکا عرض چھ فیٹ تھا جو تبت اور ہندوستان کے مابین تجارت کے لئے کافی تھا۔ ۱۸۵۳ء میں جنگ برہما کے ختم ہونے کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے ایک سڑک اراکان کی راہ سے ڈھاکہ سے پیگو تک بنوائی یہہ کام آسان نہ تھا اسکے اندر بڑے بڑے گھنے بن اور اونچے اونچے پہاڑ پڑتے تھے اور پانی اور مزدوروں کا کال تھا اور سال بھر میں سات مہینے موسم ایسا رہتا تھا جس میں مزدور کام نہیں کر سکتے تھے لفٹنٹ فورلونگ نے برہما کے مزدوروں کو دو سال کے اندر ایسا کام سکھا دیا کہ وہ سڑک کو ڈیرہ تونگی کے پار نو مفتوح ضلع پیگو میں لے گئے۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ سے استعفا دیا تب تو بڑی ٹرنک روڈ کلکتہ سے ممالک شمالی و مغربی تک تیار ہو گئی تھی۔

بنگال سے او پیدا کرنے میں ایسے خوف و خطر تھے جنکے دور کرنے کے لیئے لارڈ ڈلہوزی نے توجہ کی کلکتہ تک [illegible] سے جہازوں کا جانا مشکل تھا اسکی راہ میں خوفناک پایاب پانی اور ریت کے ٹیلے آتے تھے اس دریا میں [illegible] بڑے بڑے جہاز آسانی سے چند [illegible] جاتے تھے مگر بتدریج کیچڑ اور [illegible] و ریت نے جنکو دریا کا پانی سمندر میں لے جاتا تھا جہازوں کی راہ کو خراب کر دیا تھا لارڈ ڈلہوزی نے اس تجارت کے لئے اس خرابی کو دور کرنے میں جو چھ سال کے اندر چند [illegible] ہوئی تھی یہہ تجویز کی کہ کلکتہ کے جنوب مشرق میں مٹلا میں ایک نیا بندرگاہ بنایا جائے [illegible] سکے سبب [illegible] مشکلات آسان [illegible] اور اس نئے بندر کا نام کیننگ پورٹ رکھا گیا لارڈ ڈلہوزی

منصوبہ یہ بھی تھا کہ ہگلی پر پل بنایا جائے جو برسون مین پورا ہوا جسنے کلکتہ کو ہوڑا کے ریلوے سٹیشن سے ملا دیا۔

لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں رفاہ عام کے کام

اس ملک مین لارڈ ڈلہوزی نے زراعت تجارت صنعت کی ہمعدادون کے بروے کار لانے مین بڑی امداد کی۔ چار کے باغون نے کانگڑہ کے پہاڑون کے اطراف کو گھیر لیا اور انکی توجہ کے سبب سے ہندوستانیون کو چاہ کی کاشت کا کام آگیا ریشم سن اور جیوٹ کی پیداوار کو بڑھایا پنجاب دکن مین گھوڑون کی نسل کو ترقی دی۔ میری نو کے مینڈھون کو یہان لاکر ہندوستان مین اون کو بیش قیمت بنایا۔ پیگو کی مرطوب ہوا کو بھیڑون کے مزاج کے موافق بنایا اور پیگو وتناسرم اودھ وہمالیہ کے جنگلون کو غارت ہونے سے بچایا۔ ان کے ایجنٹ کوئلہ اور لوہے کی تلاش مین کالاباغ کے نمکستان پہاڑون سے پھر جھوم وشملہ وآسام ومغربیہ اکے وادیون مین گئے کوئلہ اور مسینی کی ویران بالائی زمینون مین سہاگے کی کانین برآمد کین۔ ایک اگری کلچرل سوسائٹی (زراعت کی سوسائٹی) قائم کی اور مدراس مین زراعتی نمائشگاہ کے لیے جسقدر فنڈ کی ضرورت تھی اسکو مہیا کیا۔

دریا سندھ اور دریا ایراوتی پر دخانی جہازون کی لاین باقاعدہ مقرر کی کراچی سے رنگون تک بندرگاہون کی اصلاح کی بحری وبری پیمایشون مین ترقی کرائی۔ سمندر مین بہت جگہ لائٹ ہوس (مینار) بنوائے گریٹ ٹرگنومٹری کل سروے (مثلثی پیمایش) کے افسرون نے بڑے بڑے کام کیے جنکے بیان کرنے کے لیے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے۔ انہون نے گورے سپاہیون کے لیے عمدہ خوراک مقرر کی اچھی شراب بلوائی۔ مناسب بلند زمینون پر کمرہ دار بارکین بنوائین۔ متاہل گورون کے واسطے جدا مکانات تعمیر کرائے ہر بارک مین پنکھے لگوائے۔ تیرنے کے حوضون کو پہلے سے اچھا بنوایا اور ہر چھاونی مین ورکشوپ اور باغ گورون کے لیے بنائے۔ اور رجمنٹون کے اسکولون مین کتابون اور قلم کاغذ سیاہی وغیرہ کا سامان مہیا کرایا۔ اور اسکول کے ماسٹرون کی تعلیم کے لیے ایک نورمل اسکول لارنس اسائلم مین مقرر کیا۔ کمپنی مین سارجنٹون کی لیاقت کے کامون کے لیے وظیفے مقرر کیے ان گورون کے لیے جنکو پنشن اور جلد وظیفے دی جاتی تھی ہندوستان ہی مین ایک جاگیر بنایا کہ اسمین قیدی گورے رہا کرین پہلے شرقی افسرون کی انکی ملازمت کی مدت کے موافق ہوتی تھی انکے لیے حکم دیا گیا کہ آیندہ کوئی افسر بریگیڈ یا ڈویژن کا کمانڈر نہین مقرر ہوگا جبتک وہ لیاقت وقابلیت مسلمہ نہ رکھتا ہوگا

باب پنجم

(برہما کی دوسری لڑائی)

۱۸۵۲ء مین لارڈ ڈیلہوزی رفاہ عام اور آسودگی انام کے کامون مین سراپا مشغول تھے کہ گلیل مین یہہ علیل لگی کہ خلیج بنگال کے شرقی کنارہ پہ کارزار کے ہتھیارون نے پہی جھنکار کھائی۔ ۱۸۲۶ء مین برہمیون سے عہدنامہ ہوا تھا جسکے موافق برٹش رزیڈینٹ آوا مین بھیجا گیا تھا تاکہ دریار ایراوتی کے اضلاع مین انگریزی تجارت کی نگہداشت و محافظت کرے۔ اس رزیڈینٹ پر آوازہ توازہ پھیکے جانے شروع ہوئے اور انکی بڑھتے بڑھتے یہان تک نوبت آئی کہ برہمیون نے یہہ چاہا کہ انگریزون کو بھوکا مارین یا ڈبو دین وہ ایک جزیرہ مین رہتے تھے جسمین طوفان اکثر آتے تھے وہ یہان رہ نہین سکتے تھے ۱۸۴۰ء مین گورنمنٹ انڈیا نے اپنے ایجنٹون کو بلا لیا۔ اس زمانہ مین برہما مین تھارا وادی راج کرتا تھا اسنے اپنے بھائی سے راج چھینا تھا۔ اب انگریز اپنی تجارت کے خود ہی نگہبان تھے جس عہدنامہ کے قوت بازو پر وہ تجارت کرتے تھے اسکو راجہ نے سلامت رکھا تھا ان پر برہمیون نے ستم پرستم کرنا شروع کیا انہون نے بوساطت کرنیل بوگل کمشنر تنا سرم کے برہمیون کے ظلم کی شکایتون کو گورنمنٹ کے کانون تک پہنچایا۔ برہمی۔ اکھڑ۔ سرکش مغرور عقل کے اندھے تھے وہ سفارت کے اخلاق سے بالکل بے بہرہ تھے۔ ایسے آدمیون کی تنبیہ و چشم نمائی کے واسطے یورپین خیالات کے موافق سچے اسباب کا پیدا ہوجانا بڑی آسان بات تھی۔ انکی گستاخیون اور شوخیون سے انگریزون کو بہت تھوڑا نقصان پہنچا تھا اگر انگریز انکی برداشت کرتے تو انکی عزت مین کوئی بٹہ نہین لگتا تھا برمی وحشی تھے اور تہذیب شایستگی سے برکنار تھے دریار ایراوتی کے کنارہ پر انگریزون کی جناب مین کسی گستاخی کا ہونا بالکل دریا جمن کے کنارہ پر گستاخی کے ہونے سے بالکل مختلف حالت رکھتا تھا۔ یہان گستاخی کے ہونے سے ہندوستانی والیان ملک کی نظر مین گورنمنٹ کی حقارت ہوتی اور وہان خلیج بنگالہ کے پار کالے پانی مین کسی گستاخی کے ہونے کی خبر بھی انکو نہ ہوتی۔ لیکن برہمیون نے اپنی شوخیون اور

گستاخیون کی نوبت یہانتک پہنچائی کہ اب لارڈ ڈلہوزی اُنکی برداشت نہین کرسکتے تھے۔ جب یہ سُنا کہ انگریزی جہازون کے دو مالکون کو گرفتار کرلیا اور اُنپر سخت جرمانہ کیا باوجودیکہ وہ پہلے اپنے جرم سے بری ہوچکے تھے ستمبر ۱۸۵۱ء مین رنگون کے تاجرون نے ایک اپنی عرضداشت لارڈ ڈلہوزی کے پاس بھیجی جسمین انہون نے وہ تمام شکایتین جو عہدنامہ یاندبو کے برخلاف ظہور مین آئین تھین اسمین یہہ لکھا کہ یہان تو ہماری جان و مال آبرو محفوظ نہین بے شمار قزاقیان و چوریان ہوتی ہین جھوٹے جھوٹے بہتان اور الزام لگائے جاتے ہین بے قاعدہ محصولات زبردستی وصول کیئے جاتے ہین اور بعض اوقات ان کے واسطے شکنجہ فرسائی بھی ہوتی ہے قصہ مختصر اب ہم ایسے تنگ ہوگئے ہین کہ اگر گورنمنٹ ہماری محافظت کی ضامن نہین ہوگی تو ہم اس ملک کو چھوڑکر اور اپنے مال اسباب کا نقصان اُٹھاکر یہان سے چلے جائینگے۔ اس داد و فریاد پر گورنر جنرل نے برہما کی گورنمنٹ کو لکھا کہ انگریزون کا جو نقصان اسکی عملداری مین ہوا ہے اسکے معاوضہ مین وہ دس ہزار روپیہ جرمانہ دے اور رنگون کے حاکم کو جسنے یہہ قصور کیا ہے موقوف کرے اور انگلش رزیڈنٹ کو رنگون یا آوا مین رہنے دے۔ ان درخواستون کی منظوری کے لیئے زور لگانے کے واسطے یہہ بہتر معلوم ہوا کہ کموڈور لیمبرٹ اپنے بیڑے کو ساتھ لیکر بندرگاہ رنگون مین سیر کرے اگر پانچ ہفتہ کے عرصہ مین دربار برہما سے اس باس جواب نہ آسکے تو اسکو اختیار ہے کہ اپنے نزدیک جو بہتر اور مناسب سمجھے وہ کام کرے جب اس مہلت کا زمانہ ختم ہونے کو ہوا تو ۲ نومبر ۱۸۵۱ء کی پہلی تاریخ آوا سے راجہ کا خط آیا جس مین لارڈ ڈلہوزی کی کل درخواستون کے قبول کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ رنگون کا گورنر آوا مین بلایا گیا اور اسکی جگہہ پکو کا نائب راجہ مقرر کیا گیا کہ انگریزون نے جو اپنے نقصانون کا تاوان مانگا ہے اسکی مقدار واجب الادا کی تحقیقات کرے۔ کپتان لٹر نے اس نئے حاکم پاس پیغام بھیجا کہ ۶ جنوری ۱۸۵۲ء کی دوپہر کو برٹش گورنمنٹ کے وکیل اس پاس آئینگے جب یہہ ملاقات کا وقت ٹھیر گیا تو وہ ٹھیک وقت مقررہ پر گھوڑون پر سوار ہوکر حاکم کے محل کے دروازہ پر پہنچے۔ نوکرون نے انکو اندر نہین جانے دیا اور انسے کہا کہ ہمارا آقا سوتا ہے ہم اسکو جگا نہین سکتے مگر یہہ سونا اسکا عجیب تھا کہ وہ کھڑکیون کی جھریون مین سے اپنے نوکرون سے اشارون مین باتین کرتا تھا انگریز ملاقات کے انتظار مین دھوپ کے اندر کھڑے تپ رہے تھے۔ زینہ کے اوپر بیٹھا ہوا وہ پیغام بھجواکر اپنے گرد کے لوگون کو ہنسواتے تھے آخرکار بے نیل مرام گھوڑون پر

سوار ہوکر اپنے گھر واپس آ گئے۔ پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ صلح کا دروازہ بند ہے اس دن کی
دوپہر کے بعد تمام انگریز سوار ہوکر لیمبرٹ کے جہاز فوکس پر جمع ہوئے جسپر انگریزی جھنڈا لگا ہوا تھا اسی
کہا گیا کہ انگریزی علم کی بڑی تذلیل و تحقیر ہوئی۔ رنگون کے کل پردیسیون کو اطلاع دی گئی کہ وہ دو گھنٹے
کے اندر جہاز پر چلے آئین۔ دریا کے کنارہ پر انگریزون اور پرتگیزون و مسلمانون اور اہل امریکا و آرمینیون کا
ایک ہجوم لگ گیا اور وہ اپنا اسباب اسی قدر لا سکے جو خود اٹھا سکے انکو بار برداری کے واسطے بڑی قلی
نہین ہاتھ لگے اسلیئے اسباب چھوڑنا پڑا یہہ لوگ جہاز مین بیٹھکر دریا رنگون مین چند میل نیچے لنگر انداز
ہوئے اور ایک نیا بنا ہوا بڑا شاہی جہاز جو برہما کے راجہ کا تھا لیمبرٹ کے حکم سے گرفتار کیا گیا اور یہہ
کہا گیا کہ وہ اس اسباب کے عوض مین گرو رہے گا جو رنگون مین چھوڑ دیا گیا ہے یہہ اسلیئے کہا گیا
کہ برہما والون کا حاکم فوکس جہاز پر بہ سر صلح آئے۔ رنگون کے متعلق ڈلا کا گورنر
دوستانہ آیا مگر رنگون کے حاکم نے جو پہلے دن وحشیانہ حرکت کی تھی اسکو انگریز چاہتے تھے کہ وہ اس کی
معذرت کرے۔ ڈلا کا حاکم اس کام مین انگریزون کی اعانت کرنے کے لیئے آیا تھا مگر شام کو حاکم رنگون کا
خط آیا کہ فوراً شاہی جہاز کو حوالہ کر دو اور اگر اسکو دور لے جانے کا قصد کروگے تو تم پر آگ برسائی جائیگی
اسکے جواب مین کموڈور لیمبرٹ نے یہہ جواب دیا کہ اگر دریا مین نیچے جانے مین اسپر ایک گولی بھی تم نے
چلائی تو یقینی تمہاری شامت آ جائیگی اسکے ساتھ انہون نے اپنا حکم مشتہر کیا کہ برہما والون کے سارے
بندرگاہ محصور کیئے جائین۔

۹ جنوری کو جنگی جہاز کی حراست مین تاجرون کے جہاز دریا مین آ گئے۔ جب دخانی جہاز کے ساتھ
بڑا شاہی جہاز برہما والون کے مورچون کے درمیان آیا تو تمام بیڑے پر توپون کے گولے اور
بندوقون کی گولیان برابر شروع ہوئین۔ کموڈور کے جہاز پر سے اشارہ کیا گیا تو اسکے کپتانون نے
لڑنا شروع کیا اور تھوڑے مین دریا کی ہر طرف کی توپون کے منہ بند کر دیئے گئے اور برمیون کے مورچے
غارت کر دیئے گئے اور بہت سی جنگی کشتیان تھین جنمین سے ہر ایک مین سو سو سپاہی سوار تھے انمین سے
کچھ لڑائی مین جلا دی گئین کچھ ہاتھ آ گئین کئی سو برمی مقتول اور مجروح ہوئے اگرچہ یہہ لڑائی مارکوئس ڈلہوزی
کے سر پر آن پڑی تھی مگر پھر بھی وہ لڑنے مین اہل انگلستان کے ساتھ تھے۔ وہ ممالک مغربی مین دورہ کر رہے تھے
کہ یہہ خبر سنکر ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۵۲ع کو جلدی سے کلکتہ مین وہ آ گئے۔ راہ ہی مین برمیون کے گورنر رنگون

تام مراسلہ پر دستخط کیئے جس مین انہون نے اپنی پہلی ہی درخواستون کا اعادہ کیا اور یقین دلایا کہ یہہ حضور کی
جو گستاخی ہوئی ہے اسکی معذرت کرنے سے صلح مصالحت ہو سکتی ہے۔ کلکتہ سے ایک خاص
سفیر رنگون بھیجا گیا کہ جو کچھہ اور اختلافات ہون وہ انکا فیصلہ کرے۔ برمی گورنر نے بجاے معذرت کرنے
کے جواب یہہ لکھا کہ تمہارے افسر شراب پیئے ہوئے ٹھیک ہوقت آئے کہ مین سوتا تھا یہہ وہ ون
اور اور افسرون سے وہ یہہ کہتے ہوئے کہ مجھے جگا مین جنپٹ بنے اور کموڈور سے جھوٹ موٹ
کی باتین جاکر بنا دین۔ جب اسنے یہہ جھوٹے الزام افسرون پر لگائے جو کسی طرح قابل اعتبار نہین تھے
تو لارڈ ڈلہوزی نے کہا کہ گورنر نے گستاخی کی معذرت نہ کرنے سے اسکو اور بڑھا دیا اب بھی
اسکی برداشت اپنی حد غایت کو نہین پہنچی تھی لڑائیون کی تیاریون کے اندر بھی انہون نے مصالحت
کے لیے کسی بات کو اٹھا نہین رکھا۔ انڈیا گورنمنٹ نے اپنے پرانے درخواستون پر اعتدال کے ساتھ
اور زیادہ زور دیا اگرچہ یہہ اعتدال قابل تعریف تھا مگر غلط سمجھا گیا۔ انگریزون کو رنگون و آوا سے واہی تباہی
جواب ملا جسسے کچھہ حاصل نہوا کموڈور لیمبرٹ کی خدمت مین برمی ہمیشہ گستاخیان اور بے ادبیان
کیا کرتے تھے ابھی تک برمیون کے واسطے در توبہ بند نہ ہوا تھا لارڈ ڈلہوزی نے ۱۲ فروری کو
اپنی ایک تحریر مین لیمبرٹ کی پولیسی کو غلط بتا کر ایک مراسلہ خاص سفیر کے ہاتھہ آوا کے دربار کو بھیجا
اس تحریر کو برمیون نے انگریزون کے ضعف پر محمول کیا کہ وہ عاجزانہ ان الزامات کا اقرار کرتے ہین جو انکے
افسرون پر لگائے گئے ہین اسی زمانہ مین لارڈ ڈلہوزی نے برہما کے راجہ کو ایک خط لکھا جس
مین اعتدال کے ساتھہ یہہ درخواستین کین کہ مسٹر مسن لوئس اور شیپ پرڈ کے نقصانون کے تاوان دین
اور رنگون مین برٹش رزیڈنٹ کو رہنے دین اور نیا گورنر رنگون تحریری معذرت نامہ لکھے اور برٹش
گورنمنٹ نے جو اپنے سچے ہونے کے کرنے مین دس لاکھ روپے خرچ کیئے ہین وہ ادا کرے اگر فوراً
یہہ جرمانہ ادا کیا جائیگا تو رنگون اور مرتبان پر قبضہ جب تک رکھا جائے گا کہ اس روپیہ کی بابت
فیصلہ ہو۔ اگرچہ آخر اپریل تک یہہ شرائط منظور نہ کی جائینگی تو لڑائی کا اشتہار دیا جائے گا۔
اسوقت کمانڈر انچیف گوم بہت دور سندھ مین تھے اسلیئے خود لارڈ ڈلہوزی نے
اس لڑائی کا اہتمام اپنے ذمے لے لیا۔ اس لڑائی کے کام کو بھی انہون نے اپنی حسن لیاقت
سے ایک بڑے آزمودہ کار سپہ سالار کی برابر کر کے دکھایا اور اس مشکل کام کو بھی انکی عقل مشکل کشا نے

سہل کردیا۔ وسط فروری سے مارچ کے آخر تک لڑائی کی تیاریان ہوتی رہین اس مین التوا اس سبب ہوا کہ ۴۰ رجمنٹ بنگال نے جات جانے کے خوف سے جہاز مین بیٹھکر رنگون جانے سے انکار کیا وہ ڈھاکہ بھیجی گئی اور اسکی جگہہ سکھون کی رجمنٹ بلائی گئی جو خوشی خوشی جہاز مین سوار ہوئی۔ گو اسوقت تار برقی نہ تھا مگر گورنر جنرل کا ذہن رسا وہ برق تھا کہ لشکر کشی کا سارا سامان اپنے ترت پھرت کردیا انھون نے کرنیل ٹوگل کو حکم دیا کہ وہ تناسیرم مین مویشی اور غلہ دوا و سامان جنگ کی اور ضروری چیزین مہیا کرے سول مین مین چوبی مکانات سپاہ کے لیئے تیار کیئے گئے کہ بھاری مون سون کی بارش مین سپاہی اسکے اندر رہین اوران کے بنانے کے لیئے ہزارون بڑھئی سب طرف سے اکھٹے کیئے گئے کہ وقت پر مکانون کو لگا دین اور تناسیرم کے کنارون پر مطبخ تیار کیئے گئے کہ روٹی کی پکائی سپاہ اور ملاحون کو پہنچے اس طرح سے بارکین اور گھر کے اسباب آسائش سپاہ کے پیچھے پیچھے چلتے تھے دخانی جہاز متعین تھے کہ بیمارون اور زخمیون کو ایم ہرسٹ مین لے جائین جو سول مین سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا صحت بخش مقام تھا گورنر جنرل نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ اگر لڑائی ہو تو وہ جلد کامیابی کے ساتھ ختم ہو۔

سپاہ حملہ آور کے کمانیر میجر جنرل گوڈون مقرر ہوئے وہ ایک بڑے بہادر افسر تھے جو اول جنگ برہما مین لڑ چکے تھے میر بحر آسٹن صاحب بیڑے کے افسر مقرر ہوئے۔

۳-اپریل کو صاف معلوم ہوگیا کہ لڑائی ضرور ہوگی اسی تاریخ انگریزی جہاز پروزرپائن پر برمی توپخانہ نے گولے مارے۔ وہ علم صلح لیئے ایک جواب کے انتظار مین کھڑا تھا۔ اس دخانی جہاز نے برمی توپخانے کے دھوئین اڑادیئے جنرل گوڈون دربار رنگون کے دبانے سے بہت دور تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کی بہری ہدایتون کے موافق اپنے کامون کے کرنے مین آزاد تھے۔

۵-اپریل کو ان کے لشکر کے چودہ سو تنومند سپاہی کرنیل رینگ نولڈس کے ماتحت پانچ جنگی جہازون مین سول مین سے روانہ ہوئے کہ مرتبان پر حملہ کرین۔ سات بجے سپاہ خشکی مین اتری پروزرپائن اور ریٹلر جہازون سے بڑی آتش فشانی ہو رہی تھی۔ ایک گھنٹہ کے بعد پیگوڈاؤن پر جو شہر سے پرے درختون کے اندر پہاڑیون پر تھے رنگا [illegible] کے تنومند پیادون نے اپنے قبضہ مین کرلیئے۔ انگریزون کی طرف سات گورے اور تین ۱۲ کا

سپاہی اور ایک ملاح زخمی ہوئے - مرتبان مین ایک رجمنٹ ہندوستانی متعین کی اور باقی سپاہ کو جنرل گوڈون نے جہازون مین دوبارہ سوار کرایا اور ۸ - اپریل کو کل بیڑا جہان اسکے جمع ہونے کے لئے جگہہ مقرر تھی آگیا اور رنگون پر حملہ کرنے کو تیار ہوا -

یہہ جنگی بیڑا ایسا تھا کہ جسکے دیکھنے سے زبردست دشمن بھی دہل جاوے اس مین ۱۹ جنگی جہاز اور بنگال کے چھہ چھوٹے دخانی جہاز تھے اور ۱۵۹ توپین تھین اور ۲۲۷۰ ملاح اور جہازی سپاہی تھے - رنگون کے نیچے برمی مورچون کو لیمبرٹ کی سپاہ نے جاکر غارت کردیا تھا تاکہ لشکر اعظم کے لیئے راہ صاف ہوجاوے کوئی مزاحمت نہ پیش آوے - ۱۰ - اپریل کو دریار رنگون مین اراوتی کے دہانہ پر جہاز جمع ہونے شروع ہوئے - دوسری صبح کو وہ آگے بڑھے اور اس مورچے پر پہنچے جو ڈلا اور پرانے شہر رنگون کا محافظ تھا - جب ہندوستانی بیڑے کے جہاز اپنی جگہون پر قائم ہوئے تو دریا کے دونو کنارون پر سے انپر آتش باری ہونی شروع ہوئی جسکے جواب مین اُدھر سے گولے اور گولیان چلین جنہون نے دشمنون کو ہلاک کیا راجہ کے ایک بڑے مورچے کے میگزین مین ایک دخانی جہاز کا گولہ لگا جسنے اسکو اڑادیا گیارہ بجے سے پہلے دشمن نے اپنی آتش فشانی بہت کم کردی پھر کچھہ سپاہ ڈلا مین خشکی مین اُتری اور منہدا نے جلدی سے تین مورچے لے لیئے شام کے وقت ایک گولے سے برمیون کا ایک اور میگزین اڑگیا اسلیئے رات کو دونو کنارون پر ایک توپ نہین چلی - مورچون کے جلنے کی روشنی اندھیرے مین بتاتی تھی کہ برمیون کا کسقدر نقصان ہوا ہے (ہم نے جہان برمی مورچون کا ذکر کیا ہے وہان یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ برمی اپنے مورچے ٹھیک کی لکڑی کے بناتے تھے اور اسکے پیچھے کچی اینٹ مٹی تھوپ دیتے تھے اور اسکی کھائی کے پشتہ مین نوک دار بانسون کی باڑ لگا دیتے تھے) ۱۱ - اپریل کو اتوار کے دن یہہ واقعہ واقع ہوا تھا دوسرے دن صبح کو پچھلے چار بجے سے مورچون کے جلنے کی روشنی مین جہازون سے سپاہ خشکی مین اُتری اور رنگون کے بیگوڈا کی طرف چلی جسکی فصیل اور برج دبارہ ٹیرے مستحکم تھے - سات بجے کے بعد ہی جرنیل گوڈون شمال کی طرف چلے وہ ایک میل بھی خشکی مین نہین گئے تھے کہ ایک بن سے جو آنکے سامنے تھا برمی کے سپاہیون نے گولیان مارنی شروع کین اور جنگل کی داہنی طرف ایک اونچی زمین تھی وہان سے گولے انکے نزدیک آنے لگے جسپر جرنیل نے کہا کہ یہان ایک نئی طرح کی لڑائی

لڑنی پڑی کہ دشمنون پاس گولیون کی مار سے بچنے کے لیے جنگل کی آڑ ہے اور توپون کے
چلانے کے لیے ایک مرتفع زمین ہے پیگوڈا کے مورچے پر آٹھ سو گز کے فاصلہ سے
انگریزی بھاری توپون نے گولہ زنی کی ایک گھنٹہ سے زائد لڑائی رہی گیارہ بجے برمی توپچی
بھاگنے شروع ہوئے گورون کو بھی دھوپ کی تیزی نے گھبرا دیا تھا جنگل درمیان دشمن کے سپاہیون
کی اور آفتاب کی تیز شعاعون کے تیرون کی نشانے بن رہی تھین میجر فریزر بنگال انجنیر نے مورچے پر
اول زینہ لگا دیئے اور ان کے پیچھے اورون نے بھی انکی پیروی کرکے چند منٹ مین [illegible]
مستحکم پیگوڈا کو فتح کرلیا ابھی دوپہر نہین ہوئی تھی کہ انگریزی سپاہ تھک گئی گوڈون صاحب نے اِس دن
قیام کا ارادہ کیا۔ دشمن کے گولے گولیون سے جسقدر نقصان ہوتا تھا اُسی قدر دھوپ کی تیزی سے
دو افسر اور کئی سپاہی مارے گئے تھے الٹے زیادہ سورج کی تیز کرنون سے بیدم ہو رہے تھے دن کو
اور رات کو تھکے ہوئے سپاہیون نے آرام کیا جنگل سے دشمن ابتر گولیان چلاتا تھا مگر ان کا نقصان
کچھ نہین ہوتا تھا اس عرصہ مین جنگی بیڑا بھی خالی نہین بیٹھا۔ ۱۲- تاریخ کی صبح کو خشکی مین سپاہ کے اُترنے
کے بعد کموڈور لیمبرٹ اپنے جہاز پر سوار ہوئے اور تین جہاز انکے ساتھ ہوئے اور ملاحون اور
بحری سپاہیون نے بیمیون کے بالائی مورچے جلا کر تباہ و خاک سیاہ کیئے چند گھنٹے [illegible]
پیگوڈا پر جنگی بیڑے نے گولہ زنی کی۔ یہہ پیگوڈا پہاڑ پر ۳۰۰ فیٹ اونچا تھا وہان سے سارا رنگون نظر آتا
تھا رات کو انگریزون نے حملہ کرکے فتح کرلیا۔

۱۳- کو جنرل گوڈون نے انتظار کیا کہ بیڑے پر سے ساری توپین اور سامان آجائے۔

۱۴- تاریخ صبح ہوتے ہی سپاہ آگے چلنے کو تیار ہوئی دشمن جانتا تھا کہ پیگوڈا پر جنوب کی طرف سے
حملہ ہوگا مگر انگریزون نے مشرق کی طرف سے حملہ کیا جو ضعیف تھے لشکر ایک سیدھا جنگل مین گیا اور
برمی سپاہیون کو اپنے آگے سے ہٹاتا گیا اور اعظم حملہ پیگوڈا پر خوب لڑائی ہوئی کپتان لسٹر کو
ایک شگاف نظر آگیا اس مین سے وہ پیگوڈا مین داخل ہوئے۔ طرفین سے خوب مقابلے بہادرانہ
ہوئے آخر کو یہہ بڑا پیگوڈا انگریزون کے ہاتھ آگیا جنوبی اور مغربی دروازون سے برمی سپاہ
بھاگی انگریزی جہازون نے گولیون کا مینہ برسایا موت کے دریا مین بہایا۔ جب رنگون کا یہہ
مستحکم و مستور پیگوڈا فتح ہوگیا تو مسلیون تک مورچے اور سامان حرب کے انبار کے انبار انگریزون کے

ہاتھ آئے۔ ۱۱ سے ۱۴ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا اسکے اندر خشکی مین انگریزی ۷ سپاہی مقتول اور ۱۳ سپاہی مجروح ہوئے اور جہازون پر ۱۵ بیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے مگر ہیضہ سے دریا پر اور اونی بھاری کوٹون اور جیدی ٹوپیون پر تیز دھوپ کے پڑنے سے اور دور تک کھلی ہوی ہوا مین ٹھیرنے سے اور اس ننگی زمین پر سونے سے جو رات کو گیلی اور دن کو سوکھی تھی کتنے آدمی مر یا بیدم ہوئے انکے بتلانے مین سرکاری کاغذات خاموش ہین۔

برمی کے نقصانون کا ٹھیک حساب نہین کیا گیا سیدان جنگ مین انکے دو سو مردے پڑے ہوئے تھے اور بہت سے مردون کو اٹھا کر وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے اور ان کے بہت سے توپچیون کے چھیچھڑے جہازون کی توپون نے ہوا مین اڑا دیے تھے انکی برنجی و آہنی توپین چھوٹی بڑی ۹۲ اور ۸۲ جنگل اور سینکڑون بندوقین چقماقی بشار و قین و باروت و گولے و گولیون کے انبار انگریزون کے ہاتھ آئے جنگل ایک ہتھیار ہوتا ہے جسکو دیوار مین لگا کے اسکے اندر زنجیرون کے ٹکڑے اور چقماق و ٹوٹی ہوی دیگچون کے ٹکڑے سیخون کی بھری ہوی تھیلین اور کٹی ہوی گولیون کے بکس بھر کر پھینکے جاتے ہین باوجود ان نقصانون کے برماوالون پاس بیس ہزار سپاہی تھی اور برسات کا موسم آنے والا تھا اسلیے وہ جنگ کرنے سے بالکل مایوس نہین ہوئی تھی انکے دیس کے جنگل پناہ دینے کو اور بہت سے دریا آزاد آمد و رفت کرنے کے لیے موجود تھے انکو توقع تھی کہ ہم دشمن کے حملون کا دلیرانہ مقابلہ کرین گے اور دشمن جو لڑنے اور مین ضعیف ہے اس گرمی کے موسم مین جو اسکو نہایت ناموافق ہے ہم نکالین گے رنگون کے بھگوڑے گورنر نے انگریزون سے صلح کا پیغام بھیجا مگر اس پیغام مین یہہ حکم کے طور پر لکھا کہ برٹش گورنمنٹ جب مراجعت کر سکے کرے۔ اسکے ساتھ ہی آوا کے دربار نے گورے کالے حملہ آور سپاہیون کے سر کاٹنے کا اشتہار دیدیا اور اس کے واسطے انعام کے درجے مقرر کیے۔ رنگون کے فتح ہوتے ہی برمیون نے مرتبان پر سخت حملہ کیا انگریزی سپاہ نے جو اسکے اندر تھی انکا مقابلہ کیا اور چار گھنٹے لڑ کر حملہ آورون کو بھگا دیا۔ ۲۶ مئی کو برمیون نے مرتبان پر قبضہ کرنے کا قصد کیا جس مین انکو پوری ناکامیابی حاصل ہوی مدراس کی سپاہ نے انکو سون بھگایا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کیے۔

کموڈور لیمبرٹ اپنے دخانی جہازون کو دریا ایراودی کی ایک بڑی شاخ مین ساٹھ میل لے گیا جسکا

حال ملاحون کو کچھ معلوم نہ تھا ان جہازون سے ۱۹ مئی کو جنرل گوڈون کے ۸۰۰ سو سپاہی میجر ارنگٹن کے ماتحت بسین کے اندر خشکی مین اترے یہ مقام رنگون سے مغرب مین ایک سو پچاس میل پر تھا اسکے بچانے کے واسطے برمی پانچ ہزار سپاہ موجود تھی اور ایک لمبا مورچہ تھا جسپر تیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکے ایک بازو پر ایک بڑا مضبوط مٹی کا قلعہ بنا ہوا تھا اسکے اندر ایک زرین پیگوڈا تھا جو برمیون کی محافظت کا مرکز اور انگریزون کے حملہ کا آماجگاہ تھا۔ ۵۰ منٹ مین میجر ارنگٹن کے سپاہیون نے اسکو لے لیا اور برمیون کے تمام مقامات چھین لیے اور کپتان کیمبل کے ملاحون نے ایک مورچہ چھ توپون کا داہین کنارہ پر لے لیا اور اسی شام کو ۵۳ توپین اور ۳۲ جنگل اور ایک مستحکم شہر انگریزون کے ہاتھ آیا جو اراکان کو دھمکاتا تھا اور سرے کشل شہر پیگو پر حکمرانی کرتا تھا۔

بسین پر قبضہ ہونے سے تمام سواحل بحری سینڈوای سے مولمین تک برمی راجہ زرین پایہ کے قبضے سے نکل گئے۔ اہل پیگو کو اس طرح عملداری کے بدلنے سے بڑی خوشی تھی وہ اپنے ہم قوم برمیون کی حکومت سے بڑے ناراض تھے وہ اسپر ظلم و ستم کرتے تھے اور رعایا کو تنگ کرتے تھے وہ بسین اور رنگون کے فتح کرنے والون سے فقط تجارت کرنے والون پر راضی نہ تھے بلکہ آخر راجہ تھارا وادی کی سپاہ کو ان اضلاع سے انگریزون کی مدد کر کے نکال لینے پر تیار تھے جو سو برس پہلے تمام برہما پر حکمرانی کرتا تھا۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پیگو اور آوا مین یہ تعلقات تھے کہ کبھی پیگو پر آوا اور کبھی آوا پر پیگو حکمرانی کرتا تھا سنہ ۱۷۵۷ء مین الومپرا نے پیگو کو بالکل فتح کر کے آوا کو اپنی راجدھانی بنایا تھا۔ ان دونو شہرون مین آپس مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔

۳ جون سنہ ۱۸۵۲ء کو ایک چھوٹا سا گروہ پیادون اور سیپر و ملاحون اور بحری سپاہیون کا رنگون جہاز پر سوار ہوا اور چھ جہازی کشتیان اسکے ہمراہ ہوئین کپتان ٹارلٹن صاحب اس لشکر کے کمانڈر تھے اور وہ شہر پیگو کے تسخیر کرنے مین اپنے نئے دوستون کی امداد کرنے کے لیے گیا۔ یہ شہر پیگو ستر میل کے فاصلہ پر رنگون سے شمال و مشرق مین تھا اس شہر کے راستہ مین جو گاؤن دریا پر آتا تھا وہان کے آدمی انگریزی سپاہ کو بڑی آواز سے مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے آتے تھے۔ ایک مقام پر ستر ہزار پیگو قوم منتظر بیٹھا تھا کہ جب انگریزی سپاہ آئے تو اسکے ساتھ ہو کر دوستی ادا کرے اور اسکے ہمراہ ہو کر دشمنون سے لڑے۔ اسنے پہلے برمیون کو شکست

دی تھی جس سے اسکا دل بڑھ رہا تھا جو کہ سرون کوٹن کی پیدل سپاہ دریا سے خشکی مین اُتری اور تیز دھوپ
مین چاولون کے کھیتون مین چلی جنمین بن اور مکانات ایک بڑے پیگودا کے گرد تھے جس مین
برمی سپاہ بہت تھی - انگریزی سپاہ آرام کرنے اور تازہ دم ہونے کے لیئے ٹھیری تھی
کہ برمیون نے اسپر حملہ کیا انگریزی تین سو سپاہیون نے برمیون کے جم غفیر کو خرگوشون کی طرح
بھگا دیا اور کوٹن صاحب نے پیگودا کو لے لیا اور کوئی ایک آدمی بھی اسکا ضائع نہین ہوا
دن کو بہت سویرے برمیون نے دفعتہً کپتان ٹارلیٹن کی کشتیون پر حملہ کیا اور ایک ملاح کو مارا
اور تین کو زخمی کیا لیکن پیگو کے تسخیر کرنے والون پاس اسقدر سپاہ نہ تھی کہ اس مقام کی محافظت
کے لیئے وہ متعین کرتے جسکو انہون نے آسانی سے فتح کیا تھا تمام غلہ کے انبارون کو خالی
کیا اور دشمنون کے مضبوط مقامات کو مسمار کیا اور اہل پیگو کو مسلح کیا اور چند توپین لے لین پھر میجر
کوٹن صاحب الٹے رنگون مین چلے آئے باقی جون کا مہینہ خیریت سے گذرا انگریزی سپاہ جہاز
مین ایراوتی مین پروم سے تیس ۳۰ میل پر گئی اور رستہ مین دشمن کی اسّی بڑی کشتیان اناج سے
بھری ہوئی پکڑ لین اور برمیون کے ایک بڑے مورچے کو غارت کر دیا - رنگون مین سپاہ مین بیماری
بتدریج کم ہوتی جاتی تھی کلکتہ کی نسبت گرمی بھی کم تھی اور سپاہ بھی خوشدل تھی اسکے واسطے جو
چوبی مکانات لارڈ ڈلہوزی نے اپنی دور اندیشی سے بنوائے تھے وہ آرام سے برسات
کے موسم مین رہتی تھی جس شہر کو انگریزون نے اپنے گولے گولیون سے غارت کیا تھا اب
وہ ایک نیا آباد شہر ہو گیا - انگریزی عملداری مین چارون طرف سے آدمی اُمنڈ آئے کہ اسکی
پناہ مین آرام پائین گے - دریا پر دیسی جہازون کی قطارین لگ گئین اب انکو خوف نہ تھا کہ انسے
زور لیا جائیگا اور برمی جیلخانہ دکھلایا جائیگا - امن و عافیت - ارزانی - آزاد تجارت موجود تھے
جسکی حفاظت عدل و انصاف کے قوانین کرتے تھے یہ اس نئی حکومت کی نشانیان تھین -
[illegible] سلطنت کے بڑھانے کے لیئے خود اہل پیگو بھی انگریزی مدبرون کی طرح مشتاق تھے
[illegible] برسات کے موسم کا حرج تھا دخانی قوت آبی راہون کو جو برما کے وسط مین جاتی تھین
[illegible] صاف کرتی تھی - ۷ جولائی کو کپتان ٹارلیٹن پانچ دخانی جہازون کو ساتھ لیکر تفتیش و تجسس
کے لیئے گئے تین دن کے اندر وہ ایک نہر کی راہ سے جو گرمیون مین خشک ہو جاتی ہے پروم تک

حکم لیجائے جنگ اور فتح دونو آئینین تھین مگر لارڈ ڈیلہوزی نے ان دونون مین سے فتح کو اختیار کیا
جس مین خرابیان کم تھین اسکے بغیر وہ کسی اور طرح سے برٹش گورنمنٹ کی علویت اور برتری کو
اب نہ صلح کے بعد قائم رکھ سکتے تھے پیگو کے باشندے خود یہہ چاہتے تھے کہ ان کے ملک کی
حکمرانی برمیون سے نکلکر انگریزون کے ہاتھ مین آجائے اس انتقال حکومت مین پولیٹکل تجارتی
فائدے بہ نسبت ان برائیون کے بہت زیادہ تھے جو کمپنی کی سرحد کی وسعت دینے مین تھین
لارڈ ڈیلہوزی کو سیکرٹ کمیٹی کی معرفت جواب ایسا ملا کہ پھر انکو کسی اور بات کی درخواست
کرنے کی ضرورت نہین رہی - ملک کے وسیع کرنے مین فی نفسہ کوئی چیز چاہنے کے قابل نہ تھی اور کمیٹی
نے اپنے گورنر جنرل کی راے سے اتفاق کیا کہ پیگو کے صوبہ پر قبضہ کیا جائے اس مین برائیان چھوٹی
ہین اور قطعی اور خالص بھلائیان بہت ہین لارڈ ڈیلہوزی کے ان دلائل کو اور بھی زیادہ پسند کیا
جو انہون نے بیان کین تھین کہ ملک کے الحاق کرنے مین ہمارے لیئے ایسی بھلائیان نہین ہین جیسی
ان اہل ملک کے لیئے جنکا ملک انگریزی عملداری مین آئیگا تو بے شک اسمین شبہ ہوسکتا ہے کہ
اب تک برٹش اور برمیون کے درمیان جو تعلقات ہین ان کے سبب انگریزون پر یہہ فرض نہین ہے
کہ انکی محافظت کرین پس انہون نے گورنر جنرل کو اختیار دیدیا کہ وہ پیگو کے الحاق کرنے پر خیال کرے
کہ وہ انصاف اور ضروری نتیجہ اس جنگ کا ہوگا جو برمی سلطنت کے برخلاف کی جائیگی -
ستمبر کے شروع مین رنگون مین سپاہ کی تیاریون کی چہل پہل ہوئی کہ وہ پردم کی طرف آگے بڑھی -
روز بروز رنگون مین کلکتہ و مدراس سے دخانی و ہوائی جہازون نے سپاہ کو اور سامان
حرب و ضرب اور رسد کو لانا شروع کیا - ۲۷ ستمبر کو میر بحر آسٹن کے بیڑے کا آخر جہاز آخر دستہ
سپاہ لایا جسکے ہمراہ گوڈون صاحب دریا تک آئے -
۹ - اکتوبر کو دوپہر کے بعد شہر پردم کے قریب کل چھوٹا بیڑا آیا اور دفعتہً جہازون سے لشکر کا
اترنا شروع ہوا دوسرے دن صبح کو . ۳۲۰۰ تنومند سپاہی سیدھے شہر مین پیگوڈا کی طرف
بغیر ایک گولی چھوڑے چلے برمیون نے یہہ دانائی کی تھی کہ یہان کی سپاہ حصارنشین کو لشکر
عظیم سے ملا دیا تھا جو ایک نہایت مستحکم مورچہ میر پردم سے دس میل پر مقیم تھا شہر کے گرد
میلون تک دلدل اور گھنے جنگل تھے یہان سپاہ ٹھیری تو اسکو بیماری نے اور دشمنون کے

شب خونون نے ستایا گوڈون صاحب رنگون گئے کہ وہان سے باقی سپاہ کو لائمین اور پیگو کی طرف حرکت کرین جہان بہمر بریون نے اپنی سپاہ کو حصار نشین بنایا تھا۔
اکتوبر مین طرفین نے کوئی بڑا کام نہین کیا میجر سٹن کا انتقال ہوا انکی جگہہ جو انمر ولیمبرٹ مقرر ہوا بسین اور رنگون کے دریا جہان آپس مین ملتے ہین وہان بریون نے پل ترادہ پر حملہ کیا کپتان بیچر اور بنگالی سپاہ کی ایک کمپنی نے اسکو ہٹادیا مہینے کے آخر مین سپہ سالار بندلیولہ کو بی غوقی کے ساتھ آوا مین آنے کا حکم راجہ نے بھیجا اسنے اپنے تئین انگریزون کے حوالہ کیا اسی مین اپنی عافیت سمجھا جب نومبر کے شروع مین گوڈون صاحب ایک تازی سپاہ کا برگیڈ بہرڈم لاتے تھے کہ کپتان لوچ کے ملاحون کے ایک گروہ نے خشکی مین اکوک ٹونگ مین اترکر ایک کرچھ توپین اسکی بلندی سے اتارلین جنکو دشمن نے اپنے استحکام کے لیئے لگائی تھین۔
اس مہینے کی ۱۹۔ تاریخ کو چار چھوٹے دخانی جہاز اور چند کشتیان سپاہ سے بھری ہوئی رنگون سے پیگو کی طرف چلے اور سٹانگ دریا تک آئے۔ ۲۱۔ تاریخ کو ایک ہزار پچاس سپاہ برگیڈیر نیل کے ماتحت خشکی مین بڑی گہری کیچڑ مین خشکی مین اتری دشمن نے ایک گولی نہین چلائی۔ گوڈون صاحب لشکر کے ساتھ گھنے جنگل مین چلے اور پیگو کی فصیل تک جو جھاڑیون سے ڈھکی ہوئی تھی پہنچی جسکے محافظین نے اپنے جن گل اور بندوقون کی گولیون سے خراج شریف پوچھا۔ دو گھنٹون تک جنگل کی لمبی گھاس مین لشکر بیچ بیچ چوڑی کھائی کے کنارہ پر چلا جو پیگو کی شکستہ فصیل کے گرد تھی اسکو ایک شق ہوئی جگہہ ملی جس کے اندر بہادر سپاہی جاسکتے تھے۔ مدراس اور بنگال کی گورہ سپاہ اس گہری خندق مین گھسی اور چند منٹ مین دشمنون کو اپنی سنگینون کے آگے رکھ لیا وہ پیچھے پیگوڈا کی طرف بھاگے نیل صاحب کے بیڑے کے سپاہیون کی گولیون کے مارنے نے میجر ہل کے حملہ اور سپاہ کی مدد اپنی کی کہ وہ پیگوڈا کے اندر داخل ہوگئے۔ فوراً دشمن اپنے اس آخر مستحکم مقام سے بھاگنے شروع ہوئے بس ایک بجے پیگو انگریزون کے ہاتھ لگ گیا سپاہ کو جنگل چلنے کے اندر بہت گھنٹون تک مشقت شاقہ اٹھانی پڑی مگر صرف ۴۳ آدمی مارے گئے یا زخمی ہوئے برگیڈیر کو دھوپ نے مارا۔
اس مفتوح شہر مین میجر ہل کے ماتحت ۵۰۴ سپاہی حفاظت کے لیئے معین کیئے گئے اور باقی

سپاہ نے رنگون کی طرف مراجعت کی جب یہہ سپاہ دشمنون کی نگاہ سے باہر ہوگئی تو انہون نے شہر نشین قلیل سپاہ پر حملون کا ایک تار باندھ دیا۔

۵۔ دسمبر سے ۱۳۔ تک ہر رات کو ہزار ون برمی سپاہی مورچون مین جمع ہوتے اور بڑی بہادری سے حملے کیئے اور اس سزا کا خوف نہین کیا جسکا انکو یقین تھا کہ ملیگی۔ ۱۔ تاریخ جو رنگون سے سپاہ کمک کے لیئے بھیجی گئی تھی وہ شکست پاکر اور بہت نقصان اٹھا کر الٹی آئی۔ ۴ ۱۔ تاریخ دو ہزار تنومند سپاہ جسمین آرم سٹرونگ کے تین سو سکھ سپاہی بھی تھے گوڈون صاحب کے ماتحت پیگو کی پرانی فصیل تک گئی جسکو برمی کے سپاہیون نے پھر زندہ کر رکھا تھا مگر اس لشکر کو دیکھ کر پھر انکا دم نکل گیا آخر کو پیگو ڈا نظر آیا جسپر انگریزی پھریرا پھرا رہا تھا جسکے دیکھنے سے انگریزی سپاہ شاد ہوگئی اندر اور باہر سے گورے آپس مین مبارکبادین دینے لگے سپاہ کو یہہ امید نہ تھی کہ ہم شہر مین اپنے ساتھیون کو دیکھین گے۔ اب دشمن دو آگون کے درمیان آگئے اپنے آخر مستحکم مقام کی طرف بھاگے جہان سے آرم سٹرونگ کے سکھون نے انکو نکال دیا گوڈون صاحب اہل پیگو کی قلیل سپاہ مددگر کے گرد کے ملک سے دشمنون کے صاف کرنے کے لیئے گئے مگر برمیون مین اب لڑنے کا حوصلہ باقی نہین رہا تھا گوڈون کی خرم و احتیاط نے کسی کمین گاہ کو انکے لیئے چھوڑا نہ تھا وہ سوی کا ین کی طرف بھاگ گئے جہان گوڈون کی سپاہ پہنچ نہین سکتی تھی اور رسد اور میگزین بھی تھوڑا رہ گیا تھا اسلیئے وہ پیگو مین الٹا ۲۔ کو آگیا تھوڑے دنون بعد وہ پیگو مین سات سو سپاہی متعین کر کے خود رنگون مین چلا گیا۔

لارڈ ڈلہوزی نے جو پیگو کے صوبے کے لیئے تجویز کی تھی اب جنرل گوڈون کو اسپر علم ہوا۔

۲۰۔ دسمبر کو دریا پر ملاحون نے اور ۲۱۔ دسمبر کو سپاہ نے خشکی مین یہہ اشتہار سنا کہ صوبہ پیگو سرکار کمپنی کی عملداری مین داخل کیا گیا اہل پیگو نہایت ہی خوش تھے کہ انکو رحیم عادل مستقل حاکم مل گئے اس نئی سلطنت سے برمی سپاہ نکال دی گئی اگر برمی آیندہ لڑائی سے دست کش ہو گئے تو گورنر جنرل بھی اپنے نہین لڑینگا کپتان ار تھر فیر اراکان کے سول افسر پیگو کے کمشنر مقرر ہوئے اور ضلع مرتبان کرنیل بوگل کمشنر تناسیرم کے سپرد ہوا۔ اس فتح سے اراکان اور صوبہ تناسیرم کے درمیان سواحل بحری پر انگریزون کا قبضہ ہو گیا اور دریا ایراوتی مین پردیسی

تجارت کا دروازہ کھل گیا اس دریا کا اوپر کا حصہ اہل برہما کے ہاتھ مین رہا۔ اسطرح وحشیون کے قبضہ سے جو ملک چھٹایا گیا اُسکا طول دو سو میل تھا اور اسی قدر وہ چوڑا تھا۔ یہہ ملک بڑا سیراب و سرسبز و شاداب تھا اسمین ٹیک کی لکڑی کے جنگل تھے اور چاول بہت پیدا ہوتا تھا اور اسمین پانچ لاکھ باشندے رہتے تھے جو اپنے ہم قومون سے پادشاہی کے لیئے لڑتے رہتے تھے۔

کئی مہینے تک لڑائی نہوئی آوا کے راجہ نے واقعات کا لڑ کے فیصلے کے ماننے سے انکار کیا۔ یہان وہان اسکے افسرون مین سے کوئی یا کوئی اور چوٹون کا سرغنہ ادھر جنگل مین اپنے مورچون سے انگریزی لشکرون سے مٹ بھیڑ کرتا تھا ۱۸۵۳ء کے اول ہفتون مین جرنیل سٹیل فوج کے ایک دستہ کو ساتھ لے گئے ایسی راہ چلے جس مین کوئی بٹیا نہ تھی اور بھاری دلدلین اور چوڑے دریا لشکر کے اسباب کے چھکڑون اور بھاری توپون کے چلنے کے مانع تھی مگر انہون نے مرتبان شمال کی جانب مین بنگھو تک قریب دو سو میل کے برمیون کا شکار کھیلا۔ پیگو کی مغربی سمت مین ربیلی صاحب اور فاریخ صاحب تھوڑے سے ملاح اور اہل پیگو کو لے گئے اور بسین کے دریا پر برمیون کا جو بڑا اجم گھٹ ہو رہا تھا اسپر بہادرانہ حملہ کیا اور خوب انکو مارا۔ قزاقون کا بہادر سرغنہ میاتھون تھا کئی ہزار آدمی اسکے ہمراہ تھے اور اسی نے جنگلون کے وسط مین دانا بائی لو اور مین زادو کے مابین اپنی کمین گاہ بنائی تھی کپتان لوچ اسے لڑنے گئے جسمین انکو فتحیابی نہین ہوئی۔ وہ بے احتیاطی سے ایک جنگل مین گھس گئے جہان انکو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ جس راہ سے گئے تھے اسی راہ سے بعد نقصان اٹھانے کے واپس آئین۔ اس مراجعت مین دشمن نے اپنی فتحیابی سمجھ کر انکے ملاحون اور سپاہیون کی تھوڑی سی سپاہ پر خوب گولیان برسائین۔ راہ مین ان کو دو چھوٹی توپین چھوڑنی پڑین اور اٹھاسی سپاہی اور افسر مارے گئے جنمین خود وہ بھی تھے یہہ نتیجہ ایک جنگل مین بغیر حال دریافت کیئے الٹا صعد چلے جانے کا اور اس دشمن سے لڑنے کا تھا جسکا زور نا معلوم تھا۔

یہہ بہادر برمی سرغنہ انگریزون سے بہت دنون لڑ نہ سکا۔ ۱۸ فروری ۱۸۵۳ء کو سر جان چیپ آٹھ سو سپاہی اور چند توپین اور بان لیکر ینم سے سیدھے چلے کہ شیر کو اسکے جنگلی بھٹ مین مارین ۶ مارچ کو دانا بائی لو مین پانچ سو سپاہیان اور دو توپون کا زنگون سے کمک بھیجی گئی۔

ہیضہ اور رسد کی کمی سے اور اسکے رہنمایون کی دغابازی سے آگے بڑھنے مین دس روز کا توقف
ہوا اسی اثنا مین بحری سپاہ کے افسر رینی صاحب اور پیگو سپاہیون کے افسر ناپیج صاحب آئندہ
کی لڑائی مین شریک ہونے کے لیئے جلدی کر رہے تھے - ۱۷- مارچ کو چیپ صاحب کے لشکر نے
نہایت احتیاط سے بے راہ جنگل مین آہستہ آہستہ چلنا شروع کیا - ہوا کی سمیت نے بڑی ژالون
کے پالے نے اور دن کی سخت دھوپ نے برمیون کی سیان پت و مکاری نے انگریزی سپاہ
کے ہتھیارون کا امتحان لیا اور ان کے آگے بڑھنے کو برو کا اس لشکر کے سد راہ افتادہ درخت
اور کنگورون پر نشانہ باز دشمن ہوئے تھے اور اسکے ساتھ ہیضہ اور اسہال بہ نسبت دشمنون کی
گولیون کے سپاہ کا زیادہ نقصان کرتے تھے دو دن مین سپاہ ایک ایک انچ کو خوب دیکھ
بھال کر چلی اور ملیاتھون کی اندرونی کمین گاہون تک پہنچی اور ایک دن سخت لڑائی اس کو
پیش آئی ۱۹- مارچ کو مالیاتھون اپنے مورچے سے جسکو انگریزون نے لے لیا تھا وتین سو
سپاہیون کے ساتھ بھاگا یہہ خستہ حال سپاہ اس لشکر مین سی تھی جو صبح کو چار پانچ ہزار تھا اس
لشکر کشی مین فتحیابی ہوئی اور ۳۳ سپاہی مارے گئے اور ۱۰۸ زخمی ہوئے اور سو آدمی بیماری سے
مرے -

آوا مین ایک نیا راجا اپنے بھائی کو تخت سے اُتار کر ہوا تھا اس نے پیگو کے فتح کرنے والون
سے مصالحت کرنے کے واسطے ارکین سلطنت سفیر بنا کے بھیجے - ۴- اپریل کو یہہ سفیر نہایت
زرق برق کی پوشاک پہنے ہوئے اور تین تین زرین چھتریان لگائے ہوئے انگریزی کمشنرون
سر جان چیپ و کموڈور لیمبرٹ اور کپتان فائر پاس آئے انکی سلامی توپون کی اُتاری گئی
اور ایک کمرہ مین ملاقات ہوئی دوسری دفعہ ملاقات ۵- تاریخ کو ہوئی انہون نے عاجزانہ یہ درخواست
کی کہ میادے انسے نہ لیا جائے پیگو مین لبین یا کوئی اور بندرگاہ ان پاس رہنے دیا جائے -
گورنر جنرل کی منظوری کے آنے تک اس مجلس کا اجلاس ملتوی کیا گیا اور تیس دن کے لیئے
اشتہار دیا گیا کہ لڑائی نہ ہو - ۵- مئی کو یہہ ایلچی گورنر جنرل کے حکم سننے کے لیئے بلائے گئے
اور انکو حکم سنایا گیا کہ گورنر جنرل میادے دینے کو راضی ہے مگر باقی پیگو پر قبضہ رکھنے پر اصرار
کرتا ہے - ایلچیون نے اپنے راجہ کی طرف سے یہہ پیغام دیا کہ اگر پیگو برمیون کے حوالہ کر دیا جائے تو اسکے

عوض مین وہ بہت روپیہ نقد دینے کو موجود ہین۔ یہہ درخواست اُنکی نامنظور ہوئی پھر ایلچیون نے عرض کیا
کہ راجہ اپنی مملکت کا کوئی حصہ نہین دے سکتا اگر پیگو اُسکو واپس دیا جاوے تو وہ روپیہ خاطر خواہ دیکر
صلح کرنے کو موجود ہے انگریز بسین یا مرتبان مین آزادانہ بندرگاہ رکھ سکتے ہین مگر برہما کا راجہ اپنا
کل صوبہ انگریزون کو نہین دے سکتا انگریزی کمشنران باتون کو سنتے سنتے تنگ آگئے ۱۰ مئی کو انہون نے
برہما کے ایلچیون کو اطلاع دی کہ وہ پروم سے ۲۴ گھنٹے کے اندر باہر چلے جائین۔

اب حقیقت مین لڑائی کا خاتمہ ہوا پیگو کی حدود مین کوئی برہمون کی مسلح سپاہ موجود نہ تھی۔ سپاہ اُنکی خود
آوا کو بھاگ گیا تھا اور برما کا راجہ اپنی سپاہ کو اس صوبہ سے بہت دور ہٹا کر لے گیا تھا جسکے دینے سے
وہ انکار کرتا تھا۔ اپریل کے شروع مین بلنگ مین دنگہ فساد ہوا تو وہ کلکتہ سے مول مین تازہ سپاہ بھیجنے سے فرو
ہوگیا اور وہ سردار جو دفعتہً انگریزون کے مخالف ہوگیا تھا تنگھو سے پرے چلا گیا راجہ خود چاہتا تھا کہ محاصرہ
اٹھ جاوے جسکے سبب چاول اور خشک مچھلی جو کل ملک کی عمدہ غذا ہے گران ہوگئی تھی راجہ کے جو قیدی تھے
انکی مدارات مہربانی سے کی گئی اور وہ بغیر کسی شرط کے چھوڑ دیئے گئے صرف تخت اور حالت موجودہ کی کمزوری
اطاعت نہین کرنے دیتی تھی اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے باز رکھتی تھی جو لارڈ ڈلہوزی نے
انگلنڈ کے احکام کے موافق لکھا تھا۔

جب راجہ صلح کا پیغام جنرل گوڈون کو بھیج رہا تھا لارڈ ڈلہوزی نے لڑائی ختم ہونے کا اشتہار دیدیا آوا کے
لامر کو توڑ دیا اور بندرگاہ ہوا سکے محاصرہ کو اٹھا لیا اور امن امان کو از سرنو قائم کیا اور گورنمنٹ کی خواہش کو ظاہر
کیا کہ برہما کے ساتھ دوستانہ آمد و رفت رکھی جاوے بعد سیکریٹری انگلنڈ نے لارڈ ڈلہوزی کو یہ سکیم لکھی
جسمین سرکاری لاکھون روپیون کی بچت تھی ہزارون جانون کی سلامتی تھی برما کے راجہ کی ہتک نہ تھی
[illegible] گورنمنٹ کو ایک وحشی ریاست سے [illegible] عہدنامہ کے کرنے سے [illegible] پیدا ہوتے تھے [illegible]
آزادی تھی۔ لارڈ ڈلہوزی نے ان حکم کی فرمان برداری کی اگرچہ [illegible] جانتے تھے کہ یہ عہدنامہ جو برما کے
ساتھ ہوا ہے وہ [illegible] برما کی فتح کا
کل مرتبہ ہی برہما کی قوت کی [illegible] گئے بس
پندرہ مہینے کے بعد لڑائی کا خاتمہ [illegible] اسکے عوض مین سرکار
[illegible] صلح پسند [illegible] عنایت [illegible]

اور تاجرون کی آبادی تھی اور جو اہل سے ہی اپنے نئے خداوندون سے محبت رکھتے تھے سپاہ جولڑائی لڑی تھی اسکی محنت وشجاعت کے صلہ مین ایک سپاہ میڈل اور چھ مہینے کا بھتا عطا ہوا اور دس برس بعد یہان کی لوٹ کا حصہ بھی انکی انعام مین دیا گیا ملک نو مفتوح مین سپاہ کا ایک حصہ متعین کیا گیا۔ گوڈون صاحب کلکتہ گئے یہان بیمار ہوکر شملہ گئے اور وہان مر گئے مرنے کے بعد انکی بہہ عزت ہوئی کہ گورنمنٹ گزٹ مین انکی موت کا ماتم نامہ لکھا گیا +

باب ششم

ہندوستانی ریاستون کا ضبط ہوکر انگریزی عملداری مین داخل ہونا

۱۸۴۸ء و ۱۸۵۶ء

(انضباط یعنے ضبط بنانا)

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان مین آن کر تین سال کے عرصہ مین عظیم الشان لشکرکشیان کین اور دو بڑے ملک تسخیر کیئے بعد ازان جب انکو غیر ملکون کی رزم آرائی سے فراغت ملی تو اپنے ملک مین ازم پیرائی کے حملہ کیئے۔ ہندوستانی تلوار کی کٹر منطق کی قائل تھی اور جانتے تھے کہ تلوار کے فیصلہ کا اپیل کہین نہین ہو سکتا۔ جب انپر حملے ہوتے تھے اور فتوح حاصل کی جاتی تھین تو وہ انکو اپنی تقدیر و قسمت کے حوالہ کرتے تھے اور مشیت ایزدی جانتے تھے کہ ان سے زیادہ زبردست نے آن کر ان سے جو کچھ ان پاس تھا چھین لیا یہی غنیمت ہے کہ ہمارے مذہب اور رسم و رواج سلامت رہے ہمارا ملک گیا دشمن کا ایمان گیا وہ یہہ فلسفیانہ خیال رکھتے ہین کہ دنیا مین تھوڑے دنون جینا ہے۔ ع دوران بقا چو باد صحرا بگذشت۔ اپنی کمزوری مین تحمل و صبر کرنے مین بڑا زور دکھاتے ہین آیندہ خوشحالی کے امیدوار رہتے ہین شمشیر خمیدہ پشت کو جانتے تھے کہ وہ ملک وسلطنت و دولت سے قطع و برید کراتی ہے۔ مگر اب لارڈ ڈلہوزی نے انکو یہہ نیا کرشمہ

دکھایا کہ سگے بیٹے کے نہ ہونے سے بھی مرنے کے بعد خاندان سے کل مملکت و دولت چھین لی جاتی ہے اس سبب سے اب وہ دشمنون کی فتح سے زیادہ تبنیت کے لفظ سے ڈرنے لگے۔

ہندوون کے مقنن اعظم نے شاستر مین لکھا ہے کہ بیٹا ہی باپ کو (پرت) دوزخ سے بچاتا ہے۔ بیٹے کئی طرح کے ہوتے ہین جنمین سے ایک صلبی بیٹا ہوتا ہے دوسرے متبنے۔ باپ کے مرنے پر اسکا کریا کرم کرنا بیٹے پر فرض ہے بغیر اسکے باپ کی مکت نہین ہوگی اسلیئے ہندوون کے ہان متبنے کرنے کا مسئلہ بڑے بزرگ مذہبی مسایل مین سے ایک ہے بظاہر یہہ گمان ہوتا ہے کہ جس ملک مین کثیر الازدواجی کا دستور یا قاعدہ مروج ہو وہان شاذونادر ہی اسکی ضرورت پڑتی ہوگی کہ کوئی شخص دوسرے آدمی کے بیٹے کو اپنا بیٹا بنائے لیکن یہہ گمان حقیقت کے خلاف ہے بہت سے والیان ملک اور رئیس اپنی آخر عمر تک بیٹے کی تمنا ہی مین رہتے ہین وہ نہین ہوتا بیٹیون سے خاندان کی امارت اور حکومت قائم نہین رہتی اور باپ دادا کا نام آگے نہین چلتا۔ ہندو متبنے کرنے سے دنیا مین خوش رہتے ہین اور عقبے کے لیئے بھی باعث نجات سمجھتے ہین۔ اب اس متبنے ہونے کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ عام ہندوون مین سے کوئی ہندو متبنے کرے دوسرے یہہ کہ خاص والیان ریاست اور رئیس اور نامی راجہ متبنے کرین ان تبنیت کو پولٹیکل سے تعلق ہے اسی کا آگے ہم ذکر کرتے ہین۔

دنیا مین کوئی قوت ہندو کو سوا اپنی مرضی کے متبنے کرنے سے روک نہین سکتی اور جب شاستر کے موافق متبنے کر لیا جائے تو اسے ناجائز نہین ٹھیرا سکتی لیکن باپ کے مرنے کے بعد اسکے خانگی مال و اسباب کا متبنے کا مالک اور وارث ہونا ایک اور بات ہے اور مملکت و سلطنت و خطاب کا وارث و مالک ہونا دوسری بات ہے۔ اس دوسری قسم کا متبنے ہونا اعلے و غالب حکومت کی منظوری کا محتاج ہے۔ والیان ملک جنکے حقوق ملکی گورنمنٹ کی مرضی پر موقوف ہین وہ اور عام ہندوون کی طرح متبنے نہین کر سکتے کہ پنڈت جی آنکر تبنیت کی رسم کو ادا کر دین اور متبنے باپ کے مرنے کے بعد اسکے سارے مال اسباب کا وارث ہو جائے۔ لیکن والیان ملک اور نامی رؤسا کی تبنیت کی منظوری اعلے و برتر غالب حکومت سے جب وہ والیان ملک کے متبنے کو منظور کرے تو وہ اسکے بعد مملکت و سلطنت و خطاب کو متبنے کے ہاتھ مین

منتقل کرکے اپنا جانشین بنا سکتے ہین بیشک بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے متبنٰی اپنے باپ کے خانگی مال اسباب کا وارث ہوسکتا ہے لیکن سلطنت و ملک کا نہین ہم گورنمنٹ کی منظوری کو متبنّے کے لیے پولی ٹکل تبنیت کہتے ہین۔

اب سوال یہ ہے کہ پولی ٹکل تبنیت مین ہندؤن کا مذہب مداخلت کا سچا حق رکھتا ہے یا نہین؟ یہہ امر بالکل یقینی ہے کہ اس پولی ٹکل تبنیت کا حق ہمیشہ سے کبھی سرہنری علیے گورنمنٹ نے ہندوؤن سے سلب نہین کیا پہلے مسلمان بادشاہ جانشینی کا بھاری نذرانہ لیتے تھے مگر مغل بادشاہون نے اس مین بہت رعایت کرکے تخفیف کردی تھی۔ یہہ نیا شگوفہ انگریزون ہی کا کھلایا ہوا تھا کہ بجائے تحقق تبنیت کے حق منضبطی قرار دیا گیا یعنی جب کسی والی ملک کے سگا بیٹا نہ ہو تو اسکا متبنّے والی ملک نہ بنایا جائے اور اسکا ملک ضبط ہو کر سرکار انگریزی کی عملداری مین داخل کیا جائے ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے لکھا کہ ستارہ کا راجہ لاولد مرگیا اسکا ملک ضبط ہو کر انگریزی عملداری مین ملایا گیا برٹش گورنمنٹ کا یہہ حق ہے کہ جب کسی والی ملک کے صلبی پسر نہ ہو تو اس کے ملک کو ضبط کرکے اپنی عملداری مین داخل کرلے ستارہ کا راجا سیواجی کی اولاد مین سے تھا اور سیواجی مرہٹون کی سلطنت کا بانی اول تھا گو اسکی سلطنت کی شان و شکوہ باقی نہین رہی تھی لیکن پھر بھی اسکی بزرگی اور عظمت کی حکایت زبان زد خلائق تھین اور مغربی مرہٹے ستارہ کے راجہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اپریل ۱۸۴۸ء کے آخر ستارہ کا راجہ اپا صاحب مرگیا وہ اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا جو ۱۸۳۹ء مین اس سبب سے معزول ہوا تھا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کے برخلاف سفیہانہ غیر معتبر سازشین کیا کرتا تھا یہ تعجب کی بات ہے کہ سررو برٹ گرانٹ نے اسکو ایسی سزا دی کہ جس مین انگریزی عملداری کا ذرا سا بھی فائدہ نہ ہوا۔

اب سوال یہہ تھا کہ راجہ تو لاولد مرا اب اسکی ریاست متبنّی یا کسی کے قریب کے رشتہ دار کو دی جائے یا اس ریاست کا نام ہی مٹا یا جائے سر جارج گورنر بمبئی نے عہدنامہ ۱۸۱۹ء کو ملاحظہ کیا اس مین لکھا ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ ستارا کی راجگی کو دوام کے لیئے منظور کرتی ہے کہ اس کے جانشین اور وارث راج کیا کرین اسلیئے انکی راے یہہ تھی کہ ہندوستانی راج برقرار رکھا جائے لیکن انکی کونسل کے دو ممبر تھے وہ یہہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ اسطرح کرے

کہ جس مین زیادہ تر فائدہ انگریزون کا ہو مگر گورنمنٹ نے وہ ممبرون کے خیالات کے قبول کرنے سے
انکار کرکے یہہ کہا کہ اگر یہہ امر قرین انصاف نہین ہے کہ متبنی کرنے کے استقرار سے انکار کیا جائے
تو پھر اس باب مین یہہ تحقیقات عبث ہے کہ رعایا کی یا گورنمنٹ انگریزی کی اغراض کے لیئے یہہ بہتر
ہے کہ ہندوستانی راجہ کی فرمان روائی ہو یا اس مین انگریزی عملداری ہو یہہ بات انہون نے ایسی
شریلی آواز مین کہی تھی کہ اسکا اثر ہو ـ

گورنر جنرل نے جو ہندوستانی ریاستون کے الحاق کرنے کی پولیسی اپنی ابتدای حکمرانی مین اختراع
کی تھی اسکو ستارہ کی ریاست سے شروع کیا اور اپنے آخر عہد تک نبھایا آٹھ ہی مہینے ان کو
ہندوستان مین آئے ہوئے ہوئے تھے کہ ستارہ کی ریاست کو ضبط کیا اور پھر اسکے بعد اور
بڑی بڑی ریاستین ضبط کین۔ انہون نے اس الحاق کی پولیسی کے باب مین اپنی رائے ۳۰ اگست ۱۸۴۸ع
کو یہہ لکھی کہ گورنمنٹ جیسے اپنے فرض کی پابند ہے ایسے ہی اس پولیسی کی رہے ہر موقع پر وہ اپنی خالص
دیانت اور نیک ایمانداری کی خوب موشگافی کرکے عمل کرے جہان کسی شبہ کی پرچھائین بھی پڑے
معاً وہ اپنے دعوے کو چھوڑ دے لیکن جب ملک پر کوئی شخص حق نہ رکھتا ہو تو صاف ظاہر ہے
کہ از روے انصاف یہہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ اس ملک کو وہ خود لے لے اور ملک کو انگریزی
عملداری کی برکتون سے جو بالفعل موجود ہین اور آئندہ ادھر ہونے والی ہین متمتع کرے مین تہنیت
کے باب مین کوئی کڑا قاعدہ نہین تلاش کرتا۔ مگر یہہ میری رائے ہے کہ تمام ان موقعون پر کہ کسی
والی ملک کے صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکا ملک ضبط کر لیا جائے اور اسکو متبنی کرنے کی اجازت نہ دی جائے
الا ان صورتون مین جنمین بڑے مستحکم پولیٹکل دلائل ایسے ہون کہ اس عام قاعدہ کی مستثنی صورت
بنانی ضرور ہے اس باب مین متضاد رائین ہوگئین کہ ہمارے ملک مقبوضہ کی حدود موجودہ کے بڑہانے سے
فائدہ اور حق ملکیت حاصل ہوگا یا نہ ہوگا لیکن مین ملک کی حدود بڑہانے سے جہان اس سے پرہیز
ہو سکتا ہے گریز کرتا ہون مگر اسکو وہان ناگزیر جانتا ہون جہان ملک کی حدود نہ بڑھانے سے ہماری
سلامتی مین خلل اور ملک کے انتظام مین خرابی واقع ہوتی ہو مگر مین اسکو ممکن نہین خیال کرتا کہ
کوئی شخص اس پولیسی کے خلاف عذر کریگا جب کوئی ہما موقع ایسا پیش آئیگا کہ والی ملک بے پسر
مرگیا ہو تو اسکے ملک پر قبضہ کرنے سے یہہ فائدہ اٹھایا جائے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستین جو ہمارے ملک کے

ملک ہین وہ سب ضبط ہوکر انگریزی عملداری ہین شامل کرلی جائین جتنے ملک کو اسوقت تک حاصل ہوئے ہین نہین خیال کرتا ہون کہ ان ریاستون سے کوئی ہماری گورنمنٹ کو تقویت ہوئی ہی۔ یا وہ ہمارے خزانہ کو بڑہاتی ہین لیس بجا موقع پر انگریزی عملداری ہین ان کے داخل کرلینے سے انگریزی انتظام کی توسیع ہوگی جس سے رعایا کی آسودگی اور مرفہ الحالی بڑہیگی مجہ عاجز کی راے ناقص ہین گورنمنٹ کو یہہ اصول عامہ اختیار کرنا چاہیئے کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرجاے تو اسکو متبنی کرنیکی اجازت نہ دے اور اسکے مرنے کے بعد ملک ضبط کرلیا جائے۔

گورنر جنرل کے اس فیصلہ کو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا اور ستارہ انگریزی عملداری سے الحاق کیا گیا۔ کورٹ ڈائرکٹرز ہین بعض صاحب ایسے بھی موجود تھے جنہون نے اس تجویز کو یہہ کہا کہ وہ ایک کام غاصبانہ بالکل راستی و انصاف کے خلاف ہے ٹکر صاحب نے کہا کہ ہم غلطی و خطا کے مقابلہ کرنے والے اسلیئے بلائے جاتے ہین کہ حق دعوے پر غور کرکے فیصلہ کرین ہمیشہ میرے نزدیک عمدہ پولیسی وہ ہے جو عدل کے احکام سے وابستگی قریبہ رکھتی ہے۔

مسٹر شپ ہرڈ نے جو ہندوستانی والیان ملک کے بڑے طرفدار تھے یہہ کہا کہ یہہ بات کبھی بھولنی نہین چاہیئے کہ مشرق ہین ہماری سلطنت کے عروج و ترقی ہین ہمیشہ ہماری گورنمنٹ نے ہندوستانیون پر یہہ ظاہر و واضح کیا ہے کہ صرف تمہارے وہی سارے حقوق و فائدے جو پہلے گورنمنٹون ہین حاصل تھے محفوظ و مرعی نہین رکھے جائین گے بلکہ تمہارے آئین و دستور و عادات و رسم و رواج و تعصبات کا بھی پاس و لحاظ کیا جائے گا اب بتاؤ کہ کونسا حق زیادہ عزیز اور کونسی رسم زیادہ معزز متبنی کرنے سے ہے؟ مگر کورٹ ڈائرکٹرز ہین کثرت راے گورنر جنرل کی راے کی طرف تھی۔ لارڈ ڈلہوزی کی یہہ پولیسی کورٹ ڈائرکٹرز نے علے العموم اختیار کرلی کہ جب کوئی والی ملک بے پسر مرے تو اسکا ملک ضبط کرکے انگریزی عملداری ہیں شامل کرلیا جائے۔

سنہ ۱۸۵۳ع ہین جاڑا بڑی شدت سے پڑ رہا تھا بڑے دن سے چند روز پہلے فورٹ ولیم کے توپخانہ سے مرنے کی توپون کے چھوٹنے نے مطلع کیا کہ راگھوجی بھونسلا راجہ ناگپور مرگیا۔ اسکو سینتالیس برس کی عمر ہین موت کا پیغام آیا۔ اگرچہ وہ بیرانڈی اور رنڈی سے بہت شغل رکھتا تھا مگر رعایا پرور تھا اسکے خوش کرنے کا بہت خیال رکھتا تھا اور انپر ایسی مہربانیان و نوازشین بہت

ناگپور ۱۸۵۳ و ۱۸۵۴ع

کرتا تھا جنہیں اسکو خود اپنی تئین تکلیف نہ پہنچے اسکے بیٹا کوئی نہ تھا اور نہ کسی کو متبنی کیا تھا حرامی بیٹا ہونا تو ناممکن تھا۔

یہہ امر عجیب ہے کہ متبنی کرنے کے لیئے مذہب حکم کرے اور پھر ہوا سے یہہ رسم چلی آئے پھر بھی کوئی متبنی نہ کرے یہہ ایک ضعف بشری ہے انگلستان مین باوجود تہذیب و شائستگی کے ہزارون آدمی وصیت نامہ اس خوف سے نہین لکھتے کہ اس کے لکھنے سے موت جلد آجائیگی پھر اس ملک مین جو توہمات کا مبتلا ہے متبنے نہ کیا جائے تو تعجب کیا ہے۔ آخر عمر تک اولاد ہونے کی امید ہوتی ہے بس اگر متبنے کر لیا جائے تو اسکے معنی یہہ ہونگے کہ اب بیٹے کے ہونے کی امید خدا تعالے سے نہین ہے اسکو یہہ سمجھتے ہین کہ خدا پر الزام لگاتا ہے کہ اب اس مین یہہ قدرت نہین ہے کہ وہ بیٹا ہم کو دے بس اسلیئے مرجاتے ہین مگر متبنے نہین کرتے۔ یہہ بھی خیال ہوتا ہے کہ متبنے کرنا اپنی نامردی کا اظہار ہے۔

ناگپور کے راجہ نے جو متبنے نہین کیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ اس کے ملک کے رسم و رواج کے موافق اسکی بیوہ کو بھی اختیار تھا کہ وہ متبنے کرے اسکا متبنے کیا ہوا بھی راجہ ہی کا متبنی کیا ہوا سمجھا جائیگا راجہ نے اپنی طبیعت کے موافق کسی لڑکے کو گود نہین لیا یہہ تحقیق نہین کہ اسکی بیوہ نے کسی لڑکے کو گود لیا یا نہین مسٹر مینسل صاحب جو آیندہ پنجاب کے بورڈ کے ممبر ہوئے یہان رزیڈنٹ تھے وہ بڑے انصاف پسند اور ہندوستانی ریاستون کے خیرخواہ تھے انھون نے بہت دفعہ راجہ سے تاکید کر کے کہا کہ آپ متبنے کیجے مگر راجہ نے اسپر التفات نہین کیا انہون نے سپریم گورنمنٹ سے اس باب مین استفسار کیا اور لکھا کہ متبنے کوئی نہین کیا گیا۔ لارڈ ڈلہوزی اسوقت بیگوین تھے کونسل کے ممبرون نے لکھا کہ رزیڈنٹ ملک مین امن امان رکھے جب تک اس کے پاس حکم نہ پہنچے۔ اگر راجہ نے متبنے بھی کر لیا ہوتا تو لارڈ ڈلہوزی اسکو جائز نہین رکھتے اب تو اسنے متبنے کیا ہی نہ تھا اسلیئے گورنر جنرل نے حکم دیدیا کہ ریاست ناگپور ضبط کی جائے انہون نے لکھا کہ راجہ نے کوئی متبنے نہین کیا اور اگر وہ متبنے کر بھی لیتا تو گورنمنٹ کا یہہ فرض تھا کہ اس کے ماننے سے انکار کرتی مین خوب جانتا ہون کہ ناگپور مین کسی مرہٹے کے راج کرنے سے ہندوستان مین والیان ملک بڑے خوش ہونگے اور یہہ کام گورنمنٹ کا بڑا افضل کرم کا سمجھا جائے گا۔

اور اسی بنا پر بہت سے انگریزی حکام بھی اس پولیسی کو پسند کرتے ہین انکی رائے کو سمجھتا ہون
اور اسکا ادب کرتا ہون مگر اس جوابدہی کے سبب سے جو میرے ذمے ہے یہہ اپنی رائے
ظاہر نہین کرسکتا کہ محبت و فیاضی کی رائے کو ایک بجا عادلانہ و دانشمندانہ پولیسی پر ترجیح دیجائے
کرنیل جان لو صاحب اسوقت کونسل کے ممبر تھے انکی رائے یہہ تھی کہ ہندو مسلمانون کی جو تھوڑی
سی ریاستین باقی رہ گئی ہین انکا برقرار رکھنا عدل و انصاف کا مقتضا ہے - ریاستین
بہت سی غارت ہو چکی ہین جو باقی ہین وہ ہماری قوت کا سبب ہے نہ ضعف کا اور اگر کوئی ریاست
انمین سے باقی نہین رہیگی تو ہمارے لیئے خرابی ہوگی مین جانتا ہون اگر ان باتون کو فرشتہ
کی آواز مین کہون تو اسکا عملی اثر ایسا ہی ہوگا جیسے کہ ایک پیتل کے بتر کی چھن چھن کا -
کرنیل صاحب اپنے اس عقیدہ و رائے مین بڑے پختہ تھے انہون نے اس باب مین دو[2]
نوشتے تحریر کیئے جنمین انہون نے ناگ پور کے الحاق کی پولیسی کے برخلاف لکھا کہ وہ عدل اور
انصاف کے خلاف ہے انہون نے کہا کہ ابھی جو ستارہ الحاق کیا گیا ہے اسکا بہت برا اثر
اخلاقی ہندوستان کے اکثر حصون مین ہوا ہے مجھ سے جو میرے پرانے دوست ہندوستانی
ملنے آتے ہین وہ ستارہ کا ذکر بہت صاف صاف کرتے ہین اور اس مین ایسی باتین بیان
کرتے ہین کہ مجبوری مجھے انکو روکنا پڑتا ہے جس ہندوستانی نے مجھ سے ستارہ کا ذکر کیا
اسنے یہہ سوال کیا کہ ستارہ نے کیا جرم کیا ہے کہ وہ ضبط ہوا ہے اگر جرم کیا ہے تو گورنمنٹ کا
یہہ کام بجا اور انصاف ہے اور اگر کوئی جرم نہین کیا تو یہہ ضبطی ظلم ہے ہندوستان کے اکثر
حصون مین ستارہ کی ضبطی کا اثر اخلاقاً بہت ہی برا ہوتا ہے اس کے سبب سے برٹش گورنمنٹ
کے انصاف اور نیک ایمانداری کا اعتبار جو ہندوستانیون کے دلون مین تھا وہ متزلزل ہو گیا
وہ پوچھتے ہین کہ ستارہ نے کیا گناہ کیا ہے کہ اسپر پولیٹکل موت کا فتوی دیا گیا ہے کل
ہندوستان مین فتح سے جو ملک حاصل کیا گیا ہے وہ بہت سی صورتون مین حق سمجھا گیا ہے
جسکی مثال پنجاب کا الحاق کرنا ہے کہ اسکو لوگ اس وجہ سے غلط نہین جانتے کہ وہان کے رئیسون
اور رعایا نے اس الحاق کو اپنے اوپر آپ بلایا ہے مگر ایک نیک خواہ ریاست کا نابود ہونا وارثون کے
نہ ہونے سے ہند کے کسی حصہ مین پسندیدہ نہین سمجھا گیا اور ضبطی کے حق کا جو اعلان کیا گیا ہے

اُس نے تمام ملک مین ہندوستانی دربارین ایک کھلبلی مچادی ہے کہ گورنمنٹ پر کچھ اعتبار نہین رہا انہون نے بڑے زور سے بیان کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا ہموار اثر یہہ ہے کہ ہمارے سبب لوگون مین اعلیٰ درجہ کی جماعتین پامال ہوگئی ہین یہہ صحیح پولیسی ہے کہ ہم ہندوستانی ریاستون کی پشت پناہ بنین کہ وہ ان شرفا اور بلند نظر اور فراخ حوصلہ ہندوستانیون کے لیے چشمۂ توانائی بنین جو انگریزی عملداری مین کسی طرح نہین پنپ سکتے اور نشوونما نہین پاسکتے انہون نے اسپر بحث کی گو ہمارا انتظام بہ نسبت ہندوستانی انتظام کے بدرجہا بہتر ہو لیکن ہندوستانی اسکو بہتر نہین جانتے انکو تو اپنے پرانے دستورون اور رسمون کے ساتھ دلبستگی ہے خواہ وہ کیسے ہی ناقص ہون وہ ان کی تبدیلی کے بالکل برخلاف ہین خواہ یہہ تبدیلی کیسی ہی اچھی ہو انہون نے کہا کہ ایک لحاظ سے دنیا کے اور معلوم حصون کے باشندون کے مشابہ ہندوستان کے باشندے ہین کہ وہ اپنی ہی عادات اور رسوم کو اور سب سے برتر و بہتر جانتے ہین انہون نے اس بات پر جھگڑا کیا کہ عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین کہ مسندنشینی جب ہی ہو کہ راجہ کے صلبی پسر ہو بس بھوسلا کے خاندان مین مسندنشین وہ متبنےٰ ہونا چاہیے جسکو خود راجہ یا اسکی سب سے بڑی بیوہ نے بموجب رسم و رواج گود لیا ہو۔ ناگپور کا راجہ برٹش گورنمنٹ کا بڑا خیرخواہ تھا اسکے ملک مین کوئی بدنظمی نہین تھی اسکے راج مین کبھی ملٹری مداخلت کرنے کی ضرورت نہین پڑی کبھی راجہ کو تنبیہہ و تاکید کرنے کی ضرورت ہوئی بس اس آخر راجہ کا ایسا چال چلن نہین تھا کہ اسکے جانشین مسندنشین کا حق سلب کردیا جائے کس گناہ و جرم و قصور کی پاداش مین اسکی عزتون اور خاندان کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کیا جاتا ہے؟ اس صورت مین کہ انکار کیا جائے کہ اسکے متبنےٰ بنانے کا حق نہ تھا تو وہ بالکل عہدنامہ کے اصلی مطلب کے خلاف ہوگا گو الفاظ کے خلاف نہ ہو اگر یہہ بات کہ متبنےٰ کرنے کی خبر گورنمنٹ پاس نہین آئی تھی یہہ امر یقینی تھا کہ راجہ نے خود اپنا حق چھوڑ دیا الٹی کو گود نہین لیا اور یہہ خبر بھی نہین کی کہ اسکی بیوہ نے کسی کو متبنےٰ بنایا تو کسکو ریاست دیجائے جب کوئی اسکا مستحق دعویٰ نہ کرے؟

... سوال کا جواب یہہ ہے کہ گورنمنٹ نے اسقدر جلدی سے راج کو مٹا دیا اور کچھ انتظار نہین ... ریاست کے مستحق وعویدار پیش ہوتے اگر گورنمنٹ کو راج کا سلامت رکھنا منظور ہوتا تو بہت آسان تھا

کہ کسی لائق آدمی کو مسند پر بٹھادے لوصاحب کی باتون کو نہ یہان کسی نے سنا نہ انگلنڈ مین یہہ ریاست بھی ستارہ کی طرح ضبط ہوگئی - بیوہ عورتون کے اور راجہ کے رشتہ دارون کی معقول پنشنین مقرر ہوگئین - راجہ کا کل مال صامت ناطق نیلام ہوگیا گھوڑے بیل ہاتھی اونٹ کوڑیون کے مول بک گئے صرف بنکیا بائی یا بانکا بائی نے مل بچایا کہ اگر میرے گھر کا اسباب نیلام ہوگا تو گھر مین آگ لگادونگی مگر اسباب نیلام ہوا اور بھونسلا کے جواہر کلکتہ کے بازار مین بکنے گئے کچھ چھوڑ بھی دیئے گئے ریاست کے ضبط ہونے سے زیادہ بڑا ہراس اسباب کے نیلام ہونے سے برار ہی مین نہین ہوا بلکہ دو جگہہ بھی - اس نیلام سے برٹش گورنمنٹ کی بدنامی ہوئی روپے کا اتنا فائدہ نہین ہوا جتنا عزت کا نقصان - رانیون نے بہت کوشش کی کہ ریاست بحال ہو لندن مین اپنے آدمی بھیجے یہان بہت روپیہ وکیلون اور قانون دانون کو دیا مگر کچھ ہوا نہین بڑی رانی نے جانوجی بھونسلا کو اسلیے متبنے کیا کہ اسکے مال اسباب کا مرنے کے بعد مالک ہو اور خاندان کا نام باقی رہے بھونسلا کا ملک انگریزی مین شامل ہوگیا اس مین افیون کا گودام پٹنے کی طرح مقرر ہوا اور نوٹون کی فیکٹری کاشی پور کی طرح مقرر ہوئی پنجاب و پیگو کے الحاق نے تو سرحدون کے سرون پر کمپنی کی عملداری کو بڑھایا تھا اور ستارہ و ناگپور کے دو نامور مرہٹون کی ریاستون کے الحاق نے اندرونی عملداری کو مستحکم کیا اور ہندوستان کے نقشے مین سرخ رنگ کو بڑھایا اور کل ہندوستان مین گورنمنٹ کے اس استحقاق کا اعلان کیا کہ جو راجہ لاولد مریگا اس کا ملک راج پاٹ ضبط کرنے کا حق گورنمنٹ کو حاصل ہے۔

بندیل کھنڈ کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین سے ایک جھانسی کی ریاست اسکے وسط مین تھی اور وہ پیشوا کی باج گزار تھی - جب پیشوا نے بندیل کھنڈ مین اپنی قلمرو مقبوضہ کو سرکار کمپنی کو حوالہ کیا تو اُسنے کہا کہ جھانسی کی ریاست شیو راؤ بھاؤ کو نسلاً بعد نسل ہمیشہ کے لئے عطا کی گئی ہے سو سرکار کمپنی نے بھی جھانسی کے حاکم صوبہ دار رام چند سے یہی عہدنامہ کیا کہ وہ اسکو نسلاً بعد نسل دی گئی اور رامچند کو اسکی خیر خواہی کے سبب سرکار نے راجہ کا خطاب دیا - جب راجہ لاولد مر گیا تو ریاست کے لیئے بہت سے مدعی کھڑے ہوئے ریاست کا سب سے زیادہ مستحق راجہ کا چچا رگھوناتھ تھا جو جذامی تھا مگر رعایا اسی کا راجہ ہونا چاہتی تھی

چونکہ جھانسی سرکاری اضلاع کے درمیان مین وسط مین واقع ہے اسپر قبضہ ہونے سے ہماری مرضی کے موافق اسکا وہ عام انتظام ہوگا جو ہم بندیل کھنڈ کا چاہتے ہین اور سرکاری اضلاع کے ساتھ شامل ہونے سے جھانسی کی رعایا کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

قرولی ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کی ہے اسکا نوجوان راجہ سنہ ۱۸۵۲ء مین مرگیا اس نے ایک لڑکا اپنے کسی قریب کے رشتہ کا گود لے لیا تھا کرنیل لو صاحب راجپوتانہ کے رزیڈنٹ تھے انہون نے چاہا کہ برٹش گورنمنٹ اس بیتنے کو فوراً تسلیم کرلے۔

گورنر جنرل نے اسکے ماننے مین تامل کیا اسکے نزدیک قرولی ضبط کرنے کا حق انصافاً گورنمنٹ کو حاصل تھا مگر کونسل نے اس سے اختلاف کیا انہون نے ستارہ کی صورت سے قرولی کی حالت کو مختلف بتلایا کہ ستارہ کی ریاست زمانہ حال مین جب سرکار کمپنی کا تسلط شروع ہوا ہے غصب سے قائم ہوئی تھی مگر راجپوتانہ کی ریاستین تو سرکار کمپنی کی عملداری سے صدہا سال پیشتر سے چلی آتی تھین جنمین قرولی کی ریاست بھی ہے ان قدیمی خاندانون کا مٹانا مدبران ملکی کے نزدیک مناسب نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کے ماننے کے کورٹ ڈائرکٹرز بڑے منتمی تھے لیکن انہون نے یہہ نہین پسند کیا کہ راجپوتانہ کی قدیمی ریاستین بہ تدریج نابود کیجائین انہون نے کہا کہ ستارہ اور قرولی کے مقدمات کی صورتین جو بالکل جداگانہ ہین گورنر جنرل کی تحریر مین کافی طور پر ظاہر نہین کی گئین ستارہ کی ریاست زمانہ حال کی ہے جو برٹش گورنمنٹ کے عطیہ سے پیدا ہوئی ہے اور قرولی کی ریاست راجپوتون کی جس مین راجپوت حکمرانی کرتے چلے آئے ہین بہت مدت پہلے کی انگریزی عملداری سے ہے یہہ ریاست ہماری دوست ہے جسکی حفاظت ہم نے اپنے ذمہ لی ہے ہماری یہہ خواہش نہین ہے کہ ہندوستانی عملداری کی جگہہ انگریزی عملداری اس مین قائم کی جاوے ہم حکم دیتے ہین کہ بھرت پال جو بیتنے کیا گیا ہے جانشین ہو اس عرصہ مین کہ کلکتہ اور لنڈن کے درمیان بھرت پال سے خط و کتابت جاری تھی کہ راجہ کا بھائی مدن پال جانشینی کے لیے مدعی ہوا اسنے اپنا استحقاق بیان کیا اور اسکے طرفدارون سے بھی ثابت کرا دیا۔ محل کی رانیون اور سردارون اور امیرون نے اسکے استحقاق ریاست کی حمایت کی اور بعد ازان رزیڈنٹ راجپوتانہ نے اسکے استحقاق کے استحکام کی نسبت اپنی کی بیتنے کا حق اور نسب ...

حق پر فوقیت رکھتا ہے مگر تحقیقات کرلے سے معلوم ہوا کہ متبنے کرنے کی جو شرائط ہوتی ہین وہ ہس
متبنے کرنے مین پوری نہین ہوئین تھین اسلیئے بھرت پال متبنے نہین قرار پایا جسکی جانشینی کے لیئے
کورٹ ڈائرکٹرز حکم دے چکے تھے وہ جانشین نہین ہوا ۔ ہنری لارنس نے مدن پال کی جانشینی کے
سفارش کی وہ لارڈ ڈلہوزی نے منظور کرلی بس لارڈ ڈلہوزی کی ضبطی کی پولیسی اس مقدمہ مین
فتحیاب نہین ہوئی ان دو سالون کے اندر راجپوتانہ کے قدیمی خاندانون کو تردد رہا کہ قرولی کے مقدمہ
مین کیا فیصلہ ہوتا ہے گو آخری فیصلہ سے انکو اطمینان ہوا کہ قدیمی معزز ریاستون کے دائرہ مین الحاق
کرنے کی میخ نہین ٹھوکی گئی لیکن یہہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ اس سبب سے کہ خطا نہین کی گئی
اس التوا سے نقصان نہین ہوا ۔ عام افواہین اڑانے والے سررشتون کے مخفی اسرار کو نہین جانتے
وہ تو اپنے قیاس سے خبرین ہوا مین اڑایا کرتے ہین ہندوستان کے ہر دربار اور ہر بازار مین
لوگ یہہ خوب جانتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ قرولی کے الحاق کرنے اور نہ کرنے کے باب مین
بحثین کر رہی ہے فقط یہی بات کہ اس معاملہ مین بحث ہو رہی ہے لوگون کے دلون مین تردد و
تفکر پیدا کرنے کے لیئے کافی تھی ۔ دو برس تک قرولی بغیر راجہ کے رہی اسکا انتظام پولٹیکل ایجنٹ
راجپوتانہ کی طرف سے ہوتا رہا جسکو لوگ جانتے تھے کہ آخری فیصلہ ہونے کے بعد بھی یہہ انتظام
جانے کا نہین لوگ سمجھتے تھے کہ اب ہنری لارنس کے مدل فقرون کے سبب ریاست قرولی بچ
گئی تو کیا سدا انکا فضل و کرم اور ریاستون کے بچانے کے لیئے آیندہ آیا کریگا ؟ اسکو پھر یہہ موقع
ہی نہین ملنے کا راجپوتانہ مین بہت سے راجہ بے پسر تھے انکے دلون مین یہہ عجب اضطراب اضطرار
تھا کہ ہمارے مرنے کے بعد ہماری ریاستون کا خاتمہ ہے سارے ملک مین یہہ وحشتناک خبرین
اڑ رہی تھین کہ لارڈ ڈلہوزی کی پولیسی کو آخر مین کامیابی ہوگی ولایت سے حکم صادر ہو چکا ہے کہ
بتدریج راجپوتون کی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین یہہ سرکار انگریزی کی سلطنت کا
رکن اعظم اعتقاد ہے یہہ خوفناک جھوٹ آگ کی ایسی بیخ کنی کرتا تھا کہ جسکا پہلے سان گمان بھی ہندوستان مین
نہ تھا ۔

سنبھل پور کی ریاست بنگال کے جنوب مغرب مین واقع ہے جسکو برٹش گورنمنٹ نے یہان کے
ایک قدیمی راجہ کو تا حین حیات دی تھی مگر پھر دوبارہ حقوق فرمان روائی از سر نو اس خاندان کے

بہرن کو دیے گئے اور ۱۸۴۹ء تک وہ قائم رہے۔ نرلین سنگھ یہان کا راجہ تھا جسکا نہ کوئی
وارث تھا نہ کوئی قریب کا رشتہ دار تھا نہ کوئی متبنے کیا گیا تھا بس جب راجہ مرگیا تو سب کو یہہ
اتفاق تھا کہ حق ضبطی بورا سرکار کو حاصل ہے اُسکا الحاق انصافاً مشتہر ہونا چاہیئے بس یہہ
ریاست الحاق کی گئی۔

اب تک تو ریاستون کو برٹش گورنمنٹ اس سبب سے ضبط کرتی تھی کہ والیان ریاست بے پسر مرتے
تھے اور اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے مگر اب ضبطیان اور قسم کی شروع ہوئین ہندوستان
مین بڑے بڑے عالی خاندانون کی اولاد موجود تھی گو انکی مملکت اور سلطنت تو برٹش گورنمنٹ کے
ہاتھ مین منتقل ہوچکی تھی مگر برٹش گورنمنٹ ان کے محاصل ملکی مین سے ایک حصہ بطور پنشن ان کو دیتی
تھی اور انکی عزت حرمت ایسی کرتی تھی جیسی کہ والیان ملک کی ہونی چاہیئے اسکے جاہ و منصب خطاب القاب
کا پاس و لحاظ کرتی تھی ایسے تین ذی جاہ پنشندار لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین اس قبیلے سے
چل بسے انمین سے ایک کا حال تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔ مرہٹون کی تین بڑی سلطنتین تھین
ایک ستارا دوسری ناگپور تیسری پونہ انکا بیان ہوا ہے کہ ان مین سے اول دو کو کسی طرح سے لارڈ
ڈلہوزی نے نیست و نابود کردیا تیسری انکے ہندوستان مین آنے سے تیس برس پہلے ملک
کے اعتبار سے غارت ہوچکی تھی ۱۸۱۸ء مین مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد پیشوا باجی راؤ نے
اپنے تئین سر جان مالکم کے حوالہ کردیا تھا اسنے بیسئی مین دغابازی کی تلوار کو لینے کے لیئے نکالا
بڑی ہزیمت پائی اب اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کیا کھکیڑون کی طرح بھاگتا پھرے یا اپنے تئین
برٹش گورنمنٹ کے فضل و کرم و رحم کے سایہ مین لائے اسنے انگلش جرنیل کو اپنے تئین حوالہ کیا وہ جانتا
تھا کہ یہہ انگلش جنرل میری اس درماندگی اور بیچارگی کی حالت مین دستگیری اور فیاضانہ سلوک کریگا
جب مالکم صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی آٹھ لاکھہ روپیہ کی پنشن کرادی کہ اس مین وہ اپنا اور اپنی خاندان کا
گذارہ کرے۔ مالکم صاحب کے اس اسراف پر جب بعض انگریز معترض ہوئے تو انہون نے
جواب یہہ دیا کہ جب سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان مین قدم رکھا ہے اسکی پالیسی یہہ ہی ہے
کہ ہندوستانی والیان ملک کے ساتھ جنہون نے اپنی بے ایمانی اور دغابازی کے سبب سے
اپنی سلطنت و حکومت کو کھو بیٹھے فیاضانہ سلوک کیا جائے ان کی تمام خطاؤن اور قصورون سے

چشم پوشی و فراموشی اختیار کی جائے اور اسی طریقہ کے برتنے کا نتیجہ یہ ہے کہ کل جماعتیں برٹش
گورنمنٹ کی حکومت سے راضی ہو جاتی ہیں ایسے موقعون پر جو گورنمنٹ نے اپنی انسانیت اور فیاضی کے
جوہر دکھائے ہیں انہون نے بہ نسبت ہتھیارون کے زیادہ اسکی حکومت کو مستحکم و استوار کیا ہے
وہ حقیقت میں ہندوستانیون کے دلون کا تسخیر کرنا ہے" بس کانپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر
بٹھور میں باجی راؤ پنشن لیکر عزلت نشین ہوا۔

وہ عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا نہ تھا اگرچہ قدرتی جسمانی ضعف اور عیش دوستی کے سبب یہ
نہیں معلوم دیتا تھا کہ وہ سرکار کمپنی کا وظیفہ دار پنشن کے سبب مدتون تک رہے گا لیکن وہ اپنی
حکومت کے سلب ہونے کے بعد تہائی صدی جیا اسکا کنبا بہت تھا اسکے ہم قوم ملتزمین کثرت سے
تھے غیر قوم کے رفقا بھی بکثرت تھے اسطرح مرہٹون کے کیا ابتہاج سے برٹش گورنمنٹ کو ہمیشہ اور خاص
کسی خطرناک وقت میں اندیشہ رہتا تھا مگر معزول پیشوا اپنا وفادار اور خیرخواہ تھا اسکے آدمی نیک چلن تھے
پیشوا کی خیرخواہی خالی نہ تھی بلکہ جب سرکار کمپنی کا خزانہ جنگ افغانستان میں خالی
ہو گیا تھا تو پانچ لاکھ روپیہ اسنے قرض دیے تھے اور جب پنجاب کی طرف سے حملہ نے سرکار کی
سلطنت کو تنگی دی تھی اور تمام ملک میں مشہور تھا کہ سکھون اور مرہٹون میں آپس میں اتحاد ہو گیا ہے
تو پیشوا نے اپنی خیرخواہی کا اعتبار اسطرح کیا کہ اس نے سرکار سے درخواست کی کہ میں اپنے خرچ
سے ایک ہزار سوار اور ایک ہزار پیدل جمع کر کے برٹش گورنمنٹ کی خدمت کرنے کو حاضر ہون۔
غرض جیسی اسکی طبیعت میں برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی تھی ویسے ہی اسکے پاس اسباب بھی خیرخواہی
دکھانے کے موجود تھے اسکی پنشن ایسی بڑی تھی کہ شاہانہ خرچون کے بعد بھی بہت روپیہ پس انداز ہوتا
تھا سارے ہندوستان میں مشہور ہو گیا تھا کہ پیشوا نے دولت کے بڑے خزانے جمع کیے ہیں
وہ قبر میں پاؤن لٹکائے بیٹھا تھا کوئی بیٹا نہ تھا اب سوال یہ تھا کہ اس دولت کا مالک وارث کون
ہوگا سواے اسکے کہ پیشوا نے اپنے مرنے سے چند سال پہلے ایک لڑکے کو متبنے کیا اس نے

وہ بیٹا نانا صاحب کہلاتا تھا [illegible] نانا صاحب بڑا بیٹا ہے اور گنگا دھر راؤ [illegible] چھوٹا بیٹا اور [illegible]
[illegible] دوسرا بیٹا [illegible] یہ میرے تین بیٹے اور ایک
[illegible] نانا صاحب بڑا بیٹا تنہا پیشوا کی گدی کا وارث ہے [illegible]

برٹش گورنمنٹ سے درخواست کی کہ وہ نانا کو اسکا جانشین اور وارث [illegible]
مانے اور اسکو خطاب اور پنشن پیشوا کی عنایت کرے یہہ درخواست اسکی منظور نہین ہوئی
مگر سرکار کمپنی نے بالکل اس سے انکار بھی نہین کیا وعدہ کیا کہ باجے راؤ کے مرنے
کے بعد اسکے خاندان کے لیئے کوئی مناسب تدبیر کی جائیگی۔ غرض یہہ معاملہ آئیندہ
خیال کرنے کے لیے رکھا گیا پیشوا اب ضعیف مفلوج اور اندھا ہوگیا تھا ظاہر معلوم ہوتا تھا
کہ محاصل ہند کی گردن پر اب زیادہ دنون تک اسکی پنشن کا بوجھہ نہین رہیگا۔
۲۸ جنوری سنہ ۱۸۵۱ء کو پیشوا نے ستتر برس کی عمر مین اس دنیا کے دیکھنے سے ہمیشہ
کے لیئے آنکھین بالکل بند کین سنہ ۱۸۳۹ء کا لکھا ہوا اسکا وصیت نامہ تھا جس مین لکھا تھا
کہ میرے بعد دوندو پنت نانا میرا متبنٰے بیٹا پیشوا کی گدی کا مالک دولت کا اثاث البیت
کا خزانہ کا غرض سب طرح کے میرے مال و اسباب کا مالک ہو جب باجے راؤ مرا ہے تو نانا
کی عمر ستائیس برس کی تھی وہ ایک نوجوان چپ چاپ بغیر طمطراق کے تھا کوئی بیہودہ عادت
نہین رکھتا تھا نہ عیش مین مبتلا تھا اور اپنے سارے کام صاحب کمشنر کی صلاح کے
موافق کرنے کو تیار رہتا تھا تیس لاکھہ روپیہ کا وارث ہوئے کہ تھا جس مین سے زیادہ تر
پرومیسری نوٹ تھے مگر اسکا کنبہ بڑا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ سرکار کنبہ معزول پیشوا کی پنشن کا ایک
حصہ اسکے کنبہ کو بٹھور مین عطا کریگی۔ انتظام تمام معاملات کا صوبہ دار [illegible] کے
ہاتھہ مین تھا جو سچا وفادار ہوا خواہ پیشوا باجے راؤ کا تھا وہی برٹش گورنمنٹ کے محکمہ مین
نانا صاحب کے معاملات کی وکالت اور پیروی کرتا تھا اسنے گورنمنٹ سے عرض کیا کہ آپ
ہی نانا صاحب کے ماں باپ اور مالک و آقا ہین بٹھور کے کمشنر نے پیشوا کے کنبے کے لیئے
سفارش کی مگر اعلے گورنمنٹ نے اسے منظور نہین کیا ممالک مغربی و شمالی مین جسوقت طامسن
صاحب لفٹنٹ گورنر تھے وہ بڑے نیک و لائق اور نامور تھے مگر وہ ہندوستانی رئیسون
اور امیرون و شہزادون کی طرف نظر التفات نہین رکھتے تھے اور وہ ایک نئے سکول کے
آدمی تھے انہون نے کمشنر سے کہا کہ تم پیشوا کے کنبے کے دل مین ایسی امید کو بالکل
نہ پیدا ہونے دو کہ سرکار کمپنی اس کی پنشن سے مدد و معاون ہوگی اور حتی الوسع تم پیشوا کے

ملازمین کو یہہ سمجھاوے کہ وہ بٹھور مین جمع نہ رہین اور پھر دکن کو اپنے وطن چلے جائین - لارڈ
ڈیل ہوزی گورنر جنرل تھے بجلاوہ اپنے لفٹنٹ کی ایسی راے سے جو ان کے خیالات
کے موافق تھی کب اختلاف کرتے سو انہون نے اپنی راے کو ظاہر کیا کہ کمشنر نے جو سفارش کی
ہے وہ نامعقول ہے اسکی نامنظوری مین لفٹنٹ گورنر کی راے سے اتفاق رکھتے ہین
کہ کسی حالت مین پیشوا کا کنبا گورنمنٹ پر کوئی استحقاق نہین رکھتا کہ جسکے سبب سے وہ اس
امر کو قبول کرین کہ کوئی حصہ پبلک آمدنی ملک کا اس خاندان کو عطا کیا جائے گورنر جنرل یہ
درخواست کرتے ہین کہ گورنمنٹ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ فوراً خاندان پیشوا کو سنادیا
جائے مگر اس حکم کی سختی مین یہہ نرمی برتی گئی کہ بٹھور کی جاگیر بدستور نانا صاحب کے قبضہ مین
رکھی مگر حکومت کے اختیارات جو پیشوا کو دیئے گئے تھے وہ اس جاگیر مین نہین دیئے
گئے +

جب نانا صاحب کو تحقیق ہوگیا کہ بٹھور کے خاندان کے لیئے کوئی امید بہبودی برٹش گورنمنٹ
سے نہین ہے تو اسنے لندن مین سرکار کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹر مین اپیل کرنا چاہا گو وہ یہہ
اپیل باجے راؤ کی زندگی مین کرنا چاہتا تھا اور اس اپیل کی پیروی کے لیئے صوبہ دار رامچند کے
بیٹے کو اپنا وکیل تجویز کیا تھا مگر کمشنر صاحب نے اسکو منع کیا اسلیئے اپیل کا کرنا موقوف کیا گیا اور باجی راؤ
کے مرنے کے بعد بھی جب تک نانا کو سب طرف سے مایوسی نہین ہوئی اس اپیل کا خیال
نہین پیدا ہوا - گورنمنٹ ہند کے فیصلہ کی منسوخی کے لیئے یہہ عرضداشت انگلنڈ مین کورٹ ڈائرکٹرز
کے سامنے پیش کرنے کے لیئے لکھی گئی اور حسب ضابطہ گورنمنٹ ہند کی معرفت بھیجی گئی جسکا مضمون
یہہ تھا کہ لارڈ گورنمنٹون نے جس طریقہ کو برتا ہے وہ صرف تنگ دلی اور بیدردی پیشوا متوفی
کی اکثر خدمتون کے ساتھ نہین ہے بلکہ نامناسب قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام
کے ساتھ ہے سوا اسکے عرضداشت کرنیوالا ضرور چاہتا ہے کہ فوراً آپ کے آنریبل کورٹ
مین اپیل کرے یہہ نہ صرف اپنے نامون کی بنا پر بلکہ حضور اس لحاظ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے مرہٹون
کی آخر سلطنت سے بہت فوائد حاصل کیئے ہین - اتنا ہی جو بہ نامے ہوسکتے ہین ان مین سبب
دفعات [illegible] تنگ دلی اور بیدردی [illegible]

حصہ ۱۶ عرضی نانا صاحب [illegible]

معانی مین تنگ دلی اور دوسری دفعہ کے معانی مین کشادہ دلی برتی جائے پس اب عرضداشت کرنے
والا اسطرح استدلال کرتا ہے کہ پیشوا نے اپنے وارثون اور جانشینون کے لیئے اپنی مملکت سرکار
کمپنی کے حوالہ کی تو سرکار کمپنی پر واجب ہے کہ وہ اس مملکت کا معاوضہ پیشوا کو اور اسکے
وارثون اور جانشینون کو دے اگر معاہدہ ایک جانب مین برقرار ہے تو دوسری جانب مین بھی
برقرار رہنا چاہیئے - مین عرض کرتا ہون کہ ہمیشہ کے لیئے چونتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن کے عوض مین دینا درحقیقت ظن غالب یہہ رکھتا ہے کہ آمدنی ملک تک
پنشن کا دینا موقوف ہے پس جبتک یہہ آمدنی ملک باقی ہے پنشن واجب الادا ہے اس سے
یہہ استنباط ہوتا ہے کہ پیشوا کے ساتھ جو معاہدہ کیا گیا ہے وہ سرکار کمپنی کی طرف سے ہمیشہ
پنشن دینے پر دلالت کرتا ہے حین حیات تک پنشن دینے کا معاہدہ غیر ضروری اور بے معنی ہے
کیونکہ کسی راجہ کی پرورش کے لیئے جو تا بیرسنا سب کی جاتی ہے اس مین ضرور اسکے کنبے کی پرورش
داخل ہوتی ہے وہ اسکے مرنے پر بند نہین ہوتی (خلاصہ یہہ ہے کہ یہہ پنشن ملک کے عوض مین
مقرر کی گئی ہے جبتک ملک کی آمدنی باقی ہے پنشن بھی باقی رہنی چاہیئے) اب نانا نے
عرضداشت مین خاص اپنے حقوق کو بیان کیا اور اسکی نظیرین اور تمثیلین دین اسنے کہا کہ مجھے
حیرت ہے کہ سرکار کمپنی نے جو اور راجاؤن اور شہزادون کی اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہے
وہ میرے ساتھ کیون نہین کیا جاتا میری حالت اور انکی حالت مین کیا فرق ہے؟ میسور کے
والی نے انگریزون کے ساتھ سخت دشمنی کی میرا باپ سرکار کے ان معاونین مین سے تھا
جنہون نے سرکار کے ایسے دشمن کا سر کچلا جب والی میسور شمشیر بدست مارا گیا تو سرکار کمپنی نے اسکی
اولاد کو اپنی قسمت پر نہین چھوڑ دیا بلکہ اسکے واسطے ایک پناہ گاہ مقرر کی اور انکو ایک نسل سے
زیادہ نسلون کے لیئے فیاضانہ عطیہ عطا کیا اور کچھ اس مین تمیز نہین کی کہ کون ان مین حلالی
اور حرامی اولاد ہے اسی طرح بڑی دریا دلی سے معزول شہنشاہ دہلی کو قید خانہ سے رہائی دلائی
اور اسکی تمام امارات اور اعزاز شاہی کو قائم رکھا اور اس کے ملک کی آمدنی کا خزانہ اسکو دیا
جو اب تک اسکی اولاد کو ملتا ہے اب مجھ مین اور ان مین کیا فرق ہے؟
یہہ سچ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ مدتون کی دوستی کے بعد پیشوا نے زمانہ گرد و نزدیک کا ملک سلطنت کو دیا

اوراس سے لڑنے کے قصور مین اپنی مسند ریاست سے معزول ہوا - ابھی وہ اپنی تباہی کی حد
غایت کو نہین پہنچا تھا اگر بالفرض پہنچ بھی گیا تھا تو اس نے اسکالیون فیصلہ کیا کہ برٹش کمانڈر نے
جو شرائط پیش کین انکو منظور کرلیا کا پنا زرخیز ملک اسکو حوالہ کیا اور پھر سید کمپنی کو اپنے تئین سپرد کیا
چونکہ سرکار کمپنی اب تک اس کے موروثی ملک سے فائدہ اٹھاتی ہے پھر کس اصول کے موافق
وہ پیشوا کی اولاد کو پنشن سے محروم کرتی ہے جو بادشاہی علامات اور شرائط رکھتی ہے ؟ میسور کے
مفتوحین سے اور قیدی مغل بادشاہ کے دعوون سے بھی کیا سرکار کمپنی کی شفقت اور عنایت کے
لیئے میرے دعوے پیش کیئے گئے گذرے ہین ؟ اب نانا صاحب نے اپنی عرضداشت مین
اپنے ذاتی حقوق کا بیان کیا جو اسکو متبنے ہونے کے سبب سے حاصل تھے اسنے ہندوون کے
دھرم شاستر کے موافق خوب اچھی طرح ثابت کیا کہ متبنے کے کل حقوق وہی حاصل ہوتے ہین جو سگے
بیٹے کو حاصل ہوتے ہین اور حال کے زمانہ کی مثالین اسکی ہندوستان اور دکن کی نقل کین کہ کس
طرح سے پہلے برٹش گورنمنٹ نے حق تبنیت کو تسلیم رکھا تھا سرکار کمپنی کی تمام کچہریون مین متبناؤن
کے دعوون کی ڈگریان ہوتی ہین زمینداروں اور رئیسوں شہزادون و امیرزادون کے متبناؤن کو
ریاستین اور جاگیرین ملتی ہین اور ان کے حقوق کے مقابل مین خاندان کے کسی اور وارث کا حق
نہین تسلیم کیا جاتا اگر برٹش انڈین گورنمنٹ ہندوون کے مقدس دھرم شاستر کو ترک نہین کرتی
اور ہندوون کے مذہب کے اعمال کے متناقض کام نہین کرتی جسکا ایک اصل اصول متبنی
بھی ہے تو مین نہین سمجھتا کہ کس وجہ سے اسکو متبنے ہونے کے سبب پیشوا کی پنشن اسکو نہ ملے
نانا صاحب کے پنشن نہ دینے کے لیئے ایک یہہ عذر ہوتا ہے کہ باجی راؤ پیشوا اپنی پنشن کی
بچت سے بہت دولت جمع کرگیا ہے اور اپنا مال اسباب بہت چھوڑ گیا ہے جسکو اسکے وارثوں
کو بھی نہین لے سکتا ہے اس عذر پر نانا صاحب نے غصہ سے جو بجا تھا یہہ کہا کہ اگر میری پنشن اس
سبب سے بند کی گئی ہے کہ پیشوا نے کافی دولت چھوڑی ہے کہ جس سے اسکا کنبا خوش گزران
کرسکتا ہے تو اس بات کو کچھ تعلق پنشن سے نہین ہے اور نہ برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین اسکی مثال
ہے کہ کسی شخص کی پنشن اسلیئے بند کی گئی ہو کہ اسکا مورث بڑی دولت چھوڑ گیا ہے برٹش گورنمنٹ نے
آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن اس لیئے دی تھی کہ باجی راؤ پیشوا اور اسکا خاندان اس سے اپنی

خوش گذران کرے اب برٹش گورنمنٹ کو اس سے کچھ سروکار نہین ہے کہ پیشوا نے پنشن کا کونسا
حصہ حقیقت مین خرچ کیا عہدنامہ مین اسکے ساتھ کوئی شرط ایسی نہین کی گئی تھی کہ وہ اس پنشن کا کوئی
حصہ خرچ کرنے سے نہ بچائے وہ تو اسکو چھتیس لاکھ روپیہ آمدنی سالانہ دوامی کے ملک کے
معاوضہ مین مقرر ہوئی تھی جو پیشوا نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا تھا۔ روئے زمین پر کسی کو یہہ حق
نہ تھا کہ وہ اس پنشن کے خرچ پر اپنا تسلط رکھتا اگر پیشوا نے اس پنشن کی ہر کسر کو پس انداز کیا
تو یہہ کام اسنے بجا کیا مین عرضداشت کرنے والا یہہ استفسار دلیری سے کرتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ
نے کبھی کسی اور پنشندار سے بھی پوچھا ہے کہ وہ کس طرح سے پنشن کو خرچ کرتا ہے؟ یا پنشن کا
کونسا حصہ بچاتا ہے اور کونسا حصہ خرچ کرتا ہے؟ اگر یہہ ثابت ہو کہ پنشندار نے اپنی پنشن کے
بڑے حصے کو ایسا بچایا ہے کہ بچت اسکے بچون کی خوش گذران ہونے کے لیئے کافی ہے تو کیا
یہہ دلیل کافی ہے کہ اسکی پنشن جسکا متعہد ملازمون کے وعدہ کیا گیا ہے اسی نسبت سے اس کے
بچون سے لے لی جائے؟ ہندوستانی امیرزادہ جو نسل شاہی سے ہو۔ اور
برٹش گورنمنٹ کی عدالت اور سخاوت پر بھروسا رکھتا ہو تو کیا وہ سرکار کمپنی کے متعہد ملازمون سے
بھی گیا گذرا ہے کہ اسکے حال پر خیال نہ کیا جائے؟ برٹش گورنمنٹ کے اوپر جو غلط نقش جما ہوا ہے
اسکے دور کرنے کے لیئے مین مستغیث نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ۱۸۱۸ع کے عہدنامہ
کے موافق آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ پنشن جو عطا ہوئی تھی وہ فقط اسلیئے نہ تھی کہ باجے راؤ اور اسکا
کنبا اپنی گذران کرے بلکہ معزولی کی حالت مین جسکو اسنے اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا ایک بڑا
گروہ خیرخواہ نیک اندیش ملتزمین کا اسکے ساتھ تھا اسکی پرورش بھی پنشن مین ملحوظ تھی گورنمنٹ خوب
جانتی ہے ان ملازمین مین سے اکثر نے اپنے وظیفہ کی طلب کو پیشوا کی آمدنی کے گھٹ جانے سے
کم نہین کیا اور جب اسپر خیال کیا جائے کہ ہندوستانی راجہ گو بے ملک اور بے حکومت ہو جائین
مگر وہ بمجبوری اپنی حیثیت ظاہری کو اپنے ادب کے قائم رکھنے کے لیئے گھٹا نے نہین پس ان
خرچون پر غور کرنے سے آسانی سے سمجھ مین آسکتا ہے کہ ملک کی چھتیس لاکھ روپیہ کی آمدنی سالانہ
مین آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ دیئے جائین تو اس مین سے بڑی بچت نہین ہو سکتی ہے باوجود ان
بھاری خرچون کے پیشوا نے اپنی آمدنی کو اس خوش اسلوبی سے خرچ کیا اگر اسمین سے بچت ہوتی

کو سرکاری خزانون مین پروپیسری نوٹون کی خرید مین داخل کی گئی جنکی آمدنی پیشوا کی موت کے وقت اسی ہزار روپیہ سالانہ کی تھی تو کیا اسطرح روپیہ کا انتظامی اور کفایت شعاری سے بچانا پیشوا کا کوئی جرم تھا جسکی سزا یہہ دی جاتی ہے کہ اسکی پنشن بند کی جاتی ہے کہ جو اسکے کنبے اور ملازمین کی خوش حالی اور خوش گزارے کے لیئے پہلے عہدنامہ کے موافق دی جاتی تھی؟

مگر نانا صاحب کی اس عرضداشت کی نہ فصاحت استدلال نے ہوم گورنمنٹ پر کچھ اثر کیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز پہاڑ کی طرح سخت تھے وہ کسی طرح سے رافت ورحم کی طرف خم نہین کھاتے تھے ۹- مئی ۱۸۵۳ع کو انہون نے یہہ حکم لکھا کہ ہم گورنر جنرل کے فیصلہ کو بالکل پسند کرتے ہین اور پیشوا کا متبنے اور اسکے متوسلین کوئی حق برٹش گورنمنٹ پر اپنا نہین رکھتے پیشوا سابق نے چونتیس ۳۴ برس تک بہت بڑی پنشن پائی اس مین سے جو پس انداز کیا وہ اسکے کنبے اور متوسلین کی خوش گزرانی کے لیئے کافی ہے اور بہت سا مال اسباب جو اسنے چھوڑا ہے انکی اوقات بسری کے لیئے بہت ہے۔ گورنمنٹ نے نانا صاحب کی عرضداشت کو نامنظور کیا اور ۳۰ مئی ۱۸۵۳ع کو گورنمنٹ انڈیا کو لکھا کہ وہ نانا صاحب کو اطلاع دیدے کہ پیشوا سابق کی پنشن نسلاً بعد نسل نہین تھی اسلیئے اسکا کوئی دعوی اس پنشن کے لئے نہین ہوسکتا اور اسکی درخواست بالکل منظوری کے قابل نہین ہیں جب یہہ جواب نانا صاحب کو گورنمنٹ کی طرف سے ملا تو وہ بالکل مایوس ہوا اور اسنے جان لیا کہ اب آیندہ کوشش کرنی بالکل بے فائدہ ہے مگر اس جواب کے آنے سے پہلے وہ اپنا ایجنٹ مقدمہ کی پیروی کے لیئے انگلینڈ بھیج چکا تھا وہ مرہٹہ صوبہ دار کا بیٹا نہ تھا جسکے پہلے بھیجنے کی تجویز ہوئی تھی بلکہ وہ ایک نوجوان وجیہہ مسلمان عظیم اللہ خان تھا وہ ۱۸۵۳ع کے موسم بہار مین انگلینڈ مین آیا اور اسکی وکالت مین بڈل صاحب ایک انگلش مین شریک ہوئے ان دونو نے ملکر نانا صاحب کے دعوے کو پیش کیا جو بالکل بیکار گیا ججمنٹ پہلے ہی سے لکھی ہوئی موجود تھی ان ایجنٹون کی قدرت سے باہر تھا کہ وہ اسکو منسوخ کر سکتے۔

پہلے ستارہ کی ضبطی کے مقدمہ مین پیروی کرنے کے لیئے انگلینڈ مین ستارہ کی طرف سے ایجنٹ ایک رنگو باپوجی ایجنٹ گیا تھا وہ مقدمہ تو ہار گیا مگر اسنے اپنی ذہانت وجرأت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنے ... یہان تک ... کہ اسکو پچیس ہزار روپیہ نقد سرکار نے دیا اور ہندوستان مین

اُنکے جہاز کا کرایہ معاف کیا عظیم اللہ خان اپنے لباس کی بھڑک لیڈیون کو دکھاتے پھرے اور سرکار کمپنی سے کچھ اینٹھا نہین بلکہ وہ وہان ایسے پھنسے کہ وطن پھر آنے کو جی نہین چاہتا تھا

برار کا زرخیز صوبہ سنہ ۱۸۱۹ء مین لارڈ ہیسٹنگز نے ناگپور کی ریاست سے جدا کرکے برٹش گورنمنٹ کے دوست نظام کو عطا کیا تھا سنہ ۱۸۴۳ء مین نظام کو اطلاع دی گئی کہ اگر آیندہ وہ سرکار کمپنی کے قرض کو جو روز بروز کنٹنجنٹ کے خرچ نہ ادا کرنے کے سبب سے بڑھتا جاتا ہے نہ ادا کریگا تو اس کے عوض مین اس کے ملک کا ایک حصہ بطور کفالت کے لے لیا جائیگا مگر نظام پر اس فہمایش کا کچھ اثر نہین ہوا سنہ ۱۸۴۹ء مین لارڈ ڈلہوزی نے جنرل فریزر رزیڈنٹ کو ہدایت کی کہ وہ نظام کو تنبیہہ کرے کہ سرکار کمپنی کا قرض چکا دے نظام ناصر الدولہ ہمیشہ قرض کے ادا کا وعدہ کرتا رہا مگر کبھی اسکا ایفا نہین کیا۔ اپریل سنہ ۱۸۵۱ء کو اس قرض کے ادا کرنے کے لیئے چھ مہینے کی مہلت دی گئی پچاس لاکھ روپیہ کا قرض تھا اس مین سے نصف سے کچھ کم ادا کیا گیا باقی قرض کے ادا کرنے کے واسطے چار مہینہ کی مہلت اور دی گئی اور یہہ حکم دیا گیا کہ اگر اس عرصہ مین قرض نہ ادا کیا جائیگا تو حیدر آباد کے بیرونی اضلاع اس قرض کی کفالت مین رکھ لیئے جائینگے میعاد گذر گئی قرض ادا ہوا

نومبر سنہ ۱۸۵۲ء مین جنرل فریزر کی جگہہ کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ مقرر ہوئے اسوقت نظام کو سرکار کمپنی کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینا تھا۔ سرکار نظام چوبیس روپیہ سیکڑہ پر ریاست کے ساہوکارون سے روپیہ قرض لیتی تھی نظام کی راے یہہ تھی کہ اپنی سپاہ مین سے ایک آدمی کو بھی موقوف نہ کرے اسلیئے خرچ سپاہ مین تخفیف نہین ہو سکتی تھی وہ کنٹنجنٹ کی تخفیف کو اپنے ملک کی محافظت کے لیئے خطرناک جانتا تھا۔ اب گورنر جنرل نے ارادہ مصمم کر لیا کہ نظام کے ایک عذر کو نہ سنے انہون نے چار برس تک نظام کو طرح طرح سے سمجھایا کہ وہ اپنے انتظام ریاست کی طرف متوجہ ہو ہمیشہ اپنے وزیرون کو نہ بدلا کرے کوئی مستقل وزیر اور منتظم ریاست مقرر کرے مگر جب اس نے یہہ نہ سنا گورنر جنرل نے آخر کو یہہ فیصلہ کیا کہ اگر نظام کو یہہ اصرار ہو کہ وہ کنٹنجنٹ کو برقرار رکھے خواہ اسکا کچھ ہی خرچ ہو تو وہ ایسی کفالت دے کہ آیندہ وقت پر اس سپاہ کا خرچ اور قرض جو اس سرکار کا واجب الادا ہے ادا ہوا کرے غرض لو صاحب اور نظام کی بہت ملاقاتین ہوئین اور بڑی مشکل سے کراہیت کے ساتھ نظام نے اس عہدنامہ پر دستخط کیئے کہ جسکے موافق تین ضلعے سرکار کے حوالہ کیئے جنکی آمدنی قرض کے سود ادا کرنے کے واسطے اور سات ہزار

سوار اور پیدل کنٹنجنٹ اور چوبیس توپون کے اور ان کے انگریزی افسرون کی تنخواہون کے خرچون کے لیے کافی ہو۔ اس عہد نامہ ۱۸۵۳ء پر دستخط ہونے کے بعد اضلاع برار و رائے چور اور نلدرگ جن مین کوئی حصہ اصلی نظامت مین سے نہین تھا نظام نے سرکار کمپنی کے حوالہ کیا جس مین نظام کے حقوق شاہی قائم رہے اور یہہ بھی قرار پایا کہ آمدنی مین خرچ کے بعد جو فاضل رہے وہ نظام کو دیا جائے اور یہہ اضلاع جو لیے گئے ہین ان مین نظام کے دربار کے برٹش رزیڈنٹ کی فرمان روائی رہے اور سالانہ آمد و خرچ کا حساب نظام کے روبرو پیش ہوا کرے برٹش گورنمنٹ نے حیدرآباد مین جو کنٹنجنٹ رکھی اُس سے نظام کو اس لشکر کے انصرام سے فراغت حاصل ہوگئی جو اسکو لڑائی کے وقت انگریزون کی استعانت کے لیے تیار کرنا پڑتا تھا۔ ان اضلاع مین دو سال ہی کے اندر ترقی ایسی ہوئی کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ کی بچت نظام کو دی گئی۔

۱۸۵۵ء مین کرناٹک کا نواب کہ جو برائے نام نواب تھا اس خاندان کا جانشین تھا جسکو سو برس ہوئے کہ سنورالدولہ بانی ہوا تھا پچاس برس تک کرناٹک کے نوابون کا خالی لقب قائم رہا اور بھی پنشن وہ پاتے رہے جو جولائی ۱۸۰۱ء مین اعظم الدولہ کو لارڈ ولزلی نے عطا کی تھی یہان کے رئیس کو نواب کا خطاب تھا اسکی سلامی کی توپین اتری تھین وہ سرکار کمپنی کے قانون کی پابندی سے آزاد تھا ایک نواب ۱۸۱۹ء مین مرا اور دوسرا ۱۸۲۵ء مین۔ دونو کے بیٹے تھے انکو سرکار نے باپ کے سارے حقوق دیدیے آخری نواب بے اولاد مرا تھا اس کے چچا اعظم شاہ نے نوابی کا دعوی کیا اسپر لارڈ ہیرس گورنر مدراس نے ایک مراسلہ گورنر جنرل کو لکھا کہ گورنمنٹ پر سرے سے یہی فرض نہین ہے کہ نواب ارکاٹ کی خاص اولاد کو اسکا جانشین اور وارث بنائے چہ جائیکہ ایک جدی وارثون کو نوابی کا وارث بنائے لارڈ ڈلہوزی نے بالکل ان کے ساتھ اتفاق رائے کیا کورٹ ڈائرکٹرز نے حکم دیا کہ خطاب اور منصب نوابی کا مع ان تمام حقوق کے جو جولائی ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ مین تحریر ہین موقوف کیے جائین۔ ایسے ہی تنجور کا راجہ بھی بے اولاد مر گیا تھا اسکے ساتھ بھی کرناٹک کا سا سلوک کیا گیا کہ اُن کے خطاب و جاہ و منصب و پنشن موقوف کیے گئے مگر ان دونو خاندانون کے جو اراکین زندہ تھے انکی پنشنین سرکار نے مقرر کردین۔ ان دونو خاندانون کے وارثون نے اپنے حقوق کے لیے بہت فریاد و واویلا کی مگر کہین انکی شنوائی نہین ہوئی دکن مین بہت سے انگریز تھے جو ان

بزرگ خاندانون کا ادب کرتے تھے اور ان ملکون مین تھا کہ وہ اسطرح بالکل مٹ مٹا گئے مگر ان کے
ان کامون کا برا اثر ملک مین ہوا -

دہلی مین بادشاہی تو نہین رہی تھی مگر اسکا نام چلا جاتا تھا اور ایک شخص تھا جسکا سایہ شاہی نظر آتا تھا
یہہ بادشاہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا اپنی زندگی آسائش اور آرام سے بسر کرتا تھا سرکار کمپنی کی
پنشن پاتا تھا اپنی بلند رتبگی کا وہ زعم رکھتا تھا کہ اپنے آگے گورنر جنرل کو کمتر گنتا تھا سنہ ۱۸۴۹ء مین اسکا
ولیعہد مرزا دارا بخت اس دنیا سے رخصت ہوا لارڈ ڈلہوزی کو یہہ موقع ہاتھ آیا کہ بادشاہی کی
اس جھوٹی نقل کو بھی مٹا دے گو بادشاہی برائے نام تھی مگر وہ خوف خطر سے خالی نہ تھی نام کے خطاب
گو بے ملک وحکومت ہوتے ہین مگر وہ گورنمنٹ کے لیئے اندیشہ سے خالی نہین ہوتے بہت عرصہ
گذرے کہ کورٹ ڈائرکٹرز نے لکھا تھا کہ دہلی کی بادشاہی کا نام ونشان مٹا دینا ایسا نہین ہے کہ
اسکی خواہش کم ہو سنہ ۱۸۴۴ء مین لارڈ ہارڈنگ نے رزیڈنٹ دہلی کو لکھا تھا کہ اگر یہہ بوڑھا بادشاہ
مرجائے تو اسکا جانشین بغیر خاص اجازت کے نہ متعین کیا جائے - لارڈ ڈلہوزی جو اس
زمانہ کے مدبر اعظم تھے ان کو یہہ معلوم ہوا کہ جمنا کے کنارہ پر قلعہ اور بالا ہند کا بڑا میگزین جو شاہانہ
خرابیون کی بدررو ہی نہین ہے بلکہ ایک چشمہ قطعی خوف کا ہے اور شاید بعض اوقات ہماری حکومت
کے برخلاف سازشون کا مرکز ہے - اب انہون نے اس پردہ کو اٹھا دیا اور سب لوگون پر ظاہر کر دیا
کہ خاندان بابر اور ایسٹ انڈیا کمپنی دونو مشترک اصلی خداوند ہندوستان کے نہین ہین -
لارڈ ڈلہوزی نے جو اول یہہ ارادہ کیا تھا کہ بہادر شاہ کو ہدایت کرے کہ وہ قطب مین جا کر رہے
قلعہ خالی کر دے اسلیئے ملتوی کر دیا تھا کہ وہ اس حکم کے برخلاف تھا جو بہادر شاہ کو جان ہوب ہوس
پریسیڈنٹ بورڈ کنٹرول سے مل چکا تھا بادشاہ کی عمر ستر برس کی تھی اسکے زیادہ جینے کی
توقع نہ تھی اس سے اسکے وارث جانشین مرزا فخر الدین سے ایک عہدنامہ لکھا یا گیا کہ وہ باپ کے
مرنے کے بعد قلعہ سرکار کو حوالہ کر دے اس شرط کے ماننے مین مرزا نے کچھ چون چرا نہین کی مگر وہ
باپ سے پہلے ہی ہیضہ سے مر گیا بعض نے کہا کہ زہر دینے سے اسکا جام عمر لبریز ہوا -
جس خاندان کو لارڈ ڈلہوزی مٹانا چاہتے تھے آئندہ سال کے غدر نے نیست نابود کر دیا -

باب ہفتم

ملک اودھ کا سرکار کمپنی کی عملداری مین آنا۔

اودھ سنہ ۱۷۵۶-۱۷۹۶ع

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین انگریزی عملداری مین ایک اور صوبہ اودھ الحاق کیا گیا
یہہ صوبہ فتح سے انگریزی عملداری مین نہین داخل کیا گیا اسلیے کہ ہمیشہ فرمانروایان اودھ انگریزون
کے خیرخواہ اور نیک اندیش رہے ان ہی کی رعایا مین سے انگریزی لشکر مین تین چوتھائی سپاہی
رہتے تھے۔ یہہ صوبہ لاوارث ہونے کے سبب سے بھی انگریزی عملداری مین نہین شامل ہوا اسمین تو
ہمیشہ پادشاہون کی اولاد اور اسکے شرعی وارث موجود تھے اب بھی وہان جو بادشاہ تخت نشین تھا
اسکے بیٹے موجود تھے وہ فقط برٹش گورنمنٹ کی شاہانہ مرضی حاکمانہ سے انگریزی عملداری مین داخل
کیا گیا یہہ صوبہ ہندوستان کا دل تھا برٹش گورنمنٹ اس دل کو اپنے ہاتھہ مین رکھنا چاہتی تھی اسکی
قدرتی زرخیزی اسکے لیے اپنے پر اسکا لالچ دلاتی تھی۔

انگریزی عملداری نے ہندوستان مین ہنوز قدم بھی نہین رکھا تھا کہ اودھ مغلون کی سلطنت کا
ایک صوبہ مدت سے چلا آتا تھا جتنی مدت تک اودھ مغلون کی سلطنت کا صوبہ رہا اتنی
مدت تک کوئی اور صوبہ نہین رہا۔ جب نادرشاہ کے حملہ نے سلطنت مغلیہ کے شیرازہ
کو توڑا تو اس کے اوراق پریشان ہوئے اسکے خود ملازمین نے دغا و فریب اور نمک حرامی کرکے
مخالفت کرنے پر کمر باندھی اور رفتہ رفتہ شاہی صوبہ دارون نے ملک دبا کے خود حکمرانیان شروع
کین مگر شہنشاہ دہلی کا اعزاز و احترام بدستور کرتے رہے اور اپنے باجگذار اور خدمتگذار ہونے کا
صرف زبانی اقرار کرتے رہے اور جو خطابات انکو پادشاہ نے عنایت کیئے تھے اسکو نہین چھوڑا
چنانچہ اس حال مین بھی کہ شہنشاہ مغلیہ انگریزون کا پنشن دار ہوگیا تھا اور شان و شوکت شاہی
اسکی مثل سراب تھی تو بھی اودھ کے نواب اپنے تئین نواب وزیر یعنی بادشاہ کا وزیر کہتے تھے

مغلیہ گورنمنٹ سے سلطنت اودھ کے خطابات سلطانی

گو یہہ انکا کنا برائے نام تھا۔ نواب پاس ملک تھا رعیت تھی سب سے زیادہ ہمسائے تھے مگر اس کے پاس جو سپاہ تھی وہ آخور کی بھرتی بہت سی تھی جس سے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون کے روکنے کا کافی انتظام و بندوبست نواب وزیر نہیں کرسکتا تھا۔ اسلیئے وہ انگریزون کی سپاہیانہ ہنرمندی و ڈسپلین کا محتاج تھا وہ برٹش پلٹنون کو تنخواہ دیکر اپنا کام نکالتا تھا۔ ابتدا مین یہ کام باقاعدہ و خوش اسلوبی کے ساتھہ نہین ہوتا تھا بڑے بیڈھنگے طور بیہ بدسلیقگی کے ساتھہ ہوتا تھا جیسا کہ روہیلون کے قتل عام کی صورت مین ہویدا ہو مگر پھر اس انتظام کی صورت باقاعدہ خوش اسلوبی کے ساتھہ منضبط ہوگئی نواب کے ساتھہ یہہ عہد وپیمان وثوق کے ساتھہ ہوگئے کہ انگریزی سپاہ کی تعداد معینہ کی خدمات کے معاوضہ مین وہ روپیہ دیا کرے اور یہہ سپاہ اسکی مملکت کو اندرونی و بیرونی فسادون اور حملون سے محفوظ و امین رکھے۔

حکومت شخصی مین یہہ منفعت خالص ہوتی ہے کہ ایک ہی شخص کی کل توانائی و استعداد و قابلیتین کام مین آتی ہین اگر بادشاہ نیک سیرت اور عاقل ہوتا ہے تو وہ رعایا کو نہال و خوش حال کر دیتا ہے مگر جب اسی کی پیٹھہ پر صرف وزیر ہی کا نہین بلکہ اسکے ساتھہ انگریزی رزیڈنٹ کا زین کسا جاتا ہے تو وہ محض خرابیان ہی پھیلاتا ہے پھر اسکو یہہ ضرورت نہین رہتی کہ وہ اپنی قابلیتوں کو کام مین لانے کے لیئے کوشش کرے وہ اپنے ملک کا مالک نہین رہتا اپنے برگزیدہ کامون کا صلہ نہین پاتا اگر کسی بڑی ہندوستانی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کی کوئی تدبیر یا انتظام ہے تو وہ یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو ہندوستانی والیان ملک روپیہ اسلیئے دین کہ اسکی سپاہ انکے ملک کی محافظت کرے بیرونی حملون اور اندرونی فسادون سے بچائے رکھے۔ انتظام مین بظاہر یہہ نظر آتا ہے کہ جب ایک بادشاہ کو بیرونی حملون کا اندرونی فسادون کا خوف وخطر نہ رہے اور اسکو آمدنی ملک بے تکلف حاصل ہو تو اسکو خاطر خواہ فرصت ملے کہ وہ نیک بادشاہ کے فرائض ادا کرے اور نیکی و احسان کے کام برگزیدہ ایسے کرے کہ وہ رعایا کو ہمیشہ یاد رہین مگر تجربہ ثابت کرتا ہے کہ غلامی گو اسکی زنجیرین پوشیدہ ہون یا طلائی و سیمین ہون وہ ایک ہی سے مضر و ہلاکت اثر قوم پر اور افراد پر کرتی ہے سطلق آزادی کے افعال قوا عقلیہ کو اسی طرح مردے کا رظاہر کرتے ہین جیسے کہ جسم کے قوا کو جب بادشاہ مطیع ہوجاتے ہین اور اپنی آزادی سے محروم۔ اور ان کے ہاتھہ سے برگزیدہ گورنمنٹ کے وسایل چھن جاتے ہین تو وہ کچھہ تھوڑے ہی دنون

پادشاہ رہتے ہین وہ خود ہی اپنے کامون کا بوجھ اورون کے کندھے پر اتنا رکھ دیتے ہین کہ رعایا
رنجیدہ و آزردہ ہوکر دہائی مچاتی ہے اور دعائین مانگتی ہے کہ خدا انکو غارت کرے جب انگریزی حکومت
ناتوان تھی تو اس نے ایسے عہدنامے والیان ملک سے کیئے کہ روپیہ لیکر اپنی سپاہ سے انکی محافظت
کرے جس سے اسکی قوت اور طاقت پر بوجھ رکھا گیا اسنے انگریزی گورنمنٹ کی خفت ہوئی اور وہ
ہندوستانیون کے دست نگر ولوکر معلوم ہونے لگے مغرب و مشرق مین تو انسانیت مشترک ہی
خواہ قوم ہو یا افراد ہون دونو کے لیئے ایک ہی اصول ہین بادشاہ ہو یا ملازم ہو جسکو اندیشے نہین
اسکو امید نہین۔ خوف و رجا ساتھ ہوتے ہین۔ آدمی جسپر قوا رجسانی کے کام مین لانے کا تقاضا نہ ہوسکا
متحرک ہونا قریب المرگ آدمی کا سا ہوتا ہے۔ روزمرہ یہہ تجربہ ہوتا ہے کہ بچے جو مرفہ حالی مین پیدا ہوتے
ہین وہ کمتر ممتاز و سرفراز ہوتے ہین زیادہ تر وہی بچے عروج پر پہنچتے ہین جو مفلوک الحالی مین پیدا ہوتے
ہی کیفیت پہلے بھی تھی اور اب بھی ان مطیع ریاستون اور بادشاہون کی ہے جنکی پشت پناہ غیر ہون اور
اسکی بڑی مثال اودھ کی سلطنت ہے۔ اگر اودھ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا تو مجبوری اس مین حفاظت
خودمختاری کے لیئے لایق آدمی اور قابل فرمان روا اور وزیر پیدا ہوتے اور اپنی محکوم رعایا کے حال پر
متوجہ ہوتے اور اگر یہہ نکرتے تو ایشیا کی بادشاہی کے اصول مسلمہ کے موافق سعادت علی خان کا
خاندان ملیا میٹ ہوجاتا مگر اب تو انگریزی سپاہ اسکی محافظ ہوگئی تھی نالایق بادشاہون کو بھی اپنی
بادشاہی کے قائم رہنے کا یقین تھا اس بےفکری مین وہ ان سب بدکاریون مین ڈوب گئے
جو انکی حالت کا مقتضا تھا جسکے سبب رعایا کی بہبودی اور آسودگی مین خلل آیا جس مین برٹش گورنمنٹ
بھی شریک تھی انتظام مذکور سے بادشاہ اور وزیر کو برٹش گورنمنٹ کا سہارا اور آسرا رزیڈنٹ رہنما
ملا اگر بالفرض یہہ تینون پادشاہ اور وزیر اور رزیڈنٹ قابل و نیک شعار اور سوچ بچار سے کام کرنیوالے
ہون تو بھی گورنمنٹ کا بمشکل سے ہموار خوش رفتاری سے چل سکتا ہے جب یہہ دشوار ہو کہ ایک آدمی
خواہ وہ فرنگی ہو یا ہندوستانی البیال ملکے کرسی ہین وہ ساری لیاقتین موجود ہون جو منصف عادل
منتظم مین ہونی چاہئین تو پھر ایسے تین آدمی کہان سے مل سکتے ہین جو آپس مین اتفاق سے مل جل کر کام
کرین تینون مین سے ہر ایک مضرت رسان کام بےشمار کرسکتا ہے مگر کوئی ایک ان مین نفع رسان کام
نہین کرسکتا جسکے باقی دو مزاحم ہون یہہ قریب ناممکن کے ہے کہ پادشاہ کو اپنا ندار وزیر السیا ملے کہ

اسکا فرمان بردار ہوا اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ راست باز ہو ایسا انگریزی افسر بھی شاذ و نادر ہی
دستیاب ہوتا ہے کہ وہ ہندوستانی ریاستمین کام لیاقت سے کرے اور ہر عمدہ تدبیر کے کرنے
مین جس تک اسکی رسائی ہو اپنے تئین دانائی اور ہوشیاری اور احتیاط سے پائین گاہ مین رکھ
اور مشورہ کارین کرنا آفا بن کر بادشاہ اور وزیر کے نیک کامون کے کرنے مین معاون و مددگار بنے
اور ان کامون کے کرنے سے جو عزت اعتبار حاصل ہو وہ ان کے ساتھ مخصوص رکھے اور اپنے تئین
بھول جائے دنیا مین ایسے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہین ۔ انگریزون کی بڑی غلطی یہہ تھی کہ اونکے
اونکے باتون پر مداخلت کرتے تھے اور جب اعلے معاملات پیش ہوتے تو جدا رہتے ۔ ایک اور خرابی یہہ تھی
کہ لکھنؤ کے فرمان روالون کے جو عہد و پیمان ہوتے انہین کوئی سلسلہ پولیسی کا نظام نہ ہوتا ایک بات اس مین
قیاسی و تجویزی ہوتی ایک گورنر جنرل یا ایک رزیڈنٹ ایک تدبیر کو اختیار کرتا دوسرا اسکے بعد اسکے برخلاف
تدبیر اختیار کرتا ۔ نواب یا بادشاہ و وزیر اور رزیڈنٹ مین سے ہر ایک کی باری آتی ۔ ہر ایک ان میں سے
باری باری سے سب کچھ ہوتا اور کچھ نہ ہوتا ۔ اگر برٹش گورنمنٹ کسی لائق وزیر کو مقرر کرتی اور اسکی معاون
ہوتی اسکو بادشاہ مشتبہ سمجھ کر نکال دیتا ۔ اور اگر بادشاہ کسی ملازم کو دیانت دار سمجھ کے نوکر رکھتا تو جب تک
رزیڈنٹ اسکو سہارا نہ دیتا تو وہ ساقط الاختیار ہوتا عامل اسکی پروا نہین کرتے اور زمیندار اسکو ذلیل
جانتے ایسی حالت مین نہین ہو سکتا کہ جانب داری نہ کی جائے رزیڈنٹ : وزیر کا دوست موافق ہوتا
یا دشمن و مخالف ان اصحاب ثلاثہ بادشاہ و وزیر و رزیڈنٹ مین سے ہر ایک دوسرے کی یا دونون کی
کوششون کو بگاڑ سکتا تھا اور بے شمار ہر بیان کر سکتا تھا مگر نیکی جب کر سکتا تھا کہ تینون کی روحین
ایک قالب ہون یہہ ہو نہین سکتا تھا بس خرابیان ہی خرابیان تھیں ۔
نظام ہی حقیقت مین برا تھا اس سے دو عملی گورنمنٹ بری قسم کی قائم ہوئی کہ پولیٹکل اور ملٹیری گورنمنٹ
تو سرکار کمپنی کے ہاتھ مین تھی اور اودھ کا اندرونی انتظام و نظم و نسق نواب وزیر کے اختیار مین تھا
یعنی انگریزی پلٹنین مشرقی پنسل بادشاہون کی محافظت تھین بادشاہون کو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے
یا نہ کرنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی جب یہہ صورتین ہون تو تعجب نہین تھا کہ ساری قلمرو کے طول و عرض میں
ہر قسم کی بدنظمی اور بدعملی پھیلی ہو اور طرح طرح کے دنگے فساد کھڑے ہون یہان بدعملی سے ایسی ہولناک
خرابیان پیدا ہوئین اور کاہل اور ملٹیری گورنمنٹ سے مصائب و آفات کا طوفان اٹھا کہ اس سے زیادہ

کہین اور اسکا ظہور نہین ہوا - ملک کے اداس و سونے چہرہ پر دربار شاہی کی فضول خرچی اور اوباشی
و بدکاری نہایت بڑے موٹے خط مین لکھی ہوئی تھی عدالت نواب کی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی سو اسکا
کہین پتا نہ تھا محصول اراضی کا وصول کرنا نواب کے ہاتھ مین تھا وہ رعیت کے گلے پر چھری رکھ کے
وصول کیا جاتا تھا بادشاہ کا دربار بڑا زرق برق کا تھا مگر اوباش و بدکار اور بیچاری رعیت مفلس قلاش
بادشاہ کی جیب خاص کے خرچ کا کچھ حساب نہ تھا بے شمار دولت اس مین خرچ ہوتی تھی سیکڑون
ہاتھیون کی زردوزی زرق برق کی جھولون مین اور سونے چاندی کے زیور اور عماریون و حوضون مین
اضلاع کی دولت اڑتی تھی نکمے نوکرون کا خرچ کثیر تھا - ناچنے کی عورتون کے طائفے بہت سے بھانڈ
گویون مفت خورون چٹر قناتیون کے ریوڑ کے ریوڑ - جلسے جنمین ہزارون لاکھون روپے خرچ ہون اور
حماقت کی باتین نمایش کی چیزین جتنی کہ خیال مین آسکتی وہ سب وہان موجود تھین ان کے خرچ بادشاہی
خزانے کی تھیلیون کو خالی کرتے تھے بدکار [illegible] گورنمنٹ ہمیشہ مفلس و مصیبت ناک رعیت پیدا کرتی ہی
اور پھر یہہ مفلس قلاش رعایا اپنا بدلا لیتی ہے کہ گورنمنٹ پر ہمیشہ کے لیے دوالا اور افلاس کی ٹھیکا
پڑنے لگتی ہے مکافات کا اصول یقینی ہے ع از مکافات عمل غافل مشو کا سبق کسی کو یاد نہ تھا دربار
شاہی کی دور خرچیون کے لیے جمہور انام پر رعایا پر ظلم و ستم ہوتا تھا جسسے وہ خفا و رنجور و آزردہ
ہوتی تھی - اجارہ دار سپاہیون کے گروہا گروہ اس بیچاری رعایا پر چھوڑے جاتے کہ وہ عاملون کی
غارتگری کے معاون ہون جنکی صورت دیکھنے سے رعایا کی جان نکلتی تھی جب اسطرح کی جبر و تعدی
اور بالجبر استحصال زر نے ملک کو ویران تباہ کیا تو گورنمنٹ کو بعد از خرابی بصرہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ
رعایا کی تونگری اور خوشحالی ہی سلطنت کی دولت و مال کا اصلی مخزن ہے مگر اس سبق کو بھی گورنمنٹ نے
یاد نہ رکھا آمدنی ملک گھٹتی گئی مگر اسکے متناسب دربار کی فضول خرچی کم نہ ہوئی اور کوئی منتظم نظام نہین داخل
کیا گیا بجائے اسکے ہر نئے سال مین یہہ کمبخت ملک مین نہایت بدانتظامی اور بدعملی پاؤن پھیلاتی گئی
جب اس بدحالی پر مدت گذری تو برٹش گورنمنٹ ان خرابیون کے علاج کی طرف متوجہ ہوئی جو ملک کو
تباہ و برباد کر رہی تھین - اسنے نوابون کو صلاح و مشورہ دیئے پند و نصائح کیئے اپنی ناراضی ظاہر
کی تنبیہین کین مگر ان کا کچھ اثر انپر نہ ہوا وہ چکنے گھڑے تھے لارڈ کورنوالس اور سر جان شور نے
نواب کو بہت کچھ سمجھایا اور پند و نصائح کین مگر کان پر اس کے جون نہ سرکی آخر کو ایک اور ہی مزاج و طبیعت کا

لارڈ ولزلی کی مداخلت [illegible] اودھ

مدبر ملکی نمودار ہوا جسکا آگے ذکر ہوتا ہے۔

لارڈ ولزلی کے دل کی ہر رگ مین حکومت شخصی بیٹھی ہوئی تھی مگر انکی یہہ حکومت شخصی عدل و انصاف کے ساتھہ تھی وہ لیاقت و قابلیت کامل اور طبیعت مستقل رکھتے تھے اور غلطی و خطا کمتر کرتے تھے انہون نے اودھ کی سلطنت پر حملہ توجہ کیچہ اس سبب سے نہین کی کہ اسکی گورنمنٹ خراب تھی اور اسکی رعیت تکالیف و مصائب کے بلا مین مبتلا تھی بلکہ اس سبب سے کہ یہہ ملک ایسا تھا کہ گیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کی سلامتی کے لیے ایک حصن حصین ہوتا یا خوف و خطر کا مستعد ہوتا جسکی طوفان خیزی برٹش گورنمنٹ کو بالکل ڈبو دیتی اس مجمل بیان کی تفصیل آگے ہوتی ہے لارڈ ولزلی کی آمد سے تھوڑے دنون پہلے زمان شاہ بادشاہ کابل جسکا صعود ترقی قوم اقبال کا ستارہ تھوڑے دنون کے لیے چمک رہا تھا وہ اپنی نخوت اور قوت کے سبب سے ایسے بڑے بڑے ارادے و عزم کر رہا تھا کہ جنکے پورا کرنے کی قابلیت نہین رکھتا تھا وہ ہندوستان مین انگریزی حکومت کو اضطرار اور اضطراب کے مزمنہ مرض مین مبتلا رکھنا چاہتا تھا پہلے اس سے کہ نئی صدی کی ایک سال کی عمر ہنوز نہین ہوئی تھی ۔ زمان شاہ کا خوف اگر کچھہ اصل رکھتا تھا بالکل جاتا رہا تھا مگر اسکے از سر نو پیدا ہونے کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس زمانہ مین افغانون کی قوت کا تخمینہ تعجب خیز مبالغہ کے ساتھہ کیا جاتا تھا مگر اصل حقیقت یہہ تھی کہ سرحد سے پرے مسلمانون کی یہہ قوت دھمکانے والی اور ڈرانے والی تھی وہ فقط یہی منصوبے نہین باندھتی تھی کہ ہندوستان پر حملے کیجیے بلکہ وہ ہندوستان کے مسلمان حکمرانون کو اکسا کر ان کے ساتھہ کافر غاصب فرنگیون کے ساتھہ جہاد کرنے کا ارادہ رکھتی تھی اس زمانہ مین اودھ مین سعادت علی مسند نشین تھا وہ انگریزون کا دوست تھا اور ان ہی کا نواب بنایا ہوا تھا مگر وزیر علی جسکا وہ جانشین ہوا تھا وہ انگریزون کا دشمن تھا اس نے زمان شاہ سے سازش کی اگر وہ آتا تو اسکا وہ خیر مقدم ہی نہین کرتا بلکہ وہ افغانون کی سپاہ کو اپنے قلمرو مین دولت سے بڑی مدد کرتا اس زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے پیچھے جو یہہ خوف لگے ہوئے تھے انکی نہ مین نپولین اول کی اولوالعزمیون اور بلند نظریون کے اندیشے بھی دامنگیر تھے بہرحال یہہ صحیح پولیسی تھی کہ اودھ کو زور آور بھلائی کے لیے اور کمزوری کی بُرائی کے لیے کیجیے اس کام کے سرانجام دینے کے لیے ضرور تھا کہ بادشاہ کی بہت سی ہندوستانی سپاہ جو بیڈھنگی اور بد قواعد تھی اور اس کو تنخواہ وقت پر نہین ملتی تھی اور وہ لیڈرون کے گروہون مین منقسم ہو گئی تھی اور دونو بادشاہ اور رعیت کیلیئے

یکسان خطرناک تھی وہ موقوف کی جائے اور اسکی بجائے برٹش سپاہ رکھی جائے بالفعل نواب وزیر
انگریزون کو چھتر لاکھ روپیہ سالانہ سپاہ کے خرچ کی بابت دیتا تھا اگرچہ نواب اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر
راضی تھا جسکے سبب کچھ بچت اسکو ہوتی مگر وہ برٹش محافظ فوج کے خرچ کے مقابلہ مین پاسنگ کی برابر نہ
تھی نواب اودھ پر اس خرچ کا بار پچاس لاکھ روپیہ سالانہ کا اور اضافہ ہوتا تھا بیچارہ نواب پہلے ہی خرچون
سے بڑا زیربار ہو رہا تھا اور اسکو اچھی طرح ادا نہین کر سکتا تھا لارڈ ولزلی کو یہی توقع تھی بلکہ ان کی آرزو
بھی یہی تھی پس اگر وزیر روپیہ نہین ادا کر سکتا تھا تو روپیہ کے عوض مین ملک دینا چاہیے تھا سکے
پاس ملک ایسا تھا کہ جسکو وہ ہمیشہ کے لیے سرکار کو دے سکتا تھا جسکی آمدنی سے وہ روپیہ
ٹھیک وقت پر بخوبی ادا ہو جاتا جو سپاہ محافظ کے خرچ کے لیئے دیا جاتا تھا پس گورنر جنرل
نے ایک عہدنامہ تیار کیا جسمین انہون نے اپنے اضلاع مطلوبہ کو لکھا کہ نواب سرکار کمپنی کو دے
نواب اس سے رنجیدہ خاطر و آزردہ دل ہوا مگر اس بیچارہ کو انگلش سلطان کی مرضی کے ماننے کے
سوا کوئی اور چارہ نہ تھا نیئے عہدنامہ پر اسنے دستخط کر دیئے اور ایک کروڑ ۳۵ لاکھ روپیہ کی
آمدنی کا ملک حوالہ کیا اب اس مین انگریزی عملداری کے انتظام ہونے سے پہلے کی نسبت تقریباً
دوچند آمدنی ہو گئی۔ اب اس عہدنامہ کے موافق جسپر دونو گورنمنٹون کے دستخط ہو گئے نواب وزیر پر
لازم ہو گیا تھا کہ اپنی باقی ممالک مین ایسا نظم و نسق کرے کہ جسسے رعایا مرفہ الحال ہو اور سارے باشندون
کی جان و مال کی محافظت ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے افسرون سے صلاح و
مشورہ لیکر انتظام کے کام کرے لارڈ ولزلی جانتے تھے کہ بہت کم امید ہے کہ یہہ شرائط پوری
ہونگی انہون نے فرمایا کہ مجھے خوب اطمینان حاصل ہے کہ صوبہ اودھ تباہی اور بربادی سے جب تک
نہین بچ سکتا کہ اس ملک کا سول اور ملیٹری انتظام بالکل سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل نہ ہوا اور
بادشاہ اور اسکے خاندان کی پرورش کے لیئے شاہانہ ملت ہر دو دیا جائے جو انتظام انہون نے
کیا تھا اسکا شکستہ ہونا خود انہون نے اپنے آگے دیکھ لیا اور انکو یقین تھا کہ چند سال کے اندر کل ملک
اودھ کا انتظام سرکار کمپنی کے ہاتھ مین منتقل ہو جائے گا مگر انہون نے اس باب مین اپنے جانشینون کے
اعتماد کو محسوب نہین کیا لہٰذا اسکے سبب سے اس انتقال مین کتنا التوا ہو گا اس تحریر کے بعد وہ خود
نصف صدی تک جیتے رہے مگر یہہ عہدنامہ ان کا ان کے بعد بھی بہت دنون تک نہ رہا

اگر خالص ہندوستانی انتظام مین اودھ کے لیئے بھلائی کی کوئی امید تھی تو وہ نواب وزیر سعادت علی کے زمانہ حکومت مین تھی اسلیئے کہ وہ بڑا آدمی نہ تھا اور نظم و نسق کے معاملات عظیمہ مین روشن خیالات رکھتا تھا مگر یہہ موقع بھی ہاتھہ سے جاتا رہا۔ انگریزی افسرون کے صلاح و مشورے نے رعایا کے حق مین کوئی بھلا کام نہین کیا مگر انگریزی سنگینون اور ہتھیارون نے رعایا کو جو کام اپنی بھلائی کا کرسکتی تھین اُسے نہین کرنے دیا اسکے ملک کی حالت بد سے بدتر ہوگئی بلکہ بدتر سے بھی زیادہ بدتر۔ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل اور ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آیا ایک نواب وزیر کے بعد دوسرا نواب وزیر مسند نشین ہوا لیکن برائیون کے سیلاب مین تیرگی و کدورت کا عمق بڑھتا گیا۔

گو اودھ کے نواب وزیر بے شک بدچلن و بدکار تھے مگر وہ سرکار کمپنی کے بڑے صادق وفادار دوست تھے وہ اپنی رعیت اور آدمیون کے ساتھہ جھوٹے تھے مگر وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ سچے تھے۔ نہ انہون نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ علانیہ عداوت کی نہ وہ اسکے برخلاف کسی سازش و دغابازی مین مخفی شریک ہوئے انہون نے گورنمنٹ کی خدمات عظیمہ بھی کین انہون نے جنگ کے وقت انگریزی سپاہ کے لیئے غلہ کی رسد رسانی اور بار برداری کے لیئے جانور بہم پہنچائے اور سب سے بڑھ کر یہہ کام کیا کہ زر نقد اس حالت مین عنایت کیا کہ اسکو بہت تھوڑا قرض گورنمنٹ کا دینا تھا۔ لکھنؤ کے خزانہ مین روپیہ تھا اور کلکتہ کے خزانہ مین روپیہ نہ تھا ایسے وقت مین انگریزی حکمرانون کو نواب وزیر سے روپیے مانگنے کی ضرورت تھی لارڈ ہیسٹنگز ایک جنگ عظیم لڑ رہا تھا جس مین بہت روپیے کی ضرورت تھی دو کروڑ روپیہ انکو اپنی مہم عظیم کے سرانجام کرنے کے لیئے درکار تھا وہ عین وقت پر نواب وزیر نے دیدیا جسکے عوض مین برٹش گورنمنٹ نے اس کو خطابات اور ملک عطا کیئے اس مبارک وقت مین انگریزون کی فتح نیپال کی لڑائی کا خاتمہ ہوا اور اس کے سبب سے پہاڑون کے نیچے ترائی کا ملک ان کے قبضے مین آیا۔ پس یہہ نیپالیون کا ترائی کا ملک نواب وزیر کے ہاتھہ ایک کروڑ روپیہ کو سرکار کمپنی نے بیچ ڈالا۔ نواب کے ملک سے یہہ ترائی کا ملک ملا ہوا تھا اور نواب وزیر غازی الدین حیدر کو بادشاہ کا خطاب عطا کیا گیا پہلے وہ دہلی کے بادشاہ کا وزیر تھا اب سرکار کمپنی کی شفقت و مرحمت سے دہلی کے بادشاہ کا مقابل

ہوگیا۔ اوپر کے دو کروڑ قرض مین سے ایک کروڑ تو ترائی کا ملک دیکر ادا ہوا اور دوسرے کروڑ کے عوض مین وثیقے دیئے گئے جنکا سود بطور پنشن کے امرا کو ملنے لگا اسطرح یہہ روپیہ سرکار کمپنی کی امانت مین آکر محفوظ ہوگیا جسکو امرا بہت غنیمت سمجھے کہ وہ ان کے ہندوستانی آقاؤن کی بے ٹھکانے داد و دہش سے نکل گیا اودھ کی بدعملی کی تاریخ لکھنے کے لیئے تو ایک دفتر چاہیئے اسکی گنجائش اس مختصر مین نہین ہے اس مین فرمان روا ایک ہی نوع کے ہوئے وہ خود بدی کرنے مین ایسے چست چالاک نہ تھے جیسے کہ بدی کرنے کے خاموش اجازت دینے والے تھے۔ وہ اپنی رعیت کے حال سے بےپروا تھے مگر انکی مصیبت و تکلیف سے خوش ہونے والے نہ تھے۔ اودھ کے فرمان روا خواہ نواب وزیر ہون یا بادشاہ ہون ظلم و قہر کرنے کی توانائی نہین رکھتے تھے وہ سادہ لوح بھولے بھالے تھے جسطرح سے کہ سلطنت کے کام چلتے اسطرح وہ چلنے دیتے تھے وہ خود تو عیش کے بندے تھے شہوت پرستی و ہوا و نفسانی و گناہ گاری مین مستغرق تھے مگر ظالم و جفاکار نہ تھے انکی حالت ایسی بدل جاتی تھی کہ اس سے دہشت لگنی تھی انہون نے اپنے تئین فرمساقون اور بدکارون کے حوالہ کردیا تھا جب تک یہہ بدافعال انکی خواہشہاے نفسانی کا اہتمام اچھی طرح کرتے وہ ان سے خوش رہتے اور ان کے کامون کی مزاحمت نہ کرتے سلطنت کے کامون کو وہ اپنے عیش و عشرت مین مخل جانتے۔ کھلی رشوت کا بازار گرم تھا عدالت کے عہدے اور اور جاہ و منصب فروخت ہوتے تھے ستار نواز قوال ڈوم ڈھاڑی فرمساق بھانڈ اور اسی قسم کے آدمی بڑے بڑے عہدہ دار ہوتے تھے۔ دار السلطنت مین تو بڑے گلچھرے اڑتے تھے اور بڑے عیش و عشرت ہوتے تھے مگر اس سے باہر ہر طرح کے ظلم و ستم بیکس بیچاری رعیت پر اسلیئے ہوتے تھے کہ وہ دربار شاہی کی عیاشی و بدکاری کے لیئے روپیہ دے رہی ان ٹھیکہ دارون متاجرون کو دی جاتی جو اسکے لیئے زیادہ روپیہ دیتے پھر یہہ متاجر اپنا روپیہ کا شتکارون کا گلا دبا کے لے لیتے اور کوڑی کوڑی جو دے سکتے نچوڑ لیتے اگر ان بالجبر تحصیل زر کی داد فریاد ہوتی تو وہ رشوت دینے سے دب جاتی اور ٹھیکہ دارون کے تعدی کا خزانہ شاہی کے حوالہ ہوتا دن مار کے قتل عمد کی طرح ہوتے اور ٹھگی اور ڈکیتی ہوتی سرکش زمینداروں کی سرکوبی کے لیئے اکثر انگریزی سپاہ بلائی جاتی اور زیادہ انگریزی [illegible] سے حاصل کیا جاتا۔ نواب وزیر یا بادشاہ حکمرانی اور فرمانروائی

کے برقرار رہنے کے لیئے سرکار کمپنی کو پشت پناہ جانکر اپنے زنانہ خانہ مین چین سے پڑے ستار بجاتے اور
پھون کی تانین اڑاتے اور ملک کی کچھ خبر نہ رکھتے کہ اس مین آگ لگ رہی ہے وہ عیش کرنے ہی کو
اپنی بادشاہی کا فرض سمجھتے اور اسکو ادا کرتے تھے برسون اسی طرح گذر گئے کہ رزیڈنسی سے سپریم گورنمنٹ
کی کونسل مین بڑی خوفناک بدعملی کی حکایات بھیجی جاتین بادشاہ سے رزیڈنٹ شکایت آمیز گفتگوئین
کرتے گورنر جنرل اول اپنی رائین مخالفانہ ظاہر کرتے پھر ان ہی رائیون کو دھمکیان بنا دیتے وقتاً فوقتاً اودھ
کے بادشاہون کو لکھا گیا کہ اگر وہ ملک کے انتظام کی فوراً اصلاح عظیم نہین کرین گے تو برٹش گورنمنٹ جو
سب سے اعلے حکومت بھی ہے کل معاملات سلطنت اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور بادشاہ کو
اپنا پنشن خوار بنا دیگی جو برائے نام بادشاہی نشان رکھیگا۔

لارڈ ولیم بنٹنگ عملاً ونظراً عدم مداخلت کے اصول کے سب سے زیادہ حامی تھے کہ کوئی اور
ان سے زیادہ نہ تھا مگر سلطنت اودھ کے معاملات مین انکو بھی یہہ انصاف معلوم ہوا کہ مداخلت
ضرور کی جائے وہ اکتوبر ۱۸۳۱ء مین خود لکھنؤ گئے اور انھون نے شاہ اودھ سے بہت صاف صاف
شدومد سے زبانی کہا کہ اگر اودھ مین جن اصول انتظام کی ابتک پیروی کی گئی ہے ان کو چھوڑکر
ان اصولون کی پیروی نہ کی جائے گی کہ جنکا مقصود اعظم یہہ ہو کہ رعیت کی آسودگی اور بہبودی ہو تو
کرناٹک اور تنجور کی ریاستون کی طرح سرکار کمپنی سلطنت کے کاروبار کو اپنے ہاتھ مین لے لیگی اور
بادشاہ کو ایک قیدی شاہ بنا دیگی یہہ کہنا صرف زبانی سرسری نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انڈیا کے عین
مطلب کا اظہار نہایت سوچ بچار کے ساتھ تھا اور بادشاہ کے دل پر اس بات کے زیادہ نقش پذیر ہونے
کے لیئے اوپر کا مضمون ایک مراسلہ مین لکھکر اس کے پاس بھیجدیا گیا۔ مگر نہ اس تقریر نے نہ اس
تحریر نے بادشاہ پر کچھ اثر کیا اسنے تو پہلے سے بھی زیادہ اپنے تئین ارباب نشاط کے حوالہ کر دیا اور عیاشی
مین سر تا پا ڈوب گیا اور پہلے سے زیادہ بے حیا ہو گیا کہ لکھنؤ کے بازارون مین بدمست ہو کر پھرتا۔
اسکے اولیاء دولت کی رشوت ستانی نے اور بھی ملک مین بدنظمی اور بدعملی کو پھیلایا۔ اب نازک زمانہ آگیا تھا
دربار اودھ سے یہہ مراسلت کی گئی کہ ملک اودھ کی سلطنت لے لینے کے لیئے ہوم گورنمنٹ سے
ہدایتین آگئی ہین انکی تعمیل مین فقط اس سبب سے التوا کیا گیا ہے کہ اب تک یہہ امید چلی جاتی ہے
کہ ان کے عمل مین لانے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ اب سوال یہہ تھا کہ کس طرح سے برٹش گورنمنٹ نظام کو

اپنے ہاتھ مین لے لے اور وہ کس طرح مداخلت کرے کہ جس سے ملک کی ترقی ہو؟ اسپر بہت غور وخوض کے بعد یہہ تجویزین پیش ہوئین - اول برٹش گورنمنٹ اپنی طرف سے ایک وزیر منتخب کرکے مقرر کرے اور اس کے توسل سے رزیڈنٹ حکمرانی کرے دوم موجودہ بادشاہ کو معزول کرکے اسکی جگہ دوسرا بادشاہ بٹھایا جائے جس سے یہہ امید ہو کہ وہ اچھی طرح بادشاہی کریگا سوم ملک مین بالکل برٹش انتظام کردیا جائے اور آمدنی ملک مین بعد خرچ کے جو بچت ہو وہ بادشاہ کو دے دی جائے - چہارم بالکل ملک کے انتظام کو برٹش گورنمنٹ اپنے ہاتھ مین لے لے اور بادشاہ کو برائے نام بادشاہ رہنے دے اور ملک کی آمدنی مین سے اسکو ایک حصہ دیا کرے - پنجم سرکار کمپنی کے ملک مین اودھ الحاق کیا جائے اور بغیر لحاظ ملک کی آمدنیون کے چند لاکھ روپیے سالانہ بادشاہ کو دئیے جائین - اس زمانہ مین جو بڑے بڑے مدبر ملکی ہندوستان مین تھے ان سے اس باب مین رائین طلب کی گئین مالکم اور مٹکاف نے آزادانہ گفتگوئین کین اوپر کی تجاویز مین سے مداخلت کی پہلی تجویز نہایت نرم تھی لیکن اسکو دو سول اور ملٹیری افسرون نے ناپسندیدہ نفرت انگیز اور عملاً کل مداخلت کے لیے مضر مخرب بتایا انکے نزدیک بہتر تھا کہ ایک نیا بادشاہ تخت نشین کیا جائے اور ملک کا انتظام خود اپنے ہاتھ مین لے لیا جائے لیکن یہہ زمانہ ایسا تھا کہ اس مین ہندوستانی حکمران خاندان بالکل برے نہین سمجھے جاتے تھے اور انگریزون کی آنکھون مین ہندوستانی قوانین آئین بالکل [illegible] نہ تھے کچھ وقعت رکھتے تھے اس وقت یہہ خیال کیا گیا کہ اودھ کا انتظام لے لیا جائے اگر اپنے لیے نہین تو بہتر یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ بادشاہ اودھ کی ٹرسٹی (ذمہ دار) [illegible] جب ہندوستانی قوانین آئین کے اسکے ملک کا انتظام ہندوستانی افسرون کے ذریعے کرے اور آمدنی کا ایک روپیہ تک بھی بادشاہی خزانہ مین نہ داخل کرے -

ولیم بنٹنک کی یہہ تجویز تھی - دیانتداری اور عدل پروری مین کوئی دوسرا اسپر سبقت نہین رکھتا تھا وہ ولایت مین [illegible] کورٹ ڈائرکٹرز اپنی پرانی روایتون کے سچے پابند تھے [illegible] کے لیے تیار نہ تھے اپنے ایجنٹون کی اعانت کرنے مین آہستہ رو تھے انھون نے [illegible] اس باب مین ہندوستان مین بھیجے ان کے اکثر حصے اعمال مین ایسے ممتاز تھے

کہ قابل ستائش تھے بے شک بعض اوقات انہیں ایسی صاف دلی اور صداقت پائی جاتی تھی
کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے مصنفوں نے کوئی لاگ لپیٹ اور اینچ پینچ نہیں کیا اب انہوں نے اودھ کے
معاملے کے چہرہ کو خوب اچھی طرح دیکھا باوجود مایوس ہونے کے پھر بھی یہہ امید تھی کہ کچھ بہتر حالت میں
وہ ہو جائے ولیم بن ٹنک کے مراسلہ کے آنے کے بعد بھی ایک سال گذر گیا اور ایک سال
اور اس سے پہلے گذر چکا تھا کہ احکام ۱۶ جولائی ۱۸۳۴ء کو ایک مراسلہ میں بھیجے گئے جنمیں
اودھ کے کل معاملے کے فیصلہ کرنے کے لیئے صاف صاف بیان کیا گیا کہ ملک کی حالت قابل
افسوس و رحم ہے جسسے ہمارے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ایک تبدیلی عظیم کے وسائل کا
پیدا کرنا اب ہم پر واجب و فرض ہے ہم نے پہلے بھی اقرار کیا تھا اور اب بھی اقرار کرتے ہیں کہ
رعایا پر جو مصائب واقع ہوئے اسکا سبب یہہ ہے کہ ہم نے ظلم و ستم کی حمایت و اعانت کی
اور مظلوموں کو ظالموں کا مقابلہ کرنے نہیں دیا ایک مدت تک پادشاہی افسروں کی امداد ہماری
سپاہ کرتی رہی کہ وہ زر مالگذاری وصول کریں جس سطح وہ زیادہ ستانی اور کینہ وری کے
آلات تھے اور اب تک ہماری سپاہ موجود ہے کہ اودھ کی بری گورنمنٹ کے سبب سے جو
فتنہ و فساد برپا ہوا اسکو فرو کرے اس سبب سے ہم پر فرض و واجب ہوا کہ ایسی تدابیر اختیار کریں
کہ ملک کی موجودہ خرابیوں میں کمی ہو گو وہ معدوم نہ ہوں - یہہ امر تحقیق تھا کہ کچھ کیا جائے مگر سوال
یہہ تھا کہ وہ کچھ کیا کیا جائے؟ ملک کی بالکل بربادی کے انتظام میں برٹش گورنمنٹ بیٹھ نہیں
سکتی تھی یہہ تجویز تھی کہ جو کچھ کیا جائے وہ بادشاہ کی منظوری سے کیا جائے یہہ تجویز ظاہر کی گئی
کہ بادشاہی سارا اعزاز و احترام سابقہ باقی رکھا جائے اور ملک کی آمدنی ملک کی ترقی اور انتظام میں
خرچ کی جائے اور ایک وظیفہ مقررہ بادشاہ کو دیا جائے ٭
اسوقت میں لکھنؤ میں کرنیل لو صاحب رزیڈنٹ تھے کورٹ ڈائرکٹرز کا مراسلہ کہ گورنمنٹ
اودھ کی تھوڑے دنوں کے لیئے لے لی جائے ان پاس پہنچا جسکے مضامین کو انہوں نے
نظر غور سے مطالعہ کیا اور تجویز مذکورہ کو بالکل پسند کیا ان کے نزدیک وہ بہت اچھی تھی اسمیں
انسانیت اور اعتدال دونو تھے برٹش گورنمنٹ کی خود غرض پذیری اور آئندہ بینی شامل تھی
مگر انکو یہہ یقین تھا کہ وہ غلط سمجھی جائیگی انہوں نے کہا کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت اس معاملہ میں خواہ

کیسی ہی نیک و پاک صاف ہو مگر سب ہندوستانیون کو یہہ یقین ہوگا کہ انگریزون نے اپنے لیئے اودھ
کو لے لیا اسلیئے انہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح تبلائی کہ بالفعل جو پادشاہ نصیر الدین حیدر ہے وہ معزول
کیا جائے اور اسکی جگہہ دوسرا پادشاہ مقرر کیا جائے اور اس تخت نشینی مین ایک روپیہ اور ایک ایکڑ
زمین نہ لی جائے تو پھر اس مین کسی خیبہ کے ہونے کا شبہ نہ پیدا ہوگا۔ انہون نے یہہ لکھا کہ مین جس
بات کی سفارش کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ جو شخص وارث تخت و تاج ہو وہ پادشاہ بنایا جائے اور اسکو
پورے اختیارات پادشاہی دیئے جائین اور ملک مین اسکے آئین قوانین مروجہ جاری رہین انکو
یقین تھا کہ وارث سلطنت جو معزول پادشاہ کا جانشین ہوگا اسکے خصائل نیک ہین ان بادشاہون
کی تبدیلی سے کار و بار سلطنت کی تدابیر مین تبدیلی ہو جائیگی۔ یہہ انصاف ہے کہ اس تجربہ کا امتحان کیا جائے
ہنوز کورٹ ڈائرکٹرز کی مرضی کے موافق گورنمنٹ ہند نے کوئی کام نہین کیا تھا کہ لو صاحب نے
جس تجربہ کی فرمایش کی تھی اسکا موقع خود بخود پیش آگیا کہ نصیر الدین حیدر اپنی بسیار نوشی سے یا زہر
دینے سے مر گیا جسکا حال ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ لو صاحب کی حسن تدبیر سے لکھنؤ مین
شور و شغب زیادہ برپا نہین ہوا گورنمنٹ کی منظوری سے بادشاہ کا چچا بادشاہ ہوگیا اگرچہ وہ بوڑھا
تھا مگر اس ضعیفی مین بھی وہ بڑا معزز و مکرم سمجھا جاتا تھا اسطرح اودھ کی گورنمنٹ کو زندہ رہنے
کی اور مہلت مل گئی۔

اسوقت ہندوستان مین لارڈ آکلنڈ گورنر جنرل تھا نیا بادشاہ جانتا تھا کہ مین بالکل
ساختہ و پرداختہ برٹش گورنمنٹ ہی کا ہون اسلیئے اسنے ایک نئے عہدنامہ پر دستخط کرنے کا
اقرار کر لیا یہہ امر واقعی سب پر ظاہر تھا کہ پہلے عہدنامہ کے معاہدے تھے وہ روز بروز سال
بسال تہائی ہمدی سے برابر ٹوٹتے چلے آتے تھے ملک مین بدنظمی کا ہونا ایک عہدشکنی مخفی
چلی آتی تھی جو شخص نیک فہم اور انصاف پسند ہے اسکے نزدیک یہہ امر مشتبہ ہے کہ اودھ کی
بدنظمی کے لیئے برٹش گورنمنٹ اودھ کی گورنمنٹ سے کیون زیادہ اسکا جوابدہی ہو جو عہدنامہ مین ناکامیابی کی خبر موجود تھی کہ
خود مصنف عہدنامہ کا اچھی طرح جانتا تھا کہ اسکی شرائط کا پورا ہونا ناممکن تھا۔ ایک عہدشکنی پر دوسری
عہدشکنی یہہ اور ہوئی کہ بادشاہ نے اپنی ہندوستانی سپاہ اس تعداد سے زیادہ بھرتی کر لی
جسکی برٹش گورنمنٹ نے اسکو اجازت دی تھی اس ہندوستانی سپاہ کی نوبت لو صاحب کے بیان

ستر ہزار سپاہیون پر پہنچ گئی تھی یہہ برائی ایسی نہ تھی کہ جسکی اجازت برٹش گورمنٹ آیندہ کے لیئے
دیتی اس پر تعجب تھا کہ اتنے دنون تک اسنے اجازت دی اسلیئے اب یہہ نیا عہدنامہ ہوا کہ
ملک کی بدنظمی وابتری کا علاج خود ہندوستانیون کے ہاتھ سے کرایا جائے اسکی شرائط یہہ
تھین کہ اگر آیندہ ملک مین بدعملی جاری رہیگی تو برٹش کو یہہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ ملک کے سارے
چھوٹے بڑے مقامات مین اپنے انگریزی افسر حکمرانی کے لیئے متعین کردے اور پرانی ہندوستانی
سپاہ موقوف کردے اور اسکی بجائے ایک نئی سپاہ جسکے افسر انگریز ہون نوکر رکھے جسکا خرچ
بادشاہ کے ذمے ہو۔ مگر آمدنی ملک مین سے برٹش گورمنٹ کو ایک کوڑی کو بھی ہاتھ لگانا
قسم ہے۔ آمد و خرچ کا حساب کوڑی کوڑی کا لکھا جائیگا اور جو بچت ہوگی وہ خزانہ شاہی مین داخل
کردی جائے گی۔

اکثر صحیح تاریخون مین یہہ نقل کیا جاتا ہے کہ اس ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کا استقلال اسطرح ہوا کہ
برٹش گورمنٹ کو درو زہ اٹھا اور سب سے اعلی گورمنٹ نے اپنے ہاتھون سے کچے بچے کو مار کر
پہلے اس سے کہ وہ پورا پیدا ہو نکال کر پھینک دیا ہوم گورمنٹ نے قطعاً اس عہدنامہ کو نامنظور
کیا اور خاص کر اس دفعہ کو جسمین نئی فوج کے بھرتی کرنے کا ذکر تھا اور اسکے سبب سے سولہ لاکھ روپیہ
سالانہ کا خرچ خزانہ اودھ پر پڑتا تھا اسنے دیانت و صداقت کے پاکیزہ منطق کے موافق یہہ دلیل
بیان کی کہ ۱۸۰۱ء کے عہدنامہ کے موافق سرکار کمپنی نے ملک کی محافظت اپنے اوپر واجب و
لازم کی ہے بادشاہ سے ملک کا بڑا حصہ خاص اس غرض سے لیا گیا ہے کہ اودھ کی محافظت
کے لیئے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہوگی اسکا خرچ سرکار کمپنی کو دینا چاہیئے نہ بادشاہ کے ذمے پڑنا
چاہیئے لیکن صرف ان ہی بناؤن پر عہدنامہ پر اعتراض نہین کیا بلکہ سچی بات یہہ ہے کہ چند سال
پہلے کورٹ ڈائرکٹرز نے گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ وہ ایسی ہوشیاری کے ساتھ جس مین کوئی
خرابی نہ ہو اختیار رکھتا ہے کہ اودھ کی بدنظمی کے باب مین جو مناسب اور لے جانے وہ کرے یہانتک
اسکو اختیار ہے کہ اودھ کی عنان سلطنت کو کچھ مدت کے لیئے اپنے ہاتھون مین لے لے
لیکن یہہ اختیارات اس زمانہ مین دیئے گئے تھے کہ چند سال سے نصیر الدین حیدر کی بادشاہی کی
بداطواری تجربے مین آچکی تھی اب ہوم گورمنٹ کو یہہ حال معلوم ہوا تھا کہ نیا بادشاہ نیک خو ہے

اسلیئے اسکی مستحکم رائے یہ تھی کہ اس بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت جو عہدنامہ موجود تھا اس کی شرائط کے موافق اسکی بادشاہی کا امتحان اچھی طرح کیا جائے اسواسطے ہوم گورمنٹ نے صرف ایک ہی دفعہ کو نہین بلکہ کل عہدنامہ کو نامنظور کیا لیکن اس کے ساتھ یہہ بات بھی چاہی کہ اس عہدنامہ کی نامنظوری کا اظہار زیادہ تر گورمنٹ ہند کے فضل و کرم کے پیرایہ مین کیا جائے۔ یہہ نہ معلوم ہو کہ انگلنڈ نے اسکو قطعی بغیر کسی شرط کے نامنظور کیا ہے اسنے گورنر جنرل کو اختیار دیا کہ وہ اپنی ہوشیاری سے جس مین کوئی خطا نہ ہو اس عہدنامہ کی نامنظوری کو دربار لکھنؤ پر ظاہر کرے۔ جب گورنر جنرل پاس یہہ احکام آئے تو وہ بڑا پریشان خاطر ہوا اودھ کے لیئے نئی سپاہ کے مرتب کرنے کے انتظامات ایسی حد پر پہنچ گئے تھے کہ وہ ملتوی نہین ہو سکتے تھے یہہ وقت وہ تھا کہ جنگ افغانستان کی تخم پاشی ہو چکی تھی خوف کا گمان تھا مشکل دَر پیش تھی اودھ کی آئینی سپاہ مین سے کچھ سپاہ کی ضرورت تھی کہ وہ میدان جنگ مین جا کر انگریزون کا کام کرے اور اس صورت مین ضرور تھا کہ امدادی سپاہ کی بھرتی روکی نہ جائے لیکن سرکار نے اسکا خرچ اپنے ذمے لے لیا گورنر جنرل نے بادشاہ کو خط لکھا کہ برٹش گورمنٹ نے یہہ فیصلہ کر لیا ہے کہ حضور کو خرچ سپاہ کی تکلیف نہ دیجائے اس لیئے کہ ملک کی حالت موجودہ ایسی ہے کہ اگر خرچ سپاہ بادشاہ سے لیا جاوے گا تو رعایا سے روپیہ کی اسقدر زیادہ ستانی ہوگی جسکی وہ متحمل نہین ہو سکیگی گورنر جنرل کو قوی امید ہے کہ آمدنی ملک جو خرچ سپاہ کی موقوفی کے سبب سے بچیگی وہ ان دو کامون مین کام آویگی۔ اول رعایا پر وہ محصول معاف کیئے جائین گے جنکے بوجھ کے نیچے وہ پسی جاتی ہے۔ دوم اس سے نفع رسان پبلک ورکس تعمیر کیئے جائین گے۔ لیکن اس خط مین کچھ ذکر عہدنامہ کی نامنظوری کا نہ تھا اور نہ رزیڈنٹ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ بادشاہ یا وزیر سے بروقت ملاقات اسکا ذکر کرے گورنر جنرل کو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ ہوم گورمنٹ کو ایسی ترغیب دی جائیگی کہ وہ عہدنامہ کی شرائط کو منظور کر لین گے جنمین سے امدادی سپاہ کی شرط خارج کر دی جائیگی اس لئے اس نے ہوم گورمنٹ کے احکام تسلیم کرنے مین تامل کیا کیونکہ اس مین گورنر جنرل کی حکومت کی خفت ہوتی تھی لیکن یہہ غلطی تھی بلکہ غلطی سے بڑھ کر

اس مین خرابی تھی اسمین اخلاقی جرأت نہین ظاہر ہوتی تھی جسکا بچاو درست ہوتا یا معاف ہوتا
آسانی سے نہین ہو سکتا تھا۔ ہوم گورمنٹ اسی عہدنامہ پر قایم رہی کہ شروع صدی مین لارڈ
ولزلی کے عہد مین ہوا تھا اسنے اسکے بعد جو عہدنامہ ہوا اسکو کبھی تسلیم نہین کیا۔ عہدنامہ
۱۸۳۷ع کی یہہ تاریخ ہی جو اوپر بیان ہوئی کسی ایک معاملہ مین بھی اسکے موافق کاروائی
نہین ہوئی پھر اسکا ذکر بھی کمتر سننے مین آیا سوا اسکے کہ جب بیس برس کے قریب گذر چکے
تو وہ عہدنامون کے مجموعہ مین غلطی سے داخل ہو گیا کچھ مدت کے لیئے خود اودھ کا ذکر بھی بہت
تھوڑا ہوا جب کسی غیر ملک کے ساتھ جنگ و نبرد مین برٹش کی توانائی اور مستعدی اور جد و جہد
منہمک ہو جاتی ہے تو اسکے ہندوستانی ریاست جو قریب الرگ ہوتی ہے ایسی تازہ و توانا موٹی
ہٹی کٹی ہو جاتی ہے کہ کسی اور حال مین نہین ہوتی اب آیندہ کچھ مدت کے لیئے انگریزون کی غیر
ملکون سے لڑائیان لڑنے کی فصل آگئی اول بڑی جنگی لڑائی افغانستان کی لارڈ آک لینڈ کے
زمانہ مین ہوئی جس مین اودھ کو بالکل لارڈ آک لینڈ بھول گئے انکے بعد لارڈ ایلن برا سندہ سے
لڑے کہ ایک چھوٹی سی فتح سے بڑی شکست کے داغ کو مٹائین مگر اس قومی خصلت پر ایک
بڑا دھبا لگ گیا اور اسکے بعد ہی مرہٹون پر وہشت ناک چڑھائی ہوئی۔ پھر ستلج کے پار سے
حملہ ہوا جسکے سبب سے سکھون سے پہلی لڑائی ہوئی جس مین لارڈ ہارڈنگ چار و ناچار بالکل مصروف
ہوئے کل لڑائیان آٹھ برس تک ہوتی رہین اور تلوار میان سے باہر رہی اور دفتر کے بستے
ہاتھ سے باہر رہے اودھ اپنی تاریکی اور بے وقری کے سبب سے سلامت رہا سوا اس کے
برٹش گورمنٹ کا خیرخواہ و نیک اندیش و ہمدرد اودھ ایسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تھا۔ اگرچہ
سعادت علی کا جمع کیا ہوا خزانہ مدت سے اڑ گیا تھا مگر پھر بھی لکھنؤ کے خزانہ کی تھیلیون مین روپیہ
بھرا ہوا تھا۔ اب امن و صلح کا زمانہ آیا تو بد نظمی صوبہ اودھ کے بادشاہون کے لیئے ایک نیا خوف
خطر پیدا ہوا۔ اس زمانہ مین کوئی تبدیلی ایسی نہین ہوئی کہ جس سے اسکی حالت بہتر ہوتی بلکہ
ان سرحدی لڑائیون کے زمانہ مین اور زیادہ اسکی بدتر حالت ہو گئی ایک بادشاہ دوسرے
بادشاہ کا جانشین ہوا جو اپنے باپ دادا کے عیش و نشاط پر رشک کرتا تھا اور اس مین اپنی طرف سے
خاص تغیرات کرتا تھا جب دو سکھون کی لڑائیون کے درمیان پر عافیت زمانہ مین لارڈ ہارڈنگ نے

اودھ کی طرف رغبت کی توجہ کی تو واجد علی پادشاہ تھا اور اس جوان پادشاہ کی سلطنت کا پہلا ہی سال تھا وہ خاندان شاہی کے خصائل کے قائم رکھنے کی ناپاک امیدین دلاتا تھا۔

مدت سے ملک اودھ مین بندگان خدا کو بدنظمی شکار کر رہی تھی اسکے انسداد کے واسطے سنجیدہ تنبیہ اور سچی شکایت مین لارڈ ہارڈنگ نے اپنی آواز بادشاہ کے سامنے نکالی۔ نوجوان پادشاہ انکی صاف نیلگون آنکھون کی چمک دمک کو دیکھ سہم گیا ان کے پند و نصائح مین ایک فضول لفظ نہ تھا نہ ان کے کہنے مین آواز مین کوئی درشتی تھی۔ انہون نے واجد علی شاہ سے صاف صاف کہا کہ گورنمنٹ اپنے لطف و کرم سے دو سال کی مہلت آپ کو دیتی ہے اگر ان دو سال کے اندر ترقی کے آثار نمایان نہ ہوئے تو برٹش گورنمنٹ کی انسانیت و مردمی کا یہہ مقتضا ہوگا کہ قطعی اور یقینی مداخلت کرکے بندوبست کا نظام ایسا داخل کرے جس سے ملک مین نیک انتظام ہو اور اودھ مرفہ حال و آسودہ ہو گورنر جنرل پہلے ہی بے خطا ہوشیاری سے ملک کے لے لینے کے اختیارات حاصل تھے پس اگر ان نصائح پر عمل نہ ہوگا تو پھر وہ اختیارات عمل مین آئین گے جن وسائل سے انتظام کی اصلاح ہوسکتی تھی انکا بالتفصیل ایک نقشہ ایک یادداشت مین پادشاہ کو خوب زور کی آواز سے سنایا گیا اور اسپر یہہ اضافہ ہوا کہ اگر اس تدبیر پر بادشاہ نے دل سے توجہ کی اور دو سال کے اندر سب خرابیون کو روکا اور دور کیا تو اسکو بالکل مطمئن ہونا چاہیئے کہ اسکی حکومت اور سلطنت کے آئین و قوانین مین کوئی خلل نہین واقع ہوگا لیکن اگر وہ اپنی پرانی بدروشی عیش پرستی مین پھنسا رہا تو پھر اسکے لیئے دوسری صورت اور اسکے نتائج موجود ہین۔

واجد علی شاہ گورنر جنرل کی اس تقریر کو سنکر ایسا سہم گیا کہ ہر چند اسنے قصد کیا کہ کچھ بولے مگر خوف کے مارے بولا نہ گیا گویائی ہی ساقط ہوگئی اسنے کاغذ کا ایک تختہ لیا اور اسپر اسنے لکھا کہ مین گورنر جنرل کا شکریہ ادا کرتا ہون آپ نے جو صلاح و مشورہ دیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ بیٹے کو دیتا ہے مین بھی سمجھ کر اسکا پاس و لحاظ کرون گا" جب گورنر جنرل کی بیٹھی سے وہ جدا ہوا تو اسکا دل ٹھکانے سے ہوا اسنے آئندہ کا کچھ خیال نہین کیا اپنے گذشتہ طریقے کو نہین چھوڑا۔ سارنگی ستار بجانے والون اور کنچنیون گویون خواجہ سراؤن نے سلطنت اس سے غصب کی اور ملک کی آمدنی کو ہضم کیا ان پاجیون کی برائیون کا اثر سب سوسائٹیون مین اور کل ملک کے حصون مین

طبلہ بجانے نقشہ بنانے شعر کہنے کے مشاغل مین بالکل منہمک ہوا اگر یہہ سارے کام اپنے
محل ہی مین کرتا تو اسے زیادہ نقصان نہ ہوتا اپنی عقلانہ خوشیون کے لیئے ایک بڑا تماشہ
گلے مین ڈالا اور لکھنؤ کے بازارون مین اُسے بجایا اور اُسنے خود مسرور ہوا اور اورون کو
محظوظ کیا اور بہت سی باتین زنانہ پنے کی اختیار کین ۔

امتحاناً جو دو سال کی مہلت دی گئی تھی وہ ختم ہوگئی تو رزیڈنٹ نے یہہ رپورٹ بھیجی
کہ اکتوبر ۱۸۴۷ء مین جو گورنر جنرل سے بادشاہ کی ملاقات ہوئی تھی
. . . . اُسوقت سے بادشاہ کی طرف سے ایسے آثار نمودار نہین ہوئے کہ
جنسے معلوم ہوتا کہ اپنی جوابدہی پر اسنے پوری آگاہی حاصل کی ہو اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ
درحقیقت مین یہہ نہین خیال کرتا کہ کبھی بھی بادشاہ اپنی بادشاہی کی جوابدہی اور ہمارے تنبیہ
کو دل مین جگہہ دے اور سلطنت کی جوابدہی و فرائض سے اس حصہ کا بار اپنے اوپر ڈالے
جو اسکے ذمے واجب لازم ہے وہ اسکو اُن پاجی کمینون کے حوالے کرتا ہے جو اسکا دل بہلاتے
ہین وہ انہین پر اعتماد و اعتبار کرتا ہے اور انہین کو اپنا مصاحب جلیس انیس بناتا ہے
بس اب وقت آگیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ اودھ کے انتظام کو از روے انصاف اپنے ہاتھہ مین
لے لے ۔ بادشاہ نے تو اپنے تئین مستوجب سزا بنا لیا تھا مگر گورنمنٹ اعلے نے سزا دینے
مین التوا کیا ۔ ہندوستان مین لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل تھے جو برنی جنگ و نبرد مین انکی
مصروف ہونے نے اودھ کی سلطنت کو بچائے رکھا ۔ پنجاب مین آگ لگنے نے لکھنؤ
کو بھلا دیا تھا ۔ سکھون کے فتح کرنے مین اور ان کے ملک کے الحاق کرنے مین برہما سے لڑائی
لڑنے مین اور انکے نتائج مین ہندوستانی ریاستون کے ضبط کرنے مین جنکا ذکر پہلے باب
مین ہوا اور اندرونی انتظامات عظیم مین (جنکا بیان آگے آئیگا) لارڈ ڈلہوزی اپنے عہد حکومت
کے آخر سال تک مصروف رہے لیکن ہر ایک شخص جو اودھ کی شامت زدہ حالت پر غور
کرتا تھا جانتا تھا کہ اب اسکے آخر دن عنقریب آگئے ہین اور برٹش گورنمنٹ اپنے فرض کے ادا کرنے مین
جو بمقتضاے انسانیت و مروت اسپر واجب ہے اب نہین جھجکیگی ۔

اسوقت لکھنؤ مین کرنیل سلیمن صاحب رزیڈنٹ تھے وہ بڑے نیک دل فیاض ہندوستانیون کی

خو بو و عادات سے خوب ماہر تھے انہون نے اودھ کی بدنظمی و بدعملی کو جتنا زیادہ دیکھا اتنا ہی
انکو یقین ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کا اعلے فرض یہہ ہے کہ ہندوستان کے سب سے زیادہ اس زرخیز حصے
کو بچائے جو ظلم و ستم سے ہندوستان مین جہنم اور محاسن اخلاق کے لیئے پاخانہ بن رہا ہے۔
سنہ ۱۸۴۹ء و سنہ ۱۸۵۰ء مین انہون نے اس ملک مین دورہ کیا۔ ہندوستان مین وہ غربا پروری مین
اور ضعیفون کے حامی ہونے مین اور غلطیون کے اصلاح کرنے مین کسی اور افسر سے درجہ دوم مین نہ تھے
وہ رعیت سے بے تکلف انکی زبان مین باتین کرتے تھے انکے دکھ درد رنج و مصیبت سے
آگاہ ہوتے تھے انکے برے بھلے احوال کو سنتے تھے ان مین یہہ کمال تھا کہ وہ جو ہندوستانیون کے
جس حال پر آگاہ ہونا چاہتے تھے وہ ہندوستانیون ہی سے صحیح صحیح دریافت کر لیتے تھے
ملک کے اندر انہون نے دورہ کیا اور ہر روز جو عجیب واقعات انکے علم مین آتے گئے
انکو اپنے روزنامہ مین لکھتے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین حد سے زیادہ بدنظمی پھیل رہی
تھی۔ رعایا کی حالت ایسی خراب ہو رہی تھی کہ کوئی ظالم بادشاہ بھی اس سے زیادہ خراب حال
نہین کر سکتا۔ کوئی حکومت کا انتظام وہان اپنا تسلط نہین رکھتا تھا جو زبردست تھا وہ کمزور کو
مارے ڈالتا تھا زبردست خاندان غارتگری کرتے اپنی گڑھیان و کوٹ بنا لیتے نوکرون کی بھیڑ کو
اکٹھا کر لیتے خوب دل کھولکر لوٹ مار کرتے انکو اپنے ارتکاب جرائم سے سزا پانے کا خوف ہی نہین تھا
جتنا بڑا مجرم ہوتا اسکو اتنا ہی اپنے محفوظ رہنے کا یقین ہوتا کیونکہ وہ اپنے لوٹ کے حصے دیکے
سزا سے بچ سکتا تھا۔ ملک مین اس سرے سے اس سرے تک تمام خرابیان دربار شاہی
کی عیاشی سے پھیل رہی تھین۔ تعلقہ دارون نے تمام ملک مین کھلبلی اور ہلچل ڈال رکھی تھی
جان مال آبرو محفوظ نہ تھی ہر جگہہ محنت و حرفہ و پیشہ کی مزدوری بلا جبر محقق تھی جب وہ آپس مین
یا گورنمنٹ کے مقامی حاکمون سے لڑتے خواہ اسکا سبب کچھ ہی ہوتا تو وہ تمام دیہات قصبات مین
جو انکی خود قوم کے نہ ہوتے بے تمیزی کے ساتھ لوٹ مار کرتے۔ نہ کوئی سڑک نہ کوئی قصبہ کوئی
گاؤن نہ کوئی مزرعہ انکے بے رحم ظالمانہ حملے سے بچتا قزاقی و قتل تو انکی تفریح طبع کے لیئے مشاغل
اور شکار تھی وہ سورون اور ہرنون کی طرح عورتون مردون بچون کو مار ڈالتے جنہون نے کبھی کوئی
انکو اذیت نہین پہنچائی تھی وہ صرف قتل اور چوری ہی نہین کرتے تھے بلکہ آدمیون کو پکڑکر مقید کرتے

تھے اور جنکے پاس بانٹنے کو روپیہ ہے انکو شکنجے مین کھینچتے جب تک کہ وہ روپیہ اپنے پاس سے یا قرض لیکر یا بھیک مانگ کر انکو نہ دیتے جب سے مینے لکھنؤ چھوڑا ہے جس ضلع مین میرا گذر سال بسال آج کے دن تک ہوا ہے شاید ہی کوئی دن ایسا گذرا ہوگا کہ مجھے زمینداروں کی اس قسم کی بے رحمیون کے ثبوت کثرت سے بہم نہ پہنچے ہون۔ یہہ بات قابل لکھنے کے ہے کہ زمانہ حال ہی مین یہہ بڑے بڑے زمیندار اپنے کمزور ہمسایون مین لوٹ مار کرکے دولت و مال و جائداد کے مالک بن بیٹھے ہین اور اپنی لوٹ مار کو اسلیئے باقاعدہ جاری رکھتے ہین کہ ان پاس جو لٹیرون کے گروہ جمع ہین انکی پرورش کرین اور اپنے مال و دولت کو بڑھائین اپر دربار شاہی بڑا مہربان ہے اسلیئے کہ وہ انکو بڑا روپیہ چٹاتے ہین۔ اور مقامی حکام سے مصالحت رکھتے ہین کہ وہ حکومت سے برسر مقابلہ نہ آئین۔

ملک اودھ کی حالت کی بابت مین کرنیل سلیمن کی یہہ رپورٹ تھی جس مین انہون نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا ہوا اور اپنے کانون سے سنا ہوا لکھا تھا اس زمانہ مین اعلے درجہ کے افسران مین اور اخبارون کے اعلے درجہ کے عام پسند لکھنے والون مین ایک جوش اٹھہ رہا تھا کہ ہندوستانی ریاستین انگریزی عملداری مین الحاق کی جائین۔ کوئی شخص نہ یہان نہ انگلستان مین اہل خدمت ایسا نہ تھا جو کرنیل سلیمن کی طرح اس انتظام الحاق کی پولیسی سے رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوتا تھا انکو صاف نظر آتا تھا کہ یہہ جو جلدی جلدی توسیع ملک کی ہوس حرص مین بڑی کوشش ہو رہی ہے اس مین کیا کیا خوف و خطر ہین انہون نے اس بابت مین بڑی واویلا مچائی مگر اسکا کچھ اثر نہ ہوا اس بڑے کام کے روکنے مین انہون نے بڑی جد و جہد کی گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو انہون نے چٹھیان لکھین۔ انکی مراسلات کی کتاب مین لکھا ہے کہ ستمبر ۱۸۴۸ء مین مین نے یہہ جرأت کی کہ حضور سے عرض کیا کہ یہہ انتظام جو ہندوستانی ریاستون کی انگریزی عملداری مین الحاق کرنے کا سب گورنمنٹ کے ملازمون کو اور عام اخبارون کے لکھنے والون کی ایک جماعت کو پسندیدہ اور بھلا معلوم ہوتا ہے اس سے مجھے بڑے خوف اور اندیشہ ہوتے ہین کہ اسکے سبب ہم پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری گورنمنٹ کا مدار بالکل ہندوستانی سپاہ پر ہوگا جب یا سپاہ یہہ دیکھیگی تو ایسے اتفاقات واقع ہو سکینگے کہ جن کے سبب وہ کل یا اسکا بڑا حصہ کسی شہید بننے و رنج پنے کے کام کرنے کے لیئے متفق ہو جائے۔ کرنیل سلیمن نے

لارڈ ڈلہوزی کو ۱۸۵۲ء مین لکھا تھا پھر وہ یہہ لکھتے ہین کہ میرے نزدیک یہہ الحاق کے منصوبے
ہماری حکمرانی کے حق مین مضر ہین اور ملک کے بہترین اغراض و فوائد کے واسطے متعصبانہ ہین -
ہندوستانی دیکھہ رہے ہین کہ ریاستون کی ضبطیان برابر جاری ہین اور انکے واسطے انعامات
اور اعزاز کے خطاب و القاب دیئے جاتے ہین وہ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ انگلنڈ
ہی ان کامون کی بالانتظام معاونت کرتا ہے اور احکام بھیجتا ہے مین خیال کرتا ہون یہہ ہندوستانی
ریاستین ہمارے لیئے پناہ ہین اور جب وہ سب بہ جائینگے تو صرف ہم ہندوستانی سپاہ کی
بس مین ہو جائینگے جسپر ہمیشہ ہمارا کافی تسلط نہین رہ سکتا" یہہ خط کرنیل سلیمن نے سر ہنری
ہوگ کو جنوری ۱۸۵۳ء کو لکھا خلاصہ صاحب ممدوح کے ان خطوط کا یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے
پشت پناہ دو ہین اول ہندوستانی ریاستین دوم ہندوستانی سپاہ - جب اول کو ہم نے غارت
کر دیا تو فقط دوسری باقی رہیگی جسپر اعتماد اور بھروسہ نہین ہو سکتا غرض یہہ خطوط جو انہون نے
گورنر جنرل اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے چیرمین کو لکھے اسکا کچھہ اثر نہ ہوا کرنیل صاحب نے یہہ اچھی طرح نہین
جانا کہ سوفسطائین اصول سے وہ دہشت زدہ ہوتے ہین ان کے بانی مبانی لارڈ ڈلہوزی نہین
اور کورٹ ڈائرکٹرز اپنے گورنر جنرل کے ایسے معتقد ہین کہ انہون نے اسی کے اصول کو اپنا اصول
بنا لیا ہے گو کرنیل سلیمن صاحب ہندوستانی ریاستون کی ضبطی کے دشمن تھے مگر انہون نے اودھ
کے معاملات مین مداخلت کرنے سے چشم پوشی نہین کی انکے نزدیک یہہ مداخلت کہ اودھ
کی عنان سلطنت سرکار کمپنی اپنے ہاتھہ مین لے لے بجا اور درست تھی وہ ہر سال گورنر جنرل پر
زور ڈالتے تھے کہ مداخلت کی سخت ضرورت ہے سلیمن صاحب کی یہہ صلاح تھی کہ انتظام لے لیا
جائے مگر آمدنی ملک کی نہین لی جائے بادشاہ کا تخت سلامت رکھا جائے یہی رائے ہنری لارنس نے
چند سال پہلے ظاہر کی تھی کہ ملک کا انتظام ان قواعد کے موافق جو لارڈ بن ٹنک نے تجویز کیئے ہین لے لیا جائے
اور جہان تک ممکن ہو ہندوستانی انتظام ہو اور کمپنی کے خزانہ مین اسکی آمدنی کا ایک روپیہ داخل ہو -
اودھہ کا انتظام صرف ایک بادشاہ کے لیئے نہین کیا جائے بلکہ دونو بادشاہ اور رعایا کے لیئے
کیا جائے - کرنیل سلیمن اور ہنری لارنس دونو ہم رائے بڑے آپسمین دوست تھے دونو کی ایک سی
خصلت تھی - کرنیل سلیمن نے گورنر جنرل کو لکھا کہ رعایا بڑے شوق و تمنا سے یہہ دعائین مانگتی ہے کہ اودھ مین

مستقل انگریزی عملداری ہوجائے وہ اچھی طرح حکومت کرنے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لے تمام
جماعتین سوا ان شریر یا جیون اور لچون کے جو بادشاہ کو گھیرے رہتے ہین اور بادشاہ پر مستلط
ہین بڑی تمنا سے یہہ دعا مانگتے ہین کہ انگریزی عملداری ہوجائے - تعلیم یافتہ جماعت تو اس سبب سے
یہہ تمنا رکھتی ہے کہ ان کو معزز عہدون کے حاصل ہونے کا موقع ملیگا اب تو انمین سے کوئی معزز
عہدہ رکھتا نہین متوسط درجے کے آدمی اس سبب سے یہہ آرزو رکھتے ہین کہ اب انکی محافظت
و معاونت نہین کی جاتی اور نہ انکو یہہ امید ہے کہ ہم جو اپنے مرنے کے بعد مال و متاع چھوڑ جائینگے
انمین سے سوا سرکار کمپنی کے وثیقون کے کسی اور چیز کے مالک ہمارے وارث ہونگے - ادنے
جماعتین اس سبب سے یہہ آرزو رکھتی ہین کہ کبھی سپاہ اور اہل سرشتہ کی بے رحم لوٹ مار سے اور
ان زمیندارون کے زور ظلم سے جو موجودہ بدعملی و بدنظمی کے سبب نکالے جاتے ہین یا سرکشی کرتے
ہین بچ جائین گے" لیکن اسنے یہہ اور اضافہ کیا کہ مجھے یقین ہے کہ حضور کی یہہ خواہش ہوگی کہ اودھ کی
کل آمدنیان خاندان شاہی اور اودھ کی رعایا کے نفع رسانی مین صرف ہون اور برٹش گورنمنٹ انتظام کو اپنے
ہاتھ مین لینے سے کوئی روپیہ کا فائدہ خود نہ اٹھائے اور اسی زمانہ مین اسنے پھر کورٹ ڈائرکٹرز کے چیرمین
کو لکھا کہ سخت ضرورت ہے کہ اودھ کا انتظام ہم لے لین اگر یہہ کام کرین تو ہم کو چاہیئے کہ باقی ہندوستان
مین اپنے اچھی طرح قائم رہنے کے لیئے اپنی غرض پذیری و آزمندی کو ترک کرین اور دیانتمندی
و صفائی سے کل آمدنیان اودھ کے خاندان شاہی اور رعایا کی نفع رسانی مین خرچ کرین تو یہہ ہمارا کام
کل ہندوستانیون کو معلوم ہوگا کہ ہم نے رعایا کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے منصفانہ کیا ہے -
چند مہینے کے بعد ایسٹ انڈیا کے چیرمین کو اسنے پھر غمزدہ اور پیشین گو ہوکر یہہ لکھا کہ ملک کا الحاق کرنا
اور ضبط کرنا اور انکی آمدنیون کا بالکل مالک بننا دولت حاصل کرنے کے لیئے تو مفید ہے مگر پولیٹکل کے
لحاظ سے بڑا مضر ہے اس ضبطی کے مدرسے کے مقبولون کا میلان یہہ ہے کہ جلد یا دیر کر ہمارے لیئے
ایک بڑا نازک وقت لائے یہہ سب باتین کرنیل سلیمن کے روزنامچہ مین لکھی ہوئی موجود ہین -

کرنیل سلیمن صاحب نہ ہندوستان مین رہے نہ دنیا مین رہے وہ بیمار ہوکر اپنے گھر سدھارے
کہ راہ ہی مین سفر آخرت پیش آیا - ان کے مشورات اور تنبیہات کے نہ ماننے کے جو نتائج ظہور مین آئے
وہ انکو دیکھنے نصیب نہ ہوئے -

ہم نے اپنی تاریخ میں جیمس اوٹرم صاحب کے کارہاے نمایان اور انکے اوصاف حمیدہ بہت جگہہ تحریر کیے ہین اب وہ عدن سے لکھنؤ کے نئے رزیڈنٹ مقرر ہو کر آئے گورنر جنرل نے ان سے اودھ کی حالت موجودہ کی رپورٹ طلب کی تاریخ ۱۸۵۵ع ختم نہ ہونے پایا تھا کہ انہون نے کلکتہ کو ایک مفصل رپورٹ بھیجی جس مین اودھ کی بدنظمی کی ساری تاریخ تحریر کی تھی بادشاہ اور اس کے دربار کی سردمہری و بے رحمی سے مضرت رسان جرائم ہوتے انکی فہرست لکھی اور رپورٹ کا خاتمہ ان فقرون پر کیا کہ کرنیل سلیمن صاحب نے جو وقتاً فوقتاً معاملات اودھ کے بیان کیے اگرچہ وہ ان سے بدتر نہین ہوئے مگر وہی بدستور چلے جاتے ہین سات برس گذرے کہ لارڈ ہارڈنگ نے جو بڑی شد و مد کے ساتھہ درخواست کی تھی کہ ۱۸۰۱ع کے عہدنامہ کے موافق ملک کی ترقی و بہبودی ہو اسکا اثر کچھہ بھی ظہور مین نہین آیا اسلیئے مین اپنی اس راے کے ظاہر کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کرتا کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ اس عہدنامہ کے موافق اسکی خرابیون کے دور کرنے مین ذرا تامل نہ کرے اب تک اسنے جو علاج کیئے انکا اثر کچھہ نہین ہوا ایک مدت سے ملک مصیبتون اور بلاؤن مین گرفتار ہے اب انصاف سے بعید ہے کہ وہ اسکی ضبطی کو ناگوار خاطر جانے اسوقت لارڈ ڈلہوزی مدراس مین نیل گری کے پہاڑون مین خوشگوار ہوا سے اپنے دل و دماغ کو تازہ کر رہے تھے جس سے ان مین ایک نئی قابلیت و لیاقت پیدا ہوتی تھی انہون نے کونسل صاحب اور سلیمن صاحب بعد اوٹرم صاحب نے جو رپورٹین لکھی تھین انکو بغور مطالعہ کیا اور انکے ان کے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا کہ اب اودھ مین مداخلت نہ کرنی انسانیت پر ظلم کرنا ہے اس سوال کا حل کرنا ان کے الحاق کی پولیسی کی فتح و اٹرلو کی فتح نمایان تھی اس باب مین سب متفق الراے تھے کہ ۱۸۰۱ع کے عہدنامہ مین بادشاہ کی طرف سے ایسی عہدشکنیان ہوئی ہین کہ اب وہ کالعدم ہوگیا ہے خواہ بادشاہ کی مرضی حاصل ہو یا نہ ہو ملک کا انتظام برٹش گورنمنٹ کے منتظمون کے ہاتھہ مین منتقل ہونا چاہیے یعنی بادشاہ کو گھٹا کر محض صفر بنانا چاہیئے اور اس تنزل کی حالت مین بھی اسکا جہان تک ممکن ہو احترام کرنا چاہیئے اور اسکو اور اسکے خاندان کو عطیات عظیمہ دینے چاہئیں۔ ان باتون مین تو کوئی چون و چرا ہونی نہین چاہیئے مگر ان سوال زیر بحث ہے کہ ملک کی آمدنی مین سے جو نظم و نسق کے خرچ کے بعد فاضلات ہو اسکو کیا کرنا چاہیئے؟

ہے ۔۔۔ ۱۸۰۱ع

انصاف پسند دشمن جنکا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے یہہ اپنی راے ظاہر کرتے تھے کہ سرکار کمپنی کے خزانہ مین ایک روپیہ بھی اودھ کی آمدنی مین سے نہین داخل ہونا چاہیئے وہ کہتے تھے یہہ لوٹ کی ایک امر حق و بجا ہے کہ ہندوستان کی تمام فوجون اور والیان ملک پر ثابت کرنا چاہیئے کہ ہم نے شاہ اودھ کو اپنے فائدون کے لیئے معزول نہین کیا ہے بلکہ ہم نے انسانیت کے اصول عظیمہ کے موافق ایک امر حق کیا ہے جسمین ہم نے کچھ اپنا فائدہ نہین حاصل کیا ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے یہہ پسند کیا کہ ملک لحاق نہ کیا جائے لیکن آمدنی لی جائے۔

یہہ بات آسان نہین ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کے یہہ خیالات سمجھ مین آئین انہون نے کہا کہ انتظام کی اصلاح اور رعایا کی بھی محافظت ہوسکتی بغیر اسکے کہ غایت درجہ کی یہہ تدبیر کی جائے کہ ملک الحاق کیا جائے اور بادشاہ معزول کیا جائے۔ اسواسطے میری راے یہہ ہے کہ صوبہ اودھ کے لیئے یہ اشتہار دیا جاوے کہ وہ سرکار کمپنی کا ملک ہے انہون نے یہ تجویز پیش کی کہ شاہ اودھ اپنے ملک مین بادشاہی رکھے مگر کل حکومت و دیوانی و فوجداری و مال کے کام انتظام سرکار کمپنی کو سپرد کردے اور آمدنی ملک کی جو بچت ہو وہ سرکار کمپنی کے اختیار مین ہو۔ اس بات کا سمجھنا آسان نہین ہے کہ ملک کی بادشاہی کے کیا معنے ہین جب بادشاہ کو آمدنی ملک پر اختیار نہ ہو اور اپنی قلمرو پر حقوق شاہی نہ ہون۔ جب نواب کرناٹک اور راجہ تنجور اپنی آمدنی ملک اور حقوق سے محروم کیئے گیئے انکے پاس کوئی ملک نہ تھا وہ خطابی نواب و راجہ تھے اب اسکے برخلاف نظام سے اضلاع برار کا انتظام لے لیا تھا مگر تمام ملک کی آمدنی کا حساب اسکو دینا پڑتا تھا اور جو فاضلات ہوتی تھین وہ نظام کے ہاتھہ مین دی جاتی تھین اسکو اضلاع برار کے ملک کا بادشاہ کہہ سکتے تھے لیکن لارڈ ڈلہوزی کی اس تجویز مین شاہ اودھ کو اپنے ملک سے کچھ تعلق سوا اسکے نہین تھا کہ وہ اس ملک کا محض خطابی بادشاہ کہلایا جائے جیسے کہ کرناٹک و تنجور کے نواب و راجہ ان ملک کے راجہ و نواب تھے مگر پھر بھی اس سے یہہ کہا جائے کہ جسقدر ملک بادشاہ کے قبضے مین ہے وہ اسکا بدستور بادشاہ ہے۔

اگر لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کے الفاظ کے صحیح صحیح معانی لیئے جائین تو اس سے اودھ کا الحاق کرنا مفہوم نہین ہوتا اسلیئے کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک مین داخل و شامل نہین کیا گیا

اسکی آمدنی سرکار کے ملک کی آمدنی سے جدا رکھی گئی اسکے حساب کی فرد الگ لکھی گئی غرض یہ صوبہ بجائے خود کامل تھا اگر آمدنی ملک کی فاضلات بادشاہ کے حوالہ کی جاتین تو لارڈ ڈلہوزی کی تجویز کا سمجھنا آسان ہوتا مگر ان کا تو سرکار کمپنی کے خزانہ مین داخل ہونا قرار پایا تھا جس سے ان کا سرکار کمپنی کا ملک ہونا معلوم ہوتا تھا۔ غرض اودھ مین ملک کا بادشاہ بنانا اور ملک کا الحاق نہ کرنا لارڈ ڈلہوزی کی تجویز تھی اس لباس مین سب کچھ نظر آتا تھا مگر وہ پہنا نہین جا سکتا تھا اودھ کے الحاق کرنے کا معاملہ انڈیا کونسل مین پیش ہوا اور اسی تجویز پر ہوم گورنمنٹ نے توجہ کی۔ غرض یہہ تجویز خواہ حق ہو یا ناحق اسکی جوابدہی دونو تاجران کمپنی اور وزرا بادشاہی کے ذمے تھی یہہ امر یقینی ہے کہ کمپنی نے بہت دنون صبر و تحمل کیا اسنے اپنی امید کے برخلاف امید کی اور تجربہ کے برخلاف عمل کیا اس نے ہندوستان کے والیان ملک کو آزمائش کے لیے بہت مہلت دی ۱۸۳۷ء کے عہدنامہ کو نامنظور کیا اور اپنی حاکمانہ راے ظاہر کی کہ ہندوستان مین جو ریاستین باقی رہ گئی ہین وہ بدستور برقرار و قائم رہین لیکن جب دربیس برس تک بد عملی و بدنظمی رہی تو پھر اسنے اپنے صبر پر پتھر رکھا اب اس نے وہ کام کیا جو برسون پہلے کرنا چاہیے تھا۔

لارڈ ڈلہوزی نے یہہ چار طریقے سپریم گورنمنٹ کی مداخلت کرنے کے بیان کیے۔

اول بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے اختیارات سلطنت سے جنکو وہ بری طرح استعمال کرتا ہے دست بردار ہو اور تاج شاہی انگلنڈ کو اپنا ملک حوالہ کرنے کو قبول کرے دوم بادشاہ اپنے سارے خطابات و حقوق و جاہ و منصب کو برقرار رکھے لیکن اپنی قلمرو کے سول اور ملٹری اختیارات کو ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیے حوالہ کرے سوم یہہ کام ایک خاص مدت کے لیے کرے۔ چہارم وہ ملک کے نظم و نسق کے سارے کامون کو رزیڈنٹ کے حوالہ کرے جنکو بادشاہی حاکم انگریزی افسرون کی اعانت سے انجام دین۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے ان چارون تجویزون پر غور کرکے وسط نومبر ۱۸۵۵ء مین یہہ فیصلہ کیا کہ اودھ سرکار کمپنی کے ملک سے الحاق کیا جائے۔ ۲ جنوری ۱۸۵۶ء کو اس فیصلہ پر گورنر جنرل کو علم ہوا وہ اسوقت علیل تھے انھون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو لکھ بھیجا تھا کہ اس کام کے ختم کرنے تک ہندوستان مین رہونگا۔ انہون نے رزیڈنٹ کو ہدایتین بھیجین بادشاہ کے سامنے عہدنامہ پیش کرنے کے لیے تیار کیا اشتہار کا

وسط نومبر ۱۸۵۵ء کو الحاق کا حکم۔ ۲ جنوری ۱۸۵۶ء

مسودہ رعایا میں مشتہر کرنے کے لیئے تیار کیا اور سارے انتظامات کی تجویزین مرتب کیں پنجاب کا سا انتظام کرنا یہان بھی قرار پایا تھا کہ سول اور ملیٹری افسر دونو منتظم مقرر ہون کونسل مین یہہ سب معاملات پیش ہوئے -

کرنیل اوٹرم کو یہہ بڑا نازک اور دشوار کام سپرد ہوا کہ بادشاہ کو سمجھا کر اس عہدنامہ پر راضی کرے کہ وہ ملک اپنی خوشی سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالہ کرے اور اگر بادشاہ اسپر راضی نہ ہو تو اشتہار دیا جائے کہ کل اودھ سرکار کمپنی کا ملک ہو گیا - انگریزی سپاہ لکھنؤ مین اسقدر بھیجی گئی کہ وہ ہر مقابلہ کے دبا دینے کے لیئے کافی تھی -

اوٹرم صاحب پاس جنوری ۱۸۵۶ع کے آخر مین ہدایتین پہنچی تھین اس مہینے کی آخر تاریخ مین انہون نے اودھ کے وزیر سے خط و کتابت شروع کی اور صاف صاف اس سے کہا کہ گورنمنٹ کے آخر احکام لوٹ آ گئے ہین چار روز اس باب مین گفتگو ہوتی رہی شرقی وضع مین یہہ بات داخل ہے کہ دربار شاہی یہہ کوشش کیا کرتا ہے کہ مہلت ملے - اوٹرم صاحب سے بادشاہ کی ماں اس باب مین گفتگو کرتی تھی - اس ماں مین بیٹے سے زیادہ ہمت مردانہ بڑے استقلال کے ساتھ تھی وہ اوٹرم صاحب سے یہہ عرض کرتی تھی کہ اپنی گورنمنٹ کو وہ سمجھائین کہ بادشاہ کو جب تک اور مہلت ملے کہ نیا گورنر جنرل آ جائے اور جن اصلاحون کو وہ چاہتا ہے انکا حکم واجد علی کو دے مگر اوٹرم صاحب اسکی ساری باتون کے جواب مین یہہ ایک بات کہتے تھے کہ اب آزمائش کا اور تحمل کا وقت گذر گیا اب مین سوا اسکے کچھ نہین کر سکتا کہ اپنا پیام بادشاہ کو دون - واجد علی شاہ نے منظور کیا کہ رزیڈنٹ اس سے ملاقات کرنے ۴ - فروری کو آئے اوٹرم صاحب مع اپنے اسسٹنٹون ہیس صاحب و ویسٹن صاحب کے گئے تو محل مین یہ عجیب تماشا دیکھا کہ محل کے دروازہ پر سے توپین اتار لی گئی تھین محل کے پہرہ کے سپاہیون کے پاس ہتھیار نہ تھے انھون نے رزیڈنٹ کو ہاتھ سے سلام کیا مقام معینہ پر بادشاہ ملے اور اسکے بھائی اور بعض معتمد وزرا نے رزیڈنٹ کا استقبال کیا - مراسم ملاقات کے ادا کرنے کے بعد کام شروع ہوا اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کا خط بادشاہ کو دیا جسمین نہایت اخلاق کریانہ کے ساتھ حکم جو بادشاہ کی نسبت دیا گیا تھا لکھا ہوا تھا اور اس سے عرض کیا گیا تھا کہ وہ اس

حکم سے مقابلہ کرنے مین اصرار نہ کرے پھر عہدنامہ کا مسودہ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا گیا تو بادشاہ نے نہایت غمزدہ ہوکر غصہ سے کہا کہ عہدنامہ صرف برابر والون مین ہوتا ہے (یعنی زبردست کا زبردست سے عہد و پیمان نہین ہوتا) اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین اسپر دستخط کرون برٹش کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ اور میرے ملک کے ساتھ جو چاہین وہ کرین مین صرف یہہ چاہتا ہون کہ مجھے انگلنڈ جانے کی اجازت ملے کہ اسکے تخت کے آگے اپنے دکھہ درد کا درمان چاہون -
بادشاہ کو کسی بات نے اپنے ارادہ سے باز نہین رکھا اور عہدنامہ پر اسنے دستخط نہین کیے اسنے اپنی دستار اُتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون مین رکھدی اور غمگین ہوکر کہا کہ خطاب و عزت وجاہ و منصب اور سب چیزین جاتی رہین برٹش گورنمنٹ نے ہی اسکے دادا کو بادشاہ بنایا تھا وہی مجھے ناچیز کر سکتی ہے اور تاریکی مین ڈال سکتی ہے -
اوٹرم صاحب کو بادشاہ کے اس عجز و انکسار پر اسکے ساتھ سختی کرنا ایسا ناگوار تھا جیسا کہ کسی عورت پر یا کسی اپاہج پر لیکن پچاس لاکھ آدمی نسلاً بعد نسل ظلم و ستم کے حوالہ ایسے نامرد بادشاہ کی خاطر کے لیے نہین ہوسکتے تھے کہ جب اس سے یہہ کہا جائے کہ اب وہ اپنے ملک پر جور و جفا نہین کرسکتا تو بجائے تلوار کھینچنے کے پگڑی اتار کر رزیڈنٹ کے ہاتھون پر رکھے اب کرنیل اوٹرم کو سوا اسکے کچھہ اور چارہ نہ تھا کہ کلکتہ سے جو اشتہار آیا تھا اسکا اعلان کرے کہ صوبہ اودھ ہمیشہ کے لیے سرکار کمپنی کی سلطنت کا ایک حصہ ہوگیا - جب یہہ اشتہار اودھ کی رعایا کے پاس گیا تو انھون نے اپنے نئے حاکمون کو قبول کیا کسی نے چون بھی نہین کی نہ اودھ کے شاہی خاندان کی حمایت مین ایک شخص نے بھی ہاتھ ہلایا - اس اشتہار کا آغاز اسطرح تھا کہ ۱۳ - فروری ۱۸۵۶ء کو صوبہ اودھ عدل و انصاف کی بنا پر برٹش گورنمنٹ مین الحاق کیا گیا کہ برٹش گورنمنٹ خدا اور بندگان خدا کے نزدیک گناہگار ہوگی اگر وہ اور زیادہ اس انتظام کی امداد کریگی جس نے لاکھون آدمیون کی جانون کو عذاب مین پھنسا رکھا ہے - لارڈ ڈلہوزی نے اپنے روزنامہ مین لکھا ہے کہ مین نہایت عاجزی کے ساتھ خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرتا ہون کہ اس تبدیلی سے لاکھون بندگان خدا کو آزادی اور خوشی ہوگی مین اس اپنے فرض کو سنجیدگی کے ساتھ بغیر کسی تردد و تفکر کے خاموشی سے ادا کرتا ہون اور اس مین مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے یہہ میری دلی باتین ہین رعایا اپنے نئے حاکمون کے

پاس گئی اور بظاہر ملک میں پہلے سے زیادہ امن امان معلوم ہونے لگا۔ بادشاہ نے عہدنامہ پر دستخط نہیں کیئے اور بارہ لاکھ روپے سالانہ وظیفے کے قبول کرنے میں بھی مضائقہ کیا۔ اسنے اپنی ماں اور بھائی اور قریب کے رشتہ داروں کے انگلستان بھیجنے کا انتظام کیا کہ وہ وہاں جاکر اپنے حقوق کا دعوے کریں۔

اودھ میں جو پنجاب کے انتظام کی نقل اتاری گئی اسکا حال ہم آیندہ لکھینگے۔ غرض یہہ تغیر اسطرح ہوا کہ کسی کی نکسیر نہیں پھوٹی اس سے ولایت میں گورنمنٹ کو بڑی خوشی تھی لیکن اس سے ہندوستانیوں کے دلوں پر برا اثر تھا جسکا سبب یہہ تھا کہ شاہ اودھ معزول ہوا جسنے خود اپنے بادشاہی کے تخت کو خاک میں ملا رکھا تھا۔ نہ اس سبب سے کہ ایک نیا انتظام رعایا کے فائدہ کے لیئے داخل ہوا تھا بلکہ اس وجہ سے کہ انسانیت کے کام میں یہہ داغ لگا ہوا تھا کہ عام ہندوستانی یہہ سمجھتے تھے کہ سرکار کمپنی نے اپنے ملک بڑھانے اور دولت کے حاصل کرنے کے لیئے یہہ کام کیا ہے اور اسکے لیئے ملک کی بدنظمی اور بدعملی کا بہانہ بنایا ہے اور ہندوستان میں جو چند مسلمانوں کی ریاستیں باقی تھیں ان میں سے ایک کا خون کیا جس سے اپنے ملک کے ہزاروں مربع میلوں کو اور لاکھوں روپیوں کی آمدنی کو بڑھایا اور اس دوست پر ظلم کیا جو ہمیشہ سرکار کے ساتھ وفادار و نیک خواہ رہا ✝

باب ہشتم

ہندوستانی معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت کا فنا ہونا

سنہ ۱۸۰۶ و ۱۸۵۶ء

جبکہ بڑی بڑی ہندوستانی ریاستیں سرکار انگریزی کی عملداری میں داخل ہو رہی تھیں اور تیموری خاندان شاہی ملیامیٹ ہو رہے تھے تو اس ملک کے معزز امراء و شریف رؤسا کی حکومت مٹانے کے

لیئے بھی ایک جنگ برپا تھی جو اپنے اثرون مین مہلک کچھ کم نہ تھی مگر اپنی کارگذاریون مین بڑے چپ چاپ تھی اس جنگ کا اصل اشتہار لارڈ ڈلہوزی نے نہین جاری کیا تھا - وہ تدابیر جنسے کہ ہندوستانی معزز امرا و شریف رؤسا کی حکومت و ریاست برباد ہوئین اُنکی ایجاد کی ہوئی نہین تھین وہ اُن پہلے زمانون کی پولیسی تھی کہ راجہ و پرجا کے درمیان کوئی غیر واسطہ و میانجی نہ ہو یہہ پولیسی ایک ہی آدمی کا ایجاد نہ تھا بلکہ بہت آدمیون کا اسکی مجمل نمائش سب سے زیادہ ممالک مغربی کے بندوبست و مالگزاری مین ہوئی وہ نیک ایمانداری اور فیاضانہ ارادون سے اختیار کی گئی تھی بہت سے نیک دل و دانشمندون نے اسکے جاری کرنے کا حکم دیا تھا ملک کی محافظت و امن عافیت کے لیے دانشمندانہ انسانیت فنون کا نظام یہی معلوم ہوتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی حکومت جمہور انام پر براہ راست ہو اور ان کے بیچ مین کوئی اور واسطہ ہندوستانی رؤسا اور امرا کا نہ ہو اور سوا انگریزی افسرون کے جو گورنمنٹ کے احکام جاری کرین کسی اور ہندوستانی صاحب اختیار جماعت کی ہستی نہ سمجھی جائے گورنمنٹ نے یہہ ارادہ کرلیا کہ چند آدمیون کی ہوا ونفسانی اور خودکامی سے بہت سے آدمیون کو مضرت نہ پہنچنے دے یہہ ایک امر واقعی کے طور پر مان لیا گیا تھا کہ ہندوستانیون کی اعلے درجے کی جماعتین بالکل نالائق اور کوڑی کے کام کی نہین اور یہہ نہایت راست بازی کے ساتھ یقین کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست کا مٹا دینا سب سے زیادہ فائدہ یہان کی رعایا کو پہنچاتا ہے پس اس سبب سے یہہ امر وقوع مین آیا کہ جب ہندوستان کے بادشاہ ایک ایک کرکے فنا ہوتے تو ہندوستانی امرا و رؤسا کی حکومت و ریاست بھی قریب الرگ ہوگئی ✤ برٹش گورنمنٹ نے اس صحیح مجرد مسئلہ نظری پر عمل کیا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیون کو زیادہ سے زیادہ خوشی پہنچائے - لیکن اگر برٹش گورنمنٹ ہندوستانیون کے قوانین آئین کو سمجھتی اور انکی مزاج شناسی کرتی تو وہ انکی تمام جماعتون کے قدرتی اور اکتسابی حقوق کا ادب و لحاظ کرتی بجائے اسکے کہ وہ ایک اپنے مجرد مسئلہ نظری پر عمل کرتی - یہہ امر تو لازمی و ناگزیر تھا کہ انگریزی عملداری جسقدر بڑھتی اسیقدر انگریزی نمونہ پر انتظامات جدید ہونے چاہئین اور انگریزی سوال اور ملٹری (اہل قلم و سیف) عہدے پاتے جائین اور اس سبب سے بڑے بڑے معزز ہندوستانی اپنے اعلے عہدون سے معزول اور معزز ملازمت کی بالائی یافت سے محروم اور بے فائدہ دنیا ہوتے جائین - اب کیا تو وہ

ہندوستانی ریاستون مین جو سرکار انگریزی کی ضبطی سے محفوظ ہیں اپنی طبیعت کی جولانیون کے
لیئے نیا سبدان تلاش کرین یا برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کا زخم لگا کے ایک خوفناک گروہ بنکر لچّی کے
ساتھ اپنا وقت کاٹا کرین یہہ تو ایک بہت پرانی حکایت وشکایت ہے سچاس ساٹھ برس کا
عرصہ گذرا کہ دکن مین ویلور کی سرکشی مین وہ قومی سرکشی کا ایک سبب بیان کی گئی تھی بس یہہ
امر تو ضروری تھا کہ شریف اعلے درجہ کے عہدہ دار ملازمت پیشہ جنہین اکثر موروثی عہدہ رکھتے تھے
اسطرح باقی نہ رہین بس برٹش گورنمنٹ کو ضرور تھا کہ وہ یہہ چاہتی کہ ان امیرون کی امارت کو جو زمین کے
مالک ہونے سے انکو حاصل ہوئی تھی دوام کے لئے قائم رکھے - یہہ سچ ہے کہ جاگیردار و معافیدار
جو اپنی جاگیر و معافی پر قابض تھے بعض صورتون مین نہ وہ قدیمی تھے نہ غیر مشتبہ اصل ونسل کے
تھے مگر خواہ کچھہ ہی سبب انکا اپنی جاگیر و ریاست پر قابض ہونے کا ہو جب انگریزون نے یہہ
دیکھا تھا کہ پہلی گورنمنٹ نے جسکی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوئی ہے انکو اس قبضہ رکھنے کے
حقوق و استحقاق عطا کیئے ہین تو اول خرم و احتیاط کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ انکو اپنے استحقاق پر
مستقل کرتے اور اسسے انکو متمتع ہونے دیتے - وہ یہہ کام بغیر اسکے کرسکتے تھے کہ کسی دوسرے
کے حق مین دست اندازی کرتے اور اونکے زراعت پیشون کی مرضی کے موافق بھی ترسے کرسکتے
تھے مگر بہت قابل مدبران انکی سب جگہہ خاص کر بالاے ہند مین ایسے تھے کہ وہ کسی ہندوستانی کو جو
ٹھیک جنٹلمین (اشراف) کہلا سکے نہین دیکھہ سکتے تھے وہ بڑی ہمدردی انسانی رکھتے تھے اور
انسانیت انمین بڑی تھی لیکن وہ ہندوستانی شریف خاندانی آدمیون کے لیئے کوئی اور خیال
سوا اسکے نہین رکھتے تھے کہ جمہور انام کے فوائد کے واسطے انکا مٹا دینا اقتضاء انصاف ہے -

حقدار جماعتون کے تنزل کے دو سبب تھے ایک بندوبست مالگزاری دوم ضبطی اراضی لاخراجی
اس مضمون کے مفصل بیان کرنے کی گنجایش اس مختصر مین نہین اس لیئے مجمل بیان کیا جاتا ہے
یہہ ایک پرانی حکایت چلی آتی ہے کہ جب ایک زیرک بانکے وکٹر جی کوئی مونٹ نے ہولٹ میکنزی
سے کہا کہ آپ پانچ منٹ کی گفتگو مین زمین کے بندوبست و مالگزاری کے جتنے طریقے ہندوستان کے
مختلف حصون پر مروج ہین وہ مجھے سمجھا دین - تو اس تجربہ کار سویلین نے کہا کہ مین اس مضمون کے
سمجھنے مین بیس برس تک کوشش کرتا رہا مگر پھر بھی مین اس سے ماہر نہین ہوا آپ کو کس طرح

پانچ منٹ مین سمجھادون اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز ہندوستان کی حقیت اراضی کے سمجھنے مین کیسے ناآشنا ہوتے ہین اس بندوبست کے کام مین انہون نے ابتدا مین اپنی اجنبیت اورجہالت کے سبب بہت سے مغالطے کھائے - برٹش گورمنٹ نے زمیندار کو مالک زمین قرار دیا ہی اور زمین کی پیداوار کے ایک حصے کے لینے کا حق غیر منفک گورمنٹ کا ہوتا ہے جو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے پس جو انتظام کہ گورمنٹ اور زمیندار کے درمیان اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان پیداوار اراضی کی تقسیم کی بابت ہوتا ہے اسکو ضابطہ بندوبست و مالگزاری کہتے ہین بندوبست کا کرنا گورمنٹ کا اہم و مہتم بالشان کام ہوتا ہے - جب ملک نواب وزیر سے لیکر اور مرہٹون سے فتح کرکے سرکار کمپنی نے انپر اپنا قبضہ کیا ہے تو سب قسم کے مالکان زمین انگریزی افسرون کے روبرو آئے اور اپنی حقیت اراضی کے دعوے پیش کیئے - اس باب مین نہ تو افسرون کے سر پر تصفیہ کا تھا نہ کوئی خاص انکے اپنے نظامات دماغ مین سمائے ہوئے تھے اسلیئے انہون نے سب چھوٹے بڑے زمیندارون کے دعوون کو مان لیا جو زمین پر حقیقت مین قابض تھے اور انکے ساتھ سرسری بندوبست کردیا اور عہد و پیمان کرلیئے جو آیندہ مزید تحقیقات پر موقوف تھے اب اس مین شبہ نہین کہ اس بندوبست مین انگریزون کی طرف سے جہالت اور ہندوستانیون کی طرف دغابازی اور فریب دہی وقوع مین آئی اگرچہ ان اضلاع مفتوحہ و مفوضہ مین زمیندارون کو انگریزی راج سے بڑا نقصان پہنچا مگر وہ کسی نظام کے موافق نیست و نابود نہین کیئے گئے - کل انگریزی قوانین کا منشا یہہ تھا کہ بڑے سے بڑے قدیمی زمیندارون کی حکومت مٹائی جائے - اضلاع زیرین مین تجربہ ہوچکا تھا کہ زمیندار کاشتکارون پر حکومت کرنی بہت چاہتے ہین اور انپر جبر و تعدی کرتے ہین اس لیئے ان ممالک مین جو بندوبست کیا گیا اس مین انتظام تعلقداری توڑا گیا اور بڑے بڑے زمیندار تہ و بالا کیئے گئے وہ لوگ جو ایسے وسیع قطعات زمین پر قبضہ رکھتے تھے کہ جہان تک نظر جاتی تھی ان ہی کی زمین نظر آتی تھی اب وہ جھونپڑون کے رہنے والون کسانون کے برابر ہوگئے اور ان کے پاس سوا پکانے کے برتن بھانڈے کے کچھ نہین رہا - یہہ فعل جسکے نتائج یقینی تھے بتدریج عمل مین آیا اور تباہی ہوا اسکا لازمی نتیجہ تھا وہ اتفاقیہ تھا وہ کسی نظام کے موافق نہین تھا یہہ حال انگریزون کی جہالت کے سبب سے وقوع مین آیا اور ان کے سوچ بچار کئے حکم سے نہین پھر ہند کے کارپردازون مین

ایک نئے پولیٹکل اعتقاد نے نشو ونما پایا اور اس نئے اسکول کے افسرون کو یہہ خدمت سپرد ہوئی کہ وہ
برٹش گورنمنٹ اور زراعت پیشہ جماعتون کے مابین تعلقات کی تحقیقات کرین ان کے بندوبست کی
جھاڑو نے اشراف زمیندارون کی ایسی صفائی کی کہ وہ زمین کے جائز وارث تحقیقی و حقانی ملکیت
رکھنے والے ہوگئے یہہ امر کس طرح واقع ہوا اسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ لارڈ کورنوالس نے سنہ ۱۷۹۳ء
مین بنگال مین بندوبست استمراری کردیا۔ جو لوگ ہندوستان کے حاکمون کی پولیسی کا فیصلہ فقط
آمدنی ملک کی مقدار سے کرتے ہین تو وہ لارڈ کارنوالس کے اس کام پر لعنت ملامت کرتے ہین
لیکن جو لوگ اسکا انصاف رعایا کی خوش حالی سے کرتے ہین جو بندوبست استمراری سے حاصل
ہوئی تو وہ اسکی یہہ تعریف کرتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ نے کوئی ایک تدبیر ایسی نہین کی جو رعایا اور گورنمنٹ
کے حق مین مفید بندوبست استمراری کی برابر ہو اسکے سبب زراعت بڑھی اور زراعت بڑھنے سے
رعایا کی آمدنی بڑھی اور آمدنی کے بڑھنے سے رعایا کی آسودہ حالی بڑھی سرکار زمیندار پر محصول
اراضی نہین بڑھا سکتی تھی زمیندار کاشتکار پر لگان بغیر کسی معقول دلیل کے نہین بڑھا سکتا تھا
اسی سبب سے ہندوستان مین کل کاشتکارون سے زیادہ آسودہ حال بنگال کے کاشتکار
ہین کہ ان کو قرض لینے کی ضرورت نہین پڑتی اور اگر قحط پڑے تو اور سب جگہ کے آدمیون سے
انہین بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ وہ اسکے متحمل ہو سکتے ہین اور زمیندار بھی بہ نسبت
اور صوبون کے بنگال کے مالامال اور نہال ہین۔ ہندوستان مین لارڈ کورنوالس کی دانشمندانہ
فیاضی اور دریادلی کے بندوبست استمراری کرنے سے پانچ کروڑ آدمیون کی خوش حالی کو زیادہ کردیا
نہائی صدی سے بار بار بندوبست کے انتظامات بدلنے سے زمیندار اور رعایا تباہ ہو رہی تھی
اور گورنمنٹ کو نقصان پہنچ رہا تھا بندوبست استمراری کے نمونے پر ممالک مغربی شمالی مین بھی
بندوبست ہونے کا ذکر ہوتا تھا کبھی اسکا حکم ہوتا تھا کبھی وہ منسوخ ہوتا تھا۔ ولیم بنٹنک
نے قانون ۷ سنہ ۱۸۲۲ء بندوبست و مالگذاری کی ترمیم کے لیے حکم صادر فرمایا وہ خود الہ آباد
مین آئے اور لورڈ آورہی کو مقرر کیا اور قانون نہم سنہ ۱۸۳۳ء پہلے قوانین کی ترمیم کرکے
جاری کیا جسکے مقاصد عظیم یہہ تھے کہ اول جمع کی ترمیم ہو دوم سرکار مین زر مالگذاری
ادا کرنے کے واسطے عمدہ طور پر اقساط مقرر کی جائین سوم محال اور موضع کی حدود بندی و

پیمائش اچھی طرح ہو یہہ قانون فیاضانہ نیت سے جاری کیا گیا اور ایمانداری سے اسپر عمل ہوا مگر اس مین بعض افسرون کے نظام نے لس ملا دیا۔ افسران بندوبست حق جوئی کی پیروی مین غلطیون کے ٹیڑھے رستون پر چلے غلطی مین رہے اور انصاف کرنے کے قصد سے ناانصافی کے مرتکب ہوئے ۱۸۵۹ع مین یہہ اصول جس سے زیادہ کوئی اور اصول منصفانہ نہین ہوسکتا یہہ قرار پایا کہ ایک غریب سے غریب کسان کے اور امیر سے امیر زمیندار و تعلقہ دار کے جو حقوق موجودہ ہین انکی تحقیقات کی جائے یہہ کہا جاتا ہے کہ یہہ اصول فقط کہا ہی نہین گیا بلکہ اسپر عمل بھی ہوا۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ اصول سے عمل نے بہت پیچھے اپنا خیمہ لگایا زمینداروں کی نسبت اکثر افسران بندوبست کے یہہ فیلنگس تھے کہ دونو فریق زمیندارون اور کاشتکارون کے متضاد حقوق اور مقاصد کے مابین انصاف برابر نہین ہوتا۔ اکثر صاف بین افسرون کی آنکھون پر اس معاملہ کے دیکھنے مین ایسا پردہ پڑ گیا کہ غریب سے غریب دہاتی کے حق مین انصاف کرتے اور دولتمند اور ذی رعب تعلقہ دارون کے حق مین انصاف تھوڑا کرتے یا بالکل نہ کرتے ؛

تعلقہ دار

تعلقہ دار و زمیندارون کی جو بڑے ذی رعب و ذی جاہ جماعت اس سبب سے تھی کہ تعلقہ دار اپنے تعلقہ مین حکومت کرتے اور راج کے مزے اڑاتے تھے اور بہت فائدے اٹھاتے تھے وہ اپنے حقوق تعلقہ داری سے محروم کیئے گئے جس کے سبب سے وہ تباہ و خستہ حال ہو گئے تعلقہ دار کا کام یہہ تھا کہ کاشتکارون سے لگان لے اور اُس مین سے گورنمنٹ کو خاطرخواہ حصہ دیکر باقی خود اپنے پاس رکھے یعنی لگان منفی جمع سرکار اسکی ملکیت تھی۔ تعلقہ داری کا حق یعنی لگانون کی تحصیل کرنے کا حق زمینداری کے حق سے جدا تھا زمینداری حق مین زمین کا مالک ہونا داخل تھا تعلقہ دار دہات کے ایک بڑے مجموعہ کی جمع سرکار کو دیتا تھا اور شاید ان دہات مین سے بعض ہی مین حق ملکیت رکھتا تھا یا بالکل نہ رکھتا تھا۔ اکثر صورتون مین گاؤن والون کی جماعت ہی گانون مین حق ملکیت رکھتی تھی ممالک مغربی شمالی کے افسران بندوبست کی غایت درجہ کی جد و جہد یہہ تھی کہ ان دہات بسنے والون سے گورنمنٹ کے تعلقات براہ راست بلاواسطہ پیدا ہون اور دہات پر جو جمع سرکاری مقرر ہو وہی اسکو ادا کیا کرین

اور سرکار سے انہین کے عہد و اقرار ہون یہہ امر مناسب اور بجا تھا کہ ان دہات کے اصلی مالکون کے حقوق کی تحدید صفائی سے کی جائے لیکن ہمیشہ سب صورتون مین یہہ امر بجا و درست نہ تھا کہ گورنمنٹ وہانون کے ساتھ عہد و اقرار کرلے اور تعلقہ دارون کے واسطے کو بیچ مین سے بالکل اڑا دے گانون کے اصلی بسانے والے پہلی نسل مین اپنا حق تعلقہ دار کے حق سے ان صورتون مین مقدم رکھ سکتے ہین کہ انکو ویران زمینون مین کسی مستاجر نے یا کسی سٹیٹ نے عطا کر کے بسایا ہو یا تعلقہ دار نے اپنا منصب اس طرح حاصل کیا ہو کہ اسنے یہہ حق زمینداری کی خرید لیا یا جبر بالائی سے حاصل کیا ہو یا شاید دغا دیکر اسکے بعد لے لیا ہو کہ اصلی بسانے والے مقیم ہوگئے ہون پھر بیچ مین ملکیت کی منفعت صد ہا برس سے چلی آتی تھی۔ اس ملک مین تعلقہ دارون کی جماعت امیر صاحب حکومت ذی اختیار و ذی اعتبار تھی اور زمین کے مالک ہونے کا حق رکھتی تھی مگر اکثر اپنے اختیار کو بری طرح کام مین لاتی تھی اپنے اس اختیار کو زمانہ گذشتہ مین خواہ اچھی طرح یا بری طرح کام مین لائی ہو اسسے کچھ غرض نہین وہ انگریزون کے عہد مین ایک مسلم حق دار گروہ تھا یہہ ایک ظلم کرنے والی غلطی اور دکھ دینے والی خطا تھی کہ وہ اس خیال سے برباد کردی جائے کہ وہ غاصب اور مزاحم تھے۔

افسران بندوبست کا یہہ مسئلہ تھا کہ دہات کے زمیندار زمین مین ایک غیر منفک حق رکھتے ہین اور تعلقہ دار ایک دغاباز نودولت سے کچھ ہی بہتر ہین اسکی زمینداری کے سارے عیب چھانٹے جاتے تھے اسکی ذاتی خصائل کی برائیان نہایت مبالغہ سے بیان کی جاتی تھین وہ دغاباز نودولت ظالم لکھا جاتا تھا بعض نوجوان افسران بندوبست کسی تعلقہ دار کے خارج کرنے کو ایسا اپنا بڑا کام سمجھتے تھے کہ انہون نے شیر مارا وہ اس اپنے کام کو بجا اس سبب سے جانتے تھے کہ ان کو یقین تھا کہ ان کے اس کام سے اس ضلع کو فائدہ پہونچے گا جس مین یہہ جانور شکار کرنے کے لیئے پھرتا تھا اور لوٹ مار کرتا تھا وہ اس کام کو دیانتداری سے ایمانداری سے محنت شعاری سے کرتے تھے یہہ کام وہ تھا جسکا کرنے والا مستحق انسان کی احسانمندی کا تھا۔ وہ یہہ سوال کرتے تھے جب ہر گاؤن والون کی جماعت گاؤن مین اول ایسی تھی تو اسوقت کون اشراف زمیندار یا تعلقہ دار تھا؟ پس افسر بندوبست ان اشراف مالکان زمین کو برباد کرتا تھا اور اسکی تحسین و آفرین کی

جاتی تھی کہ خوب کام کیا بہت سے افسران بندوبست کی عادت مین داخل تھا کہ حقیت ملکیت اراضی
کے بڑے دقیق پیچدار معاملات کو شخصی خصائل اور چال ڈھال پر فیصلہ کرتے تھے جب کسی بڑے
تعلقہ دار کے دعوون کے دیکھنے مین اپنی آنکھون پر ٹھیکری نہین رکھ سکتے تھے تو وہ یہہ کہہ دیتے
تھے کہ تعلقہ دار اوباش بدمعاش ہے یا احمق یا یہہ دونو صفات اسکی ذات مین جمع ہین اوباشی و
بدمعاشی کی حالت مین ظلم وستم کرتا ہے اور حماقت کی صورت مین غفلت کرتا ہے جو ظلم سے
کمتر نہین اسطرح سے وہ ہتیے نام حقوق کو تلف کرتا ہے اور گورمنٹ کی کسی رحمت اور رآعنت کا مستحق
نہین ہے۔ غرض وہ ایک آدمی کو بدنام کرکے تباہ وبرباد کر دیتے اسکی توضیح کے لیئے ہم مین پوری
کے راجہ کے برباد ہونے کی مثال لکھتے ہین۔ اس راجہ کا خاندان بڑا قدیمی شریف ومعزز تھا اور
سرکار کمپنی کی خیرخواہی مین ممتاز وسرافراز وہ الیسا ذی جاہ وعالی قدر تعلقہ دار تھا کہ دوسو کے
قریب دہات کا مالک تھا۔ افسر بندوبست جارج ایڈ منسٹن صاحب تھے جو ایسے لائق وفائق تھے
کہ ایک مدت کے بعد ممالک مغربی وشمالی کے لفٹنٹ گورنر ہوئے انہون نے اسکی تعلقہ داری مین یہہ
رخنہ نکالا کہ حقیقت مین راجہ دوسو دہات مین سے پچاس دہات مین حق ملکیت اراضی رکھتا ہے
باقی دیہات مین گانون کے رہنے والے حق مالکانہ رکھتے ہین اسلیئے ڈیڑھ سو دہات کا بندوبست
دخیلی زمینداروں کے ساتھ کیا جائے اور راجہ ایسا نالائق ہے کہ سارا کام اسکے کارندے
کرتے ہین اور وہ رعایا پر بڑا ظلم وجبر کرتے ہین راجہ نے اپنے اس مقدمہ کا اپیل کمشنر ہربرٹ
ہملٹن کے ہان کیا انہون نے افسر بندوبست کی راے کو منسوخ کیا کہ یہہ کوئی دلیل نہین کہ راجہ کی
نالایق ہونے سے اسکی اولاد ریاست کے ورثہ پانے سے محروم کی جائے کمشنر کی راے کو بورڈ نے
نامنظور کیا پھر اسکا اپیل لفٹنٹ گورنر روبرٹسن کے روبرو پیش ہوا انہون نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ
کی کل ریاست کا بندوبست اسکے ساتھ کیا جائے پھر بورڈ نے یہہ مقدمہ لفٹنٹ گورنر ٹامسن صاحب کے
روبرو پیش کیا جنکی رحم دلی یہہ عجیب تھی کہ وہ کاشتکارون کے مای باپ بنکر انکے سر پر سے زمینداروں کی
جبروتندی کے اٹھانے کو کار ثواب جانتے تھے ان تمام اپیل واپیل در اپیل کا نتیجہ یہہ ہوا کہ راجہ
صاحب کے ساتھ ریاست کے صرف چوتھائی دہات کا بندوبست کیا گیا اب ان پاس روپے
مین چار آنے رہ گئے۔ اس بات کو وہ افسر قبول کرتے ہین جو ممالک مغربی سے بڑا تعلق رکھتے تھے

کہ بندوبست مین بڑی پولٹکل خطا ہوئی صحیح پولیسی کے سبب جو لوگ برٹش گورنمنٹ کے بڑے خیرخواہ
وسلطنت کے قوت بازو ہوتے اب وہ اسکے سخت دشمن ہو گئے جو پرانے مدرسہ کے طلبہ تھے وہ
پہلے ہی سے یہہ جانتے تھے کہ ان تدبیرون سے ہم اپنے لیئے آیندہ تکالیف کی تخم پاشی کر رہے
ہین۔ ڈاکٹر کنگ نے جسنے اضلاع مفوضہ ومقبوضہ کا اول بندوبست سنہ ۱۸۲۱ع مین کیا تھا لکھا ہے کہ دہقانیون کے
راضی اور خوش رکھنے کا یا انکی حالت کے بہتر کرنے کا طریقہ یہہ ہے کہ جو تعلقات انکے اپنے بزرگ
تعلقدارون یا زمیندارون کے ساتھ ہین انکو شکستہ نکرین مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان مین سے
ہم نے تعلقدارون یا زمیندارون کو اپنی حالت پر برقرار نہ رکھا تو انکے دلون سے زمانہ گذشتہ کی
یاد اور زمانہ حال مین اپنی حالت کی آگاہی مٹا نہین سکتے انکی اولاد سمجھتی ہے کہ ہمارا باپ بڑا دولتمند
امیر تھا ہم اسکی برابر آیندہ امیر و آسودہ حال نہین رہین گے وہ خاموش ہین جسکی وجہ یہہ ہے کہ
تحمل وصبر کرنا اور اپنے حاکمون کے حکمون کی اطاعت کرنا ہندوستانیون کی عادت مین داخل ہے لیکن اگر مغربی
سرحد پر کوئی ہمارا دشمن نمودار ہوا یا کوئی اور ناخوش شورش برپا ہوا تو ہم ان تعلقدارون کو دشمنون
کی صف مین کھڑا دیکھین گے اور انکی رعایا اور ملازمین ان کے علم کے نیچے صف آرا ہونگے۔"

اس سے چوتھائی صدی کے بعد ولیم اڈورڈس جج بنارس نے بھی لکھا۔ اگرچہ ہم نے پرانے خاندانونکو
جلدی سے برقرار نہین رکھا مگر زمانہ گذشتہ کی یاد کو انکے دلون سے نہین بھلا سکتے اور ان کے اور
رعایا کے درمیان جو تعلقات تھے انکو مٹا نہین سکتے انہون نے صاف صاف کہا کہ اگر کوئی دنگہ فساد
ہوا تو یہہ معزز فرقہ ذی رعب وذی جاہ جنکے ذریعہ سے ہم دیہاتی رعایا پر اپنا غلبہ وتسلط رکھ سکتے
ہین وہ دشمن کی طرف ہمارے مقابلہ مین کھڑا ہوگا اور ان کے موروثی ملازمین اور تابعین ان کے
گرد جمع ہونگے ہماری کوششین ان کے اغراض کے جدا کرنے مین ناکام رہین گی وہ یہہ اور اضافہ
کرتے ہین کہ میرے شبہات پر کسی نے کچھ خیال نہین کیا اور مجھے یہہ خیال کیا کہ مین خوف دلانے والا
ہون جسنے اپنا پولٹکل سرشتون مین خدمت کی ہے وہ بندوبست کے کام مین صحیح رائے نہین دے سکتا
اس قسم کی تنبیہات کی طرف توجہ نہین کی جاتی تھی اور نظام بندوبست جو سخت تھا وہ جاری تھا
بعض صورتون مین وہ نہایت سخت ناپسندیدہ خلاف منشا لکھا ہوتا تھا اور افسرون کو اس کے کرنے
مین خوشی ہوتی تھی یہہ سچ ہے کہ کوئی جو اپنی بڑی جائدادون کے منفعت کثیر سے محروم کئے گئے

تھے انکو خزانہ سرکار سے براہ راست روپے کے ملنے کا حکم تھا مگر یہہ روپیہ اس زمین کا معاوضہ نہین ہوسکتا جو ان کے ہاتھ تلے سے نکل گئی تھی اور جسکے سبب سے انکی امارت اور حکومت و ثروت ستیاناس ہوگئی تھی بعض دفعہ تو وہ اس معاوضہ کو اپنی تحقیر و تذلیل سمجھتے تھے اس زمانہ مین افسران نے یہہ رویہ و ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ وہ معزز زمینداروں کی عزت نہین کرتے تھے - اس اسکول کے بڑے بڑے ماسٹر اور اعلے درجہ کے پسندیدہ خصائل اور فیاض طبیعت اکے اشراف زمینداروں سے خوش اخلاقی سے نہین ملتے تھے - شریف زمینداروں کے ساتھہ بد اخلاقی سے ملنے کے باب مین جان کولون کرنیل سلیمن کو لکھتے ہین کہ روبرٹ برڈ کو جب موقع ملتا تھا تو وہ زمینداروں کو بہت ملامت کرتے تھے اور مسٹر طامسن بھی ان کے اس کام مین ایسی طرح تقلید کرتا ہے جیسے ان کے اور کاموں کی - اس وقت مین یہہ ہوا ہی چلی تھی کہ افسران انگریزی اپنی شان حکومت یہی سمجھتے تھے کہ ہندوستانیوں کی عزت نہ کیجیے اور انکی تالیف قلوب پر توجہ نہ کیجیے جبکہ بندوبست اسطرح سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا ایک اور کام حق دار اشراف جماعتون کے لیئے ہو رہا تھا جو انکی توقیر و عزت کو گھٹا رہا تھا زمانہ قدیم سے ہندوستانی گورنمنٹوں کی عادت مین یہہ فیاضی داخل ہے کہ امور مذہبی اور خیرات کے کامون مین گانون کے گانون وقف کر دیتے ہین اور اپنے ہوا خواہ ملازمون کو اراضیات جاگیر مین بعوض حسن خدمات دیدیتے ہین اور ایسی قسم کے زمینون کے محصول نہین لیتے یعنی وہ اپنا استحقاق جوانکو ہر بیگہ اراضی کی پیداوار سے سالانہ لینے کا ہے چھوڑ دیتے - ان زمینون کو لاخراجی زمینین یا معافی کی زمینین یا جاگیر کہتے تھے - جب ہندوستانی گورنمنٹ کی قائم مقام برٹش گورنمنٹ ہوتی ہے تو منجملہ اور مشکلات کے سب سے زیادہ مشکل اسکو ان کو یہہ پڑتی ہے کہ وہ ان لاخراجی اور معافی کی زمینون کا فیصلہ کرے جنکی تعریف اوپر بیان ہوئی ان معافیداروں اور جاگیرداروں کے حقوق کا انفصال انگریزی عملداری کی ابتدا مین کرنا جتنا مشکل تھا اس مین التوار ہونے سے دس گنا اور مشکل ہوگیا - برٹش گورنمنٹ کا فیصلہ اس معاملہ مین جلد ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ جس مین پھر تغیر و تبدل نہ ہوتا انصاف تا انصافی اپنے اپنے اثرون مین منشا دی جلدی سے ہونی چاہیئے تھی - ہندوستانی انقلابات سلطنت و دولت کے عادی ہین - وہ سمجھتے ہین کہ فتح کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہمارے سارے

لاخراجی زمینین

حقوق ضبطی مین آجائین وہ ایسے زمانہ مین رحم اور تحمل کے توقع نہین رکھتے فاتح کے زبردست
ہاتھ تلے ان کے سارے حقوق ہوتے ہین جنکو وہ اپنی قسمت کے حوالے کرتے ہین چاہے
وہ دے چاہے نہ دے نہ انکو اسپر تعجب ہوتا ہے نہ وہ اس کی شکایت کرتے ہین کہ پہلی گورنمنٹ
کے سارے کامون پر خاک ڈالی جاتی ہے اور جو اسنے ہم کو عطیات عطا کئے تھے وہ سب
چھینے جاتے ہین + پہلے گورنمنٹون نے ہمیشہ اور برٹش گورنمنٹ نے اپنی ابتداء سلطنت
مین ان لوگون کو لاخراج زمین عطا کین جنہون نے سٹیٹ کی اچھی خدمتین کین تھین یا کسی
اور طرح سے حاکمون کو اپنے اوپر مہربان کیا تھا یہہ لاخراجی دار مختلف قسم کے تھے جنکی
تفصیل مین ایک دفتر سیاہ ہوسکتا ہے بعض پر انمین سے شرائط کا بار رکھا گیا تھا اور بعض پر
نہین بعض کو لاخراجی زمین تاحین حیات دی گئی تھی بعض کو نسلاً بعد نسل دوام کے لیئے
بعض انمین قدیمی تھے بعض انمین زمانہ حال کے بعض نے تو انکو اپنی جانفشانی اور کارگزاری سے
حاصل کیا تھا بعض نے دغا و فریب اور رشوت دینے سے ـ جیسے کہ ان لاخراجی زمینون کے
حاصل کرنے کی صورتین مختلف طرح کی تھین اسیسے زیادہ انکی اصلی اسناد موروثی شرائط مختلف
طرح کی تھین خواہ وہ کچھہ ہی تھین گورنمنٹ نے کچھہ دنون کے لیئے لاخراجی دارون اور
معافی دارون کے حقوق کو تسلیم کر لیا اگر ان کے باب مین تحقیقات انگریزی عملداری کی
شروع ہی مین ہوتی تو وہ معقول بات تھی وہ لوگون کے توقع کے خلاف نہ تھی مگر برسون
گزر گئے کسی نے کچھہ تحقیقات نہین کی لاخراجی دارون معافی دارون کو اپنے حقوق کے
برقرار رہنے مین کوئی خوف و اندیشہ نہ رہا بلکہ برٹش گورنمنٹ کے اس باب مین کچھہ کام نہ
کرنے سے اسکی بے پروائی معلوم ہوئی تو اورون کو یہہ جرأت ہوئی کہ انہون نے ایسے
حقوق کے لیئے جعل سازی کر کے اس معافی زمین کا دعوی گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جو
پہلے ہندوستانی آقاؤن کے زمانہ مین حاصل نہ تھا ـ

بنگال

بنگال مین معافی و لاخراجی زمینون کے لیئے وہ جعلی و مصنوعی کام ہوئے کہ ملک کی
جائز آمدنی مین کمی آئی جب سرکار کمپنی کو بنگال و اڑیسہ و بہار کی دیوانی حاصل ہوئی تو
اس انتقال کے سبب سے اسکے قریب ہی ماقبل او ر مابعد ان لاخراجی و معافی کی زمینون کی

بڑی افراط ہوگئی مگر ۱۷۹۳ء میں جب بندوبست استمراری ہوا تو لاخراجی دارون اور معافی دارون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے ان دعوون کو رجسٹر مین درج کرائین معافی کی وجوہ بتائین۔ اگر عدالت مین کسی شخص پر یہہ ثابت ہوگا کہ اراضیات لاخراج پر ناجایز قابض ہوا ہے تو اسپر جمع مقرر ہوگی مگر اس حکم کی تعمیل مین کلکٹرون نے بے پروائی کی تو اس حال مین بھی لوگ اُن لاخراجی زمینون پر قابض رہے جس سے انکو یقین ہوگیا کہ ان کے حقوق اور انکی منفعتین بدستور قائم رہین بندوبست استمراری ان لاخراجی دارون و معافیدارون کے لیے میگنا کارٹا (فرمان اعظم شاہی) تھا چالیس برس تک وہ اپنی معافیون اور لاخراج زمینون سے نفع اُٹھاتے رہے اور اب ان کے دل سے یہہ خیال ہی اُٹھ گیا کہ کبھی انکی معافی اور لاخراجی زمینون کے حقوق مین کوئی خلل پیدا ہوگا اور گورنمنٹ دست اندازی کریگی +

برسون اسی طرح گذر گئے جب زمینداروں مستاجرون اور عہدہ دارون نے اسناد مصنوعی بنا کر زمینون کے لاخراجی بنانے مین حد سے تجاوز کیا تو مالی افسرون کو ہوش آیا کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطیون کے سبب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ بہت سا محاصل اراضی معافیون مین اڑا جاتا ہے اور بالکل نالایق نکمے آدمی بہت فائدہ اُٹھاتے ہین اور معافیان رکھتے ہین جس سے جمہور انام کو نقصان ہوتا ہے بس اسلیئے ایک محکمہ ضبطی اراضیات لاخراجی کا قائم ہوا اس مین کمشنر مقرر ہوئے انھون نے اسناد معافی اور معافی کے دعوون کے ثبوت ایسے طلب کیئے جنسے گورنمنٹ کے محکمہ کو اطمینان ہو لیکن جہان ایسے خاندان ہون کہ جن کی ایک نسل شاید ہی کوئی ایسی ہو کہ اسنے اپنا گھر جلتا ہوا نہ دیکھا ہو اور جہان کی آب و ہوا ایسی ہو کہ سال کے اندر کئی مہینے تک مینہہ برستا ہو اور رطوبت اور کیڑے دیمک مضبوط دیوارون کے گھرون مین چیزون کو غارت کرتے ہون وہان مشکل تھا کہ اصل اسناد باقی رہی ہون۔ جو شہادت تحریری کے لیئے وقت پر پیش ہون۔ یہ ایک بڑی دہشت ناک بات تھی کہ اتنی مدت کے بعد معافیدارون کے قبضہ مین مداخلت و دست اندازی کی جائے اور انسے کافی ثبوت طلب ہو جنکے پاس کافی ثبوت سوا قبضہ کے کوئی نہ رہا ہو۔ بنگالیون کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جعلی اور مصنوعی دستاویزین اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کرین۔ اسلیئے ضرور ہوا کہ ایک

لاخراجی زمینون اور معافیون کی ضبطی

حکم عام ضبطی لاخراجی کا صادر کیا جائے۔ نوجوان رویینیو افسران نے کوڑیون سند ہا سنہ ایک ایک دن مین فیصلے کرنے شروع کیئے اور ان خاندانون کی لاخراجی اور معافی کی زمینین دفعتہً ضبط ہوگئین جنکی وراثت مین وہ مدت سے چلی آتی تھین اور انکو کوئی شبہہ نہ تھا کہ وہ آیندہ ان کے قبضے مین نہین رہین گی - یہہ امر یقینی ہے کہ سرکار کو لوگون نے اس باب مین دھوکا دیا تھا بہت سے مصنوعی لاخراجی دار اور معافیدار بن گئے تھے لیکن پھر بھی بہت سے اصلی اور واقعی سچے معافیدار اور لاخراجی دار بھی تھے مگر انکی زمینین بھی اس سبب سے ضبط ہوگئین کہ وہ اپنی حقیت کی عدالت مین کافی شہادت نہین دے سکے پس دغاباز غاصب اور حقدار قابض دونو یکسان تباہ و غارت ہوگئے - سرکار کی اس کامیابی کا ملک مین بڑا غل شور مچا - ہندوستانیون کی معاشرت مین ایک انقلاب پیدا ہوا جسسے سرکار کو بغیر کچھہ خرچ کرنے کے فائدہ عظیم ہوا مگر اسسے ایک عام نارضامندی سرکار سے رعایا مین پھیل گئی - بنگالیون کا نامرد و صابر و مصائب کا دیر تک متحمل ہونا ضرب المثل ہے اس زمانہ مین دوربین اور پیش اندیش آدمی ایسے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ زبردست گورنمنٹ اس کام کو اضلاع زیرین (بنگال) مین کرسکتی ہے مگر انکو نہایت حزم و احتیاط سے آگاہی حاصل کرکے ہندوستان کے اور صوبون مین یہہ کام کرنا چاہیئے خاصکر ان اضلاع مین جہان سے سپاہی انگریزی لشکر مین بھرتی ہوتے ہین یہہ پیشین گوئی کی گئی کہ اگر اس کام کو کروگے تو ایک دن ایسا آئیگا کہ ہندوستان صرف فرنگستانی سپاہ کی قوت سے قبضہ مین رہ سکے گا ایسی تدبیرون سے سپاہی پیشہ لوگ گورنمنٹ کے خیرخواہ و نیک اندیش نہین رہین گے - آدمیون کی خیرخواہی و نیک اندیشی جدا ہو جائیگی - اسپریٹ آف جشہ کلکتہ کے انگریزی اخبارون مین ہوا جو تمام اسپر ضبطی کی کرتے تھے انہون نے کہا کہ ملک کے اور حصون مین اس ضبطی لاخراجی کو وسعت نہین دی جائیگی مگر کوئی ملک کا حصہ اسسے بچا نہین - لاخراجی دار و معافیدار خواہ کسی نسل و خاندان کے ہون وہ اپنی زمینون کے قبضے رکھنے مین سلامت و محفوظ نہین رہے انہون نے مغلون کی سلطنت اور مرہٹون کی حکومت مین لاخراجی زمینین پائی تھین اور انکو یقین تھا کہ وہ عیسائی حکومت مین سلامت رہ سکین وہ سب ضبط ہوگئین ٭

اضلاع شمالی مغربی مین محکمہ بندوبست کو یہہ کام سپرد ہوا کہ وہ لاخراجی زمینون کی تحقیقات کرکے ضبط

اضلاع شمال مغربی

کرے یا انکو جمع سرکار سے معاف کر دے جن افسرون کو یہہ تحقیقات سپرد ہوئی انمین بہت تھوڑے
افسر ایسے تھے کہ مشتبہ دعوون مین رحم دلی کو کارفرما ہوتے اور اس صحیح پولیسی پر یقین کرتے کہ ان معافیدارون کو
خواہ وہ ابتدا مین ناحق ہی زمین پر قابض ہوئے ہون انکے قبضہ مین خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے
برڈ اور طامسن کے چیلے وشاگرد بہت سے تھے جو معافی مالگزاری کو شر محض سمجھتے تھے اور یہہ
خیال کرتے تھے کہ معافیدارون کے ساتھ کسی قسم کی رعایت کرنی اس گروہ کے حق مین مضر ہے
جو محصول دیتی ہے ان معافیدارون کا حال تو ان نر مکھیون کا سا ہے جو چھتے مین بالکل نکمے رہتی ہین
اور کچھ کام نہین کرتے۔ غرض معافی کے ضبط کرنے مین زیادہ تر حکام بندوبست کی خوشی و مرضی تھی۔ اور
بعض صورتون مین یہہ انصاف کی صورت دکھائی جاتی تھی کہ لاخراجی و معافی کی زمینین تو خدمات کرنے
کے لیئے لوگون کو ملتی تھین اب ان خدمات کی ضرورت نہین رہی اور وہ انکو حین حیات دی جاتی تھین
جنے اب دوامی و استمراری صورت پکڑلی ہے جس زمانہ مین کہ ہندوستانی سلطنت متزلزل تھی
لوگون نے بہت سی زمینین دغا و فریب سے لاخراجی بنا کے قبضہ مین کرلی تھین اسلیئے ان سب کا
ضبط ہونا ناانصافی نہین . . . . . . لیکن بہت سی مثالین ایسی بھی نہین کہ ان مین ثبوت کامل موجود
تھا اور فرامین شاہی اور اسناد معتبر موجود تھین ان سب پر افسرون نے کچھ خیال نہین کیا اور ضبطی کا حکم صادر
فرمایا۔ اور پانچ چھٹا حصہ لاخراجی زمینون کا ضبط ہو گیا فرخ آباد کے ضلع مین تو وارن ہیسٹنگز اور لیک
کی اسناد معافی بھی بالائے طاق رکھی گئین اسپر بہت ہی تھوڑا پاس و لحاظ ہوا۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ
گو نفس کے موافق کیا گیا جنہون نے وہ کیا انکو پورا یقین تھا کہ ہمارا کام رعایا کی عام بھلائی کے لیئے
کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے علم کی بڑی شیخی بگھارتے تھے مگر اس علم مین ہندوستان کے قوانین آئین
اور ہندوستانیون کی مزاج شناسی داخل نہ تھی وہ اس بہار سے کہ تھوڑا علم خوفناک ہوتا ہے ٹکراتے
تھے لیکن محکمہ بندوبست مین بعض بڑے کام کرنے والے ایسے بھی تھے کہ انکو ضبطی زمین کی جوع البقر
نہ تھی وہ اپنے فرض منصبی کا اور سٹیٹ کی پولیسی کا خیال بالکل جدا گانہ ہی رکھتے تھے ان مستثنی رایون
کی توضیح مسٹر مین سل کی مثال کرتی ہے انہون نے ضلع آگرہ کے بندوبست کی رپورٹ مین تحریر کیا ہے "
اگر یہہ سوا ہم بافتنی ہین کہ ہم رعایا کی تالیف قلوب کر کے ان کے دلون مین اپنی محبت پیدا کرین اور فقط
قوانین تعزیرات کے موافق حکمرانی کرین اور اگر ان اضلاع مین ہندوستانی سوسائٹی کے ہر حصہ کے قدرتی میلان کو

جو کم بخت افلاس وجہالت مین ڈوبنے کا ہے حتی الامکان ہم اپنے اصول کے موافق گورنمنٹ کے کامون مین
رکھین اور یہہ النسانی عمدہ خصائل و فضائل باطنی باپ دادا کی حمیت و غیرت و شرافت اور زمانہ گذشتہ
کی شجاعت اور ملک کی قومی خصلت حافظ مین پرورش باقی رہین تو مین گرم کوش ملازم ہوکر
کوئی کام قابل اطمینان اس سے زیادہ گورنمنٹ کا نہین نبلا سکتا کہ آگرہ کے لفٹنٹ گورنر نے
فیاضانہ دریا دلی سے بداور کے راجہ کو اپنے جاہ و منصب و ریاست پر بحال کردیا جو
ضلع آگرہ کی خوشی وآسودہ حالی سے بڑا تعلق رکھتی ہے مسٹر روبرٹس نے بداور کی جاگیر
راجہ کے متبنے بیٹے کو دے دی تھی اور اسکو جو گورنمنٹ نے متبنے مان لیا تھا اس سے ہبرسل
صاحب کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

پریسیڈنسی بمبئی کا بڑا حصہ ۱۸۱۷ء مین پیشوا سے سرکار کمپنی کے قبضہ مین آیا تھا یہان
بھی مرہٹون کی حکومت مین سب قسم کے عہدہ دارون اور زمیندارون کو لاخراجی زمینین
دی گئی تھین انکا نام یہان انعام تھا گورنمنٹ کو انعامدارون کے انفصال حقوق مین مشکلات
پیش آئین تو یہان کے لیے ایک انعام کمیشن مقرر کیا گیا جسنے ان انعامون کو اسطرح ضبط
کیا کہ جس سے رعایا مین ایک عام نارضامندی پیدا ہوئی۔ مرہٹون کے ملکون مین جاگیردارون
نے کبھی یہہ تکلیف گوارا نہین کی کہ وہ اپنی زمینون کے لیے اسناد رکھتے کہ تحریری شہادت
اپنے ثبوت دعوے مین محکمہ انعام کمیشن مین دے سکتے وہ تو فقط اپنی زمین پر قابض ہونے کے
سبب یاد رکھتے تھے کہ بڑی گردی کے وقت زمینین ہم کو ملی ہین ان کے قبضہ پر سالہا سال
گذر گئے تھے اس قبضہ ہی کو وہ اپنی مہری اسناد جانتے تھے جب انعام کمیشن قائم ہوا تو
مرہٹون کے جنوبی ملک مین اسکی شہرت ہوئی۔ ایک گانون سے دوسرے گانون مین
یہہ خبر جاتی تو لوگون کے رنگ فق ہوجاتے تھے کہ یہہ محکمہ اسناد طلب کرتا ہے جو کسی طرح بہم نہین
پہنچ سکتین پس ہر روز ان معافیدارون کی قربانیون کی ایک فہرست شائع ہوتی جو خوش
نصیب اس آفت سے بچ جاتے وہ اس گروہ کے رنج کو اور بڑھاتے جو بھیڑون کی طرح
اپنی کھالون پر سے اون کترواکر محکمہ انعام کمیشن سے باہر آتے نہ تو وہ کسی پیشہ اور کام کرنے
کی قابلیت رکھتے تھے بھیک مانگنے سے شرم آتی تھی تنگدستی انکی مٹی خوار کرتی تھی محکمہ انعام کمیشن نے

پینتیس ۳۵ ہزار جاگیرون کی اسناد طلب کین اور پانچ برس مین اسنے کام کرنے سے پانچوین حصے ان کے ضبط کیے۔

سارے ملک مین مالی عدالتون نے معافیداروں اور زمینداروں کو خوف زدہ بنا رکھا تھا اب دیوانی عدالتون نے ان مالی عدالتون کی اسطرح امداد کی جیسے کہ کوئی غارتگر جنگ عظیم مین بڑا کارکن دوست حمایت کرتا ہے۔ دیوانی عدالت کی ڈگریون نے بہت سی زمین کے پرانے مالکون کے بدن پر سوا کھال کے کچھ اور نہ چھوڑا ایسا مفلس بنا دیا کہ نان شبینہ کو محتاج بنا دیا اس ملک مین آدمیون کو حق ناحق نالش کرنے کی دھن ہے وہ اعلے قانون اور ضابطہ نہین دیکھتے ایسے آدمیون مین ان ڈگریون کے ادا کرنے کے لیئے یا زر مالگزاری کی باقی کی علت مین اکثر زمینین نیلام ہوئین تھوڑے تھوڑے قطعات اراضی کے مالک بہت سے زمیندار تھے جنکے کنبے ایک ہی زمین کے مالک صدہا برس سے چلے آتے تھے وہ اسپر اپنی پیدائش کا فخر کرتے تھے اور اپنے باپ دادا کی ان زمینون سے بڑی محبت رکھتے تھے اور اسباب منقولہ بہت تھوڑا سا چند روپیہ کی مالیت سے زیادہ نہین رکھتے تھے ان پاس زراعت کرنے کے لیئے ایک جوٹ بیلون کی ایک بھدا چھکڑا جس مین دو پہیئے اور چند بانس ہوتے تھے اور گھر کا اسباب ایک لٹیا پانی پینے کے لیئے اور چند برتن پکانے کے واسطے اور کمبل رات کو جاڑے پالے سے بچانے کے واسطے رکھتے تھے یہہ ساری ان کی کائنات ہولی دیوانی عدالت انکو چھوڑتی نہ تھی جب تک وہ اپنی زمین کو جو ان کے سرمایہ کا بڑا حصہ تھا اسکی نذر نہ کرتے بس ہر سال قرضہ کی ڈگریون مین جو چند روپیہ کی ہوتین بہت سی زمینین نیلام ہوتین انکو نئے آدمی خریدتے بس اسطرح سے قدیمی مالکان زمین کی بیخ کنی ہوتی وہ کاشتکار اپنے باپ دادا کی زمینون مین ہوجاتے جسکو وہ پہلے اپنی سلطنت سمجھتے تھے جیسے کسی بادشاہ کو اپنے ملک کے چھین جانے کا رنج و ملال ہوتا ہے ویسے ہی ان مالکان زمین کو اپنی آبائی زمینون کے نیلام ہونے سے قلق و الم ہوتا تھا ہندوستان مین کبھی بعلت باقی مالگزاری یا بعلت قرضہ جبراً و قہراً وتحکماً نیلام حقیت اراضی کا دستور نہ تھا اب یہہ انگریزی عملداری مین دستور جاری ہوا جسنے ملکیت اراضی مین ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور پھر انکے ساتھہ وہ باتین شامل نہین جنکا اوپر ذکر ہوا۔ ان سب

باتون نے گورنمنٹ سے خوفناک جماعتون کی ناراضی کو بہت بڑھا دیا جو اپنے تنزل کا سبب انگریزی
عملداری ہی کو جانتے تھے اور ایسا انقلاب چاہتے تھے کہ جس مین وہ اپنی کھوئی ہوئی چیزون کو
پھر حاصل کرلین یہہ تنزل کا عام نظام جو اپنے مختلف روپ بھرتا تھا اور مختلف طورون سے کام
کرتا تھا اسکا اثر اعلے درجہ کی حق دار جماعتون کے دماغ مین یکسان ہوتا تھا - لارڈ ڈلہوزی کے عالی
دماغ نے ان باتون کو ایجاد نہین کیا تھا مگر انہون نے تو صرف پرانے اضلاع مین انکو زیادہ مستحکم
اور نئے اضلاع مین جنکو انہون نے حاصل کیا تھا انکو زیادہ وسیع کردیا پنجاب مین تو بعض بہادر انگریزی
افسرون نے جو اسکے منتظم تھے اس ملک کو اس سبب سے چھوڑدیا تھا کہ وہان کے سردارون اور جاگیردارون
کے مصائب کو نہین دیکھہ سکتے تھے آرتھر کوبس صاحب نے پنجاب کے الحاق ہونے کے ایک سال
بعد پنجاب کو اسی سبب سے چھوڑا تھا اور ہنری لارنس سے جہان تک ان کا بس چلا وہ پنجابی سردارون
اور جاگیردارون کی حمایت کے لیئے گورنمنٹ سے لڑے اور اسی سبب سے انکو پنجاب سے جدا ہونا
پڑا - اودھ مین بھی نظام مذکور بڑی بےصبری کے ساتھہ کیا گیا جسکا خمیازہ ایام غدر مین گورنمنٹ کو
اٹھانا پڑا - جو نیا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین آتا تھا اس سے یہہ ایک اور خراب بات پیدا ہوتی
تھی اس سبب سے نہین کہ حق دار جماعتین زمینداروں و معافیدارون اور تعلقہ دارون کی الفط
ہوجاتی تھین بلکہ انگریزی راج نے بتدریج وہ رقبہ تنگ کردیا جس مین اعلے درجہ کے شریف و معزز
آدمی انگریزی عملداری کے انتظام کے سبب سے اسکے ملک سے باہر جاکر پر منفعت معزز عہدے
و نوکریان حاصل کرلیتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب ہندوستانیون کے لیئے اسطرح کی ملازمت پانے کا
صیغہ مسدود ہوگیا - اس وجہ سے ہندوستانی عملداریون اور انگریزی عملداری مین لاخراجی و معافی
کی ضبطی مین بڑا فرق تھا یہہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی عملداری مین زمینداری محفوظ نہ تھی -
ہندوستانی راجہ بادشاہ کچھہ اپنے اوپر یہہ واجب نہین جانتے تھے کہ ان کے باپ دادا نے جن
لوگون کو لاخراجی و معافی کی زمینین دی ہین انکو بدستور برقرار رہنے دین وہ اکثر اپنی خود مختاری سے
انکو ضبط کرلیتے تھے مگر معزز و دولت خیز ملازمت کا صیغہ ان مصیبت زدون کے لیئے مسدود نہ تھا - اگر
کسی معافیدار کی معافی ضبط ہوگئی تو اس نے کوئی معزز نوکری کرلی - تمام سول اور ملیٹری ڈپارٹمنٹ
سیف کے اعلے درجہ کے عہدے یہین کی سرزمین کے بچون کے لیئے موجود تھے مگر یہہ ہوشمند

انگریزی عملداری مین نہتھی جو اپنی زمین سے بیدخل کیا جاتا نہ تو وہ بے فائدہ نرکھیون کی طرح اپنے بیکار رہونے کی تکلیف اُٹھاسکتا تھا نہ کارکن مکھیون کی طرح چھتے مین کوئی کام کرسکتا تھا اسکے واسطے کوئی جگہہ باقی نہ تھی کہ وہان جاکر اور آقاؤن کی ملازمت کرتا نہ تو اسکے واسطے کوئی جگہہ انگریزون کے نزدیک تھی نہ انسے دور جاکر تھی بس اسطرح سرکار انگریزی نے ایک ذی رعب و معزز شریف جماعت کو اپنا دشمن بنالیا جنمین بہت سے خاندان شاہی کے آدمی اور سپاہ کے اعلے عہدہ دار تھے جن کے ساتھ انکے ملتزمین کے بہت سے گروہ تھے اور بہت سے قدیمی زمیندار تھے جنکی تعظیم و تکریم کاشتکارون کے دلون مین بیٹھی ہوئی تھی ایک گروہ برہمن پنڈتون کا تھا جو معافی کی زمین سے پرورش پاتے تھے جو اب ضبط ہوگئی تھین وہ اپنے اقتدار کو جو انکو اورون کے دلون پر حاصل تھا عام ناراضی کے جوش دلانے مین اور مذہب کے جاتے رہنے کے خوف دلانے مین کام مین لانے لگے اسی زمانہ مین اور باتین ایسی ہورہی تھین جنکا میلان یہہ تھا کہ وہ برہمنون کی پنڈتائی سے ہندوؤن کی دلون مین نفرت کو مشتعل کرین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب نئے نئے شگوفے ایسے کھلے جاتے ہین کہ عنقریب پنڈتون کے اقتدار او نفعون کو خاک مین ملادینگے ملٹن اور بیکن کے لٹریچر (علم ادب) نے ہندوؤن کے دلون مین صداقت و حسانت کی چاہ پیدا کردی مغربی سائنس نے برہمنون کے علوم طبعیہ کی فاش غلطیون کو بتلادیا انکو تحقیقات کا شوق پیدا ہوگیا جو غالباً کبھی کم نہوگا اب پنڈتون سے زیادہ انگریزی پروفیسرون کی عزت کرنے لگے نئے معلمون نے پرانے معلمون کی جگہہ چھین لی۔ پنڈتون نے تمام ہندوستان کی سوسائٹی کو اپنے اختیار مین کر رکھا تھا کوئی کام دینی و دنیاوی بغیر انکی مداخلت کے کوئی ہندو نہین کرسکتا تھا۔ ہندوؤن کے ہر کام مین پنڈتون کی پوجا پاٹ کی کرلگی ہوئی ہے۔ پھر ان اختیارات کے سوا ہندوؤن کے سارے علمون کے خزانون کے خزانچی پنڈت جی ہوتے ہین۔ صرف نحو جغرافیہ علوم طبعیہ۔ دھرم شاستر۔ ویدک۔ علوم الہٰیہ وغیرہ مین سے ہر ایک علم ہندوؤن کے مت مین داخل ہے وہ مذہب کی کسی نہ کسی بڑی بات سے تعلق رکھتا ہے پنڈتون نے اپنی مذہبی کتابون مین دنیاوی علوم کی ہر شاخ کو باقاعدہ نظام کے ساتھ داخل کر رکھا ہے غرض اس دنیا مین اور اس سے باہر ہندوؤن پر اقتدار پنڈتون کو وہ حاصل ہے جسکی نظیر دنیا مین نہین۔ اب انگریزی عملداری مین انکے ان سارے اقتدارون اور اختیارونمین خلل پڑا

برہمنون کا زوال

مقدمات مین رجوع انگریزی عدالتون مین کی جاتی اور انکے اپیل بھی اعلے عدالتون مین ہوتے پنڈتون کی پوچھ گچھ انمین کمتر ہوگئی اسلیئے یہہ سارا فریق انگریزی عملداری کا بدخواہ ہوگیا۔

برسون تک یہہ کام جنکا اوپر ذکر ہوا جاری رہے لیکن تہذیب و شائستگی کی روشنی بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی انکے جلوے بہت تھوڑے نظر مین آئے مگر ابھی وہ پنڈتون کے پاک دلون کو بہت چوکاتے تھے۔ جب تک بڑے بڑے شہرون مین اس نئے دانش و علم کے پانے والے چند زیرک لڑکے تھے قدیمی توہمات مین سارے ہندو مبتلا تھے برہمنون کی پنڈتائی رونق پر تھی مگر جب بڑے ہوکر کنبون کے سرپرست بنے اور اپنی اس آزادی سے جو توہمات سے حاصل ہوئی تھی خوش ہونے لگے اور باپ دادا کے مذہب پر خندہ زنی کرنے لگے کہ وہ پرانی بڑھیون کی کہانیان ہین۔ گوشت کھانے اور شراب پینے لگے اور انگریزی لباس ہمیون زیب تن کرنے لگے تو یہہ معلوم ہونے لگا کہ برہمنون کی پنڈتائی کی کمبختی آرہی ہے اور انکو نقصان پہنچ رہا ہے۔ پنڈتون نے دیکھا کہ اس قسم کی اصلاح جو ایک دفعہ شروع ہوگئی ہے وہ آیندہ زمانہ مین سوسائٹی کے سب قسم کے درجون مین پھیل جائیگی اور پنڈتون نے سوچا کہ انگریزی عملداری مین ایک صوبے کے بعد دوسرا نیا صوبہ آتا جاتا ہے تو یہہ نئی روشنی پھیلتی جائیگی اور کوئی جگہہ ایسی باقی نہین رہیگی کہ ہندو بے خلل رہ سکے اور بعض نے علت و معلول کو خلط ملط کرکے یہہ استدلال کیا کہ یہہ جو انگریز ملکون کو اپنی عملداری مین الحاق و مستغرق کرتے جاتے ہین اسکا مطلب اعظم یہہ ہے کہ اس ملک کے قدیمی مذہب کو زائل کرکے اسکی جگہہ ایک نیا مذہب قائم کرین۔

جھوٹے کے دیوتا ہوتے جاتے تھے مضرتناک اعمال خاک مین ملتے جاتے تھے جس سے برہمنون کی پنڈتائی کو صدمہ پہنچتا جاتا تھا انوکھی اور حیرت انگیز باتین ہندوؤن کے مذہب مین داخل تھین ان کی بیخ کنی بغیر اسکے ہو نہین سکتی تھی کہ وہ ملک مین کھلبلی اور ہلچل نہ ڈالین ستی ہونا گھر مین چھوٹے بچون کو مارنا۔ دریا کے کنارہ پر بیمارون اور بوڑھون کو مارنا اور انسانون کو موٹا تازہ کرکے دیوتاؤن پر بلدان چڑھانا یہہ سب مذہبی قوانین تھے جنسے کہ پنڈتون کو فائدہ یا حکومت یا دونو باتین حاصل ہوتی تھین بلکہ اس سے زیادہ راہ چلتے بے خطا مسافرون کا گلا گھونٹنا بھی مذہبی مراسم کے لیئے مباح سمجھا جاتا تھا۔ یہہ تمام مراسم ظلم سے بھری ستائی گئین پنڈتون کی آنکھون مین اسسے زیادہ یہہ خار تھا

کہ انکے یہہ توہمات جنھین انکی پرورش ہوئی تھی وہ ملک سے جلد غائب ہوتے جاتے تھے اگرچہ ان مراسم کی
خرابیون کو حاکم ظاہر کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ ہندوؤن کی جزو ایمان نھین - جب عقل نے ان کے بطلان کو
ثابت کردیا اور قوم کے دلون مین سے ان کے یقین کو کھودیا تو پھر دونو حمق و جرم کا خاتمہ ہوگیا قانون
بہت کچھہ کرسکتا ہے مگر تعلیم یقینی اسے زیادہ ان دیرینہ توہمات کو دور کرسکتی ہے جنکی زمانہ قدر کررہا ہو
دنیاوی تعلیم پاک اور سیدھی سادی کافی تھی کہ وہ ہندوؤن کے مذہب کے توہمات کے گھنے بن کو
کاٹ کر صاف کردیتی اور جیتے اسپر اور طرہ ہوا کہ انگلش سکول ماسٹر اور مشنری اکثر ایک ہی آدمی ہوتے
اور سوائے مذہبی واعظ ہونے کے دونو پیشے آپس مین اکثر مل جاتے اور ان امتحانون مین جو جھیلین
اور مشنری لیتے اعلے افسران انگریزی شامل ہوتے اور ہندوستانی امرا انمین شریک ہونے کی
پروا نہین کرتے تو یہہ خوف پیدا ہوا کہ یہہ دنیوی تعلیم در پردہ عیسائی بنانے کے لیئے ہے تو پنڈتون
نے ہندوؤن کی جماعتون کے بزرگون کو اس خوف پر مطلع کیا اسلیئے ان پنڈتون کی فہمائش سے وہ
زیادہ تر تعلیم کی حمایت سے باز رہے گو بہادرانہ اسکے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین کرسکے ہر سال یہہ خوف
بڑھتا گیا ہر سال یہہ خواہش زیادہ ہوتی گئی کہ ہندوؤن کو جو توہمات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے
ہین انکو اس قید سے نکالنا چاہیئے - دونو گورنمنٹ اور انگریزون کے دلون مین یہہ مشترک تمنا تھی
اور باتون مین تو سٹیٹ پولیسی مین اصلی تغیرات ہوتے تھے مگر اس مین کوئی تغیر نہین ہوا ایک گورنر کی
جگہہ دوسرا گورنر مقرر ہوا اسنے ہندوؤن کی شیطانی باتون سے مخالفت کی کوئی آدمی نہ تھا جو ان زمانہ کے
دیرینہ معزز بیہودہ مراسم پر اسقدر تنک افعال پر کہ خیال کرتا ہو - لارڈ ڈلہوزی کی برابر کوئی آدمی اس کام مین
گرم کوشش نہ تھا کہ بڑی طاقت سے بت شکنی پر کمر چست کرتا پچھلے انتظامون مین کبھی برہمنون کی اخلاقی اور
مادی غلطیون سے ایسی بے رحمی سے مقابلہ نہین ہوا تھا انمین کوئی بات انتقام کی نہین ہوئی تھی بے شک
یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ کام لاعلمی سے ہوا - اس مین صرف اس محبت کا ظہور ہوا جو ایک راست بین
ترقی تہذیب دل مین رکھتا ہے زیادہ بہ نسبت غلطی کے اور عقلی ترقی سے زیادہ بہ نسبت جہالت
کی حماقت . رکھتا ہے اس قسم کی محبت سے اور یقینی اعتماد سے دونو انسانیت اور پولیٹک
یہہ امید رکھتے کہ برٹش انتظام کی قوت اور عدالت کو قائم مقام اسکا ہونا چاہیئے جسکو وہ مشرقی بوڑھے
تنظیم و نجم جانتا تھا اسنے الحاق کی پولیسی کو جو اسکے عہد کو ممتاز کرتی ہے پیدا کیا تھا وہ خلقت کی

بھلائی کے لیئے جیسا یہہ چاہتا تھا کہ وہ برطانیہ اعظم کی ملکی حکومت کو وسیع کرے ایسا ہی وہ
اسکا شوقین تھا کہ اسکی اخلاقی حکومت کو وسیع کرے اور یہان کے آدمیون کو روشنی کی قوتونکا
بنسبت تاریکی کی قوتون کے تابع بنانے اسیلیئے اسنے یہہ قوی ارادہ کیا کہ یوروپ کی تہذیب
و شائستگی کی برکتین پھیلائے ان نئے اخلاقی اور مادی چیزون کے دیکھنے سے یہان کے
پنڈت بڑے بھو چکے ہوتے تھے اور دہل جاتے تھے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت
ہونے کے خوف بہت سے اور شامت کے مارے نظر آتے تھے یہہ صرف گورنمنٹ
کی تعلیم ہی پہلے کی نسبت زیادہ منتظم و منحوس صورت پکڑکر بہت جلد تمام آبادی ذکور مین کل
ملک کے اندر جال کی طرح نہین پھیل گئی تھی بلکہ گھرون کے اندر اناث مین بھی مغربی نیا علم
و نیا فلسفہ مداخلت کرنے لگا۔ انگلنڈ بھی کمپنی کو اس بات پر لعنت ملامت کر رہا تھا کہ وہ
لڑائی مین کروڑون روپیے خرچ کرتی ہے اور تعلیم کے لیئے سینکڑون روپیے کے خرچ
کرنے مین دریغ و مضائقہ کرتی ہے۔ اس باب مین انگلستان نے کمپنی کو ہدایت کی کہ وہ
ہندوستانیون کی تعلیم مین زیادہ روپیہ خرچ کرے اور اسکے لیئے تدابیر منتظمہ اور عظیمہ کرے
گورنمنٹ نے اپنی تین یونی ورسٹیان قائم کین اور پہلے جو مشنری مدارس مفلسی کی حالت مین تھے
انکو گرینٹ (عطیہ) عطا کی غرض ہندوستان مین یوروپ کی تعلیم کی اشاعت کے لیئے
کوئی چیز اٹھا کر نہین رکھی گئی - وہ عالم جو علوم شرقیہ کے خازن تھے وہ صاف سمجھتے تھے کہ
عنقریب یوروپ کی شائستگی و تہذیب کی طغیانی سارے ملک مین پھیل جائیگی -

لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین ہندوستانیون کے لیئے یہہ بات بڑی چونکا
دالی و خوف دلانے والی تھی کہ سعی بلیغ اس مین کی گئی کہ انگریزون کا نیا علم اور انکی عادات کا
رواج زنانہ مین ہو۔ پریسیڈنسی کے بڑے بڑے شہرون مین انگریزون نے اپنی کوشش
منتظمہ شروع کی کہ عورتون کے دلون سے جو جہالت کی جنم بھوم بن رہی ہے جہالت کو دور
کرین اور اس کام مین انگریزون کی بی بیون اور بیٹیون نے بھی مدد کرنی شروع کی اور انگلنڈ
مین جو انکی بہنین تھین انہون نے بہت خوشی سے اس کام مین انکی ہمت بندھوانے کے
لیئے مدد کی یہہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین ہندو مسلمان عورتون کی

تعلیم کا اصلی ڈھانچ گورنمنٹ نے نبایا اور مشنریون نے یتیمون اور لاوارث لڑکیون کو عیسائی بنا کر اس تعلیم کی ابتدا کی تھی اگرچہ اس کام کو گورنمنٹ نے اپنا خاص کام نہین بنایا مگر گورنمنٹ کے ایک ممبر بی تھیون صاحب نے ہندوؤن کی لڑکیون کا مدرسہ قائم کیا اور دولت مند ہندوؤن کو ترغیب دی کہ وہ اپنی لڑکیون کو علم کی دولت سے مالامال کرین ان کے سمجھانے سے ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین ایک لڑکیون کا مدرسہ جاری ہوا جب بی تھیون صاحب مرگئے تو گورنر جنرل نے اسکا انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لے لیا اور پھر وہ سرکار کمپنی کا مدرسہ ہوگیا پہلے تھوڑے دنون ہنود اپنے تعصب کے سبب اور کمپنون کے سرپرست مدرسہ پر حقارت سے خندہ زنی کرتے رہے لیکن پھر ان نوجوانون نے جنہون نے انگریزی پروفیسرون سے تعلیم پائی تھی اور اب باپ اور مالک خانہ ہوگئے تھے بڑی ضرورت یہہ جانی کہ اپنی عورتون کو جو مردون کی جلیس اور انیس ہوتی ہین تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا چاہیئے انہون نے پنڈتون کے تحکمات مذہبی کا کچھ خیال نہین کیا۔

ہندو بیواؤن کا دوبارہ شادی کرنا

اسی زمانہ مین ایک اور ایجاد نے ہندوؤن کے دلون کو دکھایا کہ ہندوؤن کے ہان دھرم شاستر کے موافق بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا منع تھا جو عورت ستی نہ ہوتی تھی اسکے پیچھے ہمیشہ صاحب عصمت رہنے کا عذاب لگا ہوا تھا لیکن اب انگریزی گورنمنٹ نے یہہ سکھایا کہ بیوہ کا دوبارہ بیاہ کرنا اچھا ہے۔ ہندوؤن کے ہان بیوہ کا شادی کرنا مذہب اور رسم و رواج کے خلاف تھا اس رسم مین برائی اور ظلم دونو تھی اور وہ برائیون کی پیدا کرنے والی تھی پھر اسپر یہہ اور ظلم ہوتا تھا کہ بہت چھوٹی عمر کی لڑکیان بڈھون سے بیاہی جاتین اور نوعمری مین رانڈ ہو جاتین اور بعض ان مین سے خاوند سے واقف بھی نہ ہوتین۔ وہ عمر بھر رنڈاپے کے عذاب اٹھاتین۔ انگریزی کالجون و اسکولون مین جو ہندو تعلیم پاکر روشن ضمیر ہوئے تو انہون نے اس دوبارہ بیاہ کی ممانعت کی برائیون کو ظاہر دیکھا کہ وہ بڑی دکھدائی ہین تو انہین سے ایک شخص نے ایک رسالہ لکھا جس مین بیواؤن کی دوبارہ بیاہ کرنے کی حمایت کی اور ہزارون آدمیون نے دستخط کرکے درخواست گورنمنٹ کو دی اور اس مین یہہ اپنا اعتقاد لکھا کہ دھرم شاستر کے موافق ہمیشہ بیوہ رہنے کا حکم نہین ہے لیکن جو ٹھیٹھ سنیار تھے اور انکے پاس دھرم شاستر کی قوی شہادت موجود تھی اور انکی تعداد بھی بہت تھی انہون نے اپنے دھرم شاستر کے موافق بیوہ عورتون کی

دوبارہ شادی ہونے کی بڑی مخالفت کی اور جب ایکٹ ۱۵ ۱۸۵۶ء جاری ہوا تو اسکو اپنی ہتک عزت اور خاندان کی بربادی کا سبب جانا۔ دھرم شاستر اور اسکے پیغمبر انکی طرف تھے یہہ صاف ظاہر تھا کہ یہہ بدعت انکی وراثت کے قانون پر اور صدمہ پہنچائیگی اہی اس باب مین ایکٹ ۲۱ ۱۸۵۰ء جاری ہوچکا تھا جسنے ہندوؤن کی وراثت کے دستور مین خلل ڈالا تھا۔ ہندوؤن کے دہرم شاستر کے موافق اگر کوئی ہندو اپنا مذہب بدل ڈالے تو وہ محروم الارث ہوجاتا تھا وہ اپنے باپ دادا کا ورثہ نہین پاتا تھا مگر یہہ قانون جو جاری ہوا اسکا منشا یہہ تھا کہ وہ دھرم شاستر کے قاعدہ کو منسوخ کرے اسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنا مذہب ترک کرے تو وہ محروم الارث نہین ہوگا بلکہ اپنا ورثہ اسی طرح پائے گا جس طرح کہ ہندو ہونے کی حالت مین پاتا اس پر ہندوؤن نے بڑی طمطراق سے اعتراض کیا کہ جب گورنمنٹ ضعیف تھی تو اقرار اور وعدے کرتی تھی کہ ہم مداخلت مذہبی نہین کرینگے اور جب طاقت ور ہوگئی تو ایسے قانون نافذ کرنے لگی جو مذہب مین مداخلت کرتے ہین لیکن اس باب مین بنگال کی عرضداشت مین لکھا گیا کہ ہم عرضداشت دینے والے اسبات کو چھپاتے نہین کہ جب سے کہ یہہ ایکٹ اس قانون کا حصہ بن گیا جو ہندوؤن کے لیئے استعمال کیا جائیگا تو جو اعتماد اب تک حکام انگریزی پر اپنے مربی ہونے کا رکھتے تھے وہ اب بہت متزلزل ہوگیا ہے اگرچہ بلوہ کرنے کا خوف نہین ہے لیکن ہم جو اپنے بادشاہ کے ساتھ ہواخواہی اور خیرخواہی کا جوش رکھتے تھے اب وہ انگریزون کی مرضی کی اور انکی حکومت کی ناگوار اطاعت مین تبدیل ہوگیا ہے۔ مدراس کی عرضداشت بنگال کی عرضداشت سے زیادہ سخت الفاظ مین تھی انہون نے لکھا کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا براہ راست ظلم کرنا ہے اور کہا کہ برٹش گورنمنٹ جو ظلم کی راہ پر چل رہی ہے وہ مظلومون کی طرف سے نفرت و حقارت کی یقینی مستحق ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے بڑے زور سے اپنی راے یہہ لکھی کہ گورنمنٹ کا یہہ فرض ہے کہ ملکیت کی وراثت کے قواعد بنانے کو اپنے ہاتھون مین رکھے پس ایکٹ پاس ہوگیا اور حاکمانہ مداخلت گورنمنٹ کی طرف سے یہہ ہوئی کہ ورثے کے حقوق اس اولاد کو جو بیوہ کے دوسرے خاوند سے پیدا ہو پہلے خاوند کی اولاد کے برابر دیئے گئے جسکو ہندوؤن نے بیان کیا کہ وہ دھرم شاستر حکم الہی کے بالکل برخلاف ہے یہہ تو خرابی کا ایک حصہ تھا ایک اور برائی عورتون کے آزاد ہونے مین یہہ بیان کی گئی کہ ٹھیٹھ ہندو یقین کرتے تھے پا

یقین کرنے کا اقرار کرتے تھے کہ اگر ہندو بیواؤن کو اجازت دی جائیگی کہ وہ بجائے ستی ہونے کی دوسرا خاوند کرلین تو ان بی بیون کو یہہ ترغیب ہوگی کہ وہ خود بخود خاوندون کو مارکر بیوہ ہو جائین یہہ خوف جو تھا وہ بالکل بغیر دلیل کے نہ تھا مسٹر بینس پی کوک نے لیجسلیٹو کونسل کے جلاس ۱۹ - جولای ۱۸۵۶ء مین یہہ کہا کہ ان دو باتون مین بڑا فرق ہے اول یہہ کہ ایک شخص اس کام سے روکا جائے جسکے کرنے کے لیئے مذہب حکم دیتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کام کرنے سے روکا جائے کہ مذہب فقط اسکے کرنے کو جائز رکھتا ہے - اگر ایک شخص کہے کہ میرا مذہب کثیر الازدواجی کو منع نہین کرتا اس سبب سے جتنی بیویان وہ چاہتا ہے کرتا ہے اور جب اسکے لیئے یہہ ناممکن ہوتا ہے کہ وہ معاہدۂ نکاح کو نبھائے تو یہہ اسکے مذہب مین مداخلت نہین ہوگی کہ لیجسلیٹو کونسل کہے کہ ستو جورو ون کا کرنا اور پیچھے انکو چھوڑنا سوسائٹی کے لیئے مضر ہے اسواسطے ایسے کام کا کرنا ناجائز ہے ایسی صورت مین واضع قانون کا فرض ہے کہ اسکو اس کام کے کرنے سے روکے جسکے کرنے کو مذہب نے روا رکھا ہے لیکن اسکے کرنے کا حکم نہین دیا بس بیوہ عورتون کا دوبارہ بیاہ کرنے کا جلد یہہ نتیجہ ہوگا کہ ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کو صدمہ پہنچے جسکی نہایت بدنما اگر سخت صورت کولین برہمنون مین مروج ہے بس برہمنون نے ان گذشتہ و حال و آئیندہ کے ایجادون و بدعتون سے مایوس اور دہشت ناک ہوکر یہہ قصد کیا کہ اپنی نہایت قوت سے اس طغیانی کا مقابلہ کرین اور اسکی غارتگر سیل کو اپنے دشمنون پر الٹا بہائین ٭

عورتون کی فعل مختاری

— فوجداری عدالتون مین عورتون کی فعل مختاری کا ضابطہ جاری ہوا وہ بھی ہندوستانیون کی رسم و رواج کے بالکل خلاف تھا اس سے انکی بڑی بے آبروئی ہوتی تھین عدالت فوجداری سے منکوحہ عورتین فعل مختار ہو جاتی تھین اسکا تدارک دیوانی عدالتون سے جو ہوتا تھا ان مین التوا اتنا ہوتا کہ وہ کافی نہ تھا اور اس سے بھی آزار پہنچتا تھا -

برہمنون سے اور پنڈتان

فقط اخلاقی ترقیان ایجادین اور بدعتین ہندوستان کے پیشوایان دین کو دہشت زدہ اور ناراض کر رہی تھین بلکہ مادی ترقیان بھی انکو ستا رہی تھین - فزیکل سائنس اپنے چڑھائیان اور حملے کرتا تھا جو انکو سخت ناگوار ہوتی تھین اور انکے دل کو بیقرار کرتی تھین وہ پنڈتون کا گروہ جسکی بڑی تعظیم و تکریم اس سبب سے کی جاتی تھی کہ دنیا کے سارے علوم وہ اپنے قبضے مین رکھتا ہے - بشر خوار

بچون کی طرح کمزور اور ضعیف علوم مین معلوم ہونے لگا۔ یہہ کوئی زبانی ثبوت اور خیالی افسانے تو تھے نہین کہ پنڈت اسکی تردید کرتے اور اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے بھلا وہ اسکے خلاف کیا کہہ سکتے تھے کہ ریلوے کی گاڑیان بغیر گھوڑون اور بیلون کے تیس میل فی گھنٹے کی رفتار سے چلتی ہین اور تار برقی پر چند سکنڈ مین کل صوبہ کے عرض مین پیغام رسانی ہوسکتی ہے۔ یہہ امور واقعی تھے اپر جرح قدح کچھ نہین ہوسکتے تھے انکو ہر شخص جو دوڑ سکتا تھا پڑھ سکتا تھا ان آتشی گاڑیون اور برقی تھمبون نے زمان و مکان پر فتح نمایان حاصل کی تھی وہ پنڈتون کے دیوتاؤن کو شرمندہ کرتی تھی اور وہ بتلاتی تھین کہ غیر مرئی دنیا کے فوق العادت افعال پر کیسی ان کو قدرت حاصل ہے جن تک مشرقی پنڈتون کی کبھی رسائی نہین ہوئی۔ پنڈت نئے ایجادات کو دیوتاؤن سے منسوب کرکے انکو مقدس بناتے تھے اور انکے ساتھ مراسم مذہبی کو ادا کرتے تھے جنسے وہ منتفع ہوتے تھے اب انہون نے ان گورے رنگ کے آدمیون کو دیکھا کہ وہ عناصر کو اپنا غلام بنا سکتے ہین اور وہ اپنی امداد کے لیئے ان معجزہ کرنے والی قوتون کو بلا سکتے ہین جو برہمنون کے فلسفہ کے خواب و خیال مین بھی نہ تھین۔ پنڈتون نے جان لیا کہ اب اس بات مین کوشش کرنی عبث ہے کہ ہندوؤن کو یہہ سمجھائین کہ مغربی علوم جدیدہ صرف دھوکے کی ٹٹی ہین اور ان مین سوا شعبدہ بازی کے کچھ اور نہین آدمی دیکھ سکتا ہے کہ معمولی وقتون پر ٹرین آتی ہے اور بنارس مین ایک شخص جان سکتا ہے کہ دہلی اور کلکتے کے بازارون مین روپیہ کا آٹا کس بھاؤ سے بک رہا ہے۔ ہندوستان مین ان پر اسرار کامون کے داخل ہونے کے لیئے دونو زمانہ اور آدمی موافق تھے جب لارڈ ڈلہوزی ہندوستان کو روانہ ہوئے ہین تو انگلنڈ مین جو دولت پیدا کرنے کے خیال کی کثرت کے اثرون سے اسکی مالی حالت مین خلل ڈال رکھا تھا بحال ہوتا جاتا تھا اسنے ریلوے لائن بنانے کا خیال ان شہرون مین جہان تجارت نہ ہو اور ان ملکون مین جہان آبادی نہ ہو چھوڑ دیا تھا بہت سے نقصان اٹھا کر وہ اب بہت سوچ بچار کر اپنی دولت اور اغراض کو دیکھ کر ریلین بناتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی بورڈ آف ٹریڈ کے پریسیڈنٹ رہ چکے تھے اسلیئے انکو یہہ موقع ملا تھا کہ اس زمانہ مین جو ریلوے بنانے کا سوال تھا اسکے اصول سے اور اسکے مفصل حال سے واقف ہون اور اسکی تہ پر پہنچ جائین تو انہون نے اپنا ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ انشاء اللہ تعالے وہ جس ملک کو جاتے ہین اسکو جب تک نہین چھوڑینگے

کہ بڑی بڑی شاہراہین آہنی تمام گورنمنٹ اور تجارت کے مرکزون کے درمیان نہین جاری
کرین گے اور انکی اول منزلون مین وہ ریلوے کی سرعت کے ساتھ سفر نہ کرین گے۔ ہندوستان
مین بہت سے انگریز تھے جو ریلوے بنانے کے اور اسسے دولت کمانے کے خیالی پلاؤ پکایا کرتے
تھے۔ چند دوربین انگریز جنہین میک ڈونلڈ سٹیفن سن سب پر سبقت رکھتے تھے پہلے سے کہتے
تھے کہ ریلوے جلد جاری ہو جائینگین اور انکے بنانے پر قومی اتفاق ہوگا۔ جب لارڈ ڈلہوزی
نے اسمین اپنا ہاتھ نکالا اور سرکار کمپنی نے انکی دستیاری کی تو پھر یہہ عام یقین ہوگیا کہ ریلوے کے
ذریعہ سے آمد و رفت جاری ہو جائیگی وہ گورنمنٹ سے تعلق رکھیگی اور ملٹری کامون کے لیئے زیادہ تر
مفید ہوگی بہ نسبت اسکے کہ وہ قومی ضرورت کے رفع کرنے کے لئے عام پسند ہو یہہ خیال کیا جاتا تھا کہ ریلوے
سٹیشن پر ہندوستانیون کے جمع ہونے کے لیئے کاہلی طمع وہم پرستی مانع ہونگی لیکن لارڈ ڈلہوزی
اپنی عالی دماغی و روشن ضمیری و دوربادلی سے اس نتیجہ کو خوب سمجھتے تھے جو ریلوے بنانے سے حاصل
ہوگا وہ اس کام کو بالکل صحیح سمجھے۔ اب ہندوستانی خوب سمجھنے لگے ہین کہ وقت دولت ہے اور یہہ کہ
وہ اسسے فائدہ اوٹھاتے ہین اپنے پنڈتون کا لحاظ و ادب نہین کرتے تار برقی جو خطوط کو ہوا مین بھیجتا ہے
جنکو کوئی دیکھتا نہین اور اتنے تھوڑے عرصہ مین دور دراز کے فاصلون سے جواب دیتا ہے جتنی
دیر مین کہ کسی شہر کی ایک گلی سے دوسری گلی مین پیغام جاتا ہے اس سے اور بھی زیادہ تعجب ہوتا ہے
مگر اس سے پنڈتون کے دلون کی بےچینی ظاہر نہین ہوتی اوشوگ ہسی کی ذہانت نے لارڈ ڈلہوزی
کی مدد کی اور اسکے سبب سارے ملک کے طول و عرض مین تار برقیون کا ایک جال بچھ گیا اگرچہ
یہہ کام دانشمندی و نیکی کا تھا مگر وہ برہمنون کے دلونمین وحشت پیدا کرتا تھا اور انکو رنج دیتا تھا کہ
انکے علوم کی بڑی کساد بازاری ہوتی تھی جب یہہ ثابت کیا گیا زمین اپنے محور پر پھرتی ہے تو
کہتے ہین کہ ہندوستان کے بہت سے توہمات کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر پنڈتون نے یہہ سکھانا
شروع کیا کہ مغربی شائستگی و تہذیب کے مقولے محض وسیع ایجادات ہین وہ ابدی صداقت پر
مبنی نہین ہین یہہ مادی دستکاری کے کام ہین کوئی انمین روحانی بات نہین ہے مگر
انکی یہہ باتین ہندوؤن کے دلون پر جمتی نہ تھین۔ مادی تجربات کا جو انکو سیارون کے فاصلہ سے
نظر آتے تھے یقین کرتے تھے تو متحیر ہوتے تھے۔ نہایت جاہل اور نامعقول آدمی دیکھتا تھا کہ

یہہ کام جو کئے جاتے ہین وہ برہمنون نے کبھی نہین کیئے - انہون نے اس امر واقعی کو صاف دیکھ
لیا کہ دنیا مین ایسی عجیب چیزین کہ انکے پنڈت انکو نہین سکھا سکتے گو پنڈت اپنے علم و دانش کی
شیخی بڑی بگھارتے ہین مگر یہہ ایجادات انکے خواب مین بھی کبھی نہین آئے - غرض اسوقت سی
پنڈتون کے علم کی آدھی قوت اس سبب سے رہ گئی کہ ہندوؤن کا اعتقاد اسپر آدھا رہ گیا
گو یہہ علمی باتین پنڈتون کے علم کی تذلیل کرتی تہین جن سے ان کا دل دکھتا تھا لیکن
اس سے زیادہ ایک اور بات تھی جسسے کہ عوام ہنود کا دل دہڑکتا تھا - ہندوؤن کے مذہب پر
حملے کیئے جائین وہ غلط ثابت کیا جاتے اسکی پروا عوام ہنود کو نہین ہوتی وہ اپنے کام مین بدستور
مصروف رہتے ہین انکو آئندہ کا خوف نہ گذشتہ کا افسوس ہوتا ہے وہ اپنی جات کے
قائم رکھنے کو مذہب جانتا ہے یہہ جات ہندوؤن کے روزمرہ کے سارے کامون
مین داخل ہے ایک ذلیل سا ذلیل ہندو اسکو سمجھتا ہے مرد و عورت بچہ جانتا ہے کہ
جات کے باہر ہونے کی برابر کوئی خوفناک چیز نہین ہے برادری سے باہر رہنا مردود آلہی
والناس ہوتا ہے - اگر ہندوؤن کو یہہ سکھایا جائے کہ انگریز کسی عیاری کے وسیلہ سے
ہندوؤن کو ایسا خراب کرین کہ وہ ایک جات یا بالکل بے جات ہو کر سب کی برابر
ہو جائین تو پھر ہندوستانی سر اٹھا کے انگریزون کو سمندر مین بہا ئین - انگریز اس
کام مین بڑی احتیاط کرتے ہین لیکن کبھی کبھی اس مین غلطی بھی کر جاتے تھے جسکا بیان نیچے ہوتا ہے
برہمن ہمیشہ اس تاک مین رہتے ہین کہ انگریز کہین ہماری جات کے برباد کرنے مین دخل نہین
دیتے سو انکو ایک مقام مین یہہ دخل نظر آئی برہمن ہمیشہ عوام ہنود کے دلون کو اکساتے رہتے
ہین کہ غالباً انگریزون کا یہہ مقصد ہے کہ کل آدمیون کے مذہب کو سازش کر کے خراب کر دین
جیل خانہ مین ایک گروہ قیدیون کا تھا جو براہ راست واسطہ گورنمنٹ سے رکھتا تھا اور جسم و روح
اسکی گورنمنٹ کے اختیار مین تھی - قیدیون کی روزانہ خوراک بالکل گورنمنٹ کے اختیار مین تھی
اور یہہ آسان بات تھی کہ جیل خانون کے قواعد مین ایک نظام ایسا جاری کیا جائے کہ کیا تو
قیدی اپنی جات کو بالکل کھو بیٹھین یا بھوکے مرجائین - پرانا تماشہ رعایتی جیل خانہ کا یہہ تھا
کہ ہر قیدی اپنے کھانے کا انتظام خود کرتا تھا اور اپنا کھانا آپ پکاتا تھا - کچھ پیسے اسکو دیئے

جاتے تھے جنسے کہ وہ اپنی خوراک کا آپ سامان کرلیتا تھا لیکن یہہ سامان جیل خانون کے حق مین مضر تھا۔ قیدی اپنا بہت سا وقت اپنے کھانے پکانے مین صرف کرتے اور اسکو اپنے کام کرنے کا عذر بتاتے تھے پس قیدیون کی جات کے اعتبار سے جماعتین ہانڈی وال بنائی گئین اور انکے کھانا پکانے کے واسطے باورچی مقرر کردیئے گئے کہ خاص گھنٹون مین وہ کھانا تیار کردیا کرین۔ اگر پکانے والا کھانے والے سے جات مین نیچا ہوتا تو اسکا لازمی نتیجہ یہہ تھا کہ خوراک ناپاک سمجھی جاتی اور جماعت ہانڈی وال جات باہر۔ یہہ نیا انتظام غلط سمجھا گیا اور آسانی سے اسکے معانی غلط بیان کیئے گئے پس اب لوگون نے جو اس قسم کی باتون کی تفتیش و تجسس مین رہتے مین یہہ موقع ہاتھہ لگا ان کے بہکانے سے فقط قیدی ہی نہین بلکہ اہل شہر ناراض ہوئے کہ برٹش گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ قیدیون کی جات کو خراب کردے اور پھر انکو عیسائی بنالے اور اس بات پر کچھ خیال نہین کیا کہ بورچی جو اول مقرر ہوئے تھے وہ برہمن تھے اسپر یہہ گھڑت ہوئی کہ آج تو بورچی برہمن مقرر کیئے ہین کل نیچ ذات کے بورچی مقرر کیئے جائینگے۔ غرض اس جھوٹ کو نمک مرچ لگا کے ایسا مزہ دار بنا دیا کہ لوگون کو وہ بھانے لگا اور اسپر یقین ہوگیا جیل خانون مین کھانے پینے کے باب مین ترمیمات بڑی بے احتیاطی سے لارڈ ڈلہوزی کے عہد سے پہلے سے ہوتی تھین۔ ایک تجربہ پر دوسرا تجربہ ہوتا تھا اور شاید جو پہلے احتیاطین ہوتی تھین انہین غفلت کی جاتی تھی بہت سے جیل خانون مین ان تبدیلیون پر قیدیون نے سرکشی کی جسپر شہر والے خوش ہوتے تھے اور انکی تائید کے لیئے آمادہ ہوتے تھے کہ اس سے انکے مذہب کی محافظت ہوئی تھی شاہ آباد و سارن و پٹنے مین جیلخانون مین بڑے دنگے فساد مچے اور پچھلے زمانہ مین بنارس مین جو ہندوؤن کا دارالعلوم ہے بڑا فساد برپا ہونے کو تھا مگر ہوشیاری سے ایسی باتین مان لی گئین کہ وہ فساد دب گیا۔

اس قسم کی خبرون کی اصل ابتدا ہندوؤن سے ہوتی تھی کہ جسکے عام لوگون کے کان کھڑے ہوتے تھے کہ اب ذات برباد ہوگی تا ہم مین ایسی باتین نہ گھڑی جاتین کہ وہ مسلمانون کو نہ بھڑکاتین مسلمانون کے خاص اپنے دکھہ درد جدا ہی تھے تعلیم کی کل تدابیر کے میلان نے اور سارے ملک کو انگریزون کے دھمکانے نے مسلمانون کی عزت و توقیر کو بہت کم کردیا تھا سب عزیز و شریف مسلمانون کو انکے اعلی عہدون اور عزت کی ملازمت سے محروم کردیا تھا۔ ایجادین اور بدعتین جو انگریز پھیلاتے انسے جیسے پنڈت بدکتے تھے اور خوف کھاتے تھے

ایسے ہی مولوی دہشت کرتے تھے جیسے پنڈتون کی سنسکرت - بیہ غدر ہوگئی تھی اسیطرح مولویون کی عربی کا حال تھا عدالتون سے فارسی زبان کا رواج اٹھ گیا تھا اور سرکاری خدمات کے لیے جو نئے نئے امتحان اور معیار مقرر ہوئے انکے سبب سے مسلمانون کو سرکاری خدمت کے ملنے کا احتمال بہت ہی کم ہوگیا تھا یہہ عام میلان تھا کہ مسلمانون کو جو انکے اپنے بڑے بڑے دارالعلومون سے فائدے اور نفعے ہوتے ہین وہ منقطع کردیئے جائین کلکتہ کے مدرسہ عالیہ کے جو اوقاف تھے وہ سب نابود ہوگئے تھے انگریزی زبان کا انگریزی علوم کا انگریزی قوانین کا وہ رواج ہوگیا تھا کہ مسلمانون کے بڑے بڑے عالمین وفاضلون کو کوئی پوچھتا نہ تھا اور یہہ ملازمت کا صیغہ مسلمانون کے لیے بند ہوا پھر لاخراجی زمینون کی ضبطی ہوئی جسکا سب سے زیادہ صدمہ شریف معزز قدیمی مسلمانون کے خاندانون کو ہوا جس سے انکے دل مین انگریزون کی بدخواہی کا جوش اٹھا ہندوؤن کی نسبت مسلمان زیادہ اولوالعزم چالاک بے باک اور آپس مین سازش کرنے والے ہوتے ہین ہندو جانتے تھے کہ مسلمان جو ارادے گورنمنٹ کے خلاف کرین انہین شریک ہونا اہم ہے - ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ختنہ کرنے کو منع کرے اور عورتون کے باہر بے پردہ پھرنے کا حکم جاری کرے - مگر اس مین رائی برابر سچ نہین تھا جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے کچھ دنون ان جھوٹی خبرونکا چرچا رہتا ہے پھر کوئی ان کا نام نہین لیتا - ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی بدخواہی کی تقدیم اول ہندوؤن کی طرف سے ہوئی ہے یا مسلمانون کی طرف سے اسکا حال ہم آیندہ مفصل لکھینگے اکثر انگریزون کا میلان خاطر یہی ہے کہ گورنمنٹ کی بدخواہی کی باتین مسلمان زیادہ کرتے ہین - ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ انگریزی عملداری سے مسلمانون کو بہت نقصانات پہنچے ہین انکی لاخراجی زمینین ضبط ہوئین - ان کے اعلے عہدے چھن گئے - انگریزی زبان کی تعلیم اور اشاعت نے انکی بڑی بڑی جماعتون کو بیکار و حقیر کردیا - ہندوستانی ریاستون کی ضبطی نے ان کو ان ریاستون مین بھی معزز ملازمت حاصل کرنے سے محروم کردیا بس اگر وہ انگریزی عملداری کے ہندوؤن کی نسبت زیادہ بدخواہ ہون تو وہ طبع بشری کا مقتضا ہے -

باوجودیکہ انگریزون کا تجربہ ہوتا جاتا تھا کہ ہندوستانیون کے دلون پر ایسی نئی نئی باتون کے اختراع سے ہزار بچ پہنچتا ہے جو انکی ذات پر اثر کرین مگر کوئی احتیاط نہین کی جاتی تھی جبلپور خانہ مین ایک اور ایجاد ہو

فساد مچا دیا۔ ہندو اور مسلمان نیم ہندو بغیر لوٹے کے نہین رہتے۔ اس لوٹے کی بڑی احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ کسی طرح ناپاک نہ ہو لوٹے کا ہونا ضرور ہے گو کچھ اور دنیا مین سے ان کے پاس خاک نہو۔ یہہ برتن علاوہ پانی پینے کے اور کامون مین بھی کام آسکتا ہے وہ ایک مجسٹریٹ کا سر پھوڑ سکتا ہے اور جیلر کا چہرہ بگاڑ سکتا ہے۔ مسٹر رچرڈس مجسٹریٹ چوبیس پرگنہ کے علی پور کے جیل خانہ مین اس لوٹے ہی کے مارنے سے مارے گئے تھے۔ غرض یہہ لوٹہ بھی اگر کسی سینہ زور اور زبردست کے ہاتھ مین ہو تو ایک ہتھیار کا کام دے سکتا ہے اسلیئے بعض جیل خانون مین یہہ کوشش کی گئی کہ جیل خانہ مین قیدی کا اس لوٹہ کو اپنے پاس نہ رکھین اور اسکی جگہہ مٹی کے برتن رکھین۔ لوگون نے اسکو بھی ایک اور مداخلت مذہبی جانا کہ ایک مذہب بنانے کے لیئے یہہ ایک دوسری ترکیب کی گئی ہے قیدیون نے اس تبدیلی کو قبول نہین کیا اور دنگہ فساد پر آمادہ ہوئے۔ آرہ مین یہان تک نوبت آئی کہ قیدیون پر بندوقین چلائی گئین اور مظفر پور و ترہٹ مین اس لوٹے کے حکم سے عام آدمیون کو ایسا غصہ آیا کہ دنگہ مچا یا مجسٹریٹ نے حسب سرشتہ یہہ رپورٹ لکھی کہ بالکل بغیر کسی توقع کے شہر کے اور ضلع کے باشندون نے قیدیون کے ساتھ ہمدرد ہوکر انکی اعانت کے لیئے ایک غضبناک بلوہ برپا کیا بلوہ کرنے والونمین شہر کے تمام باشندے اور ایسی ہی رعایا مین بہت آدمی شریک تھے اور انہون نے کہا کہ جب تک قیدیون کے لوٹے واپس نہین دیئے جائینگے ہم بلوہ کرنے سے باز نہ آئینگے یہہ اندیشہ ایسا بڑا تھا کہ قیدی جیل خانہ سے نکل جائینگے اور خزانہ اور شہر کو .... پہلے لوٹ لینگے کہ سپاہ جوان کے لیئے بلائی گئی ہے وہ آئے اسلیئے حکام ضلع نے یہہ مصلحت جانا کہ جیل خانے مین قیدیون کو لوٹے دیکر مفسدون کے دنگہ کو فرو کرے۔ یہہ کام اسوقت مین جاہلون اور ناعاقبت اندیشون کا نہ تھا بلکہ وہ شہر کے دولت مند باشندون نے اور کچہریون کے اعلیٰ اہل کارون نے خوب سوچ بچار کر کیا تھا اب یہہ ظاہر تھا کہ ہندوستانیون کے دلون مین متواتر برافروختگی زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بہت سے معزز شریف ہندو مسلمان انگریزون کے سخت دشمن تھے اور وہ اس انتظار مین بیٹھے تھے کہ یہہ جو مصالح آتش گیر انگریزون نے اپنے لیئے جمع کیا ہے اس مین کوئی موقع ہاتھ آئے تو شتابہ لگا کے شعلہ افروزی کرین۔ جیل خانہ کے لیئے یہہ کام کرنا ایک تجربہ تھا جس مین کامیابی ہوئی لیکن قیدیون کی فتنہ پردازی سے انگریزی سلطنت برباد نہین ہوسکتی تھی

مگر ایک قسم کے آدمی گورنمنٹ کے ماتحت تھے جنکے بہکانے سے پنڈتون اور مولویون کو اپنی محنت کا معاوضہ مل گیا اور انکی محنت اکارت نہ گئی ❊

باب نہم

ہندوستانی سپاہ ۱۷۵۶ء سے ۱۸۵۶ء

اوپر کے دو بابون کے پڑھنے سے پڑھنے والون کو معلوم ہوگا کہ شرفا و امرا و روسا کا گروہ اور ہادیان دین کا فرقہ اپنے دلون مین برٹش گورنمنٹ سے ناراض اور اسکے بدخواہ ہوتے جاتے تھے لیکن ایک اور تیسرا گروہ تھا جو سب مین زیادہ طاقتور تھا اسکو گورنمنٹ یقین کرتی تھی کہ اسکی پولیسی نے راضی و خوش کر رکھا ہے سب طرح سے برٹش گورنمنٹ کو اپنے امن و عافیت مین رہنے کا اطمینان اس سبب سے تھا کہ سپاہ اسکی خیرخواہ و ہواخواہ ہے مدبران انگلشیہ کا یہ اعتقاد و ایمان تھا کہ ہندوستان کو تلوار ہی سے حاصل کیا ہے اور تلوار ہی سے وہ قبضہ مین رہ سکتا ہے۔ جب تک ہماری ہاتھ تلوار کو مضبوط پکڑے رہین گے تب تک کسی اندرونی فساد کا بہت کم ہی اندیشہ و خوف ہے مشرق مین تین لاکھ سپاہ برٹش قوت و تسلط کو مستحکم و استوار کر رہی تھی۔ اس سپاہ مین بہت تھوڑی ہی گورون کی سپاہ تھی نہ انگلستان مین اسقدر سپاہی مل سکتے تھے کہ وہ ہی ہندوستان مین انگریزی عملداری کے محافظ ہوتے نہ ہندوستان مین اسقدر گنجائش تھی کہ وہ ان کے خرچ کی متحمل ہوتی پس انگریزی سپاہ زیادہ تر ہندوستانی تھی جسکی ساری وضع طرح گورون کی سپاہ کی سی تھی وہ بالکل میدان جنگ مین اسطرح لڑتی تھی جسطرح یوروپ کی سپاہ مین لڑتی تھین اول مین انکی تعداد تھوڑی تھی مگر جسقدر انگریزون کے قبضہ مین ہندوستان زیادہ آتا گیا اسی قدر اسکی تعداد سو برس تک بڑھتی گئی۔ غرض ہندوستانی سپاہ کا وفادار ہونا انگریزون کے اعتقاد و ایمان کا ایک جزو تھا یہ سپاہ موت کا مقابلہ بے خوف و خطر کرتی تھی ہر طرح کی آفت و بلا کا سامنا بغیر اف کرنے اور آہ کھینچنے کے کرتی تھی اپنے افسرون کی اطاعت کرنے مین جان قربان کرتی تھی گو وہ اس سے رنگت و مذہب مین ملتے نہ تھے مگر وہ انسے محبت رکھتی تھی۔ یہ کہا جاتا تھا کہ نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکو یہ سپاہ نہ کرے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جسکی برداشت نہ کرے نہایت خوراک کی تنگی کی حالت مین اسنے اپنے حصہ کی خوراک خوشی سے گورون کے کھانے کے لیے دیدی

اور انگریزی علم وہان قایم کیئے جہان گورون کی جوانمردی اور بہادری لڑکھڑاتی تھی اسنے اپنی تھوڑی سی آمدنی مین سے یوروپ کی لڑائیون مین انگریزی سپاہ کی امداد روپیہ سے کی جب اسکو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کے پاس روپیہ کی قلت ہے تو اسنے خوشی سے قبول کرلیا کہ اسکو تنخواہ وقت پر نہ ادا کی جاے گو یہہ تنخواہ وقت پر ملنی اسکی جان نثارون کی خدمت گذاری کے لئے تھی۔ غرض سو۱۰۰ برس کی تاریخ کو پڑہیئے تو معلوم ہوگا کہ سرکار کمپنی کی خیرخواہی و ہواخواہی مین کیسے کیسے کام جانبازی و جان نثاری کے اس سپاہ نے کئے ہین -

لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستان سے اپنی رخصت کے وقت یہہ فرمایا کہ اس سپاہ کی ترقی کے لیئے کوئی ضرورت باقی نہین رہی" یہہ سچ ہے کہ ایشیائی سپاہین ہمیشہ بغاوت کی طرف میلان رکھتی ہین مرہٹون کی سپاہیون کی سکھون کی سپاہون کی نظام کے عرب کی سپاہ کی گورکھون کی سپاہون کی سرکشیان پہلے دیکھنے مین آچکی تھین یہہ سب ہندوستان کی وہ قومین تھین جنکا پیشہ سپہگری ہے جنہون نے اپنی گورنمنٹ کے خلاف کسی نہ کسی وقت مین بغاوتین کین تھین لیکن پچاس برس گذر چکے تھے کہ برٹش حکام کے دل مین یہہ کبھی اندیشہ نہین پیدا ہوا تھا کہ یہہ سپاہ سرکشی کریگی انگلنڈ مین سب سمجھتے تھے کہ کمپنی بڑی فیاض ہے جسکی علم برداری بڑی فائدہ مند ہے ظاہر مین چپ چاپ تھی کبھی یہہ خیال مین نہین آتا تھا کہ اس چپ چاپ ہموار سطح کے نیچے چھپے ہوئے خوف و خطر ہین جو وقت پر اپنا جلوہ دکھائیگی - سپاہیون کی وفاداری و جان نثاری ضرب المثل تھی اور وہی انگریزون کی قوت کا دایان بازو تھا۔

بنگال کی سپاہ کی عمر سات برس کی تھی کہ اسنے اول دفعہ اپنی بغاوت کے ارادہ کے آثار دکھائے مگر یہہ بغاوت آپس مین گورون کی سپاہ سے متعدی ہوئی تھی۔ گورون کی سپاہ نے بغاوت اسلیئے اختیار کی تھی کہ میر جعفر نے اسکو ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اسکے اندر التوا ہوگیا تھا جب روپیہ آگیا تو ہندوستانی سپاہیون نے بھی گورون کی پیروی اس سبب سے کی کہ وہ جانتے تھے کہ جس انعام کے مستحق ہین انکو نہین ملے گا۔ گورے سپاہی کو چالیس روپیہ اور ہندوستانی سپاہی کو چھ روپیہ ملینگے آخر کو حجت و تکرار کے سبب سے ہر ہندوستانی سپاہی کو بیس روپے ملے جسنے نافرمانی کی آگ کو بجھا دیا۔ لیکن سال ختم ہونے نہ پایا تھا کہ سپاہ نے اضافہ تنخواہ چاہا ایک پلٹن نے اپنے انگریزی افسرونکو

لارڈ ڈلہوزی کی رائے متعلق ہندوستانی سپاہ کی نسبت

بنگال کی سپاہ کی اول بغاوت ۱۷۶۴ع

قید کرلیا اور مفرور ہوگئی منرو صاحب مع سپاہ و توپون کے ٹھیک وقت پر آپہنچے مفرورین کے افسرون کو حکم دیا کہ سرغنون کو جو اس شرارت کے بانی ہون منتخب کرین جب پچاس سرغنہ وہ چھانٹ کرلائے تو کورٹ مارشل مین چوبیس پر جرم ثابت ہوا اور توپون سے انکے اُڑانے کا حکم صادر ہوا۔ ساری سپاہ گورون اور ہندوستانیون کی پریڈ پر جمع ہوئی توپین لگائی گئین۔ ہسکلر منرو صاحب نے حکم دیا کہ چار سپاہی توپون کے اڑانے کے لیئے آگے آئین تو چار گرانڈیلیون نے کہا کہ ہمیشہ ہم سب لڑائیون مین معزز رہے ہین اسلیئے ہم چاہتے ہین کہ اسوقت بھی عزت حاصل کرین کہ سب سے پہلے اڑائین جائین انکی درخواست منظور ہوئی وہ اڑائے گئے یہہ دیکھ کر ہندوستانی سپاہ کے تیور بدلے تو ان کے افسرون نے منرو صاحب سے کہا کہ سپاہی کہتے ہین کہ ہم کسی اور سپاہی کے اس طرح اڑانے کی اجازت نہین دین گے اسپر میجر صاحب نے توپون کے منہہ ہندوستانی سپاہ کی طرف کردیئے اور سارے گورون کی بندوقین انکی طرف موڑکر حکم دیا کہ ہتھیار زمین پر ڈال دو اگر عدول حکمی کروگے یا بھاگوگے تو سب کے سب اڑا دیئے جاؤگے ناچار سپاہیون نے ہتھیار ڈال دیئے پھر سولہ سپاہی توپون سے اڑائے گئے اور چار سپاہی اور چھاونیون مین اڑانے کے لیئے بھیجے گئے یون سرکشی بے ہوئی اور پھر کسی سپاہی نے بھاگنے کا نام نہ لیا میجر منرو صاحب کی فرزانگی اور شکوہ مردانگی نے آئندہ اپنی قوم کو بتلایا کہ ہندوستانی سپاہ مین ایکشون کو سرنگون اور باغیون کو یون زبون بنایا کرتے ہین اور ہندوستان کی سپاہ کو بتلایا کہ قانون کے ہاتھ سے کہین مفر نہین۔

ہندوستانی سپاہ کے دل مین سر ایرکور سے ایسا خوف بیٹھا کہ جب انگریزی افسرون نے بغاوت اختیار کی تو وہ اسکے ساتھ نہین ہوئے انگریزی افسرون کو ڈبل بھتہ ملا کرتا تھا جب وہ موقوف ہوا تو سب سپاہ افسر بغاوت پر آمادہ ہوئے تینون برگیڈیرون نے ایک مخفی کمیٹی بنائی پردہ ہی پردہ مین اپنا کام کرنے لگے ایک فنڈ روپیہ کا جمع کیا کہ افسرون کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا کیا جائے سول کے نارائض افسرون نے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس فنڈ مین جمع کیا اور یہہ آپس مین معاہدہ ہوا کہ ایک ہی دفعہ دوسو افسر اپنا کمیشن پھینک دین اسوقت بہار پر پچاس ہزار لشکر مرہٹون کا حملہ کرنے کے لیئے چلا آتا ہے ضرور گورنمنٹ کو ہماری احتیاج ہوگی اور ہماری درخواست ضرور منظور ہوگی مگر اس نازک وقت مین لارڈ کلایو کا استقلال سبحان اللہ کیا تھا کہ اسنے یہہ خیال کیا کہ جن آدمیون کے ہاتھون مین ہتھیار ہون اُن کی

اس درخواست کو منظور کر لینا گویا انکے ہاتھ مین ملک دیدینا ہے اسلیئے اسنے یہہ دلیرانہ بیباکی سے افسران سپاہ کو جواب دیا کہ مجھے یہہ منظور ہے کہ سپاہی اپنی سنگینین میرے برمین برمے کی طرح پھرائین مگر یہہ درخواست قبول کرنی منظور نہین - اسلیئے افسرون کو حکم دیدیا کہ جو افسر اپنا کمیشن دے اس سے لے لیا جائے اور اسکی جگہہ مدراس سے افسر بلا لیا جائے - اگر ہندوستانی سپاہی انگریزی افسرون کی طرف ہو جاتی تو گورنمنٹ کو کوئی چارہ سوا افسرون کی درخواست منظور کرنے کے کوئی اور نہ تھا اس سخت ضرورت کی صورت مین کلایو نے ہندوستانی افسرون اور صوبہ دارون کی محبت اور وفاداری سے کام نکالا وہ کلایو کے منھہ سے حکم کے لفظ کے منتظر تھے کہ انگریزی افسرون پر گولی چلائین - غرض اس سے کلایو کو یقین ہو گیا کہ اگر گورون کی سپاہ بغاوت اختیار کرے تو ہندوستانی سپاہ اسکی سرکوبی کے لیئے موجود ہے ٭

ہندوستانی افسران کا تنزل اور انگریزی افسرون کی ترقی

ہندوستانی سپاہ کے بانی کا یہہ خیال تھا کہ سپاہ مین یہین کے آدمی بھرتی کیئے جائین اور انکے افسر بھی ہندوستانی اعلے درجہ کے شریف خاندان کے مقرر کیئے جائین جو اپنے محکومون سے ٹھیک فرمانبرداری کا کام لے سکین لیکن ہندوستان مین انگریزون کی حکومت بڑھنے کا میلان یہہ ناگزیر تھا کہ ہندوستانیون کو اعلے عہدون سے خارج کر کے انکی جگہہ انگریز مقرر ہون - انگریز کو یہہ یقین تھا کہ وہ ہر سرکاری کام کو ہندوستانی سے اچھی طرح کر سکتا ہے وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتا تھا کہ ہندوستان کے ساتھہ جو انگریز بھلائی کر رہے ہین اسکے لیئے یہہ لازمی امر ہے کہ ہر اعلے اور معزز عہدہ پر انگریز مقرر ہو اور ادنے اور محنت کی خدمات پر ہندوستانی مقرر ہون اسلیئے سپاہ مین جو پہلے پہلے شریف و رئیس معزز عہدون پر مقرر ہوتے تھے اور اصل حکمرانی کرتے تھے اور خاص انکا احترام ہوتا تھا اب اس عزت کے پایہ سے گر گئے اور انکی جگہہ انگریز افسر ہونے لگے غرض سپاہ مین انگریزی افسرون کی افزائش اور ہندوستانی افسرون کی کاہش ہونے لگی تو پھر شریف ہندوستانی جو سپاہ کی نوکری کو اپنی عزت سمجھتے تھے اسکو ذلت جاننے لگے اور اس سے کنارہ کشی کرنے لگے انہون نے دیکھا کہ جسقدر یہہ انگریزی سلطنت کو بڑھاتے جاتے ہین اتنے ہی ذلیل و خوار ہوتے جاتے ہین - غرض اس سے سپاہ کی حالت بدل گئی کہ سپاہ کی ملازمت کی تخصیص شرفا کے ساتھہ نہین رہی اور اس مین ذلیل اور رذیل بھرتی ہونے شروع ہو گئے -

سپاہ کا دوبارہ [illegible] (سنہ ۱۸۰۵ع)

انگریزی افسرون کو یہہ شوق پیدا ہوا کہ ملٹری ترقی کی جائے - مدراس مین سر جان کرادک نے کمانڈر انچیف

مقرر ہوئے تھے انہوں نے جو منتشر متفرق قوانین تھے انکی ایک مجموعہ میں شیرازہ بندی کی ان میں یہہ چار باتین اور اضافہ کین اول قواعد کے وقت سپاہی ماتھے پر تلک وقشقہ نہ لگایا کرین دوم کانون مین بالا اور بالی نہ پہنا کرین سوم ٹھوڑی پر سے ڈاڑھی کے بالون کو صفاچٹ کرایا کرین اور موچھون کو بھی ایک کینڈے کا رکھا کرین - چہارم ایک گول ٹوپی جسکو انگریزی مین ہیٹ کہتے ہین پہنا کرین -

سپاہی منطقی تو ہوتے نہین وہ بھولے بھالے شکی ہوتے ہین یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی کہ انکو یہہ سمجھایا جاتا کہ یہہ جو ہندوستانی سپاہیون کے لیئے گورون کا لباس پہنایا جاتا ہے اسکے اصلی معنی کچھ اور ہین اور مطلب دوسرا ہے یہہ جو ٹوپی ہے وہ فقط عیسائی ہونے کی نشانی نہین ہے بلکہ اس کے اندر نجس سور کی اور مقدس گائے کی کھال لگی ہوئی ہے جسسے دونو ہندو مسلمانون کو پرہیز ہے اگرچہ مسلمان ماتھے پر ذات کی تمیز کے لیئے قشقہ نہین کھینچتے ہین مگر اپنی ریش مبارک کو بہت عزیز رکھتے ہین اور کوئی کوئی مسلمان کان کے بالے کو بھی اپنا حرز جان جانتے ہین مگر یہان کے مسلمانون مین بہت سی باتین ہندوپنے کی پیدا ہوگئی ہین اُنکے توہمات کچھ ہندوؤن سے کم نہین - غرض سنہ ۱۸۰۶ء کے موسم بہار مین دکن مین ہندو مسلمان سپاہی آپس مین برادرانہ ہمدم جان ہوکر اپنی ہمدردی کی باتین کرتے تھے اور ان سخت احکام سے بچنے کے لیئے تدابیر کرتے تھے - گرمی اور برسات کا موسم تھا سپاہیون کو فرصت تھی آپس مین ملکر حکمون کی نسبت تھوڑی بہت بکواس کرتے تھے سپاہیون سے زیادہ بازارون اور رعیتون مین افواہین اڑتی تھین - مسافر فقیرون کو بہت سی نئی نئی باتین سوجھتی تھین اور وہ بڑی وحشت زدہ خبرین ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لے جاتے تھے اور پیشین گوئیان اپنی بیان کرتے تھے کہ وہ جلد پوری ہونے والی ہین کٹ پتلیون کے تماشون مین عجیب نقلین اتاری جاتی تھین اور وحشت انگیز گیت گائے جاتے تھے اور استعارہ و دوہے پڑھے جاتے تھے غیب سے عجیب عجیب کاغذ لکھے ہوئے آتے تھے دیوارون پر عجیب عجیب اشتہارات چپکائے جاتے تھے غرض ان باتون سے سپاہی یہہ سمجھنے لگے کہ ایک انقلاب پیدا کیجے تو فائدہ حاصل ہو اور تکلیفون سے نجات ملے سپاہیون کی بہت سی شکایتون مین سے چند نیچے لکھی جاتی ہین -

اگر سرکار کمپنی کی ملازمت مین اسکی ساری عمر بسر ہو جائے اور جو کچھ وہ حق خدمت ادا کرسکتا ہے اُسکو ادا کرے تو بھی وہ صوبہ دار کے عہدہ سے آگے نہین بڑھ سکتا اب وہ وقت خواب خیال ہوگئے جبکہ

ممتاز ہندوستانی سپاہی اعلے درجے کے عہدون پر مقرر ہوتا تھا اور انکو بڑی تنخواہین ومشاہرے ملتے
تھے اب تو وہ وقت آ گئے ہین کہ ہندوستانی اعلے عہدون پر پہنچنے کے بجائے دستور کے
موافق ادنے عہدہ پر نیچے گرایا جاتا ہے۔ سپاہی جو پہرہ پر ہو وہ انگریزی افسر کی سلامی ہتھیار کے
پیش کرنے سے اتارتا ہے لیکن ہندوستانی افسر کو وہ ہاتھ سے بھی سلام نہین کرتا۔ ایک انگلش
سارجنٹ اعلے درجہ کے ہندوستانی افسرون پر حکمرانی کرتا ہے۔ بڑے بڑے انگریزی افسر غلطیان
کرتے ہین کہا غدر کے غلط الفاظ کام مین لاتے ہین اور اسکا الزام ہندوستانی سپاہیون پر لگاتے
ہین اور انکو برا بھلا کہتے ہین۔ وہ ہندوستانی جنکے سر کے بال سرکار کی ملازمت مین سفید
ہو گئے ہین انکو برملا انگریزی لڑکے برا کہتے ہین۔ مارچ کے مہینے مین ہندوستانی افسر اسی خیمے
مین مجبوراً رہتے ہین جس مین اور عام سپاہی رہتے ہین اور ہندوستانی ریاستون کی طرح ان کی
سواری کے واسطے ہاتھی پالکی نہین مقرر ہوتی خواہ انکو سفر کیسا ہی دور دراز کرنا پڑے اگر وہ
گھوڑون یا ٹٹوؤن پر سوار ہوتے ہین جنکو وہ اپنی تنخواہ کی بچت سے خریدتے ہین تو انگریزی
افسر اپنی ناک بھون چڑھاتے ہین کہ یہ نو دولت نئے بگڑے ہین سپاہی کہتے ہین کہ نظام اور رئیسون کے
سپاہی انگریزی صوبہ دارون اور جمعدارون سے اچھے ہین یہ بیان کیا جاتا تھا کہ کمپنی کے افسر سپاہیون کو
انکے گھرون سے بڑے دور دراز کے فاصلہ پر لے جاتے ہین جب وہ ایک غیر ملک مین مر جاتے
ہین اُن کے بیوی بچے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑ دئیے جاتے ہین ہندوستانی والیان ملک
جب نئے ملکون کو فتح کرتے ہین تو ممتاز سپاہیون کو اراضی معافی عطا کرتے ہین کمپنی کے افسر الفاظ شیرین مین
خالی تعریف کرنے کو کافی جانتے ہین اشراف انگریزون کی آشنا عورتین ہندوستانی افسرون سے زیادہ
تنخواہ پاتی ہین۔ انگریز تو اس ملک کی خوبصورت سے خوبصورت عورتین اپنے زنانہ مین داخل کر لیتے
ہین ہندوستانی افسر مشکل سے لیے ٹٹو یون کو بھی دیکھ سکتے ہین اور سب پر طرہ یہہ تھا کہ سر ارتھر ولزلی نے
یہہ حکم دیا تھا کہ زخمی ہندوستانی سپاہیون کو گولیون سے مار دو۔ یہہ غلط کہانیان جو گھڑی
گئی تھین اپنے جھوٹ اور ابہام کا خول چڑھا ہوا تھا مگر اسکی نیچے کی تہ مین سچ بھی بہت تھا شکایتین
جو بیان کی گئین ان کے بڑے حصہ کے مرض مزمنہ کی طرح سپاہی برداشت کر رہا تھا اور آیندہ
خاموشی و صبر سے تحمل کرتا اگر اسکی پیشانی پر سے ذات کی نشانی کا تلک نہ اڑایا جاتا اور اس کے

کان کے بالے بالیان نہ اتاری جاتین اور ہیٹ اسکے سر پر نہ پہنائی جاتی اور ڈاڑھی ٹھوڑی پر سے نہ اڑوائی جاتی ان باتون سے وہ اپنے خشم و غصہ کو نہ روک سکا قباحتون کا مجموعہ اتنا جمع ہوگیا تھا کہ پھر اسکو یہہ سمجھانا کہ وہ قابل برداشت نہین کچھ مشکل نہ تھا تو اسنے اپنے حقوق کی محافظت کی لیئے سرکار کو صدمہ پہنچانے کا قصد کیا اسکے سکھانے والے بھی دور نہ تھے ٹیپو سلطان کا خاندان قریب تھا وہ قلعہ ویلور مین امیرانہ ٹھاٹھہ سے رہتا تھا قیدیون کی طرح نہین ہسکے پاس دولت بے حساب تھی اور مسلمان نوکرون کا بڑا ہجوم تھا - یہہ شہزادے اپنی بادشاہی بھولے نہ تھے اور انگریزون نے جو احسان انکے ساتھ کیئے تھے انکو بھول گئے تھے وہ اپنی عیش و عشرت کی مستی مین اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کی خواب دیکھہ رہے تھے یہہ بھی ایک طریقہ بادشاہی حاصل کرنے کا تھا کہ سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کر دینے اب اس کام کا وقت آگیا تھا انہون نے اپنا کام شروع کیا اگر انگریزی افسرون اور سپاہ مین وہی تعلقات ہوتے جو کچھ برس پہلے تھے تو سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے برگشتہ کرنا بڑا ہی مشکل کام ہوتا مگر اب پرانے سپاہی تو پنشن پر چلے گئے تھے سپاہ مین نئے افسر اور نئے سپاہی ایسے تھے جو ایک دوسرے سے شناسا نہ تھے اسلیئے سپاہ کو بہکا کر سرکار کمپنی سے باغی بنانا آسان ہوگیا

۷- مئی کو ایڈجوٹنٹ جنرل اگنیو صاحب فورٹ سینٹ جارج سے اپنے کام پر سے اٹھے تھے کہ ان پاس یہہ خبر آئی کہ ایک پلٹن بغاوت پر تلی بیٹھی ہے - سرجان کرے ڈوک نے ویلور مین آکر اس فساد کی خبر کو رفع دفع کر دیا دو سپاہیون کو کورٹ مارشیل نے بید پٹوا دیئے - باغی سپاہ مدراس بھیجدی گئی اور اسکی جگہہ اور سپاہ بلالی گئی - مگر ویلور سے یہہ وبا بالکل رفع نہ ہوئی کہ اس وقت وہ دب دبا گئی یہہ مقامی وبا نہ تھی بلکہ ملک کی ساری چھاونیون مین پھیلی ہوئی تھی انگریزون کو سپاہیان کی کارستانیون سے خبر نہ تھی -

ویلور مین باوجودیکہ بغاوت کے آثار نمودار ہوچکے تھے مگر وہان نہ گورون کی سپاہ بھیجی نہ ہندوستانی سپاہ کی ٹیپو سلطان کے خاندان کے ساتھہ آمد و رفت روکی گئی وہان کے آدمیون نے ان سپاہیون کو سمجھایا کہ تم مین سے ہر ایک سپاہی عیسائی بنایا جائیگا اسکی وردی کے ہر حصہ کا امتحان کیا جاتا کوئی حصہ صلیب بتا دیا جاتا جسکا لگانا عیسائی ہونے کی خاص نشانی ہے پھر کہا جاتا کہ اس کا پہننا تو بالکل فرنگی بننا ہے ٹوپی والا تو فرنگی کا دوسرا نام ہے غرض سپاہیون کو یہہ فہمائش ہوتی کہ

تم خوب سمجھ لو کہ اول تم عیسائی بنائے جاؤ گے اور اسکے بعد رعیت اور بازاری آدمیون کو یہہ ہیٹ پہنائی جائیگی جس سے سارے ملک پر خرابی آئیگی قلعہ کے اندر اور باہر یہی چرچا رہتا تھا کہ انگریزون کی سپاہ کو عیسائی بنانے کو ہین اور یہہ ہیٹ ہندوؤن کی ذات خراب کرنے کے لئے اور مسلمانون کے ایمان کھونے کے لیئے بنائی گئی ہے انگریزان سب باتون سے بالکل ایسے ناواقف تھے کہ جب ایک سپاہی مصطفے بیگ نے افسرون کو یہہ خبر سنائی کہ سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے تو افسرون نے اسکو پاگل سمجھکر جیل خانہ مین بھیجدیا کہ وہ ناحق اپنی پلٹن کا منھ کالا کرتا ہے مگر جب اسکی پیشین گوئی پوری ہوئی تو اسکو دو ہزار پگوڈا انعام دیئے اور صوبہ داری کا منصب دیا۔ وہ اول سپاہ کی سازش مین خود شریک ہوا تھا اور پھر اسنے انگریزون کو سازش کی اطلاع دی اسطرح اسنے اول انگریزون کو دغا دینے کا کام کیا پھر پلٹن سے دغابازی کی جب اسکو انعام ملا تو یہہ کہا گیا کہ سرکار کمپنی کے اشراف ملازمون کی طبیعت اور اسکی گورنمنٹ کی خاصیت یہہ ہے کہ چور کو خوش کرتی ہے اور دیانتدار آدمی کو سزا دیتی ہے

۱۰ جولائی ۱۸۰۶ء

۱۰- جولائی سنہ ۱۸۰۶ء دفعتہً بھانڈا پھوٹا- ایک دن پہلے بہت سے آدمی قہقہے لگاتے ہوئے شیخیان بگھارتے ہوئے اور آپس مین جنگ کی نقل اتارتے ہوئے کچھ پیدل کچھ سوار قلعہ مین داخل ہوئے جنکو یہان کچھ کام نتھا- شام کو انگریزون کو گالیان بھی خوب دین- ہندوستانی زبان مین ایک اجٹین کو اسکے منھ پر گالیان سنائین- اگرچہ یہہ تحقیق نہین کہ بلوہ مچانے کی کوئی تاریخ پہلے سے مقرر ہوئی تھی مگر خانگی خط وکتابت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۴ مئی تاریخ قرار پائی تھی- یہہ ٹھیرا تھا کہ میسور کا جھنڈا جو تیار ہو رہا ہے جب کھڑا ہوجائے تو اسکے پندرہ روز بعد بلوہ کیا جائے- اتفاق سے یوروپین افسر گارڈ بیمار ہوگیا اور صوبہ دار بھی علیل ہوگیا- قاسم خان جمعدار جو بغاوت کا بڑا سرغنہ تھا وہ روندکرنے گیا وہ شراب مین ایسا بدمست ہوا کہ وہ اپنے غصہ کو روک نسکا کہ روز معینہ کا انتظار کرتا اسنے سردست بلوہ برپا کردیا اسکے اور ساتھی اس مین وقفہ چاہتے تھے- دفعتہً جو وہ بیدار ہوئے تو اپنے کام کرنے کے قابل نتھے اور خطوط جو انگریزون کے بدخواہ پولی گارون کے اور میسور کے لیئے لکھے گئے تھے وہ ہنوز نہین بھیجے گئے تھے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ چند روز مین دس ہزار سپاہی جو خاندان حیدر علی کے خیرخواہ ہین مسلمانون کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوجائینگے- صرف ویلور پر ایک ہفتہ کے لیئے قبضہ ہونا چاہیئے پھر تو کل ملک باغیون کے ہاتھ مین ہوجائے گا-

ویلور مین گورون کی سپاہ چار کمپنیان شاہی ۶۹ پلٹن کی تھین آدھی رات کے بعد دو بجے سے گورون اور انگریزون کا قتل شروع ہوا پہرہ کے سپاہیون کو گولیون سے مار دیا سوتے ہوئے گورون کو ہلاک کیا اسپتال مین بیمار گورون کو ذبح کیا۔ افسر اپنے بچھونون مین یہہ غیر معمولی ہنگامہ کی آواز سنکر اٹھے تو انکو باغیون نے گولیان مار کر مار ڈالا۔ زندون مین سے دو مین بھاگ کر بارکون مین گئے اور وہان جو گورے تھے انکے کمانیر بن کر باغی سپاہیون پر حملہ آور ہوئے مگر انپر دشمن غالب آ گئے۔ فقط سپاہیون نے سرکشی نہین کی تھی محل کے آدمیون نے بھی باغیون کی امداد کی شہزادون نے باغیون کے واسطے کھانا بھجوایا جس سے تھکے ہوئے باغی پھر تازہ دم ہوئے۔ ٹیپو سلطان کا تیسرا بیٹا شاہزادہ معز الدین بذات خود سرکشی کا سرغنہ بنا اور اپنے ہاتھ سے باغیون کو بیڑے دیئے اور مسلمانون کے خاندان کے بحال کرنے کے بڑے بڑے انعام اکرام مقرر کیئے اسی کے مکان مین سے شیر کی کھال کا علم میسور کا ایک خدمتگار لایا اور وہ وہین دین کے نعرون کے ساتھ محل کی دیوارون پر کھڑا کیا سپاہیون نے فرنگیون کو قتل کیا اور لوگون نے انکا گھر بار لوٹنا شروع کیا پھر سپاہی بھی انکے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے سپاہیون کو حرص ایسی دامنگیر ہوئی کہ وہ اپنے اصل مطلب کو بھول گئے۔ قلعہ مین انگریزون کو نہین مارا مگر وہ موت سے بدتر حالت کے لیئے زندہ رکھی گئین کہ جب سب انگریزون کو فنا کر لینگے تو انکو مسلمان بی بی بنائین گے ✤

جسوقت یہان یہہ خوفناک کام ہو رہے تھے اور ٹیپو کے بیٹے خوشیان منا رہے تھے کہ میسور مین سلطان کی سلطنت پھر قائم ہوئی اسوقت میجر کوٹ یہہ خبر سنکر ارکاٹ مین گئے وہان ۱۹ رجمنٹ ڈریگون کی موجود تھی جسکے کمانڈر کلیسپائی تھے کوٹ صاحب نے انکو ۶ بجے یہہ خبر سنائی تھی کہ پندرہ منٹ مین کلیسپائی مع اپنے گورے سوارون کے اور ایک ہندوستانی رسالہ کے ساتھ ویلور مین آ موجود ہوئے حیدر علی کا یہہ مقولہ کہ انگلش اپنے گورون کو شکاری چیتون کی طرح پنجرون مین بند رکھتے ہین جو دفعۃً اپنے دشمن پر لپک کر اسکو ہلاک کرتے ہین جیسا اسوقت عمل مین آیا ایسا پہلے کبھی نہین آیا تھا جسکا اثر بڑا خوفناک اسکی اولاد اور ملازمون پر پڑا کرنیل کلیسپائی نے آتے ہی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ان گورون کے آنے سے کا نوان کی رنگتین سفید ہو گئین اور پھر وہ گاجر مولی کی طرح

کاٹے جانے لگے تھوڑی دیر مین تین چار سو قتل ہوکر خاک مین برابر ہوئے اور بہت سے مقید ہوئے کچھ قلعہ کی دیوارون پر سے کود کر بھاگ گئے یا اپنے ہتھیار پھینک کر جان کی امان کے لیئے گڑگڑانے لگے برافروختہ خاطر سوار جنہون نے ویلور پر ٹیپو سلطان کا شیر کی کھال کا پھریرا پھیراتے دیکھا تھا اس گرم صبح مین گھوڑون پر سوار ہوکر جب یقین کرتے کہ ہم نے اپنا کام پورا کیا کہتے کے سب پلون کو مار ڈالتے - انکو بڑا اشتیاق تھا کہ محل کے اندر گھس کر ان لوگون کو مناسب سزا دین جنہون نے انکے ہم وطنون کو بے رحمی سے قتل کرانے کے لیئے اکسایا تھا کچھ دیر کے لیئے کلیسائی صاحب کے دل مین یہہ ارادہ ہوا تھا کہ کرنیل میری اوٹ نے جنکی حراست مین میسور کا خاندان تھا اس خیال کو دور کر دیا اور کلیسائی صاحب نے اپنا ہاتھ روک لیا اور اپنی فتح کو ظلم سے ملوث نہین کیا ٹیپو کے خاندان کے سب اراکین اسکے ہاتھ مین تھے انپر وہ رحم کیا جو غریب بیکس درماندون پر کرنے سے عیسائی سپاہی کیا کرتے ہین اور اس سے خوش ہوتے ہین ✤

ابھی یہہ طوفان پھیل کر بڑا دہشتناک نہین ہوا تھا کہ گورنمنٹ نے یہہ ارادہ مصمم کر لیا کہ سپاہ کے رسم و رواج و عادت کے برخلاف جو احکام جاری کیئے گئے ہین وہ سب منسوخ کیئے جائین - کچھ دیر کے لیئے سرکشی اپنے صدر مقامون مین فرو ہوگئی ویلور پر پھر انگریزی پھریرا پھیرانے لگا لیکن دکن کے اور مستحکم مقامات مین سرکشی کا مادہ پک رہا تھا میسور اور کرناٹک ہی ایسے مقام نہ تھے جہان انگریزون کے ساتھ بے وفائی ویسے مہری کی پخت و پز ہو رہی ہو بلکہ دکن مین اسطرح وہ ظاہر ہو رہی تھی کہ کچھ مدت کے لیئے اسکے سبب سے بڑا خوف و خطر پیدا ہوا حیدرآباد دارالسلطنت نظام مین بڑی برافروختگی ہو رہی تھی یہہ خوف تھا کہ ہندوستانی سپاہ انگریزی جو وہان ہے اسکو اور لوگ سوار نظام کے ایسا نہ بہکا و بھڑکا دین کہ وہ سرکش و باغی ہو جائے - ایک نیا کمانڈر کرنیل مونٹ ایسور ایسا مقرر ہوا تھا جو اس ملک کی عادات اور رسم و رواج سے بالکل واقف نہ تھا یا تھوڑا واقف تھا اسنے ان احکام کی جنکا اوپر ذکر ہوا سپاہ سے تعمیل کرانے مین سختی کی اور انپر کچھ اور سخت احکام اپنی طرف سے اضافہ کیئے کہ بازار مین سپاہی باجا نہ بجائے جسکے یہہ معنی تھے کہ شادی و غمی کی رسم کو اپنے رواج کے موافق نہ ادا کرے غرض سپاہ کو پورا الیقین ہوگیا کہ انگریزون کا ارادہ ہے کہ ہماری حیات کو مٹا دین اور ان کے مذہب کو باقی نہ رکھین اور انکو عیسائی بنا لین - انگلنڈ سے نئے پادری آئے تھے اور جرنیل وی اُلس نے

حیدرآباد دکن

سپاہیون کو چرچ مین مارچ کرایا تھا بس حیدرآباد مین اس کا ذکر تھا کہ یہہ مارچ کیون چرچ مین ہوا تھا مگر نظام اور اسکے وزیر میر عالم نے عین وقت پر ایسی تدبیرین کین کہ بغاوت برپا نہو نے پائی اور جب حیدرآباد مین قتل عام کی خبر پہنچی تو کرنیل مونٹ رسی سر و صاحب نے احکام کی تعمیل کرنے مین سختی کو چھوڑ ا اور نرمی اختیار کی ۲۲- جولائی سنہ ۱۸۰۶ء کو ۲۳ رجمنٹ مدراس نے اپنی وردی مین سے سارے چمڑے کی چیزون کو الگ کر دیا مگر اس پلٹن کے چار صوبہ دار جو بغاوت کے سرغنہ تھے گورون کے پہرون مین مچھلی پٹم بھیجدیئے گئے تو اسکا اثر شہر اور چھاونی پر اچھا ہوا +

نندی ڈروگ میسور کے وسط مین ہے وہان شروع سال سے سپاہ اپنی ناخوشی ظاہر کر رہی تھی وہان نقراکا فالین دیکھنے والون کا نجومیون کا کٹ پتلیون کے تماشا گرون کا عجب عجب طرح کی پیشین گوئیان کرنے والون کا اثر بہت تھا اور انکا کہنا سننا بہت چلتا تھا اس مقام مین تھوڑی سپاہ تھی اور قلعہ اس کے پاس بڑا حصین تھا اسنے قلعہ کی دیوارون پر علم بغاوت بلند کیا جو بنگلور مین نظر آتا تھا۔ ہندو مسلمان آپس مین دعوتین کرتے تھے اور باہم بقسمیہ عہد و پیمان ہوتے تھے کہ ہم آپس مین ملکر بھائیون کی طرح کام کرین گے اور انہون نے قسم کھائی کہ ہم اپنے انگریزی افسرون کو قتل کرین گے مگر اس کام کے کرنے مین انہون نے اتنی دیر لگائی کہ ناکامی ہوئی روز اور ساعت انگریزون کے قتل کرنے کا مقرر ہوگیا ہندوستانی سپاہیون نے اپنی کنبون کو قلعہ کے باہر بھیجدیا اور سب طرح سے مفسدہ پردازی پر آمادہ ہوئے۔ ۱۸۔ اکتوبر سنہ ۱۸۰۶ء کو آدھی رات سے دو گھنٹے پہلے سپاہیون کا قصد اپنے افسرون پر حملہ کرنے کا اور کسی انگریز کو زندہ نہ چھوڑنے کا تھا لیکن آٹھ بجے اسی رات کو انگریزون کو اسکی خبر ہوگئی بنگلور سے کمک روانہ ہوگئی اور کرنیل ڈیوس نے گورون کے سوارون کو لا کر انتظام کر لیا +

نومبر نئی تکلیفین لایا۔ پالی ام کوٹا ایک مقام ساحل بحر سے بہت نیچے تھا مجر ویلش مع چھ انگریزی افسرون کے ایک ہندوستانی پلٹن کے کمانڈر تھے ویلور مین جو باغی مارے گئے تھے انکے بہت رشتہ دار اس پلٹن مین تھے جو اپنے عزیزون کے سوگ مین بیٹھے تھے اور انتقام لینا چاہتے تھے اس مہینہ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین یہہ یقین کیا گیا تھا کہ مسلمان سپاہیون کا ارادہ ہے کہ یہان کے سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین انگریزی افسر کو اسکی خبر ہوگئی اسنے تیرہ ہندوستانی افسرون کو قید کر لیا اور پانچ سو مسلمان سپاہیون کو قلعہ سے باہر نکال دیا۔ پھر یہہ معلوم ہوا کہ اس بغاوت کی کچھ اصل نہین تھی اس کا

خالی خوف ہی خوف تھا کرنیل ڈالس نے انکو تمام سپاہیون سے وفاداری کا حلف لیا سب نے خوشی سے دیا ایسا ہی حال والاجاہ آباد مین ہوا۔

مدراس گورنمنٹ کو ان چھ مہینون مین تحقیق ہوگیا کہ سپاہ دل سے انگریزون سے اس سبب سے ناراض ہوگئی ہے کہ اسکے دل مین یہہ ایک بیجا خوف بیٹھ گیا ہے کہ گورنمنٹ اسکی جات کو برباد کرنا زبردستی عیسائی کرنا چاہتی ہے۔ گورنمنٹ نے تمام وہ قواعد جنسے سپاہ ناراض ہوئی تھی خوف کے مارے منسوخ کردیئے اور لارڈ بنٹنک نے مربیانہ نوازش سے ۳ دسمبر ۱۸۰۶ء کے اجلاس مین ایک اشتہار مرتب کیا وہ ہندوستانی و تامل و تلگو زبانون مین ترجمہ ہوکر ہر پلٹن مین سنانے کے لیے بھیجا گیا اول اس مین بیان کیا گیا کہ بعض بدنیت خبیث طینت آدمیون نے سپاہ کو بہکا کر انکے دل مین یقین پیدا کردیا ہے کہ برٹش گورنمنٹ انکو زبردستی عیسائی بنانا چاہتی ہے پھر بیان کیا گیا کہ سپاہ اپنی اپنی خوش نصیبی کی یقین کرے کہ دنیا کے کسی حصہ مین سپاہی کے حال پر اس سے زیادہ مہربانی و فیاضی نہین کی گئی ہے جو برٹش گورنمنٹ نے اسپر کی ہے اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے اسی قدیمی طریقہ کو اختیار کرے جسنے اسکو لارنس اور کوٹ اور بہادر افسرون کے زمانہ مین ممتاز و سرفراز کیا تھا اگر وہ یہہ نہ کریگی تو وہ خوب جان لے کہ گورنمنٹ جیسی اپنی مہربانی مستحقین کی محافظت کے لیے کرتی ہے ایسے ہی خطا وارون کے سزا دینے کے لیے آمادہ رہتی ہے"۔ برٹش گورنمنٹ نے خطا وارون کے سزا دینے مین بڑی نرمی اختیار کی قتل کے بہت سے مجرمون مین سے چند ہی کو پھانسی دی بہت سے مجرم جنپر اس بغاوت مین شریک ہونا ثابت ہوا وہ فقط اپنی نوکری سے موقوف کیے گئے۔ گورنمنٹ کلکتہ نے یعنی سرجارج بارلو نے تامل پلٹنون کا نمبر سپاہ کی فہرست مین سے نہین کاٹا ہوم گورنمنٹ نے مدراس کے اعلے حکام پر ملامت حق یا ناحق کی اور گورنر اور کمانڈرانچیف اور ایڈجوٹنٹ کو عہدون سے برطرف کیا۔

اگرچہ ۱۸۵۷ء مین بغاوت کی نوبت آگئی تھی مگر ۱۸۵۸ء مین اسباب بغاوت کی تحقیقات شروع ہوئی ان سوالات پر سخت مباحثہ ہوا کہ سبب بغاوت کیا تھا؟ بغاوت مین کسکی خطا تھی؟ کیا یہہ فقط سپاہ کی بغاوت سپاہیون کی اندرونی برافروختگی سے پیدا ہوئی تھی یا کوئی پولیٹکل تحریک سے ہوئی تھی جو بیرونی ایجیٹیشن سے پیدا ہوئی تھی؟ ان سوالات پر بحث کرنے والے دو فریق ایک پالیٹکل اور دوسرے ملٹری تھے اول فریق یہہ کہتا تھا کہ سپاہ مین جو سخت قواعد جدید جاری ہوئے اسکے سبب سے سپاہ نے

بغاوت اختیار کی دوسرا فریق یہہ کہتا تھا کہ اس بغاوت مین کچھ قواعد جدید کو دخل نہ تھا ایک اور تیسرا
فریق یہہ کہتا تھا کہ بغاوت کے برپا ہونے مین ان دونو فریق کا قصور نہ تھا بلکہ اس کا سبب پادری
اور مشنری تھے یہہ خوف کہ ہندوستانی زبردستی عیسائی بنائے جائینگے فقط سپاہی کو
نہ تھا بلکہ کل ہندوستانیون کو تھا - بازارون مین ایسی افواہین اڑتی رہتی تھین جو انکی داستانین
گھڑی جاتی تھین انہین سے ایک یہہ بھی تھی کہ سرکار کمپنی کے افسرون نے نئے بنے ہوئے
نمک کے دو ڈھیر لگائے اور ایک پر سور کا خون چھڑکا اور دوسرے پر گائے کا خون
اور اسکو تمام ملک مین بیچنے کے لیے بھیجا کہ جس سے ہندوؤن کی جات اور مسلمانون کا
ایمان بگڑ جائے اور سب انگریزون کی طرح ایک جماعت و ایک مذہب ہو جائین - جب یہہ
بیہودہ ڈھکوسلہ ملک مین پھیلا تو بعض آدمیون نے نمک کھانا چھوڑ دیا بعض نے مہنگا
نمک خرید کر کے اسکا ذخیرہ نہایت احتیاط سے کہین دور جا کر رکھا - ایک اور کہانی یہہ گھڑی
گئی کہ ٹرنکومالی کے کلکٹر نے گورنمنٹ کے حکم سے عیسائی گرجا کی بنیاد کا پتھر ہندوؤن کے
پیگوڈا (بت کدہ) کے قریب رکھا ہے اور آس پاس کے تمام سنگ تراشون کو بلایا ہے اور
ہر گھر پر ٹیکس لگایا ہے کہ جس سے عمارت کی لاگت وصول ہو جائے اور پیگوڈا مین جانے
کی اور بت پرستی کی ممانعت کر دی ہے جب کلکٹر سے اس بات کی شکایت کی گئی تو اسنے یہہ جواب
دیا کہ جو کچھ مینے کیا ہے وہ کوئی غیر معمولی بات نہین ہے گورنمنٹ کے حکم سے اسی قسم کی عمارت
ہر شہر و قصبہ و گانوؤن مین بنائی جائیگی ہندوستان مین اس قسم کی حکایتون کا فوراً یقین
ہوتا ہے جھوٹ جتنا موٹا ہو اتنا ہی آسانی سے ہندوستانی نگل لیتے ہین انکو بدذات دغاباز
شریر ایسی حکایتون کو شہرت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض جو شور و شر
مچانے کی ہے نکل آئیگی مفسدہ پرداز شریر یہہ امید رکھتے ہین کہ لوگون کو یہہ یقین دلانا کہ مذہب
مین گورنمنٹ مداخلت کرتی ہے انکو گورنمنٹ کا بدخواہ اور دشمن بنا دیگا - پادریون کے مواعظ
سے اور ان کے کارخانون کے چھپنے سے مفسدون کو موقع ہاتھ لگتا تھا کہ وہ ایسی کہانیان خلاف
مذہبی کی بناتے تھے - گورنمنٹ تو عیسائی مذہب سے کوئی اپنا تعلق نہین رکھتی تھی سپاہ کے
افسرون مین بہت تھوڑی مذہب کی نشانیان پائی جاتی تھین سپاہیون کو مشکل سے یقین ہوتا تھا

کہ ان کے افسر کوئی مذہب رکھتے ہین یا درپون کو وہ اپنے مذہب کا غارت کرنے والا جانتے تھے جیسے یہہ مداخلت مذہبی کی ہل چل پڑتی تھی +

ہوم گورنمنٹ کے خیالات

ہوم گورنمنٹ نے بغاوت کے اسباب تحقیق کرنے کے لیئے ایک خاص کمیٹی مقرر کیا اور اسکی تحقیقات کے موافق اسباب بغاوت یہہ ٹھیرائے کہ سپاہیون کے لباس اور انکی ظاہری صورت بنانے کے باب مین جو نئی نئی باتین ایجاد ہوئین اسنے سپاہ کی بغاوت کو برپا کیا +

بارک پور مین بغاوت سنہ ۱۸۲۴ع

۴۷ - رجمنٹ کو برہما کی لڑائی مین جانے کا حکم ہوا تھا وہ بارک پور مین مقیم تھی وہ جاڑے مین اپنے جانے کی تیاریان کر رہی تھی انتظار کرنا اکثر پشیمان ہونا ہوتا ہے برسات گرمی مین سپاہ کو انتظار کرنا پڑا کہ جنگ برہما کی یہہ وحشتناک خبر آئی کہ رامو مین لشکر انگریزی پر بڑی تباہی آئی برمیون نے تمام انگریزی پلٹنون کو مار ڈالا یا سمندر مین انکو دھکیل دیا اب وہ بنگال پر حملہ کرنے کو ہین اور اخبارون نے اس خبر پر اور حاشیہ چڑھائے کہ کمانڈر انچیف لڑائی مین مارا گیا اور گورنر جنرل نے غیرت کے مارے زہر کھا لیا اور ہندوستان کے اضلاع زیرین مین یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کمپنی کی سلطنت کا خاتمہ ہوتا ہے - ہندوستانی سپاہ کی خیر خواہی فتح کی ہوتی ہے شکست مین اسکی خیر خواہی کا سخت امتحان ہوتا ہے پھر اس شکست کی خبر کے سوا یہہ اور کہانیان سننے مین آئین کہ جس ملک مین سپاہ کو جانا پڑیگا وہ بڑا دشوار گذار ہے اسکی آب و ہوا مہلک ہے شہر چٹے بہادر مین جب یہہ کہین بازارون مین اڑین تو سپاہ سرحد سے پرے جانے مین مذبذب ہوئی اتفاق سے باربرداری کے جانورون کا بھی کال تھا ہر چند کمسریٹ نے انکے بہم پہنچانے مین کوشش کی مگر وہ ناکامیاب رہا - اس حال مین بارک پور کی چھاؤنی مین یہہ خبر اڑی کہ باربرداری کے جانورونکے نہونے کے سبب سے سپاہ کا سفر بارک پور سے چٹ گانون کو جہاز مین ہوگا اور ضلع بنگال کے پار رنگون مین جانا ہوگا اسپر سپاہ نے قسم کھائی کہ وہ سمندر مین سوار نہین ہوگی - ہر چند سپاہ کو سمجھایا مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آئی اسنے نافرمانی کے آثار نمودار کیئے پلٹن نے ۳۰ - اکتوبر کو پریڈ پر صاف کہا کہ ہم سمندر مین سوار ہوکر برہما مین جائین گے پہلی نومبر کو دوبارہ وہ پریڈ پر بلائی گئی تو سپاہ نے پہلے سے بھی اپنے برے تیور دکھائے - کمانڈر انچیف مع گورون کی دو رجمنٹون اور توپخانہ کی بارکون مین آئے انہون نے سپاہیون کو سمجھایا وہ نہ سمجھے اور اپنی بات پر بچون کی طرح ہٹ کرتے رہے

انکو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیار رکھدین اس سے بھی انہون نے انکار کیا تو گورون کی پلٹنون نے انپر توپون کی باڑ چلائی وہ ہتھیار پھینک پھینک کر دریا کی طرف بھاگے کچھ گولیون سے مارے گئے کچھ دریا مین ڈوب گئے انہون نے لڑنے کا قصد نہین کیا انکی بندوقین جو زمین پر جابجا پڑی ہوئی تھین بالکل خالی تھین ۔

اب ان گوریون کے بعد ملیٹری قانون کی باری آئی - بغاوت کے بعض سرغنون پر جرم بغاوت ثابت ہوا انکو پھانسی دی گئی اور ساری رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست مین سے خارج ہوا - گو اس طاقت و قوت کے اظہار نے ایک مدت کے لیے بغاوت کو دبا دیا مگر اسکا میلان یہہ تھا کہ نافرمانی کی بیجون کو بڑی وسعت مین پھیلائے کل بنگال کی سپاہ پر اسکا اخلاقی اثر بہت برا ہوا اس قتل کی خبر تار برقی سے بھی زیادہ جلد ایک بازار سے دوسرے بازار مین پہنچ گئی - رجمنٹین جو سرحد پر پہنچ گئی تھین اس وحشتناک خبر کو سنکر بڑی مایوس ہوئین وہ اسپر سے پہلے عدولی کے ساتھ مناقشہ کر رہی تھین کہ انگریزی سردارون کو یہہ خبر ڈاک پہنچائے - ایک بوڑھے ہندوستانی افسر نے کہا کہ وہ تمہارے اپنے سپاہی تھے جنکو تم نے غارت کیا اب مین آگے اس سے زیادہ کچھ نہین کہتا -

بنگال کی رجمنٹین مع اس سپاہ کے جو برہما کی مہم پر بھیجی گئی تھین اپنی جداہی شکایت کرتی تھین اور اس واقعہ نے تو انکی تکرار اور حجت کو اور زیادہ کڑوا کر دیا - اعلے درجہ کی جات کے سپاہی اس بات پر اینٹھ اور بگڑ رہے تھے کہ اراکان کے قبضہ پانے پر یہہ حکم صادر ہو رہا تھا کہ وہ اپنی بارکین او بنین بنالین - گورون نے اور مدراس کے سپاہیون نے اس حکم کی تعمیل خوشی سے کرنی شروع کی مگر بنگال کی سپاہ نے یہہ شاخسانہ نکالا کہ برہمنون اور چھیوتون کی مدارات قلیون کی سی کی گئی اس سے یہہ خوف کچھ دیر رہا کہ بارک پور کا سا ہنگامہ یہان برپا ہو مگر جنرل موریسن نے ایسی اپنی سپاہیون کی تالیف قلوب کی کہ اسکا ترجمہ سپاہیون کو سنایا گیا جسکے ہر لفظ نے انکے دل پر اثر کیا اور وہ آپس مین ایک دوسرے کے چہرہ کو دیکھنے لگے اور اپنے ہمراہیون کے چہرہ مین جو کچھ پڑھا اسے سمجھ گئے اور اپنے کامون [illegible] لگے [illegible] اسطرح [illegible] کے الفاظ نے بغاوت کو [illegible] دیا - جب سب طرح سے امن امان ہو گیا تو یہہ نئی تکلیف پیدا ہوئی کہ کمپنی نے تخفیف کا بازار گرم کیا اور نصف

بھیجنے کا حکم دیا جسکا صدمہ ایسے کمزورون پر پہنچا جو اسکی برداشت کی قابلیت نہین رکھتے تھے لیکن اب کی دفعہ افسرون نے پہلی دفعہ کی طرح سرتابی نہین کی لیکن نہایت عجز و انکسار کے ساتھ پیش درخواست کی سپاہیون نے دیکھ لیا کہ ہماری انگریزی افسرون کی بھی کچھ نہین چلتی ✤

جسمانی سزا کا ہندوستانی سپاہ مین موقوف ہونا

اس امن امان کے زمانہ مین ایک اور حکم صادر ہوا کہ ہندوستانی سپاہ مین تازیانہ زنی کی جسمانی سزا موقوف کی جاسئے اور گورون کی سپاہ مین وہ بدستور قائم رہے۔ ہندوستانی سپاہی بدمعاش و شرابی بہت کم ایسے ہوتے تھے جو تازیانہ کے نیچے آتے۔ ہندوستانی سپاہی اس حکم کو انگریزون کی انسانیت کے سبب نہین سمجھے بلکہ خوف کے سبب سے مسٹر چارلس ایلس یہہ حکایت بیان کرتے ہین کہ سنہ ۱۸۳۹ع مین ایک پرانے پنشن دار صوبہ دار سے پوچھا کہ یہہ حکم جسمانی سزا کے موقوف ہونے کا کیسا ہے تو اسنے کہا کہ اس سزا کے موقوف ہونے سے یہہ فائدہ ہے کہ بہت سے آدمی جو سپاہ کی ملازمت اس خوف کے سبب نہین کرتے تھے وہ کرنے لگین گے تو صاحب نے یہہ کہا کہ سپاہ بے ڈر ہوگیا تو ایک اور افسر نے کہا کہ انگریز ہمارے اوپر اچھی طرح تسلط رکھنے کے لیئے ایک ہاتھ مین کوڑا اور دوسرے ہاتھ مین مٹھائی رکھتے ہین اب آپ نے کوڑے کو پھینک دیا تو دونو ہاتھون مین مٹھائی لیجئے۔ اس حکم کی نسبت مختلف رائین تھین مگر جنکی رائے قابل تعظیم و ادب ہے وہ اس تجویز کو اچھا جانتے تھے مگر دس برس بعد لارڈ ہارڈنگ نے اس حکم منسوخ کردیا جس کی وجوہ ہم نے انکے حالات مین بیان کین ہین ✤

جنگ افغانستان کا اثر ہندوستانی سپاہ پر

جنگ افغانستان نے ہندوستانی سپاہ کو یہہ نیا سبق پڑھایا کہ انگریزی سپاہ ایسی نہین ہے کہ اسپر کوئی دوسرا فتحیاب نہ ہوسکے اب تک اسنے سرکار کمپنی کو فتحیاب ہونے کو ہی دیکھا تھا اب اسنے دیکھا کہ افغانستان کی برف انگریزی سپاہ کے خون سے سرخ ہورہی ہے۔ سرکار کمپنی کا اقبال اب وہ نہین رہا جو پہلے تھا اب سلطنت جلد ختم ہونے کو ہے۔ اسکی فتوح صد سالہ کا طلسم ٹوٹ گیا۔ بالائے ہند کے تمام بازارون مین یہہ چرچا تھا کہ اب فرنگیون کا ادبار آگیا ہے اور وہ بہت جلد سمندر مین چلے جائین گے۔ سکھ اور مرہٹے انگریزون کی شکست پانے سے بڑے خوش تھے انگریز اس شکست سے ہندوستانیون کے آگے منہ کر کے بات کرنے سے شرمندہ ہوتے تھے وہ خائف تھے کہ معلوم نہین آئندہ زمانہ کیا آئے اب انکو دوستون کی وفاداری اور سپاہ کی خیرخواہی پر بھروسا و اعتبار نہین رہا تھا۔ جب سکھ

انگریزون کے ساتھ وفاداری مین ڈھیل ہوگئے تھے۔ برہمن سپاہیون سے گنگا جلی اٹھوا کے قسمین لے رہے تھے کہ وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل نہ کرین۔ مختلف رجمنٹون مین رات کو خفی صلاح و مشورے ہوتے تھے لیکن پالک اور ہنری لارنس ریذیڈنٹ شکسپیر کی فرزانگی اور شوکت مردانگی نے ساری سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اسکو کابل کی دیوارون تک پہنچا دیا اور فتح حاصل کرکے اپنے اقبال کے ستارہ کی چمک دمک پہلے ہی سے دکھادی۔ ہندوستانی سپاہ نے جا کر وہ کار ہاے نمایان کیے کہ پالک اور ناٹ نے انکی تعریف کی +

جنگ افغانستان کی فتحیابی کے بعد سندھ و گوالیار سے لڑائیان ہوئین جنہین ہم بیان کر چکے ہین سندھ کی فتح کا نتیجہ یہہ تھا کہ سرکار کمپنی کے ملک نے وسعت پائی مملکت کا وسیع کرنا بغیر اسکی محافظت بڑھانے کے کچھ معنی نہین رکھتا یہہ بھی مانا جا سکتا ہے کہ جب فتح کرنے اور دشمنون کے مطیع کرنے سے دشمنون کی تعداد کم ہو تو سپاہ کی ضرورت بجاے زیادہ ہونے کے کم ہونی چاہیئے۔ سندھ کے الحاق کرنے سے سرکار کمپنی کے ملک کی سرحد بڑی سنگین اور استوار ہوگئی تھی مگر سرکار کی سلطنت کی سلامتی کا مدار سپاہ کی خیر خواہی و نیک سگالی پر تھا۔ سرکار کے دشمنون کی کمی اور ملک کے رقبہ کی بیشی سپاہ کے قبضہ مین رکھنے کے لیے سپاہی کی وقعت کو گھٹاتی تھی اور اسکو اپنی خدمت زیادہ تکلیف رسان اس سبب سے معلوم ہوتی تھی کہ غیر اجنبی ملکون مین اپنے وطن سے دور دراز کا فاصلہ پڑ جاتا تھا اور زیادہ ملٹری پولس کا کام کرنا پڑتا تھا۔ توسیع ملک انگریزون کو ہندوستانی سپاہ کا محتاج بناتی تھی اور یہہ محتاجی زیادہ اندیشناک ہوتی جاتی تھی لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ سے پہلے ملک سندھ کا انگریزی عملداری مین الحاق ہونا ابتداے الحاق ممالک کی تھی۔ اس ریگستانی ملک مین سپاہی کو اجنبی آدمیون مین اپنے وطن سے بہت دور دراز رہنا بڑا شاق تھا یہہ ملک اس قلمرو کی سرحد سے پرے تھا جس مین اسنے کام کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا پھر یہہ طرہ چڑھا کہ اسکا بھتہ موقوف کیا گیا جو دشمن کے ملک مین لڑائی کے وقت مقرر ہوا تھا اور اب وہ اس سبب سے موقوف کیا گیا کہ ملک سندھ فتح ہوکر سرکار کمپنی کے قبضہ مین آگیا اب وہان سپاہ کا رہنا ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ ایک اپنے ہی جیا چھاونی مین اس سخت منطق نے سپاہی کے دل مین کینہ پیدا کیا اور وہ اس تخفیف بھتہ کے برخلاف سرتابی پر آمادہ ہوا وہ یہہ نہین دیکھ سکتا تھا کہ جب مین ایسے ملک مین ہون تو پھر اپنی پہلی تنخواہ اس سبب سے

نہ پاؤن کہ مین نے ملک فتح کرکے سرکار کا ملک بڑھا دیا اسکی رعایا مین ایک نئی رعایا کو مطیع بناکے زیادہ کردیا
یہہ میرا ملک کا فتح کرنا میرے ہی حق مین مضر ہوا اور جن خدمات کا صلہ مجھے یہہ ملا کہ میری تنخواہ کا ایک حصہ کم ہو گیا
پہلے زمانہ مین جب سرکار کمپنی کے لیئے سپاہی ملک فتح کرتا تھا تو اسکو طرح طرح کے انعام دیئے جاتے تھے اب
اسپر الٹی مصیبت ڈالی جاتی ہے جسسے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا بہادری کرنا ایک جرم تھا۔
نتیجہ اس بھتے کی موقوفی کا یہہ ہوا کہ فروری ۱۸۴۴ء مین ۳۴ پلٹن بنگال نے جسکو سندھ جانے کا حکم
ہوا تھا وہان جانے سے فیروزپور مین انکار کیا اور بنگال کے ۷ رسالہ بنگال نے فیروزپور کے قریب
اور ہندوستانی توپخانہ نے کہا کہ جب تک بھتہ انکو نہ دیا جائیگا وہ وہان نہین جائین گے۔ یہہ تجویز
ہوئی کہ نافرمان سپاہ میرٹھ اور لدھیانہ کی چھاونیون مین جہان گورون کی سپاہ بہتسی ہے بھیجدی
جائے وہان انکے ہتھیار لے لیئے جائین کہ اسپر ان چھاونیون کی گورون کی پلٹن نے یہہ کہا کہ ہندوستانی
سپاہی اپنا حق مانگتے ہین ہم انکے برخلاف یہہ کام نہین کرینگے اسلیئے یہہ تجویز ہتھیار لینے اور موقوف
کرنے کی ملتوی کی گئی اس نافرمان سپاہ کو حکم ہوا کہ جن چھاونیون سے وہ آئے ہین انہین واپس
چلے جائین اور گورنر جنرل کے حکم کے منتظر رہین اور انکی جگہہ سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ سندھ کو جائین
وہ سرحد پر آئین کہ ۶۹ اور ۴ رجمنٹون نے کہا کہ ہم جہازمین جبتک نہین سوار ہونگے کہ ہم کو بھتہ نہ
دیا جائیگا۔ آدھے سپاہیون کو افسرون نے کہہ سنکر راضی کر لیا وہ دریا کے کنارہ پر آئین اور
کشتیون مین سوار ہونے کے لیئے راضی ہو گئین۔ پھر انکے ہمراہی بھی جانے کو راضی ہو گئے اور رجمنٹین
بھی راضی ہو گئین لیکن فیروزپور مین ۴ رجمنٹ اور ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور سپاہیون نے
ایسی بیباکی اختیار کی تھی کہ ایک نوجوان افسر فلپ گولڈین نے ایک سپاہی کے سنگین ماری جسپر اس
افسر نے غصہ مین آکر دو سپاہیون کو زخمی کیا۔ یہہ بغاوت ایسی نہ تھی کہ جس مین سپاہی افسرون کے
قتل کرنے کا ارادہ کرتے۔ لارڈ ایلن برا نے سر رابرٹ ڈک کو اس بغاوت کے فرو کرنے کے لیئے مقرر کیا
تھا جو اس کام کے لیئے سب طرح سے سزاوار تھے۔ ۶۴ رجمنٹ نے جسنے دوسری جنگ افغانستان
مین بڑے کارہاے نمایان کیئے تھے لدھیانہ مین سندھ مین جانے سے اگر اسکو بھتہ نہ دیا جائے انکار
کیا اور بہتسی بیہودہ عرضیان ایڈجوٹنٹ کو بھیجین۔ ۱۵ فروری کو اسکو بنارس جانے کا حکم ہوا
جنرل ایسٹ جو سپاہیون کی زبان سے خوب واقف تھے اور بڑا نے تجربہ کار تھے انہون نے انبالہ مین

سپاہ کو قیام کا حکم دیا اور ہر کمپنی کے افسر کو جدا جدا بلاکر سپاہیون کا حال استفسار کیا تو افسرون نے عرض کیا کہ عرضیان بھیجنی چند بدمعاشون کا کام تھا سپاہ سندھ جانے کو راضی ہے بھتے کا اثر سپاہیون پر کچھ نہین ہے اسلیئے پھر رجمنٹ سندھ کو روانہ ہوئی پھر اسنے مدکی پونہچ کر نافرمانی کے آثار نمودار کیئے اور بھتہ ملنے کی درخواست کی مسٹر موس لی نے اسکو بھتہ دینے کا وعدہ کیا کہ اگر سرکار نہ دیگی تو مین اپنے پاس سے دیدونگا اس خوفناک غلطی کا پھل بڑا تلخ ہوا تقسیم تنخواہ کا دن آیا تو موس لی صاحب نے ایک جعلی بل آیندہ بھتہ ملنے کا بنایا جس سے ان کا قصور اور بھی بڑھ گیا شکارپور مین نازک وقت آیا۔ سندھ کی لڑائی کا بھتہ نہ آیا تو سپاہ نے اپنی تنخواہ ماہ جب کے لینے سے انکار کیا۔

سندھ مین گورنر نے پیر کے ماتحت جنرل ہنٹر تھے جو اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے سپاہ کو ہر دل عزیز تھے جب انکو یہہ معلوم ہوا کہ سپاہ نے اپنی تنخواہ لینے سے انکار کیا تو وہ خود تنخواہ تقسیم کرنے آئے سپاہ کی ایک کمپنی نے اپنی تنخواہ لے لی دوسری کمپنی مین سے چار سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا تو موس لی صاحب نے جرنیل ہنٹر سے عرض کیا کہ کل رجمنٹ تنخواہ لے لیگی اگر ان کے افسر تنخواہ تقسیم کرینگے۔ ہنٹر صاحب نے باستکراہ اس درخواست کو منظور کیا کہ پریڈ پر غل غپاڑہ سپاہیون نے مچانا شروع کیا ہنٹر صاحب نے سمجھایا کہ سپاہیون کو یہہ کام کرنا زیبا نہین ہے تو انہون نے کہا کہ ہم سے سندھ جانے کے لئے بھتہ کا جھوٹا وعدہ کیا گیا پھر انہون نے اس بوڑھے افسر اور اور افسرون پر جو انکی امداد کے لئے آئے اینٹ پتھر پھینکنے شروع کیئے۔ رات تو ہنٹر صاحب کی فکر مین بسر ہوئی صبح کو پریڈ ہوئی انہون نے ۶۴ رجمنٹ کو دیکھا کہ وہ پریڈ پر بڑی خوشنما کھڑی ہے کوئی ادنی نافرمانی نہین پائی جاتی صرف ایک کمپنی کے دس سپاہیون نے تنخواہ لینے سے انکار کیا سپاہیون کا حال بچون کا سا ہوتا ہے کہ ان کے افعال کا کوئی سبب نہین بتایا جاسکتا۔ ۶۴ رجمنٹ نے بغاوت اختیار کی ہر چند جرنیل ہنٹر نے انکو سمجھایا مگر وہ اسکے کہنے مین نہین آئے سب باتون کا یہی جواب دیا کہ جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دلواؤ۔ جرنیل ہنٹر نے جدا جدا ہر کمپنی مین سے ایک ایک آدمی کو بلاکر انکی شکایت کو سنا ہر ایک نے یہی شکایت کی کہ ہمکو بھتے کے باب مین دھوکا دیا گیا غرض آخر کو یہہ فیصلہ ہوا تھا کہ بھتہ جو بارہ روپیہ مہینہ دیا جاتا تھا وہ آٹھ روپیہ دیا جائے جو پالک صاحب کی لشکرکشی کابل مین دیا گیا تھا۔ کرنل موس لی یہان کی چھاونی سے علیحدہ کیئے گیے اور ۶۴ رجمنٹ کو سکھر

بھیجدیا۔ نیپئر صاحب نے خدا کا شکر یہ ادا کیا کہ سپاہ کی سرکشی بغیر کسی ایک خون کی بوند ٹپکنے کے ختم ہوگئی ۔

مدراس کی سپاہ کی بغاوت

بغاوت کے جرم کی سزا خواہ کچھ ہی دی جائے اُسّے اسکی بُرائی کا علاج نہین ہوتا۔ باغی رجمنٹین موقوف کی جائین ان کے سرغنون کو پھانسی دی جائے یا توپون کے منھ سے انکے چیتھڑے اڑائے جائین تو بھی یہہ مشکل حل نہین ہوتی کہ سندھ مین برٹش سپاہ کس طرح مقیم کی جائے ؟۔ پہلے گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا کہ صرف بنگال کی سپاہ مقیم ہو جو بمبئی اور مدراس کی سپاہ سے اچھی ہے مگر اس سپاہ نے جب یہہ اپنا رنگ دکھایا تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ اسکی بجاے بمبئی یا مدراس کی رجمنٹین متعین کی جائین۔ مگر بنگال کی سپاہ کے بھتہ طلب کرنے کی خواہش مدراس کی سپاہ مین بھی پیدا ہوگئی مگر بمبئی کی سپاہ اس طلب سے پاک تھی۔ جب جبل پور سے بنگال کی سپاہ سندھ کو چلی گئی تھی تو اسکی جگہہ مدراس کے سوارون کی رجمنٹ بھیجی گئی تھی توسیع ملک ہوتی تھی اور اسکے متناسب افزایش سپاہ نہین ہوتی تھی تو اسکے نتائج مین سے ایک یہہ تھا کہ سپاہ کی اقامت کے حدود جو پریسیڈنسیون مین مقرر تھین وہ شکستہ ہوتین اگرچہ یہہ امر قابل اعتراض نہ تھا مگر وہ نظام سپاہ مین بغیر کسی خلل اندازی و فتور کے نہ ہوتا بظاہر یہہ کوئی بڑی بات نہین معلوم ہوتی تھی کہ ایک پریسیڈنسی کی چھاونی کی سپاہ دوسری پریسیڈنسی کی چھاونی مین معین کی جائے یہہ گورنمنٹ کی بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے کہ برخلاف دستور کوئی حکم دیا جائے مگر انکے نتائج سے گورنمنٹ کو دقتین نہ پیش آئین مدراس کی رجمنٹ سوارون کی جو جبل پور مین بنگال کی سپاہ کی جگہہ بھیجی تو اس مین اور زیادہ دقت یہہ پیش آئی کہ مدراس کی سپاہ کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے کنبے سمیت کوچ کیا کرتی تھی اور بنگال کی سپاہ کا کنبا گانون مین رہتا تھا۔ مدراس کے سپاہی کے لیئے اپنے کنبے کا ساتھہ لے جانا اور اسکا خرچ اٹھانا وبال جان تھا رسالہ مذکور مین سوار اکثر اشراف مسلمان تھے جنکی عورتین پردہ نشین تھین اسلیئے ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مین انکے لے جانے مین اور زیادہ خرچ پڑتا تھا ۔ رسالہ سوارون کا اس سبب سے اور زیادہ وقت مین تھا کہ ۱۸۴۳ع کے آخر مین اسکو یہہ توقع تھی کہ وہ ارکاٹ مین جا کر مقیم ہوگا اب اسکو کامٹی سے جبل پور جانے کا حکم ہوا انکی مایوسی مین کمی اس حکم سے ہوئی کہ وہ جبل پور مین چند روز قیام کر کے پھر اپنی پریسیڈنسی مین واپس آجائیگی اسلیئے وہ اپنے کنبے کو اپنی جگہہ پر چھوڑ کر تنہا خود جبل پور چلے گئے ۔ جب انکو معلوم ہوا کہ یہان قیام بالاستقلال ہوگا اور

انکو خلاف اسب بھتہ کم ملے گا سوار تو اس بھتے کے زیادہ ملنے سے اپنے غیر معمولی خرچ اٹھاتے تھے تنخواہ ایسی قلیل تھی کہ یہہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے گھر خرچ کو بھیج سکتے اور آپ خود بھوکے نہ مرتے - غرض جب انہون نے دیکھا کہ جبل پور مین بھتہ کم ملے گا تو انہون نے اپنی ناراضی ظاہر کی انکے افسر میجر ہیلڈ تھے جو انکے ساتھ ہمدردی نہین کرتے تھے سوا حق ناحق اپنی مصیبتون کا الزام انکے سر پر لگاتے تھے اب انہون نے حکم عدولی شروع کی - جب انکو افسر فہمائش کرتے تو انکی سب باتون کے جواب مین یہہ کہتے کہ پیٹ کو روٹی دو - یہہ اچھا ہوا کہ اس رسالہ کی برطرفی سے زیادہ بھتہ ملنے کا حکم آگیا جس سے فساد بالکل رفع دفع ہوگیا - پھر مدراس پیدل ۴۷ رجمنٹ نے ایسے ہی وجوہ سے جو اوپر سوارون کی رجمنٹ کے لیے بیان ہوئین بغاوت اختیار کی - جنرل نے انکو سمجھایا کہ جو تم کو شکایت ہو اگر وہ سپاہیون کی طرح کروگے تو انکی تحقیقات کی جائیگی اور انکی اصلاح کی جائیگی - لیکن یہہ طریقہ ورویہ جو پریڈ پر تم نے اختیار کیا ہے اس سے چشم پوشی کی جائیگی رجمنٹ اپنی لین کو چلی گئی بعض سرغنہ قید ہوئے - روپیہ سپاہیون کو پیشگی دیدیا گیا جس سے فساد رفع ہوگیا سپاہیون کی درخواست بجا تھی وہ گورے سپاہیون کی طرح زیادہ شراب پینے کے لیئے زیادہ بھتہ نہین چاہتے تھے بلکہ اپنے عزیز بھوکے کنبے کی پرورش کے لیئے وہ یہہ درخواست کرتے تھے جب اس افلاس سے انکے کنبے کی عزت جاتی تھی تو اضافہ کی درخواست کرتے تھے مگر بُری طرح سے انکو سپاہیون کی طرح یہہ درخواست کرنی چاہیئے تھی مگر اسکو وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی سنے گا نہین -

آخرکار بمبئی پریسیڈنسی مین سندھ داخل کیا گیا اور بمبئی کی سپاہ وہان متعلق کی گئی - اس بات کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا مشکل ہے کہ سندھ کی محافظت کے لیئے جو ناقص تدابیر اختیار کی گئین اس سے ہندوستانی سپاہ کی ڈسپلین مین کتنا خلل پڑا یہہ بیماری ایسی تھی جسکا علاج کرنا مشکل تھا حکام مین اتفاق رائے نہ تھا جس سے بڑی دقتین پیش آئین کسی باغی رجمنٹ کا موقوف کردینا بغاوت کی صورت مین نہایت آسان اور ظاہر تدبیر ہے جو گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہے مگر اس مین ناانصافی بھی ہے اور اسکا نتیجہ بھی خوفناک ہے ناانصافی تو یہہ ہے کہ اس مین خطاوار بے خطا دونو کو یکسان سزا دی جاتی ہے اور خوفناک نتیجہ یہہ ہے کہ موقوف شدہ سپاہی ملک مین بغاوت کے مواد جمع کرتے ہین سینکڑون سپاہی کھینچے جاتے ہین جو نہایت عمدہ لڑنا

جانتے ہین کہ وہ دشمنون کی سپاہ مین جاکر وہ سبق پڑھائین جو ہم نے انکو سکھائے ہین - ایک ہزار
آدمیون کو مفلس اور ذلیل بنانا سلطنت کی سلامتی کے لیئے بھی مضر ہے سزا دینے مین التوا کرنا
جرم کا معاف کرنا ہے اسواسطے یہہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ ۳۴ پیادہ پلٹن بنگال اور
سوارون کی ۷ رجمنٹ بنگال نے سرحد پر سکھ سپاہ کے سامنے جو بغاوت اختیار کی تو صدر مقامات
مین اسپر سخت مباحثے ہوئے کہ اسی مقام پر جہان سرکشی ہوئی تھی یا جرم کے مقام سے دور کے فاصلہ
لے جاکر سپاہ کو موقوف کرنا چاہیئے تھا - لارڈ ایلن برا کی رائے یہہ تھی کہ فیروزپور مین لدہیانہ سے
گورون کی ایک رجمنٹ اور توپخانہ کو ملاکر اس سپاہ کو انکے روبرو بہت جلد موقوف کرنا چاہیئے تھا
لیکن یہہ معاملہ گورنمنٹ مین رجوع کیا گیا اور باغی رجمنٹین بغیر کسی سزا پانے کے لدھیانہ اور میرٹھ
بھیجی گئین کہ وہان سپریم گورنمنٹ کے حکم کی منتظر رہین پھر سپریم گورنمنٹ سے کمانڈر انچیف کو حکم
ہوا کہ وہ کام ایسی ہوشیاری سے کرے جس مین کوئی خرابی نہ ہو ساتوان رسالہ کل باغی نہین ہوا تھا
دو سو سوار نمک حلال رہے تھے ڈسپلن اور قانون کا یہہ انتظار تھا کہ خطا و بے خطا دونو ساتھ نہ غارت
کیئے جائین - لیکن ۳۴ رجمنٹ پیدل مین سب سپاہی اور افسر بغاوت کے رنگ مین رنگے ہوئے تھے
وہ ہندوستانی اور گورون کی سپاہ کے روبرو برطرف ہوئے - باغیون کی پیٹھ پر سے وردی
اتاری گئی اور انکی رجمنٹ کا نمبر سپاہ کی فہرست سے خارج کیا گیا +

مدراس گورنمنٹ کو سپاہ کے برطرف کرنے مین بہ نسبت بنگال گورنمنٹ کے زیادہ دقت پیش آئی -
ایک رجمنٹ کو جسکے ہاتھ مین ہتھیار ہون سینکڑون میل تک ریل مین لے جانا اور اس سے خدمتین
لینا اور بہت ہفتہ تک یہہ دیکھنا کہ وہ اپنے کامون سے توبہ کرتی ہے اور اسکی سزا کو چھپائے رکھنا
جو تجویز ہو چکی ہے اور پھر اسکو سلامتی کے پنجرے مین بند کرکے قید کرنا جس سے اس مین مقابلہ کرنے کی
قابلیت ہی نہ ہو اور پھر مدت کی مخفی سزا سے اسکی ملاقات کرانا اور بہت دیر کے بعد انتقام لینا یہہ سب
باتین ایسی ہین جنکو انگریز نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین ارکاٹ تک سفر کرانا ایسی حالت مین کہ وہ اپنی
سزا سے لاعلم ہو بڑا ظلم تھا اور یہہ بھی ناممکن تھا کہ سوارون کو اپنی بے عزتی کا جو ہونے والی تھی علم ہوتا
اور وہ چپ چاپ اپنے گھوڑون پر سوار تیز ہتھیار لیئے ہوئے چلے جاتے وہ مسلمان تھے غصے سے
بھرے ہوئے ہوتے تھے جو انتقام لینے کو نیکی جانتے تھے وہ اسطرح نہین جا سکتے تھے اس لیئے مدراس گورنمنٹ کو

انکے برطرف کرنے مین تامل ہوا اور اس تامل سے بہت سے مجرم سزا سے بچ گئے - لارڈ ایلن برا یہہ چاہتے تھے کہ یہہ رجمنٹ موقوف کی جائے انہون نے کہا کہ اس رجمنٹ کا چال چلن بڑا خراب ہے اور اسکے نتائج برے ہین کل ملک کی محافظت مین اس سے خلل پڑتا ہے - مگر یہہ رائے انکے اصول کے موافق نہ تھی کہ ہندوستانی سپاہ کو غلطیون اور دھوکہ مین آجانے کی سخت سزا دی جائے چند حاکم ایسے بھی زندہ تھے کہ ہندوستانی سپاہی کی لیاقتون کی بڑی قدر شناسی مہربانی کے ساتھ کرتے تھے اور اسکے ساتھ ہمدردی کرنے کو تیار تھے - اگرچہ لارڈ ایلن برا یہہ ٹھیک نہین جانتے تھے کہ سپاہ کی بغاوت کے معاملے کس طرح فیصلہ کرنا چاہئین اور وہ ان نتائج کا حساب صحیح صحیح کرنا نہین جانتے تھے کہ نرمی و سختی کے اندازون کو ایسا مناسب رکھین کہ نرمی کے سبب سے جرم کی مدد نہ ہو اور نہ سختی سے ظلم ہو - وہ وہان ناکامیاب رہے جہان اب تک کوئی اور کامیاب نہین ہوا تھا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ صرف ہندوستانی سپاہ کی عام بغاوت اصلی خوف ہماری سلطنت کے لیئے ہے اور انکو یقین تھا کہ سپاہیون کی خیرخواہی و وفاداری قائم رکھنے کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہیانہ شان و شوکت کی غذا انکی خدمات کو دی جائے یہہ کہنا انکا صحیح تھا سندھ کے الحاق کرنے سے جو بغاوتین پیدا ہوئین انکی سزائین گورنمنٹ نے دین وہ ضروری تھین انکی نسبت گورنمنٹ کے ذمے کوئی الزام نہین لگ سکتا ایک رجمنٹ کا برطرف کرنا اور رجمنٹون مین چند سرغنون کو سزا دینا اور باقی کو معاف کرنا اور ایک دو انگریزی افسرون کو بدنظمی پیدا کرنے کی سزا مین موقوف کرنا اور پہلے سال مین جنہون نے خدمات اچھی کین تھین انکو خیانہ عطیات عطا کرنا یہہ سب کام ایسے تھے کہ انہون نے بیماری کو نہین چھیڑا اور آئندہ کی صحت کا انتظام کیا اصل حقیقت یہہ ہے کہ ہندوستانی سپاہ کبھی بدروشی و سرتابی پر آمادہ نہین ہوتی جب تک گورنمنٹ کے ہاتھ سے اسکی دل آزاری نہین ہوتی ایسے سختی کرنا ایک جرم تھا مگر اس مین شبہہ نہین کہ نرمی کرنا بھی بڑی خطا تھی جب سپاہ یہہ جانتی ہے کہ ہم اپنی تنخواہ کی مقدار کے لیئے گورنمنٹ کو حکم دے سکتے ہین تو پھر گورنمنٹ کا استقلال کچھ باقی نہین رہتا - گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان بغاوتون سے یہہ بات سیکھے کہ سپاہ کو صاف صاف اسکی تنخواہ کے اور بھتے کے قواعد سنا دے ہر حال مین سپاہ کی تنخواہ کا کم کرنا بڑا خوفناک امر ہے - ایسی حالت مین تو انگریزی افسرون کے خیرخواہ رہنے مین بھی کلام ہے ان دو باتون کے مفصل نہ سمجھانے سے سپاہی رنجیدہ خاطر ہوتا ہے وہ اس مین جانتا ہے کہ زوال مین

کچھ کالا کالا ہے اور اس مین دغا ہے جب اسکا حق یا دعویٰ ناحق تلف کیا جاتا ہے تو اسکے بحال کرنے کے لیے وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے پھر گورنمنٹ کو نہایت مشکلات پیش آتی ہین پھر وہ اسکو برائیون مین کسی کو اختیار کرنا پڑتا ہے نرمی کے یا سختی کے اختیار کرنے مین غالباً افسوسناک غلطیان ہوتی ہین ❊

باب دہم

ہندوستانی سپاہ

پٹنہ کی سازش

امن امان کا زمانہ تھوڑے ہی دنون رہا کر سکھون کے ساتھ ہنگامہ جنگ و نبرد برپا ہوا جس سے ہندوستانی سپاہ کے دلون مین شان و شکوہ حاصل کرنے کی امنگ پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ مین پٹنہ مین ایک سازش کا ساز و سامان تیار ہونے لگا۔ ستلج کے کنارہ پر تو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سپہ آرائی مین مصروف تھے سب کی آنکھین اس طرف لگی ہوئی تھین۔ گنگا کے کنارہ پر کلکتہ سے چارسو میل پر پٹنہ مین ایک سازش ہو رہی تھی جسکا بھانڈا پٹنہ کے مجسٹریٹ میجر روکرو فٹ صاحب نے پھوڑ دیا۔ اگرچہ اس سازش کی اصل حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ معلوم ہوگی مگر اسکا مقصود اتنا معلوم ہوا کہ یہہ تھا کہ دیناپور کی چھاونی کے سپاہیون اور اسکے افسرون سے بڑے بڑے زمیندار سازش کر کے انگریزی سلطنت مین فتور ڈالین جسکے لیئے ایسی ایسی افواہین اڑتی تھین کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوؤن کی جات کو خراب کرے اور مسلمانون کے ختنہ کو بند کر کے انکو مسلمانی سے محروم کرے اور انکی عورتون کو حکم دے کہ وہ بے پردہ ہو کر گھر سے باہر پھرا کرین۔ اگر ایسی کہانیون مین ذرا سا بھی سچ ہوتا ہے تو بہت لوگ انکو یقین کرنے لگتے ہین۔ تانیا شاہ چھیڑ کے مردم نگو بند چھیڑ رہا۔ اب ایک اور شگوفہ کھلا کہ پٹنہ کالج کے پرنسپل کی درخواست سے پٹنے کے مجسٹریٹ نے مردم شماری شروع کی کہ جس سے معلوم ہو کہ مختلف جاتون اور پیشون اور حرفون کے کتنے کتنے باشندے ہین اس مردم شماری کو لوگون نے یہہ جانا کہ اس مین بھی کوئی نئی شاخ ہے جو رعایا کے زبردستی عیسائی بنانے کے لئے گورنمنٹ نے سوچی ہے مولویون اور پنڈتون نے سپاہ کے بہکانے پر کمر باندھی تھی کیونکہ انکا مقصد انگریزی حکومت کے استیصال کرنے کا جبتک حاصل نہین ہو سکتا تھا کہ سرکار سے سپاہ کو برگشتہ نہ کرین سپاہی جب رخصت پر اپنے

گانؤن مین جا سنتے تو وہ بہکاتے جاتے کہ جیسے جیل خانون مین کھانا پینا سب قیدیون کا ایک ہو گیا ہے اسی طرح چھاونیون مین سپاہیون کا اکل و شرب ایک ہونے والا ہے سپاہی کو اپنی ہنڈیا پکانے پر بھی اختیار نہین رہیگا - انگریزون اور سکھون مین جو ہنگامہ جنگ برپا تھا تو اسوقت مین یہہ یقین سمجھا جاتا تھا کہ لاکھون پنجابی آنکر انگریزون کو ہندوستان سے باہر سمندر مین نکال دینگے بہت سے نادان اس امید مین بیٹھے تھے کہ پٹنے کے برہمن افیون کے گودام کو جس مین گورمنٹ کا ڈیڑھ کروڑ روپیہ کا مال ہے لوٹینگے تمام بدمعاشون کی جماعتین لوٹ مار و قتل کرنے کے لیئے آمادہ بیٹھی تھین سازش کرنے والون نے یہہ خبر اڑائی کہ بادشاہ دہلی نے ایک معتبر ایجنٹ بھیجا ہے کہ وہ تمام رجمنٹون کے ہر ایک سپاہی اور ہر ایک افسر کو ایک مہینے کی تنخواہ دیدے بشرطیکہ ملک کے اس فساد مین جو برپا ہونے والا ہے کوئی سپاہی گورمنٹ کی حمایت کے لیئے اپنا ہاتھ نہ ہلائے تمام زمیندار اور کاشتکار اور اہل شہر کشتی کرنے پر آمادہ بیٹھے ہین بشرطیکہ سپاہی کچھہ کام نہ کرین - اسطرح برٹش گورمنٹ اسکے پہلے غارت ہوجائیگی کہ وہ ہمارے مذہب کے غارت کرنے کے لیئے حملہ کرے - جب سازش کرنے والے یہہ تدبیرین کر رہے تھے تو پہلی رجمنٹ کے ایک جمعدار نے اپنے افسر کو ان سب باتون کی اطلاع دی تو پھر بہت جلد اس سازش کی اصل حقیقت دریافت کرنے کے لیئے تفتیش ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے اصل نہ تھین روپیہ سپاہیون کو رشوت دینے کے لیئے جمع ہو رہا تھا اور تقسیم کرنے کے لیئے تھیلیون مین بھرا ہوا دھرا تھا اسپر حاکمون کا اتفاق راے ہوا کہ یہہ جمعدار اور دوسرا اور کوئی معتبر افسر رشوت کے روپیہ کو لے لے اور پھر اسکو اظہار کرے - رجمنٹ کا ایک حصہ گیا کو جاتا تھا جسکے ساتھہ یہہ دو جمعدار تھے راہ مین ایک بنگلہ مین دو معزز مسلمان اچھے کپڑے پہنے ہوئے یون ہی جمعدارون سے ملے یا وہ اوڑ کر انکے پاس گئے تھے انہون نے جمعدارون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اورون کے دینے کے لیئے بھی روپیہ لیا گیا ہے اور اسی مطلب کے لیئے بہت سا روپیہ آنے والا ہے بس روپیہ کے اسطرح تقسیم ہونے سے زیادہ کیا اور ثبوت سازش کے لیئے ہوسکتا ہے روپیہ کو تو آدمی اس چیز کے لیئے خرچ کرتا ہے جس کا وہ بڑا مشتاق ہوتا ہے - ایک اور ہندوستانی افسر نے بھی رشوت مین روپیہ لیا تھا اور رجمنٹ کا منشی اس سازش مین شریک پایا گیا تھا اس سازش کو کرنٹ صاحب نے آگے چلنے نہین دیا جو بڑی سازش کرنے والے تھے انکے پھانسی دینے سے سازش کا پردہ فاش ہو گیا اور پھر بالکل

امن امان ہوگیا فساد کا خرخشہ باقی نہین رہا۔ دیناپور مین اور دور جمنٹون کو اسطرح رشوتین دی جاتی تھین مگر رو کرو فٹ صاحب نے انکو پکڑلیا۔ اس سازش مین بڑے بڑے نام بیان کیئے جاتے تھے کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکم آیا ہے مہاراجہ نیپال سپاہ بھیجنے کو تیار ہین کہ میدانی ملک مین جھاڑ پھیرے یہہ بھی کہا گیا کہ اس سازش کے بانی اول سکھہ ہین تحقیقات مین ایک گواہ نے اول سٹھا کی ہاتھہ لمبا پیش کیا جسمین پٹنے کے صدہا ہندو مسلمان رئیسون کے نام لکھے ہوئے تھے انہون نے آپس مین عہد کیا تھا کہ ہم اپنے مذہب کی حمایت مین جان دیدینگے یہان خواندہ و ناخواندہ آدمیون کو اپنے سچے دل سے یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا مقصد عظیم یہہ ہے کہ سب لوگون کو بن جات فرنگیون کی طرح بنالین اس یقین کے سبب سے گورنر بنگال نے یہہ اشتہار جاری کیا کہ برٹش گورنمنٹ نے کبھی مذہب مین مداخلت نہین کی آیندہ رعایا کو یقین رہے کہ وہ اس ملک کے مذہب مین کبھی مداخلت نہین کریگی۔ لوگون کو یقین تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو سکھون کے ساتھہ لڑائی مین بڑی ہزیمت ہوگی۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ گوف نے جو پنجاب مین فتوح حاصل کین تو لوگون کے یہہ سارے یقین اڑ گئے اس سے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سپاہ کے اخلاق پر بڑا اثر پڑا اور پھر کسی سازش کا خوف خطر نہ رہا سپاہیون کو پنجاب کی فتح کرنے پر فخر و ناز تھا انکو اس فتح سے روپیہ کا بھی فائدہ حاصل ہوا۔ پنجاب بھی سندھ کی طرح سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تو بھتہ کا وہی جھگڑا جو سندھ کے لحاظ مین ہوا تھا کھڑا ہوا کہ ملک کے فتح کرنے سے کیون موقوف کیا جائے ✤

پنجاب مین جو رجمنٹین بالفعل موجود تھین اور قدیمی اضلاع سے جو اور جانے والی تھین انہون نے اپنا یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ بھتہ کے اضافہ کے لیئے تکرار اور حجت کرینگے اور بھتہ کے کم لینے سے محض انکار آپس مین رجمنٹون نے ایکا کرکے اپنے اس ارادہ کو پختہ کرلیا۔ سب سے اول راولپنڈی مین اس ناراضی کا ظہور ہوا۔ جولائی ۱۸۴۹ع مین ۲۲۔ رجمنٹ نے تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ یہہ معلوم ہوا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین اسی اضافہ بھتہ کے لیئے بگڑ بیٹھینگی اور انکا بگڑنا اس نئے ملک مین جہین پہلے ہی خالصہ سپاہی بیکار بیٹھے ہین بڑا اندیشہ ناک ہے۔ اس بگاڑ کے سنوارنے مین سر کولن کیمبل جنہون نے اپنی فرزانگی اور دانائی سے بڑی عمدہ تدبیرین حزم و احتیاط کے ساتھہ کین تملہ مین سر چارلس نیپیر

کمانڈرانچیف اور گورنر جنرل کو یہہ خبر پہنچی کہ راول پنڈی مین ایک رجمنٹ نے بلکہ دو نے
تنخواہ لینے سے انکار کیا۔ اور وزیرآباد مین چار رجمنٹین اور جہلم مین دو رجمنٹین بھی اس طرح بگڑنے کو
تیار ہین تو فیہ پیر ڈوبل ہوزی نے کونسل جمع کی اور اسپر مباحثہ ہوا کہ جن رجمنٹون نے سرکار کے
حکم سے یہہ سرتابی کی ہے کہ تنخواہ کے لینے سے انکار کیا ہے وہ موقوف ہونے کی مستحق ہین یا نہین؟
اس کین اختلاف رائے ہوا سر چارلس نے نیپیر کیمبل صاحب کو لکھا کہ ناراض پلٹنون کو انکی حماقت پر
تنبیہہ کردے اور خانگی چھٹی مین لکھا کہ اگر سپاہی اپنی ہٹ سے نہ ہٹین تو یورپین رجمنٹون کو انکے
دبانے کے لیئے بلا لے کہ سرکشی کی صورت مین ہندوستانی سپاہیون کو وہ ٹھیک بنا سکین نے پیر جب
کو اپنے دورہ مین معلوم ہوا کہ تمام رجمنٹون نے آپس مین اتفاق کرلیا ہے کہ پنجاب مین جب تک
زیادہ بھتہ نہ ملے تو وہ اپنا کام نہ کرین اور انہون نے یہہ افواہین بھی سنین کہ ۲۴ پلٹنین نام کٹانے کے
تیار ہین اسلیئے انہون نے جانا کہ بغاوت مین تو اسوقت التوا ہے مگر وہ ایک دن ہونے والی ہے
وزیرآباد مین اول بغاوت نمایان ہوئی۔ یہان کے کمانڈر جان ہیرسی بڑے دانا قابل لائق اور
آزمودہ کار اور سپاہیون کی عادات و مزاج و زبان سے خوب واقف کار تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جبر
انتظام و تالیف قلوب سے رجمنٹ کا مزاج ٹھیک رہ سکتا ہے انہون نے پریڈ پر سپاہ کے روبرو
ایسی تقریر دلپذیر پر تاثیر کی کہ سپاہ پر اسکا اثر سحر کا سا ہوا سپاہی اپنی حرکت پر شرمندہ ہوکر سرنگون ہوگئے
اور بعض کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ سب نے تنخواہ لے لی۔ جن چار سپاہیون نے اول تنخواہ
لینے سے انکار کیا تھا انکو باشقت قید کا حکم ہوا۔ سڑک ان سے سپاہ کے روبرو کٹوائی گئی۔ تین
سرغنون کو جو ہر ایک کمپنی مین بہکانے پھرتے تھے کورٹ مارشل سے چودہ چودہ برس کی قید ہوئی مگر
کمانڈرانچیف نے ایسے جوان کو اور دو افسرون کو جو اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے پھانسی کے
لیئے لکھا اگر انپر رحم کیا گیا کہ وہ بیاروطن عمر بھر کے لیئے کیئے گئے اور سر نے پیر صاحب نے اپنے جنرل
آرڈر بک مین لکھا کہ یہہ قیدی جلاوطنی مین بھیجے جاوین پہنچائین گے وہ ہمیشہ کے لیئے اپنے
وطن سے اپنے عزیز و اقارب سے پردیس مین سمندر کے پار جدا ہونگے انکی زندگی بڑی مصیبت
سے بسر ہوگی مین اس سزا کی اصلاح نہین کرسکتا وہ زیادہ سزا بین قسمت کے مارے ہوئے
مصیبت زدون کی اُن لوگون کے لیئے ہوگی جو اپنے ظلمون سے دعا بازی کرتے ہین۔۔

سپاہیون کے خطوں کا بوجھ جو ڈاک کے چپراسی لادے پھرتے تھے اُن مین سے بہت سے خط کھولکر دیکھے گئے تو انہین کسی کے اندر بغاوت کا ذکر کچھ نہ تھا - ۶۶- رجمنٹ نے گوبندگڈھ مین بغاوت کی پہلی پیر بڑا غل غپاڑہ مچایا اور قلعہ کے دروازہ پر قبضہ کرنا چاہا کہ جسکے سبب سے قلعہ کے باہر خیر خواہ سپاہ سے کوئی آمد و رفت نہ ہو سکے لیکن ہندوستانی سوارون کے پہلے رسالہ نے قلعہ کے دروازہ پر ان کو قبضہ نہ کرنے دیا- اس قصور مین ۶۶ رجمنٹ کا نام سپاہ کی فہرست سے کاٹا گیا اور انکی جگہہ گورکھون کی پلٹن بھرتی کی گئی بس اس رجمنٹ کے برطرف ہونے سے بغاوت بالکل موقوف ہوگئی- برہمنون نے دیکھہ لیا کہ ہماری جگہہ گورکھے بھرتی ہونے لگے جو ہماری برابر بہادر ہین اسلیئے پھر انہون نے بغاوت نہین اختیار کی یہہ بیان کرنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ کا یہہ قاعدہ تھا کہ سپاہیون کی خوراک کی اجناس کی جب قیمت معمولی قیمت سے گران ہوجاتی تو اس گرانی کا معاوضہ سپاہیون کو دیتی تھی ۱۸۲۱ء مین تو یہہ معاوضہ صرف آٹے کی بابت ملتا تھا لیکن ۱۸۴۴ء مین سب اجناس خوراک کی گرانی کے لیئے یہہ معاوضہ ملنے لگا- پھر ۱۸۴۵ء مین یہہ قاعدہ بدلا گیا کہ سب جنسون کی گرانی کے اوسط پر معاوضہ ملنے لگا- ۱۸۴۴ کا قاعدہ بہ نسبت ۱۸۴۵ء کے سپاہیون کے حق مین مفید تھا وہی سر چارلس نے پیر کی سپاہ کے لیئے جاری کیا

جب پنجاب مین کمانڈر انچیف نے پیر نے سپاہ کے بھتہ کا قاعدہ درست کیا ہے تو گورنر جنرل سمندر مین تھے جہان سررشتہ کی خط و کتابت حسب ضابطہ نہین ہوسکتی تھی- جب وہ سمندر سے مراجعت کرکے آئے تو انہون نے دیکھا کہ نے پیر نے بغیر انکی اجازت و حکم کے بھتہ بڑھا دیا اسکا جواب جب نے پیر سے طلب کیا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ جنوری ۱۸۵۰ء مین سپاہ بغاوت پر پلی بیٹھی تھی ملک معرض خطر مین تھا اسلیئے مین اپنے اختیار سے بھتہ بڑھانے مین التوا نہین کرسکتا تھا- لارڈ ڈلہوزی اس پیر کہن سال کے جواب سے بڑے ناخوش ہوئے اور اسکو مانا نہین بلکہ اسکے برخلاف بیان کیا کہ نہ ملک معرض خطر مین تھا نہ سپاہ بر سر بغاوت تھی غرض ان دونون مین اس بات پر ایسی تکرار بڑھی ہوئی کہ سر چارلس نے پیر نے استعفا دیدیا- اب انکی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی وطن مین آرام کرنے کے دن آگئے تھے- ہندوستان کی آب و ہوا مین کام کرنا انکے لیئے مناسب حال نہ تھا- جب سپاہ تنخواہ اور بھتے کے سبب سے ناراض ہوتی تو اسکی دو صورتین ہوتین کہ کیا تو سپاہ جو مانگتی ہے وہ اسکو گورنمنٹ دیدے یا اسکے نہ دینے مین اصرار کرے-

سر چارلس نپیر کا استعفا

جب ضرورت کا وقت آن کر پڑتا ہے تو بڑی مشکل اس بات کے فیصلہ کرنے مین آن کر پڑتی ہے کہ ان دونو باتون مین سے کس بات کے اختیار کرنے مین زیادہ برائی ہے اب دونو باتون مین سے جس بات کو اختیار کیا اسکے برخلاف ڈیل ہوزی نے دوسری بات کو اختیار کیا غرض ان دو باتون کی ضرورت ہر وقت آن کر پڑی کہ سندھ اور پنجاب انگریزی عملداری مین الحاق کئے گئے سپاہ نے بھی ان الحاقون ہی پر اپنے بھتے اور تنخواہ کے اضافہ ہونے پر اپنی ناراضی ظاہر کی اور سرتابی نہ کی اگر سپاہیون کو پہلے سے سمجھا دیا جاتا کہ جب انکو اپنے گھرون سے دور جانا پڑیگا اور ایسی حالتین پیش آئینگی کہ انکو سندھ اور پنجاب مین خدمت گزاری مین بہ نسبت قدیمی اضلاع کے زیادہ تکلیف ہوگی تو خاص انکی تنخواہ اور بھتہ مین اضافہ ہوگا تو سپاہی سمجھتا کہ ہمارے آقاؤن نے ہمارے حق مین انصاف کیا اور وہ اسکا احسانمند ہوتا اور اپنے مالکون کی عدل کی ثنا خوانی کرتا مگر جب سپاہی نے اپنی درخواستون کے قبول کرنے مین اپنے آقاؤن کا انصاف نہین دیکھا بلکہ دہشت تو اُسنے اپنی ناراضی ظاہر کی اور گورنمنٹ کے ساتھ اپنی الفت و محبت مین کمی کی ۔

باب یازدہم

سپاہ کے باب مین مباحثات

سپاہ کے اخلاق کا بگڑنا

اس زمانہ کے بعد پھر امن امان کا زمانہ آیا ۔ لارڈ ڈیل ہوزی کے باقی عہد حکومت مین سپاہ نے کوئی فساد نہین مچایا جس سے ان کے اس یقین واثق مین کہ سپاہ بڑی وفادار جان نثار ہے کوئی شک شبہ واقع ہوتا بعض دانشمند اسوقت ایسے موجود تھے جو یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کی سرشت ہی ایسی ہے کہ اسکا مغز گلا سڑا ہے اسمین عیبون کے داغ ایسے لگے ہوئے ہین کہ وہ کسی طرح مٹائے نہین مٹ سکتے بنگال کی سپاہ کے نظام پر بڑے بڑے مدبران ملکی کی رائون مین بڑا اختلاف تھا زمین آسمان کا فرق تھا ایک روز کہتا تھا تو دوسرا شب ۔ بعض بنگال کے افسرون نے دانشمندانہ تحریرین کین کہ سپاہ مین بہت سی برائیون کے خطرناک آثار نمودار ہوئے ہین تو افسرون کی نسبت کہا گیا کہ وہ اپنی خانہ خرابی خود ہی کرتے ہین اور اپنے دل کی کمزوری کے سبب ناحق ڈراتے اور چونکاتے ہین انکی باتین ذرا سی بھی توجہ کے قابل نہین

غرض اس بات کا عموماً یقین تھا کہ یہہ سپاہ دنیا کی چیدہ و عمدہ سپاہیون مین سے ایک ہے اس سے
ظاہری شرارت ظہور مین نہین آتی تھی اسلیئے ارادتاً اسکے باطن مین زہریلی علامت کی تفتیش نہین کی جاتی
تھی بنگال کی سپاہ نے اپنی گستاخانہ بدخوئی کو چند دفعہ ایسا ظاہر کیا تھا کہ وہ اہل یورپ کی سپاہیانہ
نگاہ مین بڑی جرم نظر آئے تھے مگر اسکے صد سالہ جان نثار خدمات کے دامن پران چند دھبون سے اسکی
پاک دامنی ناپاک نہین ہوسکتی تھی یہہ ممکن نہین تھا کہ یہہ چند مستثنے خطائین انگریزون کے دلون سے ان
کارہاے نمایان کو محو و حک کردیتین جنسے کہ انکی سلطنت عظیم قایم ہوئی تھی یہہ بات بھی انکی خاطر سے فراموش
نہین ہوسکتی تھی کہ سپاہ کے یہہ جرم اس حالت مین صادر ہوتے تھے کہ افسران انگریزی یا گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی بدنظمی ہوتی تھی جنکی وہ خدمت و ملازمت کرتی تھی۔ ہندوستانی ریاستون مین جس قسم کے سپاہی تھے
اس قسم کے سپاہی سرکار کمپنی کی سپاہ مین تھے ان سپاہیون کو انگریز دیکھہ چکے تھے کہ اپنے آقاؤن سے
کس طرح سے بگڑ کر اپنی ساری قوت سے انکے تباہ و برباد کرنے کو تیار ہوجاتے تھے مرہٹون اور سکھون
کے سپاہیون کی مثالین انکی آنکھون کے سامنے موجود تھین مگر وہ ان مثالون کا مصداق اپنی سپاہ کو اس
وجہ سے نہین جانتے تھے کہ گو سپاہی سرکار سے محبت نہین رکھتے تھے مگر اپنی تنخواہ کو بڑا عزیز رکھتے تھے۔

یہہ امر طبع بشری کا مقتضا تھا اور تعریف کے قابل تھا کہ ہندوستانی سپاہ نے جو اپنے انگریزی آقاؤن
کی عمدہ نیک خدمات کین تھین وہ یاد رکھی جائین اور کل سپاہ پر اعتبار و اعتماد کیا جائے۔ انکی خصلت مین
کوئی بات ایسی نہ تھی کہ وہ اس اعتبار کو کھوتی۔ یہہ جو انہون نے سرکشیان اور نافرمانیان کین وہ انکی طفلانہ
شوخیان اور گستاخیان تھین کوئی اس مین انکا مستقل ارادہ مردانہ نہ تھا انہون نے اپنا مزاج ایسا
بتلایا کہ وہ اپنے تئین جتنا زیادہ تر نقصان پہنچانے مین ایسا اورون کو نقصان نہین پہنچاتے اس بات کا یقین
کرنا ان لوگون کو آسان نہ تھا جو انکے یہہ جانتے تھے کہ ان مین یہہ قابلیت ہے کہ وہ کوئی سخت خونریز صدمہ
پہنچا سکتے ہین سپاہی کی سیرت متلون صفات سے مرکب ہوئی تھی کہ جنمین ضعیف اور کم اندیشہ ناک صفات کا غلبہ تھا
اگرچہ انگریز یہہ جانتے تھے کہ ہندوستانی سپاہی کو اپنے سے ملانا نہایت مشکل ہے مگر وہ یہہ نہین جانتے تھے
کہ انہون نے اسکو دہشتناک آدمی بنایا ہے اور اپنی آستین مین کالا سانپ پالا ہے۔ جب ہندوستانی
سپاہ حالت طفلی مین تھی تو ایک مدراس کے سپاہی نے مسٹر ہیلی برٹن کا گلا کاٹا تو فوراً ہی دوسرے
ہندوستانی سپاہی نے قاتل کو مار ڈالا اور اس دن سے کہ بولارم مین کرنل میکنزی کو انکے اپنے ہی

برگیڈ کے سوارون نے قریب القتل کیا تھا لیکن قتل کا کوئی واقعہ ایسا نہین واقع ہوا کہ انڈین امپائر کی سپاہ کی
تاریخ پر داغ لگاتا تمام سپاہیون مین اس قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہین ایک مستثنے بداخلاقی ہے ہم
یہہ نہین کہہ سکتے کہ ایک بدذات سپاہی نے خونریزی کا کام کیا اسکی ساری سپاہ بدذات خونریزی
یہہ ایک عجیب بات ہے کہ ہندوستانی سپاہی کی سیرت اجزاء متناقض سے مرکب ہے اسکی
خصلت مین اسلیئے مخالف اوصاف مخلوط ہوتے ہین کہ جو بظاہر یہہ معلوم ہوتے ہین کہ کبھی آپس مین
مصالحت و موافقت سے نہین رہ سکتے - یہہ ہندوستانی سپاہی سادہ لوح ہوتا ہے مگر
کبھی فریبیا سریع الاعتقاد ہوتا ہے جو آسانی سے اورون کے دم مین آجاتا ہے لیکن اندرونی
یقینات مین بڑا پکا ہوتا ہے - ایام طفلی مین تربیت پذیر ہوتا ہے مگر جوانی مین بڑا سخت ہٹیلا
ہوتا ہے پارسا متقی مگر تن پرور و نفس پرور - خاموش مگر تیز مزاج بھلا مانس مگر ظالم اپنی روزانہ
زندگی مین ناتوان و کاہل مگر نہایت مستعدی سے جید کام کرنے کے قابل بعض اوقات کھلاڑی بعض اوقات بڑا
آسانی سے ملبداری پر بیٹھنے والا اور نیچے گرلے والا چھاونی مین خوش مزاج خندہ پیشانی نہ جبین
بجبین اسکی طبیعت مین عموماً زندہ دلی ہوتی ہے مگر بعض اوقات وہ غلط خیالات بھی سوچتا ہے
اگر ایک دفعہ اسکی روح مین کوئی مغالطہ بیٹھ جائے تو پھر اس سے بداندیشی کا زہر نہین رفع
ہوسکتا - اب انگریز اس بات کو سمجھتے ہین کہ سپاہی کی سیرت مین یہہ صفات بڑی خوفناک
تھین اسواسطے کہ اسکی [illegible] اور خوش مفرح صفتین تو ظاہر معلوم ہوتی تھین اور جلدی سے
انکی قدرشناسی ہونے لگتی تھی اور اندرونی کریہہ و زشت اوصاف تاریکی مین اپنا بھیس بدلے
ہوئے رہتے جو انگریزون کو انکی روزانہ ملاقات مین نہین معلوم ہوتے بس ظاہر مین ایسی باتین
تھین کہ جس سے یورپین افسرون کو سپاہ پر نہایت اعتبار و اعتماد ہوتا ہے اور بہت تھوڑی
باتین ایسی تھین کہ سپاہ کی طرف سے انکے دل مین کوئی اضطرابی و بدگمانی پیدا ہوتی -
یہہ سچ ہے کہ یہہ امر عقل کے خلاف تھا کہ جن اجنبی افسرون نے سپاہیون کو انکے اعلے اور
معزز عہدون سے محروم کرکے خاک مین ملا دیا ہو ان سے محبت و الفت کی امید کی جائے -
لیکن انگریز کبھی اپنے منصب کی نسبت جو اسکو اجنبی غیرون کے گروہون مین حاصل ہے استدلال
نہین کرتا وہ اس بات کو مان لیتا ہے کہ مجھے سب سپاہی پسند کرتے ہین اور ایسے ادب کی توقع

توقع رکھتا ہے لیکن برٹش افسر کا ادب ہندوستانی سپاہی اس کی خاطر سے نہین کرتے تھے اسلیئے کہ وہ اسکے رنگ سے اسکے مذہب سے اسکے نجس اطوار سے اسکی حکمرانی کے طریقون سے نفرت رکھتے تھے مگر اس سبب سے ادب کرتے تھے کہ افسر کو فاتح فتح مجسم جانتے تھے ہندوستانی سپاہی کی خصائل مین اپنی بہادری کی ڈینگین مارنا اور شیخی بگھارنا بھی داخل ہے اسکی خصلت مین یہہ تناقض بھی ہے کہ ادہر اپنی بہادری کی شیخیان گھارتا ادھر دلی یقین رکھتا ہے کہ انگریز افسر ہی نے مجھ مین بہادرانہ سپاہیانہ شکوہ و تکبر کا جذبہ پیدا کیا ہے یہی سبب تھا کہ سپاہی اپنے قدیمی کمانڈر افسر کی قبر پر چراغ جلاتے تھے اور جس جنرل کے ماتحت میدان جنگ مین لڑائی لڑتے تھے اسکی تصویر کو جنگ آزمودہ سپاہی سلام کرتے تھے اسکے سوار اور بھی اشرافانہ فیلنگس محبت و فیاضی کے سپاہ مین تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خاص افسرون کی ذات کے ساتھ بڑی محبت رکھتے تھے۔ سپاہی جو بہت سی لڑائیان کرچکا ہے وہ اپنے بیمار افسر کے بستر سے لگا ہوا اسطرح بیٹھا ہوتا ہی جیسے کہ کوئی عورت تیمارداری کے لیئے بیٹھتی ہے اور کپتان کے برانڈہ کے آگے زرد رنگ بچون کو بڑی محبت سے کھلا او بہلا رہا ہے افسرون کے ساتھ اسکی محبت و پرستاری بے نظیر و بے عدیل ہین جب انگلش عورتین یہہ جانتی ہین کہ ہمارے گھر کا محافظ ہندوستانی سپاہی ہے تو ان کے دل مین کوئی خوف و خطر کا کھٹکا نہ رہتا وہ اسکو ساتھ لیکر ملک کے تمام طول و عرض مین بے خوف و خطر سفر کرتین انگریز صرف سپاہی کی شفقت اور محبت کے رخ کو دیکھتے تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ اس ہموار سطح کے نیچے خوف و خطر گھات لگائے ہوئے بیٹھے ہین اور حاکمون کے ساتھ انکی ظاہری محبت نے جو اعتبار و اعتماد انکے لیے پیدا کیا تھا اسکے اندر جو خوف تھا اسکا انگریز یقین نہین کرتے تھے ❊

برٹش گورنمنٹ سپاہی کی عام نیک سیرت پر جو اعتماد رکھتی تھی وہ عقل کے موافق تھا لیکن اگر وہ اپنے نظام کو بالتفصیل دیکھتے تو اسکو شبہات پیدا ہوتے وہ اپنے نظام کو بحیثیت مجموعی صحیح سمجھتی مگر اسکے اجزا مین نقص ہونے کو قبول کرتی اور بہت سوچ بچار اور غور و خوض سے سپاہ کی اصلاح کے کار عظیم کو انجام دیتی بجائے اسکے لارڈ ڈلہوزی نے ہندوستانی سپاہ کے باب مین یہہ شیخی کی بات کہی کہ اسکے لیے کسی بات کے چاہنے کی ضرورت نہین رہی انکو چاہیئے تھا کہ سطاعت کو چھوڑ کر

نظام موجودہ کی تمام برائیون کے زخمون کی گہرائی کو نا پا ہوتا اور اپنی ساری قوت و زور سے انکو دور کیا ہوتا
اینز گاہی کے لئے سامان موجود تھا بڑے بڑے پرانے تجربہ کار افسر انکو بتلانے کے لیے موجود تھے کہ انکو کیا
کرنا چاہیے انکی کونسلرون کے درمیان اختلاف آرائی کے ایسے الجھیڑے پڑے ہوئے تھے کہ وہ سلجھنے کے
قابل نہین تھے ایک سفید مو ریش بڑے تجربہ کا دوسرے سفید ڈاڑھی کے چالیس برس کے
آزمودہ کار کو جھٹلاتا تھا لارڈ ڈلہوزی کو جسکے ذمے ساری جوابدہی تھی ایک مشیر سمجھاتا کہ اب
اس داغ کو دیکھیے اور اسکے مٹانے کا قصد کیجیے تو دوسرا مشیر کہتا کہ یہہ داغ نہین ہے بلکہ بڑا خوبصورت
پھول ہے آپ اسکو ایسا ہی رہنے دیجیے جیسا وہ ہے ۔ لارڈ ڈلہوزی نے عادہ ملیٹری نکتہ چینیون
اور عیب جو بینیون کی متضاد لڑنے والی رایون کی کشمکش سے بچنے کے لیے وہی کیا جو گورنر جنرل سابقہ
کر گئے تھے انہون نے اس بات کو مان لیا کہ اگر پہلی دفعہ انہون نے ہندوستانی سپاہ کی ترکیب کو درست کیا تو وہ
بعض لحاظ مین اس سپاہ سے مختلف ہوگی جو انکے سامنے موجود ہے وہ نظامون اور وسائل نظری سے نہین
پیدا ہوئی اسکو تو حالتون نے پیدا کیا ہے اسلیے بہتر ہے کہ جس طرح وہ پیدا ہوئی ہے اسی طرح
وہ اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے ۔ تبدیلی بعض اوقات بڑی خطرناک ہوتی ہے اور اکثر غلط سمجھی جاتی ہے
بے شک ہندوستانی سپاہ کے سمجھنے سے زیادہ مشکل کوئی اور سوال نہ تھا ۔ یہہ ایک امر واقعی تھا کہ
گورنر جنرل کے دل پر متضاد اثر مخالف رایون ان نکات کو بیان کر کے اپنا زور لگاتی تھین جو سپاہ کے خیرخواہ
اور موثر ہونے پر بڑا اثر رکھتی تھین جات کے سوال عظیم پر حاکمون کا اختلاف تھا بعض یہہ کہتے تھے کہ
یہہ ضرور ہونا چاہیے کہ ہندوستانی رجمنٹون مین سپاہی زیادہ تر اونچی جات کے ہون کیونکہ ایسے سپاہیون
مین ایسی عمدہ اور بہتر مین صفات اخلاقی اور جسمانی ہوتی ہین کہ جنکے سبب کامل سپاہی بن سکتا ہے اونچی
حالت کے سپاہی کا دل بہادر رہتا ہے اسکو سپاہی ہونے پر فخر ہوتا ہے وہ وجاہت رکھتا ہے وہ اپنے
ملک کی ادنے جات کے آدمیون کی نسبت زیادہ سپاہیانہ وضع رکھتا ہے اور بعض یہہ کہتے تھے کہ سپاہیون
کی بھرتی مین جات کی تمیز کو دخل دینا نہین چاہیئے سپاہ کی ڈسپلن کے لیے یہی بہتر ہے کہ اس مین برہمن اور
رجپوت نہین بھرتی کیے جائین بنگال اور بمبئی کے سپاہیون مین فرق یون بتلائے جاتے تھے
بنگال کا سپاہی بہ صورت شکل مین بمبئی و مدراس کے سپاہی کی نسبت زیادہ خوبصورت وجیہہ و مضبوط و بھلا مانس
نظر آتا ہے اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ وہ بھلا مانس بہ نسبت سپاہی ہونے کے زیادہ ہوتا ہے بنگال کی

سپاہ کی اصلی حالت اس سبب سے باغیانہ ہے کہ اس مین وہ سپاہی ہوتے ہین جنمین جات کا پاس بہ نسبت ڈسپلن
کے زیادہ قوی ہوتا ہے اور سپاہی کے اپنی معاشرت کے دستور و رواج کو سرکار کی ضروریات پر غلبہ ہوتا ہے
اس وجہ سے اس بات پر مناقشہ ہوتا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین گھٹیا جات کے آدمی زیادہ بھرتی کیئے جائین
اب اسکے برخلاف یہہ کہا جاتا تھا کہ ان جاتون کے خلط ملط کرنے سے ڈسپلن غارت ہوتی ہے جب
ایک ادنے جات کا کمشند افسر اپنے عہدہ سے علیحدگی مین کسی برہمن سپاہی سے ملتا ہے تو وہ
اسے پالاگن کرتا ہے یعنی اپنے سر کو اسکے پانون مین رکھتا ہے بس جس برہمن سپاہی کی یہہ تعظیم کی جائے
تو وہی افسر کا آقا ہوگا۔ اسکا جواب یہہ دیا جاتا تھا کہ بنگال کے سپاہ کے افسرون کی کمزوری اور نفس پروری
کی پرورش جات کا تکبر کرتا ہے مدراس اور بمبئی کے سپاہیون مین سب جاتین برابر ہین نہ اس سے عمدہ
خدمت گزاری مین مخالفت ہوتی ہے نہ اندرونی ڈسپلن مین کوئی فتور ہوتا ہے ان سپاہیون مین اونچی
جات کے سپاہی خوشی سے وہ کام کرتے ہین جنکے کرنے سے بنگال کی سپاہ کو انکار ہوتا ہے۔ نیچ جات کے
افسرون کی اونچ جات کے سپاہی ایسی ہی تعظیم و تکریم کرتے ہین جیسے وہ سپاہ مین اعلے عہدہ رکھنے کے مستحق
ہین یہہ بیان کیا گیا کہ بنگال مین برہمنون کا مذہب گھمنڈی اور پکا ہے وہ انگریزی افسرون کے خوفون کو خفیف
جانتا ہے اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ ہم جسقدر چاہین جات کا پاس لحاظ نہ کرین مگر ہندوستانیون مین سے
نہ جات کا پاس لحاظ نہین اٹھا سکتے اسکا جواب الجواب یہہ دیا گیا کہ اور پریسیڈنسیون مین جات کا پاس و
لحاظ اٹھا دیا یہی سبق ہم بنگال مین کیون نہ سکھا سکینگے؟ اسکا جواب یہہ دیا گیا کہ سپاہی جو کام پردیس غیر ملکون
مین کرتے ہین انکو ایسی ترغیب نہین دی جاسکتی کہ وہی کام اپنے دیس مین کرنے لگین اونچ جات کے ہندوستانی
جو بمبئی یا مدراس کی سپاہ مین بھرتی ہین وہ زیادہ تر اپنی برادری سے دور ہوجاتے ہین وہان جو کام کرتے ہین
انکی خبر انکے گھر تک نہین پہنچتی۔ اسلیئے بمبئی مین جب سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ کام کرنے لگتا ہے جو بمبئی مین
کیئے جاتے ہین اس مین اسکو وہ وقت نہین پیش آتی جو بنگال مین آتی ہے اس قسم کا ایک دوسرا سوال معرض
بحث مین یہہ آیا کہ ہر رجمنٹ مین ایک ہی قوم کے سپاہی رکھے جائین یا مختلف قومون کے ملے جلے سپاہی رکھے
جائین۔ اب اس سوال مین ایک طرف یہہ کہا جاتا تھا کہ ایک رجمنٹ مین مختلف قومون کے سپاہیون کے رکھنے
کے سبب سے اس مین اندرونی اتحاد کی روک ہوگی اگر ایک ہی قوم کے سپاہی ایک رجمنٹ مین رکھے جائینگے
مثلاً پٹھانون کی رجمنٹین گورکھیون کی رجمنٹین سکھون کی رجمنٹین جدا جدا ہون تو سرکشی کے لیئے آپس مین متحد زیادہ

آسان ہوجائے گا۔ اب اسکے برخلاف یہہ مناقشہ پیش ہوا کہ اگر رجمنٹون مین مختلف قومون اور جاتون کے سپاہی ہونگے تو ان مین خارجی اتحاد پیدا ہوگا کل سپاہ کے اغراض مشترکہ ہونگین اگر قومون کی مخالفت مین اپنی سلامتی کی تلاش ہو تو وہ غالباً اسطرح زیادہ حاصل ہوسکتی ہے کہ وہ علیحدہ علیحدہ رکھی جائین بہ نسبت اسکے کہ وہ اس مین مخلوط کرکے ایک مجموعہ غیر متجانس بنایا جائے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ایک رجمنٹ اس دوسری رجمنٹ کی شمال مین پیروی نہ کرے جو اسے مختلف قوم کے آدمیون سے بنی ہے اور ملک کے مختلف حصہ مین رہتی ہے بہ نسبت اسکے کہ رجمنٹ کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصے کی پیروی نہ کرے یہہ امر زیادہ آسان ہے کہ ان سپاہیون کو برخلاف ان سپاہیون کے لڑایا جائے کہ جنہون نے آپس مین ایک دوسرے کی صورت نہین دیکھی بہ نسبت اسکے کہ ان سپاہیون سے لڑایا جائے کہ جنکے ساتھ وہ برسون رہے ہون گو ان مین جات کی برادری نہ ہو مگر کم از کم ہم خدمت ہونے کی برادری ہو۔ ایک پلٹن مین ہندو مسلمان دونو آپس مین ایک دوسرے کو بھائی بھائی سمجھتے تھے اگر انکی پلٹنین جدا ہوتین تو ایک قوم کی پلٹن دوسری قوم کی پلٹن کی اگر وہ سرتابی کرتی تو سر کچلنے کو موجود ہوتی۔

اب یہہ ایک اور مباحثہ اس سوال کی نسبت پیش ہوا کہ سپاہ کے ایک مقام مین مقیم رہنے مین یا مختلف مقامات مین تبدیل ہونے مین کیا کیا فائدے اور نقصان ہین اور انمین کسکو ترجیح ہے بعض نے یہہ کہا کہ مختلف رجمنٹین سپاہیون کی علیحدہ علیحدہ اپنے ایک ہی مقام مین مختلف حصون مین خدمت کیا کرین سوا ر جنگ کی خاص ضرورت کے غرض ایک مقامی سپاہ ہو اور ون نے یہہ کہا کہ جو بالفعل نظام ہے وہ اچھا ہے جس مین پلٹنین وقتاً فوقتاً ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلی رہتی ہین جو آپس مین سیکڑون میلون کا فاصلہ رکھتی ہین ایک جانب یہہ دلیل پیش ہوئی کہ جب سپاہ ایک مقام مین مدت دراز تک رہیگی تو وہان کے آدمیون مین اسکا اثر و رعب داب بہت ہوگا اور اس مین یہہ خوف ہے کہ سپاہ اور غیر سپاہ کے آدمیون مین مضر تناک سازشین و آمیزشین ہون سپاہ کی مقامی سکونت مین یہہ خرابی ہے اب دوسری جانب سے یہہ عرض کیا گیا کہ یہہ امر خوفناک ہے کہ سپاہی آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ واقف ہوجائین اور انکے سپاہیون مین آپس مین دوستی ہوجائے کہ سازشون کے کرنے کے لیے اتحاد کرنے کا دائرہ فراخ ہوکر کل ملک مین اپنا جال بچھا دے۔ دانشمند اور تجربہ کار ایک دوسرے کی رایون کو قطع کرتے تھے اور ایسی متضاد ... والی رایون سے ناممکن تھا کہ کوئی سچی بات تحقیق معلوم ہوتی +

اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ سپاہ وفادار جان نثار اور اثر دار اس صورت مین بن سکتی ہے کہ سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہے یا اپنے اہل وعیال کو اپنے ساتھ رجمنٹون مین رکھے اور اسکے متعلقین اسکی قسمت مین شریک رہین۔ بنگال سپاہ مین سپاہی اپنے کنبے سے جدا رہتے تھے اور مدراس مین زیادہ اور بمبئی مین کم سپاہی اپنے بیوی بچون کو اپنے ساتھ رکھتے تھے ان دونو نظامون مین سے ہر یک کے طرفدار وحامی تھے اور انکے خاص فائدے بتاتے تھے۔ بنگال کا سپاہی ایام رخصت مین اپنے کنبے مین جاتا تھا اور اسکو اپنی تنخواہ کا بڑا حصہ ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اگر وہ یہہ روپیہ نہ بھیجتا تو اپنی رجمنٹ مین انگشت نما ہوتا اور یہہ بھی کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنی خدمت کے کام مین قصور کرتا تو اسکی اطلاع اسکے گاؤن مین ہوتی جس سے تمام برادری مین اسکا منہہ کالا ہوتا اسلیئے وہ اپنے سپاہی کے کام مین کبھی قصور نہین کرتا سپاہی کے ساتھ کنبے کے رہنے مین بڑی تکلیفین اور دقتین پیش آتی تھین جب رجمنٹون کی بدلیان ہوتی تھین تو تھوڑی سی آمدنی کے سپاہی کو ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین کنبے کے لیجانے مین تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اور اس سبب سے سپاہی ایسی شکایتین کرتے تھے کہ وہ منجر بہ نافرمانی ہوتی تھین (اس کی مثال مدراس کے سوارون کے چھٹے رسالہ کا حال ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے) بنگال کی سپاہ مین شاید ہی کوئی رجمنٹ ایسی ہوگی کہ اُس مین بین باجہ بجانے والے عیسائی نہ ہون۔ انکے ساتھ اہل وعیال ہوتے تھے افسرون کو انکے سفر کرانے مین جو دقتین پیش آتی تھین وہ آٹھ سو سپاہیون کے سفر کرانے مین نہین آتی تھین اب ایک اور بات کہی جاتی تھی کہ جب سپاہی کے ساتھ اسکا کنبا ہوتا ہے تو سپاہی کی نیک چلنی اور خیرخواہی کی وہ پوری ضمانت ہوتی ہے اسکی اولاد بطور اول کے اسکی عورتون کی عزت وناموس ہمارے ہاتھون مین ہوتی ہے پس سرکشی وقتل کے برخلاف وہ پشت پناہ ہوتے ہین یہہ بھی بیان کیا جاتا تھا اس نظام کا میلان یہہ ہے کہ سپاہیون کا ایک جدا فرقہ ایسا بن جاتا ہے جو اپنے ملک کے آدمیون سے بالکل جدا ہوتا ہے اور اسطرح سے ان کا رشتہ اپنے ملک سے ضعیف ہوجاتا ہے اور سرکار سے مضبوط۔ ہر نظام کے حامی موجود تھے اور ہر ایک نظام کو اپنا اپنا کام کرکے نتایج کو بروے کار ظاہر کرنا تھا۔

سپاہی کی ترقی کے باب مین رائون کے بڑے اختلاف تھے بعض یہہ کہتے تھے کہ بنگال کی سپاہ کے نظام سے کہ مدت ملازمت کی درازی کے اعتبار سے ترقی ہو بنگال کی سپاہ غارت ہوگئی جس مین ہر سپاہی کیلیئے برابر احتمال تھا کہ وہ کمشنڈ افسرون مین داخل ہوجائے۔ ہندوستانی پیدل رجمنٹون مین ایک

صوبہ دار میجر اور دس صوبہ دار اور دس جمعدار ہوتے تھے جو کمشنڈ افسر کہلاتے تھے - دوسرے یہہ
راے رکھتے تھے کہ یہہ نظام ہی بڑی پشت پناہ ہے جو تمام مخالف اثرون کا مقابلہ کرتا ہی
دونو طرف بڑے بڑے مدبران ملکی اپنے براہین متین پیش کرتے تھے یہہ کہا جاتا تھا کہ اس نظام مین
کوئی بات جد و جہد کی ابھارنے والی نہین سپاہی اپنے افسرون سے بے پروا تھے انکو ضرورت نہین
تھی کہ وہ اپنے افسر اعلے کی راے اپنی نسبت نیک حاصل کرین انکے لیئے یہہ کافی تھا کہ خاص
سالون تک اپنی ملازمت کی اومنگ مین بسر کرین پھر آرام سے کمشن مین داخل ہو جائین اور اپنی
سپاہیانہ زندگی کو پیرانہ سالی اور فراغ دلی کی اومنگ مین بسر کرینگے اسی واسطے بنگال سپاہ کے افسر
اکثر قابل تعظیم فرسودہ تن ضعیف القلب بوڈھے آدمی ہوتے تھے اپنی رجمنٹون مین بڑا اثر و رعب
داب نہین رکھتے تھے اور جہانتک ممکن تھا اپنے تئین محنت و مشقت سے بچاتے تھے اور راحت
اور آرام مین سب کو رکھتے تھے — اسکے مقابل مین یہہ کہا جاتا تھا کہ یہہ نظام مدت ملازمت کی
درازی کا سپاہی کی خدمت کا بڑا مدار و سہارا ہے اس سے سب سپاہی خوش اور راضی رہتے
ہین اور اس مین انکو یہہ آس رہتی ہے کہ اگر ہم کوئی بد چلنی ایسی نہین کرینگے کہ جسکے سبب سے برخاست
ہو جائین تو سپاہ مین جو سب سے اعلے درجہ ہے اسپر ترقی کرینگے یہہ کہا گیا کہ جس سپاہی کا نام فہرست
مین اول ہے اسپر کسی اور سپاہی کو جو قلیل الخدمت ہے ترقی دینے سے رجمنٹون مین تشکک و دلی اور
انتظام سرکاری سے سخت ناراضی کا طوفان اٹھتا ہے اور سپاہی بد دل کاہل ہو جاتے ہین -
ہنری لارنس اور جان جیکب سپاہ مین کمشن درجون پر افسرون کے مقرر ہونے کی برائیان بیان
کرتے تھے کہ یہہ افسر بیچارے بوڈھے جسم کے کمزور اور دل کے ناتوان ہوتے ہین سر چارلس نے پیر
بڑی شد و مد سے یہہ حکم دیتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ مین ہر درجہ مین قدیم الخدمت ہونے کے دعوی پر
بالاستقلال کمال خیال رکھا جائے اور توجہ کی جائے - ولیم سلیمن صاحب لکھتے ہین کہ ہر رجمنٹ مین
ہم چہار زیادہ تیز ہندوستانی افسر اسطرح مقرر کر سکتے ہین کہ ترقی کے قاعدون پر لحاظ نہ کرین
تو اس سے یورپ مین افسرون کی نسبت اچھی فیلنگس سپاہیون کی کم ہو جائیگی جس سے گورنمنٹ کا
نقصان ہزار گنا بہ نسبت فائدہ کے ہوگا تعجب ہے کہ ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل آتا رہا
اور اس معاملہ مین وہ حیران و پریشان رہا مگر اسنے اپنے اول آنے مین جو اس معاملہ کی صورت دیکھی تھی

وہی جانے کے وقت برقرار رکھی

رجمنٹوں میں افسروں کے مقرر کرنے کے باب میں رایوں کا بڑا اختلاف تھا بعض اس بات پر بحث کرتے تھے کہ غیر آئینی نظام اچھا ہے بعض آئینی نظام کی تعریف کرتے تھے بعض یہہ خیال کرتے تھے کہ قدیم زمانہ کی طرح چند منتخب افسر مقرر ہوں اور انکو اختیار دیا جائے کہ وہ سپاہ پر حکمرانی کریں بعض یہہ کہتے تھے کہ افسر زیادہ ہوں جس سے ایک جنرل سٹاف بن سکے اور سارے اختیارات و احکام سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل کے اختیار میں ہوں - مارچ ۱۸۵۷ء میں ہر ایک ہندوستانی پیدل رجمنٹ میں ایک کرنیل ایک لفٹنٹ کرنیل ایک میجر ۶ کپتان دس لفٹنٹ ۱۵ انسائن ہوتے تھے پھر چند مہینوں کے بعد ایک کپتان اور ایک لفٹنٹ اور زیادہ کیا گیا ہمیشہ افسروں کی افزائش کے لیئے دہائی مچائی جاتی تھی ہر غیر آئینی رجمنٹ میں تین یا چار منتخب افسر ہوتے تھے جو ڈسپلن کو کامل رکھتے تھے اور میدان جنگ میں تعریف کے قابل خدمت کرتے تھے - یہہ کہا جاتا تھا کہ جب لڑائی میں سپاہ کا کوئی افسر مارا جاتا یا زخمی ہوکر بیکار ہوتا تو سپاہ میں پراگندگی آتی اور جب چند ہی افسر ہوتے تو زیادہ حیرانی ہوتی اسکا جواب یہہ دیا جاتا تا اگر ہندوستانی افسر اچھی قسم کے ہوں تو وہ سپاہیوں کو مجتمع رکھکر اچھی کارگزاری کرسکتے ہیں لیکن اگر وہ فرسودہ کمزور بیدم ہوں تو انگریزی افسر کے مرنے یا زخمی ہونے سے سپاہ میں تباہی آسکتی ہے اس بات کو سنکر جھگڑا و تکرار کرنے والے یہہ کہتے تھے اگر ہندوستانی افسر مثل ہماری کارگزار ہوں تو ہندوستان میں ہماری سلطنت کتنے دنوں تک مہمان رہ سکتی ہے ہندوستانی سپاہیوں کو اس قابل بنانا کہ وہ پلٹنوں کو میدان جنگ میں لے جاکر لڑائیں انکو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے سپاہیوں کو لیکر ہم سے جنگ برا ہوں

ـــہ کس نیاموخت علم تیر از من * کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد *

اکثر اس دلیل کے طرفدار تھے کہ بے شک ہمارا سپاہ کا یہہ تعلیم کرنا اسکے موجب کے لیئے وبا ہوگا مگر ہنری لارنس کی فیاضانہ رائے یہہ تھی کہ صحیح پولیسی یہہ ہے کہ ہر ایک سپاہی کی خواہ وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی جد وجہد کرنے کے لیئے سبب پیدا کرنا چاہیئے ہماری نظام میں یہہ بڑا نقص ہے کہ بڑے بہادر و شجاع و لائق ہندوستانی سپاہیوں کی مستعدی اور جد وجہد کرنے کے لیئے جگہہ نہیں انہوں نے کہا کہ ہم جب تک ہندوستانی سپاہ کو موثر نہیں بنا سکتے کہ ہم اپنے مطلب کے لیئے انکو ترغیب ایسی نہیں دیتے کہ وہ اپنی اعلے درجہ کی لیاقت و جد وجہد کو کام میں لائیں * اس باب میں بھی رایوں میں بڑی مختلف تھیں کہ انگریزی افسر ہندوستان میں اپنی روزانہ زندگی میں اپنی قومیت کا برتاو بہت زیادہ یا بہت تھوڑا رکھیں ایک طرف یہہ بیان کیا جاتا تھا کہ انگریزی افسر ایسے درشت طبع ہوتے ہیں کہ ہندوستانیوں کی

صحبت سے بہت جدا رہتے ہین اور اپنے گرد کے آدمیون کا اثر کچھ نہین ہوتا ہے۔ دوسری طرف یہہ
کہا جاتا تھا کہ انگریز جاتے ہی مشرقی عادتین اختیار کر لیتے ہین پھر انگریزی جنٹل مین نہین رہتے ہین جو انکو
اول سے آخر تک رہنا چاہیئے۔ بعض یہہ کہتے تھے کہ یوروپ کی آمد و رفت مین جو آسانی زیادہ ہوگئی
ہے اس سبب سے اپنی مشرقی صحبت اور فرض منصبی سے بہت ناخوش رہتے ہین دوسرے لوگ یہہ کہتے
تھے کہ ہندوستان کے ملٹری سسٹم (سپاہ کے نظام) مین بڑا نقص یہ ہے کہ انگریزی افسرون کو یوروپ
جانے کے لیئے فرلو (وطن جانے کے لیئے رخصت) کا ملنا بڑا مشکل ہوگیا ہے لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین
فرلو کے قوانین مین جو سختیان تھین وہ نرم ہوگئی تھین اور یوروپ و ہندوستان مین دخانی جہازون پر جو
آمد و رفت باقاعدہ ہوگئی تھی اس سبب سے فرلو کے قاعدے عمل مین آنے تھے یوروپ کی آمد و رفت کی کثرت نے
خواہ کتنا ہی مغربی سائنس کو ہندوستانی ملٹری (جنگی) نظام مین داخل کیا ہو مگر اس سے رجمنٹ کے انگریزی
افسرون کی ترقی نہین ہوئی جب انگریزی افسر فرلو سے ہندوستان مین اپنی خدمت پر آتا ہے وہ اپنی
چھاونی کی زندگانی کو زیادہ بے لطف جانتا ہے اور وہ اس حکم کی اطاعت کرتا ہے کہ اپنی وضع انگلش
رکھے جسکے سبب سے اس مین اور اسکے سپاہیون مین اور زیادہ مغائرت ہوتی ہے ہندوستانی سپاہ کی
مؤثر ہونے کے باب مین جو بڑی بڑی باتین تھین اپر بڑے مباحثے ہوئے تھے مختلف رائین ظاہر ہوتی
تھین اور طرفین کی دلائل متین پیش ہوتی تھین جسکے سبب سے سپاہ مین کوئی اصلاح نہ ہونے پائی تھی
جو اسکے نظام مین برائیان تھین وہ بدستور باقی رہتی تھین۔

اس سوال کا حل کرنا بھی بڑا مشکل تھا کہ ہندوستانی سپاہ پر اعتماد و اعتبار کہان تک ظاہر کیا جائے
یہہ کہا جاتا تھا کہ ہم جسقدر ہندوستانی سپاہ پر اپنا اعتبار کمتر ظاہر کرینگے اتنا ہی ہمارے حق مین مضر ہوگا
بعض یہہ کہتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت خوب کی جائے اور اسکے ساتھ گورون کی سپاہ
اسقدر رکھی جائے کہ وہ ہندوستانی سپاہ پر مسلط رہے۔ دوسرے یہ کہتے تھے کہ اسکی برابر کوئی مہلک
غلطی نہین کہ ہندوستانی سپاہ پر ذرا سا بھی شبہ اپنا ظاہر کرین جس سے ممکن ہے کہ ہماری کالی سپاہ کا حصہ گوری
سپاہ کے حصہ کا مخالف ہو جائے۔ یہہ مباحثہ نصف صدی سے چلا آتا تھا جب ویلور مین سپاہ نے سرکشی
کر کے انگریزون کو قتل کیا تو مدراس کی گورنمنٹ نے بنگال کی سپریم گورنمنٹ سے درخواست کی کہ ساحل بحر کی
سپاہ کی کمک کے لیئے کچھ گورون کی سپاہ بھیجی جائے تو بنگال گورنمنٹ نے اس درخواست کو اس بنا پر

نامنظور کیا کہ گورون کی سپاہ کے بھیجنے سے ہندوستانی سپاہ پر جو علی العموم اعتبار کیا جاتا ہے اس مین
فرق معلوم ہوگا جس کے سبب سے خیرخواہ پلٹنین بھی خوف کے سبب سے بدخواہ ہو جائین گین بہت سے مدبران
ملکی گورون کی سپاہ کی افزائش چاہتے تھے مگر انکی یہہ درخواست انگریزی قوم کی کونسلون مین مسترد
ہوجاتی تھی۔ سرکار کمپنی کی سپاہ ہندوستان مین تین لاکھ تھی جنمین چالیس ہزار سپاہ گورون کی تھی اور
انمین سے ایک تہائی گورون کی سپاہ وہ تھی جو خاص ہندوستان کے لیئے سرکار کمپنی نے بھرتی کی
تھی باقی سپاہ بادشاہی تھی جسکو تنخواہ ہندوستان کی آمدنی سے ملتی تھی اور بادشاہی احکام سے اسکی
بدلی ہوتی رہتی تھی + لارڈ ڈلہوزی کے جانے سے پانچ برس پہلے گورون کی سپاہ کچھ زیادہ ہوگئی
مگر انگلنڈ جو بادشاہی سپاہ ہندوستان کو مستعار دیتا تھا اسکی تعداد کم ہوگئی تھی ۱۸۵۲ء مین ہندوستان کی تینون
پریسیڈنسیون مین ۲۹ رجمنٹین شاہی تھین جنمین ۲۸۰۰۰ سپاہی تھے ۱۸۵۶ء مین چوبیس ۲۴ رجمنٹین شاہی تھین
جنمین ۲۳۰۰۰ سپاہی تھے اور اس پانچ سال مین سلطنت کی بہت توسیع ہوگئی تھی۔

لیکن ۱۸۵۶ء مین بہ نسبت ۱۸۵۲ء کے گورون کی سپاہ مین بقدر تین ہزار سپاہیون کے کمی ہوگئی
تھی اس زمانہ مین انگلنڈ جنگ عظیم مین مصروف تھا اس سبب سے اسنے اپنی سپاہ کو ہندوستان سے بلالیا تھا
وہ انگریز اپنے تئین دھوکہ دیتے ہین اگر وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ انڈیا کی پبلک پر یورپ کے پولیٹکس کا
اثر نہین ہوتا۔ ہندوستانیون کے دلون پر اسکا جو نقش جمتا ہے وہ صاف صاف نہین ہوتا لیکن جہالت
بڑی زبردست کلان بین ہوتی ہے وہ رائی کو پہاڑ بنا دیتی ہے۔ ہندوستان مین بعض فتنہ پرداز
و تفرقہ انداز ایسے ہوتے ہین کہ وہ سچ کے ایک دانہ سے جھوٹ کا ایک کھیت بو دیتے ہین کریمیا کی لڑائی کے
زمانہ مین بہت سی جھوٹی کہانیان گھڑی گئین اور انہون نے ہندوستانیون کے دلون مین جگہہ پکڑلی کہ
انگریزی سلطنت کا بالکل زوال آگیا روسیون نے انگلنڈ کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین الحاق کرلیا اور
ملکہ معظمہ گورنر جنرل ہند کے پاس پناہ گزین ہوئی ہین۔ ہندوستانیون کو پہلے سے یقین ہے کہ روس
مسلمانون کی درمیانی سلطنتون کو غارت کرتے ہوئے ہندوستان کو لیکر انگریزون کو
سمندر مین دھکیل دینگے۔ جب کریمیا کی لڑائی مین ہندوستان سے گورون کی سپاہ
گئی تو دانشمند ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال آیا کہ انگلنڈ مین انگریزون کے پاس سپاہ
نہین ہے جو وہ دنیا کے ایک حصہ سے سپاہ ملا کر دنیا کے دوسرے حصہ مین اپنی نمائش کرتے ہین۔

لارڈ ڈلہوزی کے زمانہ مین دانشمند ہندوستانی متحیر تھے کہ انگریز تمام ہندوستان مین ملک بڑھاتے چلے جاتے ہین لیکن یوروپین سپاہ نہین بڑھاتے ایک لوگ یہہ دلیل کرتے تھے کہ جسقدر افزائش ملک مین ہوتی ہے اسی قدر دشمنون کی تعداد کم ہوتی ہے پس افزائش ملک کے لیئے ضرور نہین ہے کہ اسکی محافظت کے واسطے سپاہ کی افزائش کی جائے بلکہ دشمنون کی تعداد گھٹنے سے سپاہ کی تعداد گھٹانی چاہیئے یہہ بابت بیرونی دشمنون کے لیئے صحیح تھی مگر اندرونی خوفون کے واسطے ٹھیک نہ تھی اور یہہ مثل فراموش خاطر ہوگئی تھی کہ مخفی چھوٹے دوست ظاہر دشمنون سے زیادہ خوفناک ہوتے ہین انگریز اپنی فتوح والحاقون کے نتایج کا تخمینہ کرتے تھے اور ہر چیز کو اپنی منشا کے موافق دیکھتے تھے کہ ہندوستانی ہماری اطاعت سے راضی تھے اور وہ ہماری خیرخواہ جان نثار باطمینان خاطر تھے اور وہ قومی راؤن کا قیاس ان چند غرض پرداز ہندوستانیون کے فیلنگس سے کرتے تھے جنکو تغیر سلطنت سے دولت ہاتھ آگئی تھی دانشمند ہندوستانی جانتے تھے کہ انگریز مغالطہ مین پڑے ہوئے ہین اور وہ سمجھتے تھے کہ انگریز جیسا کہ یقین کرتے ہین وہ متحیر تھے کہ انگریزون کی عقل کہان گئی ہے کہ وہ بڑے بڑے ملکون پر اپنا قبضہ کرتے ہین اور انگریزون کی جانون کی محافظت کے واسطے گورون کی سپاہ کا ایک دستہ بھی ولایت سے نہین آتا وہ جانتے تھے کہ انکا اعتبار جو ہندوستانی سپاہ پر ہے وہ انکو غارت کریگا یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تھی کہ جب انھون نے پنجاب فتح کیا ہے تو یہہ ناممکن تھا کہ وہ افغانستان کو بھول جاتے جسکے دل مین کینہ وبغض انگریزون کی حملہ آوری کے سبب بیٹھا ہوا تھا سرہنری لارنس نے جو بڑے دوراندیش تھے وہ جانتے تھے کہ سکھون کے سردار اور سپاہی فرنگیون کے جوئے کے تلے آنے سے دل مین ناشاد ہونگے اور وہ یہہ یقین نہین کرینگے کہ ہم ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک مصائب سے چھٹانے والے ہین اس لیئے انھون نے اس ملک مین اور اسکی سرحد پر تمام ملک سے گورون کی سپاہ کو کھینچ کر متعین کر دیا تھا۔ اس مین یہہ خرابی ہوئی کہ سارا ملک گورون کی سپاہ سے خالی ہوگیا۔ یہہ پرانی حکایتین چلی آتی تھین کہ انگریزون کو ہندوستان مین خوف سوا شمال مغرب کے کسی اور طرف سے نہین ہے اسلیئے پنجاب مین گورون کی سپاہ کا بڑا حصہ جمع کر دیا اور باقی گورون کی چند پلٹنون کو وسیع قلمرو مین جابجا تقسیم کر دیا اس لیئے اب بالکل ہندوستانی سپاہ انگریزون کی پشت پناہ ہوگئی اور اس سے انگریزون کا نہایت بیوقوف ہونا ظاہر ہوگیا کہ ہندوستان سے گورون کی رجمنٹین کریمیا کی لڑائی مین بلائی گئین ؞

اودھ کے الحاق کرنے سے نتائج

اودھ کے الحاق کرنے کے بعض نتائج سپاہ کے حق مین مضر تھے۔ بنگال سپاہ کا بڑا حصہ صوبہ اودھ کا رہنے والا تھا اسکا کوئی گاؤن ایسا نہ تھا جس مین انگریزی وردی اور ہتھیار پہننے والون کا کنبا نہ رہتا ہو۔ ان سپاہیون کو ایک مسلمان سلطنت کے برباد ہونے سے کوئی فوجی کینہ نہین پیدا ہوا نہ انکو واجد علی شاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی تھی نہ اُنکو وہ تکالیف اور مصائب اٹھانے پڑین جو سندھ اور پنجاب کے الحاق ہونے مین برداشت کرنی پڑی تھی کہ وطن سے دور جانا پڑتا تھا اور اجنبی غیر آدمیون مین رہنا پڑتا تھا۔ اودھ کے الحاق ہونے سے تو وہ اپنے وطن مین آ گئے تھے لیکن جب تک کہ انگریزی عملداری سے اودھ جدا رہا تو انکو خاص استحقاق اور فائدے سرکار کمپنی کے سپاہی ہونے کے سبب سے حاصل تھے وہ اودھ مین بڑی وقعت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ ایک معزز فرقہ سمجھا جاتا تھا سپاہیون کے کنبون کے سوار اور انکے اہل وطن کوئی رشتہ اپنے فوائد اور محافظت کے لیئے برٹش گورنمنٹ سے نہین رکھتے اسلیئے انکے کنبے اپنے ان اہل وطن مین بڑے سربلند تھے پنجہ مین بمبئی کے سوارون مین ایک اودھ کا سوار تھا اُس سے پوچھا گیا کہ وہ اودھ کے الحاق کو پسند کرتا ہے تو اسنے کہا کہ نہین جب مین اپنے گھر جاتا تھا تو لوگ میری تعظیم کو کھڑے ہوتے تھے اور مجھے بڑا آدمی سمجھتے تھے اب اونے ذلیل آدمی میرے سامنے حقہ پیتے ہین"۔ ان الحاق ممالک کے باب مین سر ہنری لارنس لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے ہین کہ دس برس گذرے کہ ایک سپاہی نے پنجاب مین اپنے افسر سے کہا تھا کہ آپ ہمارے بغیر کیا کر سکتے ہین ایک دوسرے سپاہی نے کہا تھا کہ اب آپنے پنجاب لے لیا سپاہ مین تخفیف کرینگے ایک تیسرے سپاہی نے کہا تھا کہ مین نے سنا ہے کہ سندھ بنگال پریسیڈنسی مین داخل ہوئی شاید پنجاب بھی ہوگا کہ لندن بنگال مین داخل کیا جائے باوجودیکہ اودھ مین بڑی بدعملی و بے انتظامی مدتون تک پھیلی رہی۔ انگریزی سپاہی کے ساتھ خواہ کیسی ہی ناانصافیان اور سختیان کرین مگر اسکو یقین تھا کہ رزیڈنٹ کے روبرو اپیل کرنے سے اسکے حق مین انصاف ہوگا۔ اگر وہ وہان خود موجود نہ ہوتا اور اسکے کنبے کا کوئی آدمی تھوڑی سی حقیقت زمین مین رکھتا تو یہہ حقوق زمینداری جسکی کہ اسکے اہل وطن کے لیئے باعث فخر ہوتے تھے ایسی ہی تکلیف کے سبب بھی ہوتے تھے اسکے باب مین جو تنازعات ہوتے تھے انمین رزیڈنٹ اسکی اعانت و حمایت کرتا وہ جیت مین رہتا خواہ غلط یا صحیح۔ بعض اوقات سپاہی کے ان حقوق کے حاصل ہونے کے سبب سے ظلم بھی ہوتا تھا اور بعض اوقات وہ آدمی رجمنٹ کی پرانی وردی اور لوٹ پہنکر اپنا کام نکال لیتے تھے جنہون نے کمپنی کی سپاہ مین کمانڈر

لفظ بھی نہین سنا تھا اب اودھ کے الحاق ہونے سے وہ اور اسکے اہل وطن سب سرکار کمپنی کی رعایا ہونے مین برابر ہوگئے۔ جب رزیڈنسی موقوف ہوگئی تو سب آدمی کمشنر کی محافظت مین آکر برابر ہوئے۔ اب سپاہیون کی کمپنیون کو معلوم ہوا کہ اس انقلاب سے انکا کتنا نقصان ہوا۔

۱۸۵۷ء کے موسم بہار مین اگر ہم ہندوستانی سپاہ کا خاص کر بنگال کی رجمنٹون کا حال دیکھین تو معلوم ہوگا کہ مخالف حالتون کا ایک سلسلہ جسکا خاتمہ اودھ کے الحاق پر ہوا ایسا جاری تھا کہ اسکا اثر سپاہی کی محبت کو اپنے علمون کے ساتھ گھٹاتا تھا ہم دیکھتے تھے کہ جب اندرونی ڈسپلن کی بندشین ڈھیلی ہوگئین تو بیرونی واقعات نے براہ راست یا بواسطہ سپاہی کی اندرونی عداوتون اور ناراضیون کو اکسایا اور بھڑکایا ہم دیکھتے تھے کہ سپاہی کی وفاداری اور فرمانبرداری مین کمی ہوگئی اسکا اپنا زعم بڑھ گیا اور وہ سمجھنے لگا کہ ہماری وفاداری و جان نثاری پر سرکار انگریزی کے کامون کا مدار ہے اس سبب سے اسکا گھمنڈ بڑھ گیا اسکو بہت موقعے ملے کہ زمانہ حال کے سانحات اور عوام کی رائون سے اسکو واقفیت حاصل ہوئی وہ اپنی چھاونی اور اپنے سفر مین مختلف فرقون سے ملتا تھا اور مختلف ملکون مین پھرتا تھا وہ اپنے دوستون سے خواہ کتنے ہی فاصلہ پر ہون خط و کتابت کرتا تھا وہ بازارون کی سب گپ شپ سنتا تھا ہندوستانی اخبارون مین جو جھوٹی سچی ملی جلی خبرین شائع ہوتی تھین انکو خود پڑھتا تھا یا پڑھوا کر سنتا تھا وہ جانتا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی کیا تدابیر ہین بعض اوقات وہ یہہ نہین جانتا تھا کہ گورنمنٹ کے ارادے اور اسکی نیتین کیا ہین اور انکے معانی اپنی طرف سے وہ بیان کرتا تھا سادہ لوح شکی آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ نہایت مفید و نیک کامون مین دغا و فریب کے اور چھپے ہوئے خطر بتاتے ہین ایسے ہی گورنمنٹ کی نیک نیتی کے کامون مین سپاہی شاخسانے نکالا کرتے اس مین یہہ لیاقت نہین تھی کہ وہ یہہ سمجھتا کہ انگریز جو تبدیلیان کرتے ہین وہ محض عام بھلائیون کے لئے ہوتی ہین انگریزی گورنمنٹ کے مسایل نظریہ اسکی سمجھ سے باہر تھے انگریزون سے اپنا صلاح و مشورہ لینا ہی موقوف کردیا تھا تو عجیب و غریب دھوکون مین آنے لگا اور نہایت خطرناک و دروغ باتون کو تقین کرنے لگا۔

برٹش گورنمنٹ کی پولیٹیکل اور سوشیل تدابیر جو سپاہی کے دل پر اثر پیدا کرتی تھی انکے حساب کرنے مین ہم کو ان تدابیر کے براہ راست عمل کرنے ہی پر صرف خیال نہین کرنا چاہیئے بلکہ ان باتون پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ سپاہی دور کے واقعات پڑھتا تھا جو اسکی روزانہ خوشی پر کچھہ اثر نہین رکھتے امیر و افزاد اپنے خود غرضی کو

سبب کچھہ لحاظ نہیں کرتا تھا وہ اکثر انکو اور آدمیون کی سمجھہ سے ایمین امتیاز کرتا تھا اگرچہ پولیٹکل اور سوشیل
انقلابات جو اوپر بیان کیئے گئے ہین سپاہی پر کچھہ اثر نہیں کرتے تھے مگر وہ اورون پر اثر کرتے تھے جو
اس سے زیادہ اپنی نسل مین دانشمند تھے انگریزون کے ہر کام پر یہان کے تیز فہم بڑے سیانے مکار
ایسے حاشیے چڑھا دیتے تھے جس سے سپاہی کا دل بگڑ جائے اور اسکو اسپر آمادہ کرلے کہ ایک اشارہ پر وہ
اپنی دیوانگی کی شورش مچادے سپاہی کا حال اپنے ایمان مین بچہ کا سا ہوتا ہے اسکو سب قسم کی جھوٹی
باتون کا یقین دلا دینا نہایت آسان بات ہے وہ نہایت سخت متناقض اور وحشیانہ بے سر و پا باتون کا
یقین کرلیتا ہے سپاہی اس بات کے یقین کرنے پر آمادہ تھا کہ انگریزون کی عملداری کا بڑھنا اسکو نوکری
سے موقوف کرادیگا اور اسکے سبب سے دو چند کام کرنے کی مشقت اوٹھانی پڑیگی وہ ان دونو طرفون مین
وسط کو نہین اختیار کرتا بلکہ دونو کو یا ایک کو یا دوسرے کو جیسے اسکی خوشی خاطر ہوتی پسند کرتا ایسے آدمیون
کی کمی نہین تھی جو اسکے تصورات کو غذا ایسی دکھلاتے جو اسکو سب سے زیادہ خوشگوار معلوم ہوتی
اسکی [illegible] کبھی مدد کرتی تھی جو اسکو اس غذا کے زیادہ کھانے کے نتیجون سے باہر نکالتی۔
برٹش گورنمنٹ کے کامون کی شرحین عجیب عجیب رنگ کی ہوتی تھین بڑی ذہانت سے قصے و افسانے
بنائے جاتے جنکا مطلب یہہ ہوتا کہ سپاہی کے دل مین بے چینی پیدا ہو اور وہ گورنمنٹ کی وفاداری
اور جان نثاری سے دست بردار ہوگو یہہ سب باتین مختلف رنگون مین کہی جاتین مگر سب کا ہم اسپر لوٹتا
کہ سپاہی کو یہہ سمجھایا جائے کہ انگریزون کی کل تدابیر کا مآل یہہ ہے کہ جات کو بالکل غارت کرین اور کل ملک
مین عیسائی مذہب کو داخل کردین جب کوئی صوبہ الحاق کیا جاتا تو یہہ کہا جاتا کہ اسسے عیسائی بنانے کے
لیئے آسانی ہوگی کہ بہت سے آدمی عیسائی ہوجائینگے۔ لاخراجی زمینون کی ضبطی کا مطلب یہہ بیان
کیا جاتا تھا کہ ملک مین تمام مذہبی اوقاف کا نام نہ رہے سرکاری قانون جو جاری ہوئے انکا مطلب
یہہ بھی بیان کیا جاتا کہ ہندو و مسلمانون کے مذاہب زیر و بالا ہوجائین تعلیم کی تمام تدابیر کو کہتے تھے کہ یہہ تو
براہ راست ملک کے مذہب پر حملہ تھا نفریزن کے نظام کو بتلاتے تھے کہ وہ جات کے برباد کرنے کے لیئے
سب چیزانون مین و یکجا لوگ سب کا کھانا پینا ایک کردیا سپاہیون کی ہر پلٹن مین اس قسم کے آدمی تھے جو سپاہیون
کو ان جھوٹی باتون کی تعلیم کرتے تھے اور اسکے ساتھہ یہہ یقین دلاتے تھے کہ عنقریب وقت آنے والا ہے
کہ ایک فرنگی زندہ باقی نہین رہیگا ہندو سلطنت قائم ہوگی سپاہ کا نیا انتظام ہوگا جس مین سارے اعلی عہدے

جنکا فرنگیون نے اجارہ لے رکھا ہے وہ سب ہندوستانیون کو ملینگے۔ انگریز ہندوستانیون کی سوسائٹی مین
جو تحریکین ہوتی ہین ان سے کم واقف ہوتے ہین وہ فقط انکے لباس کو انکے اچھے چال چلن کو دیکھتے ہین
ان کے بنگلون کے سایہ مین اگر سازشین ہوا کرین تو وہ انکی خوفناک علامتون کو نہین دیکھ سکتے۔ اگر کوئی
بُری علامت اپنیر ظاہر بھی ہوجاتی تو اصل ماخذ کے پتا لگانے مین انکی عقل حیران ہوتی ہے۔ وہ آدمی
جنکا کام یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کے دلون کو بگاڑین وہ اکثر اُن پرانے خاندانون مین سے تھے جنکو
انگریزون نے غارت کیا تھا۔ ویلور کی سرکشی مین معلوم ہوا کہ سوار ٹیپو کے خاندان کے آدمیون کے
اور پرانے خاندان کے آدمی بھی شریک تھے اور کوئی رجمنٹ خالی نہ تھی کہ اس مین اس قسم کے آدمی سپاہی
نہ ہون یہان شریف رئیسا و امرا کے خاندانون کے آدمی تھے جو سپاہیون کو بہکاتے تھے جنکی انگریزون نے
لاخراجی زمینین ضبط کرکے انکو مفلس و نان شبینہ کو محتاج بنا دیا تھا اور نہایت ذلیل کردیا تھا برہمنون کی سوسائٹی
مذہبی کی حماقتون کو انگریزون نے ظاہر کردیا تھا اور انکے اختیار و اقتدار کو نیست و نابود کردیا تھا پنڈتون
کے تصورات بغیر منتظم تبلا رہے تھے کہ نئے اوتار آنے والے ہین جو عیسائیون کی عظمت و شان کو شرق
مین خاک مین ملادینگے۔ اس تعلیم و تلقین کرنے والون کا خواہ کچھ ہی مقتضائے طبیعت ہو خواہ کچھ لباس
ہو وہ مسافرون کی طرح چھاؤنیون کی لینون مین اس طرح آئے کہ وہ پھیری کرنے والے مسافر یا مذہبی
بھکاری یا کٹ پتلیون کا تماشا کرنے والے معلوم ہوتے انہون نے سرکار کی بدخواہی کی تخم افشانی کی
جسکے لیے یہان سرزمین خوب تیار تھی صرف یہہ انتظار تھا کہ موسم حالتون کا آفتاب انکو پختہ کرکے بغاوت
و سرکشی کی فصل کو تیار کردے۔

باب یازدہم لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت کے متفرق واقعات

سرکار کمپنی کا نیا چارٹر (فرمان شاہی) ہندوستان مین حکمرانی کرنے کا ملنا ۱۸۵۲ و ۵۳ء

سرکار کمپنی کو جو ہندوستان مین فرمانروائی کا سند بیست سالہ ملی تھی اسکی مدت ۱۸۵۳ء مین ختم
ہونے کو تھی۔ اب برٹش پارلیمنٹ کے روبرو نئی سند لینے کا سوال پیش ہوا کہ آئیندہ کو ہندوستان و انگلستان
مین سرکار کمپنی کے دوستون اور دشمنون کے درمیان یہہ سوال زیر بحث رہا کہ سند دیجائے یا نہ دیجائے۔ سوم جون ۱۸۵۳ء کو
سر چارلس وڈ نے جو انڈین بورڈ کے پریسیڈنٹ تھے آئیندہ ہندوستان کی گورنمنٹ کے باب مین ایک قانون
کا مسودہ ہوس مین پیش کیا اسمین اول دوہری گورنمنٹ بورڈ اوف ڈائرکٹرز کی اور بورڈ اوف کنٹرول کی قائم

رکھی لیکن کورٹ دائرکٹرز کی قوت کو اسطرح گھٹایا کہ اسکے چوبیس ممبرون مین سے اٹھارہ ممبر رکھے جنمین چھ
ممبرون کا انتخاب کرنا بادشاہ کے اختیار مین رکھا کہ وہ ان آدمیون مین سے انتخاب کیا کرے جنہون نے
ہندوستان مین دس سال خدمت کی ہو۔ باقی بارہ ممبر کورٹ پروپرائٹرز انتخاب کیا کرین جسپر مسٹر برائٹ
نے یہہ کہا کہ زود ہضم غذا کے ایک رتی مین دو رتی زہر ملایا گیا پہلے جو یہہ قاعدہ تھا کہ سرکار کمپنی اڈیس کومب
اور ہیلی بیری کالجون کے طالب علمون کو ملٹری اور سول عہدون پر مقرر کرتے تھے سو یہہ قاعدہ موقوف
ہوا اور اسکی جگہہ نوجوان انگریزون کے لیئے مقابلہ کا امتحان مقرر ہوا۔ ہندوستان کے لیئے ایک خاص قانونی
کونسل مقرر ہوئی۔ صوبہ بنگال مین ایک جدا لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا۔ غرض اگست ۱۸۵۳ء مین یہہ بل پاس ہوکر
ایکٹ ہوگیا۔ اول ترمیم سے یہہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان کے حاکم بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ روزگار
ولایت مین جاتے تھے تو پھر انکی عقل و دانش و تجربہ سے ہندوستان کو کوئی فائدہ نہین پہنچتا تہا اب بادشاہ
انکو کورٹ دائرکٹرز کا ممبر مقرر کرسکتا تھا جسسے انکا تجربہ پھر ہندوستان کے کام مین آنے لگا۔ دوسری ترمیم سے
یہہ فائدہ ہوا کہ پہلے کالج کے برے بھلے تعلیم یافتہ نوکر ہوجاتے تھے اب انکی جگہہ مقابلہ کے امتحان کے
پاس شدہ لائق فائق نوکر مقرر ہونے لگے۔ ترمیم سوم سے یہہ فائدہ ہوا کہ کلکتہ مین مئی ۱۸۵۴ء کو اس
ایکٹ کے موافق کونسل کا اجلاس ہوا جس مین ایک کونسل تمام ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے
تھی پرانی کونسل اپنے اکزیکیوٹو اختیارات رکھتی تھی گو قانون بنانے کے اختیارات ایک اور کونسل کے ہاتھ مین
منتقل ہوگئے تھے مگر پھر بھی وہ اس مین اپنے اختیارات رکھتے تھے نئی کونسل کے بارہ ممبر تھے جنمین چار ممبر
بنگال و آگرہ و مدراس و بمبئی کی گورنمنٹون کی طرف سے تھے اور دو سپریم کورٹ بنگال کے جج تھے دو اور ممبر
گورنر جنرل نے اپنے اختیار سے مقرر کیئے تھے۔ چہارم ترمیم سے یہہ فائدہ تھا کہ بنگال و بہار و اڑیسہ کے
صوبون کے انتظام کی خبرگیری گورنر جنرل کے ذمے تھی وہ اپنی دارالسلطنت سے نصف سال جدا رہتے
تھے اسلیئے اکثر کونسل کا ممبر اول ان صوبون کا کام کرتا تھا اس بے عنوانی کے سبب سے گیارہ برس مین
۲۰ دفعہ بنگال کے ڈپٹی گورنرون کا تغیر و تبدل ہوا۔ اب اس نئے انتظام سے یہہ تغیر و تبدل موقوف ہوا اور بنگال
کے اول لفٹنٹ گورنر ہیلی ڈی صاحب مقرر ہوئے۔

جولائی ۱۸۵۵ء مین بنگال کے شمال مغرب مین پہاڑی قومون نے سر اٹھایا اور شور و شر مچایا وارن ہیسٹنگز کے
عہد مین کلیولینڈ صاحب نے سنتالیون کو وحشی سے اہلی آدمی بنایا تھا اور مسٹر لیونٹ نے اپنی فیاضی سے

دامن کوہ مین انکو زمینون مین زراعت کرنی سکھائی تھی وہ دفعتہً اپنی مرتفع زمینون کے جنگلون سے مبارک
دولتمند آدمیون پر سیل باران کی طوفان برپا کرتے ہوئے چڑھ آئے۔ بنگالی مہاجنون نے انکو قرض کے
پھندون مین پھنسا کر لوٹ لیا تھا۔ عدالتون مین نالشین کرکے اِنسے اپنے مقاصد بد حاصل کیے جنسے
گھبرا کر وہ دیوانے بن گئے بعض ہوش نوجوان انگریزی ریل وے اور سیرون نے بھی انکا ناک مین دم کیا
تھا ان سیدھے سادے وحشیون نے اپنے غول بنائے اور اپنے آپ ہی اپنے سردار مقرر کیے
اور کلکتہ کی کونسل کے روبرو اپنا استغاثہ کرنے کے لیئے چلے۔ بھوک اور توہمات نے ان سنتھیلون کو
لٹیرا اور خونخوار بنا دیا انکے پاس تیر اور زہر کے بجھے ہوئے تیر ہتھیار تھے خوشحال دیہات مین انہون نے
آگ لگائی اور انکو لوٹ لیا خالی بنگلون پر حملے کیئے جو ادہر اُدہر انگریز ہندو مسلمان پھرتا ہوا انکو ملا اُسے
مار ڈالا راج محل و بیر بھوم و بھاگل پور کے بڑے بڑے سول سٹیشنون کو گھیر لیا انکے پرجوش واعظون نے
اپنے مواعظ کا ایسا اثر انپر ڈالا کہ ہزارون سنتھالی ان اضلاع پر لوٹ پڑے۔ جو اچھی طرح محفوظ نہ تھے اور
ان مین ان کے اصلی دشمن رہتے تھے۔ دفعتہً بلوہ کا برپا کرنا ایسے وقت مین کہ برسات کا زور تھا ان کے
حق مین مفید تھا۔ دفعتہً سردست کوئی لشکر انکی سرکوبی کے لیئے سوا ر پہاڑیون کی سپاہ کے موجود
نہ تھا اور اس سپاہ سے جو سرکشون سے رشتہ مندی رکھتی تھی اور توہمات مین مبتلا تھی خیر خواہ
رہنے کی تھوڑی توقع ہو سکتی تھی۔ غرض حکام اس ہنگامہ کو دیکھ کر متحیر ہو گئے تھوڑی سی سپاہ گورون کی
اور پولس کے سپاہیون نے ان ہزارون آدمیون کا مقابلہ کیا جو اسکے خون کے پیاسے تھے سنتھال کے
اضلاع مین سے دیہاتی خوف زدہ ہو کر ایسے بھاگے جیسے کہ مرہٹون کے حملہ کے خوف سے بھاگتے تھے
کلکتہ سے سپاہ نے جا کر رانی گنج کو بچایا جہان بردوان کے ضلع مین کوئلے کا بڑا کارخانہ ہے۔ راج محل
اور کول گونگ اور بھاگل پور مین دیہات تک جل رہے تھے اور مرشد آباد بھی اس خوف سے لرز رہا تھا
بلوہ کے مقامون مین سپاہ آئی مگر وہ ہنگامہ فساد کو فرو نہ کر سکی۔ سوا اسکے کہ وہ چند مقامات کو
محفوظ رکھ سکتی تھی کچھ اور نہین کر سکتی تھی۔ یہہ وحشی اسکی بندوقون کے آگے سے بھاگ جاتے تھے
مگر اور طرح سے اپنے حملون سے ستاتے تھے۔ انگریزی سپاہ اچھی طرح کام کرتی تھی لیکن ان وحشیون کے
ہجوم و غوغا اور زہر کے بجھے ہوئے تیرون سے ڈر جاتے تھے۔ دو دفعہ پہاڑی سپاہ راج محل کے
لوٹنے والون کے مقابلہ کے لیئے بھیجی گئی وہ دونو دفعہ پیچھے ہٹ آئی لفٹنٹ ٹولمین ۴۵ جنٹ کے

سپاہیون کو ساتھ لیکر ہزارون سنتھالیون سے لڑنے گئے اور دشمنون کی کثرت تعداد کے سبب سے
مغلوب ہوئے اور بہت سپاہی مع بہادر افسر کے مقتول و مجروح ہوئے۔ تازہ سپاہ آئی تو پھر ہزارون
سنتھالی تھوڑی سی قواعد دان سپاہ کے آگے سے بھاگنے لگے اسسے فساد بالکل فرو نہ ہوا سنتھالی
بھاگ کر جنگلون میں چلے گئے اور وہان رہ کر ستانا شروع کیا بعض دیہات میں سے انکو خوراک بھی
مل گئی۔ لفٹننٹ گورنر ہیلی ڈے صاحب نے مارشل لا جاری کرنا چاہا مگر سپریم گورنمنٹ اسکے مانع ہوئی
ستمبر ۱۸۵۵ء کے شروع مین جنرل لوئڈ کی سپاہ نے بھاگلپور مین اور برگیڈیر برڈ کی سپاہ نے بیربھوم
مین ان سرکشون کا سر کاٹنا شروع کیا مگر ابھی جنگل مین انکے شکار کرنے کا وقت نہین آیا تھا اس مہینے کے
ختم ہونے سے پہلے بیربھوم مین ہیضہ آیا اس ہیضہ نے اور سنتھالیون نے اس ضلع کی زمین کو آپس مین
تقسیم کرلیا۔ سرکش ایک ضلع کی لوٹ سے مالا مال ہوکر انگریزی سپاہ کے ہاتھ سے بچکر نکلنا چاہتے تھے
تو امراض اور ہیضہ انکو نکلنے نہین دیتے تھے ہزارون سنتھالی مارے گئے اور بیماریون سے مرے
اور سینکڑون مقید ہوئے جنمین انکا ایک بڑا نامور سردار سیدو مانجی بھی تھا مگر ابھی تک زندون مین
لوٹ خوب تقسیم ہوتی تھی نومبر کی سرد ہوا اور بے ابر دھوپ نے ایک نیا جلوہ دکھایا اسوقت لارڈ ڈلہوزی
نیل گری مین علیل تھے انکی کونسل نے اس فساد کے دور کرنے کی تدبیر آہستگی کے ساتھ کی لفٹننٹ گورنر
ہیلی ڈے صاحب نے آخر کو مارشل لا جاری کیا تازہ سپاہ میدان کارزار مین آئی۔ عموماً سرکشون کے
دیہات کا جلانا شروع ہوا اور اب دشمنون کے لیے جنگل پناہ گاہ نہ رہے انکے بہت سے سردار
مارے گئے اور پکڑے گئے اور پھانسی پر چڑھائے گئے سال کے آخر روز مین لشکر کشی موقوف ہوئی
اور ۳ جنوری ۱۸۵۶ء کو مارشل لا کی موقوفی کا اشتہار دیا گیا اور سنتھال کا ملک بنگال کے آئینی اضلاع
سے جدا ہوکر غیر آئینی ملک بنایا گیا۔ ابھی سنتھالی بالکل مطیع نہ ہوئے تھے وسط جنوری مین پھر
انہون نے سر اٹھایا۔ دیہات کو لوٹا مارا بہت سی فیکٹریون کو مسمار کیا خیر خواہ انگریزون اور بنگالیون
کی جان و مال لے لینے سے دھمکایا فروری کے ختم ہونے پر بالکل امن امان ہوگیا۔ پھر سنتھالی ریل وے
کی نئی لائینون اور سڑکون اور فیکٹریون پر کام کرنے لگے اور زراعت کے کام مین مصروف ہوئے۔
جن دنون انہون نے غدر مچایا تھا اور اپنی کھیتی نہ بوئی تھی اسکی سزا انکو یہہ ملی کہ ہزارون بھوکے مر گئے
لارڈ ڈلہوزی کے ارشاد سے جان لارنس نے اپنے ساڑھے ۱۸۵۵ء مین آن ردی سندھ کی

سرحدون کی مہمات کی رپورٹ تیار کرائی جس میں سے سرحد کی پولیسی کی توضیح کی گئی - یہہ سرحد طول مین آٹھ سو میل ہے وہان کی اقوام کے دو حصے ہین ایک حصے مین ایک لاکھ پینتیس ہزار آدمی اور دوسرے حصے مین اسی ہزار آدمی لڑنے والے ہین وہ اصلی جنگجو و شیر خو بہادر سخت جفاکش اچھے ہتھیار رکھنے والے ہین مگر ڈسپلن (قواعد) نہین جانتے انکی طبیعت مین وحشت شرافت آمیز ہے خونریزی کے بدلہ مین خونریزی کرنا انکا عین ایمان ہے وہ کبھی ہتیار ون کے بغیر نہین رہتے مویشیون کے چرانے مین باربرداری کے جانورون کے ہکانے مین کھیتی کرنے مین ہتھیار لگائے ہوئے ہوتے ہین ہر خیل اور ہر خیل کا ہر فرقہ آپس مین ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لیے لڑائیان لڑتا ہے اور ہر خاندان مین خونی جھگڑے ورثے مین چلے آتے ہین اور ہر شخص کے جسم پر زخم ہوتے ہین - ہر خیل مین اپنے ہمسایون کے ساتھ جانستانی کا حساب ایسا ہی رہتا ہے جیسے کہ قرضدارون اور قرضخواہون کے مابین -

پہاڑون پر سے وہ اترکر انگریزی عملداری مین لڑائیان لڑتے تھے اور دیہات کو جلا دیتے تھے یا انکو لوٹ لیتے تھے اور انگریزی رعایا کو قتل کرتے تھے مدتون تک وہ پہاڑون کے نیچے میدانون کو اپنی شکارگاہ سمجھتے تھے جنمین وہان کے باشندون کا شکار کھیلتے تھے جب انکا اس ظالمانہ شکار کھیلنے کو جی چاہتا تھا تو وہ قتل اور لوٹ مار کے لیے حملے کرتے تھے اور بعض دفعہ آدمیون کو قید کرکے لے جاتے تھے کہ ان سے ڈنڈ لیکر رہا کرین - وہ انگریزی سپاہ پر گولیان مارتے تھے اور انگریزون کو انہی کی عملداری مین مار ڈالتے تھے وہ انگریزی عملداری مین جہان انکا جی چاہتا تھا داخلت مین گھس آتے تھے اور انگریزی بازارون مین تجارت کرتے تھے انگریزی رعایا مین چند آدمی انکے ملک مین کسی ضرورت کے سبب جا سکتے تھے مگر گورنمنٹ کے کسی نوکر کی یہ مجال نہ تھی کہ انکے ملک مین قیام رکھتا اب اسکے برخلاف برٹش گورنمنٹ انکو آزاد سمجھتی تھی اور اسکے ملک مین جو وہ سفاکیان رکھتے تھے وہ انکو بدستور برقرار رکھتی تھی اپنے سکھون کی قدیمی قلمرو کی حدود سے باہر ایک قدم بھی آگے نہین نکالا اسنے کچھ ان کے معاملات مین مداخلت نہین کی اور کچھ تعلق انسے نہین رکھا اگرچہ اسنے اپنی رعایا کو اجازت دے رکھی تھی اور وہ اسکی مدد کرتی تھی کہ حملہ کی صورت مین اپنی حفاظت کرین مگر انکو روکتی تھی کہ وہ اسکا معاوضہ نہ لین اور حملہ کے عوض مین حملہ کرین وہ ان آدمیون کو پناہ دیتی تھی جو اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گئے تھے مگر وہ انکے سپرد گردہ آدمیون کو اپنے ملک مین پناہ گزین نہین ہونے دیتی تھے اسنے ان آزاد پہاڑی آدمیون کو آزادانہ اجازت دی تھی کہ وہ اسکے ملک مین آباد ہون زراعت

کریں اپنی مویشیوں کو چرائیں تجارت کریں اور اسطرح وہ اپنے حقوق و فائدے اور حالتیں رکھتے تھے
جو اسکی خود رعایا رکھتی تھی وہ انکو اپنی اسپتالوں اور دواخانوں میں بے تکلف آنے دیتے تھے اور
ڈاکٹر انکے کوڑیوں بیماروں کا علاج کرتے تھے اور جب وہ اچھے ہو جاتے تھے تو اپنے کوہستانی
وطن کو چلے جاتے تھے۔ انکے واسطے سپاہ میں بھرتی ہونے کی بھی اجازت تھی کہ وہ انگریزی
تنخواہ دار اور نمک خوار ہیں ۱۸۴۹ء اور ۱۸۵۵ء کے درمیان پندرہ دفعہ لشکرکشیاں ہوئیں انہیں
عدل اور عقل کے موافق پولیسی ظاہر کی گئی قتل و قزاقی کے روکنے کے واسطے زور کی ضرورت ہوئی
یہہ زور کام میں لایا گیا اور وہ کامیاب ہوا جب ان قوموں کو سزا ملجاتی تو اکثر اپنے افعال سے پشیمان
ہونے کا اقرار کرتیں اور جنکو وہ پورا کرتیں وہ جن جرموں کی سزا پاتیں انکو سزا پانے کے بعد پھر نہیں کرتیں
تقریباً ہر صورت میں یہہ قومیں زیادتی کرنے والی اول میں برے کام کرتیں اور آخر میں مصیبتیں
اٹھا کر اچھے کام کرتیں اس پولیسی کے سبب سے مصالحت کی بنیاد رکھی گئی اور یہہ سرحدی قومیں ۱۸۵۷ء
میں انگریزوں کی خوش نصیبی کے سبب سے نچلی بیٹھی رہیں جسکا آگے بیان ہوگا اگر ہندا میں کوئی ایسے اثر
برتاو والے پڑتا جاتا تو وہ انگریزوں کی کمزوری کے وقت بہادرانہ حملہ آوریاں کرتیں لیکن وہ انگریزی بجا
پولیسی کے استحکام و استقلال کی عادی تھیں انپر انگریزوں کا خوف چھایا ہوا تھا اس لیئے وہ اسوقت
میں کہ انگریزوں کو نقصان عظیم پہنچا سکتی تھیں اپنی شرارت سے باز رہیں پھر اس پولیسی کو لارنس کے
جانشینوں نے بالاستقلال ترقی دی اسلیئے آن ردے سندھ کی سرحد انڈین ایمپائر کا قابل اطمینان
حصہ ہو گیا تمام ملک میں کسی سمت میں انگریزی اور شرقی حکومتوں میں ایسا فرق عظیم نہیں ہے
جیسا کہ یہاں ہے ❊

اب سرحدی پولیسی میں ۱۸۵۶ء کے آخر تک افغانستان اور ہندوستان کے تعلقات کا بھی ذکر
کرنا ضرور ہے چونکہ افغانستان کے متصل پنجاب ہے اسلیئے پنجاب ہی ان تعلقات کا توسط ہے -
۱۸۵۴ء تک پنجاب کے منتظموں نے افغانستان کے معاملات سے کچھ سروکار نہیں رکھا۔ افغانستان
جنگ اول کے بعد ۱۸۴۲ء میں امیر دوست محمد خان اپنی سلطنت پر بحال ہوا تھا وہ اب بھی تخت نشین تھا
مگر بوڑھا ہو گیا تھا اسکے مرنے پر معلوم ہوتا تھا کہ اسکے خاندان میں تخت نشینی کے لیئے فساد برپا ہوگا
جب سے پنجاب انگریزی عملداری میں الحاق ہوا نہ اسنے نہ اسکے لواحقین میں سے کسی نے برٹش گورنمنٹ کو

کوئی تکلیف پہنچائی تھی جو تکالیف کہ قومون سے انگریزون کو پہنچین تھین جنکا اوپر ذکر ہوا وہ خاص افغانستان
نے نہین دی تھین بلکہ وہ آن ردے سندھ کی سرحدی قومون نے دی تھین جو عملا افغانستان کی
گورنمنٹ سے بے تعلق و آزاد تھین سنہ ۱۸۵۴ء کی جنگ کریمیا کے واقعات متعلقہ سے برٹش کے خوف کچھ
مدت کے لئے سو گئے تھے پھر وسط ایشیا کے معاملات نے انکو جگایا جس مین افغانستان انگریزون کا
نہایت قریب کا ہمسایہ تھا۔ اب پچھلے سالون مین یہہ خیال پیدا ہوا تھا کہ انگلنڈ جو ترکی کے ساتھ
ملنے کی تدابیر کریگا اسکے برخلاف کام کرنے مین روس وسط ایشیا کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس باب مین
جان لارنس نے پہلی دفعہ اپنی رائے حسب سررشتہ ظاہر کی وہ یہہ چاہتے تھے کہ اگر ممکن ہو تو اس معاملہ مین
افغانستان کو کوئی دخل نہ دیا جائے وہ یہہ چاہتے تھے کہ سرحد سندھ ایسی مستحکم کردی جائے کہ روس اس سے
گذر نہ سکے ------------- انکی رائے یہہ تھی کہ روسیون کے
برخلاف جو حرکت کی جائے وہ یورپ سے کی جائے وسط ایشیا سے نہین اگر روسیون پر حملہ بحر بالٹک
اور بحر اسود کی طرف سے کیا جائے تو اسکے سبب سے روس مجبوری وسط ایشیا سے بند کرکے دق کرنی
سے باز رہے گا۔ ان دنون مین جان لارنس صاحب پاس خان قوقند کا ایلچی آیا تو قند سائی بیریا کے
متصل نہین مشہور خانات مین سے قوقند بھی ہے جنکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ روس انکو اپنی عملداری مین داخل
کرینگے لیکن جان لارنس کے نزدیک برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انکی مدد نہین ہوسکتی تھی انہون نے اس
باب مین لارڈ ڈربی ہوم ی سے مشورہ لیکر اس ایلچی کی بہت تواضع و تکریم کی لیکن اسکو واپس یہہ کہکر بھیجا کہ ہم
اس معاملہ مین کچھ امداد نہین کرسکتے اسکے بعد خان کو جو خوف تھا کہ روسی قوقند کو اپنی عملداری مین شامل
کرینگے پورا ہوا۔

ایران نے جو افغانستان کے برخلاف دشمنانہ حرکتین کین جنپر یہہ گمان ہوا کہ وہ روسیون کے بل کے
بھروسے پر کین تھین تو کرنیل اڈورڈس نے جو پشاور کے بڑے دانشمند ذہین کمشنر تھے جان لارنس سے
درخواست کی کہ امیر افغانستان سے دوستی پیدا کی جائے لیکن جان لارنس نے شد و مد کے ساتھ یہہ صلاح
بتلائی کہ افغانستان کے ساتھ تعلقات نہ پیدا کئے جائین لیکن اسکے ساتھ یہہ اضافہ کیا کہ اگر افغانستان کے
ساتھ تعلقات اختیار کیئے جائینگے تو مین اسکے خاطر خواہ انتظام کے واسطے موجود ہون۔

کرنیل ہربرٹ اڈورڈس نے نہایت حزم و احتیاط سے امیر کابل سے پیغام سلام کیئے جنکے جواب باصواب

قدیمی دشمن نے دیئے ✤ آخر کار مارچ ۱۸۵۵ء امیر کابل کا پیارا بیٹا ولیعہد غلام حیدر خان پشاور مین
اسلیئے آیا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کیئے جائین جان لارنس صاحب چیف کمشنر
پنجاب بھی اس سے ملاقات کے لیئے پشاور مین تشریف لائے اُنکی تجویز سے یہہ قرار پایا کہ فریقین مین اصالتاً
گفتگو ہو وکیلون کی معرفت گفتگو ہونے مین جھمیلے پڑ جاتے ہین اور یہہ گفتگو باری باری سے ایک
دفعہ افغانی کمپ مین اور ایک دفعہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہو۔ جب اول مرتبہ ملاقات ہوئی تو چیف کمشنر
نے کہا کہ حضور گورنر جنرل کی صرف یہی خواہش ہے کہ ایک عہدنامہ کامل باہمی اتحاد کے لیئے طرفین مین
ہو جائے اور اگر دوست محمد خان اسکے سوا کچھ اور چاہتے ہون تو انکے فرزند ارجمند بیان کرین ۔
ولیعہد نے جواب دیا کہ ہم لوگ بہادر اور جنگجو ہین مگر بالکل مفلس آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی
اور ایرانی ہمارے دشمن ہو جائینگے اسلیئے امید ہے کہ آپ ہماری روپیہ سے اعانت کرین اگر روپیہ ہمارے
پاس ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کر سکتے ہین بغیر روپیہ کے ہم سے کچھ نہین ہو سکتا ۔ ہرات ہمارا ہی ملک
ہے وہ ایران کی سرحد پر واقع ہے اگر ایرانیون اور روسیون نے حملہ کیا جسکا ہونے کا ظن غالب ہے
تو آپ ہم کو جواب دیدینگے کہ ہم کو اس سے سروکار نہین ۔ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہمیں تو اس کا
ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین دنیا ایران سے ہمارا عہدنامہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت اور ہماری ہندوستان
کی سلطنت کے درمیانی ملک پر حملہ آور نہ ہو ۔ روس کو تو ابھی یوروپ ہی کے جھگڑون سے فرصت
نہین ہے ۔ ہم ان کو افغانون پر حملہ کرنے نہین دینگے غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ایران کے متصل
روس ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر اس سے ڈرتا ہے اسلیئے وہ روس کے کہنے پر عمل کریگا افغانون کو
کی موجودہ حالت باہمی اتفاق کی ایسی ہے کہ ایران سے کچھ خوف نہین ہے بشرطیکہ روس اسکا شریک
نہو اگر روس کا قصد ہندوستان پر نہین ہے تو قوقند پر وہ کیون حملہ کرتا ہے اور آک مسجد پر قبضہ کیون
کیا ہے اور وہان اپنی سپاہ کی چھاونی کیون ڈالی ہے ؟ ۔
چیف کمشنر نے جواب دیا کہ ہم ہمیشہ خلیج فارس کے ساحل پر اپنی مخالفت دکھلا کر ایران کو روک سکتے ہین
اس عہدنامہ مین ہم ہرات کا ذکر کر کے شاہ ایران کو بے وجہ ناراض کرنا نہین چاہتے ۔ غلام حیدر خان
نے جواب دیا کہ آپ کو ایک عہدنامہ کی نقل دکھادون جسکو اسنے اسلیئے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان
مین دست اندازی کرین تو وہ ہم سے اس عہدنامہ کی تکمیل کرائے ✤ چیف کمشنر نے جواب دیا کہ یہہ سب

باتین ایران کی زبانی جمع خرچ ہے - غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ اس زبانی جمع خرچ کے ساتھ سرکشی بھی ہے
چیف کمشنر نے صاف صاف کہا کہ اسوقت عہدنامہ سے مراد ہماری یہہ ہے کہ نہ ہم افغانستان مین کوئی
مزاحمت کرین نہ اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دین بس ہم دونو مین آپس مین اتحاد ہو جس سے
کہ سرحدی اضلاع مین امان قائم ہو اور تجارت و زراعت مین ترقی ہو - غلام حیدر خان نے جواب دیا
کہ ہمکو کسی دشمن کا جسکا روس معاون نہ ہو خوف نہین ہے - بخارا گو ہمارا تمہارا دشمن ہے مگر افغانون کے
آگے ترکمان ایسے ہین جیسے کہ بھیڑیے کے آگے بھیڑ - چیف کمشنر نے کہا کہ آپ مطمئن رہین کہ افغانستان مین
کوئی ہمارا قصد نہین ہے ہم اسکا زبردست اور خود مختار رہنا چاہتے ہین اصل مین دونو سلطنتون کے مقاصد
ایک ہی ہین ہم دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین غلام حیدر خان نے اسکا جواب کیا برجستہ دیا ہے کہ اگر ہم
دونو ایک ہی کشتی پر سوار ہین تو دونو ساتھ ہی ڈوب جاینگے یا تیرتے رہینگے آپ ہماری مدد کا
وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ آپ نے اسوقت کیا کیا تھا اور مشکل کے وقت
وہ ہم سے علیحدہ ہو جاینگے یہہ باتین ہو کر پہلی ملاقات ختم ہوئی دوسری ملاقات مین پھر ہرات کا
ذکر چھیڑا اور جان لارنس نے ان ہی معاہدون کا حوالہ دیا کہ ایران اور انگریزون کے درمیان ہوئے تھے
غلام حیدر خان نے جواب دیا کہ ہرات افغانستان کا دست راست ہے اگر آپ کا داہنا ہاتھ کٹ جائے
تو کیا اسکا صدمہ آپ کو نہین پہنچیگا ایسا ہی ہرات کے جانے کا صدمہ ہم کو ہوگا اگر اسپر کوئی حملہ کریگا
تو اسکی کمک کرنی ہم پر واجب ہوگی اگر اس عہدنامہ سے ہم کو کوئی فائدہ پہنچانا مدنظر ہو تو ہرات کا
ذکر اس مین ضرور شامل کرنا چاہیئے - جان لارنس نے کہا کہ ہرات کے باب مین جو ہماری خواہشین
ہین انسے پھر آپ کو مطلع کرونگا غلام حیدر خان نے اس بات کو منظور کر لیا پھر امیر کی اس استدعا کا ذکر ہوا کہ
غلام محمد خان کو وہ جاگیرین واپس کر دی جائین جو اسکے پاس پشاور مین پہلے تھین چیف کمشنر نے کہا کہ
غلام محمد خان کو سکھون نے معزول کر دیا تھا اور قیدی کے طور پر رکھا تھا میرے بھائی ہنری لارنس نے
پشاور اور کوہاٹ مین اسکی جاگیرین دیدین اور اسنے میرے بڑے بھائی جارج لارنس کو اہل و عیال
سمیت چتر سنگھ ہمارے دشمن کے حوالہ کر دیا تو غلام حیدر خان نے چیف کمشنر کے دونو ہاتھون کو
پکڑ کر بہت پکار کر کہا کہ آپ برائے خدا محمد خان کا نام نہ لیجئے اب مین اس ذکر کو چھوڑتا ہون محمد خان نے
میری نہایت سخت سبکی کی تھی کہ میرے لیئے چیف کمشنر سے یہہ درخواست کرنا اس لیئے مین نے

ذکر کیا درندہ وہ تمام افغانستان مین بدنام ہے بعد اسکے ملاقات کا جلسہ برخاست ہوا -

جان لارنس نے عہدنامہ مرتب کیا جس مین تین شرائط درج تھین شرط اول سرکار کمپنی اور امیر افغانستان کے درمیان ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی - دوم افغانستان مین سرکار کمپنی کبھی دست اندازی نہین کریگی سوم شرط امیر دوست محمد خان اور انکے ورثا کبھی سرکار کمپنی کے ملک مین مداخلت نہین کرینگے اور سرکار کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہین گے طرفین سے اس عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جب عہدنامہ کا مسودہ غلام حیدر خان کے روبرو پیش ہوا تو اسنے یہہ حجت کی کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونے چاہئین یہہ تیسری شرط انگریزون کی طرف سے بھی ہونی چاہیئے کہ افغانون کے دوستون کے دوست اور دشمنون کی دشمن سرکار کمپنی رہیگی - لیکن چیف کمشنر نے اسکا یہہ جواب دیا کہ ہمارے اور آپ کی گورنمنٹون کے درمیان بڑا فرق ہے افغان ہمیشہ اپنے دشمنون سے لڑتے رہتے ہین تو اس شرط کے موافق ہمکو ہمیشہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرنی پڑیگی ہمکو اور افغانون کو بری معلوم ہوگی اور ہم کو کسی دشمن کا خوف نہین ہے کہ جس سے لڑنا پڑے یہی دانشمندانہ پولیسی لارڈ ڈلہوزی کی تھی اور اسکے بانی سبانی سر ہربرٹ ایڈورڈس کمشنر پشاور تھے جسکے ثمرات قابل یادگار ۱۸۵۶ء مین ظہور مین آئی اور آیندہ سب گورنر جنرلون کا سوا ایک کے اس پولیسی پر عمل رہا * اس ملاقات مین غلام حیدر خان نے سر جان لارنس کو ایک تلوار اور تنچہ بطور ہدیہ دیا تھا جسکو اسنے بے تکلف قبول کیا اور اسکے عوض مین ایک گھوڑا جان لارنس کو بھیجا جب انہون نے اسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اسنے جواب دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرین گے تو مین اسکو گولی مار دونگا -

فروری ۱۸۵۶ء کی آخر تاریخ کو مارکوئس ڈلہوزی نے اپنا کام اپنے قائم مقام کو سپرد کیا سب لوگ یہہ کہتے تھے کہ ہندوستان سے وہ حاکم ہند کا جو اکبر اعظم تھا چلا - انکی ہیچ سرزدگی اور شاہ خوانی بہت ہوتی تھی وہ اسکے مستحق تھے انہون نے پبلک خدمات کے لیئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا - وہ کامیابی مجسم تھے جس کام کے کرنے مین کوشش کی اس مین اپنا دل بالکل لگا دیا انہون نے جو اپنے عہد حکومت ہشت سالہ مین پولیسی اختیار کی وہ انکی اپنے ذہن وقاد کی ایجاد کی ہوئی تھی اسلیئے اس مین فتحیابی بھی انکی ہی تھی - انکے عہد حکومت مین گورنمنٹ کے نام کی جگہ ڈلہوزی ہی کا نام لیا جاتا تھا -

یہہ جو انہوں نے ایسا انگلستان مین تھا جسکی برابر کبھی انگلستان مین ہوتے ہین انیسوین صدی مین ایک خاص زمانہ

لارڈ ڈلہوزی کا ہندوستان سے جانا ۱۸۵۶ء

لارڈ کیننگ ۱۸۵۶ء

وہ تھا کہ ہر انگلش مین کی زبان پر ترقی کا لفظ تھا آگے نہ بڑھنے کو وہ اپنی تذلیل و تحقیر جانتا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے اس ترقی کو دکھلا دیا۔ وہ اپنے سچے دل سے یقین کرتے تھے کہ انگلش گورنمنٹ۔ انگلش قوانین۔ انگلش علم انگلش دستور و عادات۔ انگلش اوضاع و اطوار بہ نسبت ہندوستانی گورنمنٹ۔ ہندوستانی قوانین ہندوستانی علم ہندوستانی دستور عادات و ہندوستانی اوضاع و اطوار کے بدرجہا بہتر ہین لیس انہون نے اس مسئلہ نظری کو اپنی ساری دلی و دماغی قوت سے عمل کرنا چاہا انہون نے کبھی اس مین شبہ نہین کیا کہ انگلنڈ اور ہندوستان دونو کے حق مین یہہ بہتر ہے کہ جس ملک کی حکومت کے لیئے وہ بھیجے گئے ہین وہ سب ایک سطح اور رنگ کی ہوجائے اور سارے ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوجائے۔ بس انکو اپنی اس پولیسی کے کامیاب ہونے کا ایسا یقین تھا کہ اگر ہندوستان کی گورنمنٹ کے سب اعلے عہدہ دار انکی مخالفت پر کمر باندھتے تو بھی وہ اسکو نہ چھوڑتے۔ انکے عہد حکومت کا آغاز اسوقت ہوا ہے کہ ہندوستان کے قابل اور لائق عہدہ دارون نے قدیمی مدبرون کے مقولون کو ترک کر دیا تھا۔ اب لارڈ ڈلہوزی نے اس گروہ کا اپنے تئین سرپرست بنایا اور اسکے دل پر اپنا اثر وہ ڈالا جو کبھی کسی پیغمبر نے اپنے مریدون پر کیا ہوگا انکے مصاحب و مشیر جس وفاداری کے ساتھ انکی اطاعت کرتے تھے وہ کبھی کسی بادشاہ کی بھی نہین کرتے ان کے مریدون کا ایمان اثر ایسا پکا تھا کہ انہون نے اپنی ساری قوت کو انکی مرضی کے موافق کام کرنے مین خرچ کیا لارڈ ڈلہوزی ایسا ملکہ رکھتے تھے کہ وہ اپنے کامون کے کامل کرنے کی قوت و استعداد اپنے ایجنٹون (کارکنون) مین پیدا کر دیتے تھے مگر انکے کارپرداز انکے کام کے لیئے تعریف کے قابل موزون تھے جس میدان مین لارڈ موصوف کام کرنے کے لیئے بلائے گئے تھے اسکے واسطے ان کے خاص قواے کے استعمال کے لیئے بہت ہی مناسب تھے۔ برٹش ایمپائر کا کوئی اور حصہ ایسا نہ تھا جہان وہ اپنے انتظام کی نادر لیاقت کو بروے کار ظاہر کرسکتے انکی رگ رگ مین بادشاہی سمائی ہوئی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین بادشاہی کرسکتا ہون انکی طبیعت کسی اور کی حکومت کو مانتی نہ تھی کوئی اسکا مقابلہ کرتا تو اس سے انتقام لیتے تھے سبب کہ ہندوستان مین کچھ نسلی ٹیوشنل شرائین نہین وہ اپنی قوت کو بڑے پیمانہ و اندازہ سے کام مین لاسکتے تھے انکی لیاقتون کا مقتضا یہہ تھا کہ وہ آزادانہ کام مین آئین اپنے زبردست قوت کے ساتھ انہون نے کام بھی بڑے زبردست مستعدی سے کیا انکو جو کامیابی حاصل ہوئی اسکی کوئی نظیر نہین کسی شخص کا اپنے ارادون اور تمناؤن کا پورا ہونا ہی اسکا پورا کمال ہوتا ہے۔ لیکن ایک عیب انکی خصلت مین تھا جسنے انکی پولیسی کے دریا کے

مسٹر ہیسٹنگز کو ملحوظ رکھا تھا اور اُنکے بعض بڑے بڑے کار ہا ہے نمایان کو بڑی روشن غلطیان بنا دیا تھا کوئی شخص ہندوستان
مین کامیابی کے ساتھ فرمان روائی نہین کرسکتا جب تک اسکی قوت متخیلہ بڑی جامع و بالغ نہو لارڈ ڈلہوزی
مین قوت متخیلہ نہ تھی اس قوت متخیلہ کی کمی کے سبب سے آدمی برسون کے تجربہ کے بعد قومی خصلت سے
واقف ہوسکتا ہے لیکن جس آدمی کی قوت متخیلہ زندہ ہو تو بغیر اس تجربے کے چند ہفتہ مین قومی خصلت سے
واقف ہوسکتا ہے لیکن لارڈ ڈلہوزی نے کسی طرح ان آدمیون کی خصلت و طبیعت کو نہین سمجھا جنہین
انکی قسمت حکمرانی کے لیئے لائی تھی انکی نسبت انکو فقط یہہ خیال تھا کہ وہ بادشاہ کی حکومت شخصی کے عادی
ہین وہ یہہ نہین سمجھ سکتے تھے کہ ہندوستانی اپنی پُرانی باتون سے کسقدر محبت رکھتے ہین وہ انکے قدیمی عالی
خاندانون کے ساتھ ہمدردی نہین کرسکتے تھے جنکا ادب و احترام ہندوستانیون کے دل مین بیٹھا
ہوا تھا وہ ان قوانین و آئین و رسم و رواج کی جنکی وہ عزت اُس زمانہ سے کرتے چلے آتے تھے جو اب
یاد نہین رہا کچھ قدر اور توقیر نہین کرتے تھے ان مین اس بات کے خیال کرنے کی لیاقت ہی نہین تھی کہ ہندوستانی
اپنے قدیمی گورنمنٹ کے طریقون کو باوجود نقصون اور خرابیون کے زیادہ اچھا بہ نسبت انگریزی عمدہ
نظامون کے جانتے ہین وہ تمام مقدمات کو سکو ہ منطق کی طرح مرتب کرکے استدلال کرتے تھے وہ انہین
ہندوستانیون کی عادات دیرینہ کے پختہ تعصبات کو اور اس جہالت کو جو انکی آنکھون کے سامنے نیک
و بد مین نتائج صحیح تمیز نہین کرنے دیتے تھے دخل نہین دیتے تھے وہ اس بات کا سچا خیال نہین کرسکتے تھے کہ
ایک قدیمی شاہی خاندان کے قائم مقام کے دل مین کیا اسکے اثر اس بات کے ہونگے کہ دفعتہً اسکو اور اسکے
خاندان کو ایک اجنبی غاصب کا قلم ملیا میٹ کردے اور اس سفید ریش امیر کی جان کیسے عذاب مین ہوگی
جسکا خاندان نسلاً بعد نسلٍ امارت و ثروت آبائی پاتا چلا آتا تھا اب دفعتہً ان غیرون کے حملے سے مفلس
و ذلیل ہوگیا جنکا رنگ اور مذہب اسکے غیر ہے۔ لارڈ ڈلہوزی کی صدہا چٹھیون سے معلوم ہوتا ہے
کہ ان مین یہہ قابلیت نہین تھی کہ وہ اپنے محکومون کی دلی کیفیتون اور حقوق اور اولوالعزمیون اور خیالات سے
ہمدردی کرسکتے تھے اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ ہندوستانی باوجود انگریزون کی
حکومت کے عام فیض رسانی اور یقینی فائدون کو تسلیم کرکے بڑے ٹھنڈے سانس لیکر اپنی پہلے
زمانہ کی یاد کرتے تھے اور اگر اسپر ظلم ہوتا تھا وہ لوٹے جاتے تھے تو اپنی ہی قوم کے ہاتھ سے وہ لوٹے جاتے
اور نہ جاتی تھی آپسمین ہی تقسیم ہوتی تھی وہ سمجھتے ہی نہ تھے کہ الحاق کی پولیسی کا اثر ہندوستانیون کے دلون پر

بہیئت مجموعی کیا ہوگا انکے مذہبی تبنیت کے حق کے باطل کرنے کو وہ کیا سمجھینگے انکے مذہبی خیالات مین خلل ڈالنے کا نتیجہ کیا ہوگا غرض رعایا کی خواہشون اور خیالات کو ایسا نہین سمجھتے تھے جس سے وہ کل ہندوستان پر حکمرانی کرنیکا خاص دعوے کرسکین ہندوستان مین ایک نیا اسکول قائم ہوا تھا جسکے طلبا ان مدبرون کے اقوال پر ہنستے جنہون نے انڈین امپائر کی یہہ عمارت عالی شان بنائی تھی اور پریس کی تحریرون مین جنہین شاذ و نادر ہی کوئی لیاقت ہوتی تھی اس اسکول کے خیالات کو وسیع کردیا تھا پبلیس عام غصب کرنے کو فرض بتاتا تھا اس زمانہ مین سب ادنے و اعلے اس بات کو بھول گئے تھے کہ ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگران مپسند جب کوئی انگریز کسی شخص سے یہہ پوچھتا کہ اپنے واسطے اس بات کو پسند کروگے ؟ تو پھر اس پر لعنت ملامت ہونے لگتی کہ وہ قوم کا فریب دینے والا ہے جب کوئی انگریز یہہ ظاہر کرتا کہ ایشیائی قومون مین بھی آزادی کا حوصلہ اور وطن کی محبت کا ولولہ ہے جنکا ظاہر ہونا فی نفسہ معزز و محترم ہے گو وہ انگریزون کے لیئے مضر ہے تو وہ انگریزی برادری سے خارج سمجھا جاتا ہندوستانیون کی کالی کھال انگریزون کی ہمدردی کی آنکھون کو تاریک کرتی تھی وہ فقط یہی نہین کہتے تھے کہ وطن کی محبت و آزادی کا حوصلہ جو یورپ کی قومون مین ہے انکو ہندوستانی قومین نہین جانتین بلکہ ایشیائی قومون کو خاص کر ہندوستانی قومون کو یہہ حق نہین ہے کہ وہ یہہ فیصلہ کرین کہ انکے حق مین کیا بہتر ہے اور سفید رنگ مہذب قوم کی غاصبی کے خلاف سرکشی کرین جو سوچ سمجھکر جانتی ہے کہ کن کامون کے کرنے سے ان کے کن عزیز حقوق اور نہایت قیمتی مقبوضات کے محروم کرنے سے انکی بھلائی ہوسکتی ہے پس لارڈ ڈلہوزی کی بڑی زبردست گورنمنٹ گو سب لحاظ سے بڑی مستحکم و استوار تھی مگر وہ ہندوستانیون کی طبیعت کے موافق نہ تھی وہ یورپ کی شائستگی و تہذیب کے موافق نہایت تعریف کے قابل گورنمنٹ تھی جسکو وہ آدمی چلا رہے تھے جنکا ترقی کا میلان ایشیا کے مٹیا پچھیم ہونے سے سو برس پہلے تھا لارڈ ڈلہوزی نے بے فائدہ اپنے پاکیزہ لطیف نظامون کے جیرٹ کی پیٹیہ سے ہندوستانیون کو باندھا انکو ہر کام مین کامیابی حاصل ہوئی مگر ہندوستانیون کے اڑیل پن مین وہ کچھ کام نہ کرسکے یہان کے آدمی تاریکی کو روشنی پر اور حماقت کو دانائی پر ترجیح دیتے تھے اس مین شک نہین کہ انگلش مین صواب پر تھے اور ایشیائی قابل افسوس خطا پر انگریزون نے انجیل کے اس حکم اعظم پر کہ "نئی شراب پرانی بوتلون مین نہ بھرو" بالکل لحاظ نہین کیا شراب بہت اچھی اور تیز تھی جو آدمی کے دل کو خوش کرتی تھی مگر وہ ایسی پرانی بوتلون مین بھری گئی جو دیر سے پھٹنے والی تھین گورنمنٹ کی کامیابی کے لیئے دو چیزین ضروری ہین

اول یہہ کہ اسکی تدابیر فی نفسہ نیک ہون دوم یہہ کہ وہ جنکے لیئے کی جائین انکے مناسب حال ہون انگریز
پہلی بات پر ایسے متوجہ ہوئے کہ دوسری بات کو بھول گئے اور یہہ غلطی کی کہ بہت جلد ترقی کی اور انگریزی لغات
کی اشاعت کے درپے ہوگئے ۔ اس غلطی کی تہ مین بڑی نیک مہربانیان تھین لارڈ ڈلہوزی اور انکے
نائبون کو بڑا مضبوط بالاستقلال یہہ اعتقاد تھا کہ انکی تدابیر مین بہت دانائی اور نیکی ملی ہوئی ہے انہون نے
انگلش قوم کی علوشان کے لیئے اور ہندوستانیون کی رفاہ وبہبود کے واسطے یکسان کوشش کی

لارڈ ڈلہوزی کی اغلاط مین بعض باتین بڑی اور نیک تھین انہین کوئی دنارت وخباثت اور
اور غرض پرستی کی آلائش نہ تھی ۔ انہون نے پبلک سروس مین اپنے تئین بالکل محو و وقف کردیا اور ایک کار عظیم کے
کرنے مین اپنی ہمت صرف کی انکو اس اپنے فخر و ناز کے خیال سے بڑی خوشی ہوتی تھی کہ جس سلطنت پر وہ
حکومت کرنے آئے تھے اسکو بہت زیادہ زبردست وقوی چھوڑتے ہین بہت سے نئے ملک اور نئی قومون کو
وہ برٹش گورنمنٹ کے عصار شاہی کے نیچے لائے اور ایک عظیم الشان تہذیب شائستگی کا بیج بویا
اسکی خاطر انہون نے اپنی فراغت و آسائش و آرام و صحت مسرت کو قربان کیا جب لیڈی ڈلہوزی کے
مرنے کی خبر اول ان پاس آئی تو وہ گورنمنٹ ہوس کے باہر نہین نکلے لیکن گورنمنٹ کے تمام کام ایمانداری
سے اسی طرح انجام دیتے رہے جیسے کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اسی رنج والم مین بھی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے

باب دوازدہم

لارڈ کیننگ عہد حکومت

سنہ ۱۸۵۶ع

جب ہندوستان مین نیا سال آیا اور پرانا سال گیا تو سب آدمیون کے منہہ مین یہہ بات تھی کہ
دیکھین یہہ سال کیا رنگ دکھائے سو برس بعد اس سال سے آیا ہے جس مین بلیک ہول کا مہلک
حادثہ واقع ہوا تھا جس مین کلایو انتقام لینے کے لیئے سپاہ لایا تھا بہت گفتگوئین اس باب مین ہوتی تھین کہ
لارڈ ڈلہوزی جیسے عالی دماغ زیرک خنفیہ دانشمند کا قائم مقام کون ہوتا ہے کہ صحیح خوشخبری یہہ آئی کہ لارڈ
پامرسٹون کی کے بی نٹ کا سب سے زیادہ کم عمر ممبر اور ملکہ معظمہ کا پوسٹ ماسٹر جنرل لارڈ کیننگ ہند کا
گورنر جنرل مقرر ہوا پہلی اگست سنہ ۱۸۵۵ع کو کورٹ آف ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین اجلاس کیا اور لارڈ کیننگ

اس مین اپنے عہدۂ جلیل القدر کا حلف اٹھایا۔ اس تاریخ کی رات کو لندن کے ٹیورن کے دعوت کے
کمرے مین انکو ڈنر کروفرشان وشکوہ سے دیا گیا کہ پہلے کبھی کسی اور گورنر جنرل کو بالکل نہین یا کمتر دیا گیا ہوگا ۔
ایسٹ انڈیا کمپنی کے صدر انجمن مسٹر ایلیٹ میکناٹن اس جلسے کے پریسیڈنٹ تھے اس جلسے مین لارڈ کیننگ
نے سپیچ دیا ہے تو سامعین ششکر دنگ رہ گئے انکے سپیچ کا یہ آخر فقرہ جسمین بعینہٖ انھوں نے پیشین
گوئی کی تھی ہمیشہ یاد رہیگا کہ مین نہین جانتا کہ کیا واقعات پیش آئین گے مین امید کرتا ہون اور دعا
کرتا ہون کہ جنگ وپیکار کی نوبت نہ آئے مین جانتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین
امن امان رہیگا لیکن مین یہہ فراموش خاطر نہین کرسکتا کہ ہمارے ہندوستان کی سلطنت مین جیسی
کہین زیادہ وبتر الواع الواع کے اتفاقات پر اور خاص مجہول حالتون پر منحصر ہین ایسا کہین اور دنیا کے
پردہ پر نہین ہم کو یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ہندوستان کے صاف آسمان پر ایک بادل جو اول مین آدمی کی
بالشت سے بڑا نہین ہوتا اٹھتا ہے پھر وہ بڑھتے بڑھتے آخر کو ایسا ہو جاتا ہے کہ ہم کو غارت ہونے کا
خوف دلانے لگتا ہے جو واقعہ ایک دفعہ واقع ہوتا ہے وہ دوبارہ واقع ہوتا ہے یقینی خلل اندازو
فتنہ پرداز اسباب کم ہو گئے ہین مگر وہ دفع نہین ہوئے ہین جو رعایا ہماری حکومت مین متحد ہوئی ہے
وہ ناخوش وغیر متجانس ہے ہمارے سامنے ہمسائے ایسے رہتے ہین کہ ہم بالکل اپنی خبرداری اور چوکسی کو دور
نہین کرسکتے ہماری سرحدی صورت ایسی ہے کہ ممکن ہے کہ کسی وقت کسی مقام مین مٹ بھیڑ کے اسباب پیدا
ہون سوا اسکے ہمارے بڑے پیچیدار تعلقات ان ریاستون سے ہین جنسے ہم روپیہ لیتے ہین اور اُس کے
عوض مین سپاہ سے انکی محافظت کرتے ہین مجھے اس مین شبہ ہے کہ ایسی اعظم سلطنت وسیع مین جسکا حال
یہہ ہو نہایت دانشمند گورنمنٹ کے اختیار مین ہو کہ وہ امن امان کو اپنے حکم مین رکھ سکے اگر ہم ایسا حکم نہین
رکھ سکتے تو کم از کم ہمکو سزاوار یہہ ہے کہ خبرداری سے اپنی عزت کو اپنی نیک ایمانداری کو اپنی راست معاملگی کو
سلامت رکھین اگر اسکے برخلاف کوئی ہمکو ایسی ضرورت آن پڑے کہ ہمکو صدمہ پہنچانا ضرور ہو تو وہ اپنی صاف کرکر نشتر
پہنچائین اگر ہم اسطرح کے صدمے پہنچائین گے تو جھگڑا تھوڑی دیر رہیگا اور نتیجہ مشتبہ نہین ہوگا مگر
بڑی خوشی سے اپنے دل سے ان خوفونکو نکالتا ہون جو وقوع پذیر نہین معلوم ہوتے اور کورٹ ڈائرکٹرز کی امداد
اور اشتراک کو اپنے ساتھ مسرت دلی سے اپنے لیئے ایک بڑا مفید میدان پر امن جانتا ہون ۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم
نے اس جلسہ مین یہہ ارشاد فرمایا کہ یہہ واقعہ بڑی پرمعانی ہے کہ جب ہم وحشی تھے تو پرانی تہذیب انڈیا سے

مصر مین آئی اور وہان سے ہمارے پاس اب ہم تہذیب و شائستگی و روشن ضمیری کو واپس اسکے اصلی ماخذ و
مبدا پر لیے جا رہے ہین شاید یہ امر ہمارے ہی حصہ مین آیا ہے کہ بیشمار ہندوستانیون کو انسان کے اصلی علم
برتر اور مقدس عطیہ عطا کرین لیکن انکی بتدریج ترقی زمانہ کے ہاتھ مین ہے" انہون نے لارڈ کیننگ کی پیشینگی
کو گویا وہ جانتے نہ تھے اپنی اسپیچ کا ضمیمہ بنایا اور بتلایا کس مقام سے وہ چھوٹا یا دل اٹھنے کو ہے گو لارڈ کیننگ کا
تقرر ماہ اگست ۱۸۵۵ء مین ہوگیا تھا مگر انکی روانگی مین التوا اس سبب سے ہوا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اپنے عہدہ
جلیلہ پر یکم مارچ تک رہنے کی اجازت مانگی تاکہ اودھ کا الحاق اپنے ہی عہد مین کرین - اس الحاق کو لارڈ
کیننگ نے بھی جب وہ کیبنٹ مین ممبر تھے منظور کرلیا تھا - اس التوا کے زمانہ مین وہ ہندوستان کے
معاملات کا مطالعہ کرتے رہے - ۴ - دسمبر ۱۸۵۵ء کو ہندوستان کو روانہ ہوئے رستے مین خوب سیرین
کرتے ہوئے فروری ۱۸۵۶ء کی ۲۹ تاریخ کو کلکتہ مین جہاز سے اترے اور اترتے ہی ۵۰ منٹ بعد گورنمنٹ
ہوس مین گئے اور اپنے عہدہ کا حلف اٹھایا اور کونسل مین اجلاس فرمایا انکے آنے کے بعد لارڈ ڈلہوزی
ایک ہفتہ تک یہان رہے اور لارڈ کیننگ کو تمام سلطنت کے بڑے شوق سے سکھاتے رہے اور وہ بڑے
شوق سے سیکھتے رہے

کسی شخص نے انڈیا کے گورنر جنرل ہونے کا عہدہ نہین اختیار کیا کہ اسکے دل مین یہ نقش جما ہوا ہو کہ
اس عہدہ مین کام کم ہے اور آمدنی زیادہ جس شخص نے اس عہدہ کو اختیار کیا خواہ اسکی راے انگلینڈ مین
کچھ ہی ہو جب وہ یہان آکر اپنے عہدہ کے کامون کو لیتا ہے تو جانتا ہے کہ مین نے اس کے
کامون کے لیے اپنی محنت کا تخمینہ بہت ہی کم کیا تھا - کام کی رو ایسی زور کی متواتر چلتی ہے کہ اس مین بہت سے
کامون کے دریا آکر ملتے ہین جس سے اس مین پانی کی وہ طغیانی ہوتی ہے کہ مضبوط سے مضبوط آدمی کو بھی
اسکے تھپیڑون مین دم اکھڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے - وقت مشکلات کو آسان کر دیتا ہے لیکن ابتدا مین ایسے
کام جنسے ناواقفیت ہوتی ہے اس کثرت سے پیش ہوتے ہین کہ ان مین بڑے سے بڑا عالی دماغ طباع ذہین چکرا جاتا
ہے - گورنر جنرل کی میز پر بکسون کے بکس کاغذون سے بھرے ہوئے رکھے ہوتے ہین جنپر نام
اجنبی آدمیون کے اور مقامون کے لکھے ہوتے ہین انمین نامعلوم واقعات کے دفتر ہوتے ہین اور
سوسائٹی کے حالات ناقابل فہم ہوتے ہین گورنر جنرل کے روبرو ہر مقدمہ فیصلہ کے لیے بعض مسائل
سے پیش ہوتا ہے تو اسکے واقعات سابقہ پر بعض مسائل سے علم حاصل کرتا ہے اکثر بہت سے

بیچارے مقدمات اسی کے فیصلہ کے لیے چھوڑے جاتے ہین کہ وہ اپنے سابقین کی جھنجھٹون سے حیران پریشان نہ ہو۔ ہفتے پر ہفتے گذر جاتے ہین کہ کامون کے انبار کا نقش اسکے دل پر تھوڑا ہی سا جمتا ہے۔ مارچ کے آخر مین لارڈ کیننگ نے لکھا کہ جو کام میرے سامنے پیش ہوتے ہین انکے رشتون کو آہستہ آہستہ جمع کرنا مین نے شروع کیا ہے لیکن یہ بڑا سخت کام ہے کہ ہر گذشتہ سوال پر جو میرے سامنے آگیا اسپر بہت سا وقت صرف کیا جائے چند ہفتون کے بعد مین یہہ جانونگا کہ وہ اوقات کی رو مین سے سلامت نکلا۔ گورنر جنرل معاملات کو سرسری نظر سے نہین دیکھتے تھے وہ کوشش کرتے تھے کہ جو معاملات میرے روبرو پیش ہون انکو نظر غائر سے دیکھون گو ان مین التوا کون سے دقت واقع ہو۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ ابھی مجھے بہت کچھ سیکھنا ہے اور اس سیکھنے کے لیے اپنے واسطے بہترین وسائل وہ پیدا کرتے تھے انہون نے سارے ملک کے بڑے بڑے ایجنٹون کو بلایا خاص انکو جو ہندوستانی ریاستون کے کار فرما تھے۔ انہون نے ہر ایک کے ساتھ ان معاملات مین جو انسے متعلق تھے کونفیڈنشل خط و کتابت کی انہین سے جتنے ملاقات کی اسکو اجازت دی کہ وہ آزادانہ بے باکانہ اپنی راے اور خیالات کو بالتفصیل سچ سچ بیان کردے وہ یہہ جانتے تھے کہ انڈیا کے علم حاصل کرنے کے لیے کوئی شاہی راہ ایسی نہین ہے جو مین اسکو جلدی سے طے کرلون اسلیے انہون نے سال اول اپنے کامون کے سیکھنے ہی مین گذارا۔

اس وقت لارڈ کیننگ کی کونسل مین انکے مددگار بڑے بڑے لایق فائق ممبر تھے جنسے صحیح رائے کے قائم کرنے کے لیے صحیح علم حاصل ہو سکتا تھا اسوقت سپریم کونسل مین جنرل جان لو اور مسٹر ڈورن مسٹر جان پیٹر گرینٹ اور مسٹر بارنس پی کوک ممبر تھے جنرل لو بڑے بوڑھے تھے وہ بڑے بڑے کار ہاے نمایان کرچکے تھے اور ہندوستانی دربارون کے حالات سے کوئی انسے زیادہ واقف نہ تھا کوئی شخص ہندوستانیون کا مزاج شناس انسے زیادہ نہ تھا وہ ہندوستانیون کی آنکھ سے دیکھ سکتے تھے وہ انکی زبان سے بول سکتے تھے وہ انکے سواد فہم سے پڑھ سکتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے الحاق کی پولیسی کو پسند نہین کرتے تھے اسلیے انکی راے لارڈ ڈلہوزی کی نگاہ مین بے وقعت تھی ٭

مسٹر ڈورن کوئی بڑی لیاقت کے ممبر نہ تھے وہ خزانہ و مال کے کام مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وہ کچھ ہندوستانیون کے حالات سے خبر نہین رکھتے تھے ملک کے حال کو بھی کم جانتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کی ہان مین ہان ملانی جانتے تھے ✤

مسٹر جان پیٹر گرینٹ

سب سے زیادہ لایق ممبر مسٹر جان پیٹر گرینٹ تھے وہ بے انتہا کام کر چکے تھے اگرچہ انکی بعض مین خفگی معلوم ہوتی تھی مگر اسکے ساتھ عجیب غریب بیدار دل بھی تھے۔ اکثر وہ صدر مقام مین رہتے تھے اسلیئے انکو ملک اور اہل ملک کے حال سے آگاہی کم تھی وہ مال کے کامون کے جھگڑون کے سلجھانے مین بڑا کمال رکھتے تھے وہ لارڈ ڈلہوزی کے آخر زمانہ مین کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے

مسٹر بارنس پیکاک

یہہ چوتھے کونسل کے لا ممبر تھے وہ انگلش قانون دان تھے ہندوستان کے لیئے قوانین بنانے کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ نہایت طبع مستقیم و ذہن سلیم رکھتے تھے۔ وہ کمپنی کے طوفانون کا پاس و لحاظ کم کرتے تھے بعض دفعہ اپنی حد سے تجاوز کر کے غلطیون مین پڑ جاتے تھے انہون نے ہندوؤن کی کثیر الازدواجی کا انسداد کیا انہون نے اپنی خدمات کو صرف قانون ہی پر منحصر نہین کیا بلکہ اور بڑے بڑے کامون مین انہون نے اپنی ذہانت کے جوہر دکھائیے۔ لارڈ کیننگ کے محنت کے کامون مین یہہ چار ممبر شریک تھے جنکی اعانت سے وہ گورنمنٹ کے کامون کو سرانجام دیتے تھے۔ ملیٹری علم میں کونسل مین کمی تھی گو جنرل لو بڑے سپاہی تھے مگر انکی بڑی عمر کا حصہ ہندوستانی دربارون مین گذرا تھا اسلیئے میدان جنگ کے حالات کو کم جانتے تھے مگر کونسل مین ایک ممبر کمانڈر انچیف بھی ہوتا تھا جو کونسل کی ملیٹری علم کی کمی کو کم کرتا تھا۔ اونرابل جارج این سن کمانڈر انچیف تھے وہ عمر رسیدہ نہ تھے چونکہ ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین انگلنڈ مین بڑا زمانہ صلح مین گذرا تھا اسلیئے مشکل تھا کہ یہان کوئی عمدہ کارگزار جب تک وہ عمر رسیدہ نہ ہو لے۔ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی حکومتون کی تحدید ایسی اچھی طرح نہین کی گئی تھی کہ ان دونو مین آپسمین نزاع نہ ہو ان دونو کی ان دو باتون مین نزاع رہتی اول یہہ کہ سپاہ کے افسرون کی عرضیان و درخواستین جو کمانڈر انچیف کو دی جائین وہ گورنر جنرل پاس منظوری کے لیئے آنی چاہئین دوم گورنر جنرل جن افسران سپاہ کو سول اور پولیٹکل خدمات کے لیئے منتخب کرے اسکو کمانڈر انچیف نامنظور نہین کر سکتا۔ مگر ان دونو مین آپس مین اخلاص اور اتحاد تھا گو ان اختیارات کے باب مین یہہ اختلاف تھا۔ کونسل مین ان ممبرون اور بہت سے سررشتون کے لائق سکرٹریون کی اعانت سے گورنر جنرل اپنا کام کرتے تھے کام کے ہجوم سے رنجور نہین ہوتے تھے مگر بعض کام ایسے ہی الجھیڑے کے ہوتے ہین کہ ان مین حیران و پریشان ہونا پڑتا ہے

وہ بڑی مشکل سے حل ہوتے ہین۔ ہندوستان مین امن امان تھا ظاہر مین یہہ معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ
ڈلہوزی امن امان ورثہ مین دے گئے ہین اودھ جو ابھی انقلاب سے باہر نکلا تھا خارج مین ساری علامتین
خیر و عافیت کی معلوم ہوتی تھین سب رعایا راضی خوش نظر آتی تھی بلکہ مطیع و فرمان بردار۔ نظم و نسق خاطر خواہ
ترقی کر رہا تھا لیکن وہان ایک نئے نتنظم کی ضرورت تھی اوٹرم صاحب رزیڈینٹ اودھ اپنا کام
کر چکے تھے جسکی محنت سے وہ بیمار ہو گئے تھے انکی رائے مین ہندوستانی ریاستون کا قائم رکھنا
انصاف تھا انکے نزدیک اودھ کے رئیسون اور شہزادون کے ساتھ بڑی ناانصافی کی گئی تھی جسکے لیئے
بہانہ یہہ بنایا گیا تھا کہ یہہ کام رعایا پروری کے لیئے کیا جاتا ہے جب اودھ کا برٹش گورنمنٹ مین الحاق کا
اشتہار دیا گیا تو رزیڈنٹی کا عہدہ موقوف ہوا اور انکی جگہہ چیف کمشنری کا عہدہ قائم ہوا لیکن اوٹرم صاحب کی
صحت ایسی نہ تھی کہ وہ اس عہدہ کا کام کر سکتے وہ فرلو لیکر ولایت گئے انکی جگہہ قائم مقام مقرر کرنے کا سوال
پیش ہوا جسپر بہت بحث رہی کہ کون ہو آخر کو نئے چیف کمشنر مسٹر کورلی جیکسن مقرر ہوئے جو ممالک مغربی
شمالی کے بڑے مستعد و جید مالی افسر تھے۔ انہون نے گورنر جنرل سے اپنے کام کرنے کے اور سب
افسرون اور رعایا کے خوش رکھنے کے وعدے بہت کیئے مگر کسی وعدہ کے ایفا کرنے کا بالاستقلال ارادہ
نہین کیا مسٹر مارٹن گبنس بنگال سول سروس کے افسر فنانشل کمشنر اور مسٹر اومینی دیوانی عدالت کے
اعلے افسر مقرر ہوئے۔ مارٹن گبنس بڑے عالی دماغ افسر تھے انکی خدمات سے ملک اودھ کو بہت فائدہ
ہوتا اگر انکی چیف کمشنر سے کھٹا پٹ نہ ہوتی۔ اب یہہ معلوم نہین کہ مسٹر جیکسن نے نادانی و نامہربانی سے
اپنی ناخوشیون کو گبنس صاحب کی نسبت ظاہر کیا جس سے انکو غصہ آیا رنج ہوا یا گبنس صاحب نے اپنی نافرمانی کو
ظاہر کیا اب اسکی تحقیقات تو عبث ہے غرض ان دونو مین جو منازعت ہوئی اسکی خبر جلد گورنر جنرل کو ہو گئی۔
انہون نے نہایت دانشمندانہ چٹھیان چیف کمشنر کو لکھین جنمین اپنا افسوس زیادہ اور ناراضی کم ظاہر کی انمین سے
بطور مثال کے ایک چٹھی کا ترجمہ کیا جاتا ہے "کہ مین اپنے تجربہ سے فیصلہ کرکے یہہ کہنا چاہتا ہون کہ سرکاری
ملازم جنپر کوئی الزام عائد ہوا انکے ساتھ اسطرح برتاؤ کرنے سے ہر مطلب حاصل ہو سکتا ہے کہ انکے خطائین
صاف صاف بغیر کسی لاگ لپیٹ کے ایسی زبان مین بیان کر دی جائین جس مین کوئی غلطی نہ ہو۔ مگر انکی
اصلاح کا مقصود کسی اور طرح سے ایسا مفقود نہین ہوتا کہ ایسے الفاظ کام مین لائے جائین کہ ان سے
دل مین چھید کرین اور انکے رنجون کو بے ضرورت بڑھائین گے یہہ کام راستی اور واقعیت کی حد سے بالکل

منجاوز نہ ہوا مین یقین کرتا ہون کہ اگر کوئی شخص اپنے فرض منصبی کا خیال دل مین رکھتا ہے اور شرافت اسکی جبلت مین ہے تو جب اسکی غلطی جتنی سادگی سے اسکو بتلائی جائیگی اور زیادہ صاف وخاموش سرزنش کی جائیگی اتنا ہی قوی احتمال ہے کہ وہ جلدی سے اور خوشی سے اپنی غلطی کو صحیح کریگا اگر ہم یہہ چاہین کہ جس شخص کو ہم ضرور تاً سرزنش کرتے ہین کہ وہ بعد مین اپنا کام کرنے لگے تو جہانتک ممکن ہو اسکے دل مین اشتعال اپنے خلاف نہ پیدا ہونے دین" لیکن جیکسن کی ناہموار طبیعت کو گورنمنٹ ہوس کے عتاب آمیز صلاح ومشوری نرم نہ کرسکے جتنا وقت گذرتا گیا اتنا ہی انکا جھگڑا فساد گبنس کے ساتھہ ایسا بڑھتا گیا کہ اصلاح پذیر نہین رہا۔ ہندوستان مین جب کاغذی لڑائی ہوتی ہے تو بڑی آستینین چڑھائی جاتی ہین اور ہمارہ سرکاری ملازمین بعض اوقات اپنا وقت اور استعداد ذاتی جھگڑون مین کہوتے ہین اور اپنی خدمات کے کامون کو بھول جاتے ہین جیکسن صاحب نے اپنے ماتحت افسرون کی بدچلنی کے ثابت کرنے مین جو تکلیف اٹھائی اگر اس سے آدھی تکلیف وہ اس بات مین گوارا کرتے کہ وہ برٹش کی عہد وپیمان کو پورا کرتے اور اودھ کے الحاق سے اسکے بڑے بڑے آدمیون کو تباہ نہ ہونے دیتے تو اپنے اور اپنی قوم کے لئے بھلا کرتے لیکن جسوقت جیکسن اور گبنس آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگاتے تھے اسوقت گورنر جنرل کی فیاضانہ طبیعت بادشاہ کی شکایتون اور رنجون کے سننے سے غمزدہ ہوتی تھی بادشاہ فریاد کرتا تھا کہ لکھنؤ مین انگریزی افسرون نے اسکی اور اسکے کنبے کی بڑی تذلیل کی ہے کہ اسکے مال اسباب کو ضبط وضائع کیا ہے اور اسکے گھر کے ملتزمین اور اراکین کو خوار وذلیل کیا ہے۔

واجد علی شاہ کو بالکل مایوسی ہوئی کہ ان سفید رنگ آدمیون کی دست درازیون سے مین اپنی سلطنت کو بچا نہین سکتا اسلیئے اسنے سفر کا ارادہ کیا کہ انگلنڈ مین جاکر تخت شاہی کے قدمون کے تلے اپنا سر رکھہ کر داد فریاد کرے لیکن بادشاہ کے قوا جسمانی وباطنی ایسے قوی کب تھے کہ وہ اس سفر کی سختی کی برداشت کرتے وہ لکھنؤ سے تھوڑی دور چلکر مقیم ہوا کہ اسکا وزیر علی نقی خان آجائے وہ لکھنؤ مین انتظام جدید کی امداد کے لیئے ٹھیر الیا گیا تھا۔ کچھہ دنون کے بعد بادشاہ اور وزیر اور بادشاہی ملتزمین عورت مرد کلکتہ کی طرف منزل پیما ہوئے خشکی مین اول کچھہ منزلین طے کین پھر بحری سفر دخانی جہاز مین اختیار کیا۔ لارڈ کیننگ نے بادشاہ سے کہا کہ یہہ سفر ایسا مفرح ہوگا کہ بادشاہ کو سفر کی تکان ذرا نہ ہوگی آدھا مئی کا مہینہ ابھی گرمی چھکا تھا کہ بادشاہ کلکتہ مین آیا اور دریا کے کنارہ پر ایک مکان مین مقیم ہوا اس مکان مین بادشاہ کا دل ایسا لگا کہ اسنے یہان رہنے کو خلیج بنگال اور بحر مدیٹرینین کے سفر مین جانے سے بہتر جانا۔ اسکا ایلچی اور ...

بادشاہ کا سفر

دونو ملکہ معظمہ کے تخت کی قدمبوسی کے لیئے انگلنڈ روانہ ہوئے گورنمنٹ ہوم نے انکے جانے کے لیئے کوئی
مزاحمت نہین کی گورنر جنرل نے کہا کہ انکو جانے دو یہ مشن مغرب کی طرف گیا اور اپنی سلطنت
اودھ کی بحالی کی بڑی فضول تمنائین ساتھ لے گیا اسکی ہمت ان لوگون نے بندھوائی جو جانتے تھے
کہ اس کام مین بالکل کچھ نہین ہوگا۔ اس مقدمہ مین بڑی بے عنوانیان ہوئین آپس ہی مین فساد برپا ہوئے
اور اصل کام کی طرف توجہ نہین کی گئی اس مشن نے فقط اپنا خزانہ ہی برباد نہین کیا بلکہ جانون کا نقصان
بھی اٹھایا۔ بادشاہ کا بھائی اور اسکی مان دونو پیری لاچیس کے قبرستان مین دفن ہوئے۔ انگلنڈ مین
ملکہ معظمہ سے چند منٹ کی ملاقات ہوئی نذر پیش ہوئی بے نیل مرام مراجعت ہوئی ✽

بادشاہی کا مقدمہ مشن کے حوالہ کیا گیا اب بادشاہ کو جو یہان تکلیفین پہنچ رہی تھین انکی بجا شکایتین گورنر جنرل
کے روبرو پیش کین کہ انگریزی افسرون نے لکھنؤ کے شاہی محلون کو اصطبل اور کتے خانہ بنا یا ہے انہون نے
ناز پروردہ عورتون کو بادشاہ کی بیٹیون اور اسکے مصاحبین کو محلون سے نکالکر بے خانمان و بیکس بنا دیا
ہے خزانون کو توڑ کر روپیہ لوٹ لیا ہے خاندان شاہی کے ہر ہنچ کا مال اور اسباب نیلام کر دیا ہے اور بہت
ایسے برے کام کئے گئے کہ جنسے بادشاہ کے آدمیون کی ذلت و خواری و حیرانی ہوئی ہے اور انگریزون
کی عزت مین بھی بٹا لگایا ہے۔ بہت سے امیر و شاہی خاندان کے آدمی بادشاہ کے ساتھ کلکتہ مین تھے
اور بہت سے نادار بے تنخواہ لکھنؤ مین باقی تھے انکی مٹی پلید ہو رہی تھی بادشاہ کی طرف سے حسب سررشتہ
جو شکایتین پیش ہوئی تھین وہ بادشاہ کی تکلیف کو رفع کرنے کے لیئے کافی تھین مگر گورنمنٹ کی شان و عدل کا مقتضا تھا
کہ انکی تحقیقات ہو اور انکا انسداد ہو لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے چیف کمشنر کو لکھا کہ وہ فوراً ان الزامون کو جو بادشاہ
کے آدمیون نے افسرون پر لگائے ہین تحقیقات کر کے رپورٹ کرے لیکن جیکسن صاحب بر خود غلط ایسے تھے کہ
اس کام کو کوئی بڑا کام نہ سمجھے تمام کوشش کے جو باتین قابل اطمینان تھین گورنر جنرل نے خانگی اور
سرکاری طور پر چیف کمشنر کو تاکید سے لکھا ہے جو انگریزی قوم پر لکھنؤ کے قریبی شاہی دربار کے آدمی
لگا رہے ہین انکی شان کے بر خلاف ہو لیکن لارڈ کیننگ کو اپنی تحریر سے حسن نتیجہ کی امید تھی وہ نہ حاصل ہوا
۱۹ الغرض آخر کار گورنر جنرل نے صاف صاف لکھا کہ مین اس بات کو آپ سے چھپاتا نہین کہ اول سے
آخر تک جو طریقہ تم نے اس امر مین اختیار کیا اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوئی بادشاہ نے جو نالشین
دائر کی تھین انکو جواب شافی صفائی کے ساتھ دینے کے قابل تم نے گورنمنٹ کو نہین بنایا بلکہ سمجھا کہ اسکے

تم انہین سے بعض نالشون سے خبر بھی نہین ہوئے تم کو جاننا چاہیئے کہ گورنمنٹ کے پاس جواب دینے کے لیئے مصالحہ موجود نہین ہین تمہارے سارے جوابون کو بادشاہ کے خطون کے ساتھ پہلو بہ پہلو رکھکر دیکھتا ہون تو مین ہرگز اپنے تئین اس قابل نہین پاتا کہ یہہ کہہ سکون کہ عمارات جنکا بیان کیا گیا ہے مسمار ہوئی ہین اور کیون ہوئی ہین؟ اگرچہ بادشاہ کو ایک خاص جلوہ خانہ کی بابت اطلاع دی گئی ہے کہ وہ ڈھ رہا ہے بادشاہ نے ۴ ستمبر ۱۸۵۶ء کے خط مین لکھا ہے کہ چتر منزل مین گھوڑے اور کتے باندھے گئے ہین۔ بادشاہ کی اولاد کو دھمکیان دی گئی ہین کہ انکا وظیفہ بند ہوجائیگا تم مجھ سے کہتے ہو کہ جوابون مین تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ انکی تکمیل زیادہ ہوجائے اسلیئے مشکل سے مین یہہ خیالات کرتا ہون کہ یہہ معاملات تمہاری نظر سے نہ گذرے ہون مگر کوئی اور سبب بھی مین نہین جانتا کہ تم نے انکو کیون فروگذاشت کیا خواہ کچھہ ہی ہوا ہو تم نے جو کارروائی کا طریقہ اختیار کیا اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ بادشاہ سے ایسا برتاؤ برتنا پڑا جسکو ذلت تو نہین کہہ سکتے تھے مگر مکروہ ناسزا ضرور تھا۔ بادشاہ جو شکایتین کرتا تھا خواہ وہ سچی ہون یا جھوٹی وہ صاف صاف گورنمنٹ کے افسرون کے خلاف نہین گورنر جنرل بادشاہ کو یقین دلاتا تھا کہ جلد یہہ معاملات چیف کمشنر کی طرف رجوع کیئے جائینگے تو خاطر خواہ بادشاہ کو اسکی توجیہہ بتلادی جائیگی مین یہہ اعتبار کرتا تھا جسکے کرنے کا حق مجھکو حاصل ہے کہ چیف کمشنر اسکی ہدایتون کی اطاعت کریگا اور اپنا فرض ادا کریگا مگر اس بین مین نے بڑی غلطی کھائی اور بہت سی باتون مین شکست پائی جو قابل بیان بھی نہین وہ چیف کمشنر پر لکھنؤ مین ظاہر ہونگین اب کلکتہ گورنمنٹ انکو نظر انداز نہین کرسکتی یہ کوئی بات نہین ہے کہ یہہ الزامات جو بادشاہ کے بدنام طفیلیون نے برانگیختہ کیئے ہین اور وہ بالکل یا بالجبر سچے نہین ہین یا ناممکن خواہ وہ سیاہ ہون یا سفید ہون انکا جواب دینا چاہیئے ہے مجھے حیرت ہے کہ تم نے اس ضرورت کی قدر نہین جانی۔

چیف کمشنر اور گبنس صاحب اور اومینی صاحب آپس مین لڑتے رہے اور خاندان شاہی کی شکایتون اور نالشون پر متوجہ نہ ہوئے آخر کو لارڈ کیننگ کو یہہ معلوم ہوگیا کہ جس چیف کمشنر کو مین نے انتخاب کیا تھا وہ غلط تھا صوبہ اودھ کے لیئے یہہ بہتر ہوگا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ وہان سے علیحدہ کیا جائے +

ابھی لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ ہوس مین قدم رکھا ہی تھا کہ ایران کے ساتھ پرخاش کی نحوست کا آغاز ہوا حقیقت مین انکو اس لڑائی سے صرف سروکار نہ تھا پچاس برس ہوئے کہ ایران کا ہندوستان کی گورنمنٹ سے

ایران کے ساتھ لڑائی

یہہ تعلق تھا کہ مالی جوابدہی کمپنی کے ذمے تھی عملی امداد گورنمنٹ کے ذمے اور پولیٹکل معاملات شاہی گورنمنٹ کے فورین آفس سے متعلق تھے اور ایران مین سفیر پادشاہ انگلنڈ مقرر کرتا۔ لارڈ کیننگ کے زمانہ مین بھی یہی تعلقات تھے کہ برطانیہ اعظم کی جنگ ایران کے ساتھ شروع ہوئی۔

ہرات

پولیٹکل ایمان کا یہہ بھی ایک جملہ تھا کہ ہرات ایک آزاد مملکت ہے اسکی آزادی کے سبب انڈین ایمپائر کی نجات ہے جب افغانستان پر انگریزی سپاہ نے قبضہ کیا ہے اور برٹش افسرون نے دروازہ ہند پر دولت کو لٹایا ہے تو یہہ بات ٹھیری تھی کہ سدوزئی شاہ کامران ہرات کا فرمان روا ہے لیکن اسکا وزیر یار محمد ہمیشہ ایران کی طرف اپنا دل لگائے رکھتا تھا اور دھمکاتا تھا کہ مین اپنے تئین ایران کے حوالہ کرتا ہون۔ جب انگریزی سپاہ نے افغانستان کو خالی کیا تو یار محمد نے سدوزئی کی برائے نام بادشاہی سے اپنے تئین آزاد کرکے خود فرمان روائی شروع کی اس نے دس برس تک اچھی طرح سلطنت کی اسکے مرنے کے بعد اسکا بیٹا جانشین ہوا وہ فرمان روائی کی لیاقت نہین رکھتا تھا جب اسکو خوف معلوم ہوا تو اسنے ہرات کو ایران کے حوالہ کردیا۔

سنہ ۱۸۵۲ع مین ایران کی سپاہ ہرات پر چلی یہہ بیان کیا گیا کہ یار محمد کے مرنے سے ہرات مین بدنظمی ہوگئی تھی اسکے انتظام کے لئے لشکر ایران گیا تھا مگر آخرکار اصل مقصود اس مہم کا ظاہر ہوگیا اور ایران کا ایک صوبہ ہرات ہوگیا برطانیہ اعظم نے ایران کو دھمکایا کہ وہ اپنی سپاہ کو واپس بلائے اور معاہدہ کرے کہ ہرات ہمیشہ آزاد رہے گا بمجبوری ایران کو ہرات سے اپنی سپاہ ہٹانی پڑی اور معاہدہ کرنا پڑا کہ ہرات آزاد رہیگا لیکن اس سے طہران مین سفارت انگریزی پر بدگمانی پیدا ہوئی اور دونو سلطنتون مین پرخاش کا ہونا وقت کا منتظر تھا۔

[illegible]

مگر جب کریمیا کی لڑائی ختم ہوئی اور روسیون کا قبضہ ایشیا مین قرض پر ہوا تو ایران نے برٹش کے ساتھ دوست رہنے مین اپنا فائدہ نہ دیکھا روسیون کا دامن پکڑا ۱۸۵۵ع مین سفارت انگلشیہ پر ایسی لعنذتی ہوئی کہ مسٹر مری صاحب سفیر انگلشیہ ترکستان کی سرحد مین چلے گئے اسی زمانہ مین یہہ سانحہ رونما ہوا کہ ہرات مین سرکشی ہوئی۔ ہرات کا فرمان روا یار محمد کا بیٹا مارا گیا اور اسکی جگہہ یوسف خان جانشین ہوا جو سدوزئی شاہی خاندان مین شاہ کا بھتیجا تھا۔ اگرچہ یوسف خان مین فرمان روائی کی کوئی لیاقت نہ تھی مگر وہ پہلے فرمان روا سے گیا گذرا بھی نہ تھا۔ پہلے فرمان روا کے قتل مین کہتے ہین کہ شاہ ایران کی سازش تھی

واقعات کے پیش آنے سے مستفید ہونے کا شائق تھا۔ جب سے کہ افغانستان میں برٹش نے امیر دوست محمد خان کو
سلطنت پر بحال کیا تھا تب سے اس پیرانہ سال امیر کی چستی چالاکی ہوشمندی و اولوالعزمی کا اقتضا یہہ تھا کہ وہ اپنی
پہلی مملکت کو مستحکم کرے اور مغرب کی طرف اپنی سلطنت کے اور بڑھانے میں سرگرمی کرے ایسی علو حوصلگی پر
اسکی اپنی سلطنت کی سلامتی تھی ایران کے دعوے بڑے بڑے تھے اسکا ہرات ہی پر کچھ حصر نہ تھا اب اس نے
قندھار میں بھی اپنی دباغت پیدا کر لی تھی اسپر بھی دانت مارنے کی نیت تھی اس میں شبہ نہیں کہ ایران کو افغانستان
کی فتح کا ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر اس میں وہ اپنا رعب داب پیدا کرنا چاہتا تھا۔ شاہ ایران نے خود درخواست
کی تھی کہ وہ اپنے کل ملک کی صورت سلطنت ایسی بنا لے کہ وہ ایران کی حراست میں معلوم ہونے لگے۔
اب امیر کے لیئے وقت ایسا آن پہنچا تھا کہ وہ اپنے زبردست ہاتھ کو پھیلا کر افغانستان کو بالکل آزاد کر لے
۱۸۵۵ء میں اسکا سوتیلا بھائی قندھار کا فرمانروا کہن دل خان مر گیا تو اسنے قندھار کو کابل کی حکومت
میں داخل کر لیا۔ ایران کی گورنمنٹ کو یقین ہوا یا اسنے اس یقین کرنے کا بہانہ بنایا کہ امیر ہرات کی فتح کو بھی اپنے
سکیم میں داخل کریگا۔ اس زمانہ میں امیر کا ارادہ یہہ تھا مگر ایرانیوں نے اپنی افزون ستانی کے لیئے شعبدہ
بازی کی کہ اپنی محافظت خودمختاری کے لیئے اور دہشت سے بچنے کے لیئے ہرات پر قبضہ کرنے کو ضروری جانا ہرات
کی اندرونی حالت بھی اسوقت ایسی تھی کہ جس سے اس کام کے لیئے انکی ہمت کو اور بھی تقویت ہوئی اور دوست محمد خان
کی چالوں کو دیکھکر انہوں نے ان معاہدوں کو بالاے طاق رکھا جو ۱۸۵۳ء میں برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہوا تھا
کہ ہرات آزاد رہے گا اور ہرات پر ایک سپاہ کو روانہ کیا مگر اسکا وہاں خیر مقدم نہیں ہوا۔ امیر کابل کی پولیٹکل
تبدیلیوں کے اور ہرات میں خود مخالف انقلابات سے ہرات کے برائے نام فرمانروا نے ایران سے استعانت
چاہی لیکن جب اسنے دیکھا کہ ہرات کے بڑے بڑے سردار اہل سنت ایران کے شیعیوں کی استعانت چاہنے
سے بیزار ہیں تو اسنے انگریزی جھنڈوں کو بلند کرنا چاہا اور دوست محمد خان کو بھی امداد کے لیئے بلایا۔ سدوزئی
شہزادوں کی بے ایمانی نمایاں تھی اسکے اپنے ہی آدمی اسپر اعتبار نہیں کرتے تھے۔ ایرانی ہرات کو گھیرے ہوے تھے
اور یہہ خوف تھا کہ یوسف خان ہرات کو دغا بازی کر کے اہل ایران کو دیدیگا اسلیئے یہہ بات آسان تھی کہ ایک گروہ
اسکے مخالف کھڑا کیا جائے سو عیسی خان نے جو اسکا مدار المہام تھا اسکو مقید کر کے دشمنوں کے کیمپ میں بھیجدیا
اور اسکے ساتھ ایک خط اس مضمون کا لکھکر بھیجدیا کہ اب ہرات میں اسکا کچھ کام نہیں اہل ایران جو چاہیں اسکا
حال کریں۔

جب ان واقعات نے یہان تک ترقی پائی تو لارڈ کیننگ کو وسط ایشیا کے پولٹکل معاملات کی طرف
توجہ کرنے کی تکلیف دی گئی یہہ نیا گورنر جنرل ان معاملات کی پیچیدگیون کا پھیلنا اپنے لئے وبال جان جانتا تھا
وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلنڈ ایران سے لڑائی خود بغیر میرے کسی دخل و مشورہ کے شروع کریگا اور اسکے ختم کرنے کے
لئے سارا کام مجھے کرنا پڑیگا اسکو اسطرح کام کرنا بڑا تلخ و ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ اسنے اگست مین ۱۸۵۶ء مین
پریسیڈنٹ کو لکھا کہ میری اپنی آسائش و آرام کی امید قریب المرگ ہوگئی ہین ان گران قیمت بے شان و شوکت
لڑائیون پر جو غور کرتا ہون تو مجھے انسے ایسی نفرت پیدا ہوتی ہے کہ مین اسکا بیان نہین کرسکتا مین مثل اپنے سابقین کے
اپنے سچے دل سے صلح جو ہون مگر انکے ظالم مایوسیون سے عبرت پکڑ کر انہون نے کہا کہ مین ایران کے سزا دینے
مین ناحق جلدی نہ کرونگا اس لیئے مین نے انگلنڈ مین اپنا مستحکم و مستقل عزم کیا تھا کہ مین کسی مخالف یا مرعوب
حالتون کے سبب غیر ضروری جنگ کے لیئے آمادہ نہین ہونگا آپ خائف ہین کہ ناحق ایران کی سرزنش مین جلدی
نہین کرونگا اگر شاہ ایران ہگلی پر دخانی جہازون مری صاحب سمیت آجایگا تو بھی مین صلح کو جب تک قائم رکھونگا
کہ آپ کی ہدایتین میرے پاس پہنچین" وہ صرف یہی نہین چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف سے حملہ آوری
کی زیادتی ہو وہ ہر ایک بیہودہ ڈپلومیٹک جھگڑے سے بچنا چاہتے تھے جو آیندہ انکی گورنمنٹ کے حق مین
وقت اٹھانے کا سبب ہو انکو وسط ایشیا کے پولٹکس سے نہایت نفرت تھی وہ زمانہ گذشتہ سے عبرتناک
سبقون کو یاد رکھتے تھے انہون نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے ایک آدمی افغانستان
مین نہین بھیجین جب انگلنڈ کے وزرا نے انکو لکھا کہ وہ دوست محمد خان کو عطیات عطا کرکے اپنا موثر
دوست بنائین کہ وہ قندھار کی طرف سے خوشی و مستعدی سے ہرات کو پر آ حملہ بنائے جب پچھلے زمانہ مین
انکے پاس یہہ ہدایتین آئین کہ دوست محمد خان کو روپیہ اور ہتھیار دے دین اور انکو یہہ اختیار دیا جاتا ہے
وہ کوئی مشن ہرات کو بھیجین تو اس دوسری بات سے وہ بڑے جھجک و چکر مین آئے انہون نے لکھا کہ مین
ہرات مین انگریزی افسرون کے بھیجنے سے کوئی مقصد نہ رکھونگا۔ اس مطلب کے لیئے ہم وہان کا حال
ایسا کم جانتے ہین کہ مشن بھیجنے کو بجا نہین جانتے اگرچہ اس مین بڑی جوکھون ہے ملک کو تو جیسا سمجھتے
فقط یہی ہے انہین ہی ڈر ہین جو ہین ہمارے افسر انسے نہ کوئی مدد نہ کوئی عہد لے سکتے ہین اسلیئے کہ
ہم خود تو ہرات کو سفر کرتے نہین جو کچھ وہان امیر کام کریگا اسکے ایمان پر ہم کوئی توقع نہین کرسکتے" لارڈ کیننگ کے
ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان تدابیر کو اختیار کرنا نہین چاہتے تھے جو انکو بتلائی گئی تھین۔ مگر جب

ہوم گورنمنٹ نے ایران کے ساتھ لڑائی لڑنے کے اشتہار دیدینے کا ارادہ مصمم کرلیا تو لارڈ کیننگ افغانستان
عدم مداخلت کی پولیسی کو برقرار نہین رکھ سکتے تھے ابھی سال شروع ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کے شکستہ ہونے سے
پہلے خلیج فارس کی مہم کی تیاری کا حکم ہوچکا تھا ہوم گورنمنٹ کے یہہ احکام تھے کہ بمبئی مین ساری تیاریان
خلیج فارس مین بحری و بری لشکر کے بھیجنے کی کی جائین مگر یوروپ مین بعض ایسے ڈپلومیسی کے کام تھے کہ
جس مین اس مہم مین جلدی نہین کی گئی سپتمبر کے آخر مین ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے سیکرٹ کمیٹی کے ذریعہ سے
ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ ڈائرکٹرز کو ہدایتین بھیجی ہین کہ کس طرح بحری سفر ہون اور کیونکر لڑائی کا آغاز
ہو پہلے اکتوبر سنہ ۱۸۵۶ع کی آخر تاریخ کو یہہ ہدایتین گورنر جنرل پاس کلکتہ پہنچین پہلی نومبر کو جنگ کا اشتہار دیا گیا
اسی تاریخ کو بمبئی کے گورنر لارڈ الفنسٹن اور کمانڈر جنرل پاس ہدایتین اس مہم کے باب مین بھیجی گئین اب اس
مہم کی سپہ سالاری کے لئے بہت سے نام بڑے بڑے نامورون کے پیش ہوئے انمین جنرل ونڈھم کا نام
بھی تھا جنہون نے کریمیا کی لڑائی مین بڑے دلاورانہ کام کیئے تھے اور وہ دنیا کے ہر حصہ مین دلیرانہ کام
کرنے کو مستعد تھے انکی تقرری پر لارڈ کیننگ نے یہہ اعتراض کیا کہ اگرچہ انکا تقرر انگلنڈ مین عام پسند ہوگا
لیکن یہان بادشاہی اور کمپنی کی فوجین مخلوط ہین اسکے لیئے یہہ امر اہم ہے کہ کمانڈر کے ساتھ ماتحت افسر
بکمدل ہوکر کام کرین مگر اس بات کا ہونا غیر متعارف کمانڈر کے واسطے بہ نسبت متعارف افسر کے زیادہ مشکل
ہے کمانڈر کو چاہیئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو جب وہ ایک سپاہ عظیم کو دشوار گذار
اور نامعلوم ملک مین لے جاتا ہو تو وہ چاہیے کہ اسکی اساس و طینت و جزئیات سے آگاہ ہو کہ وہ کن
کامون کو کرسکتی ہے اور کن کامون کو نہین کرسکتی ہے یہہ بات انگلنڈ سے تازہ وارد ونڈھم کو نہین
حاصل ہوسکتی ہے اگر کوئی بڑی لشکر کشی ہوتی تو کمانڈر انچیف جنرل این سن بھیجا جاسکتا لارڈ کیننگ نے یہہ مستقل ارادہ کرلیا
تھا کہ ایسا انتظام کیا جاتے کہ ہر کی حالت مین سپہ سالار انڈیا سے بھیجا جائے مگر انکو ایسے سپہ سالار کی انتخاب
مین دقت پیش آئی تو انہون نے جان لارنس سے مشورہ لیا تو انہون نے صلاح دی کہ انکا بھائی ہنری لارنس
بھیجا جاتے اسپر لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ ملکی انتظام کی لیاقت بڑی رکھتے ہین مگر میدان جنگ مین
سپاہ کو لڑانے کا تجربہ انکو نہین ہے پھر سٹدنی کوٹن کا نام لیا گیا اسپر جان لارنس نے اعتراض کیا اور
کہا کہ اگر آپ میرے بھائی کو نہین بھیجتے تو اوٹرم صاحب موجود ہین جرنیل جیکب کا نام بھی سپہ سالاری کے
لیئے لیا گیا پنجاب و کلکتہ ہی مین کمانڈر کی تجویز کے لیئے صلاح و مشورے نہین ہورہے تھے بلکہ بمبئی مین بھی یہہ

انتخاب سپہ سالاری

سوال پیش تھا۔ مہم کی تیاری کا آغاز اور اسکا اہتمام و انتظام بمبئی کے حوالہ ہوا تھا۔ زیادہ تر بمبئی ہی سے سپاہ خلیج فارس مین روانہ ہونے کو تھی اسلیئے لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے جنرل سٹاکر کو جو بڑے شجاع نیک سیرت تھے کمانڈری کے لیئے تجویز کیا اور لارڈ کیننگ نے انکو منظور کیا مگر انگلنڈ مین یہ تجویز ہوئی کہ کرنیل اوٹرم کمانڈر مقرر ہون جو بیماری کی رخصت سے مین لیکر انگلنڈ مین ضعیف و ناتوان ہو رہے تھے جب انکو ایران کی مہم کی سپہ سالاری کا مژدہ سنایا گیا تو وہ خوشی کے مارے ایسے تازہ و توانا ہو گئے جیسے کہ بوڑھا گھوڑا لڑائی کی بو سونگھ کر اور ہتھیارون کی جھنکار سنکر ہوتا ہے۔ اس جنگ کی شوق مین وہ اپنی بیماری کو بھول گئے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ وہ ۲۶۔ دسمبر کے جہاز مین ہندوستان کو مراجعت کرینگے اور بہ اس مہم مین کام کرنا اودھ مین کام کرنے سے زیادہ مفید ہوگا وہان تو کام اچھی طرح چل رہا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اوٹرم صاحب کو لکھا کہ مجھے آپکے تندرست ہوجانے سے بڑی خوشی اور مہم ایران مین کمانڈری کی مسرت حاصل ہوئی اس جنگ کی بابت آپ کی رائے کیا ہے تو انہون نے لکھا کہ اس جنگ مین طول نہین ہوگا سواحل بحری پر کچھ لڑائیان ہونگین اور پھر صلح ہوجائیگی مین اپنے پرانے عہدہ رزیڈنٹی پر اودھ پر واپس آجاؤنگا۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگرچہ اودھ مین بالکل امن ہی اسکی مرفہ حالی بڑھتی جاتی ہے لیکن پھر بھی مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ آپ اپنے عہدہ کا چارج لینگے ٭

جب سٹاکر صاحب بمبئی سے پہلے ڈویژن کو خلیج فارس مین لے جاکر رزم آرائی کامیابی کے ساتھ کر رہے تھے کہ شروع سال ۱۸۵۷ء مین جیمس اوٹرم صاحب بمبئی مین آگئے اور دوسرے ڈویژن سپاہ کے لیے جانے کی تیاریان کرنے لگے دربار طہران کو فقط یہہ مہم بحری ہی نہین خوف دلا رہی تھی بلکہ ڈپلومیسی اس ملک مین اسکو خوف دلانے کا سامان تیار کر رہی تھی جو انڈیا اور ایران کے درمیان واقع ہے۔ لارڈ کیننگ گو سال گذشتہ مین وسط ایشیا کی پولیسی سے استکراہ رکھتے تھے مگر اب وہ بہہ تن اسکی طرف متوجہ تھے امیر کابل کی دوستی سے مستفید ہونا چاہتے تھے اب مشکلین صلح سے آسان نہین ہوسکتی تھین لڑائی کا اشتہار دیا جاچکا تھا ہرات کو ایرانیون نے لے لیا تھا امیر دوست محمد خان برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کرنے کی تمنا مین ظاہر کرچکا تھا۔ اب سوال یہہ تھا کہ دونو کے ساتھ معاملہ کس طرح کیا جائے اس مین بڑا اختلاف رائے تھا۔ لارڈ کیننگ اس باب مین یہہ رائے رکھتے تھے کہ اس مین تھوڑا کام کرنا بہ نسبت بہت کام کرنے کے بہتر ہوگا اور یہہ تھوڑا کام بھی عین ضرورت کے وقت کیا جائے اس سے ایک دن پہلے نہ کیا جائے۔ افغانون کے ساتھ

پہلی لڑائیون کے واقعات کی ہیبت ابھی انگریزون کے دلون سے باہر نہین گئی تھی اسلیے وہ افغانستان سے پھر معاملات بڑے سوچ بچار سے کرنا چاہتے تھے کہ ایران پر افغانستان کی طرف سے حملہ کس طرح کیا جائے جو ہرات پھر دوبارہ ملجائے ۔

امیر دوست محمد خان سے دوستانہ پیغام سلام ہو رہے تھے انگریزون نے امیر کی ان خطاؤن کو معاف کر دیا تھا جو اسنے اپنی سپاہ کو سکھون کے ساتھ ملکر انگریزون سے لڑنے کے لیے بھیجا تھا اور ۳۰ مارچ ۱۸۵۵ء کو جان لارنس اور غلام حیدر خان کی ملاقات مین دوست محمد خان اور سرکار کمپنی کے مابین مصالحت و موالفت کا عہدنامہ ہوگیا تھا جسکا ذکر ہم پہلے لکھ چکے ہین ۔ سر ہربرٹ اڈورڈس کمشنر پشاور کی حسن تدبیر سے یہہ تجویز ہوئی کہ پشاور مین کونفرنس مین امیر بلایا جاتے ۔ امیر راضی ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ کے نائب مقام سے وہ بالمشافہ ملاقات کرکے اتحاد وداد کے معاملہ کو طے کرے ۔ اگرچہ جان لارنس کو یقین نہین تھا کہ امیر آئیگا اور اگر آئیگا بھی تو اسکے ساتھ ملاقات کا نتیجہ کچھ نہین ہوگا مگر انہون نے اپنے عالی دماغ رفیقون خصوصاً نیک تدبیر دوست ہربرٹ اڈورڈس کی صلاح کو منظور کرلیا اور ملاقات کی تیاریان کین ۔

امیر نے دعوت کو قبول کیا اور وہ اپنے دو بیٹون اور بعض چیدہ مشیرون اور منتخب سپاہ کے ساتھ جمرود آیا اور نئے سال کی پہلی تاریخ کو درہ خیبر مین اس سے برٹش کمشنرون نے ملاقات کی لارنس و اڈورڈس کوٹلی اور دیگر انگلش افسرون نے پیرکہن سال امیر کے چہرہ کو دیکھا کہ داڑھی سفید ہے اور بشرہ وجاہت امارت و فراست کیاست و شستگی چستی چالاکی برستی ہے ۔ اسنے بڑی خوشی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ برٹش افسرون کا استقبال کیا یہہ صرف رسمی ملاقات ہوئی دو دن بعد امیر پشاور مین بازدید کے لیے آیا ۔ اس کی تعظیم و تکریم کے لیے ایک میل مین انگریزی سپاہ دو رویہ کھڑی ہوئی سات ہزار سے کچھ زائد سپاہ ایستادہ تھی امیر پر اور اسکے مشیرون پر اسکا بڑا اثر پڑتا تھا ۔ رسم کے موافق مراتب ملاقات ادا کیے گئے ۔

۵ جنوری ۱۸۵۶ء کو امیر جمرود مین خیمہ زن ہوا اور وہان جان لارنس اور اڈورڈس اور میجر لمسڈن امیر سے ملاقات کو گئے دوست محمد خان کے پیچھے ان کے بیٹے اور چند چیدہ سردار داہنی طرف ایستادہ تھے ۔ امیر نے جو ہرات مین بالفعل فساد برپا ہو رہا تھا اسکی توضیح کی اسنے بیان کیا کہ ہرات کی فتح کرنے کا میرا ارادہ نہین ہے ایرانیون نے جو ہرات کی طرف حرکت کی ہے اسکے معنی یہہ ہین کہ وہ قندھار کی طرف آتے ہین اس لیے راست راست یہہ بیان کیا کہ ہرات کے فتح کرنے کا شوق مجھے بہت ہے اگر خدا کی اور انگریزون کی مرضی

ہوئی تو مین ہرات کو ایرانیون سے چھین لونگا مجھے خدا و رسول کی قسم ہے کہ اگر ساری دنیا میری دشمن ہو جائے
تو بھی مین انگریزون کا دوست رہونگا - انگریز خلیج فارس کی طرف سے حملہ کرین اور مجھے روپیہ اور ہتھیار دین
تو مین ہرات کی دیوارونکی بنیاد کو اکھیڑ کر پھینک دونگا اسکے برجون کو اڑا دونگا اور بسترشیر اسکو لے
لونگا اور ملک مین وہ آگ روشن کرونگا کہ سارے ایرانی اس مین جلکر بھسم ہو جاینگے میرے حکم سے
ایرانیون کے برخلاف سارے ترکمان اور ازبک میرے ساتھ متفق ہو جاینگے -

جب جان لارنس اور دوست محمد خان کی آپس مین یہہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک سوار گورنر جنرل کا خط لیکر
آیا جو پہلے ایک دن آیا تھا اس مین لارڈ کیننگ نے جان لارنس کو یہہ لکھا تھا کہ پانچ ہزار سپاہ کی کمک
بہت جلد جہان تک ممکن ہے خلیج فارس کو بھیجی جائیگی اور شرائط صلح مین جو ایران سے ہونگین ایک شرط یہہ
بھی ہوگی کہ وہ ہرات سے اپنی سپاہ کو ہٹا لے اور پھر آیندہ ہمیشہ کے لیئے افغانستان مین مداخلت کرنے
سے ہاتھ اٹھا لے پیغام کے آخر مین لکھا ہوا تھا کہ ان الفاظ کو بہتر طور پر آپ کام مین لائین مگر ابھی انکے بہتر
طور پر کام مین لانے کا وقت نہین آیا تھا اسلیئے جان لارنس نے امیر سے فقط یہہ کہا کہ خلیج فارس مین
سپاہ کی کمک جلد روانہ ہونے کو ہے باقی الفاظ کو انہون نے اور وقت و موقع کے لیئے مخفی رکھا اس
اول ملاقات مین جان لارنس کا یہہ ارادہ تھا کہ زیادہ تر امیر کے سارے ارادون اور خیالات کو معلوم کرین
اور اپنی گورمنٹ کی نسبت و ارادون کو مخفی رکھین انہون نے کسی قسم کے وعدے اور قول وقرار نہین کیئے
انہون نے ان مشکلات پر اطلاع دی جو افغانستان کے فرمان روا کی راہ مین موجود ہین اور انہون نے پوچھا کہ وہ
وسائل اور خزانہ بیان کیجیئے جو امیر مشکلات کو رفع کرنے کے لیئے اپنے اختیار مین رکھتا ہے اور
انگریزون سے جو وہ اعانت چاہتا ہے اسکا اندازہ بیان کیا جائے لیکن ان باتون کا بتلانا جبتک
امیر اچھی خوب غور و تامل نہ کر لے آسان نہ تھا امیر نے اپنے سوچنے کے لیئے مہلت چاہی اور کہا کہ دوسری
ملاقات مین اس باب مین اپنے خیالات ظاہر کرونگا بس اب آج کی ملاقات ختم ہوئی -

۲ جنوری کو دوست محمد خان اپنے بیٹے اور اپنے صلاح کارون کے ساتھ برٹش کیمپ مین آیا اور چیف کمشنر کے
خیمہ مین کانفرنس ہوئی جان لارنس نے اپنا وہی پرانا طریقہ دریافت کرنے کا جاری رکھا اور اول ہی امیر کو یاد
دلایا کہ وہ اپنے تمین ارادون اور خیالات سے پوری طرح اطلاع دے اور اس معاملہ مین اس افغان
کہن سال سے استقلال کی درخواست کی اور مشکل سے امیر سے قول وقرار حاصل کیئے آخرکار امیر نے

بیان کیا کہ موسم کی کیفیت یہہ ہے کہ ہرات کی طرف مین سفر نہین کر سکتا دو مہینے کے بعد نئی گھاس اگیگی
اور کھیتی ہری ہوگی تو کمسریٹ کا انتظام جس مین بڑی دشواری نہین ہوگی انتظام کیا جائے گا تو سپاہ کے
لیئے رسد بلیگی مین ایک کولم سپاہ کا بلخ سے اور دوسرا قندھار سے بھیجونگا اپنی سپاہ کا شمار بتلایا کہ ۲۹ ہزار
سپاہ اور ساٹھ توپین موجود ہین اور انکی فزایش پچاس ہزار سپاہی اور سو توپون تک ہوسکتی ہے چار پانچ ہزار
حصہ سپاہ کے اور تقریباً کل توپین ہرات پر چڑہائی کر سکتی ہین اگر آپ کہین کہ اور زیادہ سپاہ کرو تو مین
آپ سے زیادہ لونگا اور اگر آپ کہین گے کہ کم سپاہ کافی ہوگی تو مین کم لونگا مین نے اپنی راے بتا دی
آپ صاحب مجھ سے بہتر ایران کا حال جانتے ہین جب امیر سے امداد کی مقدار بتلانے کا تقاضا کیا گیا تو
امیر نے کہا کل صبح کو میرا بیٹا اعظم جاہ آپ صاحبون کی خدمت مین حاضر ہوگا اور وہ امداد مطلوبہ کے
حال سے بالتفصیل اطلاع دیگا پھر آپ اسکا فیصلہ فرما دینگے ۔

پس کونفرنس ختم ہوئی دوسرے دن صبح کو امیر کے بیٹے مع چند وزیرون کے جان لارنس کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور انکے سامنے انہون نے بالتفصیل افغانستان کی مالی حالتون کو اور سلطنت کے جنگی مخارج کو
اور اس امداد کے تخمینہ کو بیان کیا جو اسلیئے درکار ہوگی کہ افغانی ایرانیون کو ہرات سے نکال دین اور اپنی زمین
اور حملہ آورون سے بچالین انہون نے چوبیس لاکھ روپیہ سالانہ جب تک لڑائی ختم ہو امداد طلب کی اور
پچاس توپین اور آٹھ ہزار بندوقین اور بہت سا سامان جنگ طلب کیا انگلش گورنمنٹ جو امداد دینی چاہتی
تھی اسسے بہت زیادہ امداد مانگی گئی اور بظاہر وہ اصلی ضرورت سے بہت زیادہ طلب کی گئی یہہ سوال
مبارک نہ تھا افغان ہرات جانے کے لیئے بڑے سرگرم تھے اگر وہ مملکت مین خاموش بیٹھے رہتے تو ایرانی
فرح پر قبضہ کر لیتے البتہ یہہ فیصلہ کرنا انگریزون کے اختیار مین تھا کہ کوئی چال افغانون کی طبیعت اور
سیرت کے موافق چلی جائے کہ جس سے ایک زبردست پیش قدمی وہ ہرات پر کر سکین جان لارنس نے کہا کہ
اگر فقط ڈفنسو پولیسی (محافظت کی پولیسی) اختیار کی جائے تو افغانون کو امداد کی کسقدر ضرورت ہوگی تو
سردارون نے کہا کہ ہم اس بات کا جواب بغیر امیر سے صلاح لینے کے کچھ نہین دے سکتے پس مجلس مشورہ
برخاست ہوئی دوسرے دن پھر یہہ سردار آئے انہون نے بیان کیا کہ چار ہزار بندوقین دی جاوین
اور آٹھ ہزار آدمیون سپاہ کی تنخواہ کے لیئے روپیہ دیا جائے جنمین سے آدھی سپاہ قندھار مین اور آدھی سپاہ
بلخ مین کام کریگی مگر افغانون کو مہمات عظیم کرنے کا شوق تھا ایک افغان نے ہربرٹ اڈورڈس کے کان مین

کہا کہ افغانون اور ایرانیون مین فقط دنیاوی عناد نہین ہے بلکہ شیعہ اور سُنّی ہونے کے سبب سے ان مین عناد دینی بھی ہے اب کچھ اور گفتگو کے لیئے باقی نہ تھا افغانون نے اپنی درخواستون کو بیان کر دیا تھا اور انگریز جنٹلمینون نے کہا کہ وہ اپنی گورنمنٹ سے یہہ سارا حال فوراً بیان کر دینگے -

اب ٹیلیگراف کے تارون کو پھر حرکت دی گئی گورنر جنرل سے کلکتہ مین دونو ملاقاتون کے حالات بیان کیئے گیئے اسکا تحریری جواب جان لارنس کو پشاور بھیجا گیا - جان لارنس نے بھی ان ملاقاتون کا مفصل حال لکھکر اسکے ساتھ اپنی یہہ راے شامل کرکے گورنر جنرل پاس بھیجدی تھی کہ ہرات کے محاصرہ کے واسطے امیر کو زیادہ امداد نہ دی جاے چار ہزار بندوقین جو وہ مانگتا ہے دی جایئن اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک دیا جاے کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے اسکے جواب مین گورنر جنرل نے فوراً تار پر جواب بھیجا کہ آپ امیر سے کہدین کہ یہہ شرائط منظور کی گئین کہ چار ہزار بندوقین اور بارہ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک کہ انگلنڈ اور ایران مین لڑائی رہے دیا جائے - یہہ پیغام ۲۳ جنوری ۱۸۵۷ء کو آیا تھا - دوسرے دن صبح کو جان لارنس اور اڈورڈس دونو دوست محمد خان کے کیمپ مین گئے اور اس سے برٹش گورنمنٹ کے ارادے اور خیالات ظاہر کیئے گئے - امیر نے یہہ منظور کر لیا کہ وہ ہرات پر چڑھائی نہین کریگا اور اور شرائط کو جو نرسیم کی گئی تھین منظور کر لین لیکن ایک شرط یہہ بھی تھی کہ ایک انگریزون کا گروہ کابل بھیجا جائے یہہ شرط اسکو ناپسند تھی - جب اس شرط پر مباحثہ ہوا تو امیر نے کہا کہ اگر انگریز کابل مین جایئنگے تو افغان انکے دیکھنے کے متحمل نہ ہونگے گلا کاٹنے کو تیار ہونگے - یہہ بڑا احتمال خیال تھا جان لارنس نے پوچھا کس طرح سے ان دونو قومون مین دوستی کی بنیاد مستحکم ہوگی جبکہ ایک ملک مین ایسے شبہات اور عداوتین کبھی سوتی نہین - انگریز جو چاہتے ہین وہ یہہ بات نہین ہے کہ اپنی اپنی اغراض کے وقت عارضی دوستی افغانون سے ہو جائے بلکہ وہ اتحاد و داد چاہتے ہین کہ جسکی بنا طرفین کے اعتماد اور ادب مبنی ہو لیکن امیر دوست محمد خان افغانون کے حال کو خوب جانتا تھا اسنے جو کچھ کہا اسکو سب انگریزون نے سچ جانا اسلیئے انگریزون کا کابل مین جانا موقوف رہا صرف قندھار مین انکا جانا ٹھیرا -

۲۶ جنوری ۱۸۵۷ء کو تار کے ذریعہ سے عہدنامہ کی ساری دفعات کی منظوری گورنر جنرل کو کی گئی اور مہر اور دستخطون کے لیئے عہدنامہ تیار ہوگیا دوست محمد خان کے خیمہ مین اسکی تکمیل کے لیئے دربار ہوا عہدنامہ فارسی اور انگریزی مین لکھا گیا تھا وہ پکار کر پڑھا گیا - اس عہدنامہ کے موافق امیر نے وعدہ کیا کہ وہ

اٹھارہ ہزار سپاہ رکھیگا انگریزی افسرون کو اجازت دیگا کہ وہ کابل قندھار یا بلخ مین جہان افغانی سپاہ مقیم ہون قیام کرین - انگریزی وکیل کابل مین رہے اور افغانی سفیر کلکتہ مین رہے اور جنگ کے درمیان جو ایران اور ایران کے دشمنون کی تجاویز امیر کو معلوم ہون انکی اطلاع وہ برٹش گورنمنٹ انڈیا کو دے اور اس کے عوض مین انگریزون نے یہہ اقرار کیا کہ جب تک ایران کے ساتھ انگلنڈ کی لڑائی رہے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ امیر کو دے اور چار ہزار بندوقین دے اور جو انگریزون کے ساتھ امیر نے خطائین کین ہین ان سب کو وہ بالکل معاف کرکے فراموش کرے اور امیر سے کہا گیا کہ برٹش افسر فقط قندھار ہی اول جائینگے جس سے امیر کو بڑا اطمینان ہوا - طرفین سے عہدنامہ پر دستخط و مہر ہوگئے - گورنر جنرل کی طرف سے یہہ تار آیا کہ سر جان لارنس دوست محمد خان سے یہہ بیان کردین کہ گورنر جنرل کو امیر کی راست معاملگی سے درست فہمی سے جنپر معاملات کی بنا رکھی گئی بڑا اطمینان حاصل ہوا مین امیر کی صحت اور درازی عمر کی تمنا رکھتا ہون اور مجھے افسوس ہے کہ مین امیر سے ملاقات نکرسکا امیر اس پیغام کو سنکر بڑا خوش ہوا اور اسنے کہا کہ میری یہہ خوشی تھی کہ مین خود گورنر جنرل سے جاکر ملتا مین نہین چاہتا تھا کہ وہ میری ملاقات کے لیئے ایسے دور دراز سفر کی تکلیف اٹھائین آخرکو امیر نے کہا کہ اب مین نے انگلش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد کیا ہے خواہ کچھہی ہو مین اسکو تا دم مرگ نبھاؤنگا - اسنے جو کہا تھا اسکو پورا کیا وہ دم واپسین تک انگلش کا سچا دوست رہا -

دوسرے دن برٹش کمشنر کے خیمہ گاہ مین دربار ہوا جس مین امیر کے بڑے بڑے سردار رخصت ہوئے امیر نے اپنے نہ آنے کا عذر بیماری اور ضعف کیا کہ وہ وقتہً درد مفاصل مرض مین مبتلا ہوا وہ بہت جلد اپنے وطن کو چلا گیا ان عہد و پیمان سے اسکو بڑا اطمینان حاصل ہوا اور جان لارنس اور اڈورڈس بھی خوش تھے کہ افغانستان سے دوستی کے عہد و پیمان ارزان ہوگئے -

۲۸ جنوری ۱۸۵۷ع

سر جان لارنس کو اپنے بزرگ بیرسٹ ہمان کے عہد و پیمان پر چندان اعتماد نتھا انہون نے لارڈ کیننگ کو ۳۰ جنوری ۱۸۵۷ع پشاور سے چٹھی مین یہہ لکھا کہ امیر کے اصل منصوبون اور خیالات کے باب مین رائے زنی دشوار ہے کہ وہ کیا ہین مین منتظر ہون کہ امیر نے جو کچھہ بیان کیا اسپر مجھے کسی طرح کا اعتماد نہین ہے اسوقت اسنے اپنی غرض کے لیئے ہماری طرف رجوع کی لیکن یہہ یقین نہین کہ اپنی مطلب برآری کے بعد وہ ایک دن بھی ہمارا دوست رہیگا اسکو حیا مطلق نہین ہے اسنے بطور تحفہ کے دس گھوڑے اور کچھہ شتر بھیجے تھے جو بڑے حقیر اور نکمے تھے انکی قیمت ایک ہزار روپیہ سے زیادہ نتھی فقط

لارڈ کیننگ کو بھی جس طور سے عہد وپیمان ہوئے بڑی خوشی ہوئی انہون نے جان لارنس کا شکریہ
ادا کیا اور انکی لیاقت وقابلیت کی تعریف کی جان لارنس نے اسکے جواب مین لکھا کہ اس کام کی حسن کارگزاری
کی تعریف کا مستحق ہربرٹ اڈورڈس ہے اسی کی تدابیر صائب سے سارے کام انجام ہوئے گورنر جنرل نے
اڈورڈس صاحب کا بھی شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ اس ملاقات ہونے کے موجد تھے۔ پہلے بھی اور اب
بھی اس پولیسی کو اڈورڈس صاحب نے ہی پیش کیا تھا۔ دوست محمد خان اور اسکے مشیرون نے پشاور مین
جو ملاقات کی مجلسین ہوئین ان مین اکثر یہہ ذکر کیا کہ روسیون کی امداد کرنے اور ابھارنے سے انکو یہہ حوصلہ ہوا
اور اسنے پہلے بھی اور اب بھی ہرات پر قبضہ کر لیا مگر لارڈ کیننگ کو اسکا یقین نہین تھا اسلیئے پرنس گورٹ چکوف
نے لارڈ کلارنڈن کو [illegible] مین لکھا تھا کہ طہران مین سفیر روس کو یہہ ہدایت کی گئی کہ ایران کی گورنمنٹ پر زور
ڈالے کہ وہ ہرات کو خالی کر دے اور خود عہدنامہ کی شرائط پوری کرکے دوسری طرف سے ایفاء عہدنامہ کا
خواستگار ہو۔ امیر دوست محمد خان نے جان لارنس سے پشاور مین کہا کہ مین آپکو خط دکھاؤنگا جو کہ تحت
روسیون کا سفیر [illegible] میرے پاس لایا تھا مگر یہہ خط اسنے کبھی دکھایا نہین جس سے اسکا مضمون ثابت ہوتا
۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ فوجی تیاریون کی طرف متوجہ ہو گئے تھے مگر انکو اپنے ملک کے اندرونی
انتظامات مین بھی مشکلین پیش آتی تھین۔ یہہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ ایران مین سپہ سالار جیمس اوٹرم صاحب مقرر
ہون لیکن یہہ فیصلہ کرنا باقی تھا کہ اودھ مین چیف کمشنر کون مقرر ہو اگرچہ لارڈ کیننگ کو حال کے چیف کمشنر
جیکسن کے موقوف کرنے کا افسوس تھا مگر انکا موقوف کرنا بھی ضرور تھا جیکسن سخت مزاج تھے مگر بہت قابل اور
اچھے آدمی تھے جب انکی مخالفت کی جاتی تھی تو وہ اپنے آپے سے باہر ہو جاتے تھے۔ انکے نام گورنمنٹ نے چٹھیان
بھی بڑی لتاڑ کی لکھی تھین۔ غرض لارڈ کیننگ نے انکو اپنے عہدہ سے جدا کر دیا اور انکی جگہہ سر ہنری لارنس کو
چیف کمشنر مقرر کیا۔ ۲۰ مارچ ۱۸۵۷ء کو انہون نے ان معزز آدمیون کے حال پر توجہ کی جو اس صوبہ مین جو
سرکار انگریزی کی عملداری کے ہونے سے اپنی خدمات سے جدا ہو گئے تھے انہون نے ساری رعایا کی بڑی تسلی
کی انہون نے سب لوگون کو اپنے پاس آنے دیا اور انکی تشفی وتسلی کی۔

——— سر ہنری لارنس دل سے ہندوستانیون کے بہی خواہ تھے۔ ہندوستانی بھی انکو دل سے
عزیز رکھتے تھے۔

بمبئی مین خلیج فارس مین بوشہر پر حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین ۱۳ نومبر کو بمبئی کے آخر جہاز مستعدی سے روانہ کیے گئے

۴۵ جہاز ایک لشکر جرار ۵۷۰۰ سپاہیوں کا جنمین نہایت گورے تھے لیکر چلے سرہنری لیک اس بیڑے کی کمانڈر تھے اور بڑی سپاہ کے سپہ سالار میجر جنرل سٹاکر تھے اس سپاہ نے ۴ - دسمبر کو جزیرہ کرک پر قبضہ کرلیا - ۹ - دسمبر کو سٹاکر کا سارا لشکر خشکی مین بوشہر سے بارہ میل پر اترا - ایرانی رو شہر مین جو ڈچون کا ایک پرانا قلعہ تھا چلے گئے - اس قلعہ سے انگریزی سپاہ نے ایرانیون کو حملہ کرکے نکال دیا ایرانیون کی طرف سے عرب کے سوار جو تواعد دان نہ تھے خوب لڑے انگریزی دو افسر مارے گئے - کپتان فیلکس ایک چھوٹے دخانی جہاز مین علم صلح لیکر بوشہر کی طرف گئے اور معمولی درخواست کی کہ شہر اور حوالہ کیا جائے اہل شہر کو اور تاجرون کو سب طرح سے پناہ دی جائیگی - بجائے حوالہ کرنے کے ایرانیون نے جہاز پر گولے چلائے - انگریزون نے حملہ کرکے بوشہر کو فتح کرلیا اور ۶۵ توپین اور بہت سا اسباب حرب و ضرب انکے ہاتھ آیا کئی ہفتے تک پھر لڑائی نہین ہوئی -

اسوقت مین اوٹرم اور ہیولوک کے دو بریگیڈ بوشہر کے باہر پہنچنے کو تھے - ۲۷ - جنوری ۱۸۵۷ء کو اوٹرم صاحب کو معلوم ہوا کہ شیراز کی سڑک مین ۴۶ میل کے فاصلہ پر آٹھ ہزار ایرانیون کا لشکر مع اٹھارہ یا بیس توپون کے موجود ہے انہون نے اسپر فوراً حملہ کرنا چاہا بوشہر مین کافی سپاہ قلعہ نشین کرکے وہ ۳ - فروری کی شام کو ساڑھے چار ہزار فوج و اٹھارہ توپین لیکر چلے اور ۴۱ گھنٹے دشوار گذار سفر کیا موسم بہت برا تھا پھر ایرانیون کے مورچے انکو نظر آئے لیکن انہون نے یہہ دیکھا کہ دشمن پاس کے پہاڑون کے گھاٹیون کے اندر گھسے ہوئے ہین انکے پیچھے ناہموار بنجر پہاڑون مین جانا ایسی لشکر کے ساتھ کہ تعداد مین تھوڑا تھا اور رسد اچھی طرح اس پاس نہ تھی مناسب نہ جانا وہ بوشہر کو ۷ تاریخ واپس چلے آئے دشمن جو بہت سا جلدی مین اسباب حرب و ضرب چھوڑ گئے تھے اسکو ساتھ لاتے -

پھر ایرانیون سے خوشاب پر لڑائی ہوئی رات کو اوٹرم صاحب گھوڑے پر گرنے کے سبب سے ضعیف ہو گئے تھے اسلیئے سٹاکر صاحب نے حملہ کیا اور کئی سو ایرانیون کو مارا دشمن بھاگ گئے دو توپین اور بہت سا میگزین چھوڑ گئے انگریزی لشکر مین سوار تھوڑے تھے اسلیئے انکا تعاقب نہ ہوسکا وہ بھاگ کر زندہ نکل گئے اوٹرم صاحب کی طرف دس سپاہی مارے گئے اور ۶۲ زخمی ہوئے فروری مین پھر کوئی لڑائی نہین ہوئی بمبئی سے اور تازہ تازہ سپاہین آتی رہین کیمپ مین جلدی سے یہہ معلوم ہوا کہ خشکی و تری کی طرف سے پہلے پھر ایرپر حملہ ہوگا یہہ ایک قصبہ دار شہر دریائے کارون اور شط العرب کے ملنے کی

جگہہ سے کچھ تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے اسکے گرد ۲۰ فیٹ آثار کے اٹھارہ فیٹ بلند مضبوط مٹی کے بنے
ہوئے ہین اور توپون کی بنیادیان خشتی ہین اور وہ خوب مسلح ہین شط الفرات کی راہ پر حکمرانی کرتے ہین
تری کی راہ سے اصفہان جانے کے سد راہ ہین مہرا کے گرد اور اندر تیرہ ہزار سپاہ ایرانیون کی تھی جو
اسکی محافظت کرتی تھی جنرل سٹاکر اور کمموڈور اتھرسی نے خلل دماغی کے سبب سے خودکشی کی تھی سپاہ کا
سارا اہتمام اوٹرم صاحب اور ہیولاک کے ذمے تھا ان موتون کے سبب سے اوٹرم صاحب کو بوشہر مین
قیام کرنا پڑا۔ ۱۲۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو کرنیل جیکب کو بوشہر مین حاکم بنا کے اوٹرم صاحب بیڑے سے جا کر ملے
جو دریا فرات کے دہانے پر جمع ہوا تھا۔

دو دن کے بعد ہندوستان کے دخانی جہاز کمموڈور ینگ کے ماتحت روانہ ہوئے جنمین چار ہزار
نو سو سپاہی تھے اور انہین دو جنمین سوارون کی اور دو توپخانے تھے اس بیڑے نے ساٹھ میل سفر طے کیا اور
کوئی مزاحمت اسکو پیش نہ آئی کنارون پر جہان عرب جمع تھے انہون نے چھیڑ دئے ۔ ۲۴ تاریخ شام کو ہزنا گاؤن
کے قریب جہاز لنگر انداز ہوئے یہہ مقام مہرا سے تین میل پر دریا قارون اور شط الفرات کے ملاپ کی جگہہ پر
تھا وہان سے مہرا کے گرد گچ اور فصیل سب نظر آتے تھے جنہون نے ہر طرف جانے کی راہ بند کر رکھی تھی رات کو اور
اسکے بعد دن کو حملہ کرنے کی تیاریان ہوئین اور دشمن کے مقامات معلوم کیئے گئے ۲۶ کو صبح ہوتے ہی ایک
توپخانے نے دشمنون کے مورچے پر خوب توپین مارنی شروع کین ۔ سات بجے جہازون نے اپنے مقامون پر
جانے کے لیئے حرکت کی اپنر دشمن آگ برساتے تھے مگر انمین سے کسی نے منہ نہین موڑا۔ ان سب جہازون نے
گولے دشمن پر متواتر لگانے شروع کیئے پستول کی گولی کے فاصلہ پر دشمنون کے قریب جہاز پہنچ گئے دس بجے
قلعہ کے شمال مین جو ایرانیون کا میگزین تھا وہ اڑگیا تو پھر ایرانیون کی آتش زنی ٹھنڈی ہوئی اور دو پہر کے
بعد تو اسکے توپخانے گونگے ہو گئے ڈیڑھ بجے جہازون سے لشکر خشکی مین اترا اور وہ کھجورون کے جھنڈ
کی طرف جسمین ایرانیون کے مورچے تھے چلا اسنے دشمنون کے مورچون مین سوا اسباب کے جو وہ چھوڑ گئے
تھے کچھ نہ پایا اس حملہ آور خشکی و تری کی سپاہ نے مہرا کو فتح کر لیا جسپر چالیس توپین چڑھی ہوئی تھین اور اسکو
ایران کے اچھے سے اچھے توپچی چلاتے تھے اور کوٹھیان جن گل اور ہزارون ٹوکرون سے دار بندوقین چلتی تھین
اور انگریزی لشکر کا بہت تھوڑا ہی نقصان یعنی سپاہیون کے مقتول اور بیس سپاہیون کے زخمی ہونے کا ہوا۔
دشمنون کی سترہ توپین ہاتھ لگین باقی دریا مین ڈبو دی گئین یا دشمن اپنے ساتھ لے گئے

تین دن بعد ۲۹ - کو کپتان رینی نے قارون سے اوپر مغرور ایرانیون کے تین دخانی جہاز اور تین جنگی کشتیان چھین لین اور یکم اپریل ۱۸۵۷ع کو اہواز کے داہنے کنارہ کے قریب سات ہزار ایرانی دکھائی دیئے جنگی کشتیون کی سپاہ نے اسپر چند گولے پھینکے تو ایرانی بھاگ گئے اور اسکے پیچھے عرب لوٹنے والے بڑی دور تک لوٹ مار کرکے اہواز سے بیڑا پھر آ گیا - ۱۵ اپریل کو اوٹرم صاحب نے اطلاع دی کہ صلح ہو گئی پیرس مین ۴ - مارچ کو انگلش اور ایرانی کمشنرون نے ایک عہدنامہ پر دستخط کیے جس مین شاہ نے وعدہ کیا کہ ہرات اور کسی اور افغانی صوبہ پر وہ بادشاہی کے دعوے نہین کریگا ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل نے وعدہ کیا کہ وہ اپنی سپاہ کو ایران سے بلا لینگی - ۲ - مئی کو بغداد مین عہدنامہ پر دستخط ہو گئے جولائی کے آخر مین شاہ کی سپاہ نے ہرات سے کوچ کیا اور ہرات مین امیر دوست محمد خان کا بھتیجا احمد خان حاکم مقرر ہوا - ۹ - مئی کو اوٹرم صاحب کی میدان جنگ کی سپاہ کا لام ٹوٹا کچھ سپاہ بوشہر مین الگ پڑی رہی - یہہ انگریزون کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ غدر کے ہونے سے پہلے لڑائی ختم ہو گئی سے کمانڈر انچیف جنرل این سن نے ہولاک صاحب کو شروع اپریل مین لکھا تھا کہ سپاہ بنگال اپنی نافرمانی دکھا رہی ہے اور اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے اوٹرم صاحب کو لکھا تھا کہ وہ اپنے واپس آنے مین ایک لحظہ کا توقف نہ کرے اب ہم ابتداء ایام ۱۸۵۷ع کی تاریخ لکھتے ہین جس سے معلوم ہوگا کہ ان افسرون اور سپاہ کے بلانے کی ضرورت کس سبب سے ہوئی تھی +

حصہ چہارم

تاریخ بغاوت ہند

انتہائی ہوتی فی کتاب مین نے بغاوت تحریر کیا ہے جس سے مراد یہہ ہے کہ ہندوستان مین سرکار کی ملکی سپاہ کا مسلح ہو سرکار سے بمقابلہ ہو کر لڑنا یا غیر مسلح ہو کر اسکے جائز حکمون کی نافرمانی کرنی اور انکو بجا نہ لانا اور اسکی شکست چاہنا اسکے مخالفون کی مدد کرنا اور غدر چاہنا جس سے معلوم ہو کہ سرکار کی خیالات ادا نہ ہون —

باب اول

اسباب بغاوت ہند

جنوری ۱۸۵۷ع کا چھوٹا بادل

[illegible] اور اسنے قائم مقام کو وہ حران ملال دے گیا جو جنگ ایران کی لازمی

نکلیفات زیادہ تھے ابھی نئے سال کی عمر کچھ دنون ہی کی ہوئی تھی کہ افق پہ ایک چھوٹا سا بادل جو آدمی کی بالشت سے بڑا نہ تھا نمودار ہوا جسکی پیشین گوئی لارڈ کیننگ نے انگلنڈ مین سرکار کمپنی کی دعوت الوداع مین کی تھی۔ یہہ بادل چھوٹا بھی ہوسکتا تھا اور بڑا بھی ہوسکتا تھا وہ ہوا کے ایک جھونکے سے اڑ بھی سکتا تھا اور ایسا پھیل بھی سکتا تھا کہ اسکی خوفناک وسعت سارے آسمان کو گھیر لے۔

جب ہندوستان سے لارڈ ڈلہوزی رخصت ہوئے تو انہون نے اپنی یہہ رائے لکھی کہ ہندوستانی سپاہ کے لیے کوئی چیز باقی نہین رہی جسکی خواہش کی جائے اب کوئی وجہ نہین تھی کہ لارڈ کیننگ انکے جانشین انکی راے پہ پورا اعتماد نہ کرتے وہ انڈیا مین ہندوستانی سپاہ کی جانباز وفاداری پر یقین اپنے ساتھ لائے تھے چالیس برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ انکے باپ بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ جارج کیننگ نے مرہٹون کی دوسری لڑائی کے بعد لارڈ ہیسٹنگز کی سپاہ کی حسن خدمات کی شکرگزاری مین اپنے سپیچ مین کامنس ہوس کے اندر یہہ فرمایا تھا کہ مین ہندوستانی سپاہ کی جانبازوفاداری کی نیکی کی داد دیتا ہون کہ بمبئی کی سپاہ کے بہت سے سپاہی پیشوا کے ملک کے باشندے تھے انکا مال اسباب عزیز اقارب اور انکی تمام قیمتی چیزین جو انکو عزیز تھین وہ پیشوا کے قبضے مین تھین اسنے پہلے کہ لڑائی کا آغاز ہو پیشوا نے کوئی بات ہندوستانی سپاہ کے اغوا کرنے مین اٹھا نہین رکھی اسنے انکو خوب دھمکایا اور دم دیئے کہ وہ انگریزون کا ساتھ چھوڑ کر اسکا دامن پکڑین مگر کوئی اسکی چال بازی چلی نہین۔ ہندوستانی افسر و سپاہی اپنے کماندرون کے پاس آئے اور ثبوت ساتھ لائے کہ پیشوا انکو اغوا کرتا اور اپنی طرف انکو بلاتا ہے ایک ان کمشنڈ افسر نے پانچ ہزار روپیے نقد پیش کیے کہ پیشوا نے خود اسکو دیے ہین کہ وہ اپنے سپاہیون کو بہکا کر لائے۔ پیشوا کا دھمکانا خالی نہ تھا اسنے ان سپاہیون کے رشتہ دارون کو تکلیف دی جنہون نے اسکے کہنے کو نہین مانا مگر اسکا اثر الٹا یہہ ہوا کہ سپاہیون نے جو اپنی جان نثار وفاداری کا حلف اٹھایا تھا اسپر وہ اور زیادہ مستقل ہو گئے۔

لارڈ کیننگ کو اپنے باپ کا یہہ کہنا یاد تھا اور ظاہری اسباب بھی ایسے نظر نہین آتے تھے کہ سپاہ کی نیک خواہی پر کوئی بدگمانی کا تصور بھی ہوسکتا۔ مگر جب انہون نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی تو ہندوستانی سپاہ کے ایسے معاملات پیش آئے کہ انکو طول طویل خط وکتابت اسکی بابت کرنی پڑی۔ لارڈ ڈلہوزی کا عہد حکومت توسیع سلطنت کے لیے مشہور تھا مگر اس توسیع سلطنت کے ساتھ کام کرنے والے افسر ایسے نہین بڑھائے گئے تھے کہ وہ انتظام کرنے کے لیے کافی ہوتے سیول

فتح ہوئی یا شکست - انگریزون کو جو ملک بین جو سمندر پار انہون نے فتح کیا تھا اسکی محافظت کے لیئے سپاہ کے متعین کرنے مین نئی دقتین پیش آئی
یا صوبہ پیگو جو نیا فتح ہوا تھا اسکا انتظام سپریم گورنمنٹ انڈیا کے حوالہ ہوا تھا تو اسکے اول انتظامات مین بنگال سپاہ کی رجمنٹین اسکی
حفاظت کے لیئے سفر ہوئی تھین لیکن اس سپاہ کی بڑے حصے نے اس فورین حکومت سے فرار اختیار کیا - سرجان مالکم صاحب کہتے ہین کہ
ہندوون کو سمندری سفر سے نفرت قلبی ہے جب وہ بحری سفر کرتے ہین تو اپنی حاجات کی پابندی کے سبب سے اپنے اوپر سخت تکلیفین
اٹھا کر فقط چبینے پر گذر اوقات کرتے ہین جب ہم انکو جہاز پر سفر ہونے کا حکم دیتے ہین تو وہ کبھی کبھی نافرمانی کرتے ہین اسپر ہمکو
بھرتی ہونی چاہیئے وہ بہت کڑے کڑے وقتون پر بڑی گرمجوشی و سرگرمی ہماری جانبازانہ اطاعت اور فرمان برداری مین دکھاتے ہین
جن شرائط پر سپاہیون نے اپنی نسبت سپاہ مین بھرتی کرایا تھا انمین یہہ شرط داخل نہین تھی کہ وہ سمندر کے پار بھی جائینگے - سپاہی نے سپاہ مین
بھرتی ہونے کے وقت یہہ قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی اپنے علم کو چھوڑیگا نہین اور جہان اسکو حکم ہوگا وہ سرکار کمپنی کی ممالک کے اندر
اور باہر سفر کریگا چوہتر رجمنٹون مین جو بنگال کی سپاہ مین تھی صرف چھ لیفٹینین جنرل سروس (عام) خدمت کے لیئے خواہ سمندر کے
پار ہون بھرتی ہوئی تھین - اگر سمندر کے پار لڑنے کے لیئے زیادہ رجمنٹون کی ضرورت ہوتی تو دستور یہہ تھا کہ ان رجمنٹون مین سے
جنکی ملازمت محدود تھی یعنی سمندر کے پار جانے کی شرط نہین ٹھیری تھی والنٹیر طلب ہوتے تھے وہ جمع ہوجاتے تھے اور والنٹیر کے
معنی یہہ ہین کہ سپاہی خود اپنی درخواست سے خدمت قبول کرلے) وہ سمندر کے پار بڑی خوشی سے جاتے تھے اور وہ اچھی طرح سمندر
پار اپنی خدمتون کے حق کو ادا کرتے تھے اور بحری سفر کے تمام مصائب اور آفات کی برداشت کرتے تھے ۱۸۱۱ء مین بنگال
کی سپاہ کے ہزار سپاہی والنٹیر اسطرح جمع ہوئے تھے ایک سال مین مورشس اور جاوا مین فرانسیسون سے لڑنے کے لیئے سات ہزار بنگال
سپاہ کے سپاہی والنٹیر تیار ہوئے تھے مگر برہما کی جنگ اول و دوم مین بعض رجمنٹون نے جہاز مین سوار ہونے کے لیئے سرکشی کی جسکا
بیان اوپر ہوچکا کہ ۳۸ وین بنگال رجمنٹ نے انکار کیا کہ ہم سمندر پار نہین جائینگے تو اسکو ڈھاکہ بھیجدیا تھا - جب کورٹ ڈائرکٹرز کو
اسکی خبر ہوئی تو اسکو یہہ فکر ہوا کہ اس وسیع سلطنت مین نصف سپاہ سے جنکی اطاعت محدود خشکی مین ہو اور سمندر پار نہ جائے انتظام کرنا

۲۵ - جولائی ۱۸۵۶ء کو گورنمنٹ انڈیا نے ایک جنرل آرڈر (حکم عام) صادر کیا کہ اب آیندہ سے گورنمنٹ کسی
ہندوستانی کو سپاہ مین نہین بھرتی کریگی کہ وہ بھرتی ہونے کے وقت یہہ اقرار نہین کریگا کہ سمندر پار جاکر وہ خدمت کرے گا
خواہ وہ سرکاری عملداری کے اندر ہو یا باہر - لارڈ کیننگ نے جن دلائل سے یہہ حکم صادر کیا وہ انکی خط و
کتابت سے معلوم ہوتا ہے - وہ ۹ - اگست ۱۸۵۶ء کو پریسیڈنٹ انڈیا بورڈ کو لکھتے ہین کہ آپ نے دیکھا
ہوگا کہ ایک جنرل آرڈر شائع ہوا ہے جسنے اس دستور العمل کا خاتمہ کیا جسکے موافق بنگال کی ہندوستانی سپاہ
کی کل رجمنٹین سوا چھ کے ہر دو خدمات کے لیئے بھرتی کی جاتی تھین جنسے سمندر پار جانے کی شرط نہین ٹھیرتی تھی

لارڈ کیننگ کا ایکٹ جنرل ان لسٹ منٹ یعنی عام بھرتی ہونے کا

یہہ دستور العمل بہت پرانا تھا مگر پولیٹکس کے بڑا خلاف اور دق کرنے والا اور بےمعنی بنگال کی سپاہ کے بھرتی کرنے کے لئیے تھا تعجب ہی کہ یہہ دستور العمل اتنی مدت دراز تک جاری رہا اور گورنمنٹ انڈیا اسکی متحمل ہوئی اور بار بار جرنیلوں کو اسکے لیئے محتاج ہوئی۔ گورنمنٹین جنہین بمبئی اور مدراس بھی داخل ہین اپنے سپاہیون سے سمندر پار خدمتین لیتی تھین اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ کوئی شخص اسکی دلیل نہین پیش کرسکتا کہ بنگال کی سپاہ کو عقل کے خلاف یہہ حق دیا جائے کہ وہ سمندر کے پار نہ جائے اس مین جات کی کچھ مشکلات نہین ہین بمبئی کی سپاہ مین ان ہی فرقون اور ان ہی اضلاع کے باشندے بھرتی ہوتے ہین جو بنگال کی سپاہ مین بھرتی ہین بمبئی کی سپاہ کے اچھے اچھے برہمن سمندر کے پار جاتے ہین اپنی جات کے تعصبات کا عذر کرتے نہین کچھ دھندلا سا خوف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ظلم سے سپاہ اور گورنمنٹ کے درمیان معاملہ کرنے کی بنا جن شرائط پر اب تک مبنی چلی آتی تھین اسمین کچھ خلل پڑا اور اس موقع پر اس حکم سے چند آدمی بھی دہلانے والے موجود ہین لیکن مین کوئی دلیل ایسے خوف کرنے کی نہین دیکھتا کہ یہہ حکم بنگال سپاہ کے لوگون پر اپنی بُری تاثیر پیدا کریگا۔ وہ کچھ سپاہ کے موجودہ استحقاقون مین خلل نہین ڈالتا لیکن اسکے بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ ان کے خوفون کو ابھاریگا اسلیئے کہ جب مین یہہ پیش کرونگا کہ بنگال کی سپاہ کی رجمنٹون کو گھٹانا چاہتا ہون اور سپاہیون کے نوکر رکھنے کو ترجیح دونگا جو جنرل سروس (سمندر پار جانے کی شرط) کو قبول کرین لیکن یہہ بات ہنوز میرے دل مین ہے اسلیئے وہ بالفعل اس تبدیلی سے جو حکم مذکور سے ہوگی کچھ تعلق نہین رکھتی پھر ۹ - نومبر ۱۸۵۶ء کو چند مہینے بعد لارڈ کیننگ پھر وسے سے انہون نے یہہ لکھا کہ بنگال سپاہ کے لیئے بھرتی ہونے کا جو نیا قاعدہ جاری ہوا ہے اسنے جات کے باب مین کوئی خوف سپاہیون کے دلون مین موثر نہین ہوا کسی شخص پر اس قاعدہ کا عمل نہین ہوگا جب تک اسکی خود اپنی مرضی نہ ہوگی۔ بنگال سپاہ کے اکثر سپاہیون کے ہم ملک ہم جات ہم حال بمبئی کی سپاہ مین بہت سے سپاہی بھرتی ہوتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اول بھرتی ہونے کے وقت جات کی پابندی کے لئے یہہ عذر نہین کرتے کہ سمندر پار جانے سے وہ جاتی رہیگی۔ آپکو معلوم ہے کہ بمبئی کی سپاہ جنرل سروس کے لئے بغیر کسی استثنا کے بھرتی ہوتی ہے کبھی مجھے جو کوئی خوف پیدا ہوا تھا اب وہ غائب ہوگیا) یہہ تھا کہ سپاہی جو ابھی پرانی شرطون کے موافق بھرتی ہوئے ہین وہ یہہ شبہہ کرینگے کہ یہہ پہلا مرحلہ اسکے ساتھ عہد شکنی کا ہے اور جب ضرورت ادل پڑیگی تو وہ زبردستی سمندر پار بھیجے جائینگے لیکن سپاہیون کی طرف سے بلکون کی جو جھوٹے مشہور ہوتے ہین کوئی علامت نہین ظاہر ہوئی۔ یہہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہوس مین علامتین ظاہر ہوئی ہون لیکن

ہندوستانیون کے وہ تہین اور چھاونیون کی لینون اور بازارون ہین اس بات کا بڑا چرچا رہتا تھا یہہ مشکل سے کہا
جا سکتا ہے کہ سپاہیون کی فوائد و اغراض موجودہ ہین کوئی خلل اندازی نہین ہوئی اسلیئے کہ بنگال کی سپاہ ہین
سپاہی کے یہہ فوائد و اغراض موروثی تھے - اگر گورنمنٹ نے دفعتہً سمندر پار نہ جانے کا حق سپاہی سے دفعتہً
نہین چھین لیا مگر یہہ تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ اسکا بیٹا بھیجا جائیگا - بنگال کی سپاہ کو جو ایک خاص استحقاق حاصل
جس سے اور سپاہین خارج تھین اور مدت سے وہ اسسے متمتع ہوتی آتی تھی - اب آیندہ اس کے اس
استحقاق کی اصلی صورت کسی طرح اپنی حالت پر عود نہین کریگی پرانے سپاہیون کو جو یہہ فخر تھا کہ انکے
لڑکے انکے قائم مقام ہونگے وہ اب دفعتہً بالکل فنا ہوگیا سوا اسکے سپاہی کہتا تھا کہ اس قاعدہ جدید کا یہہ
اثر ہوگا کہ اونچی جات کے آدمی سپاہ کی ملازمت سے پرہیز کرین گے اسواسطے انکی جگہہ برادری کے
آدمی نہین بھرتی ہونگے خالی آسامیون پر ایسے آدمی بھرتی ہونگے جنکو اپنا ہمراہ رفیق دل سے نہین سمجھینگے یہہ
صرف خیال نہین تھا جسوقت حکم نے صوبون مین گشت کیا اسوقت ان افسرون کو جو سپاہ کے بھرتی
ہونے کا کام کرتے تھے ظاہر ہوا کہ وہی اونچی جات کے آدمی جو بڑے شوق سے سپاہ مین بھرتی ہوتے
تھے وہ اب برٹش ملازمت کے لیئے آگے دوڑ کر نہین آتے - ہنری لارنس نے پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ
کیننگ کو لکھا جنرل سروس انلسٹ منٹ کا حلف آدمیون کو بڑا ہی ناگوار ہے بہت آدمیون کو ملازمت
مین داخل ہونے نہین دیتا اور پرانے سپاہیون کو اسنے دہشت زدہ کردیا ہے نوجوانون کی بھرتی کے
وقت قسم کھانا کل رجمنٹ پر اثر کرتا ہے مجھہ سے ۱۳ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کے کپتان نے کہا
کہ مین نے اس امر کی خوب تحقیق کرلیا ہے - مسٹر اے ای ریڈ صاحب گورکھپور کے کلکٹر نے بھی
لکھا کہ رجپوت سپاہ مین بھرتی ہونے سے اس نئے قاعدہ کے سبب سے پرہیز و گریز کرتے ہین - یہہ یقین
کیا گیا تھا کہ بنگال کی سپاہ مین برہمنون اور راجپوتون کا بہت ہونا کوئی بڑی برائی نہین ہے لیکن ظن
غالب یہہ تھا کہ جب یہہ قاعدہ جدید تمام پلٹنون مین گشت کریگا تو بعض سپاہی اپنی جہالت سے اسے غلط سمجھینگے
اور بعض دانستہ اسکے معانی غلط بیان کرین گے -

یہہ بات بہت جلد کہی گئی کہ انگلش جنٹل مین یہہ کوشش کر رہے ہین کہ انکو قدیمی اونچی جات کے
سپاہیون سے جلد فراغت ملے - اور ان کے لیئے سپاہ گری کا معزز پیشہ جو نسل بعد نسل چلا آتا تھا اور
جسپر وہ فخر و ناز کرتے تھے وہ باقی نہ رہے اس یقین کو اور بھی اس شہرت نے مضبوط کردیا کہ گورنمنٹ نے یہ ارادہ

مصمم کرلیا ہے کہ تیس ہزار سکھون کی سپاہ بھرتی کی جائے - پنجاب کے فتح کرنے سے گورنمنٹ کو ایک جنگجو قوم ہاتھ لگ گئی تھی جسکو ہمیشہ یہہ شوق لگا رہتا تھا کہ اپنی فتح کرنے والون کی سپاہی کی وردی کو ہم پہنین وہ فتح ہی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے پنجابی بہادر تھے صورت شکل سپاہیانہ رکھتے تھے اسلیئے گورنمنٹ چاہتی تھی کہ انکو اپنی سپاہ مین بھرتی کرکے اپنی ہندوستانی سپاہ کو تقویت دے اس نئی سپاہ کی زیادہ بھرتی کرنیکا ارادہ گورنمنٹ کا نہ تھا مگر پرانی سپاہ یہہ سمجھتی تھی کہ اب انگریز ہم کو ارادۃً نقصان پہنچا رہے ہین سکھون کی سپاہ کی بھرتی کی جھوٹی افواہون اور جنرل سروس کے نئے حکم سے سپاہیون نے اپنی سادہ لوحی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ انگریز پرانی بنگال سپاہ کو الگ کرکے اسکی جگہہ ایسی سپاہی بھرتی کرنی چاہتے ہین کہ اُسکو جہان چاہین وہان بھیجین اورس سے جو کام چاہین قلیون اور رذیل قومون کا لین +

ایسے مفسد آدمیون کی کچھ کمی نتھی جنہون نے شوق سے بنگال کے سپاہیون کو بھڑکایا کہ یہہ نیا حکم بھی ایک کوشش عیاری کے ساتھہ ہے کہ رعایا کی جات برباد کی جائے اور سب مذہبون کے آدمی انگلش کے کہنے مین آنکر فرنگیون کا ایک مذہب اختیار کرلین -

[illegible] انگریزون کا بیان

سب ہندوستانیون کے دلون مین یہہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ برٹش گورنمنٹ جتنا قابو پاتی جائیگی اتنی مذہبی مداخلت کرتی جائیگی اور سب ہندو مسلمانون کو عیسائی بنائیگی اور اپنے ملک کے رسم و رواج کو پھیلائیگی اب اس بات کے سلسلہ شہادت مین بڑی نفرت و حرفت سے یہہ ایک اور لڑی بڑھائی گئی کہ لارڈ کیننگ جو انگلنڈ سے آئے ہین وہ بیڑا اٹھاکے آئے ہین کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین اکلہ انگلنڈ کی کونسل سے جنمین ملکہ معظمہ خود شامل ہین ہدایتین ہوئی ہین کہ وہ جائز وسائل سے یا ناجائز طریقون سے جمہور کو ہندوستان مین عیسائی بنائین اب لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ کے کامون مین پہلا کام یہہ ہوا کہ اسنے یہہ حکم صادر کیا کہ سپاہ کو جہازون مین سوار کراکے کالے پانی کے پار بھیجے اور اسے دنیا کے ان بیگانہ ملکون مین کام لے جنکے باشندے بالکل نجس اور اسکے مذہب کی متبرک چیزون کے ناپاک کرنے والے ہون اور وہان اسکے مذہب کی نشانیان اور پابندیان کچھ نہون

ریلوے اور تار برقی

اس زمانہ مین ہندوستانی بڑے نفرت سے [illegible] بہ [illegible] باتین جو ظہور مین آتی تھین انکے دل مین بڑا اثر کرتی تھین - ہم نے ان [illegible] باتون کا ذکر مفصل پچھلے بابون مین کردیا ہے - ریلوے اور تار برقی کا اس ملک کے مذہب کے برباد کرنے والے جادو بنائے جاتے تھے - یہہ صرف ہندوستانیون کے اپنے ہی دلون کا ایجاد نہ تھا بلکہ یہہ خیال مشنریون پادریون [illegible] پیدا کیا تھا انہون نے انگریزون کی ترقی و عروج کو ایک دلیل

ٹھیرایا کہ ہندوستان کے باشندے عیسائی مذہب اختیار کرین - پادری اے ایڈمینڈ نے مقامات مین جا بجا صکر
بنگال مین کلکتہ کے تمام تعلیم یافتہ آدمیون اور سرکاری معزز عہدہ دارون کے نام اسوقت چٹھیان بھیجین کہ لارڈ
ڈلہوزی کی حکومت کا زمانہ ختم ہونے کو تھا یعنی ۱۸۵۵ع مین وہ اسطرح لوگون کی طرف مخاطب ہوئے کہ
معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ تم لوگون کو بڑے شوق سے اس سوال پر متوجہ ہونا چاہیئے کہ آیا کل
آدمیون کو ایک مذہب اختیار کرنا چاہیئے یا نہین - ریلوے - دخانی جہاز - تاربرقی روئے زمین کی سب قومون کو
آپس مین بہت جلد ایک کر رہے ہین جسقدر وہ آپس مین ملتے جائینگے اسی قدر اس نتیجہ کا زیادہ یقین ہوتا
جائیگا سب آدمیون کی ایک ہی خواہشین ہین ایک ہی افکار و ترددات ہین ایک ہی رنج و ملال اور علی ہذا القیاس
آگے پادری صاحب نے اس بات کے ثابت کرنے مین کوشش کی کہ یورپین تہذیب سب سے آگے قدم بڑہائے
ہوئے ہے کہ اور سب مذہبون کو سفید رنگ کے حکمرانون کے مذہب مین ضرور منجذب کریگی - یہہ عیسائی مذہب کا
اشتہار جس مین عیسائی مذہب کی برتری کی دلائل اور اصول بنائے گئے تھے وہ ہندوستانی تعلیم یافتہ خاص کر
معزز مسلمانون کے پاس جو گورنمنٹ کے ملازم تھے اور بنگال مین بڑے عہدہ دار تھے بھیجا - کسی نے نہین
جانا کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے اور کہان سے وہ آیا انکو صاف صاف حال نہین معلوم ہوا وہ یہی سمجھے کہ یہہ
چٹھیان گورنمنٹ کے حکم سے آئی ہین جنکا مطلب یہہ ہے کہ اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو جاؤ
ان چٹھیون سے ایسی کھل بل اور کھلبلی پڑی کہ قسمت پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب نے لفٹننٹ گورنر بہادر بنگال کے
صاحب کو لکھا کہ تمام عاقل ہندوستانیون کے خاص کر عالی خاندان مسلمانون کے دلون پر ان چٹھیون نے اس
یقین کو پتھر کی لکیر بنا دیا ہے کہ گورنمنٹ ابھی یہہ کوشش کرنے کو ہے کہ اپنی رعایا کو زبردستی عیسائی بنا لے اور
اضلاع زیرین کے مختلف حصون مین اشراف ہندوستانیون مین اس بابت خط و کتابت ہو رہی ہے لفٹننٹ گورنر
بنگال ہیلی ڈے نے صاف سمجھ لیا کہ یہہ بات کوئی یاوہ گوئی نہین ہے مفسدہ پردازون نے اپنے دماغ سے بنائی ہو
انہون نے جلد اس مضمون کا اشتہار چھاپ دیا کہ درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلے القاب لفٹننٹ گورنر بہادر بنگال
چنان رسیدہ کہ بعض اشخاص از راہ تعصب و نادانی محض برائے حیرانی و پریشانی جمہور خلائق چنین سخنان بے اصل
و نالائق متعلق بہ اسباب و ملت و رسم و طریقہ ہنود و مسلمانان چنان مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات
پر خطر در دل مردمان جا کردہ جناب لفٹننٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنہ این ملک حقیقت
حال را در یافتہ نکردہ صرف با فساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش می کنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامر

اختراعات کہ بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیہ در آمدہ مشتہر کردہ میشود تا کافۂ انام بر حقیقت حال وارسند
و بیقین معلوم نمایند کہ سرکار بہادر را نوعی در ملت و مذہب طریق و رسم و راہ رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آئندہ را
نیز نخواہد بود بلکہ حفاظت جان و مال و عزت و حرمت ایشان پیش نہاد است و مساعی جمیلہ درین باب بکار می آید
و آمدنی است ۔ اول اینکہ بعض پادریان کلکتہ بطریق طریقہ و وظیفہ معمولی خود افراد سوال در بارۂ مذہب و ملت
بطریق مناظرہ و مباحثہ چاپ کردہ ملفوف بلفافہا عموماً بہ بیش ہندوستانیان فرستادہ و آنہا از غلط فہمی خود نگاشتند
کہ اینچنان مضامین باشارہ سرکار ابد پائدار بظہور رسیدہ حالانکہ سرکار بہادر را ازان ہیچگونہ اطلاعی و آگاہی
نیست و نیز ہرگز و ہر آئینہ شان سرکار عالی اقتدار چنان نبودہ کہ ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوئے ملت و دین
خود فرماید چہ ظاہر است کہ رعایا ے این ملک ہر قسم مردم اند و ملت و مذہب و کیش و آئین جداگانہ میدارند
و در قبضۂ ایشان تحت رقبۂ اقتدار سرکار والا اقتدار است و نظر لطف و کرم بر حال آنہا مساوی و یکسان است با وجود
استداد مدت سلطنت سرکار ابد پائدار ہیچ وقتے مزاحمت و تعرض کیش و ملت کدامی اہل اسلام و دیگر
مذاہب محل نیامدہ پادری صاحبان این قسم امور از طرف خود اجرا میکنند و این ہمہ گو بالوازمہ عادات معمولی
شان است چنانکہ مسلمانان و ہندوان در مساجد و معابد وعظ و نصائح و اظہار و ابراز امورات شرعی و ترغیب
اطاعت و اجتناب از نواہی میسازند و اگر تامل کردہ شود صاف واضح شود کہ این معنی سخنے لود امرے جدید
نیست بلکہ بطریق مناظرہ مباحثہ درمیان علماے مختلف المذاہب ہموارہ جاری است و از ہیچ امورات سرکار
بہادر را ہیچ علاقہ نیست دوم اینکہ در بعض اخبار اخبار کردہ در عوام نیز شہرت یافتہ بالفعل از طرف سرکار
آنچنان قواعد جاری شدنی است کہ ازان رسم تعزیہ داری و مراسم ختنہ و پردہ نشینی زنان شرفا وغیرہ احکامات
شرع و شعائر مذہب اسلام یکسر موقوف گردد حالانکہ این ہم غلط است و افترا ے محض سرکار بہادر را در راہ و رسم
و کیش و مذہب کدامی کس دست اندازی منظور نیست بلکہ این معنی بر خلاف طریقہ رعیت پروری کہ شیوۂ ضمیمہ
سرکار بہادر بودہ است سوم اینکہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانہ بعض اضلاع بلا اطلاع و واقفیت سرکار
والا اقتدار بر حکم ستنبیہ دگر فتن ظروف اکل و شرب از قیدیان بخیال و تصور تفرقہ و امتیاز در مصائب قیدیان و
راحت خانہ صادر کردہ بود لیکن سرکار بہادر را معلوم گردید کہ این امر نقصانے است در مذہب آنان و از
لاعلمی مہتمم جیلخانہ اینچنان حکم صادر گردیدہ علے الفور بسبیل ڈاک برقی حکم محکم موقوفی ان صادر گشت ۔
چہارم اینکہ بسبب معدلت مجتمع دارند کہ ساکنان این ممالک بناے اسکول و اسباب علوم و تحصیل فنون و ترویج

زبان انگریزی را اسباب تبدیل ملت و تخریب بناے دین و مذہب می پندارند وازانجاست کہ بسے از مردمان
در تحصیل علم و تکمیل فنون تغافل و تہاون میکنند و بعض اشخاص بفرستادن اطفال در اسکول مضائقہ میدارند ظاہرا
منشاے آن بجز نافہمی و بے دانشی نیست والاصل این ست کہ ہرگاہ بحضور سرکار والا اقتدار محقق گردید کہ رعایاے
این مملکت بسبب بے علمی و بے ہنری از طریقہ کسب معاش چنان بے خبر اند کہ از اوقات گزاری خود ہا با راحت
و آسائش متعذر اند لاجرم بحکم والاے جناب ملکہ انگلستان کہ از راہ تفضلات خسروانہ صدور یافت براے
تعلیم و تربیت آنہا باہتمام تمام و صرف مالا کلام در ہر یک اضلاع و امصار مدارس سکول و کالج بنا گردیدہ و در
ہر ضلع عہدہ انسپکٹر و بہ نیابت شان متعدد ہندوستانی براے طریقہ تربیت تعیین گشتند و براے درس و
تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون زبان انگریزی وغیرہ آن تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموماً از جہل و
بے دانشی بخوبی تحصیل معاش نمایند و از تنگناے تنگی و عسرت برآمدہ با مسرت و عشرت صرف اوقات خود ہا نمایند
مخفی نیست کہ باشندگان ملک یورپ (یعنی ولایت انگلستان) باعث تحصیل علوم ہر گونہ امورات را برسائی
عقل رسای خود بخوبی بہاے تمام انجام میدہند بخلاف اہالی این دیار کہ باعث بے علمی و بے دانشی بے سلیقہ محض اند
اگر علم و ہنر و فہم و دانش در اینان شایع گردد ہر یکے لوازمہ آسائش و آرام را جا بجا مع شود و تشریف شاہی را کماہی
دریافتن و نیکی را بجاے خود حمل نکردن چہ قدر افسوس و حسرت ست کہ بشرح نمی آید۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر
چنان قیاس میفرمایند کہ بناے این ہمہ خیالات فاسدہ براہ غلط فہمی ست نہ از روی تعصب و بد باطنی باید دانست
کہ غرض سرکار بہ تربیت و تعلیم انگریزی اینست کہ حرفے بر دین و آئین شان در آید بلکہ ہر کس مجاز ست کہ
بر علم و ہنر کہ مرغوب مطبوع باشد و باعث فائدہ دانند بتحصیل آن بپردازند دیگر این مہم دانستنی است کہ بالفعل
بزبان انگریزی کتب و رسائل ہر فن موجود ست و ہمیشہ بتجربہاے متعددہ اختراعات نو بنو بر روے کار
می آیند کہ بزبان دیگر حاصل نیست و زبان انگریزی زبان والی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتہا
باعث افہام و تفہیم عوام زبان مروجہ این ملک جاری است درین صورت تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو
و بنگلہ از براے حصول معاش و ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک ست و از واجبات ست
مخفی مبادکہ از آوانیکہ نواب معلے القاب لفٹنٹ گورنر بہادر احوال این دیار را بچشم خود دیدہ و از اکثر اشخاص
شنیدہ ہمت والا نہمت مختشم الیہ بتفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و بہ ایجاد طریق تعلیم و تربیت و آرام
و آسائش و رحفظ عزت و حرمت ہر یک عموماً مصروف است و از غایت مہربانی و دلسوزی اصلاح حال

شرفا و نجبا و زمینداران و رعایا خصوصاً مد نظر است -
لہٰذا اشتہار دادہ می آید کہ ہمگنان سکنہ این ملک بر نیک نیتی و بلند ہمتی سرکار قولاً اقتدار و انصف و مطلع بودہ شکر خدا بجا آرند و باطمینان تمام اوقات خود ہا بسر کردہ بدعاے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار مصروف باشند۔
اس اشتہار کا جواب فوراً گمنام لکھا گیا جو بلاشبہ کسی ذہین ہندوستانی یا ذہین ہندوستانیوں کی چھپی جماعت کا طبع زاد تھا جس مین حقائق نفس الامری سے استدلال منطقی کرکے تبلایا گیا تھا کہ گورنمنٹ اپنی تدبیرون سے اس پر خطر یقین کو تقویت دیتی ہے کہ ہندوستانیون کے دل مین یہہ خیال محکم ہوا ہے کہ انکے مذہب کے برخلاف جنگ آزمائی ہو رہی ہے + یہہ خیال کہ انگریز ہندوستانیوں کو عیسائی بنانا چاہتے ہین ایسا انکے دل مین پتھر کی لکیر ہو گیا تھا کہ وہ کسی طرح نہین مٹتا تھا جسقدر اسکے مٹانے کی کوشش کی جاتی تھی اتنا ہی وہ اور زیادہ ہندوستانیون کے دل پر جمتا تھا اس اشتہار کو بھی بعض مفسد منتفنی اشخاص نے لوگون کو سمجھا دیا کہ یہہ اشتہار دینا بھی منجملہ ان مکائد کے ہے جو گورنمنٹ نے ہندوستانیون کو برے طریقون سے عیسائی بنانے کیلئے اختیار کیے ہین۔ غرض ہر ہفتہ مین ہندوستانیون کا یہہ یقین محکم ہوتا گیا کہ گورنمنٹ نے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ زبردستی یا فریب دیکر ہندوستانیون کو عیسائی بنائین - جب لارڈ کیننگ انڈیا مین تشریف فرما ہوئے ہین تو ان پر ہندوستانیون نے اپنی غلط فہمی سے شبہات کیے اور مشہور کیا کہ وہ مشنری سوسائٹیون کے بڑے حامی ہونگے اور لیڈی کیننگ جنپر ملکہ معظمہ کی خاص نظر التفات ہے بذات خود اس ملک کی عورتون کو عیسائی بنانے مین بڑی کوشش کرینگین +

ان باتون مین کچھہ سچ نہ تھا اس گورنر جنرل نے وہی کام کیا تھا جو اور گورنر جنرلون نے کیا تھا انہون نے اس بائبل سوسائٹی کو چندہ دیا تھا جو کتب مقدسہ کا ترجمہ شرقی زبانون مین کرتی تھی یہان کے آدمیون مین ان نئے ترجمون کی اشاعت کرتی تھی لیکن یہ ترجمے فورٹ ولیم مین نصف صدی سے ہو رہے تھے جنکے مربی لارڈ ولزلی اور انکے جانشین تھے جنکے عہد حکومت مین کلکتہ بائبل سوسائٹی قایم ہوئی تھی اور اسکی فہرست چندہ مین سب سے بڑی رقم لارڈ ولزلی نے لکھی تھی۔ اس سوسائٹی کے فنڈ کی معاونت لارڈ ہیسٹنگز لارڈ ولیم بنٹنک و سر چارلس مٹکاف نے کی تھی لیکن لارڈ کیننگ نے سری رام پور کے بیپٹسٹ کالج مین بھی چندہ دیا تھا۔ یہہ کالج ۱۸۱۸ء مین لارڈ ہیسٹنگز کے زمانہ مین قائم ہوا تھا وہی اسکے اول پیٹرن ہوئے تھے بعد ازان گورنر جنرلون نے اسکی امداد کی جس مین کبھی کچھہ چون و چرا نہین ہوئی سوا ان عطیات کے لارڈ کیننگ نے نہایت عمدہ فری چرچ مشن مین جسکے

بانی ڈاکٹر ڈف تھے چندہ دیا جسمین پہلے لارڈ ڈلہوزی نے بھی دیا تھا - لارڈ کیننگ نے کہا کہ مین اس بات کو مانتا ہون کہ جو گورنمنٹ کا سردار ہو اسکو ان افعال سے باز رہنا چاہیئے جنمین اسکی حکومت و اقتدار کا اظہار ہو جسسے لوگون کو اپنے مذہب بدلنے کی ترغیب و تحریص ہو لیکن اسکول جو مثل اس اسکول کے ہر مذہب کے طلبہ کے لئے عام جاری ہو اور وہ کسی پر سختی نہ کرتا ہو اور وہ معاندت اور محاسدت کو بے ہتھیار کرتا ہون (ہندو مسلمان طلبہ کی تعداد اسکو ثابت کرتی ہے) وہ گورنر جنرل کی امداد اور عنایت سے اس سبب سے محروم کیا جائے کہ اسکے مشنری مہتمم ہین مین اس مقولہ کو نہین مانتا -

اب سوال یہ ہے کہ لیڈی کیننگ نے کیا کیا؟ انہون نے لڑکیون کی تعلیم کے لئے وہ سچا کام کیا جو بیڑواجب تھا انہون نے کلکتہ کے زنانہ اسکولون کا ملاحظہ پیچاپے مارا یا بیتھون کی درسگاہ پر خاص توجہ کی جسکو لارڈ ڈلہوزی نے گورنمنٹ کے اہتمام مین لے لیا تھا اس اسکول کے مینیجنگ کمیٹی کے ممبر اکثر اونچی حیات کے ہندو اشرف تھے -

لیڈی صاحبہ نے اپنی ہمجنس عورتون کی تعلیم و تربیت مین سعی جمیلہ کی - گورنمنٹ ہوس مین خواہ کچھ ہی سرگرمی بہت پرستون کے عیسائی بنانے کے لئے ہو مگر اسکے اظہار مین کوئی بے عقلی نہین کی گئی تھی لیکن ایسے وقت بھی آتے ہین کہ انمین حزم و احتیاط کام مین نہین آتے کہ وہ دروغ و افترا کو تھامین برانگیختگی کے موسم مین ایک چھوٹی سی بات جھوٹ مین رنگی ہوئی بیچ کے رنگ مین اپنا رخ تابان دکھاتی ہے اور جاہل اور بے دانش آدمیون کے دلون مین یقین پیدا کرتی ہے جب لوگ بیتھون اسکول کے دروازہ پر لیڈی کیننگ کی سواری کو کھڑا ہوا دیکھتے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ جات کے برباد کرنے کی تصویر مین گورنمنٹ نے ایک اور رنگ بھرا اس تصویر کو بعض چالاک شیطان سیرت جاسوس بڑے شوق سے قلمرو کے پبلک مقامات مین لٹکا دیتے تھے -

یہہ کوئی بڑی بات نہ تھی شاید کچھ بھی نہ تھی کہ اس زمانہ مین جان گرینٹ اور برمیس پی کوک نے محض خیر اندیشی کے ارادہ سے ہندوستانی عورتین جو ذلت و خواری کے گڑھے مین پڑی ہوئی تھین نکالنا چاہا کہ لارڈ کیننگ کے عہد مین بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کا بل پاس ہوا جسپر پہلے لارڈ ڈلہوزی کے عہد مین بڑے مباحثے ہو چکے تھے اسکی بابت تقریرون اور تحریرون کے طومار بندھے اور اسکے جاری ہونے کو ہنود اپنے مذہب مین گورنمنٹ کی مداخلت اور اپنے خاندانون کی بے آبروئی سمجھے -

سر ہنری لارنس نے اس قانون کے پاس ہونے کی نسبت لارڈ کیننگ کو لکھا کہ پچھلے سالون مین گورنمنٹ کے پہیئے بڑی تیزی سے چل گئے ہین جو ہندوستانیون کے تعصبات کو صدمہ پہنچاتے ہین ہندوستانی اپنی کنفیر الازدواجی کی

موقوف ہونے سے دہشت زدہ ہو رہے ہین اور اسکو یہہ بات مشکل نہین ہی کہ اسکو توڑ مروڑ کر مذہب مین داخل کرین۔ پہر ہنج جہاز جسقدر جلد چلے اسی قدر احتیاط چٹانون اور بالو کے ڈھیکون کے موسم کی دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔

لارڈ کیننگ نے اپنے اس سال اول کی حکومت مین کوئی کام ایسا نہین کیا کہ جس مین عیسائی مذہب کی اور ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کی ترویج مین کوئی اعتدال سے باہر کوشش ہوئی ہو لیکن اس مین شبہ نہین کہ اس زمانہ مین بہت سی ناسزا و نازیبا حالتون کا مجموعہ ایسا جمع ہو گیا تھا کہ چند سالون سے ہندوستانیون کا یہہ یقین بڑھتا جاتا تھا کہ گورنمنٹ بڑے بہلے وسائل سے یہہ چاہتی ہے کہ سب ہندوستانی عیسائی ہو جائین یہہ امر کچھ کم یقینی نہین ہے کہ ایسے وقت مین سپاہ کے بھرتی ہونے کے لیے سمندر پار جانے کی شرط کا داخل ہونا اور بیوہ عورتون کی شادی کا دوبارہ ہونے کا قانون جاری ہونا جاہلون کے سمجھانے کے لیے بعض مفسدین متعصبین کے لیے جو جمہور انام کو حیران و پریشان کرنے تھے کافی تھا کہ وہ جاہلون کو سمجھا دین کہ یہہ دونو باتین بھی اس تدبیر کا ایک جزو ہے جو ہندوستانیون کے عیسائی بنانے کے لیے گورنمنٹ کر رہی ہے یہہ کہا جاتا تھا کہ انگریز یہہ چاہتے ہین کہ سب ہندوستانی انکے مذہب کو اختیار کرین اور یہہ اس صورت مین ہو سکتا ہے کہ سپاہ انکے حکم مین ایسی ہو کہ اسکو جہان چاہین دنیا مین لے جائین اور وہ بحر و بر سے سب قسم کے کامون کے کرنے مین ڈرے نہین یورپ مین بھی انگریزون کی لڑائیان ہوتی تہین انگلستان مین تو لڑنے والے آدمیون کا کال ہے ہندوستان سے سپاہ کریمیا مین لڑنے گئی تھی۔ ہندوستان مین بہت آدمی ایسے مفسد منتفنی تھے کہ وہ جمہور خلائق کے اس یقین کو بڑھاتے جاتے تھے کہ انگریزون نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہندوستانیون کو عیسائی بنائین۔

ان وقتون مین ایک اور بڑی علامت ظاہر ہوئی کہ جسنے بعض خاص مقامات مین بنگال کی سپاہ کے درمیان آنے والے خوف کا نقش جما دیا۔ اس سپاہ کے یورپین افسرون مین بہت سے کٹے عیسائی تھے جب وہ اپنے گرد بت پرستون کا بڑا ہجوم دیکھتے تھے تو انکے دل لرزنے لگتے تھے۔ خاصکر انکو اور بھی زیادہ قلق ہوتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ انکے ہمراہی سپاہی جو انکے تابع تھے ان پر تاریکی طاری ہو رہی ہے جو افسرون مین ہوشیار و آگاہ دل تھے وہ تو اپنے دل ہی دل مین کہتے تھے اور اورون کے مذہب کا ادب کرکے خاموش رہتے تھے لیکن انمین ایسے افسر بھی تھے جو عاقبت اندیش ہوشیار نہ تھے وہ یہہ یقین کرتے تھے کہ یہہ ہمارا فرض مذہبی ہے

عیسائی مذہب کی اشاعت [illegible]

کہ ہم حواریوں کا کام مستعدی سے کریں یہہ انکا اعتقاد تھا کہ سب انسان مثل انکے ہیں انکی روح کی نجات ہونی چاہیئے اور کوئی خارجی حالتیں ایسی نہیں ہیں جو ہم کو اپنے خداوند کے کام کرنے سے جدا رکھیں اگر ان اپنی معتقدات اور یقینیات کے دباؤ سے انہوں نے اپنے سرخ کوٹ کی جگہہ سیاہ کوٹ پہن لیا ہو اور تلوار کو گڈریہ کے آنکڑے کی جگہہ لیا ہو وہ مستحق ہیں کہ سب نیک آدمی انکی تعریف کریں وہ ایک ہاتھہ میں اور ڈربک (سیاہ کے حکموں کی کتاب) اور دوسرے ہاتھہ میں بائیبل لے جاتے اسطرح سے انہوں نے اپنی گورنمنٹ کی بڑی خطا کی جسکے وہ ملازم تھے انگریزی افسروں میں مشنریوں کی سرگرمی کتنی پھیلی تھی اسکا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا آسان نہیں لیکن اب اس میں شبہ نہیں کہ بعض افسر مشنریوں کی سرگرمی سپاہیوں کے عیسائی بنانے کے لیئے کرتے تھے اور وہ اپنے اس کام پر فخر کرتے تھے - لفٹنٹ کرنیل ویلر نے جو ایک رجمنٹ کا کمانیر تھا ۱۸۵۷ء میں بڑے فخر سے یہہ بات کہی کہ بیس برس سے کچھہ زیادہ دنوں سے میری یہہ عادت رہی کہ سب قسم کے آدمیوں کو سپاہیوں اور اوروں کو بغیر کسی تمیز کے عیسائی مذہب کا وعظ سناتا ہوں مسیح کا سپاہی بنکر خدا کے احکام اور سرکار کمپنی کا سپاہی بنکر اسکے احکام سناتا ہوں - غرض افسران فوج اور حکام متعہد اپنے تابعین سے مذہبی باتیں بہت کرتے تھے اور بعض حکام اپنے ماتحتوں کو حکم دیتے تھے کہ اتوار کو ہماری کوٹھی پر آنکر پادری صاحب کا یا ہمارا وعظ سنو۔

غرض پادریوں اور افسران سپاہ اور حکام متعہد کے مذہبی مباحثوں کا روز بروز بڑھتا جاتا تھا اور ہندو و مسلمانوں کے مذہبوں کے ابطال میں پادریوں کے رسالے بہت تصنیف ہو کر تقسیم ہوتے تھے جنسے ہندوستانی آزردہ خاطر ہوتے تھے یہہ سب کام زیادہ تر کلکتہ کے گرد ہوتے تھے مگر بہت دور شمال مغربی سرحد سے ایجی ٹیشن کی سیل آئی جو ہندوستانیوں کے ایجی ٹیشن کے دریا سے مل گئی اور پرخطر افواہوں سے ملکر ہوئی انگریزی تاریخوں میں لکھا جاتا ہے - جب شاہ ایران سے ۱۸۵۶ء میں انگریزوں کی لڑائی شروع ہوئی تو اسنے اپنے بھی جاسوس شاہ دہلی پاس بھیجے کہ وہ انگریزوں کے ساتھہ برائی کرے اور ہم دونوں آپس میں متحد ہو جائیں جس سے امید ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی سلطنت قائم ہو جائیگی اسلیئے ایک اشتہار تیار ہوا اور وہ دہلی اور جامع مسجد کی دیواروں پر چسپان ہوا اور یہہ شہرت بھی ہوئی کہ خلیج فارس میں انگریزوں کو بڑی شکست فاش ہوئی ہے اور یہہ بات مشہور ہوئی کہ انگلش یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے امیر دوست محمد خان کو دوست بنا لیا مگر وہ اصل میں ایران کا زیر فرمان ہے انگریزوں کے ساتھہ یہہ دوستی اسلیئے اختیار کی ہے کہ افغانوں کو انگریز پشاور دیدیں ۔۔

بالائے ہند مین یہہ امر یقین کیا گیا تھا کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو افغانستان دیدینے کا اور اس اپنے نقصان کے پورا کرنے کے لیئے کل راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کیا ہے راجپوتانہ کی ضبطی کی خبر فقط ہندوستانیون ہی کی طبع زاد نہین تھی بلکہ وہ انگریزون کے اخبارون مین بڑی شد و مد کے ساتھ لکھی جاتی تھی ہندوستانی ریاستون کے ساتھ انگریزون کا کوئی گذشتہ سلوک ایسا نہ تھا کہ جس سے اس خبر کا یقین نہین ہوتا۔ ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین تو پر خوف و خطر افواہین پولیٹکل رنگ پکڑتی تھین اور بنگال و بہار مین اکثر مذہبی سانچے مین ڈہل کر اپنا رنگ دکھاتی تھین راجپوتانہ کی پرانی ریاستون کا نئی انگریزی عملداری مین شامل ہونے کی خبر نے راجپوتون کی حیرانی اور پریشانی کو بہت بڑہایا اور انکے دل مین انگریزون کی طرف سے کینہ پیدا کیا اور کل ملک کی باقی ہندوستانی ریاستون مین ایک کھلبلی اور ہلچل ڈالدی یہہ ایسی پر خوف و خطر رپورٹ تھی کہ جب وہ انگلستان مین پہنچین اور اخبارون مین انکا زیادہ چرچا ہوا تو ایسٹ انڈیا کے کورٹ ڈائرکٹرز نے جو تمام پولیٹکل گروہون مین نہایت کم گو ہے اس خبر کو حاکمانہ بالکل غلط بتایا +

بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستانیون کے دلون مین افواہین جو خطرناک اثر پیدا کرتی ہین انکو انگریز اپنے آپ دیکھین اس زمانہ مین اردو فقل زبان مین یہہ کہا جاتا تھا کہ بالائے ہند مین سب طرح سے خیر و عافیت ہے مگر بعض مسلمان دوست یا ہندو خاص فساد و فتور کے آثار انگریزون کو بتلاتے تھے جو انگریزی آنکھون سے نظر نہین آتے تھے چنانچہ ایک افغان کہن سال جان فشان خان جو کابل کی جنگ مین انگریزون کی خیر خواہی کے سبب سے یہان انگریزون کے ساتھ آیا تھا اور برٹش گورنمنٹ انکو پنشن دیتی تھی وہ مسٹر گریٹ ہیڈ کمشنر سے کانپور مین فروری ۱۸۵۷ء کو ملا اور انسے عرض کیا کہ آجکل جو افواہین اڑ رہی ہین وہ بہت بڑے اثر اپنے پھیلا رہی ہین کمشنر صاحب نے ایک خانگی چٹھی مسٹر کالون لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کو لکھی کہ چند روز ہوئے کہ جان فشان خان نے مجھ سے ملاقات کی جسکا خاص مقصد یہہ تھا کہ ہندوستان مین جو پولیٹکل معاملات کے حالات بالفعل اسکو خوف و دہشت دلا رہے تھے انسے مجھے مطلع کرے وہ اپنے کنبے کے بہت سے آدمیون کو بھی ساتھ لایا تھا کہ وہ اس ملاقات کے شاہد رہین اسنے یہہ تنبیہہ کی کہ مین نے جو سر ولیم میکناٹن صاحب کو کابل مین جو واقعات گذر رہے تھے انسے آگاہ کیا تھا مگر اسکا نتیجہ کچھ نہین ہوا اسی خوف مجھے اب انگریزون کی سلامتی کے لیئے یہان

ہور ہے ہین مجھے یقین ہی کہ انگریزون نے امیر دوست محمد خان کو پشاور دینے کا اور راجپوتانہ کے ضبط کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اسنے کہا کہ ہمارا یہہ مقولہ ہونا چاہیئے کہ پرہیز شفا سے بہتر ہوتا ہے اور اپنے گھر کے عزیزون و اقارب کی حفاظت و سلامتی کے لیئے دشمنون کے دروازہ پر خبر لینی چاہیئے مین نے جب اسکو یقین دلایا کہ غالباً وہ واقعات ظہور مین نہین آئین گے جو اسکو خوف زدہ کر رہے ہین تو اسکی تشفی تسلی ہوئی اگرچہ یہہ واقعہ مشکل سے بیان کے قابل معلوم ہوتا ہے لیکن پولیٹکل گپین آج کل جو ہندوستانیون مین اڑ رہی ہین انکی خبرین شاذو نادر ہی ہم تک پہنچی ہین مین یقین کرتا ہون کہ جانفشان خان نے افواہون کو یقین کر کے جو بات کہی وہ محض ہماری بھلائی کے لیئے کہی تھی اسکو ہمارے تباہ ہونے کا یقین نہین تھا مجھے اندیشہ ہے کہ راجپوتانہ کی ضبطی کی جو افواہین اڑتی ہین وہ جمہور خلائق کے دلون کو پریشان اور حیران کرتی ہین اور راجپوتون مین بدگمانی پیدا کرتی ہین یہہ افسوس کی بات ہے کہ بہت سے برس گذر گئے کہ کسی گورنر جنرل کو یہہ موقع نہین ملا کہ وہ بذات خود راجپوتون کو انکی سلامتی کا یقین دلاتا بعض آئندہ آنے والے خوفون کی بے سروپا رپورٹین جنکی اصل حقیقت کوئی یقینی نہین بتلا سکتا تھا ممالک مغربی و شمالی کے حکام کے کانون تک پہنچی تہین جنسے آخر کو بعض آہستہ آہستہ اس بات کے یقین کرنے پر بیدار ہوئے کہ بعض برائیان ہندوستانیون کے دلون پر اثر کر رہی ہین ●

نیا سال آیا اسنے انگریزون کی مصیبت کی پیشین گوئی کا شگوفہ کھلایا ۱۸۵۷ء مین سو برس کے عرصہ مین کل ہندوستان مین انگریزی عملداری ہوگئی تھی یہہ قدیم سے ایک پیشین گوئی چلی آتی تھی کہ سو برس کے بعد انگریزی اقبال کا زوال آئیگا اور انگریزی راج نہین رہیگا ہمیشہ سے عام پراگندگی مین لوگون مین عجیب عجیب پیشین گوئیان پھر زندہ ہو رہی ہین یا ضرورت زمانہ کے موافق وہ نئی ایجاد ہوئی ہون قیاس کرنا مشکل ہے ایک کلکتہ کے اخبار مین ایک پیشین گوئی مشتہر ہوئی کہ ہزار برس پہلے یہہ پیشین گوئی ہوئی تھی کہ اس ۱۸۵۷ء مین انگریزی راج جاتا رہیگا اسکو اور لفظون مین یون بیان کرو کہ جب انگریزون کا یہان نام بھی نہ تھا اسوقت سے ہزار برس پہلے انکے راج جانے کی پیشین گوئی ہو چکی تھی پیشین گوئیان خواہ نئی ہون یا پرانی ہون وہ صداقت کے ساتھ کہی گئی ہون یا مکاری سے وہ آدمیون کے دلون پر اپنے یقین کے جمانے مین کمتر ہی ناکام رہتی ہین جب کبھی پولیٹکل بات کا مذہب یقین دلا دیتا ہے تو اسکے لیئے یقین کرنے والون کی اولوالعزمی اور حرص بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اس خاص پیشین گوئی مین جسکا لوگ ذکر کر رہے تھے اس کی

معقول وجہ یہہ تھی کہ انگریزون کی عملداری کی پہلی صدی ختم ہونے کو تھی بس یہہ امر سادہ لوح سریع الاعتقاد ہندوستانیون کے دلون مین انگریزی حکومت کے جانے کے یقین کرنے کے لیئے بہت تھا - اور یہ امر بھی تحقیق تھا یہہ پیشین گوئی پہلی ہی دفعہ نہین سنی گئی تھی وہ پہلے سے سنی جاتی تھی جسکے ہونے کا وقت آگیا تھا یہہ پیشین گوئی ہندوؤن کی تھی ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے اور ۱۸۵۷ء مین سمت ۱۹۱۴ تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کے سمت کے موافق سو برس ہو چکے تھے ۱۸۳۲ء مین سوارون کے صوبہ دار تواری نے اپنی رخصت کے وقت اپنے بھائی سے کہا تھا کہ ۲۵ برس باقی ہین کہ کمپنی کا راج جاتا رہے گا اور ہندوؤن کا راج قائم ہوگا - دہلی مین فیض بازار مین ایک پرانی نہر تھی جو بند پڑی تھی ایک بزرگ مولوی شاہ عبد القادر صاحب کی یہہ پیشین گوئی غدر سے بہت دنون پہلے سے مشہور تھی کہ جب یہہ نہر جاری ہوگی تو انگریزی عملداری دہلی مین نہین رہیگی یہہ پیشین گوئی انکی پوری ہوئی کہ جب انگریزون نے اس نہر کو جاری کیا تو اسکے تھوڑے دنون بعد انگریزی عملداری دہلی سے اٹھ گئی +

اسباب بغاوت کا غلط صحیح ہونا اور بیان ہونا

۱۸۵۷ء مین جو فساد و شور و شر کا ہنگامہ برپا ہوا اسکو ہم غدر یا سرکشی یا بغاوت کہتے ہین لیکن انگریزی زبان مین اسکو میوٹنی کہتے ہین جسکے معنی یہہ ہین کہ بحری یا بری سپاہ مین ماتحت اپنے افسرون کے جائز احکام کی نافرمانی کرین یا بری سپاہی یا جہازی سپاہی اپنے افسرون کے خلاف غدر مچائین بس جہان ہم نے سرکشی یا بغاوت یا غدر کے الفاظ لکھے ہین انہین سے ہر یک کے معنی وہی سمجھنے چاہئین جو ہم نے میوٹنی کے بتلائے اب سوال یہہ ہے کہ یہہ بغاوت کن سببون نے پیدا کی ؟ قاعدہ ہے کہ جب کوئی واقعہ وقوع مین آتا ہے تو ارباب الراے اسکے مختلف اسباب بتلایا کرتے ہین انہین سے ہر یک اپنی اپنی راے زنی کرتا ہے مین نے مسٹر کیمن صاحب انسپکٹر مدارس میرٹھ سے کہا کہ سر سید نے اسباب بغاوت خوب لکھی ہے تو انہون نے پوچھا کہ کیا وہ ۱۸۵۷ء مین لکھی تھی مین نے جواب دیا کہ ۱۸۵۶ء مین نہین ۱۸۵۸ء مین تو انہون نے فرمایا کہ کسی واقعہ کے وقوع ہونے کے بعد اسباب بتلانے مین ارباب الراے راے زنی کرتے ہین مگر وہ قابل اعتبار نہین ہوتی ہان اگر کوئی بتلادے کہ ایسے اسباب موجود ہین جنسے کہ واقعہ وقوع مین آنے والا ہے تو وہ اسباب صحیح ہوتے ہین مین نے اوپر ابواب مین وہ اسباب بیان کیئے کہ جن سے سپاہ کی دل شکنی اور رعایا کی آزردگی روز بروز بڑھتی جاتی تھی بہت تھوڑے دانشمند دور اندیش ہندوستانی ایسے تھے جو گورنمنٹ کے دل سے خیر خواہ تھے ہندوستان مین رعایا کا جم غفیر جمع کثیر تو ایسا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے کامون سے واقف ہی نہین

ہوتا۔ گورنمنٹ کے تغیر و تبدل کا اثر اسپر ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کہ ڈھور ڈنگر پر وہ نہ تو گورنمنٹ کے خیر خواہ ہوتے ہین
نہ بدخواہ ہان تھوڑا سا فرقہ اعلے درجہ کا ہندوستان مین ایسا ہے کہ گورنمنٹ کے سارے کامون کو سمجھنا چاہتا
ہے اور اپنی راے لگاتا ہے مگر اپنی کم علمی کے سبب اس مین بڑی غلط فہمی کرتا ہے یہہ فرقہ باستثناء چند
دانشمند ہندوستانیون کے گورنمنٹ کا بدخواہ ہوتا ہے اور ایسے قابو اور موقع ڈھونڈھتا رہتا ہے کہ گورنمنٹ
کے کامون اور قوانین کی نسبت ایسی افواہین اڑائے اور نکتہ چینیان کر کے جمہور خلائق مین خرابی اور پریشانی
پیدا ہو گورنمنٹ کے ساتھ بدخواہی کا ارادہ لوگون کے دلون مین جب پیدا ہوتا ہے کہ انکے مزاج و رسم و
رواج و مذہب و طبیعت و تعصب کے برخلاف گورنمنٹ کے کام اور احکام ہوتے ہین ہم نے گورنمنٹ کے ایسے
کام و احکام و قوانین کو بالتفصیل اوپر کے ابواب مین بیان کیا یہان بالاجمال بھی لکھتے ہین جنہون نے سپاہ کی دلشکنی کی اور سپاہ کو
آزردہ اور ناراض کیا ✽

ابتدا مین انگریزی عملداری کا آغاز ہوا تو ہندو مسلمان اس عملداری کے شکرگزار اس سبب سے ہوتے تھے
کہ ایک مدت کی طوائف الملوکی اور بدنظمی اور فتنہ و فساد کے بعد انکو امن و عافیت و آرام و راحت کی غیر مترقبہ نعمتین و
برکتین حاصل ہوئی تھین مین آٹھ نو برس کا لڑکا تھا اور میرے جد امجد اسی ۸۰ نوے ۹۰ برس کے بوڑھے تھے جنہون نے
شاہ عالم کا زمانہ خوب دیکھا تھا وہ یہہ بیان کیا کرتے تھے کہ اس دہلی کی دارالسلطنت مین دن کو امام کی گلی مین
و قاضی کے حوض پر — لال کنوے پر فتح پوری پر جونی دروازہ پر بھلے مانسون کی پگڑیان اترجاتی تھین
پانچ چار اور ان کے ہم عمر دوست آتے تھے جن کے بدن پر خانہ جنگیون کے زخم تھے وہ بیان کیا کرتے تھے
کہ اب جو انگریزی عملداری مین امن امان ہے پہلے زمانہ مین اسکا سان گمان بھی نہ تھا ہم اپنے محلون مین لوگون کو
اپنے گھرون پر ہتھیار لگا کے پہرہ چوکی دیا کرتے تھے جہان کوئی کھٹکا ہوا تو ہم نے کہا کون ہے اگر وہان سے جواب آیا
کہ ہم ہین تو کہا بکتا ہے بے تو ادھر سے ہتھیار لیکر ہم گئے ادھر سے وہ آئے دو چار آپس مین ہاتھ ہوئے کچھ ہم
زخمی ہوئے کچھ وہ مجروح ہوئے کبھی ہم بھاگ گئے یا انکو بھگا دیا اب ہم رات کو اپنی نیند سوتے ہین اپنی بھوک کھاتے
ہین مگر افسوس ہے کہ اس امن امان نے ہم کو مرد سے عورت بنا دیا ہمارے ہاتھون مین ہتھیارون کی جگہ سوئیان
دیدین جنسے کام کر کے پیٹ کو پالتے ہین سپہ گری کے لطف و مزے سارے اڑ گئے مگر ہزار ہزار شکر ہے کہ اب
جان مال ناموس سب محفوظ ہین زندگی اب خوب چین سے بسر ہوتی ہے غرض جن ہندو مسلمانون نے شور و
شر فساد و عناد کے زمانے دیکھے تھے وہ امن امان کے لیے گورنمنٹ کے بڑے شکرگزار تھے مگر جب

زمانہ گذرتا گیا ایک نئی نسل پیدا ہوئی وہ پہلے زمانہ مین جو آفتین برپا ہوئی تھین اور مصیبتین پڑی تھین انکو بھول گئے
انمین بعض تو ایسے تھے جنکو اصل مین تکلیف و مضرت پہنچی تھی بعض ایسے تھے جو بے وجہ یہہ خیال کرتے تھے کہ ان
فرنگی حاکمون نے ہمارا ستیاناس کیا ہے مسلمان اپنی پہلی سلطنت و اقبال کو یاد کرتے تھے اور یہہ بالکل بھول
گئے تھے کہ انسے بالکل سلطنت مرہٹون اور ہندوؤن نے چھین لی تھی اور اسکا حال ایسا کر دیا تھا کہ ہندوستان کے
بہت سے حصون کے کسی بڑے شہر میں انکا مقدور نہ تھا کہ اپنی اذان کی آواز اللہ اکبر کی پکار کر نکال سکتے
مگر ہندوؤن سے انگریزون نے سلطنت کو ایسا جلد لے لیا کہ مسلمانون کی اور انگریزون کی عملداری مین
فصل نہین معلوم ہوتا جسمین ہندوؤن کی سلطنت رہی مسلمان اپنی نادانی اور غلط فہمی سے یہی سمجھتے ہین
کہ انگریزون ہی نے انسے سلطنت چھینی ہے اگر انگریزی عملداری نہ ہوتی تو معلوم نہین کہ مسلمانون پر ہندو
کیا کیا آفت برپا کرتے یا مسلمانون کے بھائی شمال مغرب سے آنکر پھر ہندوؤن کو ٹھیک بناتے اور اپنی سلطنت کو
دوبارہ چھین لیتے مسلمانون کے مولوی انکو سمجھاتے تھے کہ ہم برٹش گورنمنٹ کے مستامن ہین کسی طرح انکی عملداری
مین جہاد نہین کر سکتے ہم کو جب تک ان کافرون کی اطاعت کرنی چاہیئے جب تک انسے سرکشی مین کامیابی کی امید ہو
وہ اس توقع مین تھے کہ اسلام کا اقبال پھر چمکیگا - ہندو یہہ زعم رکھتے تھے کہ ہم نے مسلمانون کی حکومت کو
اپنے ملک مین زیر و زبر درہم برہم کر دیا برٹش راج قایم رہنا ہمارے دم اور ہمارے لطف و کرم پر موقوف ہے -
سر جارج کیمبل لکھتے ہین کہ یہہ غدر ہندوؤن کی سرکشی نہ تھی بلکہ صرف سپاہ کی بغاوت تھی - لارڈ ڈالہوسی
یہہ فرماتے ہین کہ اگرچہ زراعت پیشہ نے عام سرکشی نہین اختیار کی مگر انکی راے مین یہہ عذر نہین مچتا
اگر ملک کے ان حصون مین جنسے کہ سپاہ مین ہندوستانی سپاہی بھرتی ہوتے تھے خاص وہ ذی رعب
و اہل دیانت اسکے بہکانے والے نہ ہوتے جو گورنمنٹ کے نظام سے سب طرح سے ناراض تھے
یہہ ناراضی و بدخواہی گورنمنٹ کی پالیسی سے پیدا ہوئی تھی جو بہت سے مقامون مین ناگزیر تھی انگریزی
حکام ہند کے اختیار سے باہر تھا کہ وہ اس پالیسی کو بالکل فروگذاشت کرتے یا اس مین التوا کرتے وہ تو
انکی تہذیب و شائستگی کے لیئے لازمی تھی کہ وہ روشن ضمیری کے قوانین بناتے پس سازش کرنے والونکو
یہہ موقع و قابو ہاتھ آیا کہ اس مقصد برآری کے لیئے ان حالتون سے مستفید ہون انکی بڑی تدبیر
یہہ تھی کہ کسی طرح سے ہندوستانی سپاہ کے دلون کو انگریزون سے برگشتہ کرین حکام جو کہ فوائد عام کی
ترقی کے لیئے صلاح و فلاح مین مختلف تدابیر کرتے تھے انکے کرنے مین گورنمنٹ کی بدنیتی کی جھوٹی

افواہین اڑاکر جمہور خلائق کے دلون مین حیرانی اور پریشانی پیدا کرتے تھے اس مین کوئی شبہ نہین کہ یہہ تدابیر گورنمنٹ کی فی نفسہ بجا و درست اور مناسب تھین لیکن وہ اس سبب سے یہان کے باشندون کے مذاق کے موافق نہ تھین وہ برہمنون کے حق مین کچھہ کم مضر نہ تھین۔

بعض صورتون مین وہ قبل از وقت تھین بعض صورتون مین وہ ایسی دانائی سے نہین کی گئین جنمین کوئی خرابی نہ ہو اور اُن مین ہندوستانیون کے تالیف قلوب اور تعصبات کا کافی لحاظ و پاس نہین کیا گیا ستی ہونے کی رسم کا موقوف کرنا دختر کشی کا انسداد کرنا۔ برہمنون کو جرائم کبیرہ کی سزا دینا مشنریون کی اشاعت مذہب مین کوشش کرنی ہندوستانی عیسائیون کی پرورش و حمایت کرنی بیوہ عورتون کی دوبارہ شادی کرنے کی مزاحمتون کا دور کرنا مغربی دنیاوی تعلیم کا اشاعت کرنا خاص کر عورتون مین تعلیم کا دخل کرنا ان سب باتون سے برہمنون اور اونچی جات کے ہندوون کو نفرت تھی اور وہ انسے دہشت زدہ ہوتے تھے برہمن جو اب تک ہندوون کی قسمت کے فیصلہ کرنے والے تھے اور انکے ہر ایک دنیاوی دینی سیاسی کامون مین بالکل اختیار و اقتدار رکھتے تھے وہ خوب تیز نگاہون سے دیکھہ رہے تھے کہ اب ہمارے سارے اقتدار و اختیارون مین خلل و فتور آتے جاتے ہین اگر ہم کوئی تدبیر ایسی نہین کرین گے کہ برٹش گورنمنٹ تہ و بالا نہ ہو تو آخر کو ہمارا کوئی اقتدار و اختیار ہندوون پر نہین رہیگا وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے اصل اقتدار و اختیار کی بنا جہالت اور توہمات پر مبنی ہے ترقی تعلیم اور روشنی پھیلنے سے بالضرور کھوکھلی ہو جاوے گی تار برقی اور ریلوے برہمنون کی نظرون مین خار معلوم ہوتے تھے وہ ان لیاقتون اور قوتون کی خاک اڑاتے تھے سوا اسکے ریلوے نے جات کے نظام پر ایک صدمہ پہنچایا تھا کہ ہر جات کے آدمی خواہ اونچی جات کے ہون یا نیچی جات کے سب ایک ساتھہ بیٹھہ کر سفر کرتے تھے۔

بس یہہ تو بمقتضاء طبع بشری برہمنون کی بدخواہی کا سبب برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ تھا وہ خدا سے چاہتے تھے کہ کسی طرح غارت ہو انہون نے جمہور خلائق کے دلون مین اپنی جھوٹی کہانیون کا بس گھولا کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ ہندوون کو زبردستی عیسائی کرلین بس برٹش گورنمنٹ کے قائم رہنے کے یہہ معنی ہین کہ جن باتون کو ہم متبرک اور مقدس جانتے ہین وہ سب غارت ہو جائین۔ انکو اپنے اس بیان کے یقین دلانے کا قابو اور موقع مل گیا کہ جیل خانون مین اکل و شرب کا انتظام ایسا ہوا کہ وہ جو ایک قدیم معزز رسم چلی آتی تھی کہ ہر شخص اپنی خوراک آپ پکائے اور اسکا سامان خود کرے اس مین خلل پڑ گیا یہہ ایک نئی بات

بڑی احتیاط سے جیلخانون کی ڈسپلن کے لیئے داخل کی گئی تھی کہ ہندوؤن کی خوراک ان ہی کی جاتہ کے اعلے جات کی رسوئی پکایئن باوجود اس بات کے جھوٹی افواہین اڑائی جاتی تھین کہ جس سے سادہ لوح ہندوؤن کی آبادی اس بات کا یقین کرے کہ قیدیون کی خوراک آیندہ نیچی جات کے آدمی تیار کیا کرینگے تاکہ ان قیدیون کی جات کو جنکے لیئے خوراک تیار کی جاتی ہے کو جات کرین یہہ خبر کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے ایک شہر سے دوسرے شہر مین اور ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین پہنچی جسنے اس یقین نے بہ تدریج خلقت کے دلون مین جڑ پکڑی کہ زبردستی ہم عیسائی کیئے جائینگے -

جیل خانون مین اس کھانے پینے کے انتظام سے مسلمانون پر کچھ اثر نہین ہوسکتا تھا انکے دلون مین شبہ پیدا کرنے کے لیئے اور فریادین اور واویلا تھین انمین سے ایک جو ہندو و مسلمانون پر یکسان اثر کرتی تھی وہ یہہ تھی کہ بندوبست اراضی سخت ہوتا ہے جس مین ہر ایک زمیندار کی حقیت ملکیت اراضی کی تحقیقات ہوتی ہے اور سرکار کو مالک زمین سمجھکر باقاعدہ زر مالگزاری ادا کیا جاتا ہے -

ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری جلد جلد ہندوستان مین بڑہتی گئی اور اسکی سلطنت سپاہ کے زور سے سب سے زیادہ والا اقتدار ہوگئی پہلے ہندوستانی فرمانروایون نے زمین کا بندوبست اناپ سناپ کیا تھا تشخیص زر ظلم بہت ہوتا تھا اب اس سرکار والا اقتدار نے نہایت چھان بین اور تحقیقات کرکے بندوبست کی اصلاح کرنی شروع کی اس مقصد کے لیئے زمینون کی پیمایشین ہوتی تھین اور ملکیت او قبضہ اراضی کی تحقیقاتین ہوتی تھین جسکا نتیجہ اکثر صورتون مین یہہ ہوتا تھا کہ وہ اعلے خاندانی ذی اختیار زمیندارون کو نہایت ناگوار خاطر ہوتا تھا جو اپنے زیردست ہمسایون کی زمینون کو زبردستی دبا کے آپ ہی مالک بن گئے تھے اور اپنی جایداد کے متناسب مالگزاری ادا نہین کرتے تھے اگرچہ یہہ تحقیقاتین بڑی نیک نیتی اور انصاف کے ساتھہ کی جاتی تھین مگر وہ اعلے درجہ کے آدمیون کو تو ناگوار گذرتی تھین اور ادنے درجہ کے آدمی اُنسے خوش نہ ہوتے تھے ذی اختیار خاندان انگریزون کی اس کوشش مین رخنہ اندازی کرتے تھے کہ زمین کا خرچ اور حقوق ملکیت اراضی صحیح صحیح تشخیص ہوکر تجویز کیئے جائین وہ یہہ سمجھتے تھے کہ اس انتظام سے انکی حکومت جو مدتون سے چلی آتی ہے برباد ہوجائیگی اب جو ہم اپنی خودمختاری سے احکام چلاتے ہین وہ پھر نہین رہیگی کسی جبر و تعدی کرنے کا اختیار نہ ہوگا غرض اب جو دہات مین راج کے مزے اڑاتے ہین وہ بہت کم نصیب ہونگے اگرچہ اور زراعت پیشون کو انگریزون کے اس انتظام بندوبست سے

سراسر فائدہ ہوتے تھے مگر وہ گورنمنٹ کی اس فیاضانہ نیت کو جو انکی حالت کے بہتر کرنے کے لیۓ اور آسودہ حال
بنانے کے لیۓ رکھتی تھی دل مین کچھ نہین سمجھتے تھے۔ مگر اس مین شک نہین کہ - - - - - - - - -

افسران بندوبست اراضی کی جمع کی تشخیص کرنے مین غلطیان کرتے تھے کہین جمع بہت بڑھا کر سخت
باندھی کہین بہت گھٹا کر نرم پھر جمع کی تحصیل مین بہت سختی کی جاتی تھی فصل کی پیداوار کی کمی پر اسکی تحصیل
مین رعایت نہین کی جاتی تھی پھر اسپر یہہ غضب تھا کہ جمع کی باقی کے لیۓ ملکیت زمین کے نیلام کرنے کا قانون
بڑا سخت تھا جمع کی باقی کی علت مین دھڑا دھڑ حقیت ملکیت اراضی نیلام ہوتی تھی حکام کو نیلام کرنے مین ذرا تامل
نہین ہوتا تھا۔ ہندوستان کے مزرعین پہلے ہی جاہل و مردہ دل تھے اور اب بھی ہین وہ ظلم اٹھانے اور لٹنے کے
اور ایک زمانہ کے بعد سلطنتون کے الٹ پلٹ ہونے کے عادی تھے وہ اس وجہ سے شبہ کرتے تھے کہ فرنگیون
کی حکومت مغلون یا مرہٹون کی سلطنتون سے زیادہ دنون تک قائم رہیگی جسقدر یہہ منصف و متحمل گورنمنٹ انکے لیۓ
نفع رسان تھی اسقدر وہ اسکی قدرشناسی نہ کرتے تھے اور اگر وہ اسکی قدرشناسی کرتے بھی تو انہین بہت ہی نامردی تھی اور انکی منظم مین بہت
ہی نقص تھا جو انکو اسکے علے الاعلان کرنے مین سہارا نہین دینے دیتا تھا بس پولیٹکل اور سوشیل حالتون
مین اعلے درجہ کی بڑی بڑی جماعتون کی دشمنیون کی اور انکے ملتزمین کی جو صدہا برس سے لوٹ مار اور
آپس کی لڑائیون کے خوگر تھے زراعت پیشہ رعایا کی خاموش و صلح طرز موازنت نہین کرسکتے تھے۔
ایک اور بھاری سبب ناراضی کا جو بڑے دولتمند اور ذی جاہ جماعتون پر اثر کرتا تھا اور برہمنون کی بھی
اس افترا پردازی کو رنگ دیتا تھا کہ انگریز مذہب کو زیر و زبر کرنا اور ہندوؤن کی نہایت عزیز رسم و رواج کو
مٹانا چاہتے ہین یہہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی نے اس قاعدہ کو سختی سے اختیار کیا تھا کہ جس والی ملک کے
صلبی بیٹا نہ ہو تو اسکو متبنے کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور جب مر جائے تو اسکا ملک و مال سب
سرکار کمپنی ضبط کرلے اور انہون نے کئی بڑی بڑی ریاستون کو اسی وجہ سے ضبط کرلیا کہ والیان ملک کے
صلبی بیٹا نہ تھا اور خاص علے پنشنین جو گورنمنٹ دیتی تھی موقوف کردین ہندوستان کی رعایا اسکو بہت ہی
برا جانتی تھی کہ گورنمنٹ ملک کے آئین و رسم مین بڑی بیجا مداخلت کرتی ہے اس سبب سے گورنمنٹ نے اپنے
دشمن بہت سے پیدا کرلیۓ۔ ریاستون کی ضبطیون کی کیفیتین اور اسکے نتیجے ہم نے اوپر دو بابون مین بیان
کیۓ ہین کہ اودہ کی ضبطی سے اور چھوٹی چھوٹی ریاستون کے رئیسا کانپنے لگے تھے جو اس امر پر تیار بیٹھے تھے کہ
عمدہ وسائل ایسی پیدا کرین کہ جنکے سبب سے سرکار کمپنی کی عملداری بڑھنے نہ پائے اور وہ جو سب سے زیادہ

دالاقتدار ہوگئی اس اقتدار کو کسی طرح کم کرنا چاہیئے۔ سرکار کمپنی اپنے اقتدار و اختیار پر اور ظاہری امن امان و سلامتی پر
مفتخر تھی وہ اپنے اصول کو جو فی نفسہ صحیح و بجا تھے مگر بیہودہ ہندوستانیون کے مذاق کے موافق نہ تھے
وہ انکو بیجا ظلم و ستم جانتے تھے۔ برٹش گورنمنٹ نے اپنے بہت سے تدبیرون سے یہہ ثابت کیا کہ ہندوستانیون
انگریزون کے خیالات کیسے مختلف ہین جسقدر انگریزون نے انہین اپنی خیالات کے نقش جمانے کا دباؤ ڈالا اتنا
ہی انہون نے اپنے خیالات کو ترجیح دی کر انگریزون کے ساتھ اپنی کینہ توزی اور بدخواہی کو بڑھایا جو ہندوستانی
والیان ملک الیسے عالی دماغ و روشن ضمیر تھے کہ وہ اس بیہودہ بات کا یقین نہین کرتے تھے کہ ہندوستانیون کو
انگریز زبردستی عیسائی بنائینگے اور انکے قدیمی رسم و رواج کو تبدیل کرینگے مگر وہ اس بات کو یقین کرتے
تھے کہ گورنمنٹ کیسے ہی خیالات ملک کی ترقی کے ادا کرے گی چلی نہ ہو گی حکومت برائے نام رہجائیگی اور ہماری اصلی حکومت کی ہر صفت بہت جلد
رخصت ہوجائیگی۔ جب اس طرح سے سارے ملک میں یہہ ناراضی برٹش گورنمنٹ سے اور اسپر نہایت شبہات
پھیل رہے تھے تو یہہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ اگر والیان ملک کو کوئی موقع و قابو ہم کو مضرت اور گزند پہنچانے کا
مل گیا تو اس مین وہ کوشش کرنے مین کسر باقی نہین رکھینگے ایسی حالت مین انگریزون کے استیصال مین
سب سے زیادہ مسلمانون مین دہلی و اودھ کے بادشاہی خاندان اور ہندوؤن مین پیشوا کا جانشین
دودھو پنتھ نانا صاحب سرگرم ہونگے جنمین سے ہر ایک کسی نہ کسی وجہ سے برٹش گورنمنٹ سے دلی رنجش اور آزردگی
رکھتا ہے۔ ہم نے اوپر بیان کردیا ہے کہ اودھ کی ضبطی کا کیا اثر ہوا۔ شاہ اودھ کلکتہ مین بیٹھا تھا اور بارہ لاکھ
پنشن لینے سے انکار کرتا تھا اور اس عہدنامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا تھا جسکے موافق وہ خود ملک کو
برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کرتا اسنے اپنی ماں اور بیٹے و بھائی کو اپیل کرنے کے لیئے ولایت بھیجا تھا۔ بہادر شاہ
کی ناراضی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ یہہ بوڑھا ۱۸۵۷ء مین بیس برس سے تخت نشین تھا اور اس کے مرنے
کے بعد گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا تھا کہ اسکے خاندان مین بادشاہی لقب نہ رہیگا اور اسکا جانشین قطب
مین رہیگا اور قلعہ دہلی خالی کرایا جائیگا بادشاہ نے خود اپنے لیئے بطور پیشین گوئی یہہ شعر کہا تھا۔ ؎

اے ظفر اب ہے تجھی تک انتظام سلطنت + بعد تیرے نے ولیعہدی نہ نام سلطنت

بادشاہ کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ نانا راؤ کی ناراضی کی وجہ اوپر خوب بالبسط تفصیل سے بیان ہوچکی
ہے۔ ان تینون مین نانا سب سے زیادہ ہوشیار تھا۔ جب نانا صاحب برٹش گورنمنٹ سے مایوس ہوا
کہ اب وہ اسکے مقدمہ پر کچھ توجہ نہین کریگی لہذا اسنے اپنا ایجنٹ بنا کے عظیم اللہ خان کو بھیجا جو یورپ مین تین

برین رہا اس عرصہ مین زیادہ تر وہ لندن مین رہا وہ پیرس اور قسطنطنیہ اور کریمیا مین جنگ کے وقت
مین گیا کہ انگریز فرانسیسون کے ساتھ ہوکر روسیون سے لڑتے تھے۔ ہندوستان مین تو عظیم اللہ خان
کوئی بڑی وقعت و عزت نہ رکھتا تھا نانا کا فقط ایجنٹ تھا مگر لندن مین انگلش سوسائٹی کے اندر شہزادہ
سمجھا جاتا تھا اور ایک انگلش لیڈی سے وعدہ ہوگیا تھا کہ وہ ہندوستان مین آنکر اس سے شادی کریگی
ایک بڑی بوڑھی لیڈی اسکو مشرقی بیٹا کہتی تھی اسکے پاس بہت سی چٹھیان بڑے بڑے انگریزون کی
تھین اور دو فرانسیسی چٹھیان تھین جو لامونٹ نے چندن نگر کی بابت لکھی تھین جس مین فرانسیسی آباد ہین۔
غرض وہ بڑا چلتا ہوا پرزہ نانا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا۔

ہندوستانیون کے اسطرح ناراض ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سرکار کی ہندوستانی سپاہ کے
دل مین یہہ یقین کرادیا کہ برٹش گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے سپاہ مین بھی کچھ بدنظمی اس سبب سے
ہوئی کہ اسکے بہت سے قدیمی افسر سول مین چلے گئے تھے۔ سپاہ کے بھرتی ہونے کے قواعد مین سمندر پار جانے
کی شرط لگ گئی تھی بہت سا مصالحہ آتش گیر جمع ہو رہا تھا کہ چکنے چیڑے کارتوسون نے شتابہ لگا کے
خوب اسکو بھبڑکا دیا جسکا حال مفصل نیچے کے باب مین بیان ہوتا ہے۔

باب دوم

آغاز بغاوت

سرکاری کامون کے التوا ہونے کا سبب

کل ملکون مین گورنمنٹ کی ساری صورتون مین وہ خوف جو سلطنت کو دہشت زدہ کرتے ہین اور تاریکی
مین چلنا شروع کرتے ہین۔ کامیابی مین پیش قدمی اس سے پہلے کرتے ہین کہ ملک کے شرفا ان روا اسکو
صفائی سے دیکھین اکثر انکو زمان و مکان ایسے حاصل ہوجاتے ہین کہ گورنمنٹ کے کامون کی آہستگی اور
پیچیدگی انکی شرارتون اور آگے کی ترقی کو روک نہین سکتی ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی خاصیت یہ
ہے کہ وہ ظن کو یقین بنا دیتی ہے انگریز نسل مین قوم مین زبان مین مذہب رسم و رواج وضع انداز رفتار
گفتار مین ہندوستانیون سے بالکل مختلف ہین انکی باہمی ہمدردیون اور اغراض مین تقیض و تضاد ہے
اس سبب سے حاکم و محکوم کے درمیان ایک پردہ لاعلمی اور تاریکی کا حائل ہے حکام انگریزی اپنی آنکھوں

اور کانون سے دیکھ بھال اور سن نہین سکتے کہ کیا گذر رہا ہے اور آدمی انکو آگاہ کرنے والے بھی کمتر ہوتے
ہین اگر بعض اتفاقات سے آخر کو کوئی امر ظاہر ہوتا ہے تو وہ اکثر ادنے افسرون مین جہان سے ان لائق
افسرون تک اسکے پہنچنے مین بہت وقت ضائع ہوجاتا ہے جنکے کام برائی کو روک نہین سکتے لیکن وہ اسکے
دبانے کے لیے کیے جاتے ہین کسی بدخواہی کے روکنے کے لیے حسب سررشتہ و ضابطہ خط و کتابت بہت
آہستہ آہستہ عمل مین آتی اور اسکا ہونا ضروری اسلیے تھا کہ حکومت کے مرجع و آخر مرکز کا نظام ہی ایسا تھا
کہ جب کسی کار اہم کی درخواست ہوتی تو کاغذ و قلم سررشتون مین چلتے جہان ایک ضرب و مکا لگانے کی
ضرورت تھی اسکی بجائے ایک چٹھی لکھی جاتی اور یہہ چٹھی افسر پاس نہین جاتی کہ کچھہ کام کر سکے بلکہ وہ دوسرے
افسر پاس جاتی جو اس کام کے کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور اس پاس سے تیسرے افسر پاس جاتی
ادنے افسر کے گھر سے تمام درجے کے افسرون کے پاس چکر لگاتی ہوئی گورنمنٹ ہوس تک پہنچتی۔
ہندوستان کی سلطنت کے کل جنگی معاملات کمانڈر انچیف کے سپرد تھے لیکن اس کے اختیارات
گورنر جنرل کو فوقیت تھی برائے نام تھوڑا سا اعتماد کمانڈر انچیف کے کامون پر گورنر جنرل کرتا تھا وہ اوسکے
اختیارات کی حدود ناکافی یا ایسی ناقص مقرر کی گئی تھین کہ اکثر یہہ دیکھا جاتا تھا کہ گورنر جنرل اور
کمانڈر انچیف کے درمیان ناچاقی رہتی تھی جو کبھی ایسی بڑھ جاتی تھی کہ جس سے عام بدنامی ہو جاتی
تھی یا کبھی خوش اخلاقی سے باہم رضامندی ہو جاتی تھی یہہ امر ان دونون کی طبائع پر موقوف تھا
گورنر جنرل اپنے اختیارات سے آگاہ ہوکر بالطبع تمام خالص جنگی معاملات کو کمانڈر انچیف کے ہاتھہ مین
سپرد کرتا لیکن ہندوستان مین تفصیلی انتظام کے دائرہ سے یہہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ خالص جنگی
معاملات کیا ہوتے ہین۔ گورنر جنرل کی کونسل کا ایک ممبر کمانڈر انچیف ہوتا تھا جب یہہ دونو
ایک جگہہ ہوتے تھے تو سول اور ملیٹری معاملات کے فیصلہ کرنے مین کچھہ دشواری نہین ہوتی تھی
لیکن اکثر یہہ ہوتا تھا کہ گورنر جنرل مع اپنے ملیٹری سکرٹری کے ملک کے ایک سرے پر ہوتا تھا
اور کمانڈر انچیف مع اپنے ایڈجوٹنٹ جنرل کے ملک کے دوسرے سرے پر ایسا ہی اتفاق ۱۸۵۷ع
کے اول حصہ مین ہوا کہ لارڈ کیننگ کلکتہ مین تھے اور جنرل اینسن کا اوفس بالائے ہند مین تھا اور
وہ خود بنگال کے اضلاع زیرین مین تھے اور ایڈجوٹنٹ جنرل میرٹھہ مین تھا ان تمام حاکمون کو جنکے
کارتوسون کے باب مین کچھہ کام کرنا ضرور تھا انتظام ایسا ہے کہ ان تمام منتشر ایجنسیون کو مرکزی حکومت پر

ملا ہا تھا اس سبب سے ایک مضرت ناک التوا ہوتا تھا چٹھیون کا دفترون مین آنے جانے کے سبب بہت عرصہ لگتا جس مین دشمن اپنا کام بیٹھے ہوئے بنا یا کرتے یہہ تمہید اسلیئے لکھی ہے کہ جہان احکام کے جاری ہونے مین التوا ہوا اسکا سبب جو ہم نے اوپر بیان کیا سمجھنا چاہیئے۔ گورنر جنرل کو ہندوستان مین آئے ہوئے ایک سال ہوا تھا انکو اسوقت کی مشکلات پر آگاہ ہونا مشکل تھا مگر انکے پاس بڑے بڑے دیرینہ تجربہ کار مشیر موجود تھے بنر اعتماد کرنا دانائی تھی اسوقت کرنیل رچرڈ برچ ملیٹری سکرٹری تھے وہ پہلے بڑے بڑے عہدون کے کامون کو بہت خوبی و نیکنامی کے ساتھ سرانجام دے چکے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی نے انکو منتخب کرکے ملیٹری سکرٹری مقرر کیا تھا ملیٹری سکرٹری خودمختار نہین ہوتا مگر ایسے زمانہ مین جیسا کہ یہہ تھا گورنمنٹ کی مدد کرنی اور اسکے کامون مین سرعت کرنی اسکا کام تھا۔ اسوقت کامون مین انہون نے سہل انگاری کی جب انکو یہہ اطلاع ہوئی کہ دمدم مین سپاہ پر بر فساد ہے تو انہون نے اس بغاوت کے جھوٹ سچ سبب کی تحقیقات شروع کی اور وہ خود ورڈ نینسی ڈپارٹمنٹ کے چیف پاس اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گئے کہ کیا گیا ہے وہان جا کر کارتوسون کا حال دریافت کرکے گورنمنٹ کو رپورٹ کردی جسپر احکام گورنمنٹ کے کارتوس کے باب مین جاری ہوگئے کہ وہ ہندوستانی سپاہ کو نہ دیئے جائین۔

سنہ ۱۸۵۳ء مین انگلنڈ سے چکنے کارتوسون کے بکس آئے وہ سپاہ مین تقسیم کرنے کے لیئے نہین آئے تھے بلکہ اس امتحان کے لیئے آئے کہ یہان کی آب ہوا کا اثر انپر کیا ہوتا ہے۔ انکی ساخت مین چربی داخل تھی اسوقت کرنیل ہنری ٹکر بنگال کی سپاہ کے ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انہون نے دسمبر سنہ ۱۸۵۳ء مین کمانڈر انچیف کی راے کی اطلاع ملیٹری بورڈ کے سکرٹری کو دی کہ جبتک یہہ نہ معلوم ہو کہ کارتوسون مین چکنائی جو کام مین لائی جاتی ہے وہ اس قسم کی تو نہین ہے جو سپاہیون کی جات کے تعصب مین خلل انداز ہوکر انکو ناراض کرے وہ ہندوستانی سپاہ کو نہین دینے چاہیئے گورون کی سپاہ کو دیئے جائین لیکن یہہ نہین معلوم ہوتا کہ اس راے کا ملیٹری بورڈ پر کچھہ اثر ہوا۔ وہ ہندوستانی گارڈ کو فورٹ ولیم اور کانپور اور رنگون مین دیئے گئے سپاہیون نے انکے لینے اور کام مین لانے مین کچھہ عذر نہین کیا اسکا امتحان کئی مہینے تک کیا گیا اور انگلنڈ کو رپورٹ بھیجی گئی کہ سپاہیون کو اسکے استعمال مین کچھہ عذر و اعتراض نہین ہے۔ ملکہ کی ساٹھوین رجمنٹ ہندوستان مین تھی

اسکی دونالی بندوقون کے کارتوس مین صرف باروت ہوتی اور کارتوس سے جدا گولی ایک باریک کپڑے
مین جو موم و تیل سے چکنایا ہوا ہوتا لپٹی ہوئی ہوتی۔ ہندوستانی سپاہیون کو یہی دونالی بندوق اور
کارتوس دیے گئے جسپر سپاہیون نے کوئی اعتراض نہین کیا چکنائی جو کام مین آتی تھی اس مین کوئی
قباحت نہین جانتے تھے اور کارتوس کے کاغذ پر کوئی شبہ نہین کرتے تھے ۱۸۵۶ء مین براؤن بیس
کی بجائے انفیلڈ رائیفل گورون کی سپاہ کو دی گئی اور انکے واسطے اول اول چکنے کارتوس ولایت سے
بھرتیہ آئے اور اسکے ساتھ انگلنڈ سے یہہ احکام بھی آئے کہ اس قسم کے کارتوس کلکتہ اور میرٹھ مین
آرڈینینس ڈپارٹمنٹ بنائے موم و تیل سے جو کارتوس چکنائے جاتے تھے وہ اپنے استعمال کے وقت
کام دے جاتے تھے مگر کارتوسون کی بندوقون مین کام نہین دیتے تھے اسلیے کہ انکی چکنائی جلد جاتی
رہتی تھی بس انفیلڈ رائفل کے لیے کارتوسون مین چکنائی چربی سے دی جانے لگی جس مین یہہ تمیز نہ تھی
کہ وہ چربی کس جانور کی ہے گائے بھیڑ یا سور اور بکری کی ہے اگرچہ اسمین سور کی چربی نہ تھی مگر گائے کی
چربی ضرور تھی۔

۲۹ جنوری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ کا ایک سرکیولر جاری ہوا کہ جب ہندوستانی سپاہ کے واسطے کارتوس
بنائے جائین تو اس مین صرف بکری اور بھیڑ کی چربی کام مین لائی جائے اور سور اور گائے کی چربی ہرگز ہرگز
کام مین نہین لائی جائے۔ لیکن اوردی نینس ڈپارٹمنٹ گورون کے لیے کارتوس انگلنڈ کے حکم سے بناتا
تھا اسکے حکم مین چربی کی کوئی قید نہین لگائی گئی کہ وہ کس جانور کی ہو۔ یہہ سچ بات ہے کہ دونو فورٹ ولیم
اور میرٹھ کے ہیڈکوارٹر آرٹلری میرٹھ مین کارتوس مکروہ چربی سے چکنائے جاتے تھے۔ اکتوبر ۱۸۵۶ء
مین دمدم کلکتہ سے ۲۲۵۰۰ کارتوس انبالہ کے لیے اور ۱۴۰۰۰ کارتوس سیالکوٹ کے لیے روانہ ہوئے
مگر یہہ سچ نہین ہے کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کے استعمال کے لیے بھیجے گئے تھے اسواسطے ابھی وہ وقت
نہین آیا تھا کہ مسکٹری سکول (بندوق بازی کے سکھانے کا مدرسہ) مین کسی قسم کے کارتوس بھیجے جاتے۔
جب پرانی بندوق کی کلکتہ مین رفلین سپاہیون کو ملین اسکے لیے ایک مختلف قسم کی ضرورت تھی تاکہ کل ہندوستانی
سپاہ یہہ ڈرل جلدی سے سیکھ جائے تو ڈپو ایسے مقامات مین بنائے کہ جہان ہر پلٹن کے منتخب سپاہیون
تعلیم پانا آسان ہو۔ جو اس ڈرل کو سیکھ کر تمام رجمنٹون کو سکھا دین۔ ان ڈپوؤن مین انفیلڈ رائفل جن سپاہیون
کو ملی تھین وہ کلکتہ سے قریب دمدم کی چھاونی مین تھا اور وہ بالائے ہند مین انبالہ اور سیالکوٹ کی چھاونیون مین

تھے سپاہی فقط اس بندوق کے استعمال مین نوآموز تھے وہ اس نئی بندوق کی ساخت اور صفات کو اسکے
اجزا کی تحلیل کو پھر اجزا کی ترکیب کو مشقت وفشانہ لگانے کو سیکھتے تھے ان باتون کے سیکھنے مین اور جاڑا بارش
کے موسم کے آنے مین ابھی ہفتون کی دیر تھی ابتک قواعد مین پرانی بندوقین اور کارتوس کام مین آتے تھے
جو چربی اور موم سے چکنائے جاتے تھے - کارتوسون کی نسبت کمانڈر انچیف نے کلکتہ کو تار بھیجا کہ چکنے
کارتوس مدت سے بغیر کسی اعتراض وخوف کے کام مین آتے ہین لیکن ہیڈ کوارٹرون مین یہہ خیال کیا گیا
تھا اگر ایک دفعہ اور چکنے کارتوسون کے باب مین توجہ کی گئی تو ہر ایک سپاہی جو پرانے کارتوس کام مین
لاتا ہے انکے استعمال سے خوف زدہ ہوگا ؛ یہہ توہم صحیح تھا یا غلط تھا وہ سپاہیون کے دلون مین ایک
مقام سے دوسرے مقام مین منتقل ہوا اس وحشتناک خوف سے سپاہی ضیق مین آئے سچ سے جھوٹ
اگاڑی بڑھ گیا یہہ امر مشتبہ ہے کہ احکام یا اشتہارات اس وحشت کو سپاہیون کے دلون سے دور
کرتے وہ تو الکٹرسٹی کی رو کی طرح ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین دوڑی تھی اور سپاہیون کے دلون کو
سرکار کی طرف سے منحرف کر رہی تھی یہہ صاف ہے کہ سپاہیون کے دلون پر خوفناک دھوکے نے قبضہ کر لیا
تھا انکے دلون سے اس دھوکے کے دور کرنے کی ہر معقول تدبیر کرنی عین صواب تھی مگر اب اول ہی منزل مین
سپاہی عقل کی بات ماننے سے گریز و پرہیز کرتے تھے وہ چکنائی نہ تھی بلکہ چربی تھی جو سپاہیون کو برافروختہ
کر رہی تھی - برسون سے ہندوستانی ہاتھون سے توپون کے پہیون اور گاڑیون مین مکروہ وممنوع چکنائی
کام مین لائی جاتی تھی کبھی اس ناراضی کی آواز نہین سنی گئی - کلکتہ اور میرٹھ مین چکنے کارتوس ہندوستانی
بناتے تھے اور میرٹھ مین تو برہمنون کے لڑکے بھی انکو بناتے تھے اس سے یہہ خیال ہوا کہ سپاہیون کو
ان کارتوسون کے سرون کے منھ سے کاٹنے مین صرف اعتراض ہوگا یہہ سچ ہے کہ چکنائی کارتوس کے
اس حصہ مین لگائی گئی تھی جو منھ کے اندر ہونٹون کے لگنے سے پرے جاتا تھا اسلئے میجر بنٹن کی راے
کے موافق یہہ تبدیلی کی گئی کہ کارتوس بجائے دانتون سے کاٹنے کے ہاتھ کی چٹکی سے کاٹے جائین مگر سپاہیون
کو اسپر اطمینان نہین ہوا انہون نے کہا کہ ہم کو دانتون سے کارتوسون کے سرون کے کاٹنے کی عادت ہمیشہ ایسی پڑی
ہے کہ ہم انکو بے اختیار اپنے دانتون کے اندر لے جائینگے خاص کر جنگ کے وقت — ہندو مسلمانون دونو کو
ایسی مہلت ملی تھی کہ کیا تو وہ سچے دل سے گورنمنٹ کی طرف ہو جاتے یا اس سے بالکل منحرف یہہ بات زیادہ اچھی
کہ گورنمنٹ سپاہیون کو ترغیب دیتی کہ وہ اس کل معاملہ کو اپنے ہاتھ مین لے لین اور جس طرح سے چاہین وہ

کارتوسون کو چکنا کرین اور اپنی وضع پر انکو استعمال کرین مگر سپاہیون کے دلون مین ایسے بیہودہ شبہات
و وسوسے زمانہ گذشتہ نے بھر دیئے تھے کہ بالفعل انکو ایسا سنہ چڑھ گیا تھا کہ وہ گورنمنٹ کی کسی بات کا
یقین ہی نہین کرتے تھے ؁

جنوری ١٨٥٧ء کو میجر جنرل ہیرسی کمانڈنگ پریسیڈنسی ڈویزن نے دو چٹھیان ایڈجوٹنٹ جنرل افسر کو
بھیجین کہ فوراً گورنمنٹ انڈیا کی خدمت مین وہ بھیجی جائین انمین سے ایک چٹھی کپتان رائٹ کی تھی جو افسر
کمانیر رائیفل انسٹرکشن (بندوق چھوڑنے کی تعلیم) دمدمہ کے تھے جسمین یہ بیان تھا کہ ہندوستانی
سپاہیون مین جو یہان بندوق چھوڑنی سیکھنے آئے کہین انمین ایک بڑی ناخوشی کارتوسون کے چکنے بنائے
جانے کے باب مین پھیل رہی ہے بعض مفسد فتنہ انگیز آدمیون نے یہہ افواہ اڑا دی ہے کہ انمین گائے
اور سور کی چربی ملا کر لگائی جاتی ہے اس افواہ کا یقین ایک میگزین کے خلاصی نے سپاہیون کو اسطرح کرا دیا ہے
کہ اسنے ٢ رجمنٹ کو ہندوستانی پیدل کے ایک برہمن سپاہی سے کہا کہ مجھے اپنے لوٹے سے پانی پلا دو اسنے
کہا کہ مین نہین جانتا کہ تو کس جات کا ہے اسلیئے مین تجھے اپنے لوٹے سے پانی نہین پلاؤنگا تیرے پانی پلانے
سے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ تو خلاصی نے فوراً یہہ کہا کہ اب تمہاری جات بھی جانے کو ہے ابھی تم کو وہ کارتوس
سنہ سے کاٹنے پڑین گے جو گائے اور سور کی چربی سے چپڑے ہوئے ہین"۔ کپتان رائٹ نے یہہ بھی کہا کہ
اس سے دمدمہ کے بعض آدمیون نے یہہ کہا کہ سارے ہندوستان مین گائے اور سور کی چربی سے
ان کارتوسون کے چکنائے جانے کی شہرت ہو گئی اگر ہم اپنے وطن مین جائینگے تو ہماری برادری کے
آدمی ہمارے ساتھ کھانے پینے کے نہین"۔ مین نے انکو یقین اس بات کا دلایا جسکا مجھے خود یقین تھا
کہ کارتوسون کے بنانے مین بھیڑ کی چربی اور موم کام مین آتے ہین جسکا جواب انہون نے یہہ دیا کہ ایسا ہو
لیکن ہمارے دوست اسکو باور نہین کرین گے ہم کو اسکے اجزا خود بازار سے خرید نے دو اور ہم ہی کو کارتوس
بنانے کی اجازت دو تو ہم جانین گے کہ کیا چیز کارتوس کے بنانے مین کام آئی اور ہم اپنے ہمراہی سپاہیون کو اور دوسرون کو
یقین دلائین گے کہ کارتوس مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ وہ ہماری جات مین ممنوع ہو"

دوسری چٹھی جو جنرل ہیرسی نے بھیجی تھی وہ میجر بوا ٹین صاحب افسر ڈپو سکٹری (بندوق بازی کا فن)
دمدمہ کی تھی جسمین یہہ بیان کیا گیا تھا کہ جب کپتان رائٹ صاحب کی چٹھی میرے پاس پہنچی تو مین نے ڈپو کے
ہندوستانی سپاہیون کو پریڈ پر بلایا اور مین نے انسے کہا کہ جو شکایتین تم کو ہون انکو عرض کرو کم از کم دو تہائی

سپاہی جنہین سب کمیشنڈ افسر داخل تھے آگے بڑہے اور انہون نے نہایت مودبانہ صاف صاف بیان کیا کہ نئی بندوق کے لیئے کارتوس بنائے جانے کی ترکیب جو بالفعل ہے اسپر ہم کو اعتراضات ہین کہ ان چیزون سے جو ہمارے مذہب مین ممنوع ہین کارتوس چکنائے جاتے ہین انکا کاٹنا ہمارے مذہب کے خلاف ہی عاجزانہ یہ درخواست کرتے ہین کہ انکے چکنا کرنے مین موم اور تیل ایسے اندازہ سے کام مین لائے جائین جو حصول مقصود کے لیئے کافی ہون جنرل ہیرسی نے یہہ سفارش کی کہ رائفل ڈپو کے کمانیر کو حکم دیا جائے کہ وہ بازار مین سے وہ اجزا جو ضرور ہون خرید کر کے سپاہیون کو دیدے کہ وہ کارتوس اپنے آپ بنالین اور کارتوسون مین اس قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے جو اب تک بندوق کے کارتوسون کے کام مین آتا ہے مجھے یقین ہے کہ اسطرح سپاہیون کے دلون کی خلش مٹ جائیگی جنرل کی درخواست کا یہہ جواب دیا گیا کہ یہہ ناممکن ہے کہ پرانا کاغذ نئے رفل مین کام مین لایا جائے اسلیئے کہ رفل کا سوراخ نسبت بندوق کے بہت چھوٹا ہے جسکے لیئے باریک کاغذ کا ہونا ضرور ہے تم سپاہیون کو اطلاع دیدو کہ وہ پتلا کاغذ ایسی مصالحہ سے بنایئن جسسے پہلے کاغذ بنا تھا اور چکنائی کی نسبت وہ سپاہیون سے کہدے کہ گورنمنٹ نے حکم دیدیا ہے کہ موم اور تیل سے کارتوس چکنائے جائین اور اس چکنائی سے سپاہی اپنے آپ کارتوس چکنا کرین یہہ احکام ہندوستانی سپاہ کو سنائے گئے مگر انکا نتیجہ کچھہ نہین ہوا۔ انکا جو کارتوسون کی نسبت مذہبی اعتراض تھا وہ رفع نہوا اور انہون نے بے باکانہ اپنے خوفون کو بیان کیا۔

کلکتہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر بارک پور مین بہت بڑی چھاونی کی سپاہ تھی جس سے بہتر ہندوستان مین کوئی چھاونی نہین تھی اور انگریزون کی بڑی آمد و رفت رہتی تھی۔ گورنر جنرل کی کوٹھی بڑی خوشنما بنی ہوئی تھی جس مین گورنر جنرل آکر رہتے تھے یہان سے باغیانہ شگوفے کھلنے شروع ہوئے۔ اس وقت پریسیڈنسی ڈویزن کا صدر مقام بارک پور مین تھا اس مین ہندوستانی سپاہ کی چار رجمنٹین تھین دوسری گرانڈیر ۳۴۔ ہندوستانی رجمنٹ ۴۳ وین لائٹ انفنٹری اور ۷۰ وین ہندوستانی پیدل پلٹن۔ بریگیڈیر جنرل گرمنٹ اس چھاونی کے کمانیر افسر تھے۔ اور اس ڈویزن کے جنرل جان ہیرسی تھے وہ بڑے جوانمرد دلیر شہسوار سپاہی تھے وہ سپاہ کے بڑے مزاج شناس تھے وہ سپاہیون کے دکھہ درد رنج مین انکے بڑے ہمدرد اور دل سوز تھے وہ سپاہیون کی خو کو سمجھتے تھے وہ سپاہ کی زبان

اور عادات سے خوب واقف تھے انکی برابر ان باتون مین کوئی اور افسر نہ تھا۔ انہون نے خوب سمجھ لیا کہ سپاہی اس وقت بڑے خوف و اندیشے مین ہین وہ ان افسرون مین نہ تھے جو یہہ سمجھتے تھے کہ کالے آدمیون کو گورے افسرون کے ارادون پر شبہہ کرنے کا کوئی حق ہی نہین ہے۔ انہون نے ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء لکھا کہ کلکتہ مین جو دھرم سبہا ہے اسنے یہہ شہرت دیکر کہ گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہے کہ سپاہیون کو عیسائی بنائے سپاہیون کے دلون مین گورنمنٹ کی طرف سے برے وسوسے پیدا کر دیئے ہین انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ان شہرتون کی کچھہ وقعت میرے دل مین نہ پیدا ہوتی اگر اسکے ساتھہ ہی رانی گنج مین ایک بنگلہ نہ جلایا گیا ہوتا اور چند ہی روز مین بارک پور مین تین جگہہ جن مین ایک ٹیلیگراف اوفس کا بنگلہ بھی تھا آتش زنی نہ ہوئی ہوتی جنرل ہیرسی نے یہہ بھی بیان کیا کہ شاید گورنمنٹ کے حیران پریشان کرنے کے لیئے یہہ کام اس گروہ نے کیا ہو جو ہندو بیواؤن کے دوبارہ شادی کرنے سے ناراض تھے +

ہم نے اوپر مفصل بیان کر دیا ہے کہ بیوہ عورتون کے دوبارہ شادی کے باب مین قانون نافذ ہونے سے اور مدارس کے اور ریلوے اور ٹیلیگراف کے جاری ہونے سے پہلے اور کٹّے ہندوؤن مین ناراضی پھیل رہی تھی اور انکے دلون مین وسوسے پیدا ہو رہے تھے کہ انکے رسم و رواج و مذہب کے برباد کرنے کی دھن مین انگریز لگے ہوئے ہین اور اسکے لیئے ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کرتے جاتے ہین کہ سب ہندوستانی سور کھانے اور گائے کھانے سے فرنگی بن جائین۔ بعض ہندو اپنے مذہب کے دیوانے برٹش گورنمنٹ کے بدخواہ اور دشمن تھے وہ سپاہیون کے دلون مین یہہ خیال پیدا کرنے کے لیئے بڑی سرگرمی سے وعظ سنا رہے تھے کہ گورنمنٹ کی ایک منتظم و منضبط حملہ قدیمی مذہب و رسم و رواج پر کر رہی ہے جسکا ثبوت یہہ ہے کہ وہ کارتوس سپاہ کے منہہ سے کٹوانی ہے جس مین گائے کی چربی لگی ہوئی ہے وہ یہہ بیان کرتے تھے کہ گورنمنٹ مدت سے اس تدبیر کے درپے تھی کہ کوئی ظاہری رسم ایسی جاری کرے کہ جس سے ہندوؤن کی جات کی پابندی ٹوٹ جائے سو ان کارتوس سے گورنمنٹ کی مدت کی آرزو برآئیگی۔ جب ہندو اس کاغذ کو کاٹین گے جو گائے کی چربی سے چکنایا ہوا ہے تو انکی جات باقی نہ رہیگی۔ برہمن جات کے نہ رہنے سے برادری سے خارج ہوتے ہین انکی ہان کوئی دینی عذاب اور دنیوی ذلت جات کھونے کے برابر نہین جانی جاتی (؟) سے انکی دین و دنیا دونو خراب ہوتے ہین۔ اور اس جات کے باب مین لارڈ لارنس اپنی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ ایک خیرخواہ سپاہی نے انسے کہا کہ ہندوستانی سپاہیون مین یہہ عموماً یقین تھا کہ انگریزون نے یہہ مستقل ارادہ کر لیا ہے کہ انکی جات اور مذہب کو بالکل غارت

ناراضی کے وجوہ خاص ہندوؤن کے

کرے اور یہہ یقین ایسا پختہ ہے کہ جب مین سپاہیون کے دوستون اور رشتہ دارون سے گفتگو کرتا
اور لڑتا کہ یہہ خیال انکے دل سے دور ہو جائے تو آخر کو انکے دلائل سنکر مجھے خود یقین ہوتا کہ انکے خیالات
سچ ہین جب مین آپ سے باتین کرتا ہون اور آپ کی باتین سنتا ہون تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیون کے
یہہ خیالات کیسے سفیہانہ تھے انگریزی افسر اس بات کو بہت کم جانتے ہین کہ اس بات کا نقش سپاہیون کے
دلون پر پتھر کی لکیر ہو رہا تھا کہ پانچ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ یہہ یقین موجود تھا کہ جب گرینڈ ٹرنک روڈ (دہلی
اور کلکتہ کی درمیانی سڑک) پر برداشت خانے پڑاؤن پر گورنمنٹ نے بنائے ہین تو یہہ کہا گیا تھا کہ جات کے
برباد کرنے کی غرض سے یہہ تدبیر کی گئی ہے کہ پہلے سے ان برداشت خانون مین ناپاک قسم کی خوراک تیار
کی جائے جسکو مجبوری سپاہی اور آدمی خریدین اور کھائین" بس اس جات کے جانے کے خوف سے
سپاہیون نے آپس مین اتفاق کر لیا کہ کارتوس کاٹنے سے انکار کرین گے - جنرل ہیرسی نے جو بارک پور مین
بنگلون مین آتش زنی کی رپورٹ بھیجی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ سپاہیون کے سینون مین جو غصہ کی آگ
بھڑک رہی تھی اسکے شعلون کو بنگلون کی آتش زنی مین انھون نے علی الاعلان دکھلایا کہ انگریز متنبہ ہو جائین کہ ہمارے
دلون مین انکی طرف سے کیسی ناراضی اور رنجش بھری ہوئی ہے -

جنرل لو ممبر سپریم کونسل نے اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی نسبت لکھا کہ میری رائے مین آئینی رجمنٹ کو جو
کارتوسون کے کاٹنے مین انکار ہے وہ کچھہ گورنمنٹ اور اسکے افسرون کے ساتھہ بدخواہی اور بیوفائی
کے سبب سے نہین ہے بلکہ انکو سچا اور بے ریا خوف یہہ ہے کہ ان کارتوسون کے چکنا کرنے کی ترکیب ایسی تجویز
ہو رہی ہے کہ اسکے کاٹنے سے انکی جات مین خلل اور فتور آئیگا جس سے انکی عزت و آبرو مین بٹا لگ جائیگا
خلاصہ یہہ ہے کہ اگر وہ ان کارتوسون کو کاٹین گے تو وہ سخت گناہ گار اپنے مذہب کے موافق ہونگے -

جنرل ہیرسی سپاہیون کے تعصبات سے خوب واقف تھے کہ وہ آسانی سے مشتعل ہو جاتے ہین اسلیئے انھون نے
حکم دیا کہ بارک پور مین ایک خاص کورٹ اجلاس کرے جسمین یہہ تحقیقات کی جائے کہ سپاہی کیا کہتے ہین اور
کیا چاہتے ہین" اس مطلب کے لیئے ۲ - رجمنٹ ہندوستانی گرانڈیر کے منتخب حصہ سے شہادت لی جائے
کہ نئی بندوق کے کارتوسون کے کاغذ پر ہم کیا اعتراض ہوتے ہین - ۶ - فروری کو کورٹ نے اجلاس کیا
اور پنچ ناتھہ سپاہی بلایا گیا اور اسکا اظہار قلم بند ہوا اس سے پوچھا گیا کہ کارتوسون پر تم کچھہ اعتراضات
کرتے ہو اُس نے جواب دیا کہ ہان مجھے یہہ شبہ ہے کہ یہہ کاغذ میری جات پر اثر کریگا اس سے پوچھا گیا کہ

تمہارے اس شبہ کی وجہ کیا ہے اس نے جواب دیا کہ یہہ ایک نئی قسم کا کاغذ ہے جسکو مینے پہلے کبھی نہیں دیکھا اس نے یہہ رپورٹ سنی ہے کہ کاغذ مین چربی ہے یہہ بازار کی شہرت ہے " اس سے کہا گیا کہ وہ بہت خبرداری سے کاغذ کا امتحان روشنی مین کرے اور کورٹ کو مطلع کرے کہ کونسی چیز اس مین قابل اعتراض اسنے دیکھی اسنے جواب دیا " کاغذ کے باب مین مجھے شبہ اس سببسے پیدا ہوا کہ وہ سخت ہے اور کپڑے کی طرح پھٹتا ہے وہ اس پرانے کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک ہم مین مستعمل تھا دوسرا گواہ چاند خان نے بھی کاغذ پر اعتراض کیا کہ وہ کرخت ہے اور وہ جلتا ایسا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اس مین چکنائی ہے اس سے یہہ سوال کیا گیا کہ جب کاغذ جلایا گیا تھا تو تو اسوقت موجود تھا اس نے جواب دیا " ۴ تاریخ کی شام کو کارتوس کے کاغذ کا ایک ٹکڑا پانی مین ڈبو یا گیا اور پھر جلایا گیا تو اس مین چرچر کی آواز آتی تھی اور اسکے جلنے مین بو ایسی آتی تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چکنائی اس مین ہے " ایک کاغذ کا ٹکڑا کورٹ مین جلایا گیا تو چاند خان اس مین چکنائی کو نہیں بتا سکا لیکن جب اس سے پوچھا کہ اب بھی تمکو اپنا اعتراض باقی ہے تو اس نے کہا " مین اس کاغذ پر جو استعمال مین آتا ہے یہہ اعتراض کرتا ہون کہ ہر ایک شخص اس سببسے اسپر اطمینان نہیں رکھتا کہ وہ موم جامہ کی طرح چمکتا ہے ۔ ہندوستانی افسر صوبہ دار خدا بخش نے بیان کیا کہ مجھے کارتوس پر اعتراض نہیں ہے لیکن مین جانتا ہون کہ چھاونی مین عموماً یہہ شہرت ہے کہ کاغذ مین چربی لگائی گئی ہے ایک اور جمعدار گلاب خان نے کہا کہ میرے دل مین یقین ہے کہ اس مین چکنائی ہے وہ اس کاغذ سے مختلف ہے جو اب تک کارتوسون کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا ۔ جنرل ہیرسی نے اس کورٹ کے اجلاس کی یہہ رپورٹ بھیجی کہ گواہون کے بیانات سے میری یہہ راے قائم ہوئی ہے کہ کارتوس کے کاغذ کی ساخت کی نسبت بغیر کسی وجہ کے نہایت سفیہانہ بے اصل شبہ برگشتہ بختی سے عام ہندوستانی افسرون و سپاہیون کے دلون مین پیدا ہوا ہے اور اس احمقانہ خیال نے انکے اندر ایسی جڑ پکڑی ہے کہ میری راے مین اسکے اکھیڑنے مین کوشش کرنی عبث اور عقل کے خلاف ہے مین یہہ التماس کرتا ہون کہ گورنمنٹ اسپر غور کرے اور میری راے ہے کہ گورنمنٹ حکم صادر کرے کہ اس نئی بندوق کا کارتوس اس قسم کے کاغذ سے بنایا جائے جس سے وہ سپاہیون مین اب تک پہلی بندوقون کے لئے بنایا جاتا تھا کہ اس طرح سے بے اصل شبہ اور اعتراض بالکل رفع دفع ہو جائے " میجر ہیرسی باوجود اپنی مشرقی تجربہ کاری کے اس بات کو نہیں سمجھے کہ جب

کسی جاہل فرقہ کے بڑبڑانے اور دہمکیون سے اسکی درخواستین منظور کی جاتی ہین تو اسکی کجروی اور حماقت اور زیادہ ہوتی ہے -

جنرل ہیرسی نے کورٹ کی اس تحقیقات کی رپورٹ بھیجنے کے بعد گورنمنٹ کو لکھا "کہ ہم بارک پور مین ایک سرنگ پر بیٹھے ہین جو عنقریب اڑنے کو ہے" ۴۳ رجمنٹ کے ایک جمعدار نے انکو مطلع کیا کہ کیسے پرخوف و خطر حالت ہے کورٹ کی تحقیقات سے ایک دن پہلے دو یا تین آدمی میرے پاس آئے اور مجھے پریڈ کے میدان مین لے گئے جہان مین نے دیکھا کہ اس چھاونی کے مختلف رجمنٹون کے سپاہیون کا ایک جم گھٹ لگ رہا ہے انہون نے اپنے سرون پر کپڑے ایسے ڈھک لئے ہین کہ تھوڑا ہی سا چہرہ دکھائی دیتا ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہو جاؤ مین نے کہا کہ کس کام کے لیئے آپ مجھے اپنے ساتھ کرنا چاہتے ہین انہون نے جواب دیا کہ ہم سب اپنے مذہب کے لئے مرنے کو راضی ہین اگر ہم سے ہوسکا تو ایسا بندوبست کرین گے کہ دوسری رات کی شام (۲۶۔ فروری ۱۸۵۷ء) کو چھاونی کو لوٹ لین گے اور تمام یوروپین افسرون کو مارڈالین گے اور جہان جی مین آئیگا چلے جائین گے - جرنیل ہیرسی نے گورنمنٹ کو اس امر سے مطلع کیا اور بتلایا کہ دارالسلطنت کے قریب چار پانچ ہندوستانی رجمنٹون کا پاس ہونا بڑا خطرناک ہے اور آگے یہہ بیان کیا" آپ کو خیال کرنا چاہیئے کہ اس سارے کام مین ہندوستانی افسر کسی کام کے نہین درحقیقت وہ اپنے سپاہیون سے ڈرتے ہین اور کوئی کام دلیرانہ نہین کر سکتے جو کچھ وہ کر سکتے ہین یہ ہی کہ سب سپاہیون سے علیحدہ ہو بیٹھیں اور اس کام کے کرنے مین فقط انکو یہہ توقع ہے کہ اپنر لعنت ملامت یہ نہین ہوگی کہ وہ مستعدی سے اس پیچ مین پھنسے ہوئے تھے ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور جب تک ہندوستان مین ہماری بادشاہی رہیگی یہی ہوتا رہیگا سر چارلس مٹکاف نے کیا خوب کہا ہے کہ وہ کسی خاص صبح کو جاگ کر دیکھے گا کہ انگلش تاج نے ہندوستان کو کھو دیا ہے (یعنی جیسا ہندوستان ایک دن مین جلد ہاتھ آیا ہے ایسا ہی ایک رات مین جلد نکل جائیگا) ۶۔ فروری کو ۳۴ وین رجمنٹ ہندوستانی پیدل افسر کو اسکی کمپنی کے سپاہی نے اطلاع دی تھی کہ اس چھاونی مین چار ہندوستانی رجمنٹین خائف بیٹھی ہین کہ انکی جات بزور بگاڑی جائیگی اور وہ عیسائی بنائی جائینگی وہ اپنے افسرون کے برخلاف سرکشی کرنی چاہتی ہے وہ اپنے افسرون کو مار کر اور انکے بنگلون کو جلا کر کلکتہ جائینگین اور فورٹ ولیم کے قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشش کرینگین اگر اسپر قبضہ کرنا انکی قدرت سے باہر ہوگا تو وہ خزانہ پر قبضہ کرینگین +

جنرل ہیرسی کا سپاہ کے سامنے اول خطاب

جمعدار نے جو کچھ جرنیل ہیرسی سے عرض کیا تھا اس سے انکو یقین ہو گیا کہ سپاہ میں بغاوت کا عزم مصمم و پختہ ہو گیا ہے اسلیئے ضرور ہے کہ سپاہ کو جمع کر کے سمجھایا جائے کہ انکو جو اپنی جات جانے کا خوف ہے وہ بالکل بے اصل و باطل ہے انہون نے ۹ - فروری کو بریگیڈ کو پریڈ پر جمع کیا اور سپاہیون کی زبان مین وہ انسے مخاطب ہوئے نہایت مستعدی اور صفائی سے سپاہیون کو سمجھایا کہ انکے دل مین حماقت سے یہہ خوف سما گیا ہے کہ گورمنٹ یا اسکے افسر انکی جات مین یا مذہبی تعصبات مین مداخلت کرنی چاہتے ہین تم کو اس کا یقین ایک لمحہ بھی کرنا نہین چاہیئے کہ وہ زبردستی عیسائی بنائے جائینگے اسکا بطلان نہایت نصاحت سے بیان کر دیا " مین نے انسے کہا کہ انگلش پروٹسٹنٹ عیسائی اہل کتاب ہین وہ کسی شخص کو اپنے مذہب مین داخل نہین کرتے ہین سوا ر جوان بالغ آدمیون کے جو پڑھ سکتے ہین اور پوری طرح ان احکام کو سمجھ سکتے ہین جو ہماری کتاب مین لکھے ہوئے ہین اگر لوگ آئین اور ہمارے قدمون مین سر رکھکر عاجزی سے کہین کہ ہمکو عیسائی کر لو تو وہ اہل کتاب عیسائی نہین بنایا جائے گا اور اسکو اصطباغ نہین دیا جائے گا جب تک اس کتاب کے مضامین مین اسکا امتحان نہین لیا جائیگا اور اپنے تئین وہ پورا واقف کار انسے نہین ثابت کریگا اسکے بعد وہ اپنی خوشی مرضی اور خواہش سے کتابی عیسائی ہو گا -

جنرل ہیرسی کو یقین تھا کہ انہون نے سپاہیون کے دلون سے دھوکون کو دھو دیا - انہون نے گورنمنٹ کو لکھا کہ رجمنٹون کے کمانیر افسرون سے مین نے سنا ہے کہ ہندوستانی افسر اور سپاہی خوش اور راضی ہو گئے ہین اور انکے دلون مین جو گرانی تھی اس سے وہ سبک ہو گئے " لیکن برہام پور مین سپاہیون نے وہ حرکت کی کہ اسکی خبر آنے سے جنرل ہیرسی کی تقریر کی نہایت تاثیر سپاہیون کے دلون سے اڑ گئی -

۱۹ - رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی بغاوت

بارک پور سے سو میل کے فاصلہ پر اور نواب بنگال کے قدیمی دار الخلافہ مرشد آباد سے چند میل کے فاصلہ پر برہام پور مین سپاہ کی چھاونی تھی اور اس وقت اس مین ۱۹ - رجمنٹ پیدل کی اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا اور توپخانہ جسکے توپچی ہندوستانی تھے مقیم تھے - چکنے کارتوسون کی خبر کے آنے مین کچھ دیر نہین لگی (ہندوستان کی ضرب المثل ہے کہ بری خبر ہوا پر جاتی ہے تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض اوقات بری خبرین تار برقی کی خبر سے بھی پہلے پہنچ گئی ہین) ماہ فروری کی ابتدا مین ایک برہمن حولدار نے کرنیل میچل کمانیر ۱۹ - رجمنٹ سے پوچھا کہ یہہ کیا کہانی ہے کہ ہر شخص کہہ رہا ہے کہ گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ نئی بندوق کے کارتوس جس مین گائے اور سور کی چربی لگی ہوئی ہے ہندوستانی سپاہیون سے منہہ سے

کٹوائے جائین گے؟ کرنیل مچل نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اس افواہ مین کسی بات کا یقین کرتے ہو؟
اس نے جواب دیا کہ مین کسی بات کو یقین نہین کرسکتا - ۲۴ - فروری کو بارک پور سے ۳۴ رجمنٹ کی کچھ
کمپنیان برہام پور مین آئین انسے سپاہیون نے کارتوسون کا حال پوچھا کہ تم دارالخلافہ سے آئے ہو سچ بتاؤ
کہ حقیقت حال کیا ہے تو انہون نے انکو وہ باتین سنائین جنسے انکی دہشتین اور جاگ گئین کرنیل مچل نے حکم دیا
کہ دوسرے روز پریڈ پر قواعد ہوگی جس مین نئے کارتوسون کی مشق کرائی جائیگی شام کو حسب دستور تانبے
کے ٹپاخے بھیجے گئے انکے لینے سے ۱۹ رجمنٹ نے یہہ کہکر انکار کیا کہ یہہ امر مشتبہ ہے کہ کارتوس کس طرح بنائے
جاتے ہین" جب کرنیل مچل کو یہہ خبر ہوئی تو وہ ایڈجوٹنٹ کو ساتھ لیکر چھاونی کی لینون مین آئے اور سب
ہندوستانی کمشنڈ افسرون کو کوارٹر گارڈ کے سامنے بلایا اور بیان کیا کہ کل صبح کو زطون کے لیے جو کارتوس
مشق کے لیے بھیجے جائین گے وہ ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ انکو ہندوستانی پیدل رجمنٹ نے اپنے
ہاتھون سے بنایا تھا بہتر ہوگا کہ تم اپنی کمپنی کے سپاہیون سے کہدو کہ جو سپاہی اپنے افسرون کی حکم عدولی کرینگے
انکو سخت سزا دی جائیگی بعد ازان کورٹ مین شہادت مین دو ہندوستانی افسرون نے بقسمیہ یہ بیان
کیا کہ کرنیل مچل نے یہہ بیان کیا تھا کہ سپاہی کارتوس لیتے نہین تو وہ برہما یا چین بھیجے جائین گے
جہان وہ مر جائین گے مگر کمانڈر افسرون نے اس بیان کے ماننے سے انکار کیا - کرنیل مچل کل صبح کو
سپاہ کی پریڈ کا حکم دیکر اپنے گھر گئے رات کے دس یا گیارہ بجے لینون مین نقارون کی آوازین
اور سپاہیون کا غل شور سنا - کرنیل مچل لکھتے ہین "کہ مین نے فوراً کپڑے پہنے اور ایڈجوٹنٹ کی
طرف گیا اور اسکو ہدایت کی کہ میرے گھر پر سب افسرون کو چپ چاپ بلاؤ پھر مین کپتان الکسنڈر
پاس گیا اور اسکو حکم دیا کہ اپنے سوارون کو جسقدر جلد ممکن ہو چھاونی مین لائے اور ہماری لینون کے
داہین طرف کچھ فاصلہ پر تیار رہے پھر مین توپخانہ کی لین کی طرف گیا اور توپخانہ اور اسکے سامان کو فوراً
تیار کیا مین بیان کرتا ہون کہ جب مین ایڈجوٹنٹ کے گھر کی طرف جاتا تھا تو ڈرل حولدار ایڈجوٹنٹ
کے مکان کی طرف جاتا ہوا ملا تو مین نے اُسسے پوچھا کہ پلٹنون مین کیا غوغا ہو رہا ہے اور ہلڑ مچ رہا
ہے اُس نے کہا کہ رجمنٹ نے میلیس اوف ارمس (مکان جس مین سپاہیون کے ہتھیار اور ساز و سامان
رہتے ہین) توڑ ڈالا ہے زبردستی ہتھیارون اور گولی بارود پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی بندوقین بھر لی
ہین مین توپخانہ اور سوارون کے رسالہ کو تیار کرا کے رجمنٹ کے افسرون کو ساتھ لیکر لینون مین گیا مین نے

دیکھا کہ لین مین سپاہی وردی نہین پہنے ہوئے ہین اور غل مچا رہے ہین کہ بعض سپاہی یہ آواز
سنا رہے ہین کہ اسطرف نہ آؤ تم کو سپاہی مار ڈالین گے مین نے توپون مین گراپ بھرے اور انکو
ٹھیک لگایا کچھ سوارون کو گھوڑون پر سے اُتارا اور مین سپاہیون کی طرف گیا افسرون کے
بلانے کے لیے آواز دی ہندوستانی افسرون اور کچھ سپاہیون نے ہم کو گھیر لیا مین نے پوچھا
کہ اس ہلڑ اور غوغا مچانے کے کیا معنے ہین ہندوستانی افسرون نے اس کے لیے سب طرح کی
معذرت کی اور عرض کیا کہ آپ سپاہیون پر تشدد نہ فرمائیگا مین نے انسے مخاطب ہو کر پوچھا
کہ انکو شکایتین کیا ہین مین نے انسے کہا کہ کچھ دن گذرے ہین کہ ہندوستانی افسرون سے اچھی طرح
کہدیا تھا کہ اگر نئے کارتوسون کے لیے چکنائی کی ضرورت ہوگی تو مین میجر جنرل کمانڈنگ ڈویژن سے
درخواست کرونگا کہ کمپنی کے پیسے حولدارون کو اجازت دے کہ وہ اپنی کمپنی کے لیے چکنائی کا
سامان خود کر لین تو سپاہیون نے کہا کہ ہندوستانی افسرون نے ہم سے یہہ بات کبھی نہین کہی
مین نے افسرون سے کہا کہ وہ سپاہیون سے کہین کہ فوراً اپنے ہتھیار رکھدین تو ہندوستانی افسرون نے
کہا کہ توپون اور سوارون کے سامنے اپنے ہتھیار نہین رکھین گے اگر آپ ان سوارون اور توپون کو
ہٹالین گے تو وہ چپ چاپ اپنی لینون کو چلے جائین گے سوقت صبح کے تین بجے تھے مین نے
حکم دیا کہ سورج کے نکلتے ہی پریڈ ہوگی اور مین چلا گیا سوارون کو اپنی لین کو اور توپخانہ کو میگزین کو
رخصت کیا۔ صبح کو پریڈ پر رجمنٹ آئی کوئی نافرمانی کی نشانی اس مین نہین تھی کرنیل مچل نے اسکا
ملاحظہ فرماکر آرٹکلز اوف وار (دفعات قانون جنگ) پڑھ کر سنائے اور علمون کو سلام اور سپاہیون
کو رخصت کیا +

کرنیل مچل کے اس فعل پر جو اوپر بیان ہوا ہے نہایت درشتی کے ساتھ اس زمانہ مین عیب و صواب
بینی ہوئی ہے اسکی نسبت بڑے زور سے یہہ کہا گیا ہے کہ جب سپاہی ہاتھون مین ہتھیار لیے ہوئے
کھلی بغاوت کر رہے تھے تو کرنیل مچل کو نہین چاہیئے تھا کہ انکی درخواست کو منظور کر لیتا جب انکے
اس فعل کی تحقیقات کے لیے کورٹ بیٹھا ہے تو انہون نے یہ کہا کہ مین نے سپاہ سے عہد و پیمان
جھگڑا نپٹانے کے لیے نہین کیا جب مجھ سے ہندوستانی افسرون نے کہا کہ بعض کمپنیون نے ہتھیار رکھ
دیئے ہین تو مین نے سوارون اور توپخانہ کو روانہ کر دیا۔ گورنر جنرل نے اس کورٹ کی تحقیقات کی

کارروائی پر یہہ تحریر کیا کہ اس بات کے صحیح ہونے مین شک نہین کہ لفٹنٹ کرنیل مچل اور سپاہیون کے
درمیان کوئی قول قرار نہین ہوا لیکن اسکا فرض یہہ تھا کہ وہ سپاہیون کی عرض کو نہین سنتا اور
جب تک انگریزی افسرون سے تحقیق نہین کر لیتا کہ سپاہیون نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے ہین انکی درخواست
کو نہین منظور کرتا اسنے ان سپاہیون کے جنکے ہتھیار ہاتھون مین لیکے کھلی بغاوت کر رہے تھے نافرمان
کی بات کو مان لیا اور یہہ اسنے اسلیئے کیا تاکہ وہ بات اسکو اُنسے حاصل ہو جائے جو اسکو سپاہیون کی
اطاعت سے استنباط کرنی چاہیئے تھی یہہ ناممکن ہے کہ یہہ امر نہ خیال کیا جائے کہ لفٹنٹ کرنیل
مچل نے زیر کرنے والی سپاہ کو اس طرح ہٹا لیا کہ باغی سپاہیون کو فتح ہوگئی یہہ بھی خیال کرنا
چاہیئے کہ کرنیل مچل پاس آٹھ سو سپاہیون سے لڑنے کے لیئے دو سو سپاہی تھے جبکہ اس نے
تحقیقات کے کورٹ مین بیان کیا کہ یہہ امر محقق نہ تھا کہ ہم ۱۹۔ رجمنٹ کے ساتھ لڑنے مین عہدہ برآ ہو سکتے
اس سبب سے میری بڑی خواہش یہہ تھی کہ لڑائی نہ ہو ہندوستانی سوارون اور توپخانہ نے
بھی اپنا طریقہ ایسا دکھایا اس سے ظن غالب یہہ ہوتا ہے کہ اگر مچل صاحب نبرد آزمائی کرتے تو وہ سرکش
رجمنٹ سے ملجاتے اسلیئے مچل صاحب نے جو طریقہ اختیار کیا وہ دانائی کا تھا لیکن انڈین ایمپائر (ہندوستان
کی سلطنت) بہادرانہ و بیباکانہ درشتی سے حاصل ہوئی ہے +

۴۔ مارچ کے قریب برہامپور کی سرکشی کی خبر کلکتہ مین پہنچی گورنمنٹ کو تحقیق ہوا کہ اس مقام مین بڑی
دشواری اور جوکھون ہے۔ گورنمنٹ نے باغیون کو سزا دینے کا قصد مصمم کیا۔ کلکتہ اور دیناپور مین تین سو
میل سے زیادہ کا فاصلہ تھا وہان ایک یورپین رجمنٹ تھی اسلیئے ایک دخانی جہاز رنگون بھیجا گیا
کہ ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین رجمنٹ کو وہ لے آئے۔ چند روز اس جہاز کی روانگی مین ہوئے تھے کہ
کلکتہ مین یہہ حادثہ وقوع مین آیا کہ دوسری رجمنٹ ہندوستانی پیدل (گرانا ڈیر) ایک کمپنی
فورٹ ولیم پر پہرہ چوکی دیتی تھی اسکے دو سپاہی ٹکسال کے پہرہ کے صوبہ دار سے ملنے آئے اور
اس سے کہا کہ جولدار میجر نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے کہ گورنر جنرل بارک پور مین جاکر میگزین
لینے کو ہے اور وہان لڑائی ہوگی کلکتہ کی ملیشیا اردہ پیشہ وہ جو لڑائی کے وقت سپاہی کا کام دین)
قلعہ مین آئینگی تم اپنے سپاہیون کو ساتھ لاؤ اور ہمارے ساتھ ملجاؤ صوبہ دار سمجھ گیا کہ انکی خبر کے کیا معنے
ہین اسنے حکم دیا کہ انکو قید کر دو اور ان قیدیون کو فورٹ ولیم مین بھیج دیا۔ انکی روبکاری ایک ہندوستانی

کورٹ مارشیل مین ہوئی اینر جرم ثابت ہوا اور انکو چودہ چودہ برس کی قید کا حکم ہوا۔ کمانڈر انچیف نے اس حکم کی نسبت لکھا کہ "قیدیون پر جو جرم ثابت ہوا ہے اسکی مناسب سزا پھانسی ہے کورٹ مارشیل مین حکماً سب سے زیادہ سخت و درشت حکم سپاہی کے جرم پر جیسا ہوتا ہے اس سے زیادہ کسی اور پر نہین ہوتا لیکن چودہ برس کی قید بھی بے عزتی کے ساتھ مشقت کرنے کی موت سے زیادہ سخت ہے اسلیے کمانڈر انچیف کورٹ مارشیل کے حکم کو تبدیل نہین کرتا اسکو یقین ہے کہ کورٹ مین جو ہندوستانی افسر موجود تھے ان مین بہت سے میرے اس خیال سے متفق ہونگے اس لیے مینے بے تامل جو سزا کورٹ نے مجرمون کو دی تھی منظور کرلی جو کم بختی سے قیدی اپنے سر پر آپ لائے ہین اسکے ساتھ کسی سچے سپاہی کو ہمدردی نہین ہوگی"

جنرل ہیرسی کا دوبارہ سپاہ سے مخاطب ہونا

بارک پور مین جن ہندوستانی افسرون کو کورٹ مارشیل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی جب بارک پور سے وہ ہندوستانی افسر چلے گئے جنکو کہ دوسری رجمنٹ کے سپاہیون کے جرم کی تحقیقات کرنے کے لیے کورٹ مارشل مین ممبر ہونے کی اطلاع دی گئی تھی تو اسکے بعد جرنیل ہیرسی نے سپاہ کے ایک عام پریڈ کی اور سپاہیون کی طرف وہ مخاطب ہوئے انہون نے جو کلکتہ مین واقعہ گذرا تھا اسکو بیان کیا اور ان سے کہا خبیث بد باطن آدمیون کی باتون سے آگاہ ہو کہ وہ اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ اچھے نیک سپاہیون کے منھ سے انکی روٹی چھین لین اور انکو اپنی زشت کرداری اور بد افعالی کا آلہ بنائین پھر اس ناراضی کی بابت جو کارتوس کے کاغذ کی چیک دار صورت کی نسبت تھی بیان کیا کہ یہہ چیک دار صورت کاغذ کی اس سبب سے ہے کہ اسپر آہار دیا گیا ہے" انہون نے ایک خط جو مہاراجہ گلاب سنگہ کا ان پاس آیا تھا کمخواب کے خریطہ مین سے نکالکر دکھایا اور سب ہندوستانی افسرون مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین دیا اور انسے کہا کہ اسے کھولکر دیکھو اور مجھ سے کہو کہ وہ کارتوس کے کاغذ سے زیادہ چیک دار ہے یا نہین جسپر انکو شبہ ہے وہ اپنے سپاہیون مین اسکو لے جائین اور انکو دکھائین انہون نے یہہ کام کرکے ہندوستانی افسرون اور سپاہیون سے پوچھا کیا یہ خیال ہوسکتا ہے کہ ڈوگرا برہمن یا رجپوت جو گائے کی پوجا کرتے ہین وہ اس قسم کے کاغذ پر لکھین گے جس مین چکنائی اس قسم کی ہو جسکو تم کارتوس مین بناتے ہو۔ پھر انہون نے یہہ بیان کیا کہ چکنے کاغذ کس طرح سے جھوٹے لفنگون نے ۱۹ وین رجمنٹ سے کھلی بغاوت کرائی اور گورنمنٹ کو بہت خفا کیا اور

پلٹن کو حکم ہوا کہ وہ سفر کرکے بارک پور سے جائے اور غالباً انکی موقوفی کا حکم صادر ہوگا۔ اس صورت
مین تمام سپاہ ڈویزن کی بارک پور مین اس لیئے جمع ہوگی کہ اُن کے موقوف ہونے کی سیر دیکھے اور
یورپین توپخانہ اور سوار ہونگے ۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی برطرفی کی رسم اس طرح ادا کی جائیگی
جیسے کہ میرٹھ مین ۳۴ رجمنٹ کی موقوفی کے لیئے ہوئی تھی کہ اسکا نام سپاہ کی فہرست مین کاٹا جائیگا
انہون نے یہہ اور اضافہ کیا کہ مین اسکی اطلاع تم کو پہلے سے اس لیئے دیتا ہون کہ تمہارے دشمن تم کو
یقین دلارہے ہین کہ یورپین ترپ مع سوارون اور توپخانون کے یہان بھیجے جائین گے۔
اور تم پر وہ دفعتہً حملہ کرین گے یہہ اور ایسی ہی باتین جھوٹ بناتے ہین اور انکو شہرت دیکر تم کو پیچ دیتے
ہین بارک پور مین نہ یورپین نہ کوئی اور سپاہ آئیگی جب تک مین اسکے آنے کا حکم نہ دونگا
اور مین تم کو انکے آنے کی ٹھیک خبر دونگا۔ جنرل نے اپنے سپیچ کو اسپر ختم کیا کہ سپاہیون کو یقین دلایا کہ
انکی جات اور مذہبی تعصبات بالکل سلامت ہین اور اگر ان مین مداخلت کرنے کی کوشش کی جائیگی
تو اسکی سخت سزا دی جائیگی۔ پھر وہ گھوڑے پر سوار ہوکر آہستہ آہستہ صفون مین گئے اور جن سپاہیون کے
گلون مین تمغے پڑے ہوئے تھے انسے پوچھا کہ کن لڑائیون مین یہہ تم کو ملے تھے۔

بارک پور مین جنرل ہیرسی نے جس دن سپاہیون کے سامنے تقریر کی تھی اسکے دو روز بعد دخانی جہاز
جس مین ۸۴ وین رجمنٹ سوار تھی کلکتہ مین آیا اور چنسرہ مین بارک پور سے آٹھ میل پر ۔۔۔۔ گھوڑی
بھیجے گئے اور برہام پور کو فوراً احکام بھیجے گئے کہ بارک پور مین انیسوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی روانہ
ہو لیکن بارک پور مین اسکے بھیجنے سے پہلے بغاوت ہند مین اول خون ہوگیا۔

۲۹ مارچ ۱۸۵۷ء کو دوپہر کو ترپین وین رجمنٹ گورہ کے پچاس سپاہی دریا کی راہ سے کلکتہ سے
آئے اور دریا کی طرف اُترے ان گورون کی آمد سے ہندوستانی سپاہ کو ایسا خوف پیدا ہوا کہ
ساری چھاونی گورون سے بھر جائیگی اور ایک جوان سپاہی منگل پانڈے کو بھنگ کے نشہ مین
چربی دار کارتوسون کے سبب سے ایسا ست چڑھا کہ جب اُس نے سنا کہ گورے سپاہی آئے ہین
تو وہ یہ سمجھا کہ اب وہ ساعت آگئی کہ سپاہیون کی جات غارت ہو وہ مسلح ہوکر اپنے مکان سے نکلا
اور اپنے ہمراہیون کو پکارا کہ اگر تم کارتوس کاٹنا اور لامذہب بننا نہین چاہتے ہو تو میرے پیرو ہو
وہ کوارٹر گارڈ (پہرہ کے مقام) پر کھڑا ہوا اور بگل بجانے والے سے کہا کہ سب کے جمع ہونے کا بگل

بجائے مگر اس بگل بجانے والے نے اسکا حکم نہ مانا منگل پانڈے نے اوپر تلے گولیاں مارنی شروع
کین اور جب یوروپین سرجنٹ میجر باہر گیا تو اسپر اپنے بندوق چلائے مگر گولی نے خطا کی اس وقت
ہندوستانی افسر اور سپاہی چونتیسوین رجمنٹ کے جو کوارٹر گارڈ مین اپنی خدمت پر موجود تھے
دیکھتے رہے اس باولے سپاہی کو جو گرندرسانی پر مستعد تھا گرفتار نہین کیا لیکن ایک ہندوستانی
سپاہی ایڈجوٹنٹ کی کوٹھی پر دوڑا گیا اور اس واقعہ سے جو گزرا تھا اطلاع کیا۔ لفٹنٹ گف نے
بے ضرورت ایک لمحہ کا توقف نہین کیا تلوار لی پستولون کو بھرا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ گھوڑی کو
دوڑاتا ہوا کوارٹر گارڈ کے پاس آیا اُس نے ابھی باگ روکی تھی کہ منگل پانڈے نے ایڈجوٹنٹ
کے گولی ماری مگر گولی صاحب کے تو لگی نہین مگر اسکے گھوڑے کو اسنے زخمی کیا اور گھوڑا اور سوار دونو زمین پر
گرے گف صاحب نے گھوڑی کی الجھن سے اپنے تیئن نکالکر اپنا طپنچہ فوراً سے نکال منگل پانڈے کو
مارا مگر اسنے خطا کی تو پھر وہ اپنی تلوار سونت کر پانڈے کے قریب گئے تو انکے ساتھ کئی آدمی تھی پھر دست
بدست لڑائی ہوئی منگل پانڈے بڑا زبردست قوی سپاہی تھا اس نے اپنے حملہ آورون کو زخمی کیا
غالباً وہ اپنے دونو حملہ آورون کو مار ڈالتا اگر ایک مسلمان گرانڈیر کمپنی کا شیخ پلٹو نامی انکی حمایت کو نہ آتا
جسنے آنکر پانڈے کو پکڑ لیا اور اسکی ضربون کو نہ پڑنے دیا یہہ سب کچھ چونتیسوین رجمنٹ سے چند گز کے
فاصلہ پر واقع ہوا جہان ۲۵ سپاہی اور ایک جمعدار اپنی خدمت پر موجود تھے بندوقون کے فیر ہونے
کی آواز کے سبب سے اور سپاہی بھی وردی پہنے اور بن وردی کے جمع ہو گئے تھے لیکن سوا
شیخ پلٹو کے کسی سپاہی نے اپنے افسر کی مدد نہین کی اور نہ مجرم کو گرفتار کیا بعض گارد کے سپاہیون نے
زخمی افسرون کو بندوقون کے کندے مارے ایک سپاہی نے گولی چلائی جب شیخ پلٹو نے اُن کے
پکڑنے کے لیئے آواز لگائی کہ باغی کو پکڑو تو اسکو گالیان دین اور کہا اگر وہ منگل پانڈے کو نہین
چھوڑیگا تو اسکو گولی مار دینگے لیکن وہ اس باولے پانڈے کو جب تک پکڑے رہا کہ گف اور
سرجنٹ میجر بھاگ گئے اس مین شک نہین کہ شیخ پلٹو کی جانبازی خیر خواہی و بہادری سے ان دونو
افسرون کی جان بچ گئی + جب ایڈجوٹنٹ لنگڑاتا ہوا جسکے زخمون سے خون جاری تھا اس جنگ سے
واپس جاتا تھا تو وہ اپنی رجمنٹ کی لینون مین گذرا اور جو سپاہی وہان جمع تھے انپر لعنت ملامت کی کہ
تم نے اپنے افسرون کو اپنی آنکھون کے سامنے زخمی ہونے دیا اور انکی کچھ مدد نہ کی سپاہیون نے کچھ

جواب نہین دیا اور منہہ بناتے ہوئے وہ چلے گئے اس اثنا مین ایک سپاہی جنرل ہیرسی کی کوٹھی پر دوڑا آگیا اور اسکی اطلاع دی کہ برگیڈ کے تمام سپاہی پریڈون پر گشت کر رہے ہین جنرل نے حکم دیا کہ بہت جلد اسکے گھوڑے پر زین لگایا جائے اور اپنے تپنچون کو بھر کر قبضون مین ڈالا اور پھر اسکے بعد وہ اپنے ڈسک پر گیا اور یہہ دو چھوٹی چھوٹی چٹھیان لکھین ایک کرنیل ریڈ کو جو ملک کی ۴۴ وین رجنٹ کا کمانڈر چنسرہ مین تھا اور دوسری کرنیل ایم سنک لوچ دم دم مین تھا جنکا مضمون یہہ تھا کہ ان چٹھیون کے دیکھتے ہی فوراً سپاہ کو لیکر بارک پور مین آجاؤ اسواسطے کہ یہہ میرا ارادہ ہے کہ اگر برگیڈ برگشتہ ہوکر باغی ہو تو مین گورنر جنرل کی کوٹھی مین (یہہ کوٹھی بارک پور مین تھی) پچاس یورپین سپاہیون کو جو سٹاف گھاٹ مین ہین اور افسران سپاہ کو اور اُن سپاہیون کو جو گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ثابت ہونگے ساتھ لیکر مقیم ہونگا تم وہان مجھہ سے آنکر ملو اور اس مقام کی جب تک حفاظت کرو کہ اور سپاہ تمہارے بدلے آکے یا تمہاری کمک آئے پھر جنرل اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے دو بیٹون کو ساتھ لیا ۴۳ وین رجنٹ کے پریڈ کے میدان مین گیا اور حقیقت حال پوچھا ان افسرون نے جو اسکے گرد تھے انکو بتایا کہ یہہ واقعہ پیش آیا جنرل نے دیکھا کہ کوارٹر گارڈ سے اسی یا نوے قدم کے فاصلہ پر منگل پانڈے آگے پیچھے گام زنی کر رہا ہے اور زور زور سے اپنے ہمراہیون کو بلا رہا ہے کہ وہ اسکے ساتھ مذہب اور حیات کے بچانے مین جان دینے کے لیئے شریک ہو جائین۔ جنرل مع اپنے دو بیٹون اور میجر روس اسسٹنٹ ایڈجوٹنٹ کے کوارٹر گارڈ کی طرف گیا اس نے سنا کہ ایک افسر پکار رہا ہے کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے جنرل نے جواب دیا اسکی بندوق جہنم مین جائے۔ جب جنرل گارڈ کے پاس پہنچے تو انہون نے حکم دیا کہ وہ میرے آگے پیچھے چلین تو ایک افسر نے کہا کہ اسکی بندوق بھری ہوئی ہے وہ تم پر گولی چلائے گا جنرل نے اپنے تپنچون کو کچھہ اسکی طرف پھیر کر اور ہلا کر دکھلایا اور دوبارہ حکم دیا جمعدار نے جنرل کو ترچھی نگاہ سے دیکھہ کر کہا کہ گارڈ کے سپاہی ٹوپیان چڑھا رہے ہین تو جنرل نے پھر انکو زور کی آواز سے حاکمانہ کہا کہ جلدی کرو اور میرے پیچھے چلو اور وہ باغی کی طرف گھوڑے پر سوار گیا گارڈ اسکے پیچھے گیا اور جنرل کا ایڈ دی کیمپ گھوڑے پر سوار جمعدار کے قریب تپنچون سے مسلح اور دوسرا بیٹا قریب ہندوستانی افسر کے اسی طرح مسلح اور میجر روس جنرل کے عقب مین تھے جب یہہ باغی کے پاس

پہنچے تو انہوں نے بیتر روی اختیار کی جنرل کے بیٹے کپتان جان ہیرسی نے کہا کہ ابا جان باغی آپ کو نشانہ بنا رہا ہے تو جنرل نے کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو جان تم جاکر اسکی جان لینا فوراً ہی باغی نے گولی چلائی اور اسکی سنسناہٹ کی آواز گارڈ نے سنی ایک آدمی گرا مگر یہ آدمی جرنیل نہیں تھا وہ باولا باغی خود ہی تھا آخر وقت میں اُس نے اپنی بندوق کے منہ کو اپنے سینہ کی طرف کرکے پاؤں سے دباکر اسکو چلایا جب اس پاس وہ گئے تو وہ خون میں لتھڑ پتھڑ تھا اور اسکے کپڑے جل رہے تھے دھواں ان میں اٹھ رہا تھا۔ آگ جلدی سے بجھائی گئی ایک ڈاکٹر موجود تھا اُس نے زخم کو دیکھ کر کہا کہ اگرچہ اسکا زخم سخت ہی مگر گھبرا نہیں ہے وہ اسپتال میں بھیجا گیا۔ جنرل ہیرسی ۳۴ ویں رجمنٹ پیدل میں گئے اور انسے کہا کہ جب تک میں تمہارا افسر ہوں کسی شخص کا یہ مقدور نہیں ہے کہ تمہارے مذہب اور جان میں مداخلت کرسکے پھر وہ ۴۳ ویں رجمنٹ پیدل میں گئے اور انکو دھتکار بتائی مگر وہ کچھ بولے نہیں اور چپ چاپ رہے سب سپاہیوں نے یہہ کہا کہ منگل پاگل ہے وہ بھنگ کے نشہ میں ست تھا جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم اسکو پکڑ نہیں سکتے تھے اگر وہ تمہارا مقابلہ کرتا تو کیا اسکو گولی نہیں مار سکتے تھے یا اسکو لنگڑا نہیں کرسکتے تھے اگر دیوانہ ہاتھی یا دیوانہ کتا ہوتا تو کیا اسکا یہ حال نہیں کرتے ایک مہلک دیوانے آدمی اور دیوانے ہاتھی یا باولے کتے میں کیا فرق ہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ اسکے پاس بندوق بھری ہوئی تھی تو جنرل نے جواب دیا کہ کیا تم بھری ہوئی بندوق سے ڈرتے ہو ؟ وہ سب چپ تھے جنرل نے حکم دیا کہ وہ اپنی لینوں کو چپ چاپ چلے جائیں انہوں نے حکم کی تعمیل کی اسطرح ایام بغاوت کا روز اول ختم ہوا اور ایک پرانے سپاہی نے گھوڑے پر سوار ہوکر ایک باولے باغی کو گرفتار کیا یہہ ایک بہادرانہ مہم تھی *

منگل پانڈے کی بغاوت کے دو دن بعد ۱۹ ہندوستانی پیدل رجمنٹ بارک پور میں آئی۔ جنرل ہیرسی چھاؤنی سے ایک میل کے فاصلہ پر اس پلٹن سے ملا اور اسکے ساتھ سوار ہو پریڈ پر گیا۔ وہاں ۴۳ ویں رجمنٹ پیدل اور ۵۳ ویں رجمنٹ کا ایک بازو اور دو یورپین توپخانے اور گورنر جنرل کا یوروپی گارڈ اور ہندوستانی برگیڈ یہہ سب موجود تھے۔ جنرل نے چند الفاظ ۱۹ رجمنٹ کی مخاطبت میں کہے اور پھر حکم دیا کہ رجمنٹ کی برطرفی کا حکم پڑھا جائے اس حکم میں برہام پور کے بلوہ کی جزری باتوں کا بیان تھا اور پھر یہہ بیان کیا گیا کہ گورنمنٹ کا یہہ حکم اطلاق ہے کہ ہر رجمنٹ کے سپاہی کو خواہ کسی قوم کا ہو

۱۹ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا بارک پور میں آنا

سب وقتون اور حالتون مین بے تامل اطاعت کرنی چاہیئے سپاہیون نے اس اطاعت کے کرنے کی قسم کھائی ہے کہ گورنر جنرل کبھی اسکی صحیح تعمیل کو فروگذاشت نہین کریگا کوئی مستغیث جو ہتھیارون کو ہاتھ مین لیکر شکایت کریگا اسکی شنوائی نہین کریگا - پھر جنرل نے یہہ بتایا کہ اگر سپاہی باطل و لغو باتون پر جو چھوٹے بدباطن آدمیون نے انکی فریب دہی کے لیئے بنائین تھین سفیہانہ کان نہ لگاتے تو انکے مذہبی اوہام استوار رہتے اور وہ خود جیسے کہ اب تک جان باز و وفادار تھے ایسے ہی رہتے اور سرکار انپر اعتماد کرتی اور آیندہ سالون مین وہ اپنی طویل اور معزز خدمات کا صلہ پاتے لیکن گورنر جنرل مع کونسل اب آیندہ اس رجمنٹ کا اعتماد نہین کر سکتا جسنے اپنے تئین بدنام کیا اور اس پاس و لحاظ و دلداری و شفقت کو کھویا جو گورنمنٹ اسکی کرتی تھی گورنر جنرل مع کونسل حکم صادر کرتے ہین کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ برطرف کی جائے -

جب یہہ حکم پڑھا جا چکا تو حکم ہوا کہ پلٹن ہتھیار رکھ دے جب اس حکم کی تعمیل ہو چکی تو انکو حکم ہوا کہ پیٹیون کو اتار کر اپنی سنگینین آویزان کریں اس حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی تو پھر اپنے علم لیکر بندوقون کے انبار پر لگا دیئے پھر انکو ان ہتھیارون سے کچھ دور لے جاکر تنخواہ جو انکی واجب الادا تھی تقسیم کر دی گئی پھر جنرل نے سپاہیون سے کہا کہ اگرچہ گورنر جنرل نے اسکو مختصر سزا دی کہ خدمت سے جدا کر دیا لیکن وہ انکو بے عزت کرنا نہین چاہتے کہ انکی وردیان چھین لیتے اور یہہ بھی انکو اطلاع دی کہ بیرہام پور سے سفر مین جو تم نے اپنا نیک چلن رکھا اور اپنے کیئے سے پشیمان ہوئے تو ان کو گھر جانے تک کا خرچ راہ دیا جائے گا - جنرل نے لکھا کہ یہہ جو فضل و کرم کا کام ان کے ساتھ کیا گیا تو ان کے دلون پر بڑا اثر ہوا اور انہون نے اپنی قسمت پر افسوس کیا اور بہت سے سپاہیون نے کہا کہ ۳۴ وین پیدل رجمنٹ نے ہم کو گمراہ کیا جنسے کہ انکو کینہ ہوا پھر جنرل بریگیڈ کی طرف مخاطب ہوا اور گورنمنٹ کے رحم اور انصاف کے بتلانے کے بعد سپاہیون کو یقین دلایا کہ کہین سے انکی جان اور مذہبی تعصبات کے مضرت پہنچانے مین کسی طرح کی کوشش نہین کی گئی کہ ۱۹ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ جس مین چار سو سے زیادہ برہمن اور ڈیڑھ سو رجپوت ہین وہ اپنے اپنے گھر بھیجے جاتے ہین اور انکی تنخواہ کی کوڑی کوڑی دے دی گئی ہے اور سفر خرچ گھر جانے کا دیا گیا ہے اور انکو آزادی دی گئی ہے کہ وہ جس ملک مین چاہین جائین اور اپنے وہان مین جنہین وہ پیدا ہوئے ہین

ان مندروں مین پوجا کرین جنمین انکے باپ دادا انسے پہلے پوجا کیا کرتے تہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ جو باہر بد افواہین اڑی تہین وہ محض جہوٹی تہین سپاہیوں نے ان باتون کو بہت توجہ سے سنا اور چپ چاپ اپنی لینون مین چلے گئے سپاہیون کو تنخواہ مل چکی تو وہ لوہرہ مین پہرہ مین بارک پور سے باہر نکال دیے گئے جب سپاہی پریڈ سے چلے ہین تو انہون نے جنرل کو چیرز دی اور دعا دی کہ اسکی عمر درازہو اور جنرل سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے گہرون کو راہ مین نیک چلنی کے ساتھ جائین گے۔ جنرل ہیرسی نے جو اسوقت سپاہ کی تالیف قلوب کی اور اپنی عنایت و شفقت کو اسپر ظاہر کیا تو لارڈ کیننگ نے لکہا "کہ کمنڈر پر جو بڑا امتحانی فرض ہوتا ہے اسکو کامل کامیابی کے ساتھ اسنے ادا کیا"

باب سوم

بغاوتون کا ہونا -

بارک پور اپریل ۱۸۵۷ء

گورنر جنرل نے اپنے ایڈس ڈی کیمپ کپتان بیرنگ کو انیسوین رجمنٹ کی برطرفی کی کیفیت حال دیکہنے کے لیئے بارک پور بہیجا تہا کہ وہ اسکی فوراً اطلاع دے جب انکے پاس یہ مژدہ آیا کہ سب کام بخیر و عافیت تمام انجام ہوا تو انہون نے اس نوید کو تار پر کمانڈر انچیف پاس بہیجا اور دارالسلطنت مین ان لوگون کو جو اس خوف مین بیٹہے تہے کہ ساری ہندوستانی سپاہ باغی ہو گی تشفی و تسلی دی اب ۱۹ وین رجمنٹ برطرف ہوئی اسلیئے اب ۳۴ وین رجمنٹ کی سزا کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ملی وہ بہ نسبت انیسوین رجمنٹ کے زیادہ مجرم تہی لیکن ابتک اسکو سزا نہین ملی تہی ہتہیار اسکے ہاتہون مین تہے اسلیئے بارک پور مین ایک انگریز ایسا نہین تہا جو اپنے تئین ایمن جانتا ہو۔ رات کو جب افسر اپنی رجمنٹون کی سکوٹ سے واپس جاتے تو انکو یہہ ڈر لگتا تہا کہ ہماری ہی رجمنٹ کے سپاہی ہمکو نہ مار ڈالین اور انگریزی لیڈیون نے تو خوف کے مارے رات کو آپس مین ملنا جلنا چہوڑ دیا تہا - ۳۴ رجمنٹ کی سزا کے ملنے مین التوا ہونے مین بہی خرابی تہی اور جلد سزا دینے مین بہی برائی تہی - اسکو ناواجب سخت سزا دینے مین یہہ اندیشہ تہا کہ بغاوت کے لیئے اشتعال زیادہ ہوگا اسلیئے گورنر جنرل نے اسکے باب مین بڑی چہان بین اور موشگافیان کین اس مین سارا

مہینہ اپریل کا گذر گیا مگر پلٹن کی نسبت کچھ حکم نہین صادر ہوا - ۳۴وین رجمنٹ اپنے افسرون کی خدمت مین ایسی بے ادب تھی کہ افسرون نے کہدیا تھا کہ اگر یہہ رجمنٹ کسی خدمت پر معین کی جائیگی تو ہم اسکے ساتھ نہین جائینگے آخر کو یہہ راے لکھی گئی کہ ہندوستانی رجمنٹ مین سکھ اور مسلمان تو سرکار کے اعتبار کے قابل سپاہی ہین مگر ہندو اکثر قابل اعتبار نہین اس لیئے گورنمنٹ نے ارادہ کیا کہ رجمنٹ برطرف کی جائے مگر اس مین سے وہ افسر اور سپاہی مستثنےٰ گنے جائین جو بارک پور مین ۲۹ مارچ بلوہ کے وقت موجود نہ تھے یا بالفعل کے واقعات مین انہون نے گورنمنٹ اور اپنے افسرون کے ساتھ اپنی خیر خواہی اور وفاداری کی صحیح وجوہ بیان کین ہین - جو چونتیسوین رجمنٹ کی تین کمپنیان چاٹگاؤن کو بھیجی گئین تھین انکی نسبت کوئی نافرمانی کا گمان نہین کیا گیا تھا انہون نے بارک پور کا واقعہ سنکر گورنر جنرل کو ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ ہم کو منگل پانڈے کی ذلیل اور باجیانہ حرکتون کے سننے سے نہایت افسوس و رنج ہوا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ ہمارے مذہب مین گورنمنٹ کبھی مداخلت نہین کریگی ہم ہمیشہ سرکار کے وفادار اور خیر خواہ رہینگے" ہم نے جو گورنمنٹ کے ساتھ اپنے خیر خواہانہ فرائض ادا کیئے تھے اسکو انہون نے داغ لگا دیا ہم خوب اچھی طرح جانتے ہین کہ گورنمنٹ ہم کو ایسا ہی اپنا خیر خواہ اور وفادار سمجھیگی جیسے کہ وہ پہلے سے سمجھتی رہی ہے"-

ابھی اس رجمنٹ کے باب مین حکم آخر صادر نہین ہوا تھا کہ یہہ معلوم ہوا کہ جس رجمنٹ مین نئے کارتوس بھیجے گئے تھے وہ سرکشی پر آمادہ ہے - انبالہ مین نئی بندوق کی تعلیم کا ڈپو تھا جس مین مختلف رجمنٹون کے منتخب سپاہی مختلف چھاونیون سے نئی رفل کے چھوڑنے کی تعلیم کے لیئے آئے تھے ان کے مدلمون نے کارتوس کے شبہات کو ان کے دلون سے دور کر دیا تھا وہ پریڈ پر بغیر کسی بدگمانی کے قواعد سیکھتے تھے ہنوز انکی تعلیم کی نوبت یہانتک نہیں آئی تھی کہ انکو نئے کارتوس دیئے جاتے اور اب تک یہہ نئے کارتوس ان کے لیئے میرٹھ سے آئے بھی نہ تھے - چھتیسوین ۳۶ رجمنٹ کمانڈر انچیف کے ساتھ تھی اسکا ایک دستہ رائفل ڈپو مین آیا تھا - مارچ کے تیسرے ہفتہ کے آخر مین اس دستہ مین سے دو نن کمشند افسر اپنی رجمنٹ مین آئے کہ انکو صوبہ دار نے علی الاعلان کہا کہ وہ کرسٹان ہو گئے ہین - جب وہ ڈپو کو واپس گئے تو ان مین سے ایک افسر بچون کی طرح روتا ہوا اپنے معلم لفٹنٹ مارٹی نیو پاس گیا اور کہا کہ مین جات باہر ہوگیا اور میری رجمنٹ کے سپاہیون نے میرے ساتھ کھانے سے انکار کر دیا -

مارٹی نیو صاحب بڑے صاحب فراست افسر تھے وہ سمجھ گئے کہ یہہ امر بڑا دہشت ناک ہے وہ ڈپو کے سپاہیون مین زیادہ تحقیقات کے درپے ہوئے اس تحقیقات کے بعد کوئی شبہ انکے دل مین نہین رہا کہ ہر رجمنٹ کے دستہ کے دل مین اس خوف کا بڑا اثر ہے کہ مبادا انئے چکنے کارتوس استعمال کرنے پڑین یا انکے استعمال کرنے کے شبہ مین اپنی رجمنٹ مین وہ جات باہر ہو جائین اور جب اپنے دہات کو واپس جائین تو انکی برادری انکے ساتھ کھانے پینے مین پرہیز کرے - یہہ وہم محض ہی نہ تھا انہون نے مراسلت مفصل کی رجمنٹون سے کی انہون نے اپنے دور کے ہمراہیون کو خطوط لکھے مگران کے جوابات کچھہ نہ پائے اب انہون نے استدلال کے ساتھ سوال پیش کیا کہ جب ایک صوبہ دار نے جو کمانڈر انچیف کے کیمپ مین انکی ذات خاص کی خدمت مین تھا جات سے باہر ہونے کا طعنہ دیا تو پھر جب ہم اپنی رجمنٹون مین جائین گے تو وہ ہمین کس طرح سے اپنے ساتھ جات مین ملائین گے ؟ جب ہم کو ہمارے ہمراہی جات سے باہر کردین گے تو گورنمنٹ ہم کو کوئی انعام ایسا نہین دے سکتی کہ جات جانے کے نقصان کی برابر ہو - ۱۹ مارچ کو صوبہ دار نے طعنہ دیا تھا - ۲۰ کو کمانڈر انچیف جنرل ایسن کو لفٹنٹ مارٹی نیو نے رائفل ڈپو کی رپورٹ بھیجی - ۲۳ کی صبح کو کمانڈر انچیف نے رائفل ڈپو کی سپاہ کے دستون کو ایک خالی مربع کی صورت مین کھڑا کیا اور ہندوستانی افسرون کو اپنے سامنے بلایا اور انکی مخاطبت مین اپنا ایڈریس دیا اگرچہ وہ سپاہیون کی زبان سے ناآشنا تھے مگر مارٹی نیو صاحب نے انکے سپیچ کے ہر فقرہ کا ترجمہ ہندوستانی زبان مین کر کے سمجھا دیا ؂

کمانڈر انچیف کی اس موقع پر یہہ خواہش ہے کہ ڈپو مین جو نئی رفل کی تعلیم کے لیئے سپاہیون کے دستے جمع ہوئے ہین انکے افسرون کی مخاطبت مین چند الفاظ کہین - ہندوستانی افسر جس خدمت کے لیئے عقل کی پختگی کے سبب انتخاب کیئے گئے ہین جو انکو اپنی صدہا منتعلقہ مین حاصل ہین کمانڈر انچیف کو یقین ہے کہ وہ اپنی بزرگی عقل کو اور جو انکو اپنے منصب کے سبب حاصل ہے اپنے ماتحت سپاہیون کی بھلائی و بہتری مین کام مین لائین گے جس گورنمنٹ کی خدمات کا انہون نے عہد و پیمان کیا ہے اس کے قول اور احکام کے باب مین بدگمانیان سپاہیون کے دلون مین سما گئی ہین انکا غلط ہونا نہایت منضبط سے ثابت ہو سکتا ہے - جب ایک ہی ہندوستانی سپاہ کو دی گئی تو اسکے بھرنے کا انتظام کرنا اور اچھی قسم کے کارتوسون کا استعمال کرنا بھی ضروری معلوم ہوا کمانڈر انچیف کو معلوم ہوا ہے کارتوسون مین جو کاغذ استعمال ہوتا ہے اور

جن مصالح سے وہ اس نمونہ پہ بنائے جاتے ہین جو انگلنڈ سے آیا ہے اسکے استعمال پر مختلف مذہب
اورجات کے سپاہی اعتراض کرتے ہین اور انکے اغوا مین بڑی کوشش کی گئی ہے کہ وہ اس بات کو
یقین کرین کہ گورنمنٹ کا ظاہر مقصد یہہ ہے کہ انکے مذہب کو درہم برہم کردے اور جات کو جسکی
وہ بڑی قدر کرتے ہین مٹا دے ✽ اگر ہر ایک سپاہی ایک لحظہ بھی سوچے گا تو اسکو یقین ہو جائیگا
کہ یہہ کیا بے اصل اور محال امر ہے جسکے اشتباہ پہ ہیچ کی پرچھائین بھی نہین پڑی اس طرح سے گورنمنٹ کا
کوئی فائدہ ہو سکتا ہے ؟ کوئی شخص یہہ بیان کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کا مقصود اس سے کیا حاصل ہوتا
ہے ؟ کمانڈر انچیف یقینی جانتا ہے کہ اس بات کو سب مانتے ہین کہ یہہ شک بھی نہین ہو سکتا کہ کبھی
گورنمنٹ نے یہہ چاہا ہو کہ ہندوستانیون کے مذہبی امور مین دست اندازی کرے اور بے ضرورت
انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے جو انکی مختلف جاتون سے متعلق ہین۔
کمانڈر انچیف کو اس بات کے سننے سے افسوس ہوا ہے کہ سپاہ ہین انکے افسر جب ان کی دلجمعی کرنی
چاہتے ہین کہ انسے وہ کارتوس نہین استعمال کرائے جائینگے جو ایسے مصالحے سے بنائے گئے ہون جنپر وہ
معقول اعتراض کرتے ہین تو سپاہیون نے انکے کہنے پر یقین نہین کیا جسکی بہتسی مثالین ہین اور انہون نے
وہ فعل اختیار کیا کہ جس سے وہ سارا اعتبار جو سپاہی پہ ہونا چاہیئے غارت ہوتا ہے سپاہی کا اول
فرض یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ کی جسکی وہ ملازمت کرتی ہے اور اپنے سے برتر افسرون کی اطاعت و
فرمان برداری کرے گورنمنٹ جانتی ہے کہ ایسی نافرمانی اور سرکشی مین کیا کرنا چاہیئے اور کمانڈر انچیف اس
بات کے کہنے مین کچھہ تامل نہین کرتا کہ انکو سخت سزا ملنی چاہیئے لیکن کمانڈر انچیف کا مقصد یہہ نہین ہے کہ وہ
دہمکیان دے وہ امید کرتا ہے کہ ان سپاہیون کو جنکی چھاتیان بہادرانہ کامون اور حسن خدمات کے تمغون سے
آراستہ ہو رہی ہین یہہ بتلانا بے ضرورت ہے کہ انکا فرض کیا ہے مین مثل تمہاری سپاہی ہون بس
اپنے سپاہی ہونے کی عزت کی قسم کھا کے تم کو یہہ یقین دلانا چاہتا ہون کہ اس ملک عظیم کی گورنمنٹ کی ایسی
کبھی یہہ نہین ہوگی کہ وہ اپنے ملازم سپاہیون کے یا ہندوستان کے مذہب مین دست اندازی
کرے یا انکی رسم و رواج مین مداخلت کرے ہندوستان کے افسر جو بالفعل موجود ہین وہ اپنے اپنے
رجمنٹون کو بتلا دین اور خود کوشش کرین کہ ان سپاہیون کے دلون سے وہ خوف کم ہو جائے جنکو
بدکار مفسدہ پرداز شریر لوگون نے اغوا کر دیا ہے کہ وہ اپنے فرض کو نہ ادا کرین۔ کمانڈر انچیف کو اطمینان ہے

کہ وہ اس شہرساری کو روکین گے جو ان سب پر واقع ہوئی ہے جو اپنے علمون سے بے ایمانی کرتے ہین جنکے نیچے انہون نے گورنمنٹ کے ساتھ دوست و وفادار رہنے کی قسم کھائی ہے اور وہ اپنے تئین ثابت کرین گے کہ وہی اعلے درجہ کے خصائل اب تک رکھتے ہین جو انہون نے سپاہ مین پہلے رکھے ہین۔ کمانڈر انچیف کی ایڈریس کو ہندوستانی افسرون نے جو روبرو تھی بڑی توجہ دلی سے مودبانہ سنا جب پریڈ ختم ہوئی تو انہون نے مارٹی نیو صاحب سے اپنے تئین سردارون کی معرفت کہوایا کہ ہم کو کمانڈر انچیف کے ایڈریس دینے سے بڑی عزت حاصل ہوئی لیکن ہم یہہ التماس کرتے ہین کہ اگرچہ ہم گورنمنٹ پر ان برے ارادون کا الزام نہین لگاتے جنکا ذکر ایڈریس مین ہوا ہے مگر یہہ سچ ہے کہ جو بات مشہور ہو رہی ہے اسکا یقین نہ کرنے والا ایک آدمی ہے اور یقین کرنے والے دس ہزار ہین اسکا علے العموم یقین رجمنٹون ہی مین نہین ہے بلکہ دیہات مین بھی ہر جگہہ ہے اگر دستون کے سپاہیون مین سے ہر سپاہی تیار ہے کہ جب اسکو کارتوسون کے استعمال کا حکم ہو وہ اسکی تعمیل کرے لیکن ہم یہہ عرض کرتے ہین کہ کمانڈر انچیف مربیانہ شفقت سے اس بات پر خیال فرمائین کہ ہماری معاشرت کے لیئے اس سپاہیانہ اطاعت کے نتائج کیا ہونگے ہمیشہ کے لیئے ہم جات سے خارج ہونگے ہمارے ہمراہی ہم سے اجتناب کرین گے ہم اپنے کنبون سے جدا ہو جائین گے اس لیئے سرکار کی اطاعت کرنے سے قبل از مرگ بڑی سخت سزا ملیگی۔ مارٹی نیو صاحب نے سپاہیون کی عرض کی اطلاع حسب ضابطہ کمانڈر انچیف کو کی انکے دل پر بڑا ایک بارگران آنکر پڑا تو انہون نے اسی دن گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل پیش آئی ہے مین اس ارادہ مین ہون کہ گرمی کے موسم کے آجانے کے سبب سے سپاہیون کے دستون کو انکی رجمنٹون مین واپس بھیجدون لیکن اس امر کو لوگ ہماری نامردی جانین گے اسلیئے مین نے ہدایت کی ہے کہ ڈرل کی ہدایتون پر جب تک عمل نہ ہو کہ میرٹھ مین جو کارتوس پر شبہات ہو رہے ہین انکی رپورٹ نہ آئے

لارڈ کیننگ نے کمانڈر انچیف کو اسبات کا جواب بھیجا کہ سپاہ کے دستون کی ڈرل مین چاندماری کا التوا کرنا ایک غلطی ہے اسکے یہہ معنی ہین کہ ہم نے سپاہیون کے نامعقول خوفون کو مان لیا جس سے یہہ ظاہر ہوگا کہ ہم نے قبول کر لیا کہ سپاہیون کا عذر معقول تھا اور اسی مضمون کو چھٹی مین مفصل لکھا کہ مین آپکی تحریر سے یہہ نتیجہ نکالتا ہون کہ ہنوز آپ نے ڈپو کے توڑنے اور چاندماری کے التوا کرنے کے

باب مین کوئی قطعی فیصلہ نہین کیا مین یقینی اسکا مخالف ہون یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کارتوسون کے
استعمال پر سپاہی خود معترض نہین ہین بلکہ انکو یہہ خوف ہے کہ جب انکے ہمراہی اپنے ملین گے تو انکی
طعن و تشنیع اس بات پر مبنی نہین ہوگی کہ ناپاک چکنائی کو انہون نے ہاتھہ لگایا اسواسطے کہ بہت
ہفتے گذر چکے ہین کہ آخر احکام صادر ہو چکے ہین کہ کل سپاہ کے لیے جو کارتوس بنائے جائین
انمین ناپاک چکنائی کام مین نہ لائی جائے اب کاغذ کے باب مین سپاہ کو اشتباہ ہے اگرچہ
پہلے سے یہہ احتیاط نہین کی گئی کہ چکنائی مین وہ چیز نہ شامل ہو جو سپاہیون مین مذہباً
ممنوع ہے ——— اس لیئے چکنائی کی بابت اشتباہ ہونے مین کسی قدر ہماری
غلطی تھی لیکن کاغذ کے باب مین ہم بالکل صواب و حق پر ہین کاغذ کے ایسے اجزا معلوم نہین
ہین کہ وہ سپاہ کی حیات کے حق مین مضر ہون سپاہی یہ بات نہین کہہ سکتے کہ کاغذ مین کوئی
چیز ایسی ہے کہ ہماری حیات کے لیئے مضر ہے اسکے برخلاف یہہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کاغذ
مین کوئی چیز ایسی نہین کہ وہ حیات کے لیئے مضر ہو پس اگر ہم اس بات کو مان لین تو مین نہین
جانتا کہ ہم کو کہان سے رہنے کے لیئے کونسی جگہہ ملیگی (بچھڑ جائینگے) یہہ ہوسکتا ہے جیسے کہ آپ امید کرتے ہین
کہ اتبارہ مین سپاہ کے دستے ایسے نیک چلن ہین کہ وہ یہہ نہین خیال کرین گے کہ انکی درخواست کا
منظور ہونا گورنمنٹ کا ہارنا یا ہمارا جیتنا ہے لیکن مجھے اس مین خدشہ ہے کہ یہہ حال انکی ہمراہیون کا
ہو جب یہہ سپاہ کے دستے اپنے صدر مقامون مین واپس جائین گے تو وہ اس بات کو بیان
کرین گے جو گورنمنٹ نے منظور کرلی ہے تو ناگزیر یہہ معقول شبہ ہوگا کہ گورنمنٹ اپنے استحقاق
کی حالت مین مشتبہ ہے کسی اور طرح سے اس بات کا سمجھنا نہین ہوسکتا اسکے بعد ہماری مشکلات اور
زیادہ ہو جائینگی اسواسطے سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے دو اس مین کوئی سختی انکی اپنی کوشش کی
نہین ہے اسلیئے کہ انہون نے اپنا اطمینان حاصل کرلیا ہے کہ کاغذ مین کوئی قباحت نہین ہے یہہ
میری رائے ہے کہ وہ بہت سی رجمنٹون کو عقل کی راہ راست پر لے آنے پر زیادہ تر موثر بہ نسبت
چاندماری کے التوا کے ہوگی خواہ انکے اعتراض سچے دل سے ہون یا نہ ہون اسکے سوا مین نہین خیال کرتا کہ
ہمارے لیئے کوئی اور مناسب و بہتر طریقہ ہے جو انیسوین رجمنٹ کے باب مین اختیار کیا گیا ہے جسنے
اپنے جرم کو ہتھیارون کو لیکر مقام پر پہنچا یا اور کارتوسون کے لینے سے انکار کرنے سے اپنے جرم کا آغاز کیا

مجھے یہ بھی پسند نہین کہ ان کامون مین جنکے اندر سپاہیون کا کام سوا اطاعت کرنے کے اور نہین ہے
رجمنٹون کے سپاہیون کے مشورات اور رجوعات پر التفات کی جائے مجھے یہ خوف ہے کہ کارتوسون کے
معاملہ کے ملتوی کرنے مین یہہ معلوم ہوگا کہ سپاہیون کی معروضات منظور کی گیئن پس یہہ فیصلہ کیا گیا
کہ نامردی کے ساتھ روز بد کا التوا نہ کیا جائے اور مسکٹری اسکولون مین سپاہ کے دستون کو
حکم دیا جائے کہ وہ موافق قواعد جدید اپنی تعلیم کی مدت معینہ تک عمل کرین یہہ چھٹی پہاڑون کے نیچے
جا رہی تھی کہ جنرل اینسن جنکی صحت خراب ہو رہی تھی شملہ پر چلے گئے اور گورنر جنرل کو بھی شملہ پر بلایا
کہ یہہ مقام ضعیفون کے لیے بہشت ہے لیکن یہہ وقت وہ نہین تھا کہ شملہ پر عیش و آرام کیا جائے
کلکتہ اور شملہ کے درمیان ایک ہزار میل مین سول اور ملیٹری افسر اسیمہ ہو رہے تھے۔ چارون طرف سے
خبرین آ رہی تھین کہ سپاہ کے تیور بدلے ہوئے ہین وسط اپریل مین جیسی بارک پور مین آتش زنیان
ہوئی تھین ایسی ہی اور چھاونیون مین بھی آگ لگائی جاتی تھی خاص کر انبالہ مین وسط اپریل مین بہت جگہ
آگ لگی مسکٹری اسکولون مین جو سپاہ کے دستے تھے وہ چاندماری کا کام بالاستقلال کرتے تھے
وہ موم اور گھی کو ملا کر کارتوسون کو چکنا کرتے تھے اور انکو یقین تھا کہ ہمارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہین
کی جاتی لیکن وہ اپنے ہمراہیون کے طعن و تشنیع سے نہین بچ سکتے تھے۔ راتون کو جو آتش زنیان
ہوتی ہین ایسی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی سپاہی بڑے برافروختہ خاطر ہو رہے ہین۔ یورپین بارکون
مین اور کمسریٹ کے گودامون مین و اسپتالون مین اور لینون کے چھپرون مین راتون کو مخفی آگین لگائی
جاتی تھین۔ ہیڈ کوارٹر مین یہہ یقین کیا جاتا تھا کہ مکانون کی چھتین خشک پھوس کی ہین اس لیئے ان مین
آسانی سے آگ لگ جاتی ہے اور یہہ آگ لگانا کچھ چھاونی کی رجمنٹون کے سپاہیون کا اور کچھ مسکٹری
ڈپو کے سپاہیون کا ہی کام ہے۔ رجمنٹ کے سپاہی بری نظرون سے مسکٹری کے سپاہیون کو
دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ انہون نے ناپاک کارتوس لیئے کاٹے ہین کہ ان سے ترقی کا وعدہ کیا گیا ہے
اس لیئے وہ غصہ مین آنکر ان دہرم ناستکون کے مکانون مین جب وہ ڈرل کو جاتے ہین آگ لگاتے
ہین اور اسکے بدلہ لینے کے لیئے مسکٹری کے سپاہی رجمنٹون کے چھپرون مین آگ لگاتے ہین تحقیقات
کے لیئے جو کورٹ مقرر کیئے جاتے ہین تو وہ جو ان آتش زنیون کی تحقیقات کرتے ہین کسی یقینی امر واقعی کے
دریافت کرنے مین ناکام رہتے ہین کوئی شخص گواہی نہین دیتا کہ کسنے آگ لگائی اور گواہون پر کوئی تشدد

نہین ہوتا تھا کہ وہ صحیح صحیح اپنا علم بیان کرین۔

سپاہ کے ڈویزن سرہند مین انبالہ سب سے بڑی چھاونی تھی اسکے سرہنری برنارڈ کمانڈنگ افسر تھے وہ بڑے نامور اور سپاہی تھے اگرچہ انکو ہندوستان مین چندہی مہینے آئے ہوئے ہوئے تھے وہ یہان کے کام کو پسند نہین کرتے تھے انہون نے لارڈ کیننگ سے درخواست کی کہ جب یہان آتش زدگی کی دیوانگی موقوف ہو تو انکو شملہ پر جانے کی اجازت ملے کمانڈر انچیف نے شملہ سے لکھا کہ برنارڈ اپنا کام سیکھتا ہے وقت چاہیئے کہ جس مین وہ ہندوستانی سپاہ کا مزاج شناس ہو اور اسکے نظام کو سمجھے۔

جنرل این سن کو چار سال ہندوستان مین آئے ہوئے ہوگئے تھے انہون نے یہ اقرار کیا کہ انبالہ مین جو واقعات گذرا ہے انہون نے مجھے سخت متحیر و ششدر کیا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ یہ تعجب کی بات ہے کہ آتش زنی کے پکڑنے کے لیے ہر ایک شخص مستعد ہے لیکن مجرمون کے سراغ کا کچھ پتا نہین لگا سکتا اس مہینے کے آخر تک انبالہ مین کسی آتش زنی کے مجرمون کو گرفتار نہین کرسکے۔ یہہ ایک بات ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلچے شہدے آدمیون مین آپس مین اتفاق ہوگیا ہے جو سب طرح ان باتون کا کینہ نکالتے ہین جنکو وہ خیال کرتے ہین کہ انکی برائی کے لیے کی گئی ہین اس انتظام قومی کے خوف سے کسی مخبر کا حوصلہ نہین ہوتا کہ وہ اصل حال کی خبر دے اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون کی باتون کی تہ پر پہنچنے کی کس قدر کم قدرت ہے اور انکی بے اعتباری ہندوستانیون کی تمام جماعتون مین: یہ ہے خواہ ہندوستانیون کے درمیان آپس مین کیسے ہی عناد و فساد ہون مگر یہہ بات عموماً سب کے دل مین ہے کہ انہون نے انگریزون کے برخلاف اپنے دلون کو بند کرلیا ہی اور ہونٹون پر مہر لگا لی ہے۔

بارک پور مین جو انیسوین رجمنٹ کی تحقیقات مین یہہ ثابت ہوا تھا کہ مسلمان اور سکھہ سپاہی سرکار کے وفادار و خیرخواہ ہین جب انیسوین رجمنٹ برخاست ہوئی تو ایک دانشمند ہوشیار سول افسر مقرر ہوا کہ وہ مسلمان سپاہیون سے اصل حال دریافت کرے مگر اس افسر کو اپنے کام مین کامیابی نہین ہوئی تو اپریل کے ختم ہونے سے پہلے لارڈ کیننگ کو یقین ہوگیا کہ ایشیائی قومون کی باہمی عداوت سے جو ہمیشہ سے ہمارے اقتدار اور حکومت کا عنصر عظیم خیال کیا گیا ہے کچھہ فائدہ نہین حاصل ہوسکتا ہمارے برخلاف صاف دونو مسلمانون اور ہندوون نے باہم اتفاق کرلیا ہے اب ایک غیر متوقع مقام سے

بارکپور کی خبر

مسلمان و ہندو کا اتفاق

یہہ اتفاق ثابت ہوا سرکار کمپنی کی پیدل سپاہ مین زیادہ تر ہندو سپاہی تھے اور سوارون مین مسلمان اس سبب سے زیادہ تھے کہ وہ ہندوون کی نسبت گھوڑے کی سواری مین اور شمشیر بازی مین زیادہ چست وچالاک ہوتے ہین پس اس سبب سے گورنمنٹ کو ہندوستانی پیدل سپاہ کی طرف سے خوف تھا کہ وہ ہندو ہونے کے سبب سے رفل کے چکنے کارتوس کاٹنے مین انکار کرین گے لیکن اب میرٹھ سے یہہ عجیب خبر آئی کہ سوارون کی رجمنٹ نے بغاوت کی ۔ اس رسالہ مین ہندو بہ نسبت مسلمان سوارون کے زیادہ تھے ۔ میرٹھ کی چھاونی بہت بڑی تھی سب قسم کی سپاہ یوروپین اور ہندوستانی اس مین جمع تھی وہان بنگال آرٹلری کا ہیڈکوارٹر قائم ہوا تھا اور ڈپی نینس کمسریٹ نہایت محنت سے دل لگا کے میگزین سے خرچ لیکر کارتوس بناتا تھا ساٹھوین رجمنٹ انگلش رائفل بغیر کسی نفرت کے بے مزہ چیزون کو کام مین لاتی تھی ایک دفعہ سے زیادہ افواہین اڑ چکی تھین کہ میرٹھ مین سپاہیون نے بلوہ مچایا اور ان کے برخلاف انگریز مستعد نہ ہوئے بالائے ہند کی بڑی بڑی چھاونیون مین ہندوستانی جمنٹین مقفول شوق کی بھری ہوئی آرزو سے میرٹھ کی طرف دیکھتی تھین کہ وہان سے کوئی اشارہ ہوگا جسکو وہ جانتے تھے کہ جلدی دیکھنے مین آئے گا ۔ سپاہی آپس مین پوچھتے تھے کہ میرٹھ کی خبر کیا ہے اور دیسی اخبارون مین ان مضامین کی پیشانیون کو دیکھتے تھے کہ جنمین کوئی رمز و اشارہ ہوتا ۔ اپریل کے اس مہینے مین جنمین میرٹھ کی لینون مین بھیڑ لگی رہتی تھی اور بازارون مین گرماگرمی رہتی تھی انمین بعض آنے والے حادثہ کے غیر محدود خوفون کی تحریکین ہوتی تھین ہر روز بڑی انگیختگی اس لئے زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ نئی نئی کہانیان گھڑی جاتی تھین کہ جن سے انگریزون کے ان باجی ارادون کا یقین مستحکم ہوجو دائر ہورہے تھے ایک بدخبر رسان آوارہ گرد فقیر جو کوئی نہ کوئی رتبہ بد لئکر سارے ملک مین پھرتا تھا میرٹھ مین آیا وہ ہاتھی پر سوار تھا اسکے ساتھ بہت سے چیلے و گھوڑے ورتھ تھے یہ امر تحقیق ہے کہ وہ سپاہیون کے دلون مین برے خیالات پیدا کرتا تھا مگر یہہ یقین کیا گیا تھا کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون سے پرے نہین گیا ۔ ہندوستانی رجمنٹون کے سپاہی جب اس پاس بہت آنے لگے تو حاکمون کو اس کے حال پر توجہ ہوئی اور پولیس کی معرفت اسکو حکم دیا کہ وہ چلا جائے اسلئے حکم کی تعمیل کی لیکن لوگ کہتے ہین کہ بیسوین ہندوستانی

رجمنٹ کی لین سے زیادہ فاصلہ پر نہین گیا۔
چکنے کارتوسون کا تذکرہ جیسے شوق سے میرٹھ مین ہوتا تھا ایسا کسی اور مقام مین نہین ہوتا تھا انکو
سامنے اس بیان کرنے سے بہت کم فائدہ ہوتا تھا کہ ایک سپاہی سے بہی کارتوس جو دوسرے
آدمی کے ہاتھ کے بنے ہوئے ہون نہین کٹوائے جائینگے کارتوس کو وہ خود ہی بنا لیگا۔
اسواسطے کہ ان کے قیاس مین تو بہت سی مکر و دغا کی تدابیر مین سے اس تدبیر کا بھی ہر ایک یقین
کرتا تھا کہ سوکھے کارتوسون مین چربی مذہب کی غارت کرنے والی موجود ہے اپریل کے چوتھے ہفتے کے
شروع مین سپاہ کی برانگیختگی جو کہ ہفتہ سے بڑہتی جاتی تھی کھلی بغاوت مین نمایان ہوئی تیسرے رسالہ کے
ترپون نے اول اپنے افسرون کے حکم سے سرتابی کی۔
کرنیل سمائتھ کو جو تیسرے رسالہ لائٹ کیولری کے کمانیر تھے پریڈ کا کرنا مصلحت معلوم ہوا تاکہ وہ سپاہیون کو
بندوق کے بھرنے کا نیا طریقہ بتلا دین جس مین کارتوس منہ سے کاٹنا نہین پڑتا تھا ہاتھ سے پھاڑا
جاتا تھا۔ ۲۳۔ اپریل کو انہون نے حکم دیا کہ اس طرح کارتوس کٹوانے کے لیئے کل صبح کو پریڈ ہوگی شام کو
حولدار میجر نے کرنیل کو اطلاع دی کہ پہلے ترپ کے سوار کارتوسون کو نہین لینگے۔ کپتان کریگی نے جو
ایک ترپ کے افسر تھے ایڈجوٹنٹ کو لکھا کہ تم ابہی کرنیل سمائتھ پاس جاؤ اور کہو کہ میرے ترپ کے سارے
سوار کل پریڈ پر عدول حکمی کرینگے تمام ہندوستانی سپاہ مین ایک تہلکہ کارتوسون کے سبب سے پڑ رہا
ہے کہ اگر وہ کارتوس کاٹ کے فیر کرینگے تو انکی بدنامی ہوگی مین سمجھتا ہون کہ کل چھون ترپون مین اس
قسم کی افواہین اڑ رہی ہین۔ یہہ ایک بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر ہم اس بات پر غور کرنے مین آدھہ گھنٹہ
بھی توقف کرینگے تو کل رجمنٹ باغی ہوجاینگی مین التجا کرتا ہون کہ آپ ایک لمحہ کا توقف نہ کرین اور فوراً کرنیل
سمائتھ پاس جائین مگر کرنیل سمائتھ نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ پریڈ ہو۔ پریڈ ہوئی۔ ہر ترپ کے نوے سپاہی موجود
تھے انکے سامنے کرنیل نے پریڈ کرنے کی وجہ بیان کی اور حولدار میجر کو حکم دیا کہ بندوق بھرنے کا نیا طریقہ بتائے
(انہی اپنے کاربین (قرابین) چھوڑ کر بتلا دیا۔ کرنیل سمائتھ نے حکم دیا کہ ایک ترپ کو کارتوس دیئے جائین پانچ
سوارون نے کارتوس لیئے اور باقی نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اگر کل رجمنٹ کارتوس لیگی تو ہم بھی لینگے
کرنیل نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہہ نئے کارتوس نہین ہین بلکہ وہی کارتوس ہین جنکو وہ ہمیشہ استعمال مین
لایا کرتے تھے انہون نے پھر درخواست کی کہ سوا کارتوس سے لین جب تم نے دیکھہ لیا کہ میجر حولدار نے

کس طرح انکا فیر کیا لیکن پانچ کے سوارون نے انکار کیا اسکے بعد کرنیل اڈجوٹنٹ کو حکم دیا کہ وہ سوارون کو پریڈ سے رخصت کرے سپاہی بہت سے تھے وہ حوالات مین نہین بھیجے جا سکتے تھے مگر تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر ہوا ‡

لارڈ کیننگ پر خوب ظاہر ہو گیا کہ ہندوستانی سپاہ کے دلون مین نہایت بیجا شبہات نے خوب جڑ پکڑ لی ہے پھر انہون نے سپاہ کی ناراضی کے آثارون پر بڑی توجہ کی تو یہہ معلوم ہوا کہ شبہات فقط سپاہی کے دلون مین نہ تھے بلکہ عموماً آدمیون کے دل بے چین ہو رہے تھے صرف میرٹھہ ہی مین نہین بلکہ ملک کے اور اطراف مین بھی یہہ یقین تھا کہ دونو ہندو مسلمانون کے دین کو انگریزون نے بگاڑنے کی تجویز کی ہے کہ انکی روزانہ خوراک کو انکی ممنوع و حرام چیزون سے ناپاک کر دین ۔ اب اس خوراک کے ناپاک کرنے کی بہت سی صورتین بیان کی جاتی ہین کہ برٹش گورنمنٹ نے سرکار کمپنی اور ملکہ معظمہ کے حکم سے پیسی ہوئی ہڈیان آٹے اور نمک مین ملا دی ہین کہ وہ بازارون مین فروخت ہون اور گھی مین جانورون کی چربی ملا دی ہے اور شکر کو جلی ہوئی ہڈیون سے صاف کیا ہے اور کنوون مین سور اور گائے کا گوشت ڈلوا دیا ہے تاکہ پانی پینے کا نجاست آلود ہو جائے یہہ تو چکنے کارتوس فقط مذہب خراب کرنے کی تدبیر کا ایک جزو تھا جو سپاہ کے ساتھ مخصوص تھا یہان تو گورنمنٹ سب ہندو مسلمانون کے مذہب کے بگاڑنے کی تجویز کر رہی ہے اور یہہ کہانی بھی گھڑی گئی کہ بڑے بڑے صاحبون نے حکم دیا ہے کہ تمام سلاطین و امرا و تعلقہ دار و زمیندار اور دیسا اہل زراعت و اہل تجارت سب انگریزی روٹی کھائین ان جھوٹ موٹ کہانیون مین ارد آسٹنوان آمیز کی کہانی ہندوستانیون کے دلون پر بڑی موثر تھی وہ اپریل کے شروع مین بارکپور مین مشتہر ہوئی تھی اس مہینے مین یہہ وبا بالائے ہندوستان مین پھیلی کانپور مین آٹا مہنگا ہو گیا تھا میرٹھ کے بنیون نے گورنمنٹ کی چند کشتیان کرایہ لیکر اسمین آٹا لاد کر کانپور بھیجا پہلی دفعہ مین جب یہہ آٹا کانپور مین آیا تو سستا ہونے کے سبب سے فوراً بک گیا لیکن جب اور آٹا آیا تو یہہ گھڑنت ہوئی کہ نہر کی پن چکیون مین یوروپین کے اہتمام سے گیہون پیسے گئے ہین اور اس مین گائے کی ہڈیون کی خاکستر ملائی گئی ہے تاکہ ہندوون کی ذات آٹے کی کھانے سے جاتی رہے اس بات کی شہرت کانپور کی لینون اور بازارون مین ایسی ہوئی کہ میرٹھ کے آٹے کا بکنا موقوف ہو گیا کوئی ایک سپاہی اسکو ہاتھ نہین لگاتا تھا اور نہ کوئی آدمی اسکو خریدتا تھا اگرچہ وہ کانپور کے بازار کے آٹے سے سستا بکتا تھا ۔ یہہ خبر ایک چھاونی سے

دوسری چھاؤنی مین پہنچی - آٹے کا وہم یہانتک لوگون کے دلون پر چھایا کہ انہون نے آٹا کھانا چھوڑ دیا چورو ٹیان پکی ہوئی تھین انکو پھینک دیا غرض لوگون کے دل مین یہہ نقش کالحجر ہوگیا کہ گورنمنٹ انکی جات اور مذہب خراب کرنے کی تدبیر کر رہی ہے -

لارڈ کیننگ کو یہہ یقین ہوگیا کہ رعایا کو بڑا خوف لگ رہا ہے کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کے درپے ہے اسلیئے وہ اس سے بڑی نفرت و عداوت رکہتے ہین - یہہ خیال کرکے انہون نے ایک دوسری کہانی پر جو چپاتیون کے تقسیم ہونے کی بابت تھی توجہ کی ممالک مغربی سے ان چپاتیون کی تقسیم کی خبر پہنچی جسکی وجہ انکے بڑے بڑے تجربہ کا مشیر بھی نہین بتا سکے یہہ چپاتیان وہ بدہ اسطرح بٹتین کہ ایک شخص انکو ایک گاؤن مین زمیندار کو دے جاتا اور اس سے فرمائش کر جاتا کہ تم دوسرے گاؤن مین انکو بھجد ینا بس اسطرح چپاتیان وہ بدہ گشت کرتی پھرتین انکے باب مین نہ کوئی سوال کرتا نہ کوئی سمجھتا کہ وہ کہان سے آئی ہین اور کیون آئی ہین بے سمجھے دوسرے گاؤن مین بھیجنے کی حکم کی اطاعت کی جاتی ایک مدت کے بعد گورنمنٹ کے عہدہ دارون کو خبر ہوئی بعض نے اسپر بہت بعض نے تھوڑا خیال کیا ہر یک نے اپنی طبیعت و ذہانت کے موافق اسکے مختلف بیان کیئے اول مسٹر فورڈ کلکٹر گوڑگانوہ نے ممالک مغربی و شمالی کے لفٹنٹ گورنر مسٹر کالون کو ان چپاتیون کا حال لکھا انہون نے حکام اضلاع کے نام سرکیولر جاری کیئے دہلی کے بادشاہ کی تحقیقات جرم مین یورپین و ہندوستانی گواہون کے اظہارات مین تفتیش کی گئی کہ چپاتیون کی تقسیم کا راز کھلے مگر وہ نہ کھلا بہت سے افسرون نے بیان کیا کہ وہ صرف اس بات کی نشانی ہے کہ آیندہ جو کوئی حادثہ عظیم واقع ہونے والا ہے اسکے لیئے عین وقت پر سب تیار رہین ایک بڑے مستند حاکم نے گورنر جنرل کو لکھا کہ مجھ سے یہہ کہا گیا ہے کہ چپاتی آدمیون کی خوراک کی ایک علامت ہے اس کے گشت لگانے کا مطلب یہہ ہے کہ آدمیون کو چونکادے اور انکے دلون پر اثر کرے کہ انکی خوراک حاصل کرنے کے وسائل چھن جائین گے اسلیئے انکو تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ سب آپس مین متفق رہین -

اور افسرون نے اس خیال کی بڑی ہنسی اڑائی اور اسکو بیان کیا وہ کل ملک کے اوہام مین سے ہے یہہ بھی کہا گیا کہ یہہ ہندوون کی عادت کے موافق ہے کہ جب کسی ہندو کے خاندان مین بیماری ہوتی ہے تو وہ چپاتیان اس لیئے تقسیم کرتا ہے کہ اسکے گھر سے بیماری کہ چپاتیان اپنے ساتھہ باہم

چپاتیون کی تقسیم

لے جائین یا جب کسی گروہ مین ہیضہ پھیلتا ہے یا وبائین آتی ہین تو وہ بھی اس طرح کا ٹوٹکا کرتے
ہین اور آدمی یہہ یقین کرتے تھے کہ برٹش گورنمنٹ کے دشمنون نے ان چپاتیون کو اس مطلب کیلئے
تقسیم کیا ہے کہ چھوٹی باتون کو انہون نے پھیلا رکھا ہے انکے ساتھ یہہ خوفناک دروغ بھی منسلک
ہو جائے جسکا اثر یہہ ہو کہ ان مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ہین اور انگریزون نے لوگون کے مذہب
بگاڑنے کی ترکیب کا تتمہ انکو بنایا ہے بعض نے انگل سے یہہ کہا کہ جیل خانون مین بعض دفعہ مراسلت
اسطرح کی جاتی ہے جسکو بیج کوڑی خان نے ظاہر کیا تھا کہ جب کوئی قیدی سپاہیون کی سنگینون
کے تلے مقید ہوتا ہے تو اسکو روٹی کھانے کی اجازت دی جاتی ہے روٹی پکانے والے کو رشوت
دی جاتی ہے وہ ایک چھوٹا سا رقعہ چپاتی مین رکھ دیتا ہے یا رکابی پر کوئی فقرہ لکھ دیا جاتا ہے -
پس جب قیدی روٹی کھاتا ہے تو وہ پڑھ لیتا ہے بس اسی طرح ان چپاتیون کے اندر بغاوت آمیز
فتنہ انگیز خطوط ہین جو وہ بدہ اسطرح پہنچائے جاتے ہین اور انکو گاؤن کا ایک سردار پڑھ کر
ان پر آٹا لپیٹ کر وہ چپاتی بنا کر دوسرے کے پاس بھیجتا ہے جو اسکو کھول کر پڑھ لیتا ہے -
کپتان کیٹینج لکھتے ہین کہ چپاتیون کا گشت ۱۸۵۷ع کے شروع سے ہوا ہے بنارس سے اسکا آغاز ہوا ہے
کہ ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین وہ بھیجی جاتی ہین مجھے معلوم ہوا ہے کہ شمالی سنہ مین بھی
یہی حال ہوا ہے اور وہ ایک بلوہ کی علامت بتائی گئی ہے جو اس سال مین پیچھے واقع ہوگا جب وہ
ہمیارتمن نمایان ہوئی ہین تو وہ سب جگہہ اندور کی طرف سے آئی تھین - اندور مین اس وقت ہیضے
کی وبا سخت پھیل رہی تھی اور ہر روز شہر مین بہت سے آدمی مرتے تھے بیمار کے آدمی یقین کرتے تھے
اور اب بھی یقین کرتے ہین کہ گیہون کی چپاتیان ایسے منترون کے پڑھنے کے بعد جنسے یہہ یقین ہو کہ
وہ وبا کو ساتھ لے جائینگین باہر تقسیم ہوئی ہین - چپاتیان شمال سے جنوب کو براہ راست نہین آتی
تھین وہ باجانگر مین بھی ۹ - فروری کو آئین جو گوالیار اور اندور کے عین وسط مین واقع ہے اور
مندسور مین وہ ۱۲ جنوری کو تقسیم ہوئین - بیمارین ان پاک نا پاک ٹوٹکون کے کرنے سے لاعلمی ہین
جب گاؤن مین سے بیماری نکلتی ہے تو ایک سینڈھا لیتے ہین اور اسکے گلے مین نایل ڈالتے
ہین اور چوکیدار اسکو اس راستہ کی سڑک پر جو گاؤن اول آتا ہے لے جاتا ہے اسکو بستی کے اندر
آنے کی اجازت نہین ہوتی پھر اسی طرح ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن مین سینڈھا پھرتا رہتا ہے

اسکو قرار نہین ہوتا - یہہ ترکیب دھرم شاستر مین لکھی ہے میجر آرسکن کمشنر ساگر و نربدا رپورٹ بھیجتے ہین
کہ جنوری سنہ ۱۸۵۷ع کے پیچھے تک چپاتیان ایک راز کے طور پر اکثر اضلاع مین ایک گاؤن سے دوسرے
گاؤن مین گشت کرتی رہین اگرچہ اسکو کسی آنے والی بات کی نشانی جانتے ہین لیکن کل قسمتون مین
کوئی نہین جانتا کہ وہ کیا کارسازی کرتی ہین یا کہان سے وہ آتی ہین اور انکی نسبت بہت ہی کم
خیال کیا جاتا ہے الا ساگر کے مہاجنون کے بازار مین کچھ تھوڑا سا اثر ہنڈیون کے معاملے پر کرتی
ہین مین اس معاملہ کی رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجتا ہون لیکن امر مشتبہ ہے کہ کوئی شخص ان چپاتیون کے اسرار سے
واقف کار ہو یا انکو وہ آیندہ سرکشی کی طرف راجع جانتا ہو اگرچہ اب ہماری راے انکی نسبت یہی ہو -
غرض بعض ان چپاتیون کے گشت کرنے کو بے معنی جانتے تھے بعض اسکے معنی عظیم بیان کرتے تھے
آیندہ زمانہ نے بھی کوئی معانی انکے روشن نہین کیئے اب تک اس کے معانی مین اختلافات چلے
جاتے ہین بعض مورخ یہہ لکھتے ہین کہ لکھنؤ مین ایک مولوی نے ان چپاتیون کو تقسیم کیا
تھا اور اسکا مطلب جہاد تھا مار اگھوٹا بھڈی آنکھ - غرض ان چپاتیون کی بابت قیاسات تو
بہت گھڑے گئے مگر کوئی راز دان ایسا نہین ملا کہ وہ تاریخ مین لکھنے کے قابل افشاے راز
کرتا - اب تاریخ صرف اس یقینی امر کو بیان کرتی ہے کہ یہہ عجیب چپاتیان جہان ایک مقام سے
دوسرے مقام مین جاتین تو وہان ہی پراگندگیان اور فضول توقعین پیدا ہوتین

لارڈ کیننگ کو علاوہ سپاہیون کی ناراضی اور بدخواہی و بددلی کے بعض اور
باتین بھی ظاہر ہوئین مگر انہون نے اور انکے معتمد مشیرون نے اپنے تئین انکی حقیقت
حال سے آگاہ نہین کیا - گورنر جنرل کو یہہ عام خیال تھا کہ بعض کور باطن و بددل آدمی
ہین جنکے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ کینہ توزی اور انتقام جوئی بھری ہوئی ہے
انکی بڑی خوشی یہہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ کسی طرح غارت ہو وہ اپنے جاسوسون اور گرگون کو
مخفی بھیجتے ہین لیکن وہ باستثنا معزول شاہ اودھ کے وزرا و کار پردازون کے کبھی اور پر
اپنے شبہات کی خصوصیات کو ظاہر نہین کرتے تھے - ناناصاحب ادھر ادھر بیشک دیوانیان
کرتا پھرتا مگر وہ اسکے حال سے بالکل غافل تھے - اودھ کی ضبطی کے بعد نانا ان سب رئیسون کو

جو گورنمنٹ سے ناراض تھے آپس مین متفق کرکے گورنمنٹ کے خلاف سازش کرنی چاہتا تھا۔

باب چہارم

مئی ۱۸۵۷ء

تسکین کی نشانیان

مئی ۱۸۵۷ء کے شروع مین لارڈ کیننگ کو ایسے آثار معلوم ہوتے تھے کہ جھوٹ موٹ کی باتون سے
جو سپاہ کے دلون مین برافروختگی اور برانگیختگی پیدا ہوئی تھی اس مین کمی ہوگئی ہے۔ جو متضاد اور متناقض
رائین انکے پاس مختلف مقامات سے آتی تھین انسے مشکل تھا کہ کوئی سچی حقیقت دریافت ہوتی
لیکن جب بنگال سے کوہ ہمالیہ تک سب باتون پر نظر غائر سے وہ دیکھتے تھے تو شروع ہی مین
وہ کالے کالے بادل جو انکے گرد جمع ہو رہے تھے انکو نظر نہ پڑتے تھے سپاہ فرمان داری کے
ساتھ کام کرتی تھی دمدم مین نئے کارتوس سپاہ کاٹتی تھی اور امید تھی کہ کلکتہ کے آس پاس
جو سپاہ تھی اس کی جو فہمائشین کی گئی تھین انکی وجہ سے بے شک وہ عقل کی راہ پر آہستہ آہستہ
آ جائیگی بالائے ہند مین رائفل ڈپو مین سب کام ڈرل کے چپ چاپ ہو رہے ہین سیالکوٹ
مین پنجاب کی آئینی وغیرہ آئینی ہندوستانی رجمنٹون کے جو دستے بھیجے گئے تھے وہ نئے کارتوس کے
استعمال پر کچھ نہین بڑبڑاتے تھے۔ مئی کے مہینے کے شروع مین جان لارنس یہان آئے کہ نیا
مسکٹری اسکول ملاحظہ کرین اور سپاہیون کے دلون پر جو کارتوسون کا اثر ہو رہا ہے اس کا
امتحان کرین انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ سب سپاہی نئی بندوق کے ملنے سے بہت
خوش ہین اور اسکے قبول کرنے پر سب آمادہ ہین بالفعل وہ یہہ خیال کرتے ہین کہ کوہستانی
لڑائیون مین اس سے کتنا بڑا فائدہ انکو حاصل ہوگا افسرون نے میرے دل نشین کیا کہ سپاہیون نے
کوئی برے فیلنگس اپنے نہین دکھائے اور مین خود بھی خیال کرتا ہون کہ سپاہیون کی طرف سے
کوئی تامل یا استنکار نہین ہے۔ جنرل برناڈ نے انبالہ سے پہلی مئی کو لکھا کہ مین نے ہیڈکوارٹرز کو
اطلاع دی ہے کہ اس مقام مین جو نافرمانی کے فیلنگس تھے انسے مجھے اطمینان اس وجہ سے حاصل
ہوگیا ہے کہ راتون مین آگون کے لگنے کے سبب سے جرات کو بٹ بٹھانے کی ضرورت پڑی اسکے

منتخب کام کو سپاہیون نے بڑے صبر و گرم کوشی و چستی و چالاکی سے انجام دیا تھا اور یہہ اضافہ کیا
کہ مین کوئی وجہ نہین جانتا کہ سپاہیون کو اس آتش زنی کا سبب ٹھیرایا جاے نہ کوئی ظاہری
فعل ایسی سرزد ہوا نہ کوئی نافرمانی کی کوئی مثال واقع ہوئی ہندو چاندماری برضا و خوشی بظاہر
بڑی گرم کوشی کرتے ہین مین اسے دیکھنے گیا ہون مین اسکا جواب دیتا ہون کہ سپاہ کے دستون
مین کوئی بدلی نہین ہے۔ مئی کے اول دنون مین گورنر جنرل کو بعض باتین تسکین کی نظر آتی تھین
اور یہہ معلوم ہوتا کہ رائیفل ڈپو جو خوفون و خطرون کے مرکز تھے انہین خلل و فساد کی طغیانی کا چڑھاؤ
اتر گیا میرٹھ سے بہی کوئی دنگہ اور فساد کی خبر نہین آئی۔ تیسرے رسالہ کے سوارون کا
کورٹ مارشل ہوا اور انکے ہمراہیون مین سے کسی اور نے بھی انکی نافرمانی کی تقلید نہین کی
ایسی حالتین تھین کہ جنسے غالباً یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن سببون سے ان سوارون نے بغاوت
کی تھی وہ بالکل ایک مستثنی صورت تھی۔ شروع ماہ مئی مین لارڈ کیننگ سارے ملک کے حالات پر
فلسفیانہ خیالات و نظرات سے تھے لارڈ الفنسٹن سے ایران کی صلح کی اور خرچ جنگ کی بابت اور لفٹنٹ گورنر
کالون سے تعلیم کی گرینٹ کی اور لڑکیون کی تعلیم کی اور دہلی کے بادشاہ کے بعد جانشینی
کی بابت (کچھ خیال نہ تھا کہ یہہ آخر بات خود بخود منفصل ہو جائیگی) حیدرآباد کے رزیڈنٹ
میجر ڈیوڈسن سے نظام کی جانشینی کی بابت (نظام قریب المرگ ہو رہا تھا) بڑودہ کے
رزیڈنٹ شیکسپیر سے گائکوار کی مالی حالت کی بابت اور اندور کے ایجنٹ کرنیل ڈیورینڈ
سے راجہ کے خزانہ مین زیادہ روپیہ جمع ہونے کی بابت گفتگوئین اور تحریرین ہو رہی تھین
گورنمنٹ کے معمولی کامون مین کوئی حرج نہ تھا گورنمنٹ ہوس مین کوئی خوف نہ تھا گورنر جنرل
بڑا خوش و خرم تھا اور یہہ یقین کرتا تھا کہ تکلیفات کے جو بادل اوٹھے تھے وہ خدا کے فضل و
کرم سے بہت جلد منتشر ہو جائینگے مگر خاص فکر کا سبب یہ تھا کہ شروع مئی مین ۳۴ وین رجمنٹ
بارک پور مین انتظار مین بیٹھی تھی کہ کیا حکم ہوتا ہے بارک پور مین کوارٹر گارڈ کے جمعدار ایسری پانڈے کو
۲۲ - اپریل ۱۸۵۷ء کو تمام سپاہ کے روبرو پھانسی دی اسنے پھانسی پر اپنے جرم کا اقرار کیا
اور اپنے ہمراہیون کو نصیحت کی کہ مجھ سے عبرت پکڑو اسنے کہا کہ اے بہادر سپاہیو کوئی
تم مین سے میری طرح کام نہ کرے مین نے گورنمنٹ کے ساتھ وہ پاجیانہ کام کیا کہ جسکی سزا مین

اتفاقاً یا رہا ہون کوئی بہادر سپاہی یہہ کام نہ کرے جسکے سبب سے اسکو یہہ سزا ملے"
یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ایک کمشنڈ افسر کا اس طرح علے الاعلان سزا ملنا کل ہندوستانی
سپاہ پر بڑا اثر رکھیگا لیکن ایک آدمی کا سزا پانا گو یہہ سزا پھانسی ہی کیون نہ ہو نہ وہ جنگ کے
جرم کو مٹاتا ہے نہ گورنمنٹ کی حکومت کو جماتا ہے مصیبت کے وقت مین لارڈ کیننگ
نہایت آگاہ دلی سے کام کرتے تھے انکے رزولیوشن پاس کرنے کا طریقہ بڑا آہستہ تھا
اسلیے کہ انکو ہر قدم پر نتائج نکالنے مین ایمانداری و دیانت مندی شبہہ پیدا کرتی تھی عدالت اور
پلیسی دونو انکو شبہہ مین ڈالتی تھین کہ چونتیسوین رجمنٹ کا برطرف کرنا عدل و انصاف ہوگا۔
یہہ امر یقینی تھا کہ بعض کمپنیان اپنے علمون کے ساتھ سچی وفادار تھین اور انکو یہہ صاف نظر
آتا تھا کہ باقی سب سپاہی بیوفا تھے انہون نے اس رجمنٹ کی حالت کی تحقیقات مین بڑی
تفتیش کی اور اپریل کے تیسرے ہفتہ تک یہہ امید کرتے رہے کہ صرف اس مقدمہ مین
جتنی باتین کرنی مطلوب ہین وہ ظاہری خطا وار سپاہیون کی موقوفی سے قابل اطمینان
حاصل ہو جائینگین لیکن ملیٹری حکومت رجمنٹ کی برخاستگی چاہتی تھی۔ بارک پور مین جنرل ہیرسی کو
پورا یقین تھا کہ جب تک رجمنٹ موقوف نہین ہوگی حسب دلخواہ مطلب نہین حاصل ہوگا۔
جنرل اینسن نے شملہ سے لکھا کہ اس رجمنٹ کی برخاستگی ضرور ہے کل سوال پر کونسل مین پورا
مباحثہ ہوا آخر کو ۳۰۔ اپریل کو لارڈ کیننگ نے یہہ تحریر کیا کہ "بے شک مجھے خوشی ہوتی ہے
اگر چونتیسوین رجمنٹ نیٹیو انفنٹری ہندوستانی کی سات کمپنیون کو جو بارک پور مین مقیم ہین
اس موقع پر تھوڑی سزا دینا مناسب ہوتا مگر مین نے نہایت غور و خوض سے مقدمہ کی
کل روئداد کو جانچا تو مجھے اطمینان ہوا کہ کوئی اور سزا حالت موجودہ مین سوا برطرفی کے مناسب
و موثر نہین بعض سپاہیون کے سزا کے ملنے کے باب مین شبہات تھے اس سبب سے یہ مباحثہ
۴ مئی کو ختم ہوا۔

دو دن بعد ۶ مئی کو بارک پور مین ساری سپاہ کے روبرو دمدم کی سپاہ کے دستون
اور ملک کی ۸۴ وین رجمنٹ کے روبرو ۳۴ کو چونتیسوین رجمنٹ کی وہ سات کمپنیان جنہون نے
۲۹ مارچ کے بلوہ کو دیکھا تھا کھڑی کی گئین کہ وہ اس حکم کو سنین جو انکی نسبت دیا گیا تھا

انکی سزاءین اونیسوین رجمنٹ کی طرح سزا مین تخفیف نہین ہوئی کہ انکی وردیان نہ اُتاری جائین
بلکہ انکی وردیان اُتار لی گئین اور چھاونی سے گورون کی حوالات مین باہر نکال دی گئین
اور خطاوار ۳۴وین رجمنٹ کا دوبارہ نام سپاہ کی حرکت سے خارج کیا گیا اور پانچ سو
بڑے سرکش آدمی جنمین اکثر رجپوت و برہمن تھے چھوڑ دیئے گئے کہ وہ اپنے انتقام لینے کے
لیئے دنیا مین اپنے کام کرتے پھرین ۔ چونتیسوین رجمنٹ کے جرم اور سزا کے درمیان پانچ
ہفتے کا وقفہ ہونا ایک بڑی غلطی خیال کی جاتی ہے اور جرم کے مناسب سزا بھی نہین سمجھی جاتی
لیکن اس بات کا ہمیشہ دل مین یاد رکھنا چاہیئے کہ مارچ و اپریل و شروع مئی مین ملیٹری اور سول
افسرون کو خواہ وہ کیسے ہی ملک کے واقف کار ہون یہہ شبہہ بھی نہین ہوا کہ بنگال کی
سپاہ کے بڑے حصے نے بغاوت کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا ہے ۔

جب ۴۸وین کے سپاہی اودھ مین پہنچے جہان انسے پہلے اونیسوین رجمنٹ کے سپاہی جاچکے تھے تو تکلیفات و مصائب کے
قریب آنے کے آثار زیادہ نظر آنے لگے ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے تک اس
اندوہناک زمانہ مین گورنر جنرل کو رنج آمیز فکر اودھ کی طرف سے جیسا تھا ایسا کسی اور طرف سے
نہ تھا اودھ بنگال کی سپاہ کی جنم بھوم تھا سر ہنری لارنس نے اپنے خطوط مین لارڈ کیننگ کو
بہت باتین جو انکے دل مین کھٹکتی تھین لکھین وہ خوب جانتے تھے کہ یہان گورنمنٹ کے سبب
ناراضمندی بددلی کے عام پسند اسباب موجود ہین اور سپاہ کا ایک بڑا حصہ یہین کے
باشندون کا ہے ایسی صورت مین وہ اپنے گرد کے سپاہیون کے تیورون اور اوضاع و اطوار کو بڑے
فکر و غور سے دیکھتے تھے لکھنؤ مین ایک رجمنٹ تھی گو اسنے کوئی ظاہر نافرمانی اور سرکشی نہین کی تھی
لیکن اسکے اوضاع مین دھمکی دینے کا شبہہ ہوتا تھا اس سبب سے مناسب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس
صوبہ سے کہین اور بدل جائے اس مین شبہہ نہین کہ شہر کے بعض بڑے آدمی اسکے ساتھ خفیہ
سازش رکھتے تھے اس سبب سے اسکے اس صوبہ کی حدود سے پرے کسی چھاونی مین بدل
جانے مین یہان خوف و اندیشہ مین کمی ہوتی ۔ ہنری لارنس نے اس کے بدل جانے کی درخواست
کی اور لارڈ کیننگ نے اسکو منظور کیا اور انکو لکھا کہ اس مشتبہ رجمنٹ کو میرٹھ بدل دو ۔ لیکن پہلا

کہ یہ حکم ہنری لارنس پاس پہنچے انہون نے بہت غور و خوض سے اس اپنی تجویز کے نتائج کو سوچا اور پہلی مئی ۱۸۵۷ء کو لارڈ کیننگ کو لکھا "کہ بے شک ۴۸ وین رجمنٹ کے چلے جانے سے ہمارے دل پر اثر اچھا ہوگا لیکن مین اپنے دل مین یہہ نہین جانتا کہ اور رجمنٹون کا حال اس رجمنٹ سے بہتر ہے کہ جسکے سبب سے ہم کو انپر اعتبار ہوا ور اس مین بہت تھوڑا ہی شک ہے کہ ۴۸ وین رجمنٹ کا حال تبدیلی سے کچھ بہتر ہو جائے گا یہہ ایک امر بڑا اہم ہے کہ سپاہ کی جو فی الحال عام حالت ہو رہی ہے اسپر توجہ کی جائے انکی یہہ رائے بڑی صائب اور بہت صواب تھی ایک رجمنٹ کی تبدیلی سے اودھ کو تو کچھ فائدہ نہ ہوتا لیکن وہ سپاہ کے اور حصون مین اپنی برائی پھیلا کے اور نقصان پہنچاتی ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے۔

اودھ مین فوج غیر آئینی سپاہ کی بغاوت

بالفعل اودھ کی سپاہ کے اور حصون مین بھی سرکشی کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ ۲ مئی ۱۸۵۷ء کپتان کارنیگی شہر لکھنؤ کے مجسٹریٹ نے جو سپرنٹنڈنٹ پولس بھی تھا سر ہنری لارنس کو رپورٹ بھیجی کہ اودھ کی ساتوین رجمنٹ غیر آئینی کو کارتوسون پر سخت اعتراض ہے۔ یہ رجمنٹ پہلے بادشاہ کی ملازم تھی اور اب لکھنؤ سے سات میل کے فاصلہ پر مقیم ہے۔ دو ہفتے پہلے انکے ریکروٹ کارتوسون استعمال کرتے تھے مگر جب کارتوسون کی شہرت اُن کے کانون تک پہنچی تو وہ ان کے استعمال سے خائف ہوئے اور سرکشی کرنے کو شروع مئی مین تیار ہوئے انہون نے ۴۸ وین رجمنٹ کو خطوط بھیجے کہ وہ مذہب کے بچانے کے لیئے آمادہ ہون ہرچند افسرون نے انکو سمجھایا مگر اسکا کچھ اثر نہین ہوا۔ ۲ تاریخ مئی کو بریگیڈیر گرے ڈیبرمع اپنے سٹاف کے ساتوین رجمنٹ کی لین مین گیا اور رجمنٹ کو اسنے دیکھا کہ کارتوسون کے باب مین وہ بڑی سرکش و نافرمان ہو رہی ہے اسنے ہنری لارنس کو رجمنٹ کے حال سے مطلع کیا۔ رجمنٹ ۳ مئی کو بالکل سرکش ہو گئی اور کہنے لگی کہ ہم سب افسرون کو مار ڈالین گے۔ جب ہنری لارنس کو یہہ حال معلوم ہوا تو انہون نے اس رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا اور اگر مقابلہ کرے تو بالکل غارت کر دینے کا ارادہ کیا۔ اتوار کا دن تھا اور چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ ہنری لارنس مع اپنے سٹاف اور بریگیڈ کے ساتوین رجمنٹ کی لینون کے سامنے گئے۔ پریڈ پر رجمنٹ کھڑی کی گئی وہ بڑی حیران و پریشان تھی اور یہہ نہین جانتی تھی کہ آج اوائل شب مین اس پریڈ کا مقصد کیا ہے جب انہون نے دیکھا کہ یورپین سپاہ اور سوار اور توپین ان کے سامنے کھڑی ہین

ہندوستانی رجمنٹین انکے بازو پر اسطرح ایستادہ ہین کہ ان سے جو امداد کی امید تھی وہ بالکل جاتی رہی
اب مقابلہ کرنا بالکل جان کا کھونا ہے باغی رجمنٹ نے لفظ کمپنڈ (حکم) کی تعمیل کی اور بعض نے اپنے افعال
انفعال ظاہر کیا لیکن غلطی سے توپچیون نے فلیتے روشن کر لیئے تھے اور توپین رجمنٹ کے سامنے لگی
ہوئی تھین اسنے جانا کہ توپین اب ہم کو اڑا دینگی سپاہی ڈر سے پہلے ایک سپاہی پھر دوسرا اور
علےٰ ہذا القیاس ہتھیار پھینک پھینک کر بھاگنے شروع ہوئے صفین چھدری ہوئین لیکن باقی سپاہیون نے
حکم کے ساتھ ہی ہتھیار رکھ دیئے جب مفرورین کے تعاقب مین سوار اور ہنری لارنس گئے تو انہون نے
پکار کر کہا کہ جے کمپنی بہادر کی انکو حکم ہوا کہ ہتھیار اور سب سامان حرب رکھ دو تو انہون نے فی الحال
حکم پر عمل کیا - آدھی پر ایک بجا تھا کہ سر کمبیل لکھنؤ مین واپس آ گیا - اسکے ساتھ تمام ہتھیار اور وہ
سپاہی جو تھوڑی دیر ہوئی کہ ان ہتھیارون کے پہنے ہوئے تھے ساتھ آئے اور ہندوستانی
رجمنٹون کی حالت مشتبہ ہو رہی تھی اسلیئے لیورپین سپاہ کا تقسیم کرنا دانائی سے بعید تھا
دوسرے دن ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا " کہتے ہین کہ رجمنٹ پر جو صدمہ پہنچایا
گیا اسکا بڑا اثر شہر پر ہوا لوگ یہانتک کہتے ہین کہ اڑتالیسوین رجمنٹ نے ، رجمنٹ کے بھاگنے پر
پھٹ پھٹ کی اور کہا کہ وہ کھڑی رہتی تو اسپر فیر نہین کرتے ان رپورٹون مین سے مین چوتھائی پر
یقین نہین رکھتا ایک عام برانگیختگی مین باتین بڑے مبالغہ سے بیان کی جاتی ہین -
ہنری لارنس جو باتین سنتے تھے ان پر بڑی حزم و احتیاط سے یقین کرتے تھے ساتوین
رجمنٹ کے پچاس کے قریب سرغنہ گرفتار ہو کر حوالات مین بھیجے گئے اور کورٹ مارشل مقرر
ہوا کہ بغاوت کے اسباب تحقیق کرے لیکن کوئی بات ظاہر نہین ہوئی - انبالہ اور مقامات
مین سپاہیون کے منہہ پر مہر لگی ہوئی تھی کچھ بتاتے نہ تھے وہ آپس مین لڑتے تھے مگر
جب انگریز انکی ناراضی کی عمق پیمائی کرتے تھے تو اسکے اخفا مین سب ایک آدمی بن جاتے تھے
۷ - مئی کو اڑتالیسوین رجمنٹ کی لینین جلکر خاک ہو گئین دوسرے دن ہنری لارنس ان
جلے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تو انہون نے دیکھا کہ سپاہی بڑے مودب اور مطیع
تھے اور اپنے مال و اسباب کے جل جانے سے مغموم معلوم ہوتے تھے اودھ کی سپاہ کے
دلون مین بڑے بیہودہ اور مختلف طرح کے اثر تھے انکا دریافت کرنا آسان نہین تھا - لیکن

اگر کوئی شخص ان کو جان سکتا تھا تو وہ ہنری لارنس صاحب ہی تھے وہ ان لوگون سے
بے تکلف ملاقات کرتے تھے جو سپاہ و رعایا کے خیالات خوب تشریح سے بیان کرسکتے
تھے اور یہہ ملکہ انکو خداداد اور ایسا تھا کہ شاذونادر ہی ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دلون
مین اپنا اعتبار و اعتماد پیدا کردیتے تھے اور لوگون سے انہون نے تحقیقات کرکے دریافت
کرلیا کہ سپاہ کے بگڑنے کا اصلی سبب کارتوس ہین اس باب مین جو انکی گفتگوئین ہندوستانیون
سے ہوئین ان مین سے ایک گفتگو نیچے لکھی جاتی ہے۔ انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ
۹ مئی کو میری گفتگو اودھ کے توپخانہ کے جمعدار سے ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک رہی یہہ
جمعدار برہمن ہے چالیس برس کے قریب اسکی عمر ہے ۔ اسکو جن باتون پر یقین ہے ان کے
سننے سے مین چونک پڑا۔ اس نے کہا کہ گورنمنٹ دس برس سے ایسی تدبیرین کررہی ہے
کہ کل ہندوستانیون کو زبردستی یا زیادہ تر دغا بازی سے عیسائی بنائے اس کی دلیل
یہہ تھی کہ جیسے ہم نے ہندوستان مین بھرت پور لاہور وغیرہ کو دغا و فریب سے فتح کرلیا
ہے اسی طرح سے ممکن ہے کہ آٹے مین گائے کی پسی ہوئی ہڈیان ملاکر ہندوون کے
ہاتھ اسکو بیچ دیا ہو جب مین نے اس سے کہا کہ یورپ مین ہماری کیسی زبردست قوت
ہے کہ ایک سال کے اندر ہم نے روسیون کی لڑائی مین اپنی سپاہ کو چوچند کرلیا اور اگر دوسرے
سال مین اسکی ضرورت ہوگی تو بے حد بیابان لشکر کو ہم زیادہ کرلین گے اور اسی طرح سے
چھ مہینے کے اندر جسقدر یورپین سپاہ مطلوب ہو ہندوستان مین بلاسکتے ہین اس لئے
ہم کچھہ ہندوستانی سپاہ کے اختیار مین نہین ہین تو اُس نے یہہ کہا کہ مین جانتا ہون
کہ ہم دولت اور سپاہی بیشمار رکھتے ہین لیکن یورپین سپاہ کا خرچ بڑا ہے اسواسطے ہم چاہتے
ہین کہ ہندوؤن کو سمندر مین لے جاکر دنیا کو فتح کرین مین نے کہا کہ ہندوستانی سپاہی
اگرچہ ساحل خشکی مین اچھا ہوتا ہے لیکن سمندر کے اندر بہت ہی برا تو اس نے کہا کہ یہہ آپ کا
کہنا بجا و راست ہے ہم چاہتے ہین کہ جو آپ کھائین وہی ہندوستانیون کو کھلائین تاکہ وہ
بڑے مضبوط و توانا ہوجائین اور سب جگہہ جانے لگین اُس نے بار بار یہہ کہا کہ جو مین کہتا ہون
وہ سب ہندوستانی کہتے ہین لیکن جب مین نے اس سے کہا کہ یہہ بات احمق و دغاباز

کہتے ہین لیکن عاقل اور دیانتدار تو یہہ بات نہین کہہ سکتے تم تو یہہ نہین کہوگے کہ مین خود اسکا
یقین کرتا ہون یا نہین تو اسنے کہا کہ مین آپ سے کہتا ہون کہ ہندوستانی تو بھیڑون کی مانند ہین
کہ جہان ایک دھنسی وہان سب اسپر دھنستی ہین (انہین بھیڑ دھسان ہے) ایسا آدمی بڑا خوفناک ہے
وہ برہمن ہے پوری لیاقتین رکھتا ہے بیس برس سے ہماری نوکری کرتا ہے ہمارے قوت وضعف
سے خوب آگاہ ہے اور ہم سے نفرت کلی رکھتا ہے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہمسایون سے زیادہ
دیانتدار و راستباز ہو لیکن ایسے آدمی سے ڈرنا چاہیئے صرف اسنے ایک بات مین ہمکو
معتبر و ممتاز جانا کہ مین نے اس سے کہا کہ سنہ ۱۸۴۲ء مین ڈیڑھ سو ہندوستانی بچون کو جو ہماری
سپاہ کے کابل مین رہ گئے تھے بجائے اسکے کہ وہ عیسائی بنائے جاتے مین نے انکے رشتہ دارون
اور دوستون کے پاس بھجوا دیا تو اسنے کہا کہ ہان مین اسکو خوب یاد رکھتا ہون اس وقت مین
لاہور مین تھا لیکن قحط سالیون مین بچون کو خرید کرکے تم نے عیسائی کرلیا آخر دو ہفتون
مین مین نے سب قسم کے سپاہیون سے گفتگوئین کین بہت سے انہین سے ہماری نیک نیتی اور
اچھے ارادون کا اعتبار کرتے ہین لیکن ایک سپاہی اینا ہی جو اورون کے سرون پر سردار
بنانے کے لیئے انتخاب کیا گیا ہے ایسی رائین رکھتا ہے جو اسکو دل مین دغاباز بناتی ہین
اسی دن انہون نے مسٹر کالون کو لکھا کہ وہ بالائے ہند مین قلعون کی خبرگیری اچھی طرح کرین
ہنری لارنس کے برابر اس غدر کے باب مین کوئی دوراندیش نہ تھا جب وہ مارچ سنہ ۱۸۵۷ء مین
راجپوتانہ سے اودھ کو گئے ہین تو آگرہ کے قلعہ مین وہ اور کالون صاحب لفٹنٹ گورنر فصیل پر
کھڑے تھے کہ سامنے تلنگے جمنا سے نہاکے اینٹھتے اکڑتے ہوئے جاتے تھے تو ہنری لارنس نے
کہا کہ کالون عنقریب وہ زمانہ آنا ہے کہ مجھے اور تمہین دونو کو اس قلعہ مین تلنگے قید کرین گے
سپریم کونسل مین گورنر جنرل اور انکے مشیر اس بات پر مباحثہ کررہے تھے کہ اودھ کی باغی پلٹن کو
کیا سزا دینی چاہیئے اور ایسی صورت مین سزا کا اندازہ کیا مقرر کیا جائے - ۱۰ مئی سنہ ۱۸۵۷ء کو
لارڈ کیننگ اور مسٹر ڈورن نے اس سزا کے باب مین یہ کہا کہ گورنر جنرل رجمنٹ کی موقوفی کا
حکم صادر کرتے ہین مسٹر پیٹر (اعلے) ممبر نے لکھا کہ جسقدر جلد بغاوت کی وبا دور کی جائے اسیقدر
بہتر ہے وہ نرم سزاؤن سے نہین رفع ہوگی سختی کی ضرورت ہے مجھے یقین ہے کہ عین وقت پر

سختی آخرکار نرمی ہو جائیگی اس دن جنرل لو صاحب نے اپنی تحریر مین یہہ رائے ظاہر کی کہ غالباً رجمنٹون کا بڑا گروہ اس سبب سے کارتوسون کو نہین کاٹتا کہ وہ بدخواہ یا بے حمیت گورنمنٹ یا اسکے افسرون سے ہوگیا ہے بلکہ وہ اپنے سچے دل سے ایمانداری سے یہ خوف کرتا ہے کہ کارتوس کاٹنے سے اسکا بڑا نقصان یہہ ہوگا کہ وہ جات باہر ہو جائیگا - اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ وہ گورنمنٹ کا بدخواہ یا اس سے بددل ہوگیا ہے ۱۱ مئی کو مسٹر گرینٹ لو اور مسٹر بلی کوک نے اپنی رائین لکھین کہ اور زیادہ تحقیقاتون کے ہونے کے بعد گورنمنٹ کے احکام جاری ہون ۱۲ کو اوفس بکس ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی کو جاتے تھے اور اسکے ساتھ یہ چھوٹا سا پرچہ بھی گشت کر رہا تھا جس مین میرٹھ کی خبر لکھی ہوئی تھی جسکی نسبت مسٹر ڈورن ممبر کونسل نے لکھا تھا کہ یہ امید کی جاتی ہے کہ میرٹھ کی خبر جو تار برقی پر آگرہ سے آئی ہے اور اس بکس مین داخل ہے وہ سچی نہین ہے -

آگرہ مین میرٹھ کے پوسٹ ماسٹر کی بہن کے پاس سے اس کے بھتیجے کے پاس یہہ تار برقی آیا تھا ۱۰ مئی سنہ ۱۸۵۷ع وقت ۹ بجے رات کو رسالہ نے بغاوت کی اور اپنے گھرون کو اور بعض افسرون کی کوٹھیون مین آگ لگائی اور بعضے یورپین افسر اور سپاہی انکو لینون کے قریب ملے انکو مار ڈالا اس تار کو دیکھ کر کالون صاحب لفٹنٹ گورنر آگرہ نے لارڈ کیننگ کو تار بھیجا کہ میرٹھ کی بڑی چھاونی مین آگ کے شعلے اٹھ رہے ہین کل رسالہ باغی ہوگیا اور باغیون کو جو انگریز ملا اسکو قتل کر ڈالا گورنمنٹ آگرہ پاس کوئی خبر حسب ضابطہ نہین آئی تھی -

یہہ خبر جو آگرہ سے کلکتہ مین گئی اسکا اعتبار لوگون نے نہین کیا - مگر تارون مین شمال سے جنوب کو اور جنوب سے شمال کو خبرین متواتر جاری تھین اول میرٹھ مین سپاہیون کا بغاوت کرنا تحقیق ہوا پھر یہہ خبر آئی کہ باغیون نے دہلی اور میرٹھ کی درمیان کی کچھ سڑک پر قبضہ کر لیا ہے پھر یہہ خبر آئی کہ باغی دہلی پہنچ گئے اور دہلی کی آگرہ سے ۱۴ تاریخ کو یہہ پیغام بھیجا گیا کہ دہلی کے بادشاہ کے خط سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر و قلعہ اور خود بادشاہ پر باغیون نے قبضہ کر لیا اور فریزر صاحب کمشنر اور بہت سے انگریز اور انگریزون کے بچے قتل ہوئے پھر معلوم ہوا کہ خود بادشاہ کو بھی باغیون نے اپنے ساتھ شامل کر لیا اور قلعہ پر باغیون کا جھنڈا اڑانے لگا - انگریزی سلطنت پر سو برس گذر چکے تھے گورنر جنرل کی کونسل کے نزدیک کبھی ایسی وحشتناک خبر نہین آئی تھی - لارڈ کیننگ کی آنکھون کے سامنے سوا اس بات کے

کوئی اور چیز نہین تھی کہ دہلی اور میرٹھ کی سپاہین آپس مین مل گیئن اور مغلون کی سلطنت کا اشتہار ہوگیا گرمی کے اس خوفناک ہفتے مین تعجب خیز افکار اور ترددات سے انتظار کرتے رہے کہ مفصل حال معلوم ہو مگر وہ نہ معلوم ہوا اور سب سے زیادہ انکو اسپر حیرت ہوتی تھی کہ اس وقت مین انکے ہم قوم کیا کر رہے ہین اور کیا نہین کر رہے ہین ایسی جگہہ جیسی دہلی ہے جو شکل سے ملیٹری وقت مین کسی کی برابری کر سکتی ہے مگر لوپل(؟) مکل و غفلت مین وہ بالکل بے مثل ہے ایک گھنٹہ مین ہاتھ سے جاتی رہی اسپر اعتبار نہین ہوتا تھا کہ میرٹھ مین ایک رجمنٹ برٹش سوارون کی ہو اور ملک مین سب سے زیادہ توپ خانون کا مجمع ہو ایسا حادثہ وہان واقع ہو۔ جب وہان نتیجہ ایسا ہو جہان انگلش افسرون کے پاس سوار اور توپ خانے ہون تو وہان کا حال کیا ہوگا جہان یہ سامان امداد موجود نہو۔ اب امید نہین ہے کہ ایک چھاونی سے دوسری چھاونی مین آگ نہ لگے اور بہت جلد کل ملک شعلہ انگیز نہ ہو۔

اب لارڈ کیننگ چہرہ پر استقلال لئے ہوئے حادثہ کے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے کبھی انسان کے سینہ مین انکے دل سے زیادہ بہادر دل نہین پیدا ہوا۔ یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی و بلند اقبالی تھی کہ ان مین وہ شخص جسکو اس زمانہ مین قوم کی عزت کا باقی رکھنا سپرد کیا گیا تھا وہ بڑی مستقل جوانمرد اور نہایت عمدہ متحمل طبیعت رکھتا تھا۔ بہت سے خیالات نے انکو دبایا لیکن سب پر یہہ خیال غالب تھا کہ وہ سب سے اعلے فرض کو اپنے باوقار متین چہرہ سے ادا کرین کبھی انکے چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار نہین ہوئے انکو یہہ بڑا کار عظیم کرنا تھا کہ کل سلطنت کو بچائین جسکی جوابدہی انکے ذمے تھی وہ لڑائی کے لیئے کمربستہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ انکے اہل ملک کے بچنے کی تدبیر اعظم خدا پر توکل کرنا اور انکے استقلال و ہمت و شجاعت پر بھروسا کرنا ہے انہون نے صاف دیکھ لیا کہ بڑا مہلک اور ہیبتناک خوف ہے اور اس سے مقابلہ کرنے کا سامان ان پاس کافی نہین ہے لیکن جو لوگ انکے پاس رہتے تھے انہون نے ایک لمحہ کے لیئے بھی کبھی انکو مایوس و ہراسان نہین دیکھا انہون نے ان وسائل کا اور محافظت کے اسباب کا حساب کرلیا تھا جو فوراً عمل مین آسکتے تھے اور جو دور سے منگائے جا سکتے تھے۔ اسوقت سارا ہندوستان یورپین سپاہ سے سوا پنجاب کے سرحدی اضلاع کے خالی پڑا تھا یورپین کی سپاہ اتنی

نہ تھی کہ وہ اس سرکشی کے طوفان کو جو ہندوستان مین اُٹھ رہا تھا روک سکتی۔ لارڈ کیننگ نے ۲۲۔ اپریل ۱۸۵۷ء کو ہوم گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ ہوم گورنمنٹ مین اور معاملات عظیمہ السیہ پیش رہتے ہین کہ ہندوستان کی اغراض اور مقاصد کو انگلنڈ ہمیشہ نہین سُنا کرتا اس لئے مین اس امر کے بالکل خلاف ہون کہ اور جگہہ کی ضرورتون کے سبب سے ہندوستان کی قوت عظیمہ (گورون کی سپاہ) کے گھٹانے کے اختیارات ہوم گورنمنٹ کے ہاتھ مین زیادہ ہون"

اسوقت ایران کی جنگ مین ہندوستان سے چھہ یوروپین رجمنٹین بھیجی گئین تھین۔ ان تمام مصائب مین تسلی بخش باتین یہہ تھین کہ جنگ ایران ختم ہو چکی تھی جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین وہان سے سپاہ بمبئی مین واپس آرہی تھی جہان سے ایک حکم مین فوراً اتنی دیر مین سپاہ آسکتی تھی جتنی دیر مین سٹیمر (دخانی جہاز) آسکتا ہے چین کی مہم سے بھی سپاہ اپنا کام بخوبی انجام دیکے انگلنڈ کو واپس جاتی تھی اسکو بھی لارڈ کیننگ نے اپنے دوست لارڈ ایلجن مدار المہام مہم چین کو لکھکر ہندوستان مین بلایا مگر پھر بھی چین اور ایران کی فوجون کے آنے مین ایک عرصہ چاہیئے تھا کہ وہ ہندوستان مین آئین یہہ بھی ایک خوش نصیبی تھی کہ رنگون سے ۸۴ وین رجمنٹ کلکتہ کے پاس بارک پور مین بلا لی گئی تھی اور رنگون کی ۳۵ وین رجمنٹ کے لیئے سٹیمر بھیجا گیا کہ وہ بہت جلد اسکو رنگون اور مولمین سے سوار کرا کے کلکتہ مین لے آئے مدراس کے گورنر کو تار بھیجا گیا کہ ۴۳ وین پیدل رجمنٹ اور مدراس فیوزلیر کو تیار رکھے کہ وہ فوراً جہاز پر سوار ہو جائین اور ایک معتمد افسر جہاز مین سیلون مین بھیجا گیا کہ وہان کا گورنر جسقدر یوروپین سپاہ بھیج سکتا ہے بھیجدے۔ گورنر جنرل نے یہہ ساری تدبیرین یوروپین سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے کین اسکے سوا انہون نے تمام دخانی جہازون کو جمع کر کے اضلاع بالا مین سپاہ کے بھیجنے کی تیاری کی اس مین شک نہین کہ جنرل اینسن کمانڈر انچیف کو جب یہہ خبر میرٹھ اور دہلی کے غدر کی پہنچی ہوگی تو انہون نے غدر کے مقام مین سپاہ کے بھیجنے کی سب طرح تیاری کی ہوگی اسلیئے کمانڈر انچیف کو گورنمنٹ نے تار بھیجا کہ اسکو یقین ہے کہ وہ جسقدر سپاہ پہاڑ پر سے اپنے ساتھ لے جا سکین گے وہ لے جائینگے۔ گورنر جنرل کو سب سے زیادہ بھروسا پنجاب کی یوروپین سپاہ پر تھا اور یہہ بھی انکو یقین تھا کہ سکھہ بھی امداد کرینگے کہ تا ان کی مشہور دار السلطنت کو خوب لوٹین

کمشنر سندھ کو تار بھیجا گیا کہ وہ ایک انگلش رجمنٹ پنجاب میں بھیجدے کہ وہ اس سپاہ کے قائم مقام ہو جسکی ضرورت اضلاع زیرین میں وہان سے جانے کی ہو۔ ایک اور تار مسٹر کالون کو بھیجا گیا کہ جہان تک ممکن ہو جلد سر جان لارنس کو لکھ بھیجے کہ وہ پنجاب کی رجمنٹین اور یوروپین جسقدر وہ بھیج سکتا ہے روانہ کرے ہر طرح سے یہ کوشش کی جائے کہ دہلی پھر ہاتھ آجائے جنرل ہیوٹ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا زور کمانڈر انچیف پر کرے کہ سپاہ جلد روانہ ہو اور اگر اس کی ضرورت ہو تو گورنر جنرل کے نام سے راجہ پٹیالہ اور راجہ جیند سے مدد طلب کی جائے۔

کولون صاحب نے حتے الامکان جو کچھ کرنا چاہیئے تھا وہ کیا جو خبرین انکے پاس آگرہ مین پہنچی تھین وہ گورنر جنرل پاس پہنچا دی جاتی تھین ۱۵- مئی کو انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین خود یہان کا کمانڈر انچیف بن گیا ہون۔ تیمور کے خاندان سے سینارضیا اور بھرت پور لڑنے کو تیار ہین مین نے راجپوتانہ کی ریاستون کو آمادہ کرلیا ہے کہ جو باغی مغرب کی طرف مفرور ہون ان سب کو گرفتار کرلین تیسرے رسالہ کے مسلمان سوارون نے بڑا خوفناک قتل کیا ہے ایسی بے رحمیون کا خوفناک عوض ہونا چاہیئے۔

لارڈ کیننگ جانتے تھے کہ ابھی وقت خوفناک عوض لینے کا نہین ہے اس وقت تو جان بچانے کے لالے پڑے ہین فقط اس مطلب کے لیئے جو کچھ وہ کرسکتے تھے اب تھوڑے سے وسائل سے انہون نے کیا۔ انہون نے انگلنڈ مین ہندوستان کے وزیر کو لکھا کہ مین دو باتون مین اپنی بڑی طاقت صرف کر رہا ہون اول دہلی سے باغیون کو جلد نکالدون دوم یوروپین سپاہ کو یہان بہم پہنچاؤن جو سارے ملک مین حملہ کرنے کے لیئے کام آئین" ان بعید امدادون مین ایک دن ضائع نہین کیا جاتا تھا جس مین فقط سلطنت ہی کی سلامتی نہین حاصل ہوتی تھی بلکہ قومی نخوت کی حمایت ہوتی تھی کہ دشمنون سے بجا انتقام لیا جائے۔ گورنر جنرل کو یقین تھا کہ بمبئی سے کمک آجائیگی اور اس خیال سے بھی روح تازہ ہوتی تھی کہ اس وقت مین کہ انڈیا کو اپنے سب بہادرون کی ضرورت ہے اوٹرم صاحب مع سپاہ کے آئیگا اگر یہ گورون کی رجمنٹین خلیج فارس کی لڑائیون مین مصروف ہوتین تو یہان کچھ اور ہی گل کھلا ہوتا۔

گورنر جنرل ہند نے حسب ضابطہ اپنے قدیمی دوست لارڈ ایلجن کو بڑے زور سے لکھا کہ

سلطنت ہند کن بلاؤن مین گھری ہوئی ہے مین حضور کے سامنے مختصر بیان اسکا کرتا ہون مجھے یقین
ہے کہ آپ جلد اس امر کا فیصلہ کردین گے کہ چین سے ہندوستان کو سپاہ بھیجدین گے اسکی
ساری جوابدہی میرے ذمے ہے - خانگی چٹھی مین ١٩ - مئی ١٨٥٧ع کو یہہ لکھا کہ میرے پیارے
ایلجن دہلی کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ اضلاع زیرین مین عموماً ہندوستانی سپاہ
بغاوت کرے اور وہان یورپین سپاہ نہین ہے وہان باغی سپاہ ہفتون اور مہینون تک
چھا جاینگی سو گرمی مین ابھی اِس خوف کے دیکھنے مین آنکھین بند نہین کرسکتا مجھے اشد ضرورت
یہہ آنکر پڑی ہے کہ اُن تمام یورپین کو جمع کرون جو ہتھیار چلا سکتے ہین اور گورنمنٹ کی امداد ایسے
کڑے وقت کے واقعات مین کرسکتے ہین یہہ امر میرٹھ اور دہلی کے سرکشون کے سر کچلنے کے
لیئے نہین چاہتا یہہ کام تو آسانی سے یوروپین سپاہ کے دہلی پر جمع ہونے سے ہوجائیگا
لیکن بہت جلد نہین ہوگا اس اثنا مین ایک گھنٹہ کا ناگزیر التوا ملک کے اور حصون مین سپاہ کی
بغاوت اور سرکشی پر کمربستہ کرائیگا آگرہ کی اسطرف کی رجمنٹون مین جنکی نگہداشت کچھ نہین ہے
ایک رجمنٹ بھی سرکشی کریگی تو گنگا کے میدانی ملک مین کوئی ایک قلعہ اور چھاونی یا اسٹیشن ایسا
نہین ہوگا جو باغی سپاہ کے قبضے مین دو ہفتے کے اندر نہ آجائے گا بعینہ یہی حال
اودھ کا ہے - جو مدد آپ مجھکو دے سکتے ہین وہ اس آفت سے ہم کو سلامت اس
سبب نہین رکھہ سکتے کہ وہ عین وقت پر نہین پہنچ سکتی اب خطرناک ساعتین موجود ہین اور
آئندہ دس بارہ روز مین وہ ایسی ہی رہینگی اگر اس عرصے مین بلوہ فساد نہ ہلو تو خیر ہے ورنہ وہ
وحشتناک نتایج واقع ہونگے کہ اگر ذرا سی بھی غفلت یوروپین سپاہ کے بہم پہنچانے مین کی
جائینگی تو وہ ایک گناہ ہوگا اس یوروپین سپاہ ہی سے ہم اپنی یقینی دشمنون اور خوفون کو دور
کرسکتے ہین اگر سپاہ ہون کو آپ بھیجدین گے تو وہ ایک گھنٹہ بغیر اشد ضرورت کے یہان
نہین ٹھہرائی جاینگین اگر آپ بھی انکے ساتھ آئین تو نہایت مبارک قدمی ہوگی"
اس چٹھی کے ساتھ ایک اور چٹھی جنرل انیس برن صاحب کو جو مہم چین کا سپہ سالار تھا گورنر جنرل نے
بھیجی اور کورٹ ڈایرکٹرز کے چیرمین کو اور بورڈ کنٹرول کے پریسیڈنٹ کو بھی لکھا کہ آپ
انگلستان سے حسب مقدور جلد ممکن ہو سپاہ کی کمک کے لیئے بھیجین اور مسٹر سینکلس کو لکھا کہ وہ

وہ تین رجمنٹین بنگال کے لیئے فوراً بھرتی کرلین کوئی دیوانہ آدمی بھی اس مین شک نہین کریگا کہ یہان یوروپین سپاہ کی افزائش کی ضرورت ہے اور حتی الامکان یہہ ضرورت بغیر کسی ہرج کے التوا کے دفع کی جائے - بالفعل انگریزون کی قوت کے ضعف سے اس ضرورت کا ہونا ظاہر ہے مین یہہ نہین چاہتا کہ ملکہ سپاہ کی تعداد جو معین ہے وہ بڑھائی جائے بلکہ مستقل مقاصد کے لیئے کمپنی کی سپاہ کی افزائش چاہتا ہون اور اس وقت کی ضرورت کے لیئے سوا سے چین کی شاہی رجمنٹون کی کمک کے اور کمک نہین چاہتا لیکن مین یہہ عرض کرتا ہون کہ آپ گورنمنٹ مین یہہ تحریک کرین کہ ملکہ کی معینہ رجمنٹون مین جو بیان کمی ہوئی ہے وہ دفعتہً پوری کردی جائے چین کی سپاہ اسکی جگہہ نہ سمجھی جائے مسٹر ورنن سمتھ کو بھی لکھا کہ وہ انگلنڈ سے کمک بھیجے کہ آیندہ ایسے حادثات رونما نہ ہونے پائین اور جو بالفعل ہو رہے ہین انکا انسداد ہو -

۲۲ مئی ۱۸۵۷

بالائے ہند مین جو آگ لگ رہی تھی جیسی جیوانی زور سے اسکے بجھانے کی طرف گورنر جنرل کی توجہ تھی ایسے ہی وہ اخلاقی زور سے بھی اسکو ان اضلاع مین روکنا چاہتے تھے جہان وہ مشتعل نہین ہوئی تھی - یہہ ظاہر ہے کہ ایک خوفناک بدفہمی و بددلی سے سپاہ دیوانی ہو رہی تھی اسکو یقین اپنے مذہب اور حیات کے جانے کا تھا اس لیئے اس یقین دلانے مین کہ برٹش گورنمنٹ کی نیت مین کبھی یہہ نہین آیا کہ انکے مذہب اور معاشرت کے تعصبات مین خلل انداز ہو ایک دفعہ اور کوشش کی گئی کہ گورنر جنرل نے یہہ اشتہار دیا کہ گورنر جنرل کو معلوم ہوا ہے کہ دونو ہندو مسلمان سپاہیون اور رعایا کے بہکانے مین کوشش کی گئی ہے کہ انکا مذہب علانیہ یا مخفی گورنمنٹ کے افعال سے دھمکایا گیا ہے یہہ یقین کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ اپنے مقاصد و مطالب کے لیئے جات کے جانے کے جال مین پھنسانے کے لیئے ہر طرح کے پھندے ڈالتی ہے لیکن گورنمنٹ نے کبھی کوئی بات رعایا کو فریب و چھل دینے کی نہین کی اس لیئے وہ اپنی سب رعایا سے چاہتی ہے کہ وہ اپنے اس یقین کو دل سے نکالدین جو بدمعاش لچون دغا باز مکارون نے اپنے مطلب نکالنے کے لیئے گورنمنٹ کی بدخواہی کے لیئے جھوٹی جھوٹی باتون کے بنانے اور افترا پردازی سے پیدا کیا ہے یہہ بدذات

آدمی نیک آدمیون کو گمراہ و تباہ کرنا چاہتے ہین - یہہ اشتہار تمام دیسی زبانون مین ترجمہ ہوکر چھاونیون
مین سپاہیون کو سنایا گیا۔ لفٹننٹ گورنر آگرہ کے پاس تار پر اسکے سارے الفاظ بھیجے گئے اور بڑی
زور سے ہدایتین کی گئین کہ اسکو وہ ہر شہر و قصبہ و گاؤن و بازار و سرائے مین مشتہر کرے یہہ
اشتہار جیسا سپاہ کے لیئے ہے ایسا ہی رعایا کے لیئے ہے یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اس اشتہار کے
دینے کے نیک ثمر ہونگے اور امن و عافیت و انتظام پھر قائم ہو جائیگا لیکن یہہ امر مشتبہ ہے کہ اس
اشتہار کا اثر کچھہ بھی ہندوستانیون پر ہوا ہو انہون نے اسکو بھی منجملہ گورنمنٹ کے فریبون کی
فریب و دغا و بالکل جھوٹ جانا

اسوقت گورنر جنرل کو یہہ ضرور معلوم ہوا کہ ملیٹری افسرون کے اختیارات خیرخواہ سپاہیون کے
انعام دینے کے لیئے اور بدخواہ سپاہیون کے سزا دینے کے واسطے بڑھانے چاہئین انعام کے
دینے کے لیئے تو کسی ایکٹ کی ضرورت نہ تھی مگر سزا دینے کے لیئے ضرورت تھی اور اس کے لیئے
یہہ ایکٹ جاری کیا گیا کہ ڈویژنون کے برگیڈون کے اور اسٹیشنون کے افسرون کو اختیار دیا جاتا
ہے کہ وہ کورٹ مارشل مقرر کرین اور اسکے حکمون کی تعمیل ہو بغیر اسکے کہ حکام بالا کی منظوری لگائی
جائے جیسے ملیٹری افسرون کے خیرخواہ سپاہیون کے انعام اور بدخواہ سپاہیون کو سزا دینے
کے اختیار دیئے گئے تھے ایسے ہی سول اور پولیٹکل افسرون کو بھی دیئے گئے مگر اس وقت
ایکٹ حرب و ضرب کا کام کرتے تھے لفظون سے کام نہین چلتا تھا نہ اشتہارون کو نہ سپریم
گورنمنٹ کے احکام کو نہ جنرل اورڈرون کو کوئی سنتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے وہ کام کیا جو ہو سکتا تھا
اور اسکے نتیجے کا منتظر تھا وہ ایک سمت کے فسادون کی بری خبرون کے آنے سے خائف ہوتا تھا۔
اور دوسری سمت سے امداد اور کمک کی خوشخبریون سے امیدین باندھتا تھا۔ اس فساد کی خبرین روز
مفصل ایسی آتی جاتی نہین جس سے اسکا حال صاف انکو معلوم ہو جاتا تھا اس عرصہ مین انہون نے
اپنے دل مین سوچ لیا کہ اس سے بہتر کوئی محزن تدبیر نہین ہے کہ چند دلیر دلون اور چند عالی دماغون
کی بہادری اور تحمل پر اعتماد کرون۔ لارڈ کیننگ کے دل مین یہہ سخت ملال تھا کہ پریسیڈنسی مین چند
بیہودہ مین افت تھے کہ ایسے کڑے وقت مین اپنا اخلاقی سہارا دینے کہ جسے انکا دل تر و تازہ و شگفتہ
ہوتا اس توقع کا کرنا اسکا حق تھا یہہ ناممکن ہے کہ اسکا یہہ رنج بیان مین آسکے جہان انکو توقع کی امید تھی

وہان ضعف نظر آیا جن آدمیون پر انکو یہہ خیال تھا کہ وہ اور آدمیون کی ہمت افزائی کرین گے اور انکو اپنے استقلال اور ننسار کی بیپچون سہارا دینگے وہ ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے اور اپنے پاس وہراس کی وبا اپنی دوستون مین پھیلاتے ہین اور اپنی مثال سے ان دلون کو سرد کرتے جنکو انہین گرم کرنا چاہیئے تھا ۔ لارڈ کیننگ جن افسرون کی شکایت کرتے تھے انکو وہ خوب جانتے تھے اور یہہ اقرار کرتے تھے کہ اگر ان افسرون کے پہلو مین تلوار ہو تو کافی بہادر ہین وہ اپنے ملک کی بھلائی و فلاح کے لیئے موت کی مقابلہ کو موجود ہین جس مین وہ بہادری کی والاہمتی اور شہیدون کی عالی ہمتی دکھائین مگر جیسے وہ کامون مین مضبوط اور مستحکم ہین ایسی القاآتین پر ضعیف ہین وہ بڑہیون کی پیشین گوئیان اور راز دارانہ و بیباکانہ اپنے تاریک خیالات بیان کرتے پھرتے ہین جنکو پہلے سے انہون نے سوچ لیا ہے اسطرح دارالسلطنت مین انگلش سوسائٹی کے سب طبقات مین وہ خوف اور دہشتین پھیلاتے ہین جنکو علے جاعتین اپنے معتمد اوضاع واطوار سے روک سکتی تھین ۔ لارڈ کیننگ کو اس برائی کا خیال ایسا تھا کہ انہون نے انگلنڈ کے حکام کو لکھا کہ کلکتہ سے جو خانگی خطون مین یہان کے حالات تحریر ہوکر انگلنڈ بھیجے گئے ہین انپر یقین کرنے مین بہت حزم و احتیاط چاہیئے ۔

کلکتہ مین تو اپنے بغل مین شرمناک عیب اپنے بعض اہل وطن مین لارڈ کیننگ نے دیکھے لیکن انہون نے بڑے فخر اور اعتماد کے ساتھ اپنے سے دور فاصلہ پر اپنے ایسے اہل وطن دیکھے کہ وہ انکے ساتھ ایک جان دو قالب تھے انکی کوششون مین سرتاپا معاون تھے بمبئی کے گورنر ایلفنسٹن اور مدراس کے گورنر ہیریسی نے انکی ساری خواہشون کے موافق بغیر اپنی اغراض پردازی کے کام کیا اور سب طرح سے بدل وجان انکی امداد پر آمادہ ہوئے جنکے وہ دل سے احسانمند ہوئے بعض حصون مین تاربرقی شکستہ ہوکر بیکار رہتا لیکن بعض حصون مین وہ کام اچھی طرح کرتا تھا ۔ ۱۸ مئی کو ... کی خبر معلوم ہوئی کہ مدراس فیوزیلیر جہاز مین سوار ہوا انہون نے گورنر کا شکریہ ادا کیا ۲۲ مئی کو معلوم ہوا کہ ایران سے بمبئی مین وہ سپاہ آگئی ہے جو پہلے ایران سے روانہ ہوئی تھی اور جو سٹھوین پلٹن کا ایک بازو دخانی جہاز مین کلکتہ روانہ ہوا ہے غرض آتشی جہاز برقی ڈاک خوب کام کر رہے تھے گورنر جنرل کو اس خیال سے بڑی تسکین اور تشفی ہوتی تھی کہ پنجاب مین سرجان لارنس اور

اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے پر ان دونو صوبون کی طرف لارڈ کیننگ بڑے غور سے
دیکھتے تھے۔ اودھ وہ ملک تھا جسکے باشندے بنگال کی سپاہ کے بڑے حصے مین بھری
ہوئے تھے وہ سب سے پیچھے الحاق کیا گیا تھا وہان انقلاب سلطنت کے سبب سے عداوت
اور کینہ انگریزون کے ساتھ تازہ پیدا ہوا تھا۔ خاندان شاہی ابھی بالکل نیست و نابود نہین
ہوا تھا وہان کی جماعت امرا پر امیری کے جانے کا زخم تازہ لگا تھا وہ اسکے اندمال کے فکر مین
بیٹھی تھی لارڈ کیننگ ان باتون کو پیش نظر رکھتا تھا پنجاب ہی مین بیرونی حملون کا مقابلہ ہوسکتا
تھا اور وہی دہلی کو دوبارہ حاصل کرسکتا تھا اس خیال سے بڑی تسکین و تسلی ہوتی تھی کہ دوست محمد خان
سے مصالحت ہوگئی تھی۔ ملک کے اور حصون مین تو فقط سپاہ کی بغاوت ہی کا ڈر تھا مگر اسکے
سوا اودھ اور پنجاب مین رعایا کی سرکشی کا بھی دھڑکا تھا مگر اس سے بڑی خاطر جمعی تھی کہ پنجاب
مین جان لارنس اور اودھ مین ہنری لارنس چیف کمشنر تھے۔ لارڈ کیننگ خوب جانتے
تھے کہ بیجر کی اس آواز مین کبھی خطا نہین ہوتی کہ مضبوط آدمی جس چیز کو پکڑ کر قبضہ مین کر لیتے
ہین ضعیف آدمی اسکو چھوڑ دیتے ہین۔ ہنری لارنس نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ مجھے اودھ
مین ملیٹری اختیارات زیادہ دیے جائین اسکی منظوری فوراً تار پر ہنری لارنس پاس بھیجی گئی
کہ تمکو ملیٹری اختیارات پورے دیے جاتے ہین اور جس بات کو تم ضروری جانوگے اس مین
گورنر جنرل تمکو سہارا دیگا۔

جان لارنس سے مراسلت کرنی زیادہ آسان نہین تھی وہ کشمیر جانے کے واسطے اسوقت راولپنڈی مین
مقیم تھے۔ اول جان لارنس نے گورنر جنرل سے درخواست کی کہ اجازت ملے کہ مین غیر آئینی سپاہ سکھون
کی بھرتی کرلون ہمارے ... مین سپاہ ایسی تھوڑی ہے کہ وہ بتدریج درماندہ ہوکر تباہ ہوجائیگی۔ ضرورت
کی صورت مین ایک ہزار سوارون کے بھرتی کرنے کی بھی اجازت ملے مین یہہ بھرتی بغیر اشد ضرورت کے
نہین کرونگا۔ اس درخواست کے پہنچنے سے پانچ روز پہلے گورنر جنرل احکام بھیج چکا تھا جنکی سر جان
لارنس نے درخواست کی تھی اور انکو لکھہ دیا تھا کہ جو تجاویز تم پیش کرو وہ منظور کی جائینگی۔

اب گورنر جنرل نے یہہ سوچا کہ یہہ ہنگامہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت ہے یا رعایا اور ملک کی سرکشی
بھی اسکے ساتھ شامل ہے۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ سپاہیون مین تو اب شعور فطری نہین کہ وہ اس

ہنگامہ فساد کے خود مرتکب ہوئے ہون ضرور اسپر انکو باہر کے لوگون نے آمادہ کرایا ہے زمانۂ گذشتہ
مین خطاؤن اور غلطیون کے درخت لگائے گئے ہین جنکے کڑوے پھل چکھنے پڑے ہین غرض
انہون نے اب سپاہ کی بغاوت کی جگہہ ملک کی سرکشی سمجھی انہون نے انگلنڈ مین انڈین منسٹر (وزیر ہند)
کو لکھا کہ ملک مین سرکشی گرم ہو رہی ہے برہمنون نے مذہب کو اور اورون نے پولیٹکل سببون کو
اسکا بہانہ بنایا ہے انہون نے خوب جانچ لیا کہ بغاوت سے چند پہلے سالون مین انڈیا مین انگلش نے
اپنے مضبوط ایمان اور اعتقاد سے یہہ قصد کیا کہ غیر معتدل گرمجوشی سے ہندوستان مین سب
چیزون کو اپنے طریقے اور اوضاع و اطوار اور خیالات مین متماثل بنائین جو نئے آدمی انگریزون کے
متماثل بنے انسے مقابلہ کرنے کو پرانے آدمی کھڑے ہوئے۔ اور انہون نے دیکھا کہ یہہ سارے مقابل
کھڑے ہوئے مگر تمام بدعتین موقوف نہین ہوئین تو اسکے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے۔ انگریزون کی
قومی خصلت اور سیرت کی خودنمائی نے کل انڈین اسپائر مین آگ لگادی لیکن لارڈ کیننگ اسپر
فخر کے ساتھ پورا اعتماد کرتے تھے کہ انگریزون کی خصلت و سیرت مین وہ عظمت و شان ہے
کہ اس نے جو یہہ آگ لگائی ہے اسکو وہ خدا کی عنایت سے پائمال کریگی جو انکے ہم قوم
مایوس ہوتے تھے انکی مایوسی کا رنج انکو ہوتا تھا مگر وہ جانتے تھے کہ جب ان سے کام لیا
جائیگا تو وہ اپنے بہادرانہ کامون سے اپنے ضعیف الفاظ کو جھوٹا کرینگے وہ آیندہ
کے لیئے دیکھتے تھے کہ آگ پھیلتی جاتی ہے اور ہتھیارون کا ملک بڑی خونخواری کے ساتھ
ہماری برخلاف ہو رہا ہے ایک بڑی سپاہ جسنے ہمارے ہی جنگی مدرسون مین تعلیم پائی ہے
اور ہم ہی نے جو سبق اسکو سکھائے ہین وہ انکے موافق ہم سے لڑ رہی ہے۔

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اسکو مولویون اور پنڈتون نے بھڑکا دیا ہے اس ملک کے امرا نے اسکی ہمت افزائی
اور امداد کی ہے ملک کے سارے مخازن اسکے قبضہ مین ہین مگر ان سب چیزون کا مقابلہ
انگلنڈ کی جوانمردی بہت دور فاصلہ پر بیٹھی کر رہی ہے ✤

حصہ پنجم

ممالک شمالی و مغربی کا غدر

باب اول - دہلی کی تاریخ جسقدر کہ سرکار دولتمدار کمپنی کی حکومت سے ایام غدر تک متعلق ہے

لارڈ کیننگ اور دہلی

لارڈ کیننگ نے جو کلکتہ کے غدر کے غمناک حادثے کے لیئے تدابیر کین اسکا مختصر ذکر اوپر ہوا - اب بڑا امر کہ لارڈ کیننگ کے سامنے پیش آیا کہ دہلی سے انگریز نکالے گئے اور کچھہ دنون کے لیئے اس شہر مین جو مسلمانون کا مرکز تھا مغلون کا خاندان شاہی پھر بحال ہوا مدتون سے شہنشاہ دہلی کی اصلی حکومت ان آدمیون پر ذراسی بھی باقی نہین رہی تھی جنپر وہ پہلے حکمرانی کرتا تھا پچاس برس سے دہلی کی لال حویلی کا مالک انگریزون کے تخمینہ مین ایک جھوٹی نقل اور خالی نمائشی سا نک باقی تھا لیکن اس جھوٹی نقل اور خالی نمائشی نمائش اور نام نے اپنا زندہ اثر سلاطین اور رعایا ہند پر کبھی نہین موقوف کیا تھا زمانہ حال تک ہندوستان کے مغل بادشاہون کے نام کے سکے چلتے تھے اور ہندوستان کے سلاطین خواہ وہ مسلمان ہون یا ہندو ہون اپنے جانشینون کے لیئے برائے نام شاہی کے فرمان مانگتے تھے اور انکو سرکار کمپنی کے فرمان سے زیادہ باوقعت و مستحکم جانتے تھے - گو دہلی کے بادشاہ کا افسانہ ہی باقی تھا مگر یہہ افسانہ ؎ عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ ؛ رعایا کے دلون مین اور زبانون پر یہہ افسانہ بڑا معزز و لطیفہ تھا جسکو وہ جپا کرتی تھی ✤

ہم ایک مختصر سی تاریخ دہلی کی لکھتے ہین جس سے ایام غدر مین اس خاندان تیموریہ کی کیفیت معلوم ہوجائے - پوتڑون کا بادشاہ بہادر شاہ شاہ عالم شہنشاہ دہلی کا پوتا تھا شاہ عالم اندھا بیکس اور مصیبت زدہ تھا جسکو انگریزون نے مرہٹون کے پنجہ سے اسوقت چھڑایا تھا کہ انیسوین صدی کے شروع سنہ ۱۸۰۳ع مین لیک صاحب اور ولزلی کے سپاہیون نے مرہٹون کے

زور کو توڑ اتھا اور فرانسیسون کی آرزوؤن کو شکستہ کیا تھا شاہ عالم باوجودیکہ نہایت مصیبت زدگی اور فرومانندگی کی حالت مین تھا لیکن بڑے بڑے عالیشان گورنر جنرل اسکو بڑا طاقتور شہنشاہ سمجھتے تھے اسکی حمایت کرنے کو اپنے حق مین مفید جانتے تھے اور اسکی بیخ کنی کو گناہ سمجھتے تھے - لارڈ ولزلی جو بازی کھیلے اس مین کوئی چال پو بارہ کی ایسی جیرت آمیز اور عظیم الشان نہین چلے جیسے کہ تخت شاہی کے غصب کرنے کی مگر ہندوستان کی آب و ہوا نے انکی صحت خراب کی اور لیڈن ہال سٹریٹ کی گورنمنٹ نے انکو تھکا یا جسکے سبب سے تخت شاہی لینے کی اولوالعزمی کو انہون نے چھوڑ دیا ایک آنچ کی کسر باقی رہی شاید انکو اور انکی کونسل کے ممبرون کو یہہ یقین تھا کہ یہہ زیادہ صحیح پولیسی جسکا آل ہماری عظمت شان پر ہوگا یہی ہے کہ پہلے اس سے بادشاہی کی راہ پہ چلنے کی کوشش کرین اس بادشاہ سے اسکے حامی و محافظ ہونے کا رشتہ پیدا کر کے بتدریج اپنی قوت کو بڑھائین مگر ہر صورت مین وہ اپنے اس خیال سے اس لیئے باز رہے کہ انگلستان مین انپر یہہ شبہہ ہوگا کہ وہ مغلون کے تخت سلطنت پر سرکار کمپنی کو اصلی یا بطور قائمقام کے بٹھانا چاہتے ہین ۲ - جون ۱۸۰۵ء کو انہون نے کورٹ ڈائرکٹرز کی سیکرٹ کمیٹی کو لکھا کہ اس گورنمنٹ کو کبھی یہہ تصور نہین ہوا کہ اس بادشاہ کی محافظت اور حمایت سے یہہ استحقاق حاصل کرے کہ سکے بادشاہی حقوق کو ایک آلہ بنائے جسسے کام اپنا نکالے کہ ہندوستان کی ریاستون اور سرداروں پر استیلا اور استعلا پائے اور بادشاہ کی طرف سے اُن دعوون کا اظہار کیا جائے جو اسکو ہندوستان کے بادشاہ کی حیثیت سے ان اضلاع مین جو مغلون کی کل سلطنت مین ہین حاصل ہین گورنر جنرل مع کونسل نے دہلی کے بادشاہ اور اسکے خاندان کے قائم رکھنے سے اور برٹش گورنمنٹ کی اسکی حمایت کرنے سے جن فوائد کی توقع کی ہے وہ ۱۳ - جولائی ۱۸۰۴ء کے مراسلہ مین اونرایبل کمپنی کو یہہ تحریر ہوئے ہین " فرانسیسون کو جو ہندوستان کے شمال مغربی اضلاع مین قوت و غلبہ حاصل ہوا ہے اسکے پنجہ سے جو شہنشاہ عالم کو چھڑایا ہے اس سے فرانسیسی گورنمنٹ اس زبردست آلہ سے محروم ہوگئی ہے جو وہ ہندوستانی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دشمنانہ ارادون مین کام مین لاتی تھی اور برٹش گورنمنٹ کو یہہ مفید موقع ملا ہے کہ اس کے سبب سے تمام گرد کی ریاستین اس کی مدح سرائی کرتی ہین کہ بوڑھے معزز بدنصیب تیرہ بخت بادشاہ

لئے اور اسکے مصیبت زدہ خاندان کے لیئے ایک مامن ہم نے بنادیا ہے اسکے سبب سے ہمارا اعتماد
بہت بڑھ گیا ہے اور بہت سے ہمارے دوست پیدا ہو گئے ہین اگر بادشاہ شاہ عالم اور اسکا
خاندان مرہٹون یا فرانسیسون کے قوت کے قید مین رہتا خاص کر فرانسیسون کے تو اسکے نام سے
یہہ دونو قومین دعوے اور بہانے ایسے پیش کرتین کہ جنسے برٹش گورنمنٹ کو خرابیان اور قباحتین
پیش آتین وہ سب بادشاہ کے حامی بنے سے جاتی رہین" لارڈ ولزلی کی ذہانت پر اور انکے
تجربہ کار مددگار سر جارج بارلو اور مسٹر ایڈمنسٹن کی ہدایت پر ملامت ہوتی اگر وہ کوئی سکیم ایسی
تجویز کرتے کہ شاہ عالم کی سلطنت ایک چھوٹے پیمانہ پر جاری رہتی یا بحال ہوتی اور وہ بشمندار خالی
تماشگی اور کاٹھ کی پتلی سے زیادہ عظمت رکھتا لیکن اصلی بادشاہ ہونے سے کم ہوتا۔ وہ بادشاہ
تھا مگر بادشاہ نہ تھا وہ کچھ چیز تھا مگر کوئی چیز نہ تھا وہ ایک ہی وقت مین اصلی اور مصنوعی نقل تھا
انگریزون کو اپنی بازی مین یہہ بڑی خاطرجمعی تھی کہ بادشاہ انکے پاس تھا لیکن وہ شش و پنج
اس مین تھے کہ بازی کیونکر کھیلین بیشک لارڈ ولزلی نے گورنمنٹ کو پولیٹکل بات ایسی بنائی بڑی
اینٹیا ہر باطل اور در اصل حق ہوا انہون نے اسکو حالات موجودہ جسقدر بہتر بناسکتے تھے
بنایا جس سے خاندان تیموری سے مصالحت نہین ہوئی بلکہ رعایا کی تالیف قلوب بھی ہوئی جنکے
دلون مین اس مسلمان خاندان کی تعظیم و تکریم جاگزین تھی۔ یہہ فیصلہ کیا گیا کہ ملکی حکومت سے
جو عزت حاصل ہوتی ہے اسکی خاص مقدار بادشاہ کی ذات کے لیئے مقرر کی جائے یعنی خاص
حدود کے اندر اب بھی چشمۂ عدالت وہ سمجھا جائے اور اسکے ہاتھ مین زندگی یا موت کا اختیار
[illegible] نہ کیا جائے اور ان اضلاع کے سوا جو تخت کے لیئے جدا رکھے جائین بادشاہ اور اسکے
کنبہ کو بارہ لاکھ روپیہ سالانہ دیا جائے اسطرح سے وہ شہنشاہ جو دنیا مین سب سے بڑا تھا
تاجرون کی کمپنی کا ایک پنشن خوار ہو گیا اگرچہ اس سے برٹش گورنمنٹ کو بہت سے فائدے حاصل
ہوئے لیکن وہ اندیشون اور خدشون و خوفون سے خالی نہ تھے اس مصیبت نے تنزل کی حالت
مین بھی بادشاہ کا نام قوت کا ایک رکن اعظم تھا بادشاہی چتر سے پہلے لباس مین بھی اپنا رکن اعظم
ادب اور احترام جما اسکے دلون مین رکھتے تھے لارڈ ولزلی نے خوب سوچ لیا تھا اگر یہہ آبائی سلطنت
اسطرح دوامی رہیگی اور بادشاہ شاہجہان آباد کے قلعہ مین رہیگا اور اسکی مصاحب جو اس کی

شاہی مین بھی ایسے شہر مین اسکے ساتھ رہین گے کہ جنکی مسلمانون کی آبادی انکے ساتھ جان نثاری
و وفاداری کریگی تو ایک دن ایسا آئیگا کہ اس غارت شدہ سلطنت کو شاہ عالم کے جانشینون
مین سے کوئی شخص دوبارہ بحال کریگا جسکے سبب سے ہم کو بڑی گزند پہنچیگی یہہ تجویز پیش ہوئی کہ
بادشاہی خاندان مونگیر مین مقیم ہو۔ لیکن بادشاہ اس انتقال مکانی کے خیال سے لرزان ہوا
اور یہہ لرزہ اسکے خاندان و ملتزمین کے عورت مرد بچے سے بوڑھے تک چڑھا اسواسطے
لارڈ ولزلی نے اس خیال سے کہ بادشاہ کو اس مصیبت مین اور زیادہ ملال نہ دیا جائے مرے پہ
سو درہ نہ ہون دہلی ہی مین اسکو قلعہ کے اندر بالفعل رہنے دیا آئندہ کسی زمانہ مین انتقال مکانی
موقوف رکھا جس مین یہہ دل شکن ظلم نہین ہونگے کہ وہ شاہزادے جو بادشاہی حالت مین
پیدا ہوئے ہین اپنے گہر سے نکالے جانے سے اپنی اصلی بادشاہی کو یاد کرکے خستہ جگر ہون۔
سنہ ۱۸۰۶ع مین شاہ عالم مرگیا اور اکبر شاہ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ وقت ایسا تھا کہ قدیمی انگریز
ہندوستانی دربارون کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے تھے سیٹن صاحب دہلی کے رزیڈنٹ تھے
وہ خاندان شاہی کی تعظیم و تکریم پہ مرتے تھے بادشاہ کے آگے تسلیم و کورنش و مجرا بجالاتے
تھے۔ نوجوان چارلس مٹکف صاحب سیٹن صاحب کے نائب مقرر ہوئے اگرچہ وہ ابھی حالت
طفلی سے نکلے تھے مگر انہون نے دیکھ لیا کہ بادشاہ کے احترام کو جو گورنمنٹ نہین گھٹاتی وہ آئندہ
کے لیئے اپنے حق مین کانٹے بوتی ہے انہون نے لکھا کہ مین اس پالیسی کے ساتھ موافقت
نہین کرتا جو سیٹن صاحب نے خاندان شاہی کے ساتھ اختیار کر رکھی ہے جو شخص برٹش
گورنمنٹ کی طرف سے دہلی مین حکمرانی کے لیئے مقرر ہو وہ بادشاہ کی تعظیم اسطرح کرے کہ جو بادشاہی
قوت کو جگائے جسکا ہمیشہ کے لیئے سونا چاہیے چونکہ ہمارا مقصود یہہ نہین ہے کہ بادشاہ کو بادشاہی
کے اختیار و اقتدار حاصل ہون اسلیئے ہم کو ایسی حرکتین نہین کرنی چاہئین جس سے اسکے دل مین اپنی
بادشاہی کے حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو اسکا ادب اسکی شان کے موافق کرنا چاہیئے اسکو خوش و
خرم آسائش و آرام سے رکھنا چاہیئے اگر ہم نہین چاہتے کہ اسکی حکومت کو پھر دوبارہ قایم کرین
تو ہم کو چاہیئے کہ بادشاہی کا خیال اسکے خواب مین بھی نہ آنے دین" پھر چند سال گذرنے کے بعد خود
دہلی کے رزیڈنٹ مٹکف صاحب مقرر ہو گئے کل معاملات کی عنان انکے اختیار مین آئی جنہین انہون نے

اپنی نوجوانی کی رالیون کو خوب قائم کر کے چلایا اب انکے سامنے وہ باتین پیش ہوئین جو عقل اور انسانیت کے لیئے نازیبا تھین لیکن نہ رسیدینسی نہ وہ نہ انکے جانشین سوا اسکے کچھ کر سکتے تھے کہ ایک تدبیر کے بعد دوسری تدبیر کی سفارش کرتے جو بتدریج ان برائیون کو کم کرتین کہ انکے سامنے داخل ہوتی تھین +

زمانہ گذرا انڈیا مین بڑے بڑے ملک انگلش کے قبضے مین آگئے کہ انکو کسی بیرونی حملے کا خوف نہ رہا انکو قوت ایسی حاصل ہوگئی کہ ہندوستان مین خواہ کیسے ہی خوف و خطر پیدا ہون انکو وہ خاک مین ملا سکتے تھے تو انہون نے بہادرانہ قدم مستحکم آگے بڑھانے شروع کیئے وہ کبھی سلطنت کے حاصل کرنے کے خیال سے باز نہین رہے ابتدا رصاہی مین جو بات مفرت ناک زعم مین معلوم ہوتی تھی اب وہ انکے جاہ و منصب کے لیئے ناگزیر ہو گئی - لارڈ ولزلی نے جو بڑی بازی کھیلی تھی وہ انکے زمانہ مین پوری نہ ہوئی تھی دس برس بعد لارڈ ہیسٹنگز نے انکے انتظام کے نتائج دیکھی جنکا فیصلہ کچھ نہ ہوا تھا انہون نے یہہ مستقل ارادہ کیا کہ برٹش گورنمنٹ کے والا اقتدار ہونے کا اعلان کرین کہ وہ ہندوستان کے کل والیان ملک پر استیلا و استعلا رکھتی ہے زمانہ بدلتا گیا اسکی ساتھہ انگریزون کے خیالات بدلتے گئے - کمپنی اس بات کو بالکل بھولی نہ تھی کہ اسکی بنیاد خالص تجارت پر مبنی ہوئی تھی لیکن یوروپ مین جو انگریزون کو فتوح حاصل ہوئین جس سے انکو یقین ہوا کہ ہم بڑی ملٹری قوم ہین گو لیڈن ہال سٹریٹ کے ڈائرکٹر اپنے پرانے مقولات مین پیچھے رہے وہ مشرق مین اپنے کل پولٹکل اور ملٹری منصوبون کے برخلاف رہے لیکن اہل انگلنڈ اس بہادرانہ پولیسی کے مداح رہے جس مین صرف کامیابی ہی ہو - اس وقت سے انگلنڈ تمام سلاطین ہند کا سرپنچ ہو گیا پھر اسکا اپنے والا اقتدار اور سب سے برتر ہونے کے اعلان مین کچھہ تامل نہ ہوا - اس اعلان مین یہہ بھی ضرور تھا کہ دہلی کی سلطنت کا قصہ چکا یا جائے مشرق مین اب ایمپائر (سلطنت) کا لفظ صرف برٹش حکمرانی کے ساتھہ مخصوص ہو گیا اور دہلی کی بادشاہی کا برائے نام قائم رکھنا جو پہلے انگریزون کے لیئے مفید تھا اب وہ انکو گران خاطر معلوم ہونے لگا حتی الامکان جلد اسکے دور کرنے کی تدبیرین ہونے لگین یہہ بیان بھی کرنا چاہیئے کہ تیس برس کے عرصہ مین بادشاہی کے آفتاب کی روشنی تھوڑی تھوڑی کم ہوتی چلی گئی ایک گورنر جنرل کے بعد دوسرا گورنر جنرل گیا وہ

فعل بادشاہ کے گھمنڈ کو ڈھاتا گیا اور خاندان تیمور کی تعظیم و تکریم کے مراسم کو گھٹاتا گیا یہہ تمام باتین اہل قلعہ کے دلون مین کانٹون کی طرح چبھتی تھین لیکن وہ برٹش گورنمنٹ کی علو مرتبت اور والا اقتدار ہونے کے لیئے لازمی تھین۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ ایک شخص بھی ایسا ہو جسکی رے مستند و معتبر اچھی طرح سمجھی جائے اور وہ اس بادشاہی کے گھٹانے کی دانائی مین شبہ کرتا ہو۔ انسانیت کا اقتضا تھا کہ دہلی کی ہوا جو پوشیدہ بادشاہی کی بڑی بڑی برائیون سے غلیظ ہو رہی تھی وہ زیادہ پاک صاف کی جائے قلعہ جو بجائے خود شہر تھا وہ سب قسم کی برائیون کا گھر تھا جس مین عورت مرد ایسی بدکاریان کرتے تھے کہ وہ اپنے لیئے اور اورون کے لیئے خدا کی طرف سے لعنت کا مستحق کرتے تھے مشرق مین جتنی برائیان ہین وہ سب اس قلعہ مین موجود تھین جنکا حساب سوا خدا تعالے کے کوئی اور نہین کر سکتا شہر کے مقدس و متبرک آدمی کہا کرتے تھے کہ اگر کسی مکان مین قلعہ کی اینٹ بھی لگ جائے تو اس مین رہنا حرام ہے اس خاندان کے لغو و بیہودہ حرکات نے انگریزون کی نگاہ مین اسکی کوئی اپنی وقعت اور عزت باقی نہین رکھی تھی۔

۲۸ ستمبر کی شام کو اکبر شاہ بیاسی برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہوا اس نے اول یہہ کوشش کی کہ مرزا جہانگیر کو اپنا ولیعہد بنائے جنہون نے سیٹن صاحب رزیڈنٹ پر گولی چلائی اور انکو لوٹا وہ تو دہلی سے الہ آباد مین جلا وطن ہوئے پھر بادشاہ نے مرزا نیلی کے لیئے کوشش کی اس مین بھی ناکامی ہوئی شہزادہ ابوظفر (تاریخی نام ہے جسکے عدد ۱۲۰۸ ہین) تخت نشین ہوا اور ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خطاب ہوا۔ اسوقت اسکی عمر ساٹھ سال کی تھی عیش و عشرت مین بسر ہوئی تھی۔ وہ مسکین مزاج نہایت کاہل تھا شاعری کا بڑا شائق تھا خود بڑا شاعر تھا اس مین کسی قسم کی سازش کرنے کی لیاقت قدرت ہی نے نہین دی تھی مگر ہان وہ حریص و زر پرست تھا کہ ابھی تخت پر بیٹھا ہی تھا کہ اس فکر مین ہوا کہ انگریزون سے اپنا وہ وظیفہ بڑھوائے جسکا وعدہ ایک قسم کا اکبر شاہ سے ہوا تھا۔

اسوقت سر چارلس مٹکف لفٹنٹ گورنر تھے انہون نے اس اضافہ کی سفارش نہین کی وہ یہہ جانتے تھے کہ اس اضافہ کا کرنا سرکاری روپیہ کا برباد کرنا ہے ایسا ہی لارڈ آک لینڈ گورنر جنرل نے اسکو جانا انہون نے کہا کہ اگرچہ اسکا اقرار کیا گیا ہے جسکا پورا ہونا چاہیئے مگر

اسکے ساتھ پہلے یہہ شرائط بھی پوری ہونی چاہئین کہ وہ اپنے تمام دعوون سے جو برٹش گورنمنٹ پر ہین ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو لیکن بہادر شاہ نے وہ کام کیا جو اسکے باپ نے کیا تھا کہ شرائط مذکورہ کے قبول کرنے سے انکار کیا اور یہہ سمجھا کہ انگلنڈ مین اپیل کرنے مین مطلب برآری ہو جائیگی اکبر شاہ نے رام موہن راے کو راجہ کا خطاب دیا اور اپنا سفیر بناکے انگلنڈ بھیجا۔ راجہ صاحب کی انگلش سوسائٹی مین انکے علم اور لیاقت کی بڑی قدر شناسی ہوئی کہ وہ ہندوؤن کو روشن ضمیر بنانا چاہتا ہے مگر اسکی سفارت کی رتی برابر بھی قدر و حرمت نہین ہوئی۔ وہ اپنے کام مین بے نیل مرام رہا +

مگر بہادر شاہ کو اس طرح اپنے مقصد حاصل کرنے کا خیال چلا جاتا تھا اسنے جارج طامس کی تحریر و تقریر کی بڑی تعریف سنکر بلایا اور اپنا ملازم کیا اسکے سامنے بہت سے قباحتین بیان کین کہ وہ انکی اصلاح کرائے۔ لارڈ ایلن برا نے پادشاہ کی نذر بند کردی جو رزیڈنٹ کی معرفت عیدین و نوروز اور پادشاہ کی سالگرہ کے دن گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کی طرف سے بادشاہ کے روبرو پیش کی جاتی تھین ۱۸۳۳ء مین بہادر شاہ کو بھی کمانڈر انچیف نے نذر پیش کی تھی ان نذرون کے موقوف ہونے سے بادشاہ کو ہمیشہ انگریزون سے کینہ و ملال رہا متعلقین قلعہ کو بھی اپنی بادشاہی کی یہہ ثابت ہوا کہ برٹش گورنمنٹ اب خاندان تیموریہ کی بادشاہی کو کسی طرح سے نہین مانتی اس نذر کے نقصان کا معاوضہ پادشاہ کو دیا گیا۔ کمپنی نے خاندان شاہی کے وظیفہ کے اضافہ سے بھی انکار کیا جب تک کہ وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور نہ کرے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی مورخہ ۱۱۔ فروری سنہ ۱۸۴۷ء آئی "کہ یہہ ناممکن ہے کہ ہم اس شرط سے ہٹین کہ آیندہ تمام دعوون سے بادشاہ ضابطہ کے طور پر دست بردار ہو" اس فیصلہ کو مسٹر جارج طامس بھی راجہ رام موہن راے کی طرح منسوخ نہین کراسکے۔ یہی وجہ بھی تھی کہ وظیفہ شاہی کا اضافہ ہونا۔ ایک لاکھ روپیہ اس کثیر العیال بادشاہ کی خوش گزرانی کے لیئے کافی تھا۔ اضافہ کرنا روپیہ کا رائگان کرنا تھا اس لاکھ روپیہ مہینہ کے سوا بہادر شاہ کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی علاقہ کوٹ قاسم کی اور شہر مین نزول شاہی کے کرایہ کی اور تھی۔ اس ایک لاکھ روپیہ ماہانہ مین سے ایک ہزار روپیہ ماہوار لکھنؤ مین بادشاہ کے بھتیجون کی تنخواہ کا جاتا تھا +

اگرچہ بادشاہ کو برٹش گورنمنٹ سے کوئی شکایت نہین تھی وہ اپنی آمدنی پر قانع تھا عیش و آرام سے
زندگی بسر کرتا تھا لیکن اسکے زمانہ مین ایسی سازشین ہوتی تھین کہ جنکا مقابلہ کوئی مشرقی بادشاہ
نہین کرسکتا تھا حکم زوجہ بہ از حکم خدا - بہادر شاہ نے ایک نوجوان امیرزادی زینت محل سے شادی
کی تھی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اسکا نام جوان بخت تھا - زینت محل بادشاہ پر بالکل مسلط تھی
وہ یہہ چاہتی تھی کہ میرا بیٹا بادشاہ کے بعد بادشاہ ہو بڑھاپے کی اولاد کو آدمی بہت چاہا
کرتا ہے - بادشاہ بھی جوان بخت کو بہت چاہتا تھا اسکی بھی آرزو تھی کہ وہ اسکے بعد تخت نشین ہو
محل کے اندر زینت محل ایسی سازشین کرتی تھی کہ بادشاہ کا ولیعہد میرے بیٹے کے سوا
کوئی اور بادشاہ کا بیٹا نہ ہو -

سنہ ۱۸۴۹ء مین ولیعہد دارا بخت نے انتقال کیا اسوقت بہادر شاہ کی عمر ستر برس سے کچھہ زیادہ
تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اب عمر طبعی ختم ہونے کو ہے - بہادر شاہ کے بعد جانشین بنانے مین گورنمنٹ
متفکر ہوئی - لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اس بادشاہی کی جھوٹی دکھاوٹ بھی باقی
رہے - پہلے اسکے جو گورنر جنرل تھے وہ اس قدیمی خاندان کی باتون پر نہایت رحم دلی سے غور
ہوتے تھے کہ وہ اتنی مدت دراز تک اپنی حالت پر قائم رہی جو عقل اور راستی کے برخلاف تھی
بہادر شاہ کی موت کے بعد دہلی کے بادشاہ کی بادشاہی ہٹانے کا برٹش گورنمنٹ پر تقاضا
ہوا پہلی اگست سنہ ۱۸۴۹ء کو کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے حکم کے موافق گورنر جنرل نے اپنے ایجنٹ
دہلی کو یہہ ہدایتین کین کہ جب دہلی کا بادشاہ مرجائے تو اسکے جانشین بنانے کے باب
مین ہر معاملہ کی خاص منظوری گورنر جنرل سے لینی چاہیئے اگرچہ ان ہدایتون مین بادشاہ کے
لقب کی موقوفی کی نسبت خیال ظاہر کیا گیا ہے لیکن ہم اسکی موقوفی کا حکم جب تک نہین دے سکتے
کہ اس باب مین زیادہ اور مفصل حال تم سے نہ ملے اور جن باتون کی تم سفارش کرو اسکے متعلق اور
وجوہ پر ہم فرصت مین غور نہ کرین -

جب ولیعہد مرزا دارا بخت کا انتقال ہوا تو گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی کو موقع ہاتھ لگا کہ اس
جانشینی کے باب مین فیصلہ کرین مرزا فخر الدین فتح الملک وارث شرعی بادشاہ کی جانشینی کے لیئے
تھا اسکی عمر تیس سال کی تھی وہ انگریزون کی سوسائٹی کو پسند کرتا تھا گورنر جنرل نے دیکھا

کہ اس شہزادہ کی خصائل اور حالتین اسکے منصب کے لیئے ایسی ہین جنکے سبب سے جو تبدیلیان وہ کرنی چاہتے ہین انکو وہ دانشمندانہ سرانجام کردیگا۔

گورنمنٹ کا یہہ فرض ظاہر تھا کہ وہ ایسی حالتون کو دوامی نہ بنائے جنکی بدنمائی پر صرف حکایات سالفہ ملمع کرتی ہون لیکن جس کام کا کرنا ضروری تھا اس کے لیئے دفعتہً تشدد نہین ہوسکتا تھا اسکے واسطے موقع اور وقت درکار تھا۔ لارڈ ڈلہوزی جانتے تھے کہ وقت وموقع کچھ دور نہین ہے اسکا انتظار صبر سے کرتے رہے اب وہ آگیا۔ وارالبخت ایسا شاہزادہ تھا جسکی عمر دہلی کی بادشاہی کی امیدمین بسر ہوئی تھی اسکو اپنی ساری عمر کی امیدمین مایوسی کرنی بڑی سنگدلی تھی گو عہدشکنی نہ تھی۔ مرزا فخرالدین فتح الملک ایک پنشنخوار تھا اسکو وہ وقت یاد نہ تھا کہ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا اور وہ ہندوستان مین بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا اسلیئے یہہ ناانصافی نہ تھی کہ وہ اپنے خاندان کا سردار اُن شرائط کے ساتھہ بنایا جائے جو غیر اُن شرائط سے ہون جو اسکے باپ کے بادشاہ ہونے کی صورت مین مانی گئی تھین۔ گورنر جنرل کی راے مین یہہ صحیح پولیسی تھی کہ وہ حقوق اور فوائد جنہون نے بادشاہی کی اس بے اصل جھوٹی نقل کو زندہ کر رکھا تھا موقوف ہوجائین۔ اسنے جو قباحتین دور ہوتین وہ بہت سی تھین مگر انہین بہت جلکتی ہوئی یہہ تھین۔ اول دوام کے لیئے بادشاہ کا لقب رہنا بڑا ناسور تھا۔ گورنر جنرل نے اسکی مقدار کا صحیح تخمینہ کیا۔ انہون نے لکھا کہ ہندوستان کے سلاطین اور رعایا کے دلون مین خواہ بادشاہ کی نسبت کیسے ہی خیالات ہون مگر اب وہ بادشاہ کی کسی حالت کی پروا نہین کرتے۔ بے شک برٹش گورنمنٹ ہندوستان مین سب سے زیادہ اعلے وبرتر والاقتدار بادشاہ ہوگئی ہے اب اسکی ضرورت نہین رہی کہ کوئی رقیب اسکا نام عین وہ بادشاہ ہو جسکے باپ دادا ایسے والاقتدار ہون جیسے کہ اب ہم ہین مین اسے مانتا ہون کہ اسکے ہونے سے کوئی اصلی خوف ہمارے لئے نہین ہے مگر اسکی سازشین جو اکثر ہوتی رہتی ہین وہ ہمکو تکلیف دیتی ہین مگر لارڈ ڈلہوزی یہہ نہین سمجھے کہ گو زمانہ نے اس خاندان کے ادب واحترام کو ضعیف کردیا ہے مگر ابھی اسکو یقینی بالکل مٹا یا نہین اسکو اگر موقع مل گیا تو وہ برٹش گورنمنٹ کو فقط حیران وپریشان ہی نہین کریگا بلکہ اس مین اب تک اتنا دم چلا جاتا ہے

کر وہ اسکو چوکھون مین ڈال دیگا۔ دوسری قباحت یہہ تھی کہ بادشاہ قلعہ مین رہتے قلعہ شہر مین تھا اور شہر مین ایک بڑا میگزین تھا سر چارلس نیپیر نے لاہور سے ۱۵-دسمبر ۱۸۴۹ء کو اس میگزین پر یہہ اعتراضات لکھے تھے۔ قلعہ شہر کے نہایت آباد حصے مین واقع ہے اسکے اڑنے مین بڑے ہولناک خوف ہین اول جانون کا بڑا نقصان ہوگا دوم قلعہ بالکل برباد ہو جائیگا سوم گورنمنٹ کے مال کا بڑا نقصان ہوگا۔ چہارم اسکی محافظت اچھی طرح نہین ہوتی صرف پچاس تلنگے اسپر پہرہ دیتے ہین اسکے دروازے ایسے کمزور ہین کہ کوئی سرکش گروہ انکو توڑکر اندر داخل ہو سکتا ہے اسواسطے مین چاہتا ہون کہ باروت کا میگزین کسی سلامتی کی جگہہ مین بنایا جائے تین چار میل پر ایک مضبوط پرانا قلعہ ہے مگر اسکی مرمت کے لیئے لاکھون روپے چاہئین جب وہ کام کا ہو اس لیئے مین چاہتا ہون کہ وہ شہر کے قریب اور جگہہ بنایا جائے ایسی رپورٹون سے لارڈ ڈلہوزی کو یہہ خیال ہوا کہ قلعہ سے باہر قطب مین بادشاہ آباد ہو اور قلعہ مین یہہ میگزین چلا جائے۔

بے شک یہہ ایک دانائی کی بات تھی کہ بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہی خاندان قلعہ سے باہر چلا جائے سلاطین کے سب حقوق موقوف ہو جائین یہہ کام کچھ مشکل نہ تھا لارڈ ڈلہوزی اس کام کو بغیر تاخیر کے کرنا چاہتے تھے انکے نزدیک بادشاہ کے مرنے کے انتظار کے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہ تھی غالبًا بادشاہ کو اگر کافی ترغیب دی جائیگی تو وہ قلعہ خالی کر دیگا وہ یہہ سمجھتے تھے کہ قطب ایسا مقدس مقام ہے جہان ایک بلی اسپادشاہ کے باپ دادا کی قبرین ہین بہادر شاہ اور اسکے خاندان کے آدمی آباد ہونے مین کوئی اعتراض نہین کریگا اور اگر اعتراض کرین گے تو اس بات پر غور کی جائیگی کہ آیا اپنر دباؤ زیادہ نہ ڈالا جائے یا یہہ تدبیر آخر کو کی جاوے کہ اگر وہ قطب مین جاکر نہ آباد ہون تو انکا وظیفہ بند کر دیا جائے ٭

ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز مین لارڈ ڈلہوزی نے اپنے خیالات مذکور ظاہر کیئے تو اس باب مین لیڈن ہال۔ سٹریٹ مین نہایت دلچسپی کے ساتھ مباحثہ کیا گیا۔ انہون نے کہا کہ یہہ سوال کمپنی کے اعلے و برتر حکومت ہونے کا نہین ہے اس مین کسی کو مناقشہ نہین ہے کہ سرکار والا اقتدار کمپنی کی حکومت اعلے و برتر ہے۔ دہلی کی بادشاہی

فقط ایک لقب ہے جو بالکل ہماری مضرت رسانی کی ذرا سی قوت نہین رکھتا لیکن اسکا ادب
مسلمان کرتے ہین کیونکہ انکے بادشاہ کا ایک قدیمی نام باقی رہے مسلمان برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
اپنے دل مین نیک خیالات اس سبب سے رکھتے ہین کہ وہ اس قدیمی خاندان کی عزت کرتی
ہے یہہ بیان کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے تمام سلاطین اور رعایا کو بادشاہ کی کچھہ
پروا نہین ہے لیکن کورٹ اسکو ممکن نہین سمجھتا کہ کوئی رعیت اس خاندان کی پہلی عظمت و شان
کی یاد سے بے پروا ہوئی ہو یہ مورخی ادب و تعظیم جسکے ساتھہ وہ یاد ہوتی ہے بالکل اس امید سے
مختلف ہوتی ہے کہ اسکو از سر نو تازہ کرے اس طرح مسلمانون کی دل آزاری کرنا پولیٹک کے
خلاف ہے مقابلہ کی بھی مایوسی سے معاً یہہ ظاہر نہین ہوتا بلکہ مخفی رہتا ہے کہ جب اسکے ساتھ
پبلک خوف شامل ہونگے تو وہ اپنا عمل کرینگے" بالفعل گورنمنٹ کی کونسل انڈیا مین لارڈ
ڈیل ہوزی کی بلند دماغی نے اپنا بڑا اثر کرنا شروع کیا تھا کونسل کے ایک یا دو بڑے اعلے
درجے کے عاقل خوش فہم ممبر تھے جو لارڈ ڈیل ہوزی کی ہر بات کو بغیر کسی چون و چرا کے
یقین کر لیتے تھے اور جو کام وہ کرتے تھے اسکی تائید و حمایت بڑے استقلال سے کرتے
تھے کورٹ کے ممبرون کا ایک اور حصہ ایسا بھی تھا کہ وہ لارڈ ڈیل ہوزی پر کوئی خاص
اعتقاد نہین رکھتا تھا مگر حسب ضابطہ ایک نظام کے موافق کام کرتا تھا جس کے سبب سے
وہ بڑے بڑے مشکل کامون کو آسانی سے سرانجام دیتا تھا ایک اور تیسرا فریق زبردست تھا
وہ عقل ہی مین زبردست نہ تھا بلکہ اس سے زیادہ دیانت مندی و نیک دلی مین زور آور تھا
اسنے گورنر جنرل کی درخواستون کو نامنظور کر دیا اس مباحثہ کا مآل کار یہہ تھا کہ کثرت رائے
سے اسپر اتفاق ہوا کہ گورنر جنرل نے جو درخواستین بھیجی ہین انکی نفی مین ہدایتین بھیجی جائین
لیکن جب اسکا مسودہ لیڈن ہال سٹریٹ سے کینن رو مین آیا تو اسے بورڈ کنٹرول نے
قطعی اس سے مخالفت کی اس وقت سر ہوب ہوس اسکے پریسیڈنٹ تھے اس پر مباحثہ
ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے شاہ عالم سے یہہ معاہدہ نہین کیا کہ اسکے جانشینون کو بھی حقوق
عطا کریگی جو خود اسکو دیئے گئے ہین اور کورٹ نے یہہ نہین ثابت کیا ہے کہ گورنر جنرل
نے جن درخواستون کو پیش کیا ہے وہ انصاف کے یا پولیٹک کے برخلاف ہین لیکن پبلک

کورٹ اور بورڈ کے درمیان تیز و تند مخالفت ہوئی کورٹ نے بورڈ کی باتون کو یون مسترد کیا
کہ یہہ درخواستین فقط تنہا گورنر جنرل کی ہین انکی منظوری اسنے اپنی کونسل کی اتفاق رائے
سے نہین حاصل کی اور جو تجویزین اسنے کی ہین وہ دانشمندانہ اور منصفانہ نہین ہین اور وہ
ہندوستان مین مسلمانون کی سخت دل آزاری کرینگین۔ کورٹ اس حکم کے دینے پر
تیار تھا کہ قلعہ کے خالی کرانے مین ترغیبون کے وسائل کام مین لائے جائین لیکن وہ
قلعہ کے زبردستی خالی کرانے پر سخت معترض ہوئے بورڈ نے کورٹ کو یہہ جواب دیا کہ
یہہ مقدمہ ایسی ضرورت نہین رکھتا تھا کہ گورنر جنرل اپنی کونسل کے ممبرون کی منظوری حاصل کرتا
اگر ممبرون کو اس تجویز کے نتائج سے کوئی خوف ہوتا تو وہ کورٹ کو اپنے خوفون سے اطلاع
دیتے اگرچہ یہہ خوف کرنا انکا غلط ہوتا کسی قسم کا یہہ اقرار نہین کیا گیا کہ لارڈ ولزلی نے جو
استحقاق شاہ عالم کو عطا کیئے تھے وہ اسکے جانشینون کو بھی دیئے جائینگے یہہ معاملہ
صرف پولیسی سے متعلق تھا اسکا اثر جو مسلمانون پر ہوگا اسکا انصاف ہندوستان کے
حاکم بہ نسبت انگلنڈ کے کورٹ اوف ڈائرکٹرز کے بہتر کرسکتے ہین۔ لیکن جب انڈین منسٹر نے یہہ کہا
کہ برٹش ایمپائر کو خاندان تیمور کے سرپرست سے بے انتہا تھوڑا خوف ہے لیکن
اگر کوئی مسلمان کبھی یہہ خیال کریگا کہ وہ عیسائیون کی برتری پر حملہ کرنے کے لیئے اپنے ایمان کی
جوش کو مسلمانون کے دلون مین پیدا کرکے پھر انکو فراہم کرے تو یقینی اسکو یہہ سوجھیگی کہ دہلی مین
جو بالفعل بادشاہ بنا بنایا موجود ہے اور شاہانہ قلعہ اسکے پاس ہے تو وہ اسکے ہاتھ مین کار گر آلہ
بہ نسبت اس شہزادہ کے ہوگا جسکو لارڈ ڈلہوزی بادشاہ سے پست حالت مین رکھنا
چاہتا ہے" بورڈ نے بجا دانشمندانہ رائے دی جب یہہ چٹھی کورٹ کے پاس پہنچی تو اُس نے
کہا کہ ہم اس معاملہ کو ایسا اہم و عظیم الشان جانتے ہین کہ بورڈ مین پھر اسکے اپیل کرنے سے
اپنے تئین نہین روک سکتے کورٹ نے ان دو باتون کی نسبت مباحثہ کیا اول لارڈ ولزلی کی
نقل سے جو دہلی کے خاندان شاہی کی نسبت استدلال کیا تھا اور یہہ گفتگو کی کہ اس سے
مسلمانون کے دلون مین کیا اثر پیدا ہوگا اگر مسلمانون کی آبادی نے اپنی تدابیر چلا کر برٹش
گورنمنٹ کی بدخواہی کی تو اسکے اثر کی مقدار کا بتلانا ایک رائے کی بات ہے جسکے وثوق

اور اعتماد کے ساتھ بتلانے کے وسائل موجود نہین ہین ممکن ہے کہ کورٹ جس قباحت کے پیدا ہونے کا جسقدر خوف کرتا ہے اس سے وہ بہت کم وقوع مین آئے اور یہہ بھی ممکن ہے کہ اسکی نسبت جو وہ پہلے سے قباحت بتلائے اُس سے زیادہ ظہور مین آئے" کورٹ نے یہہ اور اضافہ کیا" کورٹ اس بات کو بغیر سنجیدہ سراسیمگی کے نہین خیال کرسکتا کہ جو نتائج اس کام سے پیدا ہونگے وہ سارے ہندوستان پر اپنا اثر کرینگے اور اسکے سبب سے جو گورنمنٹ کی بے اعتباری ہوگی وہ برسون مین اسکی مخالف پولیسی کے اختیار کرنے سے بھی دور نہین ہوگی۔ بورڈ نے اس مقدمہ کو پھر غور سے دیکھا اور اپنی پہلی راے پر جارہا اس نے اختلاف راے پر افسوس کیا مگر قانون کے موافق جو اسکو اختیارات حاصل تھے اسکے موافق ایک مراسلہ مین اپنا فیصلہ لکھ بھیجا۔

دلائل کا مقابلہ

اگر بورڈ و کورٹ کی دلائل پر غور کی جائے تو معلوم ہوگا کہ دونو حق پر تھے اور دونو خطا پر تھے۔ وہ جن باتون کا اظہار کرتے تھے انہین حق پر تھے اور جن باتون سے انکار کرتے تھے ان مین خطا پر تھے حقیقت مین یہہ جھگڑا گورنمنٹ کمپنی اور بادشاہی کی بڑی تھی جسکا ہر ایک آدھا حصہ غلطی کرتا تھا کہ ایک آدھا حصہ ان خوفون کے ماننے سے انکار کرتا تھا جنکو دوسرا آدھا حصہ اظہار کرتا تھا۔ طرفین کے صرف خیالات ہی دوڑتے تھے جنکے امتحان کا معیار زمانہ آیندہ تھا معلوم نہین ہوتا تھا کہ کورٹ یا بورڈ کی رائون مین سے کس کی راے کی ثباقت کو زمانہ ظاہر کریگا اگر بہادر شاہ کے قلعہ سے خارج کرنے مین کوئی ہنگامہ برپا نہ ہوتا تو بورڈ کی راے درست ہوتی اور اگر کوئی فساد کھڑا ہوتا تو کورٹ کی راے درست ہوتی۔

سنہ ۱۸۵۰ء [illegible]

سنہ ۱۸۵۰ع کے موسم بہار مین لارڈ ڈلہوزی پاس مراسلہ آیا جس مین اس باب مین ہدایتین لکھی ہوئی تھین بعض ممبرون نے لارڈ ڈلہوزی کی درخواستون کے برخلاف اپنی راے کو بڑے زور سے ظاہر کیا تھا مسٹر ٹکر صاحب نے جنکی عمر اسی برس کی تھی انہون نے راے دی" مین اس بات کو ایک لمحہ کے لیے بھی یقین نہین کرتا کہ خاندان شاہی ترغیب دینے سے قلعہ کو خود خالی کردیگا۔ ہندوستان کے آدمیون کا خواہ وہ کیسے ہی غریب و مفلس ہون باپ دادا کے سکونت کے مکان سے بڑی محبت رکھنا مشہور ہے ان سب لوگ خوب جانتے ہین جو

ہندوستانیون کی باتون کو کچھ بھی سمجھتے ہین اور قلعہ کی صورت کی تو خاص حالتین ہین قلعہ سے اس خستہ حال خاندان شاہی کو الفت ہے وہ انکی گذشتہ شان وشکوہ کی نشانی ہے یہہ مطلب کہ قلعہ کو خاندان شاہی خالی کردے کیا تو جنگی زور سے یا دھمکیون سے حاصل ہوسکتا ہے جس مین گورنمنٹ کی ہتک ہوگی اور اس سے برٹش گورنمنٹ سے کینہ و نفرت پیدا ہوگی ؂؂ انہون نے کہا کہ مین لارڈ ڈلہوزی کی ذہانت و فطانت اور پبلک سپرٹ کا اعلے درجہ کا ادب کرتا ہون لیکن مجھے یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ جس شخص کو ہندوستانیون کے حال پر علم ترجمانون کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو وہ انکی سیرت و خصلت و عادت خو بو انکی باتون اور تعصبات پر اچھی طرح علم نہین حاصل کرسکتا حقیقت مین کوئی دلیل اسکی نہین ہے کہ دہلی ایک ملٹری مقام بے عظمت ہو خاص کر ایسے وقت مین کہ ہم نے دریاے سندھ سے پرے اپنی قلمرو کو بڑہا لیا ہو یہہ قلعہ کوئی بڑی حصانت نہین رکھتا اسکو تو بہت دفعہ اناڑی مجمعون نے فتح کیا ہے جو قواعد سپاہ سے ناآشنا تھے" لارڈ ڈلہوزی مع کونسل کو کورٹ نے اختیار دیا تھا کہ وہ تجاویز مذکورہ کو عمل مین لائے لیکن انہون نے یہہ سوچ کر ان تجاویز کے برخلاف انگلنڈ مین بہت کچھہ کہا گیا ہے گو اس سے میری اپنی راے سابقہ مین تفاوت نہین آیا لیکن یہہ کوئی کام ایسا اہم و ضروری نہین کہ اس مین جلدی کی جائے اسلیئے اس معاملہ کو ملتوی کردیا ۔

یہہ مباحثات ہورہے تھے کہ بادشاہی محل مین ایک شگوفہ کھلا کہ بہادر شاہ نے اپنی مرضی ظاہر کی کہ مرزا فخر الدین اسکا جانشین ہو ۔ بادشاہ کی بیوی زینت محل نے اسکو بہکایا تھا ۔ اور یہہ چاہا کہ اسکا بیٹا جسکی عمر گیارہ سال کی تھی بادشاہ کا جانشین ہو ۔ مرزا فخر الدین کی جانشینی پر یہہ بھی ایک اعتراض تھا کہ مرزا کا ختنہ ہوا ہے اور یہہ دستور ہے کہ جو شخص ساقط الاعضاء ہو وہ تخت نشین نہین ہوسکتا مگر اس بیان مین مبالغہ تھا ہمایون بادشاہ تک خاندان مغلیہ کے بادشاہون کا ختنہ ہوا تھا شہنشاہ اکبر کے زمانہ سے وہ موقوف ہوا اسکا یہہ قول تھا کہ "بیفرسود نداز مردم بس شگفت آید کہ خرد سالان را کہ از بار فرائض سبکدوش اند سنت ختنہ ناگزیر شمرند" ۔ اسکی راے یہہ تھی کہ بچون کو انکی معصومی کی حالت پر

تکلیف زخم کی نہ دی جائے جب وہ بارہ برس سے بڑے ہون تو انکو اختیار ہے کہ وہ اس تکلیف کو اٹھائین یا نہ اٹھائین ۔ اسوقت سے خاندان تیمور مین ختنہ کی رسم موقوف ہوئی عام خیال یہہ تھا کہ شاہزادی ختنہ اسلیئے نہین کراتے کہ وہ ساقط الاعضار ہو جائینگے جسکے سبب سے پادشاہی سے محروم ہو جائینگے اس خاندان کے ہر شہزادہ کو یہہ خبط تھا کہ وہ پادشاہ ہو سکتا ہے شہزادے معاملات مین یہہ قسم کھایا کرتے تھے کہ خدا مجھے تخت نصیب نہ کرے غرض جہان قلعہ کی حماقت وخرافت کی اور باتین تھین انہین سے یہہ ختنہ نہ کرانا بھی تھا ۔ مگر جن شہزادون کو اپنے مذہب کا پاس ہوتا تھا وہ اپنا ختنہ کراتے تھے مرزا فخر الدین اپنے مذہب کا بڑا پابند تھا اسنے اپنا ختنہ کرایا تھا شہزادے اسکو متشرع ہونے کے سبب سے وہابی کہتے تھے ان باتون کے سبب سے لارڈ ڈلہوزی نے حسب سررشتہ اس جانشینی کے معاملہ کے طے کرنے مین ایک مدت توقف کیا اور منتظر رہا کہ آگے اور کیا معاملات پیش آتے ہین ۔

اس عرصہ مین گورنر جنرل نے اپنی کونسل کے ممبرون سے اس جانشینی کے باب مین رائے طلب کی اسوقت انکی کونسل کے ممبر مسٹر فریڈرک کری ۔ مسٹر جان لٹلر اور جان لوئیس تھے اول ممبر نے یہہ رائے دی کہ بادشاہ کے مرنے مین کچھ بہت دنون کا عرصہ نہین ہے اسکے مرنے کے بعد ہم کو اس جانشینی کی بابت فیصلہ کرنا چاہیئے اُسوقت ہم جس امیدوار کو جانشینی کے لیئے مقرر کرینگے قلعہ کے خالی کرانے کی شرائط بآسانی ٹھیرائینگے مسٹر جان لٹلر کو یہہ یقین تھا کہ مسلمانون کی آبادی ہندوستان مین قدیمی خاندان مغلیہ کو بڑے ادب اور محبت کی نگاہ سے دیکھتی ہے وہ اسکے خفت سے آزردہ اور خفا ہوگی اسلیئے انہون نے یہہ مشورہ دیا کہ جو کام کیا جائے بڑی حزم واحتیاط سے ترغیب سے کیا جائے جبر سے نہ کیا جائے ۔ جان لوئیس ان سب باتون کا مضحکہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین یہہ یقین نہین کرتا کہ ہندوستان کے مسلمانون کو ذرا سی بھی دہلی کی یا اسکے بادشاہ کی پروا ہو حزم واحتیاط یہہ ہے کہ بغیر کسی تاخیر کے بادشاہ کا خطاب موقوف کیا جائے اور قلعہ خالی کرایا جائے ۔

گورنر جنرل کی کونسل کی رائے بادشاہ دہلی کی جانشینی کی بابت

ان تمام غوروں وسوچ بچار کا ماحصل یہہ تھا کہ ایک مراسلہ انگلنڈ کو بھیجا گیا جس مین یہہ سفارش کی گئی کہ بادشاہ موجودہ کے مرنے تک تمام حالات سابقہ بدستور قایم رہین - مرزا فخر الدین بادشاہ کے لقب کے ساتھ جانشینی کے لئے تسلیم کیا جائے مگر اُسے خالی خطابی بادشاہ ہونے کے سبب سے قلعہ دینے کا حق نہ دیا جائے اور ترغیبین جاری رہین کہ وہ قلعہ کو خالی کر کے قطب مین بود و باش اختیار کرے اگر ضرورت پڑے تو اسکا حق قلعہ مین رہنے کا اضافہ مشاہرہ کے عوض مین خریدا جائے +

گورنر جنرل کی تمام سفارشون کو ہوم گورنمنٹ نے منظور کر لیا - دہلی کے ایجنٹ کو اجازت دی گئی کہ مرزا فخر الدین سے ملاقات کر کے برٹش گورنمنٹ کی خواہشون سے اسکو اطلاع دیدے مرزا اور سر طامس مٹکاف کی ملاقات ہوئی مرزا نے اپنی گورنمنٹ کی خواہشون کو بخوشی قبول کیا بشرطیکہ اسکو خطاب بادشاہ کا عطا کیا جائے اور اسکی اپنی امارات شاہی کے قائم رکھنے کی اجازت دی جائے - گورنمنٹ کو اسکی منظوری سے خوشی ہوئی - جب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی دہلی مین آئے تھے کہ قطب مین انکی مرزا فخر الدین سے ملاقات ہوئی اور اسمین کچھہ معاہدات ہوئے جنکے اصلی حال تو نہین معلوم ہوئے مگر قلعہ کے خالی کرانے کی اور اسکے اندر میگزین جانے کی شہرت ہو گئی جسسے اہل قلعہ اور اہل دہلی کو بڑی سراسیمگی اور پریشانی کا خوف طاری ہوا - زینت محل اور بادشاہ دو نوجوان بخت کے ولیعہد نہ ہونے سے ہاتھہ ملتے رہ گئے برٹش گورنمنٹ کو وہ کسی طرح نہین سمجھا سکے کہ جوان بخت ولیعہد ہو۔

۱۰ - جولائی ۱۸۵۶ء کو مرزا فخر الدین کا ہیضہ سے انتقال ہوا - یہہ شبہ بھی ہوا کہ انکو زہر دیا گیا - بادشاہی روزنامچہ مین لکھا گیا - مرزا کو اشتہا معلوم ہوئی اسنے جانا کہ خالی معدہ مین صفرا کے زور سے یہہ اشتہا ہوتی ہے کچھہ روٹی کھائی یخنی پی تو استفراغ کی زیادتی ہوئی جس سے نقاہت زیادہ ہوئی کسی دوا نے کچھہ اثر نہین کیا نزع کی حالت طاری ہوئی - مرزا الٰہی بخش (خسر ولیعہد) نے حکیم احسان اللہ خان کو بلایا انہون نے حقنہ دلوایا جس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا چھہ بجے شام کے ولیعہد کا انتقال ہوا - گھر مین کہرام ہوا بادشاہ کو بیٹے کے مرنے کی خبر ہوئی بہت رنج ملال ہوا - زینت محل نے اسکی تسکین و تشفی کی اور ولیعہد کے معالج

حکیم محمد نقی خان نے انکی نسبت یہہ مشہور ہوا کہ زینت محل سے ملکر ولیعہد کو دوا مین زہر ملاکر دیدیا
لیکن یہہ سب بازاری گپین ہین اس زمانہ مین شہر مین ہیضہ تھا ولیعہد ہیضہ ہی سے
مرا تھا۔ دوسرے دن سر طامس مٹکف ایجنٹ دہلی بادشاہ کی خدمت مین آئے جہان پناہ نے
ایک کاغذ ایجنٹ کے ہاتھ مین دیا اور اسمین اپنی پہلی ہی درخواست کا اعادہ کیا کہ مرزا جوان بخت
کو برٹش گورنمنٹ ولیعہد مقرر کر دے۔ اسکے ساتھ ایک محضر تھا جسمین بادشاہ کے
آٹھ بیٹون کے دستخط لکھے ہوئے و مہرین لگی ہوئی تھین اس محضر مین لکھا تھا کہ ہم سب خوش ہین
زینت محل کا بیٹا جسمین دانائی لیاقت علم و خوش اخلاقی کے صفات موجود ہین ولیعہد مقرر ہو۔
لیکن دوسرے دن بادشاہ کے سب سے بڑے بیٹے مرزا قریش عرف مرزا قویاش نے
اپنی عرضداشت مین ایجنٹ کو لکھا کہ بادشاہ نے شاہزادون سے اضافہ تنخواہ کا اور روپیہ
دینے کا وعدہ کرکے محضر پر دستخط و مہرین کرالئے ہین مجھے بھی پوشیدہ یہہ رشوت پیش ہوئی
تھی کہ اگر دستخط و مہر کردیگا تو اضافہ تنخواہ ہو جائے گا اور اگر انکار کرونگا تو تنخواہ بند ہو جائیگی
مین اپنے باپ کے حکم سے سرتابی نہین کرنی چاہتا تھا لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ زینت محل کے
اغوا سے بادشاہ مجھے ولیعہدی سے محروم کرنا چاہتا ہے تو مین نے برٹش گورنمنٹ کی طرف
رجوع کی کہ مین اس طرح تباہ ہوتا ہون اور میرا حق ولادت مارا جاتا ہے اسلیئے مین نے اپنی
حالت کو ایجنٹ کے روبرو پیش کیا کہ وہ سب حالات پر نظر کرکے حق رسی کرے علاوہ اس کے مین
بادشاہ کا بڑا بیٹا ہون حافظ قرآن اور حاجی بھی ہون اور میری اور لیاقتون کا حال ملاقات
مین آپ پر کھل جائیگا +
اسوقت لارڈ کیننگ گورنر جنرل اور انکی کونسل کے ممبر دونئے تھے اسلیئے بادشاہ کی جانشینی مین
پہلے ممبرون کے مباحثون کا کچھہ اثر نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے جو طریقہ اس باب مین اختیار
کیا تھا وہ نہایت دانشمندانہ تھا اگرچہ انہون نے اس بات کے یقین کرنے مین غلطی کی تھی کہ
بالاسے شہر مین مسلمانون کی محبت بادشاہ کے ساتھ لنگڑی لولی ہو رہی ہے اور خاندان شاہی
جو قلعہ سے خارج کیا جائیگا اسکو اپنے خارج ہونے کا رنج و ملال نہین ہوگا اور وہ اس مین اپنی ذلت
و خفت نہین جانے گا۔ مگر انہون نے اور دون کی رائون کا پاس کرکے اپنے ارادہ پر عمل

نہین کیا۔ اسلیئے لارڈ کیننگ نے دیکھا کہ دہلی کا مقدمہ فیصلہ نہین ہوا اور اسکی اصلی باتون کی تنقیح
نہین ہوئی۔ دہلی کے قلعہ کے خوف عظیم وکراہیت کو اپنی نئی نگاہ سے انہون نے غور سے دیکھا
تو انکو لارڈ ڈیل ہوزی کی نگاہ سے زیادہ وسیع معلوم ہوئے۔ لارڈ ڈیل ہوزی نے جو اپنے خیالات
قلعہ سے خاندان شاہی کے خارج کرنے کے بہادر شاہ کی وفات کے بعد تحریر کیئے تھے
انکو لارڈ کیننگ نے اپنے خیالات کے سانچے مین ڈھال کر اختیار کیا انہون نے لکھا ہمیشہ
کی طرح یہہ بات جاننے کے قابل ہے کہ قلعہ دہلی حقیقت مین ایک بڑے مضبوط فصیل دار شہر
مین ہے اسکی نہایت ضرورت ملیٹری کامون کے لیئے ہے اسکا مالک گورنمنٹ کے ہاتھون
مین رہنا چاہیئے پادشاہ کو اور اسکے رشتہ دارون کو جو اسکے گرد رہتے ہین قانون کی قیود سے
بری ہونے کے حقوق جو مضرت ناک ہین موقوف کرنے اطلاقاً نیک گورنمنٹ کے لیئے ضروری ہین
مدبران ملکی کی رائون مین مشکل سے کوئی بڑا اختلاف رائے اس باب مین ہوگا کہ پولیٹکل اور
پولیسی کی اشد ضرورت یہہ ہے کہ قلعہ جو شہر دہلی کو اپنے قابو وبس مین رکھ سکتا ہے وہ
برٹش سپاہ کے ہاتھ مین سلامت ومحفوظ ہو کسی عیسائی کے دل مین شبہ نہ ہوگا کہ انسانیت
کی اغراض کے لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم ان پردون اور حجابون کو اٹھا دیوین جو ابتک قلعہ کی بد
کاری پر پڑے ہوئے تھے جو اسکو دن کی روشنی مین نہین آنے دیتے تھے اور اس کے
تاریک کونون سے قانون سے بچانے والے محلون کو نکال دین ۔

اس برائے نام بادشاہی کا مٹا دینا اب ایک کھلا ہوا معاملہ ہے۔ لارڈ کیننگ کو ہندوستان مین
چند مہینے آئے ہوئے ہوئے تھے انمین بھی وہ کلکتہ ہی مین رہے تھے وہ ابھی خود اپنی ذات سے
شہزادون اور بالائے ہند کے باشندون کی مضرات پر علم نہین رکھتے تھے لیکن انہون نے
گورنمنٹ کے پہلے ممبرون کی تحریرات پڑھی تھین جنسے انکو معلوم ہوا تھا خاندان تیمور کی تاریخی
باتین خلقت کے دلون مین بڑی ضعیف ہو گئی ہین اگرچہ وہ بالکل مٹی نہین ہین انہون نے
اس سے یہہ استدلال کیا کہ جب یہہ باتین لکھی گئی تھین انمین زور تھا اب برسون کے گذرنے
کے بعد انکا زور اور زیادہ ہو گیا ہوگا اب اسوقت کا تاکز بر یہہ میلان ہونا چاہیئے کہ یہہ یادگارین
بالکل ملیا میٹ کردی جائین انہون نے فرمایا کہ سر والئل جنہون نے ۱۸۵۰ع مین اس مطلب مین

تبدیلی کی ترغیب دی وہ پوری رکورڈ (دفتر کے کاغذات) مین موجود نہین خواہ وہ کچھ ہی ہون زمانہ کے گذرنے نے ان دلائل کو یقینی مستحکم کردیا جنسے کہ پہلے ارادون کو سہارا دیا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ اب انپر سے اعتراض رفع ہوگیا ہو" اور زیادہ انہون نے اپنی دلیل کو بڑہایا" بادشاہی جلال کی نقل کے بہت سے زرو جواہر اتر چکے ہین جس سے اسکی پہلی سی بھڑک چمک نہین رہی ہے اور اسکے وہ حقوق جنپر خاندان تیمور کو گھمنڈ تھا ایک دوسرے کے بعد تلف ہو چکے ہین اسلیئے کچھ مشکل نہین ہے کہ قلم کے ایک ڈوبے مین بہادر شاہ کے مرنے کے بعد بادشاہ کا لقب موقوف کردیا جائے" انہون نے کہا" کہ بادشاہ کی نذر جو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دیتے تھے موقوف ہوئی۔ بادشاہ کا جو سکہ بنایا جاتا تھا وہ آیندہ موقوف کیا گیا (بہادر شاہ کے سکے پہلے دس پندرہ بنا کرتے تھے مین نے اسکے سکے کے روپیہ کو دیکھا ہے) گورنر جنرل کی مہرین سے بادشاہ کے فدوی خاص کے الفاظ ساقط ہوئے اور ہندوستانی رئیسون کو ممانعت کی گئی کہ وہ مہرون مین کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کرین یہہ امر فیصلہ ہوگیا ہے کہ یہہ ظاہری باتین جنسے کمپنی کی ماتحتی معلوم ہوتی ہے برٹش گورنمنٹ کی اصلی اور مستحکم اقتدار کی شان کے برخلاف ہے اور ایسا ہی لفظ شاہ دہلی کا ہے جس سے کہ ایک جھوٹی بادشاہی کا اعلان ہوتا ہے کسی نئے شخص کے لیئے بادشاہ کا لقب دینا اور اسکی شاہی علامات کا قائم رکھنا گورنمنٹ ہند کی خود اپنی مرضی کا کام ہے اسپر کوئی اسکا تقاضا نہین ہے" کوئی شخص سوا اسکے جسکو وہ دیا جائیگا اس بات کو قبول نہین کریگا کہ گورنمنٹ نے کوئی مرحمت و مکرمت کی ہے" گورنر جنرل نے یہہ اور اضافہ کیا کہ" خواہ موروثی مرتبہ کچھہ ہی ہو اسکا مستحق وارث گورنمنٹ مرزا قریش کو سمجھتی ہے وہ بادشاہ کا سب سے بڑا زندہ بیٹا ہے ایک اور نسل تک بے اصل شان اپنے خاندان کی باقی رکھے گا جسکی یاد کو وہ اپنے حافظہ مین لانے کا استحقاق نہین رکھتا گورنر جنرل نے باتفاق اپنی کونسل کی راے کے جس پولیسی کا فیصلہ کیا اسکو بہ ہدایتون کے دہلی کے ایجنٹ کے پاس بھیجا جنکا خلاصہ یہہ تھا۔

اول اگر ایجنٹ کو بادشاہ کے خط کا جواب بھیجنا ضروری معلوم ہو تو وہ اسکو لکھے کہ گورنر جنرل مرزا جوان بخت کا ولیعہد ہونا منظور نہین کر سکتا ہے۔

دوم مرزا قریش کو یہہ امید نہین دلائی جائے کہ اسکی ولیعہدی کے لیے وہی شرائط منظور ہونگین جو مرزا فخرالدین کے لیے منظور ہوئی تھین اور بہادر شاہ کی زندگی مین پادشاہ سے یا کسی اور رکن خاندان شاہی سے جانشینی کے باب مین کوئی مراسلت نہ کی جائے۔

سوم پادشاہ کی وفات کے بعد مرزا قریش کو اطلاع دی جائے کہ گورنمنٹ خاندان تیمور کا سر پرست اسکو ان ہی شرائط کے ساتھ مقرر کرتی ہے جو مرزا فخرالدین کے ساتھ ہوئی تھین سوا اسکے کہ اسکا لقب بجائے پادشاہ کے شاہزادہ ہوگا اور اسکی دستاویز کوئی اسکو تحریری نہ دی جائے گورنر جنرل مع کونسل کا یہہ ارادہ نہین ہے کہ اسکے ساتھ عہد و پیمان کرنے کو قبول کرے بلکہ وہ گورنمنٹ انڈیا کے پختہ اور مستحکم فیصلہ کا اظہار کرے۔

چہارم ایجنٹ اس امر کی رپورٹ بھیجے کہ قلعہ مین جن لوگون کو رہنے کا استحقاق ہے انکی تعداد کتنی ہے اور کتنے شاہزادون کو استحقاق حاصل ہے جو نہ پادشاہ کے بیٹے اور پوتے ہین اور نہ اور پادشاہون کے زیادہ دور کے رشتہ دار ہین۔

پنجم۔ خاندان تیمور کا جو وظیفہ ہے اس مین سے پندرہ ہزار روپیہ ماہوار مرزا قریش کو ملا کرینگے۔ پادشاہ کو اپنے حفظ صحت اور تفریح طبع کے لیے قطب مین رہنا بہت پسند تھا وہ سال بھر مین دو چار مہینے وہان رہتا تھا اور نئے نئے مکانات وہان قلعہ کے مکانات کے نمونہ پر مثل دیوان عام و خاص وغیرہ کے بنوا تا جاتا تھا وہ خاندان چشتیہ کا مرید تھا قطب صاحب کی زیارت سے مسرور ہوتا تھا وہین اسنے اپنی قبر سنگ مرمر کی بنوائی تھی اسکے وہان رہنے سے اسکے غریب ملازمون کو اپنی گھر سے دور رہنے مین تکلیف ہوتی تھی۔ زینت محل قلعہ مین نہین رہتی تھی وہ لال کنوے پر اپنی ایک بڑی حویلی مین رہتی تھی دن کو آٹھ نو بجے قلعہ مین جاتی اور ۳ پہر کو اپنی حویلی مین واپس آتی اسکی سواری کے ساتھ آنے جانے مین گھوڑے پر ڈنکا بجتا جاتا تھا اسلیے اہل شہر نے اسکا نام ڈنکا بیگم رکھ دیا تھا۔ ایک دفعہ پادشاہ بھی اسکی حویلی مین جا کر آٹھ سات روز رہا تھا۔ غرض بہادر شاہ اور بیگم صاحبہ نے قلعہ سے باہر رہنے کی بدشگونی خود ہی شروع کر دی وہ لوگ قلعہ کے چھن جانے کی پروا نہ تھی پادشاہ خوش تھا کہ اسکے مرنے کے بعد مرزا فتح الملک کو جو اسکی مرضی کے خلاف ولیعہد ہوا تھا قلعہ نہ دیا جائے ان کو سخت رنج یہہ تھا کہ اسکا لخت جگر جوان بخت

ولیعہد نہین ہوا تھا پہلے ہی انکے دلون پر مرزا فخر الدین کی ولیعہدی کا زخم لگا تھا ابھی وہ بھرنے نہ پایا تھا کہ اسپر مرزا قریش کی ولیعہدی نے اور چرکا لگایا جس سے دونو بیتاب ہو گئے رات دن اسی ادھیڑ بن مین رہتے تھے کہ کسی طرح سے گورنمنٹ کو مرزا جوان بخت کی ولیعہدی پر راضی کرین - بادشاہ اپنی پیرانہ سالی کے دن چین و آرام سے بسر کرنی چاہتا تھا مگر زینت محل جوان بخت کی ولیعہدی کے جھگڑے کو اسکے پیچھے لگا کے زندگی تلخ کرتی تھی

یہان یہہ دستور ہو گیا ہے کہ جب ہندوستان کے اندر یا اس سے باہر انگریزون سے لڑائیان ہوتی ہین تو ان آدمیون مین سے جو برٹش گورنمنٹ کو اپنے حق مین مضر جانتے ہین بعض بدسرشت اشخاص انگریزون کی شکستون کی اور انکے دشمنون کی فتحون کی جھوٹی خبرین اپنے دل سے گھڑ کر بازارون مین دکانون پر اور مہاجنون وامیرون اور شہزادون کے مکانون پر ایسی ثقاہت و وثاقت سے نمک مرچ لگا کے بیان کرتے ہین کہ بیچارے سادہ لوح انکو یقین کرتے ہین اور ایسی ہی اسکے برخلاف وہ لوگ جو انگریزی گورنمنٹ کو اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین بعض نیک سرشت ان جھوٹی خبرون کی تکذیب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ انگریزون کی شکست کی خبر غلط ہے انگریز تو شکست کھانا جانتے ہی نہین - یہی حال اخبار نویسون کا ہے کہ بعض بدشعار انمین سے انگریزون کی ذرا سی ہیٹی ہونے کی خبر گل پھول لگا کے بڑی ٹیپ ٹاپ سے زیب و زینت اخبار بناتے ہین - بعض کوریاطن نظرگاہ عوام پہ اشتہارون مین متوحش خبرین لکھ کر نظرگاہ عوام مین چسپان کرتے ہین -

جب ۱۸۵۶ء کے شروع مین برٹش گورنمنٹ اور شاہ ایران کے درمیان لڑائی ہوئی تو ادہر کی سب باتین ظہور مین آئین مگر اس مین یہہ نیا شگوفہ کھلا کہ بادشاہ دہلی و شاہ ایران کے درمیان برٹش گورنمنٹ کے خلاف سازش ہوئی اس لیئے جب بہادر شاہ قید ہوا تو اسکی تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین بھی بال کی کھال نکالی گئی جسکا حاصل یہہ ہوا کہ یہہ سازش نہ تو بالکل جھوٹی کہانی نکلی نہ وہ ایسی مستند شہادت سے ثابت ہوئی کہ ایک تاریخی واقعیت سمجھی جاتی - اس باب مین بہادر شاہ کی تحقیقات جرائم مین جو شہادتین پیش ہوئین انکو بیان کرتے ہین صادق الاخبار دہلی مین ایک اخبار نکلتا تھا جسکا مہتمم جمیل الدین تھا جسکو اس جرم مین

اخبارات [illegible] بادشاہ دہلی اور شاہ ایران کی سازش برخلاف گورنمنٹ

کہ وہ سرکار کی بدخواہی کی خبرین جہوٹی گھڑ کر لکھا کرتا تھا تین برس کی قید ہوئی اسکے پرچون مین سے اور دہلی اردو اخبار کے پرچون مین سے بہت سی خبرین انتخاب ہوئین اور انکا ترجمہ کورٹ مین بروقت تحقیقات پیش ہوا ان خبرون کا خلاصہ یہہ تھا کہ شاہ ایران درہ بولان سے بے مزاحمت اتر آیا ہے اور اٹک تک آگیا ہے - اصل لڑائی کا حال یہ ہے کہ شاہ ایران پانچ پیڑہیون سے خزانے پر خزانہ اور سپاہ پر سپاہ اور اسباب پر اسباب حرب وضرب اسلیئے جمع کر رہا تھا کہ ہندوستان کو فتح کرے اب لڑائی کا وقت آگیا ہے یہہ کہا گیا ہے کہ روسیون نے بہت سا سامان جنگ شاہ ایران کو حوالہ کیا ہے اور پانچ لاکھ سپاہیون کا لشکر جرار جسکے ساتھ بہت کچھ اسباب حرب وضرب ہے ایران کی کمک کے لیئے بہیجدیا ہے اور وعدہ کیا ہے کہ روس کی یہہ سپاہ قواعد دان کافی نہوگی تو بہت سی پولس کی سپاہ کمک کے لیئے اور بہیجدی جائیگی - شاہ ایران کے مددومعاون شاہ فرانس وسلطان روم ہین اصل جنگ کا سرمنشا روس ہے جو ایران کی آڑ مین ہندوستان کے فتح کرنے کے لیئے کارستانیان کر رہا ہے - امیر دوست محمد خان والی کابل نے انگریزون کے ساتھ ظاہری مصالحت اس لیئے کرلی ہے کہ ان سے ہتیار اور روپیہ لے لے اور ان دونو چیزونکو کافرونکے ساتھ لڑنے مین ایران کی حمایت کرکے کام مین لائے اخبارون مین ولیون کی پیشین گوئیان بھی برٹش گورمنٹ کے ختم ہونے کی چھاپی تھین - اخبارون مین سید نعمت اللہ شاہ متخلص ولی ہانسوی کے قصیدہ کے اشعار لکھے جاتے تھے یہہ قصیدہ بھی عجیب ہے کہ جو واقعات واقع ہوتے جاتے ہین وہ منظوم ہوکر اس قصیدہ کے دم چھلا بنائے جاتے ہین اور وہ ولی کی پیشین گوئیان یقین کی جاتی ہین جن اشعار مین اس زمانہ کے لیئے پیشین گوئی کی گئی وہ یہہ ہین +

قوم سکھان چیرہ دستیہا کنند بر مسلمین / تا چہل این جور و بدعت اندران پیدا شود

بعد ازان گیرد نصاری ملک ہندوستان تمام / تا صدی حکمش میان ہندوستان پیدا شود

چون شود در عہد آنہا جور و بدعت را رواج / شاہ غربی بہر قتلش خوش عنان پیدا شود

درمیان این و آن گردد بسے جنگ عظیم / قتل عالم بیگیان در عہد شان پیدا شود

فتح یابد شاہ عربستان بزور تیغ جہد	قوم عیسے را کشد او بیگمان پیدا شود
پانصد و ہفتاد و ہجری بود تا این گفتہ شد	در ہزار و دو صد و ہفتا و آن پیدا شود

ان آدمیون کی عقل پر رونا چاہیئے جو ان اشعار کو کسی ولی کی پیشین گوئی سمجھین - غدر مین اس قصیدہ مین اور اشعار بھی الحاق ہوئے اور یہہ تحریف بھی کی گئی کہ شاہ غربی و شاہ عربستان کی بجائے شاہ غربی و شاہ عربستان بنا یا گیا تاکہ اور زیادہ تر شاہ ایران پر چسپان ہو سکے اخبارون کی ان جھوٹی خبرون کا اثر دہلی کے مسلمانون پر یہہ تھا کہ ایک شخص نے اپنا فرضی نام محمد صادق رکھہ کے جامع مسجد کے اندر دیوارون پر ایک اشتہار چسپان کیا جسکے اوپر تلوار و سپر کی تصویر بھدی سی بنی ہوئی تھی اور اسکے مضمون کا خلاصہ یہہ تھا کہ ایران کی سپاہ انگریزون کے پنجہ سے ہندوستان کو چھڑانے آتی ہے سب مسلمانون پر فرض ہے کہ وہ جہاد کے لیئے مستعد ہون اپنا نام بھی اشتہار پر لکھہ دیا - جب مجسٹریٹ دہلی کو اس اشتہار کی اطلاع ہوئی تو اسنے اشتہار کو اکھڑوا ڈالا اشتہار تین گھنٹے چسپان رہا ہوگا - جہاد کے باب مین ایک اشتہار مہر ہرات مین بعد جنگ شہزادہ ایران کے خیمے مین انگریزون کے ہاتھہ لگا تھا جسکا مضمون یہہ تھا کہ جوان و پیر و غریب امیر دانا و نادان و سپاہی و غیر سپاہی اپنے نبی کے دین کی حمایت کے لیئے آمادہ ہون - اس اشتہار مین کوئی اشارہ دہلی کی بادشاہی کی طرف نہ تھا لیکن جب ایران سے انگریزون کی صلح ہوگئی تو گورنمنٹ ایران نے بے باکانہ اقرار کیا کہ ہماری طرف سے دہلی مین انگریزون سے مسلمانون کے منحرف کرانے کے لیئے کوشش کی گئی الحرب خدعتہ لڑائی مین ایسے ضروری کامون کا کرنا اچھا سمجھا جاتا ہے - ان دنون مجسٹریٹ دہلی کے پاس گمنام عرضی بھی آئی کہ چند ہفتون مین کشمیری دروازہ دہلی انگریزون کے دشمنون کے ہاتھہ مین ہوگا - بہادر شاہ کے تحقیقات جرائم مین اس سازش کے باب مین یہہ باتین پیش ہوئین لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے کاغذات مین سے محمد درویش کی ایک عرضی برآمد ہوئی جسکے لفافہ پر دہلی کے ڈاکخانہ کی مہر ۴ - ۲ - مارچ ۱۸۵۷ع کی اور آگرہ کے ڈاکخانہ کی مہر ۲۷ - مارچ سنہ ۱۸۵۷ع کی لگی ہوئی تھی - وہ عرضی دہلی مین تحقیقات کے لئے کورٹ کے پاس بھیجی گئی جسکا ترجمہ تحقیقات مین پیش ہوا عرضی کا مضمون یہہ تھا -

غریب پرور سلامت ۔ آفتاب دولت و اقبال تابان رہے ۔ مین نے اپنی پہلی عرضی مین
جناب سے عرض کیا ہے کہ دہلی کے پادشاہ کی خط و کتابت شاہ ایران سے پیرزادہ حسن عسکری
کی معرفت ہو رہی ہے فقیرانہ سیاحی میری عادت ہے مجھے تحقیق معلوم ہوا ہے کہ تین چار مہینے
گذرے مین کہ حسن عسکری مذکور کی معرفت پادشاہ دہلی کے خطوط دو آدمی لیکر قسطنطنیہ کی طرف مکہ کے قافلہ کی ساتھ
دہلی کو یقین دلایا تھا کہ اسکو یہہ خبر صحیح معلوم ہوئی ہے کہ شاہزادہ ایران نے بوشہر کو فتح کرکے بالکل اسپر قبضہ کرلیا ہے اور سب عیسائیون کو
نکال دیا اور کسی عیسائی کو وہان زندہ نہین چھوڑا ہے اور بہت سے عیسائیون کو قید کرلیا ہے
اور بے شک بہت جلد لشکر ایران قندھار اور کابل کی راہ سے دہلی کی طرف آئیگا ۔ اسنے
یہہ بھی کہا حضور شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنے مین بالکل بے اعتنائی کرتے ہین بادشاہ نے
بیس اشرفیان حسن عسکری کو دین اور کہا کہ بہت جلد خطوط ایران کو بھیجو اور یہہ اشرفیان اس
شخص کو سفر خرچ کے لیئے دو کہ خطوط لیکر ایران جائے حسن عسکری اشرفیان لیکر اپنے گھر گیا
اور اسنے چار آدمی خطوط لیکر جانے کے لیئے آمادہ کیئے اور انکو ہدایت کی کہ وہ گیروا کپڑے
فقیرانہ پہن کر جائین یہہ خبر ہے کہ ایک دو روز مین وہ ایران روانہ ہونگے ۔ مجھے انکے نام تحقیق
نہین معلوم ہوئے تمام قلعہ مین عموماً اور بادشاہ کے خلوت خانہ مین خصوصاً رات دن یہی ذکر
رہتا ہے کہ اب ایرانی آتے ہین حسن عسکری نے بادشاہ کو یہہ یقین بھی دلادیا ہے کہ اسے
مکاشفہ سے معلوم ہوا ہے کہ یقینی شاہ ایران کی عملداری دہلی تک کل ہندوستان پر ہو جائیگی
اور دہلی کی بادشاہی کا پھر اقبال روشن ہوگا شاہ ایران بادشاہ کے سر پر تاج شاہی
رکھیگا ۔ تمام قلعہ کو عموماً اور بادشاہ کو خصوصاً اسکا یقین ہے جسکی بڑی خوشیان ہو رہی ہین اور
منتین اور نذرین مانی جاتی ہین اور غروب آفتاب سے پہلے ڈیڑھ گھنٹہ تک حسن عسکری
ایرانیون کے آنے کے لیئے اور عیسائیون کے خارج ہونے کے واسطے دعائین اور وظیفے
پڑہتا ہے یہہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو ملیدے اور تیل ٹکون اور کپڑون کے کئی خوان بادشاہ
حسن عسکری کے گھر پہنچتا ہے تاکہ نذر نیاز کا لازمہ پورا ہو برٹش گورنمنٹ کے اعلے عہدہ دار حسن عسکری
کے گھر جاتے ہین اور اس سے ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ جو دغا و مکر سے باتین بناتا ہے
اپر یقین کرتے ہین ان دغابازون کے نام لینے سے کیا فائدہ ہوگا ؟ خدا تعالے گورنمنٹ کے

دشمنون کو غارت کرے یہہ خبرین مجھے ان اپنے دوستون سے معلوم ہوئی ہین جو بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتے ہین اور حسن عسکری کے پاس آتے جاتے ہین مین نے خیر خواہی کے سبب سے یہہ باتین عرض کین ہین سرکار ابد پائدار کو چاہیے کہ وہ ضروری انتظام کرے

عرضی فدوی خیر خواہ سرکار محمد درویش ۲۴ - مارچ ۱۸۵۷ء مُہر فقیر محمد درویش -

لفٹنٹ گورنر نے اس عرضی کو سنکر بڑا قہقہہ لگایا شائد مسلمانون کو اس سازش پر یقین ہو مگر ایام غدر سے پہلے کسی انگریز کو اس سازش کا یقین نہین ہو سکتا تھا انگریز جب ایسی باتون کو سنتے تھے تو وہ انکو لغو پوچ یاد رہوا جانتے تھے مگر اب اس عرضی کی بنا پر بہادر شاہ کے جرائم مین گواہون سے بہت سے سوالات ہوتے تھے انہین سے ہم فقط حکیم احسن اللہ خان کی شہادت کا خلاصہ اس باب مین تحریر کرتے ہین حکیم احسن اللہ خان نے اپنی شہادت مین بیان کیا کہ لارڈ ایلن برا نے جو بادشاہ کی نذرین بند کین تو اس سے بادشاہ ہروقت اداس رہا کرتا تھا اول اس معاملہ کی باب مین انگلنڈ کو لکھا پھر ہمیشہ وہ اس حکم کا شاکی رہا اور اپنی عدم اطمینانی ظاہر کرتا رہا - بعد ازان جوان بخت کے ولیعہد ہونے سے اور مرزا فتح الملک کے ولیعہد ہونے سے اور زیادہ غم والم ہوا - اس عرصہ مین مرزا حیدر شکوہ مع اپنے بھائی مرزا مرید کے دہلی مین آیا یہہ شہزادے بادشاہ کے بھتیجے تھے وہ بادشاہ پاس محلون مین بے روک ٹوک بہت آتے جاتے تھے اول انہون نے یہہ چاہا کہ بادشاہ ایجنٹ کو لکھے کہ ان شاہزادون کو گورنمنٹ کے دفتر مین بادشاہ کا ایجنٹ مقرر کرے لیکن یہہ درخواست نامنظور ہوئی کہ اس عہدہ پر شاہزادی نہین مقرر ہو سکتے تو یہہ شہزادے چند کاغذات پر بادشاہ کی مہر کرا کے اپنے ہمراہ لکھنؤ لے گئے - لکھنؤ مین جاکر مرزا حیدر نے بادشاہ کی طرف سے شاہ عباس کی درگاہ پر علم چڑھایا اور ایک رقعہ پنسل کا لکھا ہوا جسپر بادشاہ کی مہر تھی مجتہد کو دیا اس رقعہ کا مضمون یہہ تھا کہ مین نے شیعہ مذہب اختیار کیا اور سنی مذہب کو ترک کیا امین الرحمان خان اور شیدی بلال جو پہلے بادشاہ کے نوکر تھے اور اب شاہ اودھ کے اور اہل سنت وجماعت تھے انکے خط وکتابت اور بعض اور عرائض سے جو بادشاہ کے پاس آئین اس رقعہ کا حال معلوم ہوا جب شہر مین یہہ خبر مشہور ہوئی تو بعض مولوی بادشاہ کے پاس گئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے تو بادشاہ نے

جواب دیا کہ مرزا حیدر بہت سے لکھے ہوئے کاغذون پر میری مُہر ثبت کر کے لکھنؤ لے گیا تھا
مین نے ایک شقہ مجتہد کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ مین اہل بیت سے محبت رکھتا ہون
اور جو شخص ان سے محبت نہ رکھتا ہو اُسکو مسلمان نہین جانتا مگر جب اس شقہ کی نقل لکھنؤ
سے منگائی گئی تو اس مین وہی مضمون لکھا تھا جو عرائض مین لوگون نے لکھنؤ سے لکھکر بھیجا تھا
علاوہ اسکے یہہ بھی معلوم ہوا کہ بادشاہ نے کوئی شقہ شاہ اودھ کو بھی لکھا تھا مرزا حیدر کو یہہ توقع
تھی کہ دہلی اور لکھنؤ کے بادشاہون کے درمیان اتحاد ہونے سے اسکو ذاتی فائدہ حاصل ہوگا
ایک سال بعد مرزا نجف کے ایران جانے کی خبر اڑی وہ بہادر شاہ کا بھتیجا اور مرزا حیدر کا
بھائی تھا مولوی محمد باقر کے اخبار مین یہہ خبر چھپی کہ شاہ ایران نے مرزا نجف کی تواضع و تکریم
بہت اچھی طرح کی مین نے مرزا نجف کے بڑے دوست مرزا علی بخت سے پوچھا کہ مرزا نجف
بادشاہ کی طرف سے تو شاہ ایران کے نام کوئی خط نہین لے گیا ہے تو مرزا نے کہا کہ
وہ بادشاہ کی طرف سے اس مضمون کا خط شاہ ایران کے نام لے گیا ہے جس مین
بادشاہ نے یہہ لکھوایا ہے کہ مین شیعہ ہوگیا ہون میری مدد کرو اسوقت میری بڑی
زبون اور بے کسی کی حالت ہے کوئی میرا مددگار نہین مگر اس خط کا جواب کچھ نہین آیا
چند مہینے کے بعد سیدی قنبر حج کا بہانہ بنا کے ایران گیا اور میان حسن عسکری نے
روانگی کے وقت اسکو کاغذات رات کے وقت دیئے جنپر بادشاہ کی مہر لگی ہوئی
تھی اسسے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدی قنبر مرزا نجف کے پاس بھیجا گیا تھا کہ جس سے یہہ
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جو خط بھیجے گئے تھے ان کے جواب لانے کے لیئے بھیجا گیا ہے یہہ
بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ جس زمانہ مین بوشہر مین انگریزون اور ایرانیون کی لڑائیان ہورہی
تھین بادشاہ کو وہان کے حالات معلوم ہونے کا بڑا شوق رہتا تھا۔

مرزا حیدر بادشاہ کا بھتیجا اور شیعہ لکھنؤ مین رہتا تھا وہ اپنے مذہب کے موافق
غیرون کو شیعہ بنانے کا بڑا کار ثواب سمجھتا تھا اسنے یہہ سوچا تھا کہ اگر مین بادشاہ دہلی کو شیعہ
بناؤنگا تو مجھے ذاتی فائدہ حاصل ہوگا۔۔ اور نیز دونون بادشاہ دہلی لکھنؤ ایران اسکے ہم مذہب
شیعہ ہوجائینگے۔

اس مین کچھ شبہ نہین کہ اول بادشاہ دہلی کو شاہ ایران کے ساتھ مراسلت کرنیکا خیال مرزا حیدر نے سجھایا ہوگا جس مین وہ اپنا بہت فائدہ جانتا تھا اور غالباً اسنے مرزا نجف کے ایران بھیجنے سے پہلے یہہ چاہا تھا کہ بادشاہ کے شیعہ ہونیکی خبر شاہ ایران کو کسی اخبار کے ذریعہ سے پہنچائی جائے تاکہ جب مرزا نجف ایران پہنچے تو اسکی بڑی قدر و منزلت ہووے بادشاہ پولٹکل معاملات مین بڑا غیر محتاط تھا خواجہ سراؤن کو اسکے سارے حالات معلوم ہوتے رہتے تھے محبوب علی خان خواجہ سرا کے ہاتھ مین اسکے سارے کام تھے۔

مین نے کبھی وہ خط نہین پڑھا جو بادشاہ دہلی نے شاہ ایران کو بھیجا مگر مین خیال کرتا ہون کہ اس نے شاہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد مانگی ہوگی بادشاہ زر پرست تھا جسکی یہ وجہ ظاہر ہے کہ روپیہ کے لالچ کے سبب سے اپنے بڑھاپے مین مذہب بدل ڈالا مین نے کسی شخص سے یہہ نہین سنا کہ بادشاہ نے جو خط شاہ ایران کو بھیجا تھا اس مین کوئی اشارہ اس امر کا ہوگا کہ انگریزون کی سپاہ کو برٹش گورنمنٹ سے اغوا کر کے باغی بنائے اس تجویز کا تو قلعہ مین کبھی کچھ ذکر ہی نہین ہوا مجھے خواجہ سراون کی زبانی یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ شیدی قمبر کو جواسنے اپنے دستخطی کاغذات دیئے تھے تو اسکو یہہ ہدایت کی تھی کہ مرزا نجف کو یہہ کاغذات دیکر انکی اور پہلی تحریرات کے جواب کا تقاضا کرنا۔ جسوقت بوشہر پر لڑائی ہو رہی تھی بادشاہ کی باتون سے معلوم ہوتا تھا کہ ایران سے روپیہ اور سپاہ کی امداد آنیکی اسکو بہت کچھ توقع ہے۔ جب مرزا نجف ایران پہنچ گیا اور اسکے ساتھ ہی بوشہر مین لڑائی ہوئی تو یہہ بات کھلی کہ بادشاہ کو وہان سے مدد آنیکی امید ہے مگر مرزا نجف نے ایران سے کوئی خبر بادشاہ پاس نہین بھیجی اگر بھیجی ہوگی تو اپنے بھائی کو لکھی ہوگی"۔

حکیم صاحب نے اپنی شہادت مین اپنے علم کے سوا اپنے قیاسات کو بھی دخل دیا ہے جنکا واقعات نفس الامری ہونا ضرور نہین مثلاً حکیم صاحب کا یہہ کہنا کہ اگر بادشاہ زر پرست نہ ہوتا تو بڑھاپے مین اپنا مذہب سنی سے شیعہ کیون بدلتا اسکے ساتھ انکو یہہ کہنا بھی چاہیئے تھا کہ بادشاہ نے فارسی زبان مین نظم مین ایک کتاب دمغ الباطل تصنیف کی اور اسکو چھپواکر شائع کیا جس مین اپنے شیعہ ہونیکو باطل ثابت کیا اور پھر

مولویون سے اسنے استفتا طلب کرکے اپنا سنی ہونا ثابت کیا۔

دلی مین وہابی مولویون کا گروہ بہادر شاہ کو بڑا بدعتی جانتا تھا اوران مسجدون مین نماز پڑہنے کو جائز نہین سمجھتا تھا کہ جنمین بادشاہ کی طرف سے امام مقرر ہوتا اور انکا اہتمام ہوتا بادشاہ کا میلان شیعہ مذہب کی طرف دیکھ کر وہ زیادہ اسسے متنفر ہوئے۔ دلی مین خاندان تیمور کی سبک اور نااہل حرکتون کے سبب سے خواص کی نگاہ مین کچھ عزت باقی نرہی تھی مگر عوام الناس اسکو اپنا پادشاہ جانتے تھے اور کیون نہ جانتے جب وہ ہر روز ڈنکہ کی چوٹ ڈھنڈھورون مین یہہ سنتے تھے کہ خلقت خدا کی اور ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی کا تو وہ بادشاہ سے مراد بہادر شاہ ہی جانتے تھے انکا ذہن کب اسپر پہنچتا تھا کہ انگلنڈ مین ہندوستان کا بادشاہ ہے سارے ہندوستان کے شہرون مین اسکے نام کا خطبہ عیدین اور جمعہ کی نماز مین پڑھا جاتا تھا جب مجسٹریٹ ضلع ایسی احکام ہڑتال ڈالتا تو وہ گروہ جھروکون مین ریتی مین بادشاہ کے آگے فریادی ہوکر جاتا۔ دھوبیون و بھنگیون وقصائیون نے یہی کیا تھا کہ اپنے کامون کو سب نے بند کرکے بادشاہ سے فریاد کرکے اپنی داد چاہی دلی مین بہت آدمیون کو قلعہ سے ایسا تعلق تھا کہ وہ جب شاہ دہلی کی شان کے خلاف گورنمنٹ انگریزی کی کوئی حرکت دیکھتے تھے تو بہت ناخوش ہوتے۔ سر طامس مٹکف صاحب بادشاہ کو فرزند ارجمند شفقون مین القاب لکھا کرتا تھا۔ جب انکے انتقال کے بعد ہاروے صاحب ایجنٹ ہوکر دلی مین آئے تو انہون نے بادشاہ کو لکھ دیا کہ ہم کو آپ کا فرزند بننا منظور نہین۔ پہلے بادشاہ کی سواری کی جلو کا یہہ ادب کیا جاتا تھا کہ کوئی انگریز جلوس کی قطار کو کاٹ کر اپنی سواری مین نہین جاتا تھا مگر انگریز اب اس قاعدہ کے پابند نہ تھے ایسی باتون کو دیکھ کر دلی کے مسلمان ناخوش ہوتے تھے کہ انکے بادشاہ کی کچھ عزت باقی نہین رہی۔

باب سوم

میرٹھ کا غدر

جسوقت دلی مین یہہ شگوفے کھل رہے تھے جنکا اوپر بیان ہوا اسکے قریب ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلہ پر میرٹھ مین سپاہیون کی بغاوت کا بڑا گل کھلا جس سے سپاہ کی جنگ کا

آغاز ہوا +

کرنیل سمایتھ کا پریڈ کرنا اور سوارون کا

تیسری رجمنٹ سوارون کے کمانیر کرنیل کارمیکل سمایتھ صاحب تھے وہ درجہ بدرجہ
اس اپنے عہدہ پر پہنچے تھے وہ مزاج کے کڑوے اور تیز تھے۔ اس سبب سے ہر دل عزیز
نہ تھے وہ خوب واقف تھے کہ سپاہ بغاوت کے لیئے کمربستہ آمادہ ہے انہون نے کمانڈر انچیف
کو سپاہ کی دہشت ناک حالت پر مطلع کیا جب جنرل آرڈر جاری ہوا کہ اب آیندہ سپاہی
کارتوس منھ سے نہ کاٹین تو کرنیل سمایتھ نے یہہ سمجھ کر کہ مین ہی اول سیری اس حکم کی تعمیل
مین ہون کہ سپاہ مین جو بر افروختگی پھیل رہی ہے اسکو فرو کرون کہ سپاہیون کے منھ سے
کارتوس نہ کٹواؤن اور ہاتھ سے انکو پھٹواؤن چنانچہ ۲۴ - اپریل کو انہون نے پریڈ اپنے
سوارون کی کی جسکا نتیجہ ہم نے اوپر بیان کیا +

جنرل ہیوٹ صاحب

جنرل ہیوٹ ایک بڑے قدیمی بڈھے سرکار کمپنی کے افسر تھے انکی عمر ستر برس کے قریب
تھی وہ بڑے رحم دل اور متواضع تھے سب انکو پسند کرتے تھے اور انکا ادب کرتے تھے
وہ یہہ چاہتے تھے کہ سب کام ایسے چپ چاپ ہون کہ انسے سپاہی خوش رہین اسلیئے
وہ بڑی واویلا و فریاد کرتے تھے کہ کرنیل سمایتھ نے اپنی رجمنٹ کی وفاداری کہ امتحان لیسا بیجا
ترجیحاً کیون کیا کہ جسکا نتیجہ کھلی بغاوت ہوا انہون نے انسے کہا کہ ہائے اسنے کیون پریڈ کی؟
میرے ڈویژن بالکل خاموش تھی اگر ایک مہینہ اور انتظار کیا جاتا تو سب خرابیان
اڑ جاتین +

تحقیقات کا کورٹ

جو کچھ واقع ہوا تھا اسکے لیئے ضرور تھا کہ تحقیقات کے لیئے کورٹ مقرر کیا جائے۔ اس مین
چھ ہندوستانی افسر سوارون کے ممبر مقرر ہوئے۔ کورٹ کی کارروائی کمانڈر انچیف
کے حکم کے لیئے بھیجی اور رسالہ کے ۸۵ سوارون سے کچھ کام نہین لیا گیا انکو لین مین رہنے کا
حکم دیا گیا۔ سپاہیون مین آپس مین بقسمیہ سازشین ہوتی رہین افسرون کے بنگلون مین راتون کو
آگین لگتی رہین برج موہن سپاہی کے گھر مین آگ لگائی گئی جسنے کارتوس کو نئی طرح سے
استعمال کیا تھا اس سپاہی کا باپ سور کا پالنے والا تھا وہ پہلے پیدل کی رجمنٹ مین سے
بھاگ گیا تھا اور چوری کی علت مین قید ہوا تھا اب نام بدل کر سوارون کے نمبر سے رسالہ مین

بھرتی ہوگیا تھا وہ کرنیل کے بنگلہ سے کمتر غیر حاضر رہتا تھا اسلیئے کل رجمنٹ کو اور اونچی جات کے
سپاہیون کو اُس سے عداوت تھی اسکا ہی پہلے گھر اسکے رجمنٹ کے سوارون نے جلایا۔
کورٹ مذکور کی تحقیقات پر کمانڈر انچیف نے حکم صادر کیا کہ ہندوستانی جنرل کورٹ مارشیل
اُن پچاسی سوارون کے جرم کی سزا کے لیئے مقرر ہو۔ پھر یہہ سوار ایک خالی اسپتال
مین حوالات مین بھیجے گئے اور انکی اپنی ہی رجمنٹون کے سوارون کا پہرہ اپنر مقرر ہوا
اس کورٹ مین پندرہ ہندوستانی افسر جنمین چھہ مسلمان اور نو ہندو تھے اور انمین دس افسر
میرٹھ کی رجمنٹون کے تھے اور پانچ دہلی کی پیدل رجمنٹون کے افسر دہلی سے بلائے گئے
تھے۔ اس کورٹ نے چھٹی مئی سے اجلاس شروع کیا اور وہ اور دو روز تک رہا سوارونکی
حکم عدولی کا جرم شہادت سے ثابت ہوا۔ سوارون کی طرف سے قانوناً یا ڈسپلن کے
موافق عذر نہین کیا گیا حوالدار ماتادین نے اپنے لیئے اور اپنے ہمراہیون کی طرف سے یہہ دلیل
پیش کی کہ اگر کارتوسون مین کوئی بات ایسی نہ تھی جو انکی جات کے لیئے مضر تھی تو پھر انکے
استعمال کے لیئے نیا طریقہ کیون سکھایا گیا۔ یہہ عذر بدتر از گناہ تھا وہ جرم کا اقرار
سمجھا گیا۔ کورٹ کے پندرہ ممبرون نے سوار ایک کے سوارون پر حکم عدولی کا جرم
ثابت کرکے ہر سوار کو دس دس برس کی قید بامشقت کی سزا دی مگر اسکے ساتھ سوارون پر
رحم کے لیئے بھی سفارش کی کہ وہ اپنے افسرون کے نزدیک ہمیشہ نیک چلن خدمتگزار
رہے ہین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ جھوٹی رپورٹون کے دھوکون مین آنکر حکم عدولی کے
مرتکب ہوئے ہ

کورٹ مارشیل کا یہہ فیصلہ جرنیل ہیوٹ کے سامنے پیش ہوا انہون نے اسکو بحال رکھا
انہون نے کہا کورٹ نے جو قیدیون کے لیئے رحم کرنے کی سفارش کی ہین اسپر متوجہ ہوتا اگر
قیدیون کا جرم مجھے اسکی اجازت دیتا انکی ساری نیک چلنیون کو ان بدچلنیون نے خاک
مین ملا دیا کہ وہ بجائے اسکے کہ اپنے یوروپین افسرون کے صلاح و حکم مانتے انہون نے بیہودہ
افواہون پر توجہ کی۔ یہہ انکے جرم کی جڑ ہے جسکی سزا انکو دی جاتی ہے مقدمہ کی روئداد سے
معلوم ہوتا ہے کہ ۲۳-اپریل ۱۸۵۷ء کی شب کو انہون نے آپس مین صلاح و مشورہ

کر کے یہہ بات ٹھہرائی کہ کارتوسون کے لینے سے انکار کرین گے انہون نے اپنے سپاہی ہونے کے فرض کو فراموش کر کے اپنے کپتانون کو اطلاع دی کہ چھاونی کی کل سپاہ جبتک کارتوس نہین لیگی ہم بھی کارتوس نہین لینگے بعض نے یہانتک اپنی گستاخی کو بڑھایا کہ پریڈ پر ایک فیر بھی نہین کرین گے جبتک کہ کارتوسون کا معاملہ بالکل فیصل نہ ہو جائیگا اگرچہ کرنیل سمائیتھ نے انکے سامنے بیان کیا کہ یہ کارتوس وہی ہین جو تیس چالیس برس سے چلے آتے ہین اور انمین چربی نہین ہے پھربھی انہون نے اسکے لینے سے انکار کیا۔ کبھی انہون نے اپنے قصور کا اقرار نہین کیا نہ انکے لینے پر اپنا پچتاوا ظاہر کیا نہ رحم کی درخواست کی اسلیئے قیدیون مین بہت سے سوارون کی سزا مین تخفیف نہین ہوسکتی مگر بعض ان مین نوجوان ہین جو اپنے تجربہ کار بڑون کے بہکانے مین آ گئے ہین انکی سزا مین نصف کی تخفیف کرتا ہون جو پانچ سال سے زیادہ کے نوکر نہین ـ

۹- مئی کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل

۹- مئی ۱۸۵۷ع کی صبح کو کورٹ مارشل کے حکم کی تعمیل ہوئی یہ پریڈ پر سپاہ ہندوستانی و یورپین جمع ہوئی تیسرے رسالہ کو حکم ہوا کہ وہ پیدل آئے پچاسی مجرم سوار حوالات مین آگے بلائے گئے وہ اپنی وردی پہنے ہوئے تھے اب بھی سپاہی معلوم ہوتے تھے اول سزا کا حکم پکار کر پڑھا گیا پھر تمام انکی وردیان پیٹھ پر سے اتاری گئین پھر لہار اپنے اوزار اور بیڑیان لیکر آئے اور جلدی سے انہون نے پچاسی سوارون کے پیرون مین بیڑیان انکے ہمراہیون کے روبرو پہنادین جس سے انکی بےعزتی کی کوئی حد باقی نہین رہی اسوقت یہہ حالت دیکھکر بہت آدمی افسوس کرتے تھے کہ وہ سپاہی جنہون نے برٹش گورمنٹ کی خدمات بڑے کڑے وقتون مین کی تھی وہ اسطرح بندھوے بنائے گئے قیدی اپنے ہاتھون کو اٹھا کر اور آوازون کو نکالکر جرنیل کے آگے گڑگڑاتے تھے کہ ایز رحم کرے اسطرح ذلیل وخوار نکرے کوئی سپاہی ایسا نتھا جسکی غصے کے مارے گردن کی رگین نہ پھولی ہون ـ جب قیدیون کو بالکل مایوسی ہوئی تو انہون نے اپنے ہمراہیون کو ملامت کرنی شروع کی کہ انہون نے ہماری ذلت کو اسطرح دیکھا ـ اسوقت گورون کی سپاہ کے ہتھیار چمک رہے تھے انکے خوف کے مارے ہندوستانی سپاہی کچھ نہین بولے ـ جیل خانہ مین قیدی سوار ہندوستانی سپاہیون کے

پہرہ مین جیلخانہ مین پہنچا دیئے گئے - پریڈ کے سپاہی غمزدہ غصے مین بھرے ہوئے
اپنی لینون کو چلے گئے - لارڈ کیننگ نے اس کارروائی پر فرمایا کہ پریڈ پر سوارون کے
پاؤن مین بیڑیان ڈالی جسکے اندر کئی گھنٹے لگے ہونگے ان سپاہیون کے روبرو جو بالفعل
ناراض تھے اور ان مین بہت سے ایسے ہین جو کارتوس کی کہانی کو یقین کرتے ہین برگیڈ
کے تیز ڈنک لگانا تھا اس برتاؤ کے بعد پچاسی[۸۵] قیدیون کو ہندوستانی پہرہ مین بھیجنا
جو انکے جرم کو خیال کرتا ہوگا اور سپاہ کے مزاج کو پہچانتا ہوگا ایسی بیوقوفی ہے جو خیال مین
بھی نہین آسکتی"۔ کمانڈر انچیف نے کورٹ مارشل کے فیصلہ کو قائم رکھا مگر یہہ کہا کہ اس مین
سول کی طرف کچھ رجوع نہین کی گئی اور پریڈ پر سپاہیون کے پاؤن مین بیڑیان ڈالنا خلاف
دستور ہے یہہ ہفتے کا دن تھا اسمین انگریزون کی آنکھ جہانتک دیکھ سکتی تھی اور انکا دماغ
جہانتک سوچ سکتا تھا انکو خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی جیل خانہ مین جو چھاونی سے دو میل تھا
قیدیون کے پاس تیسرے رسالہ کے کپتان گئے یہہ انکا فرض تھا یا رحم تھا کہ وہ سپاہیون کی
تنخواہ اور قرض کو چکادین اور انسے پوچھ لین کہ وہ اپنے کنبے کو جس سے وہ جدا ہوگئے ہین کیا
پیغام بھیجنا چاہتے ہین - جیل خانہ مین یہ کام ہو رہا تھا بازارون مین یہ وحشتناک خبرین اڑرہی
تھین کہ لینون مین بڑا خوف ہی کہ یوروپین میگزین پر قبضہ کرنے کو ہین اور دو ہزار بیڑیان جنکی
شہرت پہلے سے ہو رہی تھی تیار ہوگئی ہین جنکے تجربہ کا آغاز صبح کو ہو چکا تھا - انگریز شام کو
آپس مین خوش و خرمی سے ایسے ہی ملے جیسے ملا کرتے تھے ایک ڈنر کے میز پر یہہ ذکر ہوا کہ مسلمانون نے
دیوارون پر اشتہار لگا دیے ہین کہ انگریزون سے لڑنے کے لیئے لوگ تیار ہون اسپر انگریزون
کو غصہ تو آیا مگر یقین نہین آیا کھانا کھانے کے بعد انگریز اپنے گہرون پر ہنسی خوشی چلے گئے

میرٹھ چھاونی

یہان میرٹھ کی چھاونی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے ہندوستان مین یہہ بہت بڑی چھاونی
تھی اُسکا محیط پانچ میل تھا اسکے اندر کے رقبے کے دو حصے ٹھنڈی سڑکون سے ہوتے تھے
جسکے گرد ایک گہرا نالہ تھا جسسے چھاونی دو متوازی الاضلاعون مین تقسیم ہوگئی تھی ایک مین
یوروپین سپاہ اور دوسری مین ہندوستانی سپاہ رہتی تھی یوروپین لینین میرٹھ کے
شمالی حصے مین اور آرٹلیری بارکین دائین طرف اور ڈرسے گون کی بائین طرف اور پیدل کی

مرکز مین تھین ان آخر دونو بارکون کے درمیان چھاونی کا چرچ تھا زیادہ شمال کی طرف ایک بڑا میدان پریڈ کا تھا چھاونی مین ہندوستانی سپاہیون کی لینین جنوب کی طرف تھین اور ہندوستانی اور یوروپین لینون کے درمیان کے مقام مین بازار اور مکانات تھے جنکے گرد باغات اور درخت تھے زیادہ جنوب کی طرف شہر تھا شمالی لین مین یوروپین رجمنٹون اور توپخانون کے افسرون کے بنگلے تھے اور ہندوستانی سپاہ کے افسرون کے بنگلے ان کے سپاہیون کے نزدیک تھے برگیڈیر کی کوٹھی آرٹلیری بارکون اور میس ہوس کورٹ سے زیادہ دور نہ تھی جنرل کی کوٹھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون کے قریب تھی اس چھاونی مین جو بات قابل یاد رکھنے کے ہے وہ یہہ ہے کہ اس کے دو حصے اس طرح واقع ہوئے تھے کہ یوروپین بارکون اور ہندوستانی سپاہ کی لینون مین اتنا فاصلہ تھا کہ ایک حصہ مین جو کام ہوتا تھا اسکی خبر دوسرے حصہ مین نہین ہوتی تھی۔

مئی ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین ملکہ معظمہ کی ساٹھوین رجمنٹ رائفل اور چھٹی رجمنٹ ڈریگون گارڈس کا لیے سر (قرابین) ایک ترپ گھوڑون کے توپخانہ کا ایک کمپنی فٹ آرٹلیری کی اور ایک لایٹ فیلڈ بیٹری اور تین ہندوستانی رجمنٹین تھین۔

۱۰ مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن

اتوار کے دن صبح کو مئی کا آفتاب تابان نمودار ہوا انگریزون نے گرجا مین اپنی نماز پڑہنے کی تیاریان کین بظاہر ایک خاموشی کا عالم نظر آتا تھا مگر ایسی علامتین بھی نمودار تھین کہ جنسے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان سے کوئی بلا نازل ہونے والی ہے۔ بارکون سے ہندوستانی نوکر بھاگے جاتے تھے افسرون کے بنگلون پر بھی نوکرون کا خاص گروہ جو میرٹھ مین نوکر رکھے گئے تھے غیر حاضر ہوتے جاتے تھے۔ انگریزان باتون کو اتفاقات پر محمول کرتے تھے اور کوئی بڑی بات نہ جانتے تھے صبح کو نماز انہون نے باطمینان خاطر پڑہی۔ دوپہر کے بعد ہندوستانی سپاہیون کی لینون مین اور صدر بازار مین اور گرد کے دہات مین ایک بڑی شور و شر کی علامات ظاہر ہو رہی تھین بچے بہی جانتے تھے کہ کچھ ہونے والا ہے سب قسم کے آدمی مسلح ہو رہے تھے۔ بدمعاش لچے شہدے لٹیرے فتنہ انگیزی پر آمادہ بیٹھے تھے پاس موضعون سے اور دور دور کے مقامات سے بہت سے بدمعاش اس میدان مین جمع ہو گئے

تھے کہ ان کی لوٹ کے لیئے کوئی بڑی کمائی کی صورت ہونی والی ہے لیفٹون اور بازار والے بلکے
ملے جلے آدمیون مین مختلف قسم کے آدمی تھے کوئی انگریزون سے نفرت و عداوت رکھتا تھا
کوئی انتقام لینا چاہتا تھا کوئی مذہبی جوش مین بھرا ہوا تھا کوئی لوٹ کا بھوکا تھا لیکن اُن
سب سے زیادہ یہہ بات تھی کہ جتنا دن چڑہتا جاتا تھا اتنا یہہ خوف بڑہتا جاتا تھا کہ گورے
سر سے پاؤن تک مسلح ہوکر ہندوستانی سپاہیون پر اپنا وار کرین گے اور رات کے ہونے سے
پہلے سپاہی انکے ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال دینگے اور سب آدمیون کا قتل عام کرین گے
اور بازارون کو لوٹ لینگے۔ جب آفتاب غروب ہونے کو ہوا تو طوفان اُٹھا۔ میرٹھ کے چیپلین
مسٹر روٹن یہہ بیان کرتے ہین کہ مین مع بی بی کے شام کی نماز پڑھانے کے لیئے سوار
ہونے کو تھا کہ ہندوستانی آیا نے آنے والے خوف سے ہم کو خبردار کیا ہیم صاحب سے اسنے
منت کرکے کہا کہ آپ گھر کے اندر رہین باہر نہ جائین جب اسے پوچھا کہ تو کیون منع کرتی ہے تو اسنے
کہا کہ سپاہیون کے ساتھ لڑائی ہوگی اس کی بات پر اعتبار نہین آیا اور اگر اس خبر کے سننے سے
میم صاحب نہ چونک پڑی ہوتین تو مین اس بات پر ذرا متوجہ نہین ہوتا بی بی کے کہنے سے
دو بچون کو جنکے چھوڑ جانے کا ارادہ پہلے آیا کے پاس تھا پادری صاحب نے اپنے ساتھ
بگھی مین سوار کیا۔ اب جلدی سے ہم کو معلوم ہوا کہ آیا نے بے وجہ کچھ نہین کہا تھا پہلے
اس سے کہ ہم گرجا مین پہنچے بندوقون کی آوازین آرہی تھین اور ہندوستانی سپاہیونکی
گھرون سے دھوئے کے بادل اُٹھتے دکھائی دیتے تھے" ہم نے بی بی بچون کو ایک
پناہ کی جگہہ مین چھوڑا اور خود گرجا کے احاطہ مین داخل ہی ہوئے تھے کہ ساٹھوین رائفل
رجمنٹ کا بگل بجا کہ خوف ہی جمع ہو۔ برٹش سپاہی اپنی بارکون مین دوڑے گئے کہ اپنے
ہتھیار اور گولی بارود لین۔ نماز کی جماعت آدھی نماز چھوڑکر جلدی سے پراگندہ ہوگئی
بعض انگریز اپنے گھرون کو گئے بعض قریب کے گاردون مین چلے گئے۔
یہہ کبھی نہین معلوم ہوگا کہ غضبناک کھلی بغاوت جسکی نشانیان یہہ غل شور مچنا اور شورش کا ہونا
تھین اول کہان سے اٹھی اینون مین کون کونسی مجلسین اور سازشین ہوئین آیا فسادیون کے
چھٹانے کی یا چھاونی کے جلانے کی یا سب عیسائیون کے افسرون کے مار ڈالنے کی کوئی

منتظمہ تجویزین ہوئی تھین یہہ سب باتین فقط دھندلے قیاسات سے بیان کی جاتی ہین
اس فرض کے خلاف ظنون غالبہ موجود ہین کہ میرٹھہ مین ہندوستانی سپاہ نے سوچ
بچارکر ایسی مہم اختیار کی جسمین بظاہر مایوسی معلوم ہوتی تھی - وہان انگلش سپاہ کثرت سے
تھی یوروپین سوار پیدل توپخانے بغاوت کے وقت مقابلہ کرنے کو موجود تھے عقل کے
موافق کوئی امید نہ تھی کہ وہ جلدی سے باغیون کا کچلا نکالکر معاوضہ نہ لینگین ؟ ہندوستانی
سپاہی انگلش سپاہیون کی قوت اور مزاج سے خوب واقف تھے وہ کیا انکے اتفاقیہ
بیکار رہنے پر اعتبار کرسکتے تھے جسکی نظیر انہون نے پہلے کبھی نہین دیکھی تھی ؟ ہندوستان مین
میرٹھہ کی جنگی چھاونی کے برابر کوئی ایسی چھاونی نہ تھی جسمین سپاہیون کے بلوہ کرنے کا
ذرا سا بھی گمان ہوسکتا ہو - میرٹھہ دنیا کے بہترین توپخانون کی رجمنٹون کا ہیڈکوارٹر تھا
اس مین انگریزون کی اس قوت کی چیرہ دستی ہی نے سپاہیون کو دہشت و مایوسی مین
گرفتار کیا تھا جسنے انکو دیوانہ بنا دیا تھا مرتا کیا نہ کرتا - جیسے یہہ غیر متوقع نتائج اتوار کی رات کو
پیدا ہوئے کچھہ دنون سے یہہ نحس خبر اڑرہی تھی کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ یوروپین عنقریب
دفعتہً سپاہیون کی رجمنٹون پر آنکر لوٹ پڑے گی اور انکے ہتھیار لے لینگے اور ہر ایک سپاہی
کو پابزنجیر کرینگے سپاہی خوف زدہ ترسان لرزان ہوکر یوروپین رجمنٹون کی ہر حرکت کو دیکھتے
تھے کہ اب ہم پر آفت آتی ہے جب ساٹھوین رجمنٹ گرجا کے جانے کے لئے پریڈ پر جمع
ہوئی تو سپاہیون کو یقین تھا کہ اب قیامت کی ساعت ہمارے سر پر آئی - تیسرا رسالہ سب سے
زیادہ بالطبع افروختہ خاطر تھا اسکے پچاسی سوار جیلخانہ مین بیٹھے ہوئے رورہے تھے غم الم
شرم غیض و غضب ان کے دلون مین اپنے ہمراہیون اور اپنے خوف کے سبب سے طاری تھی
بازار کے آدمی ان پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تمہارے بھائی قیدخانہ مین بیڑیون کا زیور اس سبب سے
پہنے ہوئے بیٹھے ہین کہ وہ اپنے ایمان سے نہین پھرے اور تم نامرد ہو اپنے ایمان کی پروا
نہین کرتے اگر تم مین رتی بھر بھی مردانگی و غیرت و حمیت ہو تو بھائیون کو چھڑاؤ - سپاہیون نے
ایک دن جو پہلے سوارون کا حال دیکھا اسکو اس ظلم کا سایہ جانتے تھے جو انپر ہونے والا تھا جب
جب یوروپین سپاہی گرجا مین جانے کے لئے اپنی تیاری کررہی تھے تو ہندوستانی سوار اپنے

گھوڑون پر سوار ہوکر مہمیز ین مارتے ہوئے پرانے جیلخانہ کی طرف دوڑ رہے تھے*

اب معلوم ہوا کہ ایک بڑی مہلک غلطی یہہ کی گئی تھی کہ جس جیلخانہ مین یہہ سوار مقید ہوئے تھے اسکی محافظت اچھی طرح نہین کی گئی تھی جیلخانہ سول کے اختیار مین تھا بیسوین رجنٹ کے کچھ سپاہی زیادہ پہرہ کے لیئے جیلخانہ پر بڑہائے گئے تھے سوار جانتے تھے کہ ان سپاہیون کے دلون مین کیا ارادہ ہے سب سوار جنہین کچھ اپنی وردی کچھ اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے کمر سے کرچین کھینچے ہوئے پستول لگائے ہوئے جیلخانہ پر گئے اور جیلخانہ کو توڑکر اور لہارون سے پچاشی سوارون کی بیڑیان کٹوا کر اپنے پیچھے گھوڑون پر بٹھا کر پیدلون کی لین کی طرف چلے اور جیلخانہ کے اور قیدیون کو انہون نے چھٹایا نہین اور جیلخانہ کو جلایا نہین اور یورپین جیلر کو اور اسکے کنبے کو ستایا نہین۔ سوارون کے سوار اور قیدیون کو چھٹانے کے باب مین مختلف روایات ہین مگر مسٹر ولیمس صاحب کمشنر میرٹھ کی سرکاری رپورٹ مین یہہ لکھا ہے کہ سوارون نے نئے جیلخانے کے قیدیون کو جو آٹھ سو کے قریب تھے نہین چھٹایا مگر پرانے جیلخانے کے قیدیون کو جس مین سات سو تئیس قیدی تھے چھٹایا تھا یہہ جیلخانہ لین اور چھاونی کے درمیان تھا۔ کرنیل میلسن نے اپنی دلچسپ تاریخ بغاوت مین تحریر کرتے ہین" کہ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء شام کی چرچ پریڈ بہ نسبت اتوار کی نسبت آدھ گھنٹے کے بعد ہوئی یہہ میرا یقین ہے کہ اس آدھ گھنٹے کی دیر نے ہم کو خوفناک حادثہ سے بچایا ان دنون مین برٹش سپاہ نماز کے لیئے بغیر ہتیارون اور گولی بارود کے گرجا مین جاتی تھی صرف ان پاس پیدل کے ہتھیار ہوتے تھے۔ باغیون کو وقت کی تبدیلی سے آگہی نہ تھی اسلیئے انہون نے آدھ گھنٹہ پہلے دنگہ مچادیا اگر وہ یہہ انتظار کرتے کہ ساٹھوین رجمنٹ گرجا مین عافیت سے بیٹھے تو پھر وہ چھوٹا سا گارد جو رائیفل اور توپون پر تھا انکو مزاحم نہ ہوسکتا تو وہ محفوظ سپاہیون کو جو گرجا کی چار دیواری کے اندر بھیڑون کی طرح بند تھے بالکل فنا کر دیتے خدا نے ہم کو بچایا۔ جب اول سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے یورپین لین پر آئے تو انہون نے دیکھا کہ گورے اپنی جگہہ پر پریڈ پر کھڑے ہین انہی قتل عام کرنے کی امید کے بجائے انپر خوف طاری ہوا کہ یہہ یورپین سپاہ جو لیس کھڑی ہے ہم سے اپنا عوض لیگی اس خوف نے انکی ساری تدبیرون کو الٹ دیا اور

انہون نے وہین بھاگنے کی تیاری کی۔

جب یہہ واقعات گذر رہے تھے وہ ہندوستانی رجمنٹین وحشیانہ خشمناک اپنی اپنی پریڈون پہ جمع ہوئین اور اپنی بندوقین بکثرت چھوڑنی شروع کین اور اپنے چھپرون مین آگ لگائی۔ جب انگریزی افسرون نے یہہ فساد دیکھا تو وہ سپاہیون کی لینون مین انتظام کے لیئے دوڑے گئے حتی المقدور انتظام کے لئے کوشش کی مگر اس سے کچھہ فائدہ نہین ہوا سپاہی اپنے جامہ سے باہر ہو گئے دو نو دھمکیون اور منتون کے سننے مین وہ بہرے ہو گئے تھے انہون نے اپنے افسرون پر حملہ نہین کیا مگر انکو متنبہ کر دیا کہ کمپنی کا راج ختم ہوا۔ انہون نے یہہ رحم جو اپنے افسرون پر کیا وہ غیر رجمنٹون کے افسرون پر نہین کیا کرنیل فنِس صاحب جو چالیس برس سے ہندوستانی سپاہیون کی افسری کرتے تھے اور انکو بالکل سپاہیون کی وفاداری پر یقین تھا وہی اول قتل ہوئے وہ اپنی گیارہوین رجمنٹ کو فہمائش کر رہے تھے کہ وہ اپنی نمک حلالی پر متوجہ ہون کہ بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون نے انپر گولیان چلا کر مار ڈالا۔

میرٹھ مین رجمنٹون کا فساد

اب قتل و لوٹ مار کا بازار گرم ہوا جس مین بازارون کے اور ہمسایہ کے دیہات کے آدمی بڑی خوشی سے شریک ہوئے مسٹر سمائیتھہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ لوگ سب مسلح تھے وہ سپاہیون کے حملہ کرنے سے پہلے قتل پر آمادہ تھے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ پوری طرح سے اس واقعہ سے واقف تھے جو وقوع مین آنے والا تھا ہر طرف سے وہ ہزارون آدمی ٹوٹ پڑے اور حیرت ناک ذراسی دیر مین ہندوستانی رجمنٹون نے افسرون کے بنگلون پر جمع ہو کر انمین آگ لگا دی علاوہ کرنیل فنِس کے انہون نے سات افسرون اور تین افسرون کے بی بی بچون کو قتل کیا ادہر اُدہر جہان انگریزون اور انکے بی بی بچون کو پھرتے ہوئے دیکھا مار ڈالا۔ شہر کی نواح سے آدمی ایسے دوڑے چلے آتے تھے جیسے کہ کھیتون سے درندے شکار کے لیئے نکلتے ہین ڈکٹر ہیو گو صاحب لکھتے ہین کہ شہرون مین مثل جنگلون کے پھٹ ہوتے ہین جنمین ہر ایک چیز جو نہایت موذی اور بیہتا (؟) اکثر ہوتی ہے مخفی ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ شہرون مین جو چیزین مخفی ہوتی ہین وہ خونخوار ناپاک

قتل و غارت گری

اور چھوٹی ہوتی ہیں یعنی بدصورت اور جنگلیون جیسی جو چیزیں چھوٹی ہوتی ہیں وہ خونخوار وحشی اور بڑی ہوتی ہیں یعنی خوبصورت۔ غرض حیوانون کے بہٹ آدمیون کے بہٹ سے بہتر ہوتے ہین" میرٹھ کی چھاؤنی سے آدمیون نے نکلکر درندون کا کام کیا۔

اب سپاہیون کو اپنی پڑی۔ انہون نے سرکار کمپنی کے دامن کو تو بالکل چھوڑ دیا تھا وہ قتل و غارتگری و آتش زنی کے مجرم تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم میرٹھ مین رہین گے تو ہم سے سخت بازپرس کیا جائیگا۔ اسلیئے انہون نے دہلی کا رستہ فوراً لیا انکو یہ موقع ملا تھا کہ انہون نے اس باب مین دہلی کی پلٹنون کے افسرون سے پہلے ہی سے مشورہ لے لیا تھا انکے افسر تیسرے رسالہ کے لیئے جو کورٹ مارشیل میرٹھ مین مقرر ہوا تھا اسمین مقرر ہوکر آئے تھے انکو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ انکی امداد سیگزین کے لیئے اور مغل خاندان کے مردہ سلطنت کے دوبارہ زندہ کرانے مین کوشش کرینگے وہ یہی پکارتے تھے کہ دہلی کو چلو چنانچہ وہ گئے اور اپنے لینون مین سوار اپنے افسرون کے گھر کی خاک کے اور انگریزون کی لاشون کے خاک تک نہین چھوڑا۔

اب سوال یہ ہے کہ اسوقت برٹش سپاہ کہان تھی؟ جسوقت فساد کی خبر ہوئی وہ مسلح ایسی تھوڑی تھی ہین ہوئی جسپر اعتبار نہین ہوتا لیکن اس تاخیر کا سبب نہین معلوم ہوتا جو اسکو اس مقام کے پہنچنے مین کی جہان اسکی امداد کے لیئے اشد ضرورت تھی ہندوستانی سپاہیون کی لینون سے جنپر سو گز کے فاصلہ پر کارسینیر اپنی بارکون مین تھی ساٹھوین رائفل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکے پیچھے ارٹلیری تھے۔ برگیڈیر ولسن صاحب نے ایک کمپنی ساٹھوین رجمنٹ کی خزانہ کی حفاظت کے لیئے بھیجی ایک دوسری کمپنی کو بارکون کی محافظت سپرد کی باقی کمپنیان اور کارسینیر اور آرٹلیری کو ساتھ لیکر آہستگی کے ساتھ وہ ہندوستانی لینون کی طرف گیا جب وہ یہان پہنچا تو تاریکی تھی لیکن روشنی ایسی تھی کہ اس مین مکانون کے کھنڈرون اور افسرون کے لاشون کے نظر آنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بے رحمی و سنگدلی سے بغاوت ہوئی ہے۔ جلے ہوئے چھپرون کے پیچھے سے چند گولیان چھوٹین لیکن کوئی زندہ آدمی نظر نہین آیا سوا دو تین سوارون کے جو فاصلہ پر جیلخانہ سے آتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ اب سپاہیون کا گروہ یہان نہین رہا لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کہان گیا ایک بڑا طول طویل مباحثہ ہوا

وہ اپنے گھر کو لوٹے جیلخانہ سے آتے تھے تو ایک ہندوستانی افسر نے اُنسے کہا کہ سپاہیون نے اپنا یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیون کو قید سے چھڑائین اور جیلخانہ کے ہندوستانی سپاہیون کے پہرہ نے اُنسے وعدہ کرلیا ہے کہ ہم اس کام مین انکے مدد معاون ہونگے۔ گف صاحب نے لفٹنٹ کرنیل سمائتھ کے پاس فوراً جاکر اس بات کی اطلاع دی جو انہون نے سنی تھی لیکن کرنیل نے اسپر پوہ پوہ (چھی چھی) کرکر کہا یہہ خیال ہنسی کے قابل ہے مین ایسی لوچھی باتون کا یقین نہین کرتا۔ سہ پہر کو گف برگیڈیر ولسن سے ملا اور اس خبر سے اطلاع دی جو سنی تھی تو ذرا سا بھی نقش اسکے دل پر اس خبر کا نہین ہوا جیسے کرنیل سمائتھ نے اس خبر کو حقارت کے ساتھ یقین نہین کیا تھا ایسے ہی ولسن صاحب نے نہین کیا۔ دوسرے دن اتوار کو یہی ہندوستانی افسر مذکور دو سوارون کو ساتھ لیکر گف صاحب کی کوٹھی پر گیا اور چلایا کہ بلوہ شروع ہوگیا ہے اور ہندوستانی سپاہی افسرون پر گولیان چلا رہے ہین۔ گف صاحب اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ان مین سوارون کے ساتھ جہانتک جلد ممکن تھا پیدل سپاہ کی پریڈ کے میدان مین گیا اسوقت یہان بلوہ بڑی شدت سے ہو رہا تھا جسکا اوپر بیان ہوا۔ بعض سپاہی وردی اور بعض اپنا ہندوستانی لباس پہنے ہوئے ادھر اُدھر منتشر ہوکر دوڑ رہے تھے ناچتے کودتے غل غپاڑہ ایسا کرتے تھے کہ انہون نے کوئی گڑھ فتح کرلیا ہے اور ان شیطانی کامون پر چھپرون کے جلنے کی دھندلی روشنی پڑ رہی تھی۔ جب گف صاحب کے گردہ کو سپاہیون نے دیکھا کہ انہون نے تینون سوارون سے کہا کہ تم رستہ مین سے پرے ہی جاؤ ہم صاحب پر گولیان چلاتے ہین مگر سوارون کو اس کہنے کی کچھ خبر نہ ہوئی سپاہیون نے گولیان مارین مگر کوئی گولی کسی کے لگی نہین۔ گف صاحب نے یہہ حال دیکھکر کہ اب بلوہ روکنے پر کوئی اختیار نہین ہا وہ اپنے تین سوارون کے ساتھ اپنی لین مین آئے تو وہان انہون نے دیکھا کہ سپاہی اپنے گھوڑون پر زین لگا رہے ہین اور جھنڈون کے سیگزین توڑکر گولی بارود لے رہے ہین انہون نے اس برافروختگی کے فرو کرنے مین کوشش بیفائدہ کی ری کرو ٹون (رنگ روٹ) نے دو گولیان انپر چلائین مگر انکی جان لینے کا سپاہیون نے عزم مصمم نہین کیا۔ آخر کو ہندوستانی افسرون نے اُنسے کہدیا کہ اب ہم آپکی جان بچانے کے ضامن نہین ہوسکتے۔ اسوقت بالکل

کہ اب تعاقب کے لیئے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جسکا فیصلہ یہہ ہوا کہ سپاہ اپنی چھاونی کے سرے پر جائے اور ٹھنڈی سڑک پر کھلے میدان مین رات کو شب باش رہے جنرل اور برگیڈ کو شہر کے بلوہ و فساد کے غل و شور نے جسکو وہ سنتے تھے مغالطہ مین ڈالدیا اور اس سے انہون نے یہہ نتیجہ نکالا کہ شہر کی دیوارون کے اندر سپاہ مجتمع ہے اور انکو یہہ امید تھی کہ وہ چھاونی کے اس حصہ پر حملہ کریگی جہان یوروپین رہتے ہین انکو صبح تک یہہ نہین معلوم ہوا کہ کل تینون رجمنٹین دہلی کو روانہ ہوگئی ہین بعد از وقوع واقعہ ۱۰ مئی کو دانشمند بننا آسان ہی کہ اس پر آشوب حوادث کے موقع پر میرٹھ کی سپاہ نے اپنی مستعدی چستی و چالاکی و قوت و زور کو نہین دکھایا اسکا کوئی سبب معقول نہین بیان ہوسکتا مگر یہہ امر ایسا بھی نہین ہے کہ وہ مستوجب سزا ہو بعد ازان کمانڈنگ افسرون پر سخت لعنت ملامت ہوئی کہ انہون نے بلوہ و غدر کا حال پہلے ہی سنکر کافی مستعدی و آمادگی نہین کی انہون نے اس بات کے تحقیق کرنے مین کوشش نہین کی کہ باغی کہان گئے کوئی کوشش انہون نے نہین کی کہ باغیون کو دہلی پہنچنے سے پہلے انکو جاکر پکڑ لیتے گورنمنٹ انڈیا نے اپنی ناراضی کو جنرل ہیوٹ کے معزول کرنے سے جتلایا -

معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین برگیڈیر ولسن بھی ایسا ہی بالکل متحیر و سراسیمہ تھا جیسے اور انگریزی افسر تھے لیکن اسکی وجہ کیا تھی کہ تیسرے رسالہ کے سوارون نے جب باغیانہ طریقہ اپنا دکھایا تھا تو ۹ تاریخ کی پریڈ ہونے کے بعد ایسی تدبیرین کیون نہین اختیار کی گئین کہ جن سے پھر غدر ہونا ممکن ہوجاتا یا غالباً نہ ہوتا اسکا سمجھنا مشکل ہے اگر کوئی اسکی وجہ سمجھی جاسکتی ہے تو وہ الا بیحد اعتقاد و وجہ ہندوستانی سپاہیون کی وفاداری پر تھا اور ان بغاوت کے ارادون کا یقین نہ کرنا تھا جنسے ایسے شامت زدہ نتائج ساری ہندوستان مین نمایان ہوئے تھے — حکایت مفصلہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ میرٹھ کے حکام کو کیسا کورانہ اعتماد اور اعتقاد تنہا سپاہ کی وفاداری پر تھا ۹ تاریخ کی دوپہر کو تیسرے رسالہ کے افسر قیدی سوارون کے پاس جیلخانہ مین گئے کہ قیدیون کی تنخواہون کا حساب کرکے دیدین تو ان افسرون مین لفٹنٹ میوگف صاحب بھی تھے (جو پیچھے لفٹنٹ جنرل سر ہیوگف دکٹوریا کراس جی سی بی ہوگئے تھے) جب

اندھیرا تھا گف صاحب مع اپنے معتمد سوارون کے یوروپین لین کی طرف گئے انکو راستہ مین آدمیون کی بڑی بھیڑ ملی جو باھر سے چلے آتے تھے انکے پاس تلوارین اور لکڑیان اور ہتھیار تھے ان کو پھاڑ چیر کر وہ نکل گئے ہندوستانی افسر اور دو سوار انکے پیچھے قریب تھے انہون نے صاحب کا ساتھ جب تک نہین چھوڑا کہ آرٹیلری میس صاحب کو نظر آیا تو انہون نے اپنے گھوڑون کی باگین تھام کر کہا کہ اب ہم آپ کے ساتھ نہین جاینگے ۔ ہرچند صاحب نے انکو اپنے ساتھ رہنے کے لیے کہا مگر ذرا اثر نہین ہوا انہون نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ہم اپنے دوستون اور رشتہ دارون کو چھوڑ دین انہون نے صاحب کو مودبانہ سلام کیا اور اپنے باغیون کے ساتھ گھوڑے دوڑائے پھر گف صاحب نے ان اپنے دوستون کی جنہون نے مصیبت کے وقت مین دستگیری کی تھی تلاش کی مگر کچھ پتا نہ ملا ٭

ہرچند میرٹھ کے حکام ان باتون کے سبب سے ملامت کے مستحق ہین کہ انہون نے ابتدا بغاوت مین کاہلی کی اور جب باغی بھاگ گئے تو انکی سراغ رسانی مین اور تعاقب کرنے مین دہلی کی راہ پکڑنے کے اندر کوتاہی کی اور کوئی مستعدی و چالاکی نہین دکھائی ۔ مگر مجھے اس مین شبہ ہے کہ سپاہیون کے تعاقب کرنے سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا یا یہ ممکن بھی تھا کہ انکو دہلی پہنچنے سے پہلے یوروپین سپاہ جا لیتی ۔ تعاقب کرنے کے لیے تھوڑے یوروپین سوار جا سکتے تھے اسلیے کہ وہ ہندوستان مین تھوڑے ہی دنون سے آئے تھے اکثر انہین رنگ روٹ تھے اور ہنوز وہ سواری سیکھنے کے اسکول مین گھوڑون پر قواعد کرنا سیکھتے تھے ۔ ان کے گھوڑے سدھے ہوئے نہ تھے ۔ یہہ چند سوار گھوڑون کے توپخانہ کے ساتھ تعاقب کے لیے بھیجے جا سکتے تھے لیکن وہ باغی سوارون کی دوڑ کو نہین پہنچ سکتے تھے اور جب پیدل سپاہیون کو معلوم ہوتا کہ یہہ سوار ہمارے تعاقب مین آتے ہین تو وہ ملک مین جسمین وہ خوب واقف تھے منتشر ہوجاتے اور تاریکی مین وہ نظر بھی نہ آتے اسلیے تعاقب سے ان کا کچھ بگاڑ نہین ہو سکتا تھا ۔ میرٹھ سے دلی چالیس میل کے فاصلہ پر ہے ساٹھوین رجمنٹ گورون کے لیے یہ ممکن تھا کہ وہ مئی کی خوفناک گرمی مین سفر کر کے ۱۱ مئی کی شام سے پہلے پہنچ سکتے ۔ دہلی مین قتل و غارت اس تاریخ کی صبح ہی سے شروع ہو گیا تھا تینون ہندوستانی رجمنٹین اور توپخانہ جو دہلی کی چھاؤنی مین تھا وہ میرٹھ کے سوارون سے

[illegible]

انکے پہنچنے سے پہلے ہی مل گیا تھا۔ میگزین جس مین اسباب جنگ بہت موجود تھے وہ بادشاہ کے اختیار مین آگیا تھا اور شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندے فرنگیون کے مرد وعورت بچون کے قتل عام کرنے کے لیئے اور انکے مال و اسباب کے لوٹنے کے واسطے مدد کرنے کو تیار تھے۔

میرٹھ کی سرکشی کے تمام حالات پر غور وخوض کرکے یہہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر باغیون کے تعاقب مین ایک چھوٹا سا گروہ سوارون کا جو بہم پہنچ سکتا تھا دسوین کی رات کو باغیون کے تعاقب مین بھیجا جاتا تو کچھ فائدہ نہ ہوتا اور کل سپاہیون کے دلون مین وہ جوش وخروش تھا کہ میرٹھ کے حکام خواہ کیسی ہی مستعدی و چستی سے کام کرتے وہ بغاوت کو نہین روک سکتے تھے۔ سپاہیون نے اپنا عزم مصمم کرلیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کی صحبت کو ترک کیجیئے اور یہہ ترک کب اور کیونکر کیجیے وقت و موقع پر موقوف رکھا تھا۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون پر کوئی رات ایسی دہشت ناک نہین گذری جیسی کہ دسوین گیارہوین کی درمیانی شب گذری۔ چارون طرف انگریزون کے بنگلے جل رہے تھے اور انکے شعلے دھوئون کے بادلون مین طرح طرح کے رنگ صورتین دکھا رہے تھے عمارتون کے چوبی حصون کی چھتون کے گرنے کی آوازین نکل رہی تھین باغیون کے غل شور و بندوقون کی آوازین دلون کو ہلا رہی تھین۔ جلے ہوئے مکانون سے جو عیسائی عورتین مرد بچے باغون اور اور مکانون مین پناہ لینے جاتے تھے تو باغی انکا پتا لگا کے اکثر گولیون سے مار ڈالتے تھے یا اور طرح سے انکے ٹکڑے اڑاتے تھے۔ بعض تاریکی کے سبب سے چھپ چھپا کر پناہگاہون مین پہنچ جاتے تھے بعض ہندوستانی ملازم ان بیوفاؤن مین ایسے وفادار تھے جنہون نے اپنے گورے رنگ کے آقاؤن کی جانون کو بچایا اور محسن کشی نہین کی سید میر خان (سردار بہادر) ایک باشندہ افغان نے کمشنر اور انکی میم صاحب کی جان بچائی بعض میمین جنکے شوہر پلٹنون مین اپنے فرض منصبی ادا کرنے گئے تھے اپنے جلتے ہوئے گھرون مین بڑی بیرحمی سے قیمہ قیمہ ہوئین چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اپنی ماؤن کے سامنے قتل کیئے گئے لیکن بعض لیڈیان ایسی دلاور ہمت والی تھین کہ انہون نے اور لیڈیون کی جانین اپنی جان پہ کھیل کر بچائین۔ ان لیڈیون کی ہمت مردانہ کے حالات لکھنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے وہ اس کتاب مین نہین لکھ سکتے۔

دسوین گیارہوین کی درمیانی رات سنہ ۱۸۵۷ع

میرٹھ کے برگیڈ نے جیسے رات کی تاریکی میں کچھ کام نہین کیا تھا ایسے دوسرے دن کی صبح کی روشنی مین کچھ کام نہین کیا انگلش سپاہ رات کو سو کر بیدار ہوئی تو اسکو معلوم ہوا کہ دونہزار باغی دہلی کو روانہ ہوئے ۔ اب بعض کی یہہ رائے ہے کہ اگر توپخانہ اور سوار تعاقب مین جاتے تو دو پہر سے پہلے دہلی مین پہنچ جاتے اور بغاوت کو روک دیتے اس باب مین ہم پر فیلڈ مارشل لارڈ رابرٹس کی رائے لکھ چکے ہین اسسے بہتر ہم اورون کی رائون کو نہین سمجھتے اسلیے نہین لکھتے +

اس رات کے بعد دن

یہہ بات بھی کچھہ کم حیرتناک نہین ہے کہ باوجودیکہ سپاہیون کے سوار اور آدمیون نے بھی بڑے بڑے جرم کئے تھے اور انکا ثبوت بھی موجود تھا مگر انگریزی افسرون کے دلون مین انتقام کا جوش نہین اٹھا کہ وہ ان مجرمون کو سخت سزا دیتے پیر کی صبح کو بازارون مین انگریزون کے گھرون کا لوٹ کا اسباب بھرا ہوا تھا جو شب گذشتہ کے جرمون کا کافی ثبوت تھا بہت سے قاتل ایسے تھے کہ جنکے ہاتھ ابھی خون مین سرخ تھے لیکن کوئی رجمنٹ ان مجرمون کے تباہ کرنے کے لیے نہین متعین کی گئی مُردون کی لاشین جمع کی گئین اور شام کو رنج والم کے ساتھ دفن کی گئین عورتون اور بچون کے قاتل اور انگریزون کے گھرون کے غارتگر گلیون مین بجاتے اور مونچھون پر تاؤ دیتے پھرتے تھے انگریزون کی لاشون اور اعضا بریدہ مُردون کے گرد خوش خوش جتھون کے گروہ پھرتے تھے مگر سپاہ کے کسی کولم نے صدر بازار سے اپنا فوراً انتقام نہین لیا ۔ بازار مین بہت تھوڑے ہی گھر ایسے ہونگے جنکے اندر انگریزون کی کوٹھیون کا لٹا ہوا اسباب موجود نہو لیکن انکی کوئی تلاشی نہین لیتا تھا صرف ایک قصائی کو جسنے ایک میم کو قتل کیا تھا پھانسی دیگئی اور ایک آم کے درخت مین اسکی لاش لٹکائی گئی ۔ غرض میرٹھ جیسی اور تمام ملک مین مجرمون کو سزائین دی گئین نہین دی گئین میرٹھ مین انتقام لینے کا عزم بڑا سست تھا باغی سوارون کے کنبے میرٹھ مین رہ گئے تھے انسے حکام نے کچھ تعرض نہین کیا انکو دہلی سے سوار جاکر میرٹھ مین لے آئے وہ اپنے کنبے پر حاکمون کی عنایت اور رحم کو نہین سمجھے بلکہ یہہ کہنے لگے کہ انگریزون کے ایسے ہوش و حواس اڑے ہوئے ہین کہ انکو ہمارے جانے اور کنبے کے لے آنے کی خبر نہین ہوئی اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ میرٹھ مین بعض انگریزون نے بڑی بڑی بہادری کے کام کئے

مجرمون سے انتقام نہ لینا

جو تاریخ مین اچھی طرح لکھے گئے ہین مگر اسکے ساتھ یہ بات بھی بھولنی نہین چاہیئے کہ بہت سی عمدہ مثالین ایسی ہین کہ جنہین ہندوستانیون نے انگریزون کی جان بچانے مین اپنی جان بازی کی جنکے انگریز نہایت ممنون منت ہین - ا۔ ہندوستانی پیدل کے دو سپاہیون نے دو لیڈیون اور ان کے بچون کو ڈریگیون بارک مین پہنچا دیا۔ شہر مین ایک مسلمان نے دو عیسائی کنبون کو اپنی جان پر کھیل کر بچایا ایک دھوبی اور ملازمہ نے ایک لیڈی کے بچون کو قتل ہونے سے بچا دیا لیڈی کو بھی وہ ہندوستانی لباس پہنا کے بچانا چاہتے تھے مگر ایک بدمعاش نے برقعہ اٹھا کر زرد چہرہ دیکھا اور اسکو مار ڈالا

باب سوم

دہلی پر باغیون کا قبضہ

دلی کا حال

جب سے کہ میرٹھ مین سوار قید ہوئے تھے دلی مین وہان کی بڑی متوحش خبرین غدر کے ہونے کی آتی تھین جنکو شہر کے بعض گروہ سنکر بڑے خوش ہوتے تھے ۹ - مئی ہفتہ کا ذکر ہے کہ مسٹر الیف ٹیلر صاحب پرنسل دہلی کالج نے مولوی سید محمد صاحب مدرس اول عربی سے پوچھا کہ شہر کی کیا خبر ہے تو انہون نے کہا کہ میرٹھ مین غدر مچنے کی خبرین مشہور ہو رہی ہین اور لوگ یہ کہہ رہے ہین کہ بنگال حاطہ کی ساری فوج ہندوستان مین انگریزون سے برگشتہ ہو رہی ہے اور اب انگریزی عملداری کا خاتمہ ہے یہ خیال دیوانون کا ہے سرکار دوالاقتدار کا انتظام وہ اعلے درجہ کا ہے کہ سلطنت مین خلل پڑنے کا خیال بھی نہین ہو سکتا پرنسپل صاحب نے یہ سنکر اپنا ہاتھ اٹھا کر یہ خدا کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ سلطنت خدا کی مرضی پر موقوف ہے انسان کے انتظام پر نہین غرض دہلی کے مفسد بدمعاش غدر کے منتظر بیٹھے تھے اور انکو اسکے ہونے کا بالکل یقین تھا۔

اس رات کو میرٹھ کا انگلش بریگیڈ پریڈ کے بڑے میدان مین سوتا تھا اور تیسرے رسالہ کے سوار چاندنی رات مین گھوڑون پر سوار دہلی کی طرف پریان تھے کہین انہون نے گھوڑون کی باگ نہین کھینچی پیدل پلٹنین بھی انکے پیچھے پیچھے خوف کے مارے کشان کشان لمبے قدم اٹھا

ہوئی دوان تحقیق اس بات کا یقین مشکل سے ہوتا ہے کہ اتوار کی رات کو کسی ہندوستانی سپاہی
نے اپنی بندوق کا فیر بغیر اس حالی یقین کے کیا ہو کہ اب مین شہید ہونگا انکے سر پر وہی جنون سوار تھا
جو خودکشی مین ہوا کرتا ہے بالفعل وہ سپاہی غصے کے مارے دیوانے ہو رہے تھے اور آیندہ کے خوف سے
وہ بےتاب تھے کارابائن (قرابین) اور رفلون اور گراپ زن توپون کو جانتے تھے کہ اب ہمارے پیچھے آتی
ہین اور ہماری جان لیتی ہین - چاندنی رات مین وہ آگے بڑھتے جاتے تھے اور پیچھے دیکھتے جاتے
تھے کہ کہین ڈریگون ہماری موت کا فرشتہ تو نہین آتا - لیکن گھنٹہ پر گھنٹہ گذرتا گیا انکو اپنے
تعاقب مین کسی گھوڑے کے پاؤن کی آہٹ بھی سننے مین نہین آئی - صبح ہوتے ہی ان کو اپنی
جمناجی کے درشن ہوئے جمناجی کی جے کا آوازہ لگایا اور اب وہ شہر انکی آنکھون کے سامنے تھا
جسکو وہ اپنا ملجا و ماوا بنانا چاہتے تھے اول سیلم پور مین پرسٹ کی چوکی کو آگ لگائی اور اُسکے
کلکٹر کو قتل کیا - آٹھ بجے سے پہلے جمنا کی کشتیون کے پل سے چند سوارون نے جو سب سے
آگے بڑھے ہوئے تھے عبور کیا مسٹر ٹوڈ صاحب کو جو میرٹھ کے تار کے بگڑ جانے کی درستی
کے لیے جاتے تھے پل پر ابنر ہاتھ صاف کیا اور کلکتہ دروازہ پر گئے جسکو بند دیکھا تو قلعہ کے
نیچے جھروکون مین آئے - میرٹھ سے رات کو ہندوستانیون کی معرفت دہلی مین بغاوت
سپاہ کی خبر بھیجنے مین بہت روپیہ خرچ کیا گیا اور یہہ خبر بہت سویرے اندھیرے مین مسٹر
سائمن فریزر صاحب کمشنر اور ہچنسن صاحب کلکٹر دہلی پاس پہنچ گئی - شہر مین اس
خبر کی نسبت یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ رات کے دس گیارہ بجے مسٹر سائمن فریزر صاحب
کمشنر کے نام ایک سوار چھٹی لایا جمعدار چٹھی لیکر صاحب کمشنر پاس گیا وہ سوتے تھے جمعدار نے
کئی دفعہ پکار کر انکو جگایا اور چٹھی دی کہ یہہ میرٹھ سے ایک سوار لایا ہے - کمشنر صاحب نے
جمعدار کو جھڑکا کہ باہر جاؤ اور چٹھی بغیر پڑھے جیب مین ڈالکر پھر سو گئے - سوار کی زبانی خدمتگارون کو
میرٹھ کا حال معلوم ہوا اسنے کہا کہ مجھے پیڑول سنے یہہ چٹھی دیکر کہا کہ بہت جلد رات کو پہنچا دو
مگر کمشنر صاحب کو دوبارہ جگانے کی جرأت خدمتگارون کو نہین ہوئی - سرکاری تحقیقات سے
یہہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کمشنر پاس کوئی خبر اسطرح نہین پہنچی جسطرح کہ وہ شہر مین مشہور
ہوئی انکو وہی خبر پہنچی تھی جسکا ذکر اوپر ہوا اسی خبر ہی کے سبب سے باغیون کے آنے سے پہلے

صاحب کمشنر اور کلکٹر نے شہر کے دروازون کے بند کرنے کا اور جمنا کے کشتیون کے پل کا بند و بست
کیا مین نے خود دیکھا کہ سامنے سن فریزر صاحب کمشنر دو گھوڑون کی بگھی مین سوار اور پیچھے اردلی
مین جھجر کے سوار چلے جاتے ہین کمشنر صاحب نے اپنی بگھی کو میگزین کے پاس تھما یا وہان تلنگون
کی کمپنی وردی پہنے کھڑی تھی اسکے صوبہ دار کو کمشنر صاحب نے بلا کر کچھ باتین کین جو مین نے
نہین سنین مگر لوگون نے جب صوبہ دار سے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین تو اس نے کہا کہ صاحب کمشنر نے
کہا کہ ہمارے ساتھ ہو ہم نے کہا کہ ہم اپنے دہرم کے ساتھی ہین۔ کمپنی نے کمشنر صاحب کی سلامی
دستور کے موافق نہین اتاری کمشنر صاحب نے اپنی سواری آگے بڑہائی انکی بگھی کے
گرد آدمیون کی بڑی بھیڑ لگی ہوئی تھی انکی ایک جھڑکی مین چھیڑ ہو گئی۔ کئی آدمی خوف کے
مارے گر پڑے۔ جب مین آگے قلعہ کے نیچے لال ڈگی کی سڑک پر آیا تو مین نے دیکھا کہ سڑک پر
مسٹر ہچنسن صاحب مجسٹریٹ گھوڑے دوڑائے آتے ہین اور انکے پیچھے دو اردلی کے سوار
اور شرف الحق کوتوال ساتھ ہین پھر تھوڑی دیر کے بعد آٹھ سات ترک سوار خونخوار گھوڑے
دوڑاتے ہوئے آتے ہین مین یہہ دیکھکر اپنے گھر چلا آیا۔ معلوم نہین کہ کس طرح اور کس وقت
سب سے پہلے ایک ترک سوار شہر مین آگیا تھا۔ اول وہ قلعہ کے لاہوری دروازہ کے تلنگون
پاس گیا جسکی خبر سنکر قلعہ دار کپتان ڈگلس نے اس سے کچھ باتین کین۔ پھر یہ سوار میگزین کے
تلنگون پاس آیا اور اس سے باتین کرکے کشمیری دروازے کے تلنگون کے پاس گیا
قلعہ کے دروازہ اور میگزین اور کشمیری دروازہ پر تلنگون کی ایک ایک کمپنی رہا کرتی تھی
کچھ ترک سوار کلکتہ دروازہ کو بند دیکھکر جھروکون مین قلعہ کے ثمن برج کے نیچے گئے اور بہت
سوارون نے بادشاہ کی دہائی مچائی اور کہا کہ ہم کو اپنے مذہب کے لیئے لڑنے کے واسطے
بادشاہ کی امداد چاہیئے۔ بادشاہ ہی ہمارے دین و دنیا کا نگہبان ہین۔ بادشاہ نے یہ سنکر
انکو کچھ جواب نہین دیا اور نہ انکے سامنے آیا۔ بادشاہ نے حکیم احسن اللہ خان اور غلام عباس
شمشیر الدولہ کو بلایا اور غلام عباس کو حکم دیا کہ وہ کپتان ڈگلس صاحب قلعہ دار پاس جا کر سوارون کے
آنے کی خبر دے اور ان سے درخواست کرے کہ اس معاملہ مین جو کارروائی ضروری ہو وہ کرین
پھر بادشاہ اپنی بیٹھک مین چلا گیا۔ تھوڑی دیر مین غلام عباس کپتان ڈگلس کو ہمراہ لیکر آگیا۔

کپتان صاحب فوراً برآمدہ مین آئے اور زیر جہروکہ جو سوار کھڑے تھے انسے کہاکہ یہہ بادشاہ کی خوابگاہ ہے تم اپنی داد فریاد سے بادشاہ کو تکلیف نہ دو یہہ تمہاری فریاد سننے کی جگہہ نہین ہے کوٹلہ کی طرف جاؤ وہان جو عرض کرنا ہے وہ کرو شنوائی ہوگی ۔ سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے بادشاہ کپتان صاحب کے آنے کی خبر سنکر بیٹھک اور دیوان خاص کے کھلے صحن مین آئے تو کپتان ڈگلس نے کہاکہ حضور گھبرائین نہین یہہ شور و شر فوراً رفع کردیا جائے گا مین سپاہیونکو اب جاکر دہمکائے دیتا ہون حضور ثمن برج کے نیچے کا دروازہ کھلوا دین جو اسوقت بند تھا مین جاکر سپاہیون کو فہمائش کرونگا اور وجہ فساد پوچھونگا تو بادشاہ نے کہاکہ نہ آپ پاس تپنچہ بندوق ہے نہ سپاہ ہمراہ ہے آپ کا مسلح سوارون مین جانا دانائی سے بعید ہے جان جانے کا خوف ہے تو کپتان ڈگلس اپنے مکان کو چلے گئے ۔ سوار راج گھاٹ کی طرف چلے گئے ۔ اب اسکی روایات مختلف ہین کہ یہہ دروازہ جو بند تھا کسنے کھول دیا کوئی کہتا تھاکہ کسی نمک حرام پہرہ کے نجیب نے کھول دیا کوئی یہہ گپ لگاتا تھاکہ مردے از غیب برون آید و کارے چنین کند ۔ کوئی سبز پوش سوار آیا تھا اسنے کھولدیا ۔ تہوڑی دیر بعد کپتان ڈگلس نے غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان کو بلایا وہ دونو کپتان صاحب پاس حاضر ہوئے اور کپتان صاحب سے ملے انہون نے کہاکہ دو پالکیان مع کہارونکی بہیجدو کہ اُن مین دو لیڈیان سوار ہوکر بادشاہ کے محل مین جاکر پناہ گزین ہون اور اسی وقت مسٹر ساءی من فریزر نے کمرہ مین آنکر کہاکہ بادشاہ سے دو توپین مع توپچیون کے لیکر ہمارے مکان کے نیچے دروازہ کے محاذی لگادو غلام عباس اور حکیم احسن اللہ خان دونو بادشاہ پاس پیغام مذکور پہنچانے گئے ۔ بادشاہ کے حکم سے فوراً دو پالکیان بہیجی گئین اور توپون کے بھیجے جانے کا حکم دیا گیا ۔ پہلے اس سے کہ پالکیان پہنچین اور توپین لگین وہان کچھہ اور ہی سانحہ وقوع مین آیا ۔

شہر مین جو شر و فساد بڑہا اسکا بیان کرنا دشوار ہے ۔ راج گھاٹ سے سوارون نے داخل ہوکر جو یورپین انکو ملا اسکو قتل کیا ۔ مسٹر سٹڈلنن صاحب ہیڈماسٹر مشن اسکول ایک لڑکے کو جسکی بہن سے انکی شادی ہونے والی تھی گہر مین لیئے جاتے تھے کہ پنچکی کے قریب سوارون نے قتل کیا ۔ انگریزون کی کوٹھیون مین آگ لگادی ۔ وہ کلکتہ دروازہ کی طرف گئے انکو قلعہ کے لاہوری دروازہ کی

شہر مین شور و فساد کا اظہار

اڑتیسوین پلٹن کے تلنگون نے بتادیا تھا کہ وہان تمام کمشنر فریزر اور ڈگلس اور اور انگریز ملین گے
جب سوار جاتے تھے تو وہ دین دین پکارتے جاتے تھے اس لیئے انکے ساتھ مسلمانون کی
بھیڑ ہوتی جاتی تھی۔ دہرانما ہندو بھی انکو اولون اور بتاسون کا شربت لٹیون مین پلاتے جاتے تھے
سارے شہر مین ہڑتال تھی ایک سناٹے کا عالم تھا سارا شہر ایک سرے سے لیکر دوسرے
سرے تک حیران و سراسیمہ تھا اور اس سے ڈرتے تھے کہ دیکھیئے شہر سے انگریز کیا معاوضہ لین گے
اور ان بھگوڑے سپاہیون کو کیا سزا دین گے لیکن کوئی انگلش رجمنٹ دلی کی انگریزون کو مصیبت سے
چھڑانے کو نہین آئی۔ اور باغی سپاہی اور دلی کے شہر کے آدمیون کا ہجوم انکے ساتھ ہوجاتا
تھا۔ باغی سپاہی شہر کے مالک ہوگئے تھے وہ جانتے تھے کہ چھاونی مین جتنی پلٹنین ہین انمین سے
ایک سپاہی بھی ایسا نہین ہے کہ انگریزون کی حمایت کے لیئے اپنی بندوق کا گھوڑا چڑھائے
یا تلوار چلائے یا توپ کو پلیتہ لگائے شہر کے ایک سرے سے باغی داخل ہو رہے تھے دوسرے
سرے پر کمشنر فریزر اور انگریز گارڈ کے سپاہیون کو خیر خواہی کے لیئے بلا رہے تھے۔ فریزر صاحب
نے کپتان ڈگلس کو اپنے پاس کلکتہ دروازہ پر بلایا تو وہ کپتان دلدار علی کی بگھی مین جو دروازہ کے
باہر اس سبب سے رکی کھڑی تھی کہ دروازہ بند تھا سوار ہوکر فریزر صاحب پاس چلے گئے۔ جب
باغی یہان آئے تو انہون نے کپتان ڈگلس اور کمشنر و کلکٹر کو یہان دیکھا یہہ افسر سر تھیوفلس مٹکاف
کی مدد سے جنہون نے اس اثنا مین کوتوالی مین جاکر دروازہ کے بند ہونے کا بندوبست
کرلیا تھا جمع ہوئے تھے اس مجمع پر باغیون نے حملہ کیا اور ہچنسن صاحب کے بازو کو زخمی کیا
فریزر صاحب نے اڑتیسوین (۳۸) پلٹن کے سمجھانے مین کوشش کی مگر اس نے نوواردون سے
بھائی بندی کا رشتہ جوڑا انکی کچھ نہ سنی نہ تقریر کام مین آتی تھی نہ حکم کام دیتا تھا۔ اب ان انگلش
جنٹل مینون نے دیکھا کہ ہر لحظہ باغیون کی تعداد بڑھتی جاتی ہے انکے مقابلہ مین سربکف ہوگئے
فریزر صاحب و ڈگلس صاحب دونو ایک بگھی مین بیٹھے تھے یہہ دیکھکر کہ خوف زیادہ ہے دونو
پولیس سٹیشن مین اترے جہان الننسے اور انگریز بھی ملے۔ فریزر صاحب نے اپنے گارڈس سے
بندوق لیکر ایک سوار کے جو سب سے آگے بڑھا آتا تھا بندوق ماری جس سے وہ مر گیا یہہ دیکھکر اور
سوار کچھ دور پرے ہٹے لیکن شہر کے آدمیون نے انگریزون پر ریل پیل ایسی کی کہ ان کو معلوم ہوا

کہ اب فرار مین سلامتی ہے۔ فریزر صاحب اپنی بگی مین بیٹھے اور قلعہ کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئے
اور ڈگلس صاحب قلعہ کی خندق مین کود ے جس سے انکے پاؤن مین سخت چوٹ لگی وہ آگے سے
نیچے کھائی مین گرے اس ضرب سے ایسے کمزور ہوگئے کہ چپراسیون نے اٹھایا اور انمین سے
ایک اپنے کندھے پر چڑھاکر قلعہ کے اندر لے گیا اور فریزر صاحب اور ہچنس صاحب جنکا بازو
اول ہی ریلہ مین زخمی ہوا تھا قلعہ مین پہنچے۔ ہچنس صاحب کے حال بیان کرنے مین بڑا اختلاف
ہے۔ بادشاہ کی تحقیقات جرم مین ایک گواہ نے یہہ بیان کیا کہ ہچنس صاحب ڈگلس صاحب کی
ہمراہ تھے دوسرے گواہ کا بیان ہے کہ وہ فریزر صاحب کے ساتھ آئے تھے تیسرے کا بیان
ہے کہ ڈگلس صاحب نے چپراسیون کو حکم دیا کہ مسٹر ہچنس صاحب کو تلاش کرکے قلعہ مین لے آؤ
غرض انکے مارے جانے کا حال صحیح نہین معلوم ہوا مجھسے اشنکر داس وکیل عدالت ججی
برادر عزیز پروفیسر پیارےلال رامچندر کہتے تھے کہ جب دیوانی کی کچہری جو کشمیری دروازہ کے باہر متھ
صاحب کی کوٹھی مین ہوتی تھی اس بلوہ کے سبب برخاست ہوئی تو ہم سب وکیل اور لے باس
صاحب سشن جج کشمیری دروازہ مین آئے تو ایک بوڑھے درزی نے جو صاحب سشن جج کا
پرانا ملازم تھا انکے گھوڑے کی باگ کو موڑکر کہا کہ صاحب مرنے کو کہان جاتے ہو وہ الٹے پھرے
کہ ہچنس صاحب کلکٹر انکو دروازے مین آتے ہوئے ملے تو انسے جج صاحب نے کہا کہ
شہر مین کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ انتظام کے لیئے تو جج صاحب نے کہا کہ انتظام
کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے ناحق مرنے کو کیون جاتے ہو تو انہون نے کہا کہ شہر کا انتظام
کرنا میرا فرض ہے مین جاؤن گا وہ شہر مین آئے مگر یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ وہ کیونکر مارے گئے
کپتان ڈگلس کے مکان مین مہمانون کے طور پر مسٹر جینگس انگلش چیپلن اور انکی نوجوان
بیٹی مس جینگس اور انکی سہیلی مس کلفرڈ یہہ سب رہتے تھے۔ پادری صاحب صبح ہی سے قلعہ کے
دروازہ پر سے دور مین لگا کے باغی سپاہ کی آمد کو دیکھ رہے تھے وہ جانتے تھے کہ ہوا سے
شرارت برسنے والی ہے وہ ایک آواز سنکر نیچے اترے تو انہون نے دیکھا کہ مسٹر ڈگلس ابھی
آئے ہین اور وہ نیچے صحن مین ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھے ہین انکے حکم سے ڈگلس صاحب اور
ہچنس صاحب کو دروازہ کے اوپر کے کمرون مین قلعہ کے پہرہ والون نے پہنچا دیا۔ الغرض بیان

کرتے ہین کہ جننگس صاحب دونو ڈگلس صاحب کو اٹھا کر لے گئے - فریزر صاحب نیچے آئے کہ لوگون کی برانگیختگی و غصہ کے فرو کرنے مین کوشش کرین - وہ زینہ کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور انکے ہاتھ مین تلوار بھی قتل کرنے والی جماعت کو سمجھا رہے تھے کہ مغل بیگ قلعہ کے گارڈس کے اردلی نے انکے گال پر ایک کرایسی تلوار لگائی کہ وہ ہڈی تک پہنچی - کوئی کہتا ہے کہ اول ضرب حاجی مہر کندہ نے لگائی پھر اپیر اورون نے تلوارین چلائین کوئی کہتا ہے کسی حبشی نے انکو مارا - غرض سائی مین کمشنر صاحب جنکی ایک جھڑکی سے سیکڑون کے آگے کی جھیڑ مین بیسیون آدمی گر پڑتے تھے جسکا بیان اوپر کیا گیا ہے) اب وہ مردہ پڑے تھے اور مرنے پر سودر سے ہو رہے تھے -

اوپر کے کمرون مین ڈگلس صاحب اور ہچنسن صاحب زخمی زار و نزار پلنگون پر پڑے ہوئے تھے اور پادری صاحب اور انکی بیٹی تیمار داری کرتے تھے کہ وہ گروہ جسنے کمشنر صاحب کو مارا تھا انگریزون کی خونریزی کے لیئے جنوبی زینہ سے چڑھ آیا اور اسنے ڈگلس صاحب اور ہچنسن صاحب اور پادری اور دونو انگریزی لیڈیون کو جنہون نے نیچے کا غل شور سنکر ہی نماز شروع کی تھی اور وہ ختم نہ ہوئی تھی بڑی بے رحمی سے مار ڈالا - کوئی انگریز ڈگلس صاحب کی ہان سے بچکر مرزا کوچک سلطان کے مکان تک گیا تھا مگر وہان وہ قتل ہو گیا - پھر قلعہ مین وہ شور شغب ہوا کہ لوڑھے بادشاہ کے ہوش حواس قائم نہ رہے - قاتل جنکی تلوارون مین خون لگا ہوا تھا اپنے جرمون کی شیخی بگھارتے ہوئے اور اورون کو سمجھاتے ہوئے کہ ایسے ہی کام ہماری طرح کرو پڑے پھرتے تھے - قلعہ کے چوک اور غلام گردشین تیسرے رسالہ کے سوارون اور ۳۸ وین پلٹن اور میرٹھ کی باغی پلٹنون سے جو دن بھر آتی رہین بھر گئے اور ایک مسلمان سرکشون کا گروہ اور قلعہ کے پہرہ کے سپاہی یہہ دونو باغیون کے ساتھ ہو گئے - دیوان عام کو سوارون نے اپنے گھوڑون کا اصطبل بنایا - پیدل جو رات بھر چلکر ہارے تھکے میرٹھ سے آئے تھے انہون نے دیوان خاص کو اپنی بارک بنا کے اس مین اپنے بستر لگائے قلعہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دیئے - بدنصیب بیکس بادشاہ نے دیکھا کہ اسکے رہنے کا مکان سپاہیون نے چھین لیا جس مین وہ گورنر جنرل کے آنے کا روادار نہ تھا اب اسمین سپہ ذلیل تلنگے رات کو سوتے تھے -

دہلی بنک کا لٹنا اور منیجر بنک کا مارا جانا

جسوقت قلعہ کے اندر تو یہہ حال گذر رہا تھا شہر کے اندران مقامات مین جہان انگریز رہتے تھے وہان جو انگریز اور انکا عورت بچہ ملتا تھا قتل کیا جاتا تھا اور انکا گھر لوٹا جاتا تھا۔ اس بات کا بیان کرنا آسان نہین ہے کہ ایک فہرست بنائی جائے جسمین ہر ایک انگریز اور انکے کنبے کے قتل کا اور گھر کے لٹنے کا وقت صحیح صحیح بیان کیا جائے لیکن دوپہر سے پہلے دہلی مین بڑے بڑے انگریز جو سرکاری عہدہ دار نہ تھے رہتے تھے وہ قتل ہوگئے دوپہر کے قریب دہلی بنک جو شمرو کی بیگم کے باغ مین ایک بڑی بلند کوٹھی مین تھا ہاتھ پڑا۔ اس بنک کے منیجر مسٹر بیرسفورڈ صاحب تھے جب بنک لٹنا شروع ہوا تو وہ خود اور انکا کنبا بنک کے دفتر کے مکان کی چھت پر جو بہت اونچی تھی تلوار اور نیزہ لیکر چڑھ گئے بنک کے پاس ایک کوٹھی تھی جسمین روورنڈ ہبرڈ صاحب اور کوکس صاحب رہتے تھے وہ بھی اس مکان کی چھت پر آگئے انہون نے چھت کے زینہ کو خوب مضبوط بند کرلیا اور زینہ پر کسی حملہ آور کو چڑہنے نہین دیا جب دشمنون کو چھت پر چڑہنے سے مایوسی ہوئی تو زینے لے آئے اور کوٹھی کے پاس کے درختون پر چڑھ کر گولیان مارنی شروع کین اس نئے حملہ کا بھی انگریزون کے چھوٹے گروہ نے سخت مقابلہ کیا اور ایک شخص کو جو زینہ پر چڑہتا تھا مسس بریسفورڈ نے مارا ور نڈہبرڈ نے ایک نیزہ ایسا مارا کہ وہ زینہ سے نیچے گرکر مرگیا۔ اب زیادہ مقابلہ کرنا موت کے انتظار کو بڑہاتا تھا الانتظار اشد الموت وہ مغلوب ہوکر سب قتل ہوگئے۔ بنک مین نیچے اوپر آدمی بھر گئے۔ بنک کے روپے لٹنے کی عجب کیفیت تھی کہ اسکے لوٹنے کے لیئے بعض متقطع و ثقہ آدمی اس بنک مین گھس گئے لیکن جب روپیون کے توڑے بغل مین لیکر چلے تو تلنگون نے بندوقون کے کندے مارکر روپیونکو چھین لیا یا زبردست بدمعاشون نے انکو مارکر بغل مین سے تھیلی نکال لی دفتر کے بہی کھاتے بھی لٹ گئے تھے اور چورون پر مور پڑے کہ بدمعاشون سے بھی تلنگون نے روپیہ چھین لیا بنک کا دفتر لٹ گیا تھا مگر یہہ تعجب کی بات ہے کہ دہلی کے فتح ہونے کے بعد جب بنک نے اپنے دفتر کی کتابونکے بہم پہنچانے کا اشتہار دیا اور انعام مقرر کیا تو پھر یہہ دفتر کتابونکی دستیابی ایسا درست ہوگیا کہ گویا لٹا ہی نہ تھا۔

دہلی گزٹ پریس کا لٹنا اور عیسائیون کا مارا جانا

دہلی گزٹ پریس کا حال بھی بنک کا سا ہوا۔ عیسائی کمپوزیٹر جو وہان جمع تھے اپنے کام مین مصروف تھے

جب سے پریس قائم ہوا تھا ایسا غمناک کام کبھی انہون نے نہین کیا تھا جیسا کہ آج کرنا پڑا ان کو ٹائپ مین یہہ لکھنا پڑا کہ موت کا ہاتھ انکے سر پر ہے بہت ہی صبح کو تار برقی پران پاس یہہ خبر آئی تھی کہ میرٹھ کے باغی دہلی کو جارہے ہین اور بہت جلد شہر مین داخل ہونگے - یہہ خبر دہلی گزٹ کے غیر معمولی پرچہ مین شائع ہوئی جسکو کمپوزیٹرون نے یہہ جانا کہ ہم نے اپنی موت کا وارنٹ آپ کمپوز کیا ہے - دوپہر کے قریب ایک گروہ بدمعاش شہدون کا چھاپہ خانہ مین گھس گیا اور تمام عیسائی کمپوزیٹرون کو انہون نے مار ڈالا کوئی مفر نہ ملا مکان کو غارت وتباہ کیا اور سارے ٹائپ لوٹ کر لوگ لے گئے کہ انکی گولیان بنا کے لوگون کو مارین گے ہر ایک جگہہ عیسائی ذبح کئے جاتے تھے انکا اسباب لوٹ لیا جاتا تھا یا غارت کر دیا جاتا تھا اور انکے گھرون کو آگ لگا دی جاتی تھی - سوار کوٹھیون مین جاتے تھے گھوڑون کو باہر درختون سے باندھ کر اندر جاکے کہتے تھے کہ ہم مال کی لوٹ کے لیئے نہین آئے جان لینے آئے ہین - جب ان انگریزون کے خون کے پیاسون کی پیاس نہ بجھتی تو وہ گھر مین شہر کے بدمعاشون کو داخل کرتے جو آدھ گھنٹے مین ایک اچھے سے ستھرے گھر کو لوٹ کر جھاڑو کا تنکا بھی اس مین نہ چھوڑتے - شہر والون کو مدتون کی دشمنی کے لیئے یہہ بہانا خوب ہاتھ آ گیا تھا کہ وہ تلنگون کو اپنے دشمنون کے گھر پر یہہ کہکر کہ یہان انگریز چھپا ہوا ہے لے جاتے اور گھر لٹوا دیتے - قاضی واڑہ مین اسی طرح قاضی منو کو جو بڑا برچھیت مشہور تھا اسکے سگے بھانجون نے کہکر قتل کروا دیا صرف یہہ ایک مسلمان تو قتل ہوا مگر کوئی ہندو اس طرح قتل نہین ہوا - انگریزون کے گھرون مین آگ لگاتے اگر مکان پختہ ہوتا تو اسکے کواڑ اور چوکھٹین اکھیڑ کر لے جاتے اور چھتون کی کڑیان اتار لیتے - گرجا پر باغی اپنا غصہ نکالتے تھے اسکی مقدس چیزون کے نجس کرنے سے بڑے خوش ہوتے تھے - گرجا کے برج کے اوپر جو صلیب لگی ہوئی تھی اسپر گولیان اسقدر چلائین تھین کہ چھلنی کر دیا تھا - دیوارون پر جو کتابون کی سلین لگی ہوئی تھین انکو سب کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور سیکرمینٹ کی پلیٹون کو لے لیا - گرجا کے گھنٹے کی رسیون کو کاٹ دیا جس سے نیچے کے پتھرون پر اسکے گرنے کا بڑا دھماکا ہوا -

چھاونی مین سپاہ مین بڑی شورش برپا تھی یہہ چھاونی شہر سے دو میل کے فاصلہ پر تھی اور اسکی ایک طرف پہاڑی تھی جسپر سے سارا شہر دکھائی دیتا تھا میرٹھ مین جو بڑا کورٹ مارشل بیٹھا تھا

اس مین دہلی کی رجمنٹون کے افسر شریک ہوئے تھے - یہہ تحقیق ہے کہ جس اتوار کو میرٹھہ مین انگریزون کو
خون سے بڑا اصطباغ ملا تھا اسکی دوپہر کے بعد ایک گاڑی ہندوستانیون سے بھری ہوئی
چھاونی مین آئی تھی اگرچہ وہ تلنگون کی وردی نہین پہنے ہوئی تھی مگر مشہور یہہ تھا کہ میرٹھہ سے
تلنگے آئے ہین اب اس رات کو اور آیندہ آپس مین کیا کیا باتین ہوئین اور کیا کیا کام ہوئے وہ
تحقیق نہین معلوم قیاس اپر ہو سکتا ہے مگر پیر کی صبح کو ہر ایک رجمنٹ بغاوت کے لئے تیار تھی
صبح کے وقت طلوع آفتاب کی پیر یٹین کل سپاہ دہلی کی چھاونی کی ۳۸ وین رجمنٹ بلم ٹیر (وولنٹیر)
اور ۵۴ وین رجمنٹ علی ہذا ۷۴ وین رجمنٹ سکندرا ور ہندوستانی توپخانہ موجود تھا -
بارک پور مین جو ایسری پرشاد جمعدار کا کورٹ مارشل ہوا تھا اسکے واقعات سپاہ کو پکار کر سنائی گئے
تھے جب پر کل تلنگے ناراض ہو کر بڑبڑائے اس سے چھاونی کے بعض افسرون نے جانا کہ دال مین
کچھہ کالا کالا ہے - جب افسر اپنی حاضری بان کھا پی چکے تو ان پاس خبر آئی کہ میرٹھہ سے ترک سوار
باغی ہو کر شہر مین داخل ہو رہے ہین - ہندوستانی ملازم اور اردلی کے سپاہیون نے اپنے افسرون کو
اس خبر پر مطلع کیا - تو افسرون نے اپنے تئین تیار کیا کہ کام کرنے کا وقت آگیا انہین سے اکثر کو یہہ
خیال تھا کہ سوار جو میرٹھہ مین قید ہوئے تھے وہ جیلخانہ توڑ کر آئے ہونگے - کوئی نہین جانتا تھا
کہ وہ بغاوت ہوئی کہ ایک دفعہ سلطنت کی چولین ہلا دینگی یہہ کہا جاتا تھا کہ اگر میرٹھہ کی سپاہ بغاوت
کرتی تو وہان یورپین لشکر جرار موجود ہے وہ ان کے تعاقب مین ہوتا اور ممکن نہین تھا کہ وہ
چند منٹ مین کسی سپاہی کو زندہ چھوڑتا -
پہاڑی پر افسر آپس مین یہہ باتین کر رہے تھے کہ انہون نے بگل کی آواز سنی تو
انہون نے اپنے کرچون کو سنبھالا ۵۴ وین رجمنٹ کو حکم ہوا کہ دو ڈی نیمبر کی توپین ہمراہ لیکر
شہر کو جائے - توپون کی تیاری مین ضرور تھا کہ کچھہ وقت لگتا تو ریلی صاحب نے دو کمپنیون کو
چھوڑ دیا کہ وہ توپون کے ساتھہ آئین اور وہ کشمیری دروازہ کی طرف جو شہر کا دروازہ سب سے
زیادہ چھاونی کے قریب تھا چلے اس دروازہ کی ایک جانب مین مین گارڈ رہتا تھا جس مین
۳۸ رجمنٹ کے کچھہ سپاہی تھے جو دل مین باغیون سے ملے ہوئے تھے جب ریلی صاحب کو
انہون نے دیکھا کہ وہ ۵۴ وین رجمنٹ کو ساتھہ لیکر لڑنے کو جاتے ہین تو انہون نے جانا کہ لڑائی کا

وقت آگیا تو اس پلٹن نے اپنی بغاوت پر سے پردہ اٹھا دیا — تیسرے رسالہ کے ترک سوار شہر کے
آدمیون کی ایک بھیڑ بھاڑ لیے دروازہ کی طرف چلے آتے تھے تو ۵۴ وین رجمنٹ کو جنکی بندوقین خالی
تھین حکم ہوا کہ بندوقین بھرین اور اسی وقت کپتان وال لیس نے جو فیلڈ افسر آج کے دن کے تھے
اور ہین گارڈ کشمیری دروازہ کے گارڈ کے کمانیر تھے انہون نے ۳۸ وین رجمنٹ کے تلنگون کو
حکم دیا کہ باغیون پر باڑہ مارین اسپر سپاہیون نے ناک بھون چڑہا کر عدول حکمی کی اور ایک بندوق
انہون نے نہین چھتیائی — ۵۴ وین رجمنٹ بھی باغی ہونے مین ہمراہیون سے کم نہ تھی انہون نے
بھی بندوقین ہوائی چھوڑین اور شاید بعض نے افسرون پر فیر کیا لیکن کرنیل ریلی کو باغی سوارون نے
پاس آنکر مار ڈالا اور جو افسر گھوڑون پر سوار تھے انکو تلنگون نے بندوقون اور قرابینون سے
مارا اور جو افسر پیدل تھے انکو سنگینون سے مارا سمتھہ و بروش وایڈورڈس و واٹر فیلڈ اسطرح
قتل ہوئے — جب توپخانہ اور دو کمپنیان جو پیچھے رہ گئی تھین کشمیری دروازہ کے قریب آئین تو
کپتان وال لیس ان پاس دوڑے گئے اور سپاہیون سے بمنت کہا کہ جلدی کرو سپاہی
تو اپنے ہی افسرون کو مارنے لگے ہین انکو اس بیان کی تصدیق بھی ہو گئی کہ کرنیل کی لاش انکی
آنکھون کے سامنے آئی ہیریسن صاحب نے حکم دیا کہ توپین جلدی بھر کے کشمیری دروازہ
مین چلو — ان توپون کے پاس آنے کی خبر سنکر باغیون کو خوف پیدا ہوا — جب توپین کشمیری دروازہ
مین گذرین تو ان دشمنون کا پتا نہین تھا جنپر وہ حملہ کرنے آئین تھین چند ترک سوار شہر کی طرف
بھاگتے ہوئے نظر آئے مین گارڈ مین کشمیری دروازہ کے آگے دو توپین لگا دی گئین اور
۵۴ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان متعین کی گئین — انکے پاس دو گھنٹے تک باغیون کی کچھہ خبر نہین
آئی وہ اس خیال سے خوش تھین کہ فوج جرار میرٹھہ سے انکی مدد کو آئیگی —

میجر ایبٹ اور ۷۴ وین رجمنٹ

میجر ایبٹ نے کپتان ول لیس کو حکم دیا کہ وہ ۷۴ وین رجمنٹ کو مع توپخانہ کی دو کمپنیون کے
لے آئے — میجر ایبٹ کو جب یہہ خبر ہوئی کہ ۳۸ — رجمنٹ بگڑ گئی ہے اور ۵۴ وین رجمنٹ قابل
اعتبار نہین رہی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بہت جلد اپنی رجمنٹ مین آئے اور سپاہیون کی
طرف یون مخاطب ہوئے کہ یہہ وقت ہے کہ تمہین ثابت ہوگا کہ تم سچے وفادار نمک حلال
سپاہی ہو جنکا دل چاہے وہ میرے ساتھہ کشمیری دروازہ چلے — ایک سپاہی بھی نہ تھا جو انکی

سامنے آیا موجب انکو بندوقون کے بھرنے کا حکم دیا تو انہون نے نہایت مناسب طور سے
حکم کی تعمیل کی۔ انہون نے مع دو توپون کے لفٹنٹ ابنر لے بائی کے زیر حکم کوچ کیا ان کا
خیر مقدم راہ کے عین وسط مین ہیرسین صاحب اور اسکے ساتھیون نے کیا اس سپاہ کو
۵۴ رجمنٹ کے ان سپاہیون کے مل جانے سے تقویت ہوئی جو ادہر اودہر حیران اور پریشان
پہرتے پہرتے تھے اور ان حالات کے منتظر تھے کہ میرٹھ سے جو سپاہ انتقام لینے آتی ہوگی وہ
اس مظلون کی دارالسلطنت پر کسی طرح جھاڑو پھیر کر صفا صفا کرتی ہے دن ڈھلتا جاتا تھا سورج
اپنی ترچھی کرنین کشمیری دروازہ پر ڈالتا جاتا تھا مگر کوئی شہر کی صحیح خبر افسرون کے پاس نہین
لاتا تھا کہ وہان کیا ہو رہا ہے سوا اسکے کہ انگریز شہر سے بھاگتے ہوئے آتے تھے اور اپنی جان
بچنے کی کہانی سناتے تھے جسکا عجیب و غریب بیان معجزہ سے کم نہ ہوتا تھا۔ مگر یہان اس پناگاہ
مین آنے سے بھی انگریزون کو خوشی نہین ہوتی تھی پرانی مصیبت سے چھوٹ کر نئی آفت مین
آتے تھے۔ کھائی سے بچتے تھے کنوئی مین گرتے تھے۔ کشمیری دروازہ تمام تلنگون سے
گھرا ہوا تھا جو بغاوت پر تلے ہوئے اور انگریزون اور انکے بی بی بچون کے مارنے کے لیئے تیار
تھے یہہ وقت عجب حیرانی و سرگردانی کا انگریزون پر تھا معاذاللہ۔ شہر کے غل غپاڑہ کی آوازیں
آتی تھین جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا دنگہ فساد مچ رہا ہے انگریزون کے مسکنون سے
آگ کے شعلے اور دہوئین کے بادل آسمان پر اڑتے نظر آتے تھے توپ کی آواز کچھ ٹھیر ٹھیر کر آتی
تھی جسکے معنی صحیح نہین معلوم ہوتے تھے کہ دفعتہً وہ آوازہ ہوا کہ کشمیری دروازہ کی زمین ہل گئی اور
دہوئین کا ایک ستون آسمان پر اڑتا ہوا نظر آیا جسنے آسمان کو تاریک کر دیا کشمیری دروازہ مین انگریز
ولوبائی اور فورلیسٹ آئے جن سے ایک کا منہ دہوئین سے کالا ہو رہا تھا وہ پہچانا بھی نہین جاتا تھا کہ انگریز ہے انہون نے
جو میگزین اڑانے کا حال بیان کیا اسکو انگریز کبھی نہین بھولینگے ہم نیچے اس میگزین کے اڑانے کا بیان اس
رپورٹ سے انتخاب کر کے لکھتے ہین جو لفٹنٹ جی فورلیسٹ نے ۲۷ مئی کو میرٹھ سے انسپکٹر جنرل اوف
اورڈنینس اور میگزین کو فورٹ ولیم بھیجی ہے وہ لکھتے ہین کہ ۱۱ مئی کو جو دہلی کے میگزین پر باغیون
اور بدمعاشون نے قبضہ کیا اسکے واقعات کی رپورٹ گورنمنٹ کی اطلاع کے لیئے آپ کو اس سبب سے
مین لکھتا ہون کہ لفٹنٹ ولوبائی جو میگزین کے افسر اعلیٰ تھے وہ دہلی سے باہر جانے کے بعد مارے گئے

اس تاریخ کی صبح کو ۷ و ۸ بجے کے درمیان سر تھیوفلس مٹکف میرے گھر پر آئے اور مجھ سے انہون نے
درخواست کی کہ میرے ساتھ تم میگزین اس غرض سے چلو کہ وہان سے دو توپین لیکر
پل پر لگادی جائین کہ اسپر سے باغیون کا عبور نہو سکے جب ہم دونو میگزین مین آئے تو
کون ڈکٹرون بکلی و شا و سکلی اور سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹون اڈورڈس اور سٹورٹ
ہندوستانی عملہ کے ساتھ لفٹنٹ ولوبائی اور لفٹنٹ ریے نر کامون مین مصروف تھے۔
تھیوفلس مٹکف اپنی بگی سے اترے پھر وہ اور مین اور لفٹنٹ ولوبائی بگی مین بیٹھکر دریا کی طرف جاکر
ایک چھوٹے سے برج کی طرف چڑھے جہان سے سارا پل صاف دکھائی دیتا تھا کہ باغی جن کے
سرے پر سوار تھے پل پر چلے آتے ہین اور پل کا سرا جو دہلی کی طرف ہے اسپر وہ بالکل قابض ہین
یہہ دیکھکر سر تھیوفلس مٹکف کے ساتھ ولوبائی صاحب چلے گئے کہ جاکر دیکھین باغیون کے لیئے
شہر کے دروازے بند کئے گئے ہین لیکن اب اسکی ضرورت نہین رہی تھی کہ باغی شہر مین
داخل ہوکر قلعہ کی طرف خوشی کے نعرے مارتے ہوئے چلے آتے تھے ولوبائی صاحب
میگزین کو واپس آگئے اور آتے ہی میگزین بچانے کا جو انتظام ہو سکتا تھا وہ شروع کیا میگزین
کے دروازہ کو بند کیا اور ٹٹی بھر کر تھیلون کو موچے بنا اور دروازہ کے اندر دو توپین گرالیون سے بھر کر لگادین
اور اپھر سب کون ڈکٹر کرو اور سارجنٹ سٹورٹ کو متعین کیا کہ وہ روشن بتیان ہاتھ
مین لیکر کھڑے رہین اور انکو یہہ حکم دیا گیا کہ اگر دروازہ پر کوئی حملہ کیا جائے تو دونو توپین
ایک ہی دفعہ ساتھ فیر کرین اور میگزین کے اس حصہ مین جہان مین اور ولوبائی ہین چلے
آئین اور میگزین کے بڑے دروازہ کی بھی اسی طرح محافظت کی گئی کہ اسکے سامنے دو توپین
لگادی گئین اور بیچ کے مناسب مقامات مین دو ہوٹ زر لگادیے گئے اور گرالیون
سے بھر دیئے گئے پھر ہندوستانیون کو ہتھیار دیئے جنکو انہون نے باستکراہ لیا وہ برافروختہ
خاطر ہی نہین معلوم ہوتے تھے بلکہ حکم عدولی کرنے پر تیار تھے وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت
نہین کرتے تھے خاصکر مسلمان تو انکو سنتے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد زینہ پر بارود کا ایسا قطار بنایا
کون ڈکٹرون بکلی اور سارجنٹ سٹورٹ نے بچھائی اور پہلے سے اس مین آگ لگانے کے
لیئے اشارہ مقرر ہوگیا کہ جب ولوبائی صاحب حکم دین تو بکلی اپنے سر سے ٹوپی اٹھاشے

تو باروت مین آگ کون ڈکمر سکلی لگائے یہہ انتظامات ہو رہے تھے کہ قلعہ سے ایک گارڈ آیا
اور بادشاہ دہلی کے نام سے اُس نے درخواست کی کہ میگزین حوالہ کرو مگر اُسکا جواب کچھ نہین دیا گیا
فوراً اسکے بعد تلنگون کا صوبہ دار جو میگزین پر متعین تھے آیا اور ولوبائی صاحب کو اور مجھکو خبر دی
کہ بادشاہ دہلی نے باغیون پاس پیغام بھیجا ہی کہ وہ فوراً قلعہ سے زینے بھیجے گا کہ میگزین کی دیوارون پر
چڑھ جائین جسکی تہوڑی دیر بعد زینے آگئے اور وہ دیوارون پر لگا دیئے گئے اور کل ہندوستانی
ملازم میگزین کے اندر کے سائبانون کے اوپر چڑھ کر زینون سے باہر اتر گئے۔ جب
دیوارون پر بہت سے دشمن چڑھ آئے تو ہم نے متواتر گراپ مارے جنہون نے خوب
اچھی طرح کام کیا یہانتک کہ اب ہمارے پاس ایک گولہ رہ گیا۔ ہندوستانیون نے
بھاگنے سے پہلے توسدان چھپائے کریم بخش دربان باہر کے دشمنون سے باتین بہت
کرتا تھا اور میگزین کی حالت انکو بتلاتا تھا ولوبائی کو اسپر ایسا غصہ آیا کہ اسنے مجھے حکم دیا کہ اگر ابکی
دفعہ وہ دروازہ کے پاس جائے تو اسکو گولی مار دینا۔

لفٹنٹ رے نر اور ریورہین نے میگزین کی حفاظت مین جسقدر ممکن تھی کوشش کی اور
سب نے ایسے بہادرانہ کام کیئے کہ مین کسی کی ان مین خصوصیت نہین بیان کرسکتا لیکن میرا
یہہ فرض ہے کہ گورنمنٹ کے کون ڈکٹرون بکلی اور سکلی کی دلاوری سے مطلع کرون جو انہون نے
اس امتحان کے وقت مین ظاہر کی بکلی کا مددگار مین تھا اسنے توپین جنکا ذکر اوپر ہوا متواتر فیر کین
ہر توپ کو چار دفعہ چلایا اور کئی سو دشمنون کو جو ہم سے پچاس ساٹھ گز کے فاصلہ سے بندوقین بہر
بہر کے رکھا بکلی کے بازو مین ایک گولی کہنی کے اوپر لگی جو اس وقت نکال لی گئی میرے
بھی اسیوقت بائین ہاتھ مین کہنی سے اوپر دو گولیان لگین جسنے مجھے تہوڑی دیر کے لیئے بیکار
کر دیا۔ میری یہ حالت تھی کہ ولوبائی صاحب نے میگزین اڑانے کا حکم دیا جسکی تعمیل فوراً کونڈکٹر
سکلی نے کی کہ اسنے کئی جگہ باروت مین آگ لگائی اسنے اپنی بہادری کا اظہار پہلے ہی سے کیا تھا
کہ اس میگزین اڑانے کی درخواست کی تھی جسکو وہ بجا لایا۔ میگزین کے اڑاتے ہی ہم دریا کی
طرف [illegible] سے نکل کر بھاگ گئے ہین اور ولوبائی کشمیری دروازہ مین پہنچے اور اپنے ہمراہیون کا حال
بیان نہین کرسکتا۔ میگزین کے انگریز یہہ ان کو یقین تھا کہ صرف باغی ہی نہین بلکہ اہل شہر بھی ہم پر حملہ کرینگے

مگر اس سے وہ خوش تھے کہ یہہ محافظت ہم کو تھوڑی دیر کرنی پڑیگی پھر میرٹھ سے فوج اور گورون کا
توپخانہ آجائیگا۔ مگر وہ اس اپنی امید مین مایوس ہوئے۔ ایک بجے سے ابتر حملہ شروع ہوا اسکی مقابلہ
انہون نے کام کیا وہ اوپر بیان ہوا۔ جب دیوارون پر سے میرٹھ کی گیارہوین اور بیسوین رجمنٹ
کے سپاہی دوسری طرف کی دیوارون پر سے میگزین مین داخل ہوگئے تو چند سکنڈ مین میگزین
کو اڑادیا میگزین کے انگریزون کو یہہ امید نہین تھی کہ ہم مین سے ایک کی بھی جان بچیگی لیکن نو انگریزون
مین چار زندہ بچکر باہر نکل آئے۔ اگرچہ میگزین مین چند بہادرون کی جانین گئین مگر انہون نے
میگزین اڑاکر صدہا اپنے دشمنون کی جانین لین۔ میگزین کے گرد صدہا مرے پڑے ہوئے
تھے منصور خان کی حویلی مین بعض مکانون کے گرنے سے مر گئے تھے سینکڑون اہل شہر اپنے
مردون کو روتے ہوئے رات کو اٹھا کر لے گئے۔ جن مردون کے وارث شہر مین نہین تھے
وہ دن کو گرمی مین پڑے سوکھا کیئے مین نے ان لاوارث لاشون کو دوسرے روز جاکر دیکھا کہ کسی کا
سر پھٹا ہوا تھا کسی کی ٹانگین ٹوٹ گئی تھین کسی کے کوئی ضرب نہین آئی تھی مرا پڑا تھا۔ اس
میگزین کے اڑنے سے شہر مین زلزلہ آگیا تھا۔ مگر اس میگزین کے اڑنے سے میگزین کے سامان کا
ایسا نقصان نہین ہوا تھا کہ دشمنون کے لیئے کچھ سامان باقی نہین رہتا بعد اڑنے کے میگزین
کچھ لٹا مگر سپاہیون نے اسکا انتظام کرلیا اور اسکے اسباب کو آخر وقت تک کام مین لاتے رہے
اسکی صدہا توپون کو شہر کے گرگجون پر چڑھایا۔ ان نو بہادرون کا نام تاریخ مین یادگار روزگار رہیگا
ہندوستان مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک انکی تعریف ہوئی جسوقت انگلنڈ مین
یہہ خبر پہونچی کہ ایک نوجوان افسر ولوبائی نے دہلی میگزین کو اڑایا تو ساری قوم نے بڑی خوشدلی سے
اسکی تعریف کی۔ یہہ اول کام بہادری وشجاعت کا تھا جسپر انگریزون کو بڑا فخر و ناز ہے۔
ان بہادرون کی یادگار مین میگزین کے دروازہ پر یہہ کتابہ لگایا گیا ہے۔

۱۱ مئی سنہ ۱۸۵۷ء

نو مستقل انگلش مین

لفٹنٹ جارج ڈوہیری ولوبائی بنگال ارٹلری۔

حاکم

لفٹنٹ ولیم رے نر۔ لفٹنٹ جارج فورسٹر۔ کون وکٹر جی ولیم شا۔ کون وکٹر جان بکلی۔
کون وکٹر جان سکلی۔ سب کون وکٹر ولیم کرو۔ سرجنٹ برای این اڈورڈس۔ سرجنٹ پیٹر سٹوورٹ
نے میگزین دہلی کی محافظت کثیر التعداد سرکشون اور باغیون کے مقابلہ مین جب تک کی کہ دیوارون پر
زینے لگ گئے اور کمک کی کوئی امید نہین رہی تو بہادرون نے میگزین کو آگ لگادی اس میگزین کے
اڑنے مین اس بہادر جماعت کے پانچ آدمیون کی جانین گئین جنھون نے اپنے بہت دشمنون کو
ہلاک کیا۔

لٹنا اظہار خانہ میگزین

اس میگزین کے محاذی چند گز کے فاصلہ پر اسکا اظہار خانہ تھا جسکی محافظت انگریزون نے
نہین کی اسکے ہلکے اوزار اور اسباب کو ہاتھون مین اور بھاری اسباب کو گاڑیون مین لوگ لوٹکر
لے گئے۔

قتل و غارت جیل خانہ و خزانہ

جیلخانہ پر نجیبون کا پہرہ رہتا تھا وہ دوپہر تک غل غپاڑہ صبر سے سنتے رہے جیلخانہ کو لوٹنے
نہین دیا مگر پھر انہون نے نمک حرامی کی اور بغاوت اختیار کی۔ ترک سوار ہی پہنچے انہون نے اس
جیل خانہ کو توڑا۔ قیدی خوشی خوشی بیڑیان اتارکر پھرائے ایک دو جسم قیدی رہائی کی خوشی
مین شادی مرگ ہوئے۔ قید فرنگ اور قید حیات دونو سے آزاد ہوگئے۔ خزانہ لٹا نہین امانت کا
امانت تلنگون نے بادشاہ کے حوالہ کردیا۔

چھاونی مین بغاوت کی خبر

چار بجے میگزین اڑا تھا چھاونی مین برگیڈیر گریوس اور انکے ماتحت افسران سپاہیون کو جمع
کیئے ہوئے تھے جو شہر کو نہین بھیجے گئے تھے ہر وقت انکو یہہ امید تھی کہ میرٹھ سے سپاہ انکی
امداد کے لئے آتی ہوگی اسکے نہ آنے پر بڑا تعجب تھا اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ جنرل ہویٹ پاس میرٹھ
کوئی شخص بھیجا جائے کہ وہ سپاہ دہلی مین بھیجین اس خدمت کو ۷۴ وین پلٹن کے سرجن ڈاکٹر
بیٹسن صاحب نے قبول کیا ایک چٹھی لکھکر اس بہادر ڈاکٹر کو دی گئی وہ اپنی بی بی بچون سے رخصت
ہوئے جنسے پھر ملنے کی امید نہ تھی انہون نے اس جان جوکھون کے سفر کے لیے بھیس فقیرانہ بنایا
وہ ہندوستانی زبان ہندوستانیون کی سی بولنی جانتے تھے مگر انکی آنکھون کے کیرے رنگ نے
انکو اس بھیس مین بھی بتلادیا کہ وہ انگریز ہین سپاہیون نے اپر گولیان چلائین گنوارون نے
انکے کپڑے اتارے وہ آوارہ سرگردان حیران پریشان جنگلون مین پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے

بہوکے ننگے پڑے پھرے۔ بہزار خرابی خدا خدا کرکے انبالہ مین زندہ پہنچ گئے۔ سپاہی بغاوت پر آمادہ تھے مگر افسرون پر دست درازی نہین کرتے تھے اب تک انکو میرٹھ سے گورون کے آنے کا خوف چلا جاتا تہا عورتین اور بچے بادہ ٹیہ پر جمع ہوئے۔ دو توپین بادہ ٹیہ کے آگے لگی ہوئی تھین مگر ان کے توپچیون پر اعتبار نہ تہا۔ بادہ ٹیہ دہلی کی تاریخ مین ایک بڑا مشہور مقام ہوگیا ہے۔ اا مئی کو وہ کچھ ہی بہتر بلبیک ہول سے تہا وہ ایک گول گھر ہے جسکا قطر ۱۸ فیٹ ہے اسپر چھاونی کا جھنڈا لگا رہتا تہا اس مین بہت سی لیڈیان اور بچے تھے اور انکے ساتھ عورت مرد ملازم بہی گھسے ہوئے تھے گرمی کی شدت کے سبب ضعیف دماغ لیڈیون کو غش آتے جاتے تھے انکو مایوسی مارے ڈالتی تھی انہین بیوہ عورتین تھین جو اپنے خاندان کا ماتم کررہی تھین جو مارے گئے تھے اپنے بہن بہائی کے مارے جانے کی خبر سنکر رو رہی تھین بعض ایسی تھین جنکے خاوند اپنی خدمت پر باغیون مین گئے ہوئے تہے جنکی خبر انکو نہ تہی کہ کیا انپر گذری۔ چھاونی مین علاوہ سپاہ کے افسرون کے انیس اور یورپین پاکر تھے۔ میگزین اڑنے کے بعد ہندوستانی سپاہ نے چھاونی مین کھلی بغاوت اختیار کی بارود خانہ پر جو ۷۴ وین رجمنٹ کی دو کمپنیان تھین انہون نے پرتہوی راج کی جے پکاری۔

دہلی کی پلٹنون نے عام بغاوت اختیار کی وہ کچھ دیر اس سبب بغاوت سے رکی رہین کہ میرٹھ سے گورون کی سپاہ اپنے بھائی بندون کے قتل کا عوض لینے آتی ہوگی مگر اب بادشاہ اور شاہزادے اور انسے زیادہ شہر کے مفسد آدمی انکے ساتھی ہوگئے۔ صبح سے ہر ایک جگہہ یہ غل مچنا شروع ہوا کہ بادشاہ باغیون کی طرف ہے اب انگریزون سے لڑنا گویا بادشاہ کی طرف سے اور مغلون کی سلطنت کے بحال کرنے کے لیئے ہے۔ اہل قلعہ اگرچہ نامرد کمزور وڈرپوک تھے لیکن عیسائیون کی سلطنت کے برباد کرنے کے لیئے مرد بن گئے انہون نے اپنا کلہ کافرنگیون کے جوئے کے تلے سے نکال لیا۔ ہندو مسلمان جانتے تھے کہ بادشاہ کی حکومت قائم ہونے سے پھر ہم بڑے ممتاز عہدون پر سرفراز ہوجائینگے اور لچے شہدے آدمیون کی لوٹ کے ہاتھ لگنی کی خوشی تہی۔ آفتاب افق کے نیچے جانے کو ہوا انگریز میرٹھ سے امداد دینے نہ آئے جسکے سبب بغاوت ساری دہلی مین پھیل گئی۔

اب سرکشون اور باغیون کے جم غفیر سے انگریزون کا مقابلہ کرنا ناممکن ہوگیا کشمیری دروازہ مین

(ت) ابتدائے صبح ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع

۸۰ وین رجمنٹ نے گولیان چلانی شروع کین گورڈن صاحب جو آج کے دن فیلڈ افسر تھے اور
آرمسٹنگ اور ردی لی افسر ۴۴ وین پلٹن کے مارے گئے - بعض عیسائیون کا ان گولیون سے
بچ جانا بڑے اچنبھے کی بات تھی - انگریزون کو سوار فرار کے کوئی اور چارہ سلامت رہنے کا
نہ تھا کشمیری دروازہ مین ایک کھڑکی خندق کی طرف جانے کی تھی - خندق کا ڈھلان بہ نسبت تھا
اور ایسی ہی پھر اوپر چڑہنے کا ڈھلان تھا اسکے پرے دریا کا بیلا تھا جو مفرورین کو رات تک چھپائی
رکہتا نوجوان اور چست وچالاک افسر جنکو زخمون نے لنگڑا نہ کیا ہو خندق کے اندر اتر کر پھر اسکے
اوپر چڑھ سکتے تھے لیکن گمرون کے اندر سے انگریزون کی دردناک آوازین انکو بتلا رہی تھین
کہ یہہ کام کرنا فقط اپنے ہی لیئے نہین کرنا چاہیئے ہم کو بھی یاد رکہنا چاہیئے - اب کشمیری دروازہ مین
رہنا موت کی مہمانی کرنی تھی - بس عورتین کھڑکی کے پاس آئین وہ مایوسانہ سوچ رہی تھین کہ آیا
اس خندق سے اتر کر چڑھ سکتی یا نہین کہ ایک گولہ انکے سر پر سے گذرا کچھ افسر نیچے خندق مین
اتر کے کچھ اوپر رہے اوپر کے انگریزون نے میمون کی کمرون مین پٹکے ڈال کر کچھ نیچے اتارا اور
نیچے کے انگریزون نے انکو سہارا دیکر خندق مین اتارا بہزار دقت وہ نیچے خندق مین اترین
اب اس اترنے سے زیادہ تر مشکل دوسری طرف خندق پر چڑہنا تہا وہ کچھ چڑہتی تھی پھر کھسل کر
نیچے کھائی کی تہ پر آتی تھین - مگر مایوسی اور خوف نے انکو فوق البشر قوت دے دی تھی وہ
لڑکھڑاتیان کھاتی ہوئی اوپر چڑھ گئین اور کھائی کے اوپر جاکر کچھ دریا کی جانب بیلے کی طرف
چلین ...... اور جنگل مین پہنچ گئین چھاونی کی طرف گئین - لیکن بعض شکف صاحب کی کوٹھی
کی طرف یہہ وہ بانوان پری چہرہ سیم اندام تھین جو صبح کو خس کی ٹٹیون مین اپنا بدن ٹھنڈا
کر رہی تھین یا اسوقت گرمی کے مارے ماہی بے آب کی طرح بیتاب تھین -
پہاڑی پر چھاونی مین انگریز بالکل مایوس تھے سپاہی ان سے برگشتہ ہو گئے توپین انکی قبضہ سے
نکل گئین - اب یہان ٹہرنا ممکن نہ تھا چند سپاہی نمک حلال تھے اور افسرون کے گھر بھی پاس تھے
جہان سے انہون نے اپنی سواریان گھوڑے گاڑیان منگالین اور ضروری اسباب ساتھ لیا
اور روپیے بھی جو گھر کے دلپوتا ہوتے ہین ساتھ لے لیئے - یہان شہر کے آدمیون کا اور بادشاہی
ملازمون کا اثر بھی سپاہیون پر ابھی نہین ہوا تھا کہ وہ انکو بے رحمی سے قتل کرتے - جب وہ

چھاونی سے انگریزون کا [illegible]

چلے ہیں اور سپاہیوں نے بھی انکے ساتھ تھوڑی دور معیت کی اور افسرون سے بنت کہا کہ آپ جلدی چلے جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ شہر سے سرکشون کی بھیڑ یہاں آجائے بعض افسرون نے جانے میں اس سبب سے دیر لگائی کہ وہ اپنی رجمنٹون کے علم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔

شہر اور چھاؤنی سے انگریز بھاگ گئے یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کہیں جنگلوں میں اور غیر آباد کھنڈرون و گڑھون میں چھپے کبھی انہون نے اپنے لباس اتارے کہ جس سے وہ چاندنی میں نہ پہچانے جائیں کہیں چور ڈاکوؤن نے انکو لوٹا کہیں گنوارون نے دوست بنکر دغا دی کبھی وہ اپنے بی بی بچون سمیت دریا کے پانی اور دلدل کو طے کرکے پار اترے کہیں وہ خوب پٹے کہیں گرمی کی شدت کی دھوپ میں دن کو ننگے اور بھوکے وہ چلے راتون کو ایسی حالت میں کہ ہر لحظہ جان جانے کا خوف تھا سوئے بعض وقت نازک عورتیں اپنے خاوندون سے اور بچے اپنے ماباپون سے جدا ہو جاتے تھے لیکن اشراف انگریزانکی حفاظت ہو جاتے تھے مس وڈ اور مس پیل نے ایک زخمی افسر کو بچایا جو بغیر انکی امداد کے چل نہیں سکتا تھا۔ بعض خوش نصیب انگریز بہت اچھی طرح میرٹھ میں کرنال میں انبالہ میں خیر و عافیت سے پہنچ گئے بعض راہ میں فنا ہو گئے بعض اپنے ہمراہیون کے ساتھ آگے چل نہیں سکتے تھے اسلیئے ان کو ہمراہیون نے چھوڑ دیا۔ یہہ سفر ورین کے امتحان کا سخت وقت تھا۔ بہادرون کے دلون میں یہی آیا کہ جو مصیبت زدہ ہمارے ساتھ بھاگ نہیں سکتے انکو چھوڑ دیا جائے۔ اس کے سوا روہ اور کیا کیا کر سکتے تھے۔ ایک آدمی کی بچانے میں بہت سی جانیں کیون کہوتے۔ لیکن سچ بات یہہ بھی ہے کہ بہت سے ہندوستانیون نے اپنی جان پر کھیل کر انگریزون کی جانیں بچائیں اور اپنی قوم کی سنگدلی اور بدکاری کے داغ کو مٹایا۔ دیہات میں بہت سے ہندوستانیون نے مفرور انگریزون کی بڑی خاطر داری کی اور انکو سلامتی کی جگہ پہنچا دیا ان بچانے والون میں بڑے بڑے زمینداروں سے لیکر خاک روب تک تھے جنہون نے عیسائیون کی جان بچانے میں اپنی جان کو جوکھون میں ڈال دیا۔

اسی ۵ تاریخ پیر کے دن صبح کے چھ بجے سے ۸½ بجے تک کالج بدستور کھلا رہا اس کے بعد آٹھ سات لالا کھا گئے اور باقی بچے کے جا ختون بیاں گئے اور انہوں نے اپنے لڑکوں سے

کہا کہ جلد گہر چلو انگریزون کو تو سوار قتل کر رہے ہین - یہہ سنتے ہی لڑکے تو بھری ہونے شروع ہوئی
پرنسپل صاحب کو خبر ہوئی وہ ششدر و متحیر ہوئے کہ اتنے مین میگزین کا چپراسی افسر میگزین کی
چٹھی لایا کہ خوف زیادہ ہے اب آپ مع اپنے انگریزی ماسٹرون کے میگزین کے اندر آجائیے اس
چٹھی کے پڑہتے ہی پرنسپل صاحب نے کالج مین چھٹی دی - اس وقت کالج مین مسٹر ایف
ٹیلر صاحب پرنسپل تھے وہ تنہا کالج کی کوٹھی مین رہتے تھے اور مسٹر رو برٹ صاحب ہیڈ ماسٹر
تھے وہ کالج کے احاطہ ہی مین ایک کوٹھی مین مع اہل و عیال کے رہتے تھے مسٹر سٹورٹ صاحب
سکنڈ ماسٹر کالج کے قریب منصور علی خان کی حویلی مین اور مسٹر سٹیمر صاحب تھرڈ ماسٹر کشمیری
دروازہ کی طرف رہتے تھے یہہ چار انگریز تھے اور پانچوین ہندوستانی عیسائی لیسوع داس محیذر
پروفیسر ریاضی تھے چارون انگریز تو میگزین مین گئے پروفیسر صاحب پیدل پن چکی کی سڑک پر تلے کے
نیچے آئے جب انہون نے دیکھا کہ آٹھ سات ترک سوار ننگے کرچین چمکاتے ہوئے لال ڈگی کی سڑک آ رہے
ہیں تو وہ خدا کو یاد کرتے ہوئے اپنی کوٹھے پر جو چاندنی چوک مین تھا چلے گئے - بارہ بجے کے بعد سے
کالج کے کتب خانے لٹنے شروع ہوئے - لٹیرے عربی - فارسی - اردو وغیرہ کی کتابون کے
گٹھڑ باندھ کر کتاب فروشون اور مولویون اور طالب علمون کے پاس بیچنے کے لیئے لے گئے
ان مین سے کسی کتاب کو ضائع نہین کیا بعض طلبہ کتابون کے شوقین بھی لوٹ مین خود شریک
ہو کر اچھی اچھی کتابین چھانٹ کر لے گئے لوگون نے انگریزی کتابون کے شیرازہ توڑ کر انکے پٹھے
اُتار لیئے کہ جلد سازون کے ہاتھ وہ بیچینگے ایسے پٹھے خوبصورت کب ہاتھ آئین گے باقی کتابون کے
ورقون کو پھاڑ کر پراگندہ کر کے کالج کے باغ اور احاطہ مین کئی انچ موٹا فرش ردی کا بچھا دیا -
آلات طبیعیہ کو توڑ کر ان کا لوہا اور پیتل نکال کر لے گئے مکان کو آگ تو نہین لگائی مگر اسکی جوڑیان
کواڑ سب اُتار کر لے گئے اور سارا اسباب الماریان بنچ کرسیان اور پرنسپل و ہیڈ ماسٹر
کے گھر کا اسباب سب لوٹ لیا غرض کالج مین سوار کا غذ کی ردیون کے اور دو چودہ پندرہ
برس کی لڑکیون کے نیم برہنہ لاشون کے کچھ اور نہ تھا - جب میگزین اڑا تو مسٹر ایف ٹیلر صاحب
اور مسٹر سٹیمر صاحب اس سے باہر زندہ نکلے - سٹیمر صاحب تو فصیل کی دراڑ مین سے جو
میگزین کے اڑنے سے پڑ گئی تھی نکل کر جمنا سے پار ہو کر میرٹھ زندہ پہنچ گئے - ٹیلر صاحب میگزین سے

نکل کر اول اپنے کالج کے احاطہ مین آئے اور اپنے بوڑھے خانساماں کی کوٹھری مین گئے اسنے انکو مولوی محمد باقر کے گھر پہنچا دیا جو انکے بڑے قدیمی دوست تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے امام باڑہ کے تہ خانہ مین ایک رات انکو رکھا مگر محلہ مین بہت مشہور ہو گیا کہ ٹیلر صاحب کو مولوی صاحب نے چھپایا ہے اسلیئے مولوی صاحب ان کو اپنے گھر مین نہین رکھ سکے ہندوستانی صورت انکی بنا کے گھر سے باہر کیا وہ بیرم خان کی کھڑکی سے باہر نکلے تھے کہ ایلون کی ڈنڈی پر اہل شہر نے پہچانا مار لاٹھیون کے مارے انکا کچلا نکال دیا۔ پروفیسر رامچندر کو انکے کوٹھے پر سے انکے بھائی راے شنکر داس صاحب نے لیجا کر کا یتھون کے محلہ مین اپنے کسی عزیز کے ہان چھپایا مگر انکے رشتہ دارون نے یہ جانکر کہ انکے سبب سے ہم سب پر آفت آئیگی انکا یہان چھپا رہنا گوارا نہین کیا۔ انکا ایک قدیمی وفادار نوکر جاٹ انکو گنوار بنا کے اپنے گاؤن مین لے گیا وہان سے انگریزی لشکر سے باولی کی سرا مین جا ملے۔ سوا ان پروفیسر اور مسٹر سیٹر کے کوئی عیسائی ماسٹر باغیون کے قتل سے نہین بچا پانچ چھ لڑکے غریب انگریزون کے کالج مین پڑھتے تھے انکو بھی اجل نے زندہ گھر تک نہ پہنچنے دیا۔ والاگوہر مسٹر ایف ٹیلر صاحب اس کالج مین تئیس برس ہیڈ ماسٹر رہے تھے اور دو تین برس سے پرنسپل ہو گئے تھے۔ وہ اپنے شاگردون پر بیحد شفقت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہہ سب میری اولاد ہین اور ایسی بہتر اولاد ہو نہین سکتی کہ سب صاحب لیاقت ہین اور انکے پالنے اور پرورش کرنے کا مجھے کچھ فکر نہین۔ بیمار ہون تو تیمارداری کرنی نہین پڑتی۔ مجھے انکی خوش لیاقتی اور نیک خصلتی سے دلی خوشی ہوتی ہے سچی نیکی کا معیار سب سے بڑا یہہ ہے کہ نیک آدمیونکے پاس رہنے سے اور آدمی نیک خیال نیک دل پاک نفس ہو جائین۔ سو اس نیک سرشت مین یہہ خوبی تھی کہ اس کے شاگردون مین سے شاید ایک دو فیصدی ہی بدکردار نہ ہونگے۔ ان کے شاگردون کو بھی استاد سے ایسی محبت تھی جیسی کہ باپ سے بلکہ بعض کو تو باپ سے بھی زیادہ کہ انکا مذہب اپنے باپ کے مذہب کو چھوڑکر اختیار کر لیا۔

اکثر اس تار گھر کا بیان انگریزی تاریخون مین مختلف طرح سے لکھا ہے مگر مین شا صاحب سی۔ ایس۔ آئی کمشنر سابق دہلی نے نہایت صحیح تحقیق کر کے یہہ حال لکھا ہے کہ ٹیلیگراف ماسٹر مسٹر ٹوڈ دہلی

بہت سویرے صبح کو اسلیئے روانہ ہوئے کہ تار برقی کی لین مین جسکو باغیون نے کاٹ دیا تھا دیکھین کہ کیا خرابی واقع ہوئی ہے اسکو باغیون نے مار ڈالا اسکے دو اسسٹنٹ جنکے نام برنڈش و پلکنگٹن تھے وہ اوفس مین دوپہر کے دو بجے تک رہے۔ اس وقت تک ملیٹری حکام نے کوئی تار نہین بھیجا تھا وہ ابھی تک میرٹھ سے اپنی کمک کے لیئے انتظار کر رہے تھے سگنیلرس اپنی آلہ پر چپ چپ کی آواز لگائے جاتے تھے اور وقتاً فوقتاً انبالہ کے اوفس کو اطلاع دیتے تھے کہ دہلی مین کیا ہو رہا ہے تین بجے کے قریب پلکنگٹن باوٹے سے ایک ملیٹری افسر کے ساتھ اپنے اوفس کو آیا۔ ٹیلیگراف اوفس کے انگریزون کو صلاح دی گئی تھی کہ وہ باوٹے پر آجائین۔ جب سررشتہ ایک ضعیف ٹیلیگرام انبالہ کو بھیجا گیا جو حقیقت مین ایک بات چیت بغیر کسی جوابدہی کے ایک کلرک کی دوسرے کلرک کے ساتھ تھی مگر اس نے تمام پنجاب کو آگاہ کر دیا کہ دہلی مین کیا واقعات ظہور مین آئے جسکے سبب سے یہان کے حکام نے وہ تدابیر کین کہ جنسے اسوقت پنجاب مین بغاوت کو روک دیا۔ پلکنگٹن مدت ہوئی کہ مر گیا اور مسٹر برنڈش کی چار سال بعد ۱۱ مئی کی حسن خدمات کے صلہ مین پوری تنخواہ کے برابر پنشن ہوگئی وہ ابھی تک زندہ ہے اسکو دہلی مین لارڈ کرزن نے ایک سونے کا تمغہ دہلی مین تار گھر کی یادگار کے جلسہ مین دیا۔ تار جو دہلی سے انبالہ بھیجا گیا تہا اسکا مضمون یہہ تھا کہ سپاہی میرٹھ سے آگئے ہین اور ہر چیز کو جلا رہے ہین مسٹر ٹوڈ مارا گیا اور چند اور یورپین مارے گئے۔ ہم بند ہو رہے ہین۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ کیسی بیکسی و بیچارگی کی حالت مین انگریز مقتولون و مجروحون اور مفرورون پر آفت آئی کہ خدا کی پناہ اب ہم یہہ لکھتے ہین کہ قلعہ کے اندر قیدیون پر کیا قیامت برپا ہوئی۔ شہر مین گورون کی سپاہ تو تھی نہین مگر سول اور ملیٹری افسرون کے سوا اور قسم کے انگریز سوداگر تاجر پیشہ ور رہتے تھے وہ زیادہ تر دریا گنج کشمیری دروازہ اور منصور خان کی حویلی مین بستے تھے اور انکے دو چار گھر بھی کا غذی محلہ و تیلی قبر پر تھے۔ جب دریا گنج مین باغی گھس آئے اور انگریزون کو قتل کرنا اور بنگلون مین آگ لگانا شروع کیا تو کشن گڈھ کی کوٹھی نمبر ۵ مین چھ انگریز اور انکے دو ہوشیار لڑکے اور بیس پچیس عورتین اور بچے جمع ہو گئے۔ یہ کوٹھی مضبوط تھی اور اس مین تہ خانہ تھا جو ایام گرمی کے موسم مین بڑے کام کا تھا اس کوٹھی کو انگریزون نے مورچہ

۱۱-مئی ۱۸۵۷ء قلعہ کے اندر قیدیون کا قتل عام ہونا

بنالیا۔ بندوقین وگولی باروت ان پاس تھے۔ اگرچہ بدذات شریر نوکرون نے پانی کے برتنون
مین سے پانی بہا کے اپنے آقاؤن کو پیاسا مارنا چاہا تھا۔ لیکن ایک سقہ نے تہ خانے کے موکھے
سے پانی انگریزون کے پاس پہنچایا اور سقہ نے اگلی قیمت اُنسے لی۔ اس کوٹھی پر دو روز تک
سینکڑون باغی اور سرکش حملہ کرتے رہے مگر وہ انگریزون کے مقابلہ مین عہدہ برآ نہ ہوسکے۔ مرزا
ابوبکر بھی توپ ساتھ لیکر چڑہائی کو گئے مگر بندوقون کی گولیون کو چلتا ہوا دیکھ کر اپنے گھر کو
واپس گئے آخرکار انگریزون سے تلنگون نے بقسمیہ قول و قرار کیا کہ تم اپنے تئین ہمارے حوالہ کردو
ہم تمہین مار کر جان نہین لینگے۔ بادشاہ کی حراست مین تم کو پہنچا دینگے اس شرط پر حوالہ کردیا
وہ اب زیادہ لڑ بھی نہین سکتے تھے نہ ان پاس گولی باروت تھی نہ کھانے پینے کو پاس تھا۔ وہ ان
عورتون بچون و انگریزون کو جو تیس کے قریب ہونگے قلعہ مین لے گئے۔ وہ بادشاہ کے حکم سے
بڑے خاصہ کے مکان (باورچی خانہ) مین محبوس ہوئے۔ تلنگے شہر کے اندر آنے کے بعد گلی
گلی کوچہ کوچہ انگریزون کو ڈھونڈ ہتے پھرتے تھے اور شہر کے آدمی انکے ساتھ جھوٹ سچ
بتاتے پھرتے تھے کہ یہان انگریز ہے وہان میم ہے۔ اسطرح ہی انکو پندرہ بیس بچے
عورتین ہاتھ لگ گئین جنکو انہون نے قیدخانہ مذکور مین پہنچا دیا مین نے چاندنی چوک مین
خود دیکھا کہ ایک جوان میم صاحبہ اپنا سارا نفیس لباس مع ٹوپی کے پہنے ہوئے اور ایک
تولیہ مین اپنے بچے کو لپیٹے ہوئے دونو ہاتہون سے چھاتی سے لگائے تین چار تلنگون
کی حوالات مین جاتی تھین اور ان کے ساتھ پانچ چھ برس کا ایک لڑکا ایک ہاتھ سے ماں کے
سایہ کو پکڑے ہوئے اور دوسرے ہاتھ مین ٹین کا تام لیٹ لیے ہوئے جاتا تھا رستہ
مین سفاک ننگی تلوارین انکو دکھا کر تلنگون سے کہتے تھے کہ ہمین قتل کرنے دو تو وہ غصہ سے
اپنے چہرہ کو آتشناک بنا کے انکو دیکھتی تھی اور کچھ نہین بولتی تھی۔ غرض یہہ عورت اپنی مردانہ
ہمت سے اسطرح جاتی تھی جیسے کہ وہ ہوا کھانے جاتی ہوگی جس مکان مین یہہ قیدی مقید
ہوئے تھے چالیس گز طول مین اور بارہ گز عرض مین تھا اسطرح ۹ مربع گز رقبہ ہر قیدی کے
لیے تھا مگر گرمی کا موسم تھا انگریزون کے لیے وہ قفس جان گزا تھا۔ جائے تنگ مردان بسیار
اول روز دو وقت اچھا کھانا بادشاہ کے خاصہ سے آیا جسکو پھر تلنگون نے بند کیا پھر خراب کھانا

جیسا کہ قیدیون کو ملا کرتا ہے ان قیدیون کو ملنے لگا۔ قیدیین بہی حرامزادے سپاہی قیدیون کو جاکر دھمکاتے اور گالیان دیتے مسس آلڈویل جو اپنے چار بچون سمیت جھوٹ موٹ کی مسلمان بنکر اس قیدخانہ سے زندہ نکلی تھین وہ اس قیدخانہ کی یہہ حکایتین بیان کرتی ہین کہ تلنگے بار بار پوچھتے تھے کہ اگر بادشاہ تمہاری جان بخشی کردے تو مسلمان اور غلام ہو جاوگی ؟ مگر بادشاہی سپاہی تلنگون سے کہتے تھے کہ تم سوا انکی جان ستانی کے کچھ اور بات پر اپنی رضامندی نہ ظاہر کرو بادشاہ کے ایک ملازم نے مسس سٹیز سے پوچھا کہ اگر انگریزی عملداری پھر ہو جائے تو تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرو گی تو انہون نے جواب دیا کہ جو تم نے ہمارے خاوندون اور بچون کے ساتھ کیا ہے۔ اب ۱۶ مئی ہفتہ کا روز ان قیدیون کی موت کا دن آیا۔ قلعہ کے سپاہی قیدخانہ کے دروازہ پر آئے اور انہون نے قیدیون سے کہا کہ چلو ہم تم کو ایک اور اچھے مکان مین لے چلین۔ اگرچہ قیدیون کو ان سپاہیون کے کہنے کا ذرا سا بھی اعتبار نہ تھا مگر وہ قیدخانہ سے باہر نکل کر جمع ہوئے۔ ایک رسہ کا حلقہ انکے گرد ڈالا گیا کہ کوئی ان مین سے بھاگ نہ جائے پھر وہ نقارخانہ کے سامنے حوض پر بٹھائے گئے انکی اس قتل گاہ پر پہلے ہی سے عیسائیون کے قتل ہونے کا تماشا دیکھنے کے لئے تماشائیون کا ہجوم لگ گیا تھا وہ انگریزون کو گالیان دیتے تھے اور خوشی کے نعرے مارتے تھے۔ اب قتل کا آغاز ہوا۔ تیسرے رسالہ کے ترک سوارون نے جو یہان موجود تھے اپنی قرابینین اور بندوقین قیدیون پر چلائین یہہ اتفاق کی بات ہے کہ بادشاہی ملازمین مین سے ایک ملازم کے انکی گولی لگی پھر بادشاہ کے خاص بردار سپاہیون نے ان سب بیگناہون اور معصومون کو تلوارون سے قتل کر ڈالا تھوڑی دیر مین پچاس عیسائیون کا خون اپنی گردن پر لیا جس بھنگی نے ان لاشون کو چھکڑے مین لادا تھا اس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ یا چھہ انگریز تھے باقی سب عورتین اور بچے تھے۔ یہہ سب لاشین چھکڑے مین لادکر جمنا مین پھینک دی گئین یہہ بہی مشہور ہوا کہ ان لاشون مین ایک بالک جیتا تھا جو تلوارون سے بال بال بچ گیا تھا مگر اسکو بہی پھر ظالمون نے مار ڈالا۔

شہر مین جو دیندار مسلمان تھے وہ تو ایک سناٹے کے عالم مین تھے کہ یہہ عورتون اور بچون کا قتل ہونا خدا اور رسول کے حکم کے برخلاف ہے اس گناہ کے سبب سے قلعہ پر خدا کا قہر ضرور نازل ہوگا

اور ہم پر بلا اس سبب سے نازل ہوگی کہ ان معصوموں و بیگناہوں کی جان بچانے کے لیئے نہ کوشش کرنے سے ہم بھی اس گناہ میں شریک ہوئے۔ مگر بعض سفہا بے ایمان مسلمان بڑے زور شور سے یہہ کہتے پھرتے تھے کہ افعی راکشتن و افعی بچہ را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست۔ سعدی کے اس فقرہ کا اثر ان مسلمانوں پہ قرآن شریف کی آیتوں اور حدیثوں سے بھی بڑھ گیا تھا۔

اب بڑی تحقیقات یہہ ہوئی کہ یہہ قیدی بادشاہ کے حکم سے مارے گئے یا نہیں۔ حکیم احسن اللہ خان اپنی شہادت میں بیان کرتے ہین کہ ان عیسائیوں کے قتل کے بڑے محرک گلاب شاہ تیسرے رسالہ کا افسر اور ان سیٹ الگزنڈر رجمنٹون کے افسر اور بادشاہی ملازمون مین سے سیدی نصیر خان اور بسنت خواجہ سرا اور شاہزادون مین مرزا ابو بکر اور مرزا خضر سلطان تھے۔ مین نے خواجہ سراؤن کی موجودگی مین عرض کیا تھا کہ عورتون اور بچون کو قتل کرنا ہمارے مذہب مین منع ہے اور دنیاوی دانائی کا بھی یہہ مقتضا ہے کہ یہہ قتل نہ کیا جائے مین نے بادشاہ کو یہہ صلاح دی تھی کہ اس کا فتوی علما سے لیکر فوجی افسرون کو دکھا دیا جائے اور محلسرا مین عورتین اور بچے حفاظت سے رکھے جائین۔ اسطرح سے جو نتائج پیدا ہوتے ہین ان کی مثال جنگ افغانستان مین اکبر خان کی بتلا دی تھی کہ اس نے عورتون اور بچون کی جانین بچا کے اپنے باپ کو انگریزون کی قید سے رہا کرایا اور سلطنت پر بحال کرایا۔ بادشاہ یہہ باتین سنکر عیسائیوں کے قتل کے حکم دینے سے دو روز باز رہا مگر پھر لوگون نے بادشاہ پر زیادہ زور ڈالکر قتل پر اسکی رضامندی حاصل کر لی اور عیسائی قتل ہوگئے۔ حکیم صاحب کی یہہ راے کہ اگر بادشاہ عورتون اور بچون کو اپنی محل مین لے جاتا اور جب سپاہی انکو اس سے قتل کے لیئے مانگتے تو وہ سپاہیون سے کہتا کہ مین ان عیسائیون کے قتل پر جب راضی ہونگا کہ تم پہلے میری بیوی بچون کو قتل کر ڈالو تو ظن غالب یہہ تھا کہ بادشاہی محلسرا مین سپاہیون کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوتی کہ وہ عورتون اور بچون کو زبردستی پکڑ کر مار ڈالتے۔ یہہ راے ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جو غلط اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ اول بادشاہ کے اختیار ہی مین یہہ تھا کہ وہ قیدیون کو سپاہیون کے پنجہ سے چھٹا کر محلسرا مین لے جاتے دہلی کے فتح ہونے کے بعد دفتر شاہی مین سٹیر ساندرس صاحب کمشنر کے ہاتھ مین نبی بخش خان کی عرضی آئی

جسکا مضمون نیچے لکھا جاتا ہے۔

جہان پناہ سلامت۔ مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضور عالی پر ظاہر ہے کہ خالق جہان کو عدل پسند اور ظلم ناپسند ہے اگر حضور عالی کی رائے عالی مین یہہ مناسب ہو تو حضور سپاہ کے ان افسرون سے جو عورتون اور بچون اور قیدیون کے قتل کرنے کی آپ سے درخواست کرتے ہین یہہ فرمادین کہ مین نے تمہارے سرون پر جب ہاتھہ رکھا ہے اور مذہب کے سبب سے تمہارے ساتھہ شریک ہوا ہون کہ تم نے میری بڑی منت سماجت کی ہے تم کو چاہیئے کہ اول فتوے اور دستخط لکھائین اگر ان مین انکو قتل کی اجازت ہو جائے تو وہ قتل کر ڈالین۔ مین انکے قتل کا حکم اپنی شرع و حدیث کے برخلاف نہین دونگا اگر وہ یہہ نہین منظور کرین گے تو ضرور اول وہ اپنے انتقام لینے کی جھنجلاہٹ حضور پر نکالینگے مجھے یقین ہے کہ حضور کے احکام میری عرائض کے موافق سپاہ کے افسرون کے نام اسطرح جاری ہونگے جنسے انکو معلوم ہو کہ حضور نے یہہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ حضور کے روبرو مین نے یہہ عرض ضروری سمجھہ کر پیش کی ہے۔

خدا حضور کی سلطنت کو اقبال مند کرے۔ عرضی فدوی نبی بخش خان مختار روشن آرا بیگم

تاریخ ندارد

اس عرضی پر اول صاحب کمشنر نے توجہ کی اور نبی بخش خان کو دہلی مین آباد رہنے کا حکم دیا۔ مگر بعد ازان اس عرضی مین یہہ شبہہ پڑ گیا کہ وہ اصل مین بادشاہ کو دی گئی تھی یا دفتر مین ڈلوا دی گئی تھی۔ بہرحال عرضی دینے والے کو سوجھی بڑی دور کی تھی۔ چنی لال مخبر نے یہہ بھی بیان کیا کہ مرزا منجھلے نے یہہ کہا تھا کہ عورتون اور بچون کا مارنا ہمارے مذہب کے خلاف ہے تو تلنگے مرزا کے مارنے پر چلے مشکل سے بھاگ کر انہون نے اپنی جان بچائی۔ ۱۷ مئی کے بعد دہلی کے شہر مین نہ چھاؤنی مین ایک فرنگی باقی تھا۔ مغلون کی دارالسلطنت مین انگریزون کا کہین قدم نہ تھا۔

بیک دور چرخ چنبری ــــ نہ نادر ماند نہ نادری

انگریز بالکل تباہ ہو گئے بادشاہ انکی جگہہ فرمانروا ہو گئے۔ سراج الدولہ اور بلیک ہول کے زمانہ سے کبھی اب تک ایسی مصیبت انگریزون پر نہین پڑی تھی جس دن سے کہ انہون نے ہندوستان مین قدم رکھا تھا اب تک انکی نہ ایسی تفضیح اور نہ تذلیل ہوئی تھی۔ اسقدر عیسائیون کا قتل ہوا بڑے غم کی بات تھی

ہندوستانی عیسائیون کا قتل اور بقیہ ہوکر انکا مسلمان ہونا

میرٹھ کے سکوت کی جوابدہی

مگر اس قتل کے انتقام کے لیئے کچھ نہ کرنا بڑے شرم کی بات تھی یہہ غم دہلی مین تھا اور یہہ شرم میرٹھ مین تھی بعض ارباب الراے کی یہہ راے ہے کہ اگر میرٹھ سے تہوڑی سی فوج بہی دہلی مین آجاتی تو یہہ فساد ایک دن مین مٹ جاتا - یہہ بہی ایک فرضی صورت اور فرضی نتیجہ ہے جسکے باب مین ہم لارڈ روبرٹس کی راے پہلے لکھ چکے ہین -

شہر مین ہندوستانی عیسائی خاصکر جو نیئے عیسائی ہوئے ہون بہت کم رہتے تھے - ان نئے عیسائیون مین دریا گنج مین ولایت علی کو اور قلعہ کے نیچے سرکاری اسپتال مین ڈاکٹر چمن لال سب اسسٹنٹ سرجن کو شہر والون نے عیسائی بتلاکر ترک سوارونکے ہاتھہ سے قتل کرایا کوئی اور ہندو عیسائی نہین قتل ہوا - وہ تیس چالیس گرفتار ہوکر کوتوالی کی حوالات مین رہے - زیادہ انہین سکنر صاحب کے خاندان کی عورتین تہین سکنر صاحب کے ہان مولوی اسمعیل نوکر تھے - انہون نے قاضی فیض اللہ کوتوال سے سفارش کی کہ یہہ سب مسلمان ہین اور اگر نہین ہین تو اب مسلمان ہوتے ہین مستوجب قتل نہین کوتوال نے سب عیسائیون سے کلمہ پڑہوا کے چہوڑ دیا مولوی صاحب کو اس خیرخواہی کے جلدو مین نوسو روپیہ ماہوار پنشن ہوئی مگر کوتوال پہی کوتوال ہونیکی وجہ بیان کی کہ مین نے عیسائیون کے بچانے کے واسطے کوتوال ہونا قبول کیا تہا وہ نامسموع ہوئی اور اسکو پہانسی کی سزا ملی - بعض عیسائی جو مسلمان ہوئے ان کے لڑکون کا ختنہ زبردستی مسلمانون نے کرادیا -

اب سوال یہ ہے کہ میرٹھ مین جو سکوت اختیار کیا گیا اسکی جوابدہی جنرل ہویٹ کے ذمے تھی یا برگیڈیر ولسن کے ذمے بہی جنرل صاحب تو یہہ بیان کرتے ہین کہ چھاونی کا کمانڈر حکم برگیڈیر کے ہاتھہ مین تھا سپاہ کا حرکت کرنا اسکے حکم پر موقوف تھا لیکن جب ایک جنرل افسر سپاہ کے ایک ڈویزان کا کمانڈر ہوتا ہے تو اسکو اپنے کام کو اپنے ماتحت کے کندھے پر ڈالنا حقیقت مین اپنے اوپر آپ ملامت کرنی ہوتی ہے - جب کئی مہینے کے بعد اعلے درجہ کے ملٹری حکام نے ولسن صاحب سے جواب طلب کیا کہ ۱۰ مئی کی رات کو پورہ مین سپاہ کو کیون نہین حرکت دی گئی اور جنرل ہیوٹ کے بیان پر بہی انکو مطلع کیا تو برگیڈیر ولسن نے اسکا یہہ جواب دیا کہ قوانین بنگال سپاہ فصل ہفتم سے ظاہر ہوتا ہے کہ برگیڈیر کو بہت کم اختیارات سپاہ پر اس

چھاونی مین دیئے جاتے ہین جس مین ڈویزن کا ہیڈکوارٹر ہوتا ہے مین یہان کوئی اپنا جدا حکم کام مین
نہین لاسکتا تھا جہان میجر جنرل موجود تھا مین برگیڈیر تھا میجر جنرل کے احکام کی سپاہ مین تعمیل کرنے والا
تھا مین نے اپنی راے جو غلط یا صحیح نہین کہی جاسکتی میجر جنرل کو دی تھی۔ مین ایسے وقت مین اپنی
بہترین ججمنٹ کو کام مین لایا اور چونکہ یہہ معلوم نہین تھا کہ سپاہ مفرور کس جانب کو گئی ہے مین اپنی
راے کے صواب ہونے کا یقین کرتا ہون۔ اگر مفرورین کی تلاش کرنے کے لیئے برگیڈ الا دہنہ
چلا جاتا اور باقی حصہ چھاونی کا تباہ و غارت ہوجاتا جس مین ہمارے بیمار و عورتین اور بچے اور
قیمتی ذخیرے تھے بیہ شبہ کے کیا نذر ون کے بخلاف اب سے بہت زیادہ غل شور مچتا۔

بڑی ناکامی جو ہوئی جسکو ہر انگریز سنکر ششدر و متحیر ہوا اور جسکے بڑے ہولناک نتیجے
پیچھے ظہور مین آئے اسکی توجیہہ قدرے یہہ کی جاتی ہے کہ میرٹھ مین سپہ سالارون کو یہہ
عقیدہ تھا کہ اول انکا یہہ غرض ہے کہ وہ چھاونی مین جان و مال کی حفاظت کرین جیلخانے سے
چھوٹے ہوئے قیدی اور بازار کے بدمعاش و دہات کے چوٹے لٹیرے یہہ سب باغیون کے
مددمعاون تھے انہون نے مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کیا تھا چھاونی کے اس
ایک حصہ مین جس مین ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انگریزون کے گھرون کو جلایا اور لوٹا
تھا یہہ یقین کیا گیا تھا کہ اگر چھاونی کے دوسرے حصہ کی خاطرخواہ محافظت پہلے سے بڑی
احتیاط سے نہ کی جاویگی تو اسکا بھی برا حال پہلے حصہ کا سا ہوگا خزانہ لٹ جاویگا اور
میگزین دشمنون کے ہاتھ لگ جاویگا ولسن صاحب کا مقتضاء طبعی یہہ تھا کہ اول چھاونی
کے بچانے کے لیئے خبرگیری کی جاوے میرٹھ ڈویزن مین دہلی کی چھاونی اور اسکا بہت بڑا میگزین
داخل تھے اور اس میگزین کے اسباب کی محافظت کے لیئے کوئی گورہ سپاہی نہ تھا اس ڈویزن کا
سپہ سالار ہیوویٹ صاحب تھا اسکے واسطے اس بات کے سمجھنے کے لیئے کسی بڑی پیش بینی
اور دوربانی کی ضرورت نہ تھی کہ میرٹھ سے ایک رات کے سفر پر خوف عظیم تھا جو مقامی نہین تھا
بلکہ قومی تھا اور یہہ مخدوش خوف جیسا پولٹیکل تھا ایسا ہی ملیٹری تھا لیکن اس نے کوئی تدبیر اس
طوفان کے روکنے کی نہین کی جو دہلی مین اٹھ رہا تھا۔ جنرل ہیوویٹ نے نہین جانا کہ میرٹھ کے
کل ڈویزن کا پیش سپہ آراہون اسکی ساری جوابدہی میرے ذمے ہے وہ تو صرف چھاونی کی

محافظت مین چند روز تک مصروف رہے جس مین وہ رہتے تھے اور لینیون کے اوپر چلنیانون
اور بازارون کے باغی اپنے کامون کے کرنے سے خوش خوش پڑے پھرے اور اپنی سزا
نہ پانے کو اپنی کامیابی کے برابر سمجھے مگر مورخ صرف یہہ بیان کرکے خاموش ہوجائے
تو اسکی راے ناقص سمجھی جائیگی اسلئے زیادہ یہہ بہی کہنا چاہیئے کہ ان شخصی اغلاط کی تہ مین
خراب نظام اور دروغ پالیسی کی غلطیان تہین جنکا الزام کسی گورنر جنرل و کمانڈر انچیف پر
لگانا غلطی ہے ابہی نہ یہہ نہ وہ کوئی ایسا نہ تھا جس مین دانشمندی کی کمی ہو۔ بڑی عریض و
عمیق قباحت فوجی سیرشتہ مین تہی۔ انگلش مین کا تکبر و تہور اسکو یہہ دہوکا دیتا ہے کہ وہ
اس خوف کو جو اسکو گہیرتا ہے نہین دیکہنے دیتا اور اسکی آنکہون کو یہہ دیکہنا ناممکن ہے کہ ہندوستان
مین کوئی بڑی مصیبت و شامت اسکو مغلوب کرسکتی ہے بس یہی سبب میرٹھ کی بڑی ناکامی کا
ہوا۔ انگریز اپنی جہوٹی سلامتی کے دہوکہ مین پڑے ہوئے تھے انکو بڑی بڑی تنبیہین ہوتی
تہین مگر انکو وہ حقارت اور بےچینی کے برش سے اڑا دیتے تھے ان کو سب طرف
سکوت و سکون ہی نظر آتا تھا خواہ بادل کیسے ہی نیچے ہون اور طوفان کیسے ہی اٹھین مگر انگریز کو
سب طرف مطلع صاف ہی نظر آتا تہا وہ اپنے لیئے نامبارک جانتے تھے کہ طوفان سے
بچنے کے لیئے تیاری کرین۔ جو کوئی انکو متنبہ کرتا کہ خوف و دہشت کے بڑے آثار نمودار
ہورہے ہین اسکو ڈرپوک ڈرانے والا جانتے۔ بارک پور اور برہام پور مین جو واقعات
پیش آئے تھے چاہیئے تہا کہ انگریزون کو وہ بیدار کرتے کہ وہ اپنی خبرداری کے لیئے تیار ہوتے
دیکہتے کہ انکی آنکہون کے سامنے طوفان انکے غارت و تباہ کرنے کے لیئے اٹھا ہے مگر اسکی
انہون نے کچہ پروا نہین کی۔ ہنری لارنس نے لکہا تہا کہ ہم کیسے خواب غفلت مین پڑے
سوتے ہین کہ کابل مین جو حادثات وقوع مین آئے تھے وہ کسی نہ کسی دن دہلی و میرٹھ و بریلی
مین وقوع مین آنے والے ہین مگر کسی انگریز نے انکی اس پیشین گوئی پر خیال نہین کیا اسکو
یہی سمجہے کہ یہہ پیشین گوئی ایسی ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ عنقریب قیامت آنے والی ہے
باوجود بلوہ و فساد کے آثار صاف نمودار تہے مگر میرٹھ مین کوئی چیز ایسی نہین تہی کہ لڑائی کے لیئے
تیار ہو۔ سوار تھے مگر گہوڑے نہ تھے۔ سوارون کو گہوڑے پر چڑہنا نہین آتا تھا۔

توپچی بغیر توپون کے تھے توپچی ایسے تھے جو سوار تھے اور ہوٹ نور ہین اور گول گولے اور گراپ مین تمیز نہین کرسکتے تھے - یہہ خطا جنرل ہیوویٹ یا برگیڈیر ولسن کی نہ تہی بلکہ یہہ خطا نظام و پولیسی کی تھی کہ گورمنٹ یہہ چاہتی تہی کہ سب چیزون مین سکون رہے اسی سبب سے یہی خیال سب پر غالب ہورہا تھا اور اسکے واسطے گورمنٹ نے بہی اپنی اچھی سند دیدی تھی کسی توپخانہ کی بیٹری کا جنگ کے لیئے فوراً تیار رکھنا ایک بڑی خوفناک حرکت سمجھی جاتی تہی - جب میرٹھ مین ایک توپخانہ کے افسر بلوہ سے چندروز پیشتر یہہ اجازت چاہی کہ وہ اپنے توپخانہ کو ایسا تیار رکھے کہ کسی حادثہ کے واقع ہونے پر فوراً اسکو مستعدی کے ساتھ کام مین لائے تو اسکی درخواست اس سبب سے نامنظور ہوئی کہ توپخانہ کی تیاری ہندوستانی سپاہ مین شبہہ و بدگمانی پیدا کریگی یہہ بات سچ ہو مگر غلطی تو یہہ تہی کہ حالت ایسی بنا رکہی تہی کہ جس مین قاعدہ مستثنےٰ خوفناک صورت سمجھی جاتی تہی - پولیسی یہہ تہی کہ یہہ یقین کیا جائے یا یقین کا بہانہ بنایا جائے کہ ہماری پلٹنین ساکن اور آرام کی عافیت گاہ مین ہین اسی واسطے نظام یہہ تہا کہ کسی اشد ضرورت کے لیئے آمادگی نہ ہو حرکت کرنے کے لیئے کوی تیاری نہ ہو اور کبہی یہہ نہ معلوم ہو کہ کیا کرنا چاہیئے اس نظام کے بدولت کمانڈر انچیف شملہ کی بڑی بازی گاہ مین تہے اور سرشتون کے اعلے افسر یہہ یقین دلا رہے تھے کہ بادل جو اٹھا ہے وہ ابہی اڑ جائے گا - ایسے ہی ممالک شمالی مغربی کے بڑے بڑے ڈویژن سر ہندو میرٹھ و کانپور مین سب درجے کے افسر اپنے صدر اعلے کے نمونہ کے مطابق اور انگلشی شعور فطری کے موافق کام کر رہے تھے اسی واسطے جب طوفان برپا ہوا تو وہ عریان نا ایمن و لاچار بیکس تھے اور یہہ نہین جانتے تھے کہ کس طرح اس طغیانی سے عہدہ برآ ہون -

اس بات پر بڑا مباحثہ ہوتا ہے کہ باغیون کے تعاقب مین جو آمادگی کے ساتھ حرکت کی جاتی تو اس مین کامیابی نہین ہوتی - انصاف یہہ ہے کہ تمام مشکلات کا حساب کرنا چاہیئے کہ کیا کیا تھین - بغاوت رات کو ہوئی تہی - باغی ادہر ادہر چلے گئے انگریزون کو خبر نہ تہی کہ وہ کہان کہان گئے جو انکا تعاقب کیا جاتا - باغی سوار جس سڑک پر گئے تھے اسکے پیچھے گئے دن کا دھڑ ریگون جاتا تو اس سبب سے کہ ہندوستانی سوار بڑے تیز رو تھے وہ دہلی مین اول داخل ہوتے جمنا کے پل کو غارت کر دیتے اگر بالفرض گورون کے سوار اور ان کے

توپخانے شہر مین داخل ہی ہوجاتے تو شہر کے کوچہ و بازار مین گھر جاتے جہان ایک سرکش
مسلح گروہ تلنگون کی رجمنٹون کو اغوا کرتا کہ وہ اپنے بھائی بندون کا جو میرٹھ سے آئے ہین
خیر مقدم کرین - مگر اس بات پر بھی خیال کرنا چاہیئے کہ اگر تیسرا رسالہ شہر مین داخل ہوکر جمنا کا
پل توڑ ڈالتا تو وہ اپنی پلٹنون کے لیئے بھی راہ بند کرتا جو سارے دن شہر مین داخل ہوتی
رہین اگر میرٹھ کی سپاہ جمنا کے کنارہ پر ایک لائق سپہ سالار کے ماتحت پہنچ جاتی تو وہ
اپنی ساری سپاہ کو دریا کے پار اتار دیتی اور پل کو غارت کردیتی کہ دشمن ان کا تعاقب کرسکین
لیکن یہہ نہین ہوتا راہ ہی مین انگلش مین ہندوستانی پیدلون کو گراپ مار کر بھس نکال دیتے
اور انکو قلعہ کے دروازے دیکھنے بھی نصیب نہ ہوتے قلعہ مین ایک گورہ کا چہرہ دکھائی دیتا
تو اس مین سے ایک لشکر بھاگ جاتا - اس بات کا ماننا عقل کے برخلاف نہین ہے کہ اگر میرٹھ کی
صبح کو ڈریگون سوار جمنا کے قریب آتے ہوئے معلوم ہوتے تو یہہ یقین کیا جاتا کہ ایک بڑا لشکر
گورون کا انکے پیچھے آتا ہے تو وہ بغاوت جو انگریزون کے سکون و سکوت سے ہوئی وہ آنے
والے معاوضہ کے خوف سے فرو ہو جاتی اگر ڈریگون اور گھوڑون کا توپخانہ تلنگون سے پہلے جسکی
بیشک توقع نہین ہوسکتی تھی دہلی مین گھس جاتا تو بڑی ہل چل مچتی اور ترک سوار اور سرکش آدمی
بڑے جوش مین آنکر لڑتے اور بہت سی جانین تلف ہوتین لیکن مصیبت زدگی محدود ہوتی اور
شکست تھوڑی دیر کے لیئے ہوتی یہہ امر نوشتہ ہے اگر انتقام لینے والے انگلش مین دہلی
کی دیوارون کے اندر داخل ہوتے تو دہلی کی رجمنٹین بغاوت کرتین یا نہ کرتین لیکن ظن غالب
یہہ تھا کہ گورون کی فوج کی موجودگی مین خاندان شاہی اپنی بادشاہی کا اشتہار نہ دیتا
——— سورج کے ڈوبنے کے بعد یہہ تحقیق ہوا کہ دہلی ایک انقلاب عظیم کے دردزہ مین
مبتلا ہوئی ورنہ صبح سے شام تک اس مین شبہ و تامل ہی رہا - انگریزون کی اس دفعۃً
افتادگی نے اسکے دشمنون کی ہمت اور جرأت بڑھائی کہ وہ یہہ سمجھنے لگے کہ ہمارے اقبال کا
وقت آیا اور انگریزون کے دوستون کو انکے اقبال سے بھی اور زور آوری پر اعتبار نہین رہا -
اگر انگلش سپاہی دہلی مین آنکر شکست پاتے اور ہٹ جاتے تو بہ نسبت اسکے بہتر ہوتا کہ وہ
بالکل نہین آئے - ایسے وقت مین تعاقب مین کوشش نہ کرنے نے بڑی قباحت پیدا کی - ایک

چھاونی سے دوسری چھاونی مین یہہ خبر پہنچی کہ باغیون نے میرٹھ مین انگریزون پر فتح پائی اور دہلی مین مغلون کی بادشاہی کا اشتہار دیدیا اول سب سے زیادہ صدمہ فرنگیون پر پہنچا اور ایک مقام سے دوسرے مقام مین یہہ شہرت ہوئی کہ اب انگریز لاچار ہوگئے انکے بچنے کا اب کوئی چارہ نہین ۔

عام بغاوت کی سازش کا پیشتر افشا ہونا

اب ایک بڑا سوال یہہ ہے کہ کل بنگال کی سپاہ مین آپس مین یہہ تمام سازش ہوئی تھی کہ ایک معین تاریخ کو سارے ملک مین وہ بغاوت اختیار کرین ۔ میرٹھ مین یہہ بلوہ قبل از وقت جو ناگہانی ہوا جسنے اس سازش کا بھانڈا پھوڑ دیا اور انگلش کو اپنی محافظت پر تیار کرا دیا اسی سبب سلطنت انگلشیہ تباہ و غارت ہونے سے بچ گئی ۔ کرنیل کا سیکل سائتھ کو دلی یقین ہے کہ ان کے تیسرے رسالہ کے سوارون کی بغاوت نے سلطنت انگلشیہ کو تباہ ہونے کی آفت سے بچایا جس کے سبب سے بغاوت کی سازش عامہ کا پردہ فاش ہو گیا ۔ یہہ کرنیل کا کہنا فقط ایک یاوہ گوئی اسلیئے ہے کہ لوگ انکی خطا کو بھی صواب جانین لیکن یہہ ایک اعلے امر شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی عام سازش ہوئی تھی ۔ جب سپریم گورنمنٹ نے غدر کے بعد ایک خاص کمشنر مسٹر کریک رونٹ ولسن کو اس لیئے مقرر کیا کہ وہ بدخواہون کو سزا اور نیک خواہون کو انعام دے تو اس کمشنر نے اپنا پورا یقین سرکاری تحریر مین یہہ ظاہر کیا کہ نہایت احتیاط سے زبانی بیانات کو آپس مین مقابلہ کرنے سے مجھے اس امر واقعی کا یقین ہوا کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء اتوار کا دن تمام بنگال کی سپاہ کے بغاوت کرنے کا مقرر ہوا تھا ۔ ہر رجمنٹ مین تین آدمیون کی کمیٹی اس کام کے فرائض ادا کرنے کے لیئے مقرر ہوئی تھی اگرچہ یہہ تدابیر تمام رجمنٹون کو معلوم نہ تھی مگر آپس مین یہہ عہد و پیمان ہو گیا تھا کہ خاص رجمنٹین جو کام کرینگین وہی اور رجمنٹین کرینگین ۔ ان کمیٹیون مین آپس مین خط و کتابت ہوتی تھی اور آپس مین ملکر یہہ تجویز ہوئی تھی کہ ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء کو ان کمیٹیون کو اطلاع دی جائے کہ وہ تمام یورپین عہدہ دارون کو مار ڈالین جنمین سے زیادہ تر گرجا مین نماز پڑھتے ہونگے خزانون پر قبضہ کیا جائے جو اس وقت فصل ربیع کی قسطون کے آنے سے بڑے معمور ہونگے جیل خانون سے قیدی چھوڑ دیئے جائین جنکی ایک بڑی سپاہ پچیس ہزار سپاہیون کی تیار ہو جائیگی ۔ دہلی کی رجمنٹون اور اسکی آس پاس کی پلٹنون کو ہدایت ہوئی تھی

کہ وہ میگزینون اور قلعون پر قبضہ کر لین بس اس ۳۱ - مئی ۱۸۵۷ء کے قتل عام سے جو ایک ہی وقت مین ساتھ ہوتا لفٹنٹ کرنیل سماتیھ نے جو تیسری رجمنٹ بنگال لائٹ کیولری کے کمانیر تھے بچا لیا - سرنگ کہودی گئی تھی اسکے اڑانے کے لیئے باروت ایک خط مین بچھائی گئی تھی - لیکن صرف دیا سلائی لگانے کے لیئے تین سفتہ کا انتظار کیا گیا تہا لیکن ۱۰ - مئی ۱۸۵۷ء کی رات کو ایک چنگاری نے وہ آگ لگادی کہ برٹش گورمنٹ نے ابتداء زمان رواج سے آگے کبھی نہین دیکھی تھی - یہہ مسٹر ولسن صاحب کی راے مین عام سازش کا ثبوت ہے مگر ایسی سازش کے لئے بہت سے ثبوتون کی ضرورت ہے جو موجود نہین لیکن اس مین شک نہین کہ اگر کل ملک مین ایک ہی وقت مین سازش ہوتی تو چند ہی انگریز زندہ باقی رہتے تو برٹش قوم کے لیئے نہایت سخت کام ہوتا کہ وہ اس ملک کو دوبارہ فتح کرتے یا وہ ایک اپنی مشرقی سلطنت کی منحوس حکایت چھوڑنے خواہ آدمی نے یہہ سازش کی ہو یا نہ کی ہو لیکن خدا نے اسکو پورا نہ ہونے دیا اول ہی ویلہ کے چند گھنٹون کے اندر تاربرقیون نے ملک کے تمام حصون مین اس منحوس خبر کو انگریزون کے کانون تک پہنچا دیا اور اسکی آوازین قلمرو کے تمام طول و عرض مین جہان انگریز تھے پہنچ گئین - جنہون نے اپنی محافظت کے لیئے بڑی مستحکم سعی کی -

ہم نے جو اوپر چھوٹے چھوٹے جزئیات بالتفصیل لکھے ہین انکی خبرین کلکتہ مین گورنر جنرل پاس آتی گئین تو وہ ان وحشتون اور فتنون کے دور کرنے مین بڑے استقلال سے مصروف ہوئے اول جہان مصیبتین پڑ گئی تھین انکے رفع دفع کرنے کا علاج کیا اور ان غیر محفوظ اضلاع کی محافظت کے لیئے تدبیرین کین جن مین غالباً بغاوت و سرکشی ہونے کا احتمال تھا

گورنر جنرل نے انڈیا بورڈ کے پریسیڈنٹ کو لکھا کہ ملک کے جس حصہ کا مجھے بڑا اندیشہ ہے وہ یہی ہے جو بنگال کے طول مین بارکپور سے آگرہ کے قریب ممالک شمالی ومغربی مین جاتی ہے اس ساڑھے سات سومیل کے طول مین دیناپور کے اندر صرف ایک گورون کی رجمنٹ ہے بنارس مین ایک سکھون کی رجمنٹ ہے کوئی گورہ رجمنٹ نہین - الہ آباد کا حال بھی یہی ہے چندروز سے جو وہان سو گورے ضعیف وفرسودہ بھیجے گئے ہین وہ کسی گنتی مین نہین ان مقامات مین ہر ایک جگہہ ہندوستانی رجمنٹ مشتبہ ہے اگر وہ سن لیگی کہ باغی رجمنٹون کے قبضہ مین دہلی ہے تو اسکو قلعہ یا خزانہ پر قبضہ کرنے کے لیئے بڑی ترغیب ہوگی اسواسطے مین سرتا پا دو امور پر متوجہ ہون اول یہہ کہ دہلی سے باغیون کو نکال باہر کرون دوم جسقدر یوروپین سپاہ جمع ہوسکے اسکو جمع کرکے ملک مین بھیجون لارڈ کیننگ نے دور دراز فاصلہ سے گورون کی سپاہ کے جمع کرنے کے لیئے تدابیر کین انکا بیان اوپر ہوچکا ہے - ان ابتدائی تدابیر کا نتیجہ عنقریب پورے کار ظاہر ہونیوالا تھا لیکن امن وعافیت کے زمانہ مین جس سپاہ کا بھیجنا جلد معلوم ہوتا ہے وہ ایسیوقت مین کہ ایک گھنٹے کے نفع ونقصان پر حیات ووفات موقوف ہو الانتظار اشد الموت معلوم ہوتا ہے -

اس عرصہ مین ہندوستان کا دارالسلطنت عظیم بڑی آفت گاہ بن رہا تھا - اس مین عیسائی عورت مرد بچے بہت کثرت سے جمع ہوگئے تھے لیکن یہہ کثرت تعداد نہ قوت نہ جرأت ہمت پیدا کرتی ہے - ان عیسائی باشندون مین کثرت سے ایسے آدمی تھے جو مدت ہا دراز سے امن وعافیت وخیر وسلامت مین رہنے کے عادی تھے - شاید کل دنیا مین کلکتہ کے برابر کوئی دارالسلطنت ایسا نہ ہوگا جس مین تقریباً سو سال سے امن امان ہی رہا ہو - اکثر بڑے شہرون مین دنگے فساد ہوتے رہتے ہین اسنے یہی وہ خالی تھا صرف ایک دفعہ ملاحون اور تاجرون کے درمیان دنگہ فساد دہرم ٹولہ اور جینت پور کے بازار مین ہوا تھا - عموماً ملک کے کل باشندون کی سرشت مین کم آزاری مسکینی ونامردی ہے آتش مزاج انگریز انکو گالیان دیتے ہین بعض دفعہ مارتے پیٹتے ہین مگر وہ اسکی چپ چاپ برداشت کرتے ہین -

عیسائیون کلکتہ کا حال

کلکتہ مین زیادہ تر غیر ملازم انگریز رہتے تھے جو تجارت کے معاملات مین بڑے
تیز فہم اور ہوشیار بیوپاری تھے مگر وہ صرف ان ہی ہندوستانیون کے خصائل سے آگاہ
تھے جنسے انکو کام پڑتا تھا باقی ہندوستانیون کی خصلتون کو وہ کم سمجھتے تھے اور وہ ہندوستان
کی دقیق پولیسی سے کوئی سروکار نہین رکھتے تھے کلکتے مین مرہٹون کی جو خندق ہے اسکے باہر
وہ کمتر قدم رکھتے تھے - اگرچہ ریلوے نے اس خانہ نشینی کو کچھہ کم کر دیا تھا مگر پھر بھی ان مین سے
بہت سے کلکتہ سے باہر دنیا کو نہین جانتے تھے - وہ صرف تجارت سے روپیہ پیدا
کرکے اسکے بڑہانے کو جانتے تھے - جن انگریزون نے سوا امن و عافیت کے کچھہ اور
نہ دیکھا تھا جب ممالک مغربی کے غدر کا حال سنا تو وہ بڑے سراسیمہ ہوئے اور
انکو خوف پیدا ہوا کہ یہی آفت بنگال پر آئیگی - وہ ہتھیار چلانا جانتے نہین تھے اس سبب سے
اور بھی زیادہ گھبرانے تھے وہ ان خیالی خوفون اور دہشتون کے لیئے چاہتے تھے کہ گورنمنٹ
انکی محافظت کرے - وہ پہلے امن و عافیت اور اپنی سلامتی پر بھروسا کیئے ہوئے
ہندوستانیون کو کمال ذلیل و حقیر جانے ہوئے بیٹھے تھے اب اسکے برخلاف
ہندوستانیون سے خوف و دہشت انکو مبالغہ کے ساتھہ پیدا ہوئے انکے ڈرپوک
پنے کی حکایات بہت سی کہی جاتی ہین کہ وہ دریا مین جہازون مین فورٹ ولیم کی
دیوارون کے اندر اپنے اہل و عیال کو لے گئے اور اپنی نامردی کو تاریکیون مین چھپا کر
دکھانے لگے یہہ جبن نامردی زیادہ تر پورشیین پرتگیزون یا ادنے درجہ کے یوروپین دکانداروں
مین تھے انمین سے بعض نے حوالی شہر مین رہنا چھوڑ دیا بعض نے انگلینڈ کی راہ لی -
بہت نے بندوقین اور طپنچے خریدے - جب وہ جاتے تو گلی مین طپنچے رکھہ لیتے اور اپنے
بیرا ان کو انکا بھرنا اور چھوڑنا سکھا دیا تھا - دریا مین شب خون کے خوف سے جہاز
اور کشتیان کنبون سے بھری ہوئی ہوتین ہر جگہہ انکو غیر محفوظ معلوم ہوتی یہ طبع بشری
کا مقتضا تھا کہ جب غدر و ہنگامہ اس قسم کا ہو تو لوگ خوف زدہ ہون - یہہ حالت ماہ
مئی مین رہی جون کے مہینے مین اسکی جون بدلی - یہہ تحقیق ہے کہ یہہ خیال سب پر
غالب تھا کہ گورنر جنرل نے خوف کی مقدار کا اندازہ ٹھیک نہین کیا وہ ایسے وقت مین

گورنر جنرل ہونے کی قابلیت نہین رکہتا تھا۔
یہ کیا انصاف سے بعید ہے کہ کلکتہ مین جو عیسائیون کو خوف پیدا ہوا تھا وہ بیجا و نامعقول تھا۔ بڑا خوف انکو بارک پور کی ہندوستانی سپاہ کا تھا جو انکے پاس ایک رات کے سفر پر پہیری بیٹھی تھی کہ وہ بگڑکر کلکتہ پر حملہ کرکے قلعہ کو لے لیگی اور سارے عیسائیون کو قتل کر ڈالیگی۔ دریا کے کنارہ پر معزول شاہ اودھ اور اس کا وزیر ادل اور انکے اور ملتزمین کا گروہ سازشون کے کرنے کے لیئے بیٹھا تھا جنکو گورنمنٹ نے ابہی بلندی سے پستی مین گرایا تھا۔ پھر ان خوفون کے علاوہ یہہ اور زیادہ غالب تھا کہ نواح کے باشندے طرح طرح کے اور بازار کے آدمی انگریزون سے سرتابی کرکے جیلخانون سے قیدیون کو چھڑا کے اور ان کے ساتھ ملکر اس بڑی دار التجارت کو لوٹ لینگے۔ یہہ سب باتین ممکن تھین۔ جیسا دہلی اور میرٹھ مین غدر ہوا ایسا ہی کلکتہ مین اس سے بڑھ کر ہو۔

لارڈ کیننگ کا استقلال اور طرز

جن چیزون کو عیسائی خوف کی عینک لگاکر دیکھ رہے تھے سا ان کے اندھے کو سب طرف ہرا ہی ہرا دکھائی دے رہا تھا لارڈ کیننگ ان چیزون کو بالکل ٹھیک اور درست دیکھ رہے تھے دن پر دن گذرتے تھے لارڈ کیننگ شل کوہ بنے ہوئے انتظار مین بیٹھے رہتے تھے کہ غدر کی کیا تازی خبر آتی ہے وہ مصیبت زدون کی اعانت کے لیئے اور دشمنون کی پامالی کے لیئے وہ کام کر رہے تھے جسکا کرنا طاقت بشری مین ممکن تھا لیکن کلکتہ مین انگریزون کا بڑا گروہ اپنی غلط فہمی سے یہہ سمجھ رہا تھا کہ گورنر جنرل اپنی دار السلطنت کے خوفون سے لرزان نہین ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خوف کا اندازہ صحیح نہین کیا۔ لیکن لارڈ کیننگ نے جو بشپ ولسن کو خط لکھا ہے اسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس خوف کو ٹھیک سمجھے ہوئے تھے وہ لکھتے ہین کہ آسمان بہت سیاہ ہو رہا ہے اور اسکے صاف ہونے کے آثار بہی ہنوز ضعیف ہین لیکن اسکے ابتدا ہی سے عقل و ہوش ہمارے ساتھ ہین گورنمنٹ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اسکے بادی انصاف و اعتدال ہین مین نہین جانتا کہ عاقبت اندیشی اور طاقت ستدی کی کوئی تدبیر جسکی انسان پیش بینی کرسکتا ہی فروگذاشت

ہوئی ہو۔ سب سے زیادہ خوفناک مقامات آگرہ۔ لکھنؤ۔ بنارس ہین وہان بڑے بڑے تیز دل عالی دماغ روشن ضمیر موجود ہین باقی اور مقامات مین آل کار ہمارے ہاتھوں سے زیادہ زبردست ہاتھون مین ہے مجھے پورا بھروسا ہے کہ کامل فتحیابی ہوگی" انکو جہان وہ خود تھے ایسا اندیشہ اور خوف نہ تھا جیسا اور مقامات کا تھا جو بلاؤن مین گھرے ہوئے تھے انکی شرافت ذاتی نے اپنے تئیں بھلا دیا تھا اسلیئے وہ انکا خیال بھی کم رکھتے تھے جو انکے گرد تھے جسکے سبب سے خوف زدہ انگلش مین گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ یہ نہین خیال کرسکتے تھے کہ انگریزی عملداری کلکتہ کی مرہٹہ خندق سے پرے بھی ہے۔

جب مئی کا مہینہ آگے بڑہا اور خوف زیادہ ہوا مگر یہہ خوف گورنر جنرل کو پریسیڈنسی کیلئے ظاہر نہین معلوم ہوا اس لیئے انہون نے اول دفعہ اس درخواست کو جو وولنیٹر ہونے کے لیئے عیسائیون نے پیش کی تو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھی۔ بہت سے برٹش باشندون نے کلکتہ کی حفاظت کے لیئے اپنے تئین وولنیٹر سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے پیش کیا اور انکے ساتھ فرانسیسی اور اہل امریکہ بھی ہمدردی کے سبب شریک تھے انہون نے یہہ چاہا کہ انکو ہتھیار ملین اور سپاہیون کی طرح انکو قواعد سکھائی جائے۔ تو اس درخواست کے جواب مین لارڈ کیننگ نے کہا کہ وہ بطور خاص کونسٹیبلون کے اپنے تئین بھرتی کرالین اس جواب مین درخواست کرنے والے اپنی تحقیر سمجھے۔

لارڈ کیننگ کو یقین تھا کہ ان لوگون کو خوف ناحق ہے انکی درخواست کا نامنظور کرنا حقارت کے سبب سے نہ تھا بلکہ وہ یہہ جانتے تھے کہ کوئی ظاہری علامت خوفزدگی اور بےاعتباری کی نہ پیدا ہو وہ کسی خاص جماعت و گروہ کے حاکم نہ تھے بلکہ وہ حاکم کل سب گروہون اور جماعتون کے۔ انہون نے خوب دیکھ لیا کہ شہر مین اور اسکے نواح مین ہر جگہ طرح طرح کے باشندون کو خوف نے مضطرب و بیقرار کر رکھا ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ جو ایک جانب مین راحت و عافیت پیدا کرنے کے لیئے کوشش کی جائیگی وہ دوسری جانب مین خوف و دہشت و قباحت پیدا کریگی۔ انگریزی تاریخ مین

انگلش وولنٹیرون کا پیش ہونا

ہندوستان کے باشندون کو کبھی ایسا خوف کا بحران نہین ہوا کہ ایک طرف تو وہ اپنی نجات
کے جانے کے خوف سے لرزان ہون اور دوسری طرف جان جانے کی دہشت
لرزہ چڑہتا ہو۔ عجیب عجیب طرح کی افواہین اڑتی تھین کہ انگلش مین یہہ چاہتے ہونگے
لارڈ کیننگ ان افواہون کی تکذیب عام اشتہارون سے کرین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا ہے
کہ سب سے آخر افواہ بازار مین یہہ اڑی کہ مین نے حکم دیا ہے کہ تالابون مین گائی کا گوشت
ڈالا جائے کہ ان مین نہانے سے تمام ہندوؤن کی جات بگڑ جائے اور ملکہ معظمہ کی سالگرہ
کے دن تمام اناج کی دکانین بند کی جائین تاکہ لوگ ناپاک غذا کو خرید کر کے کھائین تمام
آدمی جو اپنے کندھون پر سر دن کو رکھنا چاہتے ہین وہ بڑی تمنا سے یہ درخواست کرتے ہیں
کہ ایسی ہر ایک کہانی کی تکذیب عام اشتہارون سے کی جائے اور جب یہہ نہین کیا جاتا
تو وہ اپنے تئین تپنچون سے مسلح کرتے ہین مین نے بالفعل یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ان
افواہون کے رد کرنے مین صبر و استقلال و تحمل کو مصلحت جانون اور مجھے امید ہے کہ
لوگون کے عقل و ہوش جو دہوکہ مین پڑ گئے ہین وہ پھر جلدی سے بحال ہو جائینگے
باقی سب کام اپنے کرینگے"۔ وہ یہہ تنا صاف صاف ان متضاد خوفون اور شبہون کو سمجھتے
تھے وہ انکے درمیان استقلال سے مگر نہایت خبرداری و ہوشیاری چلتے تھے۔ خاص
امداد کے لیئے انپر چارون طرف سے حملے ہو رہے تھے مگر وہ خوب جانتے تھے کہ ان
سب کے مقابلہ مین میری قوت و ثابت قدمی و استقلال پر سب کی سلامتی موقوف ہے
اور جب دستور ملکہ معظمہ کی سالگرہ کی رسم ادا ہوئی گورنمنٹ ہوس مین ایک بڑا بال دیا
گیا۔ ۲۴ کو اتوار تھا اسلیئے ۲۵ کو یہہ جشن سالگرہ ہوا۔ لارڈ کیننگ کی یہہ خواہش تھی
کہ کوئی بات ایسی نہ ظاہر کی جائے کہ جس سے رعایا کی خیرخواہی کے اعتبار مین کچھ شبہ
پیدا ہو۔ انکو ترغیب دی گئی کہ وہ اپنے ہندوستانی باڈی گارڈ کو بدلکر یورپین گارڈ
مقرر کرین مگر انہون نے اس سے انکار کر دیا لوگون نے عرض کی کہ سالگرہ کی خوشی مین تن تنہا
اور ہندوستانیون کی سلامی ضرور موقوف رکھنی چاہیئے مگر گورنر جنرل نے اسے منظور نہین کیا نہیں
گارد سپاہیون کا یہہ اکرہ وہ اپنے کارتوس لائے جس سے سپاہیون کو انکے باب مین غلط فہمی نہ گذرے

۲۵ مئی ملکہ معظمہ کی سالگرہ

بال مین بعض انگریز اس خوف سے نہین آئے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اس مجمع مین بڑے بڑے انگریزون کو یکجا جمع دیکھکر ہندوستانی اپنے حملے کرنے کے لیئے سمجھین کہ اچھا موقع ہاتھ لگا ہے۔ عید کے دن جو مسلمانون نے رات کو آتش بازی چھوڑی تو اس سبب سے انگریزون کے گھر چونک پڑے اور سمجھے کہ علی اپور کا جیلخانہ ٹوٹ گیا بہت سے جنٹلمینون نے اپنی بگیان تیار کراکے قلعہ مین اپنی بیویون کے لیجانے کا قصد کیا۔

ابتدا ہی سے لارڈ کیننگ کا مقصد اعظم یہہ تھا کہ دہلی پر دوبارہ قبضہ کیجیے اور اضلاع گنگ کو محفوظ بنایئے۔ ان ہی دو باتون کی تدابیر مین وہ اپنے مشیرون سے صلاح و مشورہ کرتے تھے لیکن ان دونو کامون کے واسطے سپاہ کی ضرورت تھی وہ کافی نہ تھی۔ اس کمی سپاہ کے سبب سے سپریم کونسل کے سول ممبرون مین اختلاف آرا تھا ایک طرف یہہ رائے تھی کہ جو سپاہ بالفعل موجود ہے اسکے بڑے حصہ کو دہلی کی دیوارون کے گرد جمع کرنے سے ملک کے طول و عرض مین دشمنون کی لوٹ مار پھیل جائیگی اس لیئے بہتر ہے کہ مغلون کی دارالسلطنت کی تسخیر مین تاخیر کی جائے اور ولایت سے مدد کی یورپین سپاہ سے ملک کی عام محافظت کی جائے۔ سرجان کی رائے اسکے خلاف تھی وہ بدلائل یہہ کہتے تھے کہ فوراً دہلی پر جو ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے قبضہ کرنا چاہیئے۔ گورنر جنرل نے یہہ کہا کہ مین نے ایک دن کو بھی اس مین شبہ نہین کیا کہ خواہ اور مقامات مین کچھ واقعات پیش آئین اول میرا فرض یہہ ہے کہ مین دہلی کو باغیون کے ہاتھ تلے سے نکالون۔ گورنر جنرل نے خوب دیکھ لیا کہ دہلی پر حملہ کرنا سارے خوف کے دل پر حملہ کرنا ہے۔ اس کے فتح کرنے کے بعد سارے ملک سے سرکشی کا دور کرنا کچھ مشکل بات نہین رہیگی۔ دہلی کے اندر سپاہ ہی کی سرکشی نہین تھی بلکہ وہ پولیٹیکل اور نیشنل سرکشی بھی تھی۔ بس اسلیئے انہون نے دہلی پر حملہ کرنے کے لیئے احکام بھیجنے شروع کیئے اور تار برقی پر کمانڈر انچیف پر زور سے تقاضا کیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین۔ اگرچہ اضلاع زیرین مین یورپین سپاہ کا کال ہے مگر شمالی کوہستان مین تین پلٹنین ہین وہ جانتے تھے کہ یہہ تینون پلٹنین آسانی دہلی کے گرد جمع ہو جائینگی۔ سول کے حاکم ملیٹری دشواریون کو کم سمجھتے ہین۔ گورنر جنرل

حملہ کرنیکی جگہ سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھے تھے اسلیئے وہ جانتے تھے کہ کچھ تھوڑا ہی سا کام وہ خود کر سکتے ہین مگر انکو کمانڈر انچیف اور ممالک مغربی کے لفٹننٹ گورنر اور پنجاب کے چیف کمشنر پر بڑا بھروسا تھا۔ جب میرٹھ مین غدر ہوا ہے تو انہون نے انگلنڈ کو لکھا تھا "کہ باغیون اور سرکشون کی سرکوبی کے لیئے میرا دھلی سے نوسو میل پر دور رہونا مجھے وقت مین ڈالتا ہے۔ لیکن بہت جلد جسقدر موسم کا مقتضا ہوگا سپاہی دہلی پر جمع ہو جائینگے مجھے پورا اعتماد ہے کہ کولون صاحب کی امداد اور مثال ہر ایک آدمی پر اثر کریگی مین نے کمانڈر انچیف کو آگاہ کر دیا ہے کہ اضلاع زیرین کے لیئے نہایت اہم ہے کہ یہہ کام بہت جلد ختم کیا جائے وقت ہمہ چیز است دہلی کو فوراً پائمال کرنے کے اور اسکو ایک خوفناک مثال بنانے کے بعد پھر کچھ زیادہ دشواری نہین رہیگی"۔

اضلاع زیرین مین کلکتہ کے قریب دو یوروپین رجمنٹین ۵۳ وین اور ۸۴ وین تھین جو بنگال کی حفاظت کر رہی تھین انہین سے سپاہ کا مقامات ان اضلاع کی حفاظت کو ضعیف کرنا تھا ایک رجمنٹ کلکتہ سے چار سو میل کے فاصلہ پر دیناپور مین تھی یہان ان مقامات کی محافظت کرنی ضروری تھی۔ فورٹ ولیم کی جسمین بڑا میگزین تھا کاشی پور کی جسمین توپون کے بنانے کا بڑا کارخانہ تھا۔ ایشاپور کی جسمین باروت بنانے کا کارخانہ تھا۔ دمدمہ کی جسمین ارٹلری اسکول تھا۔ علی پور کے جیلخانہ کی جو ہر قسم کے بڑے بڑے مجرمون سے بھرا ہوا تھا۔ سپاہیون کی وردی وغیرہ بنانے کے گودام ٹکسال۔ خزانہ۔ بنکون کی جنمین سکون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین اگر یہ سب چیزین باغیون کے ہاتھ لگ جائین تو پھر انکو جنگ کا ایسا پورا سامان مل جاتا کہ مدتون تک وہ باقاعدہ تقسیم تنخواہ کرکے انگریزون سے لڑتے اور ان پاس گولی باروت کی بھی کمی نہ ہوتی بس کلکتہ سے یوروپین سپاہ کے بھیجنے مین یہہ قباحت تھی کہ ان اوپر کی چیزون کی محافظت مین کمی ہو جاتی۔

اضلاع زیرین سے سپاہ کا [illegible]

— پبلک رائٹرون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ ماہ مئی کے تیسرے ہفتے مین یوروپین باشندہون کی وولنٹیر ہونے کی درخواست کو منظور کر لیتے اور بارک پور کی ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لینے اور دینا پور مین سپاہ سے ہتھیار لے لینے کا حکم بھیجدیتے (ان کامون کے کرنے کی ضرورت پیچھے ہوئی) تو بنگال مین یوروپین سپاہ کے ایک بڑے حصہ کو ایسی فراغت مل جاتی کہ وہ ریلون اور سڑکون پران مقامات مین بھیجا جاسکتا جو خوفون سے بہت ہی گھرے ہوئے تھے اسطرح سے وہ سخت مصیبتین اور آفتین جو انگریزون پر پڑین نہ پڑتین - یہہ بھی ایک فرضی صورت فرضی نتیجہ ہے - بیشک اگر وہ لوگ جو اسوقت کام کر رہے تھے آیندہ کا حال جانتے کہ کیا ہونے والا ہے تو بیشک وہ ماہ مئی مین بہت سے کام جسطرح سے انہون نے کیئے اسسے مختلف طرح سے کرتے اور وہ بہت بہتر ہوتے مگر انسان عالم الغیب نہین اسلیئے اسکے کامون کا انصاف حالت امروزہ مین کرنا چاہیئے نہ حالت فردا کے مطابق مثلاً بارک پور اور دینا پور کے سپاہیون سے ہتھیار لے لینا بہتر جب معلوم ہوا کہ انہونینے آیندہ بغاوت کی ورنہ بالفعل وہ سب طرح سے اپنی خیر خواہی کا اظہار کرتے تھے اور درخواست کرتے تھے کہ ہم باغیون سے لڑنے کو تیار ہین اور انکی اس بات کو ڈویزن کا جنرل پورا یقین کرتا تھا اسوقت ملک مین تمام سپاہ کی طبیعت دہلی کی قسمت پر منحصر تھی اور بڑے بڑے تجربہ کار مدبران ملکی اور لارڈ کیننگ یہہ یقین کرتے تھے کہ دہلی کی سرکوبی جلد ہو جائیگی - پس جب تک یہہ امید زندہ تھی تو بنگال کی سپاہ کا بحال رکھنا ضرور تھا اسوقت ناممکن تھا کہ بنگال مین جو رجمنٹین تھین ان سے ہتھیار لیئے جاتے لارڈ کیننگ نے فرمایا کہ سپاہ سے ہتھیار لے لین - جہان وہ عمل مین آسکین نہایت موثر تدبیر ہے مگر بنگال مین جہان بارک پور سے کانپور تک پندرہ ہندوستانی رجمنٹون کے پیچھے ایک یوروپین رجمنٹ ہے وہان ہتھیار لینے ناممکن ہین یہان مختلف طرح سے شکار کھیلنا چاہیئے" سپاہیون کی رجمنٹون کی بغاوت کے خوف کے سوا کلکتہ اور دینا پور کے قریب اور خوف بھی موجود تھے - پٹنے کے وہابیون کا اندیشہ تھا - لارڈ کیننگ کی وولنٹیریون کے سپاہ کی نسبت بڑی سچی رائے تھی وہ کلکتہ کے یوروپین

باشندونکی طبیعت و عادت سے خوب واقف تھے کہ بلاحون اور سولین کا گروہ غیر قواعددان
چند قومی افسرون کی ماتحت ایک یوروپین رجمنٹ کا کام نہین دے سکتا جہان آدمی کی دولت ہوتی
ہے وہین اس کا دل ہوتا ہے اور اکثر وہین ہاتھ ہوتا ہے ۔جسوقت کوئی کڑاوقت آنکر پڑیگا
توان وولنٹیر لوین کا دل اپنے بیوی بچون اور مال دولت کی طرف زیادہ بہ نسبت سرکاری
خدمت کے ہوگا۔ اگرچہ بعض ان مین سے بہادر اور اولوالعزم تھے اور سرکاری خدمت
کے لیے جان دینے کو تیار تھے مگر زیادہ تر آدمی ان مین سے تھے کہ غالباً وہ قواعددان
سپاہ کے قائم مقام نہین بن سکتے مگر ہان ایک خدمت گذار ضمیمہ سپاہ بن سکتے تھے
اسوقت لارڈ کیننگ کو یہہ خیال نہین تھا کہ اضلاع گنگ مین ایسا بڑا خوف و خطر ہے
کہ بنگال چند ہفتے کے لیئے بھی اپنی معتمد محافظون سے محروم کیا جاوے۔ بالائے ہند سے
اسوقت خبرین آرہی تھین کہ زیادہ خوف و اندیشہ کی بات نہین ہے ظاہر یہہ معلوم ہوتا
تہا کہ بغاوت کا زور کم ہوگیا ہے ۔تارون پر بنارس سے ۱۹ و ۲۰ کو یہہ خبر آئی کہ بالکل
خیروعافیت ہے سپاہین سیدہی ہین ۱۹ مئی کو لکھنؤ سے ہنری لارنس نے تار بھیجا
کہ شہر مین اور چہاؤنیون مین اور ملک کی بہت اچھی حالتین ہین۔ اسی تاریخ کا نپور سے
ویلر صاحب نے اسی قسم کا تار بھیجا کہ سب طرح خیروعافیت ہے پراگندگی کچھ کم ہے الہ آباد سے
خبر آئی کہ سپاہین خاموش و نیک چلن ہین ممالک مغربی کے لفٹنٹ گورنر نے آگرہ سے
گورنر جنرل کی دلجمعی کی کہ سب چیزین خوش معلوم دیتی ہین بہت تھوڑا انوقت دہلی مین
سپاہ کے بھیجنے مین ہے بظاہر یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شعلہ بغاوت بھڑکنے کا نہین وہ
بجھ جائیگا۔ آیندہ دنون مین اچھی خبرین آتی رہین صرف یہہ ایک خبر تہی کہ علی گڈہ مین
بغاوت ہوئی اسکے ساتھ آگرہ سے یہ خبر آئی کہ علی گڈہ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے بڑی
مستحکم چڑہائی کی گئی ہے اسواسطے لارڈ کیننگ مئی کے اول ہفتون مین ممالک مغربی کے
لیئے ایسی اشد ضرورت نہ جانی کہ وہ بنگال سے سپاہ بھیجکر اسکو معرض خطر مین لاتے
انہون نے ۸۴ وین رجمنٹ شاہی مین سے کچھہ گورون کو روانہ کیا اور دیناپور مین جنرل
لوئڈ کو لکھا کہ وہ گورون کی دسوین رجمنٹ مین ایک دو کمپنی بنارس روانہ کردے ۔

سمندر پار سے جو یورپین سپاہ کے لیئے جو تدابیر انہون نے کین وہ انکی اس تحریر سے معلوم
ہوتی ہین جو انہون نے منسٹر کو انگلنڈ مین ۱۹ - مئی کو لکھی "اس مطلب کے لیئے کہ یورپین سپاہ
ہندوستان مین جمع ہو　مین نے یہہ تدبیرین کین ہین کہ مدراس فیوزیلیر رجمنٹ کو
بلایا ہے جو ۲۱ و ۲۲ مئی کو یہان آجائیگی - رنگون سے ایک رجمنٹ بلائی ہے جو دوسرے
ہفتے مین آجائیگی - اور دو رجمنٹین اور ایک توپخانہ (شاید تین رجمنٹین) بمبئی سے آئینگین جب
وہ بمبئی مین آجائینگین - وہ سمندر مین ایران سے چلی آرہی ہین ایک رجمنٹ کو کراچی
مین حکم دیا ہے کہ وہ سندھ سے فیروزپور مین جائے اگر جان لارنس اسکی امداد چاہین -
آج ایک افسر سیلون کو جاتا ہے کہ وہ سر ہنری وارڈ سے کہے کہ آپ کل سپاہیون کو جو
بھیج سکتے ہین بھیجدین - مین نے اس سے پانچ سو یورپین سپاہیون کی درخواست
کی ہے لیکن وہ انکی جگہہ ملایا کو یا علاوہ انکے وہ منظور کرسکتا ہے اور ایلجن اور
ایش برن ہم کے پاس بھی افسر خطوط لیکر گئے ہین جنہین لنسے یہہ التماس کیا گیا ہے
کہ جو سپاہین چین سے انگلنڈ کو جارہی ہین وہ اول ہندوستان مین آئین بس مین
بالفعل اسی قدر یورپین سپاہ کو جمع کرسکتا ہون - اگر کوئی دخانی جہاز مل گیا تو پیگو
سے بھی ایک رجمنٹ بلائی جائیگی" -

مدراس فیوزیلیر جسکے سپہ سالار جنرل نیل تھے کلکتہ مین آگئی - یہہ سپہ سالار بڑا آزمودہ کار
بہادر جوانمرد خدا پرست تھا اور اسکی پلٹن بھی بڑی نامور جنگ آزما تھی - ۲۳ - مئی کو وہ
اپنی سپاہ کے دو ونگ کو لیکر روانہ ہوا - بحری سفر تو آسان تھا مگر خشکی کا سفر بڑا مشکل تھا
دریا اور سڑکون پر جو اسباب سفر مہیا کرنا ممکن تھا وہ مہیا کیا گیا کوئی گاڑی چھکڑا جو گورنمنٹ
لے سکتی تھی اس سپاہ کے لیئے چھوڑا نہین گیا - دریا مین سارا اسباب دخانی جہاز
لے جاتے تھے لیکن وہ ضرورت کے موافق چل نہین سکتے تھے غرض نوسو سپاہی بڑے
جوانمرد بنارس روانہ ہو گئے -

جب مئی کا مہینہ اپنی کرنین چمکا چکا تو اسکے بعد بڑی منحوس خبرین آنے لگین -
ممالک مغربی شمالی مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت کی آگ مشتعل ہوگئی

لارڈ کننگ اور انکے مشیرون کو اپنی امیدون مین بڑی مایوسی ہوئی اب انہون نے دیکھا کہ ہندوستان مین انگلش حکومت کے لیئے ضرور ہے کہ ہر جگہہ ہمارے آدمی دشمنون سے لڑنے کے لیئے پلین بلکہ اس نازک وقت کا مقتضا یہہ ہے کہ وہ اختیارات کے ہتھیارون سے مسلح کیئے جائین جنکو وہ استعمال کرین۔ اب غیر قانونی حکومت کا آغاز ہوا لیکن کچھ مدت تک تحریری قوانین نے گورنمنٹ کے دست انتقام کو کوتاہ رکھا۔ بہت سے وحشی انگریزون کے دشمن جان ہوگئے تھے اسلیئے اب انگریزون کے لیئے ناگزیر تھا کہ ان وحشیون کے ہتھیارون سے ان سے لڑین۔ ۳۰ مئی کو لیجس لیٹو کونسل نے یہہ ایکٹ پیش کیا جس سے وہ عدالت کا قدیمی قانون عمل کا اٹھ گیا جو مدت سے عزیز ہورہا تھا۔ ایکٹ کا مطلب یہ تھا کہ تمام آدمیون پر برٹش گورنمنٹ کے ساتھ نیک خواہ ہونا واجب ہے پس جو شخص ملکہ معظمہ کے یا ایسٹ انڈیا کی گورنمنٹ کے برخلاف سرکشی کریگا یا اس سے لڑیگا یا اس لڑائی مین کوشش کریگا یا لوگون کو اس بغاوت کے لیئے ابھاریگا یا اکسائیگا یا معین ہوگا تو اسکو پھانسی وجلاوطنی کی یا قید کی سزا دی جائیگی ہر اگزیکیوٹو گورنمنٹ کو اختیار ہے جو ضلع سرکش ہو اسکا اشتہار دے اور ایک کمیشن مقرر کرے کہ جو گورنمنٹ کے برخلاف جرائم کرین یا قتل کرین یا آتش زنی کرین یا کسی پر دست درازی کرین تو ایک کمشنر یا کئی کمشنر جو اس کام پر مقرر ہون انکو اختیار ہے کہ وہ ضلع کے کسی حصہ مین کورٹ کرکے بغیر قانونی فتوے کے افسر کی اجازت لیئے کے جس شخص پر کورٹ مین جرائم مذکورہ بالا مین سے کوئی جرم ثابت ہو اسکو موت کی جلاوطنی کی یا قید کی سزا دین۔ اس کورٹ کا فیصلہ ناطق ہوگا اور یہہ کورٹ صدر کورٹ کا ماتحت نہین ہوگا۔ ۸ جون کو یہہ ایکٹ پاس ہوگیا جس سے خاص سول افسرون کے بڑے وسیع اختیارات ہوگئے مگر اسکے ساتھ ہی گورنر جنرل کونسل کا اوڈر پاس ہوا کہ ملیٹری افسرون کو خواہ وہ کسی درجے کے کسی مقام مین بنگال پریسیڈنسی مین ہون وہ ایک عام جنرل کورٹ مارشل جو یوروپین کا یا ہندوستانیون کا یا ملا ہوا دونو کا ہو جسکے ممبر پانچ سے کم نہ ہون مقرر کرین اور اس کورٹ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔

جب نیا مہینہ جون کا شروع ہوا تو کلکتہ کے سمندر پار سے سپاہین آنی شروع ہوئین تو

عیسائیون کے ہوش حواس درست ہوئے۔ اگرچہ بالائے ہندمین سرکشی پھیل رہی تھی
مگر دارالسلطنت مین یوروپین سپاہیون کے متواتر آنے سے کلکتہ کے عیسائیون کے لیئے
عافیت وسلامتی تھی۔ ایران سے جو ہندوستان مین سپاہ واپس آئی اس مین سے
۶۴وین رجمنٹ ۳-جون کو آئی اور اسکے بعد بہت جلد ۳۵وین رجمنٹ مول مین سے
آئی۔ ۷۸وین ہائی لینڈرس کی رجمنٹ آئی جسکی ڈاڑھیان سرخ اور گھٹنے ننگے تھے جو
بنگالیون کی نگاہ مین وہ آدھے عورت اور آدھے حیوان دکھائی دیتے تھے انکے
بھیجنے کے لیئے گھوڑ اگاڑیون اور بلک ٹرین (بیلون کی گراڑی) کا انتظام کیا گیا انکے اندر
خشکی مین بے سامانی کے ساتھ سفر کرنا گورون کا سخت جفاکشی کا کام تھا۔ گھوڑا گاڑی کا
بنارس تک پانچ دن کا سفر تھا۔ لارڈ کیننگ کو سرکاری طور پر معلوم ہوا کہ گھوڑ اگاڑی مین
چوبیس سپاہی اور بلک ٹرین مین سو سپاہی ہر روز روانہ ہو سکتے ہین۔ ۱۰-جون کو لارڈ
کیننگ نے کالون صاحب کو لکھا کہ ایک سو بیس سپاہی ہر روز بلاناغہ روانہ ہونگے
وہ نہ بنارس مین نہ الہ آباد مین ٹھیرینگے بلکہ کانپور جائین گے جس سے غرض یہ ہے کہ سرہیو ویلر
پاس ایسی سپاہ کی جمعیت ہو جائے کہ وہ کانپور کے مورچون کو چھوڑکر لکھنؤ یا کہین اور
جاکر موجود ہون آپ خود جانتے ہین کہ اس کام کا وقت کب آئے گا۔

باب ششم

اونرابل جنرل اینسن کمانڈر انچیف کے آخر ایام

جب یہہ حادثات واقع ہو رہے تھے تو کمانڈر انچیف اور ان کا ہیڈکوارٹرس سٹاف
شملہ پر تھا اسوقت ہندوستان مین کمانڈر انچیف اونرابل جنرل اینسن تھے ان کی
مدت ملازمت پر ۴۳ سال گذر چکے تھے لیکن ان کو ہندوستان کی ملازمت مین چار سال کا

تجربہ ہوا تھا وہ لائق فائق دانشمند ہوشیار تھے سپاہیون کی خصلت و مزاج کو خوب پرکھ لیتے تھے وہ گنجفہ بازی اور شہسواری مین بڑے مستند سمجھے جاتے تھے اور لنڈن کی سوسایٹی مین بڑے نامور تھے - جب انہون نے ہندوستان مین میرٹھ ڈویژن کی سپہ سالاری کا عہدہ قبول کرلیا تو وہان لوگون کو تعجب تھا مگر وہ اس عہدہ پر زیادہ دنون نہین رہے کہ مدراس کے کمانڈرانچیف مقرر ہوگئے اور ڈیڑھ سال کے بعد ہندوستان کے کمانڈرانچیف - جنرل این سن واٹرلو کی لڑائی مین ان سا ین تھے مگر انکو میدان جنگ مین جانے کا اتفاق نہین ہوا - کامنس ہوس مین بہت سے ملیٹری عہدون کے مختلف کام کرتے رہے - جبتک وہ ہندوستان مین نہین آئے انکو کوئی اعلے عہدہ نہین ملا تھا -

۱۸۵۷ء کو کمانڈرانچیف کو شملہ پر آئے ہوئے ایک مہینہ گذرا تھا کہ منگل کے دن ۱۲ مئی سرہند کے ہیڈکوارٹرس انبالہ کی چھاونی کا ایڈدی کیمپ کپتان برنارڈ اسی میل کے فاصلہ پر شملہ مین گھوڑون پر دوڑا دوڑ کرکے پہنچا اور کمانڈرانچیف کو دہلی کے دو تار دیئے جنکا مطلب نیچے لکھا ہے اور وہ دہلی سے ایک دن پہلے انبالہ مین آئے تھے"-

ہم آفس کو چھوڑتے ہین تمام بنگلون مین آگ لگ رہی ہے میرٹھ کے سپاہیون نے یہہ آگ لگائی ہے وہ صبح کو آئے ہین ہم دور ہین ہین خیال کرتا ہون کہ مسٹر ٹوڈ زندہ نہین ہین وہ صبح کو گئے تھے ابتک پھر کر نہین آئے - ہم کو معلوم ہوا ہے کہ کئی یورپین افسر مارے گئے ہین یہہ تار نہین بجے کا تھا - دوسرا تار چار بجے یہہ آیا تھا کہ چھاونی میرٹھ سے تیسرا رسالہ سوارون کا باغی ہوکر آیا ہے جنکی تعداد نہین معلوم کہتے ہین کہ ڈیڑھ سو سوار ہین - میرٹھ اور دہلی کے درمیان تار کٹ گیا کشتیون کے پل پر باغیون کا قبضہ ہوگیا ہے ۵۴ وین رجمنٹ انکے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی مگر اسنے کچھ کام نہین کیا چند افسر مقتول اور مجروح ہوتے ہین شہر مین بڑا ہلڑ مچ رہا ہے سپاہی بھیجے گئے ہین مگر انکا حال معلوم نہین اطلاع آیندہ دی جائیگی -

جب یہہ خبر کمانڈرانچیف کو پہنچی تو نہ انہون نے اور نہ انکے دیرینہ تجربہ کار ہیڈکوارٹرس اسٹاف نے

۱۲ - مئی ہیڈکوارٹرس مین خبر پہنچنا

اس نہایت خوفناک خبر کے پورے معانی جاننے مگر انہوں نے یہہ سوچا کہ کچھ کرنا چاہئے انہوں نے دیکھا کہ شہر دہلی اور وہاں کے یوروپین افسر باغیوں کے پنجے میں پھنس گئے ہیں یہہ مجھپر فرض ہے کہ اگر آتش بغاوت زیادہ بھڑکے تو مصیبت زدوں کی امداد کے لیے تمام گوروں کی پلٹنوں کو جو پہاڑ پر ہیں روانہ کروں اور اپنے ایک اڈیکمپ کو کسولی بھیجا کہ ۷۵ ویں فٹ پلٹن کو انبالہ سفر کرنے کے احکام سنا دے۔ کپتان برناڈ جب شملہ کو جاتے تھے تو انہوں نے اس رجمنٹ کو کہدیا تھا کہ وہ سفر کے لیے تیار رہے کہ ہمیشہ کوارٹرس سے حکم آتے ہی روانہ ہو جائے اور اسی وقت ڈگشاہی اور سپاٹو میں جو یوروپین رجمنٹوں کی کمپنیاں تھیں انکو حکم بھیجا کہ وہ سفر کے لیے تیار ہوں حکم آتے ہی فوراً روانہ ہوں۔ مگر انہوں نے خود اپنے تئیں کوئی حرکت نہیں دی لارڈ کیننگ کو لکھا کہ میں مستعد روانہ اور خبروں کا منتظر بیٹھا ہوں اگر اچھی خبریں نہ آئیں تو انبالہ کو خود روانہ ہونگا۔ ابھی یہہ چٹھی روانہ ہونے نہ پائی تھی کہ ایک تیسرا ٹیلیگرام آیا جسسے انکو بالتفصیل حال معلوم ہوا کہ میرٹھ میں اتوار کے دن کیا واقعات پیش آئے۔

لارڈ کیننگ کو دوسرے دن صبح کو بھی انہوں نے یہی لکھا کہ میرا سفر کرنا ان خبروں پر موقوف ہے جو میرے پاس آئینگی لیکن اب انکو خوف زیادہ معلوم ہونے لگا کہ انہوں نے دو فیوزلیر رجمنٹوں کو حکم دیا کہ وہ انبالہ کو جائیں اور سرمور پلٹن کو حکم دیا کہ وہ دہرہ سے میرٹھ جائے پہلے یوروپین گورہ رجمنٹ کے میجر جیکب کو جو شملہ پر تھے انکو رات کو ڈگشاہی بھیجا کہ وہ رجمنٹ کو صبح سے پہلے اطلاع دے کہ وہ روانہ ہو جائے۔ جنرل انسن کو میگزینوں کی طرف سے بڑا فکر و تردد دامن گیر تھا اسلئے انہوں نے بغیر کسی توقف کے میگزینوں پر یوروپین سپاہ کو قبضہ کر لینے کا حکم دیا انہوں نے ۱۳ مئی کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ میں نے خاص آدمی ڈاک میں بھیجا ہے کہ وہ ۶۱ ویں فٹ رجمنٹ قلعہ فیروزپور پر اور ۸۱ ویں رجمنٹ قلعہ گوبند گڈھ پر قبضہ کر لے اور جالندھر سے دو کمپنیاں پھلور میں جائیں پھلور کے میگزین پر قبضہ ہونا نہایت اہم تھا۔ میجر بیرون کہتے ہیں کہ پنجاب میں یہ افواہ اڑی جسکے سچے ہونے سے انکار کرنے کی خبر کبھی ہم نے نہیں سنی کہ ایک ممبر سٹاف نے یہہ

۱۳ مئی ۱۸۵۷ء

بیان کیا کہ تمام یورپین سپاہ پھلور مین یکجا جمع ہوکر اور ستلج مین کشتیان بہم پہنچا کر جسقدر جلد ممکن ہو انگلنڈ کی راہ لین - پھلور اور گوبند گڈھ کی محافظت جسطرح کہ پنجاب کے حاکمون نے کی اسکا بیان آیندہ کیا جائیگا - کپتان ورنٹنگٹن جو شملہ پر بیماری کی رخصت پر آئے ہوئے تھے وہ پھلور بھیجے گئے کہ وہان محاصرہ کے توپخانہ کی روانگی کا انتظام کرین جسکے ذریعہ سے دلی مین دوبارہ داخلہ ہوا اور گورکھی کے نصیری پلٹن کو جو جٹوگھ مین شملہ کے قریب تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ نوین غیر آئینی سوارون کے ساتھ پھلور سے انبالہ کو محاصرہ کا توپخانہ لانے مین ساتھ ہو لے - جنرل اینسن نے اسقدر کام کیا جو چند سالون کا تجربہ کار افسر کر سکتا تھا مگر لوگ اپر اعتراض کرتے ہین کہ انھون نے کام کم کیا -

جب ایک دن گذر گیا تو کمانڈر انچیف نے ارادہ کیا کہ شملہ سے روانہ ہون انھون نے لارڈ کیننگ کو ۱۴ - مئی کو آٹھ بجے صبح کو لکھا کہ مین ٹھیک ابھی انبالہ جانے والا ہون بڑا مصیبت ناک کام پیش آیا ہے اور یہ ممکن نہین کہ معلوم ہو سکے اسکا آل و نتیجہ کیا ہوگا لوگ کہتے ہین کہ اس کی تہ مین دلی کا بادشاہ ہے مگر مجھے اس مین شبہ ہے لیکن اس مین شک نہین کہ بادشاہ کو یہہ موقع اپنے نفع پہنچانے کا خوب ہاتھ لگ گیا ہے اور وہ باغیون کا معین و مددگار ہے - اگر باغی شہر پر قبضہ کرکے اسکی دیوارون کے پیچھے مقابلہ کے لیئے کھڑے ہوئے تو ہمارے پاس اچھی سپاہ اور اچھا توپخانہ ہونا چاہیئے - یہہ سب سامان کرنال مین جمع ہونا چاہیئے میرے نزدیک یہ دانائی سے بعید ہے کہ سپاہ کو متفرق تقسیم کرین اور اسکے ایک حصہ کو دریا کی مقابل سمت مین میرٹھ سے روانہ کرین - مجھے امید ہے کہ آیندہ مجھے ایسا علم حاصل ہو جائیگا (انبالہ پہنچکر یہہ فیصلہ کرونگا) کہ مجھے کیا کرنا بہتر ہوگا -

۱۵ - مئی کی صبح کو کمانڈر انچیف انبالہ پہنچے یہان بڑی بڑی خبرین انھون نے سنین - یہہ ظاہر تھا کہ پنجاب مین ہندوستانی رجمنٹین کھلی یا مخفی باغی تھین اسواسطے انکو امید نہین تھی کہ وہان سے کوئی مدد پہنچ جائیگی انھون نے لکھا کہ ہمارے پاس توپخانون کے سامان مین خوفناک کمی ہے مین نے دو کمپنیان ریزرو آرٹلری کی لاہور اور لدھیانہ سے مانگین جو بالفعل نہین بھیجی جا سکتین

۱۴ مئی ـ جنرل اینسن کا اول حکم

اور ہمارے پاس محاصرہ کے توپخانون کے لیئے سامان نہین ہے ۔ تمام یوروپین سپاہ جو جمع ہو سکتی تھی وہ سب ۱ ۔ مئی کو یہان جمع ہوجا ئیگی اگر ہم دہلی کی طرف جائین تو کرنال سے جانا چاہیئے یہہ تعجب کی بات ہے کہ ملک کے اور حصون مین جو واقعات وقوع مین آرہے ہین انسے ہم کسقدر کم واقف ہین ۔ آگرہ ۔ کانپور ۔ اودھ وغیرہ کی کچھ خبر نہین" دوسرے دن پھر لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین اس سپاہ کی درستی مین حتی الوسع بہتر کوشش کر رہا ہون جو سفر کرنے کے لیئے تیار ہے لیکن خیمے اور گاڑیان تیار نہین اور وہ نہایت ضروری ہین ۔ ہمارے پاس میگزین (سامان حرب وضرب) بہی تہوڑا ہے جسکی پہلو سے آنیکی توقع ہے ۔ ہماری حالت ایسی ہے کہ اگر ضرورت ہوگی تو مجھے امید ہے کہ تہوڑے دنون مین سفر کیا جائیگا ۔ لیکن دہلی مین باغیون پر حملہ کرنے کے لیے ہمارے پاس قلعہ شکن بھاری توپین نہین ۔ اگر ہم کو بڑی سخت ضرورت آنکر نہین پڑیگی تو ہم اپنی یوروپین سپاہ کو پراگندہ اور قربان نہین کرینگے ۔

انبالہ کی ہندوستانی پلٹنین

—— جنرل اینسن سخت دشواریون اور تکالیف مین پہنسا ہوا تھا ہم یہہ پہلے لکھ چکے ہین کہ انبالہ مین ہندوستانی رجمنٹین آتش زنیان کر رہی تھین یوروپین سپاہ انکے نزدیک تھی اسلیئے وہ کھلی بغاوت نہین اختیار کرتی تھین ۔ یوروپین سپاہ انبالہ مین اسقدر جمع ہوگئی تھی کہ جنرل اینسن ایک گھنٹے مین انکو بالکل بے ہتھیار ون کے کر سکتا تھا ۔ سر جان لارنس کی نہایت صاف صحیح رائے یہ تھی کہ دہلی جانے سے پیشتر انبالہ کی ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لے لینے چاہیئے تھے ۔ چیف کمشنر پنجاب نے یہہ خیال کیا کہ پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ انبالہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لینے چاہیئے انکا دہلی ساتھ لیجانا یا انبالہ مین پیچھے چھوڑ جانا دونو خطرہ سے خالی نہین اس سپاہ کے باغی ہونے مین ذرا سا بہی شبہ نہین رہا تہا مگر کمانڈر انچیف نے چیف کمشنر کی تجویز کی تعمیل نہین کی جسکا سبب آگے بیان ہوگا کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا تھا کہ بعض ان مشکلات سے جو انبالہ مین کمانڈر انچیف کو گھیرے ہوئے تھین بچنے کا آسان طریقہ یہ ہے لیکن اب بھیڑ کے کان انکے ہاتھ مین سے نہ چھوڑسکتے ہی بنے نہ پکڑے سے بنے نہ اسمین سلامتی تھی کہ وہ ہندوستانی رجمنٹون کو اپنے ساتھ

لے جائین اور نہ وہ انکو یہان پیچھے چھوڑ سکتے تھے اور ہتھیار اس سبب سے نہین لے سکتے تھے کہ یہان کے افسرون نے انبالہ کی سپاہ سے عہد و پیمان کر لیا تھا کہ ان سے ہتھیار نہین لیے جائینگے - ہتھیار لینے مین عہد شکنی ہوتی جو شرافت کی شان سے بعید تھی مگر حقیقت مین سپاہیون نے اپنے عہد و پیمان کو خود توڑا تھا کہ جب ان کے دستونکو بعض مقامات مین جانے کا حکم دیا تو انہون نے یہ حکم مانا نہین بس اسلیے ہتھیار لینے مین کوئی عہد شکنی نہین تھی — بلکہ ان ہی کی دغابازی کا انکے خلاف کام مین لانا تھا غرض انسے ہتھیار نہین لیے گئے جنکو انہون نے پاجی پنے سے انگریزون پر چلایا جنہون نے انکے ساتھ تحمل کا برتاؤ برتا تھا -

— ایک اور فکر یہہ پیدا ہوا کہ پہلے اس سے کہ ایک ہفتہ گذرا ہو یہہ خبر آئی کہ گورکھون کی نصیری پلٹن اس سبب سے نہین کہ وہ رگیولر سپاہ سے ہمدردی کرتی ہے بلکہ اپنی ذاتی بددلی کے سبب سے ایسے وقت مین باغی ہوئی کہ اسکی خدمات کی حاجت تھی اسنے پھلور جانے سے انکار کیا اور اسنے کمانڈر انچیف کے اسباب کو لوٹ لیا اور شملہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا - پہاڑ پر سے جہان سے ابھی ابھی آئے تھے اور چندروز پہلے وہان سینکڑون خوش گھرون مین عیش و نشاط کے فنون کی سریلی آوازین نکل رہی تھین وہان سے اب آہ و فغان کی آوازین آنے لگین اس موسم مین انگلش لیڈیان بعض اپنے شوہرون سمیت اور بعض بغیر شوہرون کے گرم ہواون سے بچنے کے لیے پہاڑون کی خوشگوار ہواون سے اپنے تئین اور اپنے چھوٹے بچون کو تازہ و توانا کرنے کے لیے آئین تھین یہہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ بغاوت گاہون و قتل گاہون اور سپاہیون کی چھاونیون سے دور عشرت گاہون مین آئی ہوئی تھین مگر یہہ عشرتکدہ بھی انکا بغیر محافظت کے تھا خدا ہی ان کا محافظ تھا - اب انکے گھرون مین خوف نے اپنی آنکھین دکھائین - خبر آئی کہ نصیری گورکھون کی پلٹن جو تین چار میل پر شملہ سے تھی باغی ہوگئی تو سب تحیر مستعد ہو گئے اور بھگدڑ پڑی کہ جتوگ مین انگریزون کے کتنے قتل ہو گئے ——— اور گورکھے قتل و غارت کے ارادہ سے شملہ مین آنے والے ہین - ان گرہون کے - - - - -

نصیری پلٹن اور گورکھون کی بغاوت پہاڑون پر

بڑے دنون کے بڑے حصے مین انگلش سوت کے تلخ مزے چکھ رہے تھے - عورت مرد بچے اپنے بنے سنورے گھرون کو چھوڑکر خوف کے مارے بنک مین جمع ہوئے اوران دو دن کے اندر چارسو عیسائی وہان جمع ہوگئے جنمین سو مرد قوی اور توانا تھے مگر یہہ افواہ غلط تھی گورکھون کی ناراضی کا سبب یہہ تھا کہ انکو میدان مین جانے کا حکم ہوگیا اور انکے کنبون کی محافظت کا کچھ سامان نہین کیا گیا اور کچھ انکی تنخواہ بھی چڑھی ہوئی تھی گورکھون کا ارادہ یہہ نہین ہوا وہ انگریزون کو مار ڈالین - جب انکی شکایتین بعض افسرون نے دور کردین تو وہ ایسے جانثار خیرخواہ ہوگئے جیسے کہ ہونے چاہئین پھر عورتین مرد اپنے گھرون کو آئے تو انہون نے انکو ایسا ہی بنا سنورا پایا جیساکہ چھوڑکر گئے تھے -

جب نصیری پلٹن کی بد دلی کی خبر کمانڈر انچیف نے سنی تو انکو یہہ اندیشہ پیدا ہوا کہ محاصرہ کا توپخانہ کس کی محافظت مین انبالہ پہنچے گا اسوقت یہہ بھی خیال تھا کہ یورپین سپاہ گرمی کی دہوپ مین نہ چلے - یہہ مہینہ سخت گرمی کا ہوتا ہے - گورکھون کی نہایت بہادر انگلش رجمنٹ نے جسکی خیرخواہی پابندی مین کچھ شبہہ نہین ہوسکتا تھا وہ کچھ تھوڑی دیر کے لیئے بد دل معلوم ہوئی تو اب اسکے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ مشتبہ ہندوستانی سپاہ کی طرف یا دوست رئیسون کی طرف رجوع کی جائے کہ وہ سپاہ سے کمک کرین - رات دن انگلش سپاہ کے لفٹنٹ گرفتھ کسری اور ڈی بینس نے متواتر محنت کی کہ محاصرہ کا توپخانہ اور سب قسم کا اسباب حرب وضرب تیار ہو جائے ایک یوم کیا بلکہ ایک ساعت کا ضائع ہونا مہلک تھا اسواسطے کہ ستلج مین پانی روز بروز زیادہ ہوتا جاتا تھا اور کشتیون کا پل پہلے اس سے کہ توپخانہ کی تیاری پوری ہو بہنے کو تھا -

مگر سب سے بدترین دقتین اور تھین جنکے سبب سے اینسن صاحب کو لشکر آرائی بارگران معلوم ہونے لگی انکی کہنی کے تلے سپاہ کے سب سٹاف ڈپارٹمنٹس بیٹھے تھے وہ سب ناتجربہ کار اور خوش لیاقت تھے - انسے صلاح ومشورہ کرنا کمانڈر انچیف کا عین صواب تھا لیکن ڈپارٹمنٹس ہمیشہ آہستہ رو ہوتے ہین انکے ذمے جوابدہیون کا ایسا

بوجھ ہوتا ہے کہ انکو مہلک زور سے مغلوح کرتا ہے۔ صلح کے زمانہ مین ہندوستان کے اندران ملیٹری ڈپارٹمنٹون سے بہتر ڈپارٹمنٹ نہین ہوسکتے۔ وہ کسی کام کو بیقاعدہ نہین ہونے دیتے تھے افسر خواہ کیسا ہی ہوشیار ہو جب ضابطہ و سررشتہ کے خلاف کام کرتا تو اسکی چشم نمائی کی جاتی کوئی شخص اپنے کام کرنے مین آزاد نہ تھا وہ جب تک ایسی ہی سنی و چالاکی و مستعدی نہین دکھاسکتا تھا کہ ان ڈپارٹمنٹون کی ماتحتی سے باہر نہ ہو۔ انکا نام برائے نام ڈپارٹمنٹس (جنگی سررشتے) تھا اگر دنیا سے لڑائی کا نام مٹ جاتا تو پھر انکی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن ان وار ڈپارٹمنٹون کی یہہ تخصیص تھی کہ وہ لڑائی کے لیے کبھی تیار نہ ہوتے تھے۔ بغیر بڑی تاخیر کے انگریز اپنے تئین ڈفنسو اور اوفنسو لڑائی کے لیئے تیار نہین کرسکتے تھے وہ مقابلہ مین مستقل مثل دنیا کے اور قومون کے قائم رہتے لیکن آسانی سے حرکت نہین کرسکتے۔ کارزار کی ضرورت کے وقت مین ان کی حالت ایسی ہوتی جو کارزار کو ناممکن بناتی۔ ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کمسری جنرل اور آرمی میڈیکل ڈپارٹمنٹ کا چیف ان سب مین سے ہر ایک ایسی دلیلین بیان کرتا تھا کہ کیون یہہ چیز ناممکن ہے میگزین (اسباب حرب و ضرب) نہین گاڑیان نہین۔ اسپتال کا سامان نہین۔ بیمارون اور رجمنٹون کے لیئے دوائیان نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا افسر کمانڈر انچیف کے روبرو شکایت کرتا اب اور کبھی نہین ہر ڈپارٹمنٹ کا سو ٹوٹا تھا۔ ڈپارٹمنٹون کا یہی دستور تھا۔ سروس کا یہی قاعدہ تھا اس کہنے سے شرمسار نہین ہوتا تھا یہہ سب خرابیان ڈپارٹمنٹون مین متواتر چلی آتی تھین اور جب وہ صاف صاف زبان مین پبلک کے روبرو بیان کی جاتین تو بعض چلاتے کہ یہہ کسطرح سچ ہین اور بہت سے اپنی سادہ لوحی سے مسکراتے اور کہنے والے کو کہتے کہ وہ دل دہلانے والا ہے اب جنرل ابن سن نے سب چیزون کی اصلی حالت کو دیکھا کہ وہ تیار نہین ہین جنکو اسکے سابقین جنکا وہ قائم مقام ہے دیکھکر خوش ہوتے تھے وہ بھی انکے قدم بقدم چلتے اور کسی چیز مین شبہہ نہ کرتے مگر دفعتہً ایسی سخت ضرورت اس کے روبرو آئی کہ اس نے ہر ایک چیز کو دیکھا کہ وہ غلط مقام مین ہے۔ طوفان اٹھ رہا ہے کشتی

جان بچانے والی چیز کے برج مین ہے جسکی کنجی نہین ملتی - ۱۸ مئی کو جنرل برنارڈ نے
انبالہ سے لکہا کہ اب یورپین رجمنٹین جمع ہوگئی ہین مگر ان کے پاس خیمے نہین نہ گولی بارود
ہے ہر ایک سپاہی پاس بیس گولیان ہین - گہوڑون کے توپخانہ کے دو ضرب ہین مگر ان
پاس رزروبیگزین نہین اور انکے ویگن لدھیانہ مین ہین جو سات منزل ہے کسی
کے پاس باربرداری موجود نہین یہہ ہندوستان کی سپاہ ہے جسکی تنخواہان ماری
جاتی ہین اور سولین تقاضا کر رہے ہین کہ دہلی پر چڑہائی کرو - اسواسطے یہہ تعجب کی بات
نہین تہی کہ جنرل ابن سن کے دل مین یہہ بات آئی کہ انکے پاس جو سامان جنگ موجود
ہے اس سے دہلی پر لشکر کشی کرنی خرم و دانائی سے بعید ہے انہون نے ۱۷ مئی کو
سر جان لارنس کو لکہا کہ آپ اس بات پر غور فرمایئے کہ یہان فوج تہوڑی ہے میرے
نزدیک مناسب نہین کہ اس قلیل فوج کو دہلی پر لشکر کشی کرکے جان جوکہون مین ڈالون -
میری راے مین اس مہم کے لیئے فوج کی تعداد کافی نہین البتہ اس مین شک نہین کہ ہم
شہر کی دیوارون کو بہاری توپون کی مار سے مسمار کردینگے اور شہر مین داخل ہونے
کے لیئے ہمارا مقابلہ کم کیا جائےگا - لیکن میری راے مین ایسی قلیل سپاہ ایسے بڑے
شہر مین جاکر جسکے ہر کوچہ و ہر بازار کے موڑون مین جاکر بری طرح پہنس جائینگے جس کے
ہر کوچہ و برزن کے مٹڑون اور گوشون مین لوگ ہتہیار لگا کے بر سر جنگ بیٹہے ہونگے
اگر وہان جاکر چہہ سات سو سپاہی مجروح و مقتول ہو جائینگے پہر کیا باقی رہ جائیگا؟
جب سارا شہر ہمارا مخالف ہوگا تو کیا ہم اسپر اپنا قبضہ رکہہ سکینگے؟ کیا شہر کے اندر یا باہر
ٹہیر سکینگے؟ ان تمام باتون پر نظر کرکے میری راے اب یہہ ہے کہ ہم اپنی تمام
سپاہ اور سامان کو یکجا جمع کرین اور اس مین سے تمام برے سپاہیون اور سامان کو جو
قابل اعتماد نہ ہو نکال ڈالین اور بجاے انکے قابل اعتبار عمدہ سپاہ اور سامان داخل
کرین اگرچہ اس کام کے سرانجام دینے مین دیر لگیگی مگر پہر کوئی احتمال ناکامی کا نہ رہےگا -
اور ہم اپنی خوشی سے جسطرف چاہینگے جا سکینگے - آپ نے جو تار برقی پر خبرین میری اس
اطلاع کے لیئے بہیجی ہین کہ نئی سپاہ کی بہرتی کی تجویزین کی گئی ہین میری راے مین یہہ

تجاویز منتظمہ مین مین ان مین آپ کے ساتھ متفق الراے ہون — مجھے یہ بھی اور بیان کرنا چاہیئے کہ مین نے میجر جنرل و برگیڈیر اباڈ جیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل و کامیسری جنرل سے جو صلاح و مشورہ لیا ہے ان سب کی راے یہ ہے جو میری راے ہے — بڑی مزاحمت آنکر یہہ پڑی ہے کہ کامیسری جنرل نے یہہ کہا کہ یہ نا ممکن ہے کہ اس لشکر کشی کے لیئے ضروری سامان تیار ہو جائے اور اس مین ۱۶ و ۲۰ روز نہ لگین — میرا یہ خیال تھا کہ یہ سامان کم عرصہ مین تیار ہو جائیگا۔ مگر جب میری کرنیل طامسن سے ملاقات ہوئی تو میرا یہہ خیال بدل گیا۔ چالیس گھنٹہ سے کچھ ہی زیادہ وقت مجھے یہان آئے ہوئے ہوا ہے کہ ہر گھنٹے مین ایسی ایک بات پیش آتی ہے جو میری پہلی راے کو بدل دیتی ہے"

— یہ سارے وسوسے اور شبہے تھوڑے ہی دنون باقی رہے کلکتہ سے لارڈ کیننگ نے اور پنجاب سے سر جان لارنس نے بڑی شد و مد سے تحریر اور تار بھیجے کہ ابن سن دہلی پر لشکر کشی اس سپاہ سے کرے جو وہ جمع کر سکتا ہے۔ ابن سن صاحب نے ابہی ان رایون سے جو انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو لکھی تھین لارڈ کیننگ کو مطلع نہین کیا تھا اسلیئے وہ اس خیال سے بڑے خوش تھے کہ ہیڈ کوارٹرس مین بڑی چستی و چالاکی و مستعدی سے کام ہو رہا ہے انہون نے ۱۷ تاریخ ابن سن صاحب کو چٹھی لکھی "کہ مین نے بڑی خوشی سے خوش خبریان سنین کہ مجھے شبہ تھا کہ اسوقت تم اسقدر لشکر جرار اپنے پاس جمع کر لوگے اب مجھے شبہ نہین رہا کہ یہہ لشکر بالکل کافی ہوگا مین آپکا نہایت احسانمند ہون۔ اب مجھے پورا اس باب مین بھروسا ہو گیا ہے ایسی حالت مین کہ ہماری فوج دلی پر لڑنے کے لیئے پہنچ جائے تو پھر ناکام سپاہیانہ نمائش یا لڑنے مین تساہل بڑا ہی مضر اثر رکھتا ہے۔ خاص کر بنگال پر عموماً ہر ایک مقام پر اور ہر ایک چھاونی مین پراگندگی و برافروختگی ہو رہی ہے اگر دفعتہً کسی قسم کا توقف ہوگا تو تمام بد دل رجمنٹون کو جرأت ہوگی کہ وہ دہلی سے بہی زیادہ ہمارے لیئے خوف و دہشت پیدا کرین۔ جب تک دہلی کا فیصلہ نہ ہوگا الہ آباد بنارس اودھ باستثنا لکھنؤ جو پر امن ہے اور اور بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات جہان صرف ہندوستانی سپاہ ہی ہے وہ سب معرض خوف و خطر مین رہین گے۔ اس وجہ سے مین نے آپ پاس ٹیلیگراف بھیجا کہ ان باغیون کا جہان تک ممکن ہے قرار واقعی تنگ کرو جنہون نے دہلی مین

لارڈ کیننگ اور جنرل ابن سن کی خط و کتابت

سرجان لارنس کی چٹھی

اپنے تئین بند کیا ہے جنکی سرکوبی آپ بہت بیرحمی اور سنگدلی سے نہین کرسکتے ہین اس بات کے سننے سے ہین بہت خوش ہونگا کہ ہمارے سپاہیون نے کچھ توقف نہین کیا اور بڑا مہیب انتقام لیا ہے ۔

— لارڈ کیننگ این سن صاحب کے ممنون منت ہو رہے تھے اور سرجان لارنس ان صلاح و مشورون سے جو ہیڈکوارٹرس مین ہو رہے تھے خوب واقف ہوکر لشکرکشی کے توقف کے برخلاف اپنی رائین ظاہر کر رہے تھے وہ ہندوستانیون کے مزاج شناس تھے۔ انکے تجربہ کی نگاہ کو اس سے زیادہ صاف بات کوئی نظر نہین آتی تھی کہ سب باتون سے زیادہ ہمکو اپنی مستعدی چستی و چالاکی دکھانے کی ضرورت ہے اس وقت مفلوجون کی شکل بے حرکت رہنا ہماری حق مین زہر ہے۔ ایسے وقتون مین ہندوستانی اس انتظار مین بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ جان لارنس خوب جانتے تھے کہ اگر ہندوستان مین کسی وقت انگلش مین خوف کے مقابلہ مین اپنا متزلزل ہونے کی نشانیان دکھائینگے تو ہزارون کیا بلکہ لاکھون آدمی یہ یقین کرینگے کہ انگریزون کے اقبال کا زمانہ ختم ہوگیا وہ ہم سے اول جدا ہوجائینگے اور پھر اپنے حاکمون سے لڑنے لگینگے انڈین برٹش ایمپائر کی تاریخ مین کوئی زمانہ ایسا پہلے نہین آیا کہ جس مین انگریزون کی بداقبالی کے آنے کے آثار ایسے نمودار ہوئے ہون ایسے آدمی بھی بہت ہین کہ انگریزون کے کیمپ مین ضعف کی ابتدائی علامت کو دیکھ کر بہت خوش ہونے لگے کہ یہی انکے ختم ہونے کی ابتدا ہے۔ بیشک یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ اس مین وسائل و ذخیرون اور مخازن و سامان کا حساب کیا جائے یا ہماری سپاہ کے رفتار و طریقہ مین جنگ کے اصول صف آرائی پر پاس لحاظ کیا جائے صرف حرکت کی جائے اور ضرب لگائی جائے۔ انہون نے ۱۲ - مئی ۱۸۵۷ء کو جنرل این سن کو یہہ چٹھی لکھی ہین یہہ نہین خیال کرتا کہ ملک ہمارے برخلاف ہے یقینی یہان سے لیکر دہلی سے چند میل کے فاصلہ تک کہین ملک مین یقینی ہماری مخالفت نہین ہے مین نے دہلی مین تیرہ برس کے قریب حکومت کی اسکے باشندون کو مین خوب جانتا ہون۔ مجھے یقین ہے کہ اگر سول افسرون کی ہوشیاری حسن انتظام ہو تو ہماری سپاہ کے نزدیک پہنچتے ہی اسکے دروازے ہمارے لئے کھل

جائینگے یہہ خیال کرنا سادہ لوحی معلوم ہوتی ہے کہ باغی دہلی پر قبضہ رکھ کے اسکی محافظت
کرسکینگے مگر مین اس بات کو مانتا ہون کہ جنگی اصول کے موافق حالات موجودہ مین دہلی پر
لشکر کشی کرنی مصلحت نہین ہے جب تک اور یہی یقینی مناسب نہین ہے کہ میرٹھ کی فوج کار
کرنے کے لیئے تیار نہو اور یہہ تیاری اسکو جب حاصل ہوگی کہ وہ اور سب طرف سے فارغ
اور آزاد ہوگی - میرٹھ کے بچ جانے سے ہمارے سارے ملک مین ساکھ بندھ جائیگی
پھر باربرداری کے بہم پہنچنے مین کچھ دشواری نہین ہوگی عمدہ انتظام کے ہونے سے گاڑیونکے
مالک خود بخود ہمارے پاس چلے آئینگے بہرحال گاڑیان جمع ہوجائینگین - میرٹھ سے آپ
اپنی صحیح رائے قائم کرسکینگے کہ کس طریقہ پر چلنا چاہیئے - اگر ممالک زیرین مین شورش
پیدا ہوا اور سپاہیون نے بغاوت اختیار کی تو میرے نزدیک سب سے بڑا فرض ہمارا
یہہ ہوگا کہ ہم اسطرف جائین اور ہر مقام کو بچائین اور باغیون سے ہتھیار لیلین یا ان کو
پامال کرین اگر اسکے برخلاف سب جگہ امن و عافیت ہو تو پھر یہہ سوال ہوگا کہ آپ وہان
اپنے ذخائر و سامان حرب کو مستحکم کیجیئے یا دہلی پر لشکر کشی کیجیئے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ
یہہ بات مان لی جائے کہ ہماری یوروپین سپاہ اس مقام مین یا اُس مقام مین فقط اس لیئے
نہین رکھی گئی ہے کہ وہ اس پر قبضہ کیئے ہوئے بیٹھی رہے بلکہ جہان اس کی ضرورت
ہو وہ وہان جانے کے لیئے تیار و آمادہ ہے انکی سکونت کے لیئے ایسے مقامات منتخب
کیئے تھے کہ جنکی آب و ہوا صحت بخش ہو اور وہ عین وسط مین واقع ہون لیکن جب تک ہم
اپنی عزت و آبرو کو قائم اور ملک مین امن و عافیت رکھین تو یہہ بات کچھ نہین ہے کہ ہم
کتنی چھاونیان چھوڑدین لیکن یہہ بات جب ہم نہین کرسکتے کہ ہندوستانی سپاہ کے
دو یا تین جماعتون کو گورون کے بڑے گروہون کے شمات کرنے کو روا رکھین یہہ
معاملہ بالکل وقت پر منحصر رہے گا - آہستہ آہستہ مگر یقینی ہندوستانی سپاہ ہم کو غارت و
ہلاک کردیگی - اپنے استحکام کے لیئے جو تدبیرین ہم سے ہوسکتی ہین وہ کر رہے ہین - اور
براہ راست یا بواسطہ آپ کی کمک اور امداد کرنی چاہتے ہین (ان تدابیر سے مراد وہ تدابیر
ہین جو پنجاب مین وہ کر رہے تھے) لیکن کیا حضور اس بات کو ایک لمحہ کے لیئے بھی مان سکتی

ہین کہ غیر آئینی سپاہ اس حال مین ثابت قدم رہ سکتی ہے کہ وہ یہہ دیکھے کہ گورے اپنی چھاونیون
مین بیٹھے ہوئے سکینی سے یہ انتظار کر رہے ہون کہ کیا واقعات پیش آتے ہین حضور یہ لکھتا ہون
کہ ہمکو نہایت خرم و احتیاط سے اپنی سپاہ اور سامان سپاہ کو جمع کرنا چاہیئے۔ ہمارے
یوروپین سپاہی ہماری قوت ہین اور ہمارے سامان حرب جو بالفعل تیار ہین ہمارے سپاہ و
سامان ہین صرف دانشمندی اور شہ زوری ایسے نتائج عظیمہ کے پیدا کرنے کے لیئے درکار
ہین۔ ہمارے پاس روپیہ بھی ہے ہم ملک پر بھی مسلط ہین لیکن اگر بغاوت پھیلی تو پھر نہ سپاہی مہیا
برپا ہوجائینگی نہ ہم زر مالگذاری وصول کر سکین گے نہ رسد بہم کر سکینگے مین التماس کرتا ہون
کہ حضور ہندوستان کی کل تاریخ کو خیال فرمائین کہ ہم کس جگہ ناکام رہے ہین جہان ہم نے
شہ زوری سے کام کیا؟ کب ہم کو کامیابی حاصل ہوئی جب ہم نے ڈرپوک پنے سے کام کیا
کلائو بارہ سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر اپنے بڑے بڑے افسرون کے خلاف صلاح و مشورہ کے
پلاسی مین جنگ آرا ہوا اور چالیس ہزار سپاہیون کو شکست دے کر بنگال فتح کر لیا۔
مون سن صاحب چنبل سے الٹا چلا گیا وہ آگرہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ اسکی سپاہ منتشر ہوگئی
اور اسکا ایک حصہ غارت ہوگیا۔ کابل کے حادثہ کو دیکھیئے اگر استقلال اور دلاوری سے کام
لیا جاتا تو یہہ حادثہ وقوع مین نہین آتا۔ غیر آئینی سپاہ اور قزلباشون نے غرض ہمارے
دوستون نے جو بہت سے تھے یہہ دیکھ کر ہمکو چھوڑا کہ ہم سچے دوست اپنے ہی نہ تھے یہ
کس طرح سے مانا جا سکتا ہے کہ اجنبی آدمی اور اجرہ دار سپاہی اپنی جان و مال کو
ہمپر نثار کر دین گے؟ صرف ایک بات ہے جسکے سبب سے وہ ہمارا ساتھ دین گے
کہ وہ جانتے ہین کہ ہم ہمیشہ آخر کار فتحیاب ہوئے ہین اور ہم اچھے آقا ہین لیکن اس بات کے
سوا ہریک سپاہی اپنے فائدے اور اپنی موجودہ سلامتی کو خیال کریگا پنجاب کی غیر آئینی
سپاہ بڑی عالی حوصلگی اور جوش سے سفر کر رہی ہے اسکو یہہ فخر و ناز ہے کہ اسپر اعتماد کیا گیا
ہے اور اسکو بڑا شوق ہے کہ وہ آئینی سپاہ پر اپنی فوقیت و برتری کو دکھائے وہ گورون
سے اپنا کندھا ملا کر لڑنے کو تیار ہے لیکن وہ پہنچکر اگر دیکھیگی کہ گورے پناہ مین دیوارون
کے پیچھے بیٹھے ہین تو وہ خیال کریگی کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ یہہ بات یاد رکھیئے کہ

دیر تک ہم اپنے مقامون مین ٹھیرے رہین گے اتنی دیر تک باغیون کے جاسوس ہر چھاونی
مین خطوط بھیجینگے اور خود جائینگے مین نہین سمجھ سکتا کہ کمسریٹ لی اس سے کیا مراد ہے کہ ۱۶ روز
اور بیس روز کے درمیان سامان رسد ہم پہنچیگا مجھے یقین ہے کہ دو تین روز مین سارا سامان
جو آپ اپنے ساتھ لیجانا چاہتے ہین تیار ہو سکتا ہے۔ فصل غیر معمولی اچھی ہوئی ہے اور
انبالہ اور میرٹھ کے درمیان غلہ بافراط موجود ہے ملک کے زیادہ تر حصے مین زراعت خوب
ہوئی ہے۔ ہم بغیر کسی دشواری کے ہر سمت مین ایسے خطون مین جو بمقابلہ یہان کے ریگستان
مین سپاہی بھیج رہے ہین ہماری سچی پولیسی یہہ ہے کہ ہم مہاراجہ پٹیالہ اور راجہ جیند پر اور
ملک پر عموماً بھروسا واعتماد کرین کیونکہ انہون نے ہماری طرفدار ہونے کا ثبوت دیا ہے
اور آئینی سپاہ پر بالکل اعتماد نہ کرین۔ ہر لورو بین سپاہی کے بھیجنے مین مین خرچ کی
کفایت نہین کرونگا خواہ اسکے لیجانے کی کچھ ہی شرح ہو باری باری سے وہ پیادل وسوار سفر
کرینگے جس سے انکی قوت وہمت قائم رہیگی ہم پنجاب کے مختلف حصون سے گائڈس و
چوتھی سکھ پلٹن اور پہلی اور چوتھی پنجابی پلٹنین بھیج رہے ہین ہیڈکوارٹرس مین ایک نوجوان
افسر ہے گو وہ سالون مین خرد ہے لیکن اسنے جنگی خدمت بہت کی ہے اور اسنے اپنا عمدہ سپاہی
ہونا ثابت کیا ہے اس افسر سے مراد میری کپتان نورمن ہے جو ایڈجوٹنٹ جنرل کے اوفس مین
ہے سر کولن کیمبل اسکے ججمنٹ کی نسبت اپنی بڑی نیک رائے رکھتے ہین اور جب وہ پشاور
سے چلا گیا تھا تو لوگون نے یہہ خیال کیا تھا کہ پبلک کو اسکے جانے سے بڑا نقصان ہوا "
پنجاب کے چیف کمشنر اعظم نے جو کمانڈر انچیف کو لکھا وہ اسوقت کے لیئے نہایت مناسب
تھا انکی طرز تحریر مین کوئی طنز وطعن ملیٹری چیف پر نہ تھے۔ پھر انہون نے دو روز بعد ۲ مئی کو
کمانڈر انچیف کو لکھا کہ " مجھے نہایت افسوس ہوگا اگر کسی میرے پیغام وچٹھی نے آپکو رنجیدہ کیا ہو
مین نے نہایت شدومد وگرمجوشی سے لشکرکشی کے لیئے اس سبب سے لکھا ہے کہ مجھے یقین ہے
کہ میری یہہ پولیسی سچی ہے۔ خواہ کیسا ہی ناگہانی حیرتناک صدمہ ہم پر واقع ہو ہمارے فوجی
انتظام مین ایسی گنجائش ہے کہ ہم فوراً کارزار کر سکتے ہین یعنی تقریباً کل ملک ہمارے
ساتھ ہے بشرطیکہ ہم اسکو تکالیف ومصائب سے بچانے مین کوشش کرین خاصکر اس حالت

موجودہ مین زیادہ تر ملک ہمارے ساتھ ہوگا کہ ہم اپنی سپاہ سے لڑتے ہین جنکے ساتھ وہ کسی طرح کی ہمدردی و موانست نہین رکھتا - میری سمجھ مین نہین آتا کہ کرنیل طامسن کیون اسقدر سامان سپاہ مانگتا ہے سپاہ کے ساتھ اسقدر خوراک کا سامان لے جانا فوج کو زیربار کرنا اور روپیہ کا ضائع کرنا ہے - اتفاقات سے بچنے کے لیئے تین چار روز کے واسطے سامان غذا رکھنا کافی ہے زیادہ زیادہ ہے - میرا یقین ہے کہ دس ہزار سپاہ تمام ممالک مغربی و شمالی مین جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنی اشیاء مطلوبہ کی قیمت ادا کرسکے سامان رسد کی بہم رسانی مین کوئی دشواری نہین واقع ہوگی" - یہہ صاف ظاہر ہے کہ پنجاب مین دہلی کی دشواریان آسان سمجھی جاتی تھین اسواسطے جان لارنس نے اپنے پہلے ایک خط مین یہہ لکھا تہا کہ مین ابھی تک یہہ خیال کرتا ہون کہ دہلی مین اصلی مقابلہ کرنے مین کوشش نہین کی جائیگی لیکن اول ہمکو چاہیئے کہ میرٹھ کی فوج کا انتظام کرین اور وہ لڑنے کے لیئے تیار ہوکر دہلی کی طرف جائے - میرے دل پر یہہ نقش جما ہوا ہے کہ جب ہمارا لشکر دہلی کے قریب پہنچیگا تو باغی منتشر ہوجائینگے اور شہر کے آدمی اٹھ کر ہمارے لیئے دروازہ کہولدینگے - انہون نے پہلے ۱۲- مئی کی چٹھی مین یہہ بھی لکھا تھا کہ دہلی مین سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا اور ہماری توپون پر قبضہ کرلیا مگر وہان پھر بھی اپنا قیام نہین کرسکتے معتدل تعداد کے گورے جو اچھی طرح لڑین تو انکا مقابلہ باغیون کی بڑی تعداد بھی نہین کرسکتی پچھلے سالون مین جو سپاہی علمون کے سایہ مین بھلے کامون کے واسطے لڑتی تھین اور یورپین افسر انکے سرپر ہوتے تھے اور انگلش ہمراہی انکی بغل مین ہوتے تھے تو بھی وہ بہت کم کام کرتی تھین باغی ہوکر کیا لڑینگین وہ آتش زنی اور غارتگری و قتل عام کرسکتی ہین مگر لڑ نہین سکتین -

— لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے کمانڈرانچیف این سن کو اپنے خیالات بڑے زور سے لکھے کہ وہ دہلی پر لشکر کشی کرے تو انہون نے ۲۳- مئی کو گورنر جنرل کو لکھا "کہ مجھے افسوس ہے کہ ممکن نتھا کہ زیادہ تر جلد دہلی کی طرف کوچ کیا جاتا - آپ تار برقی کے پیغامون مین لکھتے ہین کہ دہلی تسخیر ہونی چاہیئے لیکن میرے نزدیک یہہ کام ایک لیدین لشکر جرار کے ساتھ اختیار کرنا چاہیئے -

لیکن یہہ لشکر جرار ہندوستان مین نہین ہے جسقدر ہمارے بس مین تھا یہ لشکر جمع کیا گیا ہے مین دلیری سے کہتا ہون کہ ایک گھنٹہ بھی ضائع نہین کیا گیا اور انبالہ سے لشکرون کی حرکت ایسے عرصہ مین کامل کی گئی ہے کہ جب مین آیا ہون تو وہ اسکا ممکن ہونا خیال مین بھی نہین آتا تھا" اور انہون نے اپنے خط کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ مجھے اس بات کے جاننے سے خوشی ہوگی کہ جس لشکر سے مین نے دہلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ آپ کے نزدیک کافی ہے یعنی برٹش سپاہ بڑی ستہ زور ہے۔

جنرل این سن نے میرٹھ مین جنرل ہیوٹ کو اس تمام سپاہ کا حال بہ تفصیل لکھا جو ہوئی کو کرنال مین جمع ہوگی۔ لارڈ کیننگ نے بھی کمانڈر انچیف کو لکھا کہ کلکتہ مین کہن یورپین سپاہیون کے آنے کی توقع ہے" اور یہہ بھی تحریر کیا کہ دہلی پر جلد قبضہ کرنے پر اور اسکو ایک عبرت مثال بنانے پر کل کام موقوف ہے سختی کی مقدار زیادہ نہین ہوگی مین ہر طرح سے تمہارا ممد و معاون ہونگا۔ جنگی دشواریان جنکو جنرل این سن دیکھتا تھا انکو گورنر جنرل آسان سمجھتا تھا۔ ۳۱ مئی کو کمانڈر انچیف کو پھر گورنر جنرل نے لکھا کہ آج مین نے سنا ہے کہ ۹ جون تک آپ کے دہلی پہنچنے کی امید ہے اس عرصہ مین کانپور اور لکھنؤ بڑی سختی سے دبائے جائینگے۔ اور دہلی اور کانپور کے درمیان سارا ملک باغیون کے قبضے مین ہوگا۔ اس بات کا روکنا اور کانپور کی امداد کرنا بڑا ضروری و اہم ہے آپ کی جلد نبرد آزمائی سے یہ کام ہو جائیگا۔ آپ کے توپخانہ کی سپاہ دہلی کو یقینی جلد فتح کر لیگی اسواسطے مین آپ سے عرض کرتا ہون کہ یورپین پیدل رجمنٹ کا حصہ اور تھوڑے سے یورپین سوار دہلی کے جو فتح سے پیشتر بھیجینگے اور انکو لڑائی کے لیئے وہان روکینگے نہین تاکہ علی گڈھ دوبارہ پھر ہاتھ لگ جائے اور کانپور کی تخفیف تکلیف ہو جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ دہلی اور کانپور کے درمیان یورپین سپاہ کے نمودار ہونے کے اہم ہونے کا زیادہ اندازہ کیا جائے الہ آباد اور لکھنؤ کی سلامتی اسپر موقوف ہے۔

یہہ بات آسانی سے خیال مین آسکتی ہے کہ یہہ ہدایتین جنرل این سن کے دل کو کیسا ملول کرتی ہونگین۔ جو سامان جنگ و اسباب انکے پاس تھا اس سے وہ دہلی کے دوبارہ

حاصل کرنے کے لیئے ضعیف جانتے تھے کہ اب اسپر یہہ اور طرہ چڑھا کہ انسے یہہ فرمائش
اور کی جاتی تھی کہ سرے کے ملک مین بھی وہ کام کرین اب دہلی کی طرف سپاہ چلی جاتی
تھی۔ ملیٹری افسر تو سپاہ کے سفر کی ناقابلیت کو ظاہر کرتے تھے اور سولین افسر خاص کر
این ردی ستلج کی پوری طاقت کو اس کام مین لا رہے تھے کہ انکے چارون طرف ایجنٹ اپنے
اختیار اور اقتدار کو کام لا کر دہلی کی طرف لشکر کے سفر کرنے کے لیئے سامان فراہم کرین اسوقت
سول کے کام نہین ہوتے تھے۔ تمام سولین فوج کی اعانت کرنے کے لیئے مستعد تھے اور خود
کم یا زیادہ سپاہی بن گئے تھے۔ جمنا اور ستلج کے درمیان تمام سول افسرون نے کوشش کرکے
گاڑی چھکڑے بار برداری کے جانور و قلی جمع کردیئے اور انبالہ مین سپاہ کے لیئے غلہ
کے انبار لگا دیئے بارنس صاحب نے شہر انبالہ مین پانچ سو گاڑی کرانچی چھکڑی
دو ہزار اونٹ اور دو ہزار قلی اور تیس ہزار من غلہ جمع کردیا۔ ہر قسم کے ہندوستانی
دیکھ رہے تھے آیندہ کیا ہوگا وہ ہندوستانی انگریزون کی اعانت سے پہلو تہی کرتے
تھے جو جانتے تھے کہ انگریز کل باقی نہین رہینگے۔

سول افسرون نے اسوقت اور خدمات عظیمہ ایسی کین کہ جنکے بغیر اور سب کام کیا کرایا اکارت
جاتا۔ جمنا اور ستلج کے درمیان سکھون کی ریاستین محروسہ تھین جنکو انگریزون نے رنجیت سنگھ
کے ہاتھ سے بچا کر اپنی حراست مین لے لیا تھا۔ سکھون کی اور ریاستین تو سب برباد ہوگئی تھین
مگر یہہ تین ریاستین پٹیالہ جیند۔ نابھہ انگریزون کی حراست کے سبب سے باقی رہی تھین
انکے رئیس انگریزون کا بڑا احسان مانتے تھے۔ ساری قومون کی زندگی مین ایسے موسم
آتے ہین کہ جنمین ایمان ضعیف اور تعصبین قوی ہوتی ہین اسلیئے اسوقت مین کہ انگریزون پر
پہلے پہل آفتون و بلاؤن کی گھٹا چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے لیئے ان رئیسون کے
دلون مین بھی جو جانب ضعیف کے طرفدار تھے وسوسے اور دقتین اور دہشتین پیدا ہوئین
لیکن ڈگلس فورسایتھ صاحب نے اپنی دانائی اور جدوجہد سے ان وسوسون کو بہت جلد
دور کردیا۔ وہ خیر خواہی کی راہ مستقیم پر انکو لے آئے۔ جان لارنس اس پولیسی کے بڑی
زور سے حامی تھے کہ مہاراجہ پٹیالہ اور جیند اور نابھہ کے راجاؤن پر اعتماد کیا جائے۔ ان رئیسون کی

[illegible]

نیک اسلوبی بڑی اہم تھی اگر وہ انگریزون کے حال پہ ملتفت نہ ہوتے تو پھر پنجاب اور دہلی کے
درمیان آمد و رفت خطرناک ہوجاتی اسلیئے انبالہ مین انگریزون کو بڑا تردد تھا کہ پٹیالہ و جیند
و نابھہ جو پھولکی خاندان کے رکن اعظم تھے کونسا طریقہ اختیار کرتے ہین - ڈگلس مور سایتھ
(جو پیچھے سر ڈگلس مور سایتھ کے سی ایس پی ہوئے) ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراجہ پٹیالہ کے
ذاتی دوست تھے مہاراجہ سے ملاقات کی صاحب نے مہاراجہ سے اپنی مشکلات بیان
کرنی شروع کی تھین کہ انہون نے قطع سخن کر کے کہا مین کل واقعات سے واقف ہون جبپر
صاحب ممدوح نے پوچھا کہ بادشاہ دہلی کی طرف سے پیغام لیکر پٹیالہ مین آدمی آئے ہین تو مہاراجہ
نے بعض آدمیون پر جو کچھ فاصلے پر بیٹھے تھے اشارہ کر کے بتلایا کہ یہہ آدمی آئے ہین جب
یہہ دونو تنہا رہ گئے تھے تو صاحب ممدوح نے مہاراجہ سے خلوت مین یہہ بات پوچھی کہ
مہاراجہ صاحب آپ میرے ایک سوال کا جواب دین کہ آپ ہمارے موافق ہین یا مخالف -
مہاراجہ صاحب نے سچا اور سیدھا جواب یہہ دیا کہ مین جب تک زندہ ہون آپکا ہون
مگر آپ جانتے ہین کہ میرے دشمن میرے ہی ملک مین موجود ہین بعض میرے رشتہ دار ہی
میرے ساتھ عداوت رکھتے ہین میرا بھائی ہی میرا دشمن ہے آپ جو چاہتے ہین وہ مین
کرونگا پھر صاحب ممدوح نے کہا کہ آپ کرنال کی طرف کچھ سپاہ بھیجدیجے کہ ٹرنک روڈ پر
رستہ کھلا رہے مہاراجہ نے اس درخواست کو قبول کیا اور کہا کہ یورپین سپاہ انکی امداد
کے لیئے جلد بھیجی جائے یہہ ایک ضروری شرط تھی اسلیئے وہ جانتا تھا کہ اسکی سپاہ پر جب ہی
تک اعتماد کیا جاسکتا ہے کہ اسکو یہہ یقین ہو کہ انگریزون ہی کو فتح حاصل ہوگی - برناس صاحب
اپنی رپورٹ مین لکھتے ہین کہ سب سے اول مقصد یہہ تھا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ لرشاہ راہ
اعظم دہلی پنجاب کے درمیان محفوظ و مامون کی جائے - تھانیسر اور لدہیانہ مین سپاہین ایسی
نتھین کہ جنپر کچھ اعتبار ہوسکتا تہا اس لیئے مین نے ہدایت کی کہ راجہ جیند جسقدر سپاہ فراہم
کرسکین اسکو کرنال روانہ کرین - مہاراجہ پٹیالہ نے میری درخواست پر اپنے بھائی کو افسر بنا کے
سپاہ اور تین توپین تہانیسر مین بھیجدین جو کرنال اور انبالہ کے درمیان ہے راجہ نابھہ اور
نواب مالیر کوٹلہ سے درخواست کی گئی کہ وہ سپاہ سمیت لدہیانہ روانہ ہون اور راجہ فریدکوٹ

درخواست کی گئی کہ فیروزپور کے ڈپٹی کمشنر کے ماتحت کام کرین پس اس طرح وہ شاہراہ اعظم کے بڑے بڑے مقامات محفوظ ہو گئے اور راجہ جیند کو یہہ ہدایت ہی کی گئی کہ رسد اور میدان جنگ کی سپاہ کے لیئے چھکڑے گاڑیان جمع کرین جس سے کرنال وغیرہ مقامات کی محافظت ہو۔ سر جان لارنس نے بہی ۱۳ مئی کو انبالہ سے راجہ پٹیالہ کو تار دیا تھا کہ وہ ایک رجمنٹ تہانیسر مین اور دوسری رجمنٹ لدہیانہ مین بہیجدین۔ اس زمانہ مین یہہ بڑی بات ہی کہ انبالہ اور کرنال کے درمیان سڑک کھلی رہے انبالہ سے سپاہ روانہ ہو رہی تہی اور کرنال پر قبضہ رکہنے مین یہہ بہی فائدہ تھا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری رہ سکتی تہی اور ان دونو مقامون کی سپاہین آپس مین آسانی سے سفر کر کے مل سکتی تھی۔ یہہ انگریزون کی خوش نصیبی تہی کہ نواب کرنال انگریزون کا دلی خیرخواہ تھا وہ ملے پاس صاحب (دہلی سشن جج تھے جو دہلی سے بھاگ کر کرنال گئے تھے) پاس گیا اور اسنے کہا کہ صاحب مین رات بھر سویا نہین سوچ بچار کرتا رہا آخر کو مین نے یہہ قطعی فیصلہ کیا کہ مین اپنی قسمت کو آپ کے ہاتھ مین سپرد کرون میری تلوار میری تھیلی میرے ملازمین یہہ سب آپ کے حوالہ ہین۔ غرض انگریزون کو ان رئیسون سے بڑی مدد پہنچی۔ جب راجہ جیند نے اپنی سپاہ کرنال مین بہیجی ہے تو پھر اس طرف رعایا کی سرکشی کا خوف جاتا رہا۔ پانی پت مین مہاراجہ جیند کی سپاہ موجود تہی۔ ان رئیسون کے لشکرون کے سبب سے گورون کی سپاہ بے کھٹکے سفر کرتی تھی اگرچہ گورون کو گرمی مضمحل کرتی تہی مگر لڑائی کے لیئے وہ بڑے سرگرم تھے

۱۹ مئی کو جنرل اینسن اس خبر کے سننے سے خوش تھے کہ جان لارنس نے گائڈس سپاہ اور پنجاب کی چار معتبر رجمنٹین انکی کمک کے لیئے بہیجی تہین وہ لمبے لمبے سفر کر رہی تہین۔

۲۱ گورنر جنرل نے انکو اطلاع دی کہ مدراس اور بمبئی اور سیلون سے یورپین سپاہین آتی ہین اور انہون نے یہہ بہی سنا کہ محاصرہ کا توپخانہ انبالہ مین آتا ہے انہون نے چیف کمشنر پنجاب کو لکھا کہ دہلی پر لشکرکشی کے لیئے جو سپاہ تجویز ہوئی ہے اسکا پہلا حصہ روانہ ہو چکا ہے۔

۲۳ کو کمانڈر انچیف نے اپنی کارزار کی کیفیت جنرل ہیوٹ کو یہہ لکھی کہ دو بریگیڈ انبالہ سے روانہ ہونگے جسکے سپاہ زار بریگیڈیر ہیلسن ہونگے پہلے دو بریگیڈ ۳۰ مئی کو کرنال مین جمع ہونگے

[illegible] ۴۲۶

اور جنرل این سن انکو ہمراہ لیکر چلینگے کہ باغیت کے مقابل وہ میرٹھ کے برگیڈ سے پانچوین جون کو ملجائینگے اور یہہ سب ملکر دہلی پر چڑہائی کرینگے - جب یہہ سارے انتظامات ہو چکے تو ۲۴ مئی کو این سن صاحب انبالہ سے چلے اور دوسرے دن صبح کو کرنال مین پہنچے ۲۶ مئی کو انکو ہیضہ ہوا - ۲۷ کو سر برنارڈ ڈیڑھ بجے رات کے اپنے دوست سے آخری وداع ہونے کے لیئے آئے گو این سن صاحب حالت نزع مین تھے مگر انہون نے اپنے دوست کو پہچانکر نہایت لڑکھڑاتی آواز سے کہا کہ برنارڈ مین کمانڈ تم کو دیتا ہون تم بیان کروگے کہ مین نے کس فکر و تردد سے اپنا فرض ادا کیا ہے خدا تم کو برکت دے گڈ بائی (سلام رخصت) ۲ بجے ۵ منٹ پر انکا دم نکل گیا انگلیون انسانون کی روح نزدم سے فرصت ملی (فوراً انکے مرنے کی خبر دہلی مین باغیون کے پاس بہی آگئی تو انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ وہ زہر کہا کر مرگئے) وہ بڑے بہادر اور سچے اشراف تھے انکو ناحق یہہ الزام لگائے جاتے ہین کہ انہون نے تساہل کیا اور تذبذب کی حالت مین رہے انسے کہا گیا کہ وہ دہلی کے کام کو جلد ختم کرین لیکن پہلے جتنے سپاہی انکے پاس تھے دلی کے لے لینے سے پہلا اسی زیادہ تار جانتے یہہ صلاح کہ دہلی پر یکلخت کی جائے صحیح تھی لیکن اگر وہ الاد ہند کی جاتی تو ضرور اسکا نتیجہ خرابی و بربادی ہوتی اگر کانٹا بغیر محاصرہ کے توپخانہ اور میگزین یا غیر کافی سپاہ کے حملہ آور ہوتا تو باغیون کی غالب جماعت کے ہاتھ سے انگریز کا لشکر بالکل فنا ہوجاتا ان باغیون نے باد دلی کی سرا سے مین برنارڈ کی سپاہ کثیر کا مضبوطی کے ساتھ مقابلہ کیا اگر انکا مقابلہ تھوڑی سپاہ سے کیا جاتا تو وہ اسکو اگر بالکل غارت نہ کرسکتے تو پس پا ضرور کردیتے -

— ابتدائی التوا اون اور انکے سببون کے بابت جو لارڈ کیننگ کی ججمنٹ ہے وہ صحیح اور بجا مانی جاتی ہے انہون نے لکھا کہ مین جنرل این سن کی چٹھیون سے یہ اخذ کرتا ہون کہ زیادہ تاخیر ہونے کے سبب یہہ تھے کہ محاصرہ کا توپخانہ نہ تھا اور یورپین کے لیئے کاڑیان اور سواریان نہ تھین مین یقین کرتا ہون کہ محاصرہ کے توپخانہ کے نہ ہونے کے سبب سے البتہ اکرنا نادانی تہی دہلی کی سرکوبی آسانی سے کرسکتے تھے لیکن مین یہہ نہین یقین کرتا کہ اگر محاصرہ کا توپخانہ نہ ہوتا تو ہم کو شکست ہوجاتی بس اسطرح وقت کے ضائع ہونے سے بے شک

ہم کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ کمسریٹ کی باربرداری کی گاڑیون کے باب مین اس سبب سے کہ کل آگاہی اسکی نسبت نہین ہے یہ کہنا ناممکن ہے کہ تاخیر کسقدر قابل الزام ہے اور کسقدر وہ الزام سے بچ سکتی ہے۔ اگر اس موسم گرما مین یوروپین سپاہ کے سفر کرنے اور اسکی سواری کی گاڑیان کافی نہین ہوتین (جبکہ اس مین ہیضہ بھی موجود تھا) تو یہہ حرکت دیوانہ پنے کی ہوتی مگر مجھے اس مین بڑا شبہہ ہے کہ آیا جنرل این سن کی پاس یہہ گاڑیان خاطرخواہ جمع کی گئی تھین۔ ہیڈکوارٹرس کے بہت سے خطوط میرے سامنے رکھے ہین انسے مجھے خاطرخواہ معلوم ہوتا ہے کہ سوا ایک نوجوان افسر کی سپاہ کے سٹاف مین ایک آدمی بھی ایسا نہین تھا کہ جسنے "تاخیر کی بولی" کل خوفون کو اور ان نقصانون اور جوکھون پر کماحقہ خیال کیا ہو جو اور مقامون مین ہمارے سر پر جب تک سنڈلاتے رہتے کہ دہلی پر چڑہائی کرنے۔ سٹاف کے ساتھ سٹیڈیکل سٹاف خاص مجتین اسکی تکمیل کی ضرورتون کی کرتا تھا لیکن وقت کی نہایت بیش قیمتی کو نہین جانتا تھا ظن غالب یہ ہے کہ اس مین وقت ضائع کیا گیا اس مضمون پر تم ایک خط دیکھو جو جان لارنس نے کمانڈرانچیف کو لکھا ہے مثل انکے اور خطون کے کیا سنجیدہ و سچا و بکارآمد ہے مین اپنے سارے دل سے یہہ چاہتا ہون کہ ہیڈکوارٹرس کے نہایت ہی قریب وہ ہون انکے صلاح ومشورے سے انکو ملک کی حال سے پوری آگاہی بڑی بے بہا ہین تم کو اس بات کو دلنشین کرنا چاہیئے کہ انہون نے سپاہ کی حرکت کرنے کے وقت کا تخمینہ کافی کیا ہے تین سال ہوئے کہ کمسریٹ مین بڑی تبدیلی یہ کی گئی تھی کہ باربرداری کے سررشتہ کو برخاست کردیا تھا اور یہہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ وقت پر باربرداری کے لیئے جانورون کے کرایہ پر لینے کے اوپر اعتبار کیا گیا تھا اب اس وقت پہلی دفعہ اس تبدیلی کا تجربہ ہم کر رہے ہین۔ کفایت شعاری کے انتظام کے اعتبار سے یہہ تبدیلی بہت اچھی تھی اور معمولی جنگ مین ایسی کارروائی بھی بخوبی ہوسکتی تھی لیکن مجھے حیرت ہوتی اگر جرنیل این سن اسکے سبب سے زیادہ نہ رکا رہتا اگر یہہ پہلے سے غیب بینی ہوتی کہ ہم کو اپنی رجمنٹون اور رعایا سے لڑنا پڑیگا تو کوئی دیوانہ آدمی بھی اس تبدیلی کی سفارش نہ کرتا۔

جرنیل این سن نے اپنے بستر مرگ سر ہنری برنارڈ کو میدان جنگ کا سپہ سالار بنایا ہونے

لشکر آراہوکر یہہ خیال کیا کہ اگر اینسن کو جلد موت نہ آجاتی تو اسکا آخر ہی وقت سویلین کے طعن و تشنیع سے بڑا تلخ ہوتا اہل قلم اہل سیف کی طرح جنگی مشکلات کا اندازہ نہین کرسکتے وہ ناممکن باتین اہل سیف سے کرانی چاہتے ہین - مجھ سے بہی وہ ایسے ہی کام چاہینگے - لیکن انہون نے اپنا کام ایسی عالی ہمتی اور روالاہمتی سے شروع کیا کہ سب نوجوان افسرون نے انکی ستائش و مدح کی ۷ - ۲ - کی صبح کو اسنے یہہ فیصلہ کیا کہ محاصرہ کی توپون کا انتظار نہ کیا جائے اور بریگیڈیر ولسن کے لشکر سے جو میرٹھ سے آتا ہے اس سے ملنے کے لیے سفر کیا جائے - جنرل اینسن کی وفات کے ایک دن کے بعد انہون نے لارنس صاحب کو لکھا کہ جب تک مین اپنی کسی قوت کو کام مین لاسکتا ہون آپ کی خاطر جمع رہے کہ ہر طرح کی جد و جہد ان مقاصد کے حاصل کرنے کے لیئے کی جائیگی جو بالفعل مدنظر ہین کہ جسقدر سپاہ جمع ہوسکتی ہے وہ دہلی پر جمع کی جائیگی - باغپت کے پل کی محافظت کی جائیگی اور ایسا انتظام کیا جائیگا کہ میرٹھ سے آمد و رفت جاری رہے - ان ہی مقاصد کے لیئے سارے کام ہو رہے ہین آخر کو کل شب گذشتہ کو انبالہ سے روانہ ہوگیا ہے محاصرہ کا توپخانہ سپاہی لیئے چلے آتے ہین جو بارنس صاحب نے اُن کے ساتھہ مقرر کردئیے ہین کمسریٹ کو اطلاع دیدی ہے کہ رسد کی ضرورت ہوگی جب دہلی دو پڑاو رہ جائینگی تو ہمارے موجود ہونے کا وہی اثر ہوگا جو آپ نے پہلے سے سوچ رکھا ہے اور آپ بہت جلد سنینگے کہ ہم نے دہلی پر قبضہ کرلیا - اسکو مقام کرونڈہ سے انہون نے پھر لارنس کو لکھا کہ مین نے کمینڈنگ انجنیر سے صلاح کرکے دہلی کا نقشہ ایسا بنالیا ہے کہ جب ہم دہلی پہونچینگے تو مجھے امید ہے کہ کوئی مزاحمت ۵ - جون کو دہلی پر حملہ کرنے کے اندر نہین ہوگی - انبالہ سے لشکر دہلی کی طرف پورا کوچ کر رہا تھا گو روز بروز گرمی کی گرمی بڑا ستم کر رہی تھی - دن کو گرمی کی شدت کے سبب سے سفر نہین کرسکتے تھے رات کو سفر کرتے تھے دن کو خیمون مین ہارے تھکے ایسے سوتے تھے کہ مردے معلوم ہوتے تھے مگر شام کے ہوتے ہی وہ پھر زندہ ہو جاتے تھے وہ اس گرمی مین پانی کے پیاسے ایسے نہین تھے جیسے کہ باغیون کے خون کے پیاسے تھے جن دہاتیون نے ان انگریزون کو جو دہلی سے مفرور ہوکر گئے تھے ستایا تھا یا مارا تھا جب وہ گرفتار ہوکر آتے تو انکی گرفتاری اور روبکاری اور سزا یابی کے تھوڑے سے

وقت مین بہی بعض گورے بڑی اذیت انکو دیتے وہ انکے بال کہینچتے اپنی سنگینین انکے بدن مین چبہوتے اور زبردستی گائے کا گوشت انکو کہلاتے اور گورون کی ان سب حرکتون کو انکے افسر دیکہہ کر مسکراتے گورے کیمپ کے آدمیون پر ایسی سختی کرتے کہ وہ بہاگ جاتے - جتنا سفر آگے ہوتا جاتا اتنا ہی انکی یہہ خواہش بڑہتی جاتی تہی کہ مجرمون کو گرفتار کیجیے اور اپنا انتقام لیجیے حکام کے اختیار سے باہر تہا کہ وہ اپنے سپاہیون کو انتقام لینے سے روک سکین - روز کارزار اب بعید نہ تہا سب کو یقین تہا کہ عنقریب انتقام عظیم لینے کا دن آن پہنچا ہے بہت سے سپاہیون کو یقین تہا کہ ایک لڑائی مین باغیون کی رجمنٹون کا فیصلہ ہو جائیگا - وہ صبح کو لڑین گے اور رات کو دہلی مین اپنی شراب پئین گے - اسپتال کے خیمون مین بیمار گورون مین لڑائی کا شوق ایسا زور شور پر آرہا تہا کہ اسپتال کے خیمون مین جو گورے تہے انہون نے کہا کہ ہم تندرست ہین اور اپنی کمزور آواز سے منتین کرتے تہے کہ اپنے نفرت زدہ دشمنون سے لڑنے کے لیے بہیجے جائین لیکن برنارڈ کا لشکر ضعیف تہا اس لیئے ضرور تہا کہ وہ ولسن کے لشکر سے ملے جو دریا کی دوسری طرف سے آرہا تہا - ولسن کے برگیڈ نے جو ۱۰ مئی سے کام کیئے اسکا آگے بیان کیا جاتا ہے

باب ہفتم

دہلی پر لشکر کشی

(بلوہ کے بعد ۱۲ مئی سے ۲۷ مئی تک میرٹھ کا حال)

- میرٹھ مین ہولناک شب کے بعد حکام اس کوشش مین ہمہ تن مصروف ہوئے انگریز جو زندہ تہے اور مال اسباب جو بچ سکتا تہا اور خزانہ سرکاری یہہ سب دمدمہ مین جمع کیے جائین کہ وہ لٹیرون کے ہاتھ سے بچین جو چارون طرف پہیر رہے تہے پاس کے دہات کے بہاگے ہوئے قیدی اور بازارون کے لچے بدمعاش بغلین بجاتے اور موچہون پر تاؤ دیتے پہرتے تہے اور حکام کی تساہل اور سہل انگاری سے خوش ہوتے تہے جسنے ارتکاب جرم کو سودمند اور آسان بنا دیا تہا وہ مسافرون کو سڑکون مین ڈاک کی گاڑیون کو

دھر ادھر لوٹتے تھے گھرون مین گھس کر زبردستی سارا مال اسباب لے لیتے تھے اور بعض دفعہ
گھر والون کو مار ڈالتے تھے رامدیال ایک دیوانی کے قیدی نے جیل خانے سے بھاگ کر
اپنے ڈگریدار کو اور اسکے گھر کے چھہ آدمیون کو مار ڈالا۔ غرض میرٹھ مین سواء دمدمہ کے کہین اور
انگریزی عملداری نہین تھی سارے ضلع مین لوٹ مار ہو رہی تھی میرٹھ مین جب دہلی کی ساری
خبرین آئین اور بغاوت مین کچھ شبہ نہ رہا تو میرٹھ مین مارشیل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیا
گیا مجرمون کو پھانسیان ملنے لگین۔

— میرٹھ سے ساٹھ میل پر رڑکی مین سیپر مائنر کی رجمنٹ تھی اور میجر فریزر اسکے کمانیر تھے
انکو میرٹھ کے جنرل نے حکم بھیجا کہ وہ بہت جلد میرٹھ مین اپنی رجمنٹ سمیت آ جائین۔ اس رجمنٹ
مین سات سو تیس سپاہی تھے انمین سے دو کمپنیان رڑکی مین رہین باقی نے کشتیون مین نہر گنگ
فریزر صاحب کے ماتحت سفر شروع کیا۔

— جب رڑکی مین میرٹھ کی خبر آئی اور سفر مینا میرٹھ کو روانہ ہوئی تو بیرڈ سمتھ سپرنٹنڈنٹ جنرل آب
پاشی نے سپاہی بن کر ایسا عمدہ انتظام کیا کہ رڑکی کی ورکشاپ کو ایک حصن حصین بنا لیا اور اس مین
۱۶ مئی کو سب انگریزون اور انکے اہل و عیال کو جو شہر کے قریب تھے جمع کر دیا اور انکے آسائش و آرام کا
سامان مہیا کر دیا اور انگریزون کے واسطے انکے مناسب حال کام سپرد کر دیے انمین قواعد دان گورے
پچاس تھے جنمین آٹھ یا دس لائق افسر تھے باقی اہل قلم اور اہل پیشہ تھے۔ جب رڑکی مین سیپر مائنر
کو معلوم ہوا کہ دہرہ سے سرمور کی گورکھون کی رجمنٹ میجر چارلس ریڈ کے ہمراہ آتی ہے تو ان کو
یہ خوف پیدا ہوا کہ وہ ہم پر حملہ کر کے قتل کریگی یا ہم سے ہتھیار لے لیگی اس لیے بیرڈ سمتھ نے میجر
ریڈ کو لکھ بھیجا کہ وہ رڑکی مین نہ آئین نہر مین کشتیون مین بیٹھ کر میرٹھ کو چلے جائین انکے لیے
کشتیون کا سارا سامان نہر مین موجود ملیگا۔ میجر صاحب کے ارشاد کی تعمیل کیگئی گورکھا رجمنٹ نے
نہر مین سفر کیا۔

— سیپر مائنر کی رجمنٹ کشتیون مین سفر کرتی ہوئی جب میرٹھ مین آئی تو اسمین یہ شبہ و خوف
پیدا ہوا کہ میرٹھ کی یوروپین سپاہ انسے اپنے بھائی ہندیون کے قتل کا عوض لیگی اس خوف
کے مارے انہون نے عدول حکمی شروع کی اور فریزر صاحب کو گولی مار کر زخمی کیا۔ اور

ایڈجوٹنٹ مین سل پر گولی چلائی مگر اسنے خطا کی تو گورون کی سپاہ اور توپخانہ نے انپر حملہ کیا اور پچاس کے قریب سپاہی مارے باقی سب بھاگ گئے - غرض یہہ رجمنٹ رجمنٹ نرہی - میرٹھ مین دوسری طرف انکی دو کمپنیان کام کرتی تھین انسے ہتھیار لے لیے اور انسے دمدمہ کی حصار بندی مین مزدوروں کا کام لیا گیا -

— میرٹھ اور آگرہ کے درمیان تار اگرچہ ہمیشہ نہین مگر بعض اوقات کام دیتا تہا - لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی شمالی خدا کے واسطے دیکر جنرل ہیوٹ اور برگیڈیر ولسن سے التجا کرتا تھا کہ وہ ابکی سپاہ کی بغاوت کو پورو مین سپاہ بھیجکر روکین مگر ولسن صاحب کی راے مین سپاہ کا اسطرح متفرق کرنا پسند نہ تھا وہ اپنی تمام سپاہ کو دہلی پر جمع کرنا چاہتے تھے انہون نے لفٹنٹ گورنر کو لکھا کہ میرٹھ مین میری اور تمام افسرون کی یہ راے ہے کہ جب تک کمانڈر انچیف کا حکم نہ آئے میرٹھ سے سپاہ کی سفر کرنے مین یہہ قباحت ہے کہ بیمارون اور عورتون اور بچون کو چھوڑ جانا پڑیگا اور کمسریٹ سے بھی یہ رپورٹ آئی ہے کہ وہ آدھی سپاہ کے لیے بھی باربرداری کا سامان نہین مہیا کرسکتے لفٹنٹ گورنر یہہ جواب سنکر خاموش ہو گئے اور جان لیا کہ میرٹھ سے مدد کی امید نہین -

— جب میرٹھ کی یورو پین سپاہ نے کچھ کام نہین کیا تو تمام آس پاس یہہ خبر مشہور ہو گئی کہ میرٹھ مین ایک انگریز بھی زندہ نہین رہا تو لوٹ اور غارت کا بڑا زور شور ہوا اسکے بند کرنے کے لیے گورہ سوارون کی ایک جماعت نکلی کہ ان لٹیرون کو ٹھیک بناے مسٹر جانسٹن مجسٹریٹ ضلع انکے ہمراہ ہوگئے - اختیار پور گانون کو پھونک دیا تو لوگون نے جانا کہ ہان ابہی انگریز زندہ ہین - مسٹر جانسٹن اپنے گھر کو گھوڑے پر سوار آتے تھے کہ وہ اسپر سے گرے اور ایسی چوٹ آئی کہ تیسرے دن انکا انتقال ہو گیا -

— ولیم ہودسن ایک بڑے جوانمرد شجاع افسر کرنال سے میرٹھ کے درمیان راہ کے کشادہ ہونے مین ساعی تھا -

کچھ جیند کی راجہ کے سوار انکے ساتھ گئے وہ کرنال سے ۷۶ میل سفر کرکے میرٹھ مین آئے اور کمانڈر انچیف کے تمام مراسلات برگیڈیر ولسن صاحب کو دیئے غسل کیا حاضری کھائی اور پھر ولسن صاحب سے جوابات لیکر کمانڈر انچیف کے پاس پہنچے اب ۲۷ مئی کی رات کو میرٹھ سے

لشکر کا سفر شروع ہوا اس لشکر کے کوم مین دو سکوئڈرن کارابینیر کے روز ایک دنگ فیلڈ بیٹری کا اور ٹومبس کا ترپ گھڑ چڑھی توپون کا اور دو اٹھارہ پونڈ کی توپین اور کچھ ہندوستانی سیپر مائینر تھے اس سپاہ کے سپہ سالار بریگیڈیر آرچڈیل ولسن تھے اور سول افسر مسٹر ہاروے گریٹ ہیڈ انکے ساتھ تھے اور اس لشکر کے ساتھ افغان پنشندار جان فشان خان بہی مع اپنے سوارون کے ساتھ تھے

۳۰و۳۱ مئی ہیڈن کی لڑائیان

۳۰- اتوار کو سفر کر کے یہہ لشکر غازی الدین نگر (غازی آباد) مین پہنچا جو ہیڈن کے قریب دہلی سے گیارہ میل پر ہے بادشاہ کی دار السلطنت کے ایسے قریب لشکر کے آنے سے کچھ شبہ نہ تھا کہ باغی اس سے لڑنے آئینگے مسٹر گریٹ ہیڈ نے لکھا کہ مین خیال کرتا ہون کہ ہم دہلی کی ناک پکڑ لینگے مجھے توقع ہے کہ کل جمنا کے کنارے تک دشمن کی فوج اور مقام دریافت کر لیا جائیگا انہون نے ابہی یہہ چٹھی بھیجی تھی کہ لشکر کی چوکی کے ایک سوار نے آ کر کہا کہ دشمن قریب آ گیا ہے اور حملہ کرنے کو ہے اس خبر کے آنے کے ساتھ ایک گولا لشکر مین آ کر پڑا سپاہ جلد تیار ہو گئی طرفین سے توپین چلنی شروع ہوئین - ہیڈن کے پل اوپر اسے رائفل نے عبور کیا دشمنون پر حملہ کر کے انکو اپنے مقام سے ہٹا دیا اور فتح کامل حاصل کی سات سو برٹش سپاہیون نے اپنے سے کئی گنے لشکر کو شکست دیدی پانچ توپین لے لین اور بہت سا میگزین چھین لیا جسکی ضرورت تہی - انگریزی لشکر کا نقصان یہہ ہوا کہ کپتان اندریوسن اور انکے چار آدمی میگزین کی ایک پیٹی کے اڑنے سے مارے گئے کل نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور دس سپاہی مقتول اور ایک افسر اور اٹھارہ سپاہی مجروح ہوئے - دوسرے دن اتوار تھا پریڈ چرچ نہین ہوا مردے دفن ہوئے - دہلی سے باغی لڑنے آئے دوپہر کے بعد دو گھنٹے تک لڑائی رہی پھر باغیون کو شکست ہوئی اور انگریزی سپاہ نے ان کے مقام کو چھین کر اس مین قیام کیا باغی دہلی کو بھاگتے ہوئے نظر آتے تھے باغیون کو یہہ کامیابی ہوئی کہ وہ اپنی توپین جو کل چھوڑ گئے تھے پھر واپس لے گئے انگریزی سپاہ گرمی اور پیاس کی شدت کے سبب سے تعاقب کرنے کی قابلیت نہین رکھتی تہی اور ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور دو افسر اور دس سپاہی زخمی ہوئے زخمیون مین ایک نوجوان الیاس بیبیہ

تھا جو بڑا بہادر اور اپنے ساتھیون مین بڑا دلیر تھا اسکی ٹانگ مین گولی لگی تھی جب ٹانگ کاٹی
گئی تو اسنے اف نہین کی اور اپنی ٹانگ کا نہ افسوس کیا مگر بار بار یہہ افسوس ظاہر کیا کہ مین
اب رفل لیکر میدان جنگ مین نہین جا سکونگا میرے سپاہی رہنے کا وقت ختم ہوگیا اب مین
اپنی عزیز رجمنٹ کے ساتھ نہین جاؤنگا وہ میرٹھ بھیجا گیا وہان چند روز بعد مر گیا۔

ان دو لڑائیون کا بڑا اثر تھا اسنے تلنگون کا غرور ڈھا دیا اسنے دیکھ لیا کہ انگریز جنھون نے
ہندوستان فتح کیا ہے اور انکو تعلیم کیا ہے وہ تعداد مین ہم سے خواہ کتنے ہی کم ہون
مگر وہ ہمکو شکست دیدینگے۔ باغیون کا نقصان بہت ہوا تیئیس ۲۳ تو ایک خندق مین مرے
پڑے تھے اور تین میل تک سڑک پر جا بجا انکے مردے پڑے ہوئے تھے انگریزون کا نقصان چار افسرون
اور پچاس سپاہیون کا ہوا تھا گو یہہ نقصان بہت کم ہوا تھا مگر جب قلت سپاہ پر خیال کیا جاتا تو وہ بڑا معلوم ہوتا
ہے انگریزون نے بھی جان لیا کہ باغیون مین بعض بڑی جیوٹ بہادر لڑنے والے سپاہی ان ہی قواعد کے موافق جو ہم نے انکو سکھائی ہین

جون کی پہلی تاریخ کو گورکھون کی رجمنٹ جس مین پانچ سو توانا سپاہی تھے اور میجر چارلس
ریڈ اسکے کمانیر تھے ولسن کے لشکر سے آن ملے یہ گورکھون کی وہ بہادر رجمنٹ ہے جسنے
ایام غدر مین وہ بہادرانہ کام کیئے ہین کہ یادگار روزگار رہینگے۔ اسوقت اس پلٹن کا آجانا
بہت غنیمت تھا۔ یہ امر مشتبہ تھا کہ انگریزی لشکر جو دو روز کی سخت جنگ سے مضمحل ہوگیا تھا
وہ تیسرے حملہ کی باغیون کی برداشت کرسکے گا۔ اس اثنا مین ۵ جون کو برنارڈ کی سپاہ
علی پور مین دہلی سے ۱۲ میل پر آئی اور وہ میرٹھ کی سپاہ کے انتظار مین خیمہ زن ہوئی
احکام کے سمجھنے مین افسرون کو ایسی غلطی ہوگئی تھی کہ یہہ خیال کیا گیا تھا کہ جمنا کی دونو طرف کے
کنارون پر سے دہلی پر حملہ ہوگا۔ ہیڈن کی لڑائیون کے بعد ولسن کا لشکر خیمہ زن رہا۔
۴ جون کو احکام آئے فورا ت کو میرٹھ کے لشکر نے سفر کیا ۷ جون کو جمنا کے پار باغپت سے
اترا۔ جنرل برنارڈ کا لشکر انتظار مین بیقرار تھا کہ اسکے خون مین باغیون سے انتقام لینے کے
لیئے جوش پر جوش اٹھتے تھے مگر یہہ بیتابی جلدی رفع ہوگئی کہ ولسن کا لشکر قریب آگیا انتظار
مین یہہ فائدہ ہوا کہ ۶ جون کو محاصرہ کا توپخانہ بھی آگیا۔
محاصرہ کیلئے توپخانہ کی تیاری کے لیئے احکام ۱۷ مئی کو پہنچائے گئے تھے ۔ ۲۴ مئی کو قلعہ کے پھاٹک کھلے

توپین اور ویگن اور بیل سب تیار تھے۔ پہلو رکی تیسری رجمنٹ نے اس توپخانہ کے ساتھ جانے کی خود درخواست کی تھی وہ اور نوین غیر آئینی رسالہ کے کچھ تربا اسکے ساتھ تھے ستلج کی طرف انہون نے کوچ کیا۔ دریا کے پل پر سے توپین اتر گئین اسکے دو گھنٹے کے بعد پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ سینہ کشتیون کا پل بہ گیا اسلیئے ۳۔ رجمنٹ پل پر سے نہ اتر سکی دوسری طرف رہگئی اس مین بغاوت کے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے۔ جب ستلج کے دوسرے کنارہ پر توپخانہ پہنچ گیا تو اس رجمنٹ سے کہدیا گیا کہ اب اسکی خدمات کی ضرورت نہین رہی۔ راجہ نابھہ کی پیدل اور سوار سپاہ توپخانہ کے ساتھ ہوئی اس سپاہ نے اور غیر آئینی رسالہ کے سوارون نے توپخانہ کو ۲۷۔ مئی کو انبالہ پہنچادیا مگر توپچیون کو نہ ہونے سے توپین بیکار تھین ایک ضعیف سی کمپنی فیر وزپور سے بیلک ٹرینون مین بیٹھ کر آئی میرٹھ کے رکروٹون نے اسکو قوی کیا نصیری گورکھون کی پلٹن انبالہ مین آئی تو اسکو انبالہ کی پانچوین رجمنٹ نے بہکایا کہ توپون پر قبضہ کرلے مگر یہہ سازش انکی چلی نہین اور توپخانہ جنرل برنارڈ کے لشکر مین ۶۔ جون کو علی پور پہنچ گیا اب جنرل برنارڈ نے آگے بڑہنے کا قصد کیا انکے پاس تقریباً چھہ سو سوار اور ۲۴۰۰ پیادے تھے اور ۲۲۔ توپین تھین انکے سوار ۱۵۰ یورپین توپچی تھے جنہین انگریز نگروٹ محاصرہ کے توپخانہ کے ساتھ تھے۔ اگرچہ توپین بالکل بیکار نہ تھین مگر جس کام کے لیئے جاتی تھین اسکے واسطے غیر مناسب تھین مگر اسنے زیادہ اچھی دستیاب بھی نہین ہوسکتی تھین جارج کیمبل اس توپخانہ کی نسبت لکھتے ہین کہ مین اس خیال سے اپنے تئین روک نہین سکتا کہ یہ توپخانہ ایک دہوکے کی ٹٹی ہے جو ایک مضبوط فصیل دار شہر پر چلانے کے لیئے جاتا ہے مجھے بڑا مستحکم یقین ہے کہ اس توپخانہ سے دہلی کبھی ہاتھہ نہین آئیگی۔

جنرل برنارڈ نے سنا کہ دشمن کا ارادہ ہے کہ وہ انکے سفر کا سد راہ ہو اسکے مقام کی تحقیقات کے لیئے انہون نے لفٹنٹ ہوڈسن کو بھیجا جو پہلے کرنال اور میرٹھ کے درمیان آمد و رفت کی راہ کا بندوبست کر چکے تھے انہون نے اطلاع دی کہ باغی بادلی کی سرا سے مین ہین جو علی پور اور دہلی کے درمیان وسط مین تقریباً واقع ہے اسلیئے ۷۔ جون کو آدھی رات کو علی پور سے کوچ کا حکم ہوا۔ جسوقت یہ سپاہ کو معلوم ہوا کہ جنگ سر پر کہڑی ہے تو وہ خوشی کے مارے

پھولے نہ سماتے انکے سینہ مین میرٹھ اور دہلی کے قتل کے انتقام کی آگ سلگ رہی تھی - اسپتالون مین بیمار سپاہیون نے کہا کہ ہم ان مین زیادہ دنون تک نہین رہین گے بہت سے ان مین چل نہین سکتے تھے انہون نے اصرار کیا کہ حملہ آور سپاہ کے ساتھ جائین گے وہ اپنے ہمراہیون کی منتین کرتے تھے کہ وہ انکو بیمار نہ بتائین مبادا وہ لڑائی مین نہ بھیجے جائین -

باغیون نے سڑک کے دونو طرف بڑے مستحکم مقامات مین مورچے جمائے تھے انکی داہنی طرف سرائے تھی اور ایک گاؤن فصیل دار تھا جس مین بہت سے پیادے سما سکتے تھے اور اسکے گرد جھیل تھی جس سے گذرنا مشکل تھا - انکی بائین طرف ایک اونچی زمین تھی اسپر ریت بھرے تھیلون کا مورچہ بنایا تھا اس پر چار بھاری توپین لگائی تھین اور ایک ۸ - انچ کا مورٹر جمایا تھا مورچہ کے دونو طرف دلدل تھی جنمین کہین کہین پانی تھا اور دشمن کی بائین طرف ایک میل پر سڑک کی متوازی مغربی نہر جمن تھی -

مقررہ گھنٹے پر برگیڈیر ہوپ گرینٹ دس گھوڑون کے توپخانہ کو اور نوین لینسر کے تین سکوڈرن اور جیند کے پچاس سوارون کو جنکے افسر لفٹنٹ ہڈسن تھے لیکر چلے کہ دشمن کے بائین بازو کو ہٹائین تھوڑی دیر کے بعد بڑا لشکر سڑک پر جب تک چلا کہ دشمنون مین روشنیان نظر آنے لگین - جب دن نکل آیا توپین آگے بڑہین باغیون کے ایک توپخانہ نے انگریزون کا بہت نقصان کیا اسکا جواب انگریزی توپخانہ اس سبب سے نہین دے سکتا تھا کہ اس مین توپین تھوڑی اور چھوٹے سنہ کی تھین - ایک اور دقت یہہ تھی کہ بھاری توپون کے ہندوستانی گاڑی بان اپنے بیلون کو لیکر چلے گئے اور ایک توپ اڑ گئی اسوقت جنرل برنارڈ نے حکم دیا کہ باغیون کی توپون پر گولیون کی باڑین ماری جائین - ملکہ کی ۷۵ وین رجمنٹ بڑی بہادری کرکے دشمنون کے مقام پر جا پہنچی اور انکو اپنی سنگینون پر رکھ لیا - افسر اور سپاہی ۱۹ مارے گئے اور ۴۳ زخمی ہوئے - پہلے فیوزیلیرس رجمنٹ کی کمک کو آئے - اسی رجمنٹ نے سڑک پر چلکر سرائے کے دروازون کو کہول لیا ایک سخت لڑائی ہوئی مگر باغی گورون کی سنگینونکو متحمل نہ ہو سکے اور سمجھے کہ ہماری بدکرداری کی سزا خوب مل رہی ہے - غرض باغیون کو پوری شکست ہوئی اور وہ اپنی توپون کو چھوڑ کر دہلی کی طرف بھاگے اگرچہ سپاہ بہت تھک گئی تھی مگر جنرل برنارڈ

یہہ ارادہ مصمم کیا کہ آگے بڑھے انکو یہہ خوف تھا کہ اگر باغیون پر حملہ کرنے مین توقف ہوگا تو وہ کوئی اور مقام مستحکم کرلینگے۔ اس لیئے سپاہ نے باغیون کا تعاقب کیا۔ جب ......
آزادپور پر سپاہ آئی تو یہان سے دو سڑکین جاتی تھین ایک سبزی منڈی کے حوالی مین شہر کو اور دوسری چھاونی کو۔ جنرل برنارڈ تو چھاونی کی سڑک پر سپاہ کو لیکر چلے اور برگیڈیر ولسن سبزی منڈی کی سڑک پر۔ پہاڑی پر باغیون نے باولے کے اوپر تین توپین لگا رکھی تھین جنسے سرہنری برنارڈ کے کولم پر گولے لگائے جاتے تھے پہاڑی کے متوازی نہر تھی جس کا پکا پل بارہ سو گز کے فاصلہ پر پہاڑی سے تھا اسکا ایک حصہ باغیون نے اڑا دیا تھا مگر ایک حصہ اتنا باقی تھا کہ اسپر سے جنرل کی توپین اتر گئین۔ اس پل کے اترنے مین باغیون نے انگریزی سپاہ پر گولیان چلائین مگر اسنے آگے بڑھ کر باولے کی توپین چھین لین اور ہندوراؤ کی کوٹھی مین وہ پہنچ گیا۔ برگیڈیر ولسن کا کولم بھی سبزی منڈی کی طرف سے آیا راہ مین باغیون کے ساتھ لڑائی مین ایک توپ ہاویٹزر ہاتھ آئی۔ جب یہہ دونو کولم ملکر پہاڑی پر چلے تو کشمیری دروازہ سے انپر گولون کی بھرمار شروع ہوئی جسنے سپاہیون کو مارا اور ایک توپ کا چھکڑا اڑا دیا۔ اب یہان چھاونی کی پریڈ کی زمین پر لشکر کی خیمہ زنی کا حکم ہوا۔ سپاہ تو یہان آگئی مگر خیمے اسپاس تھے۔ گرمی بڑی شدت کی تھی فصیل پر سے باغی دو بجے دن کے بڑے گولون کی بھرمار کررہے تھے مگر گولے بہت پرے پہاڑی سے جاکر گرتے تھے۔ باغیونکی ایک گروہ نے شہر سے باہر نکل کر ہندوراؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا مگر وہ ہٹا دیا گیا لیکن باغیونکی توپ زنی بالکل موقوف نہین ہوئی مگر رات کو کوئی حملہ نہین ہوا۔
جنرل نے ان مختصر الفاظ مین جنگ کا بیان کیا کہ مین نے اس لشکر پر فتح پائی کہ جو تعداد مین زیادہ تھا اور بڑا مستحکم توپخانہ رکھتا تھا اور اس مین دلیری اس مایوسی کے سبب سے تھی کہ وہ قتل کرنیکا مجرم تھا اسکو کہین کوئی امید بچنے کی نہ تھی۔ لیکن یہہ فتح بڑے بھاری نقصان اٹھانے سے ہوئی ہے سپاہی ۵۳ مارے گئے۔ ایک سو اکیس زخمی ہوئے۔ کرنیل چیسٹر اڈجوٹنٹ سپاہ کے قتل ہوئے اور باغیون کی سپاہ جو لڑنے کے لیئے آئی تھی اس مین سے ہزار سپاہیون کو دہلی جانا نصیب نہین ہوا تیرہ توپین ان کی چھن گئین جنہین دو چوبیس پونڈری تھین اسکے

سوار گھوڑے ۳۳ مارے گئے اور ۱۹ زخمی ہوئے اور دو سپاہی اور ۱۱ گھوڑے گم ہوئے یہہ کہنا مبالغہ ہے کہ باغیون کے ہزار آدمیون کو شہر مین دیکھنا نصیب نہین ہوا مگر غالباً تین چار سو کے درمیان باغی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن ہیڈن اور بادلی سراے کی شکستون سے بہت تلنگے اپنے گہرون کو مفرور ہو گئے۔ جن تلنگون کو لوٹ کا روپیہ بہت سا ہاتھ آگیا تہا اہنون نے اس روپیہ کے بوجھ ہلکا کرنے کے لیئے اسکو اشرفیان بندہوالین تھین یا سونا خرید کر کے اسکے کڑے اور سلاخین بنوالین تھین جنکو وہ اپنی دہوتی کے اندر رانون تک چڑھا کر چھپا رکھتے تھے انکا دل لڑنے کو نہین چاہتا تھا وہ اپنے گھر جانیکا خیال بڑا رکہتے تھے وہ ان شکستون کے بعد اپنے گھرونکو سٹک چلنے کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ وہ مقتول ہوئے یا مفرور سب شہر والے یہ جانتے تھے کہ اگر ہیڈن سے یا بادلی کی سراے سے انگریز سیدھے چلے آتے تو دہلی کو تلنگون سے خالی پاتے آسانی سے اسپر قابض ہو جاتے اور پھر شہر والے ہی تلنگون کو اس طرح مارنا شروع کرتے جس طرح اہنون نے انگریزون کو قتل کیا تھا۔ اگر یہہ ہوتا تو جان لارنس کی اس راے کی تصدیق ہو جاتی جو اہنون نے اپنی ایک چٹھی مین لکھی تھی کہ تا ہدرہ مین تہوڑی سپاہ اور چند دانشمند سول افسر مقیم ہو کر دہلی کے دروازہ کھلوا سکتے ہین جمنا کے پار جانا کچھ مشکل نہین مین آدھی رات کو اس سے پار اترا ہون۔ یہہ ناممکن ہے کہ باغی سپاہ کی تعداد کا صحیح صحیح تخمینہ کیا جائے کہ وہ اس لڑائی کے وقت کتنی تھی۔ مگر بادلی کی سراے کی لڑائی کے وقت جو سپاہ دہلی مین موجود تھین وہ یہہ تھین دہلی کی تینون رجمنٹین اور میرٹھ کا تیسرا رسالہ سوارون کا اور دو رجمنٹین اور دہلی کا ہندوستانی توپخانہ اور کچھ کمپنیان علی گڈھ سی اور ہانسی حصار اور سرسہ کے کچھ سوار پیدل سپاہی اور رڑکی کے تہوڑے سیپر اور مائنر اور متھرا سے دو کمپنیان فیروزپور سے بن ہتھیارون کے کچھ کمپنیان اور انبالہ کے بہت مفرور تلنگے آئے تھے دہلی کے گرد جو سو میل کے اندر پیدل سوار فرلو پر آئے ہوئے تھے وہ اور دہلی کے نجیبون کی پلٹن اور کسٹم کے چپراسی اور پولیس کے برقنداز اور اسی قسم کے اور آدمی جمع ہو گئے تھے جو تلنگے بن ہتھیارون کے آتے انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار ملجاتے دہلی کے بدمعاش شرارت کرنی اور فتنہ انگیزی کرنی جانتے تھے مگر میدان جنگ مین

ہتہیار لیکر لڑنے سے انکی جان نکلتی ہتی - شہرون کے آدمی بودے و نامرد اکثر ہوتے ہین خاص کر اس شہر کے - اس شہر کا پانی نامرد مشہور ہے - دہلی کے آدمیون نے ایک گپ اڑائی ہتی کہ سلیم گڈھ مین بادشاہون کا خزانہ دفن کیا ہوا تھا اور اسپر طلاق لکہی ہوئی ہتی کہ یہہ دفینہ جب نکالا جائے کہ بادشاہ کو اسکی نہایت اشد ضرورت ہو سو اب بادشاہ نے یہہ خزانہ نکال لیا اسکے نکال لینے کے سبب سے یہہ اشتہار دیا گیا کہ سوار کو تیس روپیہ اور پیدل کو دس روپیہ ماہوار مشاہرہ ملے گا جنکا دل چاہے وہ آنکر بادشاہ کی ملازمت کرلین اس طرح سے بہت سے انگریزی پنشن خوار سپاہی و سوار و توپچی آنکر دہلی مین جمع ہوگئے تھے - توپچی دور دور سے آئے تھے - کالے خان ان مین مشہور تھا -

فتح گڈہ جہان بنا ہوا ہے دونو کولم آنکر ملے تھے اسکے پاس ہندو راؤ کی کوٹھی تہی وہ ایک سنگین عمارت تہی اسکے گرد دیوار کھنچی ہوئی تہی اسکے جنوب مغرب مین پہاڑی ہے جو اونچی نیچی زمین پر جمنا کے کنارہ تک ڈہائی میل طول مین ہے ہندو راؤ کی کوٹھی کے نیچے تھوڑی دور پر سڑک پر ختم ہوجاتی ہے یہہ پہاڑی دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے وہ حملہ کرنے کے لیئے مفید ہی نہین تہی بلکہ ایک فصیل بہی حفاظت کے لیئے تہی - سر ہنری برناڈ نے فتحگڈہ کی جگہہ شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر ایک توپخانہ لگایا شمال مین تہوڑے فاصلہ پر ایک بہاری مورچہ توپخانہ کو پہاڑی کی ایک کہوہ مین لگادیا اسکے پرے ہندو راؤ کی کوٹھی پر بڑا پکٹ بٹھایا - تین سو گز آگے شمال مین جہان نما کی ایک بہاری بیٹری قائم کی اس جہان نما سے پرے ایک پرانی پٹھانون کی مسجد تہی جسکی دیوارین مضبوط تھین اسکی پناہ مین ایک پکٹ بٹھایا اسکے آگے یا وڈہ تھا جسپر ایک پکٹ مضبوط بٹھایا تہا -

انگریزی سپاہ کا یہہ مقام سب طرف سوا ایک طرف کے بڑا مضبوط تھا - اس طرف مین سبزی منڈی تہی جسمین مکانات کا مجموعہ اور فصیل دار باغات تھے جنسے کہ باغی انگریزی خیمہ گاہ کی داہنی طرف کو ستا سکتے تھے اور انبالہ یا پنجاب کو جو سڑک جاتی تہی اسپر قطاع الطریقی کر سکتے تھے داہنی بیٹری سے کچھ دور نہین پہاڑی ختم ہوتی ہے پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر عیدگاہ فصیل دار ہموار زمین پر بنی ہوئی ہے جسکے حوالی مین پہاڑ گنج اور کشن گنج ہین پہاڑی اور شہر کی فصیل کے درمیان

جو زمین ہے اس مین قدیمی عمارت ہین اور درختون کے جھنڈ ہین اور باغات ہین جو فصیل کے
باہر باغیون کی پناگاہ بن سکتے ہین شہر کی فصیل طول مین سات میل ہے اور بلندی مین ۲۴ فیٹ
ہے اسکے اوپر گرد گچ خوب بنے ہوئے ہین جنپر دس یا بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی ہین اور
چل سکتی ہین فصیل کے گرد خندق بڑی چوڑی ہے اور ۲۴ فیٹ گہری شہر کی شرقی جانب مین
دریا جمن ہے برسات کے موسم مین جبکہ لڑائی ہوئی تہی اسکا پانی فصیل کے قریب پہنچ جاتا
ہے اگر دریا کے سامنے سے محاصرہ کیا جاتا تو شہر تک جانا مشکل ہوتا اور نہ اس طرف سے
محاصرہ ہوسکتا۔ انگریزی سپاہ دہلی کا محاصرہ نہین کر سکتی تہی کئی ہفتے تک محاصرین خود محصورین
ہوگئے تھے انکی کوشش یہہ نہین تہی کہ شہر کو لے لین بلکہ اپنی محافظت کرین دشمنون کا توپخانہ کبھی
بند نہین ہوا عمارتون کے گرد نشانہ انداز بیٹھے رہتے تھے انہون نے محاصرین پر حملہ آوری
موقوف نہین کی ہر روز انگریزی سپاہ کو تمازت آفتاب مین مسلح دشمنون کے حملون کے
ہٹانے کے لیئے کمر بند رہنا پڑتا تہا کئی مہینے تک اسنے گرمی برسات کی بڑی تکلیف اٹھائی

پانچوان حصہ

بالائے ہند مین بغاوت کی ترقی

(مئی۔ جولائی ۱۸۵۷ء)

باب اول

بنارس الہ آباد

مئی

لارڈ کیننگ کو جیسا اس انتظام کا فکر تہا کہ یورپین سپاہ کو دہلی مین جمع کرے ایساہی
یہہ تردد تہا کہ گنگا کی لین سے الہ آباد تک اور یہان سے دوابہ مین آگرہ تک ان مقامات کو
جو محفوظ نہین ہین اور ان مین ابتک غدر بھی نہین ہوا آفات سے بچائین اور غدر نہ ہونے دین

دیناپور مین ایک اور آگرہ مین ایک گورون کی پلٹن تہی سواران کے کل ملک مین لڑنے والے سپاہیون مین کچھ گورے توپچی اور چند ضعیف سپاہی سرکار کمپنی کی یورپین سپاہ کے تھے۔ گنگا کے کنارہ پر کانپور کی چھاونی بڑی تہی جس مین یورپین کی بڑی آبادی تہی اس مین کئی ہندوستانی رجمنٹین تھین۔ تہوڑے سے گورے سپاہی بہی تھے۔ گنگا جمنا کے درمیان تمام چھاونیون مین ہندوستانی رجمنٹین بہری ہوئی تہین سارے خزانے اور مال اسباب گورنمنٹ کے اور سویلین کے جانون کے محافظ بہی ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان اضلاع مین جب تک بغاوت تہمی رہی کہ سپاہیون کو یہہ انتظار رہا کہ دہلی اور میرٹھ سے انگلش اپنا انتقام کیونکر لیتے ہین مگر ہر چھاونی مین برانگیختگی کے آثار ایسے نمودار ہوتے جاتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت ہوگی

کلکتہ سے کچھ زیادہ چار سو میل پر بنارس کا شہر ہے جو گنگا کے کنارہ پر ہندوؤن کا بڑا دار العلوم اور بزرگ پرستش گاہ ہے۔ جیسی یہان ہندوون کی علم وفضل کی تحصیل ہوتی ہے اس سے زیادہ کہین ہندوستان مین نہین ہوتی مگر اس علم وفضل کا کچھ اثر باشندون پر نہین ہوتا مئی ۱۸۵۷ء کو مسٹر ٹکر کمشنر بنارس لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ بنارس کے بڑے شہر مین ایک لاکھ اسی ہزار آدمیون کی نہایت متعصب آبادی ہے کہ جس سے بدتر سارے ملک مین کہین اور آبادی نہین ہے یون تو اس شہر کے باشندون مین ناراضی اور بددلی پہلے سے چلی آتی تہی مگر اب ۱۸۵۷ء کی گرمی مین قحط سالی نے اسکو اور بڑہا دیا تھا وہ قحط کا سبب انگریزی عملداری ہی کی نحوست کو سمجھتے تھے سوا اسکے یہان خاندان تیمور کے شاہزادے اور بہت سے نظر قیدی سکھ اور مرہٹے ومسلمان رہتے تھے جو ایسے وقت مین اپنی سازشون اور ریشہ دوانیون سے باز نہین رہ سکتے تھے۔

شہر سے تین میل کے فاصلہ پر سکرولی مین چھاونی اور تمام انگریزی کچہریان اور سررشتے ودفتر تھے۔ چھاونی مین آدھی کمپنی یورپین توپخانہ کی تہی اور ایک لدہیانہ کی سکھ پلٹن اور ۳۷ وین رجمنٹ پیدل تہی اور تیرہوان غیر آئینی رسالہ سوارون کا تھا۔ غرض ہندوستانی سپاہی دو ہزار اور انگریزی تیس گولہ انداز تھے اور جارج لون سون بائی صاحب یہان کے برگیڈیر تھے۔ اور سویلین یہان مسٹر ہنری کارٹکر صاحب کمشنر اور گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ تھے

یہہ تینون افسر بڑے لایق اور ہوشیار تھے۔ جب ان پاس دہلی اور میرٹھ کی خبر وحشت اثر آئی
تو انہون نے ایسی تدبیرین شروع کین کہ بنارس کا حال ان شہرون کا سا نہ ہونے دین۔ ایک
مجلس مشورہ مین سول اور ملیٹری حکام جمع ہوئے ان مین سے دو ملیٹری افسرون کی رائے یہہ ہوئی
کہ چنار کے قلعہ مین جو بنارس سے اٹھارہ میل پر ہے ہم کو چلا جانا چاہیئے مگر سول کے حاکمون نے
اس رائے سے اختلاف کیا آخر کو یہہ رزولیوشن پاس ہوا کہ کوئی فکر و تردد کی علامت نہ سپاہیون
نہ رعایا پر ظاہر کرنی چاہیئے ہر یک کو اپنے گہر مین ایسا ہی رہنا چاہیئے جیسے امن و عافیت کے
زمانہ مین رہتے تھے مسلح ہونا نہین چاہیئے نہ کوئی ایسی بات کرنی چاہیئے جس سے کہ معلوم ہو کہ
سپاہیون کی بے اعتباری کی جاتی ہے لیکن اگر دفعتہً سپاہی یا رعایا بلوہ کرین تو ٹکسال مین
سب جا کر پناہ لین۔ کمشنر صاحب نے گورنر جنرل کو لکھا کہ بڑا اشکار یہہ ہے کہ آدمیون کو نیک دل کہون
اسلیئے مین بُری خبرون کو چھپائے رکھتا ہون اور اچھی خبرون کو مشتہر کرتا ہون اس عرصہ مین
مین اور میرے شریک جو کچہہ کر سکتے ہین وہ بغیر کسی برانگیختگی کے چپ چاپ کرتے ہین۔ شہر کے
بازارون مین غلہ کا نرخ گران ہو رہا ہے اسکا علاج کرنا آسان نہین غلہ فروشون کے فائدون
مین بغیر کسی مداخلت کے بندوبست ایسا کیا گیا کہ قحط کی سختی کا بُرا اثر سپاہیون پر نہ پڑے
کمشنر نے گورمنٹ کی طرف سے یہ حکم دیدیا ہے کہ سپاہیون کو آٹا اسی بھاؤ سے ملے
جس بھاؤ سے معمولی وقتون مین ملا کرتا ہے گبنس صاحب جج اور لینڈ صاحب مجسٹریٹ سارے
دن بازارون مین غلہ فروشون کو سمجھاتے رہین کہ غلہ جہانتک ممکن ہے ارزان بیچو جسکا انجام
تمہارے لیئے اچھا ہوگا اور کسی بلوہ کا خوف نہ ہوگا۔ کمشنر صاحب نے لکھا کہ مجھے سپاہ و رعایا پر
ایسا اعتماد ہے کہ مین اپنے پاس ایک ہتھیار سوا ر چابک کے نہین رکھتا سپاہی اور رعایا نیچے ہین
ان پر اخلاق کا زور بڑا اثر رکھتا ہے۔ اسوقت تمام سکھ سردار جو بنارس مین قیدی تھے وہ بڑے
خیر خواہ انگریزون کے ہو گئے تھے وہ کمشنر کے بوڈی گارڈ اور اسکے گہر کے پہرہ دار بنے تھے
کلکتہ کے قریب چنسرہ سے ۲۴۔ مئی کو ۴۲ گورے ۸۴ وین رجمنٹ کے ڈاک مین بنارس
مین آئے۔ دہلی اور کلکتہ کے درمیان گورون کی سپاہ کی کمک کے لیئے خدا کے واسطے دیئے
جا رہے تھے۔ گورون ہی پر انگریزون کی جان کی سلامتی موقوف تھی۔ ۱۷۔ مئی کو خبر آئی کہ

اعظم گڈھ مین ۱۷ وین رجمنٹ بغاوت کرنے کو تیار ہو رہی ہے اور اسی اشارہ پر بنارس کی رجمنٹین بگڑنے کو بیٹھی ہین - ہنری لارنس نے ٹکر صاحب اور پون سون بائی صاحب کو لکھا کہ کانپور مین گورون کی سپاہ کی اشد ضرورت ہے جسقدر گورے بھیج سکو بھیجدو" پھر دیناپور سے گورون کی کمک آتی گئی گو گورون کی بنارس مین بڑی ضرورت تھی مگر وہ کانپور جہان اسکی زیادہ ضرورت تھی بھیجے گئے -

انگلش مین مردانگی کا ظہور

اسوقت انگلش مین کی مردانگی عجب نیرنگی رنگ برنگ کی دکھا رہی تھی بعض ان خوفون کے دور کرنے کے لیئے جو وہ پہلے سے جانتے تھے کہ آنے والے ہین کمر بستہ ہو کر بڑے بڑے شجاعون کی مانند ہاتھ پاؤن کے کام مین لانے کے لیئے مستعد ہوئے - بعض بانجیون کے مقابلہ کرنے کے لیئے ضعیف تھے مگر وہ اپنا خدا پر ایسا توکل کرتے تھے کہ ان کا بڑا استقلال اور صبر تھا - بعض انگریز ایمان کے پکے سرتاپا خدا کی عبادت مین مستغرق تھے غرض اسوقت انگریزی قوم اپنی شجاعت و بہادری اور خدا تعالے پر توکل کرنے کو دکھا رہے تھے - لڑائی مین جا کر جان دیدینی آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ موت کا انتظار صبر سے کیا جائے - صبر کرنا بہادری کرنے سے زیادہ مشکل ہے - غرض صبر و شکر و تسلیم و رضا و ہمت جرأت شجاعت سب ہی انگلش مین اپنی دکھا رہے تھے -

ہنری ٹکر صاحب

ہنری ٹکر صاحب بڑے اشراف عیسائی تھے وہ انگلشی جرأت و ہمت اپنی مذہبی صورت مین دکھا رہے تھے وہ بڑے بے خوف و خطر پڑے پھرتے تھے انکا قول یہہ تھا کہ خدا میرا چٹان ہے میرا حصن ہے میرا نجات دینے والا ہے خدا جو میرا چٹان ہے اسپر توکل کرتا ہون وہ میری سپر ہے اور میری نجات کا سینگ ہے میرا بڑا برج ہے میری پناہ ہے وہ اپنے اس توکل کے سامنے انسانی وسائل محافظت کو اور انسان کی محافظت کی کوششون کو ہیچ جانتے تھے انکے نزدیک دوسرے وسائل پر بھروسا کرنا خدا پر ایمان نہ رکھنے کو ظاہر کرنا تھا انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ میری اور پون سون بائی کی مرضی کے خلاف مسس گبنس اور لینڈ اور اور یورپین باشندون کی التجا پر ہتھیار اور میگزین آج کے دن انکو دیدیئے گئے ہین جنہون نے اسکی درخواست کی مجھے یقین ہے کہ اس سے انکی دلجمعی اور تشفی خاطر ہو جائیگی مین خدا کا شکر

کرتا ہون کہ جہان کوئی حفاظت کی جگہہ نہین ہے اور ہمارے لیئے کہین بھاگنے کی بھی جگہہ نہین ہے اسلیئے ہم اپنی جگہہ پر مستحکم قائم ہین اب تک یہان ذرا بھی دنگہ فساد نہین ہے انہون نے یہ بھی کہا کہ دشمن یہان آئینگے تو بائبل ہاتھہ مین لیکر انکے مقابلہ مین جاؤنگا جیسے داؤد غولی ایتھ سے لڑنے کیلیئے فلاخن لیکر گیا تھا وہ اپنے صاحبزادے کے ساتھہ بے خوف و خطر ہر شام کو اس طرح پھرا کرتے تھے جیسے کہ پہلے امن و عافیت کے زمانہ مین جب انسے لوگون نے کہا کہ آپ کی ٹوپی اس قسم کی ہے کہ آپ کمشنر معلوم ہوتے ہین کوئی باغی آپ کو پہچانکر گولی نہ مار دے تو انہون نے ٹوپی کو بدلا نہین اور یہہ کہا کہ جیسا مین ایک ٹوپی کے نیچے ناموَن ہون ایسا ہی دوسری ٹوپی کے نیچے ایسے قول اور فعل چلن پر دلالت کرسکتے ہین مگر مسٹر ٹکر کی خصلت نہایت مذہبی گرمجوشی کی تھی جسکے سبب سے وہ اس موقع کے لیئے مناسب حال نہ تھی اور انکی خصلت عام آدمیون کی سمجھہ مین بھی نہین آتی تھی لیکن انمین انسانیت اور دانائی ایسی تھی کہ وہ اس وقت مین تعریف کے قابل کام کراتی تھی اس مروت و فتوت کو دیکھیئے کہ جو پورو مین سپاہ بنارس مین آئی اسکو کانپور بھیجدیا یون سوٹوبائی نے کمشنر کو لکھا کہ آپ اور مین اس باب مین بہت کچھہ برداشت کرتے ہین مصیبت زدون کی مدد کرنی بری نہین ہوتی غرض جو کام بنارس مین ٹکر صاحب اور گببس صاحب نے کیئے انکی بڑی تعریف ہوئی اور لارڈ کیننگ نے دونو کا شکریہ ادا کیا اور انکے کامون اور انتظامون کی تعریف کی۔

مئی کے مہینے کے آخر تک تو ظاہرا امن و عافیت کی صورت تھی مگر جب جون کا مہینہ آیا تو آتش زنی شروع ہوئی اور یہہ خبر آئی کہ بنارس سے ساٹھہ میل پر اعظم گڈھہ مین سپاہیون کی سترہوین رجمنٹ نے بغاوت کی میجر برُوس اسکے کمانیر تھے ہورن صاحب مجسٹریٹ کے سمجھانے سے رجمنٹ نے مئی مین سرکشی نہین کی مگر جب روپے کی جھنکار انکے کانون مین پہنچی تو انکی نیت بگڑی گورکھپور کے خزانہ سے پانچ لاکھہ روپیہ آیا تھا اور اعظم گڈھہ کے خزانہ سے دو لاکھہ روپیہ اسپر اضافہ ہوا یہہ چمکتے ہوئے سب روپے سپاہیون کے قبضے مین تھے یہ ترغیب ایسی تھی جسکو وہ روک نہین سکتے تھے اول انہون نے یہہ کہا کہ یہان سے خزانہ جانے نہ پائیگا مگر ۳۔ جون کو خزانہ اعظم گڈھہ سے روانہ ہوگیا۔ سپاہیون نے ان دو تولیون کو جو اعظم گڈھہ مین

جون ۱۸۵۷ع اعظم گڈھ میں سرکشی

تھین فیر کرنا شروع کیا اور نقارہ بجائے۔ دو افسرون کو مارا باقی افسر اور عورتین و بچے کچہری مین
بھاگ گئے جسکو مجسٹریٹ نے محافظت کا مقام بنا یا تہا۔ غیر آئینی سوارون نے افسرون کی جانون کو
بچا دیا لیکن خزانہ کو نہ بچایا۔ ۱۷۔ رجمنٹ کے سپاہیون نے خزانہ کو جو بنارس کی سڑک پر
جاتا تھا جاکر لے لیا اور اسکو اعظم گڈھ مین لے آئے اس اثنار مین اعظم گڈھ کے انگریز
بھاگ کر غازی پور مین چلے آئے سپاہیون نے یہان آنکر دیکھا کہ کوئی انگریز نہین ہے
تو وہ اس خزانہ کو ساتھ لیکر فیض آباد کی چھاونی کو چلے گئے۔

کرنیل نیل صاحب نے اپنی سپاہ کو ریل مین رانی گنج بھیجا اور وہ خود ریل مین اور گہوڑی
کی ڈاک مین بنارس مین آئے اور انہون نے انگلش بہادری و دلاوری کو گنگا کے اضلاع
مین دکھا دیا اور اپنے کام بڑے استقلال و عالی ہمتی و والاہمتی سے شروع کیے خوف و خطر کی
خطے کے ایک سرے سے جان لارنس اور دوسرے سے لارڈ کیننگ سپاہ کی کمکین بھیج رہے تھے
پہلے کا کام یہہ تھا کہ دہلی کو باغیون کے پنجے سے چھڑائے دوسرے کا کام یہہ تھا کہ بنارس
الہ آباد کانپور لکھنؤ و آگرہ مین امن و امان قائم رکھے اور بغاوت کی آگ نہ سلگنے دے۔ بنارس
مین ایک مدراس فیوزیلیر اور دیناپور سے دسوین رجمنٹ کے سپاہی آ گئے تھے۔

بنارس مین ہندوستانی سپاہ تو دو ہزار تھی اور گورون کی سپاہ ڈہائی سو سپاہی تھے
اسلیے ہتھیار لینے کا کام بڑا مشکل تھا اب تک پلٹنون کے افسرون کو اپنے سپاہیون پر ایسا اعتماد
چلا جاتا تھا کہ انکے ہتھیار لینے سے انکا دل ٹوٹتا تھا معلوم ہوتا تہا کہ سکھون کی رجمنٹ وفاداری
وہ ہندوستانی سپاہ سے لڑنے کو آمادہ ہے۔ بنارس ہی مین نہین بلکہ سب جگہ یہ
معلوم ہوتا تھا کہ سکھ انگریزون کے خیرخواہ رہین گے۔ ۳۷وین رجمنٹ پریڈ مین اول بلائی گئی
اور کرنیل سپنٹ وڈ نے اسکو حکم ہتھیار رکہنے کا دیا اسنے حکم کی تعمیل کی مگر اس کے ساتھ غل مچا
کہ ہمکو دغا دی سامنے یوروپین سپاہ انکو مارنے کے لیے آتی ہے۔ سپنٹ وڈ صاحب نے
پکار کر کہا کہ یہہ خبر غلط ہے سپاہیون نے کہا کہ آپ ہمیشہ سے ہمارے مای باپ رہے ہین
کرنیل نیل بھی اپنی تہوڑی سی سپاہ لیکر لین مین آکر مقیم ہوئے۔ اور آگے جاکر سپاہیون سے
کہا کہ اگر تم ہتھیار رکھ دیتے ہو مین ایسی اطاعت کرنے گے جیسے کہ اچھے سپاہی کیا کرتے ہین تو تمہارے

بنارس مین کرنیل نیل صاحب کا آنا

بنارس مین ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لینا اور ہتھیار لینے کے لیے پریڈ

لیئے کوئی قباحت نہین ہوگی۔ انہون نے اس بات کے یقین دلانے کے لیئے ایک سپاہی کے کندھے پر ہاتھہ رکھا تو اسنے کہا کہ ہم نے کوئی قصور نہین کیا توپون سون بائی نے ہندوستانی زبان مین کہا کہ نہین مگر تمہارے بھائیون نے اپنے افسرون کو مارڈالا ہے جنہون نے کبھی انکو اذیت نہین پہنچائی اور انہون نے بغاوت کی اسلیئے تم سے ہتھیار لینے کی ضرورت آ پڑی ہے وہ یہہ کہہ ہی رہے تھے کہ سپاہیون نے بندوقین پھیر لین اور انکو بھر کر اپنے افسرون اور یورپین پر چلائین۔ ستر اسی گز سے نشانہ بازون نے ایسی گولیان چلائین کہ دسوین رجمنٹ کے سات یا آٹھہ گورے گولیون کے لگنے سے گرے۔ غرض گورے کالون مین بندوق بازی ہونے لگی اور کالون پر توپون کے متواتر گراب چلنے لگے۔ ۳۷ وین رجمنٹ لین کی طرف بھاگی یہان انپر گولیان پڑین سپاہی شہر کی طرف بھاگے اور پھر شہر سے بھی باہر ملک مین دنگہ فساد مچانے چلے گئے۔

اس اثنا مین گورون کی اور سکھون کی رجمنٹ اور غیر آئینی رسالہ سوارون کا پرے پڑ آیا۔ غیر آئینی رسالہ کا مزاج پہلے سے معلوم تھا کہ کیا ہے انکے افسر کپتان گائس کو ۳۷ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے مارڈالا تھا اور اسکی جگہہ ڈوڈسن صاحب مقرر ہوئے تھے انپر بھی ایک سوار نے فیر کیا دوسرے نے انکے سر کاٹنے کا ارادہ کیا لیکن سکھون کا ارادہ سرکشی کرنے کا نہ تھا اگر انکو پریڈ کا مقصد کافی طور پر سمجھا دیا جاتا تو انکے دل مین کوئی شبہہ نہ رہتا مگر جب غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی تو وہ بھی ڈھل مل ہوئے۔ اسوقت ایک سکھہ نے کرنیل گورڈن صاحب کو گولی ماری تو دوسرا اسکے بچانے کے لیئے دوڑا اسپر ایک انگریزی افسر چلایا کہ سکھہ رجمنٹ نے بغاوت کی سکھون کی گولیان تو بچا نہین آنے لگین تو توپین انپر چلائی گئین دو تین دفعہ انہون نے توپون کے چھیننے کے لیئے قصد کیا۔ غرض سکھہ اور غیر آئینی رسالہ پریڈ پر سے بھگا دیا گیا۔

اب کرنیل نیل صاحب سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے اور انہون نے تمام فوجی جوابدہی اپنے ذمے لی اب بہت سے آدمیون پر چند آدمیون کی فتح کامل ہوگئی۔ جن سپاہیون نے لین مین پناہ لی تھی وہ باہر نکالکر قتل کیئے گئے اور بعض جو اپنے چھپرون مین جاکر چھپے تھے وہ جلا دیئے بھسم ہوگئے ۔ ۴ جون کو جو پریڈ ہوئی اس مین بدنظمی ہوئی ۶۔ جون کو کمشنر صاحب نے

لارڈ کیننگ کو لکھا کہ ہتھیار لینے کا کام بری طرح ہوا سپاہیون کے دل مین اس خیال کا ناسور ہے
کہ اپر حملہ اس حال مین کیا گیا کہ اکثر سپاہیون پاس ہتھیار نہ تھے یہہ تو ایک سویلین کی راے
ہے جو چندان اعتبار نہین رکھتی لیکن دو ہفتے کے بعد لارڈ کیننگ نے بہی لکھا کہ سپاہ کے
ہتھیار لینے مین جلدی کی گئی اور ہوشیاری نہین کی گئی سکھون کی رجمنٹ کے ایک حصہ کا مقابلہ
کیا گیا مجھے یقین ہے کہ اگر اس سے مناسب طور سے یہہ معاملہ کیا جاتا تو وہ خیرخواہ رہتا
اس معاملہ کا نتیجہ یہ ہے کہ یہہ کام جیسا برا کیا گیا تھا ایسا ہی جلدی کیا گیا تھا یا شاید جلدی
کیا گیا تہا اسلیئے برا کیا گیا تہا اگرچہ یہہ کام جلدی کرنے سے خراب طرح سے کیا گیا ہو مگر وہ اگر
دیر کر کیا جاتا تو اور زیادہ خراب ہوتا ۔ غرض اس باب مین صفحے کے صفحے لکھنے والے
فرضی صورتین بنا کے فرضی نتیجے نکالتے ہین جو کچھ بڑی وقعت نہین رکھتے ۔

اگرچہ فوجی کامیابی پوری ہوئی لیکن خوف و خطر دور نہین ہوا ۔ ٹکر صاحب کا توکل جو خدا پر تھا
اسنے اپنا ظہور دکھایا گبنس صاحب کو ایسے نازک زمانہ مین دوست مل گئے جنہون نے عیسائیون
کی جان و مال کی محافظت کی یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اگر بلوہ ہو تو عیسائی جو لڑنے والے نہین ہین ٹکسال
مین چلے جائین جو شہر اور چہاونی کے درمیان واقع ہے یہہ عمارت محافظت کے لیئے مناسب تہی
جب توپ بندوقون کی آوازون کا شور ہوا تو عیسائی ٹکسال مین آ گئے مشنری رام نگر مین
چلے گئے کہ وہان سے چنار چلے جائین سویلین کچہری مین چلے گئے لیکن بڑا خوف یہہ تھا کہ سکھ
جو خزانہ کے محافظ ہین جنمین انکی جلا وطن مہارانی کے جواہر و زیورات رکھے ہوئے ہین وہ کچہری
کی عمارت مین آگ نہ لگا دین اور عیسائیون پر جہان انکو وہ ملین حملہ نہ کرین ۔

لیکن ایک سکھ سردار سورت سنگھ نے اس مصیبت کے وقت مین انگریزون کی بڑی
خدمت گزاری کی سکھون کی دوسری لڑائی کے بعد اس سردار کو حکم ہوا تھا کہ وہ بنارس مین
رہا کرے جسکے سبب وہ سرکار کا شکر گزار تھا اسکو گبنس صاحب پر بڑا بھروسا اور اعتماد تھا
وہ صاحب کے ساتھ کچہری مین دونالی بندوق کندھے پر دھرے ہوئے کچہری مین جاتا تھا
سکھ سپاہیون کو جو غصہ آرہا تہا انکو وہ اپنے سمجہانے سے دہیما کرتا تہا اور انکے دلون مین جو اپنے
بہائی بندون کے انتقام کا جوش اٹہتا تہا اسے دباتا تھا ۔ غرض اسکے سمجہانے سے سکھون نے

۵ جون کی رات

سردار سورت سنگھ کی خیرخواہی

سرکاری خزانہ اور لاہور کے جواہر یورپین کے حوالہ کیئے کہ وہ اپنی محافظت کے مقام میں لے جاءین
معزز و مشہور برہمن پنڈت گوکل چند نے اپنے تمام اثر و رعب و داب کا وزن انگریزون کی
خیرخواہی کی ترازو کے پلڑے مین چڑھا دیا وہ جج کی عدالت کا ناظر تھا گنبس صاحب پاس
بہت آتا جاتا تھا - اگر وہ اشراف عیسائی بھی ہوتا تو رات دن برابر انگریزون کی اعانت ایسی متواتر
نہین کرتا جیسی اسنے پنڈت ہونے کی حالت مین کی -

ایک اور خیرخواہ بڑے دولت مند صاحب حکومت دیونراین سنگھ تھے وہ برٹش گورنمنٹ
کے بڑے خیرخواہ و فرمان بردار بڑے عاقل روشن ضمیر فیاض صاحب مروت و فتوت تھے انہون نے
اہل شہر کو انگریزون سے برگشتہ نہین ہونے دیا انکی خدمات کا خواہ کسی الفاظ مین بیان کیا جائے
مبالغہ نہین ہوگا -

خطابی راجہ بنارس بھی انگلش کی خدمات بہت اچھی طرح بجا لاتے تھے - ۴ - جون کی رات کو
جو شنری بھاگ کر رام نگر مین گئے انکی بڑی اچھی طرح مدارات کی غرض اگر ہندؤن مین سے ایسے
خیرخواہ انگریزون کے بنارس مین خدانہ پیدا کرتا تو پھر وہان عیسائیون کا نام و نشان باقی نہین بچتا
۵ - جون کو لارڈ کیننگ کو کمشنر ٹکر صاحب نے لکھا کہ شہر مین امن ہی امن ہے ٹکسال
مین آدمیون کا ایسا ہجوم ہے کہ انکی آوازون کے غل شور مین لکھنا مشکل ہے وہ ایسا دیوستھان
بن گیا ہے کہ اس مین خیال کرنا لکھنا یا کسی کام کا کرنا ناممکن ہے - پھر ۹ - جون کو صاحب کمشنر نے گورنر جنرل
کو لکھا کہ یہہ مجھے بالکل ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر اور چھاؤنی مین امن امان رہا ٹکسال مین
ہم سب رات کو سوتے ہین مگر کسی بنگلے و کوٹھی کو کسی نے آگ نہین لگائی اور دن کو سارے
کام معمول کے موافق ہوتے ہین - فرزانگی و مردانگی سے گنبس نے جج کے کامون کی جگہہ
مجسٹریٹی کے کام کرنے شروع کیئے ہین اسنے اپنی کچہری بند کر دی ہے اور انتظامی کام
اپنے ذمے لے لیئے ہین - کچھ اپنی ہیبت سے کچھ اپنی محبت سے سارے شہر کو اپنے بس مین
کر لیا ہے -

۴ - جون کو جب باغی سپاہی دیہات مین پھیلے تو سارے دیہات مین فوراً بدانتظامی اور
غارتگری نے پاؤن پھیلائے - چند روز مین قانون اور انتظام رخصت ہوا - ۱۲ - جون کو

مسٹر ٹکر صاحب لکہتے ہین کہ مین اس بات کا یقین نہین کرسکتا تہا کہ جس لمحہ مین گورنمنٹ کا ہاتھ
اٹھ جائیگا تو دفعۃً زمیندار آپس مین ایک دوسرے کو لوٹنے لگینگے اور لوگ سڑکون پر غارتگری
کرنے لگینگے تمام بڑے بڑے زمیندار اور نیلام مین حقیتون کے خریدنے والے بیدخل ہو رہے ہین وہ اپنی زمینون سے بیدخل کردیئے گئے انکے کارندے اکثر مارے گئے ہین
اور انکا مال و اسباب سب لٹ گیا ہے۔

قسمت بنارس اور الہ آباد مین گورنمنٹ نے مارشیل لا کے جاری ہونے کا اشتہار دیدیا۔
اس دن مسٹر ٹکر نے بھی گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ ہر سول افسر کو پورے اختیارات مجسٹریٹی کے مل جائین اور انکو موت حیات کا اختیار دیا جائے۔ مین اس قانون کو مارشیل لا پر ترجیح دیتا ہون مین نہین خیال کرتا کہ ملیٹری افسرون مین سے بہت سے افسرون کو موت و زندگی کا اختیار دیا جائے۔ تو اس سبب سے کہ انگریز بے رحمی کے ساتھ قتل ہوتے ہین اس نے انگلشی خون مین حرارت پیدا کردی ہے اسلیئے اونے وجہ پر وہ ہندوستانیون کو گولی ماردینگے یا پھانسی دینگے اسواسطے مین ترجیح دیتا ہون کہ اختیارات ان ہی ہاتھون مین رہین جنکی عادت مین داخل ہے کہ وہ شہادت کو جانچتے و پرکھتے ہین غالباً کوئی سولین کسی آدمی کے مارے جانے کا حکم بغیر کسی اصلی علت کے نہین دیگا۔ اگرچہ کمشنر بنارس نے اپنی جماعت کی طرفداری کا تھوڑا سا تعصب دکھایا تھا مگر یہہ اسکا لکھنا بالکل صحیح تھا کہ انگلشی خون کی گرمی راے دینے مین دماغ کی سردی کو کام مین نہین آنے دیگی بالفعل ملیٹری افسر سب قسم کے مجرمون کو...... شکار کرتے پہرتے تھے۔ کتون اور گیدڑون یا بھیڑون کی طرح انکو مارتے تھے اور کچھ افسوس نہین کرتے تھے اسی زمانہ کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ ہر بڑے ہتھیار لینے کے بعد اپنے ٹکسال سے صبح کو یہہ دیکھا کہ پھانسیون کی قطار لگی ہوئی ہے چند روز کے بعد ملیٹری کورٹ یا کمیشن ہر روز اجلاس کرتا اور بے خبرتی کے ساتھ آدمیون کو پھانسیان دینے کا حکم دیتا۔ کھیل کے طور پر کچھ کم عمر لڑکون نے باغیون کے علمون کو بلند کرکے تاشے بجائے تھے وہ سب پکڑے گئے اور انکو پھانسی لگنے کا حکم ہوا اسی کمیشن مین ایک جوان افسر تھا وہ روتا ہوا کمانڈنگ افسر پاس گیا کہ وہ اس حکم کو منسوخ کردے مگر کچھ رحم نہین کیا گیا۔ ایک گروہ پھانسی

دینے والا ضلع مین گیا ایک جنٹل مین اسپر فخر کرتے تھے کہ مین پھانسی بڑی حکمت سے دیتا ہون کہ مجرم کو ہاتھی پر چڑھاتا ہون اور مجرم کے گلے مین رسی ڈالکر آم کے درخت سے باندھتا ہون اور پھر ہاتھی کو بھگا دیتا ہون اس طرح سے وحشیانہ انصاف کی قربانی آٹھ کے ہندسے کی طرح کچھ دیر کے لیئے لٹکتی رہتی ہے ملیٹری افسرون نے مجرمون کے پھانسی دینے مین جو کام کیا تھا اس سے کچھ کم سویلین نے بھی نہین کیا۔ بنارس کا جیل خانہ ٹوٹا نہین تھا۔ مجرمون کی کثرت تھی جیل خانہ مین مکانات انکے سمانے کے لیئے نہین تھے اس لیئے بڑے مجرمون کو پھانسی دی جاتی تھی اور چھوٹے مجرمون کی پیٹھ بینتون سے رنگی جاتی تھی اور چھوڑ دیے جاتے تھے

بنارس سے چالیس میل کے فاصلہ پر جونپور تھا اس مین سکھون کی لدھیانہ رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جب ان کو خبر ہوئی کہ بنارس مین یوروپین نے انکی رجمنٹ پر فیر کیئے تو انہون نے کھلی بغاوت اختیار کی۔ لفٹنٹ میرا اپنے کمانیر کو اور مسٹر کپیج جنٹ مجسٹریٹ کو مار ڈالا خزانہ لوٹ لیا اور جو چند یوروپین تھے انسے ہتھیار لیکر کہا کہ جہان اپنی عافیت دیکھین چلے جائین۔ چند سکھون کی بغاوت نے سارے ضلع مین آدمیون کو باغی بنا دیا سپاہی روپیونکا بوجھ لیکر اودھ کو روانہ ہوئے کیڑی بڑھیاؤن اور قلاش لڑکون نے جنہون نے عمر بھر روپیہ کی صورت نہین دیکھی تھی لوٹ کر خزانہ مین کوڑی نہین باقی رکھی ضلع کا سارا بند و بست و انتظام بلبلہ کی طرح پھوٹ گیا انگریزون نے ایک نیل کی کوٹھی مین پناہ لی۔ مسٹر فین اور انکے ہمراہیون کو جنمین پانچ لیڈیان اور گیارہ بچے تھے کمشنر بنارس نے کچھ گورون کو بھیجکر بنارس مین بلاکر بچا لیا۔

اضلاع زیرین سے اضلاع بالا کو گورون کی سپاہین روزانہ روانہ ہوتی تھین مگر انمین سے زیادہ تر سپاہی الہ آباد اور کانپور کو بھیجے جاتے تھے۔ مسٹر ایرچن بالڈ پالک کو جو اس نامور سپہ سالار کے بیٹے تھے جنہون نے کابل فتح کیا تھا ان سپاہیون کے لیجانے کی خدمت سپرد تھی۔ سپاہ کے لیئے کافی سواریان نہین ملتی تھین اور گورون کے لیئے آٹا اور رسد تھوڑا دو دو پوری بھی نہین ہوتی تھین مسٹر ٹکر نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ وہ کمسریٹ کے ذخائر بھیجین یہان یوروپین سپاہ کی ضروریات کی رسد کچھ بھی بہم نہین پہنچی۔ کمشنر بنارس نے

مرزاپور اور غازی پور سے گورون کو دخانی جہازون مین بھیجکر خزانے منگا لیئے۔

الہ آباد

بنارس سے الہ آباد ستر میل پر ہے یہان گنگا جمنا ملتی ہین اور انکا دوابہ ختم ہوتا ہے شہر ایسا مفلس ہے کہ اسکا لوگون نے ظرافت سے فقیر آباد نام رکھ چھوڑا ہے گداگر وہان کثرت سے رہتے ہین۔ اس مین ایک قلعہ نہایت مستحکم و استوار ہے اس مین سب قسم کے آلات حرب کا ایک بڑا میگزین رہتا ہے۔

میرٹھ کے غدر کی خبر الہ آباد مین ۱۲ ۔مئی کو آئی اور چند روز کے بعد پھر غدر کے پھیلنے اور دہلی کی بادشاہی کی بحال ہونے کی خبر آئی۔ شروع ماہ مئی مین یہان ایک رجمنٹ چھٹی ہندوستانی تھی اور اسکے کمانیر کرنیل سمپسن صاحب تھے۔ ۹ ۔مئی کو مرزاپور سے فیروزپور کی سکھ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور دس روز بعد اودھ کے غیر آئینی رسالہ کے دو ترپ اور بعد اسکے چہار سے ساٹھ ضعیف و ناتوان گورے آ گئے تھے۔ چھاونی مین قلعہ سے تین میل پر تھے اس مین زیادہ تر ہندوستانی سپاہ تھی اور قلعہ مین گورے اور سکھ تھے۔ سول افسر مسٹر چیسٹر کمشنر اور مسٹر کورٹ مجسٹریٹ تھے۔

کرنیل سمپسن اور چھٹی رجمنٹ اور علاوہ اور لوگون کا حال

ملٹری افسرون کو اس چھٹی رجمنٹ کے سپاہیون کی خیرخواہی پر پورا اعتبار تھا وہ ان کو اپنا بچہ سمجھکر پیار کرتے تھے مگر سول افسر انکی طرف سے مشتبہ تھے۔ ہر روز طرح طرح کی افواہین چھاونی اور شہر مین اڑتی تھین۔ سرکشی کے سرغنہ لوگون کے دلون مین بددلی پیدا کرنے مین کوشش کرتے تھے بازار بند تھے شہر کے آدمی تو مجسٹریٹ کو اطلاع دیتے تھے کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے اور سپاہی اپنے افسرون سے اہل شہر کی شکایت کرتے تھے کہ انسے ہوشیار رہنا چاہیئے وہ فساد کرنے کو آمادہ ہین۔ ایک دفعہ یہہ خبر اڑی کہ انگریزون نے یہہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کارتوس قلعہ کے سامنے رجمنٹ سے کٹوائے جائینگے اور اگر وہ کارتوسون کے کاٹنے سے انکار کریگی تو وہ قلعہ کی توپون سے اڑا دی جائیگی۔ یہہ بھی کہا گیا کہ سپاہی خزانہ کو قلعہ مین نہین جانے دینگے اور سکھ رجمنٹ کے آدمیون سے وہ انگریزون پر حملہ کرنے کے لیئے سازشین کر رہے ہین اسوقت ہر جنس کی قیمت گران ہو گئی تھی اسکی گرانی کو بھی لوگ انگریزون ہی کے سبب سے جانتے تھے۔

۲۲ مئی کی مجلس شورے مین یہ بات فیصل ہوئی کہ عورتین اور بچے اور انگریز قلعہ مین چلے جائین چنانچہ قلعہ مین وہ سب چلے گئے۔ مجسٹریٹ صاحب نے یہہ بھی حکم دیا کہ انگریز جو سپاہی نہیں ہین وہ پولس کے سوارون کو ہمراہ لیکر شہر مین انتظام رکھین۔ ۶ رجمنٹ کے سپاہیون نے کہا کہ ہم کو دہلی کے باغیون سے لڑنے کو بھیجو ان کے افسرون نے کلکتہ کے تار پر یہہ خبر لارڈ کنینگ کو بھیجی گورنمنٹ نے دل سے انکا شکریہ ادا کیا۔

بنارس مین جو واقعہ ۴ جون کو واقع ہوا تھا اسکی خبر تار پر اول سمپسن صاحب پاس آئی انہون نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے رات دن بند رہین اور کوئی شخص خواہ کسی رنگ اور مذہب کا ہو قلعہ مین بغیر پاس کے نہ جانے پائے اور یہہ بندوبست کیا کہ پل پر چھٹی رجمنٹ کی ایک کمپنی متعین کی اور پل پر دو توپین لگائین کہ بنارس سے الہ آباد مین باغیون کو نہ آنے دین اور اودھ کی غیر آئینی رسالہ کو بھی اس کام کے لیئے ایک جگہہ متعین کیا۔ جب رجمنٹ مین یہہ خبر آئی کہ بنارس مین رجمنٹون نے بغاوت کی اور انپر یورپین سپاہ نے حملہ کیا تو اسکو بھی اپنے لیئے اندیشہ و خوف پیدا ہوا۔ جب رجمنٹ کے نن کمشنڈ افسرون نے ایڈجیوٹنٹ کو اطلاع دی کہ سپاہ کو یہہ اندیشہ پیدا ہوا ہے تو ایڈجیوٹنٹ (اجیٹن) نے کرنیل سمپسن کو اطلاع دی انہون نے اسپر کچھہ التفات نہین کیا۔ رجمنٹ کو پریڈ پر بلایا اور انکو گورنر جنرل کا وہ شکریہ سنایا جو رجمنٹ کی خیرخواہی کے اظہار کا انہون نے کیا تھا اسپر سپاہیون نے خوب چیرز دیئے۔ سب افسر میس کوٹ مین کھانا کھانے گئے۔ اور آپس مین گفتگو ہوکر یہہ بات قرار پائی کہ پل پر جو دو توپین گئی ہین وہ قلعہ مین منگائی جائین۔ انکے قلعہ مین آنے کا حکم کرنیل نے دیدیا۔ میس ہوس مین بہت سے نوجوان لڑکے کیڈٹ (نوآموز قواعد) آگئے تھے جنکے رخسارون مین انگلنڈ کے گلاب کا رنگ چمکتا تھا اور انکی لبون پر ہنوز انکی ماؤن کے لبون کے بوسے تازہ تھے میس کوٹ سے جاکر سب انگریز اپنے گھرون مین چلے گئے ۹ بجے کے قریب الہ آباد مین سارے انگریز چونک پڑے کہ رجمنٹ نے شور و شر کا بگل بجایا اور غدر مچایا کرنیل اور سب افسر کوارٹر گارڈ پر جمع ہوئے تو انکو معلوم ہوا کہ پلٹن نے جنکو وہ وفادار سمجھے بیٹھے تھے بغاوت کی کرنیل نے جو پل کی توپون کے قلعہ مین جانے کا حکم بھیجا تھا اس حکم کو سپاہیون نے مانا نہیں اور لفٹنٹ ہارورڈ

افسر توپخانہ سے کہا کہ توپین قلعہ مین نہین جانے پانے کی وہ چھاونی مین جائینگین۔ صاحب غیر آہینی رسالہ سے مدد مانگنے گئے جسکے افسر کپتان الکسنڈر تھے انہون نے اپنے سوارون کو حکم دیا جنہون نے با دل ناخواستہ حکم کی تعمیل کی۔ یہہ دو لوا افسر مع رسالہ کے چلے کر رستے مین توپین چھاونی کو جاتی ہوئی ملین انہون نے سوارون کو توپون پر حملہ کرنے کا حکم دیا تو تین سوارون نے حکم کی تعمیل کی باقی سب جانب مخالف سے جا ملے الکسنڈر صاحب کو مار ڈالا ہارورڈ صاحب نے مشکل سے اپنی جان بچائی اب کل رجمنٹ باغی ہوگئی سمپسن صاحب پریڈ سے قلعہ مین بھاگ آئے اور بعض اور افسر بھی بچ گئے مگر باغیون نے سات افسرون اور سات انسابین لڑکون کو جنکا ذکر اوپر ہوا بڑی بے رحمی سے مار ڈالا ایک انسابین زخمی ہوکر بچا وہ قلعہ مین جاکر مرگیا۔

زیادہ تر انگریز قلعہ کے اندر تھے اپر اس باہر کی سرکشی کا اثر کچھ نہین ہوا مگر قلعہ کے اندر یہہ خوف لگا ہوا تھا کہ باغی رجمنٹ کی ایک کمپنی اور سکھہ سپاہی قلعہ کے اندر تھے جب کرنیل سمپسن صاحب زخمی ہوکر قلعہ مین آئے تو انہون نے اس کمپنی سے ہتھیار لے لیئے اور انکو قلعہ سے باہر نکالدیا کہ وہ باغیون کے ساتھہ ملجائین سکھون کو لفٹنٹ برسیر صاحب نے بڑی دانائی سے اپنا خیرخواہ بنالیا۔

رجمنٹ کی بغاوت کے ساتھہ ہی اہل شہر نے بھی سرکشی اختیار کی یہان پرانے خاندانی مسلمان بہت رہتے تھے جو ابھی تک مغلون کی بادشاہی کو بیٹھے ہوئے رو رہے تھے انکو سرکشی کے لیئے اچھا موقع ملا۔ ۶ جون کی رات کو لوٹ و غارت کا بازار گرم ہوا جیل خانہ ٹوٹ گیا قیدی جنکے پاؤن مین بیڑیان چھن چھن کرتی تھین لوٹ کے لیئے انگریزی کوٹھیون کی طرف دوڑے اور راہ مین جو یوروپین اور یوریشین ملا اسکو بڑی بے رحمی سے قتل کیا۔ عیسائیون کے گھر لوٹ لیئے بنگلون کے جلانے کے شعلے آسمان پر جاتے تھے اور اہل قلعہ کو بتلاتے تھے کہ اب وہ اپنے گھرون کو جاکر خاکستر دیکھین گے۔ عیسائیون کی تمام دکانین لوٹ لین اور ستیم کمپنی کے کارخانہ کو آگ مین جلا دیا۔ ریلوے کے سامان کو مٹا دیا ٹیلیگراف کو توڑ دیا قلعہ سے باہر جتنے انگریز تھے انکو مار ڈالا شہر کی مفسد آبادی نے فرنگیون کو لوٹ مار کرکے اپنا بغض و کینہ خوب

نکالا۔ سپاہیون کے ساتھ جو سرکار کے پنشن خوار سپاہی تھے وہ بھی شریک ہو گئے گو لڑنے کی طاقت ان مین نہین تہی مگر صلاح و مشورہ دینے مین وہ بھی شریک تھے قانون اور حکومت دونو تھوڑی دیر کے لیے سب خاک مین مل گئے کوتوالی مین مسلمانون نے اپنا سبز جھنڈا کھڑا کیا اس ملک مین پہلے بنگالی انگریزون کے بچے سمجھے جاتے تھے انکو بھی سب طرح سے شہر کے بدمعاشون نے لوٹ لیا۔

خزانہ کی لوٹ

خزانہ کے لوٹنے پر باغیون اور شہر کے بدمعاشون کی اول نگاہ ہوتی ہے لیکن یہان رات کو باغیون نے آپس مین بالاتفاق یہہ ٹھیرایا کہ پورا خزانہ دہلی لے جاکر بادشاہ کے قدمون کے تلے رکہنا چاہیئے۔ لیکن رات کی نیت حرام ہوتی ہے وہ صبح کو بدل گئی دوسرے دن دوپہر کے بعد انہون نے خزانہ کو کہولا اور ہر ایک سپاہی نے جسقدر روپیہ وہ اٹھا سکتا تھا لے لیا جب سب نے خاطر خواہ روپیہ لیا تو باقی خزانہ اور لٹیرون کے لوٹنے کے لیے چھوڑ دیا بہادر شاہ کی قسمت کیا۔ خزانہ مین کوڑی نہ رہی ہر سپاہی روپیہ لیکر اپنے گاؤن کو گھر روانہ ہوا اگر بہت ہی تہوڑے سپاہی زندہ رہے ہونگے جنکو یہہ حرام کا روپیہ ایام سے کہانا نصیب ہوا ہوگا۔

اضلاع کی سرکشی

الہ آباد اور بنارس کے اضلاع مین تمام گنوارون نے سر اٹھایا اور تلنگون کو جو روپیہ لیئے اودھ کو جاتے تھے خوب لوٹا۔ تعلقدار جنکی زمینین دیوانی عدالت کی ڈگریون مین نیلام ہوگئی تھین انکو گنوارون نے اپنا سرغنہ بنایا۔۔۔۔ ان لوگون کو خوب لوٹا مارا جنھون نے نیلام مین اراضی خریدی تہی اور نئے زمیندار بنے تھے انکے ساتھ گنوار کوئی ہمدردی نہین رکہتے تھے مسلمان زمیندارون اور پریاگ وال برہمنون نے خوب سر اٹھایا۔ دہات کو جلایا انکا مال اسباب لوٹا مگر راجہ مانڈا اور راجہ بتیا و راجہ بارہ سرکار کے خیر خواہ تھے وہ اضلاع کے انتظام مین انگریزون کے مدد و معاون تھے۔

مولوی لیاقت علی قوم کا جلاہا تھا اور معلمی کا پیشہ کرتا تہا اپنے تقوے کے سبب سے اپنے گاؤن مین بہت سے مرید بنائے تھے جب اول بغاوت کا ظہور ہوا تو پرگنہ چائل کے زمیندارون نے اسکو اپنا سرغنہ بنایا اور بادشاہ دہلی کی طرف سے الہ آباد کا صوبہ

قرار دیا (یہہ مولوی دہلی مین آنکر بادشاہ کی طرف سے الہ آباد کے صوبہ ہونے کا فرمان لیے گیا تھا)
کچھ دنون الہ آباد کے خسرو باغ مین بیٹھہ کر اپنی گورمنٹ کی صورت بنائی۔

۱۱ جون کرنیل نیل کا الہ آباد مین آنا

اب ۱۱ جون کو وہ ایک بہادر شجاع کرنیل نیل الہ آباد مین آیا جسنے باغیون کو ناک چنے چبوا لیے اور اسنے چند آدمیون کی سلطنت کو بہت سے آدمیون کی مملکت مین قائم کر دیا اور اپنی قوم کی بہادری کے جوہر دکھادیے وہ قلعہ کے دروازہ مین داخل ہوئے سنتری نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اب جناب ہم کو بچا دینگے۔ لارڈ کننگ نے تار پر حکم بھیجا کہ وہ الہ آباد کا کمانڈر ہے وہ گھوڑے کی ڈاک مین جون کی گرمی مین جلتے ہوئے آئے وہ اپنی بی بی کو لکھتے ہین کہ مین بنارس سے الہ آباد کے قلعہ مین دوپہر کو آیا مین گرمی کے مارے ایسا مضمحل ہوگیا تھا کہ کئی روز تک پلنگ پر سے اٹھا نہین گیا۔ جب ہم پر حملے ہوتے تھے تو مین توپون پر بیٹھہ کر حکم دیتا تھا مین نے چند روز تک پانی اور شیم پین قوت کے لیے پی" مگر انہون نے ایک لمحہ بھی اپنی لیاقت و قابلیت مین شبہہ نہین کیا کہ وہ سب مشکلات کو رفع دفع کرینگے۔ انہون نے اپنی بی بی کو لکھا کہ مین نے ہمیشہ اپنے اوپر بہت زیادہ اعتماد کیا ہے اگرچہ مین بہت مضمحل ہوگیا ہون مگر مین اپنے دل کو ہمیشہ قوی رکھتا ہون" انہون نے بنارس سے آتے ہوئے راستہ مین خوب سوچ لیا کہ فقط سپاہ ہی کی بغاوت نہین ہے بلکہ رعایا کی بھی سرکشی ہے انکو اول یہ خیال تھا کہ مشیت ایزدی عجیب ہے کہ قلعہ اب تک ہمارے ہاتھون مین ہے انہون نے لکھا کہ قلعہ کو سکھون نے نہین لیا یہہ عجیب بات ہے وہ ظاہر مین چڑچڑاتے ہوئے خفا معلوم ہوتے ہین ہم کو دشمن چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہین اور ہم قلعہ مین بند ہین انہون نے اپنے آنے کے بعد دوسرے دن قلعہ پر سے دارا گنج پر جسمین بہت سے باغی سرکش بھرے ہوئے تھے توپون کے گولے مارنے شروع کیے اور سکھون اور فیوزلیر کو بھیجکر باغیون سے اسکو صاف کیا اور اس مین آگ لگا دی اور پل پر قبضہ کر کے اسکو درست کر لیا۔

سکھ قلعہ سے بہت باہر آتے جاتے تھے۔ لوٹ مار خوب کرتے تھے اور وہ ولنیٹر بھی انسے لوٹ مین کم نہ تھے سکھہ بیئر اور وائن اور سپرٹ بہت سے انگریزی سوداگر دکانون کو لوٹکر قلعہ مین لے آئے تھے اور پانی کی طرح خود پیتے تھے اور یوروپین کے ہاتھ بیچتے تھے۔ یہہ قیمتی کی فرمان روائی ہو رہی تھی

جتنے ملیٹری حکومت کچھ مدت کے لیئے غارت ہوگئی تھی اور اسنے انگریزون کو بچون کی طرح بے کس و بے بس بنا رکھا تھا۔ غرض شراب بھی ایک دشمن تھی جسکو نیل صاحب نے گولی باروت سے نہین بلکہ اپنی عالی دماغی سے یون اپنے بس مین کیا کہ کمسریٹ کے محکمہ کو ہدایت کی کہ وہ سکھون سے ساری شراب خرید لے اور انکی منھ مانگی قیمت انکو دیدے اور گورنمنٹ کے گودام مین اُسے رکھ دے۔ انہون نے صلاح و مشورہ مجسٹریٹ کورٹ سے لیکر یہہ فیصلہ کیا کہ سکھ لوٹ کے بڑے بھوکے ہین انکو باغی زمینداروں کے لوٹنے کی ترغیب دی جائے تو وہ بہت خوش ہونگے بس اس ترغیب سے وہ قلعہ کے پاس ایک سرکاری عمارت مین بھیجے گئے جسپر قلعہ کی فصیل کی توپون سے مار پڑسکتی تھی۔

اب نیل صاحب نے قلعہ سے سکھون کو نکالکر باغیون کے پراگندہ اور انتظام کرنے کا ارادہ کیا کہ ہندوستانیون کو معلوم ہو کہ وہ اپنی محافظت کے سوا اور کام بھی کرسکتے ہین۔ انہون نے کیڈگنج اور میبول گنج پر قلعہ سے توپین مارنی شروع کین اور ایک دخانی جہاز مین فیوزیلیر اور سکھون اور غیر آئینی سوارون کو بھیجا کہ وہ دہات پر حملہ کرین۔ غرض انہون نے دہات مین سرکشون کے دہوئین اڑا دیئے اور انکو بالکل بیدم کردیا۔

۱۷ جون کو مجسٹریٹ شہر کی کوتوالی مین آئے کسی نے مقابلہ نہین کیا سارا شہر خالی پڑا تھا۔ اہل شہر کو خوف تھا کہ انگریز سارے شہر کو قلعہ کی توپون سے اڑادین گے۔

۱۸ جون کو نیل صاحب مع اپنی تمام سپاہ کے باہر نکلے اور کچھ سپاہ اپنی دریاباد اور میوانیون کے دہات سیدآباد و رسول آباد پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجی اب یوروپین شہر کے اور تمام اپنی چھاونی کے مالک ہوگئے۔ اب یہہ بڑا سوال پیش ہوا کہ باغیون کے ساتھ نرمی کی جائے یا سختی۔ الہ آباد کی مدبرون نے یہہ تجویز کی کہ باغیون و سرکشون کے ساتھ سختی کی جائے۔

الہ آباد مین باغیون کی سرزنش مین اور سب جگہ سے زیادہ سختی کی گئی وہ انتقام لینے مین

۱۷ جون

انتقام

ہندوستانیون سے بہی زیادہ سختی بڑھ گئی۔ مارشیل لا جاری ہوا اور مئی و جون مین گورمنٹ نے
تین بڑے سخت قوانین جاری کیے جنکا ماحصل یہہ تہا کہ اکثر سول اور ملیٹری افسرون کو باغیون کے
مار ڈالنے اور سخت سزا دینے کا اختیار تہا جسکا اپیل کچہہ نہ تہا ان سب قوانین پر پورا عمل ہوا گورنر جنرل
مع کونسل نے جو کاغذات پارلیمنٹ مین بہیجے ہین انہین لکہا ہے کہ بوڑہی عورتین اور بچے بہی باغیون
کی طرح مارے گئے ہین۔ اگرچہ وہ پہانسی نہین دیئے گئے مگر جب وہان جلائے گئے یا اپنر
گولیان ماری گئین تو اس مین عورتون اور بچون کے بچانے کا کچہہ لحاظ و پاس نہین کیا گیا یہہ بات
بڑے فخر سے سرکاری کاغذات مین بیان کی جاتی ہے کہ تین مہینے تک روزانہ آٹھ گاڑیان
ان مردون سے بہری ہوئی صبح سے شام تک بہیجی جاتی تہین جو سڑکون اور بازارون مین پہانسی
دیئے جاتے تہے چہہ ہزار آدمی عدم آباد مین بسائے گئے۔

آگے جانے کے لیئے لشکر تو موجود تہا مگر اسباب سفر مہیا نہ تہا نہ گاڑیان تہین نہ خیمے ڈیرے
نہ گورون کی خورش کا سامان۔ کپتان ڈیوڈسن صاحب کمسریٹ کے افسر تہے انہون نے بڑی
کوشش کر کے رسد اور گاڑیان جمع کین۔ ٹہیکہ دار ڈہونڈہے نہین ملتے تہے باغیون کے ڈر سے
اور کچہہ انگریزون کے انتقام لینے کے خوف سے۔ اسوقت سب سے زیادہ آفت اہل تجارت پر آرہی تہی
انکا مال اسباب لوٹا جاتا تہا شہر کے سارے بازار لٹے ہوئے پڑے تہے۔ اسباب رسد
کہان سے اور کیونکر خریدا جاسکتا تہا غرض اس مین کمسریٹ کے سررشتہ کی برائی نہین تہی
بلکہ یہہ وقت ہی ایسا تہا کہ اس مین خاطر خواہ رسد کا جمع ہونا ناممکن تہا۔

رسد کی بہم رسانی کی مشکل پڑ رہی تہی اب اسپر ایک اور آفت ہیضہ کی آئی۔ گرمی شدت سے
پڑتی تہی سپاہ کو خوراک اچہی ملتی تہی۔ ۲۳ جون کو ستر سپاہیون سے کمانڈر کام نہین لیسکتا تہا
فیوزیلیر کا ایک افسر لکہتا ہے "کہ تین راتین گذری ہین کہ ہم نے ۲۳ سپاہیون کو دفن کیا دو لیڈیون کی
جان ہیضہ کے خوف سے نکل گئی"۔ جو بیمارون کی آرام کا سامان تہا وہ پیچہے چہوڑ دیا گیا تہا۔
ہماری اسپتالون مین پنکہا کہینچنے والے اور ٹٹیان جہڑکنے والے آدمی بہت تہوڑے یا بالکل نہ تہے
ڈولیان تہوڑی تہین اوسکے لیئے بہی کہار موجود نہ تہے۔ ہندوستانیون کی مدد کے بغیر انگریز کچہہ
کرنہین سکتے تہے لیکن پہر بہی جو اتنی ہوسکتا تہا وہ بغیر اسکے کرتے تہے کہ اپنے خیمون کی جہالک

ہندوستانیون کو دکھائین -

جون کی آخر تاریخ مین میجر رسے ناڈ مدراس فیوزیلر کے چارسو یورپین اور تین سو سکھ اور بیقاعدہ رسالے کے سوار لیکر الہ آباد سے روانہ ہوئے - نیل صاحب نے انکو یہہ ہدایتین لکھکر دین کہ سڑک کے قریب جو آپ کی راہ مین دشمنون کے مقامات ملین انپر حملہ کرکے غارت وتباہ کرو مگر اور ون کو ہاتھہ نہ لگاؤ ان باشندون کی ایسی اعانت کرو کہ پھر وہ سرکار کے مطیع و تابع ہون خاص باغی دہات بتلا دیے گئے تھے کہ وہ بالکل غارت کیئے جائین اور انکے باشندون کو پھانسی دیجائے باغی رجمنٹون کے تمام سپاہی جو اپنے تئین بری نہ کرسکین پھانسی دیے جائین فتح پور کے قصبہ نے بغاوت کی ہے وہ برباد کیا جائے اور اسمین پٹھانون کا محلہ منہدم کیا جائے اور اسکے تمام باشندے قتل کیئے جائین اور تمام باغیون کے سر لٹکائے جائین اگر وہان کا ڈپٹی کلکٹر پکڑا جائے تو اسکو پھانسی دی جائے اور اسکا سر قصبہ کے مسلمانون کے بڑے مکان پر لٹکایا جائے - یہہ لشکر سیدھا کانپور کی سڑک پر روانہ ہوا اور کپتان سپرجن دخانی جہاز مین لشکر لیکر گنگا مین روانہ ہوا اسکو حکم تھا کہ وہ جہانتک ممکن ہو وہیلر صاحب کے مورچون کے قریب لنگر انداز ہو اور سر ہیو کو جہاز حوالہ کیا جائے کہ وہ عورتون بچون بیمارون زخمیون کو بٹھاکر کلکتہ لیجائے -

باب دوم

کانپور

(کرنیل ہنری ہیولوک)

کرنیل صاحب ایک قدیمی افسر ملکہ کی سپاہ کے تھے لیکن وہ کمپنی کی ایک رجمنٹ مین متعین ہوگئے تھے وہ برہما اور افغانستان و مرہٹون سے لڑائیان لڑے تھے سپاہیون کی خو بو سے خوب واقف تھے - وہ متوسط درجہ کے آدمی تھی بڑے امیرون سے کوئی ناتہ

رشتہ نہین رکھتے تھے اسلیئے انکے عہدون کی ترقی بہ تدریج ہوئی وہ نصف صدی سے سپہ گری کے کامون کو بڑے غور سے مطالعہ کرتے تھے وہ تمام یورپین جنگون کے اصول سے واقف تھے غرض کل سپاہ مین کوئی افسر ایسا نہ تھا جو انپر سبقت رکھتا ہو جیسے وہ پختہ کار سپاہ مین تھے ایسے ہی اپنے مذہب مین پکے تھے وہ ولی کہلاتے تھے اور انکی رجمنٹ بھی ولیون کی کہلاتی تھی انکے سپاہی کبھی شراب نہین پیتے تھے اور خدمت گزاری کے لیئے مستعد رہتے تھے باوجودیکہ وہ عیسائیت مین بڑے گرمجوش تھے مگر وہ جنگ کو حق سمجھتے تھے اور اسکی خونریزی مین گلستان کی بہار کا لطف اٹھاتے تھے۔ وہ میدان جنگ مین ہمیشہ رہنا چاہتے تھے وہ ہندوستان مین ملکہ معظمہ کی سپاہ کے ایڈجیوٹنٹ جنرل تھے اور جنگ ایران مین برگیڈیر جنرل ہوکر گئے تھے وہان سے واپس ہوکر مدراس مین آئے تھے وہان انکو معلوم ہوا کہ سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی کے کلکتہ مین بلائے گئے ہین۔

جب جنرل اینسن کی وفات کی خبر لارڈ کیننگ پاس آئی تو انہون نے مدراس سے سر پیٹرک گرینٹ کو انکے عہدہ پر مقرر کیا اور کلکتہ مین بلایا۔ یہہ اور ہیولوک صاحب دونو ایک جہاز مین کلکتہ گئے اسوقت کانپور اور لکھنؤ کی حالت بڑی نازک ہورہی تھی اینڈ لشکرکشی کے کمانڈر ہیولاک صاحب مقرر ہوتے انہون نے جو نقشہ لڑائی کا کھینچا اسکو گرینٹ صاحب نے پسند کیا۔ غرض وہ اس مہم مین بالکل خودمختار تھے وہ جانتے تھے کہ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اسلیئے وہ اپنے اوپر ایسا بھروسا نہین کرتے تھے جیسا کہ خدا پر۔ انہون نے کہا کہ خدا مجھے ایسی فرزانگی دیسکتا ہے کہ مین گورنمنٹ کی تمناؤن کو پورا کرون اور جن اضلاع مین دنگہ فساد ہورہا ہو انہین امن امان قائم کرون انکے پاس سپاہ مین چار رجمنٹین مع سوارون اور توپخانون کے تھین مگر بڑی مشکل یہہ تھی کہ گھوڑے تھے اور توپون اور توپچیون کی کمی تھی گاڑیان کمیاب تھین انکے لشکر کو الہ آباد مین جمع ہونے کو حکم ہوا تھا۔ وہ ۲۵۔ جون کو ڈاک مین کلکتہ سے روانہ ہوئے۔

ہیولوک صاحب اور نیل صاحب نے الہ آباد مین ۳۰۔ جون کو ایک ہی جگہہ حاضری کھائی اگرچہ پہلے اس مہم کے سپہ سالار خودمختار نیل صاحب مقرر ہوئے تھے وہ اس کے لیئے بڑی تیاریان کررہے تھے اب انکو ایک دوسرے افسر کے ماتحت کام کرنا پڑا مگر اس سے ان کے

پیٹرک گرینٹ

ہیولاک صاحب [illegible]

دل مین بال برابر بھی ملال نہین ہوا - دونون سپہ آرائون نے ایک دل ہوکر کام کیا دونو کی بالاتفاق یہہ راے ہوئی کہ پہلے رے ناڈ صاحب کا لشکر پیش قدمی کرے اور جہاز مین سپر جن صاحب پیچھے روانہ ہون جہاز نسبت لشکر کے تیز سفر کریگا اسلیئے پیچھے روانہ ہونے کے سبب سے وہ اور لشکر دونو برابر پہنچینگے -

اگرچہ رے ناڈ صاحب کے لشکر نے تیزی سے اندھیری راتون مین تین روز سفر کیا اُ مین اسنے درختون مین بہت سے آدمیون کو پھانسی مین لٹکا ہوا دیکھا لیکن ۲ - یا ۳ - جولائی کو ایک ہندوستانی مخبر رے ناڈ کے لشکر مین آیا جسکو سر ہنری لارنس نے بھیجا تھا اُسنے خبر دی کہ اب کانپور مین ویلر صاحب نے اپنے تئین باغیون کو حوالہ کیا اور انکے سب ہمراہی بڑی بیرحمی سے قتل کیئے گئے - نیل صاحب کو اس خبر کا یقین نہین ہوا انہون نے یہہ خیال کیا کہ دشمن نی یہہ فریب اسلیئے کیا ہے کہ لشکر آگے نہ بڑھے ہیولوک صاحب کو اس خبر کا پورا یقین تھا اور دو مخبر الہ آباد مین آئے جنہون نے کانپور کا مفصل حال بتلایا - نیل اور ہیولوک کے درمیان اس امر مین اختلاف ہوا ایک مخبرون کی خبر پر یقین کرتا تھا دوسرا اسکو دشمن کی دہوکا بازی جانتا تھا اب ہیولوک صاحب نے رے ناڈ کے لشکر کو حکم بھیجا کہ وہ آگے نہ بڑھے -

بنارس اور آگرہ کی طرح کانپور کوئی تاریخی شہر نہین ہے وہ صرف چمڑے کے کام مین اور تجارت مین مشہور تھا - بوٹ اور گھوڑے کے زین اور ساز اور جوتے اس مین اچھے بنتے تھے اور مقامات کی نسبت سستے بکتے تھے انگریزی اسباب کثرت سے یہان فروخت ہوتا تھا - ساٹھ ہزار آدمیون کی آبادی تھی اودھ کے قریب کے سبب سے اسکی چھاونی بڑی تھی اسکا رقبہ چھہ یا سات مربع میل تھا برسون تک وہین چھاونی مین انگریزی سپاہ بہت رہی مگر افغانستان کی سرحد کی طرف سرکار کی عملداری بڑھنے سے اور اودھ کے الحاق ہونے سے اس چھاونی مین سپاہ کا کثرت سے رہنا موقوف ہوگیا مگر پھر بھی یہہ چھاونی ایک ڈویزن کی ہیڈ کوارٹرس تھی کوئی یوروپین رجمنٹ اسکی بارکون مین نہین تھی ہندوستانی سپاہ بہت تھی صرف ساٹھ یوروپین گولا انداز تھے بنارس سے ۸۴ وین رجمنٹ کے ساٹھ گورون اور چند مدراس کے فیوزیلرکو ٹکر صاحب کمشنر بنارس نے یہان بھیجا تھا ہندوستانی پہلی و ۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹین پیدلون کی اور دوسری رجمنٹ ہندوستانی سوارون کی کل

سر ہیو ویلر

تین ہزار سپاہ تھی - کانپور ڈویژن کے کمانڈر جنرل سر ہیو ویلر تھے وہ سرکار کمپنی کے بوڑھے بڑے تجربہ کار افسر تھے - وہ پچاس برس سے ہندوستانی سپاہ کو دیکھ رہے تھے کہ کیسی اچھی طرح سے فرمان برداری کے ساتھ بہادرانہ اسنے جنگ کی - اسوقت بڑہاپے نے انکی قوت جسمانی و دماغی کو کم کر دیا تھا مگر پھر بہی وہ سپاہیون کے قصورون کو خوب سمجھتے تھے بارک پور و برہام پور کے واقعات کو سنکر وہ جانتے تھے کہ سپاہ نمک حرامی ضرور کریگی - جب دہلی اور میرٹھ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تو انہون نے ایسی تدبیرین کین کہ کانپور مین سپاہیون مین یہہ آگ مشتعل ہو - یہان کی گورون کی ۳۲ وین رجمنٹ لکھنو چلی گئی تہی اور اپنی عورتین بچے و بیمار ناتوان یہین چھوڑ گئی تہی اور بہت سے یورپین و یوریشین سوداگر اور انکے بیوی بچے کانپور مین رہتے تھے اور انکی کوٹھیان دور دور بہت جگہ پھیلی ہوئی تھین - اب اس بوڑھے جرنیل کو ان سب کی محافظت کا کام کرنا پڑا جسکو اسنے اپنی پچاس برس کی ملازمت مین کبھی نہین کیا تھا

حفاظت کا سوال

چھاونی مین محافظت کے لیئے کوئی مکان میگزین سے بہتر نہ تھا لیکن اسکو جنرل نے اس سبب سے پسند نہین کیا کہ وہان سے ہندوستانی سپاہ کے پہرہ کو ہٹانا پڑتا جس سے اندیشہ تھا کہ سپاہ مین بزدلی پھیلیگی اسلیئے ایک اور جگہہ انہون نے تجویز کی جو دریا سے کچھ فاصلہ پر تہی اور سپاہیون کے کاہی مکانون کے قریب تہی اور اس مقام مین ایک حصار کچے مٹی کا بنایا اور اس مین مورچے بنائے اور انہین توپین لگائین کمسریٹ کے سر رشتے کے پاس رسد کی بہم رسانی کے احکام بھیجے مگر رسد کا سامان حسب ضرورت نہین جمع ہوا - حصار کی دیوار ایسی بنائی کہ چار فیٹ سے زیادہ اونچی نہین تھی جسپر سے گھوڑا پہلانگ کر اندر جا سکتا تھا - گرمی کا موسم تھا زمین سخت تہی اسکا کھودنا بہی مشکل تھا - جیسے میگزین پر سپاہیون کا پہرہ اسلیئے موقوف نہین کیا گیا تھا کہ سپاہ کے دل مین شبہ نہ پیدا ہو سکتا جس سے کوئی فساد کھڑا ہوتا اسلیئے خزانہ بہی سپاہیون کی سپردگی سے نکالکر حصار مین نہین منگایا کہ مبادا کوئی فساد پیدا ہو - ویلر صاحب نے سر ہنری لارنس سے ۳۲ وین رجمنٹ کی ایک دو کمپنیون کی کمک مانگی سو انہون نے ۸۴ گورے بھیج دیئے اور ہندوستانی سوارون کے دو دستے بھیجدیئے

کہ وہ آگرہ اور کانپور کی سڑک کو جاری رکھین اور دو میدانی توپین بھی بھیجین جسکے افسر لفٹننٹ
ایلیس تھے - ہنری لارنس نے اپنے ملٹری سکرٹری میجر ہیس کو بھی بھیجا کہ وہ کانپور کا حال
دریافت کرکے اس سے اطلاع دے وہ کانپور مین آکر اپنے کام مین مصروف ہوئے

نانا صاحب

نانا صاحب کا پہلے بہت کچھ حال لکھا جاچکا ہے کہ کیا کیا اسنے اپنی پنشن کی بحالی کے لیئے
کوششین کین اور ان مین ناکامیابیان ہوئین مگر اسنے کبھی انگریزون کے ساتھ اپنی کسی عداوت کا
اظہار نہین کیا بظاہر انگریزون کا دوست بنا رہا اور ایسے دوستانہ ملاقاتین کرتا رہا وہ کانپور
کے مجسٹریٹ مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے بڑا دوستانہ ارتباط رکھتا تھا - جب سپاہیون
نے اپنی ناراضی کے آثار دکھائے تو اسنے کہا کہ یہہ سپاہیون کی بیوقوفی ہے جو یہہ یقین
کرتے ہین کہ گورنمنٹ انکے مذہب کے بگاڑنے کا ارادہ رکھتی ہے - اسنے ریاکاری اور
مکاری سے دوستی ہی نہین دکھائی بلکہ جب میرٹھہ کی بغاوت کی خبر کانپور مین آئی تو اسنے
مسٹر ہیرس ڈون صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بی بی بچون کو اور اور لیڈیون کو بٹھور مین
بھیجدین - مین انکی سب طرح سے محافظت کرونگا خواہ کتنے ہی سپاہی لڑنے کو آئین مین انکا
مقابلہ کرونگا اسنے اپنے سپاہی بھیجدیئے کہ وہ تلنگون کے ساتھ ملکر خزانہ کی حفاظت کرین یہہ بات
اسکی مجسٹریٹ نے منظور کی اسنے ۲۲ مئی کو دو سو مرہٹے مسلح اور دو توپین بٹھور سے کانپور
مین بھیجدین کہ وہ خزانہ کی محافظت کرین اور وہ خود مع اپنے باڈی گارڈ کے انکے ساتھ آیا اور
چھاونی کے قریب سول سٹیشن مین مقیم ہوا -

۲۴ مئی

ملکہ معظمہ کی سالگرہ کا دن تھا جسمین کروڑون آدمی خوشی مناتے ہین اسکی سلامی کی توپین
نہین چھوڑی گئین کہ کہین ہندوستانیون کو یہہ شبہ نہ ہو کہ سپاہیون نے غدر کیا شام کو
سر ہیو ویلر نے لارڈ کیننگ کو اطلاع دی "یہان بالکل خیر وعافیت ہے لیکن یہہ کہنا ناممکن ہے
کہ کتنے دنون خیریت رہیگی - ابھی یہہ تار بھیجا تھا کہ جنرل پاس معتبر خبر آئی کہ رات کو یا کل دن کو
بلوہ ہوگا - سب طرح کی اسکے روکنے کے لیئے تیاریان کی گئین لیکن بلوہ نہین ہوا - ۲۶ کو
جنرل نے گورنر جنرل کو تار بھیجا "کہ یہان بالکل خیر وعافیت ہے غالباً آئندہ بھی رہیگی مین نے
حصار بنا کے مورچے بنا لیئے ہین اسپر خواہ کتنے ہی آدمی حملہ کرین مین انکا مقابلہ کرونگا - ایسا

مجھے امید ہے کہ اس بڑے مقام مین بغیر خونریزی کے امن قائم رکھونگا۔ ۳۰ مئی کو سر ہنری نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ۳۲ رجمنٹ کے جو گورے سپاہی آئے تھے سر ہنری لارنس نے انکو واپس بلایا وہ ڈاک گاڑیون مین کل صبح لکھنؤ پہنچ جائینگے۔ ۸۴ وین پیدل کے اس وقت اکثر گورے آئے ہین۔ سب طرح خیریت ہے۔ سب کے دل دہلی کی طرف سے پریشان ہو رہے ہین"۔
۳۱ مئی کو پھر انہون نے لکھا کہ یہان سب طرح کی خیر و عافیت ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ رہیگی۔
۴ جون کو پھر انہون نے لکھا کہ اب تک خیر و عافیت ہے مگر سپاہ مین برگشتہ ہونے کے دورے اٹھتے ہین پھر ایک گھنٹہ کے بعد انہون نے گورنر جنرل کو لکھا کہ ہنری لارنس نے اپنی تکلیف بیان کی تھی اسلیئے مین نے ان پاس پچاس گورے ملکہ معظمہ کی ۸۴ وین پیدل رجمنٹ کی ڈاک گاڑی مین بھیجدیئے ہین جس کے سبب سے میری سپاہ کا زور بہت ضعیف ہو گیا ہے مجھے یقین ہے کہ جب تک اور یورپین سپاہ آئیگی مین اپنے تئین سنبھالے رہونگا۔
یہہ آخر پیغام تھا جو سر ہیو ویلر کا لارڈ کیننگ کے پاس بھیجا گیا تھا۔ یہہ اس جنرل کی بڑی بہادری و دلاوری تھی کہ باوجودیکہ اسکو روز خبرین آتی تھین کہ سپاہ بغاوت کرنے کو ہے مگر پھر بھی وہ ہنری لارنس پاس گورون کی سپاہ بھیجے جاتا تھا جس رات کو انہون نے ہنری لارنس پاس پچاس گورے سپاہی بھیجے ہین انکے پاس خبر آئی کہ سوار بگڑنے کو بیٹھے ہین تو اسنے احکام جاری کیئے کہ عورتین اور نہ لڑنے والے آدمی حصار مین چلے جائین اس رات مین وہان قریب آٹھ سو آدمی کے زندہ درگور ہوئے جنمین سے چار سو کے قریب عورتین اور بچے تھے انکی حفاظت کے لیئے فقط سب قسم کے سپاہی دو سو تھے اور انسی افسر تھے جنمین چند سولین تھے اور ایک تھوڑا گروہ خیر خواہ سپاہیون کا تھا کل سپاہی لڑنے والے تین سو تھے۔ کانپور اسکول کے لڑکے تین سو وغیرہ اسکے تھے۔

۴ جون کو ایک مہینے کے کھانے کا سامان جمع کر لیا گیا اور خزانہ سے ایک لاکھ روپیہ حصار مین آگیا۔ لیکن خزانہ مین نو لاکھ روپیہ باقی تھا۔ میگزین سے کچھ سامان حرب و ضرب نہین لیا گیا اسکو نانا صاحب کے اعتبار پہ چھوڑ دیا گیا اور مجسٹریٹ کو یہہ خبر لگی کہ شام کو جھٹ پٹے کے وقت پہلی جون کو نانا اور اسکے بھائی کی ملاقات ایک کشتی مین ٹیکا سنگھ صوبہ دار رسالہ دوم سے ہوئی

۴ جون

صوبہ دار نے نانا صاحب سے کہا کہ آپ انگریزون کے خزانہ اور میگزین کی حفاظت کے لیئے آئے ہین ہم سب ہندو مسلمان اپنے مذہب بچانے کے لیئے متفق ہوئے ہین اور تمام بنگال کی سپاہ اس مقصد کے لیئے متحد ہوگئی ہے آپ اس معاملہ مین کیا فرماتے ہین؟ نانا نے جواب دیا مین بھی اپنے تئین سپاہ کے حوالہ کرتا ہون جو وہ کہینگی مین کرونگا۔ نانا صاحب نے بیان کیا کہ یہہ صلاح ومشورہ سپاہ کے خیرخواہ رکھنے کے لیئے کیا گیا تھا۔ دوسرے دن ایک سوار جو اس صلاح مشورہ مین شریک تھا اسنے ایک کسبی سے جسکے گھر مین وہ شراب پیتا تھا کہا کہ پیشوا کی سلطنت کا اشتہار دیا جائیگا اور کانپور مین نانا بادشاہ ہوگا تو پھر اسکا گھر چاندی نہین بلکہ سونے سے بھر دیا جائیگا اسی رات کو خزانہ کے تحویلدار نے کس نے دوسرے رسالہ کے پیٹرول (شب گرد) سوار کو مار ڈالا۔ مجرم کورٹ مارشیل سے اس سبب رہا ہوگیا کہ وہ شراب کے نشہ مین بالکل بیہوش تھا اس رہائی سے دوسرے رسالہ کے سوار نہایت ناراض ہوئے اور انہون نے غصہ مین آنکر کہا کہ ایک دن ہماری بندوقین بھی اسی طرح اتفاقیہ چلنے والی ہین۔

(بغاوت کانپور ۴ جون ۵۷ء)

۴ جون کی رات کو دوسرا رسالہ سوارون کا اور پہلی پیادہ رجمنٹ فوراً بغاوت پر تیار ہوئی سوار گھوڑون کے لینے کے لئے دوڑے اور پیادے ہتھیارون کے واسطے سب سے اول سوارون کا باغی ہونا ایک دستور ہوگیا تھا۔ انھون نے تمنچے بغیر کسی نشانہ کے چھوڑنے شروع کیئے۔ پھر آگ لگائی جسکے شعلے آسمان سے باتین کرتے تھے۔ انگریزون کو حصار مین مبتلا تھے کہ غارتگری وتباہی شروع ہوئی۔ نواب گنج مین انکو دیوانہ وار سوار خزانہ ومیگزین کے لیئے دوڑے اور پہلی رجمنٹ نے بھی انکی پیروی کی۔ کرنیل اورٹ انکے پیچھے گئے اور بلے فائدہ پکار کے کہا بابا لوگ کہان جاتے ہو بہت مربیانہ طور پر انکو سمجھایا مگر انہون نے کچھ نہ سنا انکی محبت کے الفاظ نے انکو شرارت سے نہین باز رکھا۔ سپاہیون نے افسرون کے مارنے کا قصد نہین کیا مگر بغاوت کا ارادہ کیا اور سیدھے خزانہ وجیل خانہ اور میگزین کی طرف گئے جہان وہ گئے وہان آگ لگائی لوٹ کی لیکن عیسائیون کو چھوڑ دیا انکا خون نہین کیا۔

نواب گنج کے ہمسایہ مین دونو رجمنٹون کے سپاہی آئے اور نانا کے سپاہیون کے یار بن گئے خزانہ لوٹا جیل خانے کے دروازے کھولے قیدیون کو چھڑا دیا۔ سرکاری دفترخانون کو آگ لگائی

اور اسکے تمام کاغذات کو جلادیا۔ میگزین کی توپین اور اسکے ذخیرے باغیون کے ہاتھ مین آ گئے
سوار لینون مین جاکر ہاتھی اور چھکڑے لائے اور اپنے لوٹ کے مال کو لادا۔ سپاہیون کو
یہہ خیال تھا کہ مرکز بغاوت کی طرف یعنی دہلی کی طرف جلد سفر کیجے۔ وہ نواب گنج مین اس انتظار
مین ٹھیرے کہ اور جو دو رجمنٹین ۵۳ وین اور ۵۶ وین ہین انکو دیکھین کہ وہ ہمارے ہمراہ ہوتی
ہین یا نہین۔ انکے افسر انکے ساتھ لینون مین سوئے دو بجے سے طلوع آفتاب تک رجمنٹین
پریڈ پر تھین ہر ایک افسر اپنی کمپنی کے ساتھ تھا پھر وہ پریڈ پر سے رخصت ہوئے اور وردیان
اتار کر اپنے کھانے پکانے مین مصروف ہوئے اور انگریزی افسر اپنے حصار مین یا بنگلون
مین گئے پھر چھپی ہوئی بغاوت کی آگ پھیلنی شروع ہوئی ایک سپاہی نے دوسرے
سپاہی کو اور ایک کمپنی سے دوسری کمپنی کو لگتی چلی گئی۔ دوسرے رسالہ کے بعض مفسد انکے
پاس آئے اور انکو یہہ کہا کہ تم اپنی تاخیر کے سبب سے خزانہ کے حصہ سے محروم ہو جاؤ گے۔ اب
اس امر کا تجربہ نہین کیا گیا کہ انگریزی افسرون کا اثر ابتک اتنا باقی ہے یا نہین کہ وہ انکو وفادار
دوست بناتا بلکہ بجائے اسکے یہہ کہا گیا کہ دور انداز توپ سے تین گولے ۵۶ وین رجمنٹ کے
سپاہیون پہ مارے گئے جسکے سبب سے وہ پراگندہ ہوکر نواب گنج کی طرف بھاگے مگر سب نے
بغاوت نہین کی بعض اپنے آقاؤن کے ساتھ وفادار تا دم مرگ رہے۔ رجمنٹ کے علم
اور خزانہ جو کوارٹر گارڈ مین تھے انکے بچانے مین صوبہ دار میجر بھوانی سنگہ نے بڑی کوشش کی
اور اس کوشش کرنے مین دو زخمی ہوا انھون مین لتھڑ پتھڑ پڑا تھا کہ حصار مین بھیجا گیا
۵۳ وین و ۵۶ وین رجمنٹون نے نواب گنج کی دو رجمنٹون کے ساتھ ملکر خزانہ لوٹا اور جیل خانہ
توڑا اور قیدیون کی امداد سے یوروپین کے مکانات کو لوٹا۔ خزانہ مین بیس لاکھ روپیہ تھا اسکو
ہاتھیون و گاڑیون مین لدوایا جسکو وہ اپنی لین سے لائے تھے اور کل لشکر نے دوپہر کو کلیان پور
کی طرف سفر کیا جو پہلا پڑاؤ دہلی کی سڑک پر تھا۔
یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ سوارون کے دوسرے رسالہ اور پہلی ہندوستانی پلٹن کے افسرون کا
ایک ڈیپوٹیشن نانا پاس گیا اور اسنے کہا اگر آپ ہمارے ساتھ ہون تو سلطنت آپ کے
لئے ہے اور اگر آپ ہمارے دشمنون کے ساتھ ہون تو موت آپ کے لیئے ہے تو نانا نے

فوراً جواب دیا مین انگریزون کے ساتھ رہکر اب کیا کرون گا مین تو اب تمہارا ہون پھر اسنے افسرون کے سر پر ہاتھ رکھا اور قسم کھائی کہ مین تمہارا ساتھی ہون - یہہ ڈیپیوٹیشن خوشی خوشی کلیان پور مین اپنے ہمراہیون سے جا ملا -

نانہیا ٹیپی نے اپنی شہادت مین یہہ بیان کیا کہ جب رجمنٹون اور دوسرے سوارون کے رسالہ نے بغاوت کی تو اسکے دو دن بعد انہون نے ہم کو گھیر لیا اور مجھکو اور نانا کو خزانہ مین قید کر لیا اور خزانے و میگزین کو لوٹ لیا اور دو توپین کسی چیز کو باقی نہین رکھا خزانہ مین سے دو لاکھ گیارہ ہزار روپیہ نانا کو دیا کہ وہ اپنے سپاہیون کو دیدے نانا ان اپنے سپاہیون کی حراست مین تھا جو باغیون سے مل گئے تھے اسکے بعد تمام باغی نانا کو اور مجھے اور ہمارے ملازمون کو ساتھ لیکر چلے اور انہون نے ہم سے کہا کہ تم دہلی چلو کانپور سے تین کوس گئے تھے تو نانا نے کہا کہ اب شام ہونے کو ہے بہتر ہوگا کہ یہین مقام کرو اور دوسرے دن سفر کرو سپاہیون نے انکے کہنے کو مان لیا اور یہین ٹھیر گئے - صبح کو کل سپاہ نے نانا سے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ دہلی چلے نانا نے انکار کیا تو پھر انہون نے کہا کہ ہمارے ساتھ کانپور چلو اور وہان لڑو تو نانا نے اسپر اعتراض کیا لیکن انہون نے اسپر کچھ توجہ نہین کی بس نانا کو وہ قیدیون کی طرح لیکر کانپور مین چلے آئے اور لڑائی شروع کی"۔ نرپت افیون کا ٹھیکہ دار اپنے روزنامچہ مین یہہ لکھتا ہے "کہ جب نانا نے دیکھا کہ تمام رجمنٹین باغی ہوکر دہلی جانے کے لیئے تیار ہین تو اسنے افسرون اور سپاہیونکو بلایا اور انسے کہا کہ ابھی دہلی جانا مناسب نہین ہے کہ کانپور مین یوروپین کو اور انکے عورت و بچون کو قتل نہ کرلو - انہون نے نانا کی راے سے اتفاق کیا اور وہ کانپور آنے پر راضی ہوئے اور ۶ - جون کو واپس آکر صوبہ دار کے تالاب پر خیمہ زن ہوئے"۔ ایک اور ہندوستانی مورخ اس اوپر کے بیان کی تصدیق کرتا ہے - جب ڈپیوٹیشن مذکور نانا کے پاس سے چلا گیا تو نانا نے اپنے بھائیون اور شریر عظیم اللہ سے صلاح و مشورہ لیا عظیم اللہ نے یہہ کہا کہ دہلی جانا حماقت ہے اس شاہی دار السلطنت مین جاکر ہم بادشاہ کے دربار کے ماتحت و مطیع ہو نگے اور شاید اپنے اختیار و اقتدار کھو بیٹھینگے - سپاہ نانا سے ٹوٹ کر بادشاہ کے ساتھ ہو جائے یا بادشاہ نانا کو نکالدے نانا کے لیئے عقل کی بڑی بات یہہ ہے کہ کانپور کو لے لے اور ہندوستان اپنی سلطنت کو

عظیم اللہ نے کہا کہ مین انگریزون کے ضعف سے خوب واقف ہون کہ لکہنؤ مین جن بلاؤن مین انگریز مبتلا ہین انکے لیئے امداد کہین اور سے بنارس الہ آباد آگرہ سے نہین آئیگی کہین سے ویلر صاحب کو کمک کی امید نہین چار ہندوستانی رجمنٹین تواعد دان اور بٹھور کی سپاہ اور توپخانہ اور سامان حرب و ضرب اتنا ہے کہ کونسا کام ہے جو ہم نہین کر سکتے ؟ ہندوستان مین ہندوستانیون کی سپاہ سے گورون کی سپاہ چوتھائی ہے اور اس سپاہ نے بغاوت کی ہے بس انگلش کی حکومت فنا ہوگئی (ایک میم صاحب بیان کرتی ہین کہ جب مین عظیم اللہ کے روبرو گئی تو اسنے کہا کہ تم کیون واویلا کرتی ہو دہلی کے بادشاہ نے دہلی لے لی اور شمالی ہند سے انگریزون کو نکالدیا اور جب ہم کانپور اور لکھنؤ لے لینگے تو کلکتہ پر لشکر کشی کرینگے اور دکن کے مالک ہو جاینگے اور تمہارا خاوند (ایک سوار تھا جسنے اس میم کو پکڑ لیا تھا) جو اب کرنیل بنایا گیا ہے بڑا آدمی ہو جائیگا اور تم بڑی بیگم ہوجاؤگی) ان دلائل نے انکو یقین دلادیا کہ کانپور واپس جانا بہتر ہوگا۔ نانا اور اسکا بھائی بالا بھٹ اور عظیم اللہ کلیان پور گئے نانا نے ہر سپاہی کو سونے کا کڑا اور لوٹ کا لالچ دیا سپاہ سب کانپور واپس جانے کے راضی ہوگئی۔ برہمن سپاہیون نے پیشوا کے متبنے کو اپنے راجہ بنانے کی سلامی اتاری اور صوبہ دار ٹیکا سنگھ سوارون کا جنرل اور جمعدار جوجن سنگھ ۵۲ وین پلٹن کا اور صوبہ دار گنگا دین ۵۶ وین رجمنٹ کا کرنیل مقرر ہوا سب اعلے عہدون پر ہندو مقرر ہوے کوئی مسلمان نہین مقرر ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان برہمنی تعصب غالب تھا یہان کی بغاوت مین مسلمانون کو دخل کم تھا۔

۶۔ جون کو باغی سپاہ نانا صاحب کو اپنا سپہ سالار بنا کے کانپور مین آئی شہر کے اندر داخل ہونے مین اول اسکا قصد تھا کہ پہلے متمول مسلمانون کے گھرون کو لوٹین لیکن پھر دست آز اور دراز ہوا جسنے ہندو مہاجنون کو اور سنارون کو زور اور ظلم کرکے لوٹا اس اثنا مین سوارون کی ٹولیان چھاونی مین گئین ادہر ادہر خوب گھوڑے دوڑائے۔ رامچندر کی جے کے خوب آوازے لگائے مسلمانون نے بھی نعرے لگائے کہ خدا نے کافرون کو غارت کیا۔ انگریزون کی کوٹھیون کو جلایا ہوا بڑی تیز چلتی تھی ایک کوٹھی سے دوسری کوٹھی مین جلد آگ لگجاتی تھی۔ سوار عیسائیون کے خون کے ایسے پیاسے تھے کہ جو انکو بیچارے یوروپین اور ایسٹ انڈین اور ہندوستانی عیسائی ملتے انکو قتل کرڈالتے

ایک کوٹھی مین چار کلرک اوفس رہتے تھے انہون نے لڑکر باغیون کو ہٹا دیا مگر جب باغیون نے انکی کوٹھی کو آگ لگا دی تو وہ ہوئین سے انکا دم گھٹا وہ باہر آئے اور مارے گئے عورتین اور بچے بڈھے کہنین بھاگی کی جاتے تھے تو مارے جاتے تھے ۔ چند گھنٹون مین کانپور کی چھاونی جلکر خاکستر ہوگئی ۔

نانا نے اپنے تئین مرہٹون کے مہاراجہ ہونے کا اشتہار نقارون کی آوازون کے ساتھ دیا ۔ اسکا بھائی بالو دہتھ بیس سوار ہمراہ لیکر بٹھور مین گیا کہ مرہٹون کی حکومت کا اعلان کرے اسنے اس نئی گورنمنٹ کو مشہور اسطرح کیا کہ پیشوا کی بیواؤن کے ایجنٹ کو اور اسکے کنبے کو توپون کے منھ سے اڑایا اس طرح سزا دینا مرہٹون کو بہت مرغوب ہے پیشوا کا بہنوئی اور بہت سے مرہٹے جو نانا کو گزند پہنچاتے تھے پا بزنجیر ہوئے نانا نے خود اقامت اس مکان مین اختیار کی جو چھاونی کے شمال مین تھا وہان بالفعل ایک توپ لگا دی تھی ۱۰ بجے پہلے ایک گولہ محصورین پر مارا گیا لیکن اسدن باغیون کی توجہ زیادہ تر لوٹ پر بہ نسبت لڑائی کے تھی ۔ رات کو شہر مین ہلڑ رہا گنا ہون مین سے جو آدمی لوٹ کے لالچ سے یا جذبات شہوانی کے سبب کر سکتا ہے انمین سے ایک بھی چھوڑا نہین گیا ہر شخص کے دل مین جو آتا وہ کرتا ۔

۶ ۔ جون کو سر ہیو ویلر صاحب پاس نانا نے ایک چٹھی بھیجی کہ آج میرا ارادہ آپ پر حملہ کرنے کا ہے اس ارادے سے بڑی سراسیمگی پھیلی جسکی وجہ معقول تھی کہ جب سپاہ دہلی گئی تو محصورین جانتے تھے کہ اچھا ہوا کہ سب باغی دہلی گئے اب کوئی خوف ڈرانے والا باقی نہین رہا ۔ اگر شہر کے مفسدین حملہ کرینگے تو انکا مقابلہ محصورین جب تک اچھی طرح کرینگے کہ یورپین سپاہ جو کلکتہ سے آنیوالی ہے آجائیگی یا جلدی سے سب الہ آباد چلے جائینگے ابھی دن بہت نہین چڑہا تھا کہ بندوقون کی آوازون اور توپون کی دہوان دہول نے دکھلا دیا کہ نانا نے حملہ کی خالی ہی دہمکی نہین دی تھی ۔ عورتون اور مردون نے اپنے حصار کے نیچے دیوارون سے دل فگار ہوکر دیکھا کہ ان کے جلتے ہوئے گھرون سے شعلے اٹھ رہے ہین دشمنون کے نزدیک ہونے کی آوازین قریب ہوتی جاتی ہین ۔ لفٹنٹ ایش بیس نیس والنٹر اور اپنی توپین لیکر دشمنون کا مقام دریافت کرنے گئے وہ اپنجو گز گئے ہونگے کہ انہون نے دیکھا کہ شہر کے کنارہ پہ باغی سپاہ صف بستہ کہڑی ہے یہہ دیکھکر وہ فوراً دوڑ کر چلے آئے ابھی حصار مین وہ داخل ہی ہوئے تھے کہ پہلا گولہ

حصار کی کچی دیوار پر لگتا ہوا چھوٹی بارک مین گیا اور ایک توپچی اس سے ہلاک ہوا۔ بارکون کے
باہر عورتون اور بچون کا ایک گروہ تھا وہ اس گولہ سے پراگندہ ہوا۔ بگل ہوا کہ سب آدمی اپنے
ہاتھون مین ہتھیار لین اور ہر شخص خواہ وہ نقارچی ہو یا محرر ہو یا جنٹل افسر ہو اپنی اپنی جگہہ پر چلا جائے
سب لڑنے والے اپنی اپنی جگہون پر گئے اور لڑنے کو تیار ہوئے۔ جتنا دن چڑہتا گیا دشمنون کی
توپون سے گولے پے در پے آنے لگے اور آدمیون کو نشانہ بنانے لگے۔ جب ایک گولہ آتا تھا اسکے
ساتھ عورتون اور بچون کی آہ و فغان کا شور مچتا۔ محاصرہ کے پہلے دن مین تو ہیبت و دہشت نے
جنکی عادت نہین تھی صبر و شکیب اختیار مین نہین رکھا مگر جلدی سے ان بیکسون مین سے
یہہ ضعف بشری جاتا رہا پھر انکا تحمل و صبر دہشت و ہیبت پر غالب ہوگیا۔
پھر محاصرہ شروع ہوا جسکے سبب سے محصورین پر وہ بلائین اور آفتین نازل ہوئین کہ ایسے زیادہ کبھی
دنیا کی تاریخ مین نہین دیکھنے مین آئین۔ حصار بودا تھا اور اسکے اندر پناہ کی جگہہ بہت تھوڑی تھی اور
عورتون بچون و بیمارون کا ہجوم تھا انکے آسائش و آرام کا سامان نہ تھا ان سب مصیبتون پر سب سے
زیادہ بلا گرمی کے موسم کی شدت تھی جون کا آسمان محصورین کے سر پر آگ کا شامیانہ تنا ہوا تھا
لوئین چلتی تھین جو بھٹی کی آگ کی گرمی سے کم گرم نہ تھین۔ اس موسم مین یورپین کی قوت دماغی
نہایت تنزل کے درجہ پر ہوتی ہے پھر اس مین لڑائی کا ہونا انگریزون کے لیئے قیامت ہے۔

جون ۶ سے ۲۶ - حالت محاصرہ

اس موسم مین عورتون کو جو خس کی ٹٹیون اور پنکھون کے نیچے پر آرام کے کمرون مین بیٹھا کرتی تھین
اب انکو اس حصار کے آتشکدہ مین رہنا پڑا جسکو محاصرین سب طرف سے گھیرے ہوئے آگ برسا
تھے لڑنیوالے مردونکو کثیر التعداد دشمنون سے رات دن لڑنا پڑا۔ ہندوستان مین انگریزون کی
ضروریات مین یہہ باتین داخل ہین کہ اس موسم مین صبح و شام نہاتین اور کئی دفعہ کپڑے بدلین اور
آسائش و آرام کے لیئے خدمتگارون سے کام لین۔ دفعتہً وہ ان سب باتون سے محروم ہوگئے
توپون کی دھوان دھار اور بندوقون کی دہڑا دہڑ اور موت کی طرح طرح کی ڈراونی صورتون مین
پھر تے تمام زندگی بسر کرنے کے طریقون کو خاک مین ملا دیا خاص کر عورتون کو بہت سے
کام کرنے پڑتے تھے جو انکی عادت و رسم کے خلاف تھے انکو تنہا رہنا پسند تھا یا اب ایک ہجوم مین
رہنا پڑا جس مین وہ اپنے بود و باش کے طریقون کو نہین برت سکتی تھین۔ یورپین سپاہ اپنے

مقابلہ مین ہندوستانیون کے کثیر التعداد ہونے کو خاطر مین نہین لاتی اور انکو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل سمجھتی ہے - ہندو مسلمانون کے لشکر جو نانا چڑھا کر لایا اسکو انگریز بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگر انگریزون اور ہندوستانیون کے مقامات بدل جاتے تو -
انگریز اس کچے عارضی حصار کو ایک حملہ مین تباہ کر دیتے اور محصورین مین سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب کوئی چیز محاصرین کو حصار سے باہر نہین رکھ سکتی سوا اسکے کہ چند آدمیون کی بہادری غیر مغلوب اور بہت آدمیون کا پلپلا و بھس پھسا استقلال محاصرین تو ہر گھنٹے مین تازہ دم ہوتے رہتے ہین ایک گروہ انکا نہاتا ہے کھانا کھاتا ہے حقے پیتا ہے دوسرا گروہ اسکا لڑائی لڑتا ہے اور اسکے کمک کے لیئے سپاہین حملہ کرنے آتی ہین وہ ان پاس کے مقابلہ کرنے والون سے پرے ہٹتی ہین جو تھکے ہوئے ہوتے ہین جنکے ذمے کام کا انبوہ ہوتا ہے پیٹ بھر کے کھانا نہین ملتا مورچون مین ہمیشہ مشقت شاق اٹھا کے آگ کے مینہ کے نیچے رہتے ہین بوسیدہ کپڑے انکی پیٹھ پر ہوتے ہین انکے چہرون اور ہاتھون پر توپون کی کالک کی پپڑیان جمی ہوئی ہوتی ہین اگرچہ دشمن ذلیل حقیر تھے مگر وہ دولتمند اور شاہانہ ٹھاٹھ رکھتے تھے انکے پاس توپون کا خزانہ تھا کانپور کے میگزین کی بندوقون و توپون و گولی باروت کی افراط تھی گورنمنٹ کی اور ڈمی نیشن کی حالت یہہ تھی کہ مورچون مین اسکو ملازم چلاتے تھے اور ان کی تعداد گھٹتی جاتی تھی انگریزی توپچی اپنی توپون کے نیچے ایک دوسرے کے بعد مرتے جاتے تھے اور ان قواعد دان توپچیون کی بجائے والنٹیر اور شائقین مقرر ہوتے تھے گو انکے دل مضبوط تھے لیکن انکی آنکھون کو شصت لگانی کب سکھائی گئی تھی اور انکی ہلکی توپین دشمنون کی بھاری توپون کی آتش زنی کا جواب نہین دے سکتی تھین لیکن جب وہ مورچون کے قریب آجاتے تھے اور زیادہ دق کرنا چاہتے تھے تو یہی توپین انکو بھگا دیتی تھین -

سر ہیو ویلر پر تو ستر برس کی عمر کا بار گران تھا انکی جسمانی قوت اتنی باقی نہین رہی تھی کہ وہ اس حصار کی محافظت کی جزئیات کی خبر گیری اچھی طرح کر سکتے انہون نے یہہ کام کپتان مور کے سپرد کر دیئے - یہہ کپتان صاحب دشمنون سے مقابلہ کرنے مین بڑا جرا لا اور بہادر و ثابت قدم تھا دشمنون کے مقابلہ مین سب سے آگے وہی رہتا تھا اور اپنی مثال سے اور دن کی ہمت او

جرأت بڑہاتا تھا وہ کسی محنت سے تھکتا نہ تھا کسی خوف سے ڈرتا نہ تھا وہ ۳۲ وین رجمنٹ کا
کپتان تھا محاصرہ کی ابتدا مین زخمی ہوا تھا وہ اپنے ہاتھ کو گلے کی پٹی مین ڈالے ہوئی چارون
طرف پھرتا رہتا اسکا دل کسی درد کو مانتا نہ تھا رات دن محنت کرتا تھا جہان جاسوسون نے اسکو
خبر دی کہ دشمن آگے بڑہا ہے تو فوراً تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ لیکر حصار سے باہر دشمنون پر
حملہ کرنے جاتا اور جب تلنگے بھنگ کے نشہ مین بدمست ہو کر آگے قدم بڑہاتے انکو زندہ جانے
نہین دیتا - جب اسکو کوئی امید نہین رہتی تھی تو بھی دل نہین ہارتا تھا - جنگ کی ابتدا سے انتہا تک
کوئی انگلش کپتان اس سے زیادہ اپنی بہادری و دلاوری دکھانے والا نہ تھا -
اس محاصرہ کی تاریخ مین اس کپتان کے بہادرانہ کام اول درجہ رکھتے ہین مگر اور بہادرون نے بھی
اچھے کار ہای نمایان کیے ہین کہ وہ یادگار روزگار رہینگے - دوسرے رسالہ کے میجر وائی برٹ تھے
جنکو روٹان (بارک کا نام ہے) سپرد تھی وہ اپنی کوششون مین رات دن لگے رہتے تھے دشمن آگ
برسا رہے ہین وہ اسکے اندر اپنا کام بڑی مضبوطی سے آخر وقت تک کرتے رہتے - دوسرے
رسالہ کے کپتان جینکنس صاحب تھے وہ بڑے بہادرون کے گروہ مین سے ایک تھے
وہ مورچون سے باہر ایک مقام کو دشمنون سے جبتک بچاتے رہے کہ ایک سپاہی نے دم چراکر
انکے جبڑے مین ایک گولی ماری جسنے انکا کام تمام کیا - بنگال انجنیرون کے کپتان واٹسنگ صاحب
تھے جو حصار کے شمال مغرب کے محافظ تھے وہ دماغ روشن اور دل بہادر رکھتے تھے ۵۶ وین
رجمنٹ کے چھوٹے افسر مئوبرے طاسن صاحب تھے - جہان زیادہ خوف ہوتا وہین آن موجود
ہوتے اگر وہ کانپور کی تاریخ خود نہ لکھتے تو اور مورخون کے بیان مین انکے کامون کی زیادہ تعریف
ہوتی مسٹر ٹرویلین صاحب نے خوب لکھا ہے کہ اس افسر نے اپنی جان کو جوکھون مین ڈالنے
مین کوئی کسر باقی نہین رکھی مگر تقدیر الٰہی کو یہہ منظور تھا کہ اسکو سلامت رکھے کہ انگلنڈ
جانے کہ نہایت مصیبت کی حالتون مین انکے جیسے اپنی قدیمی عزت کے رکھنے سے غافل نہین ہوتے
انکے دوست اور ہمراہی فوکس سی صاحب ۵۳ وین رجمنٹ کے نوجوان افسر تھے انہین
بہادرانہ کام کرنے کی بڑی لیاقت تھی ایک دشمن کے گولے سے میگزین کے قریب آگ لگی باغی
[illegible] نکلے کہ اگر یہہ آگ نہ بجھیگی تو سارا میگزین اڑجائیگا [illegible] سپاہی [illegible] بجھا کر لیے

اٹھارہ و چوبیس پینی توپون کے گولون کی بوچھاڑ کے نیچے دوڑے گئے۔ موت کے پیغام لانے والے گولون سے نڈر ہوکر جلتی ہوئی گاڑی کے نیچے صاحب ممدوح گھس گئے اور جلتی ہوئی لکڑی کو گاڑی سے اپنے ہاتھون سے الگ کر دیا اور خشک مٹی آگ پر ڈالکر اسکو پہلے اس سے بجھا دیا کہ وہ پھیلے۔ مسٹر لنگ صاحب بارک کی دیوار پر بیٹھے ہوئے چیدہ چیدہ سپاہیون کو تاک کر نشانۂ اجل بناتے وہ حملہ کرنے والون کے لیئے بڑے تازیانہ تھے وہ گولی سے مارے گئے اور جردس صاحب انجنیرون مین ایسی قومی غیرت وحمیت رکھتے تھے کہ کالے آدمی کے آگے سے بھاگنے کو اپنا ننگ و عار جانتے تھے انکے ہمراہی پکارتے رہے کہ اپنے تئین دشمنون کی گولیون سے بچاؤ مگر انہون نے انکی آواز کو سنکر بھی اپنے تئین کالے سپاہی کے آگے سے بھاگ کر نہین بچایا۔ ان کے دل مین گولی لگی اور مر گئے۔ ایلش صاحب بڑے گولہ انداز تھے انہون نے اپنی نو پینی توپون سے پے در پے گولہ زنی سے کل محصورین کی قابل تعریف محافظت کی اور محاصرین کو ڈرایا۔ وہ توپ چھوڑکر توپ کے پیچھے ہو بیٹھتے تھے اور اپنی آنکھ سے شصت بندی کرکے گولون سے دشمنون کو اڑاتے تھے۔ محصورین مین اور بہادر سپاہی تھے جنکی داد دینا تاریخ کی قدرت سے باہر ہے۔

سویلین کی بہادری

صرف یہی بات نہ تھی کہ وہی آدمی جنکا پیشہ سپہ گری تھا اپنی کامل شجاعت کے جوہر دکھاتے تھے بلکہ وہ آدمی بھی جو سپہ گری سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے فوراً قوی جوانمرد بن گئے۔ ایسٹ انڈین ریلوے کے بعض انجنیر تھے جو کام کرنے کی طاقت اور مصیبت سہنے کی برداشت رکھتے تھے انہون نے حصار کی محافظت مین اپنے تئین ہمہ تن مصروف کیا اور اپنے حملہ آورون پر ظاہر کر دیا کہ ہم بھی رزم آرا کے فرقہ مین سے ہین گو ہماری پیٹھ پر سپاہی کی وردی نہین ہے ان مین سے زیادہ نامور مسٹر ہیرڈین صاحب تھے جنکے بدن کو گراپ کی گولیون نے چھلنی بنا دیا تھا انہون نے نزاع کی تکالیف مین بھی کبھی اُف نہین کی کہ موت نے انکو اس تکلیف سے چھٹا دیا۔ مسٹر مون کریف چیپلن نے بہادرون سے کم کام نہین کیئے جو بیمارون اور زخمیون کے پاس جاتے اور مرنے والون کو مذہبی تشفی و تسلی و تسکین دیتے جنسے ان مین قوت غیر مترقبہ انجیل کے وعدون سے آجاتی۔

عورتون کی بہادری کا حال

پہلے قدیمی بہادری کے زمانہ مین شاعرون نے مدح سرائی کی ہے کہ عورتون نے اپنے سر کے بالون کو کتر کر کمانون مین لگانے کے لئے دیدیئے لیکن اب زمانہ تیرون کا نہین رہا اب تو انکی جگہہ توپون کے غل مچاتے ہوئے دہنون سے گولے اور گراپ و کنیسٹر پھینکے جاتے ہین۔ جب ان چیزون مین کمی ہوئی اور دشمنون کی بھاری توپون سے حصار کی توپون مین ایسا نقصان آیا تو پھر وہ اس طرح سے نہین چل سکین جسطرح پہلے چلتی تھین تو عورتون نے اپنے لباس دیدیئے کہ وہ بیگزین کی ضرورتون کو رفع کرین۔ اگر ہر عورت کی بہادری کا بیان کیا جائے تو اسکے واسطے ایک ایسے بڑے دفتر کی ضرورت ہے جسکی اس مختصر مین گنجائش نہین۔ اس مصیبت اور آفت کے زمانہ مین عورتون کے بچے جننے کی تکالیف اٹھانی پڑتی تھین دشمنون کی آتش فشانی سے بعض مائین اپنے بچون کا دم اپنی گود مین آہستہ آہستہ نکلتے ہوئے دیکھتی تھین۔ بعض دیکھتی تھین کہ انکی گود مین سے دشمنون کا گولہ انکے بچون کو دفعتہً اڑا کر لے گیا۔ غرض کوئی بلا جسکو انسان سہ سکتا ہے ایسی نہ تھی کہ وہ انگریزی عورتون پر سختی کے ساتھ نازل ہوئی ہو بعض عورتون نے گولے اٹھا اٹھا کر سپاہیون کو دیئے۔ بعض نے زخمیون کی تیمارداری کی۔ بہت سی عورتون پر موت نے مہربانی کی ایک گولہ سے سات عورتین ایک دفعتہً مقتول و مجروح ہوئین۔ دور بین بستہ قیدیون پر

——— ۳۲ وین رجمنٹ کے ایک سپاہی ڈوڈسن کی بی بی

ننگی کرچ لگا کے ——— پہرہ دیتی رہی کہ قیدی ——— بھاگ نہ سکے مگر جب ——— تو مرد پہرہ دینے آیا تو وہ بھاگ گیے۔ غرض جب سے کہ دنیا مین لڑائی کا آغاز ہوا ہے کانپور کے لڑنے والون کی بی بیون اور بیٹیون نے جو اپنی بہادری اور صبر و تحمل کو دکھایا ہے وہ کبھی پہلے نہین دکھایا۔

بارکون کا جلنا

محاصرہ ایک ہفتہ تک جاری رہا تھا جس مین حصار مین بلا پر بلا زیادہ آتی گئی دو بارکون مین عورتین بچے اور ضعیف و ناتوان اور بیمار رہتے تھے انہین سے ایک بارک پر چھپر پڑے ہوئے تھے جسکے سر پر سب قسم کے گولے اور گولیان چل رہے تھے ہر طرح سے کوشش کر کے ان چھپرون پر کھپرے اور اینٹین لگائی گئی تھین مگر وہ اسکی محافظت کے لیئے کافی نہ تھین ایک رات کو اس بارک مین آگ لگی اور سب جلکر بھسمنت ہو گئی۔ یہہ ایک حادثہ بڑا جانکاہ تھا بیمارون اور زخمیون کو اس سبب سے

کہ انہین بھاگنے کی طاقت نہ تہی زندہ جلکر مردہ ہونا پڑا انکے ہمراہی انکو بچا نہین سکتے تھے اسواسطے
دشمن اپنی اس کامیابی سے خوش ہو ہو کر متواتر گولے و گولیان جلتی ہوئی بارک پر برساتے
تھے جسکے شعلے اندہیری رات مین انکے نشانے مارنے کے لیئے جگہہ بتلاتے تھے دو توپچی
مارے گئے لیکن بارک کا غارت ہونا ایک بڑا صدمہ جان خراش محصورین کے لیئے تھا
جسکے سبب سے بہت سی عورتین بے خان ومان ہوئین انکو دن رات کہلی زمین پر رہنا
پڑا انکی کچہہ حفاظت پال کے ٹکڑے اور صندوق کرتے تھے جو جلدی جلدی دشمنون کی متواتر
آتش فشانی سے غارت ہوتے تھے اور اس سے زیادہ یہہ اور مصیبت تہی کہ اس آتش زنی
سے اسپتال کا دوائی خانہ اور اسکے سارے آلات جراحی برباد ہو گئے پھر تو کوئی چیز موت اور
درد کی تکالیف سے بچانے والی باقی نہین رہی۔

اس آتش زنی کا ایک اور نتیجہ یہہ تہا کہ بعض وفادار کالے سپاہی بھی گورون کے ساتھ
اس حصار مین محصور تھے انکو اس بارک کے برانڈے مین رہنے کی اجازت دیدی گئی تھی
ایک بڑا پرانا افسر میجر صوبہ دار بہوانی سنگھہ دوسرے رسالہ کا تھا جسکا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین
کہ وہ زخمی ہوا تھا وہ حصار مین بھیجدیا گیا تھا اندر محاصرہ مین یہہ دلیر پیر گولی کے لگنے سے
مرگیا۔ ۵۳ وین رجمنٹ کے دس ہندوستانی افسر مع وفادار سپاہیون کے جنرل ویلر کے
کیمپ مین تھے اور باقی اور رجمنٹون کے وفادار نمک حلال سپاہی حصار مین تھے اور انہون نے
محاصرہ کے اول ہفتے مین کچہہ خدمات بہی انگریزون کی کین تھین۔ لیکن جب بارک جل گئی تو
انکے رہنے کے لیئے کوئی جگہہ نہین رہی۔ خوراک کا سامان تہوڑا رہ گیا تھا اگرچہ کوئی وجہ نہین تہی
کہ انپر اعتبار نہ کیا جاتا مگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ زیادہ تر بار بہ نسبت مددگار ہونے کے ہین اسلیئے
انسے کہدیا گیا کہ وہ حصار سے باہر جا سکتے ہین اگرچہ انکے لیئے حصار سے باہر جانے مین خوف
ہے مگر اس سے زیادہ خوف اندر رہنے مین ہے اسلیئے انہون نے اپنے گھر کی راہ لی انکی تعداد
اسّی یا سو تہی جنمین اکثر افسر تھے بعض رستہ ہی مین فنا ہوئے بعض اپنے دیہات مین پہنچ گئے
لیکن چند ہی ایسے تھے جو برٹش کیمپ مین ایک وقت کے بعد آئے جنہون نے محاصرہ کے
اول دنون کے تجربون کو بیان کیا ان سپاہیون کے کنبون کے لیئے سرکار کی طرف سے خاطرخواہ

حصار میں موت

پنشنین مقرر ہوئین -

دن بدن یہہ چھوٹا حصار ضعیف ہوتا جاتا تھا اور دشمنون کی آتش زنی زیادہ گرم ہوتی جاتی تھی - جو جلد مر گئے وہ بڑے خوش نصیب تھے تھیرس ڈون کلکٹر کانپور جنہون نے نانا صاحب سے عہد و پیمان کئے تھے انکی لاش انکی نوجوان بی بی کے پاؤن تلے پڑی تھی گولی کے لگنے سے انکی آنتین باہر نکل آئی تھین تھوڑے دنون بعد بی بی بھی خاوند کے سوگ سے مر کر فارغ ہوگئی جنرل کا بیٹا لفٹنٹ ویلر اپنے مان باپ بہن بھائی کی آنکھون کے سامنے گولہ سے مر گیا مسٹر لنڈ گولے سے زخمی ہوکر اپنی بی بی کے سامنے زندہ رہے پھر چند دنون کے فصل سے دونو میان بی بی مر گئے کرنیل ولیمس زخمی ہوکر اپنی بی بی اور بیٹیون کو حصار مین زندہ چھوڑ کے فنا ہوئے بی بی بھی چند روز مین زخمی ہوکر مر گئی کرنیل الیورٹ محاصرہ کے آخر مین بڑی بیرحمی سے مارے گئے کپتان ہلی ڈے بھی گولی سے مارے گئے - غرض جنرل کے بڑے بڑے افسر نہایت کام کے دشمنون کی پے درپے آتش باری کے سبب مارے گئے - بوڑھا جنرل تو بارکون کی پناہ مین بیٹھا ہوا احکام جاری کرتا تھا اور حصار کی محافظت کے عملی کامون مین خود جاکر کمتر حصہ لیتا تھا اب وہ اپنی آنکھون سے دیکھتا تھا کہ مین جنسے کام لیتا تھا وہ روز بروز کم ہوتے جاتے ہین اس سے وہ بڑا شکستہ دل اور جگر خستہ ہوتا تھا -

اس حصار کے مردے ایک کنوے مین ڈالے جاتے تھے اس مین تین ہفتے کے اندر ڈہائی سو مردے ڈالے گئے - اگر دشمنون کے مردونکا جو جلائے گئے یا گدھون اور گیدڑون کے لقمے بنے انکا شمار کیا جائے تو وہ انگریزون کے مردون سے کئی گنے ہونگے مگر انکا صحیح صحیح شمار ہونا ممکن ہے حصار مین ہاتھ تھوڑے سے تھے مگر بندوقین بہت تھین ایک ایک سپاہی پاس کئی کئی بندوقین بھری ہوئی تیار رہتی تھین جنکو وہ ایسا جلدی جلدی چلاتا تھا کہ دشمنون کو کبھی معلوم ہی نہین ہوا کہ حصار مین کتنے تھوڑے آدمی زندہ ہین - انگریزون کے پاس فقط حصار ہی نہ تھا جہان سے حملآورون پا سوت سلام کرتی جاتی تھی بلکہ اس سے باہر بارکین تھین جنکی طرف کہین کہین اوپر اشارہ کیا گیا ہے ان بارکون کی ایک قطار تھی وہ سب بنکر بالکل تیار نہین ہوئی تھین جنین سے کل پر یا بعض پر قبضہ رکہنا بہنا ہی ضرور اسلیئے تھا کہ اگر وہ دشمنون کے قبضہ مین ہوتین تو انگریزون کے نیچے حصار کو

بالکل تباہ کردیتین ان مین سے دو بارکون کو انگریزون نے اپنے رہنے کے لیئے درست کر رکھا تھا ان دو کے درمیان تیسری بارک تھی جسمین کنوان تھا اور اس مین مردے دفن کیئے جاتے تھے جنپر دشمن کا قبضہ انگریزون نے نہین ہونے دیا تھا جب دشمن حصار کے قریب آتا تو ان پناگاہون سے حصار کے دونو طرف ایسی گولیون کی بھرمار ہوتی کہ وہ بھاگ جاتا ان بارکون کے بڑے نامور بچانے والے جینکنس اور مشہور طامسن صاحب تھے اور ان نیک نامون پر لفٹنٹ گلین ول کے نام کا اور اضافہ ہونا چاہیئے جنہون نے سولہ گورون سے نمبر ۲ بارک کی حفاظت کی کہ وہ سخت زخمی ہوکر کام کے قابل نہ رہے - یہہ بارک انگریزون کی اقامت گاہ کی کنجی تھی یہان بڑی سخت کارزار ہوتی تھی اسلیئے زیادہ خونریزی ہوتی تھی جو جانباز سپاہی انگریزون کی رفلون اور بندوقون کی مار کے نیچے آجاتا تو اسکو ایسا ہی ایسی سزا ملتی کہ وہ پھر انگریزون کو تکلیف دینا نصیب کرنے آتا بعض اوقات ایسے اچھے موقعے ملجاتے کہ انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ حصار سے باہر نکلکر دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوک دیتی اور راہ مین جو اسکو ملتا قتل کرتی توپون مین خواہ میخین ٹھوکی جائین یا سپاہی قتل کیئے جائین مگر دشمنون پاس توپون اور سپاہیون کی وہ کثرت تھی کہ ایسے ایسے نقصان انکے بہاو مین بھی نہ تھے محاصرہ پر جتنی مدت گزرتی جاتی تھی اتنی محاصرین پاس تازہ سپاہ کی کمکین آتی جاتی تھین - اودھ کی دو رجمنٹین مع توپخانہ کے اور اعظم گڈھ سے ۱۷وین رجمنٹ باغی ہوکر کانپور مین باغیون سے مل گئین اور نئے ہاتھ بہ نسبت پرانے ہاتھون کے زیادہ کام کرنے لگے - برخلاف اسکے حصار مین ایک آدمی کا مارا جانا ایک آفت تھی اس لیئے کہ یہان کمک کی امیدین کی جاتی تھین مگر وہ کبھی پوری نہین ہوتی۔

۲۳ - جون ۱۸۵۷ء کو جنگ پلاسی پر ایک صدی پوری ہوتی ہے اس تاریخ کو ہندوون نے گنگا جلی پر اور مسلمانون نے قرآن پر قسم کھائی کہ یا آج لڑکر مر جائینگے یا فرنگیون کو بالکل مار ڈالینگے اور ان مین کسیکو زندہ نہین چھوڑینگے انہون نے بڑے زور شور سے حملہ کیا مگر مقابلہ بھی اسکا ایسا کیا گیا کہ وہ اپنے حملہ مین ناکام رہے سوار آگے بڑھکر آئے تھے جنکے گھوڑے بہت سے بیسوار ہو گئے پیدل مٹی بھری تھیلون کی آڑ بناکر بڑی احتیاط سے آگے بڑھے مگر تھیلون مین آگ لگی وہ جل گئے بہت سے وہ چھوڑ گئے جو اہل حصار کے کام مین آئے - غرض جیسی جنگ پلاسی مین

آج کی تاریخ فتحیابی انگریزون کی ہوئی تہی ایسی آج ہی دشمن پر ہوئی مگر ایک اور دشمن نے
منھ دکھایا جسکا ہٹانا توپ اور بندوق کا کام نہ تھا

تھوڑی سی سپاہ حصار نشین کو گرسنگی نے کترنا شروع کیا - وہ خوراک جو پچھلے دنون
مین نفرت کے قابل سمجھ کر پھینک دی جاتی تہی وہ اب نہایت مزہ دار سمجھ کر بڑی خوشی سے
کھائی جاتی تہی - گوشت کی پتیلیون مین سڑا ہوا گوشت اور مردار کا پکنا بھی برا نہین سمجھا جاتا
آوارہ کتون کی یخنی بنائی جاتی تھی بوڑھا گھوڑا جو قصاب کے کام کا ہوتا وہ بڑا مزہ دار گوشت
سمجھا جاتا تہا - اگر دشمن کے کسی بیل کو مار کر اسکی لاش حصار کے اندر آجاتی تو فتح کی سی خوشی
ہوتی لیکن جون کے آتشی مہینے مین گرسنگی سے زیادہ تکلیف تشنگی کی تہی - کنوان جس سے
پانی کھینچا جاتا تہا وہ دشمنون کی بندوقون کی چاندماری تہی پانی کے بدلہ مین جانین دی جاتی تہین
پیاسون کے مونھ ترکرنے کے لیئے مشکون و پکھالون مین پانی لانے کے لیئے جانین جاتین
مضبوط آدمی اور عورتین تو پیاس کی برداشت مین خاموش تھے مگر پانی کے لیئے بچون اور
زخمیون کے رونے کی آوازون کے سننے سے کلیجہ پھٹا جاتا تہا - جب بہشتی پانی لانے والے
سب قتل ہو گئے تو سپاہی سقے بنے کنوے سے پانی لانے کا کام جان جوکھون کا انہون نے
اختیار کیا - شیردل سولین جان میک کلوپ کنوے کے کپتان بنے ایک ہفتے کے بعد یہ جانجوکہون
کی خدمت بجالا کے گولی سے مارے گئے اپنی نزع کے وقت مین بہی اپنی خدمت کو بہولے نہین
انہون نے کہا کہ مین نے ایک لیڈی صاحبہ سے پانی لادینے کا وعدہ کیا تہا کوئی پانی لاکر
انکو پلادے - جب بہوک پیاس سے اسطرح آدمی ضائع ہونے شروع ہو گئے تو ناامید
اسیدین کرنے لگا کہ اب عنقریب حصار کا کام تمام ہونے کو ہے -

جب محاصرہ شروع ہوا تہا اسیر تین ہفتے کے قریب گذر چکے تھے - یہہ تین ہفتے ایسے درد والم
رنج و غم کے گذرے تھے کہ جب سے دنیا مین رنج و غم نے قدم رکھا ہے ایسے چند ہی بار وہ گذرے
ہونگے کوئی کمک و امداد سپاہ اسکے لیئے نہ آئی - اب یہ توقع کرنی کہ اضلاع زیرین سے امداد
سپاہ آئیگی ایک خواب و خیال تہا - حصار مین تعداد اتنی کم ہو گئی تہی کہ اس سے ڈر لگتا تھا کہ نہیں
کام کی نہبین رہی تھین گولہ باروت سب خرچ ہو چکا تہا - بھوکا پیاسا مرنا آنکھون کے سامنے

نظر آتا تھا۔ حصار کو ویر تک دشمنون کے ہاتہون سے جیسا سپاہئے رکہنا ناممکن تھا۔ ایسے ہی بال بچون عورتون کو ساتھ لیکر اس سے باہر نکل جانا ناممکن تھا۔ ایک بڑی مایوسی کا سایہ سر پر چھا رہا تھا اس حالت زار مین نانا کا پیغام ایک عیسائی عورت لائی جو ایک کاغذ کے پرچہ پر عظیم اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اسکا عنوان یہہ تھا کہ نہایت رحم دل عالی جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا کی رعایا اسکا مضمون یہہ تہا کہ تمام وہ آدمی جو لارڈ ڈلہوزی کے ایکٹون سے کسی طرح کا تعلق نہین رکھتے اگر وہ اپنے ہتھیار رکھ دینگے تو خیر و عافیت کے ساتھ الہ آباد پہنچا دئے جائینگے۔ تمام سپاہ حصار نشین مین ایک سپاہی ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے تئین حوالہ کرنے سے جہجہکتا نہ ہو وہ دغا باز مرہٹے کے پاؤن مین ہتھیار رکہنے سے تلوار ہاتھ مین لیکر مرنے کو سو دفعہ اچھا جانتا تہا۔ سر ہیو ویلر نے اس حوالہ کرنے کے برخلاف آواز نکالی۔ اس انگلش جنرل کے نزدیک حصار کے چھوڑنے کی تذلیل اٹھانے کے آگے موت کی تلخی کا چکھنا کوئی بات نہ تھی اسکو اب تک یہہ امید چلی جاتی تھی کہ اضلاع زیرین سے امداد سپاہ آئیگی اسکو نانا پر کچھ اعتبار نہ تھا تمام جوان افسر تا دم مرگ لڑنے کو تیار تھے کپتان صاحب مور صاحب اور وائٹنگ صاحب سے جنرل نے صلاح و مشورہ کیا تو انکے نزدیک اپنے تئین حوالہ کر دینے مین بہتری تھی انکو کچھ اس مین اپنا خیال نہین تھا۔ اگر حصار مین صرف مرد ہی ہوتے تو وہ نہایت عمدہ مردانہ طریقہ کے اختیار کرنے کی صلاح دیتے لیکن انہون نے عورتون اور بچون پر خیال کیا اور ان باتون کو سوچا جو دشمنون کے ہاتہون سے انپر واقع ہو سکتی تھین تو انہون نے اس امید پر توجہ کی کہ حوالہ کرنے مین جو اقرار کیئے جائینگے تو آیندہ ہولون سے جو گذشتہ ہولون کی نسبت بہی زیادہ ہونگے نجات ہو جائیگی۔ یہان بیمارون اور زخمیون کا بہی بڑا گروہ تھا جو نہ چھوڑا ہی جا سکتا تھا نہ مقابلہ کرنے والے دشمن کے آگے سے کہین اور جا سکتا تھا اس لیئے نانا نے جو شرائط پیش کین تھین انسے انکار نہین کیا گیا جو شخص پیغام لایا تہا اسی کے ہاتھ دشمن کے کیمپ مین یہہ جواب بہیجا گیا کہ ویلر اور بڑے بڑے افسران شرائط پر جو نانا نے انکے روبرو پیش کین غور و خوض کر رہے ہین دوسرے دن لڑائی تھمی رہی اسکی صبح کو عظیم اللہ اور جوالا پرشاد حصار کے قریب آ گئے اور ان پاس کپتان مور صاحب اور وائٹنگ صاحب اور مسٹر روچ پوسٹ ماسٹر

بالکل اس معاملہ مین خود مختار ہوکر گئے اس مجلس مین یہہ امر پیش کیا گیا کہ برٹش اپنے حصار کو اپنی توپونکو
اور اپنے خزانہ کو حوالہ کرین اور مع اپنے ہتھیارون کے ہر سپاہی اپنے توسدان مین ساٹھ گولیان
اور انکے لیئے بارود بھر کر باہر سفر کرین اور اسکے عوض مین ناناہ یہہ اقرار کرتا ہے کہ وہ دریا کی
طرف انکو صحیح وسالم لے جائیگا اور وہان عورتون اور بچون و بیمارون و زخمیون کے لے جانے کو
لیئے کافی گاڑیان تیار ملینگین - گھاٹ پر کشتیان بھی تیار رہینگین کہ انکو گنگا مین نیچے کی طرف
لے جائین اور آٹا (بعض کہتے ہین کہ بھیڑ بکری بھی) اسقدر کشتیون مین رکھہ دیا جائیگا کہ
وہ سفر مین الہ آباد تک جانے کے لیئے کھانے کے واسطے کافی ہوگا - یہہ سب شرائط کاغذ پر
لکھی گئین اور عظیم اللہ کے حوالہ ہوئین اسنے نانا کے روبرو انکو پیش کیا دوپہر کے بعد باغیون کے
کیمپ سے ایک سوار پیغام لایا کہ نانا نے ان شرائط کو قبول کیا اسی رات کو سب آدمی حصار کو
خالی کردین تو اسکے برخلاف ویلر صاحب نے اپنی راے ظاہر کی اور مسودہ معاہدہ واپس بھیجا گیا
اور یہہ اطلاع دی کہ کل صبح کو حصار کا خالی کرنا ممکن ہے - اسپر نانا نے اپنی لاف زنی شروع کی کہ ہم
ہمالیہ کو ہلا سکتے ہین اور انگریزون کو ڈرایا اور انگریزون کو اسنے کہلا بھیجا کہ مین اب حفاظت گاہ تو
کے حال سے اور توپون کی کیفیت سے اور غلہ کی کمی سے خوب واقف ہون آپکی حفاظت گاہ پر
آگ برسا کر چند روز مین ایک آدمی کو بھی زندہ نہین چھوڑونگا - وائٹنگ صاحب اور مسٹر
طامسن صاحب پھر سے پیغامبرون پاس گئے اور پھر وائٹنگ صاحب نے کہا ہم کو یہہ خوف
نہین ہے کہ کبھی باغی اس قابل ہونگے کہ وہ ہمارے حصار مین داخل ہوسکین گے ابتک جتنے حملے
انہون نے کیئے ان سب کو ہم نے ہٹا دیا اگر وہ اپنی کثرت تعداد کے زور سے حصار مین داخل
بھی ہوجائین گے تو ہمارے پاس میگزین مین اتنی بارود ہے کہ اگر اس مین ہم آگ لگا دینگے
تو ظرفین کے سپاہیون کو وہ اڑا دیگا - اس تقریر نے اپنا اثر کیا کہ نانا نے کل تک انتظار کرنا قبول
کر لیا اور ایک اشراف آدمی مسٹر ٹوڈ صاحب جنہون نے اسکو پہلے انگریزی زبان پڑھائی تھی وہ
نانا پاس عہدنامہ لیکر سواد کوٹھی مین گئے اور اسپر اسکے دستخط کرا کر لے آئے -
نانا اپنے پرانے استاد کے ساتھ بڑے ادب و تعظیم کے ساتھ پیش آیا ایسے ہی جب جوالا پرشاد
اور دو آدمیون کے ساتھ بطور اول کے انگریزی کیمپ مین آیا تو جنرل ویلر کے ساتھ بڑی نرم نرم

باتین نباہین اور اسپر بڑا افسوس ظاہر کیا کہ آپ کو اس پیرانہ سالی مین پچاس سال کی حسن کارگزاری کے بعد یہہ مصیبتین جھیلنی پڑین جب آپ کی زندگی کے دن قریب آئے تو اس سپاہ نے جسپر نصف صدی سے آپ فرمان روائی کرتے یہہ برا دن دکھایا الحمدللہ کہ اب یہہ مصیبتین ختم ہوئین عنقریب سب بلاؤن سے نجات ہونے والی ہے ہر طرح سے احتیاط کی جائیگی کہ افسران انگریزون اور انکے اہل وعیال کو جب وہ دریا کی طرف جائین تو راہ مین کسی طرح کی اذیت نہ دیجائے جوالاپرشاد کے ہمراہیون نے اسی طرح کی خوش اخلاقی کی باتین افسرون سے کین رات کو توپین دشمنون کے حوالہ کی گئین انکے اوپر سرکار کمپنی کے پرانے گولا انداز جو جوالاپرشاد کے ساتھ آئے تھے متعین ہوئے

سویرے صبح کو حصار سے عورتین بچے اور سپاہی جو زندہ رہے تھے نکلے انکی شکلون پر مردنی چھائی ہوئی تھی وہ بڑے لاغر و ناتوان ہو گئے تھے لباس انکا پھٹا ہوا تھا۔ فاقون کے مارے خستہ و شکستہ حال تھے بعض زخمی تھے بعض کے بدن پر زخمون کے نشان تھے جہان سے یہ گروہ چلا تھا وہان سے دریا ایک میل تھا۔ مگر ان مصیبت زدون کے لیئے تو یہ ایک میل کا سفر ہی سفر سے کچھ کم نہ تھا۔ اکثر زخمی پالکیون مین سوار تھے۔ عورتین بچے بیلون کی گاڑیون اور چھکڑون مین سوار تھین یا ہاتھیون پر توانا آدمی پیدل چلتے تھے مگر سپاہ کی طرح نہین۔ مور صاحب اس غمزدہ سواریون کے آگے اور وائی برٹ صاحب پیچھے تھے پیرکہن سال ویلر اور انکی بی بی اور بیٹیان کشتیون مین گئین اسوقت انکے دل کے حال کو خدا ہی جانتا ہوگا کہ کیا اس مین امید اور اعتبار ہوگا۔ مگر بہت سے برٹش یہ جانتے تھے کہ اب ہم بلاؤن سے چھوٹے کشتیون مین سوار ہونے کی جگہ ستی چاورا گھاٹ ٹھہری تھی اسکے قریب ہردیو کا مندر تھا اس ایک میل کے سفر مین بعض سپاہی اپنے پرانے افسرون سے باتین کرتے تھے اور انکی بہادری کے بڑے ثنا خوان تھے اور انکے حال پہ بڑا تاسف کرتے تھے لیکن اکثر سپاہی انگریزون کے گرد جمع ہوکر برا کہتے تھے کرنیل و مسس الورٹ کو جو پیچھے رہ گئے تھے انکے اپنے ہی سپاہیون نے مار ڈالا۔

کشتیان دریا مین تیار تھین گرمی کے موسم مین دریا اترا ہوا تھا اسلیئے وہ کنارہ پر فاصلہ پر تھین

جنمین سوار ہونے کے لیئے پایاب پانی مین سے ہوکر جانا پڑتا تھا۔ یہ کشتیان معمولی بحری تھیں
جنپر پھوس کے چھپر پڑے تھے ان کشتیون مین سوار ہونے کے واسطے عورتون کو اپنے بچونکو
اپنے ہاتھون مین لیکر پانی مین جو انکے گھٹنون تک آتا جانا پڑتا تھا۔ تو نتیجے تھے کہ سب کشتیون
مین بیٹھ گئے۔ مگر ہر ایک کشتی انگریزون کے لیئے مسلح تھی جنمین فوج ہونے کے لیئے وہ سوار ہوئے
تھے ۔ نانا نے جیسا دغابازی کا کام یہہ کیا ہے ایسا دنیا مین کمتر ہوتا ہے۔ اس طرح کی دغابازی
توانکے باپ دادا سے ہوتی ہی ہے ان مین سے ایک نے جھوٹا بہانہ بنا کے سلطان سنجر کو بلا کر اپنی
تاک واک سے قتل کیا تھا ایسے ہی اسنے دوستی کے لباس مین ہزارون ہتھیار دل کو چھپا کر انگریزون کو
ہلاک کیا۔ سارے اسباب خون ریزی کے لیئے تیار رکھے تھے تانتیا ٹوپی نے اس قتل کا اہتمام اپنے
ذمہ لیا تہا وہ سارے احکام قتل کے جاری کرتا تھا عظیم اللہ اور نانا کے بھائی اور ٹیکا سنگھ جو رسالہ
کے نئے جرنیل بنے تھے اور بٹھور کے اور بڑے بڑے آدمی موجود تھے اور ضلع کے بہت سے
زمیندار اور شہر کے آدمی تماشا دیکھنے کے لیئے جمع ہو گئے تھے انہین اکثر آدمی جانتے تھے کہ کیا
ہونے والا ہے اور شاید وہ انگریزون کی اس تذلیل سے خوش ہو رہے تھے۔ غرض ایک میلہ
کی سی خوشی دکھائی ہو رہی تھی۔ سوارون اور پیدلون نے ایک اشارہ کے ہوتے ہی ذبح کرنا شروع
کر دیا ۔ اس ظلم وستم کا بانی مبانی تانتیا ٹوپی تھا۔ اس قسائی کا بیان جو نیچے لکھا جاتا ہے وہ
پڑھنے والون کو دلچسپ معلوم ہوگا وہ بیان کرتا ہے کہ نانا نے ایک انگریز ن کو پہلے گرفتار کیا تھا جنے
جرنیل کو ایک چٹھی مین یہہ مضمون لکھا کہ نانا کے احکام کی تعمیل سپاہی نہین کرینگے اگر آپ چاہین گے
تو نانا کشتیان بہم پہنچا کر اور آپ کے ہمراہیون کو جو حصار مین ہین الہ آباد تک پہنچا دیگا جرنل کے
پاس سے جواب آیا کہ جو انتظام کیا گیا ہے اسے پسند کرتا ہون اور اسی رات کو نانا پاس ایک لاکھ
روپیہ سے کچھ زائد جرنل نے بھیجے کہ وہ امانت رکھے دوسرے دن مین نے گھاٹ پر چالیس
کشتیان تیار دیکھین انہین کل جنٹل مین اور لیڈیون اور بچون کو کشتیون پر سوار کرا کے کشتیون کو
الہ آباد چلتا کیا۔ اس اثنا مین کل سپاہ جنمین لڑ بجا نہ بھی شامل تھا مسلح ہو کر دریا گنگ پر آموجود
ہوئے سپاہی پانی مین کود پڑے اور عورتون مرد بچون کا قتل عام کرنا شروع کیا اور کشتیون مین
آگ لگا دی انہون نے انتالیس کشتیان تار تار کر دین ایک کشتی نکال کر بھاگ گئی وہان پکڑی

گئی اور کانپور مین الٹی لائی گئی اور جو کچھ اسمین تھا وہ غارت کیا گیا چار روز بعد نانا نے کہا کہ مین بٹھور اپنی مان کی برسی کرنے جاتا ہون اس بیان مین سچی باتین بھی ہین اور اس مین یہہ بیان بھی کیا گیا ہے کہ جو اسنے اشارہ کیا تھا وہ کشتیون کی روانگی کے لیئے تھا اس امر کی تحقیقات کے لیئے شہادت جرح کے ساتھ لی گئی سب شہادتون کا نتیجہ ایک ہی تھا ایک گواہ نے کہا کہ مین نے اپنی موجودگی مین یہہ سنا کہ تانتیا ٹوپی نے ٹیکا سنگھ صوبہ دار رسالہ دوم کو جواب جرنیل مشہور ہو گیا تھا بلایا اور حکم دیا کہ دریا مین جاؤ اور کسی کو زندہ نہ چھوڑو دوسرے گواہ نے بیان کیا جہان تانتیا ٹوپی بیٹھا ہوا تھا اسکے قریب ہی مین ایک کونے مین چھپا کھڑا تھا مین نے اسکو ٹیکا سنگھ صوبہ دار رسالہ دوم معروف بہ جنرل سے یہہ کہتے سنا کہ تم سوارون کو حکم دو کہ دریا مین جاکر وہ سب یوروپین کو مار ڈالین اسکے حکم کے موافق وہ گئے اور دریا مین جاکر انہون نے انکو مار ڈالا اور گواہون نے بھی یہی بات بیان کی اور ایک نے اتنی بات اور اضافہ کی کہ قتل عام کے تمام احکام نانا دیتا تھا اور تانتیا انکی تعمیل کرتا تھا - اس مین ذرا سا شبہ نہین کہ سارے پاپ کے کام تانتیا ٹوپی نے کیئے -

فرنگی کشتیون مین بیٹھے ہی تھے کہ برے ارادے نمودار ہونے لگے - ایک بگل کی آواز سنائی دی - ہندوستانی ملاح کشتیون مین سوار ہوئے تھے اور دریا کے کنارہ کی طرف کھینے لگے - پھر توپون کے گراپ اور بندوقون کی گولیان دریا کے دونو طرف کے کنارون سے مسافرون پر چلنے لگین اور جلتے گولون سے چھپرون کے چھپرون مین آگ لگا دی کہ اسنے شعلے اٹھنے لگے غرض سب عیسائیون کے لیئے ایک ظالمانہ موت موجود تھی انمین جو مرد قوی تھے وہ کشتیون کے پیٹے کو اپنے کندہون سے دھکیلنے لگے کہ کشتیان منجدھار مین جائین مگر وہ سرکین نہین اور آگ پھیلنی شروع ہوئی بیمار اور زخمی جلکر خاکستر ہوگئے یا دہوئے سے انکا دم ایسا گھٹا کہ دم نکل گیا طاقتور عورتین بچون کو اپنے ہاتھون مین لیئے ہوئے دریا مین گئین توا پر گولیان چلائی گئین سوار انکے پیچھے دوڑے گئے اور تلوارون سے انکو مار ڈالا غشکی مین جو آئین انکو سنگینون سے مار ڈالا یا ان کو قید کر لیا تاکہ انکو اور زیادہ تکلیف پہنچا کر قتل کرین - ان ظلمون کا جسقدر بیان کم کیا جائے بہتر ہے - غرض جنرل کی اسی برس کی عمر کا لحاظ ان جھوٹے دم ہیون کا جو مادون کی چھاتی پر

لگے ہوئے تھے ان ظالمون کو رحم نہ آیا دریا کے کنارہ پر عیسائیون کا خون خوب دل کہول کے بہایا جب گہاٹ پر یہہ ہولناک کام ہو رہے تھے نانا کو یقین تھا کہ اسکے نائب دریا کے کنارہ پر سنگدلی کے کام بڑی چستی سے کر رہے ہونگے وہ چھاونی مین انکی خبر کا شائق بیٹھا تھا۔ کہتے ہین کہ اسکا دل بے چین تھا اور اپنی عادت کے موافق وہ کاہل ایک جگہہ بت بنا نہین بیٹھا تھا اودھر اودھر ٹہیل رہا تھا کچھہ دیر کے بعد ایک آدمی گھوڑے پر سوار خبر لایا کہ قتل عام ہو رہا ہے۔ انسان کا قلم یہہ نہین لکھہ سکتا کہ ان گہنٹون مین اسکے دل مین کیا گذر رہا ہوگا۔ اس کے قلب مین کچھہ تشنج ہوا ہوا اسنے یہہ خیال کیا ہوگا کہ زندہ انگریزون سے بہ نسبت مردون کے کچھہ کام نکل سکتا ہے اسکو رحم آیا ہو یا اسنے مکر کیا ہو کہ اسنے سوار کو الٹا بہیجا کہ وہ منع کردے کہ اب عورتین اور بچے نہ قتل کیئے جائین مگر کوئی انگلش مین زندہ نہ چھوڑا جائے۔ غرض اس حکم سے قاتلون نے ذبح کرنے سے ہاتھہ روکا اور ایک سو پچیس [۱۲۵] عورتون اور بچون پر اپنا ہاتھہ نہین صاف کیا انہین بعض سخت زخمی تھے بعض ادھے گنگا کے پانی سے تر بتر کیچڑ مین لت پت تھے وہ کانپور کے جیلخانہ مین بھیجے گئے انکو مردون پر رشک آتا تہا کہ کاش ہم کیون نہ انکے ساتھہ مارے گئے۔

کانپور کی سپاہ حصار نشین مین سے جو زندہ رہے انہین سے بعض اپنی جان کے لیئے بہادری سے لڑے اور اپنی جانون کو بڑی قیمت لیکر بیچا۔ مضبوط تیراک دریا مین گئے مگر اکثر تعاقب کرنے والونکی آگ سے پانی کو سرخ کرکے ڈوب گئے بعض خشکی مین کنارہ پر یا ٹاپوؤن مین آئے اور اپنی تپنچونکو کام مین لائے جنسے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ ایک کشتی مین مور صاحب و انجی برٹ صاحب و اٹنگ صاحب ومنٹو میرسٹ طامسن صاحب و الحانیلش صاحب ڈلا فوس صاحب اور لیوٹن صاحب اور بڑی بڑی بہادر سوار تھے جنہون نے حصار کی محافظت مین بڑا نام پیدا کیا تھا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے کہ اس کشتی کے چھپر مین آگ بہی نہین لگی تھی اور وہ سب کشتیون مین ہلکی تھی اسکو بڑے زبردست قوی آدمی کندھون سے دھکیل کر دھار پہ لے گئے۔ مور صاحب اور الیش صاحب اور لیوٹن صاحب کشتی کے دھکیلنے مین مارے گئے مور صاحب کے دل مین گولی لگی تھی مردے یا قریب المرگ کشتی کی تہ مین پڑے ہوئے تھے اور جو زندہ تھے وہ بھوکے مرتے تھے۔ انہون نے چلتے وقت کہانے کے لیئے کشتیون مین کچھہ نہین رکھا تھا سوا اسکے کہ انکے ہونٹون کے نیچے گنگا چل جاتا تھا اور دعائین آہ و فغان

انکلی تھکین اور نہ گذرتا تھا۔ کشتی کے ہلکا کرنے کے لیئے مردون سے خالی کرنا بھی ضرور تھا اور گرمی کی شدت کے سبب سے انکے سڑنے سے اور خوف بھی تھا۔

۲۸-جون

کشتی مذکور کے تعاقب مین کانپور سے ایک کشتی مین پچاس یا ساٹھ مسلح سپاہی سوار ہوکر روانہ ہوئے انکو حکم تھا کہ کشتی مین ایک آدمی کو زندہ نہ چھوڑین وہ انگلش بہادر جوانمردون نے گو وہ بیدم بھوکے پیاسے وزخمی ہو رہے تھے انکو دیکھکر یہہ انتظار نہین کیا کہ ہم پر وہ حملہ کرین بلکہ خود انہون نے مسلح ہوکر انپر حملہ کیا جو انکو قتل کرنے آئے تھے۔ انمین سے بہت ہی کم آدمیون کو زندہ چھوڑا ہوگا جو جاکر اپنے تعاقب کی داستان سنائین یہہ کانپور کے جوانمردون کے لیئے آخر فتح تھی انہون نے دشمنون کی کشتی چھین لی جس مین انکو بمیگزین بہت ہاتھ آیا مگر ان کو تھوڑی سی خوراک چاہیئے تھی وہ اپنی کشتی مین گئے جہان انکو گرسنگی سے کشتی لٹانی پڑی جو انکو بیجان کئے دیتی تھی کشتی کو مردے سے ہلکا کرتے جاتے تھے۔

۲۹-جون

رات آئی جو زندہ رہے تھے وہ سو گئے جب سو کے اٹھے تو ہوا تیز تھی کشتی دھارے سے پرے چلی گئی۔ اندھیرے مین معلوم نہین ہوا کہ کشتی کدھر جاتی ہے۔ بعض بیداری مین نجات کے خواب دیکھ رہے تھے صبح کا جھلک دیکھتے ہی پاس ان پاس آئی کشتی منجدھار سے ہٹکر ایسی جگہہ آگئی جہان دشمنون نے انکو دیکھ لیا اور بندوقون کی باڑین انپر چلائین وای برٹ صاحب باوجودیکہ انکے دونون بازؤن مین گولی لگی تھی انہون نے اپنا آخر حکم دیا تو میئو برے صاحب طامسن ڈلافوس کی ۳۲ و ۸۴ وین رجمنٹون کے کچھ سپاہی خشکی مین اترے اور اپنے حملہ آورون پر حملہ کیا اور سپاہیون کو اور انکے ساتھ جو گنوار دل تھا بھگا دیا اور پھر اپنی جگہہ پر واپس آئے تو دیکھا کہ کشتی چلی گئی چودہ[14] آدمی خشکی مین رہ گئے اور باقی انکے ہمراہی تری مین گئے۔

۳۰-جون اور ...

بس اب ایک دفعہ اور میئو برے۔ طامسن کو اور انکے ہمراہیون کو دشمنون کے مقابلہ مین ایستادہ ہونا پڑا گنگا کے کنارہ پر جب انہون نے دیکھا کہ ہم کشتی تک کسی طرح نہین پہنچ سکتے تو انہون نے مراجعت کی انکو ایک مندر نظر آیا جس مین وہ داخل ہو گئے اور دروازہ کو سنگینون سے بند کیا۔ حملہ آورون نے ایسا دیوانہ وار حملہ کیا کہ انکی لاشون کا ایسا پشتہ بن گیا کہ وہ مندر کے اندر جانے کے لیئے دشمنون کے واسطے ایک سدراہ ہو گیا۔ مندر کے اندر تھوڑا سا سڑا ہوا پانی انگریزونکو ملا

جسکو پیکر انہین لڑائی آئی اور انہون نے پھر ایسی بہادری اور دلیری سے دشمنون کا مقابلہ کیا کہ انکو
امید نہین رہی کہ ہم اپنے ہتھیارون سے انکو مندر سے باہر نکال سکینگے انہون نے نانا پاس خبر
بھیجی کہ انگریزی سپاہ ابہی باقی ہے جسپر فتح نہین حاصل ہوئی حملہ آورون نے مندر کے گرد پتے
اور لکڑیون کے گٹھے اکٹھے کرکے اس مین آگ لگائی کہ مندر کے اندر انگریز جل جائین لیکن تائید
ایزدی ایسی ہوئی کہ ہوا ایسی مخالف چلی کہ اسنے شعلون اور دھوئون کو مندر کی طرف نہین جانے دیا
تو پھر دشمنون نے چنگاریون پر بارود کی تھیلیون کو لاکر رکھا تو ناگزیر انگریزون کو مندر کے اندر سے
بھاگنا پڑا - انہون نے دشمنون پر گولیون کی باڑ ماری اور سنگینین چلائین چودہ مین سے
سات مارے گئے اور سات جان بچاکر دریا کے کنارہ کی طرف بھاگے اس بھاگنے مین بھی تین
مارے گئے چار انمین بڑے زبردست پیراک تھے وہ دریا کے اندر گئے دریا کی دھار نے
بھی انکے پیرنے مین مدد کی کہ انکا تعاقب کرنے والون سے پیچھا چھوٹا - یہہ چار صاحب مسٹر
ٹامسن اور ڈیلافوس اور سپاہی مرفی اور سلیوین تھے وہ زندہ دریا کے کنارہ کے
قریب پہنچے جہان انکی گردن تک پانی تھا - کنارہ پہ کچھ دہوپ مین پڑے اینڈ رہے تھے
کہ آدمیون کے پاؤن کی آہٹ سنکر وہ دریا کے اندر چلے گئے انگریزون نے بھی دریا مین
غوطہ لگایا جب اسسے نکلے تو انہون نے سنا صاحب صاحب کیون آپ تیرتے ہین ہم آپکے
دوست ہین تو انہون نے جواب دیا کہ ہم کو دوستون نے ایسی دغائین دی ہین کہ ہمکو کسیکا اعتبار
نہین رہا ہے تو ہندوستانیون نے اپنے ہتھیار لیکر الگ رکھدیئے کہ انگریزون کو اعتبار
آئے اس سبب سے کچھ ضعیف سی امید ہوئی کہ شاید ہندوستانی اپنی بات کے سچے ہون
تو وہ کنارہ پر تیرتے ہوئے آئے جب وہ پایاب پانی مین آئے تو انکی حالت ایسی خستہ تھی کہ
ہندوستانیون نے انکو ہاتھ پکڑکر باہر نکالا وہ چھ میل تک بغیر ایک لمحہ کے دم لینے کے تیرتے
آئے تھے وہ دریا سے ننگے منگے نکلے انکی جلدین دہوپ مین جلنے سے کالی ہوگئی تھین انکو آدمی
قریب کے گاؤن مین لے گئے دوسرے دن مہاراجہ درگبجے سنگھ کے قلعہ مین لے گئے مہاراجہ
نے انکو تین مہینے تک اچھی طرح رکھا اور پھر جنرل ہیولک کے لشکر مین جو الہ آباد سے کانپور جاتا تھا
بھیجدیا یہین یہہ چار انگریز سلامت رہے جنکا تذکرہ کی ساری داستان اپنے اہل وطن کو سنائین

ان چار بہادرون کی جان تو اسطرح بچی اب انکی ہمراہی جو کشتی مین گئے تھے انکا صحیح صحیح حال نہین دریافت ہوسکتا سوا اسکے کہ کشتی گرفتار ہوئی اور سپاہیون کے ایک جم غفیر مین کشتی سے خشکی مین انگریز اتارے گئے اور دریا کے کنارہ پر سے پرانی چھاونی مین انہی کے قریب مصیبت زدہ عیسائی جنمین مرد عورتین بچے تھے لائے چھکڑون مین بٹھا کے کانپور مین لائے گئے۔

نانا خود انکی مصیبت کو دیکھ کر دل خوش کرنے گیا اسنے حکم دیا کہ مرد ابھی مارے جائین اور عورتین اور بچے جیلخانہ مین بھیجے جائین۔ مردون کے قتل کے وقت ایک لیڈی اپنے بچے کو ساتھ لیکر خاوند کے پاس کھڑی ہوگئی جب اسسے الگ ہونے کو کہا تو اسنے کہا کہ مین وہین کھڑی رہونگی جہان میری قوم کے آدمی کھڑے ہین بچہ اسسے مانگا گیا تو اسکے دینے سے بھی انکار کردیا۔ جب ان مردون کے قتل کے لیئے بندوقین بھری گئین تو انگلش افسر نے جسکے پاس دریا کے سفر مین ہمیشہ نماز کی کتاب رہی تھی اجازت مانگی کہ مین دعا ان اپنے رفیقون کے سامنے پڑہون اسکو پڑہنے کی اجازت دی گئی اسنے بندوقون کی آوازون اور آدمیون کے غل غپاڑے مین عیسائیون کی نجات پانے کی نوید سنائی جسکو وہ سنتے ہوئے دوسری دنیا مین چلے گئے عورتین و بچے ان قیدیون مین بھیجے گئے جنکو دشمنون نے اسلیئے قید کر رکھا تھا کہ خوب مزے لے لے کر انکو قتل کرین۔

اب نانا بڑی خوشی خوشی بٹھور مین آیا محل مین گیا اور دوسرے دن بڑی دھوم دھام کروفر وشان وشوکت سے مسند پر بیٹھا اور راجائی کا ٹیکا دستور کے موافق لگایا گیا۔ نقارخانون مین خوب نقارے بجے توپون کی سلامی اتری شہر مین روشنی ہوئی آتش بازی چھوٹی۔ رقص سرود کی محفلین آراستہ ہوئین مگر بیٹھا اسکے راج گدی پر بیٹھتے ہی سر پر اولے پڑے۔ وہ آخر کو اورون کے ہاتھ کا ایک نالکا اوزار بنا اسکے پاس جلدی سے خبر آئی کہ کانپور مین اسکی غیر حاضری کے زمانہ مین اسکی حکومت مین فتور آیا اور مسلمانون کا گروہ غالب ہوگیا۔ ابتک ہندوؤن کو مسلمانون پر اس سبب سے غلبہ تھا کہ کوئی مسلمانون کا سرگروہ نہ تھا لیکن ایک بڑے عمدہ نواب نے نے صاحب مسلمانون کا بڑا لائق سردار بنا اسنے محاصرہ مین کارہائے نمایان کیئے تھے ابتدا غدر مین نانا نے اسے مقید کیا تھا اور اسکا سارا گھربار لوٹ لیا تھا لیکن پھر دونو مین آپسمین اتفاق و اتحاد ہوگیا اور نواب کو سپہ آرا نانا نے مقرر کیا نواب ریگنٹ کورٹ مین ایک نوبجا پر حکمرانی کرتا تھا وہ اپنی گاڑی مین سوار ہوکر آتا تھا اور کرسی پر بیٹھا

زرق برق لباس پہنکر بیٹھتا اور تلوار ہاتھ مین لیتا دوربین ہاتھ مین رکھتا جیسا نواب کے توپخانہ سے
حصار مین نقصان ہوا ایسا کسی اور توپخانہ سے نہین ہوا۔ اسکے پاس ایسے کاریگر ہوشیار آدمی تھے
کہ وہ رال کے گولے بنا کے چھوڑنے جانتے تھے جن سے کبھی انکے چھوڑنے والون کی جانون کا
بھی نقصان ہوجاتا تھا اس رال کے گولے ہی سے بارکون مین آگ لگی تھی جسکے سبب سے نانا
ایسا خوش ہوا کہ نواب کو پانچ ہزار روپے تحفۃً بھیجے۔ یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ کانپور کا گورنر
نواب ہوگیا مسلمان نواب کی بڑی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ چارون طرف سے مسلمان اس
پاس جمع ہوگئے۔

نواب کی طرف سے تو نانا کو کھٹکا لگا ہوا ہی تھا کہ اب اس پاس ایک اور خطرناک خبر یہہ آئی کہ الہ آباد سے
انگریزی سپاہ آرہی ہے جو انتقام لینے کے لیے بڑی سرگرم ہے اور اپنے دشمنون کے خون کی
پیاسی ہے یہہ بھی سنا کہ گورون کو جو کالے سڑک پر ملے انکو انہون نے پھانسی دیدی۔ غرض اب
سخت کارزار کا وقت عنقریب آگیا تھا کانپور کے باشندون پر یہہ خوف ایسا طاری ہوا کہ وہ اپنا
گھر بار چھوڑ چھاڑ دہات مین چلے گئے اور سپاہیون نے جنکا ایسی حالت مین دستور ہے بڑے
بڑے انعام مانگنے شروع کیے اور نانا کے بخل کی شکایتین کرنی شروع کین نانا جولائی کے مہینہ مین
شہریون اور سپاہیون کی بڑی خوشامد کی باتین بناتا رہا اور انکو بہت روپے دیتا رہا اور سونے کے
کڑے سپاہیون کو پہناتا رہا۔

کانپور مین نانا جو اپنے نائب چھوڑ آیا تھا انہون نے اسکو بلایا وہ ۲ جولائی کو آیا اور ہوٹل مین
ٹھیرا یہان ناچ رنگ مین مصروف رہا ایک مشہور کسبی سلطانہ کے ساتھ عیش اڑاتا اور شراب پیتا رہا
اسطرح اپنے افکار اور ترددات کا بار دل پر سے ہلکا کرتا رہا۔ روز بروز جاسوس خبر لانے لگے کہ گورون
کی پلٹنین قریب آتی جاتی ہین اسنے اپنے افسرون کو حکم دیا کہ وہ لڑنے جائین اسنے یہہ عجیب اشتہار
دیا کہ آدمیون کو یقین کرنا چاہیئے کہ انگریزون کا سارا گھمنڈ خاک مین مل گیا ہے اور انکے سپاہیون کو
زبردست قومون نے مغلوب کرلیا ہے یا مشیت ایزدی سے وہ سمندر مین ڈوب گئے ہین۔ نانا نے
اور اسکے نائبون نے کسی جھوٹ کو نہین چھوڑا جسکی کوئی نہ کوئی صورت بنا کر مشہور نہ کی ہو تا کہ لوگون کی
دل بھی اس یقین سے ہو کہ اب خستہ حال انگریزون سے کسی بات کی امید یا دہشت نہین ہے

جولائی کا مہینہ جب آگے بڑھا تو نانا پاس اضلاع زیرین سے خبر آئی کہ انگلش بڑھے چلے آتے ہین - یہ سنکر پیشوا اپنے عیش و عشرت مین بھی خوف کے مارے لرزان ہوتا تھا - پیشوا نے پہلے اس سے کہ گنگا کے کنارہ پر اسکی حکومت کا خاتمہ ہوا انگریزون پر ایک اور فتح پائی جسکا نیچے ذکر ہوتا ہے -

بی بی گڈھ مین قیدی

یہہ فتح بیچاری عورتون اور معصوم بچون پر تھی جو آسانی سے حاصل ہوگئی - انگریزی قیدی سواد کوٹھی سے اس چھوٹی سی کوٹھی مین آگئے تھے جو ایک افسر نے اپنی ہندوستانی بی بی کے لئے بنائی تھی اس لئے اسکا نام بی بی گڈھ تھا اور بالفعل اس مین ایک غریب یورپئین رہتا تھا اس مین اتنا اسباب نہ تھا جتنا ایک کنبے کے لئے ہوتا ہے اب اس مصیبت کدہ مین بھیڑون کی طرح ذبح ہونے کے لئے دو سو عورتون و بچون سے زیادہ بند ہوئے اسوقت قیدیون کی تعداد باہر کے قیدیون کے آنے سے بڑھ گئی تھی جسوقت کہ کانپور مین عیسائیون پر مصیبتین نازل ہو رہی تھین جو اوپر بیان ہوئین تو فتحگڈھ مین جو شہر فرخ آباد کے قریب ہے اور وہان برٹش ملٹری سٹیشن تھا عیسائیون پر ایک بہت برا وقت آیا تھا - فرخ آباد گنگا کے کنارہ پر کانپور سے اسی میل کے فاصلہ پر ہے - جون کے اول ہفتے مین یورپین کو معلوم ہوا کہ فتحگڈھ مین ٹھہرنے کی اندر جانون کے جانے کا بڑا خطرہ ہے انکو جون کے اول ہفتے مین کانپور کا حال معلوم نہ تھا بہت سے انگریز کشتیون مین سوار ہوکر کانپور کی طرف اس امید مین چلے کہ یہان کی بڑی چھاونی مین امن سے رہینگے ____ فتحگڈھ کا حال ہم جدا بیان کرینگے صرف یہان یہ بیان کرنا کافی ہے کہ جو انگریز کشتی مین روانہ ہوئے انپر رستہ مین حملہ ہوا اور جب ایک کشتی کانپور کے قریب آئی تو نانا کے آدمیون نے اسکو گرفتار کرلیا اور اس مین سے غریب بیکس آدمیون کو کھینچکر اور باندھکر نانا کے قدمون کے تلے لے گئے سب کے سامنے کل مرد سوار تین کے قتل ہوئے اور عورتون اور بچون کو بی بی گڈھ مین قیدیون کی مصیبت بڑھانے کے لئے بھیجدیا - اس قیدخانہ مین قیدیون کا بڑا ہجوم ہوگیا کھانے کو دال چپاتی ملنے لگی جب انسے یہہ نہ کھائی گئی تو گوشت جسکی قیمت دال کے برابر ہوتی ملنے لگا - خاکروب قیدیون کو کھانا کھلاتے تھے - غرض انکی مصیبت قابل برداشت نہ تھی - ہیضہ اور اسہال قیدیون مین شروع ہوا انسے وہ مرنے شروع ہوئے

پھر عورتون کی یہہ تذلیل کی گئی کہ نانا کے گھر مین دو دو کرکے چکی پیسنے کے لیئے بلائی گئین - ایک
مرہٹے کے گھر کے صحن مین فرمان روالیون کی عورتون کے چکی پیسنے نے قومی ذلت کو اپنی حد پر
پہنچا دیا - ان عورتون کو چکی پیسنے مین یہہ غنیمت تھا کہ وہ کچھ آٹا اپنے بھوکے بچون کے لیئے بی بی گڈھ
مین لے جاتی تھین بی بی گڈھ نانا کے مکان کے قریب تھا جسمین اسکے گانے ناچنے کی
آوازین و شعلون کی روشنیان آتی تھین اسکے گھر کے نیچے ایک دشمن نہایت ضعیف تھا جسپر حملہ
بے مزاحمت ہوسکتا تھا اور وہ آسانی سے غارت ہوسکتا تھا لیکن ایک دوسرا دشمن الہ آباد سے
چلا آتا تھا جسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ ہر شخص کو مارتا چلا آتا ہے اسے لڑنا مشکل تھا - بہت سی
سوار اور پیدل اور توپخانے بھیجے گئے کہ وہ جاکر انگریزون سے جو بڑھے چلے آتے ہین لڑین ابھی
نصف جولائی نہین ختم ہوا تھا کہ خبر آئی کہ انکو شکست فاش ہیولوک صاحب نے دیدی صاحب
ممدوح کی نوجوانی کی امیدین پوری اور جوانی کی دعائین قبول ہوئین کہ وہ سپاہ کے سالار بننے
کے لیئے زندہ رہے اور فتح حاصل کرکے اپنے نام سے مراسلہ بھیجا ✤

باب سوم

سفر کانپور کی طرف

جب جنرل ہیولوک کو کانپور کی حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو انہون نے رینالڈ کی سپاہ کو لوہنگا
مین ٹھیر جانے کا حکم بھیجا اور کلکتہ سر پیٹرک گرینٹ کو یہہ تار بھیجا کہ کانپور ہمارے ہاتھ تلے سے
نکل گیا وہ مراسلت کی لاین مین ایک بڑا مقام تھا اور وہان سے لکھنؤ مین امداد ہوسکتی تھی -
موسم ایسا ہے کہ نہایت مشکل ہے کہ منقطع راہون مین لڑائیان ہوسکین اسواسطے میرا یہہ اول فرض
ہے کہ کانپور پر قبضہ کرلین جسکے پورا کرنے مین اپنی سب طرح کی کوشش کرونگا مین ٹرنک روڈ پر سفر
فوراً اسیوقت کرونگا کہ چھ سو پچاس پیدل اور چھ توپون کا توپخانہ باسامان سامان میرے پاس
آجاویگا - لفٹنٹ کرنیل نیل جسکے اوصاف کی مین پوری تعریف نہین کرسکتا وہ میرے پیچھے ایک اور کالم
کے ساتھ جب سب سامان سفر درست ہوجایگا روانہ ہونگے قلعہ سنا سب انھون کے حوالہ کیاجایگا -

ہیولوک صاحب کا ارادہ تھا کہ ۴ - جولائی کو سفر کرین - لیکن سامان سفر مہیا نہ ہوسکا اس لیئے
۷ - جولائی کو سفر شروع ہوا - بڑا کام کرنا تھا اسکے لیئے بہت لشکر تھوڑا تھا ایک ہزار یوروپین پیدل
تھے جنہین بعض ری کروٹ تھے ایک سو بیس بریزیر سے کے سکھ تھے اور ایک توپخانہ چھ توپون کا
تھا اور گھوڑے سوار وولنٹیر تھے جنمین اٹھارہ صاحب شمشیر تھے مگر انمین سے ہر ایک ایسا لائق
تھا کہ پانچ پانچ سپاہیون کے برابر تھا اکثر انمین باغی سپاہ کے نوجوان ملیٹری افسر اور بند کھیلوں
سول افسر تھے - جنرل ہیولوک صاحب کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ انکے ساتھ بڑے بڑے
دلاور افسر لفٹنٹ کرنیل فریزر ٹیٹلر صاحب   کوارٹر ماسٹر جنرل اور کپتان سٹورٹ صاحب
ایڈجوٹنٹ جنرل تھے انکی برابر لائق اور افسر نہ تھے -
جب جرنیل ہیولوک کے برگیڈ نے الہ آباد سے دوپہر سفر کیا ہے تو موسلا دھار مینہہ برسنا
شروع ہوا جسنے سفر کرنا مشکل کردیا اس دن زیادہ سفر نہین ہوسکا بہت سے سپاہی ایسے تھے
کہ انکو اسطرح سفر کرنے کی عادت نہین تھی وہ پیچھے رہ گئے انکے پاؤن دکھنے لگے مگر ہیولوک
صاحب نے آگے سفر کیا کانپور سے باغیون کی سپاہ انسے لڑنے کے لیئے چلی آتی تھی اس لیئے
انکو اس سفر کی ضرورت بڑہتی جاتی تھی - ۱۱ - ۱۲ جولائی کو جنرل ہیولوک کی سپاہ رینالڈ کی
سپاہ سے جاملی - سپاہیون کو آپس مین ملنے کی بڑی خوشی ہوئی - بلندہ مین فتح پور سے چار میل
لشکر کا قیام ہوا -
سپاہ تھکی ہوئی تھی اسکے پاؤن دکھ گئے تھے ہیولوک صاحب اسکو آرام دینا ضروری جانتے
تھے جسسے وہ پھر تازہ دم ہو بس سپاہ ہتھیار کھول کے اپنے صبح کے کھانے کے لیئے تیار
ہورہی تھی کہ جنرل کے پاؤن کے قریب ایک گولہ آنکر پڑا کرنیل ٹیٹلر صاحب دشمن کا مقام دیکھنے
گئے بعض جاسوس انکو ملے جنہون نے ہنری لارنس کا پرچہ لکھا ہوا دیا کہ فتحپور مین باغی جمع
ہین بس سب سپاہ حاضری کو چھوڑ چھاڑ میدان جنگ مین گئی دشمن نے بھی یہہ جانکر کہ انگریزونکی
سپاہ ہاری تھکی ہوئی آئی ہے اسپر جلد حملہ کرنا چاہا - لڑائی ہوئی نانا کی عمدہ سپاہ جو چہل کا میاب ہو
پھولی ہوئی تھی شکاری کتون کی طرح لپک کر آئی مگر انگریزی سپاہ کی بندوقون اور توپون کے
گرالون کے آگے نہ ٹھیر سکی اپنی توپین چھوڑ کر بھاگی اور انگریزون کو پوری فتحیابی حاصل ہوئی -

پہلی لڑائی مین باغیون کا سارا غرور ڈھ گیا اس اول فتح نمایان کی خبر سننے سے انگریزون کے ہر بنگلہ ہر کوٹھی مین خوشی ہوئی جنرل نے سپاہیون اور افسرون کا اور زیادہ تر خدا کا شکر ادا کیا۔ اور انگلستان مین جب خبر پہنچی تو ہیولوک کا نام اسکے تمام کوچہ و بازارون کے گوشون اور سراہن لوردٹر لکھا گیا۔

فتح پور کا حال

فتح پور مین ہیولوک صاحب کی اول فتح تھی اسی شب کو انہون نے اپنی بی بی کو یہہ چٹھی لکھی "کہ اپنے سکول کے چھوڑنے کے بعد مین بار بار جو دعائین مانگتا تھا وہ آج پوری ہوئین کہ مین اس لڑائی مین فتحیاب ہوا جسکا مین میر لشکر تھا۔ دشمن نے بڑے کیمپ پر حملہ کیا ہم اسسے لڑے اور دس منٹ مین لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ بیہودہ شیخی نہین مارتا۔ خدا تعالے کا شکر بھیجتا ہون جسنے مجھے فتحیاب کیا مین نے چار گھنٹے مین گیارہ توپین چھین لین اور دشمن کی کل سپاہ کو برباد کر دیا"

اس لڑائی کی نسبت "تانتیا ٹوپی" کا بیان جو سب سے زیادہ معتبر ہے یہہ ہے کہ سپاہ چاہتی تھی کہ فتحپور نانا اسکے ہمراہ جائے مگر اسنے انکار کر دیا اور یہہ کہا کہ مین اور نانا دونو کانپور مین رہین گے اور اسکا ایجنٹ جوالا پرشاد لشکر کے ہمراہ فتحپور جائیگا مگر دوسرے رسالہ کا صوبہ دار اسکے ہمراہ ہوگیا اور اسوقت الہ آباد کا مولوی "لیاقت علی" بھی نانا کے گروہ سے آن ملا تھا۔ ایک گواہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکا سنگھ جنرل اور الہ آباد کا مولوی اور جوالا پرشاد اس لشکر کو میدان جنگ مین لڑا رہے تھے۔

فتح پور مین خزانہ پر پہرہ چھٹی رجمنٹ کے ساٹھ ستر سپاہیون کا تھا مئی کے آخر مین ۵۶ وین رجمنٹ کا بڑا حصہ مع دوسرے رسالہ کے بعض سوارون کے فتحپور مین باندہ کا خزانہ لایا اور الہ آباد کے پاس سے گذرا بغاوت کی کوئی بڑی علامت ظاہر نہ تھی سارے کام سرکاری بدستور ہورہے تھے مسٹر رابرٹ ٹیوڈر ٹکر صاحب جج تھے جو سچے عیسائی اور پکے مسیحی تھے۔ انہون نے فتحپور کے دروازہ پر چار پتھر کے مینار کھڑے کئے تھے اور انپر سے دو پر احکام عشرہ اور دو پر عقائد مسیحی کندہ کرائے تھے تاکہ ہندوؤن مسلمانون کو مذہب عیسائی کے عقائد سے اطلاع ہوجائے۔ انہون نے لوگون کے عیسائی بنانے مین کوشش کی اور کسی نے انکو ستایا نہین انکی مہربانی اور فیاضی ایسی تھی کہ سب قسم کے آدمی انکو عزیز رکھتے تھے اور غریب پرور

جانتے تھے وہ محتاجون اور بیمارون کے مائی باپ تھے وہ اس بات سے بڑے خوش تھے کہ
انکی بی بی بچے اس مصیبت کے زمانہ مین ولایت مین تھے وہ تنہا تھے۔

۹ ۔ جون کو یہان الہ آباد اور کانپور سے باغیون نے آنکر ایک طوفان برپا کیا۔ ہندو مسلمان دونون
انگریزون سے لڑنے کو کھڑے ہوئے مسلمانون نے زیادہ شورش مچائی ۔ سپاہیون سوارون نے
تمام اضلاع مین وند مچائی مسلمانون نے شہر کے وسط مین سازش کی ۔ خزانہ لوٹا گیا ۔
جیلخانہ توڑا گیا ۔ کچہریان و سرکاری مکانات اور دفتر کے کاغذات جلائے گئے تمام انتظام جاتا
رہا پولیس باغیون سے مل گیا تمام یورپین افسر بھاگ کر باندہ مین چلے گئے اور سلامت رہے لیکن
ٹکر صاحب اپنی جگہہ پر قائم رہے انہون نے اپنی جان جانے کی کچھ پروا نہین کی جب تک انکے
دم مین دم رہا وہ اپنی گورنمنٹ کے لیئے جان قربان کرنیکو فرض سمجھا کیئے اگر انکے بھائی ہنری ٹکر
کمشنر بنارس تو سوار ہٹر کے کوئی اور ہتھیار نہین رکھتے تھے مگر ان پاس کوئی بندوق تھی
وہ مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور چار سوار اردلی مین انکے پیچھے ہوئے چند باغیون کو
بازار مین انہون نے مارا اور خود زخمی ہوئے ۔ وہ اپنی کچہری کی چھت پر تھے کہ باغیون نے
اپر حملہ کیا انہون نے اپنی بندوق کو بار بار پھر کر ان حملہ آورون کو مارا اور بعد اسکے خود قتل ہو گئے
وہ اپنی بہادری کی یاد چھوڑ گئے ہندوستانیون مین اب تک ذکر ہوتا ہے کہ اپنی گورنمنٹ
کے جان نثار دلاور ایسے ہوتے ہین جیسے کہ ٹکر صاحب تھے انکے مارنے والون بدمعاشون کو
جب ہندوؤن نے لعنت ملامت کی کہ ایسے غریب پرور جج کو تم نے مار ڈالا تو انکو بھی انہون نے
مار ڈالا ۔ غرض یہہ شہر باغی اور خونی تھا اسلیئے جب وہ فتح ہوا تو اسکے لوٹنے کا حکم دیا گیا انتقام
لینے کا وقت آگیا تھا ۔

دوسرے دن سپاہ نے بعد فتح کے آرام لیا جو ضروری تھا اور ان تولیدن و میگزین کو غارت کیا
جسکے ساتھ لیجانے کے لیئے بیل گاڑیان موجود نہین ۔ ۱۴ ۔ جولائی کو سپاہ نے پھر سفر کیا اور کیمپ مین
پہنچکر آسانی سے غیر آئینی رسالہ سے گھوڑے اور ہتھیار لے لیئے جنہون نے فتحپور مین دشمنون کے
مقابلہ مین بداطواری کی تھی اسکے سوا انہون نے یہہ کوشش کی تھی کہ ہمہ لوک کے پیدل کے
جانورون کو ہنکا دین انکے گھوڑے وولنٹیرون کو دیئے گئے ۔

۱۵- جولائی کو انکو پھر دشمنون کے مقابلہ مین آنا پڑا جنہون نے اونگ کے گاؤن مین مقام کیا تھا وہ انگریزی سپاہ کے مقابلہ مین نہ ٹھیر سکے سارے اپنے خیمے ڈیرے توپین اور سامان چھوڑ کر بھاگ گئے مگر انگریزون کا نقصان عظیم یہہ ہوا کہ انکا بڑا بہادر افسر میجر رینا ڈ سخت زخمی ہوا اس گاؤن اونگ سے چند میل کے فاصلہ پر پانڈو ندی تھی جو برسات کے سبب سے طغیانی پر آگئی تھی اسکا ایک پل تھا اگر اسکو دشمن غارت کر دیتے تو لشکر کا ندی پار جانا بڑا مشکل ہو جاتا تو اسکو غارت کرنے کو تھے کہ دو گھنٹے سفر کرکے انگریزی لشکر نے دشمنون کو جا لیا جسکے پاس کانپور سے تازی کمک آگئی تھی انگریزی سپاہ نے پل کو نہ توڑنے دیا اور انکو مار کر بڑی ہزیمت دی اور پل کے پار اتر گئی اور بہت دشمنون کو ہلاک کیا-

۱۵- جولائی کو نانا نے سنا کہ ہیولوک صاحب کا لشکر پانڈو ندی سے پار اتر آیا ہے اور اسکی راجدھانی کی طرف جلد جلد سفر کر رہا ہے - بالا راو بازو مین زخم لیکر میدان جنگ سے آیا اور نانا پاس شکست کی خبر لایا تو پیشوا نے جانا کہ اب پیشوائی کے تھوڑے سے دن رہ گئے ہین - اب صلاح و مشورہ کیا گیا کہ کیا کرنا چاہیئے - صلاح کارون مین اختلاف آرا ہوا کہ بٹھور مین قیام رکھین یا فتحگڈہ کے باغیون کو ساتھ لیکر کانپور کی سڑک پر دشمنون سے لڑین - آخر کو دوسری بات ٹھیری کہ ہیولوک صاحب لشکر کی پیشقدمی کو مقابلہ کرکے روکنا چاہیئے - یہہ یقین کیا گیا تھا کہ ہیولوک صاحب جو لشکر کو جلدی جلدی بڑہائے لیئے آتا ہے اسکا مقصود یہہ ہے کہ اپنے قیدیون کو چھڑائے اور جب وہ سن لیگا کہ کل قیدی مارے گئے تو وہ الٹا چلا جائیگا اسلیئے سیاہ دل نانا نے حکم دیا کہ بی بی گڈھ مین عورتون اور بچون کا قتل عام کیا جائے - ان قیدیون مین چار پانچ مرد تھے وہ قیدخانہ سے بلا کر نانا کے روبرو قتل کیئے گئے پھر سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ عورتون اور بچون کو جا کر قتل کرین - سپاہیون کے دل مین اپنے سپاہی پنے کا خیال آیا کہ انہون نے اس کام کے کرنے کو اپنی شان سے بعید جانا انہون نے کمرون کی چھت مین گولیان مارین عورتین بچے جلدی مارے جائین اسلیئے بازار سے قسائی بلائے گئے مسلمان قسائیون نے اور نانا کے پہرہ کے ہندو سپاہیون نے اندر جا کر تلوارون اور چھرون سے بھیڑون کی طرح عورتون اور بچون کو ذبح کیا-

رات بھر مردے اور بسمل پڑے رہے صبح کو وہ پاس کے ایک کنوئے مین ڈال دئیے گئے بعض بچے زندہ بچ رہے تھے وہ اس کنوے کے گرد پھرتے تھے مگر ظالمون نے انکو بھی زندہ نہین چھوڑا - اس ظلم وستم نے انگریزون کے دلون مین وہ انتقام کا جوش پیدا کیا کہ وہ برسون مین جاکر فرو ہوا اب کسی عورت کی عصمت بگاڑی نہین گئی - کوئی قیدی اسطرح نہین مارا گیا کہ اسکے اعضا کی قطع وبرید ہوئی ہو -

نانا اور اسکے دوستون نے یہہ مہاپاپ کرکے ۱۶ جولائی کی صبح کو پانچ ہزار سپاہ پیدل سوار توپخانہ لیکر کانپور کے جنوب مین قیام کیا اور بڑی دانائی سے اپنے مورچے جمائے - ہیولوک صاحب اور اسکے لشکر کو یہہ خبر نہ تھی کہ قیدی قید حیات سے رہا ہو گئے ہین وہ جلدی جلدی سفر اس لئے کرتے آئے کہ قیدیون کو رہا کرین گے - دوپہر کو جنرل صاحب کو دشمن کا مقام معلوم ہوا طرفین سے لشکر آرائی ہوئی اور خوب خوب لڑائیان ہوئین ہر دفعہ انگریزی لشکر نے باغیون کو شکست دی اور وہ منتشر ہوکر مفرور ہوئے - باغیون نے لڑنے مین اپنے سب ہنر دکھائے مگر وہ انگریزون کے آگے کچھ کام نہ آئے -

دوسرے روز صبح کو چھاؤنی پر دو میل سفر کرکے قبضہ کرلیا - ہیولوک صاحب کے جاسوسون نے آنکر خبر دی کہ جن قیدیون کے چھڑانے کی امید تھی اب انکو قدرت بشری چھڑا نہین سکتی غرض اس صبح کی خبر نے کل کی فتح کی خوشی کو مکدر کردیا - دشمنون نے اپنے مقام کو خالی کیا اور میگزین کو اڑا دیا جسے ایک زلزلہ کی کیفیت انگریزی لشکر کو معلوم ہوئی - اب کانپور مین انگریزی لشکر کا پھریرا پھر لہرانے لگا - جنرل نے لشکر کا شکر ادا کیا کہ ساتوین اور سولھوین تاریخون کے درمیان اس گرمی اور دھوپ اور سخت موسم مین ۱۲۶ میل سفر کیا اور چار دفعہ لڑائیان لڑین جو استقلال اور جوانمردی لشکر نے دکھائی اس سے زیادہ کبھی نہین دیکھی -

جب لشکر انگریزی کانپور مین پہنچا تو اسنے شراب پی کر مستانہ نوشی اختیار کی اسکا کانپور کوچہ و بازار مین شراب بہت سی مل گئی جو انگریزون کی دوکانون اور کوٹھیون سے لوٹ کر میخوارون نے اپنے گھرون مین بھر رکھی تھی ہیولوک صاحب نے وہی ترکیب اختیار کی جو نیل صاحب نے الہ آباد مین اختیار کی تھی کہ کمسریٹ نے اس شراب کو مول لے لیا جسکی نسبت جنرل ہیولاک نے لکھا کہ اگر یہ حکم نہ

لکھا کہ اگر یہہ شراب سپاہیون کے پاس رہتی تو آدھے سپاہی بدمست ہوتے اور آدھے انکے سنبھالنے مین رہتے اسطرح میرے کیمپ مین ایک سپاہی کام کے لیئے نہ رہتا۔

باب چہارم

کانپور پر دوبارہ قبضہ

۱۶-۱۸ جولائی سپاہیون کی حالت

انگلش سپاہی کبھی متحمل نہین ہوتا جب اس مین خون اوپر اور شراب نیچے ہوتی ہے تو جو اسکو رستہ مین ملتا ہے اسکے لیئے وہ خوفناک ہوتا ہے۔ جب وہ عیسائی دشمن سے بھی جق لڑائی لڑتا ہے تو ایسے اوقات اور موسم ہوتے ہین جس مین اسکی عقل اور کونشنس کی قوتون پر اسکی قوت بہیمی غالب ہوتی ہے۔ گھر اور مذہب کے لیئے بہادرانہ مقابلہ کرنے مین سپاہیون کے جذبات نفسانی ایسے جوش مین آتے ہین کہ وہ نہ عورت پر نہ بچے پر رحم کرتے ہین اور کسی ارتکاب گناہ سے باز نہین رہتے جیساکہ ہیولوک کی پلٹنون مین کانپور کی طرف سفر کرنے مین لڑنے والے سپاہیون کو اشتعال طبع کے پیدا ہونیسے سنگدل بنایا ہے ایسا کہین اور نہین بنایا انکے دل مین جو طیش و غضب تھا وہ بیجا نہ تھا اسلیئے اسکی تہ مین بے انتہا شفقت و رافت عورتون اور بچون پر بھی جو نہایت بُری طرح ذبح ہوئے تھے اور ظالمون پر جنہون نے یہہ جرم و گناہ کیئے تھے انسے نفرت و ہیبت تھی اسلیئے انکو جو غصہ آیا وہ ان کا اچھا کام تھا۔ کانپور کے غمناک حادثہ نے دور کے ملکون مین ایک مدت کے بعد انگریزون کے دلون مین قومی عداوت کو اُکسایا یہان تو وہ اپنی آنکھون کے سامنے قسائی پن دیکھتے تھے اور قسائیون کے ہاتھ ابھی خون مین بھرے ہوئے تھے اور ذبح کرنے کی شہادتین موجود تھین جو آنکھون کو دکھائی دیتی تھین اور بڑی دہشتناک مفہوم ہوتی تھین۔ سپاہی چھاونی مین گئے وہان وہ متحیر و متعجب ہوئے وہ بی بی گڈھ مین گئے جسکو دیکھکر وہ کپ کپائے اور روئے ان باتون نے معتدل سپاہیون کو بھی دیوانہ بنادیا کہ انہون نے خوفناک انتقام لیا۔

کانپور پر دوبارہ قبضہ کرنے کی ابتدا کے دنون مین سپاہیون نے زیادتیان کین جوان سے

کہین زیادہ ہین جو لکھنے مین آئی ہین توبھی مورخ کا یہہ فرض ہے کہ حالات موجودہ پر نظر
کرکے انکی خطاؤن کو تخفیف کی نظر سے دیکھے - نہ شہر مین نہ چھاونی مین کوئی ایسا دشمن تھا جسپر
ملیٹری یعنی دشمن کے صادق آئین - نانا کی بیچی یا زسپاہ شکستہ ہوکر پراگندہ ہوگئی تھی اور کوئی
اچھی طرح نہین جانتا تھا کہ کہان گئی مگر یہہ دن ایسے تھے کہ کل قومین دشمن معلوم ہوتی تھین اور
کل شہر مجرم تھا جو انگریزون کے خون سے آلودہ ہورہا تھا - اگر ہمیولوک کے لڑنے والے
ایسی حالت مین کہ عورتون و بچونکا قتل گاہ مین خون تازہ پڑا دیکھتے تھے ہر یک ہندوستانی کو
اس ملعون جگہہ کے آس پاس دیکھ کر اسکو بےعزتی کے ساتھہ نانا کا وابستہ سمجھکر قتل
کرڈالتے تو وہ کوئی شرمناک کام نہین تھا - سرکاری تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ کانپور مین
جو تعزیرات کا بار رکھا گیا تھا وہ گران نہ تھا خدا جانتا ہے کہ سپاہیون کے دل مین کیا تھا اور وہ
کیا کرتے انکے کمانڈر کے ہاتھہ نے انکو روکا شہر کے آدمی یقین کرتے تھے کہ سزا ہم کو یقینی
ملیگی - جب انگریز یہان آئے تو انکے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی نباتات و پھول بیچنے
کے لیے آئے - شہر کے بہت آدمی بھاگ کر ایسے دہات مین چلے گئے تھے کہ جہان سے اودھ
مین چلے جانا آسان ہو جنہین سے بعض مفرور اپنے جرمون سے آگاہ تھے انکی سزا کے خوف سے
بہت سے اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ گئے تھے - انگریزی سپاہ چارون طرف
لوٹتی پھرتی تھی - سکھون کا تو لوٹ مار پیشہ ہی ہے وہ بڑے شوق سے اس کام مین سرگرم
تھے زیادہ تر مال تو لوٹ مین وہی ہاتھہ لگا جو انگریزون کا لٹیرے لوٹ کر لے گئے تھے
اب پھر وہ اسی قوم کو ملگیا جو اسکے اصلی مالک تھے - مگر یہہ کام ہمیولوک کی آنکھون کو پاک نہین
معلوم ہوتا تھا وہ اس کے برخلاف ہمیشہ استقلال کے ساتھہ رہے - انہون نے یہہ حکم
جاری کیا کہ اس کیمپ مین غارتگری مردود نانا کی تھوڑے دنون کی اتفاقیہ فتحیابی کی نظیرون
سے بڑھ گئی ہے ایک پرووسٹ مارشل یعنی ایسا حاکم جو سپاہیون کو غارتگری سے باز رکھے
مقرر کیا اور اسکو یہہ ہدایتین کین کہ اگر کوئی برٹش لوٹے تو اسکو وردی پہنے ہوئے حالت مین
پھانسی دیجائے - یہہ کوئی خالی دھمکی نہین تھی اس حکم سے کمانڈنگ افسر بڑے متنبہ ہوئے
ایک زمانہ مین کانپور کے انتقام لینے کے لیئے خونریزی کی کہانیان بڑے مبالغہ کے ساتھہ

مشہور ہوئین - انگلو انڈین اور یورپ کے اخبارون مین لکھا گیا کہ کانپور مین دس ہزار آدمی قتل کئے گئے - اس مین حد سے زیادہ مبالغہ ہے اتنے آدمی مارے نہین گئے تھے جتنے وہ مشہور ہوئے - یہہ مبالغے اسلیئے کئے جاتے تھے کہ جسقدر معلوم ہو انگریز بڑا تشدد کرتے ہین یا انتقام بڑا لیا جاتا ہے -

بیماریان اور تفکرات

فتح کی خوشی ہی نہ تھی بلکہ اسکے ساتھ بہت سے تردوات و تفکرات بھی لگے ہوئے تھے کہ ہیضہ و اسہال کے امراض بھی کیمپ مین پھیلے ہوئے تھے - ایک بڑا اولاد رسے ناڈ زخمی پڑا تھا دوسرا جوانمرد بیٹسن دریا مین مبتلا تھا دونو کی مدد کرنی قدرت بشری سے باہر تھی - دشمن کے مقام مین بڑا شبہ تھا کہ وہ کہان ہے اگرچہ ہیولوک کا کالم بڑا قوی زبردست تھا مگر تعداد کے اعتبار سے ضعیف تھا یہہ خبر آئی کہ نانا کا لشکر بٹھور مین ہے اسکے پانچ ہزار بندوقین اور تلوارین اور ۵۴ توپین جمع کین ہین - غالباً اسنے اپنے مقام کو ایسا مستحکم کر لیا ہوگا کہ انگریزون کا ہلکا توپخانہ کچھ اثر نہ کر سکے - یہہ سب باتین ایسی تھین کہ جس سے ہیولوک صاحب کا دل بجھا جاتا تھا لیکن بعنایت ایزدی یہہ تردوات تھوڑی دیر مین رفع دفع ہوگئے جن سے جنرل کا دل بیٹھا جاتا تھا پھر انکا عزم پژمردہ شگفتہ ہوا اور انہون نے کہا کہ اگر بدترین سے بدترین حالت بھی ہوگی تو بھی ہم شمشیر بدست جان دینگے -

نانا کا فرار

حقیقت مین نانا کو ہیولوک نے ایسی شکست فاش ۱۶ - کو دی تھی کہ وہ اپنی شکستہ حال پلٹنون کو میدان جنگ مین انگریزون کے مقابلہ مین نہین لا سکتا تھا - لڑائی کے بعد چند سوارون کے ساتھ یہہ سرگشتہ و برگشتہ مرہٹہ بٹھور مین گیا اسکا گھوڑا جھاگون مین نہار رہا تھا - جن لوگون سے راہ مین ملتا تھا انسے کہتا جاتا تھا کہ فرنگی تقریباً سب غارت ہوگئے اور ان مین چند جو باقی ہین انکے سرون کے لیئے مین نے انعام مقرر کیا ہے مگر جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے یہہ فکر پڑی کہ انگلش کے تعاقب سے کسی طرح پیچھا چھٹائیے - جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسنے دیکھا کہ بازی بالکل ہر گئی اسکے نوکرون نے جلدی سے بھاگنا شروع کیا بہت سے اس کو شکست پر لعنت ملامت کرتے تھے - سب کے سب اپنی تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اس خوف زدہ کو سیاہ انتقام جو اپنے پیچھے لگی ہوئی زیادہ معلوم ہوئی اب اپنی حفاظت کے لیئے اسکو یہہ سوجھی

کہ اسنے اپنی بیوی بچون کو جمع کیا اور رات کو کشتی مین سوار کیا کہ گنگا مین چلا کر فتح گڈھ مین پہنچ جاوے اور راہ مین اپنے گنگا باشی ہونے کا اعلان کیا اور گنگا مین ڈوبنے کی یہہ علامت مقرر کی کہ جب کشتی پر روشنی بجھ جائے تو یہہ جاننا چاہیئے کہ مین نے خودکشی کی۔ مگر اسکا ارادہ خودکشی کا در اصل نہ تھا۔ جب کشتی کی روشنی بجھی تو گنگا کے کنارہ پر جو بیٹھے تھے انھون نے رونا پیٹنا شروع کیا انکو یقین تھا کہ نانا مر گیا۔ مگر وہ اندھیرے مین گنگا کی دوسری طرف اترا۔

اس اثنا مین ہیولوک صاحب یہہ خیال کر کے کہ دشمنون کا لشکر جرار اسکے مقام پر حملہ کرنے کے لیئے آئیگا نواب گنج کی طرف گیا تا کہ گرینڈ ٹرنک روڈ کی لین کی حفاظت کرے اس مین یہ حکمت تھی کہ لشکر شراب سے دور ہو جائے جس سے ڈسپلن مین جو فتور آ رہا تھا وہ دور ہو۔ جنگی انتظام یہ ہو رہا تھا کہ سول افسر مسٹر شیرر صاحب کوتوالی مین گئے اور شہر مین انہون نے ڈھنڈورا پٹوایا کہ اب پھر امن و عافیت کا زمانہ آیا۔ کوتوالی مین بہت سے آدمی ان پاس جمع ہوئے اور انگریزون کے پھر آنے کی خوشی ظاہر کی۔ اس خوشی کے ظاہر کرنے مین مکاری نہ تھی اسلیئے انگریزون کے چلے جانے سے اہل تجارت کے تو سارے کاروبار بند ہو گئے تھے اور اہل شہر کی جان مال ناموس سب معرض خطر مین تھین ایسے زمانے مین تو صرف بدمعاش لچون کی بن آئی تھی اور باقی سب کی جان عذاب مین تھی

میجر سٹیفن سن صاحب تھوڑی سپاہ کے ساتھ بٹھور مین بھیجے گئے وہان کوئی دشمن نظر نہ آیا۔
نانا کا محل مسمار کیا گیا اسکے مکانات مین انگریزی اسباب لوٹ کا بھرا ہوا تھا۔ نانا زیورات و زر جواہرات اپنے ساتھ لے گیا یا کہین چھپا گیا تھا جنکا پتا اب اس سبب سے نہین لگ سکتا تھا کہ پھر مکانات ڈھئے ہوئے پڑے تھے۔ اگر ڈھانے سے پہلے تلاشی کی جاتی تو شاید وہ مل جاتے۔

اب پیشوا کے خاندان کا ایک رکن نانا نراین راو باقی تھا جسکو نانا نے قید کیا تھا اسی نے جرنیل پاس اول خبر بھیجی تھی کہ بٹھور خالی ہے آپ تشریف لایئے اسلیئے جنرل اسپر عنایت بہت احتیاط کے ساتھ کرتا تھا۔

کرنیل نیل نے قلعہ الہ آباد اور شہر کی محافظت کا خوب بندوبست کر کے کانپور کی طرف سفر کیا۔
۱۵- جولائی کو کمانڈر انچیف کا ان پاس تار آیا کہ ہیولوک صاحب کو فتح پور کے سامنے فتح ہوئی لیکن ہیولوک صاحب کی صحت اچھی نہین ہے اسلیئے اگر وہ کسی سبب سے اپنی خدمت و کام کے لایق

نہ رہے تو تم اسکی جگہہ کام کرنا اور تم کو درجہ برگیڈیر جنرل کا دیا جاتا ہے وہ الہ آباد سے چلکر
۳۰ کو کانپور مین پہنچے ایک دوست کی معرفت ہیولوک صاحب نے نیل صاحب کو کہلا بھیجوایا کہ
اب مجھے اور تمھین آپس مین ایک دوسرے کو سمجھنا چاہیئے کہ تم کو جب تک تم یہان ہو کوئی اختیار
و اقتدار نہین ہے تمکو چاہیئے کہ ایک حکم بھی جاری نہین کرو۔

نیل صاحب لکھتے ہین کہ جب مین کانپور مین آیا تو اول مین بی بی گڈھ مین آیا تو اسمین
لیڈیون اور بچون کے کپڑے اور جوتیان خون آلودہ اور انکی چوٹیان بچی ہوئی پڑی تھین جسمین
سب اکھٹے کرکے قتل ہوئے تھے اسکا فرش خون مین تر بتر تھا کوئی اس کو دیکھہ کر اپنی
طبیعت کو قابو مین نہین رکھہ سکتا جو شخص اس قتل سے تعلق رکھتا ہو اسپر کون رحم کرسکتا ہے ؟
اول کا ظلم آخر کو رحم ہوجاتا ہے مین یہہ چاہتا ہون کہ ہندوستانیون کو ایسی سخت سزا دون کہ
وہ بھی یاد رکھین کہ ایسی کاموکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے مین نے ۲۵ جولائی ۱۸۵۷ء کو حکم دیا ہے کہ گورے
اس کنوئے کو قبر کی صورت بنا دین جس مین بدذات نانا نے انگریزون کی لاشین ڈلوائی ہین۔ جس
گھر مین وہ قتل ہوئے ہین اور وہ انکے خون مین بھرا ہوا ہے اسکو انکے ملک کے آدمی صاف
نہین کرین گے۔ بلکہ مین نے یہ ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ ہر بیگناہ کے خون کے دھبے کو وہ لیچے
بدمعاش صاف کرین جنکو پھانسی کا حکم دیاگیا ہو وہ ایک پہرہ کے اندر اس مکان مین آئین
اور ان دھبون کے ایک حصہ کو صاف کرین اگر اسکے صاف کرنے مین عذر کرین تو بینت لگائے
جائین اور اسکے بعد انکو فوراً پھانسی دیجائے۔ اول مجرم چھٹی رجمنٹ کا ایک صوبہ دار اونچی جات کا
بہہ بڑا موٹا تازہ وحشی پکڑا آیا اسکے ہاتھہ مین بھنگی کی جھاڑو بھنگی نے دی اور اسکو حکم ہوا کہ
مکان مین وہ جھاڑو دے اسنے نصف مربع فیٹ صاف کیا تھا کہ اسنے اس کام پر کچھہ اعتراض کیا لیکن
جب وہ تازیانہ کے نیچے آیا تو پھر اسنے حکم مانا اور سب مکان اسنے صاف کیا تو پھر اسکو پھانسی دیگئی
اسکی لاش سڑک کے اندر دفن کی گئی۔ کچھہ دنون بعد سول کورٹ کا ایک مسلمان ملازم جو بڑا بدمعاش
تھا پکڑا گیا اسنے کچھہ اس کام مین اعتراض کیا تو اسکو بینت لگائے گئے اور خون کے دھبے اسکی زبان سے
چٹوا کے صاف کرائے گئے اور پھانسی دیگئی۔ اگرچہ یہہ عجیب قانون تھا مگر موقع و وقت کے لیئے نہایت
موزون تھا جبتک کہ سارا کمرہ اسطرح بالکل صاف نہین ہوجائیگا مین اپنے حکم نہین بدلونگا خدا میری

ظلم نیل صاحب کانپور مین

مدد کریگا۔ خدا کی انگلی اس کام مین ہے ایسے وقت مین بڑے بڑے رحم دل عاقلون مین حق وناحق مین فرق کرنے کے لیئے قوت تمیز باقی نہین رہتی۔ بڑے بڑے عقلمند انگریز یہہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ رحم کو اپنے سے دور رکھین جیسے یہہ جرائم مستثنی الصورت کے ہین ایسی ہی انکی سزا بھی مستثنی الصورت کی ہونی چاہیئے انکی دلیل یہہ تھی کہ جیسے قتل کے مختلف درجے ہوتے ہین ایسے ہی انکی سزا کے مختلف درجے ہونے چاہئین۔ کرنیل جان نکلسن جیسے عاقل شجاع کی یہہ راے تھی کہ ایک ایکٹ پاس ہو جس مین موت کی سزا طرح طرح کی تکلیفات دیکر دیجائے انہون نے مئی کے آخر مین اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ ایک بل پیش کرین جسمین عورتون اور بچون کے قاتلون کو موت کی سزا اسطرح دیجائے کہ مجرم کی زندہ کھال اتاری جائے۔ سولی دی جائے۔ زندہ جلایا جائے۔ غرض ایسے قانون جاری کرانے کے لیئے بڑی کوشش کی اور اسکی دلیل بیان کی۔ اس طرح سزا دینا ہندوستانیون مین مروج ہے بائبل مین لکھا ہے کہ جرمون کے متناسب تازیانہ زنی ہوگی۔ بس اگر پھانسی ایسے شریر قاتلون کے لیئے کافی ہے تو وہ معمولی باغیون کے لیئے سخت سزا ہوگی۔ پھانسی نہایت آسان موت ہے جیسے کہ چوری وجعل سازی اور جرمون کی مختلف طرح کی سزا ہوتی تو پھر قتل کے واسطے کیون نہ مختلف طرح کی سزا ہو۔ عیسائی مذہب کے رحم نے ایسا قانون نہین جاری ہونے دیا۔ مگر نیل صاحب نے جسطرح عورتون اور بچون کے قاتلون کو سزا دی اسکو حق جاننا۔ خدا کا حکم نہین ہے کہ قاتلون کی جان چھوڑدو انکی جان لینا خدا کا حکم ہے۔

انگلش جنرلون کے سامنے جو بڑے بڑے کام پیش تھے اسکا یہہ خفیف حصہ تھا کہ شہنو کو سزا دی گئی بے شک انکا کام بچانا تھا نہ غارت کرنا۔ ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے ویسن یہہ خیال پیدا کیا کہ لشکر کشی شروع ہوئی ہے۔ لکھنؤ جو کھون مین پڑا ہے دہلی بغاوت کا مرکز اب ہے آگرہ کا گھرا ہوا ہے انہون نے نیل صاحب کو لکھا کہ جسوقت تم مجھ سے ملجاؤ گے تو مین خدا تعالے کے فضل وکرم سے دشمنون کو وہ صدمہ پہنچاؤنگا جسکی سارے ہندوستان مین دھوم ہو جائیگی۔"
اب انہون نے گنگا کے پار سپاہ کو ساتھ لیکر اودھ مین جانے کی تیاریان کین۔

جنرل ہیولوک صاحب نے اپنی سپاہ کے صرف تین سو سپاہی کانپور کی محافظت کے واسطے نیل صاحب

پاس چھوڑے اور گنگا کے کنارہ پر مناسب مقام مین ایک حصار دو سو گز طول مین اور سو گز عرض مین بنایا اس حصار کو ہندوستانی مزدورون نے بنایا تھا وہ خاطر خواہ مزدوری لینے کی طمع سے بہت جمع ہوگئے تھے ہر شام کو انکو باقاعدہ مزدوری ملتی تھی۔ ہزارون ہندوستانی خدمت کرنے کو موجود تھے انکو اسکی پروا نہ تھی کہ کسکی گورنمنٹ ہے کسکو غلبہ ہے وہ تو اپنے کھانے پینے کو اور اپنی آسائش و آرام کو جانتے تھے۔ غیر آئینی سپاہ کے موقوف شدہ سپاہی جن ہتھیار لے لیے گئے تھے وہ بھی حصار مین کام کرتے تھے۔ اور اپنی مزدوری خاطر خواہ لیتے تھے۔

نیل صاحب جب کانپور مین آئے تو انہون نے دیکھا کہ حصار کا کام بڑی تیزی اور سرعت سے ہو رہا ہے اگرچہ انکی سپاہیانہ آنکھ مین اس مین کچھ نقص نظر آئے مگر وہ اسکا علاج نہین کرسکتے تھے انہون نے سب طرح سے یہان کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔

گنگا کا پرانا کشتیون کا پل تو غارت ہوگیا تھا دخانی جہاز جو الہ آباد سے سپاہ لایا تھا وہ کشتیون کے جمع کرنے کے لیئے کام مین لایا گیا۔ ملاح اس خوف کے سبب سے کہ کشتیون مین انگریز قتل ہوئے تھے دور دور بھاگ گئے انکا جمع کرنا بڑا مشکل کام تھا جب انکو روپیہ کا لالچ اور معافی قصور کا یقین دلایا گیا تو وہ جمع ہوئے تو ہیولوک صاحب کے لشکر نے گنگا سے عبور کیا۔

بہت انگریز یہہ یقین کرتے تھے کہ لکھنؤ کانپور سے تھوڑے فاصلہ پر ہی ہیولاک کا لشکر آسانی سے اسکو فتح کرلیگا یہان فاصلہ تھوڑا تھا مگر سارا ملک اودھ بگڑا ہوا تھا اور ہتھیار لیئے ہوئے لڑنے کو موجود تھا۔ یہہ ملک سرکاری عملداری مین الحاق کیا گیا تھا ساری جماعتین جو ذی رعب اور صاحب جاہ تھین وہ غصہ مین بھری ہوئی لڑنے کو تیار بیٹھی تھین شاہ اودھ کی پرانی سپاہ موقوف شدہ اور معزول تعلقہ دارون کی سپاہ اس گورنمنٹ سے جسنے انکو خاک مین ملادیا تھا جنگ کرنے کو آمادہ تھین اسکے علاوہ ملک اودھ تو کل سپاہ بنگال کی جنم بھوم تھی ہر گاؤن مین دو فریہ مین سپاہی اور اسکے کنبے کے آدمی رہتے تھے جو انگریزون سے لڑنے کو تیار تھے۔

سر ہنری لارنس ایک تھوڑی سی جگہہ مین غیر آئینی سپاہ لیئے ہوئے چھاونیون کی پلٹنون سے لڑنے کے لیئے مستعد تھے۔ لیکن یہہ غیر آئینی سپاہ بھی آئینی سپاہ کی بھائی بند تھی انپر اعتماد کرنا دھوکہ مین آنا تھا کمپنی کا بڑا اقبال تنزل پر تھا دوستون نے اسکو یہہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا کہ اب وہ کمزور ضعیف ہے

۱۹-۲۲-جولائی دریائے گنگا سے عبور کرنا

اودھ کی حالت

انگلش سپاہیون کی شجاعت و بہادری اور انگلش سربرآوردہ افسرون کی دانائی و فرزانگی کے سوا اور آسرا نہ تھا اسوقت جو اودھ کی حالت تھی اسکی نسبت گبنس صاحب فنانشل کمشنر اودھ اپنے ایک خط مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھتے ہین"۔ اس صوبہ اودھ کے ہر چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی تمام اضلاع مین اندھیر ہو رہا ہے تعلقہ دار اپنی دہات سابقہ پر از راہ زبردستی قبضہ کر رہے ہین جو انکا مقابلہ کرتا ہے اسکے گاؤن کو جلاتے ہین اور اسکے باشندون کو قتل کرتے ہین انکے آپس کے پرانے بغض و کینے از سرنو زندہ ہو گئے ہین اور وہ سارے ملک مین کم و بیش آپس مین توپون اور بندوقون اور اور ہتھیارون سے لڑتے ہین ہر ضلع کے سول کے حاکمونکو بمجبوری اپنا صدر مقام چھوڑنا پڑا سب تھانے و تحصیلین برباد ہو گئین کسی طرح کی بدنظمی اور بدعملی کی مزاحمت نہین ہو سکتی۔ اگر باغی چلے جاتے تو سول کے حکام جا کر پھر انتظام کر لیتے مگر باغی گئے نہین صوبہ مین منڈلا رہے ہین کہ لکھنؤ پر حملہ کرنے کا موقع ملے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لکھنؤ کو کبھی نہین لے سکینگے خواہی نخواہی گداز ہو جائین گے۔ بالفعل صوبہ اودھ کی چھاونیون اور ضلعون کی یہ کیفیت ہے۔ خیرآباد کی قسمت مین سیتاپور و محمدی و ملاؤن بالکل چھوڑ دئیے گئے ہین۔ شاہجہانپور اور محمدی مین انگریزون کا ہولناک قتل عام ہوا ہے۔ باغیون کی سپاہ مین سے اہم دین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور دسوان اودھ کا غیر آئینی رسالہ اور گیارہ سو سپاہی جو اودھ کی غیر آئینی سپاہ مین باغی ہین اور پولیس کی سپاہ یہہ سب لکھنؤ سے چالیس میل کے فاصلہ پر محمود آباد مین موجود ہین جو تعلقہ دار کو اغوا کر رہی ہے کہ وہ انکی سازش مین شریک ہون وہ روز گھٹتے جاتے ہین۔ قسمت لکھنؤ (لکھنؤ۔ اناؤ۔ دریاباد) مین لکھنؤ کے گرداگرد آٹھ میل مین کل اودھ کے اندر ہمارا انتظام و بندوبست ہے۔ ہمارے پاس دو مقام ریسیڈنسی اور مچھی بھون ہین علاوہ اسکے ایک بدنصیب یورپین سپاہ چھاونی مین ہے مچھی بھون کے سر پر تو اہل شہر سوار ہین شہر کے آدمی بھی جانتے ہین اور انجنیرون نے بھی کہدیا ہے کہ یہہ مقام استوار و مستحکم نہین ہے اگر اسکا محاصرہ ہوگا تو وہ اڑ جائیگا۔ ریسیڈنسی مین عمارتون کے مستحکم و استوار کرنے کا بڑا انتظام کیا گیا ہے جس مین میری کوٹھی اور اور مکانات ہین اپنی مدت تک محافظت کر سکتے ہین۔ دریاباد مین پانچوین اودھ کے غیر آئینی باغی رجمنٹ ہے مگر اسکی تعداد بہت کم ہو گئی ہے وہ فشر کے پندرھوین رسالہ سے اور آٹھوین غیر آئینی پیدلون کی رجمنٹ سے جو

سلطان پور سے آئی ہے مل گئے ہین۔ بہرائچ کی قسمت مین دوسری و تیسری اودھ کی غیر
آئینی پلٹنین اور تلل وہ کا توپخانہ اور سو سوار باغی ہین ابھی انہون نے گھاگرا سے عبور نہین کیا
ہے وہ انتظار مین بیٹھے ہین فیض آباد کی قسمت سب سے زیادہ ہولناک ہے ۲۲ وین
ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور اعظم گڈھ کی ۱۷ وین رجمنٹ اور چھٹی اودھ کی غیر آئینی پیدل
رجمنٹ اور اودھ کے سوارون کا ایک حصہ اور ایل کا توپخانہ یہہ سب باغی جمع ہین اودھ کا
پندرھوان رسالہ کانپور کی طرف گیا ہے۔ سلطان پور مین سپاہ نے آگ لگائی اور وہان سے
چلی آئی بہت سے یوروپین قتل ہوئے۔ سلونی مین یوروپین کی جانین بچ گئین۔
ملک کا یہہ حال تھا مگر سب جگہہ یوروپین کی بڑی خاطر جمعی یہہ تھی کہ سر ہنری لارنس انکے لیے
طاقت و قوت کا حصن حصین ہے آخر جون کو چنہٹ مین انگریزون کو بڑی شکست فاش ہوئی
تھی ساری جولائی مین لکھنؤ کا محاصرہ رہا۔ کانپور کی فتح مین جنرل ہیولوک کو اس خبر کے سننے سے
نہایت دل مین رنج والم ہوا کہ لکھنؤ کے محاصرہ مین اول سر ہنری لارنس کی قربانی ہوئی وہ جنرل کے
قدیمی دوست تھے انکے مرنے سے جو نقصان ہوا اسکو جنرل صاحب ہی خوب سمجھتے تھے۔

حالات عام

بالائے ہند کے بہت سے حصون سے بڑی خبرین کانپور کے حاکمون کے پاس آرہی تھین
ایسی مصیبت اور آفت پر آفت پے در پے جلد جلد آرہی تھین کہ انپر حیرت ہوتی تھی تقریباً ہر روز
بغاوت و قتل عام کی ایک نئی حکایت سنی جاتی تھی نئی فہرست مقتول مردون اور عورتون بچون
کی آتی تھی بعض حکایات بڑی ہولناک ہوتی تھین اور بعض فہرستین بہ نسبت اورون کے
بڑی لمبی ہوتی تھین۔ اگرچہ حکایتین غم افزا تھین مگر انکے ساتھ یہہ بھی کہنے مین آتا تھا کہ
بہت سے نامرد ظالمون کے مقابلہ مین چند بہادر دلاور انگریزون نے اپنی خوب مردانگی و فرزانگی
دکھائی۔ کانپور کے مقابلہ مین اور سب جگہہ کم مصائب ہوئے تھے۔ جھانسی مین جسکے ملک کو
لارڈ ڈلہوزی نے صلبی بیٹے نہ ہونے کے سبب سے الحاق کیا تھا۔ بڑا مفسدہ برپا ہوا
جسکی سرغنہ وہان کی رانی تھی جسنے بہت سے انگریزون کی جانون کو فنا کیا۔ تقریباً تمام
بندیل کھنڈ انگریزون کے برخلاف اپنے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھا۔ سیندھیا اور ہولکر کے
سپاہیون نے جو بغاوت کی وہ سرکار کمپنی کی پوربی سپاہ سے آن ملی۔ یہان کے رئیسون کے

ملک مین بہت سے انگریز مارے گئے لیکن انکے درباروں نے کوئی ابتک بغاوت کی بات نہین
ظاہر کی تھی۔ رہیلکھنڈ مین صرف سپاہی باغی نہ تھے بلکہ رعایا بھی سرکش تھی۔ مسلمانون نے اپنی
فرمان روائی کا اشتہار دیا اور خان بہادر خان کو بادشاہ کی طرف سے نائب سلطنت مانا۔
ہانسی حصار نے انگریزون کو سخت دل فگار بنایا۔ پنجاب مین اگرچہ معلوم ہوتا تھا کہ طوفان بغاوت
کو انگریز فرو کر رہے ہین مگر اسکا اثر نہین سکتے تھے۔ بنگال کی رجمنٹین بغاوتین کرتی تھین اور
دہلی کی باغیون کی سپاہ مین بلکہ اسکی طغیانی کو بڑھاتی جاتی تھین۔ دہلی کے فتح ہونے کی جھوٹی
افواہین اڑائی تھین مگر ہفتون پر ہفتے گذرتے تھے کہ وہ فتح نہ ہوتی تھی اس مین بہادر شاہ
کی فرمان روائی تھی جس کے پاس چارون طرف سے ناخواندہ سپاہی اور سرکش آدمی جمع ہوتے
جاتے تھے۔ آگرہ مین جو ممالک مغربی کا دار الحکومت تھا ماہ جون تک تو امان رہا مگر جولائی مین نیمچ و
نصیر آباد باغی رجمنٹون نے آگرہ پر حملہ کیا۔ لفٹنٹ گورنر اور سب افسر قلعہ مین بند بیٹھے تھے
کل ممالک شمالی مغربی کے اضلاع مین کہین کچھ انتظام نہ تھا۔ جولائی کے اول ہفتے مین سپریم
گورنمنٹ کو یقین تھا کہ اسوقت ممالک مغربی و شمالی ہماری حکومت کے تلے سے نکل گئے کل سارا
انتظام جو انگریزون نے کیا تھا وہ انکے قدمون کے تلے ریزہ ریزہ ہوگیا۔ سرکار کو اس سے
کچھ دلجمعی تھی کہ مدراس اور بمبئی کے سپاہیون نے بغاوت نہین اختیار کی تھی صرف ایک
رجمنٹ نے بغاوت کی دکن مین ریاست عظیم نظام کی تھی جسکے وزیر سالار جنگ نے اپنی عقل
کامل سے کسی طرح کا فساد نہین ہونے دیا۔ راجپوتانہ مین کسی راجہ و رئیس نے بغاوت نہین
کی مگر وہ دہلی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ کیا ہوتا ہے۔ نیپال انگریزون کا دوست تھا وہ ہر طرح کی
کمک اور امداد کرنے کو تیار تھا مگر اس سے مدد کا خواستگار ہونا انگریزون کے ضعف کی
نشانی ہوتی۔ غرض اسوقت انگریز چارون طرف نظر اٹھا کے دیکھتے تھے کہین اطمینان خاطر
نظر نہین آتا تھا۔

۲۵ جولائی کو جنرل ہیولوک نے مع اپنی تھوڑی سی سپاہ کے گنگا سے عبور کیا۔ کل سپاہ
مین پندرہ سو سپاہی تھے اور دس توپین تھین جنکا سامان پورا نہ تھا اور توپچی کم تھے اور ساٹھ سوار
و دو لنٹیر تھے۔ غرض یہہ بر گیڈ چھوٹا تھا اور اسکے آگے کام بڑا تھا۔ ۲۹ و ۲۸ جولائی کے درمیان

جو ہفتہ تھا اس مین جنرل ہیولوک کو پورے حالات معلوم ہوئے ۲۸- جولائی کو منگل وار مین
لشکر کا قیام ہوا- جولائی کا مہینہ برسات کا تھا اس مین مینھ موسلا دھار برستے تھے- لشکرگاہ مین
ہیضہ نے قدم رکھا سپہ سالار کو سوار لکھنؤ کے بچانے کی امید کے کسی اور خیال سے خوشی نہین ہوتی
تھی ان کے چارون طرف باغی سپاہیون اور مسلح سرکش رعایا کا ہجوم تھا یہہ انگریزون ہی کا کام تھا
کہ وہ اپنے سے اسقدر زیادہ دشمنون سے مقابلہ کرتے تھے-

حصہ ششم- پنجاب و دھلی

مئی- جولائی ۱۸۵۷ع

باب اول

پہلی لڑائیان پنجاب مین

پنجاب کی حالت ماہ مئی مین

لارڈ کیننگ کو بڑے خوف اور دہشتین یہہ تھین کہ ممالک زیرین مین انگریزی عملداری
کی خبر اس سبب سے نہین معلوم ہوتی کہ وہ یوروپین سپاہ سے خالی ہے مگر انکو پنجاب مین انگریزی
عملداری کے لیئے ان خوفون سے بالکل مختلف قسم کے اندیشے و فکر لگے ہوئے تھے- اضلاع
زیرین مین تو انکو ہندوستانی سپاہ کے بغض و عداوت کا خوف لگا ہوا تھا مگر پنجاب مین
پنجابیون کی طرف سے اندیشہ تھا سکھون کے سارے ملک مین پوربی رجمنٹین پھیلی ہوئی تھین
لیکن اس مین یوروپین سپاہ بھی بہ نسبت اور صوبون کے زیادہ تھی- پنجاب کی سرحد کی حفاظت
کے لیئے یوروپین سپاہ کے رکھنے کی زیادہ ضرورت تھی- اگرچہ یہان بھی اسکی تعداد بمقابلہ ہندوستانی
سپاہ کے کم تھی سات برس ہوئے تھے کہ مہاراجہ رنجیت کی مملکت انگریزی جوے کے تلے آئی
تھی- اب انگریزی سپاہ نے اس سلطنت کو پامال کیا تھا اور پنجاب کی خالصہ سپاہ کا ستیاناس ہلایا
تھا اس لیئے اندیشہ تھا کہ وہ کہین پھر از سر نو سکھون کی سلطنت کو نہ قائم کرے- انگریزون کے
ہاتھ سے پنجاب کے سردارون نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے تھے وہ کیون انگریزون کے ساتھ
برسر مصالحت رہین گے ہم یکین کے یہہ الفاظ قلیل جنمین معانی جلیل تھے انگریز بھولے نہ تھے کہ کوئی جسقدر

شکستین دیتا ہے اسی قدر گزند رسانی کے لیئے رائین ہوتی ہین ؁ اسکے سوا اور بہت سے
خوف و دہشت کے مخازن تھے ۔ سپاہ جسکے ہتھیار لیکر موقوف کیا تھا وہ ایک طوفان برپا کر سکتی
تھی ہیکین ہی کا یہہ قول تھا کہ فصیل دار شہر ہیگزین اسلحہ اور ہتھیارون اور سامان حرب وضرب سے
بھرے ہوئے ۔ نیک نسل کے گھوڑے جنگی رتھین ۔ ہاتھی ۔ توپ خانے اور اسی قسم کی چیزین
شیر کی کھال اوڑھے ہوئے ایک بھیڑ ہی وہان آدمی چاہئین کہ جنکی طبیعت وسرشت قوی و
جنگجو ہیہ بس سکھون کی سرشت اور طبیعت قوی وجنگجو تھی ۔ سکھون نے انگریزون کے ساتھ
لڑنے مین اپنی بہادری ایسی دکھائی تھی کہ ہارڈنگ اور گاف جیسے دلاور وبہادر ششدر رہ گئے تھے
چیلیان والا مین انگریزون کے ڈریگلنس کو انہون نے بھیڑون کی طرح آگے رکھ لیا تھا ۔
اب پنجابیون کے خوف کے سوا سرحدی قومون کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ اگر وہ سکھون سے متحد المطلق
ہوکر ملجاتین تو پنجاب سے انگریزون کو نکال دیتین ۔ اسوقت دوست محمد خان سے مصالحت
تھی ۔ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ سرکار اسکو دیتی تھی اس روپیہ کی طمع نے اسکی کینہ توزی کو دبائے
رکھا وہ باغیون کا طرفدار نہین ہوا انگریزون کا دوست رہا ۔
یہہ باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ پنجاب مین انگریزون کے حق مین مضر تھین مگر یہہ باتین مفید
تھین کہ پنجاب کی آبادی مختلف قسمون کی تھی ان مین آپس مین قومی اور مذہبی ایسا بڑا اختلاف
تھا کہ ان مین اتفاق واجتماع جو کمزور کو بھی زور آور بنا دیتے ہین نہین پیدا ہو سکتے تھے ۔ اگرچہ
انگریزی عملداری کے اور حصون مین اختلاف مذہبی تھا مگر بہت دنون تک آپس مین رہنے سے
مسلمانون مین دامن چولی کا ساتھ تھا ۔ لیکن پنجاب مین مسلمانون اور سکھون کے درمیان بڑا
افتراق تھا اور یہہ دو نو سکھ اور پنجابی مسلمان ہندوستانیون سے جدا تھے ۔ سکھون کو دہلی کے
بادشاہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ تھی کہ پرانی دار السلطنت مین اسکی بادشاہی کا اعلان ہوا ہے ۔
اور بالائے ہند مین غالباً پھر مسلمانون کی سلطنت چلیگی ۔ سکھون مین یہہ پہلے سے پیشین گوئی چلی
آتی تھی کہ وہ کسی دن دہلی کو لوٹین گے ۔ اب موقع ملا کہ وہ فرنگیون کے ساتھ ہوکر اپنی پیشین گوئی کو
پورا کرین ۔ ایک یہہ بھی انگریزون کی دل جمعی تھی کہ پنجاب کے آدمیون سے ہتھیار لے لئے گو وہ پوری
طرح سے نہین لیئے گئے تھے اب بھی زمین مین مدفون اور مخفی مقامات مین چھپے ہوئے بہتسے

(مسلمانون مین ہندو پن اور ہندوؤن مین مسلمان پن آگیا تھا آپس مین ایسے گھل مل گئے تھے کہ ہندو

ہتھیار ہونگے - لیکن جب آدمی ہتھیار رہ نہ چلاتا رہے تو اسکے ہاتھون مین ہتھیار کام نہین دیتے
اسلیے سپاہیون کی تعداد بہت کم ہوگئی تھی تلوارون کا لوہا ہلون مین لگ گیا تھا اور سپاہی کسان ہوگئے
تھے - رنجیت سنگھ مر گیا تھا انگریزی عملداری کے سبب سے ایسا امن و امان ہوگیا تھا کہ اسنے آدمیون کے
سپاہیانہ عزم مین افسردگی و پژمردگی پیدا کردی تھی آرام سے رہنے کی ایسی عادت ہوگئی تھی کہ سپاہیانہ
جفاکشی سے دل دور بھاگتا تھا اسکے سوا ممالک زیرین سے چیدہ چیدہ افسر بڑے لایق فائق
پنجاب مین چلے گئے تھے - لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب کو سارے دانشمند تجربہ کار افسرون سے
بھر دیا تھا - جنکا افسر اعلے چیف کمشنر جان لارنس تھا جو غدر کی اول سہ ماہی مین اپنی باریک بین
آنکھون سے سارے پنجاب کو دیکھ رہا تھا وہ خیبر کے تاریک درون سے دہلی تک اپنے آہنی
ہاتھون مین قبضہ کیے ہوئے تھا وہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے کامون کو ضرورت کی
صورت مین بخوبی انجام دیتا تھا وہ ہر مہم کی تحریک و ہر فوج کشی کی ہدایت کرتا تھا - انکے بعد رابرٹ
مونٹ گومری اور ڈونیلڈ میکلوڈ تھے پھر ان کے بعد تھورنٹن اور بارنس و ریکٹس سول کے
اعلے درجہ کی لیاقت کے حاکم تھے - ایڈورڈس و نکلسن و میجر لیک و ٹیلر و چیمبر اور بہت سے
اور افسر ملٹری تھے جو رعایا کے دلون کو ہاتھ مین رکھتے تھے انہون نے رعایا کو سکھایا تھا کہ وہ
انگریزون کی تعظیم کرین اور انسے محبت رکھین - جان لارنس نے بھی سپاہ مین بھرتی کرلین -
سر نیول چیمبرلین نے انکی سپہ سالاری کی - جو پہلے بیس لڑائیون مین انکی میر لشکر رہ چکے تھے انکی ماتحت منتخب
و ڈیلی اور اسی قسم کے اور افسر تھے ہر افسر ایک لشکر کی برابر کام دیتا تھا - لارڈ کیننگ سے بہتر کوئی
شخص اس بات کو نہین جانتا تھا کہ خاص ضعف سے سب کچھ جاتا رہتا ہے اور خاص طاقت
سے سب کچھ حاصل ہوجاتا ہے - میرٹھ اور دہلی مین سب کچھ برباد ہوجاتا اگر لارڈ رحمت اللہ علیہ کو
لارنس پر اور انکے ماتحتون پر جنہون نے انکے ساتھ پنجاب مین کام کیا اعتماد و اعتقاد نہ ہوتا -
واقعات سے یہہ اعتماد اور اعتقاد روز بروز بڑھتا گیا - اسوقت پنجاب مین اس سبب سے کہ
انگریزی عملداری کی سرحد تھی دو قسم کی سپاہین کالی و گوری اتنی تھین کہ باقی پانچون صوبون مین
نہ تھین - یوروپین سپاہ تخمیناً بارہ رجمنٹین یعنی گیارہ ہزار کے قریب سپاہی تھے اور ہندوستانی
آئینی سپاہ ۳۶ ہزار گورون کی سپاہ سے سہ چند سے کچھ زائد اور پنجابی غیر آئینی سپاہ چودہ ہزار

لیٹن زبان کی ضرب المثل ہے جتنے غلام اتنے ہی دشمن یہہ مثل پوربی سپاہیون پر صادق آتی تھی اسکو گورنمنٹ نے بڑے لاڈ پیار سے پالا تھا۔

گرمی کی شدت کے سبب سر جان لارنس نے لاہور سے سفر کیا۔ برسون کی متواتر محنت نے انکے قدرتی تنومند جسم کو ناتوان کیا تھا ڈاکٹرون کی صلاح یہہ تھی کہ وہ اپنی صحت درست کرنے کے لئے ولایت جائین مگر انکو پنجاب سے ایسی الفت و محبت تھی کہ وہ ولایت تو نہ گئے مگر وہ مری مین جانے کا ارادہ کیا کہ جسم و روح مین توانائی پیدا کرکے بہت سے کام انجام دین وہ آدھا سفر کرکے راولپنڈی مین آ گئے۔ ۱۴ مئی کو وہ کرنیل اڈورڈ صاحب کو لکھتے ہین کہ مین بہت بیمار ہو گیا ہون اور لکھ نہین سکتا شب گذشتہ کو مین نے اکونیٹ (ایک قسم کا زہریلا روغن) کی کنپٹی پر مالش کی تھی وہ بڑا مہلک زہر ہے رات کو اسکا اثر میری آنکھون پر ایسا ہوا کہ مجھے بہت کم دکھائی دیتا ہے اس حالت مین میرٹھ اور دہلی کے حادثات کی خبرین جو ٹیلیگراف کے ذریعے سے پنجاب مین آئی تھین انہون نے پائین اور اسی علالت کی حالت مین بھی بہت جلد بستر سے اٹھے جیسے کوئی شخص بلندی پر چڑھ کر اپنے نیچے طرح طرح کی چیزین دیکھتا ہے اسطرح انہون نے سارے پنجاب پر نظر غور سے دیکھا کہ پنجاب مین کیا ہو رہا ہے کل ملک مین اپنے نائبون پاس احکام جاری کیے اور اپنے ذہن عالی کو اپنے ماتحت صوبہ کی حد سے پرے بھی دوڑایا۔

چیف کمشنر کے بعد جیوڈیشیل کمشنر کا درجہ ہوتا ہے۔ مسٹر روبرٹ مونٹ گومری صاحب تیس برس کے تجربہ کار سول افسر بنگال تھے۔ پنجاب مین جو نیا انتظام ہوا تھا اس مین وہ پنجاب کے چیف کمشنر کے ماتحت جیوڈیشیل کمشنر مقرر ہوئے تھے وہ عمر بھر کے دوست جان لارنس کے تھے ان دونون کی طبیعتون مین مشابہت بہت تھی انکی طبیعت مین شرافت تھی۔ نرم آواز سے مسکرا مسکرا کر باتین کرتے تھے جس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ امن و عافیت کے وقت مین اپنی ذہانت کی روشنی دکھا سکتے ہین۔ مگر اب ایک بڑے موقع پر انہون نے اپنے مستقل ارادہ کو اور شجاعت و دلاوری کو ایسا دکھایا کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ جن ظالمون نے انکی قوم پر ستم کیا ہے وہ انکے غرور ڈھانے اور انکے ہلاک کرنے مین پتھر سے زیادہ سخت اور فولاد سے زیادہ کٹھور تھے یہہ قوم کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ وہ اس وقت مین لاہور کے اندر کارفرما تھے۔

پنجاب کی حالت سپاہ کے بیان میں

اس نازک وقت کے گھٹنے مین مسٹر مونٹ گومری سول سٹیشن مین پنجاب کی دارالسلطنت مین تھے شہر لاہور مین مختلف طرح کی آبادی لاکھ آدمیون کے قریب تھی ان مین بہت سی جماعتین سکھون اور مسلمانون کی تھین جو مادرزاد سپاہی تھے قلعہ شہر کی فصیل کے اندر تھا اس مین یوروپین رجمنٹ کی ایک کمپنی اور کچھ یوروپین توپچی اور نصف ہندوستانی پیدلون کی تھی - میان میر کی چھاونی لاہور کے چھ میل پر تھی اسمین تین پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھین اور گورون کی ۸۱ وین پیدل رجمنٹ اور دو ترپ یوروپین توپخانہ کے غرض ہندوستانی سپاہ یوروپین سپاہ سے چوچند تھی -

۱۱ و ۱۲ مئی اور سپاہ مین بدخواہی کے آثار

پیر کے روز ۱۱- مئی کو لاہور مین معلوم ہوا کہ میرٹھ کی رجمنٹون نے بغاوت کی اور ۱۲- وین کی صبح کو یہہ خبر آئی کہ دلی پر باغیون کا قبضہ ہوگیا - مونٹ گومری صاحب ان خبرون کے معانی اپنی رائے رسا سے خوب سمجھے اور تھوڑی دیر کے لئے متحیر رہے انکو یہہ بات صاف معلوم ہوئی کہ پنجاب کی سلامتی پر ساری سلطنت کی سلامتی کا مدار ہے اگر پنجاب ہاتھ سے نکل گیا تو کل بالائے ہند سے ہمارا قبضہ اٹھ جائیگا یہہ تحقیق تھا کہ دلی کا بڑا میگزین ہمارے ہاتھ سے نکل گیا - اگر پنجاب کے اور اسکے متصل کے ملکون کے میگزین چھین گئے تو ناممکن ہے کہ انگلش کی بیکسی مبالغہ کے ساتھ بیان ہوسکے - آئینی سپاہ کی رجمنٹون کی بغاوت کا اثر تمام غیر آئینی پلٹنون پر ہوگا اور پھر اسکے ساتھ اور آدمی سرکشی اختیار کرینگے مگر یہہ صاف نہین معلوم ہوتا تھا کہ اس خرابی کے روکنے کا علاج کیا کیا جائے - صاحب ممدوح ہندوستانیونکی سیرت و خصلت کو خوب سمجھتے تھے کہ سپاہی دشمن پر جیسے خوف کے سبب سے آمادہ ہوتے ہین ایسے ہی کینے و بغض کے سبب سے - بس سلامت روی کا طریقہ یہہ ہے کہ سپاہ پر کوئی علامت اپنے شبہ کی نہ ظاہر ہو اور سب کام بدستور خاموشی کے ساتھ کئے جائین مگر اسکے برخلاف اول صدمہ پہنچانے مین بڑا فائدہ ہے جو فریق کارسازی مین اول ہوگا اسکے کامیاب ہونیکا دوچند احتمال ہے -

ابتک یہہ علم نہین ہوا تھا کہ پنجاب کے سپاہیون مین بغاوت کا عزم پیدا ہوا ہے یا نہین اس علم حاصل کرنے کے واسطے مونٹ گومری صاحب کے کہنے سے ریچرڈ لارنس پولس اور ٹھگی کے افسر اعلے نے ٹھگی کے آفس کے ہیڈ کلارک کو جو اودھ کا رہنے والا برہمن تھا متعین کیا کہ وہ یہ دریافت کرے کہ لاہور مین سپاہ کے کیا ارادے ہین - اس نمک حلال برہمن نے باوجودیکہ وہ سپاہ کا ہم وطن و ہم مذہب تھا مگر وہ برٹش گورنمنٹ کے نمک حراموں اور بدخواہون کے ساتھ ذرا سی بھی ہمدردی

نہین رکھتا تھا - اسنے مخبری کے کام کو بڑی ایمانداری اور نمک حلالی کے ساتھہ انجام دیا اور یہہ خبر لایا کہ میان میر مین سپاہ بغاوت پر آمادہ ہے وہ فساد سے بھری ہوئی ہے اور اپنے گلے پر ہاتھہ رکھہ کر کہا کہ وہ اس کام کے لیئے تیار ہے اسسے صاف ظاہر تھا کہ وہ بغاوت کرنے کے لیئے مالک زیرین کی خبر کی منتظر تھی کہ میرٹھہ اور دھلی مین جو اسکے بھائیون نے کیا ہے اسی کی تقلید وہ کرے -

بس اس بات کے معلوم ہوتے ہی مونٹ گومری صاحب نے انارکلی کے سول افسرون کو میکفرسن صاحب ملیٹری سکرٹری کے مکان پر بلایا مسٹر ڈونلڈ و میکلوئڈ و مسٹر ایجرٹن کرنیل اومنی مسٹر رابرٹس اور کپتان میکفرسن و رچرڈ لارنس و ڈاکٹر ہچنسن صاحب اس کونسل مین آئے اور کونسل مین یہہ قرار پایا کہ سپاہیون سے میگزین (گولی بارود) لے لیا جائے اور سپاہیون سے کہدینا چاہیئے کہ چکنے کارتوسون کے سبب سے ان کو خوف لگ رہا ہے اسلیئے انسے بالکل میگزین لے لیا جاتا ہے کہ کوئی بناء فساد نہ رہے اسپر رچرڈ لارنس نے کہا کہ مین سپاہ سے بالکل ہتھیار لینا چاہتا ہون اسپر میکفرسن صاحب نے کہا کہ ملیٹری افسر غالباً اسکو پسند نہین کرینگے تو مونٹ گومری صاحب اور میکفرسن صاحب دونو چھاونی مین بریگیڈیر پاس گئے کہ ہندوستانی رجمنٹون سے بالکل میگزین لے لیا جائے اس باب مین حسب ضابطہ چیف کمشنر سے صلاح مشورہ کرنا چاہیئے مگر لاہور اور راولپنڈی کے درمیان تار مین خلل آجانے سے چیف کمشنر کے ساتھہ مراسلت بند ہو گئی تھی اسلیئے اس کام کی ساری جوابدہی مونٹ گومری صاحب کے ذمے پر تھی اور انہون نے اسکو خوشی سے اپنے ذمے لیا -

میان میر کی چھاونی کے بریگیڈیر سٹورٹ کاربٹ صاحب تھے جو چالیس برس سے سرکار کمپنی کے ملازم تھے اس پیری مین جسمانی قوت کچھہ کم ہو گئی تھی مگر عقلی قوت جوانی کی سی تھی - جب مونٹ گومری صاحب نے سارا حال بیان کیا اور سپاہ سے میگزین لینے کے لئے کہا تو اول انہون نے اس مین کچھہ تامل کیا مگر پھر شام کو انہون نے میکفرسن صاحب کو لکھا کہ وہ سپاہ سے بالکل ہتھیار لے لیگا مونٹ گومری صاحب نے اسے منظور کر لیا -

یہہ بڑی بہادرانہ تدبیر جب ہی پوری ہو سکتی تھی کہ اس مین کسی طرح کا افشا سے راز نہ ہو -

مونٹ گومری اور کاربٹ کو یقین تھا کہ ایک گورون کی رجمنٹ اور گورون کا توپخانہ ہندوستانی برگیڈ
سے ہتھیار لے لینے کے لیئے کافی ہوگا اور زبردستی ان سے ہتھیار رکھوالیگا - صبح کو جنرل پریڈ کا حکم
ہوا - شب کو چھاونی مین کرنیل پینی کی اور ۸۱ وین پلٹن کے افسرون کو چھاونی کے افسرون نے ایک بال
دیا تھا تمام سپاہی دیکھ رہے تھے کہ انگلش کھانا کھا رہے ہین اور ناچ رہے ہین انکو سان گمان بھی
نہ تھا کہ ہمارے افسر ہم پر بغاوت کا شبہ رکھتے ہین - اگر میان میر مین سپاہیون کا ارادہ انگریزونکے
قتل کا ہوگا تو وہ جانتے ہونگے کہ ہماری قربانیان کیسی بے خبر ہین کہ ناچ رنگ مین مشغول ہین اور وہ
قربان ہونے کی خبر نہین رکھتے - بال مین جو انگریز راز سے واقف تھے وہ جانتے تھے کہ کل صبح
کو موت کا مقابلہ کرنا ہے انکو یہہ رقص رقص بسمل معلوم ہوتا ہوگا -

جب سحر کی تاریکی دور ہوئی اور میان میر مین دن کی روشنی چمکی برگیڈ پریڈ کی زمین پر جمع ہوا کوئی نئی
بات نہ سوا اسکے پریڈ پر نہ تھی کہ سول افسر اُنارکلی کے مونٹ گومری صاحب رابرٹس صاحب
اور اور صاحب گھوڑون پر سوار موجود تھے سپاہیون کو جو حکم دیا گیا اسکی انہون نے اطاعت کی
رجمنٹین پیوستہ صف بستہ کھڑی کی گئین - توپخانہ اور ۸۱ وین گورہ رجمنٹ کے سپاہی ڈھائی سو
سے زیادہ نہ تھے وہ سوارون کے رسالے کے بائین طرف تھا دائین طرف تھے اور ہندوستانی
رجمنٹین قلب مین تھین - گورے کالون مین ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے سیاہ خطون کے درمیان سفید
نقطے کہین کہین لگا دیئے جائین - ہر سپاہ کے سر سے پر آواز بلند گورنمنٹ کا حکم بارک پور کی
پلٹن سے ہتھیار لینے کا پڑھا گیا اسکے بعد اصل کام شروع ہوا - ہندوستانی اور گورون کی رجمنٹون
کو ایسا حکم دیا گیا کہ وہ دونو آمنے سامنے آگئین - انکے پیچھے گورے ٹولیون کو بھر رہے تھے
جو ہندوستانی رجمنٹون کو دکھائی نہین دیتی تھین - ۲۶ - رجمنٹ کے ایڈجوٹنٹ صاحب
نے جو ہندوستانی زبان خوب بول سکتے تھے سپاہیون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ
بغاوت کا عزم اور رجمنٹون مین ظاہر ہوا ہے جسکے سبب سے بہت سے عمدہ سپاہی تباہ و برباد
ہوگئے ہین یہہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میان میر کی ممتاز رجمنٹین جنہون نے سرکار کمپنی کی بڑی
عمدہ خدمتین کی ہین وہ بغاوت کی ترغیبون سے اپنے تئین اسطرح دور رکھین کہ وہ سب آلات
جنگ ہمارے ہم کو حوالہ کردین اسی لیئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہتھیار رکھدو جسوقت کہ ہندوستانی سپاہ کو

ہتھیار رکھنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے دیکھا کہ گوروں کا توپخانہ انکے سامنے تیار کھڑا ہے اور ریزرو فلیٹے توپچیوں کے ہاتھوں میں ہیں اور اسی وقت کرنیل رینی نے ۸۱ وین رجمنٹ کے گوروں کو حکم دیا کہ بندوقین بھرو۔ بندوقوں کے گزون کی جھنکار سنتے ہی سپاہیوں نے جانا کہ اب ہتھیاروں کے دینے میں تامل کرنا جان کا کھونا ہے اسلیئے انہوں نے حکم کے موافق ہتھیار رکھ دیئے اور سواروں نے بھی کرچین کمر سے کھولکر رکھ دین۔ سپاہی حیران پریشان اپنی لینوں میں گئے اور انکے ہتھیار گرجیوں میں لادے گئے۔ یہہ ایک بڑا کار عظیم بغیر کسی قباحت کے نہایت سلیقہ مندی سے انجام ہوا اور صدمہ اول سے ایک جنگ میں فتحیابی ہوئی۔ پنجاب میں یہہ فتح مونٹ گومری و کاربٹ و رینی نے حاصل کی۔

اس صبح کا کل کام فقط یہی نہیں تھا کہ میان میر میں ایسی فتح کرے کہ جس میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں گرے اور گوروں نے اپنے سے سنت گنے کالے سپاہیوں سے ہتھیار رکھوا لیئے جب پریڈ سے فراغت ہوئی کہ ۸۱ وین گوروں کی رجمنٹ نے قلعہ کی طرف سفر کیا جب اس سفر کی سپاہیوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے جانا کہ ۱۵ تاریخ کو جن کاموں کے کرنے کے لیئے ہم سازشین کین تھین وہ کھل گئین اور شکار بالکل نکل گیا۔ کرنیل سمتھ مع تین کمپنیوں کے قلعہ میں آ گئے اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار حوالہ کرین۔ سپاہیوں نے یہہ سمجھکر کہ مقابلہ کرنا عبث ہے ہر ایک سپاہی نے ہتھیار رکھ دیئے یہہ سپاہی میان میر کی چھاونی میں بھیجے گئے جہان انہوں نے گوروں کے ہتھیارون کی چاپ دہاک کے سوا کچھہ اور نہ دیکھا ہر مقام پہ گوروں ہی کا پہرہ چوکی تھا ایسے انتظامات کیئے گئے کہ انگلش بارکوں میں عورتین اور بچے بلا لیئے گئے کہ وہ محفوظ سلامت رہین اور سارے ملک میں پیغامات بھیجے گئے کہ کیا کیا فساد انگریزوں کی جانوں کے لیئے برپا ہو رہے ہیں۔

لاہور سے تیس میل کے فاصلہ پر امرت سر میں قلعہ گوبند گڈھ ہے۔ یہہ شہر کا بڑا معبد ہے۔ پنجاب میں کوئی شہر ایسا نہیں جہان سکھوں پر گروؤں کا کہنا ایسا چلتا ہو جیسا کہ امرت سر میں۔ سب سے زیادہ بغاوت کے ہونے کا احتمال اس شہر میں تھا ۱۲۔ مئی کو مونٹ گومری صاحب نے امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کوپر صاحب کو لکھا کہ ٹیلیگرافوں سے جو ملفوف ہین معلوم ہوگا کہ ہمارا فتنل کس طرح ہوا اسلیئے آپ قلعہ گوبند گڈھ کی خبر رکھین۔ شہر کا سارا حال دریافت کرتے رہین اور سپاہیوں پر کوئی اپنا

ظاہر نہ کرین - کوپر صاحب اور میکناٹن صاحب اسسٹنٹ کمشنر دل گردہ کے آدمی تھی - امرتسر مین
یہہ افواہ تھی کہ گوبندگڈھ مین جو رجمنٹ ہے اسکی امداد کو میان میر سے وہ سپاہی آنے ہین جنسے
ہتھیار لے لیئے گئے ہین - قلعہ گوبندگڈھ مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی صرف توپخانہ کی ایک
کمپنی ضعیف سی گورون کی تھی - چھاونی مین گورون کا گھوڑون کا توپخانہ تھا کپتان ڈاڈوری اسکے
افسر تھے یہہ توپخانہ قلعہ مین آگیا تھا - کوپر صاحب کچھ تھوڑے بہت سوار اور وفادار سکھہ لیکر قلعہ کے
دروازون کے سامنے مقیم ہوئے - میکناٹن صاحب لاہور کی سڑک پہ گئے کہ باغیون کو اپنے
ساتھہ لیکر باغیون کو امرتسر مین نہ آنے دین - اہل زراعت انگریزی عملداری مین بڑے
خوش حال ہو گئے تھے اسلیئے وہ انگریزون کے حامی و مددگار تھے اکثر یہہ کسان جفاکش جاٹ
تھے جو ہندوستانی سپاہ کے ساتھہ کوئی ہمدردی نہین رکھتے تھے - ان پاس جو ہتھیار تھے
انکو لیکر انگریزون کی کمک کرنے کو جہان انکو وہ طلب کرین موجود تھے - غرض انہون نے لاہور سے
باغیون کو لاہور مین آنے نہین دیا - سب سے زیادہ خوف سڑک پر تھا ۸۱ وین رجمنٹ کی ایک
کمپنی تیس میل سفر کر کے قلعہ گوبندگڈھ مین داخل ہو گئی اور اسکو محفوظ کر لیا -

مونٹگومری اور کارنیٹ کی کوششون سے دو بڑے شہر لاہور اور امرتسر بے خوف و خطر
ہو گئے انہون نے سپاہیون کی سرکشی جس گھنٹے مین پیدا ہونے کو ہوئی اسکو انہی مقامات مین
مفلوج کر دیا جہان وہ اپنی قوت دکھاتی - بڑے بڑے شہرون اور سلح خانون ہی پر مونٹگومری صاحب
نے نہین خیال کیا - پنجاب کے سول کے اعلے افسرون کے پاس قاصد دوڑائے اور انہون نے حکم دیا
کہ اپنے ہان کے تمام خزانے پنجابی پولس کی حراست مین قریب کی فوجی چھاونیون مین پہنچا دین اور
ہندوستانی سپاہیون کے گاردون پر بھروسہ نکرین اور ہندوستانی سپاہیون کے خطوط کو
ڈاکخانہ مین روک لین منٹگومری صاحب کی یہہ دانائی تھی کہ وہ سب کو ہدایت کرتے تھے کہ خاموشی
اور اطمینان سے یہ کام کیا جائے خوف و اضطراب و اضطرار کی کوئی علامت نہ ظاہر کی جائے بلکہ
کام کے لیئے مستعد رہنا چاہیئے اور جس طرح ہو سکے تمام اطراف سے معتبر خبرین دریافت کرنی
چاہئین دوسرے روز مجھے مطلع کرنا چاہیئے کہ اہل ضلع کے کیا خیالات ہین اس مشکل کام کے
کرنے مین مجھکو آپکی مستعدی پر اور رائے پر پورا بھروسہ ہے -

دو مقام فیروزپور و پھلور بڑے تھے جنکا محفوظ رکھنا ضرور تھا انمین سامان حرب و ضرب بہت تھا
ان دونو مقامون مین ہندوستانی سپاہ زیادہ تھی اور گورون کی سپاہ بہت تھوڑی پنجاب مین
سب سے بڑا میگزین فیروزپور مین تھا اس مین دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹ اور ایک
ہندوستانی سوارون کی رجمنٹ تھی اور ۶۱وین رجمنٹ اور یوروپین توپخانے کی دو کمپنیان تھین
اور یہان میجر جنرل بریگیڈیر انسن صاحب تھے ان پاس دہلی و میرٹھ و لاہور کے سپاہیون کی
خبرات کو آئی انہون نے ۱۳ئی کو پریڈ کی تو انکو سپاہیون کے تیور بدلے ہوئے نظر آئے
جس سے معلوم ہوتا تھا کہ دال مین کچھ کالا کالا ہے سپاہ کو پریڈ پر سے رخصت کرکے انہون نے
جنگی کونسل منعقد کی اس مین بیان کیا گیا کہ سپاہ کے تیور بگڑے ہوئے ہین - یہہ صلاح نہین
ٹھیری کہ سپاہ سے دفعتہً ہتھیار لے لیئے جاتے یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہ کو جابجا تقسیم کرکے ان سے
جدا جدا ہتھیار لینے چاہئین مگر اسپر عمل نہین کیا گیا کہ کار امروز را بر فردا مگزار - یہہ کام ایسا نہین تھا
کہ کل پر چھوڑ دیا جاتا - آج ہی سپاہ پر ضرب لگانی چاہیئے تھی - رجمنٹون کے جدا جدا میدانون مین
پریڈ ہوئی ۵۷وین رجمنٹ نے فوراً حکم کی تعمیل کی لیکن ۵۴وین رجمنٹ نے ہتھیار دینے مین
ٹرپھٹس کی - اسکا ارادہ ہوا کہ میگزین پر قبضہ کیجے مگر اسکے محافظ ریڈ مونڈ کے یوروپین سپاہی
تھے - سپاہیون نے بہت سے زینے لگائے مگر گورون نے اسکو میگزین کے اندر نہین
داخل ہونے دیا - میگزین کے اندر اور باہر جو باغی تھے انمین سے اندر والون سے ہتھیار
لے لیئے اور باہر والے بھگا دیئے مگر اس مین ریڈ مونڈ صاحب زخمی ہوئے - میگزین اسطرح
بچ گیا ۶۱وین گورون کی پلٹن کی تین کمپنیان اس مین اور بڑھا دی گئین - مگر اس سبب سے
کہ گورون کی سپاہ جابجا تقسیم ہوگئی تھوڑے سے گورون سے چھاونی کا بچانا مشکل ہوگیا
بازار کے ہزارہا آدمی چھاونی کے لوٹنے پر ٹوٹ پڑے - انگریزون کے سب بنگلون مین
آگ لگا دی - افسرون کے اہل و عیال بارکون محفوظ تھے - ۵۷وین رجمنٹ نے تو اپنے ہتھیار رکھدیئے
مگر ۵۴وین رجمنٹ شرارت اور بغاوت پر آمادہ ہوئی - بریگیڈیر نے اسکو غارت کرنا چاہا -
ان دونو پلٹنون کے میگزینون مین آگ لگاکر ہوا مین اڑا دیا -
اب ۵۴وین رجمنٹ کو سوا اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مفرور ہوتا کہ جو چاہے وہ آزادانہ کام

کرتے ہیں سپاہ اپنے علم لیکر دہلی کی طرف چلی ۱۶ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیون نے اسکا تعاقب کیا اور فیروزپور سے بارہ میل پرے بھگا دیا۔ اور سپاہیون نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور جنگل اور دیہات مین چلے گئے تعاقب کرنے والون نے ان مین سے کچھ گرفتار کیئے بعض کو دیہاتیون نے پکڑ کر انگریزون کے حوالہ کیا لیکن دلی مین باغی سپاہ سے آ کر ملجانے مین بعض کامیاب ہوئے۔ اگرچہ فیروزپور کا میگزین بچ گیا مگر یہان انگریزون نے سپاہ پر کاسا لوئی کارنمایان نہین کیا۔

ایک اور جنگی مقام پھلور تھا اسپر قبضہ کرنا پنجاب مین قبضہ رکھنے کے لیئے کار عظیم تھا پھلور کا قلعہ جالندھر اور لدھیانہ کے درمیان تھا دہلی کی شاہ راہ پر تھا اسکو کلید پنجاب کہتے تھے مگر اس کے محافظ ہندوستانی سپاہ تھی وہان یوروپین سپاہی کوئی نہ تھا اس مین بڑا اسلحہ خانہ تھا اور ہندوستانی ۳۰ رجمنٹ پیدل مقیم تھی اور پاس کی چھاونی مین رہتی تھی چوبیس میل کے فاصلہ پر جالندھر کی چھاونی مین آٹھوین رجمنٹ گورون کی تھی اور اسکے ساتھ دو ہندوستانی رجمنٹین پیدل اور ہندوستانی سوارون کی ایک رجمنٹ تھی اور اسکے تنہا سبب توپخانہ تھا یہ سب سپاہ باغیون سے ملی ہوئی تھی وہ فیروزپور کے میگزین پر قبضہ کرنے کے لیئے تدابیر کرتی تھی یہان کا بریگیڈیر جانسٹن صاحب تھا وہ اسوقت جالندھر مین موجود نہ تھا اسکی جگہہ کرنیل ہارٹلی کام کرتے تھے۔ ۱۲ مئی کو کرنیل ہارٹلی نے بڑے بڑے سول و ملٹری افسرون سے صلاح و مشورہ کیا۔ سبنے اس بات پر اتفاق رائے کیا کہ پھلور کی خیر اس مین ہے کہ وہ یوروپین سپاہ کے قبضہ مین ہو اسلیئے آٹھوین رجمنٹ کا ایک حصہ مخفی رات کے اندر بھیجا گیا۔ اور احتیاطین بھی کی گئین۔ توپین گورون کے ماتحت مناسب مقام پر لگائی گئین۔ لیڈیان اور بچے بھی شاہی بارکون مین مقیم ہوئے یہہ خیال تھا کہ ہندوستانی سوار توپون پر حملہ کرین گے تو پتھرون کے ڈھیر اطراف مین لگا دیئے گئے کہ وہ سوارون کو آگے بڑھنے نہ دین اور انکو حیران اور پریشان کرین اور انگریزون پر گر ا پڑنے دین۔ سپاہیون سے ہتھیار لینے کا خیال اس سبب سے چھوڑ دیا گیا کہ جالندھر کے ہمسایہ مین بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات ہوشیارپور و کانگڑا و نورپور اور پھلور تھے جنمین صرف ہندوستانی سپاہ تھی وہ ۱۵ اپنے افسرون کے برخلاف برانگیختہ

اور سب جالندھر مین جمع ہو کر اپنے ہتھیار نہ لے لین اور کل ملک مین آگ لگا دین ۔

پھلور مین آٹھوین رجمنٹ کے ڈیڑھ سو گورے اور دو گھوڑ چڑھی توپین پہنچ گئین اور پنجابی سوارون کا بھی ایک گروہ قلعہ کی دیوارون کے اندر موجود رہا اسطرح سے یہہ قلعہ بچ گیا جو آئندہ باغیون کے ساتھ لڑائیون مین بہت کام آیا ۔

باب دوم

پشاور اور راول پنڈی اور جان لارنس کی دانشمندانہ تدابیر

پشاور مئی ۱۸۵۷ء

پنجاب مین جتنی سپاہیون کی چھاؤنیان تھین ان سب مین زیادہ خوف پشاور کی چھاؤنی کی طرف سے تھا جو سرحد پر واقع تھی ۔ یہان مئی ۱۸۵۷ء مین دو رجمنٹین ملک کی مع توپخانہ و سوارون و پیدلون کے تھین غرض کل دو ہزار سے کچھ زائد یورپین سپاہ اس قسم کی تھی اور ہندوستانی سپاہ ان سے چوگنے کے قریب تھی اور ہمسایہ مین وادی پشاور مین نوشہرہ مین ۲۷ وین پیدل گورہ پلٹن تھی جس مین تقریباً ہزار آدمی تھے اور ہوتی مردان مین نامی گائڈس کور تھی گورون کی رجمنٹین کو بھی اسپر فوقیت نہین رکھتی تھین ۔ غرض وادی پشاور مین دو ہزار پانچ سو یورپین اور دس ہزار ہندوستانی سپاہ تھی جنمین سے ایک دسوین حصہ پر انگریز اعتبار کر سکتے تھے

اندرونی خوف سپاہ کی بغاوت کا تھا مگر بیرونی خوف سرحد کی افغانی قومون آفریدی اور یوسفزئی و مہمند اور اور قومون کا تھا ۔ اگر یہہ قومین انگریزون کے ساتھ بر سر فساد ہوتین تو اندرونی بیرونی دشمنون کے ملنے سے انگریزون پر وہ بڑی مصیبت واقع ہوتی پھر انگریزی جوانمردی اُنکی برداشت نہ کر سکتی پھر ان سرحدی قومون کے سوا کابلیون کا خوف تھا ۔ دوست محمد خان کی دوستی انگریزونکے ساتھ روپیہ سے خریدی گئی تھی دوست محمد خان پشاور کے پھر ہاتھ آنیکے خیال مین پڑا ہوا تھا اسکو یہہ موقع خوب ہاتھ لگا تھا اگر سرحدی قومین اور افغانستان اسوقت انگریزون سے بگڑ بیٹھتے تو مشکل سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان مین انگریزون کا حال کیا ہوتا ۔

اسوقت پشاور مین ہربرٹ اڈورڈس کمشنر اور جان نکلسن ڈپٹی کمشنر تھے یہہ دونو صاحب

پولیٹکل اور ملٹری وسول کے کامون مین جید عصر تھے اور پشاور کے برگیڈ کے میرلشکر سٹنڈنی کوٹن تھے —

سیہ تینون افسر پشاور مین تھے کہ ۱۲ کو ان پاس میرٹھ کے غدر کی خبر آئی - سر ہربرٹ اڈورڈس کو افغانستان کی پولیسی پر ایسا اعتبار تھا کہ انکو ذرا خوف نہ تھا کہ پشاور انگریزی عملداری سے نکل جائیگا انہون نے سر جان لارنس سے درخواست کی کہ آپ بغیر کسی تاخیر کے حکم بھیجے کہ ایک سپاہ روان تیار کی جائے کہ جہان سرکشی پیدا ہو وہان جاکر اسکا سر کچلے اور نکلسن صاحب اس سپاہ روان کا لشکر آرا ہو —

کونسل اوف وار (جنگ کی صلاح مشورہ کی کونسل) جنرل ریڈ کی کوٹھی مین منعقد ہوئی اس مین یہہ ممبر موجود تھے - برگیڈیر اڈورڈس صاحب و چیمبرلین صاحب اور نکلسن صاحب اس مجلس کے جمع ہونے سے آدھ گھنٹے پہلے جان لارنس کا تار اڈورڈس صاحب پاس آیا کہ جس مین انہون نے لکھا تھا کہ مین گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو پسند کرتا ہون اور مطلع کرتا ہون کہ میان میر مین صبح کو ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لیئے گئے ہین - کونسل مین کوئی اختلاف رائے نہ تھا پشاور کے ملٹری اور پولیٹکل حکام ایسے متفق اپنے ارادون مین تھے کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک آدمی ہین - سب کا اس امر پر اتفاق ہوا کہ یہہ وقت جو سر پر آیا ہے اس مین پنجاب کے اندر سول اور ملٹری قوت کا ایک جگہہ مرکز ہونا چاہیئے جنرل ریڈ تمام سپاہ کے میرلشکر ہون اور وہ چیف کمشنر کے ہمراہ رہا کرین تا کہ سول اور ملٹری حکام کی اتفاق رائے سے کام ہوا کرے اس بات کا اصل مطلب سطح کے اوپر نہ تھا بلکہ اسکے نیچے تھا اڈورڈس صاحب اور نکلسن صاحب آپس مین ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکراتے تھے کہ اس دیرینہ سال جنرل کو جو اس وقت کے مناسب حال بالاستقلال کوئی رائے نہین رکھتا تھا کس خوش اسلوبی سے پولیٹکل ہاتھون مین دیدیا - جب ریڈ صاحب کو یہہ معزز منصب ملا تو انہون نے یہہ سمجھکر کہ مجھ سے زیادہ دانشمند افسر موجود ہین اپنے احکام جاری کرنے چھوڑ دیئے اسوقت بڑا کام دماغون کا تھا جنکو جان لارنس مع اپنے وزیرون اڈورڈ صاحب اور نکلسن صاحب کے کام مین لا رہے تھے اس معاملات مین اعلے ہدایتین کرتے تھے اور ہمیشہ ملٹری حکام سے صلاح مشورہ کر لیتے تھے انکی خوشامد کرکے اور انکو سمجھا بجھا کر اپنی رایون کا مطیع انکو بنا لیتے تھے —

۱۲ مئی غدر کی خبر کا آنا

۱۳ مئی کونسل وار کا پشاور میں

کونسل کا پہلا رزولیوشن اوپر بیان ہوا دوسرا رزولیوشن یہہ تھا کہ معتبر سپاہیون کا ایک گشتی لشکر مرتب و منضبط کیا جائے کہ پنجاب مین جہان کہین فتنہ و فساد و سرکشی و بغاوت برپا ہونے کو ہو وہان وہ دوڑ کر فوراً جائے اور فتنہ و فساد کو دور کرے اور اسکا افسر اعلے نہایت لایق و قابل مقرر ہو۔ قلعہ اٹک مین جو سپاہ متعینہ مشتبہ تھی وہ قلعہ سے خارج کردی جائے دریاے اٹک پر گھاٹون پر انتزای کا انتظام پٹھان گارڈ کے سپرد کیا جائے اور معتبر پٹھان اسکا افسر مقرر کیا جائے اور سپاہ کے بیچ یہہ انتظامات اور کیئے جائین کہ ہندوستانی رجمنٹین اس طرح سے مختلف مقامات مین بھیجدی جائین کہ وہ آپس مین ملکر کام نہ کرسکین اور آسانی سے وہ گورون کی سپاہ سے ڈرائی جاسکین اور چیف کمشنر پاس بریگیڈیر چیمبرلین مشورہ لینے کے واسطے فوراً بھیجا جائے۔ اور جان نکلسن اس گشتی لشکر کا پولیٹکل افسر مقرر ہو ــ سر جان لارنس پاس یہہ درخواستین بھیجی گئین تو انہون نے سب منظور کین الا آخر درخواست چیف کمشنر کے نزدیک پشاور مین نکلسن صاحب کی خدمات کی ضرورت تھی یہان سے اسکے چلے جانے سے سرکاری کامون کا نقصان ہوتا۔

گشتی لشکر کی یادداشت لکھی گئی مگر اس مین یہہ فیصلہ نہین ہوا کہ اسکا اعلے افسر کون مقرر ہو۔ اس امر کے فیصلہ کے لیئے جنرل اینسن کمانڈر انچیف کی طرف رجوع کی گئی انہون نے کرنل چیمبرلین کو گشتی لشکر کا اعلے افسر مقرر کیا۔

راولپنڈی مین ۱۶ مئی کو جنرل ریڈ اور بریگیڈیر چیمبرلین چیف کمشنر سے ملے اسی تاریخ کی شام کو کرنیل اڈورڈس صاحب پاس تار آیا کہ وہ راولپنڈی کی کونسل مین شامل ہون۔ وہ اپنا کام نکلسن صاحب کو سپرد کرکے فوراً راولپنڈی کو روانہ ہوے اسوقت اڈورڈس صاحب ایسے عالی ہمت و والا ہمت ہوگئے کہ انہون نے پنجابی سردارون کے دلون مین اپنا وقار اور اعتبار بٹھادیا تھا۔ اڈورڈس صاحب اور چیف کمشنر صاحب دونو یہہ جانتے تھے کہ ہمارا کام صرف پنجاب ہی کا بچانا نہین ہی بلکہ کل سلطنت ہند کا۔ جان لارنس کو کبھی یہہ خیال نہین ہوا کہ پنجاب میرا صوبہ ہے اسی کا محفوظ رکھنا میرا کام ہے اسے باہر میری کچھہ جوابدہی نہین ہے وہ سلطنت کی تقویت دینے کے لیئے پنجاب کے ضعیف کرنے کی کچھہ پروا نہین کرتے تھے شاید سلطنت کے بچانے کے لئے وہ پنجاب کو فدا کرتے تھے کونسل مین یہہ فیصلہ ہوا کہ بغاوت کس طرح برپا ہوئی ہو مگر اب اسکی تحویل اس صورت مین ہوگئی ہے

کہ دہلی مین مسلمانون کی سلطنت قائم ہوگئی ہے جس سے اب رزم آرائی ہے - لارنس صاحب کو لاہور اور امرتسر و پشاور کا ایسا خیال نہین تھا جیسا دہلی کا وہ ہمہ تن اسی کی طرف توجہ کرتے تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ پنجاب سے نیچے معتمد سپاہ نہین بہم ہوسکتی اس لیئے جسقدر سپاہ پنجاب سے دہلی روانہ ہوسکتی ہے وہ روانہ کی جاسکے وہین سلطنت کے استیلا اور استعلا کی لڑائی ہوگی -

اول کمک دہلی کے لیئے نامور گائڈس کور پس روانہ کی گئی جسکو ہنری لارنس نے خاص اسی مطلب کے لیئے ہندوستان مین بھرتی کیا تھا کہ جہان لڑائی ہو وہان وہ مقدمۃ الجیش ہو وہ اسوقت ہوتی مردان مین تھے اور اسکے افسر اعلے ڈیلی صاحب تھے - ۵۵ وین ہندوستانی پلٹن نوشہرہ مین تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ ہوتی مردان مین جائے اور کورپس گائڈ ہوتی مردان سے سفر کرے اڈورڈس صاحب نے اپنے ایک خانگی خط مین اس سفر کے سبب کو ڈیلی صاحب کو لکھ بھیجا تھا کہ دہلی اور میرٹھ مین سپاہ نے بغاوت کی ہے - یہہ گائڈس کورپس ان مقامات مین جائیگی کہ جہان بغاوت ہوئی ہے یا ہونے کو ہے اسلیئے ناگزیر ہے کہ سپاہ کا کولم ایسا بنایا جائے کہ جس مین سپاہی قابل اعتبار ہون اسکے لیئے گائڈس اور ملکہ معظمہ کی ۲۷ - رجمنٹ تجویز ہوئے ہین کہ بغیر کسی توقف کے دونون ساتھ ملکر روانہ ہون - پس ڈیلی صاحب نے گائڈس کو جمع کیا اور آدھی رات سے پہلے وہ نوشہرہ مین آن پہنچی ابھی انہون نے کچھ آرام نہین لیا تھا کہ کوٹن صاحب کو حکم آیا کہ گائڈس اٹک مین جائے توپ چھٹتے انہون نے اپنا دوبارہ سفر شروع کیا اور دوپہر سے پہلے منزل مقصود پر جا پہنچے سفر مین دھوپ کی گرمی نے سپاہیون کو سکھا یا تھا مگر انکی ہمت و جرأت لڑائی کے لیئے شگفتہ تھی -

ہر گائڈس کے بہادر دلاور میرٹ کر نے آج کہا کہ پنجاب ہندوستان کو اپنی لاگت کو جو اسکے لینے مین لگی تھی الٹی ادا یون کر رہا ہے کہ سپاہین الٹی ہندوستان کو بھیج رہا ہے جو اسکی مدد کرنے مین بڑی مستحکم اور مستقل ہین -

ڈیلی صاحب نے قلعہ اٹک پر جب تک قبضہ رکھا کہ کوہاٹ سے سپاہ وہان اسکی حفاظت کے لیئے آئی - ۱۶ تاریخ کو رات کے دو بجے چاندنی مین سفر کیا اور ۲۲ میل سفر کرکے وہ آٹھ بجے درختون کے جھنڈون کے سایہ مین اترے خیمون کی ضرورت نہ تھی پھر وہ سفر کرکے ۱۸ تاریخ

راولپنڈی مین پہنچی -

ڈیلی صاحب نے یہہ ایک بے نظیر سفر کیا وہ پہلی جون کو لدھیانہ مین اور ۲ - کو انبالہ مین اور ۵ کو کو کرنال مین پہنچے - یہان ڈیلی صاحب سنٹرلی باس صاحب اور سر تھیوفلس مٹکف صاحب سے ملے جو دہلی سے بھاگ کر یہان آئے تھے - انکی یہہ آرزو تھی کہ جن دہات مین سرکش مفسدہ پرداز مقیم ہین اور وہ آدمی بھرے ہوئے ہین جو فرنگیون کو لوٹنا چاہتے ہین انکو ڈیلی صاحب سزا دین ڈیلی صاحب کو دہلی کی لولگ رہی تھی وہ اس کام کو کرنا پسند نہین کرتے تھے کہ چند آدمیون کے ارتکاب جرم کی سزا کل گاؤن کو دی جائے جس مین بہت سے بیگناہ ہونگے - بعد بہت سی تکرار اور بحث کے انہون نے بعض دہات کو جلایا جنکے شعلے دور تک کئی میل کے فاصلہ پر نظر آتے تھے مگر ڈیلی صاحب نے عیسائی مذہب کا رحم عورتون اور بچون پر کیا کہ انکو مع اسباب کے جو وہ لے جاسکتے تھے جانے دیا - مگر اس التوا کا یہہ نتیجہ ہوا کہ وہ بادلی کی سراے کی لڑائی مین شریک نہ ہو سکے وہ ۹ - جون کو دہلی مین میدان جنگ کی سپاہ سے جاکر ملی اسوقت برٹش کیمپ مین دو گورکھون رجمنٹین تھین جنکے افسر ریڈ صاحب تھے اور پنجاب گائڈس کور بس تھے جنکے افسر ڈیلی صاحب تھے - گائڈس کور بس بڑی بہادری سے باغیون سے لڑے -

باب سوم

پنجاب کی سرگذشتین

سئی مین سر جان لارنس کی پولیسی

جب کہ ڈیلی کی گائڈس کور بس اپنا بڑا شاندار سفر کر رہے تھے اور پنجاب اپنی قوت مجتمع کے اول پھلون سے دہلی کی انگریزی سپاہ کو متمتع کر رہا تھا تو سرحدی صوبے مین جان لارنس اپنے مصاحبون کے مشورون سے شاہانہ کام کر رہے تھے - چیف کمشنر اپنے شیرون اڈورڈس اور چیمبرلین سے مشورہ لیکر وہ پولیسی اختیار کر رہے تھے کہ جس سے پنجاب محفوظ و مامون رہے جب ان پاس دارالسلطنت کی سرگذشتون اور سپاہ میرٹھ مین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لینے کی خبر پہنچی تو وہ چونک پڑے انکے نزدیک یہہ امر شدنی تھا کہ یہہ کام دانائی کے ساتھ

کیا گیا ہے گو جان لارنس مین خلقی اور کسبی بڑی قوت اور ثابت قدمی و مستعدی تھی مگر حزم و احتیاط
بھی انہین اسقدر تھا کہ وہ اشتعال طبع سے کوئی کام نہین کرتے تھے ہمیشہ بہت سوچ بچار کے سب
پہلوؤن کو دیکھ بھال کر کے کام کرتے تھے۔ ابتدا مین انہون نے یہہ خیال کیا کہ سرکار کی طرف
سپاہیون کے برخلاف اس حرکت کا کرنا ایسی حالت مین بے اعتبار ی کرنا ہے اور جلدی
سے ان کے ساتھ لڑائی کا اشتہار دینا ہے انہون نے اس صوبہ مین ہوشیاری کی کوئی علامت
ابتک نہین دکھائی . . . . اس کام کے صحیح و صواب ہونے مین معقول
شبہہ ہوسکتا ہے مگر انکو جلد بہت یقین ہوگیا کہ اسوقت مین جو کام کیا گیا ہے وہ بالکل بجا و صحیح
درست دانشمندانہ ہے اس باب مین وہ ایک خانگی خط اڈورڈس صاحب کو لکھتے ہین کہ
معاملات کی صورت حال مین بڑی کم بختی یہہ ہے کہ ہم اپنی محافظت کے لیئے جو قدم اٹھاتے
ہین وہ آئینی سپاہ کے لیئے ایک صدمہ ہوتا ہے۔ اب ہم کو اپنی طرف سے آگے قدم جبتک
بڑھانا چاہیئے کہ انکو بیطرف کرین یا غارت کرین وہ بغاوت کرینگین اور اپنے افسرون کو قتل کرینگے
چیف کمشنر کی یہہ پولیسی تھی کہ سکھون اور افغانون کی سپاہین نئی بھرتی کی جائین اسلیئے کہ یہہ دونو قومین کچھ
ہمدردی پوربی سپاہ سے نہین رکھتین بلکہ یہہ چاہتی ہین کہ جیسا انہون نے ہم کو شکستین دے کر
ذلیل کیا ہے ایسا ہی ہم انکو ہزیمتین دیکر ذلیل کرین اور جیسے انگریزون کے سبب سے پوربیون کو
سربلندی حاصل ہوئی ہے ایسی ہم کو بھی ارجمندی انکی بدولت حاصل ہو۔ یہہ پولیسی تمام پولٹکل افسرون کو
پسند تھی ہر ضلع مین اس قسم کی سپاہ کی بھرتی شروع ہوئی۔ پولس قوی کیا گیا اسکو بہت کام سپرد ہوئے
دریاؤن کے گھاٹون کی حفاظت کی گئی کہ وہ ان جاسوسون کو نہ عبور کرنے دین جو فقیرانہ بھیس
بنا کے بغاوت کو پھیلانے کے لیئے پھرتے ہین انکے واسطے رستون کے تیار کرنیکا خوب انتظام
کیا گیا۔ گورنمنٹ کے خزانون کے بچانے کے لیئے کوشش کی گئی اور اس مین کامیابی ہوئی اگر وہ
باغی سپاہ کو ہاتھ لگجاتے تو انکو بڑی تقویت ہوجاتی۔ جہان بیرونی مقامات مین خزانے
ہندوستانی سپاہیون کے پہرون مین تھے وہان سے وہ یوروپین پہرون مین پہنچا دیئے گئے
ایسے وقت مین ایک حکم جاری کیا گیا جسکا انجام رحم پر ہوا مگر اس ضرورت کے وقت مین وہ بڑا
دہشتناک تھا کہ تمام آدمیون کو جنہون نے سرکار کے برخلاف سر اٹھایا ہے ایسی سخت سزا

دی جائے کہ لوگون کے دل مین خوف و دہشت پیدا ہو۔ رحم کی جگہہ نہیں ہے عوام کی سلامتی کا بڑا خیال ہے معمولی قوانین بالاے طاق رکھے گئے۔ و وسول کے افسرون کو تمام مجرمون کو سزا دینے کا اختیار دیا گیا اور ضرورت کی صورت مین انکو پھانسی دینے کا بھی اختیار تھا بہت سے ہندوستانی جو سپاہی پیشہ نہین تھے وہ گورنمنٹ کے خلاف سازشین کرتے تھے وہ پنجاب سے نکال دیئے گئے انمین بہت سے ہندوستانی پولیس مین اور سرشتون مین ملازم تھے وہ موقوف کئے گئے۔ چھاونی مین بہت سے ذلیل ہندوستانی نوکرون کا ہجوم تھا انہین سے بھی بہت موقوف کر دیئے گئے۔ غرض اندرونی سلامتی اور محافظت کے انتظامات کی طرف جان لارنس نے خوب توجہ کی۔

واقعات پشاور

راولپنڈی سے ۲۱۔ مئی کو اڈورڈس صاحب پشاور مین آئے یہان کوٹن صاحب اور نکلسن صاحب پاس کوئی مژدہ ان کے سنانے کے لیئے نہین تھا۔ اس مقام مین سپاہ مین بغاوت کے آثار صریح ظاہر تھے۔ کوٹن صاحب نے ہندوستانی سپاہ کو ایسا جابجا متفرق و منقسم کر دیا تھا کہ وہ مجتمع ہوکر فساد نہین اٹھا سکتی تھی۔ اور انکے ہمسایہ مین گورون کی سپاہ کو رکھا تھا کہ اگر وہ فساد پر آمادہ ہون تو انکا تدارک کر دین۔ سپاہیون کے جو خطوط پکڑے گئے انسے معلوم ہوا کہ ساری سپاہ باغی ہوگئی ہے۔ ۵۵ وین پلٹن کا ایک حصہ جو نوشہرہ کو بھیجا گیا تھا اسنے بغاوت کی اور سپاہ مین کو نوشہرہ پشاور سے ۲۷ وین پیدل رجمنٹ اور کورپس گائڈس کے چلے جانے سے پشاور مین سپاہ کا زور کم ہوگیا تھا اور سپاہ کی بےمہری و بددلی بڑھتی جاتی تھی اور یہہ دیکھہ کر سرحد کی بڑی بڑی قومون کا بھی ایسا رنگ بدلتا جاتا تھا جسنے ڈر لگتا تھا۔ نکلسن صاحب ان سرحدی قومون کو سپاہ مین بھرتی کرتے تھے تو بہت کم آدمی اس مین رغبت سے بھرتی ہوتے۔ ابھی ۱۸۴۲ و ۱۸۴۱ء مین جو افغانستان مین انگریزون کی تباہی ہوئی تھی انکو یہ قومین بھولی نہین تھین نکلسن صاحب کوئی ترغیب انکو ایسی نہین دے سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھہ شریک حال ہو جائین۔ اس لیئے ضرور تھا کہ کوئی ایسی جید تدبیر جلد کی جائے کہ جس سے یہہ مخمصہ دور ہو جائے کہ سرحد پر عام فتنہ انگیزی ہوگی۔

جب ۲۱۔ مئی کو نوشہرہ کی رجمنٹ کی بغاوت کی خبر اڈورڈس صاحب پاس آئی وہ نکلسن صاحب کو

ساتھہ لیکر آدھی رات کو بریگیڈیر سدنی کوٹن کی کوٹھی پر گئے اور انکو جگا کر اپنا خیال سپاہ سے ہتھیار
لے لینے کا ظاہر کیا انہون نے انکے ساتھہ بالکل اتفاق کیا کہ ہتھیارون کا لے لینا ایک ضروری
کام ہے انہون نے تمام ہندوستانی پلٹنون کے افسرون کو صبح کو بلایا۔ جب یہہ سب افسر
جمع ہوگئے تو بریگیڈیر صاحب نے بیان کیا کہ سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے تیار بیٹھی ہے اسلیئے
اس سے ہتھیار لے لینے چاہئیں۔ اگرچہ مجھے اس کام کرنے کا بڑا افسوس ہے مگر مجبوری ہے
افسرون نے اپنی راے اسکے خلاف بیان کی انہون نے کہا کہ گو بعض جگہہ ان پلٹنون نے
بغاوت کی ہے مگر ہمکو اپنی رجمنٹون کے بالکل خیرخواہ ہونے پر اعتبار ہے اور کوئی وجہ ان پر بے
اعتباری کی نہین ہے اسلیئے ہم انکے ہتھیار لے لینے کے حکم کو نہین مانین گے۔ بریگیڈیر صاحب
سمجھتے تھے کہ یہہ افسر اپنے سپاہیون کے ساتھہ مدتون تک رہے ہین اور انسے مروت رکھتے ہین
انکا یہہ کہنا بمقتضاے طبع بشری ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ سب سپاہ مین بغاوت پھیل گئی
ہے اسکے ساتھہ مصالحت کا معاملہ کرنا بہی نہین ہے بلکہ بے فائدہ ہے۔
۷ بجے صبح کو پریڈ ہوئی اس مین بڑی دانشمندی سے کام کیا گیا ہے ایسی خوش اسلوبی سے
یوروپین سپاہ کھڑی کی گئی کہ انسے مقابلہ کرنا سپاہیون کو بیفائدہ معلوم ہوا اور چار آئینی
ہندوستانی رجمنٹ کو حکم ہوا کہ ہتھیار رکھہ دین ۱۲ وین ہندوستانی پیدل رجمنٹ اس
بے عزتی سے اس سبب سے بازرکھی گئی کہ اسنے کوئی بغاوت کی علامت نہین دکھائی تھی اس کے افسر بڑے
اچھے تھے اور کچھہ اس وجہ سے کہ ہندوستانی پیدل سپاہ کے بغیر ملٹری خدمات کی بجاآوری نہایت
دشوار تھی۔ دو غیر آئینی سوارون کی رجمنٹون سے بھی ہتھیار نہین لیئے گئے۔ یہہ امید تھی کہ ہندوستانی
افسر اور سوار اپنے گھوڑے اور ہتھیار اپنی ملکیت سے رکھتے ہین وہ یہہ اپنا نقصان بغاوت شریک ہوکر
نہین اٹھائینگے اور انپر برٹش افسرون کا اثر بھی ایسا ہے کہ وہ انکو گمراہ نہین ہونے دیگا انکی
وفاداری کی امید بے اصل نہ تھی مئی سنہ ۱۸۵۷ء مین اٹھارہ رجمنٹین غیر آئینی سوارون کی تھین انمین سے
آٹھہ جو غدر مین باغی نہین ہوئین تھین اب تک بنگال کی سپاہ مین موجود ہین اور اور دس آئینی سوارون کی
رجمنٹون مین ایک باقی نہین ہے اور پیدلون کی ۷۴ رجمنٹون مین صرف گیارہ رجمنٹین باقی رہین پشاور
مین جو سپاہ سے ہتھیار لیئے گئے اسکا نیک اثر جو ہوا وہ اڈورڈس صاحب کی اس تحریر سے معلوم

ہوتا ہے جب ہم سپاہ سے ہتھیار لینے کے لیۓ سوار ہوۓ ہین تو چند ہی سوار اور دولت مند زمیندار ہمارے ہمراہ ہوۓ اور مین انکے چہرون کو دیکھکر سمجھتا تھا کہ وہ یہہ دیکھنے آۓ تھے کہ کیا ہوتا ہے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے جب ہم ہتھیار لیکر الٹے چلے تو سردار اور زمیندار ہمارے گرد گرمیون کی مکھیون کی طرح چمٹتے تھے پھر سپاہ کی بھرتی خوب ہونے لگی -

۵۱ وین رجمنٹ ان چار رجمنٹون مین تھی جنکے ہتھیار لیۓ گۓ تھے اسکے ایک صوبہ دار نے چند روز پہلے ۶۴ وین رجمنٹ کے سپاہیون کو لکھا تھا جو مختلف مقامات مین منقسم ہوکر متعین ہوئی تھی کہ وہ ۲۲ - مئی کو پشاور مین آجائین یہہ تاریخ باغی ہونے کی ٹھیری ہے - خط وہ پڑا گیا کہ جس طرح ہوسکے ۲۱ - کو یہان آجاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو بات کو سمجھ جاؤ - ہتھیارون کے لینے مین جو جلدی ہوئی تو صوبہ دار میجر کے منصوبے کی چھوٹی سی بازی بگڑ گئی وہ ۲۲ - تاریخ کی رات کو دوسو پچاس ۲۵۰ سپاہیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا مگر وہ اپنی امید مین دوبارہ پھر مایوس ہوا - اسکی دوسو پچاس بندوقین آفریدیون کو مبارک ہوئین دوسو پچاس سپاہی بن ہتھیارون کے کوئی بڑی چیز نہ تھے - پہاڑون مین جو قومین انگریزون کے ہمسایہ مین رہتی تھین انہون نے دیکھ لیا تھا کہ انگریزی راج کی حالت ایسی تباہ نہ تھی جیسے پہلے وہ خیال کرتی تھین انہون نے اپنی عمدہ پولیسی خیال کی کہ انگریزون کے طرفدار ہون انہون نے ان مفرورون کو ضلع کی پولیس کی امداد سے گرفتار کرلیا اور حکام ضلع کے حوالہ کیا انکا کورٹ مارشل ہوا اور صوبہ دار میجر کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دی گئی -

سپاہ کے ہتھیار لے لینے کے بعد پشاور مین خبر آئی کہ ۵۵ وین ہندوستانی رجمنٹ نے مردان مین بغاوت کی اور دسوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ نے جو نوشہرہ اور مردان مین منقسم تھی اپنی سرکار سے بغاوت کی لشکر انتظام کے لیۓ بھیجا گیا اور نکلسن صاحب پولیٹکل افسر اسکے ساتھ گۓ - ۲۵ - مئی کو انگریزی سپاہ کی صورت دیکھتے ہی باغی قلعہ چھوڑ کر بھاگے اور سوات کی پہاڑون مین چلے گۓ - نکلسن صاحب انکے تعاقب مین پولیس کے سپاہیون اور نئی سپاہ کو لیکر گۓ اور رات کے ہونے سے پہلے ایک سو بیس مفرورین کو مار ڈالا اور ان سے زیادہ کو قید کیا جو باقی رہے انکو کوہستانی قومون نے اپنے پہاڑون مین آنے کو نا معلوم [illegible]

وہ آوارہ گرد جب تک رہے کہ مارے گئے یا اپنی موت سے مرے نکلسن صاحب نے ۵۵ پلٹن
کے قیدیون کی نسبت اڈورڈس صاحب کو لکھا کہ اس رجمنٹ کے تمام افسر یہہ کہتے ہین کہ سکھہ آخر تک
ہمارے ساتھ رہے اسلیئے مین انصاف مین رحم کو ملاتا ہون اور تمام سکھون کو اور نوجوان رنگروٹون
کو رہائی دیتا ہون اور باقی سب کو توپ کے منہ اڑاتا ہون ان لڑکون کو جو ہنوز اپنے ایام طفلی سے
نہین نکلے اور اصلی خیرخواہون کو جو باغیون مین شریک نہین ہوئے رہائی دیتا ہون رجمنٹ نمبر ۵۵
کی بابت اڈورڈس صاحب نے یکم جون کو لارنس صاحب کو اپنی چٹھی مین لکھا کہ میری تجویز ہے کہ
کل لشکر کے روبرو ایک سو بیس آدمیون کو جو قید ہوئے ہین توپ کے منہ سے اڑا دون جسے
دیکھہ کر لوگ نہایت خائف ہو جائینگے ہندوستانی فوج کو خوف دلانا بڑا ضروری کام ہے
کیونکہ اسنے ہمارے ڈرانے مین احتراز نہین کیا۔ اسکا جواب پوپسی ڈاک چیف کمشنر نے جنسے کوئی
راے نہین طلب کی گئی تھی نہ انکو اس سزا مین دست اندازی کا اختیار تھا یہہ لکھا کہ ۵۵ وین
رجمنٹ کے سپاہی اسوقت گرفتار کیئے گئے ہین جبوقت وہ ہم سے لڑتے تھے پس وہ ذرا سے
رحم کے بھی مستحق نہین ہین مین غور و خوض کرنے کے بعد یہہ نہین چاہتا کہ وہ سب ہلاک کیئے
جائین مین نہین خیال کرتا کہ ہمارا یہہ قتل خدا کی نگاہ مین عدل و انصاف ہوگا۔ ہلاک کرنے کے لیئے
ایک سو بیس آدمی کی تعداد بہت بڑی ہے ہمارا مقصد تو سزا دینے سے یہ ہے کہ اورونکو عبرت
و دہشت ہو یہہ مطلب مین سمجھتا ہون کہ تہائی چوتھائی حصہ کے ہلاک کرنے سے اچھی طرح حاصل
ہو جائیگا مین بدمعاشون اور مفسدہ پردازون و نمک حرامون اوران آدمیون کو جنہون نے لڑائی
مین اپنے افسرون کے ساتھ بے ادبی و گستاخی ۲۶۔ مئی سے چندروز پہلے یا اس قسم کی اور باتین
کین ہون انتخاب کرتا ہون اگر اسطرح انتخاب سے تعداد مطلوبہ پوری نہ ہوگی تو مین انپر پرانے سپاہیون
کی تعداد اور زیادہ کرونگا ان سب کو گولی ماری جائے یا توپ سے اڑا دیئے جائین جیسا زیادہ
مناسب ہو۔ باقی ماندہ قیدیون مین تقسیم بعض کو دس برس کی بعض کو سات برس کی بعض کو پانچ برس
کی بعض کو تین برس کی قید کی جائے مین خیال کرتا ہون کہ اس طرح بخوبی تنبیہہ ہو جائیگی اور اس طرح
سزا دینے مین امتیاز کرنے سے بھلائی ہوگی کوئی برائی نہین ہوگی کہ سپاہی دیکھہ لینگے کہ ہم جرم سے
باز رکھنے کے لیئے سزا دیتے ہین اپنا انتقام لینے کے لیئے نہین - سزایابون کے ساتھ عوام بھی

ہمدردی نہین کرینگے ورنہ لوگون کو یقین ہوگا کہ جان [illegible] ور جائیگی وہ ۲ آخر دم تک جم کر لڑین گے ۔
اب درشتی کے ساتھہ انتقام لینے کا وقت آیا ۳ ۔ جون کو ۵۱ وین پلٹن کے ۱۲ مفرورین کو
پھانسی دیگیٔ ۔ دسوین کو اور سپاہیون کے گلے مین پھانسی کا پھندا پڑا ۔ ہوتی مردان کے
ایک سو بیس مفرورین کے لئے توپون سے اڑانے کا حکم ہوا لیکن چیف کمشنر نے اس سزا
مین یہہ تخفیف کی کہ انمین سے صرف تیس چالیس سپاہی توپون سے اڑائے جائین وہ پریڈ پیہ
کل سپاہ کے سامنے مشکین بندھے ہوئے آئے اور توپون سے اڑائے گئے ہزارون
تماشائی جمع تھے کسی آدمی نے انکی حمایت کے لیئے ہاتھہ نہین اٹھایا ۔ اس نامعقول حرکت سے
بڑا نیک نتیجہ یہہ ہوا کہ تماشائیون مین جو عاقل تھے وہ اپنے گھر کو جب واپس گئے تو رستہ مین
آپس مین کہتے تھے کہ انگریزون کو فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ وہ خوف نہین کرتے
۲۴ مئی کو جو سپاہ کے ہتھیار لینے سے اور دسوین جون کو اسطرح سزا دینے سے انگریزون کی
قوت کا بڑا خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہوگیا اور اسکے سبب سے بہتسی جانین بچ
گئین یہہ اتنا ہی نہین جو سزا دی گئی اسکی سختی و درشتی کے دیکھنے سے ہر قسم کے آدمیون کی
جانین بچ گئین اسطرح سے پریڈ پر جو پلٹنون سے انگریزون نے ہتھیار رکھوا لیئے تو اس
سرحد کی قومون کو یقین ہوا کہ انمین بڑی قوت و ہمت و شجاعت ہے ۔ بس وہ قومین انگریزون کے
ساتھہ گرویدہ ہوگئین اور ہر ایک آدمی جسکے پاس توڑے دار بندوق یا تلوار یا گھوڑا تھا وہ
پشاور مین انگریزی افسرون کے پاس سپاہ مین بھرتی ہونے کے لیئے آموجود ہوا ۔ جب
جون کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا اور دہلی فتح نہ ہوئی تو انگریزون کو یہہ خوف پیدا ہوا کہ سرحد
کہین جہاد کے لیئے قومین نہ کھڑے ہو جائین جنسے کہ پشاور کا بچانا محال ہو جائے ۔ اگر
پشاور مین انگریزون کی حالت زبون ہو جاتی تو وہ بالکل مغلوب ہو جاتے مگر مسلمانون کو
روپیہ کی محبت ایسی غالب ہوئی کہ انہون نے جہاد کو سلام کیا ۔

۵۵ رجمنٹ کے مفرور سپاہیون کا حال توپ کے منہہ سے اڑنے والون سے بھی زیادہ
زبون ہوا مصیبتین اٹھائی اور آفتین جھیلنی پڑین جس ملک مین وہ بھاگ کر گئے وہان اخوند
سوات اور بادشاہ کی لڑائی ہو رہی تھی ۔ وہ بدنصیبی سے بادشاہ کے پاس گئے جب

۱۰ جون یا غیون کا سزا پانا

[illegible]

جسکے پاس تنخواہ دینے کے لیئے پیسا نہ تھا تو انکو معلوم ہوا کہ ہم نے بڑی غلطی کی پھر مہاراجہ کشمیر
کی طرف انہون نے رخ کیا کہ اب ایک رجپوت مہاراج کی ملازمت کرین گے مسلمانون نے
تو انکو نکال دیا یہہ سمجھکر بھاگے تھے کہ گورنمنٹ انکو عیسائی بنانا چاہتی ہے اب وہ مسلمانون
میں گئے جو انکو مسلمان بنانا چاہتے تھے یہاں چکنے کارتوسون کے خوف سے بھاگے تھے
وہان ختنہ ہونے کا اور زنار اترنے کا خوف لگا۔ انکی مصیبت کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی تھی
بھوکے ننگے پاؤن میں چھالے پڑے ہوئے ہزارہ کی سرحد پر سرگردان تھے یہہ چکنے چیڑے
برہمن مسلمان ہوتے تھے اور مسجدون میں جھاڑو دیتے تھے اور غلامون کی طرح بیچے جاتے
تھے افواہ تھی کہ ایک بڑا موٹا تازہ صوبہ دار چار آنے کو بکا ایک صوبہ دار نے خودکشی کر کے
اورون کو بتایا کہ یون خودکشی کر کے مصیبتون سے آسانی چھوٹ جاؤ۔ اسطرح مرنا سسک
سسک کر بھوکے مرنے سے اچھا ہے۔ انگریزی سپاہیوں کے کوہستانی دوست ہوگئے بیچر
صاحب نے اپنی سپاہ اور ان دوستون کی امداد سے باغیوں کو مارا یا گرفتار کیا جنکو پھر پھانسی
اور گولیون نے دنیا سے رخصت کیا۔ قیدی جو پکڑے آئے تھے وہ اسی جگہہ جہان بغاوت
کی تھی پھانسی دیئے جاتے تھے یا توپ سے اڑائے جاتے تھے۔ ہزارہ کے ملک میں دو سو
سپاہیوں کو پھانسی ہوئی وہ وحشی جانورون کی طرح شکار کیئے جاتے تھے تاکہ سرحد پر انگریزی
صولت اور سطوت و شوکت کا یقین سرحدی قوموں میں ہو۔ ۵۵ رجمنٹ کی خستہ حالی نے
اور باغی رجمنٹوں کو بتلایا کہ انگریزی عملداری سے باہر کہیں جان کی سلامتی نہیں۔

اب سرحد پر بڑے منحوس آثار نمودار ہو رہے تھے ۵۵ ویں رجمنٹ کے مفرورین پر بڑے
دھاوے کرنے کے بعد بھی نکلسن صاحب کے آگے میدان جنگ موجود تھا ایڈورڈس
صاحب کو لکھا کہ سرحد کے سرخیل سرگزشتون کے اجرا کو بڑے شوق سے دیکھ رہے ہیں اور
ہندوستانی سپاہیون کی بغاوت کے لیئے ہمت بڑھا رہے ہیں اور انکے ساتھ قول قرار کر رہے
ہین۔ ایک بڑا مشہور واجب القتل مفسد عبدالرحمن خان یقینی ہماری سپاہ سے سازشیں کر رہا ہے
اباذی ایک قلعہ دریاے سوات کے کنارہ پر ہے نکلسن صاحب کا ارادہ تھا کہ اسپر چھاپا ماریں
لیکن اس شکار پر پنجہ مارنا آسان نہ تھا۔ مردان سے ۲۶ مئی کو نکلسن صاحب نے لکھا کہ

ارجن خان نگر مین آیا ہے اور یقینی اسنے ہماری سپاہ کو اغوا کیا ہے اس مین شبہ نہیں کہ کچھ دن ہوئے کہ ملا نے جاسوس بنکر کوہستان سے آئے تھے اور وہ ۵۵ وین رجمنٹ کے سپاہیون اور اپنے ملک کے درمیان اپنے فرقون کے پاس آتے جاتے تھے پھر چار روز بعد ۳۰ مئی کو انہون نے عمرزئی سے لکھا کہ ہم ابازئی کو جاتے ہین مین آج شام کو بتلاؤنگا کہ مین نے ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار لینے کا ارادہ کیا ہے مین چاہتا ہون کہ اس رجمنٹ کو اور دسوین غیر آئینی رسالہ سے فقط ہتھیار ہی نہیں لون بلکہ انکو برطرف بھی کرون اس مین ذرا شبہ نہیں کہ یہہ دونو رجمنٹین آخوند سوات سے خط و کتابت رکھتی ہین اگر میرا یہہ ارادہ مصمم ہوا تو بغیر اس کے کہ پشاور سے سپاہ کی مدد طلب کرون اپنے آپ کام پورا کرلونگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ ہم نے ۵۵ وین رجمنٹ مین الیناد گی بہت جلد کام کو نہین ایک دن نہین کی یہہ پلٹن اور ۶۴ وین رجمنٹ دونو کا ارادہ تھا کہ آخوند سوات پاس چلے جائین۔ جب میری سپاہ جاتی تھی تو ایک آدمی نے اسپر یہہ طعن کیا کہ وہ جہاد کو چھوڑکر کافرون کے ساتھ ہوگئی ہے مین اسکو پھانسی دونگا۔

آیندہ دن مین نکلسن صاحب نے ابازئی سے لکھا کہ مین یہان پہنچا کل سب طرح خیر و عافیت تھی ۶۴ وین رجمنٹ بہت شریر معلوم ہوتی ہے مگر بالکل نچلی بیٹھی ہے وہ بغاوت کی باتین دونو علزئی (قلات غلزئی کی رجمنٹ) اور ملک کی رعایا سے نبار ہی ہے غلزئیون نے تو اپنے ملنا چھوڑ دیا ہے رعایا بلوہ کی امید کر رہی ہے جسکے سبب وہ زر مالگزاری کے ادا کرنے سے بچ جائین جو کچھ مین نے دیکھا اسکو سمجھا ہون کہ ایک ہی دفعہ مین اپنا کام کرون۔ بس انہون نے شب قدر اور مچنی مین سپاہ بھیجکر شب قدر و مچنی اور ابازئی مین ۶۴ وین رجمنٹ سے ہتھیار رکھوا لیئے اور اسکے دامن بغیر کسی وقت اٹھانے کے نکال لیئے اور دسوین رسالہ کا تباہ کرنا کسی اور وقت پر موقوف رکھا گیا۔ نکلسن صاحب کے نزدیک اس رسالہ کے برخلاف کوئی کام کرنا جب تک پنجاب مین دہلی کے فتح ہونے کا مژدہ نہ آئے نامناسب تھا۔

جالندھر مین جو ہندوستانی رجمنٹین تھیں انسے مئی مین برگیڈیر جان سٹون نے ہتھیار نہیں لیئے تھے میجر اڈورڈس لیک جو یہان کمشنر تھے وہ دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ مگر مہینے کے ختم ہونے سے پہلے وہ اپنے صدر مقام مین آگئے انہون نے دیکھا کہ سپاہ کی تیور بگڑی ہوئی ہین اور وہ بغاوت کرنے کے لیئے

جالندھر میں بغاوت

موقع اور وقت کی منتظر رہے انہون نے اس سے ہتھیار لینے کا مشورہ دیا۔ کپتان صاحب اسوقت
جالندھر مین نہ تھے سپاہ کے افسرون نے اپنی عادت کے موافق سر ہلایا برگیڈیر صاحب ادھر اُدھر پڑ اُبھرا
وہ ہتھیار لینے پر چپکے ہو گئے۔ ۔ جون کو دو ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹون نے اور ایک سوارون
کی رجمنٹ نے دنگہ مچایا اور ملکہ کی رجمنٹ کے کرنیل کے بنگلہ مین آگ لگائی۔ آدھی رات کو فساد
اُٹھا پایا باوجودیکہ گورہ سپاہ انکے سر پر تھی معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ نے آپس مین یہہ قرار دے لیا تھا
کہ روز سعین پر وہ بغاوت اختیار کر کے دہلی روانہ ہو گی۔ کل سپاہی یہہ نہین چاہتے تھے کہ اپنے افسرونکا
خون کرین مگر اس افراتفری مین بعض افسر مارے گئے کوٹھیون مین آگ لگائی گئی مگر بہت سی
مثالین سپاہیون کی خیر خواہی اور جان نثاری کی بھی تھین کہ وہ اپنے افسرون کی جان بچانے
کے لیئے آئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ مین آدھی بددلی تھی کوئی افسرون کے کاٹنے کے
لیئے تیار ہوتا تھا کوئی انکی جان بچانے کے لیئے جان نثار کرتا تھا۔
جالندھر کے برگیڈ کا یہہ ارادہ تھا کہ پھلور مین جو سپاہ بہت دنون سے مذبذب ہو رہی ہے
اسکو ساتھ لیکر دہلی کو سفر کرین۔ اس سپاہ کا پھلور مین پہنچ جانا جنگ کی بڑی ذلتون مین سے
ہے باغیون نے اپنا کام کر کے چھاونیون سے ایک بجے سفر کیا چھ گھنٹے کے بعد حکم دیا گیا کہ سپاہ
انکا تعاقب کرے۔ برگیڈیر جان سٹون کو گورون کی سپاہ کا اسقدر خیال تھا کہ جب سورج نکلا
ہے تو اسنے انکو حرکت کرنے کا حکم دیا اور جب تک انتظار کرتا تھا کہ کمسریٹ تیار ہو وہ انتظار ہی کرتا
رہا کہ دشمن بچکر بھاگ گیا۔ تعاقب کرنے والے اسکے پیچھے گئے اور پھر اُلٹے آئے کبھی انہون نے
دشمن کو نہ دیکھا۔
جب مسٹر ریٹس صاحب لدھیانہ مین ریکیٹس صاحب ڈپٹی کمشنر کے مہمان ہوئے تو انہون نے
جالندھر کی سپاہ کی بغاوت کا بیان یہہ کیا ہے جو انہون نے اپنی تاریخ جلد دوم کے رسالہ مین بیان
کیا ہے کہ جالندھر کے باغیون نے اول ارادہ پھلور جانے کا کیا یہان ایک چھوٹی سی چھاونی
ہے اور اس مین خاصہ میگزین ہے اور ستلج پار جانے کے لیئے پیپلے پل ہے اس مین سپاہ
متعینہ تیسری ہندوستانی پیدل سپاہ تھی وہی میگزین کی محافظ تھی تیسری رجمنٹ کے سپاہی
جو پہلے بیٹھے تھے انہون نے دریا کے پار توپخانہ کے لیجانے مین بڑی کوشش کی تھی اور خزانہ کے

محافظ رہے تھے یہہ حالت اسکی ۸ جون تک رہی جب اس پاس جالندھر کی باغی سپاہ آئی تو وہ
بگڑ گئی انہون نے اپنے افسرون کو آگاہ کیا کہ ہم آپ کی جان و مال کے خواہان نہین ہین لیکن اب
ہمنے ارادہ مصمم کرلیا ہے کہ سرکار کی نوکری آیندہ نہین کرینگے۔ بارہ انگریزی افسر تھے وہ تین ہزار سپاہ سے
مقابلہ نہین کرسکتے تھے وہ بڑھ بھی نہین سکتے اسلیے ایسی بیکسی کی حالت مین قلعہ کے اندر چلے گئے
ریکٹس صاحب پاس اسوقت انکا اسسٹنٹ تھورن ٹن بھی رہ جو پیچھے سی ایس آئی اور سکرٹری گورنمنٹ
انڈیا کے فورین ڈپارٹمنٹ کے ہوئے تھے وہ پھلور مین خزانہ مین روپیہ جمع کرانے گئے تھے یہہ افسر
لدھیانہ کو الٹا گھوڑا دوڑاتا آیا کہ دفعتہً اسکو آگاہی ہوئی کہ کیا حادثات وقوع مین آئے اور یہہ مقام
کیسا معرض خطر مین آ رہا ہے اگر انکو اپنی سلامتی کا خیال ہوتا تو وہ یہہ مراجعت کرکے قلعہ مین پناہ گزین
ہوتے اسکی بجائے وہ گھوڑے پر سوار دوڑے ہوئے باغیون کے قریب کشتیون کے پل کے
پاس گئے اور نہایت تعریف کے قابل کام یہہ کیا کہ کشتیون کے پل کو کاٹ ڈالا اور پھر جلدی
آنکر ریکٹس صاحب کو مطلع کیا کہ کیا واقعہ وقوع مین آیا کہ باغی عنقریب دریا سے عبور کرنے کو
ہین۔ خوش نصیبی سے چوتھی سکھ رجمنٹ ایبٹ آباد سے صبح ہی لدھیانہ مین آگئی اور ریکٹس صاحب
کو امید تھی کہ اسکی مدد سے وہ باغی سپاہیون کو جب تک روکے رکھے گا کہ برٹش سپاہ کی کمک باغیون
کے تعاقب مین جالندھر سے آجائیگی۔

لدھیانہ مین سپاہ متعینہ ہندوستانی تیسری پیدل رجمنٹ کی کچھ کمپنیان تھین جو قلعہ کی محافظ
تھین جسمین بارود کا بڑا خزانہ تھا۔ اس سپاہ کے کمانیر لفٹنٹ یورک صاحب تھے جنکو سپاہی
انکے محاسن اخلاق کے سبب سے عزیز رکھتے تھے۔ سپاہیون نے انسے کہدیا کہ ہماری رجمنٹ
جالندھر کے باغیون سے مل گئی ہے اور ہم بھی آیندہ آپ کے حکم کی اطاعت نہین کرینگے۔ ریکٹس
صاحب سمجھے کہ ان پاس چوتھی سکھ رجمنٹ اور راجہ نابھہ کی تھوڑی سی سپاہ ہے جسپر بھروسا
ہوسکتا ہے۔ سکھ کی رجمنٹ کے ساتھ دو افسر کپتان رتھنی کمانیر اور لفٹنٹ ولیمس ایڈجوٹنٹ
تھے۔ ریکٹس صاحب کشتیون کے پل کی طرف چلے ان کے ساتھ سکھون کی رجمنٹ کی تین کمپنیان
ماتحت ولیمس صاحب اور نابھہ کا توپخانہ دو توپون کا تھا ایک توپ کو اونٹ کھینچتے تھے اور دوسری
توپ کو گھوڑے۔ وہ گھوڑا دوڑا کر گئے تو انہون نے دیکھا کہ باغیون نے پل [illegible] ان کشتیان

نہین جو زین جہان سے تھورن ٹن صاحب نے انکو نکالا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ اس پل کی راہ سے نہین عبور کرینگے انہون نے اس پل کی اور زیادہ کشتیون کو نکال لیا اور کشتی مین بیٹھکر وہ دریا کے پار اترے تاکہ انکو پھلور کی حقیقت حال معلوم ہو انکو معلوم ہوا کہ باغیون کے تعاقب مین جالندھر سے سپاہ نہین روانہ ہوئی اور باغی پل پر سے اترنے مین اس سبب سے ناکام رہے کہ اس کو تھورن ٹن صاحب نے توڑ دیا تھا وہ دریا سے تین میل اوپر اپنے اترنے کا سامان کر رہے ہین رکیٹس صاحب جسقدر جلد ممکن تھا دریا سے عبور کرکے ولیمس صاحب پاس آگئے ۔ بالکل تاریکی تھی مگر امید تھی کہ وہ باغیون کو روکے رکھیں گے وہ گھاٹ کی طرف چلے جو بجائے تین میل کے چھ میل کے قریب نکلا۔ راہ اونچی نیچی تھی کہین گڑھے تھے کہین ریت بڑی گہری تھی سب طرح کی کیچڑ و دلدل تھی جسکے سبب توپ کا ایک اونٹ لنگڑا ہوا رہبر غائب ہوگئے انکو مایوسی ہوئی کہ عین وقت پر گھاٹ پر نہیں پہنچ سکتے دیر لگ گئی ۔ باغی سپاہیون کو دریا کے پار اترنے مین کامیابی ہوئی اور وہ سامنے پڑاؤ پر پڑے تھے ۔ سولین اور ملیٹری افسرون کی یہہ مرضی ہوئی کہ لڑنا چاہیئے ولیمس صاحب نے اپنے پیادون سے بندوقین چلوائین اور رکیٹس صاحب توپخانہ کے افسر نے پہلے ہی توپ چلانے مین گھوڑے ایسے ہم تڑا کر بھاگے کہ پھر نظر نہیں آئے ۔ رکیٹس صاحب نے لڑائی کو جبتک جاری رکھا کہ میگزین ان پاس ختم ہوگیا اور ولیمس صاحب زخمی ہوکر گر پڑے تو مجبور ہوکر .... ایک گاؤن مین پناہ لی پچاس باغی سپاہیون کو مارا

رکیٹس صاحب دوسرے دن صبح کو سویرے لدھیانہ مین آئے اسنے پہلے باغی شہر مین گذر کر چلے گئے باغی سپاہیون نے شہر کے جیلخانہ کے پانسو قیدیون مین سے بعض کو چھڑایا اور اپنی خوراک کا سامان کیا مگر وہ قلعہ یا چھاونی مین نہیں گئے ۔ ستلج کی راہ بند کرنے کے لیئے جو چھوٹی سی کوشش بہادرانہ کی گئی وہ اس سبب سے ناکام رہی کہ باغیون کے تعاقب کرنے والی سپاہ نے کچھ کمک نہین کی اگر وہ کمک کرتی تو رکیٹس صاحب کی تھوڑی سی سپاہ بھی اسکی بڑی امداد کرتی ۔ جالندھر سے پورے پہلے سپاہ پھلور مین پہنچی اور اسنے توپونکی آوازین سنین مگر ان کے افسرون نے توپون کے چلنے کا سبب کچھ نہین دریافت کیا دوسرے دن وہ لدھیانہ مین فرصت مین چلے آئے ۔

جب باغی جنٹلمین زیادہ دیر تک رک سکین نہ انسے مقابلہ ہوسکا تو وہ دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے

۹۔ جون کو لدھیانہ میں داخل ہوئیں۔ قلعہ میں جو کمپنی تھی اسنے باغیون کے ساتھ بھائی چارہ جوڑا۔ مفسد جماعتیں ایک دفعہ فساد برپا کرنے کو کھڑی ہوگئیں کہ لوٹ سے خوب مالا مال ہون تھوڑی دیر شہر مین بڑی لوٹ مار رہی۔ شہر قیدیون اور کشمیری شال بافون اور گوجرون اور پادریون سے اور آوارہ گرد قومون سے بھرا ہوا تھا۔ قلعہ ستقاجس میں کوئی یوروپین بہرہ محافظ نہ تھا شہر مین کوئی آئینی سپاہ باغیون کی روکنے والی نہ تھی۔ ضلع میں ہر طرف سڑکین جاتی تھین ایک دریا تھا جس مین سال بھر کے اندر مہینون پایاب پانیوں کا جال بچھا ہوا رہتا تھا۔ باغیونکی لوٹ میں اہل شہر شریک ہوگئے۔ سرکار کی اور انگریزون کی ساری چیزون کو جنکو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر نہیں لے جا سکتے تھے خاک میں ملا دیتے تھے۔ سوداگر و تاجر ہر طرح سے باغیون کی مدد کرتے تھے۔ بنیون کے ہاں سے آٹے کے ڈھیر ان پاس آتے تھے۔ گھوڑا۔ ٹٹو۔ خچر غرض جو بار برداری کا جانور باغیون کو نظر پڑ جاتا تھا اسکو وہ چھپا لیتے تھے تعجب تھا کہ تاجر اور سوداگر وہی زیادہ روپیہ اور سامان سے باغیون کی امداد کرتے تھے جنکو برٹش گورنمنٹ سے زیادہ فائدہ ہاتھ لگا تھا۔

جان سٹون صاحب اسوقت ہر کام مین تاخیر کر رہے تھے۔ یوروپین سپاہ نے رات کو توپونکی آوازین سنی تھین مگر اسکو تیاری کا حکم صبح تک نہین دیا۔ ریکٹس صاحب کی ایک توپ میگزین کے نہ ہونے سے بند ہوگئی تھی اسکے تین گھنٹے کے بعد حکم آیا کہ میجر اولفرٹس صاحب اپنے توپخانے اور اور سپاہ کو شہر کی محافظت کے لیئے اور باغیون کے ہلاک کرنے کے واسطے لیجائین مگر اس حکم میں بھی پھر التوا ہوگیا۔ ریکٹس صاحب نے ہر چند جان سٹون پر تقاضا کیا کہ وہ اپنے گھوڑون کے توپخانے کو اسکی امداد کے لیئے بھیجے مگر دن ختم ہوگیا اور کوئی مدد نہ آئی۔ باغی لدھیانہ کو بغیر کسی مزاحمت کے رات تک لوٹتے رہے۔ باغیون نے دہلی کی طرف اس رستہ سے سفر کیا جسپر کمتر آمد و رفت ہوتی ہے۔ اور جب یوروپین سپاہ آئی تو باغیونکا تعاقب کرنا بے فائدہ تھا۔ جالندھر کے باغی بال بال بچکر لدھیانہ سے بھاگ گئے اگر وہ یہاں رہ جاتے تو انگریزون کو بڑا نقصان پہنچتا۔ پنجاب و دہلی کے درمیان روز خزانہ اور اسباب حرب و ضرب دہلی اور لدھیانہ کی سڑک پر بھیجا جاتا اسکے رکنے سے بڑا نقصان ہوتا

اور رستہ بے کھٹکے رہتا۔ اگر یہہ رستہ بند ہو جاتا تو معلوم نہین کہ کیا آفت بپا ہوتی۔
جب باغی چلے گئے تو مفسدون کی کم بختی آئی بیس مفسد کشمیریون کو پھانسی دیگئی اور بہت سے
بدخواہ آدمیون کے گلے مین پھانسی کی رسی پڑی

لدھیانہ کے باشندون سے ہتھیار لئے گئے۔ رکیٹس صاحب نے کوک کی رجمنٹ کے
ذریعہ سے اہل شہر سے ہتھیار لے لیئے اور سب جگہہ اسی رو سے ستلج بھی عمل کیا کہ رعایا سے
ہتھیار لے لیئے گو بہت سے لوگون نے چھپا رکھے۔ پنجاب کمیشن کا یہہ بڑا کام تھا کہ مسٹر بارنس نے
جمرو سدر یاستون کے رئیسون کو بھی ہدایت کی کہ وہ اپنی رعایا سے ہتھیار لیلین بظاہر انہون نے
حکم کی تعمیل کی مگر بڑی کاہلی و تاخیر سے انکو اس حکم سے انگریزون کے نیتون پر شبہ ہوتا تھا
یہہ وقت ہی ایسا تھا کہ کوئی ایک دوسری پر اعتبار نہین کرتا تھا اور بالفعل تحقیق ہوگیا کہ لوگ فقط
ہتھیارون کو چھپاتے ہی نہین بلکہ باروت بنانے کے لیئے شورہ اور گندک اور اور اجزا بہت
خریدتے ہین کہ بوقت ضرورت کام آئین۔ گورنمنٹ نے اشتہار دیدیا تھا کہ ہتھیار اور انکے چلانے
اور بنانے کا اسباب ایک جگہہ سے دوسری جگہہ نہ جائے اور انکی خرید و فروخت نہ ہو اور جو شخص ایسا
کریگا وہ سرکاری مجرم ہوگا۔

اس طرح کی احتیاطین اور انسداد ہو رہے تھے اور کل پنجاب مین یہہ بڑا اہتمام ہو رہا تھا کہ سب قسم کی
رسید اور اسباب دہلی مین بہ تار دیکی سپاہ کے لیئے پہنچایا جائے ہر طرح رسد رسانی کا تار بندھا
ہوا تھا اسکے لیجانے کے لیئے باربرداری کے جانورون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ غرض پنجاب
ہی سامان اور سپاہیون کو بھیجتا رہتا تھا کہ دہلی فتح ہو اور سرکشی فرو ہو۔ جنرل انسن کی وفات کے
سبب سے جنرل ریڈ پنجاب کے کمانڈر انچیف ہوگئے تھے دہلی مین بادلی کی سرائے کی لڑائی مین
ایڈجوٹنٹ سپاہ کا مارا گیا تھا اسکی جگہہ نیول چیمبرلین مقرر ہوئے اور انکی جگہہ پنجاب کی
گشتی سپاہ کے بریگیڈیر نکلسن مقرر ہوگئے۔

اسوقت مین شہر کے اندر باغیون کی سپاہ کا شمار ٹھیک نہین بیان ہو سکتا مگر تخمینا ہے کہ میرٹھ
اور دہلی کی پانچ پانچ پلٹنین اور ایک رجمنٹ سوارون کی ہندوستانی توپخانہ کی ایک یہہ سب
شہر کی فصیل کے اندر تھین میرٹھ سے جو بہیر باغی ہو کر آئے تھے انکی تعداد معلوم نہین کہ

کتنی تھی اور علی گڈھ کی باغی رجمنٹ اور فیروز پور کی باغی مفرور رجمنٹون کے بہت سے سپاہی
اور متھرا کی ہندوستانی پیدلون کی کمپنیان اور ہانسی حصار سرسہ کی غیر آئینی سپاہ نے دہلی کے
فصیل سے باہر باغیون کی تعداد کو بہت بڑھا دیا تھا۔ بادشاہ کی خود سپاہ اگرچہ بارہ سو تعداد مین
تھی اور کالی اور اگرہی اور بچھیرہ پلٹنون مین منقسم تھی اور کچھ توپین اور سوار بھی تھے مگران مین
تھوڑی ہی سی اپنی توڑہ دار بندوقین بھرتی اور نشانہ پر گولی لگانا جانتی تھی اور انکے آس پاس
جو انگریزی سپاہی رخصت پر آئے تھے یا پنشن پاتے تھے وہ بھی آنکر دہلی مین جمع ہو گئے
تھے۔ توپچی بہت سے تھے اور اپنے کام مین استاد تھے اور انگریزی سپاہ جنرل برنارڈ پاس
بتفصیل ذیل تھی کہ ۶۰۰ سوار ۲۴۰۰ پیدل *

دہلی کا محاصرہ اور دہلی کا انگریزون کا فتح کرنا

انگریزون کا مقام دہلی مین

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ انگریزون کی دو فتحمند سپاہین ہندو راؤ کی کوٹھی مین آپس مین ملین
یہہ کوٹھی بڑی سنگین عمارت تھی اسکی فصیل اور دروازے تھے پہلے زمانہ مین ہندو راؤ مہارانی
بیجا بائی کا بھائی یہان رہتا تھا اسکے جنوب مغرب مین ایک لمبی پہاڑی ہے جو جمنا کے کنارہ پر
شکستہ زمین پر بلند ہوتی ہے وہ دہلی سے اوپر ڈہائی میل کے قریب ہے اور وہ دو میل مین
پھیلتی ہے اور ہندو راؤ کی کوٹھی سے نیچے ختم ہو جاتی ہے جہان گرینڈ ٹرنک روڈ (شاہراہ اعظم)
جاتی ہے یہہ پہاڑی جو دہلی سے ساٹھ فیٹ اونچی ہے حملہ کرنے کے لیئے گوشہ عافیت تھی اور
محافظت کے لیئے ایک فصیل۔ اسکے نیچے پرانی چھاونی ہین اور اسکے گرد انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا
اس پہاڑی پر قبضہ رکھنے کے لیئے سرہنری برنارڈ نے انتظام کیا اسکے داہین سرے پر جہان
اب فتح گڈھ بنایا گیا ہے بھاری توپین لگائین اسکا نام رائٹ بیٹری رکھا بیٹری کے معنی

سیہہ مین کر دیوار چھاتی تک اونچی یعنی سینہ پناہ ایسی بنائی جائے کہ اسپر توپین لگائی جائین اور وہ
توپون اور توپچیون اور سپاہیون کی محافظ و پناگاہ ہو) جو شہر کی فصیل سے بارہ سو گز کے فاصلہ پر تھا
شمال مین تھوڑے فاصلہ پر ایک بھاری مورٹر کا توپخانہ ڈھلان کے غارون مین جمایا اس سے
پرے ہندو راو کی کوٹھی تھی یہان پر پکٹ بٹھایا پکٹ کے معنے یہہ ہین کہ تھوڑے سے سپاہی
لشکرگاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پہرہ چوکی کے لیئے بٹھائے جائین کہ وہ دشمنون کو دیکھتے رہین
اور ہوٹزر اُس چھوٹی سی توپ کو کہتے ہین کہ جسکا منہ بہت بڑا ہو اور اس سے بم کے گولے چھوڑی
جائین یعنی ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور انمین بارود بھری ہو اور شتابہ لگا ہو اور شیل چھوڑے
جائین ایسے گولے جو اندر سے خالی ہون اور ان مین مصالحہ پھٹنے والا بھرا ہوا ہو - شمال مین تین سو گز
آگے جہان سمانتھا جو ایک قدیمی مستحکم عمارت تھی وہان بھاری توپون کی بیٹری لگائی اور جہان سامنے
سے پٹھانون کی ایک قدیمی مسجد تھی جسکی سفید دیوارین ہٹ کی بڑی محافظ تھین اُسکے آگے
شمال مین فلیگ سٹاف ٹور رہا وہان پیادون کا قوی پکٹ لگایا انگریزون کا لشکرگاہ
سب طرف سے بڑا استوار تھا مگر ایک طرف سے ضعیف تھا وہ طرف سبزی منڈی کے قریب تھی جہان
مکانات اور فصیل دار باغات کا ایک مجمع تھا جسکے سبب باغی داہنی طرف کو حملہ کر سکتے تھے اور
انبالہ یعنی پنجاب کی سڑک کو بند کر سکتے تھے - رائٹ بیٹری سے بہت دور نہین پہاڑی ختم ہوجاتی ہے
مگر پھر وہ بلند ہوتی ہے جسپر خبرگاہ بنی ہوئی ہے اور ہموار زمین پر کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی
ہین - پہاڑی اور شہر کے درمیان جو زمین ہے اُس مین پرانی عمارتین ہین اور درخت اور باغات
بہت سے ہین جو شہر کی فصیل کے باہر باغیون کے لیئے امن اور پناگاہ تھے شہر کے گرد فصیل
سات میل طول مین ہے اور ۲۴ فیٹ عرض مین ہے - یہہ فصیل وہی ہے جو لارڈ لیک کے زمانہ مین
سنہ ۱۸۰۳ع مین تھی اسکو غدر سے چند سال پہلے لفٹنٹ روبرٹ نے پھر سے درست کر کے اسکے برج
دیارہ یعنی گرگچون کو بہت مستحکم بنا دیا تھا - ہر ایک گرگچ پر دس بارہ یا چودہ توپین چڑھ سکتی تھین
فصیل کا پشتہ اسکی نہایت بلندی کی برابر بڑا خوبصورت بنا ہوا ہے اور اسکے آگے بڑی چوڑی کھائی
چوبیس فیٹ گہری ہے شہر کی شرقی سمت مین جمنا ہے اس موسم مین کہ لڑائی ہو رہی تھی اسکا پانی فصیل
کے بہت قریب پہنچتا ہے - اس دریا کی طرف سے شہر پر اصلی محاصرہ نہین ہو سکتا اس لئے انگریزی

لشکر سارے شہر کا محاصرہ نہین کرسکتا تھا چند ہفتے تک محاصرین خود محصور رہے انکی بڑی کوشش یہہ نہ تھی کہ شہر کو تسخیر کرلین بلکہ بڑا سخت کام یہہ تھا کہ اپنی محافظت کرتے رہین دشمنون کی توپون کے اور نشانہ بازی کے مقامات چارون طرف سے تھے اور باغی محاصرین پر روز بروز حملے کرتے تھے اسلیے جلتی دھوپ مین محاصرین ہمیشہ کمر بندہ رہتے تھے اور وہ باغیون کے زبردست اور مستقل حملون کو ہٹاتے تھے۔

۹ جون ۱۸۵۷ء

جب پہاڑی پر پہلے ہی دن انگریزی لشکر خیمہ زن ہوا تو دوپہر کے بعد باغیون نے جو ٹھیر ٹھیر کر توپین مارتے تھے شہر سے باہر نکلکر ایک بڑا تیز و تند حملہ ہندو راؤ کی کوٹھی پر کیا۔ انگریزی لشکر کی خوش نصیبی تھی کہ آج انکی بڑی کمک آگئی تھی گائیڈس کور جس مین تین تر پے سوارون کے تھے اور چھہ کمپنیان پیدلون کی تھین وہ کیمپ مین آگئے تھے انکے افسر اعلے کپتان ڈیلی صاحب تھے اس سپاہ نے گرمیون کے موسم مین مردان سے جو یوسف زئی کی سرحد پر ہے ۵۸۰ میل کا میل کا سفر ۲۲ دن مین کیا تھا گو پیدلون کی امداد اونٹ اور ٹٹو کرتے تھے لیکن یہہ سفر سوارون کے لیے بھی بڑا سخت و دشوار تھا مگر یہہ سپاہ ایسی تازہ و توانا داخل ہوئی کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک ہی منزل طے کرکے آئی ہے سر ہنری برنارڈ نے انکو حکم دیا کہ وہ میدان جنگ کے لیے تیار رہین اپنے آنے کے چند گھنٹے کے بعد انہون نے پکٹون کی کمک کی اور باغیون سے دست بدست لڑے اور انکو الٹا بھگایا اور انکو بہت نقصان پہنچایا اور شہر کی فصیل تک انکا تعاقب کیا۔ لفٹننٹ کوئن ٹن بیٹ صاحب جو گائڈس کے سوارون کے افسر تھے سخت زخمی ہوئے۔ جب وہ اپنی رجمنٹون کے ساتھ چلے تو انہون نے بہت خوش ہوکر یہہ کہا کہ مجھے پہلے ہی یہہ اتفاق جنگ کا ہوا ہے وہ بڑے تیز و تند شمشیر باز سپاہی تھے سوار تھے یہہ نوجوان بڑا ہونہار معلوم ہوتا تھا لیکن وہ پہلی ہی لڑائی مین زخم سے افتادہ ہوا۔ حالت نزع مین انہون نے اپنی موٹی زبان سے یہہ رومیون کی ضرب المثل کہی کہ وہ اچھی شیرین اور مناسب موت ہے جو اپنے ملک کی حمایت کے لیے جان دینے مین آئے۔ سپاہی اور پیدلون کی توپین دشمن کے ساتھ لڑائی مین مصروف رہتی تھین چند بھاری توپین تھین وہ پہاڑی پر مقامات مین لگا دی گئی تھین انسے بڑی بڑی باتون کی توقع تھی مگر جلد یہہ معلوم ہوا کہ ان مین یہہ

قدرت نہین ہے کہ وہ دشمن کی توپون کا منھ بند کرسکین انکے لیئے جو تھوڑا سا میگزین تھا وہ جلد ختم ہوگیا باغیون کا توپخانہ بڑا قوی تھا اور انکے توپچی انگریزون کے سکھائے ہوئے ایسے وقت کے لیئے تھے ۔ بیرنارڈ صاحب کو معلوم ہوگیا کہ شہر کے قریب بہ تدریج جانے کا سامان نہین ہے کل ۱۵۰ سیپرمائی نر تھے اور پیادے اسکے کام کے لیئے نہین بچائے جاسکتے تھے (سیپرمائی نر اس سپاہ کو کہتے ہین جو مورچون قلعون اور سرنگون اور رستون کے بنانے کے لیئے تعلیم کی جاتی ہین)۔

۱۰ جون کو باغی قریب پانچ سو کے دو ہلکی توپین اور کچھ سوار لیکر اجمیری دروازہ کی طرف سے اس ارادہ سے نکلے کہ وہ انگریزی سپاہ کے داہنی طرف کو جا کر اپنی اور اسکے عقب کو دھمکائین میجر ریڈ صاحب فوراً میجر سکوٹ کی دو توپین اور سرمور بلٹن کی سات کمپنیان اور ساٹھوین رائفل کی دو کمپنیان اور ڈیڑھ سو گائڈس لیکر لڑنے کے لئے آئے چھ بجے کے قریب انگریزی لشکر کے قریب تلنگے آئے تلنگون کو امید تھی کہ گورکھے ہم سے ملجائین گے جب وہ ان کے قریب آئے تو انہون نے انسے کہا کہ ہم تمپر گولے نہین مارتے تم سے کہتے ہین کہ ہم سے آنکر ملجاؤ تو گورکھون نے جواب دیا کہ ہم تم سے ملنے آئے ہین جب گورکھے بیس قدم کے قریب پہنچے تو انہون نے تلنگون پر گولیان مارین اور بیس تیس کو مارا اور انکو مارتے ہوئے آگے گئے کہ اجمیری دروازہ کی توپون کے گولے پڑنے لگے ۔

دوسرے دن باغیون نے ہندو راؤ کی کوٹھی پر حملہ کیا اور بہت نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے باغی ہندو راؤ کی کوٹھی کو انگریزی خیمہ گاہ کی کنجی سمجھتے تھے وہ تمام ایام محاصرہ مین اس مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے سخت کوشش کرتے رہے مگر اس مقام کی محافظت میجر ریڈ صاحب اور انکے بہادر سپاہی گورکھے تھے ۔ تلنگون کی ساری کوششین انکے آگے اکارت ہوئین ۔ اول ریڈ صاحب پاس انکی اپنی پلٹنین گورکھون کی اور ۶۰ وین رائفل کی دو کمپنیان تھین مگر کچھ دنون بعد ان پاس گائڈس کی پیدلون کی افزائش ہوگئی تھی جس کوٹھی مین وہ سپاہ سمیت رہتے تھے وہ بالکل دشمنون کی بھاری توپون کے سامنے تھی انکے گولے گولیون سے وہ چھلنی ہوگئی تھی ۔ ریڈ صاحب دشمنون سے لڑنے کے لیئے پہاڑی سے نیچے اترتے تھے اور سوا اسوقت کے کبھی پہاڑی سے نیچے نہین

اترتے تھے وہ ہمیشہ سے سخت زخمیون اور مردون کو اٹھاکر اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔
ہندو راؤ کی کوٹھی جیسی گورکھون کی بارک تھی ایسی ہی انکی اسپتال تھی گورکھون اور زخمیون کو اپنی پلٹن
سے جدا ہوکر کیمپ مین جانا پسند نہ تھا۔

دسوین اور گیارہوین جون کو باغی شکست پاکر اپنی حملہ بازی سے رکے نہین۔ ۱۲۔ جون کو
انہون نے انگریزی لشکر کی باہین طرف حملہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا۔ باڑہ سے تھوڑے فاصلہ پر
دو ہلکی توپین اور ۷۵ وین پلٹن کی کچھ کمپنیان دریا کے کنارہ پر سر تھیوفلس مٹکاف کی کوٹھی مین مقیم
تھین۔ باغیون کے بڑے انبوہ نے اپنی تئین درختون کے اندر چھپایا اور زمین کے لہرادار
ہونے کے سبب وہ پہاڑی پر چڑھ گیا اور انگریزی سپاہ کو خبر نہ ہوئی اور دفعتہً باڑہ کے پکٹ
حملہ کیا۔ کپتان نوکس ۷۵ وین رجمنٹ کے کمانیر مع اور سپاہیون کے اور کئی توپچیون کے
مقتول ہوئے اور قریب تھا کہ باغی توپین لے لیتے کہ ۷۵ وین پلٹن نے باغیون پر حملہ کیا۔
باغیون کی گولیان کیمپ مین آنکر پڑین اور بعض باغیون کے سپاہی پہاڑی سے نیچے کیمپ مین
گھس آئے اور تین ان مین سے سپاہی لاین کے خیمون کے قریب مارے گئے۔ پکٹ کی
حمایت کے لیئے سپاہ جلد پہنچ گئی باغی بھاگ گئے اور کچھ دور تک انکا تعاقب کیا گیا۔ اسلیئے
کہ لشکرگاہ کے قریب باغی دوبارہ نہ آجائین۔ سر تھیوفلس مٹکف کی کوٹھی مین ایسا ایک بڑا
پکٹ بٹھایا گیا کہ پھر دشمن کو اسکے پاس آنا ناممکن ہوگیا۔ آخر کو کوٹھی سے آگے بڑھ کر یہ پکٹ
تین حصون مین منقسم ہوا۔ ایک مورچہ کوٹھی کے احاطہ کے دائین طرف اس سڑک کے قریب
بٹھایا گیا جو کشمیری دروازہ اور چھاونی کے صدر بازار کے درمیان جاتی ہے اس مین ایک سو
پچاس سپاہی متعین ہوئے اور اس مورچہ اور دریا کے کنارہ کے درمیان گاؤخانہ مین پچاس
سپاہی اور دریا کے قریب اصطبل مین ایک سو پچاس سپاہی متعین کئے گئے
ان کل مقامات کا استحکام انجنیرون کے رہنے سے ہوگیا تھا اور وہ بہت کام مین آیا۔ باڑہ پر
سو سپاہی اور دو توپین رہتی تھین اور رات کو سنتری اس پکٹ و مورچہ کے بیچ مین
گشت کرتے تھے۔ باڑہ کے اوپر جو باغیون نے حملہ کیا تھا وہ ہنوز رفع نہین ہوا تھا کہ انہون نے
ہندو راؤ کی کوٹھی پر سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کیا۔ میجر جیکب صاحب نے اول بنگال فیوزیلیر کو

ساتھ لیکر بڑی بہادری سے باغیون کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اس مین شک نہین کہ باغیون کا یہ
ارادہ تھا کہ آج ہی بادلی اور کوٹھی پر ایک ہی وقت مین حملہ کرین مگر انگریزون کی یہہ خوش نصیبی
تھی کہ اس دن کے مختلف گھنٹون مین حملے ہوے
اب یہہ انگریزون کو صاف معلوم ہوا کہ شہر کے محصور کرنے کا کافی سامان ان پاس نہین ہے
سائینس کے موافق تعداد سپاہ کی وہ افزایش نہ تھی جو کسی حصار کے لینے کے لیئے چاہیئے
یہان تو حصار مین محاصرین سے ہزارون سپاہ زیادہ تھی۔ شہر کے صرف شمال کی طرف اپنی
تھی جسکو انگریزی سپاہ محصور کیئے ہوئی تھی دریا کے جنوب کی طرف باغیون کو اختیار تھا جہان
چاہین آمد و رفت رکھین ان چند دنون کے اندر ثابت ہوگیا تھا کہ توپون کی لڑائی مین باغیونکا
پلڑا بھاری تھا۔ ان کے پاس توپون کے چلانے کا سامان افراط سے تھا انگریزی سپاہ بیچ بیچ مین
وقفے دے دیکر اپنی توپون سے توپون کا جواب دیتی تھی بھاری توپون کا میگزین ان پاس
نہ تھا۔ باغی جو گولے اپنر مارتے تھے انکو چن کر وہ پھر الٹے باغیون پر چلاتے تھے۔ انکی جوتی ان ہی کا
سر کرتے تھے۔ جب باغی لڑتے تو پکٹون کی حمایت کے لیئے سپاہ بھیجنے کے بعد مورچون مین چند
کمپنیان پیادون کی اور کچھ سوار اور توپین رہجاتی تھین جو اس حالت مین کہ سخت حملہ ہو تو دشمنون سے
مقابلہ کرنے مین امداد کرین۔ ایسی جوکھون اور تکالیف مین بعض افسرون کو یہہ سوجھی کہ شہر کو دفعتہً
حملہ کرکے لے لینا چاہیئے جنرل برنارڈ نے اس تجویز پر بہت غور کی اپنر چارون طرف سے
اس شہر کے جلد لینے کا تقاضا وہ انگریز کر رہے تھے جو یہہ نہین سمجھتے تھے کہ شہر مین قواعد دان
سپاہ موجود ہے اور ایک بڑی آبادی جوش مین بھری ہوئی بیٹھی ہے شہر آسانی سے مغلوب
نہین ہوسکتا تھا۔ برنارڈ صاحب کو نوجوان انجنیر نے یہہ صلاح دی کہ شہر کو دفعتہً حملہ کرکے
لے لینا چاہیئے اس سے زیادہ صاف کوئی بات نہ تھی کہ جسقدر شہر کے لینے مین التوا کیا جائے گا
اتنا ہی فتح پانی کے احتمال ضعیف ہوتے جائین گے۔ باغیون کے پاس تازی کمکین آتی
جائینگین اور انکی تعداد بڑھتی جائیگی اور شہر کے استحکام کے اسباب بڑھتے جائینگے وہ دروازون کو
اینٹ پتھر سے چن کر دھس گھونگٹ بنا کے مضبوط کر لینگے۔ انجنیرون نے تحقیق کر لیا کہ ۱۱ جون تک دروازون
استحکام کچھ زیادہ نہین کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہون نے دفعتہً شہر پر حملہ کرکے لے لینے کا نقشہ

جنرل کے روبرو پیش کیا کہ وہ کل صبح کو اس کام مین کوشش کرین انہون نے جو یادداشت
جنرل کے ہاتھ مین دی اس مین بیان کیا کہ لاہوری اور کابلی دروازے اب تک اینٹون کیچ دھوئے
گھونگٹ بنانے سے مستحکم نہین کئے گئے ہین اور آگے کے پل اب تک پورے قائم ہین
دروازون سے چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر کیمپ سے سپاہ آڑون کے اندر جا سکتی ہے
اور داخلہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ کابلی دروازہ کے قریب اس نالی مین سے جس مین نہر
گذر کر شہر مین جاتی ہے سپاہ داخل ہو اور اسکے ساتھ ہی یہہ کوشش کی جائے کہ بارود
کے تھیلون سے لاہوری دروازہ اڑا یا جائے اور اڑانے والے گروہ کے افسر دشمن کے
مقام کی تحقیقات کر کے ان دو سدراہون کابلی دروازہ اور نہر کے جنگلے مین سے جس
ایک کو وہ ترجیح دین اڑا دین انہون نے یہہ ضرورت بھی بیان کی کہ چند کولم آگے بڑھکر
انہین سے دو فصیل کی داہین بائین طرف کے گرگجون پر قبضہ کرین اور انکی ہر ایک توپ
لے لین اور باغیون کو شہر سے باہر یا قلعہ کے اندر کر دین اور باقی کولم بڑی بازارون مین
ہوکر قلعہ کی طرف آگے بڑھین اور قلعہ کے آگے کے میدان مین اپنے مورچے قائم
کر کے قلعہ کو محصور کرین اور داہین بائین متصل کولمون کے درمیان آمد و رفت رکھین
یہہ حملہ صبح سے پہلے ہو اور دروازے ساڑھے تین بجے رات کے اڑا دئے جائین اور پھر
کولم جن مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز ہوئے ہین ان پر حملہ کرین وہ تین بجے رات کے تیار ہین
اس نقشہ پر چار پرانے افسرون کے دستخط تھے جنکے نام یہہ ہین دلبر فورس صاحب گریٹہیڈ صاحب
ہوڈسن صاحب اور جیمس صاحب یہہ سب انجنیر تھے اور مخبری کے سررشتہ کے افسر ہوڈسن
صاحب کے دستخط تھے اس تجویز کو بیرڈ صاحب نے منظور کر کے احکام جاری کر دیئے کہ
حملہ عمل مین آئے۔

آدھی رات کے حملہ کی ساری تیاری ہوگئی اور اس کام کے لیئے جو سپاہین منتخب ہوئی تھین
انکو مناسب وقت پر اطلاع ہوگئی - ہر انجنیر اپنے کام کو جو اس کے لیئے مقرر ہوا تھا کر رہا تھا
دو اور تین کے درمیان رات کی تاریکی مین سپاہین جمع ہوگئی تھین اور چپ چاپ ان
دروازون کی طرف جا رہی تھین جنکے اڑانے کی بارود کے تھیلون سے تجویز ہوئی تھی

جب پریڈ ہوئی تو ایک حصہ سپاہ کا جو حملہ کے لیئے تجویز ہوا تھا وہ پریڈ پر غائب تھا اول فیوزیلر کے
تین سو سپاہی جو برگیڈیر گریوس لائے مگر مقررہ گھنٹے پر موجود نہ تھے اسلیئے ایک کولم اپنے وقت پر
کام کرنے کے لیئے ضعیف ہو گیا وہ عالی حوصلہ افسر جو یہہ سمجھتے تھے کہ جون میں شہر ہمارے
قبضہ میں ہوگا بڑے مایوس ہوئے اسواسطے حملہ ملتوی کیا گیا اور سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے
اپنے مقام کو واپس جائے اس بات کا یقین کرنا مشکل ہے کہ برگیڈیر گریوس نے عدول حکمی
کی مگر وہ حکم کو غلط سمجھے اور برنارڈ صاحب نے بھی انکے عذر کو منظور کر لیا - اس واقعہ کا بیان
اس طرح کیا جاتا ہے کہ رات کے گیارہ بجے کے قریب برگیڈیر گریوس کے پاس جو آج کے
دن کا فیلڈ افسر تھا زبانی حکم آیا کہ وہ پکٹون سے یورپین سپاہ کو ملٹری پر جمع کرے چونکہ یہہ حکم
تحریری نہ تھا زبانی تھا اسلیئے اس کی تعمیل سے انہوں نے انکار کیا اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر
جنرل برنارڈ کے خیمہ پر گئے کہ کچھ اور ہدایتیں انسے سنیں - جنرل نے کامیابی کے باب میں
انسے راے پوچھی تو انہوں نے یہہ جواب دیا کہ دو باتیں ہیں ایک شہر کا لے لینا دوسرے
اسکو لیکر قبضے میں رکھنا یقینی آپ شہر کو جا کر لے لینگے لیکن اسکو لیکر آپ پاس اس کے
رکھنے کی بھی قوت ہے اسکا جواب مجھے دیجیئے اس راے کے سننے کے بعد جنرل کو
بھی اپنے ارادہ میں تامل ہوا -

اسطرح گو شہر کے دفعتہً حملہ کر کے لینے میں التوا مگر وہ متروک نہیں ہوا ولبرفورس
گریٹ ہیڈ صاحب نے اسکی ترمیم کی اس حملہ کے لیئے تاریکی شب کی ضرورت تھی اور اب چاند فی
پچھلی راتوں کو ہونے لگی تھی یہہ بھی حملہ میں توقف ہونے کا ایک سبب ہوا مگر وہ دفعتہً حملہ
کرنے کے پیچھے چمٹے رہے جس میں کیا بڑی فتحیابی ہوتی یا ناکامیابی ہوتی جو لنگڑا کر دیتی
جنرل نے ۱۳ جون کو لارڈ کیننگ کو لکھا کہ دہلی بڑا مستحکم مقام ہے میرے پاس سامان و اسباب
کے نہ ہونے کے سبب سے اسپر حملہ کرنا یا بہ تدریج اس کے نزدیک جانا دونوں برابر ہی مشکل ہیں
الا میں کہتا ہوں کہ ناممکن ہیں دفعتہً حملہ کرنے میں جو میرا عین مطلب ہے جان پر کھیل کر کوئی
بات نہیں اٹھا رکھونگا اگر میں کامیاب ہوا تو سب طرح بھلائی ہے لیکن اگر اسکے برخلاف ہوا تو
ہلاکت ہے میرے پاس سپاہ کا وہ گروہ جو لڑنے والے لشکر کے پیچھے چھوڑا جائے کہ ضرورت کے

وقت مدد کرے نہین ہے جسمین مراجعت کرسکون یقینی آپ سب صاحب دہلی کی مشکلات کا تخمینہ کم کرتے ہین - باغیون کے پاس ۴۴ بیبی توپین ہر دروازہ اور گرگچون کے بازؤن پر لگی ہوئی ہین وہ انکو بہت اچھی طرح چھوڑتے ہین انمین سے ایک تو ہماری پانچ توپون کو مارتی ہے ہمارے پاس صرف چھ بھاری توپین لگی ہوئی ہین جو انکی توپون کو بند نہین کرسکتین ہین اسکے سوا کوئی اصلی بات نہین دیکھتا کہ اینر دفعتہً حملہ کرون آپ سنینگے کہ خدا تعالے کی عنایت سے اس مین کامیابی ہوئی -

۱۴ - جون کو ولبر فورس گریٹ ہیڈ نے دفعتہً شہر پر حملہ کرنے کا نقشہ پیش کیا اور ۱۵ - جون کو کونسل اوف وار جنرل ریڈ نے اپنے خیمے مین منعقد کی سر ہنری برنارڈ بریگیڈیر ولسن اور ہاروی گریٹ ہیڈ اور انجنیرون کے چیف افسر موجود تھے انجنیرون کی تجویز مین کل سپاہ حملہ مین مصروف ہونی چاہیئے تھی جس مین کیمپ مین کوئی سپاہ رزرو نہین رہتی تھی اس صورت مین شکست کی حالت مین باغی کیمپ پر حملہ کرکے ساری توپین لے سکتے تھے اور بہت نقصان پہنچا سکتے تھے ملٹری افسرون کی رائے مین جب تک کہ کمک نہ آئے التوا کرنا بہتر تھا - سو یہی لین جو ممالک شمالی و مغربی کی گورنمنٹ کے قائم مقام تھے وہ التوا کے برخلاف تھے -

گریٹ ہیڈ صاحب نے بڑے زور سے کونسل مین یہ بیان کیا کہ دو ہفتہ کا التوا امیدون کو مین مایوس کریگا - ملک مین جو بدنظمی پھیل رہی ہے وہ بڑے پاؤن پھیلائیگی - بمبئی پریسیڈنسی مین مسلمانون کی آبادی جو بگڑی بیٹھی ہے وہ زیادہ بدخواہ ہو جائیگی - اور ہندوستانی رئیسون کی طرف بے اعتمادی ہو جائیگی - یہہ اور انہون نے اضافہ کیا کہ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ التوا سے ہندوستانی ریاستین برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی سے الگ ہو جائینگین اور کانپور اور اودھ اور شرق کے طرف کے ملک کی خیر و عافیت مین خلل پڑیگا - صاحب ممدوح نے یہہ مان لیا تھا کہ ہندوستانی ریاستون کے تعلقات جو برٹش گورنمنٹ سے ہین وہ آسانی سے ٹوٹ سکتے ہین اور کانپور مین سپاہ کے اجتماع پر اضلاع مذکورہ کی سلامتی موقوف ہے - ولبر فورس گریٹ ہیڈ جانتے تھے کہ خونی شہر پر فوراً حملہ کیا جائے وہ کہتے تھے کہ سپاہ کی تقسیم کی ترمیم ایسی ہوسکتی ہے کہ کیمپ مین بہت سی سپاہ رزرو رہے آخر کو یہہ قرار پایا کہ فیصلہ کے لیے کل کونسل

۱۶- جون کو کونسل کا دوسرا اجلاس

پھر جمع ہو-

۱۶- جون کو کونسل دوبارہ جمع ہوئی پہلے روز کی کونسل مین اہل کونسل کا دل یہہ چاہتا تھا کہ جسوقت پہلی کمک آجائے تو فوراً شہر پر حملہ کیا جائے یہہ امر پولیٹکل بنا پر مبنی تھا لیکن ۱۵- تاریخ کی شام کو اس تجویز مین تزلزل آگیا- بارہ وسے گریٹ ہیڈ کی دلائل کے سبب سے ولبر فورس نے جو تحریک مذکور کی تھی اور ایک یادداشت جنرل برنارڈ صاحب کو دی تھی اسکا اثر جنرل پر ہوا- جنرل اپنے اوپر اعتماد کم کرتا تھا وہ اور آدمیون کے تحریری یا زبانی صلاح مشورون مین ادھر اُدھر ہلتا جلتا تھا- اس لیئے ۱۶- جون کو کونسل مین ملیٹری ممبرون نے سوار ولبر فورس گریٹ ہیڈ کے فوراً حملہ کرنے کی مخالفت کی تو جنرل بھی انکے ساتھ متفق ہوگیا اور ملیٹری اصول و نظائر کا پابند ہوگیا-

گریٹ ہیڈ صاحب کی رائے

صاحب ممدوح کا غذ پر اپنی رائے لکھہ کر لے گئے جو بآواز بلند کونسل مین پڑہی گئی" کہ شہر کی وسعت پر خیال کرتا ہون کہ وہ کشمیری دروازہ سے دہلی دروازہ تک دو میل طول مین اور ایک میل عرض مین ہے- شہر کے اندر داخل ہوکر فتحیابی مین مجھے ایسا ہی اندیشہ ہے جیسا ناکامیابی مین- ہمارا تھوڑا سا لشکر دو ہزار سنگینون کا اسی وسیع شہر مین داخل ہوکر غائب ہوجائیگا باغیون نے ہمیشہ اپنے مستقل حملون سے ہم کو دکھا دیا ہے کہ وہ فصیل کی آڑ مین اچھی طرح لڑتے ہین ایسے ہی وہ شہر کی گلیون اور بازارون مین ہم سے لڑین گے جہان ہر ایک سپاہی ہمارے یورپین سپاہی کے برابر ہوگا- انہون نے جو شہر کی فصیل پر تیس چالیس بھاری توپین چڑھا رکھی ہین اپنے دروازون تک جانے مین ہمارا بھاری نقصان ہوگا- انکی توپین شہر کی فصیل کے آس پاس کی چھہ سات سو گز کی زمین پر خوب گراب چلائینگین مین حملہ کرنے کے لیئے جب ووٹ دونگا کہ سپاہ کی پہلی کمک آجائیگی- یہہ میرا ووٹ صرف اس پولیٹکل بنا پر مبنی ہوگا جو گریٹ ہیڈ صاحب نے قائم کی ہے مگر اسکے ساتھہ ہی میرے دل مین یہہ خیال ہے کہ یہہ ایک ملیٹری تدبیر ایسی ہے جس مین نہایت ہی خطرناک بالوسی ہے اور میرے نزدیک پولیٹکل خیال سے بھی ہم کو اپنی جگہہ پر ثابت قدم رہنے کے لیئے ان کمکون کا انتظار کرنا چاہیئے جو لاہور سے چلی آتی ہین اور انکے آنے پر حملہ کرنے مین کامیابی ہونے پر اطمینان ہوگا- جب تک ہم اپنے مقام پر جمے ہوئے ہین تو تمام باغی دہلی کے اندر

یا اسکے گرد جمع ہین جب ہم دہلی لے لینگے تو ضرور بالضرور وہ اپنے بڑے بڑے گروہ بنا ئینگے
اور ملک مین ہر سمت مین غارتگری کرتے پھرینگے ۔ ان گروہون کا تعاقب فوراً کرنا پڑیگا ۔ اور
جہان وہ ملین انکا قتل کرنا ہوگا ۔ اس کام کا کرنا ہمارے تھوڑے سے لشکر سے ناممکن ہے
کہ ہم دہلی کی محافظت کے لیئے بھی لشکر چھوڑین اور ایسے برگیڈ بھی بھیجین جو باغیون کے لیئے مطلوب
ہون ۔ یہہ بات میری نزدیک وقت پر موقوف ہے (کل امر مرہون باوقاتہا) یہہ بات سچ ہے کہ
چارون طرف ملک باغیون اور لٹیرون کے ہاتھون مین ہے اور وہ جب تک ان کے ہاتھون مین
رہیگا کہ ہمارے برگیڈ جا کر انکو صاف نہ کرین ۔ سٹر گریٹ ہیڈ کو یہہ سوچ بچار ہے کہ غالباً ہندوستانی
رئیس جو ہم پر مہربان ہین وہ ہمارے ساتھ سرد مہر ہو جائینگے ۔ لیکن انہون نے ہمارے
لیئے اب تک کیا کیا ہے ۔ گوالیار اور بھرت پور کے سپاہیون نے ہم کو چھوڑ دیا ہے کہ انہی سے ہم سپاہ
کام کرین اور جے پور کنٹنجنٹ سے بہت تھوڑی توقع ہے کہ جب تک اسکو یہہ اطمینان نہ ہو جائے
کہ ہم نے باغیون پر فتح کامل پائی ہے وہ ہمارے لیئے کچھ کام کرے ۔

صاحب ممدوح نے سب باتون پر خیال کر کے یہہ رائے دی کہ ملٹری دلائل اس بات کے لیئے کہ کافی
سپاہ کا جسسے فتحیابی یقینی حاصل ہو انتظار کیا جائے زیادہ وزن رکھتی ہین بہ نسبت پولیٹکل خرابیون کے
جو پیدا ہون ان سب خرابیون کا تدارک یقینی فتحیابی سے ہو جائیگا ۔

اس کونسل مین ممبران کونسل کی رائین دینے کا نتیجہ یہہ تھا کہ شہر پر دفعتہً حملہ کرنے کا
ارادہ موقوف کیا گیا ۔ اور ۱۸ ۔ جون کو سر جان لارنس کو برنارڈ صاحب نے ایک چٹھی لکھی جسکا
خلاصہ یہ ہے کہ پہلے پولیٹکل افسرون کی صلاح و مشورے سے شہر پر حملہ کرنے کو مین نے
منظور کیا تھا مگر مشیت ایزدی سے ایسے اتفاقات وقوع مین آئے کہ حملہ نہین کیا گیا ۔ اب مین نے
جو صلاح کارون سے مشورہ لیا تو مجھے یقین ہوا کہ جیسی شکست ہمارے حق مین زبون ہے
ایسی فتح ہے ۔ ہمارے پاس دو ہزار سپاہ دہلی جیسے وسیع شہر مین داخل ہو کر غائب ہو جائیگی
اور ہمارے چارون طرف دغا بازی وہ ہو رہی ہے کہ ہمارے مصالح جنگ کسی کام کے نہین
رہین گے ۔

جب یہہ دفعتہً حملہ کا منصوبہ چھوڑ دیا گیا تو ۱۳ و ۱۴ تو خیریت سے گذری اور ۱۵ ۔ کو دلی سے

باغیون کے لشکر کثیر نے شکلف کوٹھی کے پکٹ پر اس ارادہ سے حملہ کیا کہ باہین بازو کو پریشان
کرین مگر بہت نقصان اٹھاکر وہ بھاگ آئے - ۱۷ جون کو صبح کو پہاڑی پر سے انگریزون نے
دیکھا کہ ہندوراؤ کی کوٹھی کے داہین طرف عیدگاہ مین بعض سپاہی مورچے بنا رہے ہین
اگر وہ اپنا مورچہ بنا سکے تو بین لگا دیتے تو انکے سیدھے گولے انگریزی خیمہ گاہ پر پڑکر
اسکو چھلنی بنا دیتے - معمول سے زیادہ آج باغیون کی توپ زنی ہو رہی تھی ایک گولہ ہندوراؤ کی
کوٹھی مین آنکر پڑا جسنے دس آدمیون کو مجروح و مقتول کیا - سر ہنری برنارڈ نے ارادہ مصمم کیا کہ اس
مورچے کو نہ لینے دین انہون نے حکم دیا کہ تھوڑی سی سپاہ دو کولمون مین منقسم ہوکر یہہ مورچہ
جتنا باغیون نے بنایا ہے اسکو تباہ و غارت کردے - ایک کولم میجر ٹومبس کے ماتحت تھا اسمین
انکا اپنا توپخانہ تھا چار سو سپاہی اول فیوزلیر اور ۶۰ وین رائیفل کے تھے اور تیس سوار گائیڈس کے تھے
اور بیس سیپر دمائی نر تھے اس کولم نے دشمن کی باہین طرف کوچ کیا - دوسرا کولم میجر ریڈ کے ماتحت تھا
ہندوراؤ کی کوٹھی سے نیچے اترے انکے ساتھ چار کمپنیان ۶۰ وین رائیفل کی تھین - گورکھے
کشن گنج کی طرف دشمن کی داہین سمت مین آگے بڑھے - ٹومبس صاحب باغیون کو متواتر باہر
نکالتے ہوئے عیدگاہ پہنچے جسکی مضبوط فصیل مین ریتیان بنی ہوئی تھین اس مین بہت سے
باغی مقیم تھے - یہان تھوڑی دیر بڑی تیزی و تندی سے بندوقین طرفین سے چلین - دو گھوڑ چڑھی
توپین انگریزی سپاہ کی مدد کے لئے آگئین ان توپون کی گولہ زنی سے دشمن کو اپنا مقام چھوڑنا
پڑا اور انگریزی سپاہ نے حملہ کرکے باغیون کے مقام پر قبضہ کرلیا اور ایک ۹ پینڈ توپ لے لی
یہہ کولم اپنا مقصد حاصل کرکے اپنی خیمہ گاہ مین ۷ بجے شام کے واپس چلا آیا - اس کولم کا
نقصان بہت تھوڑا ہوا ٹومبس صاحب کے ایک ہلکا سا زخم لگا اور انکی ران کے نیچے دو گھوڑے
مارے گئے - آج تک لڑائی مین اس بہادر جوانمرد کی ران کے تلے پانچ گھوڑے مارے گئے تھے
اس کولم مین دو سپاہی مقتول اور نو سپاہی و سات گھوڑے مجروح ہوئے - میجر ریڈ کے
زیر فرمان جو کولم گیا تھا وہ بھی فتحیاب ہوا - ریڈ صاحب لکھتے ہین "کہ مین دیوار کے سرے تک گیا
اور داہنی طرف ایک سرائے مین داخل ہوا - دو مختلف سرایون کے دروازون کو توپون سے
توڑ کر مین کشن گنج مین داخل ہوا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے انمین سے بہتون نے دیوانہ وار

حملہ کیا انکو ہماری سپاہ نے گولیان چلاکر مار ڈالا ایک بیطری کے قریب ۳۱ باغیون کو مردہ
پڑا ہوا دیکھا اور کشن گنج کے ایک وسط کی عمارت مین ۹ مردے پڑے ہوئے تھے ۔ تخمینًا
پچاس ساٹھ آدمیون کے درمیان مرے ہونگے اور بہت سے آدمی انکے زخمی ہوئے
ہونگے ۔ مین نے انکے مورچے کو جو ابھی بنکر بالکل تیار نہین ہوا تھا غارت کر دیا ۔ گاؤن مین آگ
لگادی لکڑیون کو جس سے مورچہ وہ بناتے تھے جلا دیا ۔ میگزین اور سرا کے تین دروازے
اڑا دیئے ۔" اس کام مین ایک سپاہی مارا گیا اور ۵ سپاہی زخمی ہوئے ۔ آج اور اس سے
ایک دن پہلے باغیون پاس نصیر آباد سے باغی برگیڈ آگیا جس مین دوسری کمپنی ساتوین توپخانہ کی
پلٹن اور نمبر ۶ گھڑ چڑھی توپخانہ ۱۵ وین ۳۰ وین رجمنٹیں ہندوستانی پیدلون کی تھین اور چند سوار
بمبئی لینسر یعنی نیزہ بردار تھے ۔

۱۹ - جون کو ایک مخفی خبر آئی کہ باغی شہر سے باہر نکلکر حملہ کرین گے ۔ پکٹون پر سپاہ زیادہ
کی گئی ۔ دوپہر کے بعد باغیون کا بڑا گروہ لاہوری دروازہ سے باہر آیا جس مین زیادہ تر
باغی نصیر آباد کے برگیڈ کے تھے اور انگریزون کے مقامات پر حملہ کیا ۔ باغون مین اور انکے حوالی
مین باغیون کا بڑا انبوہ پوشیدہ انگریزی لشکر کے داہنی طرف پہنچ گیا ۔ گشت کے
بعض سوارون نے خبر دی کہ دشمن ہمارے عقب مین حملہ کرنے کو ہے ۔ پکٹون مین سپاہ
بھیجی گئی ۔ کیمپ مین تھوڑی سی سپاہ رہ گئی ۔ بارہ توپین چار پانچ سو سوار برگیڈیر گرینٹ نے
جمع کر لیئے اور لڑنے کے لیئے انکو بھیجا ۔ انھون نے دیکھا کہ دیوار دار باغون مین باغیونکے
پیادے مستحکم اقامت رکھتے ہین جنکے مقابلہ مین انگریزی توپخانہ تھوڑا سا کام کرسکتا ہے توپون نے
خوب نشانہ باندھ کے آگ برسائی ۔ باغون مین سے باغیون نے بھی خوب گولیان چلائین
جنہون نے انگریزی توپچیون اور توپون کے گھوڑون کو مارا ۔ ٹومبس کی توپین معرض خطر
مین تھین کہ گائڈس کے سوارون کا ایک حصہ سوار ہوا ٹومبس صاحب نے گائڈس کے افسر
ڈیلی صاحب سے کہا کہ اگر تمہارے سوار حملہ نہ کرین گے تو میری توپین دشمن چھین کر لے جاینگے ۔
ڈیلی صاحب جھاڑیون مین گھس گئے انکے پیچھے مشکل سے ایک درجن سوار گئے ہونگے کہ انکے بازو مین
ایک گولی لگی تو وہ الٹے چلے آئے لیکن اس سبب سے دشمن کی توجہ ایسی ہٹ گئی کہ جنکے سبب سے

توپین بچ گئیں - جب تک دن کی روشنی رہی انگریزی توپون کی آتش زنی اور سوارون کی حملہ آوری سے
باغی رکے رہے لیکن جب شام کا اندھیرا ہوا تو باغی کثیر التعداد ہونے کے سبب انگریزی سپاہ کے
ایک بازو کے شکست دینے مین کامیاب ہوئے اور تھوڑی دیر کے لیئے انگریزی دو توپین بڑے
خطرے مین پڑی رہین - ہبن سرس اور کار ٹرس نے ان توپون کے بچانے مین جان بازی کی لیکن
خندق اور مکانون کے ہر طرف ہونے نے انکے کام کو بیکار کیا اور انھون نے بڑا نقصان اٹھایا
اب بہت انتشار تھا اور رات کی تاریکی نے اور بد انتظامی کو پھیلایا - پیادے اور آگے چلے
اور پھر کشتون کے درمیان جاکر ایک گلی مین سے باغیون کو پار کر بھگایا اور اپنی توپون کو بچایا اب
دونو طرف سے آتش بازی بتدریج موقوف ہوئی - انگریزی پیادون کی تعداد اتنی کم
تھی کہ وہ دشمن کی وسیع لاین پر حملہ نہین کرسکتے تھے - وہ اپنے کیمپ مین ساڑھے آٹھ بجے
رات کے واپس گئے - باغیون کی آتش باری بالکل موقوف ہوئی - اس لڑائی مین تین
افسر اور سترہ سپاہی و ۲۵ گھوڑے مقتول اور سات افسر اور ستر سپاہی مجروح ہوئے
اور ۵۳ گھوڑے زخمی اور دو سپاہی گم ہوئے - مقتول افسرون مین لفٹنٹ کرنیل
ہول تھے جو حسین و بہادر تھے زخمیون مین بریگیڈیر جان ہوپ گرینٹ تھے ان کے
گھوڑے کے گولی لگی انکی جان بچانے مین انکی آیئنی رجمنٹ کے دو سپاہیون ہیڈکوک
اور پیچیل نے اپنی جان کا کچھ خیال نہین کیا - ہیڈکوک نے جب گرینٹ صاحب کو گھوڑے کے
مرجانے کے سبب سے دشمنون کے اندر پیدل دیکھا تو اپنا گھوڑا انکو دیدیا اور روپ خان
ایک مسلمان سوار نے گرینٹ صاحب سے کہا کہ آپ میرے گھوڑے پر سوار
ہو جایئے - اس سبب سے آپکی جان بچ سکتی ہے - بریگیڈیر صاحب لکھتے ہین اس سوار کی
مین بڑی تعریف کرتا ہون وہ ایک ہندوستانی مسلمان سوار اس رجمنٹ کا تھا کہ جسنے لحاظ
کیا تھا اسکے لیئے یہہ آسان بات تھی کہ وہ مجھے مار کر دشمن سے جا ملتا مگر اسنے نہایت عمدہ یہہ کام
کیا کہ میری جان کے بچانے کے لیئے اپنی جان کی پروا نہین کی مین نے اسکا گھوڑا نہین لیا
اور مین نے اسکے گھوڑے کی دم مضبوط پکڑ کر کہا کہ تو مجھے اس بھیڑ سے نکالکر لیجا اس نے
یہہ کام بڑی خوش اسلوبی اور جرأت سے کیا دوسرے دن بریگیڈیر نے روپ خان کو

اپنے خیمہ پر بلایا اور اسکی بہادری کی تعریف کی اور کچھ روپے اسکے آگے رکھے تو رویر خان نے
ایک استغنا کے ساتھ روپیہ لینے سے سلام کرکے انکار کیا اور عرض کیا کہ آپ میرے افسر سے
میرے عہدہ کے بڑھنے کے لئے سفارش کردین تو مین جناب کا بڑا شکرگزار ہونگا۔
محاصرین آج کے حملہ سے بڑے سراسیمہ ہوئے۔ باغیون نے انگریزون کے مقامات پر
حملہ کیا جو ضعیف تھے اور انکے لشکرگاہ کی جان تھے آج کی سخت لڑائی کے بعد انگریزون نے
اپنی عادت کے موافق باغیون کو شہر کی فصیل تک نہین بھگایا اگر باغی اپنے مقام مین ٹھیر جاتے
تو وہ پنجاب کی راہ کو مسدود کردیتے اور انگریزون کی تھوڑی سی سپاہ محصور ہو جاتی نہ
اسکو سامان رسد بہم پہنچتا نہ سپاہ کی کمک اس پاس آتی تو پھر باغیون کی روزافزون تعداد
کے حملون کی وہ برداشت نہین کرسکتی کیمپ مین بہت سے آدمیون کو لڑائی کا نتیجہ معلوم ہوا
تو وہ بیدل ہوگئے لیکن محاصرین کے عزم مین پھر جان آگئی اور دوسرے روز صبح کو دشمن
سے پھر لڑنے کا ارادہ ہوا۔ صبح ہوتے ہی دشمن سے لڑنے کے لیے انگریزون کا لشکر
بڑھا تو انہون نے دیکھا کہ وہان ایک مضبوط پکٹ لگا ہوا ہے جسکو انہون نے آسانی سے
نکال دیا اور ایک توپ اور دو ویگن پر قبضہ کیا جسکو باغی پہلی رات مین چھوڑ گئے تھے سڑک پر
مردہ آدمی اور گھوڑے جابجا پڑے ہوئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ کیسی سفید زورکی
کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے ایک جگہ چالیس آدمی پڑے ہوئے تھے جنکی ہڈیون کو توپون کے
گولون نے چھید اتھا بعض کے چہرے بگڑے ہوئے تھے اور بعض آرام سے سوتے
تھے باغیون کو رات بھر فرصت اپنے مردون کے لے جانے کے لیئے ملی تھی مگر پھر بھی
اسقدر مردے پڑے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا بھاری نقصان ہوا تھا ابھی انگریزی
لشکر نے کیمپ مراجعت کی تھی کہ دشمن نے اپنی توپون پر جاکر گولہ زنی شروع کی۔ انگریزون کے
لشکر نے پھر آنکر انکو بہت جلد پراگندہ کردیا تاکہ دشمن عقب پر آسانی سے حملہ نہ کرسکے جسسے کہ پنجاب سے
آمدورفت مسدود ہو جائے۔ اٹھارہ پینی توپون کا مورچہ کیمپ کے پیچھے بنایا گیا اور مسلح کیا گیا۔
اور عقب کے پکٹ سوارون اور پیدلون کے وہان متعین کئے گئے اسسے پہلے ایک مورچہ مین
اٹھارہ پینی توپون کا کیمپ داہین طرف لگایا گیا تھا کہ وہ سبزی منڈی کی طرف سے حملہ کو روکے

ایک پیدلون کا پکٹ تمام طول مین اور سوارون کا پکٹ نشیب مین مع دو گھوڑ چڑھی توپون کے وہان رہتا تھا۔

انگریزی کیمپ کے عقب پر حملہ ہونے کے بعد تین دن تک کوئی لڑائی نہین ہوئی۔ یہہ خوشخبری آئی کہ میجر ونفرلس سپاہ ہمراہ لیئے دہلی سے بیس میل کے فاصلہ پر آگئے ہین۔ باغیون کے پاس بھی جالندھر اور پھلور سے تین رجمنٹین پیادون کی اور چھٹا رسالہ سوارون کا آگئے تھے۔ جاسوس خبر لائے کہ ایک دوسرا حملہ انگریزی کیمپ کے عقب مین ہوگا۔ حملہ کی تاریخ ۲۳- جون مقرر کی گئی تھی۔ جنگ پلاسی پر ایک صدی اسی تاریخ پر ختم ہوتی تھی۔ تمام ہندوستان مین یہ پیشین گوئی پھیلی تھی کہ انگریزی راج سو برس بعد ختم ہو جائیگا اور کلائو نے جو سلطنت انگلشیہ کی بنیاد پلاسی کے آم کے درختون مین رکھی ہے وہ اس فتح کی صدی پوری ہونے پر ختم ہو جائیگی۔ جوتشیون نے کہا کہ اس تاریخ مین مہورت ایسا اچھا ہے کہ باغیون کو ضرور فتح ہوگی۔ سر ہنری برنارڈ نے یہہ سنکر کہ باغیون کا ارادہ لشکرگاہ کے عقب پر بڑے زور شور سے حملہ کرنے کا ہے ۲۲- جون کو ایک حکم میجر ونفرلس پاس بھیجا کہ وہ کیمپ کی طرف فوراً سفر کرے۔ شہر کی فصیل پر سے بڑی وہشتناک توپ پڑنی شروع ہوئی اور اسی وقت مین باغیون نے انگریزی لشکر کے داہنی طرف اور ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی پر سخت توپ زنی شروع کی۔ انگریزون پاس تھوڑی توپین تھین وہ باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے۔ اور سبزی منڈی مین ہندو راؤ کی کوٹھی کے پیچھے باغیون نے پیش قدمی کرکے مونڈ بیٹری اور میجر ریڈ کے مورچہ پر سخت حملہ کیا۔ دلاور میجر ریڈ نے باغیون کی تعریف مین لکھا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر سپاہی نہین لڑ سکتا۔ انہون نے رائیفل و گائڈس پر اور میرے سپاہیون پر بار بار حملہ کیا اور ایک وقت مجھے یہہ خیال ہوا کہ مجھے شکست ہوگی۔ شہر پر سے گولے برس رہے تھے باغی پہاڑی توپین ساتھ لائے تھے جس سے میرے مورچے پر بڑی خوب گولے مار رہے تھے۔ ہزارون باغی میری تھوڑی سی سپاہ سے لڑتے تھے لیکن مین اپنے مقام کی عظمت کو جانتا تھا اور مین نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا کہ جہانتک مجھسے ہو سکیگا مین اپنے مقام کو ہاتھ سے جب تک نہین دونگا کہ میری کمک آ جائیگی۔ تھوڑی دیر کے بعد کمک آگئی اور مونڈ بیٹری سے سبزی منڈی سے باغیون کے بھگانے کے لیئے کوشش کیگئی

۲۳- جون روز جنگ پلاسی کی صدی کا آخری روز

جسکی تنگ گلیون اور کچی دیوارون اور احاطون اور مکانون کی چوڑی چھتون نے پیادون کو خوب پناہ دی اور انگریزی سپاہ نے جو پیشقدمی کی اسیر دیوارون اور چھتون سے باغیون نے گولیونکا مینھہ برسایا۔ دشمنون کی گولیون اور سورج کی کرنون کی تیزی سے سپاہی جلدی جلدی افتان و خیزان اور زخمی ہوتے تھے۔ بہت سے باغی انگریزی سپاہ کی داہین طرف سبزی منڈی اور باغون مین گئے اور ہندو راؤ کی کوٹھی کے عقب پر اور مورچے پر تین دفعہ حملے کیئے۔ انگریزی سپاہ سبزی منڈی مین انکے پیچھے تین دفعہ گئی۔ باغی گھرون مین دروازون کو بند کرکے گھس گئے اور جب انگریزی سپاہ ہٹی تو باہر نکل آئے اور گولیان مارنی شروع کین۔ بڑی جان جوکھون اٹھاکر بھگائے جاتے تھے۔ ہر سپاہی کے کام کرنے کی ضرورت تھی فیروزپور اور سکھہ جو تیس میل سفر کرکے آج صبح آئے تھے وہ دشمنون کے حملہ روکنے کے لیئے بلائے گئے ان گرمی کے دنون مین سارے دن لڑائی رہی شام کو وہ ختم ہوئی۔ باغی شہر کے اندر چلے گئے ایک ہزار آدمی مارے گئے ہونگے۔ ایک احاطہ مین ڈیڑھ سو مردے ان کے پڑے ہوئے تھے۔

اب سبزی منڈی پر انگریزون کا قبضہ ہوگیا اور اس وقت سے انہون نے آگے ایک پکٹ ایک سو اسی گورون کا بٹھایا اور اسکو منقسم کرکے ایک حصہ کو سرائے مین ایک طرف اور دوسرے حصہ کو مندر مین دوسری طرف گرینڈ ٹرنک روڈ کے بٹھایا اور فوراً دونو سرائے اور مندر انجنیرون نے استوار بنائے کہ خوب محافظت ہوسکے۔ ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے داہین مورچہ سے یہہ دونو مقام دو سو اور تین سو گز کے فاصلہ پر تھے۔ غرض اب انگریزون کا مقام ایسا محفوظ ہوگیا تھا کہ دشمن ٹرنک روڈ پر گذر کر عقب مین داہین طرف حملہ نہین کرسکتا تھا۔ اس لڑائی مین انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور ۲۸ سپاہی اور چار گھوڑے مارے گئے اور تین افسر اور ۱۱۸ سپاہی اور گیارہ گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک گھوڑا گم۔ ہندو راؤ کے پکٹ کی دو توپون پر سامنے سے دشمنون کی توپون کی ایسی بھرمار ہوئی تھی کہ اسکی ایک توپ اور چودہ گھوڑے لڑائی کے کام کے نہین رہے۔ کوئی دن نہین گذرتا تھا کہ سپاہ انگریزی کو کیمپ سے باہر نکل کر دشمنون سے لڑنا نہ پڑتا تھا۔ ۲۷ جون کی صبح کو شگفت کے پکٹ و سبزی منڈی کے پکٹون پر

باغیون نے حملہ کیا جو آسانی سے بھگا دیئے گئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور ایک افسر اور ۴۸ سپاہی زخمی ہوئے -

سبزی منڈی کی لڑائی کے ایک دن کے بعد جنرل چیمبرلین لشکرگاہ مین ایڈجوٹنٹ مقرر ہوکر آگئے وہ ایک نامور دلاور سوارون کے افسر تھے جنکو جنرل این سن نے اس گشتی سپاہ کا افسر اعلے مقرر کیا تھا جو اسلیئے مرتب کی گئی تھی کہ جہان پنجاب مین سرکشی اور فساد برپا ہو وہان جاکر اسکو فرو کرے اس کام مین کامیاب ہونے سے صاحب ممدوح کی شہرت اور بھی زیادہ ہوگئی تھی دہلی مین انکی آمد کا بڑا شوق سپاہیون کو ہو رہا تھا وہ کہتے تھے کہ جب وہ یہان آجائینگے تو سب کام ٹھیک ہو جائینگے - چیمبرلین صاحب اپنے ساتھ لفٹنٹ الیکسنڈر ٹیلر کو لائے تھے وہ ایسے انجنیر تھے کہ دہلی کی فتحیابی مین وہ بھی اپنا بڑا حصہ رکھتے ہین

۲۶ - جون و ۳ جولائی کے درمیان کمکون کے آنے پر چھہ ہزار چھہ سو سپاہی ہر قسم کے انگریزی لشکرگاہ مین جمع ہوگئے تھے - باغیون پاس اسوقت بڑی کمک آگئی تھی پہلی اور دوسری جولائی کو روہیلکھنڈ کے باغی سپاہی دہلی مین آگئے تھے وہ جمنا کے کشتیون کے پل پر سے اترتے ہوئے پہاڑی پر انگریزون کو بھی نظر آئے وہ چار پیادون اور ایک سوارون کی رجمنٹین تھین اور ایک گھوڑون کا توپخانہ تھا اور دو پوسٹ گن تھین ان سب کا سپہ سالار بخت خان ایک پرانا صوبہ دار توپخانہ کا تھا - انگریزی لشکرگاہ مین اسکو بہت انگریزی افسر جانتے تھے وہ القصہ خواہ مخواہ مرد آدمی تھا اور اسکو انگلش سوسائیٹی کا بڑا شوق تھا اور انگریز اسکو بڑا ہوشیار اور دانشمند جانتے تھے - دلی کے بوڑھے بادشاہ نے بھی اسکی بڑی قدرشناسی کی کہ اسکو کل سپاہ کا کمانڈر انچیف مقرر کردیا اور اسسے وعدہ کیا کہ اگر انگریزون کو پہاڑی پر سے نکال دوگے تو گورنر جنرل مقرر کیئے جاؤگے - اب باغیونکی سپاہ تیس ہزار کے قریب ہوگئی اور انکے پاس توپین بہت تھین اور انکا میگزین اسقدر تھا کہ وہ کبھی خالی ہونا جانتا نہ تھا -

جب لشکرگاہ مین کمک آگئی تو پھر یہہ ارادہ ہوا کہ شہر یکایک حملہ کرکے لے لیا جائے - اسکی یہہ تجویز ہوئی کہ ایک کالم تو کابلی دروازہ کے قریب نہر کی آہنی جالی کو اڑا دے اور دوسرا کالم کشمیری دروازہ کو اڑا دے اور تیسرا کالم فصیل پر زینے لگا کے چڑھے کچھہ سپاہ دریا کی طرف

جیمبرلین صاحب کا افسر مقرر ہونا

۲۶ جون و ۳ جولائی کے درمیان پنجاب سے کمک کا آنا

[illegible]

جاکر شہر مین داخل ہونے کی کوشش کرے۔ لیکن یہہ منصوبہ اسلیئے چھوڑ دیا گیا کہ جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ رہیلکھنڈ کے باغیون کے آجانے کے سبب سے باغیون نے ۳۔ جولائی مقرر کی ہے کہ انگریزی لشکر گاہ پر حملہ کیا جائے۔ انگریزی حملہ کی کامیابی اس پر موقوف تھی کہ انگریزی سپاہ دفعتہً یکایک باغیون پر ایسی آنکر ٹوٹ پڑتی کہ وہ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے مگر باغی ایسے ہوشیار تھے کہ وہ سب باتون کی خبر رکھتے انکے پیٹرول پھرتے تھے یعنی سپاہی رات کو گشت کرتے تھے۔ اور اپنے پکٹ بٹھائے رکھتے تھے وہ کچھ شہر مین مقید نہ تھے۔ علاوہ اسکے صرف تین ہزار پیادون سے حملہ ہوسکتا تھا جو کافی نہ تھے۔ انگریزی سپاہ شہر کے تہائی حصہ کے محاصرہ کے لیئے بھی کافی نہ تھی اس لیئے اس حملہ کا نہ ہونا بہتر ہوا۔ ۳۰۔ جون کو ایک اور حملہ باغیون کا سبزی منڈی اور ہندو راؤ کے پکٹون پر ہوا اور وہ دفع کیا گیا ۸ سپاہی مقتول اور تین افسر زخمی ہوئے۔ دن کو خبر لگی کہ عیدگاہ کے قریب باغی پھر مورچہ بناتے ہین برگیڈیر شووورس صاحب مع سپاہ کے وہان پہنچے تو سرلے جسمین مورچہ بنانے کی خبر تھی خالی تھی لیکن ایک پاس کے مکان مین شورہ اور ریت بھرے تھیلے اور مورچہ بنانے کے اوزار تھے جنمین سے کچھ تلف کیئے گئے اور باقی اپنے ساتھ لے گئے

بیرڈ سمتھ صاحب رڑکی مین تھے وہ خوب کام کر رہے تھے اور دہلی کے آگے جو انگریزی سپاہ تھی اسکا بڑا فکر رکھتے تھے مگر انکو اس لڑائی مین حصہ لینے کا خیال بھی نہ تھا جب آخر جون مین ان پاس خبر پہنچی کہ دہلی مین وہ چیف انجنیر کے عہدہ کے لیئے مطلوب ہین تو وہ گرمی مین منزلین طے کرکے دہلی کی طرف چلے تو انکو معلوم ہوا کہ ۴ جولائی کو دہلی پر دفعتہً حملہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے سو وہ ۲۰۰ میل کا لمبا سفر کرکے ۳۔ جولائی کو دہلی مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ حملہ کا ارادہ موقوف کیا گیا۔

بیرڈ سمتھ صاحب نے جسوقت سے کہ دہلی مین قدم رکھا انہون نے اس اسباب کا امتحان شروع کیا جو دہلی پر حملہ کرنے کا بالفعل موجود تھا۔ یہہ انکی رائے تھی کہ اگر محاصرین پاس سامان حملہ کا کافی ہو تو محصورین انکے سامنے ٹھیر نہین سکتے۔ چیف انجنیر کو معلوم ہوا کہ حملہ کے لیئے توپین بتفصیل ذیل موجود ہین۔ دو چوبیس پیسی توپین اور نو ۱۸ پیسی توپین اور چھ ۸ انچ مورٹار اس طور تین آٹھ انچ ہوٹزر اور دشمن پاس اسسے بہت زیادہ توپون کا سامان ہے وہ ہر مقام پر مقابلہ کے لیئے ۲۴

۲۴ پچیس سے ۳۰ تک توپین اور دس یا بارہ مورٹار لا سکتا ہے اور انکو ایسی اچھی طرح

جیسے کہ انگریز اگر انگریزون کے پاس توپین زیادہ ہوتین تو انکے پاس میگزین کا سامان نہ تھا بیرڈ سمتھ کے نزدیک ہماری توپون کے لیئے گولے اسقدر بھی نہ تھے کہ وہ ایک روز کے حملہ کے لیئے کافی ہوتے اور زیادہ گولون کے آنے کی بھی امید نہ تھی اسکے برعکس دشمن پاس دہلی میگزین کا وہ سامان تھا جو کبھی خالی نہ ہوتا ایسی حالت مین حملہ کا شروع کرنا دبوا لگی تھی اسکا ارادہ جلدی سے ترک کرنا چاہیئے کہ اسکا سامان بہم نہین پہنچ سکتا تھا۔

جواب سوال

لیکن یہہ سوال پھر پیش ہوا کہ کیا دلی حملہ سے نہین فتح ہوسکتی؟ تو اسکا جواب آسانی سے یہہ دیا جا سکتا تھا کہ ہان ہوسکتی ہے۔ بیرڈ سمتھ نے یہہ استدلال کیا کہ سپاہیون کے زورزون کے مقدرت مین بڑا تغیر ہے ہمارے پاس اعلے درجہ کی قواعد دان سپاہ موجود ہے اور اسکا ایک ایسا سپہ سالار ہے جو دلیری اور دلاوری سے بھرا ہوا ہے اور حملہ کرنے کا شائق ہے اور بے انتہا خود اعتماد ہے دشمنون پاس سپاہ بے سری ہے جسکا عزم شکستہ اور دل مردہ اس سبب سے ہے کہ لڑائی مین ہمیشہ ہم سے ہزیمت پائی ہے خواہ وہ اپنی کتنی ہی سپاہ زیادہ لایا ہو یہہ بھی سچ ہے کہ اسکی سپاہ کی تعداد ہماری سپاہ کی تعداد سے بہت زیادہ ہے اور شہر کے اندر اور کوچہ و بازارون مین قواعد دان سپاہ بہ نسبت میدان کے کم قدر و قیمت رکھتی ہے۔ نپولین نے بہت سچ کہا ہے کہ ایک کتاب اور ایک بطا اپنی تنقیحات کا خود فیصلہ کرسکتی ہے ناکامی کے نتائج ایسے خوفناک دل کے بجھانے والے پیدا ہوسکتے ہین جیسے کہ فتحیابی کے نتیجے شاندار اور دل کے شگفتہ کرنے والے ہین نے ان سب باتون پر بڑے غور و خوض سے نظر کی ہے اور فتح و شکست کے احتمالات کو جانچ اور تولکر نتیجہ نکالا ہے کہ فتح پانے کا ظن شکست کے ظن پر غالب ہے اور حملہ کرنے کی دلائل زیادہ استوار بہ نسبت نہ حملہ کرنے کی دلیلون کے ہین اپنے جنرل سے سررشتہ کی چٹھی مین یہہ التماس کی کہ شہر پر حملہ اسطرح کیا جائے کہ فصیل پر نیٹے لگا کے سپاہ چڑھے اور جن دروازون سے سپاہ کو داخل کرنا چاہین وہ بارود کے تھیلون سے اڑا دیئے جائین" پھر چار مہینے بعد انہون نے لکھا کہ اصلی تجربہ جواب ہوا ہے (یعنی دلی فتح ہوگئی) اور ایسے فائدے حاصل ہوئے ہین تو مین پہلے نتیجے پر قائل ہونے کا خیال بالکل نہین رکھتا کیونکہ وہ وقت تو گذر گیا مگر اس وقت بھی مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اگر چوتھی اور چودھوین جولائی کے درمیان

دلی پر حملہ ہوتا تو ہم اسکو فتح کر لیتے۔

اگرچہ انگریزی لشکر مین ساری انگلشی سپاہیانہ طرز و روش تھی مگر وہ بڑی تھکانے والی اور بیبدل کرنے والی تھی اگر انہین بہت کم آدمی اور انکے دشمنون مین بہت زیادہ آدمی مارے جاتے تو دشمنون کے پاس مُردون کے بدلے مین اور زیادہ آدمی آجاتے انکے پاس لڑنے والے آدمیون کی کبھی کمی نہ ہوتی۔ انگریزون نے دہلی کی تسخیر مین کچھ ترقی نہین کی ہر روز یہہ ظاہر ہوتا جاتا تھا کہ باغیون پاس توپین بہ نسبت انگریزون کے تعداد مین اور زور مین زیادہ ہین باغیون کی توپین انگریزون کو جس فاصلہ پر مارتی تھین اس فاصلہ پر انگریزون کی توپین باغیون کو نہین مار سکتی تھین باغیون کی توپین انگریزون کی توپون کی نسبت وزنی و بات کی بنی ہوئی تھین اور زیادہ فاصلہ پر نشانہ لگاتی تھین اور بعض اوقات غضب کا نشانہ مارتی تھین ایک موقع پر چوبیس پینی توپ سے ایک گولہ ایسا تاک کر ہندو راؤ کی کوٹھی پر انہون نے مارا کہ اسنے ایک انگریزی افسر اور آٹھ آدمیون کو ہلاک کیا اور چار کو زخمی کیا جنمین ایک ادنے درجہ کا افسر تھا۔ انگریز باغیون کی توپون کو بند نہین کر سکتے تھے۔ لڑائی مین صرف ایک توپ چوبیس پینی دشمن سے انکے ہاتھ آئی تھی سو اسکے واسطے انکے پاس گولے نہ تھے باغیون کے گولے جو انکے لشکر مین جاتے انکو چن چن کر اس توپ مین الٹے باغیون پر مارتے۔ انگریزون پاس توپون کے لیئے میگزین کم ہوتا جاتا تھا باغیون پاس وہ سامان تھا کہ ہر روز اور ہر گھنٹے مین جتنے گولے چاہتے چلاتے۔ ولوبائی صاحب نے دہلی کے میگزین مین باروت کو تو اڑا دیا مگر سارا سامان جو ہوا مین اڑ نہین سکتا تھا باغیون کے استعمال کے لیئے چھوڑا اسکو وہ کم نہ کر سکے۔

پہاڑی پر موری دروازے کی توپین انگریزی لشکر کو بڑا ہلاک و حیران اور پریشان کرتی تھین باغیون کے توپچی ظرافت و وحشت اور مسرت کے ساتھ انگریزی لشکر کے سارے کام کو دیکھتے تھے۔ اگر سپاہ کا دستہ دوسری سپاہ کی مدد کو جاتا۔ اگر اکیلا افسر بیٹری کے دیکھنے کو جاتا۔ اگر بکیٹ پر گورون کے کھانے کے لیئے بورچیون کے لڑکون کی قطار سرون پر کھانا رکھکے جاتی تو ان پر گولے چلا کے حیران و پریشان کرتے۔ لشکر کے آدمیون کی ان گولون کی اپنے اوپر آنے کی دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی وہ انسے بچنے کے لیئے زمین پر لیٹ جاتے

لڑکے جھک کر گھٹنیون چلتے اور اپنے سر کے بوجھون کو رکھ دیتے جہان گولے انکے سر پر سے گذر جاتے تو وہ پھر کھانے کو لیکر چلتے۔ اسوقت گورون اور کالون مین وہ بیر ہو گیا تھا کہ باوجود یہہ لڑکے بڑی وفاداری اور جان نثاری سے کام کرتے تھے دفعتہً مر جانے کا خوف نہین کرتے تھے چاہیئے تھا کہ گورے انپر مہربانی کرتے مگر وہ نہین کرتے تھے لیکن بعض انگلش مین کیمپ مین ایسے بھی تھے کہ ان غیر مسلح بے گناہ بدنصیب رذیل ملازمون پر سختی کرتے تھے۔ جب یہہ لڑکے اپنی جان اور اپنے سر کے بوجھ کو بچا کر گورون پاس کھانا لے جاتے تو بعض اوقات گورے یہ کہتے کہ میرے لڑکو تمہارے لیئے بھلا ہوا کہ تم نے ہمارا کھانا ضائع نہین کیا۔

۳۔ جولائی کی دوپہر کو باغی جوق جوق انگریزی لشکرگاہ کے حوالی اور باغون مین گئے جرنیل پاس اس حملہ کی پہلی خبر آگئی تھی اسلیئے ساری سپاہ تیار تھی۔ شہر سے باہر رات کو باغیون کی سپاہ رہی اور دفعتہً بہت جلد علی پور کی طرف باغیون کی پانچ چھہ ہزار سپاہ نے کوچ کیا ان پاس توپین بھی بہت تھین۔ علی پور ایک بڑے لشکرگاہ کے عقب سے ایک منزل پر تھا۔ پانچین رسالہ کے پنجابی سوارون کو باغیون نے مجبور کیا کہ انکے افسر لفٹنٹ ینگ ہسبنڈ رائی کی طرف اپنے سوارون کو لے گئے۔ باغیون کی توپون کی آوازین لشکرگاہ مین آئین دو بجے انگریزی لشکر کو میجر کوک صاحب لیکر چلے کہ باغیون کے مغلوب کرنے مین یا ان کے سد راہ ہونے مین کوشش کرین۔ انکے پاس چار توپین کپتان منی کے ترپ کے اسپی توپخانہ کی تھین اور دو توپین ہندوستانی توپخانہ کے ترپ کی تھین تین سو سوار اور آٹھ سو پیدل تھے اور بارہ توپین تھین اسی قدر لشکر کیمپ سے بھیجا جا سکتا تھا اسسے زیادہ نہین بھیجا جا سکتا تھا۔

اول اس بات کا دریافت کرنا ناممکن تھا کہ آیا باغی علی پور کو لوٹ کر سیدھے رائی اور لڑسولی کی طرف جائینگے یا دہلی کو پھر لوٹ کر آئینگے بڑا خوف یہہ لگ رہا تھا کہ ہندوستانی پہرہ مین خزانہ جو دہلی اور کرنال کے درمیان آتا تھا کہین اُسسے جا کر باغی نہ لوٹ لین اور کرنال پر اپنی دوڑ نہ لے جائین۔ صبح کے وقت یہہ معلوم ہوا کہ علی پور کے قریب انہون نے نہر سے عبور کیا ہے اور دہلی کی طرف بلند اور خشک زمین پر چلے جاتے ہین جو متوازی اور محاذی نہر کے ایک پل کے پاس سے کچھ زیادہ فاصلہ پر میجر کوک صاحب نے اول انکے بازو کی طرف حرکت کی لیکن

۳۔ جولائی کو علی پور پر باغیون کا حملہ [illegible]

انکو ڈیڑھ میل تک نہر کے بین پاری پل تک ایسی سڑک پر چلنا پڑا جو بالکل کیچڑ اور دلدل سے بھری ہوئی تھی پھر ایک میل تک کھیتون کی کیچڑ مین چلنا پڑا - اول توپون نے اپنا کام شروع کیا جنکا جواب باغیون نے فوراً دیا وہ ایک گانو ن مین چلے گئے تھے - جب باغیون نے انگریزی سپاہ کو پاس آتے ہوئے دیکھا تو وہ اسکے مقابلہ مین آئے - پیادے کچھ گانون مین مقیم رہے باقی چلنے شروع ہوئے تھوڑی دیر بعد سوارون نے بھی چلنا شروع کیا توپون کی آوازین بھی دھیمی ہوئین تو یہہ ظاہر معلوم ہوا کہ باغیون نے اپنی توپون کو بھی ہٹا لیا - پھر انگریزی توپین بڑی مشکل سے آگے بڑھین پیدلون اور سوارون کو حکم ہوا کہ وہ جلدی حملہ کرین - بائین طرف گارڈس کے سوار تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً جاکر دشمن کی مراجعت کی راہ کو روکین - سپاہ بالکل کیچڑ کی مچھلی بن رہی تھی وہ بہت آہستگی کے ساتھ آگے بڑھی باغی اپنی سب توپین لے گئے - ایک میگزین کی گاڑی اور ایک توپخانہ کی گاڑی البتہ چھین گئی اور علی پور سے جو لوٹ وہ لے چلے تھے اسکو واپس لیا کچھ بارود اور بندوقین بھی انگریزی سپاہ کو ہاتھ آئین - گارڈس کے سوارون نے غالباً انتہی باغی مار ہونگے اب زیادہ تعاقب کرنا مناسب اسلیئے نہ تھا کہ گرمی کی بڑی شدت تھی اور گورے تھک گئے تھے - میجر کوک نے نہر کی طرف مراجعت کی اور اسکے کنارہ پر درختون کے سایہ کے تلے سپاہ کو آرام دیا - غلطی سے انکا توپخانہ کیمپ مین واپس گیا تھا - جب سپاہ آرام کر رہی تھی کہ دہلی سے ایک تازہ سپاہ نے جس مین آٹھ سو سوار بھی شامل تھے حملہ کیا - انگریزی سپاہ نے اسے مار کر دور تک بھگا یا لیکن باغیون کا ہجوم دور تک اسے گھیرے ہوئے تھا - میجر کوک پیادون کو ہٹا کر ایسے مقام مین لائے کہ جس کے سبب سے نہر کے پل پر قبضہ رہے - باغی اپنی توپین چڑھا لائے تو میجر صاحب نے اپنا توپخانہ کیمپ سے منگایا مگر ہنوز وہ نہ آیا تھا کہ باغیون نے دوسرا حملہ کیا انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگادیا - انگریزی سپاہ کیمپ مین آئی - گرمی کی شدت سے وہ بہت مضمحل ہوئی - ۶۰ - رجمنٹ کے گورے درختون کے نیچے ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ انکے لے جانے کے واسطے کیمپ سے ہاتھی آئے - اس لڑائی مین اسی سوار جو کو ہاٹ مین بھرتی کیے گئے تھے بڑی بہادری سے لڑے مگر انکا میر جو میجر کوک کا بڑا دوست تھا وہ اس حال مین مارا گیا کہ گھوڑے سے باغیون کا تعاقب کر رہا تھا انگریزی سپاہ کا یہ نقصان ہوا (۱) تین سپاہی اور سات گھوڑے

مارے گئے اور ۲۳ آدمی اور سات گھوڑے زخمی ہوئے - ان مین کوہاٹ کے سوارون کے
مقتول اور مجروح داخل نہین ہین -

میجر کوک کی جنگ کی اضافی ناکامی پر سخت نکتہ چینی ہوئی ہوڈسن صاحب نے لکھا کہ مین دن کے
سارے کام سے ناراض اور غیر مطمئن ہون کام کا زیادہ ہونا چاہیئے تھا وہ ہو سکتا تھا اور جو کچھ
کیا گیا وہ اس ثبوت کے لیئے قابل اطمینان ہے کہ انگلو سیکسن آسانی سے اہل ایشیا کو خواہ
انکی تعداد کتنی ہو ہزیمت دے سکتے ہین کل باغی دس سے پندرہ تک ایک انگریزی سپاہی کے
مقابلہ مین تھے -

سر ہنری برنارڈ کی وفات

دوسرے دن صبح کو سر ہنری برنارڈ کو ہیضہ نے آسانی سے اپنی قربانی بنایا انکا دل اور جسم دونو
رات دن کی محنت سے فرسودہ ہو گئے تھے - انکی ہمت اور شجاعت کے سبب سب سپاہی انکی مدح خوانی
اور تعظیم کرتے تھے جن بہادرون اور دلاورون پر وہ کارفرمائی کرتے تھے انہین وہ آگ کے پیچھے
زیادہ روشن نظر آتے تھے وہ اپنے کریمانہ اور اشرافانہ اخلاق کے سبب سپاہ کے دلون مین
اپنی محبت پیدا کرتے تھے وہ کبھی اپنی گرم کوشی مین ناغہ نہین کرتے تھے وہ اپنی قسمت کی سختی کے
سبب سے نہایت مشکل اور امتحان کے وقت مین گرفتار ہوئے تھے - وہ اس ملک مین اجنبی تھے
مشرقی جنگ آرائی سے لاعلم تھے وہ جنرل این سن کی وفات کے بعد اس کام پر مقرر ہوئے
کہ ایک اپنے ضعیف لشکر کو ایسے دشمن سے لڑائین جسکی تعداد دہشت ناک تھی اور
سامان حرب بہت کچھ اسکے پاس تھا - انہون نے بادلی کی سراے مین بڑی مردانگی اور
فرزانگی سے فتح پائی اور دہلی کے سامنے ایک بڑے استوار اور مستحکم مقام مین انگریزی
لشکرگاہ کو مقیم کیا - ہفتون تک یہان بار بار قوی دشمنون کے حملہ کرنے مین وہ دلیری
اور دلاوری دکھائی کہ دشمنون کے دلون مین انگریزی ہیبت جو ضعیف ہو گئی تھی وہ پھر ایسی پیدا
ہو گئی کہ وہ اس سے تھرانے لگے ہندوستان کی اور ہندوستانی جنگ آزمائی کی لاعلمی نے
انکو مجبور کیا کہ وہ اپنی رائے پر اعتماد کم رکھین اور اورون کے صلاح مشورہ پر اعتماد کرین جسسے وہ بڑے
دل فگار ہوتے تھے اور اپنی تدابیر کے موافق فیصلہ نہین کرتے تھے - وہ ہندوستان مین
عمر رسیدہ آئے تھے اس سخت موسم گرما مین لشکر کشی انکے لیئے بڑی سخت تکلیف تھی جسم و روح

دونو دکھ درد مین رہے تھے چارون طرف سے متواتر اینپر تقاضا ہوتا تھا کہ دہلی جلد فتح کرو اور انکو تسخیر کرنے کے منصوبے جنکا عمل مین آنا ممکن نہ تھا بتائے جاتے تھے جنسے وہ بہت دق ہوتے تھے اور انکے جسم یا روح کو آرام نہین ملتا تھا مرتے وقت انہون نے آخری الفاظ یہہ کہے کہ داہنی جانب کو مستحکم کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتے دم تک فکر و تردد مین رہے اسکے بعد انکی آواز لڑکھڑانے لگی اور پھر انکا دم نکل گیا دوسرے دن لین صاحب نے ایک لکڑی کے تابوت مین توپ پر لیجا کر چرچ کے اندر قبر مین دفن کیا اور دشمن کی توپون کی آوازون نے انکی ماتمی سلامی اتاری ۔

جنرل برنارڈ کی وفات کے بعد انکی جگہہ جنرل ریڈ مقرر ہوئے جس روز بادلی کی سرائے کی لڑائی ہوئی ہے اسکی صبح کو وہ لشکر مین آئے تھے مگر گرمی کے موسم مین بڑے بڑے لمبے سفرون کے کرنے سے تھک کر چکنا چور اور رنجور ہو گئے تھے ۔ انہون نے اس جنگ مین جنرل برنارڈ سے اپنے اعلے عہدہ کا کام نہین لیا ۔ گو وہ انسے اعلے عہدہ رکھتے تھے انہون نے اول ہی سپہ سالار ہوکر دانشمندانہ کام یہہ کیا کہ نہر کے سب پل جو چند میل تک متوازی بڑی سڑک کے تھے سوار بھیجکر پل کے اڑا دیئے ۔ اس پل کو اپنے کام کے لیئے رکھا کہ عقب لشکر سے دو میل پر آزاد پور مین جو پکٹ ہے اسکی نگہبانی سوارون کے سفری اچھی طرح کرسکین پل جادر کے منبع کو جو نہایت مستحکم بنا ہوا تھا اڑا دیا جس سے نہر کا پانی شہر مین نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ مین گذر کر آتا تھا اور اس مین سے سوار ہو کر لشکر گاہ کے عقب مین آسکتے تھے اس تدبیر سے شہر مین نہر کا پانی آنا بند ہو گیا ۔ مگر اسکا اثر کچھہ شہر پر نہ تھا دریا پاس تھا اور صدہا کنوے تھے ۔ نجف گڈھ کی جھیل کے نالہ کا بسی پل بھی اڑا دیا ۔ جو انگریزی کیمپ سے تقریباً آٹھہ میل کے فاصلہ پر تھا جسکے سبب سے باغیون کو لشکر گاہ کے عقب مین آنا اور بھی دشوار ہو گیا اس پل کو ۹ ۔ جولائی کی صبح کو بریگیڈیر لونگ فیلڈ نے سیپر مائنر اور سپاہ لیجا کر اڑا یا تھا انکی کسی نے اس کام مین کچھہ مزاحمت نہین کی ۔

دوسرے دن صبح کو شہر سے باغیون کا بڑا لشکر برآمد ہوا انگریزون نے اپنے بڑے بڑے پکٹون مین سپاہ کو زیادہ کیا اور خیمون مین سپاہ کمربستہ لڑائی مین جانے کو

رہی۔ شہر کی توپون سے اور شہر کے باہر میدانی توپخانون سے متواتر گولے برسنے شروع ہوگئے
ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ ہندو راؤ کی کوٹھی کی طرف سیدھے ہین ۱۸ اچھی توپون کا توپخانہ تھا
اور پیدلون کا پکٹ سبزی منڈی کے حوالی مین تھا اور سونٹر کی داہنی طرف نشیب مین دو
گھوڑون کی توپین تھین اور ڈریگون کا ایک ترپ تھا۔ یہہ توپین آج میجر ٹومبس کے توپخانہ
سے آئی تھین اور انکے کمانیر لفٹنٹ ہلس تھے کا ربینیر سوارون کے کمانیر لفٹنٹ سٹیل ہیں تھے
پھر اس سے اور آگے کی طرف ایک فقیر کے احاطہ مین توپون تھیر ابھی رسالہ کے ایک ہندوستانی
افسر کا پکٹ تھا جسکے دوہرے بغیر خیمہ کے بڑی سڑک سے دو سو گز کے فاصلہ پر تھے سڑک کی
دوسری طرف زیادہ تر گھنے گھنے باغ تھے جس مقام پر سوارون کے پہرے تھے وہ کہیں سے
نظر نہین آتے تھے سفید پوش سوار جو اسطرف نظر آتے تھے اپر توجہ نہین کی جاتی کہ توپین
رسالہ کے سوارون کا لباس بھی سفید تھا جنہین سے فقیر کے احاطہ مین پکٹ بٹھا دئے گئے تھے۔
ایک لمحہ مین باغیون کے سوار بہت جلد پکٹ پاس آن دھمکے۔ وہان کا ربینیر کا ایک ترپ تھا جس مین
اکثر نوجوان سپاہی قواعد دان نہ تھے اور کل انکی تعداد ۳۲ تھی وہ سب بھاگ گئے صرف دو افسر اور
دو تین اور سپاہی مستقل ایستادہ رہے۔

لفٹنٹ ہلس نے حکم دیا کہ توپون کی پہیون کی گاڑیان کھولی جائین اور توپین بھری جائین
اسلئے کہ اس کام کے کرنے کے واسطے سپاہیون کو فرصت ملے۔ تن تنہا انہون نے دشمن کے
کالم کے سوارون پر حملہ کیا پہلے آدمی کو قتل کیا اور دوسرے کو مجروح کیا اسی طرح سے گھوڑون
اور سپاہیون کو فرصت ملی۔ جب وہ گھوڑے سے ہوکر تلوار تلاش کرنے لگے تو تین اور سپاہی
جنمین دو سوار تھے آئے پہلے آدمی کو انہون نے اپنی پستول سے زخمی کیا دوسرے آدمی کے نیزہ
کو ہاتھ مین پکڑ کر اسکو اپنی تلوار سے زخمی کیا تو پہلا آدمی پھر آیا وہ قتل ہوا۔ تیسرا پیادہ
سپاہی آیا اور اسنے لفٹنٹ ہلس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اسکے نیچے گرا کر دشمن اُس کا
گلا کاٹنا چاہتا تھا کہ میجر ٹومبس نے جو اپنی دو توپون کو دیکھنے گئے تھے یہہ حال دیکھکر تیس گز کے
فاصلہ سے دشمن پر تپنچہ چلا کر اسکا کام تمام کیا اور لفٹنٹ ہلس کی جان بچالی۔
اسی وقت باغیون کے سوار میجر ٹومبس اور لفٹنٹ ہلس کے پاس سے ہوکر گزرے تو اپنے زخمیون کی

لفٹنٹ ہلس اور میجر ٹومبس

تلاش مین گئے تھے۔ جب لفٹنٹ ہلس نے دیکھا کہ دشمن سپاہی انکے پاس سے ان کا
پستول لیئے ہوئے جاتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑے وہ سپاہی اپنی تلوار چمکا کر ناچنے
لگا اسنے اول تلوار کا وار ہلس صاحب پر کیا جس سے انہون نے اپنے تئین بچا لیا
اور دوسرا وار میجر ٹومبس پر کیا مگر وہ خالی گیا پھر دوسری دفعہ ہلس صاحب پر تلوار چلا کر
انکے سر پر زخم شدید لگایا اور انکو مار ہی ڈالا ہوتا اگر میجر ٹومبس نے جا کر اسکو تلوار سے نہ
مارا ہوتا ان دونو جوانمردون کو اس بہادری کے صلہ مین سرکار سے کروس اوف وار
مرحمت ہوا۔

سبزی منڈی کی لڑائی

اس اثنا مین باغی سوار کیمپ مین داخل ہو کر توپخانہ کے ہندوستانی نفر پاس گئے
اور انہون نے چلا کر کہا کہ اپنی توپین تیار کرو اور ہمارے ساتھ دہلی چلے آؤ توپخانہ کے
سپاہیون نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو ہم کو حکم دیتے ہو ہم تو صرف اپنے افسرون کے
حکم کی اطاعت کرتے ہین انہون نے میجر اولی فرنٹس کے یوروپین پکٹ کو بلایا جس نے
باغیون پر فیر کیا۔ ہمارے کپتان فیگسن صاحب خیمے مین کچھ لکھ رہے تھے انہون نے
قلم پھینکی اور تلوار لے لی اور کچھ پیدلون کو اور پہلی فیوزیلیری کی ایک کمپنی کو ہمراہ لیکر سوارون کے
ایک حصہ کو کیمپ سے باہر نکالا اور انہین سے پندرہ کو مارا اور توپخانہ نے آنکر ان پر حملہ کیا اور
باغی سوارون کو بھگا دیا انہین سے ۳۵ سوار مارے گئے اور اس مین وہ سردار بھی مارا
گیا جسنے یہہ بہادرانہ کام کیا تھا۔ یہہ کل سو سوار تھے۔

اسوقت شہر کی فصیل پر سے اور بہت سی میدانی توپون سے گولون کی بوچھاڑ لگ رہی
تھی اور جلد اور تیزی سے گولے پھینکے جاتے تھے۔ حوالی سبزی منڈی مین باغی سپاہی
مکانون اور باغون مین بیٹھے ہوئے تھے اور سبزی منڈی کے پلٹون اور مورچے پر
آتش باری کر رہے تھے جنکو اپنے تئین سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ بریگیڈیر چیمبرلین کا
ایک کولم انکے نکالنے کے لیئے تیار ہوا۔ یہہ کولم سبزی منڈی مین گیا اور میجر ریڈ کی ہدایت ہوئی
کہ بڑے پلٹون سے جو سپاہی کام سے زائد ہون وہ اس کولم کی اعانت کرین بغیر
کسی دشواری کے باغیون کو باغون سے انگریزی سپاہ نے نکال دیا۔ لیکن سرائون اور

مکانون مین باغیون سے سخت لڑائی ہوئی - مکانون کی چھتون پر جو تنگ زینے جاتے تھے انکی ہر سیڑھی پر چڑھتے ہوئے باغیون کو انگریزی سپاہیون کی سنگینون نے ہلاک کیا شام کو غروب آفتاب کے وقت سارے باغی بھگا دیے گئے وہ شہر مین بہت نقصان اٹھا کر داخل ہوئے - انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر اور چالیس سپاہی مقتول اور آٹھ افسر اور ایک سو ساٹھ سپاہی مجروح ہوئے اور گیارہ سپاہی گم ہوئے - باغیون کے پانچ سو سپاہی مارے گئے جنمین بہت سے اپنے مقام پر مارے گئے تھے سوارون نے جو کیمپ کے اندر گھس کر حملہ کیا اسکی اصل حقیقت صحیح نہین معلوم ہوئی مگر تھوڑی سی وجہ اس شبہ کرنے کی ہے کہ نوین غیر آئینی رسالہ کے پلٹ کی سازش باغیون سے تھی اور باغی سوارون کو یہہ بھروسا تھا کہ کیمپ مین انکے ہندوستانی سوار اور پیادے امداد کرینگے مگر اس ہندوستانی سپاہ نے اپنا چال چلن درست رکھا -

بادلی کی سرائے کی لڑائی مین چوتھے اور نوین غیر آئینی رسالون کے خصوص پر پورا اعتماد نہین کیا گیا تھا بعض سپاہیون نے اپنا چال چلن اچھا رکھا لیکن اکثر سپاہیون مین یہہ معلوم ہوتا کہ انکے دل مین بغاوت ہے سکھ اور پنجابی صاف صاف اس بات کو بیان کرتے تھے اب نوین رسالہ کا دوسرا بازو اور ۱۷ وین غیر آئینی رسالہ کا ایک بازو دہلی مین آیا تو یہہ امر قرار پایا کہ وہ پنجاب کو الٹا بھیجا جاوے چنانچہ وہ بھیجا گیا - چوتھے رسالہ کے سوار صرف مشورہ کرتے تھے ایک سوار بھی انمین سے کل جنگ مین مضرور نہین ہوا لیکن آخر وقت مین انسے گھوڑے اور تلوارین لے لی گئین اور اردلی کا کام انسے لیا گیا -

ایک منتخب دستہ پہلے پنجابی رسالہ کا جس مین بالکل سکھ اور پنجابی تھے دہلی مین آیا (دستہ مین دو تین سو کے قریب سوار تھے) کل سوارون کی فوج باستثناء دو سو ملتانی سوارون کے اگست مین جنرل نکلسن کے ماتحت ہو گئی اسمین چھ دستے ڈریگونس کے ضعیف سے تھے اور پانچ دستے پنجاب اور گائڈس سوارون کے تھے اور کپتان ہوڈسن کے سکھ سوار تھے علی پور مین جو کرنال کی سڑک پر پہلا پڑاؤ تھا ہمیشہ ایک دستہ ہندوستانی سوارون کا رہتا تھا - توپخانہ کے ہندوستانی ترپ سے پچھلی تاریخون مین توپین لے لی گئی تھین

کہ انکو بری ترغیب نہ ہو اسکے نو جوان سپاہی مفرور بھی ہو گئے تھے۔ اس محاصرہ مین کوئی پرانا ہندوستانی سپاہی مفرور نہین ہوا اُنسے کام لیا گیا اور مورٹر سپطر لیان مین انہون نے نہایت اچھی طرح کام کیا۔ جب دہلی تسخیر ہو گئی تو توپین اور گھوڑے جن سے لیئے گئے تھے انکو دیدیئے گئے۔ چوتھے غیر ابتنی رسالہ کو بھی گھوڑے اور ہتھیار واپس کر دیئے گئے

لڑائی ۱۲ جون ۱۸۵۷ء

پانچ روز بعد ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ صبح کو باغیون نے فصیل پر سے توپین خوب چلائین اور انکا ایک بڑا انبوہ شہر سے باہر نکلا اور سویرے ہی سے ہندو راؤ اور سبزی منڈی کے مورچون پر یورش کی اور گھنٹون تک اپنر گولے اور گولیون کا متواتر مینہہ برسایا پہاڑی پر سے جو آتش باری اپنر ہوئی تو اس سے وہ پرے نہین ہٹے تو تین بجے بریگیڈیر شورس صاحب سبزی منڈی مین مورچون سے باہر ایک کولم لیکر باغیون کے بھگانے کے لئے آئے انکے کولم مین چھ گھوڑ چڑھی توپین میجر ٹرنر اور کپتان منی کے ماتحت تھین اور پہلی فیوزیلرس میجر جیکب کے ماتحت اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن میجر کوک کے ماتحت اور گائڈ کے سوار اور ہوڈسن کے سوار اور کوہاٹ کا رسالہ یہہ سب تھے۔ بریگیڈیر چیمبرلین اس کولم کے ہمراہ تھے اور جب ہندو راؤ کی کوٹھی کی پہاڑی کے نیچے وہ آئے تو میجر ریڈ صاحب سے ملے جنکے ساتھ اپنی اتنی سپاہ تھی جتنی وہ لا سکتے تھے دشمن کے گراپ کی بوچھاڑ مین سپاہ آگے بڑھی کہ ایک دیوار کے پاس آئے جسپر باغیون کی صف کھڑی ہوئی تھی سپاہ اس دیوار پر سے پہلانگی نہین بلکہ رک گئی تو چیمبرلین صاحب یہہ دیکھ کر اپنے گھوڑے کو کودا کر دیوار کے پار دشمنون مین گھس گئے اور آدمیون کو پکارا میرے پیچھے آؤ وہ گئے انکا شانہ زخمی ہوا۔

فیوزیلر اور کوک کے سپاہی باغیون کو باغون سے باہر نکال رہے تھے کہ ہوڈسن صاحب مع گائڈس اور گورکھون کی سپاہ کے بڑی سڑک پہ آئے جو سیدھی دہلی کے دروازون مین جاتی تھی سپاہ فصیل کی توپون کے گراپون کے نیچے اور سامنے آئی تو اسکے پیچھے سے درختون اور پہاڑی کی چٹانون پر سے گولیان ماری جاتی تھین مگر ہوڈسن صاحب نے باغیون کو فصیل تک بھگایا۔ چھہ سو گز فصیل رہ گئی تھی اور پھر سپاہ کو واپس چلے آنے کا

حکم دیا گیا یہہ کام جلدی سے توپچانون نے کیا کچھ اس مین بے ترتیبی ہوئی سپاہ نے واپس
جانے مین بہت جلدی کی اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ باغیون کے پیادون اور سوارون ودو توپون
نے پیچھے سے حملہ کیا ہوڈسن صاحب اپنے آٹھ سوارون سے سامنے کھڑے رہے
اور کچھ گائڈس کے پیادون کو لیکر حملہ کیا۔ گرینوائل صاحب اور میجر جیکیب انکی کمک کے لیئے
پراگندہ فیوزیلیر کو جمع کر کے لائے۔ باغیون کے سوارون نے آگے بڑھکر حملہ کیا۔ ہوڈسن
کے حکم سے انکی تھوڑی سی سپاہ نے فیر کیئے تو سوار پھر گئے انکے پاؤن پھر جمے پراگندہ
ہوکر بھاگے وہ اپنی توپین چھوڑ گئے ہوڈسن صاحب نے ان توپون کے لینے مین کوشش
کی وہ توپون سے تیس قدم کے فاصلہ پر تھے پچیس مستقل سپاہی توپون کے لینے کے لیئے
کافی تھے مگر سپاہی توپون پر اڑ رہے تھے سپاہ کثیر کے سامنے جانے کی جرأت نہ ہوئی
ساری سپاہ الٹی چلی گئی تھی انکی کمک کے لیئے بھی کوئی نہ تھا ہوڈسن صاحب آٹھ سوارون
کے ساتھ اپنی جگہہ پر جمے رہے کچھ افسرون نے انکی مدد کرنے مین کوشش کی کہ دفعتہً دو باغی
روشن فلیتے ہاتھون مین لیئے اپنی توپون کے پاس آئے جنمین گراپ بھرے ہوئے تھے
اور انکو ہوڈسن صاحب کی سپاہ کے چہرہ کی طرف چھوڑا جب دھوان صاف ہو گیا تو ہوڈسن صاحب نے
دیکھا کہ باغی اپنی توپون کو لے گئے پھر وہ اپنے گولم سے ملنے کے لیئے باغیون کے گولے اور
گولیون کی زد مین آ گئے اور بہت سے سپاہی اور افسرون پر گولے گولیان پڑین مگر ہوڈسن
صاحب نے یہہ انتظام کیا تھا کہ گائڈس کو چپ چاپ واپس لے جائین مگر وہ لڑتے ہوئے
گئے اور دشمن کو روکتے رہے کہتے ہین وہ گھوڑا سرپٹ دوڑا کر گئے اور دو توپین لائے
پھر اپنے اوپر حملہ کو بالکل روک دیا اور ہر ایک باڑے کو بھگا کر دہلی کے اندر داخل کیا۔ انگریزون کا
نقصان یہہ ہوا کہ پندرہ سپاہی اور دو گھوڑے مارے گئے اور سولہ افسر اور ایک سو ستتر
سپاہی و ۶ گھوڑے زخمی ہوئے اور دو سپاہی گم۔ زخمیون مین چیمبرلین صاحب کے
شانہ مین گولی لگی تھی اور روبرٹس صاحب کے (جو پیچھے لارڈ روبرٹس ہوئے تھے) ہلکا زخم
لگا۔ باغیون کے نقصان کا ہزار آدمیون کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ گھنٹون تک چھکڑون مین
باغیون کی لاشین شہر کو جاتی ہوئی انگریزون نے دیکھین ایک بڑا مندر تھا جسکا نام انگریزون نے

سمی ہوس رکھا تھا وہ پہاڑی کی ڈھلان پر شہر کی طرف ۰۰ ۹ گز کے فاصلہ پر موری دروازہ سے
تھا اور وہ کچھ وقت تک انگریزون کے قبضے مین رہا تھا وہان سخت لڑائی ہوئی وہان گائڈس کے
پیادے تھے جنہون نے باغیون کی کسی کوشش کو شہر کے لینے مین چلنے نہین دیا صبح کو باغیونکی
اسّی مردے وہان پڑے ہوئے گنے گئے

۱۷ - جولائی کو جنرل ریڈ نے دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری سے استعفا دیدیا -
وہ کچھ پہلے ہی سے بیمار دہلی مین آئے تھے یہان کی تھوڑے دنون کی جوابدہیون کے
روزانہ افکار اور تردداَت نے انکی صحت کو بالکل بگاڑ دیا سوانہون نے اپنے عہدہ کا
کام بریگیڈیر آرچ ڈیل ولسن کو سپرد کر دیا اور خود شملہ کو اپنی حفظ صحت کے لیئے چلے گئے
کیمپ مین ایسے افسر کے انتخاب سے جسنے ہیڈن مین لڑائیان بڑی بہادرانہ لڑی ہون
سب کو اطمینان تھا مگر بعض ایسے بھی تھے جو یہہ دیکھتے تھے کہ اس تبدیلی سے حملہ کرکے شہر کے
لے لینے مین چستی و چالاکی کی افزائش کی اچھی امید نہین ہے لیکن حقیقت مین یہہ زمانہ
ایسا تھا کہ اپنی محافظت مین چستی و چالاکی دکھانی چاہیئے تھی -
یہہ امر یقینی ہے کہ صاحب ممدوح نے جسوقت دہلی کے میدان جنگ کی سپہ سالاری کا عہدہ
لیا ہے اس مین جن حالتون کا مقابلہ کرنا انکو پڑا وہ بڑی ہمت ہرا دینے والی اور دل شکن
تھین پہلے دو سپہ سالارون کو موت آچکی تھی اور تیسرا قریب المرگ ہو کر چلا گیا تھا سٹاف کے چیف
ایڈجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل اپنے خیمون مین زخمی پڑے تھے - پانچ ہفتے سے
سپاہ دہلی کے آگے اپنی محافظت دشمنون سے کر رہی تھی - وقتاً فوقتاً شہر کو حملہ کرکے لے لینے کی
منصوبے باندھے جاتے تھے اور ملتوی کیئے جاتے تھے اور آخر کو یہہ بہادرانہ ارادہ ترک
کر دیا گیا - ان پانچ ہفتون مین دشمنون نے بیس دفعہ حملہ کیا اور مدت سے یہہ بات مان لی گئی
تھی کہ انگلش محاصرین نہین ہین بلکہ محصورین ہین - یہہ ناممکن تھا کہ یہہ تمام باتین سپاہ کی ڈسپلن
(جسمانی اور عقلی تربیت) پر اپنا اثر نہ کرتین - یہہ اسی سپاہ نے عزت دوام حاصل کی ہے کہ ایسی حالتون کے
اسپر بگاڑنے والے اثر صاف دکھائی دیتے تھے - باغیون کی قوت روز بروز متواتر بڑھتی جاتی
تھی گو انکا نقصان انگریزون کی نسبت زیادہ ہوتا تھا - اس بات کا بتلانا مشکل تھا کہ کب تک باغی

متواتر دق کرنے والے حملے انگریزون پہ کرتے رہین گے۔ انگریزون کا لشکر دشمنون کو مارتے
مارتے تھک گیا تھا گو بظاہر انکے حملے مخالفون ضعیف نہین ہوئے تھے نہ انکے اعتبار مین کمی آئی تھی
یا اپنے حملون کے درمیان توقف مین طول ہوا تھا اسلیئے یہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ اس جولائی کے
مہینے کے وسط مین سپہ سالار نے اس مشکلات کو دیکھا جو اس مقام مین دشمنون کے سامنے
رہنے مین تھین اور اس بات مین شبہات اسکو پیدا ہوئے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کے
مقابلہ مین ہم ٹھیر سکتے ہین یا نہین لیکن ایسے شبہات تھوڑی دیر کے لیئے بھی نہین ٹھیر سکتے
تھے۔ انگریزون کی سپاہ بڑی حیرانی اور پریشانی مین تھی۔ اسکی تعداد کم ہوگئی تھی اور وہ
دیکھتی تھی کہ متواتر سینہ زور دشمنون سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے جسکا نتیجہ کچھ نہین ہوتا اور وہ
اس حالت سے تھکی جاتی تھی جسکا انجام و مآل وہ نہین دیکھ سکتی تھی کہ کیا ہوگا اگرچہ انکی ڈسپلن
مین کچھ تھوڑا سا فرق آگیا تھا مگر وہ بیدل ذرا بھی نہین ہوئی تھی وہ بے صبر تھی مگر نا امید
نہ تھی جس کام کی اس سے درخواست کی جاتی تھی وہ اسکو انجام دیتی تھی اور وہ یہان سے
مراجعت کرنے کے خیال سے نہایت ناراض ہوتی تھی۔

اس مہینے کے شروع ہوتے ہی ان آدمیون کے دلون مین پہاڑی کے چھوڑ جانے کا
خیال پیدا ہوا جو یہہ بڑا بہادرانہ عزم رکھتے تھے کہ شہر کو حملہ کرکے لینا چاہیئے اب اسکو جواری کا
پانسہ پھینکنا کہنے لگے۔ جنرل برنارڈ کی موت سے پہلے ہاروے گریٹ ہیڈ جو دہلی مین سب سے
سول افسر تھے اور پہلے دہلی پہ حملہ کرنے کے لینے کے بڑے حامی تھے انہون نے چوتھی جولائی کو
لکھا کہ دہلی کو حملہ کرکے لے لینے کی دو دفعہ تیاریان کی گئین۔ اب مجھے اعتبار نہین ہے کہ پھر یہ ارادہ
پختہ ہوگا مین اپنی رائے کو صحیح مانکر یہہ کہتا ہون کہ یہہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا ہم اپنے مقام پہ جمے
رہین یا محاصرہ کو اٹھا لین اور سپاہ سے اس طرح کام لین جب تک کہ دوبارہ دہلی پہ لشکر کشی ہو کر وہ
ملک کو فائدہ پہنچائے۔ غرض صاحب ممدوح اس بات پہ خیال کرنے لگے کہ ملک کو فائدے
علی العموم اسطرح حاصل ہونگے کہ سپاہ جو اس شہر عظیم کی فصیلون کے آگے مقید پڑی ہے اور اپنی
قوت کو اپنی محض محافظت مین ضائع کر رہی ہے وہ آزاد کی جائے جسکی ضرورت ملک کے ان
حصون مین ہے جہان انگریز بلاؤن اور آفتون مین گھرے ہوئے ہین۔ یہہ دہلی کی سپاہ وہان

پہاڑی کے چھوڑ جانیکا سوال

جاکر جو فتوحات متواتر حاصل کرینگی اسکا بڑا اخلاقی اثر ملک پر ہوگا اور بہت سے فائدے اس سے حاصل ہونگے نیول چیمبرلین اور بیرڈ سمتھ کی راے اسکے خلاف تھی کہ اسطرح سے محاصرہ کے اٹھا دینے مین کامیابی کی کوئی امید نہین ہے حالت موجودہ مین یہہ امر خطرناک ہے کہ ہم شہر مین جاکر اپنی سپاہ کو اسکے کوچہ و بازار مین الجھا دین اسلیئے یہہ بہتر ہے کہ ہم اپنے مقام پر قائم رہین اور جب کمک آجائے تو شہر پر حملہ کرین ہیڈ کوارٹرس مین اس سوال پر بڑا مباحثہ ہوا کہ پولیٹکل اور ملیٹری بنا پر یہہ دانشمندانہ کام ہے یا نہین کہ ہم دہلی کو چھوڑکر اس شوقین سپاہ کو ملک کے اور حصون مین کام مین جب تک مصروف کرین کہ دہلی کے سامنے ایک زبردست سپاہ لائین -

اس باب مین جرنیل کے دل مین اگر کوئی شبہ پیدا ہوا ہو تو اسکو چیف انجنیر بیرڈ سمتھ صاحب نے بالکل دور کر دیا - جب جرنیل نے اس معاملہ کو انکے روبرو پیش کیا تو انہون نے کہا کہ محاصرہ کا اٹھا دینا ہمارے قومی اغراض کے حق مین زہر ہوگا - یہہ ہمارا فرض ہے کہ دہلی کی جو ایک مضبوط گرفت ہمارے ہاتھ مین ہے اسکو قائم رکھین ہمارے حق مین یہہ باتین مفید ہین کہ پنجاب سے ہماری آمد و رفت کشادہ ہے پنجاب مین امن امان ہے وہان کی امداد اور کمک سے ہماری بہت تقویت ہو سکتی ہے - سپاہ کی قوت و صحت بہت اچھی ہے اسکے لیئے سامان رسد خاطر خواہ ہے - یہہ سچ ہے کہ ہمارے محاصرہ سپاہ کے مقام کا استحکام تھوڑا کیا گیا ہے اور ہماری توپین ایسی جگہون مین نہیں لگائی گئیں ہیں کہ وہ دشمنون کو زیادہ ہلاک کرین اور انکے مورچون کو تباہ کرین مگر مین وعدہ کرتا ہون جو ابتک کام نہین کیا گیا ہے وہ مین کر دونگا - پھر انہون نے جنرل سے کہا کہ آپ غور کیجیئے کہ محاصرہ کے چھوڑ دینے کا نتیجہ کیا ہوگا - سارے ہندوستان کو یہہ یقین ہوگا کہ ہم جو دہلی سے واپس آئے تو اس کا سبب یہہ تھا کہ ہم کو شکست ہوئی ایسی صورتون مین ہندوستانیون کے دلون پر وہی نقش ہوگا جو ہماری شکست فاش سے ہوتا محاصرہ کے اٹھا دینے کی صورت مین ہماری پنجاب سے آمد و رفت بند ہو جائیگی اور پھر جو اس ملک سے لکون کی امیدین ہین وہ جاتی رہینگی اور پھر ہم کو دہلی پر دشمنون سے جنکی قوت افزونی تعداد سے بڑھ جائیگی لڑنا پڑیگا اور پھر بڑا کام ہمکو

یہہ کرنا پڑیگا کہ دہلی میں جو بغاوت کا مرکز اور آب ہے اسکو روکنا پڑیگا اب تو تمام باغی سپاہیں دہلی میں جمع ہوتی ہیں اور ہم جو انسے لڑتے ہیں تو وہ سارے ملک میں نہیں پھیلتیں اور ہمارے ان مقامات پر جو ضعیف اور تنہا بے پناہ ہیں حملہ آور نہیں ہوتیں - ان دلائل نے جنرل ولسن کے دل کو یقین دلا دیا کہ محاصرہ کا اٹھانا بالکل نامناسب ہے اسلیئے چیف انجنیر کا شکریہ ادا کیا۔

۱۸- جولائی کو باغیوں نے پھر پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر بڑی تیزی و تندی سے دیر تک حملہ کیا دوپہر کے قریب ایک کولم انگریزی باغیوں کو اپنے مقامات سے نکالنے کیلیئے آیا - باغی بہت سے احاطوں میں اور نشیبوں میں بیٹھے ہوئے انگریزوں کا مقابلہ کر رہے تھے - لفٹنٹ کرنیل جونس نے باغیوں کو بہت نقصان پہنچا کر شہر میں بھگا دیا آج کی لڑائی میں انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا ایک افسر اور بارہ سپاہی مارے گئے اور تین افسر اور چھیاسٹھ سپاہی زخمی ہوئے - سبزی منڈی پر باغیوں کا یہہ آخری حملہ تھا اسلیئے کہ انجنیروں نے متواتر کوشش کر کے ان پرانی سرائوں اور دیواروں اور باغوں کو کچھ فاصلہ تک مسمار کر دیا جنکی آڑ میں باغی پاس آ کر کیمپوں پر حملہ کر سکتے تھے جس میں انکی آتش زنی سے بہت نقصان ہوتا تھا جس وقت انجنیر اس کام میں مصروف تھے وہ پہاڑی کی محافظت کے کاموں سے بھی غافل نہیں کرتے تھے انہوں نے اسکو بھی بندوبست سے مہیب بنا دیا تھا - باغیوں سے جو توپیں چھینی تھیں وہ مورچوں میں مناسب مقاموں پر لگائی گئیں اور پنجاب سے جو نئے سکھ توپچی آئے تھے وہ انپر متعین کیئے گئے سمن برج جسکا پہلے ذکر کیا ہے وہ شہر کی فصیل سے بہت قریب تھا اسکو مستحکم خوب کر دیا اور سپاہیوں کے رہنے کے لیئے سائبان بنا دیا یہہ ایک ضروری تدبیر تھی وہ موری دروازہ کی گرگجوں کی توپوں کے گرابوں کی مار سے نیچے تھا - اب فصیل سے تھوڑے فاصلہ پر سپاہی اسطرح آ سکتے تھے کہ دشمنوں کو نہ معلوم ہو - ۲۰- جولائی کو یہہ خبر آئی کہ لشکرگاہ کی داہنی طرف باغوں میں باغی ایک ایسا مورچہ بناتے ہیں کہ جسکی بھاری توپوں کے گولے کیمپ میں آ کر پڑیں - لفٹنٹ کرنیل سیٹن اسکا حال دریافت کرنے کے لیئے ایک کولم لیکر گئے — وہاں نہ کسی دشمن کا مورچہ بنانے کا نشان پایا مگر سپاہ واپس آتی تھی ٹریلین گنج کے حوالی سے کچھ باغی نکلکر انگریزی سپاہ کے تعاقب میں آئے گائڈس پیادوں نے انکو مار کر بھگا دیا آج کے دن انگریزوں کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک سپاہی مارا گیا اور تین افسر گیارہ آدمی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے۔

۱۸- جولائی کو باغیوں کا پہاڑی کے مورچہ اور سبزی منڈی پر حملہ

۲۳- جولائی کی صبح کو باغی کشمیری دروازہ سے انبوہ در انبوہ باہر آئے اور انہون نے لڈلو کیسل پر اور اسکے آس پاس قبضہ کیا اور مٹکلف کے پکٹ اور پہاڑی پر خاص کر مسجد کے پکٹ پر سپاہی توپوں سے آتش زنی شروع کی جسکا جواب پہاڑی کے مورچونکی دو ندیوں نے دیا اور دو اور توپیں انکی امداد کو آگئیں لیکن توپونکی جنبش اور درختوں اور دیواروں کی آڑون کے سبب سے انگریزوں کی توپیں باغیون کی توپون کو بند نہ کرسکیں بریگیڈیر شووریس کو حکم ہوا کہ وہ بائیں طرف سے پہاڑی کے ایک تنگ رستہ سے جاکر باغیوں کے بازو پر حملہ کریں جو اسوقت پہاڑی کے گولوں کی طرف متوجہ ہیں۔ اس کام کیلئے جو سپاہ چلی اسکی تفصیل یہ ہے کہ چھ گھوڑ چڑھی توپیں میجر ٹمبر کے ماتحت اور ملکہ معظمہ کی آٹھویں اور اکسٹھویں رجمنٹون کے ۸۰۰ سپاہی اور پہلی بنگال فیوزیلیر اور کوک کی رائفل کمپنی ۳۲ اور گائیڈ کے سواروں کا ایک گروہ مٹکلف پکٹ کے دو سو پچاس سپاہی ماتحت کرنل ڈرافٹ کے جو آج کے دن کا فیلڈ افسر تھا گئے کہ وہ سپاہ میسرہ کی امداد کرے جب بڑا کولم اس بلند سڑک پر چلا جو کشمیری دروازہ کو جاتی ہے تو باغیون کو بظاہر یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ سپاہیں آتی ہیں۔ انکو وہ آتی ہوئی جب معلوم ہوئیں کہ ان سے چند گز کے فاصلہ پر آگئیں تو وہ اپنی توپون سے دو گولے چلاکر شہر کے اندر چلے گئے مگر باغون اور احاطون میں جو باغیون کے پیادے تھے انسے چھیڑ چھاڑ ہوئی جب سب باغی بھاگ گئے تو انگریزی سپاہ اپنے کیمپ میں الٹی چلی آئی انگریزی سپاہ کا نقصان یہ ہوا کہ ایک افسر اور گیارہ سپاہی مارے گئے اور پانچ افسر اور چھتیس سپاہی اور دو گھوڑے زخمی ہوئے اور ایک سپاہی گم ہوا۔

۲۳- جولائی کے بعد چند روز تک کوئی لڑائی نہیں ہوئی طرفین سے گولے ایک دوسرے پر چلتے رہے اور جب باغی انگریزی مورچے کی دیواروں کے پاس آتے تو کچھ چھیڑ چھاڑ ہو جاتی لیکن ۳۱ جولائی کو کوئی ہزار سپاہیوں کا لشکر تین مورٹر اور دس توپیں لیکر شہر سے باہر نکلا اور رہتک کی سڑک پر اس ارادہ سے چلا کہ ایک عارضی پل نجف گڑھ کی جھیل کے نالہ پر بنائے اس پل بنانے کے لیئے وہ لکڑیاں بھی ساتھ لے گیا انگریزی سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ ان کا تھا اگر باغی اس پل کو بنا لیتے تو پھر انگریزی لشکر کو بہت ستاتے اگرچہ باغیون کے ایسا کا ہونگی

بڑی نگرانی کی جاتی تھی اور ایک گشتی کولم میجر کوک کے ماتحت تیار رہتا تھا کہ وہ دفعتہً باغیوں کے
مقابلہ کے لیئے سفر کرے لیکن اگر وہ نالہ پہ پہنچ بھی جاتا تو بارش کے سبب سے سب طرف پانی کی
ایسی طغیانی ہو رہی تھی کہ توپوں کا اس میں چند بیل لے جانا ناممکن تھا اور پھر نہر سے عبور
کرنا تھا اسکے بعد کہیں بڑی سڑک پہ سپاہ آتی جہاں اس موسم میں آسانی سے سپاہ چل سکتی تھی
آج کے دن کماویوں کی پلٹن جسمیں چار سو نو انا سپاہی تھے لڑائی میں لشکر گاہ سے دو پڑاو پہ
تھی جو بڑا خزانہ اور بہت سا سامان جنگ لیئے آتی تھی اسکے کمانیر پاس حکم بھیجا گیا کہ وہ رات کو
سفر کر کے چلا آئے اور میجر کوک کا کولم پہلے پڑاو علی پور پہ اسکی امداد کے لیئے گیا۔ مینہ موسلا دھار
برس رہا تھا اسکے اندر یہہ سپاہ صبح کو کیمپ میں آ گئی اور میجر کوک کا کولم تیار رہا کہ جسوقت حکم آئے
روانہ ہو جائے۔ دوپہر کے بعد باغیوں نے بستی میں پل تیار کر لیا تھا کہ پانی کی ایسی طغیانی ہوئی
کہ پل بہہ گیا اسکی لکڑیاں کیمپ کے پاس بہتی ہوئی نظر آئیں پھر باغیوں کا لشکر دہلی کی طرف چلا گیا کہ اسی
وقت شہر سے ایک بڑا انبوہ پیادوں کا نکل کر انسے ملا جب یہہ دونوں لشکر ملے تو وہ کشن گنج کے
حوالی میں داخل ہوئے اور پہاڑی پہ انگریزوں کے مورچوں کے داہنی طرف پر حملہ آور
ہوئے اسوقت آفتاب غروب ہونے کو تھا رات بھر بندوقیں اور توپیں متواتر چلتی رہیں باغی
مورچہ کی دیوار پاس جاتے تو انگریزی سپاہیوں کی بندوقوں کے گراپ کی باڑھ سے پس پا ہوتے
بلکے مورٹر بھی ہمارے پیچھے کے کیمپ کے آدمیوں کی بھیڑ پہ گولے مار کر خوب کام کرتی دوسری اگست
کی صبح کے دس بجے باغیوں کی لڑائی موقوف ہوئی اور انہوں نے چار بجے تک بالکل شہر میں راجعت کی
انگریزی سپاہ تعریف کے قابل انکے سامنے ڈٹی رہی اور انکے مورچے کی دیواروں نے خوب محافظت
کی اور سپاہ نے دشمنوں کو اپنی صورت سوا اسوقت کے نہیں دکھائی کہ وہ مورچے کے پاس آ جاتے
اگرچہ اینیر شہر کشن گنج سے گولے اور گولیوں کی بھرمار متواتر رہی مگر اسکا نقصان بہت کم ہوا ایک افسر
اور نو سپاہی مارے گئے اور چھتیس زخمی ہوئے باغیوں کا نقصان بہت ہوا اسمن ہوس کے گرد ۱۲۷
لاشیں انکی شمار کی گئیں انکی بہت سی لاشیں اور جگہہ پڑی ہوئی تھیں اور معلوم نہیں کہ اندھیرے میں
وہ کتنی لاشیں اٹھا کے لے گئے ہونگے۔

آج پہلی اگست کو مسلمانوں کی بقرعید تھی اور ہندوؤں کی دوج تھی ہندوؤں اور مسلمانوں نے

فتح کی بہت دعائیں مانگیں اور بڑے جوش خروش سے حملے کیے مگر انکا انجام وہ ہوا جو اوپر بیان
کیا گیا بادشاہ عید کو عیدگاہ میں جا کے نماز پڑھتا تھا اور اونٹ کی قربانی کرتا تھا مگر آج اگر
وہ وہاں جاتا تو خود اسکی قربانی ہوتی - تلنگوں نے مسلمانوں کو گائے کی قربانی نہیں کرنے دی
انکو سمجھایا کہ گائے کی بجائے فرنگیوں کی قربانی کرو مگر انکی قربانی کرنے میں تو اپنی قربانی ہوتی تھی
اسلیئے مسلمان آج کچھ اور دنوں سے زیادہ جنگ میں مصروف نہیں ہوئے -

باغی شہر میں آئے وہ مایوسی کے سبب بڑے شکستہ دل ہو رہے تھے کہ نہ کسی حکمت سے
نہ کسی بہادری سے پہاڑی پر سے انگریزوں کو نکال کے باہر کر سکتے ہیں - باغیوں نے نہایت عمدہ
طور پر انگریزی لشکرگاہ کے عقب پر حملہ کیا مگر ناکامیاب رہے - چھ ہفتے سے روز بروز انگریزی
مورچوں پر توپ زنی کی اور انکے باہر چلے گئے اور مورچوں پر قبضہ کرنے کی تدبیریں کیں مگر
ہمیشہ انکو فصیلوں تک انگریزوں نے بھگایا باغی جانتے تھے کہ اب وقت بہت قریب آگیا ہے
کہ انگریزی کیمپ میں سپاہیوں کی کمکیں آجائیں گیں اب وہ اپنی بدقسمتی پر روتے تھے کہ ہوا کا رخ
بدل گیا تھا کہ انگریز کیا تو محصور تھے یا اب وہ محاصرین بن گئے - باغیوں کو یہہ اندیشے اور خوف
ہو رہے تھے کہ انہوں نے جو چوڑی والوں میں باروت بنانے کا کارخانہ بنایا تھا وہ اتفاق سے
اڑ گیا اور باروت بنانے والے سب جلکر بھسم ہو گئے - اب انگریزی لشکرگاہ پر حملہ کرتے
ہوئے باغیوں کی جان نکلتی تھی - بہت ہی تھوڑے بہادر ان میں ایسے تھے جو لڑنے کا قصد کرتے
تھے وہ شہر سے باہر لڑنے کے لئے جاتے تھے اور شہر کے باہر کے کھنڈرات میں ادھر ادھر
بیٹھ جاتے تھے جھوٹ موٹ کی ٹھوٹھان کر کے چلے آتے تھے وہ کشمیری دروازہ سے باہر چند توپیں
لے گئے اور شہر کی فصیل سے چند سو گز کے فاصلہ پر لڈلو کیسل اور قدسیہ باغ میں مقیم ہوئے اور مٹکاف پکٹ پر
گولے گولیاں ماریں اسوقت میں پیدل لڑنے والوں نے برابر گولیاں جھاڑیوں میں سے انگریزوں
کے مقام پر چلائیں - بعض اوقات وہ غل مچاتے ہوئے آگے بڑھتے تھے مگر جلدی سے انگریزوں
کی آتش باری سے پیچھے ہٹ آتے تھے اسطرح کی بے ترتیب لڑائی سے انگریزوں کا نقصان بھی
ہوتا تھا انکو تکلیف بھی ہوتی تھی تو انہوں نے یہہ ارادہ کیا کہ دفعتہً جا کر یکایک باغیوں کی توپیں چھین لیجے
اس مطلب کے لیئے بریگیڈیر شاورس صاحب بتفصیل ذیل سپاہ لیکر چلے چھ گھوڑ چڑھی توپیں کپتان

ریمنگ کے ماتحت ۹ نمبر لینسر کا ایک دستہ کپتان این سن کے ماتحت اور گائڈ کے سوار کپتان سینفورڈ
کے ماتحت اور سو سوار شکف کے پکٹ کے کپتان فریزر کے ماتحت ملکہ معظمہ کی ۲۷ وین رجمنٹ
اور پہلی بنگال فیوزیلر کے ۳۶۰ نوزا سپاہی جیکب اور میجر کوک کی رائیفل کے ۲۵۰ سپاہی اور ملکہ معظمہ
کی آٹھوین رجمنٹ کے سو سپاہی کپتان روبرٹس کے ماتحت اور دوسری فیوزیلر کے سو سپاہی کپتان
ہیرس کے ماتحت اور کمایون کی پلٹن سو سپاہی کپتان طامس کے ماتحت اور چوتھی سکھ پیدل
پلٹن کے سو سپاہی کپتان چیمبرس کے ماتحت انکو صاف حکم تھا کہ آڑون کے اندر چپ چاپ لڈلو کیسل
مین جاکر توپین لے لیں اس حکم کے موافق کولم کے دونو طرف پیدل تھے اور توپخانہ سڑک پر تھا
نہایت چپ چاپ دشمن کے مقام کی طرف پیش قدمی ہوئی باغیون کے سنتری نے کہا۔ ہکم در
(کون آتا ہے) اسکا جواب گولی نے اسکے پیٹ مین جاکر دیا۔ بندوقون کی باڑ سے باغیون نے
متحیر ہوکر مراجعت کرنے مین کوشش کی صرف انہون نے دو توپین چھوڑی تھین کہ انگریزی سپاہی
توپون کے قریب جا پہنچے۔ تیسری توپ کو ایک سپاہی ریگن نے لپک کر چھوڑنے نہین دیا۔
ایک ہوٹ رز گراپ سے بھرا ہوا انگریزی سپاہیون کی طرف لگا ہوا تھا اس مین توپچی فلیتہ
لگانے کو تھا کہ ریگن نے اسکے سنگین ماری مگر خود بھی شدید زخمی ہوا۔ توپچی اپنی توپون پر کھڑے
ہوئے اور ویگنون کی طرف پیٹھ کرکے جب تک لڑے کہ مارے گئے انگریزون نے چار
توپین لے لیں باغیون نے پاس کے گھرون مین پناہ لی تھی انکو انگریزی سپاہیون نے
مار ڈالا اور انگریزی لشکر بڑی خوشیان مناتا ہوا کیمپ مین آیا توپین جو انہون نے چھین لین تھین
ان کے گھوڑون پر گورے سوار تھے اور خوشی خوشی انکو اپنے کیمپ مین لیئے جاتے تھے ۔۔۔
انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ ایک افسر مارا گیا آٹھ افسر زخمی ہوئے اور ایک سو نو سپاہی لڑنے کے
قابل نہین رہے زخمی افسرون مین بریگیڈیر شوورس اور میجر کوک تھے میجر اپنے ہاتھ سے توپ چھینتے
ہوئے زخمی ہوئے تھے شوورس صاحب کے مرنے سے انگریزونکا بڑا نقصان ہوا۔ وہ بڑے جری اور عاقل افسر
تھے [illegible] باغیون سے لڑائیاں ہوتی تھین جسکے سبب سے مجروحون اور مقتولون کی فہرست مین بہادر
[illegible] انگریزون کی تعداد بڑھتی جاتی تھی اگر اس سے کیمپ مین سپاہ کے دل کمتر مضطر ہوتے
[illegible] ایک واقعہ ایسا ہوا اور انجینیر دشمن کے مقام کی جاسوسی کے لیئے رات کو گیا تھا جب انگریزی سنتری نے

پوچھا کہ تو کون ہے تو وہ پیرول (وہ خاص بات جو ہر روز سپاہیوں کو اپنے اور غیر میں تمیز کرنے کے
لیئے بتلائی جاتی ہے) کو اچھی طرح نہیں بتا سکا تو اسنے اسکو گولی سے اندھیرے میں مار ڈالا۔
یہہ بھی اکثر ہوتا تھا کہ افسر جو ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتے اور مورچہ کی دیوار سے باہر
انکا سر نظر آجاتا تو انکو وہ اپنا نشانہ بناتا پھر جان کا بچانا مشکل ہو جاتا۔ کیمپ میں ہنسی اور ٹھٹول
کی باتیں بھی ہوتیں ایک سپاہی نے شکایت کی کہ جب سے مورچہ کی دیوار چھاتی تک اونچی بنائی
گئی ہے بیٹری میں کام کرنے والوں کے جب گولی لگتی ہے تو سر ہی میں۔ ایک افسر جسکو توپ کی رینج
کے باہر اپنے تئیں دشمن کے دکھانے کا ایسا شوق تھا کہ باوجودیکہ انکے ہمراہیوں نے منع کیا کہ
کیوں ایسی خطرناک جگہہ میں بیٹھے ہو مگر اس نے نہ مانا وہ ایک دن اس خوفناک مقام میں مارا گیا۔ گو
کیمپ میں ساری باتیں مصیبت کی ہوتی تھیں کہ جنسے دل شکنی ہونی چاہیئے تھی مگر سپاہی خوشدل
ہشاش بشاش رہتے تھے اور افسر نہایت خوش وخرم آپس میں ملتے تھے ہنسی اور ٹھٹول کی
باتیں کرتے تھے اور کیمپ اور دور دور کی خبریں ہنس ہنس کر ایک دوسرے کو سناتے تھے پہلے
کے دوست اور نا آشنا یکجا جمع ہو گئے وہ سب آپس میں یکدل دوست ہو گئے۔ جب شام کو
مینہ کھلا ہوتا تو بیمار اور زخمی اپنے خیموں سے اپنے بستروں پر یا ڈولیوں میں تازی ہوا کھانی
کے لئے پھرائے جاتے دوست ایسے ایسی باتیں کرتے کہ انکا دل خوش ہو جاتا۔ ایک اعلے
درجہ کا شریف ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے خیمہ سے باہر اس لیئے نہیں آتا تھا کہ جس سے معلوم ہو کہ وہ اپنے
زخموں کی پرپٹی کراتا ہے۔

میس کوٹ میں جب افسر کھانا کھانے کے لئے جمع ہوتے تو بڑی ہنسیاں ہوتیں۔ اگرچہ کھانے کی
چیزوں میں کمی نہیں ہوتی تھی مگر پھر بھی افسروں کے کھانے کی خاص ضروری چیزیں باقی نہ رہتی تھیں
مگر افسروں میں ایسا اتفاق تھا کہ جب ایک میس کوٹ میں کسی ایک چیز کی کمی ہوتی تو دوسرے میس کوٹ
اسکو دیدیتی ہر میس میں ہر ایک ممبر کے لیئے واین اور بیر کی مقدار مقرر تھی جب کسی میس میں بہت
مہمانوں کے آجانے کے سبب سے کوئی بوتل انکی باقی نہ رہتی تو دوسری میس اس تکلیف کو
رفع کر دیتی۔ کیمپ میں اچھی پوشاک پہننے کے لیئے موجود نہ تھی۔ جو اچھے کپتان کے کپڑے [illegible]
تھے وہ موٹی اون کا لباس پہنتے۔ آدھے کپڑے سولجروں کے پہنتے آدھے [illegible]

لڑائی مین جو بھائی مارے جاتے انکے کپڑے پہنے جاتے - ہاروی گریٹ ہیڈ صاحب اپنے چھوٹے بھائی سے جو انجینیر تھا ایک بوٹون کا جوڑا لیکر بڑے خوش ہوئے اور نوجوان برنارڈ جب اپنے باپ کے مرنے کے بعد کیمپ سے گیا تو اسے انہون نے ایک سنگار میز خریدی پادری صاحب کا بھی پادریانہ لباس نہیں تھا جب نماز پڑہانے جاتے سپاہی کا لباس پہنکر جاتے غرض کیمپ مین گورے بڑے خوشدل رہتے جب بارش اور پانڈے انکو چین لینے دیتے تو وہ چہل قدمی کرتے کرکٹ کھیلتے ...... جمناسٹک کی ورزشین کرتے کبھی لڑائی مین انکو اپنی فتح مین شبہہ نہوتا تھا انگلش کیمپ مین گورے شراب پینی زیادہ چاہتے تھے لیکن یہ انکی بڑی عزت کی بات ہے کہ شراب کے اثر سے بہت کم ہی انہون نے شرارت کے وحشیانہ کام کیئے - برسات کا موسم ہوا اور گھٹائین جھوم جھوم کے آتی ہون لڑائی مین جاکر کام کرنا پڑتا ہو تو ایسی حالت مین خواہ مخواہ انکا دل شراب پینے کو چاہتا تھا کہ دل دماغ مین توانائی اور قوت پیدا ہو - کیمپ مین بعض دانشمند افسر تھے کہ وہ اس موسم مین بخار کی حفظ ماتقدم کے لیئے سپاہیون کی کونین کی گولیان دیتے تھے جب توپخانہ کے ایک افسر کے توپچیون نے اس دوا کے کھانے پر بڑبڑانا شروع کیا کہ اسکا کھانا سپاہی کا کوئی فرض نہیں ہے تو اس افسر نے انسے کہا کہ جو سپاہی کونین کھائے گا اسکو ایک ڈرام رم کا زیادہ دیا جائیگا تو سب سپاہی خوشی خوشی کونین کی گولیان کھانے لگے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ کسی توپچی کو بخار نہین آتا -

---

جب انگلش کیمپ مین یہ خبر آئی کہ کانپور مین ساری انگریز اور انگی بی بی بچے مارے گئے تو یہہ امر کچھ تعجب خیز نہین ہے کہ انگریزون کو ہندوستانیون سے پہلے کی نسبت بھی اور زیادہ عداوت اور نفرت ہو مگر انگریز تو چارون طرف سے ہندوستانیون سے گھرے ہوئے تھے پانڈے کا فریق تو ہندوستانیون کے فرقون کا ایک حقیر جزو تھا جو باغی ہوگیا تھا مگر اور فریق تو انگریزون کے خیر خواہ تھے - اس بغاوت مین بڑی عجیب بات تو یہی تھی کہ ہندوستانی ہی باغی تھے اور انگریزون کی طرف ہندوستانی ہی اس بغاوت کے مٹانے والے تھے انگریزون کے ہندوستانی بدخواہون اور نیکخواہون مین لڑائی ہوتی تھی - انگریز اپنا ایک کام تو بغیر ہندوستانیون کی مدد کر نہین سکتے تھے اگر

ہندوستانیون کی وفاداری

اسوقت سارے ہندوستانی انگریزون سے بیوفائی اور بغاوت کرتے تو انگریز ہندوستان
مین ایک دن نہین رہ سکتے تھے اگر کسی انگریز کے خانگی نوکر بالکل بھاگ جائین تو پھر پوچھیے
کہ اسکی زندگی کیسی تلخ ہوتی ہے۔ کیمپ مین ہر ایک انگریز کے لیئے دس ہندوستانی موجود
تھے توپخانہ کے ہر ترپ مین گورون سے چوگنے کالے تھے۔ سوارون کے رسالہ مین ہر گھوڑے
کے واسطے دو ہندوستانی تھے انکے بغیر انگریز اپنے گھوڑون کو دانہ کھلا سکتے تھے نہ توپونکو
چلا سکتے تھے اور نہ بیمارون کو ہلا سکتے تھے۔ اس محاصرے مین تمام ہندوستانی ملازم سرکاری اور
غیر سرکاری باستثنا چند بیہودہ وفادار اور خیرخواہ رہے ماہ بماہ اپنی تنخواہ پاتے رہے اور نوکری کے سارے
کام اسی طرح بجا لاتے رہے جیسے ان ایام مین کہ غدر نہ تھا لیکن انکی قدرشناسی ان خدمات کی
جیسی ہونی چاہیئے تھی نہین ہوئی۔ بورچیون کے لڑکے پلٹون پر گورون کا کھانا توپون اور
بندوقون کے گولون اور گولیون کی بوچھاڑ مین اپنی جان پر کھیل کر لے جاتے تھے مگر ان کے اس
خوفناک کام کرنے پر بہت کم خیال کیا جاتا تھا۔ ہندوستانیون کی انگریز پرستی کی بہت سی
مثالیں ہین وہ انگریزون پر اپنی جانین نثار کرتے تھے۔ ایک ہندوستانی توپ کے ہنکانے والے
کی گھٹنے کے نیچے سے ٹانگ ٹوٹ گئی وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا افسر نے اسے کہا کہ گھوڑے
سے اتر کر ڈولی مین آجا تو اسنے کہا کہ کچھ پروا نہین صاحب مین اپنے گھوڑے پر توپ کے
ساتھ رہونگا۔ اگر صاحب اسکو حکم ڈولی مین آنے کا نہ دیتے تو وہ گھوڑے ہی پر سوار رہتا
کیمپ مین بہت سے انگریز ایسے تھے کہ ہندوستانیون کی اس حسن خدمات کے عوض مین
گالیان دیتے اور ڈگ لگاتے اور انپر طعن و تشنیع پہلے زمانہ سے زیادہ کرتے مگر ہندوستانی
اسکی صبر کے ساتھ برداشت کرتے۔ یہہ وقت بدل گئے مگر وقت کے ساتھ انگریز نہین بدلے
انگریزون کی قومی خصلت وہ فولاد ہے خواہ اسکو کیسی ہی بھٹیون مین ڈالو مگر وہ پگھلتا اور
مڑتا نہین۔ ہندوستانیون کی مٹھی مین انگریزون کی زندگی ہے مگر وہ انسے ہمیشہ نڈر رہتے
ہین اور انکے ساتھ خشونت کرتے ہین یہہ مصیبت اور آفت کا زمانہ اور قومون کو کمزور اور
نرم کر دیتا مگر اسنے انگریزون کے قومی غرور و تکبر کو کم نہین کیا اس غرور نے انکی قوم کو اس ملک
مین قائم رکھا اسکے بغیر وہ ہلاک ہوجاتے اس غرور نے ہی ہندوستانیون کو یقین دلایا کہ اگر

ہندوستان مین ایک فرنگی بھی باقی رہے گا تو وہ اپنی قوم کی سلطنت کو پھر حاصل کریگا۔ غرض
انہون نے اپنے ضعف کی حالت مین اپنی قوت کو ایسا دکھایا کہ ہندوستانیون نے ان کا
لوہا مان لیا۔

شہر کے باہر کیمپ مین تو انگریز اپنے خصائل یہہ دکھا رہے تھے لیکن
شہر کے اندر ہندوستانی اپنے خصائل کا اور ہی رنگ دکھا رہے تھے نہ انکی صلاح
مشورہ مین اتفاق تھا انکی اغراض مین اختلاف تھا آپس میں جھگڑا فساد تھا ظلم و ستم ہو رہا تھا
مصیبت اور آفت کے سوا کچھہ اور نہ تھا۔ انگلش کیمپ مین تو وہ اتحاد
تھا کہ وہ ایک شخص واحد معلوم ہوتا تھا اور شہر مین باہم وہ فساد و عناد تھا کہ ایک آدمی
دوسرے آدمی سے جدا تھا۔ دربار شاہی اور سپاہیون اور اہل تجارت اور اہل پیشہ میں آپس
مین کوئی اتحاد نہین تھا شہر میں جسقدر سپاہ بڑہتی جاتی تھی اتنی مشکلات اس مین بڑہتی جاتی تھیں
بہادر شاہ کی بادشاہی کا خلاصہ ایک باب مین اس تاریخ مین بیان کیا جائیگا۔

اس تاریخ مین بریگیڈیر نکلسن صاحب کیمپ میں جلوہ افروز ہوئے۔ ایام بغاوت مین
جن بہادرون نے کارہاے نمایان کیئے ہیں ان مین سب سے زیادہ کار عظیم صاحب ممدوح نے
کیئے ہین وہ شیر پنجاب کے لقب کے مستحق ہیں وہ تہمتن دلاور تھے انکی حسن سیرت نے انکی شجاعت اور
قوت کو اور زیادہ حسین کر دیا تھا۔ جب انہون نے ایام نوجوانی میں یہہ حکم سنا تھا کہ برٹش سپاہی اپنے
ہتھیار دیدین تو وہ تین دفعہ اس حکم کو ذلیل سمجھکر دشمن پر حملہ کرنے گئے اور دشمن کو دیوارون سے
بھگا کے سنگین کی نوک پر لائے اور آخر کو جب وہ اپنی تلوار دینے پر مجبور کیئے گئے تو غم و شرم کے مارے
رونے لگے۔ جب پنجاب انگریزی عملداری میں داخل ہوگیا تو وحشی سرحدی قومون کے محکوم کرنے کا
کام انکو سپرد ہوا وہ بڑے بہادر اور مستقل مزاج تھے انہون نے ان قومون کو اپنے ساتھ مانوس ہی
نہین کیا بلکہ انکے دل میں اپنی عظمت و شوکت و عزت وہ بٹھادی کہ وہ انکو اوتار سمجھکے انکی پرستش کرنے
لگے۔ جب غدر ہوا ہے تو وہ وادی پشاور میں امن و عافیت و انتظام کرنے میں مصروف تھے جب پشاور
مین ملکی اور فوجی افسران کی (جنگی کونسل) منعقد ہوئی تو انہون نے یہہ تجویز پیش کی کہ ایک گشتی سپاہ مرتب ہوکر
پنجاب مین جہان غدر و بغاوت ہو تو وہان وہ جاکر اسکو دور کرے اس گشتی سپاہ کے مرتب کرنے کو سر جان لارنس نے

دل سے قبول کیا اور وہ بغیر کسی تاخیر کے مرتب ہوا بریگیڈیر چیمبرلین اسکے کمانڈر مقرر ہوئے جب وہ دہلی
میں اجڑ جینٹ مقرر ہو آئے تو انکی جگہہ صاحب ممدوح مقرر ہوئے اور بریگیڈیر جنرل کے عہدہ پر ممتاز ہوئے
اسوقت انکی عمر ۳۵ سال کی تھی ۲۲ جون کو انہون نے اپنے عہدہ کا کام لیا تھا دو دن بعد وہ پشاور کو
روانہ ہوئے اور اس مقام کے ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اسطرح سے اس سلاح خانہ کو
بچالیا جو وہاں میں انگریزی لشکر کو سب طرح کے ہتھیارون کو بھیجتا تھا اب دوسری مہم انکی یہہ تھی کہ
وہ ان باغیوں کو ہلاک کرین جنہون نے سیالکوٹ مین بہت انگریزون کو مارا تھا پھر ان کے پاس
بہہ زال حکم آیا کہ وہ دہلی جائیں وہ بہت جلد انبالہ میں آئے اور وہ اپنی سپاہ سے پہلے جنرل ولسن
پاس دہلی میں صلاح و مشورہ کرنے آگئے صلاح و مشورہ کرکے وہ اپنی سپاہ میں پھر چلے گئے اور ۱۴ اگست
وہ اس گشتی لشکر سمیت کیمپ مین داخل ہوئے۔

اس لشکر میں یہہ فوجین تھین
کپتان بٹور جیر کی یوروپین گھوڑون کی بیٹری۔
ملکہ معظمہ کی ۵۲ وین پیدل رجمنٹ۔
ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا باقی ونگ۔
دوسری پنجابی پیدل رجمنٹ اور دو سو ملتانی سوار۔

پچھہ ہفتے کی لڑائی کے بعد یہہ سپاہ کی کمک آئی تھی جس کے سبب سے کیمپ مین بڑی خوشیان
ہورہی تھین اور سب کا دل اس سے خوش تھا کہ اب دلی پر حملہ ہوگا۔ لیکن اس حملہ سے پہلے محاصرہ
کے توپخانہ کا انتظار کرنا پڑا جو آہستہ آہستہ پنجاب سے آرہا تھا اور اسکے ساتھہ بہت گولہ بارود تھا
جس دن یہہ کولم کیمپ مین داخل ہوا تھا یہہ تحقیق ہوا کہ باغیون کے سوارون کا گروہ دہلی سے اس ارادہ
سے روانہ ہوا ہے کہ وہ پنجاب کے رستہ کو بند کرے انکی خبر لینے کے لیئے ہوڈسن صاحب بھیجے گئے انہون
اپنے ساتھہ گائیڈس کے سو سوار اور پچیس جیند کے سوار اور اپنی نئی بھرتی کی دو سو تینتیس اناڑی سوار
ہمراہ لیئے۔ اناڑی سوارون مین بہت سے تو ہتھیار لیکر گھوڑے پر چڑھنا سیکھے تھے ان کے
گھوڑے بھی آدھے سدھے ہوئے تھے لیکن وہ وحشی بہادر سپاہی سرحدی تھے جو اس افسر کے ساتھہ
جان لڑانے کو موجود تھے جسکو وہ جانتے ہون کہ سپاہ کا لڑانا جانتا ہے جب انہون نے کیمپ سے

سفر کیا ہے تو وہ خاکی وردی پہنے ہوئے تھے اور سرخ سنٹرا سے باندھے ہوئے اور سرخ ٹیکے لگائے ہوئے تھے انکی صورت سپاہیون کی سی معلوم ہوتی تھی پہلے ہی دن کے سفر مین گھر کھودہ مین مختلف غیر آئینی رسالون کے سوارون کے گروہ کو جسکا بشارت خان رسالدار پہلے غیر آئینی رسالہ کا سردار تھا دفعۃً جالیا اور بہت سوارون کو مار ڈالا۔ برسات کے موسم سے جا بجا پانی کھڑا ہوا تھا لشکر کو سفر کرنا مشکل تھا لیکن ہوڈسن صاحب نے رہتک کی طرف سفر کیا جب اسکے قریب آئے تو پیادون اور چند سوارون سے انکی چھیڑ چھاڑ ہوئی اس لشکر کا سردار بابر خان رانگھڑونکا امیر تھا۔ اسپر حملہ کیا گیا اور تیرہ سوار اُن کے مار ڈالے دوسرے دن بابر خان نے پھر حملہ کیا اسکے پاس تین سو سوار اور نوسو سپاہی توڑہ دار بندوقون کے تھے۔ حملہ آورون کے سردارون پر حملہ کیا گیا اور انکو بھگا دیا لیکن شہر کے قریب احاطون کے اندر سے گولیان آتی تھین اسلیے لفٹنٹ ہوڈسن پیچھے ہٹے گو احاطون سے دشمن نکل کر کھلے میدان مین آ گئے۔ جب اسطرح دشمن باہر آیا تو اسپر حملہ کیا گیا اور شہر کے اندر مار کر بھگا دیا۔ میدان جنگ مین دشمن کے پچاس سوارونکی لاشین دیکھی گئین۔ سب باغیون نے رات کو رہتک کو خالی کر دیا تو ہوڈسن صاحب حکم کے موافق ۲۲ کو اپنے کیمپ مین آ گئے۔ انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ گائڈس کے سوارون مین آٹھ سوار اور ایک گھوڑا زخمی ہوا جیند کے سوارون مین دو سوار زخمی ہوئے۔ ہوڈسن صاحب کا گھوڑا زخمی ہوا لفٹنٹ گف کے ہلکا سا زخم لگا اور پانچ سوار اور پانچ گھوڑے زخمی ہوئے ✤

تعداد فوج انگریزی

اس وقت پہلے کی نسبت انگریزی لشکر باوجود بیمارون کی کثرت کے قوی اور زبردست ہو گیا تھا جسکی تفصیل یہہ ہے

یورو پین آرٹلری	۵۴۸
ہندوستانی آرٹلری	۴۷۷
ہندوستانی سپہائی سز	۲۷۳
یوروپین سوار	۴۸۵
ہندوستانی سوار	۷۶۹
یوروپین پیدل	۲۷۰۳

ہندوستانی پیدل ۲۴۶۷

غرض اسوقت سب قسم کی سپاہ آٹھ ہزار تھے سوار انکے باوجودیکہ اتنا لکہ بہت سے زخمی اور بیمار بھیجدیئے گئے تھے پھر بھی ۵۲۵ بیمار اور ۴۲۰ زخمی لشکرگاہ مین موجود تھے -

[illegible]

۲۴- اگست کو باغیون کی بڑی سپاہ اٹھارہ توپین ساتھ لیکر دہلی سے بہ ارادہ مصمم کرکے چلی کہ انگریزی کیمپ کی طرف پنجاب سے جو محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسپر چلکر ہاتھ مار دیئے دوسرے دن صبح کو بریگیڈیر جنرل نکلسن صاحب کے ساتھ ایک کولم روانہ ہوا کہ باغیون کے پیچھے جاکر لڑے اس لڑائی کا حال مفصل اس رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے جو جنرل نکلسن صاحب نے خود ۲۸ اگست ۱۸۵۷ء کو لکھی ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے کہ "میجر جنرل ولسن سپہ سالار دہلی کی اطلاع کے لیئے یہہ رپورٹ بھیجکر عزت حاصل کرتا ہون کہ مین آپکے حکم کے موافق خوشی سے ۲۵- اگست کو سپاہ مفصلہ ذیل لیکر اس سپاہ کی راہ روکنے کے لیئے روانہ ہوا جو دہلی سے بہادرگڈھ کی طرف اس ارادہ سے روانہ ہوئی تھی کہ ہمارے عقب پر حملہ آور ہو -

تفصیل سپاہ

ملکہ معظمہ کی نمبر ۹ بین سر کا ایک دستہ	۱
گھوڑچڑھی توپین	۱۶
گائیڈس کے سوار	۱۲۰
۲ رجمنٹ پنجاب کے سوار	۸۰
ملکہ معظمہ کی ۶۱ رجمنٹ کا دنگ	۴۲۰
پہلی بنگال یوروپین فیوزیلیر	۳۸۰
پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل	۴۰۰
سیپرمائنر	۳۰
ملتانی سوار	۲۰۰

ڈبل مارچ سے ضلع ناگلوئی مین پہنچا جو یہان سے ۹ میل ہے وہانتک پہنچنے مین مین نے دلدل زمین کو

مشکل سے طے کیا مجھے معلوم ہوا کہ پہلے دن دشمن بالم مین تھا اور غالباً دوپہر کے بعد وہ نجف گڑھ
مین پہنچے گا مین نے یہہ ارادہ کیا کہ بہادر گڑھ کی سڑک چھوڑکر اگر ممکن ہو تو رات ہونے سے
پہلے نجف گڑھ مین دشمن کو شکست دون مین نے نجف گڑھ کی جھیل کی ایک شاخ پر عبور
کیا جس مین گہرے اور چوڑے پایاب پانی کو مین نے طے کیا اور چار بجے کے قریب بمقام
پھاپ رولا کے قریب پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دشمن میرے سامنے اور بائین طرف نجف گڑھ
کی جھیل کے پل سے نجف گڑھ تک پونے یا دو میل مین پھیلا ہوا ہے (اصل مین دو میل سے
کچھ زائد تھا) اسکا نہایت مستحکم مقام ایک قدیمی باغ (سرا) ہے اور اسپنے سنٹر کے بائین
طرف چار توپین لگا رکھی ہین اور نو اور توپین اس مقام اور پل کے درمیان لگا رکھی ہین -
پانچ بج گئے تھے کہ لشکر پایاب ہوکر اس مقام کے محاذی آیا شام ہونے کو تھی رہبر میرے پاس
نہ تھے باوجود اس نقص کے مین نے مجبوراً بڑی محنت سے جلد دشمن کے مقام کا حال تحقیق کیا کہ
دشمن کے بائین سنٹر پر جو مجھ سے دشمن کا سب سے زیادہ مستحکم مقام بیان کیا گیا تھا زور ڈال کر
اپنے فرنٹ (سامنے) کو میسرہ سے بدلون اور توپون کی لین کو تلف کرتا ہوا پل کیطرف جاؤن
منصوبے کے موافق ۶۱ - رجمنٹ ملکہ معظمہ اور پہلے فیوزیلرس اور دوسری پنجاب پیدل کو مع چار
توپون کو میمنہ بنایا انہین سے ہر یک پلٹن مین سے سوسو سپاہیون کو عقب مین رزرو رکھا اور
دس توپین میسرہ مین رکھین جنکے ساتھ ۹ لینسر کا دستہ اور گائڈس کے سوار تھے - توپون نے
چند گولے چلائے تھے کہ مین پیدیون کو لیکر حملہ کرنے کے واسطے آگے بڑھا - دشمنون کو بھگا دیا
کچھ میرا نقصان تعداد زیادہ نہین ہوا مگر ملکہ معظمہ کی ۶۱ وین رجمنٹ کا بڑا بہادر ہونہار افسر
لفٹنٹ گیب بٹ سخت زخمی ہوا تو پھر مین نے اپنے فرنٹ کو میسرہ سے بدلا اور کل مقام کو
جس مین دشمن کی توپین تھین تہ و بالا کیا - دشمن نے تھوڑا مقابلہ کیا ہم آگے بڑھے بہت جلد
پل کے پار دشمن ہٹے ہماری توپین انپر اپنے گولے چلاتی تھین تیرہ توپین دشمنون کی ہمارے
ہاتھ آگئین جس وقت مین باغ پر حملہ کر رہا تھا مین نے لفٹنٹ لمسڈن کو جو قائم مقام کمانیر بھیجر
کوک کی پہلی رجمنٹ پنجاب پیدل کا تھا حکم دیا کہ وہ آگے بڑھ کر ہماری طرف نجف گڑھ کو دشمنون سے
صاف کرے اس خدمت کو لفٹنٹ مذکور نے خوب اچھی طرح سے انجام دیا اور اپنے داہنے بازو

آگے لایا اور بڑی لین کے عقب مین گیا۔
اب دشمنونکی ساری توپین ہمارے قبضہ مین تھین مین نے یہہ خیال کیا کہ اب لڑائی کا خاتمہ ہوا کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ ایک چھوٹے سے موضع نگلی مین تھوڑے سے باغی سپاہیون نے اپنے تئین چھپایا ہے جو ہماری لین کے عقب سے چند سو گز کے فاصلہ پر تھا مین نے فوراً لفٹنٹ لمسڈن کو جو اس گاؤن کے قریب تھا حکم دیا کہ وہ باغیون کو اس گاؤن سے نکالدے اگرچہ یہہ باغی تعداد مین تھوڑے تھے مگر وہ اتنی دیر جمے رہے کہ چارون طرف سے انگریزی سپاہ نے گھیر لیا۔ اب انکے لیئے کوئی راہ بجز فرار ہونے کی نہ تھی وہ خوب جان توڑ کر لڑے۔
مجھے افسوس ہے کہ لمسڈن صاحب مارا گیا اور اسکے ساتھ گیارہ سپاہی ہلاک ہوئے مین نے مجبور ہوکر پہلی پنجاب پیدل پلٹن کمک کو بھیجی اس سپاہ کا بھی ایک بڑا بہادر افسر لفٹنٹ ریلکنگٹن سخت زخمی ہوا اور پانچ سپاہی مارے گئے اور پہلے اس سے کہ گاؤن ہمارے قبضہ مین آئے پانچ سپاہی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔
دشمنون کو سوارون نے جو بظاہر ہزار سے کم نہین معلوم ہوتے تھے ایک دفعہ سے زیادہ لڑائی مین اپنی حملہ آوری کو دکھایا مگر ہماری توپون کی آتش فشانی نے انکو پسپا کیا مجھے افسوس ہے کہ مین اپنے سوارون کو انکے مقابلہ مین کام مین نہین لاسکا مین مجبور تھا کہ دوسری رجمنٹ پنجاب سوارون کے ایک دستہ کو لفٹنٹ نکلسن کے ماتحت اور ۱۲۰ ملتانی سوارون کو اپنے بیگیج کی محافظت کے لیئے چھوڑ دیا تھا میرے ساتھ لین سر گائڈس و ملتانی سوار تین سو سے زائد نہ تھے وہ توپون کے ساتھ تھے اور ریزرو تھے۔ مین نے پل پر رات بسر کی میرے ساتھ پہلی فیوزیلیرس اور دوسری رجمنٹ پنجاب پیدل اور ارٹلری اور لین سر کے دستے تھے مین نے سیپر سے سُرنگ لگوا کے پل کو اڑا دیا اور تمام ویگن اور لڑھیے و چھکڑے جو مین اپنے ساتھ نہین لاسکتا تھا میجر لوٹمبس کو حکم دیکر اڑوا دیئے۔ دن کے ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مین نے اپنے کیمپ کی طرف مراجعت شروع کی اور اس خوف سے کہ مینہ کے اور زیادہ برسنے سے بھی زیادہ رستہ دشوارگذار نہ ہو جائے۔ اسی دن کی شام کو اپنے کولم کو کیمپ مین لے آیا۔
اب میرا یہی خوش کن فرض پورا کرنا باقی رہا ہے کہ مین ان لڑائیون کی سپاہیون کی تعریف کرون

ملکہ معظمہ کی ۱۶ وین رجمنٹ اور پہلی فیوزیلیرس اور دوسری پنجابی رجمنٹ جس استقلال اور بہادری سے حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھی ہے اس سے زیادہ بہادری کے ساتھ کبھی کسی سپاہی نے یہہ کام نہین کیا اسکی امداد ارٹلری نے جس لیاقت سے کی ہے اس سے زیادہ کبھی کسی نے امداد مین اپنی لیاقت نہین دکھائی میجر گوک کی رجمنٹ نے اپنے بہادر افسر لفٹنٹ ملسٹن کے ماتحت بڑی ناموری حاصل کی ہے افسوس ہے کہ یہہ افسر مارا گیا۔

اس طرح سپاہین بھی بڑی عزت کے لائق ہین جنہون نے بڑی خوشی و ہمت کے ساتھ تکلیفون کی جو انکے سامنے آئین برداشت کی انہون نے سورج کے نکلتے ہی سفر کیا اور دو دشوار گذار دلدلون کو طے کر کے موضع نانگلوئی مین پہنچین اور چونکہ یہہ مصلحت نہین تھی کہ بیگیج بہاپ رواک پایاب پانی کے پار لے جائین وہ مجبور تھے کہ چودہ گھنٹے کے سفر کرنے اور لڑنے کے بعد وہ رات کو میدان مین بغیر خوراک اور کسی قسم کے سایہ بان کے شب باش ہون۔

جن افسرون کی خدمات کا اس لڑائی مین مین نہایت ممنون ہون اور میجر جنرل کی مہربانی ان کے حال پر چاہتا ہون وہ میجر ٹومبس کمانیر ارٹلری ہین اس افسر کی لیاقتون سے میجر جنرل خوب واقف ہین انکے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہین ہے اور میجر جیکب جو اول فیوزیلیر کے کمانیر تھے اور کپتان گرین جو دوسری پنجابی رجمنٹ کے کمانیر تھے اور کپتان ریمنگٹن اور کپتان لینٹ اور لفٹنٹ ولسن اور سیکی توپخانون کے افسر شکریہ کے قابل ہین۔ مجھے اپنے سٹاف اور ڈرلی سے بھی ہر طرح کی مدد ملی جنکے نام یہہ ہین کپتان بلین مرے بریگیڈ میجر کپتان شیبوٹ ڈپٹی اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل و کپتان ٹرچ و لفٹنٹ ڈکسن اور مرے اور ڈرجی افسر اور لفٹنٹ لو میجر جنرل کم... کے سٹاف لفٹنٹ سریل ملکہ معظمہ کی نوین لین سرکوبین نے سوارون کا کمانیر تولون کے ساتھ لڑائی مین عقب مین مقرر کیا تھا اسنے ۲۶۔ اگست کو اپنی خدمات کا حق خوب ادا کیا اور یہی حال کپتان گورڈون ۱۶ وین رجمنٹ ملک کا ہے جو سندھ کا کمانیر ۲۵۔ اگست کی رات کو تھا مرنہیر بلس جنکٹ میرے ساتھ تھا وہ یہان کے حالات سے ایسا واقف تھا کہ جس سے مجھے بڑی مدد ملی وہ بانع پر حملہ کرنے مین موجود اور بیشبہ قدم تھا۔ لفٹنٹ سیٹی انجنیر بڑی تعریف کا مستحق ہے جسنے پل کو پوری کامیابی کے ساتھ اڑا دیا ہے

اگست سنہ ۵۷ء

۲۶- کی صبح کو بہت سے باغی شہر سے باہر یہہ یقین کر کے نکلے کہ ہم نے جنرل نکلسن کے کیمپ مین بہت تھوڑے آدمی زندہ چھوڑے ہین - فوراً پلٹون مین سپاہ کی افزائش ہوئی باغیون نے پہاڑی کے داہین طرف حملہ شروع کیا اور لڈلو کیسل سے مسجد پہ توپین مارنی شروع کین یہہ حملہ کچھ تشدد کے ساتھ نہین ہوا جب انگریزون کی توپون کی اینر بھرمار ہوئی تو وہ الٹے شہر مین چلے آئے انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ آٹھ سپاہی مقتول اور پندرہ مجروح ہوئے -

اس مہینے کے آخر مین انگریزی لشکر مین بیمارون کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی اسپتال مین تھے -

۶ ستمبر کو جسقدر کمکون کی امید ہوسکتی تھی وہ سب دہلی کیمپ مین آگئین انہین محاصرہ کا توپخانہ بھی تھا جس مین جتنی توپین تھین اور انکے ساتھ بہت سا گولہ بارود تھا اب یہہ وقت آگیا تھا کہ ولسن صاحب کے لیئے ضرور تھا کہ وہ یہہ قطعی فیصلہ کرین کہ آیا دہلی حملہ کر کے لے لی جائے یا اسکے لئے کوشش کرنی چھوڑ دی جائے ؟ ہر روز سپاہ کو دھوپ مین جلنا اور مینہہ مین بھیگنا پڑتا تھا بیماری کی افزائش کی کوئی انتہا باقی نہین تھی ۳۱- اگست کو ۲۳۶۸ سپاہی بیمار تھے چھہ دن کے اندر انکی تعداد ۲۹۷۷ ہو گئی انگریزون کی سب قسم کی سپاہ ۸۷۴۸ تھی جس مین برٹش سپاہ ۳۳۱۷ تھی جو اسطرح مرکب ہوئی تھی کہ ۵۸۰ آرٹلری اور ۴۴۳ سوار اور ۲۲۹۴ پیدل - پیدلون کی سپاہ مین سپاہیون مین صرف پوست و استخوان باقی تھا ان مین سب سے زیادہ توانا تندرست ۴۰۰ سپاہی تھے مین ہفتے ہوئے کہ ۵۲ وین رجمنٹ آئی تھی جس مین ۶۰۰ توانا سپاہی تھے اب انہین ۲۴۲ سپاہی کام کرنے کے قابل تھے -

اس اوپر کی تعداد مین کشمیر کی کنٹنجنٹ داخل نہ تھی اس مین ۲۲۰۰ سپاہی اور چار توپین تھین جو اسوقت دہلی مین آگئی تھی اور کئی سو سپاہی جیند کے لشکر کے تھے جنہون نے پہلے کرنال کی سڑک کے جاری رکھنے سے بہت فائدہ پہنچایا تھا راجہ جیند خود آیا تھا اور اسکی درخواست سے اس کی سپاہ کو دہلی کے فتح کرنے کا اعزاز دیا گیا - ولسن صاحب سے زیادہ کوئی ان باتون کو نہین جانتا تھا کہ اب کہین سے زیادہ کمک آنے کی امید نہین اور اس تھوڑی سی سپاہ کی روز بروز قوت کم ہوتی جاتی ہے لیکن یہہ انکی پختہ رائے تھی کہ جب تک جنوب سے کمک نہین آئے گی

دہلی کا فتح ہونا ناممکن ہے انہون نے ۲۰۔ اگست کو ہیرڈ سمتھ صاحب کو چٹھی لکھی کہ جسمین انہون نے
اپنے دلائل کو مفصل بیان کیا کہ دہلی کے فتح ہونے کی جب تک مجھے کوئی امید نہین ہے
کہ اضلاع زیرین سے سپاہ کی کمک نہ آئے۔ وہ جانتے تھے کہ جنوب سے کوئی کمک نہین
آسکتی اور سر جان لارنس نے انسے صاف کہدیا تھا کہ اب میرے پاس ایک آدمی بھی باقی نہین
جسکو مین دہلی کی سپاہ کے لیئے پنجاب سے بھیج سکون۔ ۲۹۔ اگست کو لارنس صاحب نے
ولسن صاحب کو لکھا کہ حملہ کرنے کے لیئے بہت سی براہین متین ہیں کہ جسقدر جلد ممکن ہو حملہ کیا جائے
اس مین ایک دن کے التوا سے بھی خوف و خطر بڑہتا جاتا ہے ہر روز ناراضی اور بغاوت بڑہتی
جاتی ہے۔ ہر روز یہہ خوف بڑھتا جاتا ہے کہ ہندوستانی رئیس ہمارے مخالف نہ ہوجائین
لیکن ولسن صاحب کے نزدیک یہہ بات آسان نہین تھی کہ وہ حملہ کرکے دہلی کے لے لینے کے لیئے
مستعد ہون۔ وہ بیمار تھے جواب دہی اور افکار سے بیزار تھے اور ضعیف الدماغ ہو گئے
تھے ہر کام کے کرنے مین متامل ہوتے تھے جسقدر تاخیر ہوتی جاتی تھی اتنی ہی دقت و دشواری
انکو زیادہ معلوم ہوتی تھی یہہ انگریزون کی سلطنت کے باقی رہنے کے لیئے خوش نصیبی تھی کہ ولسن صاحب
کے گرد ایسے مشیر ولی تھے جو جانتے تھے کہ یہہ ناممکن ہے کہ جس حالت مین وہ ہین اس مین رہ سکین یا
دہلی حملہ کرکے لے لینی چاہیئے یا اسکے آگے سے سپاہ ہٹا لینی چاہیئے مگر ولسن صاحب اس
بات کو نہین سمجھے تھے اول انہون نے بیرڈ سمتھ سے مشورہ لیا وہ بھی بیمار تھے اور اس بیماری پر
زخم کا اور اضافہ ہوا تھا جو انکو کیمپ مین آتے ہی لگا تھا انکی رائے مین تاخیر کرنے مین جیسا انکی
جوکھون اور ہولناک نقصان تھے وہ حملہ کرکے شہر کے لے لینے مین نہ تھے ولسن صاحب کو خواہ
چیف انجنیر کی باتون کا یقین ہوا ہو یا نہوا ہو انہون نے اسکی صلاح کو منظور کر لیا اور انکو ہدایت کی
کہ حملہ کرنے کی پلین (نقشہ) بنائین۔ بیرڈ سمتھ کی رائے کے بڑے حامی نکلسن و چیمبرلین
و ڈیلی و نفورسن اور الکسنڈر ٹیلر تھے۔ یہہ سب ایکہی تھے اور پنجاب کے حکام سے خط و کتابت
رکھتے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اگر دہلی تسخیر نہین کی جائیگی تو صرف یورپین سلطنت ہی نہین
جائیگی بلکہ پنجاب مین یورپین کی ہستی باقی نہین رہیگی۔
اسوقت پنجاب کی حالت نازک ہورہی تھی مری پہاڑون مین مسلمان قومون کی سازش

ہو رہی تھی گوگیرا کے ضلع مین فساد برپا تھا ان دونونکی کوشش یہہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کے جوئے کے
تلے سے کندھا نکال لیجیے انکو یہہ یقین تھا کہ انگریزون کے اقبال کا زوال آگیا - یہہ یقین مسلمانون
ہی کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ ہر قسم کی جماعتون اور قومون مین ایک بیچینی زیادہ ہوتی جاتی تھی
جو لوگ بڑے خیر خواہ تھے وہ بھی دیکھ رہے تھے کہ انگریز اپنے تئین سنبھال سکتے ہین
یا نہین - وہ انگریزون کے ساتھ ہونے مین اپنی مصلحت سمجھتے تھے سکھ سپاہ مین
بھرتی ہونے سے جبتک کراہیت کرتے رہے کہ دہلی فتح ہوئی -
اسوقت کونسل اوف وار اس مقصد کے لیئے جمع کی گئی کہ دہلی پر یورش کی جائے یا نہین -
لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین لکھتے ہین کہ نکلسن صاحب نے اپنے سٹاف کے
سوا بہت تہوڑون سے دوستی نہین رکھی تھی یہہ میری خوش نصیبی تھی کہ وہ میرا دوست تھا
مین ہمیشہ اسکے ساتھ رہتا تھا کونسل مین جانے سے پہلے مین انکے خیمے مین بیٹھا تھا
وہ اپنے راز کی باتین مجھ سے کیا کرتے تھے انہون نے کہا کہ اگر دہلی پر حملہ کرنے مین
کونسل نے کوئی ارادہ اپنا مصمم ظاہر نہین کیا تو میرا ارادہ ہے کہ ایک غیر معمولی کام
کرونگا انہون نے کہا کہ دہلی ضرور لینی چاہیئے اور اسکا دفعۃً فوراً لے لینا قطعی ضرور ہے
اگر ولسن صاحب نے اس مین زیادہ تامل کیا تو میرا ارادہ ہے کہ کونسل مین یہہ امر پیش کرون
کہ ولسن صاحب کی جگہہ دوسرا شخص مقرر ہو مین یہہ سنکر مسکرانے لگا اور مین نے دلیری
کرکے کہا کہ چیمبرلین تو زخمی ہونے کے سبب سے بیکار ہین ولسن کی برخاستگی پر وہ تو مقرر
نہین ہو سکتے اور انکے بعد پھر آپ کے مقرر ہونے کا نمبر ہے تو انہون نے مسکرا کر مجھے
یہہ جواب دیا کہ مین نے اس امر واقعی کو نظر غائر سے نہین دیکھا - مین صاف صاف
بیان کرونگا کہ مین ولسن کا عہدہ پر مقرر ہونا نہین چاہتا اسکا عہدہ ۵۲ وین رجمنٹ کے
کیمبل کو دینا چاہیئے مین اسکے ماتحت خدمت گزاری کرونگا تاکہ کوئی مجھ پر خود غرضی کا
الزام نہ لگایا جائے - کونسل مین نکلسن کو اس اپنے ارادہ کے اظہار کرنے کی ضرورت نہین پڑی
ولسن صاحب نے دہلی کو حملہ کرکے لے لینے کو منظور کر لیا نکلسن صاحب کا یہہ کام کرنا صحیح تھا یا غلط
اسکے فیصلہ مین تو رائین مختلف ہین مگر اس مین شک نہین کہ میرے نزدیک اس وقت میں انکی

راے عین صواب ہے -

[margin note, uncertain: دہلی پر حملہ کی تیاریان]

ابتداے ماہ ستمبر سے دہلی کی یورش کی تیاریان شروع ہوئین انجنیر بڑی تیاریان کر رہے تھے اول انہون نے یہہ کام کرنا ضروری جانا کہ ہمی ہوس کے بائین طرف ایک سلامت کوچہ بنائین جسکے سرے پہ ایک بیٹری ۴ نو پینی توپون کی اور دو چوبیس پینی ہیوٹ زر کی لگائین اس بیٹری کا مقصود یہہ تھا کہ لاہوری یا کابلی دروازہ سے دشمنون کے حملے شہر کی فصیل سے باہر قلعہ شکن توپون پہ ہون انکا انسداد ہو جائے اور موری دروازہ کے گرگج سے جو توپین چلتی ہین وہ بند ہو جائین علاوہ اسکے دشمن کو یہہ یقین ہو جائے کہ انگریز اس طرف سے حملہ کرینگے - مگر انکی امید کے برخلاف ارادہ یہہ تھا کہ بائین طرف سے حملہ کیا جائے جسکے سبب سے دریا لشکر کے بازؤن کو حملہ سے بچائے گا اور اس طرف لشکر کے لیئے آڑین بہت سی تھین جنکے اندر سپاہ فصیل کے قریب بہت نزدیک جاسکتی تھی سامنے موری و کشمیری اور دریا کی طرف کے گرگج تھے اور جو ان گرگجون کے درمیان فصیل تھی ان گرگجون پہ توپین چڑھ سکتی تھین مگر فصیل جو انکے درمیان تھی اس مین ریتیان بندوق مارنے کے لیئے بنی ہوئی تھین مگر اسپر توپین نہین چڑھ سکتی تھین اس لیئے جب گرگجون کی توپین بند کردی جائین تو فصیل پہ قبضہ بغیر کسی مشکل کے ہو سکتا تھا - ۸ ستمبر کو تمام سپاہ جو کمک کے لیئے آسکتی تھی آگئی تھی اور یہہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ بڑے زور شور سے شہر کے لے لینے کے لیئے حملہ کیا جائے - کل سپاہ یہہ تھی ۶۵۰۰ پیدل اور ۱۰۰۰ سوار اور ۶۰۰ توپچی جن مین یوروپین سپاہ ۳۳۱۷ تھی چونکہ توپچی تھوڑے تھے اس لیئے لین سر اور ۶ نمبر در یگونس اور گائڈس سے سپاہی بلا لیئے گئے تھے کہ وہ توپون پر کام کرین اور گھڑچڑھی توپون کے توپچی مورچون پر بھیجدیئے گئے تھے - مورچون مین وہ قدیمی سکھ توپچی تھے جو فیروزپور اور سبراؤن مین انگریزی سپاہیون کو مردہ بناتے تھے مگر اب جان لارنس نے انکو ایسی رغبت دلائی تھی کہ وہ آپ اپنے ہاتھون کو چھوڑ کر دہلی چلے آئے تھے اور انگریزون کی عمدہ خدمات بجالاتے تھے - مذہبی سکھون کی بعض کمپنیان تھین جو سیپرمائی نر کی کمی کا معاوضہ کرتی تھین اور وہ انکا کام دیتی تھین اور بلیون کا بھی ایک بڑا گروہ تھا جنہون نے مورچون کے

بنانے مین بہادرانہ کام کیا تھا انجنیرون نے دس ہزار فیس سائن (وہ لکڑیون کے گٹھے جو
خندق مین بھرے جاتے ہین) اور ایک لاکھ بالو سے بھرے ہوئے تھیلے اور بہت سے
گیبین (استوانہ کی صورت کے سنٹیون سے بنے ہوئے ٹوکرے جنکو مورچون مین لگا کے
مٹی بھر دیتے ہین) اور نسینا اور زائد پلیٹ فارم جمع کر لئے تھے ۷ ستمبر کو شام کی تاریکی مین
اول بیٹری چپ چاپ موری دروازہ سے سات سو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی - چاندنی نکلی
اونٹون کی قطارین رسیون سے بندھی ہوئی لکڑیون کے بنڈل اور ریت کے بھرے
ہوئے تھیلے لائے - سینکڑون آدمیون نے انکو اونچا لگایا - صبح ہونے تک یہہ کام
پورا انبار ہو جاتا - اگر دشمنون کو اسکے بنانے کی خبر نہ ہوتی اور وہ انکے پورا ہونے کو ناممکن
نہ کرتے جہان تک ممکن تھا کام خاموشی سے کیا گیا پھر بھی اسکی آواز دشمن کے کان تک پہنچ گئی
کہ موری گرگج کا ایک شعلہ آسمان پر گیا اور اسنے مورچے کی زمین مین کاریگرون کے درمیان گرالیو
کو بو دیا انہین سے بہت سے مر گئے پھر دوبارہ گولون کی بوچھاڑ آئی اور آدمی مرے - اگر یہہ
آتش زنی جاری رہتی تو یہہ کام ترک کر دیا جاتا کیونکہ اسکے اندر دشمنون کی زد کے سامنے آگئے
تھے - لیکن یہہ خوش نصیبی تھی کہ باغیون نے خیال کیا کہ کام کرنے والا گروہ جھاڑیون مین سے
لکڑی کاٹ رہا ہے اسکی آواز آتے ہی یہہ یقین کر کے آتش زنی موقوف کی کہ ہم ان کے
زخمی کرنے مین کامیاب ہوئے - رات بھر ہر ایک آدمی نے شفقت شاقہ اٹھائی جب صبح ہوئی
تو صرف مورچہ مین ایک توپ چڑھی - دشمن نے یہہ دیکھ کر اسپر آتش زنی شروع کی - گولہ پر گولا اور
گراپ پر گراپ مارنے شروع کیے لیکن آدمی اپنا کام کرتے رہے اور اسکو پورا کیا تو پھر انگریزون کی
توپون نے دکھارین لینی شروع کین اور فصیل کے پرخچے اڑا دیئے اور اس مین جھنباتے تھے اسلئے
شروع کیے اور دوپہر کو موری دروازہ کا گرگج ایک ڈھیر ہوگیا اس بیٹری کا نام برنارڈ
بیٹری رکھا گیا اس بیٹری کے کار فرما میجر برنارڈ تھے وہ کبھی سوتے نہین اپنے کندھے پر بندوق
رکھ کے سپاہیون سے کہا کہ اب تم سو رہو مین تمہارا افسر بیٹری کا محافظ ہون غرض آخری محاصرہ
تک انہون نے بڑے دلاورانہ کام کیے اسی لئے اس بیٹری کو نمبر ایک برنارڈ بیٹری کہتے تھے
اس بیٹری کے دو حصے کیے گئے اسکے داہنے حصہ مین پانچ ۱۸ پونڈی توپین اور ایک ہوشارٹر

آٹھ انچ کا رکھا گیا اور اسکے بائین طرف کے آدھے حصے مین چار چوبیس پینی توپین لگائی گئین اور اسکے کارفرما میجر کے صاحب تھے جو کشمیری گڑگج پر توپ زنی کرتے تھے اس حصہ مین آگ لگ گئی تھی جسکو لفٹنٹ لوک مارٹ اور آٹھ سات گورکھون نے مٹی ڈالکر بجھایا۔

نمبر ۲ بیٹری

۸ ستمبر کو انگریزون نے لڈلو کیسل لے لیا جو شہر سے چھ سو گز کے فاصلہ پر تھا یہان دشمنون کا پکٹ بڑھ بڑھ کر آتا تھا اس مین تھوڑا شبہ ہے کہ دشمن پھر بھی یہہ خیال کرتا تھا کہ اسیر داہنی طرف سے حملہ ہوگا جہان اب تک لڑائیان ہوئی ہین اور دہلی کے پرانے مورچے انگریزون کے قایم ہین۔ یہہ بیٹری لڈلو کیسل کے سامنے کشمیری دروازہ سے پانچ سو گز کے فاصلہ سے قایم کی گئی۔ اس بیٹری کے بھی مثل پہلی بیٹری کے دو حصے کئے گئے داہنی طرف کے آدھے حصے مین سات بھاری ہوٹ زر اور دو اٹھارہ پینی توپین لگائی گئی تھین اور بائین طرف آدھے حصے مین جو دو سو گز کے فاصلہ پر تھا نو چوبیس پینی توپین لگائی گئی تھین۔ کل اٹھارہ توپین کشمیری دروازہ کے گڑگج کی توپون کے بند کرنے کے لیے اور اسکے دائین بائین طرف ریپنی وار دیوار کے اڑانے کے لیے لگائی گئی تھین وہ باغیون کو پناہ دیتی تھی۔ اس مین دراڑ ڈالکر شہر مین داخل ہونے کا ارادہ تھا۔ دائین طرف کے حاکم میجر کمپو صاحب تھے اور بائین طرف کے میجر کیمبل جنہون نے گراپ سے زخمی ہوکر کپتان جانسن کو اپنا کام سپرد کیا۔

بیٹری نمبر ۴

دسوین ستمبر کو نمبر ۴ بیٹری قدسیہ باغ مین تیار ہو گیا اس مین دس بھاری مورٹر لگائے گئے اسکے حاکم میجر ٹومبس تھے یہہ بیٹری ایک قدیمی عمارت کی پناہ مین تھی جو بیٹری نمبر ۲ و ۳ کے وسط مین تھی۔

بیٹری نمبر ۳

اول دفعہ جو اس بیٹری کے لیے جگہہ تجویز ہوئی تھی وہ خراب تھی ۱۰ ستمبر کو کپتان ٹیلر نے تلاش کر کے ایک عمدہ جگہہ نکالی جس مین بڑی وسیع کوٹھی کسٹم کی تھی جو دریائی گڑگج سے ایک سو ساٹھ گز کے فاصلہ پر تھی معلوم نہین کہ باغیون نے اس گڑگج پر قبضہ کیون نہین کیا اسکو مسمار کیون نہین کیا۔ اسپر قبضہ کیا گیا اور رات کو بیٹری نے اپنا کام شروع کیا۔ باغیون نے جب دیکھا کہ انگریزی سپاہی اسطرف کام کر رہے ہین تو انہون نے متواتر گولے اور گولیان مارنی شروع کین رات کو انتالیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے لیکن کاریگر

اپنی بہادری سے کام کرتے ہے شاذ و نادر ہی ایسی بہادری کے کام ہوتے ہین یہہ کاریگر سفر مینا کے سپاہی تھی جنہون نے ہتھیار لیے ہوئے تھے وہ لڑنے والے سپاہی نہ تھے ۔ ہندوستانیون مین اکثر بہادری مخفی ہوتی ہے جب کوئی انکا آدمی مرتا تو وہ تہوڑی دیر ٹھہر کر اسکو اپنے مردون کی لاشون کی قطار مین رکھہ آتے اور پہر آکر پہلی طرح کام کرنے لگتے صبح کو کاریگرون کا گروہ بلا لیا گیا نہین تو شاید ان مین سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا گیارہوین تاریخ بھاری توپین یہان ستواتر بندوقون کی بوچھاڑ کے نیچے آئین جس مین کئی بہادر سپاہی زخمی ہوئے ۔ جب بیٹری تیار ہوگئی تو اٹھارہ بینی توپین اور بارہ ساڑھے پانچ انچ ہوٹ زر چڑھائی گئی میجر سکوٹ اس بیٹری کے کارفرما تھے پہلی رات مین اس بیٹری کے بنانے مین ۳۹ آدمی مجروح و مقتول ہوئے ۔

۱۱ ستمبر کی صبح کو آٹھہ بجے قلعہ شکن توپون نے اپنی آگ برسانی شروع کی تو فصیل کے پتھر اڑنے اور زمین پہ پٹاپٹ گرنے شروع ہوئے اور توپچیون نے خوشیون کے نعرے مارنے شروع کیے کشمیری دروازہ کے گرگج نے اسکا جواب دیا مگر وہ جلد خاموش کر دیا گیا گرگج اور فصیل مین سب طرف سے رخنے پڑنے شروع ہوئے ۔ ۱۲ ستمبر کو بیٹری نمبر ۳ کھولا گیا پچاس توپون اور مورٹرون نے چارون بیٹریون سے گولے گولیان شہر پہ برسانی شروع کین ۔ یہہ بلا کی آتش زنی رات دن جاری رہی لیکن شہر کی سپاہ نے متواتر توپ زنی کو جاری نہین رکھا جب گرگجون پر وہ ایک توپ بھی نہین چھوڑ سکتے تھے تو وہ توپون کو انگریزی بیٹریون کے سامنے کھلے میدان مین لے گئے فصیل مین ایک سوراخ کر کے توپ توپ کے مقابلہ مین لگائی انہون نے بان مارنے شروع اور سب آگے بڑھے ہوئے مورچے اور فصیلون پر سے گولیان مارنی شروع کین غرض انگریزی بیٹری کوئی باقی نہین رہی جسکی خبر باغیون نے اپنی گولیون سے نہ لی ہو ۔ انکے گولے اور گولیون نے بہت سے انگریزی سپاہیون کو ہلاک کیا ۔ بیٹریون کے کھلنے کے بعد چھ دن کے اندر تین سو انتالیس آدمیون کا نقصان ہوا ۔

۱۳ ستمبر کی رات کو چار انجینیر افسر بھیجے گئے کہ وہ کشمیری اور دریائی گرگجون مین جو دو شگاف ڈالے گئے ہین انکا امتحان کرین ۔ میڈنی صاحب اور لینگ دشمنون کی آنکھہ بچا کر خندق کے کنارہ پر پہنچے اور اسکے اندر اترے اور شگاف کے اوپر پہنچے ہوتے کہ انہون نے اپنی ار

آنے والون کی پاؤن کی آہٹ سنی تو وہ اپنی طرف الٹے چلے آئے اور گھاس پر اس انتظار مین لیٹ گئے کہ چپ چاپ بالکل ہو جائے چند شکلین شگاف کے سر پر نمودار ہوئین انکی صورتین چاندنی مین دکھائی دیتی تھین کہ وہ بیس گز کے فاصلہ پر تھے وہ ایسے چھپے ہوئے تھے کہ نظر نہ آئے وہ آہستہ آہستہ باتین کرتے تھے کہ انکی بندوقون کے گزون کے بھرنے کی آواز آئی وہ چپ چاپ اس انتظار مین پڑے رہے کہ جب وہ چلے جائین تو دیوار و شگاف کے اوپر جانے کی کوشش کرین اس اثنا مین انہون نے دیکھ لیا کہ شگاف خاطر خواہ ہے ڈھلان پر آسانی سے چڑھ سکتے ہین اور توپین ہمارے بازو کی طرف نہین ہین - ہم تجربہ کر چکے تھے کہ کھائی مین اترنا آسان ہے شگاف کے اوپر جانا اگر ممکن ہو ضرور تھا مگر سنتری ٹہلتے تھے میڈلی صاحب نے چند گھنٹے انتظار کرکے اشارہ کیا کہ سپاہی اپنے کیمپ مین مراجعت کرنے آئے - انکو باغیون نے دیکھ لیا تھا اور بندوقون کی باڑھ ایز چلائی - گولیان سنسناتی ہوئی اسکے کانون کے پاس سے گذرین مگر کسی کے لگی نہین - میڈلی صاحب نے رپورٹ بھیجی کہ دراڑ کافی ہے ہوم صاحب اور گریٹ ہیڈ صاحب نے احکام جاری کئے کہ آئندہ صبح کو شہر کے اس مقام کے لینے کے لیے حملہ کیا جائے -

حملہ کرنے والے پیدلون کی سپاہ کے پانچ کولم تھے اول کولم بریگیڈیر نکلسن کے ماتحت تھا جسکی تفصیل یہہ ہے -

ملکہ معظمہ کی ۷۵ نمبر رجمنٹ - ۳۰۰ سپاہی
اول بنگال یوروپین فیوزیلر - ۲۵۰ "
دوسری پنجاب پیدل - ۴۵۰ "
۱۰۰۰

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ کشمیری دروازہ کے گرد کے شگاف پر چڑھکر اس کولم سے متعلق انجنیر میڈلی صاحب لینگ صاحب اور بنگ ہم صاحب تھے -

دوسرا کولم بریگیڈیر جونس صاحب کے ماتحت تھا جس مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی

نمبر ۸ ملکہ معظمہ کی رجمنٹ - ۲۵۰ سپاہی -
دوسرا نمبر بنگال یوروپین فیوزیلر - ۲۵۰ "
نمبر ۴ سکھ رجمنٹ پیدل - ۳۵۰ "
۸۵۰

دریا کی طرف گڑ گنج کی دڑار پر حملہ کرنے کا کام اسکے سپرد تھا اور اس کے ساتھ انجنیر گریٹ ہیڈ
صاحب اور رہوچین وین صاحب اور پیم برٹن صاحب تھے۔
تیسرا کولم ماتحت کرنیل کیمبل کے تھا جس مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔

نمبر ۵۲ رجمنٹ لائٹ انفنٹری	۲۰۰ سپاہی
کمایون کی پلٹن گورکھون کی	۲۵۰ ″
پہلی پنجاب رجمنٹ پیدل	۵۰۰ ″
	۹۵۰

اس کولم کا کام یہہ تھا کہ جب کشمیری دروازہ اڑا دیا جائے تو وہ حملہ کرے اس مین انجنیر
ہوم صاحب اور سالکینڈ صاحب اور ٹانڈی صاحب۔
چوتھا کولم ماتحت میجر ریڈ صاحب کے تھا جسکے ماتحت سرمور پلٹن گورکھون اور گائیڈس کی اور
وہ سپاہی جو ہندوراؤ کے پکٹون سے یوروپین اور ہندوستانی بچ سکین کل ۸۶۰ سپاہی
اور ۱۲۰۰ کشمیر کنٹنجنٹ کے سپاہی تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کشن گنج اور پہاڑ گنج کے حوالی پہ
حملہ کرے اور کابلی دروازہ مین داخل ہونے کے بعد حملہ عظیم کرے اس کولم کے ساتھ انجنیر
مونسل اور ٹننٹ تھے۔
پانچوان کولم رزرو بریگیڈیر لونگ فیلڈ کے ماتحت تھا۔

ملکہ معظمہ نمبر ۶۱ رجمنٹ	۲۵۰ سپاہی
چوتھی پنجاب پیدل	۴۵۰ ″
بلوچ پلٹن	۳۰۰ ″
	۱۰۰۰

جیند کنٹنجنٹ کے ۳۰۰ سپاہی اسکے ساتھ۔ ان کے سوا اور ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۶۰ کے ۲۰۰ سپاہی
نکلسن کے کولم کے پیش قدمی کے حامی رہین اور حملہ ہونے کے بعد وہ رزرو سے ملجائین۔
ان پانچ کولمون مین پانچ ہزار توانا سپاہی تھے انکی خدمت کے لیئے ہر ایک آدمی جو ہتھیار
ہاتھ مین سنبھال سکتا تھا موجود تھا۔ پکٹ خطرناک درجہ پر کمزور ہو گئے تھے اور بہت سے بیمار
اور زخمی جو اسپتال مین رہنا چاہتے تھے وہ کیمپ کے محافظ بنائے گئے
پہاڑی پہ ایک محکمہ مخبری تھا جسکے مہتم ہاڈسن صاحب تھے وہ اس کام کے لیئے بڑے

لائق افسر تھے جاسوس ان پاس یہہ خبرین لائے کہ علے العموم شہر کے باشندون اور فوجی افسرون اور سارے دربارین تو آپس مین حد سے زیادہ نفاق اور عناد و فساد ہے ایک دوسرے کو بس نہین چلتا کہ کھا جائے۔ "تلنگے آپس مین جلے کٹے مرتے ہین بادشاہ کی توہین بر سر دربار سپاہی کرتے ہین بادشاہ کے سامنے فوج کے جنرل آپس مین لڑتے جھگڑتے ہین۔ بادشاہ کے بیٹے باپ کو معزول کر کے خود بادشاہی کے لیے سازشین کرتے ہین۔ خزانہ بالکل خالی پڑا ہے کمبخت مہاجنون سے تین دفعہ بالجبر قرض لیا گیا ہے۔ اب انکی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ کچھ امید باقی نہین رہی ہے کہ وہ روپیہ سے امداد کر سکین۔ بادشاہ نے مہتاب باغ تک سپاہیون کے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہون نے حکم نہین مانا بادشاہ نے سپاہ پر لعن طعن کی کہ تم کو متواتر شکستین ہوتی ہین تم دشمنون سے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے ایک توپ بھی نہین چھین سکے مگر بادشاہ یہہ جانتا تھا کہ میرے حکمون کا اثر سپاہ پر کچھ نہین ان پر نہ لعن طعن کا اثر ہوتا ہے نہ دھمکیون کا۔ اس نے انگریزون کے پاس پیام بھیجا کہ اگر وہ میری پنشن بحال رکھین تو مین تخت انکے حوالہ کر دون اور شہر کے دروازے کھولدون جب یہ بات بھی نہ بنی تو بادشاہ نے فقیر بننے کا اور حج کے جانے کا قصد کیا۔ روز بروز باغی سپاہ جتنی شہر مین آتی جاتی تھی اتنی شہر مین خرابیان پھیلتی جاتی تھین۔ تمام شہر سپاہیون کے اختیار مین تھا اہل شہر کی جان و مال ننگ و ناموس سب معرض خطر مین تھے بس تمام خبرین جو انگریزون تک پہنچتی تہین ان سے ثابت ہوتا تھا کہ انگریز شہر کے لے لینے مین زیادہ تاخیر کرتے تو معلوم نہین کہ اہل شہر و سپاہ کا حال کیا خراب خستہ ہوتا۔

ارادہ یہہ تھا کہ بہت سویرے صبح کو دہلی پہ یورش کی جائے لیکن رجمنٹین جو اس یورش کے لیے تجویز ہوئین تھین انکے پہنچنے سے سپاہی رات کو کیمپون مین رہے تھے انکو اپنی رجمنٹون مین آنے مین کچھ دیر لگی اور کچھ دیر اس مین ہوئی کہ باغیون نے جو رات کو باوجودیکہ اپر متواتر گولے مارے گئے اپنے گرگچون کی شکستگی کی درست کر لی تھی وہ گولون سے ڈھائے گئے

جسوقت یہ کام ہو رہا تھا سپاہیون کو حکم تھا کہ وہ آڑون مین لیٹے رہین۔ اس یورش کے سر براہکار نکلسن صاحب تھے جنکی شجاعت کے کار ہاے بزرگ کی یادگار ایام غدر کی تاریخ میں ہمیشہ رہیگی

دروازہ کا حال

پشاور مین وہ اڈورڈس صاحب کمشنر کے داہین ہاتھ تھے کشتئ سپاہ کی سپہ سالاری
مین انہون نے پنجاب مین امن وامان قائم کیا دہلی مین تھوڑے ہی دنون مین رہکر کیمپ
کی رہنمائی کے لیئے اپنے تئین قطب بنا لیا - یہہ انہین کی ذات والاصفات کا طفیل تھا کہ
آج یورش کی صورت نظر آتی ہے ورنہ معلوم نہین کہ وہ کب ہوتا - بعض سپاہیون کو سرکار
کمپنی کے ماتحت کام کرنے سے ابتک کراہیت چلی جاتی تھی مگر انکی خاص اپنی ذات ستودہ صفات
کے سبب سے یہہ کراہیت دور ہوگئی - انہون نے اپنی فطرت بلند سے سرحد کی وحشی قومون کو
رام بنالیا - ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ اڈورڈس صاحب نے لارڈ کیننگ کو لکھا تھا کہ آپ
نکلسن صاحب پر بالکل بھروسہ رکھیئے جو کام مشکل سے زیادہ مشکل اسکے سپرد کیا جائیگا وہ اسکو
سرانجام کریگا یہہ نازک وقت جو ہمپر گذر رہا ہے اسنے ہاتھا پائی کرنی وہ خوب جانتا ہے اسکو
اپنے مرنے کی پرواہ نہین ہے - سورج آسمان پر اونچا چڑھا کہ قلعہ شکن توپون نے اپنا منھہ
بند کیا جس سے سپاہی سمجھ گئے کہ ہمکو یہہ بہت تھوڑی مہلت ملی ہے کہ یورش جواب ہونے
والی ہے اسکے لیئے تیار ہون - ساٹھوین رائفل رجمنٹ چپر کا غل شور مچاتی ہوئی جنگ آرائی کی
ترتیب سے فرنٹ مین آئی اور اسی وقت قدسیہ باغ سے اول اور دوسرے کولم نے
اپنا سر نکالا اور شہر پناہ کے شگافون کی طرف جو توپون نے ڈالے تھے یکسان رفتار سے
چلے - باغیون نے اس فرنٹ کے دیکھتے ہی ہر طرف سے اسپر گولے گولیون کی بوچھاڑ لگادی
کھائی کے کنارہ پر افسر اور سپاہی کشتہ ہوئے - چند سکنڈ تک دشمنون کی تیر افشانی مین سپاہی
کھائی کے کنارہ پر کھڑے رہے ایک یا دو زینے آئے باقی زینے اس لئے پیچھے رہ گئے کہ انکے
لانے والے مارے گئے یا زخمی ہوئے - دراڑون پر کالی شکلین نظر آتی تھین کہ وہ سپاہیون پر
پتھر پھینکتین اور انکو آگے آنے سے ڈراتی تھین اتنے مین بہت زینے آگئے وہ کھائی مین
نیچے اتار کر لگائے گئے اور پھر وہ الٹ کر فصیل کی طرف چڑھنے کے لیئے لگائے گئے - ان زینون پر
سب سے اول چڑھکر نکلسن صاحب آئے اور باقی ان کی سپاہی داہین طرف زینے لگا کے فصیل پر
چڑھ آئے ان چڑھنے والون مین اول پچھترویں پلٹن کے کپتان بارٹر اور فٹز جرالڈ گئے
انہین دوسرے صاحب کے زخم کاری لگا - دراڑین بہت جلد زخمیون اور مردون کی لاشون

بھر گئین مگر باغی الٹے قدمون بھاگے اور وہ فصیل جسکا مدتون سے مقابلہ ہو رہا تھا اب انگریزون کے
قبضے مین آ گئی دریا کی طرف کے گڑ گج کی دڑاڑون پر کولم نمبر ۲ نے قبضہ کیا۔ ہرمٹ کی کوٹھی سے
اپنے سر نکالا ہی تھا کہ اسپر باغیون نے ایک خوفناک باڑ ماری۔ دونو انجنیر گریٹ ہیڈ اور ہوڈ وین
جو سربراہ کار تھے سخت زخمی ہوئے۔ انتالیس آدمی جو زینے لائے تھے انہین سے انتیس آدمی
مقتول اور مجروح ہوئے۔ انکے ہمراہیون نے فوراً زینون کو اٹھا لیا وہ انکے لگانے مین ایک
دو دفعہ ناکام رہے مگر پھر انہون نے زینون کو لگا دیا اور پتھرون اور گولیون کی بوچھاڑ مین سپاہی
فصیل پر چڑھ آئے اور جو انکے سامنے آیا اسے مار ڈالا اور فصیل پر سے کل باغیون کو بھگا دیا۔
اس عرصہ مین نمبر۳ کولم کشمیری دروازہ کی طرف آگے بڑھ کر ٹھیر گیا۔ لفٹنٹ ہوم اور سالکیلڈ مع
آٹھ سیپر و مائنر کے اور ایک بگل بجانے والے کے کشمیری دروازہ کے اڑانے کے لیے آگے گئے۔
باغی دشمن کی اس بہادری اور جرأت کو دیکھ کر ایسے مششدر و متحیر ہو گئے کہ دو تین منٹ تک کچھ
مقابلہ نہین کیا لیکن جب انہون نے دیکھا کہ یہ تو تھوڑے سے آدمی ہین اور انکا مقصد بھی
چھوٹا سا ہے تو انہون نے ان بہادرون پر دروازہ کے اوپر سے اور اسکی کھڑکی مین سے
اور فصیل پر سے آتش فشانی شروع کی۔
دروازہ کے آگے جو خندق کا پل تھا اسکو باغیون نے توڑ دیا تھا اسکا فقط ایک شہتیر باقی رہ گیا
تھا جسپر چلنا مشکل تھا ہوم صاحب مع اپنے آدمیون کے پچیس پونڈ باروت کے بھرے ہوئے
تھیلے دروازہ کے پاس لے گئے اور دروازہ سے تھیلون کو چسپان کر دیا سارجنٹ
کارمیکل مارا گیا اور حولدار مادھو سنگھ زخمی ہوا اور باقی آدمی خندق مین اسلیئے چلے گئے کہ شتابہ
لگانے والا اگر وہ اب آ کر اپنا کام کرے۔ سالکیلڈ صاحب اسکو لیکر آئے کہ وہ اپنا فرض
ادا کرے جب صاحب ممدوح شتابہ مین آگ لگانے کو تھے کہ انکی ٹانگ اور بازو مین
زخم آیا تو انہون نے دھیمی سلگتی ہوئی دیا سلائی کورپورل برگیس کو دی جب وہ اپنا
کام کامیابی کے ساتھ کر چکا تھا تو اس کے ایک مہلک زخم لگا۔ جب دروازہ اڑ گیا تو
ہاتھورن بگل نواز نے ۵۲ وین پلٹن کے بلانے کا بگل بجایا مگر اس کے بگل کا جواب جب نہ آیا
تو اسنے دوبارہ بگل بجایا لیکن کولم تک نہ بگل کی نہ دروازہ کے اڑانے کی آواز گئی

مگر کیمبل صاحب شنتا بہ مین آگ لگانے والے گروہ کے پیچھے لگے چلے آتے تھے انہون نے سپاہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ سب سے اول دروازہ کے اندر کپتان گروس صاحب اور انکے ساتھ ہی کورپوریل ٹیلر اور کپتان سانبچ صاحب آئے انہون نے اس بہادر گروہ کی لاشین پڑی ہوئی دیکھین جو دروازہ اڑانے آیا تھا۔ یہہ افسر اور انکے بعد انکے سپاہی کھڑکی مین سے جو اُڑی تھی کشمیری دروازہ کے اندر داخل ہوئے جسمین باغیون کی ایک توپ اٹھارہ پینی لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس دو تین تلنگون کی جلی ہوئی لاشین پڑی تھین جو غالباً ہر دروازہ کے اڑنے سے سوختہ ہوئی ہونگین باقی کولم بھی دروازہ کے اندر داخل ہوا کیمبل صاحب نے اندر جاکر نکلسن اور جونس کے کولمون کو اپنے روبرو دیکھا یہہ تینون کولم کشمیری دروازہ اور گرجا کے درمیانی میدان مین خلط ملط ہو گئے۔

کولم نمبر ۴ سبزی منڈی سے کشن گنج اور پہاڑ گنج کی طرف چلا۔ بدنصیبی سے ریڈ صاحب جو کمانڈر تھے وہ بہت سویرے ہی دن کو زخمی ہو گئے اور چند افسر مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اب اس مین کچھ گڑبڑ ہوئی کہ اس کولم کا کمانڈر وہ اپنی سپاہ کا افسر مقرر ہو جسکا نمبر اعلے یعنی سینیر ہو یا کشمیر کے کنٹنجنٹ کا پولٹکل افسر مقرر ہو جنگ بڑی سخت تھی۔ دشمنون کی تعداد زیادہ تھی اور بڑے استحکام کے ساتھہ وہ نہر کے کنارہ پر ایستادہ تھا۔ ایک وقت مین غالباً یہہ معلوم ہونے لگا کہ دشمن کیمپ مین جسکی محافظت ضعیف تھی آئینگے اور وہ حملہ آور سپاہ کو پس پا کرینگے۔ لیکن ہندو راؤ کے مورچہ کی توپون نے باغیون پر گولے برسا کر انکے آگے بڑھنے کو روکا۔ اس نازک وقت مین ہوپ گرینٹ سوارون کے برگیڈ کو کمک کے لیئے لایا جو حملہ آور کولم کی پشت پناہ تھا۔ گھوڑ چڑھی توپون نے دشمنون پر گولے مارنے شروع کیئے کشن گنج کے مکانون اور باغون کے اندر سے دو یا تین سو گز کے فاصلہ سے باغیون نے انگریزی لشکر پر بندوقون سے گولیون کا مینہہ برسا دیا اور لاہوری دروازہ کے گرگج سے گرایون کی بوچھاڑ کی جس سے انگریزی لشکر کو بڑا نقصان پہنچا۔ زمین ایسی تھی کہ اس مین سوار اپنا حملہ نہین کر سکتے تھے اگر وہ چلے جاتے تو توپین چھین جاتین اور اگر توپین ہٹائی جاتین تو میدان جنگ دشمن کے ہاتھہ مین آجاتا دو گھنٹے تک سوارون کے تڑپ میدان جنگ مین صف آرا بے حس و حرکت

کھڑے رہے اور انہین سوار مرتے رہے مگر ہر ایک سوار اپنی جگہہ پر استوار کھڑا رہا اپنی جگہہ سے نہین
ہلا ہوپ گرینٹ اور اسکے سٹاف کے افسرون کے چار افسرون کے گھوڑے مارے گئے اور
ان چارون افسرون مین سے دو زخمی ہوئے اور ہوپ گرینٹ کے بھی اچٹتی ہوئی گولی لگی۔
نوبسس کی گھڑچڑھی توپون کے ترپ مین پچاس آدمیون سے پچیس زخمی ہوئے اور سترہ
گھوڑے مارے گئے یا زخمی ہوئے اور نوین لینسرمین ۳۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور
۱۸ گھوڑے ضائع ہوئے۔ ہوپ گرینٹ صاحب لکھتے ہین کہ یہہ بہادر سپاہی ذرا نہیں
ڈرے اور اپنی جگہہ پر بڑے صبر و استقلال سے جمے رہے جب مین نے انکی بہادری
کی تعریف کی تو انہون نے کہا کہ ہم اس آتش باری کے اندر جب تک آپ چاہینگے اسی
طرح آگ مین کھڑے رہنے کو تیار ہین "۔ انہون نے یہہ بھی بیان کیا کہ ہندوستانی
سوارون کا بھی کام قابل تعریف ہے نہ انکے استقلال سے نہ انکی سپاہیانہ برداشت سے
زیادہ تحمل و استقلال ہوسکتا ہے۔

گھڑچڑھی توپون اور سوارون کے بہادرانہ فرنٹ سے کولم نمبر ۴ اس قابل ہوا کہ ترتیب و
انتظام کے ساتھہ وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین الٹا چلا گیا اور اسنے کشمیر کے کنٹنجنٹ کی بھی جو عیدگاہ
سے بھاگا ہوا چار توپین چھنوا کے آتا تھا مدد کی۔ اس کولم کی مراجعت نے ان سیکڑون
سپاہیون کے آزاد کرانے مین مشکلات پیدا کین جو شہر کے اندر سخت جنگ مین مصروف تھے
اس عرصہ مین تین حملہ آور کولمون نے فصیل پر اپنا مقام کیا کشمیری اور دریا کی طرف کے
گرگجون پر جو دشمنون کی توپین تھین وہ اب الٹ کران ہی پر چلنے لگین اور آگے بڑھنے
کی تیاری ہونے لگی۔

نکلسن صاحب نے حکم دیا کہ فصیل کے نیچے جو سڑک ہے اسپر ایک سپاہ اجمیری دروازہ تک
جائے اور فصیل اور گرگجون پر سے دشمنون کو صاف کرے۔ جونس صاحب کو کابلی دروازہ پر
اور کیمبل صاحب کو شہر کے اندر جامع مسجد جانے کا حکم دیا۔ یہہ تین کولم کشمیری دروازہ کے
اندر داخل ہو کر ادھر تقسیم ہوگئے تھے۔ نکلسن صاحب اتفاقیہ اپنے کولم سے تھوڑی دیر کے
لیئے جدا ہوگئے تھے وہ کیمبل صاحب پاس جو جامع مسجد کی طرف جانے کے لیئے گرجا کے

اور جگہہ ایسے کام کرنے تھے جنکے لیئے وہ کافی نہ تھے بس کیمبل صاحب جو زخمی ہو گئے
تھے کمک کے آنے سے مایوس ہو گئے تھے اور توپین اور باروت کے تھیلے ان پاس نہین
تھے جس سے کہ وہ جامع مسجد کے دروازے اڑا سکتے وہ ترتیب و انتظام کے ساتھہ
سپاہ گرجا مین واپس لے آئے اور رنڈ روکولم مین مل گئے جو بہ تدریج اور حملہ آورون کی امداد کی
لیئے جانے سے خالی ہو گیا تھا صرف اس مین چوتھی پنجاب پیدل پلٹن باقی تھی -
لارڈ روبرٹس اپنی تاریخ چہل و یک رسالہ مین لکھتے ہین اسوقت کہ یہہ واقعات وقوع مین آ رہے
تھے مین جنرل ولسن صاحب پاس تھا - جنرل لڈلو کیسل مین آ گئے تھے اسکی چھت پر سے انہون
نے اپنی سپاہ کی ناکامیابی دیکھی تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر کشمیری دروازہ سے گرجا تک آئے
اور دن بھر یہین رہے - وہ بیمار تھے - اور تھکے ہوئے بھی تھے - جب دن ختم ہونے کو ہوا
تو ان پاس ایسی بری خبرین آئین کہ جس سے وہ زیادہ متفکر و مشوش ہوئے اور اُن کا
دل بجھنے لگا انہون نے سنا کہ ریڈ صاحب ناکام رہے اور وہ خود سخت زخمی بھی ہوئے -
پھر یہہ نحس خبر آئی کہ نکلسن صاحب بھی زخمی پڑے ہین اور یہہ جھوٹی خبر بھی آئی کہ ٹومبس اور
ہوپ گرینٹ دونو مارے گئے ان سب خبرون سے جنرل ایسا سراسیمہ و پراگندہ خاطر
ہوا کہ وہ یہہ سوچنے لگا کہ مصلحت یہہ ہے کہ شہر کو چھوڑ کر پھر اپنے پہاڑی پر چلے جائین -
مجھے جنرل نے حکم دیا کہ یہہ جو رپورٹین آئیں ہین انکی حقیقت حال دریافت کرو اور ہماری
داہنی طرف جو کولم نمبر ۴ تھا اسپر اور سوارون پر کیا بنی اس کا حال ٹھیک ٹھیک تحقیق کر کے لاؤ
مین یہہ پیغام لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر کشمیری دروازہ مین آیا تو مین نے سڑک کے
ایک طرف ایک ڈولی رکھی ہوئی دیکھی جسکے ساتھہ کہار نہ تھے ظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے
اندر کوئی زخمی آدمی ہے مین گھوڑے پر سے یہہ دیکھنے کے لیئے اترا کہ مین اس ڈولی کی
اندر کے آدمی کی مدد کرون مین یہہ دیکھکر متحیر ہو گیا کہ ڈولی کے اندر جان نکلسن صاحب ہین جن کے
چہرہ پر موت لکھی ہوئی ہے انہون نے مجھ سے کہا کہ کہار ڈولی رکھ کے لوٹنے چلے گئے ہین -
مین اسوقت بڑی تکلیف مین ہون اور چاہتا ہون کہ مجھے کوئی اسپتال مین پہنچا دے وہ
اسطرح لیٹے ہوئے تھے کہ زخم ان کا نہین دکھائی دیتا مگر ان کے چہرہ پر اس سخت درد کے

نکلسن صاحب کا زخمی ہونا

آثار نہین دکھائی دیتے تھے جو وہ اٹھارہے تھے مین نے کہا کہ آپ کے سخت زخم نہین لگا ہے
امید ہے کہ آپ اچھے ہوجائین گے تو انہون نے کہا کہ مین مررہا ہون میرے جینے کی کوئی آس
نہین ہے۔ اس مرد بزرگ کی یہ بیکسی کی حالت دیکھکر مجھمین صبر کی طاقت نہ رہی تھی میرے گرد
میری دوست اور ہمراہی مرتے تھے مگر میرا دلکا یہ حال نہین ہوتا تھا مین نے مشکل سے چار آدمی تلاش کیے اور
انکو ایک سارجنٹ کے سپرد کیا اور زخمی افسر کا نام اسکو بتا دیا اور حکم دیا کہ انکو اسپتال مین جلد پہنچا دو
پھر مین گھوڑے پر سوار ہوکر ہوپ گرینٹ کے بر گیڈ مین آیا تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ وہ میدان
جنگ سے جس مین وہ دشمنون کی جا بدماری بنا تھا گائڈس کے پیدلون اور بلوچ پلٹنونکی
کمپنیون کی کمک پہنچنے سے سلامت بچکر آیا تھا مین اسے بڑا خوش ہوا کہ ٹوہبس کو زندہ
پایا اسکو کچھ گزند نہین پہنچی تھی۔ مین گھوڑے پر سوار ہوکر جسقدر ممکن تھا جلد گرجا مین آیا اور مین نے
انکو بغیر کسی توقف کے جنرل کو اطلاع دی کہ ہوپ گرینٹ اور ٹوہبس زندہ ہین اور سوار بھی
سلامت آگئے ہین اب ریڈ کے کولم کی طرف سے کوئی خوف اور اندیشہ کی بات نہین ہے
اسکے سننے سے جنرل کچھ خوش ہوا مگر کیمبل کا کولم جو ناکام واپس آیا اور نکلسن صاحب کی زندگی
سے جو مایوسی ہوئی اور ایک بڑی فہرست مردون اور زخمیون کی پیچھے آئی تو پھر جنرل کی جرأت
بہت بالکل پست ہوئی اسکی افسردگی اور پژمردگی زیادہ ہوتی گئی اور اسکو یہہ یقین ہو گیا کہ فقط اسلئے
کام یہی ہے کہ شہر سے سپاہ کو الٹا پہاڑی پر لے جاؤن ہر افسر انکی مصلحت کے خلاف تھا۔
بیرڈ سمتھ باوجودیکہ اسوقت اپنے زخم کی تکلیف مین مبتلا تھے اور بیماری کے سبب سے ضعیف
ہورہے تھے مگر انکی ہمت وشجاعت اس حالت مین بھی ایسی قوی تھی کہ انہون نے بیمارون کی
فہرست مین نام لکھوانے سے انکار کیا اور جب ولسن صاحب نے انسے اس باب مین صلاح
پوچھی کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے اسکو اپنے پاس رکھنا چاہیئے یا نہین تو انہون نے مختصر
سا جواب دیا کہ "رکھنا چاہیئے" اور یہہ جواب ایسی آواز اور اندازسے دیا کہ آگے کچھ اور
قیل وقال نہین ہوئی۔ کیمبل صاحب نے بھی یہی جواب دیا اگرچہ انکو زخم کی تکلیف ایسی تھی کہ
وہ مشکل سے چل سکتے تھے۔ مگر وہ ہندو راؤ کی کوٹھی مین پڑے پڑے سارے کام جو دانشمند
طرح کے تھے کرتے تھے۔

انکے ساتھ ڈیلی صاحب اور ایک بڑا دانشمند جری ہندوستانی افسر کھان سنگہ بھی تھا یہہ دونو بھی ان ہی کی طرح زخمی تھے انکے پاس جنرل ولسن کی دو چٹھیان آئین ایک مین یہہ لکھا تھا کہ جامع مسجد اور لاہوری دروازہ پر حملہ آوری مین ناکامی ہوئی اب بلوچ پلٹن کو جو آپ نے ریڈ کے کولم کی کمک کے لیئے بلا لیا تھا واپس بھیجدیجے جسکے آنے پر ہم کو امید ہوگی کہ جو کچھہ آج ہم نے لیا ہے اسپر مقبوضہ رکھہ سکین گے اور چار بجے دن کے یہہ نوٹ لکھا کہ ہندو راؤ کی کوٹھی سے چیمبرلین ہماری مدد کرسکتا ہے ہماری سپاہ مین خوفناک کمی ہوگئی ہے اور اتنے سینئر افسر مارے گئے ہین کہ اب سپاہ مین اچھی طرح قابو اور بس مین نہین رہین مجھے اس مین بھی شبہ ہے کہ اگر وہ کچھہ کرسکین گے۔ مین اس باب مین آپ کی صلاح پوچھتا ہون اگر ہندو راؤ کے پکٹ حرکت نہین کرسکتے تو مین یہہ خیال نہین کرتا کہ ہم ایسے طاقتور ہونگے کہ شہر کو لے سکین گے۔ چیمبرلین صاحب اس دوسری چٹھی کا مطلب سمجھ گئے کہ ولسن صاحب یہہ سوچ رہے ہین کہ سپاہ کو شہر سے ہٹالین انہون نے اس چٹھی کے جواب مین لکھا کہ ہم کو ضرور ہے کہ شہر مین آخر دم تک قائم رہین انہون نے فائدے بتلائے کہ ابتک ہم کو کیا حاصل ہوئے ہین اور دشمن کو ہم نے کیسا ذلیل بنا دیا ہے۔ نکلسن صاحب مرنے کی حالت مین بھی اسی بات کو چاہتے تھے کہ شہر پر قبضہ رہے جب اُن سے بیان کیا گیا کہ جنرل شہر سے مراجعت کا اظہار کرتا ہی تو وہ ایسے غصہ اور طیش مین آئے کہ انہون نے یہہ کہا کہ مین خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ ابتک مجھہ مین ایسی قوت ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو مین ولسن کو گولی سے ماردون۔ غرض ولسن صاحب کی راے کے خلاف ایسے بڑے بڑے جلیل القدر افسرون کی راۓین ہوئین کہ انہون نے شہر کو چھوڑ کر مراجعت کرنے کے خیال کو بالکل چھوڑ دیا بعض جگہہ بڑی ابتری تھی سپاہی تھے تو ان کے افسر نہ تھے اور افسر تھے تو انکے سپاہی نہ تھے اور کوئی انکو ہدایتین بھی نہین تھین وہ یہہ نہین جانتے کہ ہمارے پاس ہمسایہ مین کیا ہورہا ہے یہہ جلد پیشقدمی کرنے کا لازمی نتیجہ تھا اب ریزرو کولم کا بیان کرتے ہین۔ اس کولم کے کمانڈر بریگیڈیر لونگ فیلڈ صاحب تھے وہ نمبر ۳ کے کولم کے ساتھ کشمیری دروازہ مین داخل ہوئے اور انہون نے کالج کے باغ کو صاف کیا اور اُس مین کولم کے ایک حصہ نے جسمین ۴ پنجاب رائفل اور کچھہ سپاہی

۶۱ وین رجمنٹ کے تھے قیام کیا اور دوسرے حصے نے جسمین ۶۰ وین رجمنٹ کی کچھ سپاہی اور جیند کے معاون سپاہ تھی، دریا کی طرف گرڈگنج اور کشمیری دروازہ اور کرنیل سکنر کی کوٹھی اور حامد علی خان کے عالیشان مکان مین قیام کیا۔

پانچ حملہ آور کولمون مین سے چار کولمون کے مقامونکا مختصر حال بیان کیا جاتا ہے کہ شام کو جو لکھا ہے شہر کے اندر تمام زمین جو لال دروازہ کے گرڈگنج سے کابلی دروازہ تک تھی اسپر اول و دوم و پنجم کولم کا قبضہ تھا۔ چوتھا کولم جو کشن گنج سے واپس آیا تھا وہ ہندوراؤ کی کوٹھی کے نیچے بیٹریون پر قابض تھا اب تیسرے کولم کا حال بتلانا باقی رہا وہ بیگم کے باغ پر جو چاندنی چوک کے متوازی تھا کرنیل کیمبل کے ماتحت قابض تھا جسپر گولیان اور گراپ اور کینن ستر خوب برس رہے تھے اور وہ منتظر تھا کہ اور کولم اسکی امداد کو آئین مگر جب وہ نہ آئے تو کرنیل کیمبل بیگم کے باغ مین سے گرجا مین چلے گئے۔

۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کے کام کو دیکھیئے تو معلوم ہوگا کہ انگریزی سپاہ کا بڑا بھاری نقصان ہوا۔ اور کام جو کرنا چاہتے تھے پورا نہ ہوا لیکن بہت سی مزاحمتین دور ہوگیئن اور ایک مستحکم مقام ایسا حاصل ہوگیا کہ جہان سے آگے کام جاری ہوکر کامل ہوسکتا تھا چھ گھنٹے کی لڑائی مین چھیاسٹھ افسر اور گیارہ سو چار آدمی مجروح و مقتول ہوئے۔ حملہ آور پانچ کولمون مین سے چار کولم شہر کے اندر داخل ہوئے جس مقام پر وہ قابض ہوئے بڑی وسعت رکھتا تھا اور چوتھے کالم کی ناکامیابی کے سبب سے داہین بازو پر دھکیان ہورہی تھین اب بھی شہریونکی تعداد زیادہ تھی ان پاس توپین بہت تھین انکا مقام مستحکم تھا۔ اگرچہ ستر انجنیرون مین سے انجنیر کام کے تھے انہون نے رات ہی کو کچی مورچہ بندی کردی اور انہین پیپیان نبادین پکٹ بٹھائے گئے اور گشتی پہرہ جائے گئے۔

پانچ حملہ آور کولمون مین پانچ ہزار ایک سو ساٹھ سپاہی تھے جنمین سے گیارہ سو چار سپاہی اور چھیاسٹھ افسر مجروح اور مقتول ہوئے یعنی ہر نو آدمیون مین دو انمین بڑے بڑے بہادر جو مارے گئے یا زخمی ہوکر مرے انکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے۔ نکلسن صاحب جنکے مرنے کا حال جدا لکھا جائیگا۔ جیکب صاحب اول فیوزیلیر سپیک صاحب ۶۵ رجمنٹ ہندوستانی پیدل

سال گیلڈ انجنیر - روپیہ صاحب ۳ - پیدل - ٹانڈی صاحب انجنیر - فرش جرنلڈ ۵ - پیدل بریڈشا
۴ - پیدل - ویب صاحب ۸ - پیدل - رین فرے صاحب ۴ - پنجابی پیدل بلوگ سن صاحب
۸ - رجمنٹ - لیک بریٹ ٹیلو وٹسن - مری - زخمی افسرون کی تعداد باون تھی جنمین آٹھ انجنیر تھے -
یہہ وہ بہادر شجاع جری تھے جنپر انکے سپاہی پورا اعتماد رکھتے تھے وہ دماغی وجسمانی قوت بڑی رکہتے
تھے اور انکو کام مین لاتے تھے - انکی یاد ہمیشہ عزت کے ساتھ کی جائیگی وہ جانتے تھے کہ اپنے سپاہیونکو
کسی طرح فتحمند کرتے ہین -

اس تاریخ مین جو مقامات حاصل ہوئے تھے انہین بیٹری مورٹار کے بنائے گئے اور قلعہ وسلیم گڈھ
اور شہر پر گولے برسائے بیرڈ سمتھ صاحب اور چیمبرلین صاحب اس بات کو خوب سمجھتے تھے کہ
اگر ولسن صاحب کی رائے کے موافق سپاہ رجعت قہقری کرتی تو ہندوستان ہاتھ سے جاتا رہتا
انجنیرون نے کالج کے باغ مین ایک مورٹار کی بیٹری لگائی اور اُسنے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا
دشمن جو سلیم گڈھ اور میگزین سے بندوقین اور توپین چلاتے تھے اس سے بہت کم نقصان
انگریزی سپاہ کا ہوتا تھا -

۱۵ - کو یہہ کوشش کی گئی کہ انتظام کیا جائے اور بے تمیزی سے جو لوٹ ہو رہی ہے وہ بند
کی جائے - دہلی کا جو حصہ قبضہ مین آیا تھا اس مین شراب کی دکانین بہت تھین اور ان مین
بہت سی شراب موجود تھی - گورے جو مشقت شاقہ کے اُٹھانے سے ضعیف ہو گئے تھے
اور بہاڑی پہ مہینون سے وہ اس نعمت سے محروم تھے بھلا جب انکو یہہ مفت کی شراب کے
ذخیرے ملین تو وہ کیسے مے نوشی سے باز رہ سکتے تھے آدھ گھنٹے بھی اگر بے روک ٹوک شراب
پینے کو ملجاتی تو پھر وہ مفلوج ہو جاتے یہہ خوف بڑا تھا - گارڈس جو سب سے پہلے شہر مین گیا وہ
شراب پیکر بدمست ہوا لیکن جنرل نے حکم دیا کہ بوتلین توڑکر کل شراب پھینک دی جائے اس
حکم کی تعمیل اچھی طرح ہوئی -

۱۶ - ستمبر کو باغیون نے کشن گنج کے حوالی کو جہان سے چوتھے کولم کو پیچھے ہٹایا تھا خالی کر دیا
محاصرین نے اسپر قبضہ کیا اور انکے بھاری پانچ توپین ہاتھ آئین جنکو باغی چھوڑ گئے تھے اور اسی وقت
میگزین مین توپون نے دڑاڑ ڈالی اور اسکو حملہ کرکے لے لیا صرف اسمین تین آدمی زخمی ہوئے -

اس میگزین مین اب بھی ۱۷۱ توپین اور ہوٹ رز اور ہر قسم کا اسباب جنگ بکثرت موجود تھا دوپہر کے بعد باغیون نے اس میگزین اور ورک شوپ پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیئے کوشش کی ورک شوپ پر قبضہ کرلیا مگر پھر وہ اس سے اور میگزین سے پرے بھگا دیئے گئے۔ اسوقت لفٹنٹ رینی صاحب نے بڑی بہادری کی کہ وہ میگزین کی چھت پر چڑھ گئے اور شیل گولون کو جنکے شتابے سلگ رہے تھے اپنے ہاتھ مین لیکر دشمن پر ایسے مارے کہ وہ نوک دُم بھاگا۔

ان تاریخون مین انگریزی سپاہ نے بنک پر اور میجر ایبٹ کی کوٹھی پر اور خان علی خان کی کوٹھی پر قبضہ کرلیا اور اب قلعہ اور چاندنی چوک کے بہت قریب انگریزی لشکر آ گیا۔ اسوقت توپخانے چپ نہین رہے شہر پر اور قلعہ پر گولون کا مینھ برسا دیا تھا۔ اب باغیون مین بھی لڑنے کا دم نہین رہا تھا اب نہ ان کو فتح کی امید اور نہ جان کی مایوسی انگریزون سے لڑا سکتی تھی۔ ان تین روز مین انگریزون کا بہت ہی کم نقصان ہوا۔

لاہوری دروازہ پر گریٹ ہیڈ صاحب نے حملہ کیا مگر وہان ایک دروازہ کے اندر چھپا کر باغیون نے توپ لگا رکھی تھی اس سے گراپ مارنے اور مکانون پر سے گولیان چلانی شروع کین جسکے سبب صاحب ممدوح واپس چلے آئے۔ صبح کو لاہوری دروازہ پر حملہ کرنے سے گورون نے انکار کر دیا تھا کہ انکو گلی کوچون مین لڑنا پسند نہین تھا کہ جہان انکو دشمن نظر نہین آتا تھا مگر وہ انکی گولیون سے جو وہ چھتون پر چڑھ کر مارتے تھے اپنے ساتھیون کو مرتے دیکھتے تھے۔ اسوقت شہر کے اندر تین ہزار ایک سو انگریزی سپاہ تھی اور انکو کہین سے کمک آنے کی امید نہین تھی اور ہنوز شہر کا بہت بڑا حصہ فتح کرنا باقی تھا جس سے جنرل ولسن سراسیمہ ہوکر جاتے تھے وہ اپنی سپاہ کے بچانے کے لیئے پہاڑی پر جانا چاہتے تھے۔

کپتان ٹیلر صاحب نے برن گڑھ کو جو کابلی اور لاہوری دروازہ کے درمیان تھا لے لیا اور بریگیڈیر جونس اپنی سپاہ کو لیکر آگے بڑھے کہ انکے سپاہی بھاگ گئے انکو بہت سی برانڈی ہاتھ لگ گئی تھی اسکو پیکر وہ ایسے مست ہوئے کہ افسرون کے بس کے نہین رہے غرض اسی طرح بتدریج شہر کے حصے فتح ہوتے گئے کہ ایک حصہ لیا اور اسکے پاس کے حصہ پر گولے اور گولیان ایسی مارین کہ اسکو فتح کرلیا۔ اسی طرح قدم بقدم شہر فتح ہوتا گیا اور جنرل ولسن کو ڈھارس بندھ گئی کہ شہر فتح ہوجائیگا

۱۵-۱۶ ستمبر ۵۷ء

۱۷ ستمبر ۱۸۵۷ء

۱۸-۱۹ ستمبر ۱۸۵۷ء

٢٠ کی صبح کو بریگیڈیر جونس کے کولم نے لاہوری دروازہ پر قبضہ کیا اور گاسٹن گرلرگج کو لیلیا جو لاہوری دروازہ اور اجمیری دروازہ کے درمیان تھا تو بریگیڈیر پاس حکم آیا کہ وہ اپنی سپاہ کو تقسیم کرکے ایک حصہ کو چاندنی چوک مین بھیجے کہ وہ جامع مسجد پر قبضہ کرے اور باقی سپاہ کے ساتھ وہ اجمیری دروازہ پر جاوئے - بریڈ صاحب نے سپاہ ساتھ لیکر آسانی سے جامع مسجد پر قبضہ کرلیا اور انھون نے جنرل سے درخواست کی کہ وہ قلعہ پر حملہ کرے اس عرصہ مین جونس صاحب اجمیری دروازہ مین داخل ہوئے - رسالہ سوارون کا عیدگاہ کے گرد گیا تو اسے معلوم ہوا کہ دہلی دروازہ کے باہر باغیون کا کیمپ خالی پڑا ہے لفٹننٹ ہوڈسن نے لپک کر اسپر قبضہ کیا اور ان کے سوارون نے زخمی اور بیمار سپاہیون کو مارا جسقدر کپڑے اور گولی بارود اور لوٹ جو انکو ہاتھ لگی تھی اُسنے معلوم ہوتا ہے کہ باغی سرکش بہت بدحواس ہوکر بھاگے تھے انکی گیلی دہوتیان الگنیون پر لٹک رہی تھین

بریڈ صاحب کی درخواست پر میگزین سے قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے جنرل ولسن نے ایک کولم بھیجا وہ قلعہ جو بڑا نامور تھا بابر کی اولاد نے جس مین رہکر فرمان روائی کی تھی بالکل اس مین سناٹا تھا نہ اس سے کوئی توپ چلتی تھی نہ کوئی بندوق خاندان تیمور اس مین سے بے سروپا بھاگ رہا تھا بہت جلدی سے اس کے دروازہ کے پاس بارود کے تھیلے رکھدیئے ہوم صاحب نے آنکر اسمین شتابہ لگایا دروازہ اڑا انگریزی سپاہ شور مچاتی ہوئی داخل ہوئی اور اسنے اسکے دروازہ پر اپنا علم قائم کیا قلعہ کے چھتے مین جو لنگڑون کا اسپتال تھا اسمین وہ زخمی پڑے تھے جو اپنی پلٹنون کے ساتھ جا نہین سکتے تھے انکو انگریزی سپاہ نے اپنی گولیون سے انکے زخمون کی تکلیف کا علاج کردیا -

شاہزادے جو اپنے مکانون کی حفاظت کے لیئے بیٹھے بوڑھے اور گھر سے زائد آدمیون کو بٹھا گئے تھے وہ بھی مارے گئے ان دونو قسمون کے آدمی تھوڑے تھے ایک مین صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر کلکتہ دروازہ کو کھولکر سلیم گڈھ کی طرف گئے کہ باغیون کو نرغہ مین لائین اور ان کو بچکر بھاگنے نہ دین انکی صورت دیکھتے ہی تھوڑے سے سپاہی دریا کے پار بچکر بھاگ گئے صاحب نے اس پل کے دروازہ پر جو قلعہ اور سلیم گڈھ کے درمیان تھا قبضہ کیا کہ باغیون کو بھاگنے نہ دین مگر باغی ٢ دن پہلے بھاگ گئے تھے بھاگنے کے لیئے تھوڑے سپاہی باقی تھے -

غرض اب دہلی بالکل انگریزون کے قبضے مین تھی جامع مسجد اور قلعہ اور سلیم گڑھ مین انگریزی سپاہ مقیم تھی

جب ۱۹ ستمبر کی رات کو انگریزون کا قبضہ شہر کے بڑے حصے پہ ہو گیا تو بادشاہ کو سوجھی کہ اب بھاگنا چاہیئے۔ باغیون کے سپہ سالار بخت خان نے بادشاہ کو سمجھایا کہ انگریزون نے حضور سے دلی لے لی تو کیا ابھی تو سارا ملک حضور کے ہاتھ مین ہے اگر حضور ہمارے ہمراہ چلین تو حضور کے نام اور ذات کی برکت سے ظن غالب ہے کہ ہم کو لڑائیون مین فتوح حاصل ہو سکتی ہین۔ بادشاہ نے بخت خان کو رخصت کیا اور کہا کہ ہمایون کے مقبرہ مین تم کل مجھ سے ملنا

جب سے کہ شہر مین انگریز داخل ہوئے اور باغیون کو شکست ہوئی تو ان کے سردارون کا کوئی منتر بادشاہ پر نہین چلتا تھا مگر مرزا الٰہی بخش کا منتر اسپر چل گیا۔ مرزا کو ابتدائے غدر سے یہ یقین تھا کہ انگریزی عملداری پھر دہلی مین یقینی آئیگی منشی رجب علی جو انگلش کیمپ مین دہلی کی مخبری کے سررشتہ کے سردفتر تھے وہ جو مخبرون کو بھیجتے تھے دلی مین اکثر وہ مرزا کے پاس پہنچتے تھے اور اس کام مین انکا مدد و معاون ہوتا تھا جو انگریزی ایجنٹ مخبری کے لئے آتے تھے انکا رازدار تھا۔ ۱۳ ستمبر کو جب مرزا نے باغیون کی شکستین دیکھین تو اسکو یقین ہوا کہ اب انگریز دو چار روز مین دہلی پر مسلط ہو جاینگے اسنے اپنی اور اپنے کنبے کی جان بچانے کی تدابیر کین اسنے بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ ہمایون کے مقبرہ مین تشریف لے چلیے اسنے رات کو بادشاہ کو شیشہ مین اتارا اسکو بتلایا کہ اگر آپ سپاہ کے ساتھ چلے جاینگے تو بڑی بڑی مصیبتین اور آفتین آپکو جھیلنی پڑینگی اور یقینی آپ کو شکست ہوگی اور اگر آپ باغی سپاہیون سے بالکل جدا ہو جاینگے تو فہمتمند انگریزون کو یہہ یقین ہوگا کہ آپ کو سپاہ نے اپنے ساتھ رکھنے مین مجبور کر رکھا تھا اور آپ کو جب موقع ملا تو آپ ان دغاباز نمکحرامون سے جدا ہو گئے۔ انگریزون کو حوالہ کر دینے مین آپ کی بلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی ٭

مرزا کی دلائل نے اس پیر ضعیف العقل کے دماغ پہ پورا اثر کیا۔ دوسرے دن بادشاہ اسکا نواسہ اسکے بیٹے اسکے امرا ہمایون کے مقبرہ مین باغیون کے سپہ سالار بخت خان سے ملے تو ان سب نے اسکے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ انہون نے ساتھ جانے میں یہ سوچا کہ معلوم

نہیں کہ کیا کیا سختیاں اٹھانی پڑینگی معلوم نہیں کہ یہہ جھگڑا کتنی مدت تک جاری رہیگا اور اسکا انجام معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اس لیئے فتحمندون کے رحم کرم پر بھروسا کرکے اپنے تئین ان کے سپرد کر دینا چاہیئے غالباً جو اپنے اوپر انگریزون کے رحم وہ سمجھتا تھا اس مین وہ اپنے اوپر تکلیف کا پہنچنا بہت نہیں جانتا تھا۔

باغی سپاہ کا دہلی سے جانا

بخت خان اور باغی سپاہ نے اپنا رستہ لیا بادشاہ اور اسکے کنبے اور اسکے نامردملتزمین اور قلعہ کے بدمعاشون کو جنکو سوا رخوشامد کے کوئی اور کام نہ آتا تھا چھوڑ دیا۔ مرزا الہی بخش کی تدبیر چل گئی۔ اب مشکل کام یہہ باقی رہا تھا کہ کس طرح سے بادشاہ کو وہ انگریزون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دین۔

مرزا الہی بخش کی سازش

یہہ کام ایسا مشکل نہ تھا کہ آسان نہ ہوسکتا۔ سرکار انگریزی کے جو ایجنٹ اس مخبری کے لیئے کہ دشمن کیا حرکتین کرتا ہے دہلی مین رہتے تھے ان سب کے سردار منشی رجب علی تھے۔ جاسوسی کے لیئے جو اعلے درجہ کی لیاقتین چاہئین وہ انمین تھین۔ منتظم انگریزون کو انکا پورا اعتبار تھا اور وہ ہمیشہ اپنے کارفرماؤن کے ساتھ راست باز تھے۔ سچی بات کے دریافت کرلینے کی عجیب قابلیت و استعداد و فراست و کیاست رکھتے تھے۔ مرزا الہی بخش نے انسے خط و کتابت کی منشی رجب علی نے مرزا سے یہہ درخواست کی کہ آپ فقط یہ کام کیجیے کہ باغیون کے چلے جانے کے بعد بادشاہ کو چوبیس گھنٹے تک ہمایون کے مقبرہ سے کہین جانے نہ دیجیئے باقی کام مجھپر چھوڑ دیجیئے مین اسکو کرلونگا۔

ہوڈسن صاحب

منشی رجب علی نے مراسلت کا حال ہوڈسن صاحب سے کہا وہ یہ سنتے ہی جنرل کے ہیڈکوارٹر مین گیا اور اس خبر کو سنایا اور اس سے اجازت مانگی کہ وہ اپنے سوارون کو ساتھ لیجا کر دلی کے بادشاہ کو لے آئے۔ جنرل ولسن بادشاہ کو واجب القتل سمجھتا تھا اور اسکو سزا دینی واجب تھی دینی چاہتا تھا۔ غرض جنرل کو بڑی مشکل سے سمجھا بجھو کر یہ انسے اجازت دلائی کہ وہ بادشاہ سے اسکی جان بخشی کا معاہدہ کرلے۔ ہوڈسن صاحب اپنے پچاس سوارون کا ترپ لیکر مقبرہ پر سرپٹ دوڑا گیا۔

بعض آدمی ایسے پیدا ہوتے ہین کہ وہ اپنی عمر مین پہلے ترقی کرتے ہین بعض ایسے ہوتے ہین کہ دیر کر بڑی عمر مین ترقی کرتے ہین سو ہوڈسن صاحب دوسری قسم کے آدمیون مین تھا میدان جنگ ہی اسکا بال روم عشرت کدہ تھا اسکی نفیریون کی آوازہی اسکا موسیقی تھا۔ کوئی انسان کی مصیبت اسکے دل پر اثر نہین کرتی تھی نہ کسی کی خونریزی سے اسکو رنج ہوتا نہ کسی کے

مار ڈالنے کا افسوس۔ مفروروں کا قتل کرنا اور انکے مال اسباب کا لوٹنا انکی بڑی خوشی تھی۔
ہوڈسن صاحب مقبرہ کے پاس جاکر ایک شکستہ عمارت مین سوار کھڑے رہے اور اپنے سوارونکو اسکے سایہ مین آرام دیا اور بادشاہ کو خبر دی کہ ہوڈسن آگیا ہے آپ اپنے تئین حوالہ کیجیے۔ مقبرہ مین بادشاہ کے دل مین یاس اور توکل آپس مین لڑ رہے تھے۔ زینت محل بادشاہ کی چہیتی بیوی اپنے بیٹے کے لیئے جو بغاوت مین شریک ہونے کے قابل نہ تھا اور ایسا چھوٹا تھا کہ قتل عام سے بچنے کے لایق تھا اسکی جان بچانے کے لیئے بوڑھے خاوند سے التجا کر رہی تھی کہ اس کا وعدہ انگریزون سے وہ لے اسوقت بہادر شاہ کو سوجھی کہ اگر مین سپاہ کے ساتھ چلا جاتا تو بہتر ہی کرتا مگر جب وہ بخت خان کو رخصت کر چکا تھا تو اب اس سوچنے کا وقت نہین رہا تھا دو گھنٹے تک وہ سوچ بچار مین رہا زینت محل کی منت سے اور دغاباز مشیرون کی صلاح ومشورت سے وہ اپنے تئین حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اسنے ہوڈسن صاحب پاس پیغام بھیجا کہ مین اپنے تئین اس شرط پر حوالہ کرتا ہون کہ میری جان بخشی کی جائے۔ اس پیغام آنے پر ہوڈسن صاحب نے وعدہ کیا۔ چار دن بعد ہوڈسن نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے کہ مین دہلی مین بادشاہ کو مردہ لانا بہ نسبت زندہ لانے کے زیادہ پسند کرتا تھا پھر اسی یادداشت مین لکھ دیا کہ بادشاہ بغاوت مین عملی حصہ لینے سے بری تھا۔
ہوڈسن صاحب پھر مقبرہ کے دروازے پر گئے اور کھڑے رہے کہ بادشاہ آگے آیا تھا اس کے پیچھے پالکیون مین زینت محل اور جوان بخت سوار تھے پھر بادشاہ کو بھی پالکی مین سوار کیا تو بہادر شاہ نے پوچھا کہ میرا گرفتار کرنے والا ہوڈسن صاحب بہادر ہین تو صاحب نے جواب دیا کہ ہان تو بہادر شاہ نے کہا کہ مین آپکی زبان سے بھی اپنے اور اپنے بیوی اور اپنے بیٹے کی جان بخشی کا وعدہ سننا چاہتا ہون۔ ہوڈسن صاحب نے وعدہ کیا تو بہادر شاہ نے اپنے ہتھیار حوالہ کیئے وہ بہت سہج سہج لاہوری دروازہ سے شہر مین چاندنی چوک کی راہ سے قلعہ مین زینت محل کے مکان مین مقید ہوا۔ بہادر شاہ جنرل ولسن سے ملنا چاہتا تھا جنرل نے ملنے سے انکار کیا اپنے ایڈیکیمپ لفٹنٹ مٹر شبل کو اس پاس بھیجدیا اس نے زینت محل کے محل پر پہرہ دینے مین گارد متعین کر دیا۔

جن ایجنٹون نے پادشاہ کو پکڑوایا تھا انہون ہی نے ہوڈسن صاحب کو مطلع کیا کہ بادشاہ کے
دو بیٹے اور ایک پوتا جنہون نے نامنی کے قتل مین بڑا حصہ لیا تھا وہ باغی سپاہ کے ساتھ نہین گئے
مقبرہ مین یا اس کے پاس چھپے ہوئے ہین۔ اس اطلاع سے ہوڈسن صاحب کا خون جوش مین
آیا اور کہا کہ ان لوگون پر رحم نہین کیا جائیگا ان بدکارون کو قتل کرکے زمین کو انکی نجاست سے پاک
کرونگا۔ دوسرے دن صبح کو جنرل سے اجازت حاصل کرکے اور میک ڈوئیلڈ کو ہمراہ لیکر ان شہزادون
کے قتل کے لئے روانہ ہوا۔ سو سوار اور دو جاسوس منشی رجب علی اور مرزا الہی بخش ساتھ تھے
تینون شاہزادے مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر مقبرہ مین تھے اور ان کے ساتھ
بہت سے بدمعاش تھے جنمین بعض دل چلے ہوڈسن صاحب سے لڑنے کی صلاح دیتے تھے مگر
شاہزادون نے دو گھنٹے تک جان بخشی کے اقرار کے لئے گفتگو کی مگر ہوڈسن صاحب نے اسکو
نامنظور کیا اور ناچار انہون نے اپنے تئین ہوڈسن صاحب کے حوالہ کیا۔ صاحب انکو رتھون مین
سوار کرکے دہلی سے ایک میل کے فاصلہ پر لائے پھر انکو رتھون سے اترنے کا اور اندر کے کپڑے
اتارنے کا حکم دیا اور ایک سوار سے قرابین لیکر تینون کو خود مار ڈالا اور لاشون کو لاہوری دروازہ سے
لاکر کوتوالی مین چوبیس گھنٹے تک لٹکائے رکھا۔ اب اس بات پر مختلف رائین ہین کہ ہوڈسن کا یہ کام
محمود تھا یا مذموم۔ لارڈ روبرٹس صاحب لکھتے ہین کہ ہوڈسن صاحب نے اپنی نیکنامی مین
اس کام کے کرنے سے بٹا لگایا اور بے ضرورت شہزادون کو مارا انکو بادشاہ کے پاس
بھجوانا چاہیئے تھا۔ بعض کہتے ہین کہ یہہ وقت ایسا تھا کہ اپنی عورتون و بچون کی قتل کی یاد
خون مین ایسا جوش پیدا کرتی تھی کہ قدرت بشری سے باہر تھا کہ یہہ قیدی زندہ چھوڑ دیئے
جاتے۔ دہلی مین یہہ واقعہ یون غلط بیان کیا گیا ہے کہ شاہزادے بادشاہ کے ساتھ آئے
تھے انکو جیلخانہ کے قریب ہوڈسن صاحب نے خود مار ڈالا اور انکا خون پیا اور کہا کہ میرا خون
اسوقت ایسا جوش مین آیا تھا کہ اگر ان شاہزادون کو نہ مار ڈالتا تو میرے دماغ مین خلل آجاتا
یہہ بڑا غمناک حادثہ تھا کہ پنجاب امن امان کا قائم کرنے والا اور دہلی مین نجف گڈھ مین باغیون کا
شکست دینے والا اور دہلی کی تسخیر کے لیئے ۱۴ سیتمبر کو حملہ کرنے والا اور سب سے پہلے دہلی کی
فصیل پر چڑھنے والا۔ جان نکلسن آٹھ روز زخم کی تکلیف مین رہکر اس دار فانی سے عالم جاودانی

بادشاہ کے بیٹون اور پوتے کا قتل [illegible]

مسٹر جان نکلسن صاحب کا واقعہ [illegible]

رخصت ہوا۔ ان کی وفات کے بعد سرحد کے امیرون اور ملتانی سوارون کے افسرون کو اجازت دی گئی کہ وہ ان کے چہرۂ مبارک کی آخری زیارت کرین یہ بہادر سپاہی اسکو دیکھکر زار زار روئے جسّے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسر سے کیسی دلی محبت رکھتے تھے۔ ۳۵ سال کی عمر مین صاحب محتشم الیہ نے فرزانگی و مردانگی مین شہرت حاصل کی انہون نے اس مقولہ کی تصدیق کر دی کہ اعلے درجہ کے ذہین آدمیون مین یہہ قابلیت ہوتی ہے کہ وہ سب کامون مین اپنی ذہانت کو کام مین لاسکتے ہین جس کام مین وہ مصروف ہوئے اس مین کامیاب ہوئے۔ انہین آدمیون کو اپنے ساتھ گرویدہ کرنے کی عجب قابلیت تھی انکی نظر جسپر پڑتی تھی اسپر اثر کرتی تھی۔ یہہ ناممکن تھا کہ کوئی شخص انسے باتین کرتا اور اسپر انکی باتون کا سحر کا سا اثر نہ ہوتا۔ باوجودیکہ وہ اپنے زبردست تلوار سے ماہر تھے مگر پھر بھی منکسر المزاج تھے انہون نے ایک مصنف سے ۱۸۵۱ء مین کہا تھا کہ میرا اڈورڈس صاحب سے مقابلہ نہ کرو۔ ان مین بہادری و شجاعت لارڈ کلائیو کی سی اور انتظام کی لیاقت وارین ہسٹنگز کی سی تھی وہ سب آدمیون کے حقوق سمجھنے مین بڑے عادل تھے۔ انہون نے اپنے آخر وقت مین اس شہر کی فتح کا مژدہ سن لیا کہ جسکے فتح کرنے کے لیئے جان دی تھی۔ کشمیری دروازہ سے باہر نئے قبرستان مین ۲۴ ستمبر کو دفن ہوئے۔ نہ انکے مرنے کی توپین چلین نہ بندوقین چھٹین جنسے کہ انکی قبر کے گرد خاموشی مین خلل ہوتا انکی قبر سادی بنی ہوئی ہے جسپر سنگ مرمر پر جو دہلی کے قلعہ سے لایا گیا تھا یہہ عبارت کندہ ہے۔

قبر بریگیڈیر جان نکلسن کی

جسنے دہلی پر حملہ کیا

لیکن فتح کی ساعت مین اسکے مہلک زخم لگا اور

۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کو ۳۵ سال کی عمر مین

وفات پائی

اب دہلی مین انکے ستچی جستجو لگنے کے لیئے ایک جگہہ قبر کے قریب تجویز ہوئی ہے جسکے گرد باغ ہے۔ انہون نے اس زخم کی تکالیف مین کبھی اپنے منہ سے اُف و آہ نہین نکالی۔ آخر وقت

اپنے ملک کی عزت کا خیال رہا۔ بستر مرگ پر کرب کی حالت مین کروٹین بدل رہے تھے مگر اسوقت بھی اپنے دلی دوست اڈورڈس کے دیدار کے مشتاق تھے انکو آخری ملاقات کے لیئے بلایا مگر وہ پشاور کی سرحد پر مشکل کامونکو انجام دے رہے تھے وہ ان پاس نہین جاسکتے تھے مگر انکا دل نکلسن ہی کی طرف لگا ہوا تھا۔ دل بیار دست بکار۔

جب تار پر انکے پیمانۂ عمر کے لبریز ہونے کی خبر پہنچی تو انہون نے یہہ فرمایا کہ اگر دلی سو دفعہ فتح نہ ہوتی تو کچھ پروا نہ تھی مگر نکلسن نہ مرتا۔ انہون نے اپنے دوست کے لیئے ایک کتابہ لکھا کہ وہ آئرلینڈ مین لسبرن کے گرجا گھر مین لگا یا جائے۔ جہان انکی مان زندہ موجود تھین۔ نکلسن صاحب نے اپنی مان کو بھی تسلی تشفی افزا خط لکھا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ صبر فرمائینگی۔ انکی مان بیٹے کے مرنے کے بعد سترہ برس تک زندہ رہین ۱۸۷۴ع مین بیاسی برس کی عمر مین مرین ان کے ایک بیٹے کا ہاتھ پہین دہلی کی لڑائی مین اڑگیا تھا۔ اگرچہ جان لارنس کبھی اپنے رخسارون کو آنسوؤن سے تر کرتے تھے مگر جب نکلسن صاحب کی وفات کی خبران پاس پہنچی تو دھاڑین مار مار کر رونے لگے اور انہون نے مشتہر کیا کہ نکلسن صاحب بہادر عقیل شخص کا ہی کو پیدا ہوگا فوج بنگالہ مین نکلسن صاحب سے بڑھ کر کوئی اولوالعزم اور لایق سپاہی نہ ہوگا۔ رپورٹ مین لکھا کہ شہر دہلی بغیر نکلسن صاحب کے فتح نہین ہوتا۔

نقشہ مقتولین و مجروحین اور گم شدگان جو ابتدائے جنگ سے دہلی کے سامنے ۳۰ مئی ۱۸۵۷ع سے دہلی کی تسخیر کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ہوئے۔

میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تفصیل
۱۰۱۲	۴۴۰	۵۴۲	۱۳۹	۱۰۱۲	۸۶۵	۷	۸۰	۱۴	۴۶	مقتول
۲۷۹۵	۱۲۲۹	۱۵۶۶	۱۰۶	۲۷۹۵	۲۳۸۹	۱۰	۲۰۶	۴۹	۱۴۰	مجروح
۳۰	۱۷	۱۳	۵۳	۳۰	۲۹	۰	۱	۰	۰	گم شدہ
۳۸۳۷	۱۶۸۶	۲۱۵۱	۳۴۸	۳۸۳۷	۳۲۸۳	۱۷	۲۸۸	۶۳	۱۹۲	میزان

نقشہ مین وہ افسر بھی داخل ہین جو زخمی ہوکر مرے ہین۔ آٹھوین ستمبر کو بیٹریان لگائی گئی تھین

شہر لے لیا جائے اس تاریخ تک ۲۱۶۳ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے تھے
اس تاریخ سے حملہ کی صبح کی تاریخ تک ۱۱۷۰ افسر و سپاہی مقتول اور مجروح اور گم ہوئے اور
۱۵ ستمبر سے دہلی کی بالکل فتح ہونے کی تاریخ ۲۰ ستمبر تک ۱۱۷۷ افسر اور سپاہی مقتول
اور مجروح ہوئے انکے علاوہ سینکڑون جانون کا نقصان بیماری سے ہوا۔ اس دہلی کی
لڑائی مین ٹوکریمیا کی جنگ سے بھی زیادہ نقصان ہوا کریمیا کی لڑائی مین کل سپاہ ۹۷۱۳۴
تھی جنمین ۱۳۲۵۹ سپاہی مجروح و مقتول ہوئے تھے یعنی ۱۳۴۷۱ فیصدی اور دہلی مین ۹۷ فیصدی

جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا اور بادشاہ بھی گرفتار ہوگیا تو دہلی کی فتح کی خوشی کی توپین قلعہ مین
چھوٹین اور دیوان خاص مین ۲۷ ستمبر کو اتوار کے دن فتح کی شکر گزاری کی نماز پڑھی گئی۔
جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو جنرل ولسن صاحب نے سپاہ کی نسبت جو انکے ماتحت تھی یہہ
مراسلہ لکھا۔

چار مہینے تک اس موسم مین کہ سال کے اندر نہایت سخت موذی ہوتا ہے اس سپاہ پر جو
در اصل تعداد کے اعتبار سے بڑی ضعیف تھی کثیر التعداد دشمنون نے متواتر حملے کیے اسکے
پاس بڑے زبردست بہت توپخانے تھے سب سپاہیون کو جو کام سپرد تھے وہ بڑی
جفاکشی اور مشقت شاقہ اٹھا کے اور پے در پے دق کرنے والے تھے۔ لڑائیون مین
جدا جانین جاتی تھین اور بیماریون سے جدا ہلاکت ہوتی تھی مگر باوجود ان سب نقصانون کے
سپاہی بڑی خوشی اور گرمجوشی سے اپنے فرض ادا کرتے تھے۔
سر کولن کیمبل نے جو سپہ کے سپہ سالار اعظم تھے اس سپاہ کی یہہ تعریف لکھی ہے کہ
اس سپاہ مین جرنیل سے لیکر ایک ادنے سپاہی تک نے جو اپنی بے تکان ہمت و جرأت
اور اپنی بے خلل ثابت قدمی و استقلال اور اپنی شان و شکوہ شجاعت دکھائی ہے اسکی
تعریف مین ناممکن ہے کوئی بات فضول کہی جائے۔ سب نے اپنی مرضی کو عمدہ طور پر شریفانہ
ادا کیا سپاہ کی بالاستقلال والا ہمتی ہی نے جنرل کو اس قابل بنایا تھا کہ اس موذی مہلک
موسم مین اور اسباب حرب کی کمی مین اسنے اپنی مہم اہم کو جاری رکھا۔ لارڈ رابرٹس فیلڈ مارشل
اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین تحریر کرتے ہین کہ مین بھی مثل نورمن کے دہلی کے محاصرہ کی اپنی مختصر

تاریخ مین سپاہیون کی تعریف کرتا ہون جنہون نے ابتدا سے انتہا تک نہایت عمدہ طور سے کام کیا سارے کامون مین انکے طریقہ وطور کی تعریف نہین ہوسکتی کہ کی جائے انکی ثابت قدمی اور استقلال مین کبھی خلل نہین آیا۔ انکی شجاعت وبہادری بڑی نمایان تھی انہون نے مختلف تیتیس ۳۳ لڑائیون مین اپنے سے دس گنے دشمنون پر فتح پائی جنکے پاس توپخانے انکے توپخانون کی نسبت بڑے زبردست تھے سوا اسکے انکے پاس مستحکم شہر تھا انمین سے ہر ایک سپاہی نے ایسی جنگ کی اور کام کیا کہ گویا وہ یہہ سمجھتا تھا کہ خاص اسی کی کوشش پر آج کی فتح کا نتیجہ منحصر ہے انہون نے رضامندی ہی نہین بلکہ خوشی سے ان سختیون کی ایک مدت برداشت کی کہ جنکی ہی سپاہیون کو پیش آئی ہونگین تین مہینے تک ہر روز کے بڑے حصے مین ہر سپاہی کو کربستہ مسلح رہنا پڑتا تھا جبکو دھوپ کی گرمی ہلاک کیے دیتی تھی اور اسکی برداشت کرنی دشمنون کی آگ سے جو کبھی سرد نہین ہوتی تھی زیادہ ناگوار اور دشوار تھی وہ اپنی آنکھون کے سامنے دیکھتے کہ انکے ساتھی ہیضہ ولو وسہال سے مر جاتے ہین۔ یہہ امر ہزار مرتبہ زیادہ دل شکن لڑائی کے روزانہ زخمیون اور مردون سے تھا وہ اپنے دشمنون کو دیکھتے تھے کہ روز بروز کمک ون کے آنے سے طاقت مین بڑھتے جاتے ہین اور انکی اپنی تعداد جلدی جلدی کم ہوتی جاتی ہے مگر اسسے کبھی وہ اپنے دل مین ہراسان نہین ہوئے اور آخر مین جب انہونے ظاہر دیکھا کہ کہین سے انکو کمک آنے کی امید نہین ہوسکتی ہے اور دہلی کی تسخیر ضرور ہے تو انہون نے ایک ہی دفعہ اس کے لے لینے کا قصد کیا وہ حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھے ہے اور اعلے درجہ کی بہادری سے حملہ کیا اسکے نتیجہ پر انکو پورا بھروسہ تھا باوجودیکہ وہ اس سپاہ کے بقیہ تھے جو بارہ ہفتے سے مصیبتین اٹھانے سے اور عسرت مین تنگ حال رہنے سے فرسودہ ہوگئی تھی اسکی امیدون کے بر آنے مین التوا ہوتا تھا (جیسے کہ انسان کا دل بیمار ہوتا ہے) اور اس امداد کا جو کبھی نہین حاصل ہوئی انتظار کرنا اسکے لیئے اشد من الموت تھا۔ باوجود ان سب باتون کے اس نے ایسے شگفتہ خاطر ہوکر حملہ کیا کہ گویا ابھی تازہ لشکر کشی ہوئی ہے اس مین کوئی پہلے تکان ہوئی ہی نہین فصیل کے پاس بیٹریان اسطرح لگانا کہ جس مین آسانی ہو ایسا بہادرانہ کام

کام تھا کہ پہلے کبھی نہین کیا گیا تھا۔ کرنیل بیرد سمتھ نے ۷۰۰ گز و ۶۰۰ گز و ۱۶۰ اگز کے فاصلہ پر
ان بیٹریون کو لگایا تھا اور حقیقت مین اول دو بیٹریون کا فاصلہ اس سے بھی کم تھا جو بیان کیا
گیا ہے) آخر کار ان تھوڑے بہادرون نے جسپر انگلنڈ ہمیشہ سچا فخر و ناز کریگا اس استوار حصار پر
دن دہاڑے حملہ کیا جسکی تیس ہزار سینہ زور سپاہی حفاظت کر رہے تھے اور ان کے پاس
ہر طرح کا سامان حملہ کے روکنے کا موجود تھا۔ مقتولین اور مجروحین کی فہرست شہادت
دیتی ہے کہ ہر قسم کی سپاہ نے اپنے کام مین بڑی دلاوری و دلیری کی۔ دہلی مین کبھی دس ہزار
سے زیادہ سپاہ کارپرداز نہین جمع ہوئی اس مین سے ۹۹۲ مارے گئے اور ۲۸۴۵
زخمی ہوئے اس کے علاوہ سیکڑون امراض و لو سے ہلاک ہوئے سب نے کام
بہت عمدہ طرح کیا مشکل ہے کہ انمین سے کسی کی تخصیص کی جائے لیکن مین امید کرتا ہون
کہ اگر مین خاص توجہ ان چار پلٹنون کی کارگزاری پر دلاؤن تو اس سے حسد انگیزی نہین ہوگی
ساٹھوین رائفل رجمنٹ اور سرمور پلٹن گورکھا اور گائڈس اور پہلی پنجاب پیدل پلٹن یہ ہمیشہ
دشمن کے مقابلہ مین لڑائی مین مصروف رہین ہمیشہ اپنر آگ برستی رہے اور ان مین جو سپاہیونکا
نقصان لڑائیون مین ہوا وہ شہادت دیتا ہے کہ کیسی خدمات انھون نے کین۔ ساٹھوین
رائفل رجمنٹ جب میرٹھ سے آئی ہے تو اس مین ۴۴۰ سپاہی تھے حملہ سے چند روز پہلے
انہین تقریباً دوسو اور سپاہی آنکر ملے کل ۶۴۰ ہوئے انہین ۳۸۹ مجروح و مقتول ہوئے
اور سرمور پلٹن گورکھا مین ابتدا مین ۴۵۰ سپاہی تھے ۹۰ سپاہی اور آنکر ملے کل ۵۴۰
سپاہی ہوئے انہین ۳۱۹ مجروح و مقتول ہوئے۔ گائڈس جب لشکرگاہ مین آیا ہے
تو ان مین ۵۵۰ سوار اور پیدل تھے انہین ۳۰۳ مجروح و مقتول ہوئے۔ پنجاب
کی پیدل پلٹن دہلی مین آئی ہے تو اس مین تین انگلشی افسر ۶۶۴ سپاہی تھے ان مین سے
دو انگریزی افسر مارے گئے اور تیسرا سخت زخمی ہوا اور ہندوستانیون مین آٹھ افسر
اور ۲۰۰ سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے اور پھر جو اور برٹش افسر اس پلٹن سے متعلق کیے
گئے انمین سے ایک مارا گیا اور چار زخمی ہوئے سوا اسکے مجھے اس سے بڑی خوشی ہوتی
ہے کہ ارٹلری اور انجینیرون نے بھی بڑے کار ہاے نمایان کیے ہین۔ ارٹلری کی چھوٹی سی تعداد

مین ۳۶۵ اور انجنیرون مین دو تہائی افسر اور ۲۹۲ سپاہی مارے گئے یا بیکار ہوئے -
لارڈ کیننگ گورنر جنرل نے جو تھوڑے دنون بعد اول وائسرائے ہند مقرر ہوئے ایک
ایسی تحریر پرگرم لفظون مین اس دہلی کی حملہ آور سپاہ کی مہمات کی لکھی ہے جس سے بہتر نہین ہوسکتی
رائٹ آنریبل گورنر جنرل مع کونسل پاس ٹیلیگراف مین نہایت خوش کرنے والا یہ مژدہ
آیا ہے کہ کل دہلی میجر جنرل ولسن کی سپاہ کے قبضہ اختیار مین ہے -
دہلی بغاوت وسرکشی کا مرکز آتشی تھا جسنے چار مہینے سے سارے ہندوستان کو وقف حیران
کر رکھا تھا وہ باغی سپاہ بنگال کا مستحکم و استوار حصن حصین تھا جہان اسنے اپنی ساری قوت کو
مجتمع کیا تھا وہ اب باغیون کے ہاتھ سے چھین لیا گیا -
بادشاہ قلعہ مین نظربند قیدی ہے اور میجر جنرل ولسن کا ہیڈکوارٹرس دیوان خاص مین قائم
ہوا ہے اور ایک جرار کالم باغیون کے تعاقب مین بھیجا گیا ہے -
خواہ باغی سپاہیون کے اور انکے جو شریک اسکے ساتھ ہوئے کچھ ہی بغاوت کے اور خدا بات
کے علل و اسباب ہون جنہون نے انکو سرکشی و بغاوت اور ارتکاب جرائم پر برانگیختہ کیا ہو مگر اس مین
شبہ نہین کہ انکی یہہ جرأت و حوصلہ اس یقین کے دھوکہ سے پیدا ہوا تھا کہ ہندوستان کی
ضعیف محافظت انگلینڈ کرتا ہے - اور پہلے اس سے کہ گورنمنٹ اپنی قوت کو انکی محافظت مین
مجتمع کرے وہ اپنے مقاصد کو پورا کرلینگے - اب انکا یہہ دھوکہ دور ہوا - ان ہزارون سپاہیون
مین سے جو انگلستان سے ہندوستان کو برٹش قوت کی برتری اور بزرگی ثابت و قائم
کرنے کے لیئے جلد جلد چلے آرہے ہین انہین سے ایک سپاہی نے بھی اس ملک کے
سواحل پر قدم نہین رکھا کہ صرف ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب کی حدود کے اندر سپاہ نے جمع
ہوکر اس باغی سپاہ کو وہان غارت و تباہ و پراگندہ کردیا جہان سب سے زیادہ طاقتور تھی اور
متفق ہوکر یکجا جمع ہوئی تھی اور بے حساب اپنے پاس اسباب جنگ رکھتی تھی - یہہ کام
پہلے اس سے سرانجام ہوگیا کہ چین و مشرقی کولونیون سے سپاہین بنگال مین جمع ہوکر بعض
جنرل ولسن کی سپاہ سے جاکر ملین یہہ صرف ہمت جرأت و شجاعت و مردانگی بہادر سپاہ کی
تھی کہ بہادر جنرل ولسن نے اپنی ہنرمندی اور صائب رائے اور مستقل ارادہ سے اور

بعض ہندوستانی رئیسون کی امداد سے جو اپنی دوستی و وفاداری مین سچے رہے اور خدا تعالی کے فضل و کرم سے سرکشی و بغاوت کے سر کو کچل دیا اور خیر خواہی و انسانیت اور حق حکومت کی حمایت کی۔ گورنر جنرل مع کونسل کو امید ہے کہ میجر جنرل ولسن کے جب مراسلات آئینگے تو مجھے دہلی کی لڑائیون کے مفصل حالات معلوم ہونگے۔ پھر مین ان افسرون کا اور ان آدمیون کا جنکی ہمت و جرأت و ہمت وجد و جہد سے لڑائیون مین فتحیابی ہوئی ہے وہ شکر ادا کرونگا اور انکی تعریف کرونگا جسکے وہ مستحق ہین۔ مگر گورنر جنرل مع کونسل چیف کمشنر پنجاب کی ان خدمات سلطنت کا جو اس زمانہ مین کین ہین احسان مندی کے ساتھ شکر کرنے مین التوا نہین کرتا۔ دہلی کے سامنے جو سپاہ تھی اسکی امداد براہ راست ممالک زیرین سے موقوف ہو گئی تھی سر جان لارنس ہی کے سبب سے ہمیشہ اس سپاہ کی سپاہیون سے کمک و امداد پہنچتی رہی اور اسکی تقویت ایسی موثر و کارگر ہوئی کہ اسکے سپہ سالار نے فقط یہی کام نہین کیا کہ اپنے مقام مین کوئی خلل نہین پڑنے دیا بلکہ کامل فتح و ظفر پائی۔

سر جان لارنس نے اپنی توجہ تامہ اور دانائی اور فرزانگی سے تجویز کر کے ایسی لائق سپاہین بھیجین کہ میجر جنرل ولسن کی سپاہ ایسے دق نہین ہوئین نہ پنجاب کی طرف سے وہ خوف زدہ ہوئی اور پنجاب کی خود گورنمنٹ قائم رہی اور علے العموم اسکا ادب کیا گیا۔

گورنر جنرل مع کونسل کو جو اول موقع ملے گا تو وہ بہت خوشی سے ان خدمات بزرگ جو عین فتحیابی کی گئی ہین اعلے درجہ کی قدرشناسی پر اپنی شہادت ظاہر کریگا۔

ایک مہینے کے بعد گورنر جنرل نے دہلی کے میدان جنگ کی سپاہ کی خدمات کا اور خاص افسرونکا شکر ادا کیا۔

رائٹ آنریبل گورنر جنرل مع کونسل کے پاس میجر جنرل ولسن کا ایک مراسلہ آیا جو تسلسل اس سلسلہ مراسلات کے جو اشتہار نمبری ۷ ۵ ۱۲ مطبوعہ ۸ ماہ گذشتہ چھپا تھا۔ اس مین دہلی کی فتح کا پورا حال لکھا ہے رپورٹین اور نقشے جو اس مراسلہ کے ساتھ آئے وہ اس لڑائی کو دشواری اور مشکلات کو ثابت کرتے ہین جو ایسے دشمن سے لڑنی پڑی جسکی تعداد بہت زیادہ تھی جسکے پاس نہایت مستحکم مقام تھا جسکے اندر سامان جنگ مرتب تھا اور اسکا معاون سال کا وہ موسم تھا

جو بیماری کا ہوتا ہے اور بڑی ایذا پہنچاتا ہے۔
اس مین انگلش سپاہیون نے ایسی ثابت قدمی و بہادری اور جرأت و ہمت دکھائی
جو مغلوب نہین ہوسکتی تھی اور اس مین انہون نے اپنے تئین بہادرانہ قوت و مضبوطی سے
محو کیا اور اپنے مستقل ڈسپلن اور اپنے سخت عزم بالجزم کو دکھایا ہے۔ لڑائی مین میجر
جنرل ولسن کی سپاہ نے جس استقامت سے اپنے مقصد کو حاصل کیا ہے اس مین کوئی غلطی
نہین کی۔ ہر شخص نے اپنا دل و جان اس لڑائی مین لڑا دیا ہے انکی تعداد بموجب تمام
معمولی قاعدون کے حملہ کرنے کے لیئے خوفناک غیر کافی تھی۔ مکار و قاتل دشمن سے جلد عوض لینے مین
ہر ایک سپاہی کی امداد جس طور سے کہ نہایت فائدہ مند کسی مقام پر ہوسکتی تھی وہ اسنے دی
معصوم بچون کے خون کا جو بے رحمی سے بہایا گیا تھا اور انسانیت کو جو غصہ دلایا گیا تھا
اسکا زبردست کارگزارون سے عمدہ انتقام لیا گیا۔ مجھکو بالکل یقین ہے کہ جب انگلنڈ ہی مین
نہین بلکہ تمام مہذب و شائستہ ملکون کی حدود کے اندر انکی فتح کی خبر پہنچیگی تو وہان تعریف
کی پیشکش دی جائیگی۔ میجر جنرل شہادت دیتے ہین کہ مین نے اپنے ماتحت لشکر کی ہر ایک
شاخ سے موثر و کارگر و تحمل امداد پائی اسکے آگے ایک بڑی لمبی فہرست افسرون کی ہے
جنکے کامون کی گورنر جنرل نے شکر گزاری اور سند پذیری کی انمین سے چند بڑے بڑے
شجاعون کے نام لکھے جاتے ہین۔
بیرڈ سمتھ - نیول چیمبرلین - چارلس ریڈ - ہوپ گرینٹ - جان جونس -
روبرٹس - ادون جانسن - ایبک ٹیلر - ٹیٹم - جیمس ہیڈ - لوک ہارٹ - ٹرنبل - سیٹن
ہوڈسن - ڈیلی - ٹومبس - رینی - جیکب - براونٹن - جان کوک - وبٹسن - میڈلی
جیمس ملس - کونٹن - سیٹ یاس - پیک - گربل - ایاب مین - سال کیلیڈ - ہوم اور بہت سے
جنکی فہرست لمبی ہے۔ آخر مین گورنر جنرل نے یہ لکھا ہے کہ خیرخواہی اور مستقل طور پر انگریزون
کے ساتھ ملکر دشمنون کے ساتھ لڑنا مہاراجہ پٹیالہ اور اسکی سپاہ کا اور راجہ جھیند کا جو لڑائی
مین خود شریک ہوا اور اپنی سپاہ سے بالاستقلال اعانت کی اور جان فشان اور سردار میر خان
صاحب کا جنہون نے انگریزی سپاہ کی مدد کی۔ گورنر جنرل مع کونسل نہایت شاکر و ممنون ہے

یہہ سچے دل کے سردار اپنے وعدون کو ہمیشہ ایفا کرتے رہے اور انکو ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کی
قوت وعزت اور دوستی پر اعتبار رہا اس سبب سے وہ کبھی روگردانی نہین کرین گے ۔،،
گورنر جنرل مع کونسل مہاراجہ رنبیر سنگہ والی کشمیر کی بڑی خوشی کے ساتھہ شکرگذاری کرتے ہین
انہون نے عین وقت پر میجر لارنس کے ماتحت جمون کنٹنجنٹ کو دہلی بہیجکر عین وقت پر امداد
کی کشمیر کے فرمان روا نے بے ریا صادق دوست ہونے کا طریقہ اختیار رکھا

باب پنجم

ایام غدر مین دہلی اور بہادر شاہ کی سلطنت کے مختلف حالات

دہلی سے سرکار کمپنی کی عملداری کا اٹھہ جانا

کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس سرکار کی جسکو ابد پائدار کہتے تھے ترپین چون برس کی جمی جمائی
عملداری یکایک چند گھنٹون مین ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع کو دہلی سے اڑگئی اور اپنی ساری نعمتین اور
برکتین اپنے ساتھہ لے گئی ۔ شہرت ہوگئی کہ مسلمانون کی گئی گذری سلطنت پھر بحال ہوئی باسی
کڑہی مین ابال آیا ۔ انکا نقلی برائے نام بوڑہا بادشاہ بہادر شاہ سچ مچ کا اصلی پادشاہ
ہوگیا جسکے دماغ مین نہ پادشاہ ہونے کی صلاحیت تھی نہ پادشاہی کے حاصل کرنے کے لیئے کسی
سازش کرنے کی قابلیت تھی مگر اسنے چار مہینے چار روز تک ۱۱ مئی ۱۸۵۷ع سے ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ع
تک فرمانروائی اسطرح کی کہ یہہ امر تحقیق نہین ہوا کہ آیا اسکے دماغ مین یہہ خبط سما گیا تھا کہ مین
اپنے باپ دادا کی طرح ہندوستان کا پادشاہ ہون یا باغی سپاہ کے ہاتھہ کی کٹ پتلی ہون
کہ جس ناچ چاہتے ہیں اوسے نچاتے ہین اور اسکو مقید کہتے ہین ۔
اور جو کام چاہتے ہین وہ اس سے کراتے ہین اسکے نام و مہر و دستخط و تحریر کو کام مین لاتے ہین ان
دونو باتون مین سے ایک بات کے ٹھہرانے مین انگلستانی ارباب الراے مین بڑا اختلاف رہا ہے
مگر کثرت راے اس طرف ہے کہ وہ اپنے تئین ہندوستان کا بادشاہ سمجھتا تھا اسبات
مین ہم سب سے زیادہ جان لارنس صاحب کی راے کو ترجیح دینگے جسکا ذکر اور راؤن
کے ساتھہ آیندہ کرین گے ۔ ۱۱ مئی کو دن مین دہلی مین غدر مچا تو بادشاہ نے اسکا حال جناب

لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی شمالی کو اپنے ایک شقہ مین لکھ کر سانڈنی سوار کے ہاتھ آگرہ بھیجا
جسکے آخیر مین حسب حال یہ شعر تھا ۔ برلب رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس ازانکہ من نمانم بچہ
کار خواہی آمد ۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ برگشتہ بخت بادشاہ اپنی ہستی کو سرکار انگلشیہ
کے ساتھ وابستہ سمجھتا تھا ۔ جناب محتشم الیہ نے اس شقہ کو سنکر فرمایا کہ خود بادشاہ بن کر بیٹھ گیا
ہے اور ہمکو یہہ لکھتا ہے ۔ اسوقت جواب لکھنے کی ضرورت نہین ہے ۔ سانڈنی سوار سے
کہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو جواب پیچھے جائیگا ۔

اول حکم بادشاہ کا جو صادر ہوا وہ یہہ تھا کہ گائے ذبح نہین کی جائیگی ۔ ۹ - جولائی کو
ڈھنڈورا پٹوایا کہ جو گائے ذبح کریگا وہ توپ کے منھ اڑایا جائیگا ۔ بقرہ عید کو گائے کی قربانی
منع کی گئی ۔ اگر بادشاہ کو اختیار ہوتا تو وہ کیون ہندو راجہ کے سے احکام دیتا مگر تلنگون کے
ہاتھ سے وہ مجبور تھا جو اسنے اپنی مرضی اور مذہب کے خلاف یہہ حکم دئیے ۔ گائے قصاب
چار مہینے تک اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے رہے اگر باہر نکلتے تھے تو تلنگے انکو اسی طرح
ذبح کرتے تھے جیسے وہ گائے کو ذبح کرتے تھے پانچ چار مسلمان قصائی ہندو
قصائیون کے ہاتھون ذبح ہوئے ۔ پھر تلنگون نے دوسرا حکم بادشاہ سے یہ صادر کرایا کہ
شہر کے ڈلاؤ اور کوڑا جو بیلون پر لاکر شہر سے باہر کھیتون مین ڈالنے کے لیئے جاتا ہے
وہ گدھون پر لدکر جایا کرے ۔ بھنگیون کے ہاتھ جب تک گدھے ہاتھ لگے شہر مین
ڈلاؤ کے ڈھیر لگے ۔ مگر بہت دن نہین لگے کہ حلال خورون نے اپنے بیل بیچکر گدھے مول
لیئے ۔ پھر کبھی ایام غدر مین بیلون کی پیٹھ پر ڈلاؤ لدا ہوا دیکھنے مین نہین آیا ۔ مسلمانون کو
یہہ بادشاہی احکام ناگوار گذرے اور انھون نے کہا کہ یہہ اسلام کی بادشاہی نہین ہے تو
ہندوؤن کا راج ہے پیچھے تھوڑے ذلیل مسلمانون نے ایک دفعہ اپنا محمدی جھنڈا
ہندوؤن پر جہاد کے لیئے لگایا ۔ دوسری دفعہ مولوی محمد سعید نے جامع مسجد مین یہہ جھنڈا
کھڑا کیا تو بادشاہ نے انسے کہا کہ یہہ کسکے لیئے ہے انگریز تو شہر مین باقی نہین تو انھون نے کہا کہ ہندوؤن
کے لیئے لگایا گیا ہے ۔ بادشاہ نے انکو یہہ سمجھا کر اس جھنڈے کو اکھڑوا دیا کہ سارے تلنگے ہندو ہین
اپنے بیچارے مسلمان کیا لڑین گے ۔

جب دیوان خاص مین تلنگون کا ہجوم ہوا تو بادشاہ دیوان خاص مین آنکر کرسی پر بیٹھا
اور انسے پوچھا کیا مانگتے ہو انہون نے عرض کی کہ ہماری زندگی کا مدار حضور کی پرورش پر ہے
ہماری پرورش کیجیے نہین ہم آپ اپنے لیئے انتظام کرینگے۔ پھر انہون نے بادشاہ کے
قدمون پر سر جھکا کر نذرین دین اور عرض کیا کہ جہان پناہ ہمارے سر پر ہاتھ رکھین۔ بادشاہ
نے انکے سر پر ہاتھ رکھا انہون نے بادشاہ کو دعائین دین۔ اب سر پر ہاتھ رکھنے کے دو سبب
ہو سکتے ہین کہ کیا تو بادشاہ نے اس برگشتہ سپاہ کی سرکشی کی سرپرستی کو قبول کرلیا یا اسنے
اس خوف سے انکی درخواست کے موافق سر پر ہاتھ رکھا کہ انکار کی صورت مین اپنا
سر دھڑ پر نہین رہتا۔ یہہ حال خدا کو معلوم ہے کہ بادشاہ کے دل مین کیا خیال اس وقت
تھا۔ قیاس سے اسکو جو چاہو کہہ لو۔ جب رات کو سب باغی سپاہ قلعہ مین جمع ہوگئی تو
انہون نے اپنے توپخانہ سے ۲۱ توپین سر کین اب معلوم نہین کہ یہہ توپین بادشاہ کی
بادشاہی کے اعلان کی تھین یا ان کی اپنی فتح مندی کی تھین جو انکو دن مین انگریزون کے
قتل کرنے مین حاصل ہوئی تھی۔

جس وقت سے کہ انگریزی عملداری شہر سے کافور ہوئی تو چوبیس گھنٹے کے اندر شہر مین
کوئی گناہ اور پاپ ایسا نہ تھا کہ جو انسان کر سکتا تھا وہ نہ ہوا ہو قتل لوٹ مار کا بازار گرم رہا
کھاری باولی چاندنی چوک دریبہ چاوڑی مین دکانین بند ہوگئین اگرچہ انمین سے بہت
تھوڑی لٹی تھین دریبہ مین صراف کی ایک دوکان لٹی تھی اور سب صرافون نے اپنا زر و زیور
و روپیہ گھر چلتا کیا اور اپنی دکانون کو آگے واویلا مچانے کو کھڑے ہوگئے کہ ہائے ہم لٹ گئے
اگرچہ اور گلی کوچون مین اس لوٹ کا کچھ اثر نہ تھا سب سود و سلف بدستور بک رہا تھا
اگر کوئی بدمعاش گلی کوچہ کے دکاندار سے ٹرپھش کرتا تو اہل محلہ اسکو درست کر دیتے
اپنے پرانے دکانداروں پر ذرا ظلم و ستم نہ ہونے دیتے تلنگے ابھی شہر کی گلی کوچون سے
نابلد تھے۔ چوڑے چوڑے بڑے بڑے بازارون کو جانتے تھے انہین انکو اپنی ضرورت
کی چیزین ملتی تھین انہون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ حضور سوار ہو کر بازار
کھلوا دین۔ بادشاہ نے انکی درخواست کے موافق سواری کا حکم دیا اسکی سواری نکلا

جلوس تھا کہ ہاتھیوں پر چھتر وماہی ومراتب اور انکے پیچھے شتری زنبورکین اور انگریزی وکالی پلٹنین وردیہ بوسیدہ وردیان پہنے ہوئے اور شکستہ بستہ توڑے دار بندوقین کندھے پر لگائے ہوئے تھین جو اس سواری مین نئی بات تھی وہ یہہ تھی کہ سینکڑون تلنگے دھوتی باندھے ہوئے اور اپنی ٹپکیان کندھون پر دہرے ہوئے بادشاہ کی سواری کے ہاتھی کے آگے سارے بازار مین بہادر شاہ کی جے پکارتے جاتے تھے اور اسکو دین دنیا کے گُتیان کہتے جاتے تھے۔ بادشاہ عماری مین ہاتھی پر سوار تھا۔ اسکے نقیب احکام سناتے جاتے تھے کہ دکانون کو کھولو اسکے ہاتھی کے پیچھے ترک سوار تھے جو بادشاہ کی جے کی دہائی دیتے تھے۔ یہہ سواری بھی خدا کی قدرت کا تماشا تھا کہ یہہ کسکی سپاہ تھی اور کسکی جے پکار رہی تھی اپنی سرکار کے خون کی پیاسی تھی اور اسکے ایک پنشن خوار کی انکے منہ سے جے کی آواز نکلتی تھی۔ بادشاہ وہی بوڑھے منشی تھے جنکے حکم کہ باد ہوائی جانتے تھے ادھر کوئی دکان کھلی ادھر بند ہوئی۔ ان بازارون مین آمد ورفت رہتی تھی دکانین کھولتے دوکاندار بہت ڈرتے تھے مگر شہر کا اور گلی کوچون کا حال بدستور تھا ان مین ہڑتال نہین تھی کہ اہل شہر کو اپنی ضروری چیزین خریدنے مین تکلیف اٹھانی پڑتی

دکانون کا حال

غدر سے پہلے ڈھنڈورا اسطرح پیٹا جاتا تھا کہ نقارہ پر چوٹ لگا کے ڈھنڈورچی اول یہہ کہتا تھا کہ خلقت خدا کی ملک بادشاہ کا حکم سرکار کمپنی بہادر کا پھر آگے وہ بات کہتا تھا جس کا مشتہر کرانا منظور ہوتا تھا۔ ۱۲ مئی کو ڈھنڈورے مین حکم سرکار کمپنی کا اڑ گیا اسکی جگہہ بادشاہ کا حکم ہوگیا۔ اسطرح کا ڈھنڈورا اور راست کو توپون کا چھوٹنا بادشاہ کی بغاوت کے جرم مین ایک دلیل بیان کی گئی کہ اسنے باوجودیکہ وہ سرکار کمپنی کا پنشن خوار تھا سرکار کے ملک مین اپنی بادشاہی اعلان کیا کہ مین ہندوستان کا بادشاہ ہون۔

تلنگے کئی سبب سے لوگون کو قتل کرتے تھے اول جنکو وہ کرشتان جانتے تھے سیٹھ بدری چند ڈپٹی انسپکٹر مدارس دہلی جو بڑا کٹا سراوگی ہندو تھا مگر وہ انگریزی کپڑے پہنتا تھا اوہ تو کرشتان جانتے تھے اسکو تلنگون نے ایسا زخمی کیا کہ وہ مرہی گیا۔ ایک کشمیری پنڈت موہن لال جنہے مسلمان ہوکر اپنا نام آغا حسن جان رکھا تھا مگر

وہ کوٹ پتلون پہنتا تھا اسکو بھی تلنگون نے کرسٹان سمجھ کر قتل کرنا چاہا مگر اسکی خوش نصیبی سے
میان نظام الدین اسکے دوست پہنچ گئے اسکی مسلمانی کی خود شہادت دیکر اوراورون کی شہادت
دلاکر اسکی جان بچائی وہ افغانستان کا جاسوس و مخبر مشہور تھا اگر شہر مین رہتا تو تلنگے معلوم
نہین کیا اسکی گت کرتے مگر وہ ولی داد خان تعلقہ دار مالاگڈھ ضلع بلند شہر کے ساتھ دلی سے
چلا گیا اور وہان سے میرٹھ مین آگیا۔ دوسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور انکے گھر لوٹنے کا
یہہ تھا کہ تلنگون کو شہر کے آدمی یہہ بتلا دیتے تھے کہ اس گھر مین انگریز عورت مرد بچہ
چھپا ہوا ہے۔ اس آفت مین ۱۱ مئی کو اول قاضی فوجدار جو بڑا معتبر ریاست الور کا ملازم تھا اسکے
سگے بھائیجون نے عداوت کے سبب سے اسکے گھر کو کہدیا کہ اسمین فرنگی چھپا ہوا ہے تلنگون نے
اس بیچارے کو بیگناہ مارا۔ ۱۲ مئی کو نواب حامد علی خان بھی اس بلا مین گرفتار ہوا کہ تلنگون کو
لوگون نے یہہ شبہ ڈلوایا کہ انگریز اسکے گھر مین چھپا ہوا ہے وہ اسکو کشان کشان قلعہ مین لائے
محبوب علی خان وزیر بادشاہ نے اسکی رہائی کے لیے سفارش کی تلنگون نے اس شرط سے
اسکو چھوڑا کہ اسکے گھر کی خانہ تلاشی کی جائے اگر انگریز اسکے اندر سے نکلا تو جو ہمارا جی چاہے
اسکا برا حال کرین گے نہین چھوڑ دینگے۔ مرزا ابو بکر نے جاکر نواب کے گھر کی خانہ تلاشی لی وہان
کوئی انگریز نہین نکلا اس لیے وہ رہا ہوا۔ گھر کا اسباب کچھ تھوڑا سا شائد لٹ گیا ہو مگر مشہور
یہہ ہوا کہ سارا گھر لٹ گیا ۱۳ مئی کو نراین داس نہر والے پر تلنگون کو یہہ شبہ ہوا کہ اس مین کوئی
انگریز چھپا ہے انہون نے اسکو جاکر گھیرا اور دو فرنگیون کو نکالا اور ان کو مار ڈالا اور لالہ کا مکان
لوٹ لیا۔ اسی طرح شہر مین اور دو چار غریب آدمیون کے گھرون کی کمبختی آئی ایک درزی کے گھر
مین سے تین فرنگی نکالے۔

تیسرا سبب لوگون کے قتل کرنے اور لوٹنے کا یہہ ہوتا تھا کہ انکو شبہ ہوتا تھا کہ وہ انگریزون کے
ساتھ سازش رکھتے ہین انکو چٹھیان و خبرین بھیجتے ہین یا رسد کا سامان انکے لئے بہم پہنچاتے ہین
تلنگون کو اکثر صحیح پتا لگ جاتا تھا کہ شہر مین کون کون انگریزون سے سازش رکھتے ہین اور کون
کون آدمی خبرین بھیجتے ہین مگر بعض وقت وہ ناحق اپنی غلط فہمی سے لوگون پر شبہ کرتے تھے یا جان
بوجھ کر تہمت لگاتے تھے کہ گھر کے لوٹنے کے لیے بہانہ ہاتھ آئے۔ کل ایام غدر مین اس بہانے سے

بہت گھر لٹے۔ انہون نے مان سنگہ اور تراب علی کو مخبری کی علت مین گرفتار کیا حقیقت مین یہ دونو
مخبر تھے انکو جکڑ بند کرکے وہ قلعہ مین لے گئے مگر وہان جاکر شہزادون کی سفارش سے وہ
چھوٹ گئے۔ سب سے زیادہ جو انکو انگریزون کے ساتھ سازش رکھنے کا شبہ تھا وہ محبوب علیخان
وزیر شاہ اور حکیم احسن اللہ خان اور زینت محل بادشاہ کی بی بی کی طرف سے تھا۔ کبھی کبھی بادشاہ
اور بخت خان کمانڈر انچیف کی طرف بھی انکو یہہ شبہ ہو جاتا تھا۔ محبوب علیخان مرض استسقا مین
مبتلا تھا۔ سارا جسم تحلیل ہو گیا تھا صرف استسقا کی توند باقی رہ گئی تھی۔ حکیم احسن اللہ خان نے
بادشاہ کی طرف سے لفٹننٹ گورنر کو شقہ آگرہ لکھا تھا جسے اول ہی روز سے تلنگون کو اسپر شبہ تھا
کہ وہ بادشاہ کی طرف سے انگریزون کے ساتھ خط وکتابت رکھتا ہے۔ ایک چٹھی انہون نے پکڑی
اسکے لکھنے کا شبہ محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر ہوا دونو کو گرفتار کیا مگر بادشاہ کی سفارش
سے اور اُنکے حلف اٹھانے سے چھوڑ دیا۔ شہر مین یہہ اشتہار دیا گیا کہ آخوند سوات نے
چودہ سو جہادی بادشاہ پاس بھیجے ہین وہ عنقریب دہلی مین داخل ہونے والے ہین۔ حالانکہ
یہہ چودہ سو پٹھان انگریزون کے کیمپ مین پوربیون سے لڑنے کے لیئے جان لارنس نے
بھیجے تھے بس اس اشتہار کی تہمت حکیم پر لگائی کہ اسنے ہم کو دہوکہ دینے کے لیئے یہ اشتہار
لگایا ہے اسکے قتل کرنے کے لیئے اسکے گھر پر چڑھ گئے مگر وہ اپنے گھر مین نہ تھا بادشاہ
پاس تھا بادشاہ کی سفارش سے اسکی جان بچی۔ چوڑی والون مین شمرو کی بیگم کے مکان مین
بارود بنانے کے کارخانہ مین آگ لگی تو تلنگون کو یہہ یقین تھا کہ حکیم احسن اللہ خان نے یہ آگ
لگوائی ہے وہ انکے گھر پر چڑھ گئے اور سارا گھر لوٹ لیا مکان کی چھت مین آگ لگا دی اگر وہ ہاتھ
آجاتا تو ضرور اسکو تلنگے مار ڈالتے مگر وہ بادشاہ پاس تھا بادشاہ نے بڑی مشکل سے تلنگون
کے ہاتھ سے اسے بچایا اور اس کے لٹے ہوئے مال کے جمع کرنے کے لیئے آدمی مقرر
کیئے۔ راجہ اجیت سنگہ مہاراجہ پٹیالہ کا چچا دہلی مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ تلنگے اس
شبہ مین قلعہ مین پکڑ کر لے گئے کہ وہ پٹیالہ اور انگریزون پاس خبرین بھیجتا ہے اسکا بھتیجا
مہاراجہ پٹیالہ انگریزون کا طرفدار ہے۔ بادشاہ نے اسکو یہہ کہکر کہ وہ برسون سے دہلی مین
مہاراجہ پٹیالہ سے ناراض ہو کر رہتا ہے وہ یہہ کام نہین کرتا ہوگا رہائی دلائی۔ لچھہ سنگہ

علی پور مین تھانہ دار تھا وہ انگریزون کے ساتھ تھا اسکا بھائی بلدیو سنگہ شہر مین کوڑیا پل مین رہتا تھا اسکو دو دفعہ مخبری کے جرم مین گرفتار کیا پہلی دفعہ چھوڑ دیا دوسری دفعہ گولی مار کے اسکی لاش کو کوتوالی کے سامنے الٹا ٹانگ یا ندھ کے لٹکا دیا۔
پیارے لال مدرس تحصیل مظفر نگر کہ جو دہلی مین رخصت پر آیا تہا اسپر مخبری کا الزام لگا کے توپ سے اڑا دیا۔ رائے رام سرن داس ڈپٹی کلکٹر سابق کے رشتہ دارون پر بھی الزام لگا کے سارا گھر لوٹ لیا غرض کوئی مہینہ خالی نہین گیا کہ دو چار آدمیون کی کم بختی اس طرح تلنگون کے ہاتھ سے نہ آتی ہو۔ کنہیا لال حیدر آبادی کا بھی گھر اسی سبب سے لوٹا تھا میر حسن علی وکیل پٹیالہ پر یہہ الزام لگا کے کوتوالی مین پکڑ لائے تھے۔
چوتھا سبب لوٹنے مارنے کا یہہ تھا کہ وہ لوگون پر یہہ شبہ کرتے تھے کہ وہ پہاڑی پر انگریزی لشکرگاہ مین رسد پہنچاتے ہین کشمیری و موری دروازہ کے نان بائیون کو اس جرم مین مار ڈالا کہ وہ ڈبل روٹیان پکا کے پہاڑی پر بھیجتے ہین۔ اناج کے چھکڑون مین کچھ گولے بارود نکلے اسکا الزام محبوب علیخان و حکیم احسن اللہ خان پر لگایا گیا کہ وہ انگریزون و پاس بھیجتے ہین انپر حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر جب انہون نے حلف اوٹھایا کہ یہ کام ہمنے نہین کیا تو ان کا پیچھا چھوڑا۔ ان سببون کے سوار اور اسباب بھی گھر لٹنے کے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ سلیم گڑھ کی توپون مین کنکر پتھر بھرے ہوئے نکلے۔ دوسری دفعہ ان مین میخین ٹھکی ہوئی نکلین دونو باتون کا شبہ محبوب علی خان اور حکیم احسن اللہ خان پر ہوا۔ تلنگون نے دونو پر تلوارین سونتین دونو نے حلف اٹھایا کہ ہم نے یہہ کام نہین کیا اور سنتری کے پہرہ مین ہم یہہ کام کس طرح کر سکتے تھے۔ بادشاہ نے انکے غصہ کو دھیما کیا اور دونو کی جان بچائی پیچھے یہہ تحقیق ہوا کہ ایک سنتری یہہ کام کرتا تھا۔
شہر کے لچے شہدے ہندو و مسلمان تلنگون کو ساتھ لیکر ہر روز کسی نہ کسی بھلے مانس کا مکان لوٹتے تھے۔ گامی خان پنجابی شہر کا ایک مشہور بدمعاش تھا اسنے اپنے ہی بھائی بندون ولی محمد و حسین بخش و قطب الدین کی دکانون کو تلنگون کو ساتھ لے جا کر لٹوا دیا سب سے بڑے پنجابی سوداگر دہلی مین یہی تین تھے۔ جب ایک گھر لٹتا تھا تو سارے محلے کے

لٹنے کی خبر شہر مین مشہور ہو جاتی تھی اگر دس روپیہ کا مال لٹتا تھا تو ہزار روپیہ کا مشہور ہوتا تھا۔ غرض جیسی اس لوٹ مار کی شہر مین شہرت ہوتی تھی اسکا سوان حصہ بھی صحیح نہین ہوتا تھا۔ صدہا محلے تھے جنمین ایک کوڑی کا مال بھی نہین لٹا۔

باغی سپاہ نیمچ کے افسرون غوث محمد خان و ہیرا سنگھ کی عرضی ایک شتر سوار متھرا سے بادشاہ پاس لایا جسمین لکھا تھا کہ ہم نے آگرہ مین آنکر انگریزون پر فتح حاصل کی اور انکو قلعہ مین بھگا دیا اور قلعہ کو محصور کر لیا لیکن ہمارے پاس قلعہ شکن توپین نہین تھین اس لیے ہم آگرہ سے چلے آئے دہلی سے توپین لیکر پھر قلعہ کو فتح کرنے جائینگے۔ ہم نے اپنے یوروپین افسرون کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے ہدایت کی کہ عرضی کا جواب دیا جائے کہ وہ دہلی مین آئین اس ہدایت کے موافق حکم بھیجا گیا۔

جھانسی کی سپاہ کی عرضی قاصد لایا اور خواجہ سراؤن کی معرفت وہ بادشاہ کے روبرو پیش ہوئی اس مین لکھا تھا کہ ہمنے اپنے یوروپین افسرون کو مار ڈالا ہم دہلی آتے ہین بادشاہ نے ہدایت کی کہ انکو آنے کے لیے حکم لکھا جائے وہ لکھا گیا۔ غدر کے دو ڈھائی مہینے کے بعد دہلی کی پلٹنون کے ایک دینا پور کی سپاہ کی عرضی بادشاہ کو دی جسمین لکھا کہ ہم دہلی کی طرف چلے ہین یا چلنے کو ہین بادشاہ نے انکے آنیکا حکم دہلی مین صادر کیا۔ غدر کے دو مہینے بعد دو سپاہی مسافرونکے لباس مین الہ آباد کی سپاہ کی طرف سے عرضی لائے وہ ملٹیر کے افسر کے ذریعہ سے بادشاہ کو دیگئی اسمین لکھا تھا کہ ہم بادشاہ کے فدویان خاص ہین اور ہمارا ارادہ دہلی آنیکا ہے۔ بادشاہ نے انکی حاضر ہونیکا حکم نافذ کیا۔ غدر سے ڈہائی مہینے بعد علی گڈہ سی بھی سپاہ کی غدر کے بیس روز بعد دو قاصد متھرا کی سپاہ کی عرضی لائے جسکو ولنیٹر کے افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کیا جسمین لکھا تھا کہ ہم دہلی خزانہ لیکر آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا وہ ایک لاکھ نقد لیکر دہلی مین آگئے۔ مرزا مغل نے بادشاہ کے روبرو بلند شہر کا ایک سپاہی پیش کیا جسنے یہ عرضی بادشاہ کو دی کہ وہان کے سپاہی سارا خزانہ لیکر دہلی آتے ہین معمولی حکم صادر ہوا سپاہ تیس ہزار روپیہ لیکر دہلی مین داخل ہوئی۔

غدر کے ڈیڑھ مہینے بعد ایک سپاہی مسافرانہ لباس مین دہلی مین آیا اور ایک عرضی رڑکی کی سپاہ کی مارپیٹ کی پلٹن کے افسر کی معرفت پیش کی جسمین لکھا تھا کہ ہم عرضی دینے والون کی یہ درخواست ہے

کہ وہ دہلی آئین اور بادشاہ کی خدمت صدق دل سے بجا لائین جواب معمولی بھیجا گیا دوسو
سیپر وامی نر کے سپاہی تا دہ بخش کے ماتحت آئے یہہ افسر مرزا خضر سلطان کے بہت
منہہ لگ گیا اور بادشاہ کے مزاج مین دخیل ہوگیا سپاہ کے معاملات مین بھی وہ رائے
دینے لگا اور بخت خان کے ساتھہ متفق ہوکر اسنے بادشاہ سے اجازت حاصل کی کہ دہلی کے
ساہوکارون سے اور متمول مسلمانون سے روپیہ وصول کرے۔
ہانسی سے دو سوار وہان کی سپاہ کی عرضی لائے جسمین لکھا تھا کہ ہم اپنے ... اور
بادشاہ کے لیئے لڑتے ہین یہہ عرضی غدر کے چھ ہفتے بعد گلاب خان میرٹھہ کی سپاہ کے
افسر نے بادشاہ کے روبرو پیش کی ہانسی سے سوار آئے۔
میرٹھ سے تین عرضیان آئین ایک ٹکپور رجمنٹ کے صوبہ دار گوری شنکر کی دوسری
رسالدار کی اور تیسری شاہزادہ محمد عظیم کسٹم ڈپارٹمنٹ کے افسر کی ان سب عرایض مین یہ
بیان تھا کہ ہم نے اب تک بادشاہ کی اچھی خدمتین کین ہین اور ہم سب کسٹم کا روپیہ ساتھ
لیکر دہلی آتے ہین۔ یہہ عرضیان غدر سے ڈیڑھ مہینے بعد وہ ایلچی لائے تھے تھوڑے دنون
بعد سپاہ تیس ہزار روپیہ اور دوسو بیل اور پچاس ساٹھ بھیڑین لیکر آئی۔
نصیر آباد سے سپاہ کی معمولی عرضی آئی کہ ہم دہلی آتے ہین۔ یہ عرضی مرزا مغل نے بادشاہ
کے روبرو پیش کی بادشاہ کی طرف سے معمولی جواب بھیجا گیا تھوڑے دنون بعد دو ڈھائی
ہزار سپاہ پیدل اور سوار توپون سمیت شہر مین داخل ہوئی۔
ساگر اور جبل پور سے عرضیان آئین انکے جواب بھیجے گئے۔
ایک سپاہی فقیر کے لباس مین فیروز پور سے آیا اور اسنے بادشاہ کو عرضی دی اس سے
کہا گیا کہ کل جواب دیا جائیگا اس سپاہی نے بیان کیا کہ مین فیروز پور سے آتا ہون وہان
سپاہ نے بغاوت کی وہ دہلی آتی ہے۔ کچھہ دنون بعد سپاہ دہلی مین آگئی۔
انبالہ سے بھی سپاہ کی عرضی ایک سپاہی فقیرانہ لباس پہنکر بادشاہ پاس لایا۔
پھلور سے بھی سپاہ کی عرضی آئی کہ ہم سلسلہ مین اپنا کام پورا سر انجام کرکے دہلی آتے
ہین معمولی جواب بھیجا گیا۔ مدت کے بعد یہان کی سپاہ دہلی مین آئی۔

جالندھر کے سپاہیون نے مسافرانہ لباس مین آنکر عرضی دی جسکا مضمون اور جواب معمولی تھا وہان سے سپاہ آگئی۔

سیالکوٹ سے غدر کے ڈھائی مہینے بعد سپاہ کی عرضی آئی کہ وہ دہلی کو آنی ہے جواب بھیجا گیا۔

غدر کے تین مہینے بعد جہلم کی سپاہ کی عرضی قادربخش نے بادشاہ کی خدمت مین پیش کی مضمون وجواب معمولی تھا۔

غدر کے دو مہینے بعد راول پنڈی کی سپاہ کی طرف سے دو سپاہیون نے عرضی دی جو برہمن مسافرون کے لباس مین آئے تھے عرضی کا مضمون اور اسکا جواب معمولی تھا

لدھیانہ سے بھی سپاہ کی ایک عرضی آئی تھی۔

غدر کے دو مہینے بعد گوالیار کی سپاہ کی ایک عرضی آئی جسمین لکھا تھا کہ ہمارے پاس پچاس توپین اور سامان جنگ اسقدر موجود ہے کہ جسکی باربرداری کے لیئے پانچ ہزار چھکڑون کی ضرورت ہے مگر اسوقت دریا چنبل ایسا چڑھا ہوا ہے کہ ہم اسّے اتر نہین سکتے۔ اسکا جواب یہ لکھا گیا کہ جب دریا اترے تو آؤ

نیچ گڈھ کی سپاہ کی عرضی آئی کہ جس مین لکھا تھا ہم نے سب انگریزون کو مارڈالا ہے ہمارے پاس آٹھ ہزار سپاہ موجود ہے بادشاہ کے حکم کے منتظر ہین۔

ایک حکم مورخہ ۱۲ - اگست ۱۸۵۷ء بغیر مہر اور دستخط کے دفتر شاہی مین یہہ نکلا کہ بمبئی کے چیہ رلون اور لودیانہ کے پچیس رجمنٹون کے تمام افسرون کے نام یہہ حکم ہے۔

گردھاری سنگھ ۱۰ دین رجمنٹ کے گرانڈیر کمپنی کا صوبہ دار ہماری حضور مین حاضر ہوا ہے وہ تمہاری بہادری و شجاعت و مردانگی اور الوالعزمی کی تعریف کرتا ہے جسے سنکر ہم بہت خوش ہوئے۔ تم آج کے دن سے ہمارے بندگان خاص مین داخل ہوئے تم پر یہہ واجب ہے کہ اس حکم کے دیکھتے ہی ڈبل سفر کر کے حضور کے سامنے حاضر ہو۔ کہین کسی سبب سے توقف نہ کرو ہم تمہارے آنے کے انتظار مین شوق کی آنکھین لگائے بیٹھے ہین سفر مین کہین قیام نہ کرو اور پھرتی سے آؤ۔

غلام عباس وکیل کی پہلی ترپ چوتھی رجمنٹ سوار کی عرضی یہہ ہے کہ مین مظفرنگر مین انگریزون کو قتل

کرکے ٢٣-جون کو حاضر ہوا ہون قدیمی باپ دادا سے نمکخوار چلا آتا ہوں - اس عرضی پر بادشاہ کا حکم اپنی قلم کا لکھا ہوا یہہ ہے کہ مرزا مغل اسکو نوکری دین -

بادشاہ پاس مخبر خبر لائے کہ گوڑ گانوہ سے تلنگون کی کمپنی کئی لاکھ روپیہ کا سرکاری خزانہ لیکر چلی تھی کہ رستے مین میواتیون سے مٹ بھیڑ ہوئی اور لڑائی ٹھنی بادشاہ نے حکم دیا کہ مولوی محمد باقر دو کمپنیان پیدلون کی اور ایک ترپ سوارون کا لیجاکر خزانہ لے آئے چنانچہ خزانہ آگیا -

٢٠-جولائی کو نجیب آباد کے نواب محمود خان کی عرضی آئی جسکے جواب مین فرمان شاہی لکھا گیا

امیرالدولہ ضیاء الملک محمد محمود خان بہادر مظفر جنگ بعافیت باشند -

تمہاری عرضی آئی جسمین تمنے ضلع کے تمام پرگنون کی بدنظمی کا حال لکھا تھا جو وہان چورون اور لٹیرون نے کر رکھی ہے اور اسکے دور کرنے کے لیئے یہہ تجویز کی ہے کہ با بدولت پیدل اور سوار بھیجین اور اس ضلع کے حال پر توجہ فرمائین جیسی کہ ہمیشہ رہی ہے - تمہارے باپ دادا کے حال پر ہمیشہ سے شہنشاہون کی مہربانی رہی ہے - جب مرزا شاہرخ (بادشاہ کا بیٹا) شکار کھیلنے بجنور کے ضلع مین گیا تھا تو اسکی خدمات تم نے اچھی کی تھین -

جبتک کہ تمہارے پاس کل ضلع کی سند تیار ہو کر پہنچے تم کو چاہیئے کہ ضلع کی جمع کا روپیہ وصول کرکے اور اس مین سے سپاہ کی تنخواہ منہا کرکے باقی روپیہ حضور کے پاس بھیجدو اور بدبخت انگریزی افسرون کے بھاگنے سے جو تمکو خزانہ اور گھوڑے اور اسباب ہاتھ لگا ہی انکو فوراً معتمد اور اس خزانچی کے ہاتھ بھیجدو اور خزانہ کا حساب بھی لکھکر روانہ کرو تاکہ ثابت ہو جائے کہ تم ہمارے دولت خواہ ہو فقط ٢٨-ذی الحجہ سال جلوس ٢١ مطابق ٢١-جولائی

بادشاہ پاس لکھنؤ کی چار رجمنٹون کی عرضی آئی جس مین انہون نے لکھا کہ وہ اودھ پر بالکل قبضہ کرکے دہلی آئین گے مین بیلی گارڈ مین انگریزون کو محصور کر رکھا ہے - قدرت اللہ خان رسالدار سو سوار ساتھ لیکر اودھ کی کل سپاہ کی عرضی لایا - بخت خان نے بادشاہ سے رسالدار کی ملاقات کرائی اسنے بادشاہ کو اشرفیان بہادر شاہ کے نئے سکے کی نذر دین جنپر یہہ منقش تھا

کہ بزد زد سکہ نصرت طراز سراج الدین بہادر شاہ غازی - اسکے سوا نذر مین یہہ چیزین

دین دو گھوڑے دو ہاتھی اور کلاہ جسمین بیش بہا موتی ٹکے ہوئے تھے اور ایک جوڑی بازوبند الماس پیوند

اسکی تخت نشینی مشروط شاہ کی منظوری پر ہے پادشاہ نے بخت خان سے کہا کہ وہ اس عرضی کی جواب مین لکھدے کہ ہم
انتظام منظور کرتا ہون تنخواہ پاس بھیجدو بلبگڈہ و فرخ نگر کے رئیسون نے بہت سی عرائض بھیجین ان عرائض مین انہون نے
اپنے نہ حاضر ہونے کا عذر یہہ لکھا کہ ہمارے ملک مین ہماری غیر حاضری سے بدنظمی ہو جائیگی نواب جھجر نے
تین سو سوار اپنے خسر عبد الصمد خان کے ماتحت بھیجے اور راجہ بلب گڈھ نے پندرہ سوار
خان بہادر خان حاکم بریلی نے اپنی عرضی اور وکیل بھیجے اور ایک ہاتھی ایک گھوڑا اور ایکسو ایک اشرفیان
نذر کے لیے بھیجین اور چاندی کے زیورات بھیجے۔ راو تلا رام رئیس ریواڑی نے چند عرائض سپاہ کی طلب مین
بھیجین اسنے چالیس ہزار روپیہ بھی بھیجے تھے جو بخت خان کی معرفت خزانہ شاہی مین داخل ہوئے
ولی داد خان جو غدر کے وقت دہلی مین تھا اور بادشاہ کیطرف سے میان دوابہ کا گورنر مقرر ہوکر گیا تھا
اسنے بھی سپاہ کی طلب مین چند عرائض بھیجین مگر اس پاس یہہ سپاہ آخر مین بھیجی گئی۔ اسکی ایک ایسی
درخواست پر بخت خان نے خط لکھکر بھیجا کہ ایکہزار روپیہ بھیجدو تو دہلی سے سپاہ بھیجی جا سکتی ہے۔
راجہ مین پوری نے بھی بادشاہ سے سپاہ منگانے کی درخواست کی بادشاہ نے مرزا مغل کو حکم دیا کہ وہ
اسکا انتظام کرے مگر سپاہ نے وہان جانے سے انکار کردیا یہی جواب راجہ کو لکھا گیا۔
نواب رامپور کا وکیل آیا اسکی ملاقات بادشاہ سے ۳۰۔ اگست کو دوپہر کے بعد قرار پائی پھر کچھ خبر نہین کیا ہوا۔
اگست مین ایک ایلچی گوالیار کی سپاہ کیطرف سے یہہ پیغام لایا کہ کل سپاہ حضور کی قدمبوسی کی شائق ہے۔ بادشاہ نے
اُسے کہا کہ یہان ساٹھ ہزار سپاہ ہے جو انگریزون سے ایک چپہ برابر زمین نہین لے سکتی۔ وہ آنکر یہان کیا کریگی
دو ولایتی دہلی مین آئے انمین سے ایک نے اپنے تئین آخوند سوات کا خلیفہ بیان کیا اور بادشاہ پاس جاکر
آخوند کی طرف سے ایک تلوار نذر مین دی اور ایک تحریر بھی پیش کی جسپر آخوند کی مہر بھی لگی ہوئی تھی اسنے
درخواست کی آخوند سوات دہلی مین جلد آئیگا اسکا آنے کا اشتہار دیا جائے ایک سید نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ
یہہ باتین سب جعلی ہین نہ یہہ آخوند سوات کا خلیفہ ہے نہ آخوند آتا ہے نہ یہہ تحریر اسکی ہے پادشاہ نے اس امر کی
تحقیقات بخت خان کے سپرد کی خلیفہ تیسری روز دہلی سے چنپت ہوا۔ الہ آباد سے مولوی لیاقت علی جہاد یون
کے سرغنہ کی عرضی آئی کہ مین عنقریب آنیوالا ہون میری سپاہ سے امداد کی جائے کہ مین اسطرف کے سارے ملک کو
مطیع کرلون اسکو جواب اسلیے نہین بھیجا گیا کہ وہ آنیکو تھا جب وہ آیا تو بادشاہ سے اسکی ملاقات ہوئی
اور الہ آباد کی گورنری کا فرمان بادشاہ سے لے گیا۔

بادشاہ دہلی کو اطلاع ہوئی ہے کہ تم ہمیشہ سے ہمارے خیر خواہ رہے ہو۔ تم نے سب کافرون کو زیر شمشیر کیا اور اپنی ملک کو انگریزون

ہمکو یقین واثق ہے کہ تمہاری کل ممالک مین منحوس انگریزون کا نام و نشان باقی نہین رہا ہوگا اور اگر کوئی کونہ کھدرے مین چھپا چھپایا ہو تو اسکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر اول قتل کرو اور پھر اپنے ملک کا نظم و نسق کرکے ہمارے دربار مین حاضر ہو اور اپنے کل اہل سیف کو ہمراہ لاؤ۔ تمپر ہزارون لطف و کرم ایسے کیئے جاوینگے کہ تمہارے احاطہ لیاقت مین سما بھی نہ سکینگے۔

بادشاہ کے روبرو ایک جعلی عرضی گلاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کی پیش ہوئی جس مین لکھا تھا کہ مین مع سپاہ بہت جلد دہلی آتا ہون اور اپنے رستہ مین مہاراجہ پٹیالہ کی بھی گوشمالی کرتا آؤنگا میرا بڑا اپکا دوست امیر دوست محمد خان والی کابل ہے وہ بھی حضور کی خدمت کے لیئے سب طرح سے حاضر ہے اسکی عرضی کا جواب بادشاہ کی طرف سے مہاراجہ کے نام یہہ لکھا گیا کہ ماہدولت کو تمہاری عرضی سے معلوم ہوا کہ تم نے اپنے سارے ملک کو کس طرح سے ملعون کافر انگریزون کو قتل کرکے پاک صاف کیا تم صدہا تعریف کے مستحق ہو تم نے یہہ کام وہ کیا ہے جو ہمیشہ بہادر دلاور کیا کرتے ہین خدا تم کو با اقبال زندہ و سلامت رکھے۔ اب تم یہان ہمارے پاس چلے آؤ اور ملعون کافر انگریزون کو اور دشمنون کو جو تم کو راستے مین ملین قتل کرو۔ تمہاری ساری امیدین اور آرزوئین پوری کی جائینگین اور ایسے بلند مرتبہ پر سرافراز کیئے جاؤگے کہ کل اپنے ہمجنسون مین مرتفع الشان ہو جاؤگے وہ رفعت و شوکت تمہارے خیال سے بڑھکر ہوگی۔

سپاہ کی درخواست سے بادشاہ نے رؤسا مفصل کے نام اس مضمون کے بھیجے کہ وہ یہان مع سپاہ و سامان جنگ حاضر ہون

جھجر بلب گڈھ فرخ نگر خان بہادر خان بریلی۔ جے پور۔ الور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ گوالیار۔ بیجابائی جیسلمیر۔ بیجابائی کے نام وہ شقے بھیجے گئے مگر اسنے کوئی جواب نہین بھیجا۔

بخت خان کی معرفت ایک شقہ مہاراجہ پٹیالہ کو بھی اس مضمون کا بھیجا گیا تھا کہ مہاراجہ پٹیالہ کے سارے قصور بادشاہ معاف کرتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ روپے بھیجے اور انگریزون سے نہ لڑے ان شقون کے جواب جھجر و بلب گڈھ فرخ نگر کے رئیسون نے اور بریلی کے خان بہادر خان نے بھیجے لیکن جے پور الور جودھپور بیکانیر گوالیار جیسلمیر پٹیالہ جہون سے کچھ جواب نہین آیا۔ ان رئیسون نے جواب اس سبب سے نہین بھیجے کہ وہ بادشاہ کی طرف

کچھ میلان خاطر نہین رکھتے تھے - یہہ سب رئیس سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ تھے سپاہ کی بغاوت
سے انکے دل مین سرکار سے ذرا سا بھی سرکشی خیال نہین آیا - یہہ شقے ان ہی رئیسون کے نام بھیجے گئے
تھے کہ جنکو سپاہ نے بتلایا تھا - جب بادشاہ کے شقون کے جواب نہ آئے تو سپاہ نے جانا کہ وہ
شقے بھیجے ہی نہین گئے پھر انہون نے خود لکھے جب جوابات نہین آئے تو انہون نے کہا کہ یہ
رئیس سب بادشاہ کے بدخواہ ہین جب ہمکو لڑائی سے فرصت ملیگی تو ہم ان رئیسون سے اپنا
عوض لینگے سپاہ مین جو عاقل تھے وہ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ رئیس دیکھہ رہے ہین کہ کونسی
جانب غالب ہوتی ہے جو جانب غالب ہوگی اسی کی طرف ہو جاوینگے - بالفعل حالتین ایسی نہین
ہین کہ وہ اس باب مین کوئی قطعی فیصلہ کرین - گوری شنکر جو سپاہ مین بڑا دانشمند ہے اسنے
کہا پہاڑی پر انگریزی سپاہ کا ہونا ہمارے پہلو مین بڑا کانٹا ہے جب ہم اسکو نکال لینگے
تو ہمارے سب کام درست اور صحیح ہو جاوینگے - رانا کی کوئی عرضی نہین آئی تھی مگر غدر کے
دو مہینے بعد اسکا ایک معتمد مرہٹہ آیا تھا اسکی بادشاہ سے مرزا مغل کے ذریعہ سے ملاقات ہوئی
مرزا ہی کی درخواست سے ایک شقہ شاہی اس مضمون کا رانا کے نام کا دیا گیا کہ وہ دہلی مین آئے مگر اسکا کچھ جواب نہین آیا
کسی ساہوکار کی کوئی عرضی نہین آئی مگر سپاہ کے کہنے سے سیٹھ لکشمی چند کو یہہ حکم لکھا گیا کہ وہ ایک کرور
روپیہ قرض دے وہ اپنا کوئی گماشتہ بھیجے جو خزانہ شاہی کے خزانچی کا کام کرے
آمدنی ملک سے جو وصول ہوتا جائیگا وہ اسکو قرض مین دیا جائیگا اور اسکے قرض کا سود بھی
ادا کیا جائیگا - مگر سیٹھ نے اسکا جواب کچھ نہین دیا -

دہلی مین جتنے اعلے سرکاری عہدہ دار تھے انہین سے کسی نے بادشاہ کو عرضی
نہین دی مفتی صدرالدین خان صدر الصدور مولوی عباس علی صدر امین و کرم علی خان منصف دہلی
اور مرزا محمد علی بیگ تحصیلدار مہرولی کے نام شقے بھیجے گئے کہ وہ ان عہدون کا کام کرین جو
سرکار کمپنی کی عملداری مین کرتے تھے مگر کسی نے کوئی خدمت منظور نہین کی -

بخت خان کے اصرار سے ایک شقہ نواب رامپور کو لکھا گیا مگر نواب نے کچھ جواب نہین دیا -
بخت خان کہتا تھا کہ جب مین رامپور گیا تو رامپور کے نواب نے مجھہ سے اقرار کیا تھا کہ وہ کسی کا طرفدار
نہین ہوگا -

روساء شہر نواب امین الدین خان و ضیاء الدین خان جاگیرداران لوہارو و نواب حسن علیخان برادر نواب جھجر اور نواب حامد علیخان اور راجہ اجیت مہاراجہ پٹیالہ کے نام شقے جاری کئے گئے کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر باش رہا کرین وہ بادشاہ کی خدمت مین آتے جاتے رہے مگر انہون نے بادشاہ کو کوئی عرضی نہین دی۔ جب سپاہ نے ان سے بحسب حیثیت روپیہ وصول کرنا چاہا تو انہون نے دینے مین عذر کیا اور ایک حبہ نہین دیا اس لیئے سپاہ نے انکے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ مرزا ابوبکر جو سوارون کے کرنیل تھے اپنے سوارون کو ساتھ لیجا کر حامد علی خان کا گھر لوٹ لیا نواب امین الدین خان اور نواب ضیاء الدین خان کے گھر لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ برسر مقابلہ ہوئے اسلیئے وہ لٹنے سے بچ گئے۔

پٹودی مین محمد خان رسالدار کچھ سوار لیکر دہلی سے گیا تھا نواب پٹودی آپ بھاگ گیا ان سوارون نے اسکا گھر لوٹ لیا یہہ سب سوار ایک سرائے مین اترے تھے کہ نواب نے رانگھڑون سے کہکر اس سرائے مین آگ لگوا دی۔ کچھ سوار سرائے مین جلکر مردہ ہوئے کچھ بھاگے وہ مارے گئے اس باب مین بادشاہ نے نواب اکبر علی خان رئیس پٹودی کو شقہ لکھا کہ جو کچھ تمنے کیا اچھا کیا۔ محمد خان رسالدار نے تمہارے ساتھ بڑی شرارت کی تھی جو سزا تم نے اسکو دی وہ اسکا سزاوار تھا تم اب پٹودی مین چلے آؤ اور اپنے علاقہ کا انتظام کرو اور ہمیشہ اپنے تئین مورد عنایت شاہی سمجھو۔

باغی سپاہی جو دہلی مین جمع ہوئے انکی صحیح صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے اٹکل پچو انکی تعداد کتابون مین لکھی جاتی ہے۔ یہ تو تحقیق ہے کہ مقامات مفصلہ ذیل سے رجمنٹین پیدلون اور سوارون اور توپخانون کی آئین مگر یہہ بات صحیح نہین معلوم کہ انمین سپاہی کتنے تھے پھر انکا تخمینہ بھی لگا لیں تو . . . . . . پندرہ ہزار سے تیس ہزار تک کیا جاتا ہے۔ مرزا خضر سلطان نے جو جرنیل سپاہ تھا اپنی ایک تحریر مین پیدلون کا اسی ٨٠ نوے ٩٠ ہزار اور سوارون کا دس پندرہ ہزار تخمینہ کیا ہے۔

نام مقام	نام ونمبر رجمنٹ
دھلی	تیسری کمپنی ساتوین پلٹن ارٹلری مع نمبر ۵ ہورس ارٹلری بیٹری اور ۳۸ وین و ۵۴ وین ۷۴ وین رجمنٹین پیدل
میرٹھ	۳ رجمنٹ سوارون کی و ۱۱ وین ۲۰ وین رجمنٹین پیدل
علی گڈھ و بلندشہر	نوین رجمنٹ پیدل ۔
ہانسی حصار سرسہ	ہریانہ پیدل پلٹن و چوتھے غیر آئینی رسالہ کی رجمنٹ کا بڑا حصہ ۔
میرٹھ و رڑکی	سیپرمائی نرکی دو کمپنیان ۔
متھرا	۴۴ وین و چھٹی رجمنٹون کی کچھ کمپنیان
فیروزپور وانبالہ	۴۵ وین رجمنٹ پیدل اور پانچین رجمنٹ پیدل کے بھاگے ہوئے سپاہی
بریلی	آٹھوان غیر آئینی رسالہ اٹھارہوین و اٹھائیسوین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری
نصیر آباد	۱۵ وین و ۳۰ وین پیدل رجمنٹین اور ایک بیٹری ارٹلری ۔
نیمچ	۷۲ وین پیدل رجمنٹ ۷ وین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ ۔
جالندھر	دو پیدل کی رجمنٹین اور ایک سوارون کی رجمنٹ کے کچھ سپاہی و سوار ۔

دہلی کی باغی سپاہ کو سبب مقامون کے سپاہیون کی بغاوت کی اور ہر چھاونی کی جس مین بغاوت ہوتی تھی فورا صحیح خبر آتی تھی اور جب وہ سپاہ دہلی کی طرف منزل بیما ہوتی تھی تو ہر منزل کی خبر ان پاس آتی تھی جب وہ دہلی کے قریب آتی تو اسکے چند سپاہی و افسر دہلی مین باغی سپاہ پاس آتے اور انکے ذریعہ سے بادشاہ کو اطلاع دیجاتی اور دہلی کی سپاہ کے افسر شہر سے باہر اس نوآمد سپاہ پاس جاتے اور خوب تحقیق کرلیتے کہ وہ انکے ساتھ بغاوت مین شریک ہین تو شہر کا دروازہ انکے آنے کے لیے کھولا دیا جاتا اور بادشاہ کے حکم سے انکے ٹھہرنے کے واسطے مقام شہر کے آس پاس تجویز ہوتا جیسا بریلی کا بریگیڈ دھلی کے قریب ان کا سپہ سالار بخت خان آیا تو بادشاہ کی طرف سے اسکے استقبال کے لیے نواب احمد علی خان بادشاہ کا خسر گیا تھا ۔ بعض کمپنیان باغی پلٹنون کی بے ہتھیار آتین انکو دہلی کے میگزین سے ہتھیار مل جاتے یا جو سپاہی لڑائی مین لڑتے یا زخمی ہوتے انکے ہتھیار انکو دیے جاتے ۔

سبب اول مولوی رحمت اللہ کیرانہ سے جب وہ یہاں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا ضرورت ہے وہ بڑے
عالم فاضل تھے عیسائی مذہب کے رد میں صاحب تصنیف تھے وہ قلعہ کے پاس مولوی محمد حیات کی
مسجد میں اترے اس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ
فساد پیدا ہوتا وہ یہہ سمجھکر اپنے وطن کو چلا گیا۔ پھر سو دو سو کے قریب وہابی جہادی ٹونک سے
آئے اور دلی کے بادشاہ پاس یہہ شکایت ساتھ لائے کہ نواب ٹونک نے انکو خرچ کے لیے پھوٹی
کوڑی نہیں دی اور نہ کچھ امداد کی۔ دہلی میں جب باغی سپاہ کے افسر علی بخت خان و غوث محمد خان
و مولوی امام خان رسالدار جمع ہوئے اور انکے ساتھ مولوی عبد الغفار و مولوی سرفراز علی آئے
تو پھر وہابیوں کا اجتماع دہلی میں شروع ہوا اور مولوی سرفراز علی جہادیوں کے سرلشکر اور بخت خان
اسکا ساتھی ہوا جے پور ہانسی حصار بھوپال سے بھی جہادی آئے تین چار سو جہادیوں کا مجمع
ہوگیا۔ ان وہابیوں نے ایک اشتہار چھاپ کر شائع کیا کہ سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاد کے لئے
مسلح ہوں۔ اکثر جہادی بھوکے مرتے تھے انکے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے مگر بغل میں تلوار
یا کمر میں خنجر یا کندھے پر لوٹے دار بندوق ضرور تھی بادشاہ سے یہہ جہادی فریاد کرتے کہ بھوکے
مرتے ہیں تو وہ کہتا خزانہ میں روپیہ نہیں مگر اس نے انکے لیے یہہ انتظام کرا دیا کہ اہل شہر خیرات
کی روٹیاں کھلایا کریں اور ثواب کمایا کریں۔ نواب محی الدین خان عرف بڑے صاحب نے انکو
دو ہزار روپے دیئے۔ شہر کے مسلمان چند ہی اس جہاد میں شریک ہوئے محمد شریف نامور
مصور دہلی اپنے سارے گھر کا اسباب و مکان سوا بیوی کے زیور کے خیرات کرکے جہادیوں میں
شریک ہوا اور پھر زندہ سلامت نہیں آیا۔
نصیر آباد سے عرضی آئی کہ ہم چھ ہزار جہادی دہلی آتے ہیں تو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ یہاں ساٹھ ہزار
سپاہ تو انگریزوں پر فتح نہیں پا سکتی تم چھ ہزار یہاں آکر کیا کروگے۔
جب تک دہلی میں بخت خان نہیں آیا جہاد کے فتنے کا چرچا شہر میں بہت کم تھا۔ مساجد میں ممبر پر
جہاد کا وعظ کمتر ہوتا تھا دلی کے مولوی اور اکثر مسلمان خاندان تیموری کا ایسا خواب خیال جانتے تھے
کہ ہونا ممکن سمجھتے تھے کہ اس خاندان کی بادشاہی ہندوستان میں ہو مگر اسکے ساتھ اہل مسلمانوں کا
یہہ یقین تھا کہ انگریزی سلطنت کے بدلنا ہمیں یہہ ایسا پھوڑا نکلا ہے کہ وہ جاتے نہیں ہونگی۔ یہ کام

مجھے شہدے مسلمانون کا سنتا کہ وہ جہاد جہاد پکارتے پھرتے تھے مگر جب بخت خان جسکا نام اہل شہر نے
گم بخت خان رکھا تھا دلی مین آیا تو اسنے یہہ فتوے لکھا یا کہ مسلمانون پر جہاد اس لیئے فرض ہے
کہ اگر کافرون کو فتح ہوگی تو وہ انکے سب بیوی بچون کو قتل کر ڈالین گے اسنے جامع مسجد
مین مولویون کو جمع کرکے جہاد کے فتوے پر دستخط و مہرین انکی کرالین اور مفتی صدرالدین نے
بھی انکے جبر سے اپنی جعلی مہر کردی۔ لیکن مولوی محبوب علی وخواجہ ضیاءالدین نے فتوے پر مہرین
نہین کین اور بیباکانہ کہدیا کہ شرائط جہاد موافق مذہب اسلام موجود نہین اس فتوے کا اثر
یہہ تھا کہ جاہل مسلمانون مین جوش مذہبی زیادہ ہوگیا جن مولویون نے فتوے پر مہرین کین تھین
وہ کبھی پہاڑی پر انگریزون سے لڑنے نہین گئے۔ مولوی نذیر حسین جو وہابیون کے مقتدا
اور پیشوا تھے انکے گھر مین تو ایک بیم چھپی بیٹھی تھی۔ اس فتوے پر کچھ مہرین اصلی کچھ جعلی تھین۔
ایک مولوی کی مہر تھی جو غدر سے پہلے قبر مین سو چکا تھا۔ غرض جہاد کا غل مچانا اور محمدی جھنڈا
لگانا رذیل وذلیل مسلمانون کا کام تھا بادشاہ نے اس جھنڈے کو دو دفعہ اکھڑوا دیا اس
فتوے مین اسکا کچھ دخل نہ تھا۔

ہندوون کے پنڈت مسلمانون کے مولویون کی نسبت انگریزون سے عداوت کرنے مین
کچھ کم نہ تھے کئی دفعہ انہون نے بڑون کو دیکھ بھال کر لڑنے کی سبہہ مہورت نکال کے تلنگون کو
بتلائے اور انکو یقین دلایا کہ ان مین اگر لڑنے جاؤگے تو فتح پاؤگے چنانچہ وہ ان مہورتون مین جاکر
خوب لڑے پنڈتون نے تلنگون کو یقین دلایا تھا کہ انگریزی راج پھر نہین ہوگا ان ہی کا راج
ہوگا۔ ایک عجیب تماشا چاندنی چوک اور اور بازارون مین یہہ دیکھنے مین آتا تھا کہ پنڈتون کے
ہاتھہ مین پوتھیان ہین اور وہ ہندوؤن کو دھرم شاستر کے حکم احکام سنا رہے ہین کہ انگریز ملکشون
سے لڑنا چاہیئے جب لڑائی مین تلنگون کی لاشین چارپائیون پر انکے سامنے آتین تو وہ
ہندوؤن کو اپدیش دیتے کہ ان سرگ باشیون کی طرح سرگ مین چلے جاؤ نہ جنکے لیئے ارتھی کی
ضرورت ہے نہ کریا کرم کی۔ مگر پنڈتون پر ان اپدیشون کا ایسا اثر نہین ہوتا جیسا کہ مسلمانون پر
جہاد کے وعظ کا ہوتا تھا۔

دہلی مین جو باغی سپاہ داخل ہوئی تھی وہ رجمنٹ کے اعتبار سے بڑی مختلف الحال تھی ان مین بعض

سے اور انکی تنخواہ کا انتظام۔

پلٹنین تھین کہ خزانہ جو انکو ہاتھ لگا تھا اس مین سے اول انہون نے اپنا دامن خاطر خواہ پر کیا جو
بچا وہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ علی گڈھ بلند شہر کی رجمنٹون نے کیا۔ بعض نے خزانہ مین
سے کچھ نہین لیا کل خزانہ بادشاہ کے حوالہ کیا جیسے کہ دہلی کی رجمنٹون نے۔ بعض نے خزانہ
اپنے قبضہ مین رکھا جیسا کہ بریلی بریگیڈ نے۔ بعض کو خزانہ ہاتھ ہی نہین لگا تھا جیسے کہ میرٹھ کی
سپاہ کو پس بعض تلنگون پاس روپیہ اتنا تھا کہ وہ اسکو اٹھا نہین سکتے تھے وہ شہر مین سونا
خریدتے پھرتے تھے۔ انکی سونے کی خریداری کے سبب سے سونے کا بھاؤ سولہ سترہ روپیہ سے
ستائیس اٹھائیس روپیہ تولہ ہو گیا۔ دلال بازارون اور گلی کوچون مین انکو لیئے پھرتے تھے اور
انکو ہندو مسلمانون کے گھرون سے سونے کے زیور مول لے دیتے تھے۔ مسلمانون نے
اکثر اپنی ضرورتون کے سبب سے اور ہندوون نے اپنی طمع کے سبب سے سونے کے زیور
انکے ہاتھ بہت بیچ ڈالے۔ سنارون کی دکانون پر تلنگون کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور وہ انسے
کڑے ہاتھون اور رانون کے بنواتے تھے۔ بعض تلنگون کی رانون پر پانچ پانچ ایسے کڑے
چڑھے ہوئے تھے۔ دلال اگر کسی محلہ مین انسے دغا کرتے تو پھر سارے محلہ کی کم بختی آجاتی ایسے مالدار
تلنگے تو تھوڑے تھے مگر مفلس بہت تھے اسلیئے وہ بادشاہ پر تنخواہ کا تقاضا کرتے تھے اور اسکے
ساتھ گستاخیان ارے بادشاہ۔ ارے بڈھو کہتے تھے کبھی اسکا ہاتھ کبھی ہاتھ سے
اسکی ڈاڑھی پکڑتے۔ ۲۰ مئی کو سپاہ نے بادشاہ پر تقاضا کیا۔ بادشاہ نے محبوب علی خان
کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کو تقسیم تنخواہ کرے اور سپاہیون کو جو پہلے دیا جا چکا ہے وہ مہنا
کرکے سوار کو نو روپے اور پیدل کو سات روپے دیدے۔ اسپر سپاہ نے اودھم مچایا سوارون نے
تیس روپیہ ماہوار کے حساب سے اپنی تنخواہ کے روپے طلب کیئے اور جو پہلے اسکو دیا جا چکا تھا
اسکو منہا دینے سے انکار کیا اس سبب سے دہلی کی پیدل اور میرٹھ کے سوارون کے درمیان
تکافضیحتی ہوئی۔ میرٹھ کے سوارون نے دلی کی رجمنٹون پر یہ الزام رکھا کہ انہون نے لوٹ سے
اپنے تئین دولت مند بنایا ہم نے نیک چلنی کے سبب سے اپنا دامن لوٹ اور قزاقی سے آلودہ نہین
کیا۔ دہلی کے پیدلون نے کہا کہ یہہ ساری سرکشی کے کرتوت تمہارے ہی ہین۔ تم نے صرف اپنے افسرون
ہی کو مارکر نمک حرامی مین پیش قدمی نہین کی ہے بلکہ اپنے ہم وطنون سے بھی جوتی پیزار کرنے کو تیار رہو

ہمکو افسوس ہے کہ جب تم دہلی مین پہلے پہل آئے تھے تو ہم نے بھی توپون سے تم کو کیون نہ اڑا دیا
غرض طرفین کو ایسا طیش و غضب آیا کہ قریب تھا کہ آپس مین ہتھیار چلتا مگر بادشاہی ملازمین نے
بیچ مین پڑکر طرفین کو بڑی کوشش و سعی سے آپس مین لڑنے سے باز رکھا محبوب علی خان نے
سوار کو بیس روپیہ مہینہ دینے کا وعدہ کیا

سپاہ جسقدر شہر مین زیادہ ہوتی گئی اسیقدر اسپر آفت پر آفت پڑتی گئی اسکی تنخواہ کے لیے نہ خزانہ
مین روپیہ تھا نہ ملک کی آمدنی تھی جو اسکو تنخواہین دی جاتی - سپاہ کے خرچ کا بار شہر کے
ساہوکارون اور دولتمندون پر پڑا اور بڑے سے بڑے ساہوکار گھسیٹے جاتے تھے -
اور شاہزادے دھمکاتے تھے کہ روپیہ دو نہین توپ کے منہ اڑا دیئے جاؤ گے ہزارون
روپے انسے لیے جاتے تھے اور ہزارون روپے کے اقرار لکھائے جاتے تھے جنہین تھوڑے
سے پورے ہوتے تھے - اس طرح ساہوکارون سے چار پانچ لاکھ وصول ہوا مگر اس روپے
سے کیا ہوتا تھا اونٹ کے منہ مین زیرہ تھا - ریواڑی سے راؤ تلارام نے چالیس ہزار
روپیہ بھیجا - کچھ روپیہ جھجر سے آیا - غرض اس سپاہ کا گذر صرف شہر کے نوچنے سے ہوتا
تھا کسی روز جوہری پکڑے جاتے تھے ان سے روپیہ لیا جاتا تھا کسی روز پنجابی سوداگر پکڑے
جاتے تھے انسے رقم وصول ہوتی تھی - کبھی کسیرے پکڑے جاتے تھے انسے روپیہ لیا جاتا
تھا - بڑے بڑے آدمی جنپر اس روپے کے لینے مین جبر و تعدی ہوئی بہ تفصیل ذیل ہین
منشی سلطان سنگھ - رائے جیون لال - راجہ بیاس گوڑ والے - منشی آغا جان -
منشی سعادت علی - ان دو مسلمانون نے دس دس ہزار روپے دیکر اپنے تئین چھڑایا -
شاہزادہ اس سپاہ کے لیے کاسہ گدائی لیے پھرتے تھے جو کچھ ملتا تھا اس مین سے خود بھی
پیٹ بھر کے کھالیتے تھے - پھر سپاہ ان کا کھایا پیا بھی نکالنا چاہتی تھی اس سپاہ مین سب سے
اچھا حال بریلی برگیڈ کا تھا کہ جسنے چھ مہینے کی تنخواہ پیشگی لے لی تھی اور اس کے سپہ سالار کے
پاس چار لاکھ روپیہ بھی تھا کوئی حساب کتاب ایسا موجود نہین کہ جس سے معلوم ہو کہ شہر سے کتنا
روپیہ ڈنڈ لیا گیا اور اس مین سے کتنا روپیہ سپاہ کی تنخواہ مین تقسیم ہوا اور کتنا روپیہ لوگ
بیچ مین کھا گئے -

جس تاریخ سپاہ آئی دوسرے روز قلعہ مین اکابر شہر کی ایک مجلس مقرر ہوئی کہ شہر کا اور سپاہ کی رسد رسانی کا انتظام کیا جائے اگر رسد کا بندوبست نہین ہوگا تو وہ سارے شہر کو لوٹ کر کھا جائینگے اس کام کا اہتمام محبوب علی خان اور میر نواب پسر سید تفضل حسین وکیل کو سپرد ہوا شہر مین انگریزون کی طرف سے رسد آنے کا انسداد تو کسی جانب سے نہین ہوا تھا چارون طرف سے صبح سے شام تک سب طرح کی اجناس ضرورت کے موافق آتی تھین۔ بیلون گدھون ٹٹوون خچرون گاڑیون چھکڑون کا تانتا لگا رہتا تھا۔ شہر مین جابجا یہہ اجناس بکتی تھین کسی کی مقدور نہ تھا کہ اپنر ہاتھ ڈال سکے۔ تلنگے رسد کے قواعد سے خوب واقف تھے۔ جنس کی قیمت نرخ کے موافق خوب دیتے تھے وہ جانتے تھے کہ اگر ہم قیمت کم دینگے تو رسد بند ہوجائیگی پھر ہم بھوکے مرینگے غرض تلنگون نے خود اپنی رسد کا انتظام ایسا رکھا کہ انکو بادشاہی اہتمام کی ضرورت نہین ہوئی کبھی کبھی کوئی جنس کم ہوجاتی تو وہ بادشاہ سے اسکے بہم پہنچانے کی درخواست کرتے وہ انکو منگا دیتا۔ ایک دفعہ افیون کا توڑا ہوگیا تھا تو بادشاہ نے راؤ تلارام کو لکھا کہ دو من افیون بھیجدے قیمت دے دیجائیگی۔ جب وہ میدان جنگ مین جاتے تو بادشاہی اہلکار حلوائیون سے مٹھائی وغیرہ بنوا کر چھکڑون مین ان پاس بھیجتے لیکن ایسا اتفاق دو تین ہی دفعہ ہوا ہوگا شہر مین نہ سپاہ کو نہ اہل شہر کو ضروری چیزون کے میسر ہونے مین تکلیف ہوئی

سپاہ نے اس خیال سے کہ اگر ہم اپنون مین سے اعلے عہدہ دار کمانڈر انچیف اور جرنیل کرنیل وغیرہ مقرر کرینگے تو آپس مین مناسدت اور معاندت پیدا ہوگی جس سے فساد کھڑا ہوگا بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ شاہزادون کو اعلے عہدون پر مقرر کردے۔ بادشاہ نے انکی درخواست سے ۱۸ مئی کو اپنے بیٹون مین سے مرزا ظہیر الدین عرف مرزا مغل کو کمانڈر انچیف اور مرزا خضر سلطان کو جرنیل اور مرزا کوچک سلطان کو دلی کی رجمنٹون کا کرنیل اور پوتون مین سے مرزا ابوبکر کو سوارون کا کرنیل اور مرزا عبداللہ عرف مرزا مینڈھو کو میرٹھ کی پلٹنون کا کرنیل مقرر کردیا ان شاہزادون مین مرزا ابوبکر گھوڑے پر چڑھنا اور گولی کا نشانہ مارنا خوب آتا تھا وہ دریا مین مچھلیون کا شکار بندوق سے کھیلتا تھا وہی سب سے اول شہزادون مین سے

ہنڈن کی لڑائی مین شریک ہوگیا اور ایک کوٹھے پر بیٹھکر لشکرون کی لڑائی دیکھ رہا تھا
کہ ایک گولہ بیٹری مین آنکر پھٹا یہہ تماشا اسنے عمر بھر اپنی آنکھون سے دیکھا نہ تھا وہ ڈرکر
گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا سپاہی اسے پکارتے کے پکارتے رہ گئے اسنے کچھ نہین سنا
اسکا کام یہہ تھا کہ جہان کہین شہر مین انگریزون کے ہونے کی خبر وہ سنتا دوڑکر جاتا کچھ
لوٹ مار کرتا اس کے کرتوتون مین سے ایک یہ ہے کہ وہ بہرام خان کے تراہہ مین شاہزادی
فرخندہ زمانی بیگم بادشاہ کی بہو کے گھر گیا رات کو ڈیڑھ بجے اپنے گھر آنا چاہا مگر محلہ کا پھاٹک
مقفل تھا چوکیدار کنجی لیکر تھانہ مین چلا گیا تھا مرزا شراب کے نشہ مین ایسا بدمست تھا کہ اسنے
دروازہ پر بندوق کی گولیان چلائین اور جب چوکیدار آیا تو اسکا سر پھوڑا اور اور محلہ والون کو
بھی مارا دھاڑا۔ اسنے سوارون اور سپاہیون کے ہاتھ سے محلہ اور بازار کو لٹوایا۔ جب بادشاہ
سے اسکی شکایت ہوئی تو اسنے مرزا مغل کو حکم دیا کہ مرزا ابوبکر کے نوکرون نے جو اسباب لوٹا ہے
وہ اس کے مالکون کو دلوا دے۔ سوارون نے ایک دفعہ یہہ چاہا کہ بادشاہ کو مارکر مرزا ابوبکر
کو بادشاہ بنائین۔ یہہ حال جب بادشاہ کو معلوم ہوا تو اسنے مرزا کا دربار بند کر دیا حکم دیدیا کہ آیندہ
اسکی تعظیم شاہزادون کی سی نہ ہوا کرے مگر پھر یہہ غصہ بادشاہ کا پوتے پر نہین رہا۔
مرزا خضر سلطان بادلی کی سرائے کی لڑائی مین شریک ہوگئے وہان جب سپاہ کو شکست ہوئی
تو سب سے پہلے بھاگے رستہ مین انکی محبوب علی خان سے محلدار خان کے باغ کے قریب ملاقات
ہوئی اگرچہ وہ خواجہ سرا تھا مگر دل گردہ ایسا رکھتا تھا کہ وہ مرزا اور سپاہ کو چاہتا تھا کہ میدان
جنگ سے ابھی بھاگے نہین مگر مرزا نہ ٹھہرا اسنے کہا کہ مین توپخانہ و میگزین لینے جاتا ہون ۔
سپاہ کے ٹھہرانے مین بھی اسکی کوشش کچھ کارگر نہ ہوئی۔
کوئی اور شہزادہ ان پر نہین چڑھا مرزا مغل بادشاہ کا داہان ہاتھ تھا۔ بادشاہ پاس سپاہ کی
یا اہل شہر کی جو عرائض آتی تھین انپر بادشاہ حکم لکھکر تعمیل کے لیئے مرزا پاس بھیجدیتا تھا۔ وہ
سپاہ کی تقسیم تنخواہ کے لیئے شہر کے مہاجنون اور ساہوکارون سے تمسکات لکھکر سودی روپیہ
لیتا تھا یا اور طرح سے ڈنڈ لیکر روپیہ وصول کرتا تھا۔ سپاہ کی تنخواہ ماہوار تقسیم ہونے کی جگہ روزینہ
تقسیم کرنا شروع ہوا۔ لاکھون روپے شہر سے ڈنڈ کے وصول کیئے ہزارون روپیہ زبردستی سودی

ایک روپیہ اور نو آنے سیکڑہ پر زبردستی قرض لیئے۔ غرض قرض کے لینے کی بہت سی حکمتیں اور رقم دھانسنے ساہوکارون کو دیئے مگر وہ دم مین نہین آئے اگر انسے ایک روپیہ مانگا تو مشکل سے ایک آنہ جب وا کئے غیہد خانے مین کئی کئی روز تک وہ رہے اسکا حساب کتاب بھی موجود نہین کہ کتنا روپیہ قرض لیا گیا اور وہ کس طرح خرچ ہوا۔

جولائی کے شروع مین بخت خان بڑی سلیقہ مندی اور ہوشیاری سے دہلی مین آیا کہ جب وہ شہر کے قریب شاہدرہ مین پہنچا تو بادشاہ نے نواب احمد قلی خان اپنے خسر کو اسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور جب وہ بادشاہ سے ملاقات کرنے آیا تو اس سے مصافحہ کیا اسکی دعوت کے لیئے اپنے خاصہ سے سترہ تورے بھیجے۔ بخت خان نے بھی اپنے سلسلہ نسب کو خاندان تیمور تک پہنچایا۔ جب بادشاہ نے اسنے کہا کہ تم بڑے بہادر ہو تو اسنے کہا کہ آپ مجھے جب بہادر فرمائینگے کہ مین پہاڑی پر انگریزون کا بالکل قلع قمع کرون۔ بادشاہ پر اسنے کچھ ایسا سحر کیا کہ وہ اسکے کہنے مین آگیا اسکو اپنے فرزند کا خطاب دیا۔ اور ساری سپاہ اور شہر پر اسکو نیم بادشاہ بنا دیا۔ بخت خان نے بھی کمانڈر انچیف کی نقل اتاری کہ آج میگزین کو دیکھتا ہے اور اس مین باترتیب سامان رکھنے کی ہدایتین کرتا ہے۔ کل شہر کے رئیسون کو پولس کی معرفت اپنے پاس حاضری کا حکم دیتا ہے۔ جب رئیسون کو یہہ امر ناگوار خاطر ہوا اور انہون نے بادشاہ سے شکایت کی عرضی دی کہ اگر بخت خان کو ہمین بلانا تھا تو خط کے ذریعہ سے بلایا ہوتا نہ کہ پولس کے پیادون کی معرفت۔ بادشاہ نے بخت خان سے اسکا جواب طلب کیا تو اسنے کہا کہ مین نے تو پولس کی معرفت یہہ اطلاع دی تھی کہ وہ مسلح رہا کرین۔ ۳ جولائی کو بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ سپاہیون کی تنخواہ کا اور جن لوگون کا مال اسباب لٹ گیا ہے انکو تاوان دینے کا اور عدالت و پولس اور مال کے سررشتون کا انتظام کرے اور بادشاہ نے حکم جاری کردیا کہ سپاہ شاہزادون سے بالکل تعلق نہ رکھے۔ ایک دن جنرل بادشاہ پاس دو یورپین سارجنٹون کو ساتھ لے گیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ دو نو بریلی سے ہمارے ساتھ آئے ہین وہ توپ زنی کے فن سے خوب ماہر ہین بادشاہ نے انکو حکم دیا کہ وہ سلیم گڈھ اور کشمیری دروازہ اور لاہوری دروازہ کے گرگجون کے توپخانون کو دیکھکر رپورٹ کرین

جنرل نے لال ڈگی اور جامع مسجد کے درمیان ہزارون سپاہ کی پریڈ لی اور انکو اپنے اپنے مقامونپر
واپس کیا۔ بخت خان نے اشتہار دیا کہ شہر کے باشندے چاندنی چوک مین ایک ضروری حکم سننے کے لیئے جمع ہون
بہت آدمی جمع ہوئے مگر جرنیل وقت پر نہ آیا لوگ اپنے گھرون کو چلے گئے۔ بخت خان نے
خیمون کی مرمت کے لیئے اور پچاس چپراسیون کے ملنے کے واسطے اور سپاہ کے مکانون کے
خس پوش ہونے کے لیئے اور شہر مین بعض مکانون مین رہنے کے واسطے درخواستین کین
بادشاہ نے سب منظور کین بخت خان نے کئی آدمیون کو انگریزون کا جاسوس سمجھکر قتل کیا۔
بادشاہ کو اسنے عرضی دی کہ چار لاکھ روپیہ نواب جھجر سے طلب کیا جائے اسکی درخواست منظور
ہوئی۔ بخت خان نے نمک اور شکر پر جو محصول مقرر ہوا تھا وہ اس نظر سے موقوف کیا کہ غربا کو تکلیف نہو روزمرہ
جو لڑائی ہوتی تھی وہ بخت خان کے آنے سے موقوف ہوئی اس لیئے شہر والون نے
اسکا نام کم بخت خان رکھا اور مرزا مغل نے بادشاہ کو ایک عرضی اسکی شکایت مین ۱۷ جولائی
کو یہہ لکھی کہ جہان پناہ سلامت۔
مودبانہ عرض کرتا ہون کہ حضرت عالی خوب آگاہ ہین کہ بخت خان کے آنے سے پہلے
ہر روز بلاناغہ ہنگامہ جنگ گرم ہوتا تھا حضور اس امر سے بھی آگاہ ہین کہ جب سے جرنل
آیا ہے کئی لڑائیان ہوئی ہین آج کا یہہ واقعہ ہے کہ فدوی نے آج حملہ کرنے کے لیئے
شہر سے باہر سپاہ بھیجی تو جرنل مذکور نے مداخلت کی اور کل سپاہ کو کھڑا رکھا اور کچھ کام نہ
کرنے دیا اور انسے دریافت کیا کہ تم کسکے حکم سے شہر سے باہر لڑنے گئے ہو تم کو بغیر میری
اجازت کے جانا نہین چاہیئے اب واپس آؤ۔ یہہ کام تو کوئی کھلا دشمن بھی نہین کرے گا۔
کہ سپاہ حملہ کرنے جائے اور اس مین مداخلت کرکے واپس بلائے اسلیئے فدوی التماس کرتا ہے کہ
اگر حضور نے سپاہ کا کل انتظام جرنل کو سپرد کر دیا ہے تو فدوی پاس تحریری حکم ارسال فرمایئے
کہ وہ سپاہ کے کسی کام مین مداخلت نہ کرے پھر مین کسی کام مین مداخلت نہین کرونگا اور سپاہ کے
کل افسرون کو اطلاع دیدونگا کہ آیندہ تم جرنیل کے ماتحت ہو اس کی فرمان برداری کرو اگر اسکے
حکم کے خلاف کوئی اعلے ادنے افسر کام کریگا تو سزا پائیگا۔ اور اگر حضور سپاہ کے انتظام کو فدوی
سپرد کرتے ہین تو جرنل کو حکم فرمایئے کہ وہ سپاہ کی کسی معاملہ مین دخل نہ دے اسکو اپنی رجمنٹون پر کل

اختیار ہے اسکی رجنٹون سے جو فرمانات کی درخواستین کی جائین انکو وہ ہمیشہ منظور کرے اس عرضی پر بادشاہ نے کوئی حکم نہین دیا۔

۲۹ - جولائی کو دربار ہوا کہ جس مین بخت خان بادشاہ کا قائم مقام ہوکر آیا اس مین سپہر زوائی نہر کے صوبہ دار استاد بخش نے جنرل بخت خان پر یہہ الزام لگایا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین غفلت و کاہلی کرتا ہے بہت دن ہو چکے ہین کہ جنرل انگریزون سے لڑنے کے لیے سپاہ کو نہین لیگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ انگریزون نے شہر پر حملہ کرنے کے لیے بہت ساز و سامان جمع کرلیا ہے۔ اسپر بخت خان بہت لال پیلا ہوا مگر آخر کوئی امر فیصل نہین ہوا۔

سپاہ نے بخت خان کی شکایت بھی بادشاہ سے کی کہ وہ صرف اپنی سپاہ کے لیے سامان رسد کرتا ہے اور باقی اور سپاہ کے لئے سامان رسد نہین کرتا بادشاہ نے کہا کہ یہہ شکایت تم خود بخت خان سے کرو۔ بخت خان نے بر سر دربار کوئی بات بادشاہ کے کانین کہی تھی اسپر شاہزادون نے اسکو دھتکار بتائی تو بخت خان نے بڑی چاپلوسی اور خوشامد سے اپنا قصور معاف کرایا۔

سپاہ سے بادشاہ اس سبب سے ناراض تھا کہ وہ کبھی مرزا ابو بکر کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے کبھی مرزا مغل کو جب بخت خان آیا تو اسنے صلاح دی کہ سپاہ کے اختیارات شاہزادون کے ہاتھ مین زیادہ نہین چاہئین۔ تمام احکامات میرے پاس بھیجنے چاہئین اور جو کام بادشاہ کرانا چاہے وہ مجھ سے کہے۔ بادشاہ شہزادون سے ناراض تھا اس صلاح سے وہ بخت خان پر بہت مہربان ہوگیا اور اسکو سب سے اعلے اور برتر بنادیا اور اسکو گورنر مقرر کردیا۔

جب مرزا مغل نے بخت خان کی شکایت مین عرضی دی تو اس مین اور بخت خان مین ناچاقی ہوگئی مگر پھر دونو مین آپس مین ملاپ ہوگیا۔ بخت خان نے بادشاہ سے خلوت مین ملاقات کی وہ مولویون کو بھی ساتھ لے گیا تھا اور ایک عرضی پر بادشاہ سے دستخط کرائے اور پھر مرزا مغل سے ملا اور یہہ تجویز ہوئی کہ چند روز تک ایک عام پریڈ ہو اور ہر سپاہی سے حلف لیا جائے کہ وہ انگریزون سے لڑیگا۔ سپاہی جو اس لڑائی کے لیئے بزدل ہون انکو اجازت دیجائے کہ وہ اپنے گھر چلے جائین اس حلف کے بعد جو سپاہی جنگ کرنے مین پہلو تہی کرے تو اسکو سزا دیجائے۔ اس کام کے لیے ایک حکم نافذ ہوا۔ مرزا مغل نے بخت خان کے احکام سپاہ کو سنائے سب سپاہیون نے بحلف

اقرار کیا کہ ہم آخر دم تک انگریزون سے لڑین گے۔
۲۲ - جولائی کو بخت خان نے بادشاہ سے عرض کی کہ بعض شریر بدنفس یہہ مشہور کرتے
ہین کہ مین انگریزون سے ملا ہوا ہون کہ جب سپاہ انگریزون سے لڑنے جاتی ہے تو خود پہلوتہی
کرتا ہون اور سپاہ بے ترتیب لڑتی ہے - بادشاہ نے کہا کہ تمہاری خیرخواہی مین مجھے کچھ شبہ نہین
مجھے افسوس ہے کہ یہہ نادان آدمی اس غلط بات کو مشہور کرکے تمہاری دل آزاری کرتے ہین -
سپاہ نے عرضی دی کہ بخت خان توپخانہ کا افسر تھا وہ اس کام کو جانتا ہے میدان جنگ مین سپاہ
لڑانے مین بے بہرہ ہے وہ گورنر کے عہدہ کے قابل نہین نہ وہ بادشاہ کا ادب کرتا ہے نہ خزانہ
بادشاہ کی نذر کے لیئے لایا ہے - مرزا مغل کو جو سپاہ کے تمام کامون مین کل اختیارات دیئے
گئے تھے وہ اسکا سزاوار تھا بلکہ وہ گورنر جنرل ہونے کے لائق ہے ساری سپاہ چاہتی ہے
کہ وہ ہمارا سپہ سالار مقرر ہو بادشاہ نے یہ عرضی بخت خان کے پاس بھیجی کہ اسکا جواب باصواب
لکھے - اس عرضی کا جواب بخت خان نے یہہ دیا کہ سپاہ تین حصون مین منقسم ہونی چاہیئے ایک
حصہ مین دہلی اور میرٹھ کی رجمنٹین ہون دوسرے حصہ مین وہ سپاہ ہو جو بخت خان کے
ساتھ آئی ہے تیسرے حصہ مین باقی سپاہ - بادشاہ نے مرزا مغل کو بلاکر بخت خان کا یہہ جواب
سنا دیا - ۲ - اگست کو بخت خان نے کہا کہ سپاہ جو تیس ہزاری کے پل کی طرف گئی تھی وہ بارش کی
کثرت کے سبب سے واپس چلی آئی اسپر بادشاہ نے خفا ہوکر کہا کہ کبھی تم سے پہاڑی نہین
فتح ہوگی - ۳ - اگست کو بخت خان نے بادشاہ سے شکایت کی کہ اب سپاہی میرے حکمونکو
نہین مانتے تو بادشاہ نے کہا کہ جو سپاہی حکم نہین مانتے انسے کہدو کہ وہ شہر خالی کرین - جب
چوتھی اگست کو حکیم احسن اللہ خان کا گھر لٹا تو بادشاہ نے سپاہ کے تمام افسرون کو بلایا اور انسے
کہا کہ مین نے مرزا مغل اور بخت خان کو تمہارا کمانڈر انچیف مقرر کیا تھا ان دونون سے جسکو چاہو
انتخاب کرکے اپنا جنرل مقرر کرو مین تمہارے انتخاب کو پسند کرونگا مگر یہہ پسند نہین کرنے کا کہ شہر
لٹے اسکے باشندے حیران پریشان سرگردان ہون - انگریز تو غارت نہ ہون مگر ہندو مسلمان
تباہ ہون - سپاہی اپنی شیخی بگھارا کرین کہ ہم شہر سے باہر انگریزون کو غارت کرنے جاتے ہین
لیکن وہ تو پھر شہر کے اندر آجاتے ہین شہر کی فصیل انکی پشت پناہ ہے جو انکو سلامت رکھتی ہے

مجھے یہ صاف نظر آتا ہے کہ آخر کو شہر کو انگریز فتح کر لین گے اور مجھے مار ڈالین گے بادشاہ کے
اس کہنے سے یہ افسر متاثر ہوئے انکو کچھ غیرت آئی انہون نے کہا کہ حضور ہمارے سر پہ ہاتھ
رکھین ہم یقینی فتحیاب ہونگے۔ بادشاہ نے افسرون کے سر پہ ہاتھ رکھا اور دعا دی اور کہا کہ
جلد جاؤ اور پہاڑی کو فتح کرو۔ غرض ان تمام بیانات سے یہہ ہے کہ بادشاہ کو سپاہ سے
فقط یہ تعلق تھا کہ اسنے انکی درخواست سے شہزادون کو کمانڈر انچیف و جرنیل و کرنیل مقرر کر دیا سوا
اسکے سپاہ کے کامون مین بادشاہ کو دخل نہ تھا جو سپاہین پہاڑی پر حملہ کرنے جاتین انکو ایک روز
پہلے افسران سپاہ خود مرزا مغل کے مکان پر بادشاہ کے صلاح و مشورے بغیر تجویز کر لیتے بادشاہ
کبھی اس مین دخل نہین دیتا لڑائی کے وقت سپاہ خود مختار تھی جہان چاہتی وہان رہتی۔
گوری شنکر کو بادشاہ نے اجازت دی کہ وہ سب افسرون کو جمع کرکے سپاہ کا انتظام کرے جو
انگریزون کے عہد مین تھا مگر وہ افسرون کو جمع نہین کر سکا۔
سپاہ مین جو افسر لڑائی مین مارے جاتے تھے انکی جگہہ اور عہدہ دار نہین ہوتے تھے۔ نہ
کسی عہدہ دار کی ترقی ہوتی تھی نہ تنزل
بعض سکھون نے بادشاہ سے یہ شکایت کی کہ ہم کو انگریزی مورچون پر حملہ کرنے کی عادت ہے
مگر پوربیئے ہمارے ساتھ ہو کر نہین لڑتے اس لیئے ہم پھر آتے ہین اسلیئے بادشاہ سے التماس
کرتے ہین کہ رجمنٹون مین سکھون کو جدا کرکے ایک رجمنٹ جداگانہ مقرر کی جائے اور دو توپین
اسکو مرحمت ہون تو وہ انگریزون پر فتحیابی کے ساتھ کامیاب ہو انکی خاطر جمع کی گئی کہ
فتح سے مایوس نہ ہو۔ اس درخواست پر پوربیون کو یہہ شبہ ہوا کہ سکھ اپنے تئین اسطرح
جدا کرکے انگریزون کے ساتھ ملنا چاہتے ہین ان کے سارے بھائی بند انگریزون کے
ہوا خواہ ہین انہین سے بہت سے پہاڑی پر ہم سے لڑ رہے ہین۔ غوث محمد خان رسالدار
نیمچ اور بخت خان کی آپس مین ایسی ناچاقی ہوگئی کہ نیمچ کے افسرون نے بادشاہ سے درخواست
کی کہ انکو اجازت دی جائے کہ وہ بریلی کی سپاہ کے ہتھیار لے لین بادشاہ نے انکی اس درخواست کا
کچھ جواب نہین دیا مگر دوسرے دن یہ حکم دیا کہ تمام افسر کیا مرزا مغل کی اطاعت کرین یا کسی اور
جرنل کی جسکو وہ خود انتخاب کرکے پسند کرین پھر بادشاہ نے بارہ ممبرون کا کورٹ مقرر کیا جس مین

چھہ ممبر بادشاہ کی طرف سے منتخب ہون چھہ سپاہ کی طرف سے - سپاہ کو چاہیئے کہ اس کورٹ سے جو
حکم صادر ہون انکی بجا آوری کرے - بخت خان نے بڑے بڑے افسرون کے سامنے قرآن اٹھایا
کہ وہ انگریزون کے ساتھہ کچھہ سازش نہین رکھیگا - جنرل بخت خان نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ
آج ۴ - ۲ اگست کو لڑنے کے لیئے جانیکو ہون مجھے اجازت دیجیئے - بادشاہ نے کہا خدا حافظ
اپنی خیرخواہی کو حملہ کرنے سے ثابت کرو اور انگریزون کو غارت کرکے فتحیاب واپس آؤ - ۹ - اگست کو
بخت خان کی ایک عرضی بادشاہ پاس آئی کہ بادشاہ کو لوگ جو لڑائی کی صلاح دیتے ہین اس سے
کچھہ حاصل نہین ہوتا پس آیندہ مین سوا اپنی بریلی کی سپاہ کے کسی اور سپاہ سے تعلق نہین رکھونگا
بادشاہ نے جواب دیا کہ مین تم سے راضی ہون تم ہی سپاہ کے سپہ سالار ہو -

سیپر مائی نر (سفرمینا) نے یہہ شکایت کی کہ ہم نے اپنی جانون پر کھیل کر ایک بیٹری بنائی
تھی کہ لڑائی کے وقت وہ حضور کی سپاہ کی محافظ ہو مگر سپاہی رات کو انکو چھوڑ کر چلے آئے
انگریزون نے اسے غارت کر دیا بادشاہ نے بخت خان کو حکم دیا کہ وہ اس شکایت پر توجہ کر
غلام معین الدین رسالدار نے بادشاہ کو عرضی دی کہ فدوی ٹونک سے تقریباً پانچ سو آدمیونکے
ساتھہ آیا انکو سپاہ کی صورت مین مرتب کیا اور پندرہ سو اور جہادی غازی یا شہید بننے کے
لیئے جمع ہوگئے ہین کل ہین اور ہمارے ہمراہی حملہ مین شریک ہوئے اور ہم نے اٹھارہ
کافرون کو فی النار کیا اور پانچ جہادی شہید اور پانچ زخمی ہوئے - جب ہم کافرون سے لڑے
تو سپاہ نے ہماری کچھہ مدد نہین کی - اگر وہ ہماری امداد کرتے تو خدا کی مدد سے بالکل فتح ہوتی
مگر خدا کی مرضی مین چارہ نہین - مجھے امید ہے کہ کچھہ ہتھیار لڑنے کے لیئے اور کچھہ روپیہ خرچ کے
واسطے مرحمت ہوگا - جسکے سبب سے ہماری مرادین پوری ہونگین - اس عرضی پر ۲ - اگست کو
عالیجاہ مرزا مغل نے حکم صادر کیا کہ بالفعل ہتھیار موجود نہین اگر کہین سے آجائینگے تو دیدیئے
جائینگے - روپیہ کا بھی انتظام ہوکر عطا کیا جائیگا -

بخت خان نے ۴ - اگست کو توپون کے ملنے کی درخواست کی اسپر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواب لکھا جائے
بمبئی پریسیڈنسی کی سپاہ جو دہلی آئی تھی اسکے سردارون اور صوبہ دارون اور افسرون کو مرزا
خضر سلطان نے لکھا کہ تم نے جو بادشاہی سپاہ کی شکست پانے کی خبر سنی ہے وہ انگریزونکی

جھوٹی لڑائی ہوئی ہے۔ انیس ہزار آئینی سپاہ اور دس پندرہ ہزار آئینی سوار یہاں موجود ہیں رات دن لڑائی ہوتی ہے انشاء اللہ تین چار روز میں پہاڑی فتح ہو جائیگی اور کافر فی النار ہو جائینگے۔ تم دہلی میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو۔

گوالیار کنٹنجنٹ کے افسرون کی عرضی کا جواب۔

تمہاری عرضی پہنچی۔ لڑائی میں جو تمنے اپنی مردانگی دکھائی وہ معلوم ہوئی یہہ تم پہ فرض ہے کہ سپاہ اور راجہ کو ہمراہ لیکر قلعہ آگرہ کو فتح کرو ہم افسرون اور سپاہیون پر نہایت عنایت کرینگے اور اعلے عہدون پر سرافراز اور ممتاز کئے جائینگے۔

محسن علی جیلخانہ کے دارو غہ جہانسی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین نے ایک رجمنٹ تیار کی ہے علی غول اسکے نام رکھنے کی اجازت دی جائے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس رجمنٹ کا نام فیض رکھا جائے۔

بادشاہ کا حکم مرزا مغل کے نام یہہ صادر ہوا کہ بہت سے امیدوار جو سپاہ میں بھرتی ہونے کے لئے جمع ہین انسے کہدو کہ خزانہ میں روپیہ نہین ہے جو وہ ملازم رکھے جائین۔ انکو نوکری کی کوئی امید نہین رکھنی چاہیئے۔

ہم نے بادشاہ کے جنگی انتظامات اور احکامات کا اوپر بیان کیا اب ملکی انتظامات کا بیان کرتے ہین۔ بہادر شاہ نے یہہ حکم جاری کیا کہ سلطنت کے عدالت کے کامون مین شاہزادے اور سپاہ مداخلت نہ کرے۔ عدالت کے سارے کام صرف مفتی اور صدر الصدور کیا کرین نہ سپاہ نہ مال کے حکام اس عدالت مین دخل دین مگر بادشاہ کے اس حکم کی کبھی تعمیل نہین ہوئی۔ شاہزادے سپاہ کے زور سے ہمیشہ ان کامون مین دخل دیتے تھے۔

ضلع گوڑ گانوہ کے زمیندارون کی طرف سے درخواست آئی کہ سارے ضلع مین بدنظمی ہو رہی ہے کوئی حاکم انتظام کے لئے بادشاہ کی طرف سے بھیجا جائے۔ بادشاہ نے یہ کام مولوی فضل حق کے سپرد کیا۔ مولوی صاحب عالم متبحر مشہور تھے وہ الور سے ترک ملازمت کرکے دہلی مین آئے تھے انہون نے بادشاہ کے لئے ایک دستور العمل سلطنت لکھا تھا جس کی دفعہ اول یہ مشہور ہوئی تھی کہ گائے کہین بادشاہی عملداری مین ذبح نہ ہو جیسے مولویون نے

انکا خوب مضحکہ اڑایا مگر یہہ دستور العمل کہین کسی کے ہاتھ نہین آیا انکو اس بغاوت کے سبب
جلا وطنی کی سزا ملی تھی وہ رہا ہوئے مگر جلا وطنی ہی مین روح نے جسم کی قید سے رہائی پائی
انہون نے گوڑگانوہ مین اپنے بیٹے مولوی عبد الحق کو کلکٹر اور آدمیون کو تحصیلدار مقرر کیا جنکی
عمل درآمد نہین ہوئی - بخت خان نے ہوڈل پلول شاہدرہ مین تحصیلدار مقرر کیے مگر کبھی
زر مالگذاری وصول نہین ہوا شاہزادون نے ارادہ کیا تھا کہ سپاہ بھیجکر زر مالگزاری وصول
کرین مگر اسپر عمل کبھی نہین ہوا - راؤ تلا رام جاگیردار ریواڑی نے عرضی بھیجی تھی کہ مین
یہان بندوبست مالگزاری کے لیئے کر رہا ہون فصل خریف کی آمدنی تو سپاہ مین خرچ ہوگئی آیندہ
پینتالیس ہزار روپیہ سال نذرانہ ادا کرونگا اسکو ریواڑی کی جاگیر کی سند دوام کے لیئے مرحمت ہو
بجنور کے زمیندارون کی بھی عرضی آئی کہ ضلع مین بدنظمی ہو رہی ہے بادشاہ اسکا انتظام کرین
تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سپاہ بھیجکر انتظام کیا جائیگا -
مولوی فیض احمد آگرہ مین صدر بورڈ کا سررشتہ دار تھا اور باغی ہوکر دہلی مین آیا تھا اسکو اور
مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان کو عدالت کا کام سپرد ہوا - شہر مین کوتوال اور تھانہ دار مقرر
ہوئے - پہلا کوتوال شہر مین معین الدین حسن خان مقرر ہوا جو نواب قدرت اللہ خان کا بیٹا تھا
اسکا بیان ہے کہ مین نے یہ کوتوالی اسلیئے اختیار کی تھی کہ انگریزون کی خیر خواہی اس بدخواہی
کے لباس مین کرون وہ چند روز مین اپنے ظلم وستم کے سبب برخاست ہوا - اسکے بعد خواجہ
وحید الدین خان کی سفارش سے قاضی فیض اللہ کوتوال شہر اور قاضی عبد الرحیم نائب کوتوال مقرر
ہوئے - قاضی نے استعفا دیا اسکے بجے سید مبارک شاہ رامپور کا باشندہ کوتوال مقرر ہوا اور آخر
عہد تک وہی کوتوال رہا - نجف گڈھہ - مہرولی - شاہدرہ - پہاڑ گنج - بدرپور اور شہر مین جہان
پہلے تھانے تھے تھانہ دار مقرر ہوگئے - ان کامون مین سوا شاہزادون کے بخت خان بھی
دخیل تھا - بادشاہ نے تھانہ دارون اور کوتوال کے نام حکم جاری کر دیا تھا کہ وہ بخت خان کے احکام
کی تعمیل کیا کرین - سپاہی کہا کرتے تھے کہ انہون نے کل ملک کا اپنے تئین مالک بنایا ہے وہ
شاہزادون مین ملک کو تقسیم کر کے انکو صوبہ بنا دینگے -
انتظام ملکی کے لیئے بادشاہ نے بہت آدمی نہین مقرر کیئے تھے مگر شاہزادون اور بخت خان نے

انکو مقرر کیا تھا - بادشاہ نے تو صرف دوآبہ مین ولی داد خان کو صوبہ مقرر کیا تھا جو مالاگڈھ
ضلع بلند شہر مین حکومت کرتا تھا جب اسنے انتظام کے لیئے بادشاہ سے سپاہ کی درخواست
کی تو بخت خان نے اسکو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار روپیہ بھیجدے تو سپاہ بھیجدی جایگی -
اودھ کا صوبہ ڈاکٹر وزیر خان کو مقرر کیا تھا جو آگرہ کا سب اسسٹنٹ سرجن تھا اور باغی
ہوکر دلی مین آیا تھا اور بخت خان کا بڑا دوست تھا مگر وہ گیا نہین - رہیلکھنڈ مین خان بہادر
خان کو گورنر مقرر کیا تھا - دفتر شاہی مین علی قاسم کے لیئے اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر ہونیکا
حکم موجود ہے مگر اسپر بادشاہ کے دستخط نہین کہ راجہ و نواب اور رؤسا اضلاع الہ آباد
کو حکم دیا جاتا ہے کہ ہم نے اپنے فدوی خاص علی قاسم کو اضلاع الہ آباد مین صوبہ مقرر کیا ہے
تم سب اسکے حکمون کی تعمیل کرو اور سارے کام اسکی مرضی کے موافق کرو کوئی کام اسکی
مرضی کے خلاف نہ کرو - اور یہہ تمپر فرض ہے کہ ملعون کافرون کو غارت کرنے مین اس کے
معاون ہو ان اپنی خدمات کا صلہ بادشاہ سے پاؤ گے نواب باندہ کے نام بھی ایسا ہی
حکم تھا -

مولوی لیاقت علی کو بھی پہلے صوبہ الہ آباد کی حکمرانی کی سند بادشاہ نے دی تھی -

بادشاہ کا ایک حکم دفتر شاہی مین بغیر دستخط و مہر کے یہہ بھی موجود ہے -

تمام ہندو و مسلمانون کے نام جو ترقی مذہب چاہتے ہین

تمکو معلوم ہو کہ ملک الدین ان آدمیون مین سے ایک ہے جنھون نے جہاد کے لیئے کمر
کسی ہے اور وہ خزانہ کا مہتمم اور سپاہ کا پیشوا ہے وہ غازیون کے جمع کرنے کے لیئے
اور خداداد سپاہ کے خرچ کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لیئے بھیجا جاتا ہے - اس سپاہ نے
ہزارون گورون اور انکے افسرون کو فی النار کیا ہے یہہ تمپر واجب ہے کہ اپنے فائدہ کے لیئے
بتفصیل ذیل روپیہ اسکو دیدو اور اپنے کسی معتمد کو اسکے ساتھ کردو تمکو چاہیئے کہ راہ مین اسکی
امداد سپاہ سے کرو اور عیسائیون کے قتل کرنے مین اسکے معاون ہو اور جو کوئی عیسائیون
کے ساتھ سازش کریگا اسکے جان و مال غارت کیئے جائینگے -

فہرست مطالبہ زر

رئیس چھتاری	سات توہین اور روپیہ ۵۰۰۰۰
رئیس بہرولی	۱۰۰۰۰
رئیس دھرم پور	۵۰۰۰
رئیس دان پور	۵۰۰۰
رئیس پہاسو	۵۰۰۰
رئیس سعادآباد	۵۰۰۰
رئیس دتاولی	۲۰۰۰
رئیس بھیکم پور	۱۰۰۰۰
رئیس براؤن	۱۰۰۰۰
رؤسا رجیور	۵۰۰۰
مہاجنان متھرا	۵۰۰۰۰
راجہ بلب گڈھ	۱۰۰۰۰۰
رئیس غلام علی اترولی	۲۰۰۰۰
راجہ بھرت پور	۵۰۰۰۰۰
میزان کل	۱۲۴۵۰۰۰

بہون داس زمیندار متھرا کی بھی عرضی آئی تھی کہ اسکو سند متھرا اور میرٹھ کے درمیان انتظام کرنیکی اجازت ملے مگر کچھ حکم نہین صادر ہوا۔
چند مہینے کے بعد دوندے خان کے بھائی جاگیردار گڑھی (متھرا کے پاس ہے) نے اپنے بھتیجے امراؤ بہادر کے ہاتھ اپنی عرضی بھیجی کہ اسکی وہ جاگیر معاف ہو جائے جو سرکار انگریزی نے ضبط کی ہے۔ بخت خان نے اس درخواست پر توجہ کی اسنے حامل عرضی سے کہا کہ تمہاری درخواست منظور ہوگی اگر تم انگریزون سے ہمارے ساتھ کسی لڑائی مین شریک ہو۔ امراؤ بہادر انگریزون سے لڑا زخمی ہوا اور ایک ہفتہ کے اندر دہلی میں مرگیا

سند معافی جاگیر تیار ہو گئی تھی مگر وہ اس پاس نہین پہنچی۔
مولوی فیض احمد ضلع بلندشہر اور ضلع علی گڈھ کی تحصیل زر مالگزاری کے لیئے مقرر ہوا اور حسن بخش انیکی بھی ضلع علی گڈھ کی تحصیل مالگذاری کے لیئے مقرر ہوا اور ولی داد خان کے نام حکم بھیجا گیا کہ وہ ان دونو آدمیون کے کام مین امداد کرے۔ راؤ گلاب سنگہ رئیس کچیسر کے نام حکم تھا کہ وہ بارہ ہزار روپیہ جمع سرکاری کے حسن بخش و فیض احمد کو ادا کرے۔ ظہور علی خان رئیس دھرم پور محمد داؤد خان رئیس بھیکم پور و راجہ دمن سنگہ کے نام احکام تھے کہ وہ زر مالگزاری فیض احمد اور حسن بخش کو ادا کردین۔ مولوی عبدالحق کے نام حکم تھا کہ وہ ضلع گوڑگانوہ کی تحصیل زر مالگزاری کا انتظام کرے۔
مرزا مغل کے نام بادشاہ نے یہہ حکم لکھا ہے کہ ہمارے فرزند کو معلوم ہو کہ جب سپاہ کے پیدل اور سوار اول ہی میرے پاس آئے ہین تو مین نے انسے خود اپنی زبان سے کہدیا تھا کہ میرے پاس خزانہ اور مال اسباب نہین ہے جسسے مین انکی مدد کرسکون لیکن اگر میری جان انکے کام آئے تو اسمین مجھے دریغ نہین میرے اس کہنے سے وہ سب خوش و راضی ہو گئے اور انہون نے اقرار کیا کہ وہ میری فرمان برداری و اطاعت مین اپنی جانین مجھہ پر قربان کردینگے مین نے انکو ہدایت کی کہ انکا اول کام یہہ ہے کہ میگزین اور خزانہ کا انتظام ایسا کرین کہ وہ آیندہ انکی اور میرے کام آئے اسکے بعد انہون نے دیوان خاص و دیوان عام و مہتاب باغ مین اور اور مقامات مین جہان انکی خوشی مین آیا خیام کیا۔ مین نے انکی جہالت و آسائش و آرام کی خاطر سے اپنے نوکرون کو منع کردیا کہ وہ اس کام مین انکے مزاحم نہ ہون اگرچہ کوئی مین نے ان سے اقرار نہین کیا تھا مگر روپیہ قرض لیا گیا کہ ہر پیادہ و سوار کو روزینہ دیا جائے مین نے بار بار یہہ حکم دیا کہ وہ شہر مین جبر و تعدی و غارتگری نکرین مگر اس سے کچھہ کام نہ نکلا آج دس روز گذرے ہین مگر اب تک وہی خرابیان چلی جاتی ہین۔ دیوان خاص و دیوان عام مین سے رجمنٹین چلی گئی ہین مگر مین نے انکو حکم دیا تھا کہ وہ شہر سے باہر جاکر مقیم ہون اور کوئی پیدل اور سوار شہر مین ہتھیار باندھکر نہ پھرے اور شہر کے باشندون پر زیادتی نہ کرے مگر ایک رجمنٹ دہلی دروازہ مین اور دوسری اجمیری دروازہ مین اور تیسری لاہوری دروازہ مین شہر کی

فصیل کے اندر رہتی ہین اور بعض بازارون کو انہون نے بالکل لوٹ لیا ہے نہ رات کا خیال کرین نہ دن کا وہ لوگون کے گھرون مین یہہ بہانہ بناکر کہ گھر مین کوئی فرنگی ہے گھس کر لوٹ لیتے ہین دکانون کے قفل توڑتے ہیں کواڑ نکال لیتے ہین اور انکے اندر کا اسباب بے حجاب لوٹتے ہین وہ سوارون کے گھوڑے کھول لے جاتے ہین باوجودیکہ یہہ دستور چلا آتا ہے کہ جو شہر حملے و تیغ زنی سے پہلے لئے جاتے ہین وہ لوٹ مار سے بری کئے جاتے ہین مگر اسپر وہ کچھ خیال نہیں کرتے چنگیز خان و نادرشاہ بھی جو بڑے ظالم مشہور ہین، وہ شہرون کو پناہ و امن دیتے تھے جو اپنے تئین بغیر مقابلہ کے انکو سپرد کر دیتے تھے اسکے علاوہ سپاہی، میرے ملازمون اور اہل شہر کو دھمکاتے و ستاتے ہین باوجودیکہ مین نے پیدلون کو فراش خانہ کے اور سوارون کو مہتاب باغ کے خالی کرنے کا بار بار حکم دیا ہے مگر وہ خالی نہین کرتے یہہ وہ مقامات ہین جنہین نہ نادرشاہ اور نہ احمد شاہ اور نہ کوئی گورنر جنرل ہند گھوڑے پر سوار ہو کر اب تک آیا تھا۔ سپاہ نے اول درخواست کی کہ شاہزادے انکے لئے اعلی افسر مقرر ہون ہم سب اُن کی فرمانبرداری و اطاعت کرین گے۔ یہہ کام انکی مرضی کے موافق کیا گیا۔ پھر انہون نے اس بات پر زور ڈالا کہ اس مین ہمارا اعتبار بڑھ جائے گا اگر ان شاہزادون کو ان کے عہدون کے لئے خلعت مرحمت ہون جسمیں وہ مستقل ہمارے حاکم معلوم ہون اور تمام قیدی فرنگی ایک ہی دفعہ مین مارے جائین یہہ کام بھی انکی مرضی کے موافق کیا گیا اور اسی دن اشتہار عام دیا گیا جسپر مہر شاہی لگی ہوئی تھی کہ شہر مین عدالت کی کچہریان مقرر کی گئین لیکن اہل شہر پر انکا کچھ اثر نہین ہوا۔ ان باتون سے قطع نظر کر کے یہہ لکھا جاتا ہے کہ جب برٹش گورنمنٹ کا کوئی اعلی افسر قلعہ مین آتا تھا تو وہ دیوان عام کے دروازہ پر گھوڑے سے اترتا تھا اور پیدل پھرتا تھا لیکن یہ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے دیوان خاص اور جلو خانہ تک آتے ہین جنکا لباس نامناسب ہوتا ہے۔ سر پر دستار نہین ہوتی وہ شاہی آداب و تعظیم کو بجا لانا جانتے نہین۔ دربار مین سپاہ کے افسر اپنے لباس کی کچھ پروا نہین کرتے سرون پر ٹوپیان سجائے پگڑی کے ہوتی ہین اور تلوار ساتھ ہوتی ہے انگریزی عملداری مین اسکی کسی فہمرنے ایسا نہین کیا۔ انہون نے بے فائدہ میگزین کے کل اسباب کو خرچ کیا اور خزانہ کے روپیہ کو اڑا دیا

اب بڑا غل مچا مچا کے اپنا روزینہ اتنے آدمیون کا جتنے وہ ہین نہین مانگتے ہین - پھر
دکانداروں پہ طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہین ایسے اجناس لے لیتے ہین اور قیمت دیتے
نہین - اب شہر کے باہر کا حال یہہ ہے کہ سپاہی شہر سے باہر انتظام کرنے کے لیئے تو جاتے
نہین اسلیئے سیکڑون آدمی مارے جاتے ہین اور ہزارون آدمی لوٹے جاتے ہین ملک کے
نظم و نسق کی صورت یہہ ہے کہ شاہی سپاہ کافی نہین کہ وہ کل اضلاع کے بند و بست کو سنبھالے
تحصیلدار اور پولس افسر مقرر نہیں ہو سکتے - قلعہ و شہر سے باہر نہ کوئی پیدل نہ کوئی سوار
باہر قدم رکھتا ہے کہ انتظام ہو - ایسی حالتون مین ملک سے رسد کا آنا اور زر مالگزاری کا
وصول ہونا سخت مصیبت ہے ان سب حالتون کا لازمی نتیجہ یہہ ہے کہ شہر اور ملک کے
بالکل تباہ و غارت ہونے کے سوا کچھ اور امید نہ ہو سکے - ان باتون پر یہہ اور طرہ ہے
کہ وہ بادشاہی ملازمون پر الزام لگاتے ہین کہ وہ ہمارے مخالف ہین اور اپنا روزینہ ان سے
بڑی حکومت سے کستاخانہ مانگتے ہین - میرے حکم کے موافق میرے یہ ملازم ایسے بلجاجت
و خوشامد و بہ منت پیش آتے ہین مگر اسپر بھی وہ راضی نہین ہوتے - ایسی صورتون مین کب
اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ سپاہی ملک کی صلاح و فلاح چاہتے ہین یا حکومت شاہی
کی اطاعت کے خواستگار ہین ؟ اب ایک اور بات خیال کرنے کی ہے کہ خزانہ مین تو
روپیہ نہین شہر کے مہاجن و سوداگرون مین لٹ جانے اور تباہ ہونے کے سبب سے
استطاعت نہین رہی کہ وہ روپیہ قرض دین - بس کسطرح سے انکو کسی وقت تک روزینہ
تقسیم ہو سکتا ہے ؟ - جب انکا یہہ روزینہ بند ہو جائیگا اور ملک سے جو رسد آتی تھی بند ہو جائیگی
تو کیا حالت ہوگی ؟ - پھر تماشا یہہ ہے کہ سپاہی یہہ خود کرتوت کرتے ہین جس سے ساری
خرابیان پیدا ہوتی ہین اور اسکا الزام ملازمان شاہی پر لگاتے ہین (الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے)
خلاصہ یہہ ہے کہ جب سپاہ کا یہہ حال ہو تو ظاہر ہے کہ میری بادشاہی بالکل غارت و تباہ
ہو جائیگی - میری بیکسی و بیچارگی کی نوبت یہان تک پہنچ گئی ہے کہ مین نے عہد کر لیا ہے
کہ اپنی باقی زندگی یاد آلہی مین بسر کرون اور بادشاہی کو سلام کرون جس مین سراسر تکالیف
اور مصائب ہین اول خواجہ صاحب کی درگاہ مین جاؤن اور وہان سے اپنا انتظام کرکے

انکے چلا جاؤن یہہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جب سپاہ آئی تو بادشاہی ملازمون نے اور اہل شہر نے
ان کا کسی طرح کا مقابلہ نہین کیا نہ کوئی کام دشمنی کا انکے ساتھ کیا اس لیئے اہل شہر مستحق نہین
ہین کہ انکی جان و عزت و مال اسباب تلف ہون مین اپنی رعایا کی طرف سے قائم مقام ہوکر
سپاہ کو سمجھاتا ہون کہ پھر کیون ہم ان کے کام مین شریک ہون اور اپنی اولاد کو انکے کامون
مین شریک و معاون بنائین ظلم و تعدی و جبر جو اب ہو رہا ہے اسکو مین اپنی بادشاہی
کی کسر شان سمجھتا ہون کہ بادشاہ ہوکر سپاہ کا رفیق بنون اور انکو قتل و غارت کرنے
کو پسند کرون۔۔۔ یہہ بات سوچنے کی ہے کہ ایک طرف بادشاہ اور رعیت کے درمیان
محبت و دوستی و نیک خواہی ہو۔ دوسری طرف سپاہ کے ایسے افعال ہون کہ وہ اپنے ان
کامون کو جو دشمن کی سپاہ بھی نہین کرتی اپنی نیک کرداری جانے سپاہ کے لیئے قابل تعریف
کے یہہ ہوشیاری اور دانائی کا کام سزاوار تھا کہ وہ رعایا کی پرورش اور محافظت کرتی اور
ملازمان شاہی کے ساتھ یگانگی قائم رکھتی اور اپنے تئین بادشاہ کے دل پسند بنانے
کے لیئے غور کرتی۔ ہم کو توقع تھی کہ اگر وہ اس طرح عمل کرتی تو امن امان رہتا۔ میرے فرزند
تم پیدل اور سوارون کے افسرون کو بلا کر ان کے سامنے ان باتون کو خوب توضیح کے ساتھ
بیان کرو اگر وہ حقیقت مین میری سلطنت کی خدمت کرنی چاہتے ہین تو وہ ایک تحریری اقرارنامہ لکھدین
جسکا مسودہ انکے پاس بھیجا جائیگا اور انکی دلجمعی کے لیئے ہم بھی ایک تحریری اقرارنامہ لکھدینگے
انکو چاہیئے کہ وہ اپنے ان جبر و تعدی و ظلم و ستم اور ناسزا کامون کو چھوڑین جو اب تک
کر رہے ہین اور آج ہی پیدل سپاہ اپنے خیمون کو شہر سے باہر لے جاتے اگر کوئی سپاہی
کسی باشندہ کو قتل کریگا یا لوٹے گا تو اس جرم کے ثابت ہونے کے بعد اسکو مناسب
سزا دی جائیگی تاکہ اور آدمیون کو عبرت ہو اور وہ جانین کہ ایسے برے کامون کے کرنے سے
سزا پانے سے وہ بچ نہین سکتے اور ایک رجمنٹ کو یا کئی رجمنٹون کو احکام شاہی دیئے جائین
کہ وہ جاکر ملک مین سے فسادون کو دور کرین اور امن امان قائم کرین تو وہ بغیر بڑ بڑانے
اور چون و چرا کے سفر کرین اور سپہ زدی کے ساتھ سیگز بین اور سامان رسد کی نامعقول
درخواستین نہ کرین یہ رجمنٹین اس حالت مین مراجعت کرنے کا اختیار رکھتی ہین کہ جب یہ امر

تحقیق ہوجائے کہ انگریزی سپاہ قریب آگئی ہے تو پھر وہ جس ترتیب و انتظام سے لڑنا چاہیں لڑیں ۔ سپاہ اس امر کا فیصلہ کرے کہ کسقدر سپاہ جداگانہ مختلف مقامات میں رکھی جائے اور انکی تقسیم کس طرح ہو ۔ شہر میں بھی سپاہ کے رہنے کی ضرورت ہوگی لیکن بالفعل ضرورت نہیں ہے ۔ شہر و ملک دونو یکسان غارت و تباہ ہورہے ہیں اور سپاہ شہر سے باہر نکل کر ذرا کوشش بندوبست میں نہیں کرتی یہہ ایک اور بات ان کے سامنے اچھی طرح بیان کردو کہ اگر وہ بادشاہ کی ان خواہشون اور ارادون کے برلانے میں خوشی و رضامندی سے سعی نہ کرینگی تو ہم فقیر ہوکر خواجہ صاحب میں جا بیٹھینگے اور ہم کو کوئی اس کام کے کرنے میں روکے نہیں وہ شہر و قلعہ و ملک کے خود مالک ہو بیٹھیں قدیم زمانہ کے بادشاہون میں سے کسی نے نہ جنگ آزماؤن میں سے جوانکے بعد آئے کسی نے اس زمانہ تک اس شخص پر ظلم کیا ہے جسنے انسے پناہ مانگی اور امن چاہا ہو انہون نے اسکو آزادانہ اختیار دیا کہ وہ اپنا طریقہ اختیار کرے تم سپاہ سے کہو کہ اوپر جو دو باتیں بیان کی گئی ہیں انہیں سے وہ ایک بات اختیار کرکے اپنی عرضی میں بیان کریں اور اسپر افسر اپنے دستخط و مہریں کریں اور وہ عرضی ہمارے پاس بھیجدو تم اس بات کو خفیف معاملہ نہ جانو پیرانہ سالی و ضعیف حالی کے سبب سے میں ان افکار کا بار نہیں اٹھا سکتا کسی قوم پر سلطنت کرنی اور سپاہ کو قابو میں رکھنا لڑکون کا کھیل نہیں ہے ۔

۲- جولائی کو بادشاہ کے احکام جاری ہوئے کہ شہر کے باشندون کو کوئی شخص لوٹے نہیں مگر اس کے ساتھہ بادشاہ نے یہہ بھی کہا کہ میرے احکام جاری کرنے عبث ہیں اسلیئے کہ کبھی انپر تعمیل نہیں ہوتی کوئی نہیں سنتا کہ میں کیا حکم دیتا ہون بادشاہ سے بخت خان نے کہا تھا کہ اگر کوئی شہزادہ شہر کو لوٹے گا تو میں اسکی ناک کان کٹوادونگا - بادشاہ نے کہا کہ یہہ تم کو اختیار ہے - پھر بخت خان نے شہر کے کوتوال پاس حکم بھیجا کہ اگر شہر میں آیندہ لوٹ مار ہوگی تو کوتوال کو پھانسی دی جائیگی اور اسنے ڈھنڈورا پٹوادیا کہ سارے دکاندار اپنے پاس ہتھیار رکھیں اور گھر میں کوئی مرد بغیر ہتھیارون کے نہ رہے اور جس کسی پاس ہتھیار نہ ہون تو وہ ہم سے ہتھیارون کی درخواست کرے ہم اسکو ہتھیار مفت دیدینگے

اور جو سپاہی لوٹتا ہوا گرفتار ہوگا اسکے ہتھیار لے لیئے جائینگے۔

حالات متفرقہ

ایک جاسوس کا مارا جانا

۲۹- جولائی کو تلنگے قدسیہ باغ مین سے ایک آدمی کو پکڑ لائے اور کہا کہ یہ جان لارنس کا بھیدی ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ اسکی پیٹھ پر زخم ہے۔ جب اس کے کپڑے اُتارے تو کوئی زخم پیٹھ پر نظر نہ آیا۔ یہہ آدمی جو منشی پنڈتون کے بھیس مین تھا پترا اور پوتھیان اس پاس تھین اسپر جاسوسی کا شبہ ہوا اسکو مار ڈالا مگر یہہ ایسا مستقل مزاج آدمی تھا کہ اسنے اپنی جان بچانے کے لیئے ایک لفظ نہین کہا اسپر زخم پر زخم لگائے گئے مگر اس نے اُف نہین کی جس سے لوگون کو یقین ہوا کہ وہ ضرور جاسوس تھا۔

ایک حوالدار کا مارا جانا

بعض کہتے ہین کہ علی پور سے انگریزی لشکر سے ایک حوالدار سونے کا کنٹھا گلے مین پہنے ہوئے آیا۔ بعض کہتے ہین کہ وہ فیروزپور کی کسی رجمنٹ کا صوبہ دار تھا اپنے گھر رضا پر آیا تھا جو پوری ہو گئی تھی وہ پھر اپنی رجمنٹ مین جاتا تھا اسنے لاہوری دروازہ کے باہر اپنے بھائی بندون کو سمجھایا کہ اب مین اپنی پلٹن مین واپس جاتا ہون اگر تمہاری مرضی ہو تو انگریزون سے عرض معروض کرون کہ تم اپنے صلح کرنی چاہتے ہو یہ سنتے ہی تلنگے ایسے آگ بھبوکا ہوئے کہ کرچون سے اسکا گلا کاٹا اور کنٹھا اپنے پہننے کے لیئے اُتارا

دو تین دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ دو چار انگریزون کے سر کاٹ کر تلنگے یا جہادی شہر مین لے آئے اور انکو ایک طاس مین رکھ کر امیرون اور شہزادون کے پاس لے گئے وہ انکو دیکھ کر شاد شاد ہوئے اور دو دو چار چار روپیے انعام کے اس طاس مین ڈال دیئے اور دعائین مانگنے لگے کہ خدا ہم کو انگریزون کی صورت اس طرح دکھائے۔ ایک آدھ سر کی آنکھ بھی نکال لیتے اور کہہ دیتے کہ یہ سر کا نڑے بن مشکف کا ہے۔

۹- جولائی کو لڑائی مین محبوب علی خان کی سرائے مین چند گورے ایسے گھر گئے کہ تلنگے ان کو مار کر سر کاٹ لائے اور انکو بادشاہ کے روبرو رکھا تو بادشاہ بڑا خوش ہوا اور سر کاٹنے والون کو انعام دیا۔

۱۴- جون کو محبوب علی خان خواجہ سرا وزیر بہادر شاہ نے جو مدتون سے بیمار تھا انتقال کیا

اسکا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا۔ خانم کے بازار مین شاہ کریم اللہ جہان آبادی کے مقبرہ مین
دفن ہوا۔ اسکی فاتحہ سوم مین سارے شہر کے رئیس آئے۔ مگر اب قبر کا نشان باقی نہین رہا مگر اسکی
ایک سرائے سبزی منڈی مین مشہور ہے وہ اس سبب سے بڑا نیکنام تھا کہ بادشاہ کے
ملازمون کی تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کرتا تھا۔

بادشاہ کا دم تو پہلی ہی جون کو سپاہ کے ہاتھ سے نکلنے لگا تھا اسنے اپنے بیٹون اور پوتون کو
بلا کر کہا کہ مجھے اسپر بڑا غصہ آتا ہے کہ تم باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دلسوزی کرتے ہو۔
میرا کہنا یاد رکھو کہ انگریز ایک دن آنکر تم کو پھانسی دین گے اور میرا حال یہہ ہوگا۔ ع
کفن پہنکر زندگی کے ایام + کسی باغ مین گذران دونگا۔

بادشاہ کو سرکار کمپنی ایک لاکھ روپیہ ماہوار دیتی تھی۔ بادشاہ اس لاکھ روپیہ مین سے
اپنی اولاد کو اور شاہزادون کو اپنے نوکرون کو مشاہرہ دیتا تھا جس سے انکی گذر اوقات ہوتی
تھی۔ اب نہ بادشاہ کو تنخواہ ملتی تھی نہ وہ شاہزادون مین تقسیم ہوتی تھی۔ اس لیئے
انکے گھرون مین فاقے ہونے لگے۔ جب لوگ شاہزادون کو مبارکباد دیتے تھے کہ شاہی
بیٹھے بٹھائے انکے گھر مین آئی تو وہ کہتے تھے کہ شاہی نہین گدائی آئی ہے۔ فاقے مرتے
ہین۔ بھیک بھی کہین سے نہین ملتی اس شاہی سے تو انگریزی عملداری اچھی تھی جسمین
عیش و آرام سے گذرتی تھی۔

بادشاہ کے اکثر ملازمین بہت تھوڑی تنخواہ پاتے تھے از دست تا دہان رہتے تھے ان کو
صرف ایک دفعہ ایام غدر مین تنخواہ ملی کوٹ قاسم بادشاہ کا ایک علاقہ تھا جس مین
غلام فخر الدین خان تحصیلدار تھا وہ تیس ہزار روپیہ اس علاقہ کی آمدنی کا بادشاہ کے
پاس لایا تھا تو سبھین سے ان غریب نوکرون کو بھی تنخواہ ملی تھی انکا برا حال تھا نہ موت
آتی تھی نہ رزق ملتا تھا تجارت وصنعت وحرفت کی بڑی کساد بازاری تھی جن پیشون کی ضرورت
تھی ان پیشہ ورون سے بیگار مین کام لیا جاتا تھا جیسے نعلبند و چھپر بند مزدور وغیرہ وہ بھی
حیران تھے کہ کہان سے کھائین گے۔ ہان کچھ دنون شہر کے لچے شہدون و بدمعاشون کا
کام لوٹنے سے بن گیا تھا سو اسکا بھی انسداد اسطرح ہوگیا کہ جو دولت مند تھے انہون نے اپنے

مکانون پر رسالدارون اور صوبہ دارون و حولدارون کو اپنے گھرون مین آباد کیا تھا ان کے خوف کے مارے شہر کے بدمعاشون کا حوصلہ نہین ہوتا تھا کہ دولت مندون کے گھرون پر ہاتھ ڈالین۔ سب طرف سے رزق کے دروازے بند تھے سارا شہر حیران و پریشان تھا۔ عورتین خدا سے دعائین مانگتی تھین کہ تلنگون کو خدا کہین غارت کرے بعض انہین بے باک تلنگون کے منہ پر کہہ دیتی تھین کہ موئون تم کب اپنا شہر سے منہ کالا کروگے۔ تلنگون مین ایسی نامردی آگئی تھی کہ وہ یہہ سب گالیان کوسنے شہر والون کے سنتے تھے اور کچھ نہین بولتے تھے۔ تلنگون کا رعب اہل شہر کے دلون مین سے ایسا اٹھ گیا تھا کہ وہ انکی شرارتون کا مقابلہ کرتے تھے کئی جگہہ وہ گھر لوٹنے گئے تو زخمی و گھائل ہوئے۔

انگریزی لشکر گاہ سے جولائی مین ایک دبلا پتلا مریل ہاتھی ایک فیلبان لاہوری دروازہ سے شہر مین لایا بادشاہ کو اسکی اطلاع مرزا مغل نے دی بادشاہ نے اپنے فیل خانہ مین ہاتھی کے داخل ہونے کا حکم دیا۔ مگر اس ہاتھی کی نسبت یہ روایات شروع ہوئین کہ تین مہینے سے اس ہاتھی پر پڑھنتین پڑھی جاتی تھین اور پنڈت ہوم کرتے تھے تو اس ہاتھی مین یہ خاصیت پیدا ہوئی کہ وہ جس طرف جائے اسکو شکست ہو غرض ایسی نحوستین اس ہاتھی کی بیان ہوئین کہ اسکی جان نکالی گئی۔

۳۱ جولائی کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نیمچ کی سپاہ نے آگرہ فتح کرلیا۔ اس فتح کی خوشی مین سلیم گڈھ سے ۲۱ توپین سلامی کی سر ہوئین شہر مین اس خبر کی تین روز تک بڑی گہما گہمی رہی پھر معلوم ہوا کہ یہہ خبر غلط ہے۔

۲۶ جولائی کو مرزا الٰہی بخش نے بادشاہ کو صلاح دی کہ انگریزون سے صلح کا پیغام دو بادشاہ نے کہا کہ مین اس باب مین کچھ اختیار نہین رکھتا تو مرزا نے کہا کہ اگر ایسا نہ کروگے تو بہت پستاؤگے اور نقصان اوٹھاؤگے۔ بادشاہ نے دو دفعہ بہادری پر صلح کا پیغام بھیجا مگر انگریزون نے نامنظور کیا۔

کالے خان پہلے انگریزی سپاہ مین اٹھائیس روپیہ ماہوار کا نوکر تھا وہ موری دروازہ کے گرڈ گج پر سے انگریزی لشکر گاہ پر توپین چلاتا تھا۔ اسکی نشانہ بازی کی کہانیان بہت مشہور ہوتی تھین

انگریزی لشکر سے ایک ہاتھی کا آنا

آگرہ کی فتح

مرزا الٰہی بخش اور بادشاہ ... کالے خان

پھر آخر کو اسپر یہ شبہ ہوا کہ وہ انگریزون سے مل گیا ہے اس قصور مین معطل ہوا پھر بحال ہوا۔

۲۸۔ جون کو دہلی سے سپاہ نے جاکر باغپت لوٹ لیا اور وہان کے تھانہ دار اور محرر کو گرفتار کر کے لے آئے جو انگریزون کی رسد رسانی کا اہتمام کرتے تھے

اول اول جب شہر مین باغی سپاہ داخل ہوئی ہے تو وہ دین دین پکارتی تھی اور اپنی بغاوت کا سبب فقط یہی بتاتی تھی کہ انگریز انکو بیدین کرنا چاہتے تھے مگر دو مہینے کے بعد اس بات کا ذکر سننے مین نہین آتا تھا ہر رجمنٹ و رسالہ مین تلنگے و سوار ایسے اشراف و بھلے مانس تھے کہ وہ کہتے تھے کہ یہہ دنگہ فساد مچانا اور افسرون کو قتل کرنا ہم مین سے صرف تھوڑے سے آدمیون کا کام ہے۔ ہمارا جرم یہہ ہے کہ ہم نے انکو یہہ کام کرنے دیا اس خیال مین وہ سب متفق تھے کہ اس جرم کے سبب سے ہم کو انگریز زندہ نہین چھوڑین گے اگر انگریز قائم رہین گے تو ہم کسی طرح زندہ نہین رہ سکتے۔ ہم ہین تو وہ نہین اور وہ ہین تو ہم نہین اگر وہ رہے تو ہم ان کے ہاتھ سے کہین بچکر نہین جا سکتے ہمارے سارے گھر بار کا اتا پتا انکی کتابون مین لکھا ہے ہمارا حلیہ انکے پاس ہے اس لئے ہم لڑتے ہین کہ انگریزون کو نیست و نابود کرنے پہ ہماری زندگی کا مدار ہے،

اکثر انکے افسر بڑے پژمردہ خاطر رہتے تھے انکو اپنی تنخواہین اپنی عزتین آخر عمر مین پنشنین پانے کی امیدین یہ سب باتین یاد آتی تھین تو انکی جان نکل جاتی تھی۔ سپاہی ان کے حکم کو نہین مانتے تھے انکو باتین بھی ایسی سنا دیتے تھے جس سے وہ شکستہ خاطر ہوتے تھے۔

مختلف مقامات سے دہلی مین جو سپاہین جمع ہوئین انہین آپس مین اتفاق نہین تھا۔ جب علیگڈھ کی لڑائی کے لیئے نیمچ اور بریلی کے برگیڈ جانے لگے ہین تو اول جھگڑا اس بات پہ ہوا کہ کون پہلے جائے ہر ایک کہتا تھا کہ کیا ہم پیچھے جاکر پہلے کے پنجانہ پہ پنجانہ پھرین گے اُسکو وہ اپنی تذلیل سمجھتے تھے۔ جب اول نیمچ کا برگیڈ گیا تو بریلی برگیڈ اسسے اتنے فاصلہ پر رہا کہ توپ کی آواز سنتا تھا اسنے کچھ خبر نہین لی کہ نیمچ کی فوج پر کیا بری بنی وہ پچھلے پاؤن دہلی کو واپس چلا آیا اس سے اتنا بھی نہین ہوا کہ ایک وار کرتا بریلی برگیڈ کو جیسا بخت خان لایا تھا بغیر کسی نقصان اٹھانے کے دہلی کے فتح ہونے کے بعد صحیح سلامت لے گیا

اپنا نام کم بخت خان شہر مین مشہور کر گیا - جب تلنگے شکست پا کر شہر مین آتے تو اہل شہر انکو چھیڑتے کہ تم سے پہاڑی فتح نہین ہوتی جس مین تم کہتے ہو کہ تھوڑے سے گورے باقی ہین تو وہ کہتے کہ ہم سب کیا کرین ہم جہان انگریزونکی سامنے ہو گئے وہان گراپ مارے کہین گراپ نہین کھائے اب انگریز گراپ کے سامنے ہم کیسے ٹھہر سکتے ہین ہم وہی ہین جو ہم مین سے ایک گرد اکھیہ کر لیٹ جاؤ ہم لیٹ گئے آپنے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ کھڑے ہو گئے - اب اس سے کیسے لڑنے جائے جہان اسکی صورت دیکھی پھر ہمارے پیر نہین جمتے دنیا مین کبھی کوئی سپاہ بغیر سردار کے بھی کہین لڑی ہے ہم نے اپنے سردارون کو مار ڈالا یا ان سے برگشتہ ہو گئے اب وہ تو ہمارے سر پر ہین نہ ہم سے لڑا جائے - یہ سردار ہمارے ایسے تھے کہ کبھی کوئی نہین مرتا ہی نہین تھا جو افسر مرتا اسکی جگہہ دوسرا افسر اسکا ماتحت آجاتا جس سے ہمکو معلوم بھی نہین ہوتا کہ کوئی افسر ہمارا مرا ہے بے سری فوج جیسی ہماری ہے کبھی نہین لڑ سکتی -

وہ کسی جوش مذہبی کے سبب سے لڑتے تھے افسر اس مایوسی کے سبب لڑتے تھے کہ انکو امید نہین تھی کہ انگریز انکو زندہ چھوڑین گے لڑ کر مرنا اور طرح مرنے سے بہتر جانتے تھے انہین ایک گروہ تلنگون اور زیادہ تر سوارون کا ایسا بھی تھا کہ وہ اپنے بالون مین خوشبودار تیل ڈالتا اور گلے مین پھولون کے کنٹھے اور ہار پہنتا اور بھنگ کے نشہ مین بدمست ہوتا اور چاندنی چوک کی سیر گشت کرتا اور گیت گاتا - جب اس کے ساتھی اسکو لعنت ملامت کرتے تو کہہ دیتا کہ تم نے بغاوت کی ہے تم لڑو بھڑو - ہم نے کچھ نہین کیا ہے جو لڑین انکو یہہ یقین دل مین ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ انگریز ہمکو مار ڈالین گے کہ اگر انگریز انکے قصور کے [illegible] کرنے کا اشتہار دیتے تو اسپر وہ یقین نہین کرتے - متواتر شکستون کے [illegible] [illegible] خاطر ہو گئے تھے کہ شہر کے آدمیون سے دبنے لگے تھے - آخری شکست کے [illegible] [illegible] نامردی کا حال یہہ تھا کہ اگر عورتین چاہتین تو انکے ہتھیار چھین لیتین

باب ششم

ایام غدر کے اور اسکے بعد چند مدت کے دہلی کے متفرق حالات

انگریزی کیمپ یعنی پہاڑی پر سے شہر پر گولون کے آنیکا اثر

شہر پر جب اول اول پہاڑی پر سے گولے آنے شروع ہوئے تو شہر کے بودے آدمیونکو دست آنے شروع ہوئے۔ مگر چند روز مین گولون کے آنے کے ایسے عادی ہو گئے کہ پہاڑی پر جب گولے چھوٹنے کی روشنی معلوم ہوتی تو اسکو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ کے یہہ کہتے کہ یہہ آیا وہ آیا اور ایسے خوش ہوتے کہ جیسے بچے شبرات کے لٹوؤن کے چھوڑنے سے۔ شہر پر گولون کا اثر اس سبب سے کچھ نہین ہوتا تھا کہ اس مین دو پانچ بڑے بڑے تھے اور چوڑی چوڑی سڑکین بہت تھین چند مکانات کے صحن وسیع تھے اکثر گولے خالی جگہہ پر آنکر پڑتے تھے جہان نہ آدمی ہوتا نہ مکان۔ سیکڑون گولون نے شاید دس بیس عورتون بچون مردون کو مارا ہو یا زخمی کیا ہو اور دو چار مکانون کی دیوارون اور چھتون کو کچھ صدمہ پہنچایا ہو۔ شہر کی فصیل پر اگر گولون کے اثر کو دیکھیے تو وہ بہت خفیف معلوم ہوتا ہے۔ موری دروازہ کا کنگرہ کچھ گر کے ڈھاڈھیر ہوا۔ کشمیری دروازے کی فصیل مین دو شگاف پڑے جنمین سے انگریزی لشکر داخل ہوا۔ فصیل کہین کہین سے کھڑ گئی ہوئی اہل دہلی کا تو یہ اعتقاد ہی اٹھ گیا کہ کوئی شہر یا قلعہ گولون سے مسمار ہوتا ہے۔

بعض دہلی کے باشندے پہاڑی پر ملازم سرکار تھے وہ اپنے رشتہ دارون اور دوستون کو بار بار لکھتے تھے کہ تم سے جسطرح ہو سکے شہر سے باہر چلے جاؤ وہ انکے کہنے سے خود چلے گئے اور اپنے اہل محلہ سے بھی کہہ گئے کہ باہر چلے جاؤ۔ کچھ تھوڑے سے آدمی اس طرح شہر سے باہر بہانے بنا کے چلے گئے۔ پھر جب ۱۴ ستمبر کو خداوندان ملک کا کشمیری دروازہ کی طرف سے عمل دخل شروع ہوا تو کشمیری و موری و کابلی دروازہ کی آبادی بھاگ کر دہلی دروازہ و اجمیری و فراش خانہ کی کھڑکی کی طرف سمٹ کر آئی اور جب انگریزی لشکر شہر میں اور آگے

قدم بڑھایا تو شہر کے لوگون نے باہر بھاگنے کا قصد کیا تو انکو دروازون پر تلنگون نے روکا
مگر انہون نے بعض سے رشوت لیکر بعض کی منت سماجت پر دیا کر کے شہر سے باہر جانے دیا
تو شہر کے باہر انپر یہہ آفت آئی کہ گوجرون و میواتیون نے سوا بدن کے کپڑون کے
شہر والون پاس کچھہ نہ چھوڑا - اگر وہ قطب صاحب سلطان جی روشن چراغ دہلی یا کسی
اور گانون مین تھکے ہارے پہنچے تو وہان کے لوگون نے دوت دیک بتائی اور کہا کہ
یہان سے دور ہو دو ہمکو خوف تھا کہ معلوم نہین ان دلی والون کی بدولت کیا آفت و بلا
ہمارے سر پر آئے - قطب صاحب اور سلطان جی کے خادم جو ہمیشہ اہل شہر کی خیرات سے
پرورش پاتے تھے انہون نے ایسے طوطے کے سے دیدے بدلے کہ گویا وہ دلی والون سے
کبھی آشنا ہی نہ تھے کہ ایک ایک مکان اور مقبرہ کا کرایہ دس بیس گنا مانگنے لگے بعض خادمون نے
امانتون مین خیانتین کین جو اہل شہر نے اپنی اس مصیبت کی حالت مین رکھائین - دلی والونکے
ساتھہ سوا قصبہ پانی پت کے اشرافون کے کہین اور کسی نے اشرافانہ سلوک نہین کیا
اگرچہ شہر کا بہت سا حصہ اسطرح خالی ہو گیا تھا مگر پھر بھی جب صاحبان ملک کا سارے
شہر پر قبضہ ہوا تو صدہا مکانات آباد تھے اور نیل کا کٹرہ سارا آباد تھا - انکے ویران
ہونے کا حال نیچے لکھا جاتا ہے یہہ شہر کی بدنصیبی مین خوش نصیبی تھی کہ شہر کے ملیٹری گورنر
کرنیل بیرن صاحب مقرر ہوئے جو پاک نفس خردمند عالی خاندان تھے ان کے باپ نے
بھی اول دفعہ دہلی کے فتح کرنے کے بعد یہہ عہدہ پایا تھا - انہون نے چاندنی چوک مین قطب الدین
سوداگر کی کوٹھی مین اقامت کی - ایک سپاہ گشتی مقرر کی کہ وہ دن بھر سارے شہر مین چکر
لگائے جہان آدمیون کی آبادی پائے اسکو ان پاس پکڑ لائے - چنانچہ بہت دنون تک
یہہ سپاہ دن بھر شہر مین پھرتی اور آباد گھرون مین سب عورت مرد بچون کو پکڑتی - یہہ
گرفتاری بھی بڑی دردانگیز تھی - عورتین بچون کو گود مین لیتین مرد اوڑھنے بچھونے کا
اپشتارہ سر پر رکھتے حوالات مین صاحب ممدوح پاس آتے - تلاشی مین ان پاس جو
اسباب بیش قیمت نکلتا وہ چھین لیا جاتا اور جو اسباب ایسا ہوتا کہ وہ کسی قیمت پر
بک نہین سکتا تھا سر پر لادنے کے لیئے دیدیا جاتا - کوئی برتن بھانڈا نہین لیجا سکتے

تھے۔ پھر وہ پہرہ کی حوالات مین شہر سے لاہوری دروازہ سے باہر چھوڑ دیئے جاتے
کہ جہان انکے سینگ سمائین وہان چلے جائین۔ بہت ہی کم خوش نصیب عورت مرد ایسے
تھے جو روپیہ پیسا اور اوڑھنا بچھونا لیکر شہر سے باہر نکلے ہون۔ اسطرح سارا شہر
خالی ہوگیا مگر اس مین ایک محلہ نیل کا کٹڑہ لالہ مہیسری داس کمسریٹ کے گماشتہ کی
خیر خواہی کے سبب سے آباد تھا۔ یہہ غدر اس محلہ کیلیئے مبارک ہوا دس پانچ گھر اور آباد تھے انمین سب سے
زیادہ نامور گھر حکیم محمود خان کا تھا اس خاندان کو ایک قدیمی تعلق مہاراجہ پٹیالہ سے تھا۔
مہاراجہ نے اپنی سپاہ کا پہرہ ان کے مکان پر بٹھادیا تھا کہ اسکو کوئی آسیب فتحمند لشکر کے ہاتھ
نہ پہنچنے دے۔ یہی کیفیت دیوان نہال چند کے مکان کی تھی جو مہاراجہ پٹیالہ کے دیوان تھے اور دوچار
اور ہندو و مسلمان خیر خواہون کے گھر آباد تھے جیسے کہ شیخ تراب علی کا مکان میر عاشق کے کوچہ مین
اور رائے سدا سکھ لال کا مکان ترکمان دروازہ مین اگرچہ سرکار کی طرف سے شہر مین خیر خواہون
کو اپنے گھرون مین آباد رہنے کے سرٹی فکٹ مل گئے مگر یہہ سرٹی فکٹ انکو لوٹ سے بچا نہین
سکتے تھے گو شہر مین وہ آباد رہ سکتے تھے مگر خوف کے سبب سے اپنا سارا مال اسباب چھوڑ کر
باہر چلے گئے جیسے پروفیسر ماسٹر رامچندر دہلی کالج۔ بعض ارباب کمال کو کرنیل برن صاحب
نے اپنی قدر شناسی سے شہر سے باہر نہین نکالا آباد رہنے کی اجازت زبانی دیدی جیسے کہ
مرزا اسد اللہ خان غالب و ضیاء الدین خان مہر کرتے تھے جب یہہ دونو پکڑے ہوئے کرنیل صاحب
پاس گئے۔ انہون نے اپنے کمال کی اسناد ملکہ معظمہ کی دکھائین تو انہون نے اپنے گھر مین
رہنے کی یہہ سمجھ کر اجازت دیدی کہ ایسے ارباب کمال کو ستانا شیوہ مردمی سے بعید ہے
ایک خانگی عورت نے اپنا گھر اسطرح خوب بچایا کہ اسکی کسی زمانہ مین کسی انگریز کرنیل سے آشنائی
تھی اور اس سے اولاد بھی ایک بیٹا و بیٹی تھی جنکو باپ کے مرنے کے بعد انکے وصیتنامہ کے
موافق بہت دولت ہاتھ آئی تھی۔ ان مان بیٹیون نے انگریزی لباس پہنکر اپنے تئین انگریز
بنایا اور اسناد وراثت دکھائین اور کالون کے ہاتھ سے جو مصیبتین اٹھائی تھین کچھ جھوٹی کچھ
سچی بنائین وہ بھی آباد رہین۔ شہر مین تو ایک محلہ اور چند گھر آباد تھے مگر قلعہ مین تو صفا صف
تھا اس مین ایک گھر آباد نہ تھا مگر شہر کے اشراف زادیون اور امیر زادیون کو جو بے پردگی

کی ذلت اور پیادہ روی کی تکلیف اٹھانی پڑی وہ شہزادیون کو پیش نہین آئین -

. . . .

. . . .

. . . . بادشاہی رتھین اور انکی اپنی سواریان موجود
تھین وہ ان مین بیٹھکر اور اپنا زر و زیور لیکر باہر چلی گئین انکو دلی دروازہ پر تلنگون نے
روکا بھی نہین اور گوجرون و میواتیون نے لوٹا بھی نہین - قطب کے شاہی مکانات
اور ہمایون کا مقبرہ انکے لیئے زندہ درگور بنانے کے واسطے موجود تھا - مگر آخر کو
جو جو آفتین پڑین وہ خدا کسی کو نہ دکھائے - غرض وہ عورتین جنہون نے کبھی اپنے
دروازہ سے باہر قدم نہ رکھا تھا وہ پیادہ پا دو چار قدم مشکل سے چلکر گر گر پڑتی
تھین مگر پھر انکو اٹھکر چلنا پڑتا تھا - پاؤن مین چھالے پڑے ہوئے تھے -
ننگے پاؤن تھے کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ تھا - وہ عورتین کہ نامحرمون کی نگاہ کے سامنے
آنے کو موت سے بدتر جانتی تھین وہ بے پردہ صحرا نوردی کرتی تھین غرض اس وقت
طفل و عورت و پیر و جوان پر جو مصیبت پڑی تھی وہ کبھی جب سے دہلی آباد ہوئی تھی
نہین پڑی تھی - انکو کسی پہلو سے کل نہین آتی تھی مگر ان مین سے ہزارہا کو اجل نے
کل سے بٹھایا - ہیضہ نے بھی رحم کیا کہ دنیا کی ذلت و مصیبت سے چھٹا دیا - بیابان مین مرگ ہونا
بڑی خوش نصیبی تھی جنکی دعا مرگ قبول ہوئی وہی زندہ درگور ہونے سے بچے - ارزانی
غلہ کی ارزانی نے اہل شہر کو بہت فاقون سے بچایا - روپیہ کے دو ڈھائی من چنے
بکتے تھے - بعض خدا ترس چنون کو بھنوا کے یا ابلوا کے دلی کے بھوکون کو اسکی ٹھڈیان
و گھنگنیان مٹھی بھر کے دیدیتے تھے جسے کھا کر وہ جیتے تھے - اسوقت شہر پر خدا کے
قہر کی نظر ایسی تھی کہ اسنے حاکمون کے دل مین یہہ بات پیدا کر دی تھی کہ شہر کے باہر
اہل شہر کے زندہ یا مردہ ہونے کی کچھ پروا نہ کیجے -
بعض غیرت مند عورتون نے اپنے بے عصمت ہونے کے خوف سے اور گھر سے باہر
نکلکر بے پردہ در بدر خاک بسر پھر کر جینے سے مرنے کو اچھا جانا - وہ کنوؤن میں گرنے کیلئے

ڈوبین کنوؤن مین عورتین اتنی گرین کہ پانی مین ڈوبنے کی جگہہ نہ رہی پھر جو اپر اور عورتین گرین وہ زندہ رہین - جب مال کی تلاش مین گورے ان کنوون کے پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ ان مین عورتین زندہ ہین انہون نے اپر رحم کہا کر خود کنوون مین اترکر انکو زندہ نکالا ایسی عورتین مدتون تک مردون سے بدتر زندہ رہین - چند سال بعد جو شہر کے کنوے صاف ہوئے تو بہت کنوون مین عورتون کی لاشین نکلین - ایک جاہل مسلمان نے اپنی بہو بیٹی بیوی کو اس خوف سے کہ دشمن معلوم نہین انکا حال کیا کرین اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور خود جہاد کرنے گیا مگر بیحیا وہان سے زندہ آیا کچھ دنون کے بعد اس قتل کے جرم مین پھانسی دیا گیا ٭

جب اول سپاہ شہرکشا نے شہر مین قدم رکھا تو اسکے سامنے جو مرد آیا اسکو وہ گولی مارتے اسوقت دوست دشمن و مجرم و غیر مجرم مین تمیز نہین ہوسکتی تھی اس مین کچھ ہندو مسلمان کی تخصیص نہ تھی مگر جب سارے شہر پر قبضہ ہوگیا تو انگریزی سپاہ تمام گلی کوچہ و بازار مین پھیلی سپاہ مین گورکھی و گورے تھوڑے سے تھے وہ گلی کوچون مین سوا بڑے بازارون کے پھرتے بھی نہین تھے مگر سکھہ و پنجابی و سرحدی سپاہی بہت تھے وہ کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جس مین نہ جاتے ہون سکھون کے گرو تیغ بہادر کو جب سے دہلی کے بادشاہ نے قتل کیا تھا وہ دہلی کے مسلمانون کے خون کے پیاسے تھے - انکو اپنے گرو کے اعضاء بریدہ آنکھون کے سامنے نظر آتے تھے وہ جس گلی کوچہ مین کسی مسلمان کو وجیہہ یا تنومند جوان دیکھتے اسکو اپنا شکار بنا کے دل کو ٹھنڈا کرتے انکے ہاتھ سے بہت سے معزز خاندانی مسلمان جو اپنی بدقسمتی سے شہر مین رہ گئے تھے مارے گئے وہ بوڑھے باپون کے سامنے ان کے جوان بیٹون کو مار ڈالتے اور باپ کو کہہ دیتے کہ چلا جا - غرض حسین وجیہہ مسلمانون کو اتنا انہون نے مارا کہ دلی مین خوش صورت مسلمانون کا پیدا ہونا ہی بہت کم ہوگیا ہے - اگر دلی کے پہلے اور اب کے مسلمانون کی صورتین ملاکر دیکھی جائین تو معلوم ہوگا کہ غدر نے انکی حسانت و وجاہت و صورت کو بہت کم کردیا ہے ــــ مسلمانون کا کوچہ چیلون کا بالکل قتل ہوا اسپر یہہ آفت آئی کہ اس مین کوئی سپاہی انگریزی لشکر کا زخمی ہوا یا مارا گیا

سپاہی کو کسنے گھایل کیا اسکے باب مین روایات مختلف ہین کوئی کہتا ہے کہ نواب شمشیر جنگ خان کے بیٹے
محمد علی خان نے کوئی کہتا ہے کہ حکیم فتح اللہ خان نے ایک سپاہی کو اسلیئے زخمی کیا تھا کہ وہ انکے
زنانہ مین بے تہذیبی سے جانا چاہتا تھا۔ غرض اس قصور مین کہ اس محلہ مین ایک انگریزی سپاہی زخمی
یا قتل ہوا۔ حاکمون نے حکم دیا کہ اس کوچہ کے سارے مردون کو مار ڈالو یا پکڑ کے لے آؤ
بہت سے مردون کو تو سپاہیون نے انکے گھرون مین مار ڈالا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس مین
کوئی نہ کوئی مرد مارا نہ گیا ہو۔ کچھ آدمی زندہ بھی گرفتار ہوئے جنکو حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی مین
قلعہ کے نیچے گولی سے مار دیے جائین۔ سپاہی انکو ریتی مین لے گئے اور سپاہیون نے
صرف گولیون کی ایک باڑ ماری انمین سے دو آدمی مرزا مصطفے بیگ اور وزیر الدین زندہ
بچے۔ جو اس قتل کا حال یہ بیان کرتے ہین کہ ہم سب رسن بستہ جمنا کی ریتی مین گئے گولیونکی
باڑ پھر سپاہیون نے صرف ایک دفعہ ماری پھر وہ چلے گئے۔ بہت سے تو گولیون کے
لگتے ہی سرد ہوئے۔ بعض انمین سے دریا کی طرف بھاگے۔ آگ سے بچے مگر پانی مین ڈوب کر
مرے۔ ان دو آدمیون مین سے مرزا مصطفے بیگ قلعہ کیطرف بھاگا اسکے کوئی گولی نہین لگی
تھی اور وزیر الدین مہابت خان کی ریتی کی طرف بھاگا اسکی ساق مین ضعیف سا گولی کا زخم
لگا تھا یہہ دونو بچکر زندہ سلامت رہے۔ مرزا رسالدار سوارون مین ہوا اور وزیر الدین
کانپور کی جج کا سررشتہ دار ہوا ان مقتولون مین یگانۂ یک صاحب کمال مولوی امام بخش صہبائی اور اس کے
کنبے کے اکیس مرد تھے جنمین سے صرف مولوی صاحب کا بھانجا جو وارد بھی تھا وزیر الدین بچا باقی
سب فنا ہوئے۔ مولوی صہبائی دہلی کالج مین مدرس اول فارسی تھے۔ ہندوستان مین
کوئی انکی برابر فارسی زبان کا محقق نہ تھا عروض و قوافی مین کمال تھا۔ ان کے ہندو
مسلمان صدہا شاگرد تھے انکے مفتی صدر الدین آزردہ بڑے دوست تھے جنکے مرنے پر
انہون نے یہہ شعر کہا ہے ؎ کیونکر آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو ٭ قتل اس طرح سے
بے جرم جو صہبائی ہو ٭ دوسرا ایک صاحب کمال جو بے گناہ قتل ہوا وہ ---- سید احمد میان امیر پنجہ کش
خوشنویس تھا جو خوشنویسی مین سارے ہندوستان مین اپنا جواب نہین رکھتا تھا۔ ایک
ڈاکٹر صاحب ہر مسلمان کو باغی سمجھتے تھے۔ جب وہ کسی ہندوستانی سے پوچھتے کہ تو ہندو ہے

یا مسلمان نوجوان اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون تو اسکو گولی سے مار ڈالتے تھے۔ جب انکو ایک دوست نے اس غلطی پر متنبہ کیا تو وہ اپنی اس حرکت سے باز آئے۔ غرض شہر مین جو گولی سے قتل ہوئے اسکا تخمینہ سولہ سو آدمیون کا انگریزی تاریخون مین لکھا جاتا ہے مگر مردون کی لاشون کو کون گنتا ہے ہمیشہ اس کے تخمینے غلط ہوتے ہین انکی صحیح تعداد کا بتلانا ناممکن ہے۔ رابرٹس صاحب اپنی تاریخ جہل و یکسالہ مین تحریر فرماتے ہین کہ ہم صبح کو لاہوری دروازہ سے چاندنی چوک مین گئے تو ہمکو شہر حقیقت مین مردون کا شہر نظر آتا تھا کوئی آواز سوا ہمارے گھوڑون کی ٹاپون کے نہین سنائی دیتی تھی۔ کوئی زندہ آدمی نظر نہین آیا۔ سب طرف مردون کا بچھونا بچھا ہوا تھا۔ جس مین حالت نزع کی ہر طرح کی وضع نظر آتی تھی۔ ہم جب جاتے تھے تو بہت ہولے سے بولتے تھے خوف تھا کہ آواز سے مردے چونک نہ پڑین۔ اس بات کے دیکھنے سے کہ ایک طرف مردون کے لاشون کے اعضا کتے بھنبوڑ کے کھا رہے ہین دوسری طرف لاشون کے گرد گدھون کے جھنڈ انکے گوشت کے مزے لے رہے ہین وہ ہماری آواز سے اپنے کھانے کو چھوڑکر تھوڑے فاصلہ پہ جا بیٹھے تھے تو ہم کو بڑی عبرت ہوتی تھی اور دل رنجور ہوتا تھا۔ بہت سے مردے پڑے ہوئے زندہ معلوم ہوتے تھے بعض مردے اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جنسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی طرف اشارہ کر رہے ہین۔ غرض ان مردون کی کیفیت نہین بیان ہوسکتی جیسے کہ ہم کو انکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا ایسے ہمارے گھوڑے انکو دیکھکر ڈر کے مارے بدکتے اور ہنہناتے تھے۔ مردون کی لاشین پڑی سڑتی تھین ان کے تعفن سے ہوا مین بدبو بیمار کرنے والی اٹھتی تھی"۔ ایک اور انگریز رحم دل لکھتے ہین کہ دلی کے باشندے اگرچہ بالکل نہین مگر آدھے بیقصور شہر کے گرد نواح کے دیہات و مقامات مین پڑے ہوئے ہلاک ہو رہے ہین۔ ان سب کیفیتون کی مجموعی ہیئت سے ایک ایسا سمان بندھا ہوا تھا کہ جسکو دیکھکر پتھر بھی پگھل جاتا ؎

کبھی کچھ دیکھکر آنکھون سے آنسو تھم نہین سکتا ✤ کبھی کچھ سوچکر دل زیر پہلو تھم نہین سکتا

(یہہ بعض زبان کے شعر کا ترجمہ جان لارنس کی لایف مین لکھا ہے)

بہت سے شاہزادے تو سپاہ کے ساتھ دور دور خوف کے مارے بھاگ گئے تھے مگر پھر بھی

دلی کے ارد گرد انکی کمی نہین تھی - کیا خدا کی قدرت ہے کہ مئی کا مہینہ تو یہہ بیداد ساتھ لایا کہ شہر مین گھر گھر یہہ تلاشی ہو رہی تھی کہ کوئی فرنگی تو اس مین چھپا ہوا نہین ہے - جو ملتا مارا جاتا - اب ستمبر اپنے ساتھ یہہ داد ستم شالا یا کہ مارنے کے لئے شہزادون کی تلاش ہونے لگی انکے پکڑنے والے کے لیئے دلی مین کچھ مخبرون کی کمی نہین تھی - خود ایک شہزادہ مرزا الٰہی بخش کا بیٹا شاہزادون کے پکڑوانے کا مخبر تھا - یہہ مخبر شاہزادون کو پکڑواتے اور انکو سکھا دیتے کہ حاکمون کے سامنے تم یہہ کہنا کہ ہم بادشاہ کے بڑے قریب کے رشتہ دار ہین تو وہ تم کو بادشاہ پاس بھیج دین گے وہان تمہاری پلاؤ کی رکابی کہین نہین گئی - غرض اس سکھانے سے انکی یہہ تھی کہ حکام کے نزدیک انکا رسوخ پیدا ہو کہ وہ بڑے شہزادے کو انکے شکار کرنے کے لیئے لائے ہین - غرض دلی کے آس پاس جتنے شاہزادے ملے جنکی تعداد ۲۹ بیان کی جاتی ہے پکڑے گئے اور انمین بوڑھے لنگڑے بیمار سب کے سب پھانسی مین لٹکائے گئے - سب سے زیادہ بوڑھا شاہزادہ میرزا قیصر اکبر شاہ کا بھائی تھا اور مرزا محمود شاہ اکبر شاہ کا پوتا وجع مفاصل مین مبتلا تھا - اسکی لاش پھانسی مین گولا لاٹھی ہوئی لٹکتی تھی - ان شہزادون کے لیئے جان لارنس نے سفارش کی کہ شہزادون کی تحقیقات اچھی کی جائے ان مین سے جو کسی فرنگی مرد عورت بچے کے قاتل یا انکے قتل کے معاون ہون تو انکو سزا دی جائے اس سفارش نے کچھ کام نہین کیا - دہلی مین دو طرح کے انگریزی حاکم تھے ایک وہ جنکو اہل شہر کی یہہ حالت دیکھکر بہت رحم آیا اور اپنے حکم احکام اور افعال سے اہل شہر کے مصائب کے کم کرنے مین اپنے حتی المقدور کوشش کرتے زخمیون کا ہسپتال مین علاج کراتے اور بھوکے ننگون کی اپنے روپیے سے بھی امداد کرتے - دوسرے حاکم ایسے تھے جو اپنی بی بیون بچون و اسباب کے زائل ہو جانے کے انتقام کے جوش مین ایسے بھرے ہوئے تھے کہ انکی عقل سلامت نہین تھی وہ چیتون کی طرح خون کا ذائقہ چکھ کر اور زیادہ خون کے پیاسے ہوتے تھے - وہ جان لارنس کی دھمکی رحم آمیز چٹھیون کے جواب مین بڑی شد و مد سے اپنی چٹھیون مین لکھتے تھے کہ سب سے زیادہ قوت کو دکھلانا اور سب کو پامال کر کے انتقام لینا چاہیئے اس وقت ایسے ہی حکام کی حکمرانی چل رہی تھی شہزادے بے تمیزی کے ساتھ پھانسی پاتے تھے یا جیل خانے مین جنم قیدی بنا کے بھیجے جاتے جہان

وہ چکی پیسنے سے یا چکی نہ پیسنے پر مار کھانے سے بہت جلد مر جاتے۔ اکثر شہزادے جیلخانہ میں
جاکر چند ہی روز جیتے تھے۔
دہلی کی ایجنسی میں سات ریاستیں جھجر[1]۔ پالودی[2]۔ دوجانہ[3]۔ لہارو[4]۔ بلبھ گڈھ[5]۔ فرخ نگر[6]۔ بہادر گڈھ[7]
دادری تھیں۔ باغی سپاہ انکو بہت دھمکاتی تھی بادشاہی احکام انکی بڑی جان مارتے تھے
جھجر میں عبدالرحمن خان مرزبان تھا وہ عیش و عشرت کا بندہ تھا خود کوئی لیاقت نہیں
رکھتا تھا اس لئے اس کے سارے کارپرداز نالایق تھے۔ جب سر تھیوفلس مٹکف مفرور
ہوکر اس پاس اس خیال سے گئے کہ وہ اس کے باپ ہی کا ساختہ پرداختہ تھا تو وہ انسے
نہ ملا اور بالکل اجنبی بن گیا۔ انکی جان تو بچادی مگر ریاست سے باہر کر دیا۔ اسکی عرائض سے
جو دفتر شاہی میں موجود تھیں ثابت ہوا کہ وہ تاج انگلشیہ سے بالکل برگشتہ ہو گیا تھا اور بہادر شاہ
ہی کو اپنا بادشاہ مانتا تھا۔ انیسویں یا بیسویں اکتوبر کی تاریخ سپاہ انگریزی جھجر گئی۔ نواب نے
اسکو خود اپنے تئیں بغیر کسی شرط کے حوالہ کیا اور مجرموں کی طرح گرفتار ہوکر دلی میں آیا۔ دیوان عام
میں مقید ہوا۔ بلب گڈھ کا راجہ ناہر سنگھ کچھ خول خبط تھا۔ مشہور تھا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے
اسنے اپنی عرائض سے دفتر شاہی کو بھر دیا تھا۔ سنڈرس صاحب وکیل رزیڈنٹی دہلی
کی جان بچانے میں کوشش نہیں کی بلب گڈھ میں وہ مارا گیا ستروین نومبر کو وہ بھی گرفتار
ہوکر آیا۔ قلعہ کے قیدیوں کی تعداد میں اسنے ایک کا اضافہ کیا۔ احمد علی خان فرخ نگر کا رئیس
بھی تیئسویں اکتوبر کو پکڑا آیا اور قلعہ میں قید ہوا۔ لہارو کے رئیس نواب امین الدین خان اور نواب
ضیاءالدین خان دلی سے مفرور ہوکر دوجانہ میں چلے گئے تھے صاحب کمشنر نے انکو دلی میں بلایا
وہ ۱۷۔ اکتوبر کو قلعہ میں نظر بند ہوئے۔ دوسری نومبر کو بہادر جنگ خان رئیس بہادر گڈھ
دادری گرفتار ہوا اور قلعہ میں نظر بند ہوا۔ ان سات ریاستوں میں سے پانچ کے رئیس قلعہ میں
جان گزین ہوئے اور دو رئیس پالودی اور دوجانہ اپنی ریاستوں میں بدستور رہے جھجر کے
نواب کو اور بلب گڈھ کے راجہ کو اور فرخ نگر کے رئیس کو جدا جدا مختلف تاریخوں میں پھانسی
دی گئی۔ سب کی پھانسی کا وقت سہ پہر تھا۔ انکی پھانسی کے دن شہر کے سب دروازے بند
ہو جاتے تھے اور سپاہ کی ایک کمپنی باجہ بجاتی ہوئی کوتوالی کے سامنے پھانسی کے پاس آ کر

کھڑی ہوتی تھی قلعہ سے رئیس پھانسی پانے والا کراچی پر جسکے گرد کٹھرا نہ ہوتا تھا اکڑ دون بٹھایا
جاتا تھا اور اسکے پیچھے مشکین کسی ہوئی ہوتی تھین جنپر کچھ کپڑا ڈال دیا جاتا تھا۔ چارون طرف
کوتوالی کے فرنگی تماشائی بیٹھے ہوتے تھے۔ جسوقت تختہ پر مجرم کو چڑھا کے گلے مین اس کا پھندا
ڈال کے تختہ کو نیچے گراتے تھے تو تماشائی فرنگی دلشاد ہوکر ایک خندہ دندان نما کرتے تھے
لاش پھانسی سے اتار کر ایک گڑھے مین اوندھے منہ ڈالکر شہر سے باہر کسی گڑھے مین دفن کردی
جاتی تھی۔

نواب امین الدین خان اور ضیاء الدین خان کئی مہینے تک قلعہ مین نظربند رہے۔ اور بہت دنون
تک مارشل الکے محکمہ مین دس بجے سے چار بجے تک ایستادہ یا کھڑے رہے جسکی تکلیف
سے نواب ضیاء الدین خان سخت علیل ہوا۔ یہہ دونو بھائی بادشاہ کے دربار کے حاضرباشون
مین تھے۔ بادشاہی فرمائشین کام کرنے کے لئے بہت ہوتی تھین۔ مگر انہون نے ایام غدر مین
نہ کوئی بادشاہی کام کیا نہ بادشاہ کو کوئی عرضی دی اس لیئے انکے اوپر کوئی جرم ثابت نہین ہوا
جب جان لارنس صاحب دہلی مین کلکٹر مجسٹریٹ تھے ان دونو بھائیون پر نظر التفات رکھتے تھے
صاحب ممتشم الیہ نے انکی بے جرمی اور اپنے التفات پر خیال کرکے اور اپنی مروت وفتوت سے
انکی ریاست لہارو بدستور سابق بحال رکھی۔ بہادرجنگ رئیس دادری نہ ایسا مجرم قرار پایا کہ اسکے
گلے مین رسی یا پاؤن مین بیڑی پڑتی نہ ایسا بےقصور ثابت ہوا کہ اپنی ریاست پر بحال ہوتا۔
اسکو لاہور مین رہنے کا اور ہزار یا پانچ سو روپے پنشن پانے کا حکم ہوا۔ رئیس پالودی
اکبر علی خان نے تو ان باغی سوارون کو ہلاک کیا تھا اس سے کوئی باز پرس نہین ہوئی
حسن علیخان نواب دوجانہ نے بھی بادشاہ سے کوئی خط وکتابت نہین کی وہ اپنی ریاست پر
بحال رہا۔

پہاڑی پر پہلے ہی سے ایک فہرست ایسے چھپاؤے آدمیون کی بن گئی تھی جنکی نسبت حکم تھا
کہ وہ گرفتار ہوتے ہی دار پر چڑھائے جائین۔ شہر مین ایسے مخبرون کی کمی نہ تھی۔ گامی خان
اور رسالدار فخرالدین خان نے مخبری مین بڑا نام پایا۔
نکا[illegible] خان خود اپنے تئین پھانسی سے بچا نہ سکا پھر باغیون کے بہہ اصناف تھے کہ جو انہین سے

پکڑا جاتا فوراً پھانسی پاتا۔ اول صنف بادشاہی خاص بردارون کی تھی جنہون نے قلعہ مین انگریزونکے
معصوم بچون اور عورتون کے خون سے اپنے ہاتھ لال کرکے کالا کیا تھا ان مین سے ایک بھی
پھانسی سے نہین بچا۔ دوسری صنف میگزین کے ملازمون کی تھی جنہون نے میگزین مین
انگریزون کے ساتھ شرارت سے کام کیئے تھے انکا سردار کریم بخش تھا۔ میگزین کے
ملازمین مین سے بہت تھوڑے بھاگ کر بچے۔ تیسری صنف زخمی جہادیون کی تھی جو مسجدون مین
پڑے ہوئے ملتے تھے اور زخمی سپاہیون کی تھی جو بھاگ نہین سکتے تھے۔ چوتھی صنف
باغی تلنگون کی تھی جو آس پاس سے چھپے چھپائے پکڑے آتے۔ پانچوین صنف اجمیری دروازہ
کے موچیون کی تھی جو اپنی دکانون کے پردون کے بانس نکال نکال کر سرتھیوفلس مٹکاف کے
مارنے کے لیئے تیار ہوئے تھے جب وہ گھوڑے پر سوار اجمیری دروازہ سے باہر اپنی جان
بچانے کے لئے جاتے تھے۔ چھٹے میواتی اور گوجر تھے جنہون نے بڑی لٹس مچائی تھی
کوتوالی اور ترپولیہ کے درمیان جو حوض تھا اس کے تین طرف پھانسیان کھڑی کی گئین تھین
انمین ایک دفعہ دس بارہ آدمیون کو پھانسی لگ سکتی تھی جس روز پھانسی پانے والے
زیادہ ہوتے تھے تو ان مین سے ایک گروہ پھانسی پر چڑھتا تھا دوسرا گروہ کھڑا دیکھتا
تھا کہ اب ہماری باری آئیگی زیادہ تر عمائد شہر جنمین بعض بڑے عالی خاندان شرفا تھے یہ
سمجھ کر الور بھاگ گئے تھے کہ وہان دلی کے آدمی بڑے بااختیار ہین ان کی جان بچا لین گے
مگر انکی جان کے لیئے غلام فخر الدین خان عزرائیل بن کے پہنچا اور ایک ایک کو چن چن کر گرفتار
کرکے لایا۔ ان مین سے کچھ گوڑگانوہ کے مجسٹریٹ نے درختون مین پھانسی پر لٹکائے
باقی جو دہلی مین آئے انکے گلون مین بھی پھانسی کی رسی پڑی۔ انکی ٹاٹ باف جوتیان اور پہرون کے
تیار سی ٹوپیے جو پھانسی کے وقت اترے انکو لیکر پھانسی دینے والا جلال خورنہال ہوگیا
آج کے دن دو چار بوڑھی شریف زادیان عورتین اپنی اولاد کے دیدار کو آخری وقت مین دیکھنے
کے لیئے کسی طرح پھانسی کے پاس آ گئی تھین اسوقت کی حالت بیان نہین ہو سکتی۔ جان لارنس
کی لائف مین لکھا ہے کہ ایک واقف کار دیسی دکاندار نے یہہ بندوبست کیا تھا کہ اپنی دکان کے
سامنے چند کرسیان لاکر بچھاتا تھا اور ان کرسیون پر چند انگلش افسر بیٹھکر چرٹ پیتے تھے اور کرسیون کے

کرایہ مین پیسے دیدیتے تھے اور پھانسی والون کی حالت نزع کا تماشا دیکھتے تھے۔ کبھی میمون کا
گذر آدمیون کی پھانسی کے لگنے کے وقت پھانسی کے پاس ہوتا تو وہ اپنی ٹوپی اتار کر اس سے
اپنا چہرہ چھپا لیتی تھین۔ نواب محمد حسن خان کو پھانسی اس لیئے لگی کہ انہون نے ایک میم کو اپنے
گھر مین چھپا دیا۔ اس کی گردن پہ جو شیطان سوار ہوا اسکو جاملہ بنا دیا اس جرم مین پھانسی
ملنے کا حکم ہوا۔ مگر میم صاحب نے نواب کی بی بی پہ جو خوبچاری کسبی تھی یہہ سلوک کیا کہ اسکا سارا
مال و متاع لوٹ سے بچوا کے اور کچھ روپیہ اپنے پاس سے دیکر اسکے آرام و آسائش کا سامان
کر دیا۔ بہت ہی کم مسلمان ایسے تھے کہ سپاہیانہ نشان رکھتے ہون وہ پھانسی کی ریسمان سے بچانہ
ہوئے ہون۔ ایک دفعہ بارہ آدمیون کا گروہ کمیشن کے روبرو پیش ہوا انکا کوئی جرم نہ تھا
مگر وہ سپاہیانہ صورت رکھتے تھے۔ پھانسی پانے والون کی تعداد تاریخ نویس چار ہزار کے قریب
بتلاتے ہین مگر انکی ٹھیک تعداد خدا جانتا ہے یا موت کا فرشتہ اگر کوئی ہو۔

مسلمانون کا گرفتار ہونا اور بعض کا رہا ہونا

اب شہر کے رئیسون اور عمائد مین سے کوئی ایک آدمی بچا ہوگا جو قلعہ مین یا کوتوالی مین
یا کرنیل برن پاس قطب الدین کی کوٹھی مین حوالات مین نہ رہا ہو۔ یہ بڑے رئیس ایک
ہی پنجانہ کی کھاٹیون پر آپس مین بے حجاب بیٹھ کر باتین کرتے تھے۔ ایک غریب آدمی جو
کوتوالی کی حوالات سے چھوٹ کر آیا تو اسنے کہا کہ آج مین نے جانا کہ شہر سے جلا وطن ہوا
حوالات مین نو روز پنجانہ مین نواب حامد علی خان و مفتی صدر الدین خان اور شرفاء
و رؤسا سے بے تکلفانہ باتین برابر کی ہوتی تھین۔ اب یہہ بات کب مجھے میسر ہے قلعہ
کی حوالات مین رئیس تھے جنکا اوپر ذکر ہوا اور حکیم احسن اللہ خان و نواب احمد قلی خان و
سید سردار مرزا اور انکے بھائی اور بہت سے امیرزادے تھے انہین سے بعض ایسی لہو و لعب
کے شوقین تھے کہ شطرنج و گنجفہ و چوسر حوالات مین بھی کھیلتے تھے جس مین سے ایک دو کو روز
پھانسی ملتی تھی۔ بد ذات مخبرون نے خبر دی کہ حکیم محمود خان کا مکان باغی مسلمانون کی پناہ گاہ
ہے۔ وہان سر تھیوفلس مٹکاف صاحب پولس کو لیکر پہنچے انہون نے حکیم محمود خان کے
سوا پچاس ساٹھ مسلمانون کو گرفتار کیا جب وہ انکو رستہ مین حلقہ کرکے لے چلے تو
حکیم صاحب بھی انکے ساتھ ہو لیئے جس سے لوگون کو گمان ہوا کہ یہہ بھی اس حوالات مین ہین

گواسکے سرسے باہر نتھے وہ ایک رات عورت کے ساتھ کوتوالی رہکر پھر چلے آئے اور اپنی بامردی
اور جوانمردی سے ان سب کو جولنکے مکان پر گرفتار ہوئے رہائی دلائی کوئی مجرم نہ تھا مگر وہ
دو دو چار چار کرکے مختلف تاریخون مین رہا ہوئے - مسلمان جہان زیادہ تر جاکر رہے تھے
جیسے قدم شریف وغیرہ مین تو وہان سرشیو فاس شکنت جاکر حلقہ ڈالتے یعنی خاص حدود کو
محدود کرکے پولس سے گھیر لیتے اور ان مین جو مسلمان جوان تنومند یا وجیہہ ہوتے سو پچاس
پکڑکے کوتوالی مین بھیجدیتے - انکو مختلف طرح کی سزائین دیتے کسیکو پھانسی کسی پر جرمانہ
کسی سے فعل ضامنی طلب کرتے مشکل سے مسلمانون کو جرمانہ اور ضمانت دینے کو ملتے
وہ اکثر قید مین رہتے -

انگریزی سپاہ مین زیادہ تر سکھ اور پنجابی و سرحدی قومین تھین جو غارتگری کے پیشہ مین
بڑا کمال رکھتی تھین وہ اپنے اس پیشہ آبائی کو کبھی بدسلیقگی سے نہین کرنا چاہتی تھین
لئیے جسقدر ہنرمندی اور سلیقہ شعاری کے ساتھ لوٹا گیا لوٹا - وہ شکاری کتون کی طرح
جھول پہنکر گلی کوچون مین پھرتین - وہ دیوارون پر تھپکیان مارکے پہچان لیتی تھین
کہ اسکے اندر روپیہ تو نہین ہے وہ زمینون پر پانی ڈالکر اسکے جذب ہونے سے پہچان
جاتی تھین کہ اس مین مال تو نہین دبا ہوا ہے - وہ یقین کرتی تھین کہ دہلی مین قارون کا خزانہ
بھرا ہوا ہے وہ سیم و زر و جواہر و گوہر کی کان ہے - جیسا اس مین نفیس بیش قیمت مال ہے
وہ کہین اور نہین - اسی لالچ و طمع مین دور دراز فاصلے سے لڑنے آئین اور لڑائی کی نہایت
سخت مصیبتین اٹھائین اور آفتین جھیلین - اس سپاہ کا یہہ حق تھا کہ سرکار اسکو تین دن کی
اجازت دیتی کہ وہ شہر کو جسطرح چاہے لوٹے اس تین دن کی لوٹ کے بعد سپاہ نے خود درخواست کرکے
پرائز ایجنسی کا ایک محکمہ مقرر کرایا جسکا یہہ کام تھا کہ تین دن کے لوٹنے کے بعد شہر کا کل مال و متاع سب قسم کا جو لوٹ سے
بچے یکجا جمع کرے اور اسکو نیلام کرکے فروخت کرے اور جو زر قیمت ہاتھ لگے وہ اسکو سپاہ مین تقسیم کردے یہہ محکمہ لشکریونکی لوٹ کو روک
نہین سکا جب انکا لوٹ کا مال شہر کے دروازون سے باہر لے جانا بند ہو گیا تو انہون نے اسکے لیجانے
کی یہہ ترکیب نکالی کہ آپس مین ملکر دو گروہ بنتے ایک شہر کے اندر آکر مال کو فصیل سے باہر اتارتا
دوسرا اسکو باہر اٹھا کر لے جاتا - غرض گورے اور کالے جو اصلی سپاہی تھے وہ تو ایسے چوری کے

کام نہین کرتے تھے۔ مگر سپاہ مین فقط سپاہی نہین ہوتے بہت سے بہیر بنگاہ کے آدمی ہوتے ہین
ان مین اور بعض سپاہیون مین بھی بڑے چوٹٹے اور قزاق ہوتے ہین۔ وہ کسی طرح لوٹنے سے باز
نہین آئے۔ اب پرائز ایجنسی کے محکمہ کے کارپردازون نے اسکے کامون کو آپس مین تقسیم کرلیا
کسی نے شہر کے تہخانون کو توڑکر اور زمین کو کھودکر مال نکالنے کا کام لیا اس کارپرداز کا نام کھدنی
صاحب ہندوستانیون نے رکھا تھا کسی کارپرداز نے کتابون کے جمع کرنے کا کام لیا کسی نے
برتنون و چارپائیون و چکیون کے جمع کرنے کا۔ جب سے تلنگے شہر مین گھسے تھے تو اہل شہر نے
سیم و زر و زیور و جواہر کو زمین کے اندر دفن کیا تھا اور اور قسم کے اسباب لباس و برتنون
وغیرہ کو کوٹھریون مین اور کوٹھریون مین بند کرکے اوپر سے تیغہ نامعلوم لگادیا تھا اگرچہ
یہ کام انہون نے اپنے معتبر راجون اور مزدورون سے کرایا تھا مگر جب ان تیغہ کرنے والون کو
معلوم ہوا کہ کھدنی کے ایک صاحب ایسے مقرر ہوئے ہین کہ جو انکو تیغہ کے اندر کا اور زمین کے
نیچے کا مال اسباب بتلاتا ہے تو اسکو وہ فیصدی مال کی قیمت کچھ روپیہ دیدیتے ہین تو وہ راج مزدور
مخبر بن گئے اور کھدنی کے صاحب پاس جاکر جو تیغے انہون نے لگائے تھے بتلادیئے۔
صاحب وہ تیغے توڑتے اور زمینین کھودتے اور مال اسباب برآمد کرتے اور اسکو لدوا کر گودامون
مین بھرتے۔ منصور خان   کی حویلی مین شہر کے اندر تانبے پیتل کے برتن بھرے جاتے
پروفیسر رامچندر کی کوٹھی پر کتابون کے انبار لگتے۔ کھدنی سے شہر مین ایسی ہوئی کہ پہلے زمانہ
کے روپے اشرفیان گڑی ہوئی نکل آئین جنکی خبر اہل خانہ کو نہ تھی کہتے ہین کہ نواب محمد میر خان کے
مکان مین سے ایک دفینہ برآمد ہوا جس مین ساٹھ ہزار روپے ٹیپک کے سکہ کے تھے جسکی خبر
کسی کو نہ تھی اس پرائز ایجنسی کے سوا ایک اور طریقہ بھی امیرون کے لوٹنے کا تھا کہ بعض
ذی اختیار انگریز مجرمون کو سب طرح سے جرم سے بری ہونے کی اسناد دیدیتے اور ان سے
خاطرخواہ روپیہ لے لیتے مشہور ہے کہ نواب حامد علی خان اور مفتی صدرالدین خان اور مکند لال
سے اس طرح زرکثیر دیکر اپنی جانین بچائی تھین۔ ایک صاحب جوان بخت بادشاہ کے بیٹے کو
ہاتھی پر عماری مین بٹھا کے زینت محل کے مکان مین لال کنوے لے گئے اور جوان بخت سے
پوچھ کر سارا حال زینت محل کے مال کا پوچھ لیا اور اسکو نکالکر معلوم نہین خود لے لیا یا پرائز ایجنسی کے

بعض آدمی کھانے پینے سے ایسے محتاج تھے کہ انہون نے خود اپنا مال پرائز ایجنسی کے کسی کارپرداز کو بتلادیا اور اپنے مال کا کچھ حصہ خود لیا باقی صاحب کو دیا۔ بعض ناخلف بیٹون نے مان باپون کا بعض نے اپنے عزیزون کا مال بتانے کا حصہ لیا۔ ایک صاحب کو یہہ کام سپرد تھا کہ شہر کے محلون اور بازارون اور بڑی حویلیون کے دروازون کو وہ اکھیڑتے اور آگ مین صبح کو جلانے کے لیئے رکھہ جاتے اور دوسرے دن انکے لوہے پیتل کو اٹھوا کر لے جاتے خلاصہ یہ ہے کہ انگریزی عملداری میں جو پچاس برس مین اہل شہر نے تجارت اور امن و عافیت کے سبب سے دولت جمع کی تھی اس مین سے کچھ باقی نہین رہا۔

اگرچہ سرحدی فوجین قزاقی مین مشہور ہین مگر ان مین بعض ایسے سچے و پکے باایمان مسلمان تھے کہ وہ مسلمانون کے گھرون کو لوٹنا گناہ جانتے تھے وہ مسلمانون کے گھرون مین صرف قرآن شریف کو لے لیتے اور انکو اپنی چادرون مین باندھہ کر سر پر رکھہ لیتے جہان قرآن کو بری طرح پڑا ہوا دیکھتے تو چشم پر آب ہوکر اسکو اٹھاتے اور چومتے۔ ایک فیصد ایک مسلمان افسر نے جو جامع مسجد مین لشکر کے ساتھہ فروکش تھا جامع مسجد کے کل تبرکات اور ہزار بارہ سو روپیہ کی چاندی کی کشتی جس مین یہہ تبرکات رکھے جاتے تھے درگاہ شریف کے تہ خانہ مین سے نکالکر اسکے خادمون کو دیدی جسکے سبب سے آجتک خادمونکے گھر پلتے ہین۔

جب پرائز ایجنسی نے دیکھا کہ اب لوٹ سے کچھ مال ہاتھہ نہین آتا تو انہون نے ہندوؤن کے محلون کو ہندوؤن سے جرمانہ لیکر آباد کرنا شروع کیا سب سے زیادہ جرمانہ نیل کے کٹڑہ کے باشندون سے پچاس ہزار لیا یہہ محلہ بڑا امیر تھا اسکی دولت مندی کے لحاظ سے یہ جرمانہ کچھ زیادہ نہ تھا غرض لاکھون روپے اسطرح ہندوؤن سے جرمانہ کے وصول کیئے گئے یہہ تاوان جنگ تھا

جب سر جان لارنس دہلی مین آئے ہین تو انہون نے مارچ ۱۸۵۸ء مین دہلی مین مسلمانون کے آباد ہونے کا حکم دیا سنہری مسجد مین منشی دیوکی نندن جو چوکیدارہ کا بخشی تھا آنکر بیٹھا اسکے پاس چوکیدارہ کا رجسٹر جسمین مکانات کے مالکون کا نام درج تھا لوٹ سے بچ گیا تھا اسکے موافق سرٹیفکٹ مسلمانون کو اپنے اپنے گھرون مین آباد ہونے کے لیئے نہایت دیانتداری سے تقسیم کیئے۔ اس آباد ہونے کے ساتھہ یہہ حکم بھی تھا کہ ڈیڑھ روپیہ دیکر دو چارپائیان اور

اور ایک چکی وہ مول لین اس وقت چار پایون کا سستا ملنا غریب مسلمانون کا بہت غنیمت تھا اسکے سوا ر چار پائیان اور چکیان جو سارے شہر کی جمع ہوئی تھین آسانی سے فروخت ہوگئین جب مسلمان اپنے گھرون مین آباد ہوئے تو انکے مکانون مین نہ کوئی اسباب تھا نہ انکے دروازون کے کواڑ اور نہ زنجیریان تھین انکے ویران گھرون کے کواڑون کو ان لوگون نے جو شہر مین آباد تھے بڑی بیدردی سے ایندھن کی طرح جلایا جیسے کی لکڑیان نہین خریدین مسلمانون کے روپے کے کواڑ کو جلایا مسلمانون کی تباہی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ مئی ۱۸۵۸ء مین انکی آبادی کا جو تخمینہ کیا گیا تو موجودہ باشندے آبادی سابق کی ایک چوتھائی بھی نہ تھے ۱۸۵۹ء تک مسلمانون کے مکانات سرکاری ضبطی سے چھوٹے نہین اور نہ انکے اخراج کا حکم منسوخ ہوا۔ وہ شہر کے اندر بغیر کسی افسر کے پاس کے نہین آسکتے تھے۔

مسجدون و مندرون کا حال

قدیم زمانہ سے یہ ایک دستور چلا آتا ہے کہ جب غیر مذہب والا کسی شہر کو فتح کرتا ہے تو اپنی صولت و ہیبت و سطوت کے جتلانے کے لیئے یہ دکھلاتا ہے کہ مفتوحین جن چیزون کو اعتقاداً متبرک جانتے ہین وہ انکو نجس جانتا ہے اور انکی تذلیل و تحقیر کرتا ہے۔ پس جب دلی کے کشورکشاؤن نے فتح کیا تو ہندو مسلمان جو اپنے مندرون و مساجد کو متبرک و معظم و مکرم جانتے تھے انکی تذلیل و تحقیر مین کوئی بات چھوڑی نہین۔ انکے مسلمان سپاہی مندرون مین گھسے اول ان کا مال و اسباب لوٹا پھر بتون کی خبر لی کسی کی ناک کاٹی کسی کے کان کترے ٹھاکرون کو اپنے سنگھاسنون سے اتار کر خوب ٹھکرایا۔ اس کام مین گورے بھی شریک ہوتے تھے۔ غرض شہر کے سارے مندرون کی ایسی درگت کی کہ جب دلی مین ہنود آباد ہوئے تو انکو اپنے سب مندرون کو پوتر کرنا پڑا۔ مساجد کا حال یہ ہوا کہ جامع مسجد جو شہر کی کل مساجد کی ناک تھی اسکو یون نکٹا بنایا کہ سکھ سپاہ کی بارک اسکو بنایا۔ اس مین بول و براز کرنے سے کچھ پرہیز نہین کیا۔ سکھون نے اپنی کڑاہ پرشاد حلوے کی منبر کے نیچے خوب چڑھایا۔ سور ذبح کرکے پکائے۔ کتے جو انگریزون کے ساتھ تھے وہ درگاہ شریف مین پڑے پھرتے تھے۔ ایک اور مسجد رفیع الشان زینت المساجد تھی جو گورون کی سکونت گھر تھی ... بڑی مسجد نواب حامد علی خان کی تھی اس مین

گدھے بندھے ہیں۔ ان مساجد کے واگذاشت ہونے کا حال ہم پیچھے لکھیں گے۔ قلعہ کے نیچے میدان کرنے میں ایک بڑی عالیشان مسجد اکبر آبادی بالکل منہدم ہوئی اور بہت سی اور چھوٹی چھوٹی مساجد مسمار ہوئیں انکے معاوضہ ملنے کی درخواست مسلمانوں کی طرف سے خواجہ علی احمد خان نے کی مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ مسلمانوں کو اسکے گھروں کا معاوضہ اس لیئے ملے کہ وہ اسکے نام سے پھر نئے گھر بنائیں۔ سرکار نے کچھ التفات اس درخواست پر نہیں کیا۔ جیسا کہ مکانوں کا معاوضہ مالکوں کو دیا تھا ایسا مساجد کا معاوضہ نہیں دیا انکا مالک خدا تھا جسکو وہ معاوضہ نہیں دے سکتے تھے۔ کوتوالی کے قریب سکھوں کے گردوارہ سے چپان ایک مسجد تھی اسکے ملنے کی درخواست مہاراجہ جیند نے سرکار سے کی وہ اسکو سرکار نے دیدی۔ مہاراجہ نے مسجد کو مسمار کرا کے مندر میں ملا لیا۔

جانوروں پر ظلم

جب شہر پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو گھوڑے جو شہر میں تھوڑے سے باقی تھے وہ بہت جلد سپاہیوں کی رانوں کے تلے دوڑنے لگے۔ بیل ٹٹو بھینسے گدھے بھی جلد ان کا بوجھ اٹھانے لگے۔ گائیں بھینسیں بکریاں اپنا دودھ سپاہیوں کو انکے ٹھکانے میں جا کر پلانے لگیں کتوں کو ہر گلی کوچہ میں انکی لاشیں کھانے کے لیئے مل گئیں جو انکو وہ وقت کہتے تھے اور بچھڑ مارتے تھے آٹھ دس روز تک انکو کھا کھا کر بڑے موٹے ہوئے مگر پھر بھوک کے مرنے لگے تو شہر سے باہر چلے گئے۔ مگر بلیوں کی کم بختی یہہ تھی کہ وہ اپنے گھروں کی محبت کے مارے کہیں باہر نہیں جا سکتی تھیں۔ سارے گھروں میں سے آدمی نکل گئے مگر بلیاں اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں۔ انکی خوش قسمتی سے بعض محلوں میں گوروں کے بکٹ بٹھائے جاتے تھے وہ ان پاس جمع ہو جاتی تھیں جو انکو کچھ کھانے کو دیدیتے مگر انکو اچھال اچھال کر تماشا بھی دیکھتے تھے کہ وہ خواہ کتنی بلندی سے انہیں پھینکیں وہ ہمیشہ اپنے چاروں پاؤں کے بل گرتی تھیں۔ کبھی کبھی یہہ گوروں کا کھیل بلیوں کی موت ہو جاتا تھا۔ ہاتھی اونٹ سرکاری فیلخانوں اور شتر خانوں میں بندھے ہے یہہ تو چوپاؤں کا حال تھا۔ اب پرندوں کا حال سنیئے کہ مرغے مرغیاں تیتر بٹیر تو بہت جلد اڑ کر سپاہیوں کی پتیلی میں پہنچ گئے۔ کبھوں کبھو تا کر

انکے پیٹ مین چلے گئے اہل شہر جو اپنی بدحواسی سے کبوترون کو قلقلون و کابکون مین اور
قمریون فاختاؤن و لال پدڑیون اور طوطون میناؤن کو پنجرون مین بند چھوڑ گئے
تھے ان کی جانون نے تو آب و دانہ کے نہ ملنے سے قفس ہی سے پرواز کی۔ اور جو لوگ
ان قلقلون اور پنجرون کو کھولکر ان پرندون کو آزاد کر گئے تھے انہین سے کبوتر تو چھرون کے
شکار ہوئے یا بھوک کے پیاسے مر گئے۔ انکا تو ایسا ستیاناس ہوا کہ انکی بعض نسلین جو مخصوص
دہلی سے تھین وہ ایسی فنا ہو گئین کہ پھر دہلی مین وہ نہین پیدا ہوئین۔ غدر سے پہلے جسقدر
کبوتر شہر مین تھے اسقدر اب تک شہر مین جمع نہین ہوئے — اب انکی قیمت غدر کی پہلی
قیمت سے چوچند ہو گئی۔

یہہ بتلانا تو مشکل ہی کہ مسلمانون کے پاس لٹنے سے پہلے کتنے روپیہ کا مال اسباب تھا
اور بعد لٹنے کے کتنا باقی رہا مگر اس بات کا بتلانا کچھہ مشکل نہین کہ وہ کس کس طرح لٹے اور
انکی دولت کس کس پاس گئی بہادر شاہ کو لاکھہ روپیہ ماہوار اور چند نوابون اور رئیسون کو
ہزارون روپیے کی پنشنین ملتی تھین وہ سب سرکار کے قبضہ مین ضبط ہو کر آ گئین۔ گو مسلمان
سود لینے کو حرام سمجھتے تھے مگر سرکاری نوٹون کے سود لینے کو بعض سنی مسلمان اور کل
شیعہ علی العموم حلال جانتے تھے ان پاس پانچ سات لاکھہ روپیے کے نوٹ تھے ان
مسلمانون کو یہہ یقین تھا کہ اب انگریزی عملداری پھر نہین آئیگی اس لیئے نوٹ جس قیمت پر فروخت
ہون انکو بیچ ڈالے لیئے اسوقت دلی مین ان نوٹون کا بھاؤ پینتالیس روپیہ سیکڑہ کا تھا
بعض ہندو انکو اس خیال سے کہ انگریزی عملداری یقینی ہوگی خرید تے تھے اور یہہ بھی سمجھتے
تھے کہ جو نقد روپیہ انکے گھر مین ہے وہ وبال جان ہے اسکو باغی لوٹ لینگے یا بادشاہ ڈنڈ مین
یا قرض مین لے لیگا اسکی جگہہ نوٹون کا رکھنا بہتر ہوگا۔ غرض کئی لاکھہ روپیے کے نوٹ مسلمانون نے
۴۵ روپیہ سیکڑہ کے بھاؤ سے بیچ ڈالے انکے اس نقصان سے ہندون کو فائدہ پہنچا۔
مسلمانون کا سارا اسباب جو پرائز ایجنسی نے یکجا جمع کیا تھا وہ زیادہ تر ہندوون نے نیلام مین بہت
ارزان خریدا جسکے سبب سے بہت سے ہندوون نے شہر مین اس مال و اسباب کی دکانین کھولکر
خوب فائدہ اٹھایا۔ باغی مسلمانون کے جو مکانات ضبط ہو کر نیلام ہوئے وہ سب ہندوون نے

مسلمان کس کس طرح سے لٹے اور انکی دولت کس کس پاس گئی

بہت ہی سستے خرید سے اب انکی قیمت دس بیس گنی ہوگئی ہے۔ بڑے بڑے مکانات جو مسلمانونکی
تھے جیسے کلان محل۔ مرزا خجستہ بخت کی حویلی۔ جھجروالون کی کوٹھی۔ شیش محل۔ نواب سفو جان
کی حویلیان جو ایک محلہ کے برابر تھین سب ہندوون کی خریداری مین آئین۔ جن محلون مین غدر سے
پہلے ہندوون کی ملک سے ایک مکان نہ تھا۔ غدر کے بعد ان مین بہت مکانات کے خریدنے
سے مالک ہوگئے۔ ان مکانات کی فروخت کا روپیہ سرکار نے خود نہین لیا جسکا آگے ذکر آئے گا۔
مسلمانون نے اپنی ضرورتون کے سبب سے اپنا زیور جو گڑا دیا بچ گیا تھا یا وہ چھپا کر اپنے ساتھ
لے گئے تھے بہت سستا ہندوون کے ہاتھ بیچا۔ بارہ آنہ تولہ چاندی چودہ پندرہ روپیہ تولہ سونا
غرض انگریزی سپاہ کی تین روز کی لوٹ مین اور پرائز ایجنسی کی لوٹ مین تو ہندو مسلمانون مین
کچھ تمیز نہ تھی دونو برابر تھے۔ مگر اس سبب سے کہ شہر مین ہندو مسلمانون سے پہلے آباد ہوئے
اور انکو مسلمانون کے مال اسباب و مکانات کے خریدنے کا مقدور تھا انہون نے فائدہ کمایا۔ ہندوون کے
گھر لوٹ سے اتنے برباد نہین ہوئے جتنے خوش حال ہوئے۔ بہت سے ہندوون کے
گھرون مین غدر کیا آیا لکشمی آئی وہ پہلے کی نسبت زیادہ دولت مند ہو گئے۔ جب ہندو آباد
ہو گئے ہین تو لال ڈگی پر انکی دکانون کی قطارین اس لوٹ کے اسباب کے بیچنے کی لگتی تھین
انہون نے سپاہیون سے لوٹ کا یا چوری کا مال بہت ارزان خریدا تھا۔ یہہ اس شہر کی خوش نصیبی
تھی کہ اسکی لوٹ کا مال اتنا پنجاب کے شہرون مین جاکر فروخت نہین ہوا جتنا دہلی مین ہوا۔
جسکے سبب سے اسکی دولت شہر ہی مین رہی گو مسلمانون کے ہاتھ سے چھنکر اور قومون کے
ہاتھ مین گئی شہر ہی مین ایک تھیلی سے یا ہتیلی سے روپیہ نکلکر دوسری تھیلی مین یا ہتیلی مین چلے گئے
گورنمنٹ نے انگریزون کو اس اسباب کا معاوضہ جسکو باغیون نے لوٹا تھا اور ہندوستانی
خیرخواہون کو جنکا اسباب انگریزی سپاہ نے لوٹا تھا بڑی شاہانہ فیاضی سے معاوضہ عطا کیا۔
یہہ معاوضہ سب سے بڑا ایک لاکھ کئی ہزار روپیہ کا مرزا الہی بخش کو جو خیر خواہ سرکار تھے
مختلف زمانون مین عطا کیا۔ نواب امین الدین خان عرف منشی امو جان کو جو ریاست الور مین
سرکار کے خیر خواہ رہے پندرہ ہزار روپیہ عطا کیا گیا اور بہت سے آدمیون کو تھوڑی تھوڑی
رقمین معاوضہ مین عطا ہوئین جنکی تفصیل کی ضرورت نہین۔

دہلی مین کسی شخص کا مکان اسلیئے جلایا اور ڈھایا نہین گیا کہ اسنے بغاوت کی تھی مگر شہر جب فتح ہوا ہیہ تو اسکے بعض مکانات مین کسی سبب سے آگ لگ جاتی تھی وہ بجھائی نہین جاتی تھی خود بخود مکان کے گرنے سے بجھ جاتی تھی - قلعہ کے پیچھے اس سبب سے مکانات مسمار کیئے گئے کہ اس کے آگے ایک وسیع میدان کرنا ضروری تھا انکو انجینیرون نے ڈھایا تھا - اول انکا کاٹ نیلام ہوا - اینٹ پتھر اسکے قلعہ کی کھائی کے پشتہ بنانے کے کام مین آئے اسطرح ایک میدان قلعہ کے آگے ہو گیا - پھر اس میدان مین مضبوط لکڑی کے درخت جیسے املی وغیرہ تھے نیلام ہوئے اور اب انکی بنیادونکے پتھر بیچے گئے - بعض مکانات ثابت کے ثابت اینٹ پتھر سے بھر کر برابر کر دیئے گئے تھے اب وہ کھدکر پھر نکالے گئے - اس سبب سے بلاقی بیگم کا کوچہ خانم کا بازار خاندوران خان کی حویلی گلیون کا بازار و دریا گنج کی گھاٹی انگوری باغ و بگوا باڑی وغیرہ سے بعض بالکل بعض کے حصے منہدم ہو گئے - ان مکانات مسمار شدہ کے مالکون کو جو باغی تھے معاوضہ نہین دیا گیا باقی اور سب کو مکانات کا معاوضہ اس طرح دیا گیا کہ جو روپیہ ان مکانات منضبطہ کی قیمت کا سرکار کو ہاتھ آیا اسکو ان مالکان مکانات کو معاوضہ مین دیدیا جو باغی نہین ہوئے اور ان کے مکانات ضرورت کے سبب سے منہدم ہوئے - غرض سرکار نے جائداد منضبط کی قیمت سے کچھ فائدہ نہین اٹھایا -

جب ہزارہا مسلمان مارے گئے تو انکی بوڑھی و جوان و نوجوان عورتین بیاہی و کنواری لڑکیان لاوارث ہو گئین - انگریزی سپاہ مین ایسے مسلمانون کی بھی کمی نہین تھی جو بڑی غنیمت یہہ سمجھتے تھے کہ کوئی خوبصورت عورت دلی کی ہاتھ لگ جائے اس لیئے انہون نے ایسی عورتین تلاش کرکے اپنے نکاح پڑھائے اور انکو اپنے ساتھ لے گئے ان عورتون نے یہہ اپنی خوش نصیبی جانی کہ انکو خاوند ایسا ہاتھ لگ گیا جسکے پاس لوٹ کا زیور اور زری گوٹہ کا لباس پہنانے کو تھا اور روٹی کھلانے کو تھی - بعض چالاک عورتین ایسی تھین کہ نکاح پڑھا کے چندروز مین خاوند کا مال اسباب لیکر چلتی بنین - خاوندون کو انکا پتہ کہین نہین ملا - انکا سارا لوٹ کا مال یون لٹ گیا مال حرام بود بجائے حرام رفت - ایک دو صورتین ایسی بھی ہوئین کہ خاوندون کو جب اپنی بی بی بیوی کا پتہ نہین لگا تو ان مردون کو جنکی معرفت یہہ نکاح ہوا تھا اپنے افسرون کو اطلاع دیکر

دہلی کے مکانون کا مسمار ہونا اور ضبطی

مزاد لوادی کہتے ہین کہ ذوق کا بیٹا فوق اس سبب سے پھانسی دیا گیا۔ مگر اسکے پھانسی لگنے کا سبب اور بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ایام غدر مین بادشاہی اہلکار تھا۔ بعض رسالدارون اور صوبہ دارون نے شہر کی مصیبت زدہ بیٹیون سے نکاح کیا اور بی بی کے کنبے کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسکے بھائیون بھتیجون کو سرکاری نوکر کرادیا۔ اس طرح بی بی کے کنبے کو نہال کردیا۔

شہزادیان جو پہلے سے اپنی بار باشی و عیاشی مین بدنام تھین اب قلعہ کی چاردیواری سے نکلکر آزاد ہوگئین انمین جو خوبصورت تھین وہ آسودہ حالون کے گھر مین بیٹھ گئین۔ بہادرشاہ کی بیٹی ربیعہ بیگم نے اپنا نکاح حسینی بورچی سے اسلیئے پڑھایا کہ روزانہ دیگی کھانے مین آئیگی۔ فاطمہ سلطان نے جسکے باپ کے سر پر تاج شاہی رکھا جاتا تھا مشنریون کے زنانہ اسکول مین وظیفہ دار بن کر معلمی کا پیشہ سیکھا اور معلمہ بن کر اچھی طرح کچھ مدت تک زندگی بسر کی۔ علاوہ ان شاہزادیون کے اور صدہا عورتون نے بدکاری کا پیشہ اختیار کیا۔ راتون کو بن ٹھن اور چڑھ کر مسافرون کی سرائون کے گرد قطارون کی قطارین مسافرون کے بلانے کے انتظار مین بیٹھی یا کھڑی رہتین اسطرح دو چار پیسے صبح کو کما لاتین صدہا عورتون نے اپنا سر جوؤن کی شدت سے منڈا ڈالا۔ اگر کہین کوئی شخص ایک ایک خمیری روٹی یا ایک مٹھی چنے یا کچھ کوڑیان تقسیم کرتا تو صدہا مسلمان عورتین جمع ہو جاتین۔ جنمین سے بعض صورتون سے نجیب زادیان معلوم ہوتین۔ جو کبھی خود صدہا روپیے کی خیرات کرتی تھین یا اب کوڑیان مانگتی ہین یا ان کے آگے دو دو چار چار مامائین کام کرتی تھین یا خود ماماگری کے قابل نہین رہین۔ بعض بڑی حسین عورتین جنکی حسانت پر فرشتون کو بھی رشک آتا تھا اپنی خوش نصیبی سے بعض انگریزون کے گھر مین بیٹھ گئین انکو تو وہ چین و آرام حاصل ہوا کہ کبھی ہندوستانیون کے گھرون مین نہین حاصل ہوتا۔ دلی مین پہلے بہت ہی کم خانگیون کے گھر تھے۔ اشراف کبھی اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے۔ یا پھر جب شہر آباد ہوا ہے تو ہر محلہ مین ایسے تین چار گھر ضرور ہوتے۔ اب ہم وہ شہر آشوب اشعار لکھتے ہین جو شہر کے حال مین شاعرون نے کہے ہین *

مفتی صدرالدین آزردہ

آفت اس شہر مین قلعہ کی بدولت آئی	واہکے اعمال سے دلی کی بھی شامت آئی
روز موعود سے پہلے ہی قیامت آئی	کالے لے میرٹھ سے یہ کیا آئے کہ آفت آئی

گوش زد تھا جو فسانون سے وہ آنکھون دیکھا
جو سنا کرتے تھے کانون سے وہ آنکھون دیکھا

جنکو دنیا مین کسی سے بھی سروکار نہ تھا
اہل نا اہل سے خلطا انہین زنہار نہ تھا

انکی خلوت سے کوئی واقف اسرار نہ تھا
آدمی کیا ہے فرشتہ کا بھی وہان بار نہ تھا

وہ گلی کوچون مین پھرتے ہین پریشان در در
خاک بھی ملتی نہین انکو کہ ڈالین سر پر

نواب مرزا داغ

خدا پرستی کے بدلے جفا پرستی ہے
جو مال مست تھے اب انکی فاقہ مستی ہے

بجاے ابر کرم مفلسی برستی ہے
یتنگ جینے سے ہین ایسی تنگدستی ہے

غضب مین آئی رعیت بلا مین شہر آیا
یہہ پور بی نہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سے کہتے ہوئے دین دین آئے لعین
جو ماتا دین تھا کوئی تو کوئی گنگا دین

یہ جانتے ہی نہ تھے چیز کیا ہے دین متین
کئے تھے قتل زن و بچہ کیسے کیسے حسین

روا نہ تھا کسی مذہب مین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

جلین ہین دہوپ مین شکلین جو ماہتاب کی تھین
کھنچین ہین کانٹون پہ جو پتیان گلاب کی تھین

نواب محمد مصطفے خان شیفتہ

اگر کہین کہ یہ دلی ہے تو ہرگز نہ پڑے
دلی والون کے بھی دلپہ یہ گمان دہلی

دلی اب ہے تن بیجان تن بیجان کیا خاک
جان سے جاچکے جو لوگ تھے جان دہلی

جان لارنس کی لائف مین قلعہ کی حالت لکھی ہے جس مین سے چند فقرے نیچے نقل کئے جاتے ہین جو بڑے دردانگیز ہین۔ قلعہ مین ایک بڑے سلسلہ خاندان شاہی کے آخر بادشاہ کی عالیشان علام گردشین اور شاہانہ خلوت سرا عوام الناس کی نگاہ کے روبرو کھلی ہوئی تھین اور مسلح آدمی جو اسکے سرپرست نہ تھے آستان متبرک پر مجتمع تھے۔ ایک دوسرے سے پیوستہ صدہا کمرے دور تک چلے گئے تھے جو اصل مین ان اشعار کے مصداق تھے۔

خلوتین وہ سجی سجائی ہوئی
شب کہ دولہہ دولہن کے رہنے کی

بیگمین رشک زہرہ و ناہید
جس سے بہتر ہے وارثون کی امید

سونے چاندی کا ہر طرف اسباب
لوٹ کا مال بے شمار و حساب

یہان بیچارہ بوڑھا بادشاہ جو بمجبوری باغیون کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا تھا اپنے محل سے نکالا ہوا ایک علیحدہ کمرے مین بیٹھا ہوا تھا جسکے پھانسی دینے کے بارہ مین عنقریب تجویز ہونے والی تھی اور جو افسرون اور سپاہیون کی گالیان اور گھرکیان سن رہا تھا اور اسکے گرد شہنشاہ بیگم اپنے تئین چھپاتی تھی کہ مبادا کسی نامحرم یا ظالم کا سامنا ہو جائے - اس بدنصیب جماعت مین سب سے زیادہ خوش یا یہ کہیئے کہ سب سے کم ناخوش خود بادشاہ تھا جسکو ظاہرا اپنی مصیبت یا ہتک عزت کا کچھ خیال نہین ہوتا تھا - بقول شاعر

جو فرط پیری سے ہوش گم تھے تو بچپنے کا سا طور کچھ تھا ؎ نہ سامعہ تھا نہ باصرہ تھا نہ ذائقہ تھا نہ اور کچھ تھا "

گوروں نے اپنے دل بہلانے کے لیئے قلعہ کے لاہوری دروازہ پر بہادر شاہ کی ایک تصویر بنائی تھی جسکے گلے مین پھانسی ڈالی تھی - غرض بادشاہ کی تذلیل کی کوئی حد باقی نہ تھی مگر زندگی باقی تھی - ایک سرکاری افسر نے بادشاہ کی تعظیم کے لیئے اپنے سر پر سے ٹوپی اتاری تو اسپر انگریزی اخبارون نے لعن طعن کا تار باندھ دیا - اچیسن صاحب جان لارنس کی لائف مین لکھتے ہین کہ دلی فتح ہونے کے بعد شہر خموشان بن گیا - ایک صاحب اپنی آنکھون دیکھا یہ حال تحریر کرتے ہین کہ کوسون تک بجز ایک فاقہ زدہ گربہ کے اور ایک بوڑھی مصیبت کی ماری عورت کے جو گودڑ سمیٹتی پھرتی تھی کوئی آدمی نظر نہ آیا - کالج کی عمارت مین یورومین توپ خانہ نصب تھا جامع مسجد جو ایک بے نظیر تمام ہندوستان مین شاہجہان کی بنائی ہوئی تھی سکھون کی فوج کی بارک تھی - مارشل لا جاری تھا -

پرانی دلی مین شاہجہان نے ایک نیا شہر آباد کیا تھا اسکا نام اپنے نام پر شاہجہان آباد رکھا تھا اسلیئے دلی کا دوسرا نام شاہجہان آباد اکثر زبان زد خلائق تھا اب کوئی بھولکر اسکا یہہ نام نہین لیتا - اسی کے سر پر ایام غدر مین دنیا کی ساری آفتین نازل ہوئین - اگر جان لارنس پنجاب کے چیف کمشنر ہوتے تو شاہجہان آباد بھی مثل اپنے گرد کی قدیمی دلیون کے ایک ویرانہ خراب آباد ہوتا - اب جو شہر مین یہہ رونق نظر آتی ہے جو شاہجہان کے وقت کی رونق کو بھی مات کرتی ہے ہرگز دیکھنے مین نہین آتی - مین تمام چٹھیان جو سر جان لارنس نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد اس شہر اور اہل شہر کے باب مین تحریر فرمائی ہین نقل کرتا ہون

دلی کے شاہجہان آباد کا نام لارنس آباد رکھنا چاہیئے

جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شہر کو ویران ہونے سے بچانا ان ہی کے لطف وکرم وفضل
ورحم کا کام تھا۔ ورنہ اس شہر کا کام تمام ہوچکا تھا۔ سرجان لارنس نے شہزادوں کی نسبت لکھا
کہ انکی تحقیقات کما حقہ کرو اگر وہ انگریزون یا انکی عورتون بچون کے قاتل ہون یا انکے قتل کے معاون
ہون تو انکو موت کی سزا دو لیکن کسی شہزادہ کے ساتھ اس طرح پیش نہ آؤ جسطرح ہاڈسن صاحب
اپنے کشتون کے ساتھ پیش آئے۔" نواب جھجر وراجہ بلبگڈھ کی نسبت لکھا کہ انکو اپنی جنگی
صولت جو خون فشانی سے خالی ہو دکھا کر مطیع کرو اور انکے ساتھ انصاف کرنے کا وعدہ کرو
انہین سے ہر ایک کو اس کے جرم کے مناسب سزا دو۔ پھر انہون نے شہر کے باشندون کی
نسبت جو اپنے گھرون سے باہر فاقے مر رہے تھے ۲۶ ستمبر کو جنرل ولسن کو یہہ لکھا کہ مین
نہین خیال کرتا کہ اگر شہر کے باشندے اپنے گھرون مین واپس آئین تو آپ کو اس بات کا
خوف پیدا ہو کہ دہلی پر کسی طرف سے حملہ ہوگا۔ مین ان تمام مصائب سے قطع نظر کرکے جو انپر
گذرے ہین یہہ کہتا ہون کہ ہماری حکومت مین پچاس برس کے عرصہ سے کبھی انہون نے
سرتابی نہین کی اگر ہماری اپنی فوج نے غدر نہ مچایا ہوتا تو وہ اور پچاس برس تک خاموش
رہتے۔ اگر کشمیری دروازہ پر چند سر لٹکا دیئے جائین تو پھر کسی طرح کا خوف وخطر نہین ہے"
دہلی کے فتح ہونے کے دس روز بعد ہی انہون نے ۳۰ ستمبر کو برن صاحب ملیٹری گورنر دہلی کو
یہہ چٹھی لکھی ہے کہ شہر کے باشندون کی نسبت میری یہہ راے ہے کہ جب قلعہ کی محافظت کا
بندوبست خاطر خواہ ہوجائے تو وہ رفتہ رفتہ حزم واحتیاط کے ساتھ اپنے شہر مین بلا لیئے
جائین۔ شہر کے ڈرانے کے لیئے چاندنی چوک کے سامنے جو پھاٹک ہے اسپر توپخانہ کے
لگانے سے سب طرح اطمینان رہے گا۔ باغیون کے جو سرغنہ ہین انکو پھانسی دی جائے
مگر اور لوگون کے ساتھ ملائمت اور عاطفت وشفقت کے ساتھ پیش آنا چاہیئے نوے فیصدی
باشندون کو اس غدر سے کچھ علاقہ نہ تھا اگر ایسے ہو سکتا تو یہہ ہمارا ساتھ دیتے بہتسے
دلی کے باشندے مجبوراً بغاوت کے ہنگامے مین جبراً پھنس گئے اور ہم خود اپنی حماقت وضعف
کے سبب سے انکی محافظت کے قابل نہ رہے تو یہہ الزام ہمپر عاید ہوتا ہے۔ ۲۴ اکتوبر کو وہ چارلس
ساندرس صاحب کمشنر دہلی کو لکھتے ہین کہ مجھے اس بات کے سننے سے خوشی ہوئی کہ شاہزادون کے

مجرم ہونے کا ثبوت آپ کے نزدیک کافی تھا اس قسم کے آدمیوں کو سزا ملنی چاہیئے باقی عوام الناس کو
جب تک ہمارے ساتھ سرکشی و مخالفت کا جرم نہ ثابت ہو ہرگز سزا نہیں دینی چاہیئے۔ میری رائے میں
مناسب شرطوں کے ساتھ شہر کے تمام باشندوں کو بلا لینا چاہیئے اب سب سے زیادہ تکلیف عاجز و
بےقصور باشندوں ہی پر ہے"۔

نیول چیمبرلین کو ۸۔ اکتوبر کی چٹھی میں لکھا۔

میں کسی طرح اس بات کی صلاح نہیں دیتا کہ شہزادے یا اس قسم کے مفسد بلا تحقیقات قتل کیئے
جائیں۔ انکو تحقیقات کا موقع دیا جائے۔ بوڑھا بادشاہ اگر بھاگ گیا ہوتا تو اسکو گولی مار دیتے
لیکن وہ بھاگا نہیں اس لیئے میں یہہ رائے نہیں دیتا میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ نے بمقتضاء وقت
عمل کیا" جان لارنس کی رائے تھی کہ شہر میں بعض جگہہ توپیں لگا کے بے کھٹکے شہر میں باشندوں کو
آباد کر لینا ضروری ہے۔

۹۔ اکتوبر کو انہوں نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ دلی کے باشندوں کو
واپس آنے کی اجازت دینا ایک عمدہ پولیسی ہے۔ دلی عرصہ دراز سے بڑی تجارت کی
منڈی ہے اور پولیٹکل اور تمدنی لحاظ سے وہ ایک بڑا ضروری مقام ہے۔ ہر طرح سے
اسپر قبضہ رکھنا اسکے برباد ہونے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگا گو اس کے باشندے کیسے
ہی قصوروار ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ کوئی شخص جو متعصب نہ ہو وہ اس امر سے
انکار نہیں کریگا کہ دلی کے باشندوں میں اکثر آدمی بغاوت میں شریک نہ تھے اگر ہم صاحب
اختیار ہوتے تو انمیں سے اکثر آدمی ہمارے ساتھ ہوتے لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ ایک ظالم بے رحم
شتر بے مہار سپاہ کے اختیار میں تھے۔ اپنر بڑی مصیبت پڑی ہے اسواسطے یہہ عمدہ پولیسی ہے
کہ زندہ باشندوں کو اپنے گھروں میں بسنے کی اجازت دی جائے۔

سر جان لارنس کو دہلی کے حالات کی خبریں بدیر رفتہ رفتہ پہنچتی تھیں۔ جب انکے دوستوں نے
یہہ درخواست کی کہ وہ دل سے چاہتے ہیں کہ دلی پر ہل پھیر دیا جائے اور اگر شہر نہیں تو
جامع مسجد ضرور منہدم کر دی جائے تو انہوں نے ایسی درخواست کے جواب میں برن صاحب کو
جنہوں نے اس باب میں صلاح پوچھی تھی لکھا کہ اس باب میں میں کسی طرح رضامند نہیں ہونگا۔

مذہبی عمارتوں کے انہدام سے ہم کو احتراز کرنا چاہیئے نہ دوستوں کی خوشی کے لیئے نہ

دشمنون کی آزردگی کے لیئے ایسا کام کرنا لازم ہے - بہت سے انگریز کہتے تھے کہ دلی کی اینٹ
سے اینٹ بجادو - جنکا غصہ کچھہ اتر گیا تھا وہ کہتے تھے کہ جامع مسجد کو گرجا بنادو اسکے میناروں پر
صلیب لگادو اسکی سنگ مرمر کی سلوں پر جو بہت سے ہیں عیسائی کا نام کندہ کرو جو غدر مین
شہید ہوا ہے مسلمانون کو مسجد کا دل سے دینا ایک جنون سمجھا جاتا تھا - جب پنجاب کے
ذی اختیار افسرون اور انکے دلی دوستون نے اور بعض نے اصالتاً حاضر ہوکر یہہ دلیل بیان کی کہ
دنیا مین دلی کی جامع مسجد سب سے زیادہ رفیع الشان ہے اسکے انہدام سے ہر مقام کے
مسلمانون کے مذہب پر ایک ضرب پڑیگی تو انہون نے بہت نرمی و ملائمت سے دلائل کو بیان
کیا جب دیکھا کہ اس کہنے کا کچھہ اثر نہین ہوتا تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہہ رائے نہ دونگا
بہت سے امور ایسے ہین کہ جنکے لیئے تم مصر ہو سکتے ہو کہ مین انکو کرون لیکن کبھی اس باب مین
مجھہ سے اصرار نہ کرنا لیس مناسب ہے کہ آپ اس معاملہ مین اپنے تئین تکلیف نہ دین - ۴ دسمبر ۱۸۵۷ع
کو لارڈ کیننگ کو اپنی چٹھی مین انہون نے لکھا کہ مجھے معلوم نہین کہ لارڈ شپ نے دہلی کے باب
مین کیا تجویز کی ہے اگر جناب اسکو شہر کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتے ہین تو میرے نزدیک
پرائز ایجنسی کی کارروائیون کو روکنا چاہیئے - مین کوشش کرتا ہون کہ شہر مین سے مارشیل لا
موقوف کیا جائے - دلی کے لیئے صرف ایک مستعد و جری نیک چلن سپاہی کی ضرورت ہی
کہ وہ سپاہ کو اپنے اختیار مین رکھے اور ایک زبردست پولیس اور عمدہ مجسٹریٹ امن امان
قائم رکھے - جب تک ہندوستانی باشندون کی جان و مال کی محافظت نہین کی جائیگی تب تک
امن امان قائم ہونا دشوار ہے مین اس امر کی اصلاح کا بڑا خواستگار ہون کہ جن لوگون پر
جرم ثابت ہو انکو فوراً سخت سزا دی جائے - لیکن جو لوٹ مار اسوقت برابر ہو رہی ہے اس سے
یہہ بات ضرور واقع ہونے والی ہے کہ رفتہ رفتہ ہندوستانی آشفتہ و برہم ہو جائین اور
ہمارے اور انکے درمیان اسوقت جو رخنہ پڑا ہوا ہے وہ اور ہمیشہ کے لیئے کشادہ ہو جائے
اسی زمانہ مین انہون نے لارڈ الفنسٹن کو لکھا کہ اگر دہلی مین مارشیل لا اور پرائز ایجنسی موقوف
کردی جائے تو بخوبی اصلاح ہو جائے -
اسی زمانہ مین جنرل پیبی کو انہون نے بڑے زور سے چٹھی لکھی ہے کہ اگر ہم سے اعلی دماغی کی

کارروائیان نہین ہوسکتین تو معمولی پولیسی کے اعتبار سے بھی ہم پر لازم ہے کہ اپنے ہم وطنون کو ظلم و تعدی سے باز رکہین مجھے کوئی اور شخص زیادہ باغیون اور قاتلون کو پھانسی دینے اور گولی مارنے پر آمادہ نہ ہوگا لیکن جسوقت تک ہم دوست و دشمن مین تمیز نہ کرین گے اسوقت تک یہی کہٹکا لگا رہے گا کہ سب کے سب ہندوستانی ہمارے مخالف ہو جائین اور ہر ایک مقام پر گوناگون پر ظلمون لڑائیان ہونے لگین اور ملک رفتہ رفتہ ویران ہو جائے اور آخر کار اتنا گرم ہو جائے کہ ہمارا رہنا دشوار ہو جائے - اس چھٹی کا اثر فوراً ہوا دوسری چھٹی مین وہ ایک ہفتہ کے بعد جنرل پینی کو لکھتے ہین کہ مین آپ کا بہت ممنون ہون کہ آپ نے لوٹ مار کے روکنے مین بہت جلد کارروائی کی مجھے اس بات کے سننے سے نہایت افسوس ہوا کہ ہمارے ملک کے لوگ بے سبب ہندوستانیون کو مار ڈالتے ہین جنکے مجرم و بے جرم ہونے پر لحاظ کرنے کا اختیار انکو نہ تھا -

جب انہون نے دیکھا کہ میرے دلخواہ اصلاحین نہین ہوئین تو وہ ۲۴ - فروری ۱۸۵۸ء کو خود دہلی مین آئے اور یہان آنکر پہلا کام انہون نے یہ کیا کہ دہلی کے کل خاص افسرون کو بلایا - جنمین چارلس ساندرس و فلپ ایجرٹن - نیول چیمبرلین اور بعض اور افسر تھے سپیشل کمشنرون کی کارروائیون کی بابت سر جان لارنس نے ملائم تقریر فرمائی کہ مین تسلیم کرتا ہون کہ خاص حالتون مین شر و فساد کے انسداد کی خاص تدابیر جائز تھین لیکن پھر فرمایا کہ اب ان تدابیر کا زمانہ گذر گیا اب تو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستانیون مین امن امان قائم کیا جائے اور انکے دلون مین اپنا اعتماد جمایا جائے اور اسکے ساتھ ہی انہون نے لارڈ کیننگ سے ذریعہ تار برقی استفسار کیا کہ جن افسرون کو پھانسی دینے اور رہا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا انہون نے اس اپنے اختیار کو بری طرح استعمال کیا فوراً ان کے اختیار سلب کرنے کی مجھے اجازت دیجائے انکی جگہ سول اور ملٹری حکام کو شامل کرکے ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو مفسدہ کے مقدمات کی تحقیق کرے اور بلا منظوری گورنمنٹ کسی کو موت کی سزا نہ دینے پائے - پھر انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مین نے مفسدہ اور بغاوت کے مجرمون کی تحقیقات کے لیئے تین افسرون کا کمیشن مقرر کرنے کا بندوبست اس لیئے کیا ہے کہ ہر ایک جوڈیشل افسر کو عدالت دیوانی و فوجداری و صدر [illegible]

سزا دینے کا جو اختیار دیا گیا اس انتظام مین کوئی بہبودی نہین پیدا ہوئی۔

دہلی مین انکے بڑے عزیز سکرٹری رچرڈ ٹمپل آ گئے تھے انہون نے انسے کہا کہ شہر مین بالکل امن امان ہے۔ خوف کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن لوٹ مار و خونریزی ابتک جاری ہے ہندوستانیون کے رنگ فق تھے۔ اب بھی وہ کثرت سے گرفتار ہوتے اور اکثر پھانسی پاتے ہین یا قید کیئے جاتے ہین۔

غرض وہ مارچ کے تیسرے ہفتے مین اس شہر سے روانہ ہو گئے اور مسلمانون کو شہر مین آنے کی اجازت دے گئے اور جنرل کمانیر کو انکی محافظت کے بندوبست کی تاکید کر گئے۔

دہلی کی مسجد منہدم نہین ہوئی شہر کے باشندے آوارہ وطن نہین ہوئے اور کل شہر اور اسکی پر رونق عمارات اور تواریخی یادگارین مسمار نہین ہوئین اور اسپر ہل نہین چلایا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے روم کے قیصرون نے جو شہر کارتھیج اور کورنتھہ کو مسمار کر کے طوق لعنت اپنے گلے مین ڈالا تھا جسکا حال تواریخ ماضیہ مین شایع کرایا تھا۔ اس قسم کی باتین انگلش مین کی ہندوستان کی برٹش گورنمنٹ کی تاریخ مین جو درج نہین کی گئین تو اسکا بڑا سبب جان لارنس کی عدل پروری و مہر ورزی و مدبری و عیسائی مذہب کی پابندی تھی جو آتش مزاج افسر انکے گرد جمع تھے اور ان مین اکثر افسر ایسے بھی تھے کہ جو یہودیون کے غضبناک پیغمبر کے ساتھی تھے وہ مظلوم یا معصوم خلقت کے ساتھی نہ تھے ان لوگون سے سر جان لارنس اپنی اعلے ہمتی اور والا ہمتی و نیک نہادی سے ایسے پاک الفاظ مین یہہ تقریر کرتے تھے کہ کیا مین ہندوستانیون کو مار ڈالون کیا مین اس شہر کو جو نینوا کے مقابلہ کا ہے نہ بچاؤن جس مین ایک لاکھ بیس ہزار باشندے رہتے ہین اور جسکو اپنے داہنے ہاتھ سے باہین ہاتھ کے تمیز کرنے کا بھی شعور نہین ہے بلکہ دولپھ پایلون کے موافق ہین انگلش قوم مین اور کل اقوام شہنشاہی مین ایک فرق انسان کی صورت درندون کی سیرت کا ہوتا ہے۔ انکا میلان طبع یہ ہوتا ہے کہ اگر اشتعال اور خوف کا زمانہ جاتا بھی رہے اور کسی طرح انتقام لینا جائز بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی وحشیانہ حرکتون سے باز نہین رہتے۔ جسنے ہندوستان مین مجروح سلطنت انگلشیہ کی تاریخ کو پڑھا ہے وہ ان سب باتون کے جاننے مین اندھا نہین بن سکتا باوجود اسکے اقوام مین سے ہندوستان کی شہنشاہی حاصل کرکے

کوئی قوم ایسی نہین ہوئی کہ جسنے محکوم رعایا کی ذمہ داریون کا انگلش قوم سے زیادہ خیال رکھا ہو۔ اگر دلی جیسا شہر جسکو اکثر انگریز جوش غضب مین آنکر یہہ چاہتے تھے کہ وہ مسمار کردیا جائے منہدم کردیا جاتا تو انگلش قوم کی نیکنامی کی سفید چادر پر ایسا دہبا لگتا کہ کسی طرح دھوئے نہین دھلتا پھر وہ ان قومون کے مقلد بنجاتے جو انسے پیشتر ہندوستان مین فتحیاب ہوئے تھے وہ یہہ کرتے کہ زندہ شہر کے گرد مردون کے شہر جو آباد ہین اور جو اپنی زبان حال سے پکار پکار کر کے غارتگرون کی کارسازیان کہہ رہے ہین انہین انگریز ایک اور شہر کو بڑھا دیتے۔ اور پھر انکو یہہ کہنے کے لیئے منہ رہتا کہ ہمارا ہندوستان کے فتح کرنے سے اپنے متقدمین سے مختلف مقاصد ہین انکی ساری کارروائی ہندوستانیون کی محافظت وہمدردی کرنا اور ترقی دینا ہے۔ یغماگری اور بربادی مقصود نہین۔

اس اوپر کے بیانات سے ہین نے ثابت کردیا کہ جان لارنس اس امر کے مستحق ہین کہ ہم دلی کا دوسرا نام لارنس آباد رکھین جنکی بدولت وہ آباد رہا اور اسکی آج وہ رونق ہے کہ شاہجہان کے زمانہ مین بھی نہ تھی۔ انکے ہم قوم انکو سیویراوف انڈیا کہین یعنی ہندوستان کا بچانے والا کہین اور اسکی جامع مسجد مین انکی قوم کے لیئے دعا مانگا کرین کہ اگر جان لارنس اسکو نہ بچاتے تو یہہ مسجد ایک ڈھیر ہوتی جس مین جانورون کے بل اور گھونسلے ہوتے۔

۲۵ نومبر کو الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے سر جان لارنس کو چٹھی مین لکھا ہے کہ دلی کے بعض حالات نہایت قابل افسوس معلوم ہوئے ہین کہ اس کے فتح ہونے کے بعد ہمارے سپاہیون نے وہان کیا کام کیئے ہین۔ دوست دشمن مین کچھ تمیز نہین کی دونو کو ایک ہی لاٹھی ہانکا سنا ہے کہ دلی مین نادرشاہ کے وقت سے بھی زیادہ لوٹ ہوئی۔ یہہ بہت صحیح ہے کہ ہمارے ہموطن اپنے مقتولون کا انتقام لین۔۔۔ لیکن میری سمجھ مین یہہ نہین آتا کہ بےقصور باشندے کیون پائمال کیئے جاتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ عدل وانصاف اور نیک پولیسی کا اقتضا یہہ ہے کہ بہت جلد ان باتون کا انسداد کیا جائے۔ جان لارنس نے جو گورنمنٹ ہند کو رپورٹ بھیجی ہے اس مین یہہ فقرہ لکھا ہے کہ ہمارے اور باغیون کے سر پر ایک عادل فرمان روا ہے اسی کے فضل وکرم سے ہمارے سر پر سے یہہ بلا آئی ہوئی ٹلی ہے۔ بس جب خدا نے اپنا رحم ہم پر کیا ہے

ہم کو بھی رحم اورون پیہ کرنا چاہیئے - اگر قادر مطلق ان خطاؤن و غلطیون کا جو ہم نے کی ہین محاسبہ
لے تو ہماری وہ آسمانی محافظت ضبط ہو جائے جسکے بل و سہارے پر ہم ہندوستان مین بیٹھے
ہین - اس فقرہ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے خداپرست تھے - اس فقرہ کا مطلب یہہ تھا کہ
ہم کو خدا کے اخلاق پر چلنا چاہیئے جیسا وہ اپنے بندون کی خطاؤن اور قصورون کو معاف کرتا ہے
ایسے ہی ہمکو اپنی رعایا کے خطاؤن اور قصورون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے

بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے جرائم کی تحقیقات

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شروع ۱۸۵۸ء مین سرجان لارنس دہلی مین رونق افروز ہوئے
جہان انکے ایام جوانی کا بڑا زمانہ بسر ہوا تھا - جب وہ دلی کے بازارون مین پھرے تو
انکو وہ ساری باتین یاد آئین کہ کیسی انہین تجارت کی چہل پہل رہتی تھی اور سودا بیچنے والونکا
غل شور رہتا تھا - ہاتھی گھوڑون پہ شاہزادے اور امیر اپنے کھلے پڑے پھرتے تھے یا اب وہی
بازار اجڑے سونے پڑے ہین - انہین سوا سپاہیون کی بندوقون کے کچھ اور نہین دکھائی
پڑتا وہ قلعہ مین تشریف لے گئے وہان مقتل اپنی قوم کے معصوم بچون اور بیگناہ عورتون کا
دیکھا انکے قیدخانہ کا ملاحظہ کیا پھر وہ بادشاہ کو جو ایک اپنے محل مین مقید تھا دیکھنے گئے - یہہ
بڈھا مصیبت زدہ خاندان تیمور کا آخری بادشاہ تھا - تیمور دنیا کے ان پانچ سات
جہان کشاؤن مین ہے - جنہون نے ساری دنیا کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا اور فقط
ارادہ ہی نہین کیا تھا بلکہ اپنی کشورکشائی سے ثابت کر دیا تھا کہ اگر عمر وفا کرتی تو دنیا کو فتح کر لیتا
اسکے خون کی عجب تاثیر تھی کہ اسکی نسل مین جس شہزادہ نے کہین بادشاہی کا دعوے کیا
وہ کچھ نہ کچھ کامیاب ہوا - دنیا مین جن خاندانون نے بڑی زبردست سلطنتین کین ہین
انہین سے ایک اسکا خاندان بھی تھا - اب آخر بادشاہ اسکے خاندان کا یہہ بہادر شاہ
تھا اسکی نسل مین ہونے کا یہہ اثر تھا کہ چار مہینے تک دہلی مین بادشاہی کی ہزارون سپاہ قواعد
آموختہ ناخواندہ مہمان کی طرح اُس پاس جمع ہو گئی - ایک بڑا میگزین ہاتھ لگ گیا کئی خزانے
سپاہیون نے لاکر اسکے قدمون کے تلے رکھ دیئے اب سرجان لارنس صاحب کے حکم سے
اسکی تحقیقات جرائم کے لیئے ایک کمیشن ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو مقرر ہوا جس مین غلام عباس
بادشاہ کا وکیل اور میجر جینرل ہیریٹ گورنمنٹ کا وکیل تھا - اس کمیشن کا اجلاس دیوان خاص مین

ہوتا تھا جسمین بہادر شاہ قیدیون کی طرح آتا اور پلنگڑی پہ کبھی بیٹھتا اور کبھی لیٹتا - جہان اُسنے چار مہینے تک شاہانہ جلوس کیا تھا وہان اسکے جرمون کی شہادت دینے کے لیئے بعض چپراسی اور چوبدار آتے اور اسکی طرف قیدی کا خطاب کرتے - اسپر یہہ چار الزام لگائے گئے - اول باوجودیکہ وہ برٹش گورنمنٹ کا پنشن خوار تھا اسنے ۱۰ مئی و یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کے درمیان زمانہ مین مختلف اوقات مین محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور سرکار کمپنی کی سپاہ کے کمیشنڈ افسرون اور سپاہیون کی برٹش گورنمنٹ کے خلاف غدر و فساد کرتے مین ہمت افزائی و اعانت کی -

دوم اس زمانہ مین مختلف اوقات مین دہلی مین اپنے بڑے بیٹے مرزا مغل اور بہت سے اودھ و ممالک مغربی کے باشندون کو جو سرکار کی رعایا مین سے تھے مفسدہ پردازی اور جنگ آرائی کرنے کی ہمت افزائی اور اعانت کی -

سوم سرکار کی حکومت سے انحراف کر کے اپنے تئین بادشاہ یا شہنشاہ ہند مشہور کیا اور شہر دہلی پر دغا بازی سے بے قاعدہ قبضہ کر لیا اور زمانہ مذکور مین مختلف اوقات مین مرزا مغل و محمد بخت خان صوبہ دار توپخانہ اور بہت سے نامعلوم مفسدہ پردازون کے ساتھ سلطنت انگلشیہ کے برباد و غارت کرنے کی سازشون مین شریک ہوا اور مسلح سپاہ سے سرکار انگلشیہ سے لڑائیان لڑا - چہارم اسی زمانہ کے اندر اسنے اپنے قلعہ کے اندر ۴۹ انگریزی عورتون اور بچون کے اور دو نیلے انگریزون کے اور اور مقامات مین بھی انگریزون اور انکی عورتون اور بچون کے قتل کرانے کی ترغیب دی اور اپنے قاتلونکو نوکریان دین اور انکی ترقی کے خطابات دینے کے وعدے کیئے اور ہندوستان کے مختلف خودمختار والیان ملک اور رئیسون کے نام احکام بھیجے کہ عیسائیون اور انگریزون کو اپنی حدود و عملداری مین جہان پائین قتل کرین - یہہ سب باتین بموجب ایکٹ ۱۶ مصدرہ ۱۸۵۷ء جرائم مین داخل ہین -

ان جرائم کی تحقیقات مین کمیشن نے بالیس دن صرف کئے اور گواہون کی گواہیان لین اور ان شہادتون سے جرائم مذکورہ ثابت ہوئے -

۹۔ مارچ کو منگل کے دن جج ایڈوکیٹ کے پادشاہ نے جو اپنے بری ہونے کی وجہ بیان کین تھین
انکا ترجمہ کمیشن کے روبرو پڑھا کہ اصل واقعی حال یہہ ہے کہ بلوہ کے دن سے پیشتر مجھے اصلا کوئی
خبر بلوہ ہونے کی نہ تھی۔ صبح کے آٹھ بجے کے قریب ناگاہ زیر جھروکون سوارون نے آنکر غل
مچانا شروع کیا کہ ہم میرٹھ سے آئے ہین اور وہان انگریزون کو اس سبب سے قتل کیا ہے کہ وہ
ہمارے دانتون سے چکنے کارتوس کٹوانا چاہتے تھے جو گائے اور سور کی چربی سے چکنائے
گئے تھے جسکے سبب سے دونو ہندو مسلمانون کی جات بگڑ جاتی۔ جب مین نے یہہ سنا تو حکم
دیا کہ زیر جھروکہ جو قلعہ کے دروازے ہین بند کیئے جائین اور قلعہ دار کو اسکی خبر دی جائے قلعہ دار
اس خبر کے سنتے ہی فوراً خود میرے پاس آیا اور اسنے قصد کیا کہ جہان سوار کھڑے ہین ان
پاس باہر جائے اس لیئے مینے اس سے درخواست کی کہ دروازہ کہولنے کا مین حکم دون مینے
اسکو باہر جانے سے روکا تو اسنے چوک مین جنگلے پر کھڑے ہوکر سوارون سے کچھ باتین کہین وہ
سوار چلے گئے اسکے بعد قلعہ دار مجھ سے یہہ کہکر چلا گیا کہ مین اس فساد کا ابھی بندوبست کرتا ہون اس سے
تھوڑی دیر بعد فریزر صاحب کا یہہ پیغام آیا کہ دو توپین بہیجدی جائین اور قلعہ دار کا یہہ پیغام آیا کہ
دو پالکیان بہیجی جائین جنمین دو لیڈیان جو انکی مہمان ہین بیٹھکر میرے محل شاہی مین جائین مینے
پالکیان فوراً بھیجدین اور توپون کے بھیجنے کا حکم دیا اسکے تھوڑی دیر بعد مین نے سنا کہ پالکیان
وہان پہنچنے نہ پائی تھین کہ فریزر صاحب اور قلعہ دار اور دونو لیڈیان یہہ سب مارے
گئے۔ کچھ دیر نہین ہوئی کہ باقی سپاہی دیوان خاص مین گھس آئے اور دیوان خاص کے
صحن مین انکا ہجوم ہوا اور تسبیح خانہ مین مجھے گھیر لیا اور سب طرف سنتری بٹھا دیئے مینے
انسے پوچھا کہ تمہارا مقصود کیا ہے تم یہان سے چلے جاؤ۔ اسکا جواب انہون نے یہہ دیا
کہ آپ چپ چاپ تماشا دیکھتے رہیئے کہ ہم اپنی جانون پر کھیل گئے ہین اور اب جو ہماری
طاقت مین ہے وہ کرینگے۔ مین اس خوف سے کہ وہ مجھے مار نہ ڈالین چپ رہا اور اپنے
زنانخانے مین چلا گیا۔ شام کے قریب یہہ دغاباز کچھ انگریزون اور مسیحیون کو جو انہون نے
میگزین مین گرفتار کیئے تھے لائے اور ان کے قتل کا ارادہ کیا مینے انکو سمجھایا کہ انکو
مارو نہین انہون نے میرے کہنے کو اسوقت مان لیا کہ انکو قتل نہین کیا مگر ان باغیون نے

انکو اپنی ہی حراست مین مقید رکھا پھر اسکے بعد انہون نے دو دفعہ ان فرنگی قیدیون کے
مارنے کا قصد کیا مگر مین نے انکو اس قصد سے منت سماجت کرکے باز رکھا اور قیدیونکی
جانون کو بچالیا - لیکن آخر دفعہ ہرچند مین نے انکی منت سماجت کی کہ فرنگیون کو قتل نہ کرو
مگر انہون نے میری ایک نہ سُنی - ان بیچارے قیدیون کو قید خانہ سے لاکر مار کر اپنا
ارادہ پورا کیا مین نے اس قتل کا حکم نہین دیا - مرزا مغل و مرزا خضر سلطان و مرزا ابوبکر
اور میرے خاص ملازم بسنت نے جو باغیون سے ملے ہوئے تھے اس قتل کے لئے میرا
نام لیا ہو مگر مجھے جہان تک علم ہے انہون نے میرا نام نہین لیا - مین یہہ جانتا ہون کہ میرے
مسلح سپاہی نافرمانی کرکے اس قتل مین شریک ہوئے ہون اگر انہون نے ایسا کیا ہو تو
مرزا مغل کی تحریک سے کیا ہوگا - جب وہ قتل کر چکے تو مجھے اسکی اطلاع کچھ کسی شخص نے
نہین دی - بعض گواہون نے جو اپنی شہادت مین یہ بیان کیا ہے کہ میرے ملازم فریزر صاحب
اور قلعہ دار کے قتل مین شریک تھے تو مین انکا جواب یہہ دیتا ہون کہ مین نے انکو اس کام کے کرنیکا
حکم نہین دیا - اگر انہون نے یہہ کام کیا تو اپنی مرضی سے کیا ہوگا مجھے نہ اسکا علم ہوا نہ اسکی کوئی
اطلاع مجھے دی گئی - میرا خدا شاہد ہے - مین خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ مین نے حکم نہین دیا
کہ مسٹر فریزر یا کوئی اور فرنگی قتل کیا جائے - مکند لال اور اور گواہون نے جو یہہ کہا ہے کہ مین نے
یہہ حکم دیا وہ بالکل جھوٹ ہے - اگر مرزا مغل اور مرزا خضر سلطان نے یہہ حکم دیا ہو تو تعجب نہین
وہ باغی سپاہیون سے ملے ہوئے تھے - ان واقعات کے بعد باغی سپاہی مرزا مغل و مرزا خضر سلطان
و مرزا ابوبکر کو میرے پاس لائے اور انہون نے کہا کہ ہم یہہ چاہتے ہین کہ یہہ شاہزادے
ہمارے افسر مقرر کیئے جائین مین نے انکی یہہ درخواست نامنظور کی لیکن جب سپاہیون نے
اسپر اصرار کیا اور مرزا مغل بھی غصہ ہو کر اپنی ماں کے گھر مین چلا گیا - مین سپاہیون کے خوف کے
مارے اس معاملہ مین خاموش رہا تو طرفین کی رضامندی سے مرزا مغل سپاہ کا کمانڈر انچیف
مقرر ہوا - احکام جنپر میری مہر اور دستخط مین انکا اصل حال یہ ہے کہ اس دن سے کہ سپاہی
آئے اور انہون نے انگریزی افسرون کو قتل کیا انہون نے مجھے اپنا قیدی بنا لیا اور مین
انکے بس مین بالکل ایسا ہو گیا کہ جن کا غذات کو وہ مناسب جانتے تھے تیار کراتے تھے اور

انکو میرے پاس لاتے تھے اور مجھے مجبور کرتے تھے کہ مین انپر دستخط اور مہر کر دیتا تھا۔ بعض اوقات
وہ احکام کا مسودہ لاتے تھے اور میری منشی سے صاف کرا کے لے جاتے تھے۔ بعض اوقات
وہ اصلی شقے لاتے تھے جنکو وہ بھیجتے تھے اور انکی نقل دفتر مین رکھتے تھے۔ اسواسطے بہت سے
مسودے مختلف ہاتھون کے لکھے ہوئے شامل مثل ہین اکثر خالی ملفوفات کے اوپر مہر کر لیتے تھے
جنپر یہہ نہین لکھا ہوتا تھا کہ وہ کس پاس بھیجے جائینگے۔ مجھے معلوم نہین کہ انہون نے ان لفافون
مین کیا کاغذات ملفوف کیے اور کن لوگون پاس بھیجے۔ مثل مین ایک عرضی شامل ہے جو کلند لال
کی طرف سے کسی مجہول گروہ کی طرف خطاب نہین کی گئی ہے۔ اسمین تفصیل متعدد احکام کی ہے
جو ایک تاریخ مین جاری کیے گئے ہین۔ اس فہرست مین صاف صاف خصوصیت کے ساتھ
بیان کیا گیا ہے کہ بہت سے احکام کتنے آدمیون کی ہدایت سے لکھے گئے ہین اور کتنے احکام
ایک ہی شخص کی ہدایت سے مرقوم ہوئے ہین اور علی ہذا القیاس۔ مگر ان مین کوئی حکم میرے
نام سے نہین لکھا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون نے چاہا اپنی طرف سے اپنے
دلخواہ احکام لکھا لئے بغیر اسکے کہ مجھ سے انکی اجازت لی ہو بلکہ ان کے مطلب سے بھی مجھے
مطلع نہین کیا ہے اور میرے سکرٹری اس باب مین اپنی جانون کے خوف کے مارے کچھ
کہہ ہی نہین سکتے تھے اور جن عرائض پر میرے احکام اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہین انکی نسبت
بھی میری یہی گزارش ہے۔ جب کبھی سپاہی یا مرزا خضر سلطان یا ابوبکر کوئی عرضی لاتے
وہ ہمیشہ اپنے ساتھ سپاہ کے افسرون کو لاتے اور جن احکام کو وہ چاہتے اسکو جدا کاغذ پر لکھکر
لاتے اور مجھے مجبور کرتے کہ مین انکو اپنے ہاتھ سے عرائض پر لکھ دون۔ بس اسطرح نوبت یہان تک
پہنچی کہ انکا یہہ کہنا مجھے سننا پڑا کہ اگر مین انکی درخواستون پر توجہ نہین کرونگا تو پچھتاؤنگا۔ انکے
خوف کے مارے مین کچھ نہین کہہ سکتا تھا۔ اسکے سوا وہ میرے ملازمون پر یہہ تہمت لگاتے
تھے کہ وہ انگریزون کے ساتھ خط و کتابت و سازش رکھتے ہین۔ خاصکر میر حکیم احسن اللہ خان
اور محبوب علی خان اور میری بی بی زینت محل جنکو وہ کہتے تھے کہ ہم انکے ان کامون کے کرنے
کے سبب انکو مار ڈالینگے۔ چنانچہ ایکدن انہون نے میرے حکیم کے گھر کو واقعی لوٹ لیا
اور اسکو قید اس ارادہ سے کر لیا تھا کہ مار ڈالین لیکن وہ بڑی میری منت سماجت کرنے

اس اپنے ارادہ سے باز رہے مگر پھر بھی اسکو مقید رکھا اسکے بعد بھی میرے اور ملازمون کو
مقید کیا۔ مثلاً شمشیر الدولہ والدہ زینت محل کو پھر انہون نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ مجھے معزول کرینگے
اور مرزا مغل کو بادشاہ بنائینگے۔ ایسی صورت مین یہ بات نہایت تحمل و تامل سے غور کرنی چاہئیے
کہ مجھے کسی طرح کے اختیارات کیا تھے اور کونسی وجہ تھی کہ مین انسے مطمئن ہوتا؟ افسران سپاہ کی نوبت
یہانتک آگئی تھی کہ وہ درخواست کرتے تھے کہ مین اپنی بی بی زینت محل کو ان کے حوالہ کردون
کہ وہ اسکو مقید کرین اسکو یہہ کہتے تھے کہ وہ انگریزون سے دوستانہ تعلق رکھتی ہے اگر
مجھے حکومت ایسی حاصل ہوتی کہ مین اپنے اختیارات کو کامل طور سے کام مین لا سکتا تو کیا اپنے
طبیب حکیم احسن اللہ خان اور محبوب علی خان کو مقید ہونے دیتا اور اپنے حکیم کا گھر لوٹنے دیتا؟
باغیون نے اپنا کورٹ (کچہری) جدا بنا رکھی تھی وہ اپنے تمام معاملات اور مقدمات پر غور
و مباحثہ کیا کرتے تھے اور کورٹ کی کونسل مین جو اسوقت پاتے تھے وہ اختیار کرتے تھے۔ مین
کبھی انکی اس مجلس مشورہ مین شریک نہین ہوا۔ بس انہون نے بغیر میری اطلاع کے بااحکام
بہت سے خاص آدمیون کے سوا کئی محلون کو لوٹ لیا۔ جن آدمیون کو انہون نے چاہا مار ڈالا
مقید کیا لوٹ لیا اور سوداگرون و مہاجنیون اور ساہوکارون سے جسقدر روپیہ چاہا زبردستی
ڈنڈ لیا اور اس روپیے کو وہ اپنے کام مین لائے۔ غرض جو کچھ کیا گیا وہ باغی فوج نے کیا۔
مین انکے بس مین تھا کیا کر سکتا تھا؟۔ انہون نے یکایک آنکر مجھے مقید کر لیا مین بیچارہ بے بس
بےکس تھا مین انسے ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ وہ جو چاہتے تھے مجھے کرنا پڑتا تھا۔ اگر انکا کہنا نہ کرتا
تو وہ مجھے مار ڈالتے اس بات کو سب جانتے ہین۔ میرے اہلکارون کو اپنی جان بچنے کی امید
نہ تھی مین تو باغیون کے ہاتھ سے تنگ ہو کر اپنی جان سے عاجز ہو گیا تھا کہ مین نے ارادہ کر لیا
تھا کہ فقیر بنکر گیروا کپڑے پہن لون اور قطب صاحب کی درگاہ مین جا بیٹھون اور پھر اجمیر چلا جاؤن
اور پھر آخر کو مکہ کا سفر کرون مگر سپاہی مجھے اس کام کو بھی نہین کرنے دیتے تھے۔ یہی سپاہی تھے
کہ جنہون نے گورنمنٹ کا میگزین اور خزانہ کو لوٹا تھا۔ اور جو ان کے دل مین آتا تھا وہ کام
کرتے تھے مین نے انسے کوئی چیز نہین لی اور نہ انہون نے اپنی لوٹ مین سے مجھے کچھ دیا۔ وہ
ایک دن زینت محل کی حویلی پر لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ گئے لیکن وہ حویلی کے دروازہ کو توڑ

ہوسکے پس اس حالت کے موافق یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ اگر سپاہی میرے زیر فرمان ہوتے یا مین انکے ساتھ سازش کرتا تو یہہ واقعات کس طرح وقوع مین آسکتے تھے؟ ان باتونکے علاوہ یہہ بات خیال کرنے کی ہے کہ نہایت غریب آدمی سے بھی کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا کہ تو اپنی بی بی کو میرے حوالہ کر کہ مین اُسکو مقید رکھون - حبشی قمبر کی نسبت گزارش یہ ہے کہ اسنے مکہ حج جانے کے لیئے مجھ سے رخصت لی مین نے اسکو ایران نہین بھیجا نہ مین نے شاہ ایران کو کوئی خط لکھا بعض آدمیون نے یہہ جھوٹی افواہ اڑا دی - محمد درویش کی عرضی کوئی میری تحریر نہین ہے کہ اسپر اعتبار کیا جائے - اگر کسی میرے یا سپاہ عسکری کے دشمنون نے یہہ عرضی بھیجی ہو تو اسپر اعتبار کرنا نہین چاہیئے - باغی فوج نے میرے ساتھ یہہ برتاؤ رکھا کہ نہ اسنے کبھی مجھے سلام کیا نہ اسنے کوئی اور تعظیم کی وہ میرے دیوان خاص اور تسبیح خانہ مین جوتیان پہنے آتے تھے - مین اس سپاہ پر کیسے اعتماد کرسکتا تھا - جسنے اپنے خداوندان نعمت کو قتل کیا ہو؟ جیسا انہون نے انکو قتل کیا تھا ایسا ہی انہون نے مجھے مقید کیا تھا کہ میرے نام کی آڑ مین جو کام چاہین اُسکو کرین - مین نے یہہ حال دیکھ کر سپاہ نے اپنے ولی نعمتون کو اور ذی اختیار حاکمونکو قتل کر ڈالا ہے - مین بیچارہ جسپاس نہ سپاہ ہے نہ خزانہ ہے نہ اسباب حرب و ضرب کا ذخیرہ ہے نہ توپخانہ ہے انکا مقابلہ کیا کرسکتا تھا اور انکی مرضی کے برخلاف انتظام کیا کرسکتا تھا؟ مگر مین نے انکی امداد کسی طرح نہین کی - جب باغی سوار آئے تو مین نے زیر جھروکہ قلعہ کے دروازہ بند کروا دیئے جنپر مجھے اختیار تھا اور قلعہ دار کو مطلع کیا کہ یہہ واقعہ پیش آیا ہے اور اسکو باغیون کے زینیان جانے سے روکا - مین نے قلعہ دار کی درخواستون کے موافق دو پالکیان لیڈیونکے سوار ہونے کے واسطے اور دو توپین قلعہ کے دروازون کی محافظت کے لیئے بھیجدین اور اس رات کو سانڈنی سوار کے ہاتھ اپنا شقہ لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی پاس بھیجدیا - جسمین اس شورہ انگیز واقعہ کا حال تحریر کیا - جب تک مجھے اختیار تھا جو کچھ مجھ سے ہوسکتا تھا مین نے کیا - مین شہر مین سوار ہو کر اپنی خوشی سے جلوس کے ساتھ نہین گیا مین بالکل سپاہ کے بس مین تھا جو اسکا جی چاہتا تھا اسکو بالجبر مجھ سے کراتی تھی - مین نے جو چند آدمی ملازم رکھے وہ اپنی جان کی محافظت کے لیئے رکھے تھے - مجھے باغی سوارون

اور سپاہیون سے خوف لگتا تھا۔ جب یہہ سپاہ بھاگنے لگی تو مین بھی پوشیدہ قلعہ کے
دروازون سے نکلکر ہمایون کے مقبرہ مین چلا گیا۔ اس مقام سے مین اس شرط کے
ساتھہ کہ میری جان کو امان دی جائیگی بلایا گیا مین نے اپنے تئین فوراً گورمنٹ کے حوالہ
کر دیا۔ باغی سپاہ مجھے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتی تھی لیکن مین نے انکے ساتھہ جانا نہ چاہا
جو کچھہ مین نے خود لکھایا ہے اس مین ذرا جھوٹ نہین ہے کہین سچ سے انحراف نہین
کیا ہے۔ خدا میرا شاہد ہے اور وہ جانتا ہے کہ مین نے جو کچھہ لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے اور وہی
مجھے یاد ہے مین نے اول ہی بحلف کہا تھا کہ مین بے کم و کاست راست راست بیان لکھاؤن گا
وہی مین نے کیا ہے۔ دستخط بہادر شاہ۔

ان دستخطون کے بعد یہہ عبارت اور اضافہ کی گئی۔

جس حکم کی نقل شامل مثل ہے۔ اور اس مین مرزا مغل سے مین نے سپاہیون کی حرکتون
کی شکایت کی ہے جنکے سبب سے مین نے قطب صاحب اور وہان سے مکہ جانے کا قصد
ظاہر کیا ہے مجھے یاد نہین کہ مین نے یہہ حکم جاری کرایا ہو۔ حکم مذکور اردو زبان مین لکھا
ہوا ہے اور میرے دفتر مین کل احکام اور کام فارسی زبان مین لکھے جاتے ہین۔ پس مین
نہین جانتا کہ یہہ حکم میرے دفتر کے قاعدہ کے مخالف کس طرح داخل ہو گیا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا مغل
نے یہہ دیکھکر کہ مین سپاہ کے ہاتھہ سے تنگ ہو کر ایسا حیران پریشان ہوا ہون کہ تارک الدنیا
ہونے کا اور فقیری اختیار کرنے کا اور مکہ چلے جانے کا ارادہ کیا ہے تو اسنے یہ حکم اپنے دفتر
مین لکھا یا ہو اور میری مُہر اسپر لگائی ہو۔ بہر نہج میرا سپاہ سے ناراض ہونا اور بالکل مایوس
بے بس ہونا اس حکم مذکور سے بھی ثابت ہوتا ہے اور اس سے میرے اس بیان کی تصدیق
ہوتی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ اور کاغذات کے سوا ر کاغذات مذکور کے جو شامل
مثل ہین جیسے کہ گلاب سنگہ کے نام مراسلہ پر اور بخت خان کی عرضی کی نقل پر جو احکام دستخطی
اور انپر میری مہر لگی ہوئی ہے وہ یاد نہین لیکن ابھی مین نے بیان کیا ہے کہ سپاہ کے افسر
جو احکام چاہتے تھے لکھاتے تھے جنکا مجھے علم تک نہین ہوتا تھا انکے مستند کرنے کے لیے
انپر میری مہر ثبت کر لیتے تھے۔ مین اپنے دل سے یقین کرتا ہون کہ بخت خان کی عرضی پر اور

اور عرائض پر مجھے مجبور کر کے احکام اپنے حسب دلخواہ لکھا لیتے ہونگے ۔

دستخط بہادر شاہ ۔

ایڈوکیٹ نے جرائم کے ثبوت مین دلائل تحریر کین جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ عدالت کے روبرو جو شہادت پیش ہے اس کے موافق میری راے یہ ہے کہ قیدی دہلی کے معزول بادشاہ محمد بہادر شاہ پر جو الزامات لگائے گئے بعض انمین سے بالکل بعض بالجز ثابت ہین اس لیئے وہ مجرم ہے ان جرمون کے ثبوت کے سبب سے بہادر شاہ جلا وطن کیا گیا وہ اپنے دو بیٹون جوان بخت و عباس شاہ اور دو نی بیون زینت محل اور تاج محل کے ہمراہ کو روانہ کیا گیا ۔ تاج محل کلکتہ سے واپس چلی آئی ۔ جب بادشاہ دہلی سے ایک ڈولی مین سوار ہو کر گورون کے پہرہ مین منزل بہ منزل روانہ ہوا ہے تو راہ مین ان لوگون کے گھر مین ماتم تھا جو اس کے باپ دادا کی دی ہوئی اراضی سے اب تک روٹی کھاتے تھے بہادر شاہ کا ۷ ۔ نومبر سنہ ۱۸۶۲ء کو نواسی ۸۹ سال کی عمر مین پیغام اجل آیا ۔ اب برہما مین اسکی قبر کا نشان بھی باقی نہین رہا ۔ مگر اب تک اسکا کلام یادگار ہے ۔ ہندوستان مین بہت جگہہ اسکی غزلین محفلون مین گائی جاتی ہین اسکی ایام عہد رنگی ان باتون کا ذکر بھی بہت دنون تک دہلی مین ہوتا رہا کہ جب ہندو اس پاس فریادی جاتے کہ مسلمان ہم کو ستاتے ہین تو وہ مسلمانون کو ہدایت کرتا کہ تم ہندوؤن کو ستاؤ نہین جیسے تم میری ایک آنکھ ہو ایسے میری دوسری آنکھ ہندو ہین ۔ جب سپاہ نے دلی کے مہاجنون اور مسلمان دولتمندون کو بہت تنگ کیا تو اسنے تین دفعہ سپاہ سے کہا کہ میرا اور میری بی بی کا تمام زیور لیکر اپنے کام مین لاؤ اور میرے شہر کو مت ستاؤ ۔

باب ہفتم

لارڈ کیننگ کی پالیسی اور واقعات کلکتہ

اب یہہ ضرور ہے کہ ان چند گذشتہ مہینونکا حال سرکار والا اقتدار کی دار السلطنت کلکتہ کا بھی لکھا جاوے

دہلی کے فتح ہونے کے چند روز بعد دھوکہ دینے والی امیدون سے لارڈ کیننگ باہر
نکل آئے - جو انگریز اس ملک کے حال سے خوب آگاہ تھے اور انکی رائین بڑی مستند
سمجھی جاتی تھین اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت لارڈ کیننگ مین نہین تھی اِن انگریزون نے
انکو یہہ یقین دلایا کہ غدر کا شرارہ ابھی جو پھیلی ہے وہ جلد رفع ہوجائیگی - کولون صاحب
لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی نے ۱۲ - مئی کو ان پاس تار بھیجا کہ جو طوفان اٹھا تھا اس کی
برائی دور ہوگئی ہے اور واقعات کی صورت جلد اچھی ہونے کو ہے - پھر انہون نے ۱۹ مئی کو
ان پاس تار بھیجا جسمین کمشنر گریٹ ہیڈ صاحب کے یہہ الفاظ نقل کیئے کہ یہ بے پاکانہ فساد
جو ہوئی اسکا چند روز مین خاتمہ ہوجائے گا - لارڈ کیننگ کو ان پیشین خیالی باتون سے
مطمئن ہوکر اپنی محافظت سے دستکشی نہین کرنی چاہتے تھے انکے لیئے یہہ بڑا وقت تھا
کہ وہ اپنی رفعت شان ایسے دکھلاتے کہ جس سے ثابت ہوتا کہ وہ بیشک ہندوستان کے گورنر جنرل
ہین - اگرچہ انہون نے ایسے وقت اپنی ذاتی دلاوری اور مردانہ تحمل کا نمونہ دکھایا جسمین کلکتہ
کے بعض انگریزی باشندے شمال مغرب سے وحشتناک خبرون کے آنے سے نامرد ہوگئے
تھے مگر بعض انکے معتقدین کے دل پر بھی یہی نقش جما ہوا تھا کہ وہ اس وقت کے لیئے مرد میدان
نہین تھے - بغاوت اور قتل کی نئی نئی خبرین آتی تھین مگر انکو یہہ یقین نہین آتا تھا کہ کل سپاہ سرکار سے
برگشتہ و باغی ہوگئی ہے - اگرچہ چند گورون کی سپاہ جو کلکتہ مین آتی گئی اس کو جلد
جلد ممالک شمالی و مغربی مین روانہ کرتے گئے اور ۶ - جون کو ایک ایکٹ پاس کیا کہ جو لوگ امن و
عافیت مین خلل انداز ہون انکی سرسری تحقیقات کرکے سول اور ملٹری افسر سزا دیدین جس سے
عجیب اختیارات ان افسرون کو حاصل ہوگئے - لیکن انہون نے بنگال اور دارالسلطنت کی
محافظت کے لیئے کوئی تدبیر نہین کی - کلکتہ مین صرف انگلش ہی نے نہین بلکہ ہر قسم اور قوم کے
عیسائیون نے دیکھا کہ بڑا خوف و خطر ہے تو مئی کے تیسرے چوتھے ہفتہ مین ٹریڈس ایسوسی ایشن
(جماعت تجار) نے اور فری میسن گروہ نے اور ارمنی اور فرانسیسی باشندون نے اپنی خیرخواہی کا
متساوی ہونا اپنے ایڈرسون مین ظاہر کیا اور شہر کی محافظت کے لیئے خدمتون کے کرنے
کی درخواستین دین لیکن گورنمنٹ نے انکی درخواستون کو نامنظور کیا - ۲۵ - مئی کو مسٹر ہیلیڈی

سکرٹری ہوم ڈپارٹمنٹ نے فرانسیسی کونسل اور فرانسیسی باشندون کی درخواست کے جواب مین جو انہون نے سرکار کی خیرخواہی کی فنا ہونے کی دلیل تھی لکھا کہ کلکتہ سے چھ سو میل تک سب طرح خیریت ہے ایک بے اصل خوف سے جو خلل پیدا ہوا تھا وہ دور کر دیا گیا ہر وجہ سے امید ہے کہ چند روز مین کل پریسیڈنسی مین گورنمنٹ کا اعتبار اور امن امان بحال ہو جائیگا۔ غرض انہون نے وہ اطمینان دکھایا جو کولون کے حال کے تارون مین بھی نہ تھا۔

سکرٹری کی اس چٹھی پر شہر کے بعض خیراندیش باشندون نے سخت اعتراض کیئے انہون نے کہا کہ اگر لارڈ کیننگ وولنٹیرون کی خدمات سے استفادہ حاصل کرتا تو بالکل ایک رجمنٹ کو باغیون سے مقابلہ کرنے کے لیئے فرصت ملجاتی اور اگر وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہیون سے مستعدی کے ساتھ ہتھیار لے لیتا تو وہ یوروپین سپاہ جو برگشتہ سپاہ کی نگہداشت کر رہی ہے اور جس سے کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا کانپور جانے کے لیئے فراغت پاتی۔ اور وہان جا کر انگریزون کی تکلیف مین تخفیف کرتی۔ لیکن لارڈ کیننگ کو یہہ اعتبار نہ تھا کہ وولنٹیر کسی کام کے ہونگے پچھلے واقعات سے ثابت ہوا کہ یہہ یقین انکا غلط تھا وہ بارک پور اور دانا پور کی رجمنٹون سے ہتھیار اس لئے نہین لیتے تھے کہ انکو یہہ ڈر لگتا تھا کہ اس ہتھیار لینے سے ان چھاونیون مین برانگیختگی پیدا ہوگی جہان عیسائیون کی جان بچانے کے لیئے گورے سپاہی کا نام نہین تھا کہ وہ کالون کے انتقام لینے سے انکو بچاتا۔ سوا اس کے وہ اکثر ان وعدون پر یقین کرتا تھا جو وہ اپنی خیرخواہی اور جان نثاری کے ہوشیاری سے کرتے تھے۔ ان دلائل مین سے اول دلیل بظاہر پسندیدہ معلوم ہوتی تھی مگر وہ صحیح نہین تھی لارڈ کیننگ کو آخر کار بارک پور کے سپاہیون سے ہتھیار لینے پڑے اور اسنے جن برائیونکا ان کو خوف تھا کوئی نہین واقع ہوئی۔ اسکے برخلاف دانا پور کے سپاہیون سے جو ہتھیار نہین لیئے گئے ان سے وہ برائیان وقوع مین آئین جنین مبالغہ کرنا مشکل ہے۔ سپاہ کے افسرون کے اعتبار کرنے مین وہی اکیلے نہ تھے بلکہ رجمنٹون کے تمام افسر بغیر کسی استثنا کے اپنے سپاہیون پر اعتماد اور اعتبار کرتے تھے۔ وہ سپاہ کے ساتھ مدتون تک رہے تھے وہ ان کے کام کاجون سے دلچسپی رکھتے تھے وہ انہین احسانمند ہونے کی بہت سی علامتین دیکھتے تھے اور بعض صورتونمین

فوجی افسرون کا اس ... درخواست ... منظور کرنا اور بارک پور اور دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار نہ لینا

بغیر کسی اپنے سود و غرض کے جان نثار خیرخواہی دیکھتے تھے۔ بہت سی لشکرکشیون مین انکے ساتھ
وہ شریک ہوتے تھے۔ انکے سبب سے بہت سی فتوح حاصل ہوئی تھین وہ شکست کی حالتون مین
اپنے افسرون کی پژمردہ عزمون کو شگفتہ کرتے تھے اس لیئے یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ چند ہی
افسر ایسے پیش اندیش دوربین تھے کہ وہ جانتے تھے کہ سپاہ کا عزم سرکشی کا ہے۔ کرنیل جنکے پاس
ہر روز کی ڈاک خبرین لاتی تھی کہ انکے گرد رجمنٹین اپنے افسرون سے بغاوت کرتی جاتی ہین بلکہ
بغاوت پر بہہ طرہ اور چڑہاتی ہین کہ افسرون کو قتل کرتی ہین مگر وہ اسی دھوکہ مین رہے کہ ان کی
خاص سپاہ خیرخواہی رہیگی۔ اعتماد اسکا جب ہی دل سے دور ہوا کہ سپاہیون کی گولیان ان کے
بچون کی چھاتی مین آنکر بیٹھین۔ اکثر ان افسرون کو اپنے رجمنٹون پر اعتبار ہوتا تو چندان تعجب نہ تھا
زیادہ تر تعجب خیز امر تاریخ بغاوت مین یہ ہے کہ لارڈ کیننگ جو سپاہ کی صحبت مین نہین رہا تھا
وہ ان سپاہ کے افسرون کے ساتھ اس اعتبار مین شریک تھا۔ جو لوگ ان کو سپاہ سے ہتھیار لینے سے
انکار کرنے پر اور والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے پر طعن و تشنیع کرتے تو وہ ان خیالات پر
لحاظ نہین کرتے جو لارڈ کیننگ پر اثر کرتے تھے اور اسکے برخلاف انکے حامی یہہ نہین دیکھتے تھے کہ ان
خیالات کے جائز رکھنے نے ثابت کیا کہ انہون نے اور معزز مدبران ملکی کے ساتھ شریک ہوکر غلطی
کی۔ ایک مشہور مورخ جو والنٹیرون کی درخواست کے نامنظور کرنے کی اس وجہ کی حمایت کرتا ہے
کہ خوف کے وقت مین ان مین سے دس مین نو اپنے کنبے اور مال کے بچانے کی خاطر گھر سے باہر
نہین نکلینگے اور اپنی کمپنیون سے جاکر نہین ملینگے مجبور ہوکر یہہ مانتا ہے کہ پیچھے جب ان کی
درخواست کو ضرور منظور کرنا پڑا تو انہون نے سرکار کی عمدہ خدمات نمایان کین۔ یہی مورخ
لارڈ کیننگ کی پولیسی کو جو بعد وقوع واقعہ غلط ثابت ہوئی لعنت ملامت کرنے کو بیدا و بیجا جانتا ہے
وہ اس بات کو بھول گیا کہ ہندوستان مین اور مدبران ملکی تھے جنہون نے اول ہی سے وہ پولیسی
اختیار کی جسکی صورت کو انہون نے اپنی پیش بینی سے دیکھہ لیا تھا اور وہ بعد وقوع واقعہ صحیح
ثابت ہوئی۔ کیننگ صاحب نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے
ضروری نہین تھا کہ وہ اپنی جان نثار و خیرخواہ ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ اسکا اعتبار کرنا چاہیئے
تھا۔ جان لارنس نے یہہ استدلال کیا کہ رجمنٹون سے ہتھیار لینا اس سبب سے ضرور تھا کہ

انکی خیرخواہی کے اقرار دن کا اعتبار نہین تھا لیس اگر یہہ بیجا ہے کہ کیننگ پر یہہ الزام لگایا جائے
کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا غلط الراے ہونا ثابت ہوا تو یہہ بھی بیجا ہے کہ لارنس کی تعریف کی جائے
کہ بعد از وقوع واقعہ اسکا صحیح الراے ہونا ثابت ہوا۔ کیننگ نے اب تک اس بڑی سچی بات کو
دل نشین نہین کیا تھا کہ ایک مٹھی بھر انگلش مین لاکھون بدخواہ اہل ایشیا کو اس طرح روک سکتے
ہین کہ ابتداہی مین انکے برخلاف بہادرانہ کام کرین اور یہہ پورا اعتماد رکھین کہ انکو ایسا خوف زدہ
کر سکتے ہین کہ جسکے سبب ان کے دلمین یہہ خیال ہی نہین پیدا ہو کہ انکے ولی لخشون مین وہ مادی
قوت نہین ہے کہ اپنی حکومت کے اظہار کو نہ سنبھال سکین۔ غیر محفوظ چھاونیون مین جو
لارڈ کیننگ نے عیسائیون کی جان بچانے مین زیادہ امداد نہین کی تو اسکا سبب یہہ نہین
تھا کہ انکو انکے ساتھ ہمدردی نہین تھی بلکہ انہون نے تہ دل سے اسکا افسوس ظاہر کیا
ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ انکی امداد کرتے انکا یہہ یقین حق تھا کہ سلطنت کے بچانیکا
فرض انکا خاص آدمیون کی جان بچانے پر مقدم و زیادہ ضروری تھا انہون نے وہ کل
سپاہ بھیجی جسکو وہ بچا کر بھیج سکتے تھے کہ وہ ان مقامات کو بچائین جنکا پولیٹکل اور ملیٹری لحاظ
سے بچانا ضرور ہے۔ اگر وہ وقت پر کلکتہ مین والنٹیر کو بھرتی کر لیتے اور بارک پور اور دانا پور
کی سپاہ سے ہتھیار لے لیتے تو کانپور کی چاہ کی حکایت نہین سنی جاتی یہہ ایک فرضی خیال ہے
جسکا وقوع ہونا لازمی نہین۔ لارڈ کیننگ نے لکھا کہ اگر فورٹ ولیم کی کل سپاہ حصار نشین نہیجی
کے لیئے بچ سکتی تو بھی ایسے وسائل نہین تھے کہ ایک سپاہی بھی اس سپاہ سے زیادہ بھیجا جاسکتا
جو کانپور کی ریلیف کے لیئے بھیجے گئے تھے۔

صرف کلکتہ کے شہر ہی مین آدمی دوست نہین تھے جنکی امداد کی درخواست کو گورنر جنرل
نے نامنظور کیا بلکہ ریاست نیپال مین اسوقت نامور جنگ بہادر اصل مین حکمرانی کر رہا تھا
وہ بڑا ہوشیار وزیر تھا جو آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ انگلستان کی سیر کو بھی گیا تھا۔ جب ہندوستان
واپس آیا تو برٹش قوت کے اعتقاد کو اپنے ساتھ لایا۔ جسوقت سے کہ غدر ہوا تھا اسکو یقین تھا کہ
آخر کو انگلش اپنی برتری کو دوبارہ قائم کر لین گے اسنے میجر رام سے رزیڈنٹ کاٹھمانڈو سے
درخواست کی کہ وہ گورکھون کی سپاہ برٹش گورنمنٹ کو مستعار دے۔ رام سے صاحب نے چند روز

جنگ بہادر

اس درخواست پہ تامل کیا - پھر انکو یہہ علم ہوا کہ گورنر جنرل نے ہنری لارنس صاحب کو
اجازت دی کہ اگر گورکھے سپاہ تمہاری اعانت کرنے کے لیئے پیش کرین تو وہ اُن سے مستفید ہو
اس نظر سے رام سے صاحب نے جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر جنگ بہادر کی اس درخواست
کو منظور کرلیا اور لارنس صاحب اور جنرل لوائیڈ کمانڈر قسمت داناپور کو اطلاع دی کہ وہ
سپاہ کے دستے انکی کمک کے لیئے بھیجنے کو ہے - ۱۵ - جون کو اول ایک ہزار گورکھے سپاہی
تنومند و توانا کاٹھمانڈو سے روانہ کیئے - صرف دو روز بعد فورین سکرٹری ایڈمنسٹر کا
یہہ حکم پہنچا کہ اگر گورکھے سرحد سے پرے نہ گذرے ہون تو وہ انکو واپس بلا لے - رام سے
صاحب نے حکم کی تعمیل کی - پہاڑکی ترائی کی خراب آب و ہوا کے سبب سے اس سپاہ نے
بیماری کی بڑی تکلیف اٹھائی لیکن لارڈ کیننگ صاحب کے تلوّن نے پھر ان گورکھون کو یہی
تکلیف دی کہ ابھی وہ کاٹھمانڈو پہنچنے نہ پائے تھے کہ انہون نے رزیڈنٹ کو حکم بھیجا کہ وہ جنگ بہادر
سے درخواست کرے کہ وہ تین ہزار گورکھے لارنس صاحب کی کمک کے لیئے بھیجدے -

جنگ بہادر کی طرح کلکتہ کے خیرخواہ شہریون نے پھر ہی اپنی درخواست وولنٹیر ہونکی
پیش کی جو پہلے حقارت کے ساتھ نامنظور ہو چکی تھی - جب سے کہ سکرٹری بیڈن نے فرانسیسی
باشندون کی محافظت مین کلکتہ کے گرد چھ میل تک امن امان ہونے کو بیان کیا تھا اخبار نویسون
نے لارڈ کیننگ پر زور ڈالا کہ وہ وولنٹیر کی درخواست کی نامنظوری کو واپس لے لے لیکن انکے
کان پہ جب تک جون نہ چلی کہ جان گرینٹ ممبر کونسل نے یہہ نہ بتلایا کہ دار السلطنت کے گرد اتنے
دشمن موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے بارک پور مین ساڑھے تین رجمنٹین جنہین سے آدھے تو
بڑے بگڑے و بپھرے بیٹھے ہین اور گارڈن ریچ مین معلوم نہین ایک یا دو یا تین ہزار مسلح
آدمی اور دمدمہ مین امیران سندھ کے سو مسلح آدمی اور شہر کے مسلمانون کی نصف آبادی
اور پھر اس چھ لاکھ باشندون کے شہر کے سارے بدمعاش پھر ان سب کے مقابلہ مین نیم جان
رجمنٹین جنہین سے اکثر کو قلعہ سے باہر جانے کی جرأت نہین اور جسوقت بلوہ فساد ہو تو پولس سے
کبھی امداد کی امید نہین اور فساد گھٹتا ہوا ہمارے قریب چلا آتا ہے اور یہہ بھی اپنا یقین ظاہر کیا
کہ اگر کلکتہ کے کسی بازار مین بلوہ فساد ہو تو اسکا اثر تمام بنگال ہی پہ نہین بلکہ ہندوستان کی

نہایت حد و دیر پہنچے گا۔ آخر کار کیننگ صاحب کے سب اعتراضون کو رد کیا تو انہون نے
و ولنٹیرون کے بھرتی ہونے کو ۱۲۔ جون کو منظور کر لیا۔ ان و ولنٹیرون نے اپنے تمام
ذاتی خیالات کو سرکار کی خدمت کے لیئے چھوڑا نہ دھوپ مین جلنے کا نہ مینھ مین
بھیگنے کا خیال کیا اور فیبوریکیونا گھ صاحب ٹمٹون میجر کی ہدایتون پر عمل کرنے سے وہ زورمند
برگیڈ بن گیا اور پھر ان کے کامون کی سر کولن کیمبل نے وہ تعریف کی کہ لارڈ کیننگ کے
سارے اعتراض اپنے لیون ہی دھرے ہی رہے ✣

لارڈ کیننگ نے گو و ولنٹیرون کے بھرتی کرنے کو ایک بدنمائی سے منظور کیا تھا مگر اس سے
کلکتہ کے شہری آدمی راضی وخوش ہوگئے۔ لیکن دوسرے ہی روز انہون نے ایسا کام کیا
کہ جس سے از سر نو انکی ناراضی اور زیادہ بڑھ گئی جسکی تفصیل ذیل مین ہوتی ہے
اسوقت جو واقعات وقوع مین آتے تھے انکی اطلاع پبلک پریس کو بھی ہوتی تھی۔ پریس
دو قسم کے تھے۔ ایک یوروپین دوسرے ہندوستانی۔ دونو پریس اپنی اپنی اغراض کا گیت گاتے
تھے اپنے کامہ کی خیر مناتے تھے۔ ایک پریس مین انگریز لکھنے والے تھے دوسرے مین
ہندوستانی۔ دونو کے واسطے گورنمنٹ کی طرف سے ایک ہی قانون و قاعدہ تھا دونو
پریس کی اغراض ایسی متحد و مشترک ہوگئی تھین کہ یہہ دستور ہوگیا تھا کہ گورنمنٹ کی تدابیر کی
ایک ہی طرح کی دونو حمایت کرتے تھے۔ بہت ہی کم ایسا کوئی موقع آنکر پڑتا تھا کہ اختلاف آرا ہو
جیسے کہ اس معاملہ مین ہوا تھا کہ ہندوستانی مجسٹریٹون کو ایسے اختیارات دیئے جائین کہ وہ
انگریزون کے مقدمات فیصل کیا کرین۔ انگریز کہتے تھے کہ ہرگز یہہ اختیارات ہندوستانیون کو
نہین ملنے چاہئین۔ ہندوستانی لکھتے تھے کہ ملنے چاہئین۔ تجارت پیشگی کے سبب سے
دونو انگریزون اور ہندوستانیون کی اغراض واحد ہوگئی تھین چنانچہ جب اراضی کا معاملہ
عظیم پیش ہوا تو دونو اس بابمین متفق الرائے تھے۔ غرض گورنمنٹ کے کامون مین دونو
انگریز ہندوستانی انصاف و اعتدال و صداقت سے ایک ہی طرح کی چون و چرا اور نکتہ چینی
کرتے تھے یہہ سچ ہے کہ خاص عہدہ دارون کے معاملات مین ہندوستان کا پریس خواہ
وہ یوروپین ہو یا ہندوستانی اکثر ایسی تحریرین کرتا تھا جس مین مصالحت کم ہوتی تھی مگر

اخبارون کی آزادی کے منسوخ ہونیکا

مگر حقیقت مین وہ پھاوڑے کو پھاوڑا ہی کہتے تھے۔ چونکہ ہندوستان مین انگریزی عہدہ دار سخت تربیت کے خوگر نہین ہوتے اور اکثر لیاقت کے استحقاق سے نہین بلکہ مہربانی کے سبب سے اعلے عہدہ پر پہنچے تھے تو انکو پریس کی صاف گوئی نہین بھاتی تھی اس سبب سے ان کے سینے مین سخت کینے پیدا ہوتے تھے وہ پریس کے دشمن ہو جاتے تھے "

جب بغاوت کے ابتدائی واقعات وقوع پذیر ہوئے تو نمبر ۱۹ رجمنٹ پیدل نے برہام پور مین شورش برپا کی تو انگلش پریس نے صاف صاف لکھنا شروع کیا جس سے گورنمنٹ کو تحریک ہوئی کہ فوراً قطعی تدابیر کرنی چاہیئن۔ کئی لکھنے والون نے لکھا کہ برہام پور کا حادثہ ایک چنگاری ہے اگر وہ جلد نہ بجھائی جائیگی تو بھڑک کر شعلہ افشانی کریگی۔ اس باب مین ہندوستانیون کا پریس کم گو اور متامل تھا لیکن اسنے اس امر سے مخالفت نہین کی کہ گورنمنٹ جد و جہد کے ساتھ حفاظت کرے۔ مگر گورنمنٹ نے پریس کی انتباہ کو سنا نہین۔ گورنمنٹ نے کوئی کام مستعدی و آمادگی سے نہین کیا اور جب کام بھی کیا تو کچھ زور و طاقت سے نہین کیا۔ جب کچھ دیر کے بعد وہ چنگاری بھڑکی تو میرٹھ مین غدر برپا ہوا۔ تو ان انگریزون کو جو اپنی خود رائی سے اندھے نہین ہو رہے تھے دکھائی دیا کہ نہایت وسعت عظیم مین دنگہ فساد بغاوت برپا ہے پھر بھی یورپین پریس نے بڑی شد و مد کے ساتھ لکھا کہ کام مستعدی و جد و جہد سے کیا جائے اور گورنمنٹ کو تحریک دی کہ وہ یورپین گروہ پر اعتماد کرے لیکن اس موقع پر ہندوستانی پریس نے اپنی طرز کو بالکل بدل لیا غالباً جب اس پریس کے کارکنون نے گورنمنٹ کے کام مین کاہلی دیکھی تو اس بات کا انکو یقین ہوا کہ انگریزون کے فنا ہونے کا وقت ایسا ہی آگیا ہے جیسا کہ انکے باپ دادا کے وقت مین مغلون اور مرہٹون اور سکھون کا آیا تھا۔ ہندوستانی پریس مین بڑا حصہ بنگالیون کا تھا جو اعلے درجہ کے تعلیم یافتہ تھے مگر سپہ گری سے بالکل نا آشنا تھے اگر ہندوستانی عملداری ہو تو ملک مین نظم و نسق کرنے کی لیاقت ان مین تھی وہ یقین کرتے تھے اگر انگریزی سلطنت جاتی رہی تو انکی امیدین و آرزوئین زیادہ بر آئینگین یہ انگریزی خیال ہے لیکن ہندوستان مین اگر ہندوستانی عملداری ہو تو انگریزی تعلیم یافتہ آدمیون کو کوئی جھنجی کوڑی کو بھی نہ پوچھے ان مین سے بہتنا سے یقین کرتے تھے کہ آخر کو انگریزون کو فتح و نصرت ہوگی لیکن وہ [illegible]

اس مین شبہات بیان کرتے تھے خواہ کوئی وجہ ہو مگر اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جب کلکتہ
مین میرٹھ کے غدر کی خبر آئی تو ہندوستانی پریس نے اپنی لے بدل دی اسنے گورنمنٹ کے
خلاف صاف صاف لکھنا شروع کیا اور اپنی ہمدردی کو سرکشون کے ساتھ عیان کرکے نمایان کیا
ابتدا جون مین لارڈ کیننگ کو اطلاع ہوئی کہ ہندوستانی پریس نے اپنی جون کو بدل لیا
ہے تو پھر انہون نے مع کونسل کے پریس کی آزادی مین مداخلت کرنے کا ارادہ کیا۔ لارڈ کیننگ
برخلاف اپنے مصاحبون کے آزاد ملک مین پلے تھے انکی تو عمر بھر کی عادت مین اخبار کی آزادی کا
دیکھنا داخل تھا۔ انہون نے انگلنڈ مین دیکھا تھا کہ اس ملک کا قانون کافی ہے کہ پریس کو لائسنس
لینے کی ضرورت نہین۔ وہ یہہ جانتے تھے کہ دیانتمند۔ گورنمنٹ کا کوئی سچا و اچھا دوست
آزاد پریس اور صاف گو پبلک نکتہ چین سے زیادہ نہین ہے۔ الئسے درخواست کی کہ وہ
ہندوستانی اخبارون کے اڈیٹرون کو گرفتار کرکے تنقید کرین تو انہون نے کہا کہ مرض سے بدتر
علاج ہے۔ لیکن تھوڑے دنون بعد لارڈ کیننگ کی راے اس باب مین بدل گئی۔ وہ
۱۳۔ جون کو خود لیجسلیٹو کونسل مین آئے جس سے پہلے کبھی نہین آئے تھے۔ اور چالیس منٹ
کونسل کے کمرہ مین بیٹھ کر اس ایکٹ کو پیش بھی کیا اور پاس بھی کیا کہ ہر پرنٹر کو چاہیئے کہ وہ گورنمنٹ سے
اخبار کے لیئے لائسنس لے اور مجسٹریٹون کو حکم دیا کہ وہ جہان مناسب جانین ہر مطبوعہ کاغذ
کو بغیر اطلاع روک دین۔ اس ایکٹ مین دونو ہندوستانی اور انگریزی پریس مساوی تھے جسپر
انگریز الئسے نہایت ناراض ہوئے۔ لارڈ کیننگ یوروپین پریس کی نسبت اپنی زبان سے فرمایا
کہ جو مین نے ہندوستانی پریس کی نسبت کہا وہ مین یوروپین پریس کی نسبت نہین کہتا مگر مین
کوئی مستحکم بنیاد ایسی نہین دیکھتا کہ جسپر ان دونو پریس کے درمیان ایسی حد فاصل بنا دون کہ
دونو جدا جدا ہو جائین۔ سوال یہ ہے کہ پریس ایسی تحریرات سے باز رکھا جائے جو شرارت و فساد پر
لوگون کو برانگیختہ کرے۔ یوروپین پریس کے انشا پردازون کی خیرخواہی اور فرزانگی کے
ماننے سے خوش ہوتا ہون مگر مین نے انکے اخبارون مین ایسے فقرے پڑھے ہین کہ وہ یوروپین
پڑھنے والون کے واسطے بالکل مضر نہین مگر اس نازک زمانہ حال مین ایسے لوگ ہین کہ انکے
معانی ترجمہ کر ہندوستانیون کے کانون تک اسطرح پہنچا سکتے ہین جنسے کہ شور و شر پیدا ہو

اس زمانہ سے کہ پرائمنی کے ناک کان ایک مضمون کے لکھنے پر کاٹے گئے تھے کوئی قانون انگلش مدبران ملکی نے ایسا نافذ نہین کیا تھا جسپر لوگون کو ایسا غصہ آیا ہو جیسا کہ اس ایکٹ پر ہمعصر لکھنے والون نے بے شک لوگون کے رنج و غصہ کو مبالغہ سے بیان کیا مگر کلکتہ کے عام قانون دانون کی رائین لارڈ کیننگ کی معاون تھین لیکن اخبار و رسالہ نویسون نے اس ایکٹ پر بڑی لتاڑ کی۔ انگریزی اخبار نویسون کو زیادہ تر برآشفتہ خاطر اس بات نے کیا کہ ایکٹ نے مہذب اخبار نویسان انگلنڈ کے قائم مقامون کو ہندوستانی دغا باز یاوہ نویسون کے ساتھ برابر کر دیا۔

اس ایکٹ پر دو طرح سے نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔ اول بلحاظ پولیسی کے تو وہ برا اس سبب تھا کہ اسکی کچھ ضرورت نہ تھی یہہ سچ ہے کہ ہنری لارنس نے جو ہندوستانیون کو خوب جانتا تھا لارڈ کیننگ سے کہا کہ ہندوستان کا بدخواہ پریس بہ نسبت خیرخواہ انگلش پریس کے کم خوفناک ہے یہہ سچ نہین ہے کہ اس ایکٹ کا جاری کرنا کوئی غلطی فاش تھی اس سبب سے پریس کو اسپر غصہ آیا اس مین بڑی برائی گھیری تہ مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اس زمانہ مین بلکہ اب تک بھی بعض آدمی یہہ یقین کرتے ہین کہ اس ایکٹ کا اصل منشا یہہ تھا کہ گورنمنٹ ہند جو غلطیان کرے وہ انگلنڈ کے کانون تک نہ جانے پائین

لارڈ کیننگ کو سپاہ کی وفاداری کے ان اقرارون پر اعتبار تھا جو وہ ہوشیاری سے کرتی تھی۔ اس لیئے وہ بارک پور اور دانا پور کے سپاہون سے ہتھیار لینے سے انکار کرتے تھے۔ ۸- جون کو ہیرسی صاحب نے ایک عرضی ان پاس بھیجی کہ نمبر ۳۴ و ۷۴ رجمنٹون کو اجازت دی جائے کہ وہ ان فیلڈ رفلون کو استعمال کرین اب یہہ دیکھنے کی بات ہے کہ ۱۳- جون کو ہیرسی صاحب کا یہہ ٹیلیگرام لارڈ کیننگ نے پڑھا کہ اسی رات بارک پور کی رجمنٹون کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے مجھے فوراً ان سے ہتھیار لینے کی اجازت دیجے انہون نے غمزدہ ہو کر اجازت دی وہ اب تک یہہ یقین کرتے تھے کہ ہتھیار لینا بے ضرورت ہے ۱۴- کو ہیرسی صاحب نے تار بھیجا کہ سپاہ سے ہتھیار لینے مین بالکل کامیابی ہوئی اسی تاریخ بارک پور کی رجمنٹون کی جو کمپنیان پریسیڈنسی اور دمدمہ مین تھین ان سے بھی ہتھیار لے لیے گئے

پریشانی کی اتوار

بغاوت کی تاریخ مین یہہ اتوار یادگار رکہنے کے قابل ہے بارکپور کی سپاہیون کے ارادونکی افواہین کلکتہ مین آئین اور بہت سے آدمیون کو یہہ یقین ہوا کہ اسکا ارادہ ہے کہ اپنے افسرون کو مارکر کلکتہ مین آئے اور بادشاہ اودھ کی مسلح سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر عیسائیون کو قتل کرے - کلکتہ کے سوداگرون نے ان افواہون کے سننے کے لیئے اپنے کان بند کر لیئے اور اپنی مستقل بہادری کا نمونہ دکہایا - مگر اس نمونہ پر اورون نے علے العموم پیروی نہین کی کونسل کے ممبرون اور اور گورنمنٹ کے سکرٹریون نے کیا اپنے دروازون کو سلاخون سے خوب مضبوط بند کیا یا گہر چہوڑکر جہازون پہ پناہ لینے کے لیئے چلے گئے - جب تک ان کو اپنی ذات کو یہہ خطرہ پیش آیا تہا وہ بغاوت کے خیال پہ ہنستے تہے اور بہادر افسرون پر طعن کرتے تہے کہ وہ سپاہ کو باغی ہونے دیتے ہین - ادنے درجہ کے عہدہ دار حیران پریشان چورنگی اور قلعہ کے درمیان میدان مین سرگردان تہے اور قلعہ دار سے التجا کرتے تہے کہ وہ انکو قلعہ مین داخل ہونے دے - یوریشین شہر سے باہر جاکر خیالی دشمن سے حوالی شہر مین پناہ ڈہونڈ لیتے تہے - مفرورین کی گاڑیون اور پالکیون کی قطارون سے بازار بہرے پڑے تہے انہون نے اپنے گہر بدمعاشون کے لیئے چہوڑ دیئے تہے مگر چور ان خالی گہرون مین نہین آئے کہ وہ اور ہندوستانی خوف زدہ ہوکر گہرون مین چہپے ہوئے بیٹہے تہے انہون نے یہہ سنا تہا کہ گورے انکی تلاشی کے لیئے آئین گے اور قتل کر ڈالین گے - صبح سے لیکر دوپہر کے بعد تک یہہ حال رہا لیکن شام کو یہہ دہشت رفع ہوئی بہاگے ہوئے آدمی اپنے گہرون مین آئے رات خیر سے کٹی دوسرے روز شہر نے بدستور اپنی قدیمی صورت کا لباس پہنا -

۱۵ جون کو شاہ اودھ کی نظربندی

پیر کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور واقعہ قابل یاد یہہ واقع ہوا کہ بارکپور کی سپاہ کے ارادون کے سبب سے جو ہول اٹہتے تہے وہ انکے ہتہیارون کے لینے سے دور ہوئے مگر ہنوز شاہ اودھ کی آدمیون کی طرف سے دغدغہ و کہٹکا لگا ہوا تہا کہ غالباً وہ دنگہ و فساد کرین گے - گورنمنٹ کے پاس ایسے ثبوت موجود تہے کہ بادشاہ کے بعض ملازمین نے قلعہ کے ہندوستانی سنتریون کے اغوا کرنے مین کوشش کی کہ وہ سرکار کی نمک حرامی کرین یہہ کہنا ناممکن ہے کہ ان کی سازشین زیادہ نہ پہیلی ہون اس لیئے لارڈ کیننگ نے مسٹر گرنٹ کی صلاح سے ایڈمنسٹن صاحب

فورین سکرٹری کو بھیجا کہ وہ شاہ اودھ اور اس کے اعلے مشیرون اور وزیرون کو فورٹ ولیم
مین پہنچادے - وہ صبح کو سویرے محل شاہی پر پہنچے اور اس کے سب طرف دیوارون کے
پاس گورون کے پہرے جادیئے کہ پادشاہ کہین محل سے نکلکر بھاگ نہ جائے - پادشاہ کے
وزیر علی نقی خان اور اسکے بڑے بڑے مشیرون کو اپنے قابو مین کرلیا اور پھر پادشاہ پاس
جانے کی درخواست کی - کچھ دیر کے بعد انکو شاہی کمرون مین داخل ہونے کی اجازت ملی
نہایت مودبانہ انہون نے پادشاہ کو مطلع کیا کہ گورنر جنرل نے یہہ سنا ہے کہ سازشین
حضور کے نام سے ہو رہی ہین اس لیئے وہ چاہتے ہین کہ احتیاطاً حضور کو گورنمنٹ ہوس مین
(قلعہ مین جو مکان گورنر جنرل کے رہنے کا تھا) رکھین - پادشاہ نے نہایت عمدہ تقریر متانت
وسنجیدگی سے کی کہ مین نے اپنے کسی قول اور فعل سے باغیون کی مدد نہین کی مین خوش
ہون کہ گورنر جنرل جہان چاہین وہان مجھے رہنے دین - ایڈمنسٹن صاحب کے ساتھ
قلعہ کو روانہ ہوا کچھ دیر تک وہ اپنے تئین ضبط کرتا رہا - راہ مین رو کر کہنے لگا کہ میرے باپ
دادا کیا شان و شکوہ رکھنے تھے یا مین یہہ بدنصیب ہون اگر اسوفٹ اوٹرم صاحب
ہوتے تو وہ اس امر کی شہادت دیتے کہ مین برٹش گورنمنٹ کا کیسا مطیع و تابع ہون -
ایڈمنسٹن صاحب نے پادشاہ کو اور اسکے وزرا کو جنکے ہاتھ کی وہ کٹ پتلی تھا کیبون گاہ
صاحب کی حراست مین سپرد کر دیا -

دو دن بعد کلکتہ مین سر پیٹرک گرینٹ کمانڈر انچیف مدراس آئے اور بنگال کی سپاہ کے
کمانڈر انچیف مقرر ہوئے کہ وہ بغاوت کو دور کرین انہون نے میدان جنگ مین جانے سے
انکار کیا اور کلکتہ مین رہ کر سپاہ کے کل انتظام کرنے کو اپنے ذمے لیا اور بجاے اپنے جنرل
ہیولاک کو میدان جنگ مین جانے کے لیئے تجویز کیا جنکو انکی قوم نے نہایت پسند کیا -

گرینٹ صاحب کو ایک ہی دن آئے ہوئے ہوا تھا کہ کلکتہ مین یہہ خبر آئی کہ دہلی فتح ہو گئی مگر اس
خوشخبری کی خوشی تھوڑی دیر رہی کہ معلوم ہوا دہلی فتح نہین ہوئی بلکہ اسکی چھاونی جو پہاڑی کے قریب
تھی انگریزون کے قبضہ مین آئی ہے - پھر اس کے بعد وحشتناک یہہ خبرین آئین کہ جولائی کے شروع
مین لارڈ کیننگ نے یہہ خبر سنی کہ کانپور مین ساری انگریزی سپاہ ماری گئی - گو وہ ایسی وحشتناک

[illegible]

خبرین سنتے تھے مگر انکے سننے سے پریشان دماغ نہین ہوتے تھے اپنی تدابیر بڑے استقلال اور والاہمتی سے کرتے تھے۔ وہ چین کی سپاہ کا انتظار کر رہے تھے اور مدراس مین سامان لشکر کشی کی تیاریان کر رہے تھے۔ سوارون اور توپخانون کے لیئے گھوڑے جمع کر رہے تھے زخمیون اور بیمارون کے لیئے سواریون کا بندوبست کر رہے تھے

رحم دلی کا ایکٹ

انگریز تو اپنی قوم کی قتل کی خبرین سنکر انتقام کے جوش مین بھرے آتے تھے مگر لارڈ کیننگ اس بات پر کچھ خیال نہین کرتے تھے وہ اس حال مین بھی عدل و داد کو اور آدمیون کے استحقاق کو ہاتھ سے نہین دیتے تھے جبکو ان کے ہم قوم غلط سمجھ کر بیجا و بیہودا دیکھتے تھے انہون نے اس جولائی کو یہہ رزولیوشن پاس کیا کہ رجمنٹ کے کسی سپاہی کو جسنے بغاوت نہین کی سزا نہ دی جائے اگر وہ ہتھیار ہاتھون مین لیئے ہوئے گرفتار ہو تو وہ ملیٹری حکام کو حوالہ کیا جائے یا جب تک گورنمنٹ اسکی نسبت حکم صادر کرے وہ مقید رہے۔ باغی یا مفرور کسی باغی رجمنٹ سے متعلق ہون۔ لیکن انہون نے اسکے افسرون کو قتل نہ کیا ہو جب وہ بغیر سلح گرفتار ہون تو انکا فیصلہ ملیٹری افسر کرین۔ آخر مین یہ فقرہ تھا کہ باغی یا مفرور جو ان رجمنٹون سے متعلق ہون جنہون نے یورپین پر حملہ کیا ہو انکا فیصلہ سول حکام کرین اور جب تک انکو سزا نہ ملے کہ انکے جرمون کے متعلق تخفیف سزا کے لیئے گورنمنٹ اپنا فیصلہ نہ کرے۔ اگرچہ اس رزولیوشن مین ان لوگون پر کوئی رحم کا حکم نہ تھا جو رحم کے مستحق نہ تھے لیکن انکی قوم نے عموماً یہہ جانا کہ یہہ رزولیوشن انصاف پر مبنی نہین ہے۔ لارڈ کیننگ انصاف کرنا ہی نہین جانتے فقط ہندوستان ہی مین انکی نسبت یہہ خیال نہین تھا بلکہ انگلستان مین بھی پبلک نے اور پریس نے انکا برا نام رحم دلی کیننگ رکھا تھا۔

ہتھیاروں کا ایکٹ

اس رزولیوشن کے بعد اسنمبر کو ہتھیارون کے باب مین ایکٹ نافذ ہوا کہ کوئی شخص بغیر لائیسنس کے اپنے پاس ہتھیار نہ رکھے اسپر انکی قوم بڑی بڑبڑائی اگرچہ اس ایکٹ مین یہ تھا کہ اگر وہ لائیسنس کی ضرورت اپنی بیان کرکے درخواست کریگی تو وہ نامنظور نہین ہوگی مگر اسپر بھی انگریز گورنمنٹ سے نفرت کرنے لگے وہ اسلئے بڑے ناراض تھے کہ اس قانون مین ہندوستانی و انگریز ہتھیار رکھنے کے لئے دونو برابر ہوگئے۔

گورنر جنرل سے جب کلکتہ کے معزز انگریزی باشندون نے یہہ درخواست کی کہ وہ کل بنگال مین مارشل لا جاری کرین تو انہون نے اس سبب سے انکار کر دیا کہ اب بھی مجرمون کے سزا دینے کے اختیارات بہت سے انگریزی کیپوٹ حکام کو دیئے گئے ہین اس لیئے مارشل لا کے جاری کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ اگر مارشل لا جاری کرنے کی وہ ضرورت سمجھتے ہین تو یوروپین سپاہ کا جسکی تقویت کے لیئے وہ اس ایکٹ کو جاری کرانا چاہتے ہین بچانا ناممکن ہو جائیگا غرض لارڈ کیننگ کے ان احکام سے یوروپین گروہ ایسا ناراض ہوا کہ انہون نے آخر سال مین ملکہ معظمہ پاس یہہ درخواست بھیجی کہ وہ ولایت بلا لیئے جائین۔

ان سخت تکالیف و مصائب مین بڑی تسلی یہہ ہوئی کہ پہلی اگست کو اوٹرم صاحب کلکتہ مین ایران کی فتحیابی سے تازہ و توانا ہو کر ہندوستان کی خدمات کی بجا آوری کے لیئے آ گئے چند روز بعد ولیم پیل صاحب مع اپنے بحری برگیڈ کے آ گئے جنکے کارہای نمایان تاریخ مین یاد رہین گے۔ ۱۳۔ اگست کو سر کولن کیمپبل آ گئے جو سپاہ کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اسکے سوا گورون کی سپاہ کی کمکین بھی جلدی جلدی آتی جاتی تھین۔

باب ہشتم

پٹنہ و آرہ ۔ بنگال مغربی بہار

۱۸۵۷ء روہنی مین میک ڈونیلڈ

لارڈ کیننگ بالائے ہند کی بغاوتون کی خبرین سن رہے تھے کہ اب اور تازہ کل بنگال مین یہہ کھلا کہ ضلع سنتھال مین جو کلکتہ سے تین سو میل کے قریباً فاصلہ پر تھا روہنی مین نمبر ۵ بنگال کا رسالہ سوارون کا تھا جسکے کمانڈر میک ڈونیلڈ صاحب تھے انکو اپنی سپاہ کی وفاداری مین کچھ شبہ نہ تھا۔ ۱۲۔ جون کی شام کو وہ اپنے خیمے مین اپنی دوستون کے ساتھ چاء پی رہے تھے کہ ناگاہ تین سوار آئے اور انہون نے انکو اور دو انکے دوستون کو

زخمی کیا۔ اول انہون نے اس بات کا یقین نہین کیا کہ یہہ دغا باز ان ہی کے رسالہ کے سوار تھے
مگر پیچھے انکو اپنی غلطی معلوم ہوئی تو پھر ان تینون سوارون کو گرفتار کر کے تحقیقات کی۔ اگرچہ انکو زخم کی تکلیف
تھی مگر وہ ان مجرمون کو ساری سپاہ کے روبرو پھانسی دینے کے لیئے خود آئے۔ ایک سوار نے
اپنے ہمراہیون سے التجا کی کہ وہ مجھ کو چھڑائین تو صاحب نے دھمکایا کہ اگر اب کچھ بولے گا تو
تیرا بھیجا نکال لیا جائیگا۔ انکے سامنے پھانسیان دی گئین فقط اس افسر کی شجاعت و عالی ہمتی
تھی کہ ہزارون باغیون کی حیوانی قوت پر غالب آئی۔

اس شہر مین ۱۵۸۰۰۰ باشندے رہتے تھے جنمین ۳۸۰۰۰ مسلمان تھے وہ گنگا کے داہنے کنارہ پر
کلکتہ سے شمال مغرب مین ۳۷۷ میل کے فاصلہ پر اور مشرق مین داناپور سے دس میل کے فاصلہ پر
واقع تھا۔ وہ ایک تاریخی نامور شہر ہے۔ اسمین کمشنر رہتا تھا اسکی کمشنری مین اضلاع بتفصیل ذیل
تھے۔ ضلع گیا جس مین اسی نام کا ہندوؤن کا بڑا متبرک شہر ہے۔ ضلع شاہ آباد جو گنگا اور کرمناسا
وسون دریاؤن کے درمیان ہے اور اسکا صدر مقام آرہ ہے جو پٹنہ سے مغرب مین ۳۵ میل پر
ہے۔ سارن جسکا صدر مقام چھپرا ۳۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ چمپارن جسکا صدر مقام موتی ہاری
ہے اور ترہت جو نیپال اور گنگا کے درمیان واقع ہے جسکا سول سٹیشن مظفرپور ہے۔
ان اضلاع مین سے ہر ضلع مین مجسٹریٹ حکمرانی کرتا ہے۔

داناپور کی چھاونی و ڈویزن

داناپور کی چھاونی مین تین ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۷ و ۸ و ۴۰ اور توپخانون کی گورونکی
ایک کمپنی اور ہندوستانیون کی ایک کمپنی اور گورون کی ایک رجمنٹ نمبر (۱۰) تھین اور داناپور
کے ڈویزن مین کمانڈر میجر جنرل لوئڈ صاحب تھے۔ اس ڈویزن کی سپاہ کی حکمرانی شمال مین
اس ملک پر تھی جو نیپال کے پہاڑون کے دامن مین واقع ہے اور مشرق مین برہام پور تک
اور جنوب مین ہزاری باغ اور رام پور تک سے سپاہین جو اس وسیع ملک کی حراست کرتی تھین
سب داناپور مین رہتی تھین الا رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی نمبر ۱۲ سگولی مین رہتی تھی جو ۱۵ میل
کے فاصلہ پر شمال مغرب مین موتی ہاری سے نیپال کی سڑک پر تھی اور داناپور سے شمال مین
سو میل پر تھی۔

صوبہ جسکا دارالسلطنت پٹنہ تھا وہ نہایت زرخیز تھا چند سال سے وہ اسلیئے انتخاب کیا گیا تھا کہ

انگلش زمینداروں کے ذریعہ سے ہندوستانیوں کی محنت شعاری بروے کار انگلنڈ کے سرمایہ کے خرچ کرنے سے ظاہر ہوئی یعنی انگریزوں نے نیل کے کارخانے اپنے سرمایہ سے جاری کیئے تھے جس سے ہندوستانی کاشتکاروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا۔ قدیمی زمیندار بھی یہاں بڑے بڑے متمول رہتے تھے۔ کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان صرف دانا پور ہی مین گوروں کی ایک رجمنٹ تھی اسکو مغربی بہار کی وسعت ۲۱۰۱ مربع میل کی حراست کرنی پڑتی تھی جس مین پندرہ لاکھ باشندے رہتے تھے۔ سپاہ سے لاہور کی طرح یہاں ہتھیار نہین لئے گئے تھے۔ اس لئے گوروں کی رجمنٹ کو دانا پور کی ہندوستانی سپاہ کی نگہداشت کرنی پڑتی تھی لفٹنٹ گورنر ان سے ہتھیار نہین لیتے تھے اور مسٹر ٹیلر کمشنر کو اصرار تھا کہ ان سے ہتھیار لے لیئے جائیں۔

بنگال سول سروس کا ایک ممبر مسٹر ولیم ٹیلر تھا وہ شریف و عالم تھا۔ خداداد بہت سی استعداد اور لیاقتین رکھتا تھا جنکو وہ اس نازک وقت مین کام مین لایا۔ وہ مشکل حالتون کے سہل کرنے مین کبھی غلطی نہین کرتا تھا کبھی اسکے استقلال مین تزلزل نہین آتا تھا۔ جب شروع سال مین بارکپور اور برہام پور مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے تو وہ اُنسے بے اعتنا نہین ہوا۔ اسی وقت سے وہابیون کے حالات کی جستجو مین لگا رہا۔

جب ۱۰۔ مئی کو میرٹھ مین خوفناک حادثہ واقع ہوا تو اسنے پٹنہ کے سارے انگریزون کو بلایا کہ وہ اس بات پر غور کرین کہ اگر پٹنہ مین کوئی کڑا وقت آن پڑے تو اسکے دور کرنے کے کیا کیا وسائل بہم پہنچانے چاہئین۔ جج صاحب نے اسکو یہہ صلاح دی کہ سرکاری خزانہ دانا پور بھیجنا چاہیئے اور جب بغاوت کا ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو دانا پور چلے جانے کے لیئے تیار رہنا چاہیئے اس پر لوک دینے کی صلاح کو ٹیلر صاحب نے مانا نہین اب انہون نے مختصر طور پر انگریزون کے سامنے بیان کیا کہ میرے پاس کیا کیا خبرین آئی ہین میری کیا کیا بیم و امیدین ہین اگر آپ سب صاحبون کو مجھپر اعتبار ہو تو مین تیار ہون کہ ساری جوابدہی اپنے ذمے لے لون اور وہ کام کرون جو ضروری ہین اسکے جواب مین سب انگریزون نے پکار کر کہا کہ وہ اپنے کمشنر پر پورا اعتبار اور بھروسا رکھتے ہین۔

۷۔ جون کو گھوڑ دوڑ کے میدان مین ٹیلر صاحب جانتے تھے کہ انکو یہہ خبر معلوم ہوئی کہ دانا پور مین

آج شام کو ہندوستانی رجمنٹیں برانگیختہ خاطر ہو رہی ہین اور اندیشہ ہے کہ آج ہی رات کو وہ بلوہ کرین پس انہون نے اپنے گھر کو قلعہ بنالیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پاس پاس کی کوٹھیون مین انگریزون کے پاس خود گئے اور دو رہ کی کوٹھیون مین انگریزون کو لکھ بھیجا کہ میری کوٹھی مین اس نازک وقت مین میرے مہمان بنیئے۔ ایک گھنٹہ بھی نہین گذرا تھا کہ پٹنے کے چارون طرف سے مرد اور عورت اور بچے سب جمع ہو گئے۔ کوٹھی پر کل پہرہ دینے والے پولس کے ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان سپاہیون پر کیا بھروسا ہو سکتا تھا؟ ایک پولس کے سپاہی نے اپنے افسر کو دو خط دکھائے جنمین پولس کے سپاہیون کو دانا پور کے سپاہیون نے یہہ لکھا تھا کہ ہم سب دفعتہً بغاوت کرین گے ہم چاہتے ہین کہ تم خزانہ لیکر ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ اس افسر نے یہہ خطوط جب ٹیلر صاحب کو دکھائے تو وہ انکو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ گو یہہ خاص سپاہی پولس کا خیر خواہ ہو مگر ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ پولس اور دانا پور کے سپاہیون کے درمیان سازش ہے۔

یہہ خوش نصیبی تھی کہ کپتان رٹبرے صاحب نے سکھون کی سپاہ بھرتی کی تھی وہ پٹنہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر تھے ٹیلر صاحب نے کپتان صاحب پاس ڈاک مین خط ایک یا دو روز پہلے بھیجا تھا کہ وہ یہان چلے آئین۔

۸۔ جون کو یہہ سکھہ بہت سویرے پٹنہ مین آ گئے جسکے سبب سے اسپر خیر گذری۔ سپاہیون نے اپنی بغاوت کو ملتوی کر دیا تھا پھر انگریز اکثر صاحب کمشنر کی کوٹھی سے اپنے گھرون مین واپس چلے گئے وہ یہہ سمجھ گئے کہ اس شور و شر کے زمانہ مین یہہ کوٹھی ہماری پناہ گاہ ہے۔

پریسیڈنسی بنگال پر جو خوف و خطر طاری تھے ان کے تخمینہ کرنے مین لفٹنٹ گورنر اور کمشنر کی رائون مین بڑا اختلاف تھا اور شہر کی عافیت اس تخمینہ کے صحیح ہونے پر منحصر تھی۔ گو لفٹنٹ گورنر مین بہت سی صفات و خوبیان ہون مگر ان مین سے کسی کا ظہور اسوقت نہین ہوا بہت انگریزون کی یہہ رای تھی کہ غدر کے زمانہ مین اس عہدہ جلیل القدر پر انکا ہونا نامناسب و مضر تھا اور ٹیلر صاحب کا کمشنر ہونا نہایت مناسب و مفید تھا انہون ہی نے اپنی ذکاوت و فرزانگی اور مردانگی سے پٹنہ کو بچا لیا۔ اس کام کا خاص ان ہی کا حصہ تھا۔

پٹنہ مین جو فساد و اشتعال اپنی آنکھون دیکھا رہے تھے انکی پوری رپورٹ لفٹنٹ گورنر کو بھیجی جاتی تھی مگر

گورنمنٹ میجر جنرل کو حکم نہین بھیجتی تھی کہ دانا پور کی سپاہ سے وہ ہتھیار لے لے - میجر جنرل نے بالکل آنکھیں بند کرکے یہہ نہین دیکھا کہ تین رجمنٹون مین سے دو بگڑی اور بپھری ہوئی بیٹھی ہین انکو ابتک اپنی ہندوستانی رجمنٹ پر اعتبار بدستور چلا جاتا تھا اور اب اسپر یہہ اور اضافہ ہوا کہ ۷- جون کو جب اور رجمنٹون نے برانگیختہ و برگشتہ ہونے کا ارادہ کیا تھا اور انکو یہہ موقع تھا کہ سرکاری بیس لاکھ روپیہ کو وہ اپنے قبضے مین کر لیتے مگر انہون نے اسکو آنکھ اٹھا کر بھی نہین دیکھا - اسنے ۲- جون کو گورنمنٹ کو لکھا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ رجمنٹین بھلی چنگی رہینگین اگر کوئی ترغیب تحریک انپر غالب نہین ہوئی اور پانچ روز بعد پھر اسنے یہی رپورٹ بھیجی -

اب گورنمنٹ کے سامنے کمشنر کی رپورٹ تھی کہ ۷- جون کو پٹنہ کس خوف و خطر مین تھا اور میجر جنرل کی رائے یہی تھی کہ ہندوستانی سپاہین بالکل بھلی چنگی رہین گین اگر کوئی بڑی ترغیب اور تحریک انپر غالب نہین ہوگی - گورنمنٹ کو سوچنا چاہیئے تھا کہ سپاہ کے لیئے ترغیب و تحریک ایسی موجود ہین جو انپر غالب آئین - اہل پٹنہ انکو ابھارنے والے اور پٹنہ کی دولت انکو ترغیب دینے والی موجود تھے - گورنمنٹ کی دانائی سے بعید تھا کہ اسنے ان دو باتون کو نہین دیکھا - اسوقت ہتھیار لے لینے بڑی آسان بات تھی - یہان گورون کی دسوین رجمنٹ موجود تھی اور دخانی جہازون پر گورون کی سپاہین دانا پور کے پاس آتی تھین -

لارڈ کیننگ یہہ نہین خیال کرتے تھے کہ کسی خاص شخص کے لیئے یا کسی خاص مقام کے لیئے کونسی بات مفید و بہتر ہے بلکہ وہ عام آدمیونکی اغراض پر جو ان کے ماتحت تھے نظر رکھتے تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ ہتھیار لے لینے کا نہایت برا نتیجہ ان آدمیون کے لئے ہوگا جو ملک کے اور ایسے حصون مین رہتے ہین کہ جہان ہندوستانی سپاہیون کی کثرت ہے اور وہان یورپین سپاہ کا ایک دستہ بھی دکھائی نہین دیتا - پس گورنر جنرل اس امر کے منتظر تھے کہ تازی کمکین آجائین تو پھر شکار بالکل ہاتھ مین آجائے گا اضلاع زیرین کی ایسی شکستہ حالی کی صورت مین انکے اور ان کے ممبرون کے نزدیک سپاہ سے ہتھیار لینا نامناسب تھا -

کپتان رٹیری صاحب نے اپنے سکھ سپاہیون کی مدارات کی رپورٹ بھیجی تو وہ اس قسم کی تھی کہ جس نے ٹیلر صاحب کے دل مین ان خوفون اور اندیشون کو ابھارا اور اکسایا جو اس صوبہ کے حالات سے

بخوبی واقف ہونے کے سبب سے پیدا ہوئے تھے - ان سکھ سپاہیون کو جب وہ پٹنہ کی طرف سفر کرتے تھے لوگ ہمیشہ گالیان دیتے تھے وہ جس طرف ہوتے تھے اسپر طعن کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اپنے مذہب سے برگشتہ ہوگئے ہین اور انسے پوچھتے تھے کہ تم اپنے دہرم کے ساتھی ہوگے یا کافرون کے ساتھی ہوگے - جب وہ پٹنے مین داخل ہوئے ہین تو انکو سکھون نے مندر مین گرونے نہین داخل ہونے دیا - جہان وہ نظر آتے تھے باشندے انسے نفرت کرتے تھے اور انکی حقارت کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے جو مخفی تحقیقاتین کین تو انکے دل مین یقین پیدا ہوا کہ فتنہ انگیزی کے لیے مخفی صلاحین ہو رہی ہین اور راتون کو بدخواہون کی مجلسین اسطرح ہوتی ہین کہ سازش کرنے والون کا پکڑنا مشکل تھا -

ہول زیادہ اٹھتے جاتے تھے - پٹنہ کے جج اور افیون کے ایجنٹ نے اور اور انگریزون نے مع اپنی کنبون کے گھر چھوڑ دیئے اور افیون کے گودام مین پناہ لی - یہی حال اور اضلاع کا تھا - ۱۱- جون کو مسٹر ویک صاحب آرہ کے مجسٹریٹ نے ٹیلر صاحب کو لکھا کہ ریلوی کے بہت سے اہلکار اور لیڈیین اس ضلع سے ہول زدہ ہوکر دانا پور بھاگ گئے ہین -

اضلاع مین ہول کا اٹھنا -

اس حالت مین ٹیلر صاحب نے طاقت عظیم سے راے صائب سے قوت فیصلہ سے کام لیا اپنے تئین برابر والون مین سرفراز کیا - اپنے بڑون سے کسی بات کو چھپایا نہین اسکے صوبہ مین جو اس نازک زمانہ کی حالتین تھین وہ بالتفصیل کلکتہ مین لوگون کو معلوم تھین جب بنارس سے اعظم گڑھ سے ممالک متوسط ہند سے ممالک شمالی و مغربی سے سپاہیون کی سرکشیون کی خبرین آتی تھین تو یہہ سوال بے اختیار لبون پر آتا تھا کہ کیا سبب ہے کہ پٹنہ مین خیر و عافیت ہے؟ اسکا سبب یہہ تھا کہ اس ڈویزن مین ولیم ٹیلر صاحب کمشنر تھا وہ جری بہادر مستقل مزاج ایسے تھے کہ جہان ضرب لگانے کی ضرورت ہوتی وہان ضرب لگانے کے لیے تیار ہوتے وہ نہایت تاریک حالتون مین بھی تامل یا خوف نہین ظاہر کرتے تھے جس ہاتھ سے انکی خصلت بنائی گئی تھی اسکے زیادہ امتحان کا وقت جلد آگیا - دانا پور کے سپاہیون مین اور اضلاع کے باشندون مین ہر روز بدخواہی زیادہ ہوتی جاتی تھی مسٹر ٹیلر نے حکم دیا کہ چھپرا اور آرہ کے خزانے پٹنے مین آجائین تاکہ ان کے روپے انکی آنکھون کے سامنے ہوجائین

ٹیلر صاحب کی دلاوری اور ان کی مردانگی

کمشنری کے چھوٹے اضلاع مین عہدہ دارون کو اپنی جگہہ سے ہلنے نہین دیتا تھا اور جو انگریز اس خوف کے مارے کہ بلوہ ہونے کو ہے اپنے کام چھوڑکر چلے گئے تھے انکو واپس بلایا ہر روز ڈاک و قاصدان پاس خبرین لاتے تھے کہ ایک طرف بدخواہی اور دوسری طرف خوف زدگی ہو رہی ہے قتل کرنے کو ٹھبون مین آگ لگانے اور بلوہ کرنے کے لیئے سازشین ہو رہی ہین انکو یہہ خبر بھی ہوئی کہ کنورسنگہ جو ایک بڑا زبردست زمیندار تھا اور اسکے علاقہ مین آرہ کے پاس بہت سے سپاہی منش آدمی رہتے تھے وہ اسکے ساتھ شریک ہوکر مخفی تیاریان کر رہے ہین کہ جب پہلا موقع ہاتھ آئے تو غدر مچادین۔

اسوقت ٹیلر صاحب ان خبرون پر اعتبار نہین کرتے تھے جو خاص کنورسنگہ کے باب مین آرہی تھین وہ خوب جانتے تھے کہ اضلاع کے زمینداروں اور رئیسون کو بغاوت پر آمادہ یہہ دو چیزین یا انہین سے ایک کر سکتی ہین کہ دانا پور مین ہندوستانی سپاہ بغاوت کرے یا پٹنہ مین باشندے سرکشی کرین۔ یہہ بات صاف ظاہر تھی کہ دانا پور کی سپاہ کی کامیاب بغاوت پٹنہ کے باشندون کو سرکش بنادیگی اور پٹنہ کے باشندون کی کامیاب سرکشی دانا پور کی سپاہ کو شتابی سے باغی بنادیگی۔ غرض ان مین سے کوئی فساد کھڑا ہوگا تو وہ وبا کی طرح کمشنری کے تمام اضلاع مین پھیل جائیگا۔ انکی ساری توجہ اس بات پر تھی کہ سپاہ کسی طرح باغی نہ ہو۔

سوا اور علامات کے خطوط جو پکڑے جاتے تھے ان سے ثابت ہوتا تھا کہ ہندوستانی سپاہ بغاوت کرنے کے لیئے موقع و وقت کے انتظار مین بیٹھی ہے۔ اس لیئے ٹیلر صاحب کو یہہ امر ناگزیر معلوم ہوتا تھا کہ سپاہ سے بلا توقف فوراً ہتھیار لے لیئے جائین۔ انہون نے بڑی کوشش کی کہ اس باب مین لوئڈ صاحب کو اپنا ہم خیال اور ہم راے بنائین مگر وہ اس مین کامیاب نہین ہوئے۔ لوئڈ صاحب کے جو خیالات تھے وہ اوپر مذکور ہوئے انہون نے کہا کہ مین اس باب مین لارڈ کیننگ سے جداگانہ خط و کتابت رکھتا ہون مین اس نازک زمانہ مین کل صوبہ کے کامون کو جاری رکھونگا بغیر اسکے کہ ہتھیار لینے کی تدبیر عظیم کی جائے۔

ٹیلر صاحب کی مشکلات اب ہزار گنی ہوگئی تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ایک بدخواہ شہر انکی

آنکھون کے سامنے تھا - اضلاع مختلف رقبون کے سو میل سے زیادہ سے لیکر تیس میل تک بگڑے بیٹھے تھے - بدخواہ زمینداران اضلاع کے بڑے حصون مین اپنا اقتدار رکھتے تھے - دروازہ سے چند میل کے فاصلہ پر تین ہندوستانی رجمنٹین موجود تھین جو بغاوت کرنے کے موقع و وقت کی منتظر تھین انکی خط و کتابت سے ثابت ہوتا تھا کہ ان مین بغاوت کرنے کیلئے آپس مین عہد و پیمان ہو گئے ہین - ان مشکلات کا دیکھنا بھی مشکل ہے جو شخص واحد کے سر پر آن کر پڑی تھین - ہندوستان کے اور مقامات بھی معرض خطر مین تھے مگر وہ کمشنری پٹنہ کے برابر نہ تھے - اس کمشنری مین بہت سی جانون کا خزانون کا وسیع ملک کا بچانا ایک شخص کے ذمے تھا کوئی مددگار نہ تھا - اس کے پاس ایک یورپین سپاہی نہ تھا - صرف چند سکھ سپاہی اس پاس تھے ٹیلر صاحب کو کئی سو یوروپین کی جانین بچانی تھین جو تمام کمشنری مین پھیلے ہوئے تھے اسکو خزانہ بچانا تھا جسکے اندر تیس لاکھ روپیہ اسکی آنکھون کے سامنے تھا اور اس خزانہ سے زیادہ روپیون کو اور اضلاع مین بچانا تھا - افیون کا گودام لاکھون روپیہ کا قیمتی بچانا تھا - یہہ سب کام انکو اپنی نیکنامی اور قوم کی ناموری کے لئے کرنے تھے - چارون طرف ہل چل ہو رہی تھی ایک لمحہ مین بغاوت و سرکشی انکی دروازہ کے قریب آسکتی تھی -

ٹیلر صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت مین دو سپاہین یا دو بولی ٹکل فریق آپس مین ایک دوسرے پر ہتھیار لگائے بیٹھے ہین اور ہر ایک اپنے موقع و وقت کی نگرانی کر رہا ہے فتحیابی کا غالباً اسطرف میلان ہوگا جو اول ضرب لگائے گا اس لیئے انہون نے یہہ قصد کیا کہ بدخواہان کے سرغنون پر مین ایسا صدمہ پہنچاؤن کہ وہ بے دست و پا ہو جائین - انہون نے جو تدبیر سوچی تھی وہ ایک معنی کر دشمنون سے ہتھیار لینے کی تھی مگر انہین یہہ زور تو تھا نہین کہ وہ پٹنے کے باشندون سے ہتھیار لیکر غیر مسلح بنا دیتے مگر انہون نے انکے صلاح و مشورہ کی عقل کے ہتھیار اسطرح لے لیئے کہ انکے معتبر و معزز پیشواؤن اور مقتداؤن کو مقید کر لیا - یہہ کام انکا بڑا بہادرانہ دلیری کا تھا انہون نے یہہ امر خوب تحقیق کر لیا تھا کہ بدخواہ باشندون کے سرغنہ وہابی مولوی ہین جنمین سربرآوردہ تین مولوی شاہ محمد حسین - احمد اللہ - واعظ الحق ہین جنکے کہنے مین ساری وہابی چلتے ہین - ان مولویون کے معمولی طور پر گرفتار کرنے مین تو بلوہ ہونے کا اندیشہ تھا جس مین جانونکی

ٹیلر صاحب نے اول ضرب لگانے کا قصد کیا -

جانے کا خطرہ تھا اس لیئے انہون نے یہہ حکمت کی کہ ۱۸ - جون کو ان تینون مولویون اور چند معزز رئیسون کو یہہ کہکر اپنی کوٹھی پر بلایا کہ بعض انتظامی معاملات مین گفتگو کرنی ہے - ۱۹ - جون کی صبح کو انکی کوٹھی پر یہ سب رئیس جمع ہوئے - کمشنر صاحب مع رئیڈری صاحب اور چند انگریزون کے ملاقات کے کمرہ مین آئے - مولوی احمد اللہ نے شہر کی محافظت کے لیئے چند معقول تدبیرین بتلائین پھر کچھ باتین ہو ہوا کر مجلس برخاست ہوئی اور ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ سوا ان تین مولویون کے جنکا نام اوپر لکھا ہے سب رخصت ہون پھر وہ مولویون کی طرف یون مخاطب ہوئے کہ مین مجبور ہون آپکو بطور آنرل یاضامن کے رکھتا ہون تاکہ آپ کے مرید و معتقد نیک چلن رہین یہہ کہکر مولویون کو رئیڈری صاحب کی حراست مین حوالہ کیا انہون نے انکو سکھون کے قریب ایک آسائش کے مکان مین رکھا - مولوی احمد اللہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہہ آپکا بڑا لطف و کرم ہمارے حال پر ہے اور آپ کی بڑی دانائی ہے ـــــ ہم غلامون کو آپ کے اس حکم کے سبب سے ان جھوٹی تہمتون سے رہائی ہوگئی جو ہمارے دشمن ہمپر لگایا کرتے تھے - ٹیلر صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ جس بات مین آپ کی خوشی ہو وہ ہمین پسند ہے - جب یہہ تینون مولوی جانے لگے تو مولوی احمد اللہ سے ٹیلر صاحب نے کہا کہ مین نے تمہارے باپ کو گرفتار نہین کیا - اب اسکی جان تمہارے ہاتھ مین اور تمہاری جان اسکے ہاتھ مین ہے - مولوی اس کنایہ کو خوب سمجھ گیا -

۱۹ - جون کو مولوی مہدی گرد اور شہر کا مجسٹریٹ اس شبہ مین گرفتار ہوا کہ وہ بدخواہون سے چشم پوشی کرتا ہے ان سرغنون کی گرفتاری سے ہندوستانی سپاہ مین ایک خوف پیدا ہوا ۲۰ - جون کو ٹیلر صاحب نے حکم دیا کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اہل شہر تمام اپنے ہتھیار حوالہ کردین اگر اس حکم کے خلاف کام کرینگے تو سزا پائینگے اور کوئی اہل شہر سوا ان آدمیون کے جو اس حکم سے مستثنے کیئے گئے ہین رات کے نو بجے کے بعد اپنے گھر سے باہر نہ نکلین - انہون نے داناپور کی چھاونی مین اہل شہر کی آمد و رفت بھی بند کردی -

ٹیلر صاحب کی بہادرانہ تدبیر مین بڑی کامیابی ہوئی - بدخواہون کے سرغنہ گرفتار ہوئے جسکے سبب سے اہل شہر کو سرکشی کرنے کا حوصلہ نہ ہوا ہزارہا ہتھیار صلح کے ساتھ لے لیئے گئے

شب مین سازشون کے کرنے کی مجلسین بند ہوگئین۔ اسکا پہلا عملی نتیجہ یہہ تھا کہ جج صاحب اور افیون کے گودام کے ایجنٹ اور بعض اور انگریز جو خوف کے مارے اپنے اپنے گھر چھوڑ کر افیون کے گودام مین چلے گئے تھے پھر اپنے گھرون مین آنکر آباد ہوئے مسٹر ٹیلر کے ان احکام سے اور ضلاع مین بھی بدخواہون کی تعداد کم ہوگئی۔

۲۳ جون کو سازش زدہ لوگون کا ظاہر ہونا

ٹیلر صاحب کی کامیابیون کا تار ٹوٹا نہین۔ ۲۳۔ جون کو وارث علی ایک ہندوستانی پولس افسر ضلع ترہت مین گرفتار ہوا جس پاس بہت سے خطوط ایسے نکلے کہ جن سے معلوم ہوتا تھا کہ علی کریم نے بہت دور تک لوگون کو بغاوت پر آمادہ کرنے کے لئے سازش کی ہے علی کریم بڑا دولت مند زمیندار پٹنہ سے نو میل پر رہتا تھا۔ ٹیلر صاحب نے پٹنہ کے مجسٹریٹ لوئس صاحب کو اسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ہندوستانی افسر نے مجسٹریٹ کو سمجھایا کہ سوار ساتھ لیجانے کی ضرورت نہین اور اسنے علی کریم کو اطلاع دی کہ مجسٹریٹ تم کو گرفتار کرنے آتے ہین وہ یہہ خبر سنکر ہاتھی پر سوار ہوکر مجسٹریٹ کی آنکھون کے سامنے سے بھاگ گیا مجسٹریٹ صاحب اپنے ٹٹو پر سوار اسکو دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اسکے ہاتھی کا نہ انکا ٹٹو نہ انکی دو ٹانگین تعاقب کر سکین۔

۳ جولائی کو پٹنہ مین بلوہ

یہہ بلوہ اسطرح ہوا کہ دو سو مسلمان جہادیون مقتدا اور پیشوا پیر علی کتاب فروش بنا اور نقارہ بجا کے جہاد کا سبز جھنڈا اکھڑا کیا اور شہر کے وسط مین رومن کیتھولک چرچ کی طرف بڑھا جب اسکی خبر ٹیلر صاحب کو ہوئی تو انہون نے اس بلوہ کے مٹانے کے لیئے ریٹری صاحب کو ۱۵۰ سکھون کے ساتھ بھیجا اور شہر کے یوروپین کے بچانے کے لیے وہی تدبیر کی جو ۷۔ جون کو کی تھی۔ پاس کی کوٹھیون کے انگریزون کو وہ خود بلا کر اپنی کوٹھی مین لے آئے۔ اس عرصہ مین کہ جہادیون سے سکھ لڑنے کے لئے پہنچین جہادیون نے ڈاکٹر لائل صاحب کو مار ڈالا۔ یہہ خون انکے منھ کو ایسا لگا کہ وہ اورون کے شکار کرنے پر مستعد ہوئے۔ مگر سکھون کا مقابلا انسے چند سکنڈ بھی نہین ہوسکا۔ سکھون کی سنگینون نے اس بلوہ کو بالکل دور کردیا۔

چوتھی پانچین جولائی کو شہر مین مرغنون کی تلاشی ہوئی ۴۳ فتنہ انگیز گرفتار ہوئے انمین

پیرعلی بھی جو اصل بانی فساد تھا اور شیخ گھسیٹا جو لطف علیخان کا بڑا معتبر ملازم تھا گرفتار ہوئے لطف علیخان پٹنے مین سب سے زیادہ دولت مند تاجر تھا۔

ان اکتیس مجرمون مین سے چودہ کو تو فوراً پھانسی دی گئی۔ انمین وارث علی بھی تھا جسکا نام پہلے لکھا گیا ہے دو مجرمون کی جنکا نام اوپر لکھا گیا ہے زیادہ تحقیقات کی گئی۔

یہہ ثابت ہوا کہ تمام فساد کی جڑ پیرعلی تھا جسنے انگریزون کے برخلاف جہاد قائم کیا۔ شیخ گھسیٹا مہینون سے بہت سے آدمیون کو تنخواہ دیتا تھا کہ جب وقت آ گئے تو وہ اپنے مذہب اور شاہ دہلی کے لیئے لڑنے کو تیار رہون ان کامون کے واسطے بہت روپیہ چاہیئے تھا پیرعلی تو غریب آدمی تھا۔ شیخ گھسیٹا ایک بڑے مہاجن کا ہاتھ تھا۔ غرض ان دونو کو پھانسی ہوئی لطف علیخان اس سبب سے کہ شہادت ناکافی تھی جج نے چھوڑ دیا۔

سید ولایت علی خان و مولابخش ڈپٹی مجسٹریٹ اور ہدایت علیخان صوبہ دار سکھونکی پلٹن کا یہہ تینون مسلمان سرکار کے بڑے پکے و سچے خیرخواہ تھے۔ ٹیلر صاحب کے تمام کامون مین مددو معاون تھے۔ وہ ان ایام غدر مین رات دن سرکار کی خیرخواہی کے کامون مین لگے رہے تھے اور شہر کے سارے حال سے کشنر صاحب کو اطلاع دیتے تھے۔ پٹنہ کے مسلمانون کی قسمت ان ارباب ثلاثہ کے ہاتھ مین تھی وہ ان مسلمانون کو سزا سے بچاتے تھے جنپر جرم ناحق لگائے جاتے تھے اور ان مسلمانون کو سزا دلاتے تھے جو حقیقت مین مجرم ہوتے تھے۔

قسمت پٹنہ کی سرحد پر سگولی ایک چھاونی تھی جسمین نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی اور اسکے کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے۔ جب کہ یہان مین غدر کے خوف نے اپنی آنکھین دکھانی شروع کین تو میجر ہومز نے ۲۵ مئی کو لارڈ کیننگ کو بڑی صفائی اور آزادی سے لکھا کہ اسوقت کی پولیسی یہہ ہے کہ نہایت تشدد کے ساتھ بغاوت کے دبانے مین جد جہد کی جائے تو اس کے جواب مین ۳۰ مئی کو لارڈ کیننگ نے لکھا کہ تمہاری پولیسی بالکل غلط ہے بے سوچے سمجھے خونی تدابیر کرنا مرض کا علاج نہین ہے مگر ہومز صاحب نے اس ملامت کا خیال نہین کیا بلکہ ۱۵ جون کو یہ جواب دیا کہ مین نے اپنا عزم جزم کرلیا ہے کہ ان اضلاع مین اپنے قوت بازو سے انتظام

[illegible]

قائم رکھون ۔ اسنے وہ تدبیر کی جو سادی تھی مگر بڑی موثر و کارگر ۔ اس کے پاس ایک ہندوستانی رجمنٹ تھی جسکے سوارون پر وہ پورا اعتبار کرتا تھا ۔ اگرچہ سپاہی دلی خیرخواہ اس کے نہ تھے مگر اسکی شجاعت کے سبب سے انکے کہنے کا اثر ان پر ایسا ہوتا تھا کہ وہ ان کے احکام کی فوراً تعمیل کرتے تھے انکے نام کا خوف لوگون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا تھا کہ کسی شخص کو یہہ جرأت نہین ہوتی تھی کہ وہ بغاوت کے لئے اپنی انگلی بھی اٹھا سکے ۔ لارڈ کیننگ نے" اپنی چٹھی مین یہہ استدلال کیا کہ جن سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی ہے انکو خوف نے دیوانہ بنا رکھا ہے" لیکن ہومز صاحب اس کے برخلاف یہ سمجھتے تھے کہ خوف ہی سپاہیوں کو اپنی پہلی حالت پر عود کرائیگا جیسے کہ جانور جب خوف زدہ ہوتے ہین تو اپنے مالکون کے پاس چلے آتے ہین ایسے ہی سپاہیون کو بالکل خوف زدہ ہونا اپنے مالکون کے پاس لے آتا ہے ۔ جب تک سپاہی گائے کی طرح مطیع و فرمان بردار نہ ہوجائین ان کے خوف کی نسبت استدلال کرنے مین کوشش بے فائدہ ہے مسٹر ہومز کا اپنے رسالہ پر اعتبار بمقتضائے بشری تھا وہ اس کے ساتھ مدت تک رہے تھے اس کے کارہائے نمایان کابل سے لیکر برہما تک دیکھ چکے تھے ۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہہ کہہ سکے کہ اگر گورنمنٹ انڈیا دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لینے مین انکار نہین کرتی تو کتنی جانین بچ جاتین اور کتنی مصیبتین ٹل جاتین ۔

ٹیلر صاحب تین ہفتے تک جنرل لوئڈ کو سمجھاتے رہے کہ وہ دانا پور کی سپاہ سے ہتھیار لے لین اس عرصہ مین انہون نے انتظام بھی رکھا مگر وہ جانتے تھے کہ اگر لوئڈ صاحب نے میری رائے ماننے مین غفلت کی تو دیر سویر غدر ضرور برپا ہوگا اور باغی سپاہیون کے ملک مین پھیلنے سے جو کچھ مین نے نیکی کی ہے وہ برباد ہوجائیگی میرا سارا بندوبست بگڑ جائیگا ۔ چونکہ کلکتہ کے انگریزی سوداگر بہار سے اپنی بڑی اغراض اس سبب سے رکھتے تھے کہ ان کا بڑا سرمایہ نیل کی زراعت و تجارت مین لگا ہوا تھا انہون نے یہ عزم کیا کہ اپنی دلائل کو گورنمنٹ کے روبرو بیان کرکے اسکو ترغیب دین کہ وہ جنرل کو حکم دے کہ سپاہ سے ہتھیار لے لے جرنیل کو خود ہمت و جرأت ایسی نہین ہے کہ وہ جوابدہی کو اپنے ذمے لیکر یہہ کام کرے ۔ انکو اپنے خیالات کے ظاہر کرنیکا

موقع اسلیئے خوب ہاتھ لگ گیا تھا کہ لارڈ کیننگ نے دانا پور کی سپاہ کے ہتھیار نہ لینے کے لئے یہہ
عذر کیا تھا کہ جب تک ان پاس تازہ کمکین نہین آئینگی انہین یہہ قوت نہین ہے کہ وہ سپاہ سے
ہتھیار لے لین - اب یہہ عذر نہین ہو سکتا تھا اس لیئے ان پاس تازہ کمکین آگئین تھین اور
انکو حکم ہوا تھا کہ وہ گنگا مین دانا پور کے پاس سے ہو کر گذرین اور وہان کے جرنیل سے اجازت
لیکر آگے بڑہین - گورنر جنرل خود اقرار کرتے ہین کہ اب شکار میرے اپنے ہاتھون مین ہے -
مگر انکو جو کام خود کرنا چاہیئے تھا اسکی جوابدہی دانا پور کے بوڑھے جرنیل لوئڈ کے ذمے ڈال دی
وہ خوب جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ انکی ہٹیا نچلی اور ساکت ہیگی اگر نیر بڑی ترغیبون
و تحریکون نے غلبہ نہین کیا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ لوئڈ صاحب کی کبھی یہہ ہمت و جرأت
نہین ہوگی کہ وہ اپنی ہوشیاری کو کام مین لا سکے - پھر بھی یہہ امر اسکی راے پر چھوڑا کہ تازہ کمکین سپاہ
کی جو آئی ہین انسے وہ مدد لے کر اپنی سپاہ سے ہتھیار لے لے جسکے سبب سے کسی شرارت کا
کرنا سپاہ کے اختیار مین نہین رہے - تاجرون کو اپنے خانگی طور پر جنرل کے فیصلہ پر جو نامردی پر
مبنی تھا اطلاع ہو گئی تھی اس لیئے انہون نے پھر عزم کیا کہ آخر کوشش پھر کیجیئے کہ لارڈ کیننگ
اپنی راے کو بدلین انہون نے اپنا ڈیپیوٹیشن لارڈ کیننگ پاس بھیجا کہ وہ انسے التجا کرے
کہ وہ تجارتی اغراض پر غور کرین جنپر دانا پور کی سپاہ کے دھمکانے سے صدمہ پہنچنے کو ہے
اور انسے التماس کرے وہ انکی اغراض کی باتون کو محفوظ رکھین اور لوئڈ صاحب کو حکم دین کہ وہ
سپاہ سے ہتھیار لے لین جسسے پھر پبلک کو بھروسہ و اعتماد ہو جائے - لارڈ کیننگ نے انکی درخواست
کو نامنظور کیا -

واقعات جو پیچھے وقوع مین آئے وہ نتائج گورنمنٹ کے ان فیصلون کے تھے جنکا
خلاصہ ذیل مین درج ہوتا ہے اول دانا پور کی سپاہ کے ہتھیارون کے لینے سے ایسے وقت
مین انکار کرنا کہ اسکے جنوب مین سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے تھے اور شمال مین بغاوتین ہو رہی
تھین اور شہر مین اور دانا پور کے پاس کے اضلاع مین رعایا کی بدخواہی روز بروز عیان
ہوتی جاتی تھی دوم کلکتہ کے اہل تجارت کی اس درخواست کا نامنظور کرنا کہ دانا پور کی سپاہ سے
ہتھیار ایسے حال مین لے لیئے جائین کہ یورپین سپاہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی - سوم تمام

جوابدہی کو اس افسر پر منتقل کرنا اپنی ماتحت سپاہ سے ہتھیار لینے کی برخلاف رائے رکھنا تھا
اب ان فیصلون کے نتائج لکھتے ہین۔

میجر جنرل کو یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ نمبر ۵ فیوزیلیرس جو الہ آباد کو جاتا ہے اگر وہ مناسب جانے تو اسکو ٹھیرا لے انکی اور نمبر ۱۰ رجمنٹ کی مدد سے دانا پور مین اپنے ماتحت تین ہندوستانی رجمنٹون سے ہتھیار لے لے مگر میجر جنرل نے اس جوابدہی پر لات ماری انکو سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ہی پسند نہ تھا۔

جب ۲۲- جولائی کو نمبر ۵ فیوزیلیرس کا بڑا حصہ دانا پور مین آیا تو جنرل نے نہ اسے یہہ کہا کہ جہاز پر سے اتر یا ٹھیرو- اسنے بے تامل اپنی راہ لی- جب وہ چلا گیا تو میجر جنرل کو یہہ شبہہ ہوا کہ اسنے کام صحیح نہین کیا وہ الٹا پلا نہین سکتا تھا- نصف افسوس اور نصف شبہہ مین بیٹھا تھا کہ دو دن کے بعد نمبر ۳۷ رجمنٹ کی دو کمپنیان دانا پور کے اسٹیشن پر آئین تو انکو جنرل نے فوراً ہدایت کی کہ وہ جہاز سے اتر پڑین مگر میجر جنرل مین یہ لیاقت ہی نہ تھی کہ وہ اس سپاہ سے کوئی کار نمایان کرتا- اگرچہ یہہ سچ ہے کہ آدمی دریائی مین دفعتہً نہین ڈوب جاتا بلکہ بتدریج غرق ہوتا ہے تو یہہ بھی سچ ہے کہ ایک ضعیف آدمی یکایک قوی نہین ہو سکتا- لوئڈ صاحب کے سر سے جو جوابدہی زبردستی چپیکی گئی تھی وہ اس سے بیتنگ ہوتا تھا اسکی کم بختی تو یہہ تھی کہ اسکی گرفت مین وہ خاردار درخت تھا جسکے کانٹے سوئیون کی طرح چبھتے تھے اسکے پکڑنے سے بھی اور اس کے چھوڑنے سے بھی ڈرتا تھا- چھوڑے ہی بنتی تھی نہ پکڑے ہی بنتی تھی- انہون نے ابھی اسے چھوا تھا جب اس کے کانٹے چبھے تو وہ اور ون پر الزام لگاتے

جنرل صاحب نے سوچ بچار کرنے کے بعد یہہ فیصلہ کیا کہ سپاہیون سے پرکشن کیپس اٹھوا لی جائین جس سے انکی قوت سلب ہو جائے مگر انکی عزت باقی رہے وہ اپنی بندوقین اپنے پاس رہنے دین انہون نے ۲۵- جولائی کی صبح کو حکم دیا کہ گورون کی پریڈ ہو- جب یہہ سپاہ کھڑی ہو تو بیلگاڑیان دو چھکڑے جا کر اس مین سے ٹوپیون کے صندوقون کو گھر لے آئین- اس حکم کی تعمیل ہوئی- گورون کی نمبر ۱۰ رجمنٹ اور نمبر ۳۷ کی رجمنٹ کی دو کمپنیان اور ایک کمپنی [illegible] بیلگاڑیون کو دو چھکڑے اور اس کے ساتھ ایک افسر اور کچھ سپاہی بھیجے گئے

چھکڑے میگزین پر گئے اور ٹوپیون کے صندوقون کو بھر کے ملے آئے۔ جب یہہ چھکڑے ہندوستانی رجمنٹ کی لینون مین آئے تو سپاہی برانگیختہ خاطر ہوئے مگر افسرون نے ان کے غصہ کو دہیما کر دیا۔ جنرل صاحب اپنی اس تدبیر کے چل جانے سے بڑے خوش ہوئے کہ اب ہر سپاہی پاس پندرہ ٹوپیان رہ گئین ہین وہ ایسے دیوانے نہین ہین کہ ایسی حالت مین مقابلہ حملہ کرینگے

میجر جنرل نے اب ہندوستانی سپاہ کے افسرون کو یہہ سخت حکم دیا کہ وہ سپاہ کے توسدان کی ٹوپیان لے لین اس حکم کی تعمیل ہوئی کہ ایک بجے پریڈ ہوئی۔ جنرل نے یہہ احتیاط نہین کی کہ یوروپین سپاہ کو پریڈ پر بلاتے جسوقت پریڈ ہوئی گورے اپنی بارکون مین کھانے پینے مین مصروف تھے۔ جنرل بے سروپا ہدایتین کر کے خود دریا پر ایک دخانی جہاز مین جا بیٹھا جو اس دن صبح کو آیا تھا۔ سپاہ جو پریڈ پر بے ہتھیارون کے کھڑی تھی ان کے کمانڈرون نے ہندوستانی افسرون سے کہا کہ وہ ہر سپاہی کے توسدان مین سے ٹوپیان لے لین اور اس کے سامنے یہ وجہ بیان کر دی کہ یہہ تدبیر احتیاطاً اس لیئے کی جاتی ہے کہ جو سپاہی سرکار کے نیکخواہ ہین انکو مفسدہ پرداز سپاہی اغوا کر کے گمراہ نہ کر سکین۔ ہندوستانی افسرون نے جو اپنے سپاہیون کے خیرخواہ تھے اس بات کو کہہ کر ہوا مین اڑا دیا۔ نمبر ۷ و ۸ رجمنٹون کے سپاہیون نے ٹوپیان نہ دین وہ میلیس (سلحہ خانے) مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین لے آئے اور اپنے افسرون پر فیر کرنے شروع کیئے نمبر ۴۰ رجمنٹ نے تھوڑی دیر تامل کر کے یہی طریقہ بغاوت اختیار کیا۔

جسوقت یہان یہہ ہنگامہ برپا تھا میجر جنرل لوئڈ دخانی جہاز پر چہل قدمی کر رہے تھے اور یوروپین سپاہی ڈنر کھا رہے تھے۔ میجر جنرل پہلے سے یہہ انتظام کر گئے تھے کہ اگر کوئی دنگہ فساد ہو تو اسپتال کا یوروپین گارڈ بندوقون کی دو گولیان متصل چھوڑے۔ ڈیڑھ بجے دن کے گولیون کی آوازون نے جنرل صاحب کو خبر دی کہ ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی۔ اس بغاوت کے ہوتے ہی انگل گورون کی سپاہ کے جمع ہونے کا ہوا۔ دسوین رجمنٹ باتحت لفٹنٹ کرنیل فین وک صاحب کے اور سینتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیان موجودہ سینئر کپتان کے ماتحت اور توپخانہ کرنیل ہیوش کے ماتحت باہر جمع ہوا مگر کوئی افسر نہ تھا جو ساری

سپاہ کا کمانڈر بنتا۔ میجر جنرل لوئڈ کہتا ہے کہ مین نے پہلے سے ہدایتین کر دی تھین کہ ضرورت کی صورت مین کرنیل ہیوٹس کو کس کس طرح کامون کو کرنا چاہیئے۔ مین جانتا تھا کہ میرے ان احکام کے موافق یوروپین سپاہ باغی سپاہ پر حملہ اور انکا تعاقب کریگی۔ سپاہ کے جنبش نہ کرنے پر جنرل نے مضطربانہ دوپہر کے بعد ایک سٹاف افسر بھیجا کہ وہ توپخانہ کو آگے لے جائے اور دوسرا افسر بھیجا کہ وہ نمبر ۳۷ رجمنٹ کا کمانڈر بنے اور کرنیل فین وک کے ماتحت کام کرے۔

یہہ امر تو تحقیق نہین کہ میجر جنرل نے سپاہ کی بغاوت سے پہلے صحیح اور درست احکام دیئے تھے یا نہین۔ مگر یہہ امر یقینی ہے کہ میجر جنرل کی غیر حاضری سے بہت توقف سپاہ کے بڑہنے مین ہوا۔ اور جب سپاہ نے اپنی جگہہ سے جنبش کی تو بہت دیر ہوگئی تھی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ میجر جنرل کہان ہے اور نہ دسوین رجمنٹ کا کمانڈر نہ توپخانہ کا کمانڈر یہہ سمجھتا تھا کہ مجھے میجر جنرل کی غیر حاضری مین کام کرنے کا کیا اختیار ہے۔ بہت دیر کے بعد جو دو افسر جہاز پر سے آئے تو سپاہ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا۔

باغیون کو حیرت تھی کہ اس آسانی سے انکو کامیابی حاصل ہوگئی انہون نے اپنی لال کرتیان اتار ڈالین اور اپنے توسدانون مین رجمنٹ کے سٹور مین سے سب ٹوپیون کو بھر لیا اور سب دریا سون کی طرف دوڑے کہ دریا پار ہوکر آرہ جائین چند سپاہیون نے گنگا پار جانے کا قصد کیا تو میجر جنرل نے دخانی جہاز پر سے اپنر گولیان چلا کر روک دیا۔ بعض کہتے ہین کہ میجر جنرل دخانی جہاز پر اسی خیال سے آگیا تھا کہ سپاہ کو گنگا پار نہ اترنے دے۔

یوروپین سپاہ ہندوستانی رجمنٹون کی لینون پر پہنچی تو انہون نے دیکھا کہ سپاہ غائب ہے اسنے انکے چھپرون مین آگ لگادی اور قیام کیا کچھ احکام اس پاس آئے نہین میجر جنرل دخانی جہاز پر تھا کسی اور نے اسکے اختیارات کو غصب نہین کیا۔

دانا پور مین جس دن ہنگامہ بغاوت برپا ہوا ہے اسی دن اس ڈویزن کی سرحد پر سگولی کی چھاونی مین سپاہ نے بغاوت کی۔ ہم نے لکھا ہے کہ یہان نمبر ۱۲ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جسکا کمانڈر میجر ہومز صاحب تھے وہ اپنی سپاہ پر پورا اعتماد رکھتے تھے۔ انکی بڑی پولیسی یہ تھی کہ جو شخص کوئی بغاوت و بدخواہی کا کام کرے فوراً اسکو سزا دی جائے۔ ان خیالات کے

باغیون کا آرہ کی طرف جانا

سپاہ کا غائب ہونا

سگولی مین سپاہ کی بغاوت

سبب سے انہون نے قانون کو اپنے ہاتھہ مین لے لیا انہون نے اپنے اختیار سے اپنی چھاونی کے متصل کے پانچ اضلاع مین مارشل لا کا اشتہار دیدیا۔ پہلے بیان ہوا ہے کہ وہ اپنے سپاہیون پر پورا اعتبار رکھتے تھے وہ بیس سوارون سے لیکر پچاس سوارون کے غول اضلاع مین بھیجتے تھے کہ وہ بدخواہون کو ڈرائین اور انتظام قائم رکھین ہر سپاہی یا باغی جو بغاوت کے سبب سے پکڑا جاتا تو اسکی روبکاری کورٹ مارشل مین ہوتی اگر جرم ثابت ہوتا تو پھانسی پاتا اگر دانا پور کی سپاہ بغاوت نہ کرتی تو غالباً میجر ہومز اپنے پاس کے اضلاع مین بندوبست قائم رکھتے۔ مگر جب دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی تو ۲۵- جولائی کو نمبر ۱۲ کے رجمنٹ کے چار سوارون نے میجر ہومز کو اور انکی بی بی کو جو نامور جرنیل سبل کی بیٹی تھی مار ڈالا اور یورپین کو قتل کیا خزانہ لوٹ لیا۔

جب ٹیلر صاحب کو معلوم ہوا کہ دانا پور مین سپاہ نے بغاوت کی اور اسکا تعاقب بھی نہین ہوا اور یہہ بھی نہین معلوم ہوا کہ باغی سپاہ کس طرف گئی اس لیے انہون نے ولنٹیرون کا ایک گروہ مرتب کیا اور اس کے ساتھہ پچاس سکھہ اور پچاس پولس کے سپاہی اور کچھہ تھوڑے سے سوار شامل کیے اور ان سب کو پھلواری بھیجا کہ وہان شب باش ہون اور میجر جنرل کو اس گروہ کی روانگی کی اطلاع دی اور درخواست کی کہ وہ کچھہ گورون کی سپاہ اور پھلواری پر بھیجدین انکو یہہ یقین تھا کہ باغی سپاہ اسی طرف جائیگی۔ مگر ٹیلر صاحب کو دوسرے روز صبح کو معلوم ہوا کہ نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ نے بغاوت کی اور کل رجمنٹ سارے ملک مین پھیل گئی معلوم نہین کہ وہ کہان کہان صدمہ پہنچاوے اس لیے انہون نے پھلواری سے سپاہ کو بلا لیا کہ سب یکجا مجتمع ہوکر پٹنے کی محافظ ہون۔ اب پٹنہ و بہار کی قسمت میجر لوئڈ کے ہاتھہ مین تھی۔ اگر وہ سپاہ کے تعاقب کا جلد حکم صادر کرتے تو سب طرح خیر رہتی۔

باغی سپاہ کو وقت مل گیا کہ وہ با ساز و سامان اپنا سفر کرین۔ یورپین سپاہ ہندوستانی سپاہ کے چھپرون کو جلا کے اپنی بارکون مین واپس چلی آئی۔ کوئی نہین جانتا تھا کہ باغی سپاہ آخر کار کس رستے پر جائیگی لیکن یہہ یقینی امر تھا کہ جب گنگا پار جانے کی راہ ان کے لیے روک دی گئی ہے تو وہ دریا رسون کے پار جائیگی۔ اگر اسوقت میجر جنرل لوئڈ

دخانی جہاز سے آکر باغی سپاہ کے تعاقب مین گورون کی سپاہ بھیجدیتے تو کام بخوبی بن جاتا دریار
سون برسات کے سبب سے طغیانی پر تھا بغیر کشتیون کے سپاہ کا عبور ہونا مشکل تھا اور کشتیان
ابتک وہان جمع نہین ہوئی تھین - مگر میجر جنرل نے اپنی راے مین یہہ لکھا ہے کہ غالباً براہ راست
تعاقب کرنا بے سود ہے - یہہ لکھنا تو انکی ذات سے کچھ تعجب نہ تھا جب وہ صبح کو اپنی کمزوری
دکھا چکے تھے تو شام کو غالباً وہ لائق کمانڈر نہین بن سکتے مگر تعجب تو یہہ ہے کہ انہون نے
دوسرے روز صبح کو دریا رسون پر دخانی جہاز مین کچھ رائفل مین بھیجے کہ وہ باغیون کو روکین
مگر دخانی جہاز کی روانی کے لیئے پانی کافی نہ تھا کہ بے نیل مرام واپس آیا اس کے سپاہیون نے
کچھ کام نہین کیا - اس سے پہلے کہ وہ مراجعت کرے اسکے پاس کنور سنگہ کی ایسی خطرناک خبر آئی کہ
کہ اسنے دانا پور مین مورچہ بندی کا قصد کیا اور اسکے گرد کے ملک کو اسکی قسمت پر چھوڑ دیا -

کنور سنگہ بہار مین ایک معزز قدیمی خاندان کا رجپوت تھا گو اسکی عمر اسی برس کی تھی اور میجر جنرل سے
زیادہ بوڑھا تھا - مگر ہمت جوانمردانہ رکھتا تھا - بندوبست اراضی نے اسکو برٹش گورنمنٹ کا
دشمن بنا دیا تھا - اس بندوبست اراضی مین وہ ایسا غلط فہم تھا کہ اسکے سبب سے اسکی
کل جائداد حساب کی بیباقی کے لیئے قرق ہو رہی تھی مگر پھر بھی اسکا ایک مقدمہ عدالت مال
مین ایسا دائر تھا کہ اسکے جیتنے سے اسکے نقصانون کی مکافات ہو جاتی مگر عدالت نے یہہ
مقدمہ بھی ہرا دیا تو برٹش گورنمنٹ کا جانی دشمن ہو گیا وہ پہلے اسکا بڑا دوست تھا -

جب ہنگامہ بغاوت برپا ہوا تو وہ گورنمنٹ سے اپنا انتقام لینے کے درپے ہوا - جب اسنے
سنا کہ دانا پور کی سپاہ نے بغاوت کی اور وہ آرہ کی طرف آرہی ہے تو اسنے یہہ ارادہ کیا
کہ اپنے مسلح ملازمین کو ساتھ لیکر دانا پور کے باغیون سے جا کر ملے اور جو دولت اس کے
ہاتھ سے نکل گئی ہے اسے حاصل کرے - جب یہہ خبر میجر جنرل پاس آئی تو اسنے یہہ ارادہ
کر لیا کہ دانا پور مین ٹھیرنا چاہیئے اور پہلی مورچہ بندی کرنی چاہیئے -

ٹیلر صاحب نے میجر جنرل کی سنت سماجت کی کہ وہ سپاہیون کے تعاقب مین سپاہ کو روانہ
کرے جب میجر جنرل پاس یہہ خبر آئی کہ سپاہیون نے سون سے عبور کیا اور آرہ کا محاصرہ کیا
تو اسنے نمبر ۵ سورجمنٹ کے ۱۹۲ سپاہی دخانی جہاز مین روانہ کیئے - دخانی جہاز کے کمانڈر کو

حکم دیا کہ وہ سپاہ کو اس مقام مین اتارے جہان آرہ کی سڑک سے دریا ملتا ہے اور اس سپاہ
کو یہہ ہدایت تھی کہ وہ آرہ مین جاکر سویلین کو جو محصور ہوئے ہین ساتھ لیکر واپس چلی آئے
رات کی چاندنی جب جاتی رہی تو اتفاق سے دخانی جہاز نیچے جاکر ایک ریتا کے ٹیلہ سے
اٹک گیا میجر جنرل نے سپاہ کو واپس بلا لیا دوبارہ سپاہ کے بھیجنے کا قصد نہین کیا۔ پھر
ٹیلر صاحب نے انکے اس مقصد کو منسوخ کرایا کہ انہون نے دخانی جہاز مین نمبر ۱ کے ۲۵۰
سپاہی اور ۷۰ سکھ اور کچھ ولنٹیر دانا پور سے ۲۹ - جولائی کی صبح کو روانہ کیے اور دخانی
جہاز مین جاکر وہ اس مقام مین اترے جو پہلے مقرر کیا گیا تھا - کرنیل فین ویک صاحب
اس سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے مگر وہ اعلی درجہ کے افسر تھے۔ اس تھوڑی سی
سپاہ کے ساتھ کیا جاتے انکی جگہ کپتان ڈون بار صاحب مقرر ہوئے جہاز مین ۱۵۰
گورے اور ۵۰ سکھ اور دو شریف ولنٹیر دانا پور سے روانہ ہوکر مقام مقررہ پر دو بجے
پہنچے -

۲۶ - جون کی صبح کو باغی سپاہی مع اپنے اسلحہ و ساز و سامان کے چلکر سون پر پہنچے -
عبور کرنے کا سامان دریا پر نہین تھا اس لیے وہ شام تک دریا سے پار نہین جا سکے
اس اثنا مین کنور سنگھ کے ملازمون نے جسقدر کشتیان ان سے جمع ہو سکتی تھین انہون
کے لیے جمع کین پہلے اس سے کہ رات شروع ہو ہر ایک سپاہی دریا کے پار اتر گیا کنور سنگھ
اس مقام پر پہنچ گیا تھا اسکے صلاح و مشورے سے یہ بات ٹھہری کہ سب آرہ چلین اور
وہان کے انگریزون کو مارین اور خزانہ کو لوٹین - یہہ مفسد راجپوت سپاہ کو بہار کے اندر
ہی رکھنا چاہتا تھا -

باغی سپاہ نے ۲۷ - جولائی کو جاکر جیلخانہ سے قیدیون کو رہائی دی اور خزانہ کو لوٹا اور
پھر وہ انگریز باشندون کے قتل کے لیے چلے مگر اس کام مین انکا مقابلہ ایسا کیا گیا کہ
جسکا انکو سان گمان بھی نہ تھا -

آرہ کے انگریزی باشندون مین مسٹر وائی کرس بوئل صاحب بھی ریلوے کے انجنیر تھے
انہون نے اپنی دو کوٹھیون کی آڑ چھوڑ اور بنا ہو کے ایک چھوٹا دمدمہ یعنی حصن حصین بنا لیا

اور اس مین سامان رسد سب قسم کا آٹا - وائن - بیر - پانی - بھیڑین وغیرہ بہ تدریج ایک مہینے کے اندر جمع کر لیا - میگزین رکھ لیا - دیوارون مین سوراخ بندوقین مارنے کے لیے بنا چھت پر ریت کے بھرے ہوئے تھیلے لگائے - غرض سب طرح کا پناہ کا سامان تیار کر لیا آرہ مین یوروپین اور یوروشین باشندے پندرہ تھے اور انکے ساتھ ایک مسلمان بھی ہو گیا تھا ٹیلر صاحب کمشنر پٹنہ نے پچاس سکھ اس دمدمہ کے محافظت کرنے کے لیے بھیجدئے تھے باغی سپاہیون نے اس قلعہ پر حملہ بار بار کیا اور ہر دفعہ شکست پائی پھر وہ پاس کے مکانون پر چڑھ کر دمدمہ کے اندر گولیان مارنے لگے تو اسکا جواب قلعہ ۔ ۔ ۔ ۔ کے ریت بھرے تھیلون کی ریخون سے دیا گیا - سپاہی جانتے تھے کہ قلعہ مین سکھون کا ایک گروہ ہے باغیون کے ساتھ کچھ سکھ سپاہی اپنی اپنی جمعیتونکے ہمراہ تھے - ان سکھون کی معرفت انہون نے قلعہ کے اندر کے سکھون کو ترغیبین دین کہ ہمارے دہرم کے ساتھی اور تمہارے ساتھی ہون مگر یہ سکھ ایسے نمک حلال تھے کہ باغیون کے بہکانے مین نہین آئے -

کنور سنگہ نے کسی زمانہ کی دبی دبائی دو توپین نکال لین اور انکو لاکے قلعہ پر لگایا مگر اس سے بھی باغی کامیاب نہین ہوئے تو انہون نے شرائط پیش کر کے صلح چاہی وہ کاپنور کا سا داؤن چلنا چاہتے تھے کہ اہل قلعہ اپنے تئین حوالہ کر دین مگر انکی کسی نے نہین سنی - اہل قلعہ کو مرنا منظور تھا مگر اپنے تئین حوالہ کرنا منظور نہین تھا -

باغی جابجا اپنی توپون کے مقامات بدلکر قلعہ پر لگاتے مگر کامیاب نہین ہوتے تھے - جب باغیون نے خالی مکانونکی چھت پر توپون کو لگایا تو اہل قلعہ نے بھی اپنی محافظ دیوار کو بلند کیا - ۲۹ - جولائی کی آدھی رات کو اہل قلعہ کے کانون مین توپون کی آوازین آئین جس سے انکو امید ہوئی کہ ہمارے لئے کمک آئی مگر توپونکی آوازین دریا کی طرف سے دور ہوتی گئین اور آخر کو خاموش ہو گئین تو اس سے اہل قلعہ کو یقین ہوا کہ ہماری کمک آئی ہوئی الٹی چلی گئی -

آرہ کے پہنچنا قریب ۲۹ - جولائی کی دوپہر کو ۳۴۳ گورے اور ستر سکھ اور دو دو لنٹیر سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ کھانا کھائے -

کل چارسو پندرہ سپاہی افسر جہاز سے اترے - کچھ تھوڑے سے سپاہی کشتیون کی تلاش مین قلعہ نشینون کے بچانے کے لیئے -

۲۸ - جولائی

۲۹ - جولائی * کپتان ڈنبار صاحب [illegible]

اس لیئے گئے کہ ان مین سوار ہوکر نالہ سے جو بڑا گہرا اور چوڑا تھا پار اترین - کل سپاہی کھانے
کی تیاری کر رہے تھے کہ انہون نے بندوقون کی آواز سنی انہون نے کھانا چھوڑ چھاڑ کر
سفر کیا اور چند منٹ مین انہون نے دیکھا کہ انکے ہمراہی نالہ کے دوسری طرف باغیون پر گولیان
چلا رہے ہین - دو تین گھنٹے مین کشتیان ہاتھ لگین - سات بجے کل سپاہ نالہ سے پار اتری -
گو سپاہ تھکی ہوئی فاقہ سے تھی مگر اسکو یہہ شوق تھا کہ اپنے ہموطن محصورین کو بچائین اسلیئے
فوراً سفر شروع کیا آدھی رات سے ایک گھنٹے پہلے چاندنی غائب ہوئی تو ڈنبار صاحب نے
قیام کرنے کا قصد کیا - انہون نے اس رپورٹ پر اعتبار کیا کہ محاصرین نے محاصرہ چھوڑ دیا اسلیئے
انہون نے سفر کرنے پر اصرار کیا - چند منٹ بعد گارڈ جو سب سے آگے تھا کہ وہ حوالی
آرہ مین داخل ہوا تو سڑک کی داہین طرف سے گھنے آمون کے درخت سے ایک
بندوقون کی باڑ چھوٹنے کی روشنی دکھائی دی - دوسری تیسری باڑ کے چھوٹنے
کی آواز آئی - ان بندوقون کے باڑون کے چھوٹنے کی روشنی مین دشمن ذرا سی دیر کے
لیئے دکھائی دیتے تھے مگر گورے اپنی سفید پوشاک کے سبب سے دشمنون کو اندھیرے
مین صاف دکھائی دیتے تھے اور وہ انکو خوب گولیون کا نشانہ بناتے تھے -
ڈنبار صاحب مارے گئے جو زندہ تھے وہ حیران و پریشان تھے ان مین ڈسپلن
کچھ نہین رہی تھی - اس مصیبت زدہ حالت مین ایک کونسل اوف وار جمع ہوئی اس
مین یہہ صلاح ٹھیری کہ صبح ہوتے ہی مراجعت کرنی چاہیئے - اس تھکی ہوئی سپاہ
فاقہ زدہ کو ابھی پندرہ میل سفر کرنا باقی تھا جس مین دشمن سے ہر قدم پر مقابلہ تھا - آخر
کو جب ہاری تھکی سپاہ نالہ کے کنارہ پر آئی تو اسنے کشتیان دیکھین کہ نالہ کے کنارہ پر
پڑی ہوئی ہین - سپاہی انکو زور لگا کے پانی کی دھار پر لائے اور انہین سوار ہوئے
باغیون نے کشتیون پر گولیان چلائین اور جوان گولیون سے بچنے کے لیئے پانی مین
چلے گئے تھے وہ ڈوبے - تھوڑے ہی سے دخانی جہاز پر پہنچے - دانا پور مین جس وقت
یہہ جہاز آیا ہے اور شکست کی خبر لایا ہے - بہت سے سپاہیون کی بیویان روتی پیٹتی
بالون کو بکھیرتی جنرل کو گالیان دیتی ہوئی جہاز کے پاس پہنچین اور انہون نے بڑا کہرام

بچایا۔ چار سو پندرہ آدمی جو گئے تھے انمین پچاس آدمی ایسے تھے جنکے گولی نہ لگی ہو اور پندرہ افسرون مین تین ایسے تھے جو زخمی نہ ہوئے ہون۔

باغی جنکے ہاتھ ابھی گورون کے خون سے سرخ ہوئے تھے۔ پھر قلعہ پر حملہ آور ہوئے انہون نے یہہ ارادہ کیا کہ محصورین کا دم دھوئین سے گھوٹ کر نکالین۔ اس مطلب کے لیئے قلعہ کی دیوارون کے نیچے انہون نے رات کو سوختنی چیزین جمع کین اور انکے گرد لال مرچین ڈالین اور اس مین آگ لگادی اسکا اثر محصورین پر بہت بڑا ہوا ہوتا مگر ہوا ایسی الٹی چلی کہ محصورین پر تو کچھ اثر نہین ہوا بلکہ محاصرین کو اسنے ستایا۔ اس ہوا نے اہل قلعہ کو اس زہردار بدبو سے بھی بچایا جو قلعہ کی دیوارون کے پاس مرے ہوئے گھوڑون کی لاشون سے اٹھ رہی تھی جنکا ڈھیر باغیون نے لگایا تھا۔ پھر باغیون نے سرنگین لگائین جنکو مسٹر ویک صاحب نے ایسی حکمت کی کہ وہ الٹی دشمنون ہی پر لگ گئین توپ جو ایک بڑی حویلی کے اوپر باغیون نے لگائی تھی اور بعض دفعہ محصورین کو نقصان پہنچاتی اس سے بچنے کے لیے مسٹر ویک اور مسٹر بوائل نے تھوڑی دیر مین قلعہ کو دو چند مستحکم کرلیا۔

تیسرے دن جب پانی کی قلت ہوئی تو سکھون نے ایک کنوان کھود لیا۔ اور کنوئے کی مٹی سے قلعہ کو استوار کرلیا۔ سیسہ بھی قلعہ مین موجود تھا جس سے نئی گولیان ڈھالی گئین اور بارود بھی موجود تھی جس سے نئے کارتوس بنائے گئے۔

محصورین جانتے تھے کہ ہمارا سامان رسد محدود ہے وہ دیر سویر ضرور ختم ہو جائیگا مگر انکے دل مین یہہ کبھی نہین آیا کہ ہم دشمن کو اپنے تئین حوالہ کردین ایک دفعہ انہون نے قلعہ کی قید سے چھڑانے والا ولنٹئر صاحب آگیا۔

صاحب ممدوح جولائی کے مہینے کی ۲۰ تاریخ کو کلکتہ سے ایک یورپین توپچیون کی کمپنی اور چھ گھوڑون کا توپخانہ لیکر الہ آباد جانے کے لیئے چلے۔ وہ پہلے بڑی کار ہای نمایان کر چکے اور محمد اکبر خان کے پاس افغانستان مین بطور اول کے رہ چکے تھے غرض وہ بڑے لایق فایق افسر تھے۔ وہ جہاز مین ۲۵ جولائی کو دیناپور مین آئے اور سپاہ کی بغاوت کا حال سنا۔ جو اس تاریخ مین دانا پور مین ہو رہی تھی ۲۶ جولائی کو جہاز

سوار ہوکر ۲۸- کو بکسر مین آیا. کو یہہ خبر ہوئی کہ دانا پور کے باغی آرہ کو محصور کر رہی ہین
پھر سہ پہر کو یہہ خبر سُنی کہ باغی بکسر کے گورمنٹ سٹڈ کے لوٹنے کے لیئے روانہ ہونے کو ہین
بکسر مین اسنے اپنے جہاز کو ٹھیرایا دوسرے دن صبح کو جب یہہ معلوم ہوا کہ بکسر مین کوئی بڑا
خطرہ نہین ہے وہ غازی پور مین اس ارادہ سے دوڑا گیا کہ اگر وہان کوئی فساد نہ ہو
تو پھر الٹا بکسر مین چلا آئے اور یہان سے جا کر محصورین کی اعانت کرے- غازی پور
مین اگرچہ امن تھا مگر خطرے سے خالی نہ تھا وہان اسنے اپنی دو توپین جہاز سے اتارہ دین اور
انکے عوض مین ۲۵ ہائی لیٹدرز جو یہان تھے اسلیئے ساتھ لے لئے کہ وہ آرہ کی مہم مین انکو
معاون ہونگے - بکسر مین شام کو وہ یہان آیا تو اسکو یہہ بڑی خوشی ہوئی کہ کلکتہ سے
نمبر ۵ فیوزیلرس کے سپاہی ایک سو ساٹھ ابھی یہان آئے تھے - اسنے سوچا کہ انکی امداد سے
وہ بہت قوی ہوکر آرہ کی طرف فوراً سفر کرسکتا ہے اسلیئے اسنے انکے کمانڈر کپتان ایل
اسٹرینج سے درخواست کی کہ وہ اس کے ساتھ اس مہم مین شریک ہو جائے اسنے اس
شراکت کو اس شرط سے قبول کیا کہ مہم کی ساری جوابدہی میجر آئر اپنے ذمے لے - میجر
صاحب نے مہم کی ساری جوابدہی اپنے ذمے لی اور ہائی لیٹڈرز کو جو غازی پور سے
ساتھ لائے تھے واپس بھیجدیا اور بکسر کے سپرنڈنٹ سٹڈ کپتان ہیسٹنگز کو اپنا
سٹاف مقرر کیا جسکے سبب ایک دن مین سارا سامان رسد جمع ہوگیا - پھر انھون نے
گرمی اور برسات مین سفر شروع کیا اور پہلی اگست کو انکو کپتان ڈون بار کی ہزیمت کی
خبر ہوئی وہ آج کی تاریخ موضع گج راج سنگھ مین پہنچے جو آرہ کے بہت قریب تھا -

۲- اگست کی صبح کو ابھی خیمے اکھڑے نہ تھے کہ باغی لڑنے کو آن موجود ہوئے -
انگریزی سپاہ نے انکو مار کر بھگا دیا - دوسین ایک نالہ تھا باغی اس سے پار جا کر موضع بی بی گنج
مین جو نالہ کے کنارہ پر دوسری طرف تھا چلے گئے انگریزی سپاہ کو کنور سنگھ کی سپاہ نے
دق کیا - مگر آئر صاحب کی سپاہ نے دشمنون کی سپاہ کو مار ہٹایا اور ۳- اگست کو محصورین آرہ
کو تکلیف سے بچایا - جب وہ محصورین سے ملے تو انہون نے بڑی خوشی سے اسکو چیئرز دیئے
باغی شکست پاکر جگدیس پور گئے جو کنور سنگھ کی ایک مستحکم دارالریاست تھی - آئر صاحب نے

کمک مانگی تھی اسکے انتظار مین تھا۔ مارشل لا اسنے جاری کیا۔ تیس زخمی باغی پکڑے گئے اُنکو
اور سرکاری ملازمون کو جو کنور سنگہ کے معاون تھے پھانسی دیگئی۔ ۸ و ۹۔ اگست کو نمبر ۱۰ رجمنٹ
کے دو سو سپاہیون اور سو گولہ انداز سکھون کی کمک آگئی۔ ۱۱۔ کو آئر صاحب نے جگدیس پور پر
چڑھائی کی۔ کنور سنگہ کی یہہ غلطی تھی کہ اسنے اپنی سپاہ کو مختلف مقامات مین انتظام کے لیئے
بھیجدیا تھا جسکے سبب سے اسکی سپاہ جگدیس پور مین ضعیف ہوگئی تھی۔ وہ پھر بھی بہادری
سے لڑا مگر شکست پاکر ۱۳۔ اگست کو بھاگا اسکا تعاقب انگریزون نے کیا مگر وہ ان کے
ہاتھ نہین آیا ——— کنور سنگہ نے اپنے حصار مین غریب دہاتیون سے غلہ چھین کر
اسقدر جمع کرلیا تھا کہ بیس ہزار سپاہ کو چھ مہینے کے لیئے کافی ہوتا۔ جب آئر صاحب کو یہ
غلہ ہاتھ لگا تو اُنھون نے غریب دہاتیون کو اجازت دیدی کہ وہ اپنے غلہ کو اُٹھا لیجائین
آئر صاحب نے جگدیس پور کی تمام عمارات کو منہدم کیا اور ۲۰۔ اگست کو الہ آباد روانہ ہوا۔
فقط اسنے آرہ کے محصورین ہی کو نہین چھڑایا بلکہ اس دنگہ و فساد کو مٹایا جو بہار سے کل بنگال
تک پھیل رہا تھا اور ممالک مغربی و شمالی کے درمیان دریائی راہ کو بالکل بے خوف
و خطر کردیا۔

اب پٹنہ کی طرف پھر توجہ ہوتی ہے۔ اگرچہ داناپور کے سپاہیون کی بغاوت نے
اور نمبر ۱۲ کے غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کی سرکشی نے اور ڈن بار صاحب کی شکست نے
ان تمام تدابیر خجستہ کو جو ٹیلر صاحب نے کیں تخمین خاک مین ملا دیا تھا مگر آئر صاحب کی
فتح نے پھر اس اعتبار کو جسپر اوپر کے تین واقعات نے خلل ڈالا تھا پھر بحال کردیا۔
غرض ٹیلر صاحب کی مردانگی اور فرزانگی نے اور میجر کی جد و جہد اور استقلال نے میجر
جنرل کی ضعیفی اور بے ہمت زندگی کی مکافات کردی۔

صوبہ بہار مین تمام خزانون اور انگریزون کی جانون کا بچانا۔ ٹیلر صاحب کا کام تھا۔
ڈن بار صاحب کی شکست نے داناپور کی سپاہ کو ساکت کر رکھا تھا۔ ڈمراؤن کا راجہ
کی نسبت مشہور تھا کہ باغیون سے مل گیا ہے یا مل جائیگا۔ مقامی سپاہ کا کچھ اعتبار نہین
تھا۔ اکثر سکھ سپاہی پہرہ چوکی کے کام کے تھے ان کے باہر بھیجنے سے کام کمتر نکلتا تھا۔
اور ایک مشکل کام کا سہل کرنا۔

پٹنہ کے اضلاع کی یہہ کیفیت تھی کہ آرہ صدر مقام شاہ آباد تو باغیون کے قبضہ مین تھا اور گیا مین ایک سو سکھ اور ۵۰ گورے سپاہی تھے ۔ ترہت کا صدر مقام مظفر پور غیر محفوظ تھا اور اضلاع سارن اور چمپارن کے صدر مقامات چھپرا اور موتی ہاری کو باغیون کے دباؤ سے یورپین حکام ضلع چھوڑکر چلے گئے تھے ۔ ان مین گیا اور مظفر پور زیادہ معرض خطر مین تھے اگر ٹیلر صاحب کوئی ڈرپوک اور ڈینگ باز ہوتے تو گورنمنٹ کی طرف سے جو اضلاع مین حکام مقرر تھے وہ اپنے ضلعون مین بدستور رہنے دیتے انکو وہان سے بلانے کی جوابدہی اپنے ذمے نہ لیتے لیکن وہ خوب جانتے تھے کہ گورنمنٹ کامون کی داد انکے نتائج کے موافق دیتی ہے اور اب تک انکے کامون کو گورنمنٹ نے درشتی کے ساتھ رد کیا ہے پس ان حاکمون کو اضلاع سے بلا لینا اپنے ذمے بڑی جوابدہی لینی ہے مگر وہ یہہ جانتے تھے کہ گیا مین ایسے آدمی بھرے ہوئے ہین جو سرکشی کے موقع کے منتظر بیٹھے ہین وہان کے جیلخانہ مین آٹھ سو قیدی ہین جو چھوٹ کر ایک آفت برپا کردین گے ۔ باغی آرہ کو فتح کرکے گیا پر آنکر جھکینگے پس اسکا علاج بہت زیادہ بہتر یہہ ہے کہ انہون نے مظفر پور اور گیا کے حکام کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے دفتر وغیرہ کو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آئین اور اگر انکی خاص اپنی ذاتون کے لیے کوئی خوف و خطر نہ ہو تو خزانون کے روپیون کو بھی اپنے ساتھ لیتے آئین ۔

مسٹر ٹیلر جنہون نے صوبہ بہار کو فتنہ و فساد سے بچایا تھا وہ اس سبب سے کہ لفٹنٹ گورنر بنگال سے انکی ناچاقی رہتی تھی موقوف کیے گئے انکا قصور یہہ قرار دیا گیا کہ انہون نے گورنمنٹ کی اجازت بغیر اضلاع کے مجسٹریٹون کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے اپنے ضلع چھوڑکر داناپور مین چلے آئین لیکن پھر گورنمنٹ کو اس موقوفی پر بڑا افسوس ہوا یہہ حکم ٹیلر صاحب کا ۳۱ جولائی کو ڈنبار کی شکست پانے کے بعد پہنچا تھا ۔ اس حکم کی تعمیل کرنے سے مظفر پور مین اچھے نتائج پیدا ہوئے ۔ یہان انگریزون کی محافظت کا کچھ سامان نہ تھا اور نمبر ۱۲ غیر آئینی رسالہ کا ایک دستہ موجود تھا جسکی بغاوت کا دغدغہ ہر وقت لگا رہتا تھا ۔ یہان مسٹر لامر صاحب مجسٹریٹ تھے انہون نے داناپور مین میجر لوئیڈ صاحب پاس درخواست بھیجی تھی کہ وہ کچھ گورون کی سپاہ محافظت کے لیے بھیجے مگر اس سے کچھ فائدہ نہین ہوا ۔ جب ٹیلر صاحب کا حکم پہنچا تو یہان کے انگریزون نے اسکو مرحبا کہا اور اٹھ چلے

مسٹر ٹیلر کو انکی حسن خدمات کا پورا صلہ دیدیا اور انکو صوبہ بہار کا بچانے والا جانا

انکو موت سے بلکہ موت سے بھی بدتر حالت سے بچا لیا - لائر صاحب پاس سپاہ تو تھی نہین جنکی
پہرہ چوکی مین وہ خزانہ ساتھ لاکر پٹنے مین لاتے پس وہ مظفر پور ہی مین خزانہ چھوڑ کر چلے تو
نمبر ۱۲ غیر آئینی سواروں کے دستہ نے سرکشی کی اور سرکاری مکانات پر حملہ کیا - انکو سرکاری عہدہ
دارون اور پولس نے بھگا دیا اور ہندو رئیسون نے جو انگریزی عملداری کی بدولت دولت
مند ہوئے تھے خیر خواہ بن کر انہون نے دنگہ فساد نہین ہونے دیا - جب یورپین
حاکم مظفر پور مین آئے تو انہون نے خزانہ کو بدستور پایا باغیون کو لوٹنے نہین دیا -
باغیون نے خزانہ کی جگہہ دو اور دولت مندون کے گھر لوٹ لیئے -

گیا کی حالت مظفر پور سے مختلف تھی اس ضلع کے مجسٹریٹ الون ر و منی صاحب
تھے - انہون نے حکم آنے سے تین روز پہلے یہہ راے لکھی تھی کہ یہان اہل شہر کی
طرف سے کوئی خوف و خطر نہین ہے - مگر اور دو خوف لگے ہوئے ہین ایک دانا پور کے
بہت سے باغیون کے حملہ کرنے کا دوسرا نمبر ۵ غیر آئینی سوارون کی باغی رجمنٹ کے
پاس آنے کا - ہر صورت مین جہان تک مجھ سے ہو سکے گا مین سٹیشن اور خزانہ کی محافظت
کرونگا - منی صاحب پاس ڈن بار کی شکست کی خبر کا خط اور ٹیلر صاحب کا یہہ حکم دونو ساتھ
پہنچے کہ یورپین باشندون اور سپاہ کو اور خزانہ کو ساتھ لیکر پٹنے مین چلے آؤ بشرطیکہ خزانہ
لانے مین تمہاری آپنی ذات اور یورپین کی جانون کے لیئے کوئی خطرہ نہ ہو -

منی صاحب پاس جب یہہ حکم آیا تو اپنے ضلع کے یورپین سول افسرون کو بلایا کہ وہ انکو
صلاح بتلائین کہ کیا کرنا چاہیئے مجلس شورے مین پودے پٹنے کا مشورہ غالب آیا ہر چند
بعض افسرون نے کہا کہ جب تک خزانہ لادنے کے لیئے چھکڑے آئین ٹھیرنا چاہیئے - انہون نے
ٹیلر صاحب کے حکم کا اس حصہ پر عمل کیا کہ پٹنے کو روانہ ہوئے اور خزانہ کو چھوڑ دیا -
کوئی وجہ نہ تھی کہ خزانہ چھوڑ دیا جاتا - منی صاحب پہلے لکھ چکے تھے کہ میرے پاس
۵۰ یورپین اور ۱۰۰ سکھ ہین اور پولس کے نئے سپاہی ہین وہ اہل شہر کے دنگہ فساد کے
روکنے کے لیئے کافی ہین اور ۶۴ رجمنٹ کی کمپنی گورون کے چند میل کے فاصلہ پر ہے - خزانہ کو
کسی طرح چھوڑنا نہین چاہیئے تھا اسکو اس گورہ کی کمپنی کے پہرہ پر رکھ کر ساتھ لیجانا چاہیئے تھا

منی صاحب کا خزانہ چھوڑنا

حالانکہ مقتضا یہ تھا کہ خزانہ [illegible] چھوڑ دیا جاتا

غرض منی صاحب جیلخانون کو قیدیون سے اور خزانہ کو اسّی لاکھ روپیون سے بھرا ہوا چھوڑ کر دوسرے روز چھ بجے روانہ ہوئے ۔

مسٹر ہولنگس صاحب سررشتہ افیون کے افسر کو یہہ حرکت انگلش شان میسرت کے خلاف معلوم ہوئی انکو یہہ خیال ہوا کہ انگریز قوم بڑی غلطی کرتے ہین جو خزانہ بغیر جاتے ہین ۔ انہون نے منی صاحب کو جاکر سمجھایا کہ یہہ کیا تم نے غلط کام کیا ہے ۔ منی صاحب بھی اسکے دلائل سنکر خزانہ مین روپیہ چھوڑکر آنے سے پشیمان ہوئے اور اپنی خطا پر متنبہ ہوئے وہ مع سپاہ اور ہمراہیون کے پھر گیا مین واپس چلے آئے جب منی صاحب گیا مین آئے تو سب طرح سے امن امان تھا انہون نے دوسرے دن صبح کو نمبر ۱۴ رجمنٹ کو گیا مین بلا یا وہ ۲ ۔ اگست کو گیا مین آگئی ۔ خزانہ چھکڑون مین لادکر اس کمپنی کے حوالہ ہوا ۔ کہ یہان جیلخانے کے سپاہیون نے قیدیون کو چھوڑ دیا ۔

منی صاحب کا ارادہ پٹنے جانے کا تھا مگر ان پاس جھوٹی رپورٹین آئین کہ پٹنے جانے مین رستہ کے اندر بڑے خوف و خطر ہین ۔ غرض وہ قیدیون کو گیا سے باہر بارہ دھاڑ کر کلکتہ کی سڑک پر روانہ ہوئے اور دور دراز سفر طے کرکے خیر و عافیت سے کلکتہ مین خزانہ لیکر پہنچ گئے

ہیلی ڈے لفٹنٹ گورنر بنگال اور ٹیلر صاحب کی ان بن پہلے سے چلی آتی تھی جب آئر صاحب کی فتح کی خبر کلکتہ مین انکو اور گورنر جنرل کو پہنچی تو لفٹنٹ گورنر نے ٹیلر صاحب پر یہہ الزام لگا کے گورنمنٹ انڈیا سے موقوف کرادیا کہ ایسی حالت مین کہ کوئی خوف و خطر باقی نہین رہا تھا اضلاع کے حکام ضلع کو بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے فقط اپنے اختیار سے جو انکو نہ تھا پٹنے بلا لیا مگر کئی سالون کے بعد جن ممبرون نے انکو موقوف کیا تھا انہون نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور بڑا افسوس کیا کہ ٹیلر صاحب کو جنہنے صوبہ بہار مین انگریزون کی جانون کو بہت سی آفتون سے بچایا تھا ناحق غلط خبرون پر ہم نے موقوف کردیا ۔ غرض اس تاریخ مین ٹیلر صاحب کا نام ان حاکمین مین لکھا جاتا ہے جنہون نے ہندوستان مین انگریزی عملداری کو پھر قائم کیا ۔ درحقیقت وہ بڑے دانشمند و عالی دماغ روشن ضمیر تھے انہون نے صوبہ بہار مین بڑے کار ہائے نمایان کیئے جو تاریخ بغاوت مین ہمیشہ یادگار روزگار رہین گے ۔

باب نہم

آگرہ وگوالیار

ممالک مغربی وشمالی

۱۸۴۹ء مین پنجاب سرکار انگریزی مین داخل ہوا تھا۔ اسوقت سے ۱۸۵۶ء تک ممالک مغربی وشمالی بہار کے مغربی حصہ اور راجپوتانہ کی مشرقی سرحد کے اور ان ردے ستلج کی ریاستہائے محروسہ اور سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) کی شمالی سرحد کے درمیان واقع رہے وہ ہمالیہ کو چھوتا ہے رہیل کھنڈ اسکے اندر ہے اور سنٹرل پروونس مین جہانسی کے نیچے تک وہ ہے اس مین بادشاہی شہر دہلی اور آگرہ اور ہندوؤن کا قدیمی متبرک شہر بنارس مین ایک بڑا مستحکم قلعہ الہ آباد مین ہے اور بڑے تجارتی شہر مرزاپور اور کانپور اس مین ہین دریا جمن وگنگ اس مین بڑی آب وتاب سے بہتے ہین۔ اس مین آبادی وہ ہے جسکو سرکار والاقتدار کمپنی نے مرہٹون کے ظلم کے ہاتھ سے نجات دلائی تھی اور سرکار کی عملداری مین اسکی ثروت وآسودگی بہت بڑھ گئی تھی اس کی ملکی تقسیم یہہ تھی کہ آٹھ قسمتین بنارس۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ جہانسی۔ آگرہ۔ رہیل کھنڈ۔ میرٹھ۔ دہلی اسمین تھین جب اس مین سرکشی ہوئی تو آگرہ مین گورون کی ایک پلٹن اور ان کا توپخانہ تھا اور یورپین سپاہ میرٹھ مین تھی جو پہلے اپنی تذلیل دکھا چکی تھی۔

ممالک شمالی ومغربی کے فرمان روا لفٹنٹ گورنر جان کالون صاحب تھے۔ وہ انتظام ملکی کے کل جزئیات وکلیات پر حاوی تھے۔ لارڈ آک لینڈ کے پرائیوٹ سکرٹری جنگ افغانستان کے زمانہ مین رہ چکے تھے وہ سول افسر بڑے لایق فائق سمجھے جاتے تھے۔ وہ بڑے عالی حوصلہ تھے دوستون پر بڑی مہربانی کرتے تھے۔ دلاور اور عیسائی جنٹل مین تھے گو ان مین یہہ سب خوبیان تھین کہ عاقل اور خصائل حمیدہ اور شمائل حسنہ رکھتے تھے مگر انکی نسبت انکے دوستون کی یہہ رائے تھی کہ وہ ۱۸۵۷ء مین غدر کے زمانہ مین اپنے عہدہ

جان کالون صاحب

کے لیئے سزاوار نہین تھے۔

برہام پور اور بارک پور کی پلٹنون کی بغاوت پر تو کالون صاحب نے یہہ خیال نہین کیا کہ کل سپاہ کے بغاوت کرنے کی تمہید ہے مگر جب میرٹھ مین ۱۰ مئی کو غدر ہوا تو وہ اسکی خبر سنکر ششدر و متحیر ہو گئے۔ پھر اسکے بعد ۱۱ مئی کو ان پاس یہہ اور خبر آئی کہ باغی شہر دہلی لوٹکر آگرہ کی طرف چلے آتے ہین انہون نے کونسل اوف وار کو جمع کیا۔

ممالک شمالی و مغربی کا دارالسلطنت آگرہ تھا۔ صدر دیوانی عدالت کے جج اور صدر عدالت مال کے بورڈ اور برگیڈیر فرنبل مجسٹر اور ادنے درجہ کے افسر موجود تھے سائینٹفک گروہ بھی موجود تھا علاوہ اس کے کمشنر مجسٹریٹس اور متعہد و غیر متعہد حکام اور رومن کیتھلک کا بشپ اور اوپر اسسٹنٹ کے دو چیلین موجود تھے۔ یہہ سب قسم کے افسر کالون کے بلانے سے جنرل کونسل مین آئے۔ غدر کی تاریخ مین کسی کونسل مین ایسے ممبر نہین جمع ہوئے جیسے اس کونسل مین کہ جنکی رائین پراگندہ و پریشان ایک دوسرے سے مخالف ہون اور اسکا کوئی عمل اصولی نہ ہو۔ کالون صاحب نے اپنا خیال یہہ ظاہر کیا کہ شہر کو چھوڑ کر قلعہ کے اندر چلا جانا چاہیئے انہون نے صرف اپنے اس ارادہ ہی سے مطلع نہین کیا بلکہ یہہ بھی کہا کہ مین نے ہندوستانی رجمنٹون کو حکم دیدیا ہے کہ وہ قلعہ خالی کردین تاکہ عیسائی قلعہ کی دیوارونکے اندر پناہ گزین ہون انکے اس خیال کے برخلاف بہت سے ممبرون نے اپنی راے ظاہر کی خاصکر ہیرنگٹن صاحب نے جو صدر دیوانی عدالت کی ججی سے الگ ہوکر گورنر جنرل کی لیجس لیٹو کونسل مین جانے کو بیٹھے تھے اور ڈریمنڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع نے بڑے تیور شور کے ساتھ اسکے خلاف اپنی راے ظاہر کی۔ غرض کسی اصل پولیسی کی پیروی کرنے کے لیئے اتنی رائین تھین جتنے اس کونسل کے ممبر تھے۔ شام ہی کو معلوم ہوگیا کہ یہہ خبر جھوٹی تھی کہ باغی آگرہ کی طرف آتے ہین تو اس تکذیب سے آدمیون کی عقل پہ تاریکی چھاگئی۔ آخرکار یہہ فیصلہ باتفاق راے ہوا کہ بہتر پولیسی یہہ ہے کہ بغیر کسی خوف و دہشت کرنے کے قاعدہ مین یوروپین سپاہ کو بھیجنا چاہیئے اور سوار و پیدل وولینٹر بھرتی کرنے چاہیئن اور کل صبح کو دیلارڈ پریڈ کرنی چاہیئے جس مین لفٹنٹ گورنر گورون اور کالون کی سپاہ کی طرف مخاطب

کچھ ارشاد فرمائین - آگرہ مین ایک بیٹری بنگال ارٹلیری اور نمبر ۳ رجمنٹ یوروپین اور نمبر ۴۴ و ۶۷ ہندوستانی پیدل رجمنٹ تعین - ۱۴ مئی کی صبح کو بہہ پریڈ اپنے اپنے مقامون اور اس مین لفٹننٹ گورنر اور بڑے بڑے سول افسر موجود تھے - کالون صاحب نے گورون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ وہ اپنے ہم پیشہ ہندوستانی سپاہیون پر پورا اعتبار کرین مگر برخلاف اپنے اس کہنے کے یہہ بھی کہا کہ دہلی کے بدمعاشون نے ایک پادری کی بیٹی کو مار ڈالا ہے اسلیئے وہ میدان جنگ مین جب ہندوستانی سپاہیون کے سامنے ہون - اس بات کو بھولے نہین - پھر وہ ہندوستانی سپاہیون کی طرف اس طرح مخاطب ہوئے کہ مین تمپر پورا اعتبار کرتا ہون اگر تمکو شکایت ہو تو وہ میرے آگے آکر بیان کرو اور مین یہہ بھی کہتا ہون کہ جو سپاہی اپنے علم کو چھوڑنا چاہے مین اسکو اسی مقام پر موقوف کرتا ہون - ان سپاہیون کے افسرون نے انکو جرأت دینے کے لیئے ابھارا تو انہون نے غل شور مچایا اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑھا کے دیکھا -

سپاہ کے اس غل شور مچانے سے اور یوروپین کو شیطنت کے ساتھ ناک بھون چڑھا کے دیکھنے سے گورنمنٹ کو اپنی آنکھین کھولی ہونین اور ان علامتون مین مطالعہ کرنا چاہیئے تھا کہ یہہ دونو رجمنٹین مثل اور سپاہیون کی رجمنٹون کے بغاوت کرنے کے لیئے وقت کی منتظر بیٹھی ہین - مگر انہون نے یہہ دیکھا نہ یہہ سوچا - انکے پاس زمانہ شناس افسر بھی موجود تھے جو سپاہ کی حالت کو خوب سمجھتے تھے - چنانچہ انمین ایک چیف انجنیر کرنیل ہیوفریزر صاحب تھے انہون نے کالون صاحب کو نصیحت کی کہ وہ ہر شخص کو غیر معتبر جانین اور اسوقت کی ضرورتون کو سمجھین کہ کیا کیا ہین - انہون نے صاف لفظون مین بیان کیا کہ قلعہ مین چلے جانا چاہیئے صرف یہی نہین کہ قلعہ کے اندر خزانہ اور دفتر کو اور عورتون اور بچون کو بھیجدینا چاہیئے بلکہ لفٹننٹ گورنر کو مع اپنے سٹاف کے قلعہ مین رہنا چاہیئے - یہہ لفٹننٹ گورنر کی خود اپنی رائے پہلے سے تھی اب اسکو اور تقویت صلاح کارون کی رائون سے ہوئی - انہون نے تیسرے ہفتہ مین تار پر اس خبر کے بھیجنے سے لارڈ کیننگ کی بڑی دلجمعی کی کہ مجھے قوی امید ہے کہ آگرہ مین امن امان رہیگا اور جو کچھ خرابی وقوع مین آئی ہے وہ جلد رفع ہو جائیگی وہ یہہ

انجام کالون صاحب اس زمانہ کی حقیقت حال کو نہ سمجھے تھے -

جانتے تھے کہ اسوقت جو طوفان بلا اٹھا ہے وہ آسانی سے رفع دفع ہو جایئگا مگر تاہم اکو خالی بیٹھنا نہین چاہیئے ۔

کالون صاحب کا خیال یہہ تھا کہ دھلی کے بادشاہ کی درباریون کی سازش سے یہہ بنگالہ کی سپاہ کا غدر برپا ہوا ہے اسلیئے انہون نے یہہ خیال کرکے کہ مرہٹے اور جاٹ دہلی کی بادشاہی کے سخت جانی دشمن ہین ۔ مہاراجہ گوالیار اور راجہ بھرت پور سے امداد کی درخواست کی کہ وہ اپنی مرہٹون اور جاٹون کی سپاہ سے امداد کرین جنکو وہ جانتے تھے کہ پہلے عداوتون کے سبب سے دہلی کے بادشاہ سے وہ خوب لڑین گین ۔

ستر میل کے فاصلہ پر گوالیار مین سیندھیا جیاجی راؤ مہاراجہ تھا جسکے ساتھ لارڈ ایلن برا نے اسکی ایام طفولیت مین بہت سلوک کیا تھا جسکے سبب سے وہ سرکار انگریزی کا بڑا احسانمند تھا ۔ اس سبب سے اول سے آخر تک سرکار انگریزی کے ساتھ ایام غدر مین صدق دل سے خیرخواہ رہا ۔ بھرت پور بھی آگرہ کے پاس تھا ۔ ان دونو راجاؤن نے کالون صاحب کی درخواست کا جواب دل خواہ دیا اور سیندھیا نے اس وقت آگرہ مین کپتان پیرسن کے ماتحت چھ توپون کا توپخانہ اور کپتان الکسنڈر کے ماتحت سوارون کی رجمنٹ اور اس کے بعد کپتان برلٹن کے ماتحت ایک اور رجمنٹ بھیجدی اور بھرت پور کے راجہ کی طرف سے کپتان نکسن کے ماتحت پیدلون کی سپاہ متھرا بھیجی گئی ۔ گو یہہ امداد عین وقت پر آگئی مگر اسکے آنے سے کوئی برائی دور نہین ہوئی ۔

۱۲ ۔ مئی کو آگرہ مین خبر آئی کہ علی گڈھہ مین ہندوستانی سپاہ نے بغاوت کی جسکے سبب سے آگرہ اور میرٹھہ کی سرکاری آمد و رفت بند ہوگئی ۔ میرٹھہ اور آگرہ کے درمیان جو شاہراہ ہے اسپر آگرہ سے پچاس میل پر اور میرٹھہ سے اسی میل پر علی گڈھہ واقع ہے اس مین ایک استوار پایئدار قلعہ ہے جسپر سنہ ۱۸۰۳ع مین لارڈ لیک اور مرہٹون کی لڑائیان ہوئی تھین اس مین نمبر ۹ پیدل رجمنٹ کی چار کمپنیان رہتی تھین ۔

جب میرٹھہ کے غدر کی خبر علی گڈھہ مین آئی تو اسکی سب طرف بدنظمی شروع ہوئی ۔ افسر سپاہ نے اسکی تحقیقات کے لیئے سپاہی بھیجے وہ دو دن کے بعد واپس آئے اور یہہ خبر لائے کہ افواہین

سپاہیون کے ساتھ مشہور ہوئی ہین۔ جب وہ شہر کی طرف پریڈ کے میدان مین گئے تو انہون نے دیکھا کہ بوچر سپاہیون کو سمجھا رہے ہین کہ اپنے افسرون کو قتل کر ڈالو اور بغاوت اختیار کرو سپاہیون پر اس کہنے کا کچھ اثر نہ تھا جو لوگ انکو بغاوت پر آمادہ کرنے آتے انکو اپنے اپنے افسرون کو سپاہی حوالہ کر دیتے۔ ان آدمیون مین سے انہون نے ایک برہمن کو بھی افسرون کے حوالہ کیا جو بعض آس پاس کے دیہات نے سپاہ کے اغوا کرنے کے لیئے مقرر کیا تھا اس برہمن نے ایک ایسی سازش برات کی صورت مین کرنی چاہی کہ انگریز تمام قتل کیئے جائین اور خزانہ لوٹا جائے۔ یہان خزانہ مین سات لاکھ روپیہ تھا جو سپاہیون کے ہاتھ مین تھا۔ اس برہمن کو بعد ثبوت جرم ۲۰ مئی کی ہندوستانیون کے فیصلہ سے شام کو تمام ہندوستانی سپاہ کے روبرو پھانسی دیگئی۔ یہہ دیکھکر تمام سپاہی خاموش کھڑے رہے۔ لیکن ایک سپاہی نے آگے بڑھکر اس کے آویزان جسم بیجان کی طرف اشارہ کر کے پکارکر کہا کہ اے سپاہیو اپنے مذہب پر قربان ہونے والے کو دیکھو۔ اس کہنے کا اثر ان ہندوستانی سپاہیون پر جادو کا سا ہوا جنہون نے خود اسکو پھانسی دینے کا فتوے دیا تھا۔ انہون نے اپنے افسرون کو اور اور انگریزون سے کہا کہ جہان تمہارا جی چاہے چلے جائین اور خود انہون نے خزانہ کو لوٹا اور جیلخانہ کو توڑا اور خود سب ملکر دہلی روانہ ہوئے۔

اسی نمبر ۹ کی پلٹن کی کمپنیان بلند شہر۔ اٹاوہ۔ مین پوری مین رہتی تھین جب انہون نے علی گڈھ مین اپنی پلٹن کی بغاوت کی خبر سنی تو انہون نے بھی بغاوت کی۔ بلند شہر مین تو کچھ کشت و خون نہین ہوا سپاہی خزانہ لیکر دہلی روانہ ہوئے۔ بلند شہر کے مجسٹریٹ ٹرنبل صاحب گھوڑے پر تنہا سوار پانچ ہزار گوجرون کو جو انکو مارنا چاہتے تھے پیچھے چھوڑتے ہوئے میرٹھ چلے گئے۔ ضلع مین جیسا انکی اس بہادری کا ذکر ہوتا ہے تاریخ مین نہین ہے۔ مگر اٹاوہ اور مین پوری کی حالت بلند شہر سے جداگانہ ہے جس کا بیان ہوتا ہے۔

بلند شہر

آگرہ سے مشرق مین اکھتر میل کے فاصلہ پر مین پوری ہے وہان نمبر ۹ ہندوستانی

مین پوری

پیدل پلٹن کا ایک حصہ تھا لفٹنٹ کرافورڈ اسکے کمانڈر تھے - ۲۲ - مئی کو علی گڈھ کی سپاہ
کی بغاوت کی خبر مین پوری مین آئی مسٹر کوپ مجسٹریٹ نے مسٹر آرتھر کوکس سے صلاح مشورہ
کیا کہ کیا کرنا چاہیئے ان دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ لیڈیون اور بچون کو آگرہ کو اور سپاہیون کو
مین پوری سے باہر بھگاؤن کو روانہ کرنا چاہیئے دوسرے دن صبح کو مسٹر جی این پورٹ
اسسٹنٹ مجسٹریٹ عورتون اور بچون کو ساتھ لیکر آگرہ روانہ ہوئے وہ ایک منزل جاکر
عورتون اور بچون کو ایک مسلمان کے حوالہ کر کے مین پوری مین واپس چلے آئے اور
مسلمان نے عورتون و بچون کو آگرہ پہنچا دیا -

اس اثنا مین لفٹنٹ کرافورڈ اور ڈی کنٹ رو نے کوشش کی کہ نمبر ۹ پیدل سپاہ کو
مین پوری سے باہر لے جائین سپاہی پریڈ کے میدان تک انکے ساتھ گئی پھر انہون نے
آگے جانے سے انکار کیا اور بغاوت اختیار کی اور افسرون سے کہا کہ آپ چلے جایئے
بعض نے اپنر فیر بھی کیئے - کرافورڈ صاحب مجسٹریٹ اور کمشنر کو اطلاع دی اور اپنے
آگرہ جانے کا قصد ظاہر کیا -

مسٹر کوکس صاحب کمشنر تو آگرہ کو روانہ ہوئے باقی اور آٹھ دس انگریزون نے
یہہ اپنا فرض جانا کہ مین پوری سے جانا نہین چاہیئے - راجہ مین پوری کا بڑا بھتیجا راؤ
بھوانی سنگھ کچھ سپاہی پیدل اور سوار لیکر آیا اور مسٹر پورٹ کا معاون ہوا - اس اثنا مین
ڈی کنٹ رو نے سپاہیون کی منت سماجت کی برا بھلا کہا دھمکایا مگر سپاہیون نے اسکا
کہنا نہ مانا وہ خزانہ کی طرف آئے - سول گارڈ کے تیس سپاہیون کے پاس جو خزانہ پہرہ
دیتے تھے صاحب موصوف آئے انکی کوشش سے سپاہیون کے ہاتھ سے خزانہ بچ گیا وہ
سپاہیون سے لڑے نہین مگر اپنی دانشمندی سے باغیون کو اس حرکت سے باز رکھا - پھر
راؤ بھوانی سنگھ بھی انکی امداد کو آگئے - انہون نے باغی سپاہیون کو اپنے ساتھ لیا - اسطرح
خزانہ بچ گیا - ڈی کنٹ رو صاحب کو اپنی فرزانگی و مردانگی کا یہہ صلا ملا کہ لارڈ کیننگ نے
انکی تعریف کی اور افسرون کے لیئے اس نوجوان افسر کی بہادری اور دانائی نمونہ ہے -
آگرہ سے جنوب مغرب مین اٹاوہ تہتر میل پر ہے اس مین نو پیدل رجمنٹ کی ایک کمپنی

رہتی تھی۔ یہان ایلن ہیوم صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر اور ڈانیال صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ تھے۔ ہیوم صاحب نے دہلی اور میرٹھ کی بغاوت کی خبر سنکر سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اسکی ٹولیان سڑکون پر گشت کرین اور جن باغی سپاہیون کو وہ سڑک پر آتے ہوئے دیکھین پکڑ لائین چنانچہ ایک دفعہ وہ تیسرے باغی رسالہ کے سات سوار قید کر لائے مگر غلطی یہہ کی کہ انکے ہتھیار نہین لیئے۔ انہون نے انگریزی افسرون پر حملہ کیا مگر ان سوارون مین سے پانچ مارے گئے اور دو بھاگ گئے جنمین سے ایک گرفتار ہوا۔

تین دن بعد جسونت نگر مین اٹاوہ سے دس میل پر اس گشتی سپاہ نے ایک گاڑی کو جو تیسرے رسالہ کی تھی اور ہتھیارون سے بھری ہوئی تھی ٹھیرایا انہون نے سوارون سے ہتھیار لینے مین کوشش کی مگر اس مین ایسی بے احتیاطی کی کہ بہت نقصان اٹھایا سوار ایک مندر مین جو بڑا مضبوط تھا چلے گئے جسکو مسٹر ہیوم بھی فتح نہ کر سکے دانیال صاحب زخمی ہوئے اور سوار بھاگ کر چلے گئے۔

اس واقعہ کے چار روز بعد اٹاوہ مین ہندوستانی پیدل سپاہ نے بغاوت کی تو عورتین اور بچے سول افسرون کے ہمراہ ہرلپورہ کے تھانہ مین جو گوالیار کی سڑک پر ہے چلے گئے۔ اٹاوہ مین لوٹ ہوئی خزانہ لوٹا گیا۔ قیدیون نے جیل خانہ سے رہائی پائی۔ مگر یہہ حالت زیادہ دیر نہین رہی ۲۵ مئی کو گوالیار کنٹنجنٹ کی اول گرانڈیر رجمنٹ اٹاوہ مین آئی اور پھر اسنے انتظام و بندوبست بدستور کر لیا۔

اگرچہ جابجا بغاوت پھیلتی جاتی تھی مگر کالون صاحب کو یہہ امید چلی جاتی تھی کہ سپاہیون کی بڑی جماعت سمجھانے سے خیرخواہ رہ سکتی ہے انکو یہہ یقین تھا کہ بغاوت کے سرغنون نے گورنمنٹ کو ناراض کیا ہے اب اور سپاہی جو انکی پیروی کرتے ہین وہ فقط اس خوف سے کرتے ہین کہ گورنمنٹ سب پر سختی و درشتی کریگی جسکے سبب سے چند سپاہیون کی بدچلنی کل ہندوستانی سپاہ مین فساد برپا کریگی اگر معافی کا اشتہار دیا جائیگا تو وہ سپاہ کے فساد کو مٹا دیگا۔ ان کے خیالات کی ان کے مشیرون نے بھی تائید کی۔ بغیر گورنمنٹ کی منظوری کے یہہ اشتہار ۲۵ مئی کو دیا جسکا منشا یہہ تھا کہ کل سپاہی جو ہتھیار

مسٹر کالون صاحب کا اشتہار

دیدینگے انکے قصور معاف کردیئے جاوینگے مگر صرف ان لوگون کو یہہ سزا دی جائیگی
جو بغاوت کے سرغنہ یا کسی انگریز کے قاتل یا اسکے قتل کے معاون ہونگے اس اشتہار مین الفاظ
ایسی تعمیم کے ساتھ لکھے گئے تھے کہ لارڈ کیننگ کو یہہ اندیشہ ہوا کہ بہت سے آدمی جو
مستوجب سزا ہین انکے لیئے سزا سے بچنے کا دروازہ اس اشتہار سے کھل جائیگا
اس لیئے انہون نے خود اشتہار کا مسودہ صاف الفاظ مین لکھکر بھیجا اسکا مضمون
لفٹننٹ گورنر کے اشتہار سے مختلف نہ تھا۔ اس اشتہار کا اثر بغاوت کے فرو
کرنے مین ذرہ کی بھی برابر نہین ہوا سپاہی معافی کی قدر جب تک نہین کرتے کہ انکو
سزا کے خوف کا سبق نہ سکھا یا جائے۔ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب نے اس
اشتہار کو سنکر فرمایا کہ اس اشتہار کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی کے سر پر
جوتیان مار رہا ہو اور پٹنے والا جوتیون کے مارنے والے کو کہے کہ تمہارا قصور ہم نے معاف کیا
۲۵ کو یہہ اشتہار جاری ہوا اسکے پانچ روز بعد ۳۰ مئی کو متھرا مین جو آگرہ سے
۳۵ میل تھا ہندوستانی پیدلون کی تین کمپنیون نے جو آگرہ کی دو مقیم رجمنٹون سے تعلق
رکھتی تھین یکایک بغاوت کی اور ایک افسر کو مار ڈالا دوسرے کو زخمی کیا۔ خزانہ لوٹ لیا۔ انگریزونکے
گھرون مین آگ لگائی جیلخانہ کو توڑ کر قیدیون کو رہا کیا اور خود دہلی روانہ ہوئین۔ یہہ پہلا جواب
کولون صاحب کے اشتہار کا تھا۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ بھرت پور کے راجہ نے نکسن صاحب کے ماتحت سپاہ متھرا مین انگریزونکی
اعانت کے لیئے بھیجی تھی۔ جب متھرا مین ۳۰ مئی کو سپاہیون نے بغاوت کی تو راجہ کی سپاہ ہوڈل
مین مقیم تھی۔ ہوڈل ایک چھوٹا سا قصبہ دہلی اور آگرہ کے درمیان ہے وہ آگرہ سے ۷۳ میل
اور دہلی سے ساٹھ میل پر ہے وہ ایک نہایت مناسب مقام تھا کہ باغی جو متھرا سے دہلی
بھاگین تو انکے بیچ مین یہہ سپاہ روک لے۔ ہاروے صاحب کمشنر آگرہ اس لشکر کے ہمراہ
تھے انہون نے نکسن صاحب سے مشورہ کر کے باغی سپاہ کے روکنے کے لیئے ایک مناسب
مقام مقرر کر دیا تھا۔ مگر دفعتہً بڑی دشواری یہہ پیش آئی کہ بھرت پور کے راجہ کی سپاہ نے
صرف اطاعت ہی سے انکار نہین کیا بلکہ انگریزی افسرون سے کہدیا کہ تم ہم سے علیحدہ ہو کر

چلے جاؤ - بس یہہ بغاوت اس سپاہ کی نہ تھی جو انگریزی نمک کھاتی تھی وہ راجاؤنکی
سپاہ پر بھی اثر کرتی تھی - ہر چند بھرت پور کی سپاہ کو دھمکایا اور اسکی منت سماجت بھی کی مگر
کچھ اثر نہ ہوا - اسنے اپنی توپین انگریزون پر جو اسوقت یہان تعیں جمع ہو گئے تھے لگائین
تو یہہ افسر بڑی مشکل سے بھاگ کر بھرت پور پہنچے -

اس متھرا کی بغاوت کے سبب سے کولون صاحب کی آس پاس سے بدل گئی
اب انہون نے بغاوت کے دور کرنے کی اور تدابیر کرنی شروع کین مسٹر ڈرمنڈ
صاحب نے اسی دن کی آدھی رات کو متھرا کی بغاوت کی خبر لفٹنٹ گورنر کے کان مین
پہنچائی - ڈرمنڈ صاحب پہلے کولون صاحب کے قلعہ مین جانے کے بڑے مخالف
تھے مگر متھرا کی بغاوت نے انکی اس راے کو معکوس کر دیا کہ سپاہ کی وفاداری اور
خیرخواہی پر اعتبار کرنا ضرور ہے - جب انہون نے کولون صاحب کو جگا کے متھرا کی
بغاوت کی خبر سنائی تو انہون نے یہہ صلاح تبلائی کہ آگرہ کی رجمنٹون سے ہتھیار
لے لینے ضرور چاہیئین - جب کولون صاحب اس کام کے کرنے مین متامل ہوئے تو ڈرمنڈ
صاحب نے کہا کہ دفعتہً سپاہ جو بغاوت کریگی تو غالباً اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ جیل خانہ سے
قیدی رہائی پائینگے اور سب جگہہ بدنظمی پھیلائین گے تو پھر کولون صاحب نے کچھ تامل
نہین کیا فوراً حکم دیدیا کہ کل صبح کو سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین -

اگرچہ آگرہ مین بہ نسبت اور مقامات کے اضافی امن امان تھا مگر راتون مین بنگلون
مین آگ لگنے سے پوشیدہ بغاوت کے لیئے مجلسون کے ہونے سے یہہ معلوم ہوتا تھا
کہ یہان بھی اور مقامات کی طرح سپاہیون کے دلون مین بغاوت کا لبس گھلا ہوا ہے - انگلش مین
سہم زدہ معطل بیٹھے تھے - ہر روز جج مجبور کیئے جاتے تھے کہ وہ کچہری کر کے مقدمات کو
فیصل کرین وہ یہہ کام بے دلی سے کرتے تھے اور جانتے تھے کہ اب مقدمات کے فیصلے قانونی
نہین ہونگے بیداد وستم سے ہونگے -

۳۱ - مئی کی صبح کو پریڈ ہوئی آگرہ کی پریڈ کے میدان مین سپاہ جمع ہوئی - گورون کا توپخانہ تھا
اور ایک رجمنٹ تھی - اور دو ہندوستانی رجمنٹین نمبر ۴۴ و ۶۷ تھین جنکے علم سندھ سے لیکر

متھرا کی بغاوت کا اثر کولون صاحب پر

آگرہ مین سپاہ سے ہتھیار لینا

برہتھیار اٹھائے تھے اب وہ باقی نہیں رہے۔ ان سے برگیڈیر پول ویل صاحب نے ہتھیار لے لیئے انہون نے انکے حکم سے سرتابی نہیں کی ہتھیار رکھ دیئے ۔

جنرل کونسل مین یہہ امر بھی فیصل ہوا تھا کہ سوار اور پیدل وولنٹیر بھرتی ہون - ان مین کلرکس اور پبلک افسر اور پنشنداد سپاہی اور یوریشین اور تاجر اور اشراف بھرتی ہوئے شہر کی محافظت پیدل وولنٹیرون کو سپرد ہوئی اور قلعہ کی محافظت وولنٹیر سوارون کو اور یہ کام بھی سپرد ہوا کہ اگر بلوہ ہو تو وہ عورتون اور بچون کو بحفاظت قلعہ مین پہنچا دین اور ہمسایہ کی مقامات سے جو انگریز بھاگ گئے ہین انکی امداد کرین ۔

اگرچہ ہندوستانی سپاہ کی رجمنٹون سے ہتھیار لے لئے مگر اس سے صاحب مختشم الیہ کی دلجمعی نہین ہوئی - آگرہ کے چارون طرف ملک مین بغاوت کی آگ روشن ہو رہی تھی ممالک مغربی کے تمام اضلاع سے آمد و رفت و مراسلت براہ راست موقوف ہو گئی تھی - جون کے اول ہی ہفتے مین کلکتہ اور آگرہ کے درمیان مراسلت مسدود ہو گئی - اس طرح لفٹنٹ گورنر اپنے ہی صوبہ مین دارالسلطنت مین تنہا رہ گیا ۔ سارے ضلع اس کے ہاتھ سے ایک دوسرے کے بعد نکلتے گئے - ہندوستانی سپاہ کے ہتھیار لینے نے اور گورون کے ایک توپخانہ اور رجمنٹ کے ہونے نے آگرہ کو بچا رکھا تھا۔

سب سے زیادہ قریب خوف آگرہ کو گوالیار کنٹنجنٹ کا تھا - مہاراجہ گوالیار نے اسکو لفٹنٹ گورنر کی درخواست کے موافق آگرہ مین بھیجدیا تھا - انہون نے کچھ دنون اچھا کام کیا مگر یہہ سب باغی سپاہ کے بھائی بند اور ہم مذہب و ہم خیال تھے - اس لیئے سندھیا نے اپنا خاص باڈی گارڈ مرہٹون کا لفٹنٹ گورنر کے پاس بھیجدیا - مگر وہ بھی کچھ کام نہ آیا - گوالیار کنٹنجنٹ مین چار میدانی توپخانے اور چھوٹا سا محاصرہ کا توپخانہ اور آٹھ ہزار تین سو اسی سپاہی تھے اس سپاہ کا بڑا حصہ گوالیار مین مقیم تھا وہ برگیڈیر رام سے صاحب کے ماتحت تھا۔

کنٹنجنٹ سپاہ پر نہ مہاراجہ گوالیار کو اور نہ انکے وزیر با تدبیر راجہ ڈنکر راؤ کو نہ رزیڈنٹ میجر مکفرسن کو اعتماد اور بھروسہ تھا - اس لیئے مہاراجہ نے درخواست کی کہ لیڈیون اور بچون کو اسکے محل مین بھیجدین وہ ۲۵ مئی کو بھیجدی گئین - لیکن پھر سپاہ کے افسرون کے اظہار خیرخواہی پر

ایسا اعتبار کیا گیا کہ پھر لیڈیان اور بچے چھاونی مین بلا لئے گئے ۔

ممالک مغربی کی سرکشیون کی خبرین گوالیار مین آتی رہتی تھین ۔ اب پاس سے یہ خبرین آئین اجمیر اور نصیر آباد کی سپاہ نے بغاوت کی اور دہلی کو روانہ ہوئین ۔ پھر نیمچ کی فوج نے بھی انکی پیروی کی روہیل کھنڈ کے اضلاع نے بغاوت کی ۔ جھانسی مین قتل عام ہوا اسکا ہول کلکتہ مین ہوا کانپور و الہ آباد اور پاس کے اضلاع سے کچھ خبر کے نہ آنے سے اور پریشان و اضطراب کیا ۔ پہلے یہہ تجویز ہوئی تھی کہ گوالیار سے عورتین اور بچے آگرہ بھیج دئیے جائین مگر کولون صاحب نے یہہ تار بھیجا کہ جب تک بغاوت نہ ہو لیڈیان اور بچے آگرہ مین نہ بھیجے جائین ۔

۱۴ جون گوالیار

اس تاریخ بین دوپہر کو انگریزی بنگلہ مین آگ لگی جس سے معلوم ہوا کہ سپاہ نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون اور انکی عورتون و بچون کو مارنا شروع کیا ۔ گوالیار مین سپاہ کے جو چودہ افسر تھے انمین سے آدھے مارے گئے اور انکے ساتھ انکے بیوی بچے بھی قتل ہوئے اور چھ سارجنٹ پنشن دار قتل ہوئے ۔ جو انگریز زندہ باقی رہے وہ آگرہ مین آگئے آگرہ مین گوالیار کی سپاہ کی سرکشی کی خبر ۱۵ ۔ جون کو آئی تھی اور اسکے ساتھ یہہ بھی خبر آئی کہ مہاراجہ گوالیار اور اسکا وزیر ڈنکر راؤ سرکار کے سچے خیرخواہ ہین ۔

باب دہم

جھانسی و بندیلکھنڈ

ممالک مغربی کی ایک کمشنری جھانسی ہے ۔ شہر جھانسی آگرہ سے ایک سو بیالیس میل کے فاصلہ پر ہے اسمین ایک رانی رہتی تھی جسکے خاوند کی ریاست کی ضبطی کا حال لارڈ ڈلہوزی کے عہد حکومت مین بیان کیا گیا ہے ۔ اس رانی کو سنہ ۱۸۵۴ ع سے ۶۰ ہزار سالانہ پنشن ملتی تھی اس پنشن سے وہ راضی نہ تھی اور جب خاوند کے قرض کا بار بھی اس پنشن پر پڑا تو اور زیادہ ناراض ہوگئی ۔ اس نے دہائی مچائی کہ جب اسکے خاوند کی ریاست سرکار نے

ضبط کی تو اسکا قرض بھی اپنے ذمے لیا ہوتا مگر گورنمنٹ نے اسکی یہہ شکایت سنی نہین تو وہ بڑے غصے اور طیش مین آئی اور جب اسکی راجدھانی جھانسی مین گائے ذبح ہوئی جو اب تک کبھی نہین ہوئی تو پھر وہ سرکار سے اور زیادہ نفرت کرنے لگی ۔

جھانسی کی چھاونی مین بالکل ہندوستانی سپاہ بھرتی ہوئی تھی اس مین آرٹیلری کا ایک دستہ و نمبر ۱۲ ہندوستانی پیدل رجمنٹ کا داہان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سوارون کا بایان ونگ اور ہیڈ کوارٹرس تھا ۔ جھانسی ایک فصیل دار شہر ہے ۔ شہر سے تھوڑی دور فاصلہ پہ چھاونی تھی ۔ اسی مین ایک چھوٹا سا قلعہ تھا جسکو ستار قلعہ کہتے تھے اس مین توپخانہ اور خزانہ رہتا تھا ایک اور قلعہ تھا جسکو قلعہ کلان کہتے تھے ۔

سپاہ کے کمانڈر کپتان ڈن لوپ صاحب اور پولیٹکل افسر کپتان الکسنڈر سکین تھے

جب رانی کو میرٹھ کے ۱۰ مئی کے واقعہ کی خبر پہنچی تو وہ بڑے خوش ہوئی کہ اب میرے بھلے دن آئے میری آرزوئین بر آئینگی مگر اسنے انگریزون سے ایسی خیر خواہی کی باتین بنا کر جو آپ کے دشمن ہین مین انکی دشمن ہون انکی آنکھون مین خاک ڈالی کہ انہون نے اسکو یہہ اجازت دیدی کہ وہ اپنی محافظت کے لیئے سپاہ بھرتی کرے اسنے اس اجازت کے پاتے ہی اپنی ریاست کے پرانے سپاہیون کو نوکر رکھ لیا اور بھاری توپین جو زمین مین اس کے خاوند کے زمانہ کی دبی دبائی پڑی تھین انکو نکال لیا ۔ انگریزون کو اپنی ہندوستانی سپاہ پر اور رانی پر بالکل اپنے خیر خواہ ہونے کا اعتبار تھا ۔

جھانسی مین جن بنگلون مین انگریز رہتے تھے آگ لگنی شروع ہوئی جو ہمیشہ بغاوت کے آغاز پہ دلالت کرتی تھی ۔ نمبر ۱۲ رجمنٹ پیدل نے ۵ ۔ جون کو ستار قلعہ پر قبضہ کرلیا ۔ ڈن لاپ صاحب کو جو اپنے خطوط ڈاک مین ڈالکر آتے تھے مار ڈالا ۔

+ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء

۵ ۔ جون کو جب ستار قلعہ پہ باغیون نے قبضہ کرلیا تو [illegible] کو رانی مع اپنے جلوس کے محل سے باہر سوار ہوکر چھاونی کی طرف گئی ۔ شہر مین ایک [illegible] اسکے لیئے دعائین پڑھ رہے پیدل اور سوارون نے بغاوت اختیار کی اور اپنے افسرون کو مارنا شروع کیا ۔ بعض افسر بچ کر قلعہ کلان مین گئے

باغیون کا اپنے افسرون کو مارنا ۔ بعض افسرون کا قلعہ

پہنچ گئی - پھر اس قلعہ مین کپتان سکین صاحب اور گورڈن صاحب آ گئے - انہون نے عورتین اور بچے اور مرد سب مل ملا کر اس قلعہ کلان مین پچپن جمع کئے - باغی ان افسرون کو قتل کر کے جو انکے ہاتھ آئے قلعہ پر جھکے - یہان کپتان سکین اور ان کے ہمراہیون نے قلعہ کو اپنی محافظت کے لیے تیار کیا تھا - رفیقون کو تقسیم کیا عورتون کو گولیون کے ڈھالنے کے لیے اور کھانا پکانے کے لیے متعین کیا - دروازون کے پیچھے پتھرون کے ڈھیر لگائے اور قلعہ کا ہر ایک حصہ حفاظت کے لیے ایک انگریز کے سپرد کیا - غرض جب باغی قلعہ پر حملہ کرنے آئے تو انپر وہ گولیون کی مار پڑی کہ انکا منھ پھر گیا -

انگریزون نے کونسل اوف وار جمع کی اس مین یہ فیصلہ ہوا کہ رانی پاس تین افسر یہہ پیغام لیکر جائین کہ قلعہ مین جو عورتین بچے مرد ہین انکو انگریزی عملداری مین کسی امن کی جگہ مین خیر و عافیت جانے دے -

۷ - جون کی صبح کو انڈریو صاحب و سکوٹ صاحب و پرسیبل صاحب پیغام لیجانے کے واسطے قلعہ سے باہر نکلے تو فوراً انکو باغیون نے گرفتار کر لیا اور رانی کے محل مین لے گئے - رانی صاحب اسوقت اپنے راج کی خوشی مین مست ہو رہی تھی اسنے کہا کہ مجھے ان انگریزی سورون سے کچھ کام نہین اسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ ان قیدیون کو غیر آئینی رسالہ کے رسالدار پاس لے جاؤ وہ رانی کے محل سے باہر نکلے تھے کہ باغیون نے انکو مار ڈالا -

باغیون نے پھر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ نے پھر انکو مار کر پس پا کیا - اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ انکے ہندوستانی خدمتگارون مین دو ایسے دغاباز تھے کہ وہ قلعہ کے ایک مخفی دروازہ کو باغیون کے لیے کھولنے کو تھے انہون نے ان دونو کو مار ڈالا

جب رانی اور باغیون کو معلوم ہوا کہ قلعہ کا فتح کرنا بڑی ٹیڑھی کھیر ہے تو ایک آدمی صلح کا جھنڈا ہلاتا ہوا رانی کی طرف سے قلعہ مین یہہ پیغام لایا کہ رانی فقط قلعہ چاہتی ہے اگر اہل قلعہ ہتھیار دیدین اور قلعہ کو حوالہ کر دین تو وہ بحفاظت اور مقام مین پہنچا دیئے جائینگے - کپتان سکین نے ان شرائط کو منظور کر لیا - اہل قلعہ نے ہتھیار دیدیئے اور

قلعہ سے باہر نکل آئے۔

ابھی وہ قلعہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ سرکش ان پر ٹوٹ پڑے اور سب کو باندھ کر جوکھن باغ میں لے گئے اور درختوں کے جھنڈ کے پیچھے انکو کھڑا کر دیا۔ پھر رسالدار نے سب کے قتل کرنے کا حکم بھیجا۔ قیدیوں کی تین قطاریں ایک مردوں کی دوسری عورتوں کی تیسری بچوں کی بنائی گئیں اور سب بڑی بیرحمی سے قتل ہوئیں کوئی ان میں زندہ سلامت نہیں رہا۔

راجہ کا کوئی رشتہ دار مدعی ریاست کھڑا ہوا۔ سپاہی روپیہ کے بھوکے تھے سو رانی نے انکو خوب روپیہ بٹایا رانی راج چاہتی تھی سپاہی روپیہ۔ اسطرح جھانسی میں رانی کا راج مشتہر ہو گیا یہہ رانی ہوشیار اور دانشمند تھی کہ اسنے رعایا اور سپاہیوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔

نمبر ۱۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کا دہان ونگ اور نمبر ۱۴ غیر آئینی سواروں کی رجمنٹ کا بایان ونگ اور ہندوستانی پیدل توپخانہ کا ایک حصہ۔ غرض ایک ہی رجمنٹیں اور توپخانہ کا نصف نصف حصہ دونو جھانسی اور نوگانوں میں منقسم تھا۔ اس چھاونی کے کمانڈر میجر کرک صاحب تھے۔ ۲۳-مئی تک سپاہ کی وفاداری و خیر خواہی پر افسروں کو پورا اعتبار رہا۔ ۵-جون کو نمبر ۱۲ رجمنٹ کی چار کمپنیوں نے باغیوں سے لڑنے کے لئے اپنے تئین والنٹیر بنایا۔ ۹-جون کو جھانسی کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی۔ دوسرے دن رانی پور کے ہندوستانی مجسٹریٹ نے میجر کرک کو یہہ خبر بھیجی کہ جھانسی میں سارے یورپین قتل ہو گئے اور میرے پاس ضابطہ کا حکم آیا ہے کہ جھانسی کی رانی مسند نشین ہوئی اور اسکو حکم دیا کہ وہ بدستور کام کرے اس خبر کا اثر برقی تھا۔ سورج کے ڈوبنے پر جو گارڈس کی پریڈ ہوئی تو نمبر ۱۲ رجمنٹ کے تین سکھ آگے بڑھ کر سامنے آئے اور انہوں نے ایک ہندوستانی سرجنٹ میجر کے سر میں گولی ماری اور توپیں چھین لیں مگر اسوقت سے خیر خواہی کا جوش اتار پر آیا۔ میجر نے دیکھ لیا کہ سپاہی بغاوت سے بھرے ہوئے ہیں اس لئے سوا اسکے کوئی اور چارہ نہ تھا کہ یہاں سے سب انگریز اور عورتیں اور بچے ملکر مفرور ہوں سنا ہی سپاہی

جوابتک خیرخواہ رہے تھے ان مفرورین کے ساتھ ہوئے۔

یہہ مفرورین چھترپور کی طرف بھاگے اور دو دفعہ رستہ بھولکر چھترپور پہنچے یہ ایک رانی کی چھوٹی سی ریاست تھی۔ اسنے انگریزون کی مدارات بہت اچھی طرح کی وہ سرکار عالی وقار کی دل سے خیرخواہ و وفادار تھی۔ ان مفرورین نے ۱۱ و ۱۲۔ جون کو چھترپور مین قیام کیا۔

بارہوین تاریخ کی شب کو یہہ مفرورین چھترپور سے الہ آباد کی طرف چلے۔ انہون نے ۱۶ تاریخ کو سُنا کہ باندہ وہمیرپور مین بغاوت ہوئی اس لئے انہون نے اپنا رستہ ۱۷۔ جون کو کالنجر کی طرف موڑا اس راہ مین ڈاکو اُن کے سدراہ ہوئے اور ان سے روپیہ مانگا۔ ہمراہی خیرخواہ سپاہیون نے اول انگریزون کو منع کیا کہ وہ روپیہ نہ دین اور پھر کہا کہ دیدین تو انگریزون نے روپیہ دیدیا۔ جب دوسرے دن صبح کو وہ روانہ ہونیکو ہوئے تو ڈاکوؤن نے اپنر فیر کرنے شروع کیئے۔ اسکے جواب مین خیرخواہ سپاہیون نے اناپ شناپ گولیان چلائین۔ دس بارہ سپاہی تو خیرخواہ رہے باقی چلتے بنے۔ انگریزون نے ڈاکوؤن کو مارکر بھگادیا پھر وہ ۳ بجے کل راستے مین آگے لوٹن شینڈ گولی سے مارے گئے۔ اور میجر کرک اور مسیس سمالی اور ایک ہندوستانی لو اور سرسام سے مرے۔ عورتون اور مردون کو سفر کرنا بڑی مصیبت تھا۔ مرد گھوڑون پر سے اترے اپنر بوسے ڈالکر انہین عورتون اور بچون کو سوار کیا جنمین سے آج اور آج کے بعد بہت سے مرگئے۔

کل راستے مین انگلش لیمین نتھے لوریشین پیچھے رہ گئے۔ انگلش مہوبہ کی طرف چلے انکی تعداد بہت کم ہوگئی تھی۔ سات افسر ایک سارجنٹ دو سویلین تین عورتین اور دو بچے تھے۔ ۲۰۔ جون کو وہ آگے بڑھے رستہ مین اپنر حملہ ہوا جس سے وہ متفرق ہوگئے چار انگریز اور ایک بچہ لو اور تکان سے مرگئے۔ سارجنٹ پر دہاتیون نے حملہ کیا۔ اسنے دم چرا کر اپنے تئین مردہ بنایا اس طرح اپنے تئین بچایا۔ انگریزی عملداری کے دہات چھوٹے گاؤن والے انگریزون کے بڑے دشمن تھے

انگریزون کا مفرور ہونا - ۱۶۔ جون کو مفرورین کے مصائب چھترپور سے چلکر باندہ کو جانا

اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو ان مفرورین
مین سے ایک بھی زندہ سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہ مفرورین انگریزی عملداری
مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجمنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے
۱۴ جون کو بغاوت کی مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچادی اس نواب نے سب
انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتح پور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا بھی حال
مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اس کے کہنے مین نہ تھی
وہ باغیون کے ساتھ بغاوت مین شریک ہوگئی تھی نواب باندہ سرکار کا دلی خیر خواہ تھا مگر اپنی سپاہ کے
برگشتہ ہو جانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کر سکتا تھا۔

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاسوین ہندوستانی رجمنٹ تھی اسنے سرکار سے
بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجمنٹ کا
ذکر ہوگا۔

باب یازدہم

سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی) مالوہ

۱۸۵۷ء سنٹرل انڈین ایجنسی (ممالک متوسط ہند کی ایجنسی)

سنٹرل انڈین ایجنسی کا صدر مقام اندور تھا اور مہاراجہ ہلکر کی راجدھانی بھی اندور مین تھی۔
اور اس ایجنسی مین گورنر جنرل کے ایجنٹ کرنیل ہنری ڈیورنیڈ صاحب تھے کرنیل صاحب
ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہدہ دارون مین سے بڑے سربرآوردہ اور نامور تھے۔ خدا نے
انکو عالی دماغ ایسا بنایا تھا کہ وہ ہر معاملہ کی تہ پر فوراً پہنچ جاتے تھے۔ حافظہ وہ بلا کا تھا
کہ بات کو بھولتے ہی نہ تھے مستعد، جد و جہد کرنے والے ایسے کہ کبھی تھکتے ہی نہ تھے سرکار کے
عہدہ دار ایسے کمتر ہونگے جنہون نے مختلف عہدون کے کامون کو اس خوش اسلوبی اور معاملہ فہمی کے

ساتھ انجام دیا ہوگا جیسا کہ انہون نے - وہ بڑے کشادہ دل و فراخ حوصلہ تھے وہ غریب پرور
اور مہر گستر ایسے تھے کہ بیکسون کی ہمدردی اور مظلومون کی دادرسی کرتے تھے - یہہ بات
انکی نسبت غلط مشہور ہے کہ وہ ہندوستانیون سے نفرت رکھتے تھے بلکہ وہ راستی پسند
اور راستباز ایسے تھے کہ جھوٹے مکار دغاباز زمانہ ساز آدمیون سے نفرت قلبی رکھتے تھے
خواہ وہ یوروپین ہون یا ایشیائی وہ اپنی قسمت سے ہمیشہ لڑا کرتے تھے خوشامد درآمد سے
اپنا کام نہین نکالتے تھے کھرل بڑے تھے اسی سبب بعض اوقات اعلے عہدہ دار انکے دشمن
ہو جاتے تھے - اصل عہدہ انکا شاہی انجنیر کا تھا مگر آخر عہدہ انکا پنجاب کی لفٹنٹ گورنری کا تھا
اندور مین سر رابرٹ ہملٹن رزیڈنٹ تھے وہ یوروپ فرلو پر گئے تو انکے قائم مقام کرنل
ڈیورنڈ جو اسوقت بھوپال کے ایجنٹ تھے مقرر ہوئے - اور انہون نے اپنے عہدہ کا کام
۵ - اپریل ۱۸۵۷ء کو لیا -

جب کرنل صاحب نے اپنے عہدہ کا اہتمام لیا ہے تو سنٹرل انڈیا مین سب طرح سے امن
امان چین چان تھا - ۲۵ - اپریل کو ایک شخص پکڑا گیا جو ریواہ کے دربار کو بغاوت انگیز خطوط لیے
جاتا تھا اسوقت سے ایسے اضطرار کی حالت نمودار ہوئی کہ کرنل ڈیورنڈ نے یقین جانا کہ
طوفان آنے کو ہے - ۱۴ مئی کو انہون نے سن لیا کہ ۱۰ مئی کو میرٹھ مین یہہ طوفان آگیا -

سنٹرل انڈیا مین ہندوستانی ریاستین جنکے کہ برٹش گورنمنٹ کا سب سڈری ایلاینس تھا
بتفصیل ذیل تھین - ہولکر کی - سیندھیا کی - بھوپال کی دھار کی - دیواس کی - جاورہ کی -
ان ریاستون مین سے ہر ریاست اپنی اپنی سپاہ رکھتی تھی جنکا ترتیب وار بیان یہ ہے
گوالیار کی ریاست مین قواعددان سپاہ آٹھ ہزار تھی جسکے افسر انگریز تھے - اس سپاہ کا
بڑا حصہ گوالیار مین رہتا تھا اور اس کے بعض حصے سیپری اور گنا مین اور ہلکر کے ملک کی
سرحد پر آگر مین رہتے تھے - آگر سے تین میل پر مہدی پور رہتا وہ مالوہ کنٹنجنٹ کا ہیڈ کوارٹرس
تھا جس مین ایک رجمنٹ پیادہ کی ایک بیٹری آرٹلری کی اور کچھ سوار رہتے تھے جنکے افسر
انگریز تھے - مہدی پور کے جنوب مین جاورہ ہے اور پھر اسکے شمال مین دہلی کی بڑی سڑک پر نیمچ و
نصیر آباد کی چھاونیان ہین جنمین انگریزی سپاہ انگریزی رہتی ہے -

۲۵ اپریل کو سب سے اول بغاوت کا شبہ ظاہر ہوا - سنٹرل انڈیا کی

جاورہ و دھار و دیواس مین سپاہین خالص ہندوستانی تھین انکی تعداد بھی قلیل تھی اور وہ
کسی بڑے کام کے لایق بھی نہین تھین۔ مگر اندور کے مشرق مین سو میل کے فاصلہ پر بھوپال
کنٹنجنٹ سیہور مین رہتا تھا جسکے افسر انگریز تھے پھر اسکے شمال مشرق مین ہندوستانی
آئینی سپاہین ساگر اور نربدا کے ملکون اور بندیل کھنڈ مین رہتی تھین ۔

اندور تینون طرف شمال و مشرق و مغرب مین ہندوستانی ریاستون سے متصل ہورہا
تھا جنمین قومی اور کنٹنجنٹ سپاہین تھین۔ جنوب کی طرف ستر میل کے فاصلہ پر ایک انگریزی چھاونی
مئو مین تھی۔ اس مین ہندوستانی ایک رجمنٹ پیدل کی اور ایک ونگ سوارون کی رجمنٹ کا
رہتا تھا اور وہان کوئی یوروپین سپاہ سوار ایک توپخانہ کے گولہ اندازون کے کوئی اور
نہ تھی اور اس توپخانہ کے ہنکانے والے بھی ہندوستانی تھے بس ایک بیٹری کی بہہ گولہ اندازی
ایسی تھی کہ جسکو کرنیل ڈیورنڈ صاحب اپنی حفاظت کے کام مین لا سکتے تھے۔ خاص اندور
مین دو سو سپاہی مالوہ کنٹنجنٹ کے تھے ۔

اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ صاحب کے لیئے بڑے خطرات تھے اور انکے رفع کرنے کے اسباب
ان پاس تھوڑے تھے مگر کبھی ہراس انکے پاس نہین آئی انہون نے دیکھ لیا کہ انتظام
رکھنے کے واسطے دریاے نربدا قبضہ مین رکھنا چاہیئے جسکے سبب سے آتش فتنہ و فساد
جو شمالی ہند مین دوڑ رہی ہے جنوب مین نہ پہنچنے پائے اور بمبئی اور آگرہ کے درمیان
جو شاہ راہ ہے اسکو محفوظ رکھنا چاہیئے جسکے اوپر ٹیلیگراف لاین لگی ہوئی ہے اور
جسکے سبب سے سپاہ کمک کے لیئے آسانی سے آسکتی ہے اور اسی سے اندور اُن کے
قبضہ مین حتی الامکان رہ سکتا ہے۔ یہہ بھی انہون نے سمجھ لیا کہ اندرونی فساد جو سنٹرل
انڈیا کے امن مین خلل انداز ہون اس کے لیئے یہہ ایک عمدہ تدبیر ہے کہ کمپنی کی آئینی
ہندوستانی سپاہون کی کنٹنجنٹ کی سپاہون کے ساتھ آمد و رفت بالکل مسدود کی جائے
کہ جسے ہندوستانی سپاہ کی بغاوت کا اثر کنٹنجنٹ مین نہ پھیلنے پائے ۔

بہت سے کام ہلکر کی خیرخواہی پر منحصر تھے اگر وہ سرکار سے باغی ہوتا تو اس کے ساتھ سنٹرل انڈیا کے
کل رئیس باغی ہوجاتے۔ اگرچہ کرنیل ڈیورینڈ کو ہلکر کی وفاداری و خیرخواہی مین کوئی شبہ نہ تھا

مگر اسپر اعتبار بھی ایسا وثوق کے ساتھ نہ تھا کہ جسمین کبھی خلل نہ آسکتا ہو۔ انہون نے لکھا ہے کہ ہلکر کے اندیشے اور اغراض ہماری طرف وابستہ ہین اور اسکا دربار ایسا قابل اعتبار ہے جیسے کہ اور ہندوستانی دربار ہین خاص کر مرہٹون کے"۔ یہہ امر واقعی ہے کہ ہلکر خیر خواہ تھا اسکی خیر خواہی صرف اپنی خوبیون اور اغراض ہی پر مبنی نہین تھی بلکہ برٹش گورنمنٹ کی اصلی محبت کی جڑ سر رابرٹ ہملٹن صاحب نے اس کے دل مین اپنی دانشمندانہ صلاحون اور دوستانہ ہمدردیون سے مضبوط جمائی تھی۔

جب کرنیل صاحب کو ۱۴ مئی کو میرٹھ کے واقعہ پر اطلاع ہوئی تو انہون نے سپاہیون کو بلانا شروع کیا اور اندور سے چالیس میل پر سردار پور مین ایک بھیل کی رجمنٹ تھی بھیل جات کا تعصب نہین رکھتے تھے اور خوب لڑتے تھے انہین سے دو سو ستر سپاہی بلائے۔ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو معتبر سمجھ کر حکم بھیجا کہ ایک قوی دستہ سوارون اور پیدلون کا اور دو توپین فوراً اندور روانہ کی جائین یہہ سپاہ ۲۰ مئی کو اندور مین آگئین۔ اور ان سپاہیون کا کمانڈر کرنیل سٹوکلی بھیل رجمنٹ کا افسر مقرر کیا گیا۔

مئو کی ہندوستانی سپاہ مین بھی بغاوت کا مرض متعدی ہوا گو وہ اس وقت بغاوت پہ آمادہ نہین معلوم ہوتی تھی مگر وہ یہہ سوچ رہی تھی کہ اندور کی راہ سے گذر کر اپنے بھائیون مین جو لڑ رہے ہین جا ملین۔ کرنیل ڈیورینڈ صاحب نے یہہ سمجھ کر کہ مئو مین سپاہ کے باغی ہونیکا احتمال ہے اس لیئے مہاراجہ ہلکر سے سپاہ کی درخواست کی تو اسنے اپنے سوار بھیج دیئے کہ وہ سڑکون پہ پکٹ بن کر انکی محافظت کرین اور نصف بیٹری تین توپون کی اور تین کمپنیان پیدلونکی بھی بھیجدین جو ریسیڈنسی مین متعین کی گئین۔ تھوڑے سوار ہمیشہ زین پہ سوار رہتے تھے۔ ان سپاہیون سے حفاظت کرانا چوہٹی کتیا جلیبیون کی رکھوالی تھی۔ جب دربانون کی نگہبانی اچھی طرح نہ ہوسکی تو دروازہ کو زنجیرون اور زنجیرون سے بند کرنے سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

وسط جون مین بھوپال سے سوارون کا ایک دستہ ماتحت کرنیل ٹریورس کے اندور مین آیا صاحب ممدوح بہ نسبت اور سب افسرون کے قدیم الخدمت تھے اس لیئے ریسیڈنسی کی کل سپاہ کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ اب اس بہادر سپاہی کو ریسیڈنسی کی کل سپاہ کی خبرگیری کرنی پڑی۔

کرنیل ڈیورینڈ کا سپاہیون کا بلانا —

مئو مین سپاہ کا بغاوت کی طرف میلان — کرنیل ٹریورس کا اندور مین آنا اور سپاہ کا کمانڈر مقرر ہونا۔

کرنیل ڈریورس کے آنے سے پہلے ایسے آثار دکھائی دیتے تھے کہ بغاوت کی آندھی بڑے زور شور سے اٹھتی ہوئی سنٹرل انڈیا پر چلی آرہی ہے۔ نیمچ اور نصیرآباد سے دل کی بیقرار کرنے والی خبرین آتی تھین اور اس سے زیادہ گوالیار کنٹنجنٹ کے دستون کی مشتبہ خیرخواہی کی خبرین مضطرب کرتی تھین اس کنٹنجنٹ کے افسر کا ایک خط آیا جس مین لکھا تھا کہ یہہ سپاہ قابل اعتبار نہین رہی اور یہہ خبر بھی آئی کہ مئو کی سپاہ کے مخفی مشورے معلوم ہوئے ہین کہ وہ بھوپال کے کنٹنجنٹ کو اغوا کرتے ہین ایسی متواتر خبرون کے آنے سے ڈیورینڈ صاحب نے جانا کہ مین ریگ رواں پر کھڑا ہون قدمون کا جمنا مشکل ہے انکو یقین تھا کہ اگر جلدی سے بغاوت کے دل پر صدمۂ عظیم پہنچایا جائیگا تو پھر اس پاس ایسا سامان نہین ہے کہ اسکا علاج کرسکے۔ ان پاس پہلی جون کو نصیرآباد کی سپاہ کے باغی ہونے کی اور ۲ جون کو نیمچ کی سپاہ کے باغی ہونے کی خبرین آئین یہہ خبرین مئو کی اپنی سپاہ پاس بھی پہونچین تو معلوم ہوتا تھا کہ انپر بھی اسکا اثر یہہ ہوگا کہ وہ بغاوت کرینگی۔

گو کرنیل ڈیورینڈ صاحب پاس گوالیار کنٹنجنٹ کے باغی ہونے کی بڑی خبر آئی تھی جس کے سبب سے آگرہ سے جو براہ راست مراسلت ہوتی تھی وہ بند ہوگئی تھی مگر بڑی آس یہ لگ رہی تھی کہ جرنیل وڈبرن کا کولم مئو کی طرف بڑھا چلا آتا ہے محض اس خبر کے آنے ہی نے اندور مین سپاہ کی بغاوت کے عزم کو ڈھیلا کردیا تھا۔ مگر اورنگ آباد مین ایسا فساد برپا ہوا کہ وڈبرن صاحب اس کے مٹانے کے لیئے الٹے اورنگ آباد چلے گئے اور فساد دور کرنے کے بعد وہین رہ پڑے۔

۲۴ جون کو لارڈ الفنسٹن صاحب گورنر بمبئی نے تار بھیجا کہ کولم آگے نہین بڑھ سکتا۔ اسلیئے مین پوچھتا ہون کہ اس صورت مین جس ملک کی جوابدہی تمہارے ذمے ہے اسکا حال کیا ہوگا۔ اس کے جواب مین کرنیل ڈیورینڈ نے یہہ لکھا کہ جسوقت اس امر واقعی کا اعلان ہوجائیگا کہ کولم مذکور آگے نہین بڑھ سکتا تو مین ایک گھنٹے کے لیئے اس ملک کی سلامتی کی جوابدہی نہین کرسکتا۔ کرنیل ڈیورینڈ اپنی اس امید مین تو مایوس ہوئے۔ پھر ان پاس خبر آئی کہ جبل پور، للت پور، ساگر مین بھی سپاہین بغاوت کرنے کو ہین اور بندیل کھنڈ مین

سب جگہہ بغاوت پھیل گئی ہے جسکے سبب سے ملکو کی سپاہ کے بھی تیور بگڑتے جاتے ہین مگر ان ناپاسیون مین ایک نوید نے اپنا جلوہ دکھایا۔

اندور مین فتح دہلی کی غلط خبر کا مشہور ہونا

اندور کے تمام بازارون مین یہہ خبر اڑ رہی تھی کہ دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا۔ ڈیورنڈ صاحب پاس یہہ خبر آئی تھی۔ اس خبر کے آتے ہی رعایا جو سرکشی پر کمربستہ بیٹھی تھی اسنے اپنی کمر کھول ڈالی۔ مگر یہہ خوشی تھوڑی دیر رہی یکم جولائی کو آگرہ سے ایک خط مورخہ ۲۰ جون آیا کہ دہلی کی فتح کی خبر غلط ہے۔ ۸ بجے صبح کے یہہ خط آیا تھا وہ اسکے مضمون کو اپنے خط مین گورنر بمبئی پاس بھیجنے کو لکھ رہے تھے کہ انکو ریسیڈنسی کے احاطہ مین تین توپون کی آواز سنائی دی پہلے اس سے کہ ہم واقعات کو تحریر کرین ریسیڈنسی کا حال لکھتے ہین جس سے یہہ حال معلوم ہو کہ کرنیل ٹریورس کے حکم سے سپاہ اس مین کہان کہان مقیم ہوئی تھی۔

اندور کی ریسیڈنسی

اندور کی ریسیڈنسی ایک دو منزلی سنگین عمارت تھی جو کھلے میدان مین کھان ندی سے چارسو گز کے فاصلہ پر بنائی گئی تھی وہ اندور سے دو میل کے فاصلہ پر تھی۔ اس احاطہ مین انگریزون کی کوٹھیان تھین اور بازار تھا۔ وہ ایک پارک کی کیفیت رکھتی تھی کہ اسکے گرد باغات اور درختون کے جھنڈ تھے مغرب مین سامنے مئو کو سڑک جاتی تھی اس سڑک کے مغرب مین مختلف قسم کے ہندوستانی مکانات سے سڑک پر دورویہ بنے ہوئے تھے ان مین یا انکے قریب ہلکر کی تین کمپنیان اور تین توپین رہتی تھین جو ریسیڈنسی کی محافظت کے لیے آئی تھین۔

اس عمارت کے شمال مین اصطبل کا مربع تھا اس کے پاس ہی پوسٹ آفس اور ٹیلیگراف آفس اور خزانہ تھا یہان سوارون کے پکٹ رہتے تھے اور اس کے گرد بھوپال [illegible] کنٹنجنٹ سکونت رکھتے تھے جنکی تعداد چارسو تھی اور بھیل کی رجمنٹ کے دوسو ستر [illegible] پانچ سو رہتے تھے ان تمام سپاہیون مین سوار ریسیڈنسی سے بہت دور رہتے تھے [illegible] طرح خیر و عافیت معلوم ہوتی تھی سب لوگ اپنے کامون کو بدستور کر رہے [illegible] توپون کی آوازون نے چونکا دیا ڈیورنڈ صاحب ریسیڈنسی کے زینہ پر چڑھے [illegible] چلے آتے ہین۔ یہہ سرکش ہلکر کے سپاہی تھے اور [illegible] ریسیڈنسی کی محافظت کے لیے آئے تھے انکے پیچھے

بعد ایک شخص سعادت خان (جو کسی شریف خاندان کا آدمی تھا اس کے باپ دادا ہلکر کے
معزز عہدہ دار تھے) ہلکر کے سواروں کا افسر جسکی اردلی مین آٹھ سوار تھے مہاراجہ کے محل کی
طرف سے یہہ غل مچاتا ہوا آیا کہ مہاراجہ کا حکم ہے کہ تیار ہوکر صاحبون کو مار ڈالو سعادت خان کے
پیچھے کچھ فاصلہ پر شہر کے سرکش آدمیون کی بھیڑ تھی جو انگریزون کے خون کے پیاسے اور
لوٹ کے بھوکے تھے۔ غرض اس قسم کے بدمعاشون نے عیسائیون کو چن چن کر مارنا شروع
کیا۔ لٹیرون کو اس جھوٹی خبر نے بھی جمع کر دیا تھا کہ کرنیل ڈیورینڈ نے حکم دیا ہے کہ ایک مضبوط
مکان مین جو پندرہ لاکھ روپیہ کا خزانہ بند تھا وہ مئو بھیجا جائے۔

سعادت خان جب دربار کی سپاہ سے مخاطب ہوا تو وہ رسیڈنسی سے باہر آئی۔ انکے
افسر بنس گوپال نے اقرار کیا کہ یہہ سپاہ پہلے سے برگشتہ ہو رہی تھی یہہ نہین تھا کہ وہ
اسوقت حیرت زدہ ہوکر باہر نکل آئی تھی اسنے زیادہ کوئی فتنہ و فساد و شور و شر برپا نہین کرتا تھا
گولہ اندازون نے سوارون کے پکٹون پر گراپ اور گولے مارنے شروع کیے۔

غرض ڈیورینڈ صاحب اور ٹریورس صاحب نے یہہ تماشا ساڑھے آٹھ بجے دیکھا۔ کرنیل
ٹریورس صاحب پکٹ کے سوارون پاس گئے اور انسے کہا کہ باہر آنکر توپون کو لگاؤ اور باغیون پر
چلاؤ۔ انہون نے تین دفعہ سوارون کی صف آرائی کی مگر انہون نے تینون دفعہ اپنی صف بندی
کو توڑ دیا۔ غرض انہون نے دغابازی کی اور باغیون سے مل گئے۔ باوجود اسکے بھی ٹریورس
صاحب نے حملہ کرنے کا حکم دیا اور بہادرانہ وہ توپون کے پاس صرف پانچ سواران کے
ساتھ گئے اور توپون پر قبضہ کر لیا۔ اور سعادت خان کو زخمی کیا اگر انکو مدد پہنچتی تو آج ہی
باغیون کا فیصلہ ہو جاتا مگر ان تھوڑے سے آدمیون کو پیادون نے دیکھ کر رسیڈنسی پر گولیان
مارنی شروع کین ٹریورس صاحب واپس چلے آئے۔ ٹریورس کے اس بہادرانہ حملہ سے یہہ
فائدہ ہوا کہ کرنیل ڈیورینڈ کو یہہ فرصت مل گئی کہ انہون نے نسرت پھرت رسیڈنسی کی محافظت
مین کوشش کی کہ گولہ اندازون سے توپین بہت سی لگوائین اور افسرون کو باہر بلایا کہ وہ اپنے
سپاہیون کی صف آرائی کرین اور ایک خط بھی کرنیل پلیٹ مئو کے کمانڈر کو لکھا کہ ہنگری
فورڈ کے یوروپین توپخانہ کو اسکی مدد کے لیے بھجوائے۔

باغیون کا حملہ ریسیڈنسی پر۔

اس اثنا مین باغیون نے ٹریورس صاحب کے حملہ سے فرصت پاکر توپون کو ریسیڈنسی کے سامنے لاکر جمایا اسکے جواب مین ٹریورس صاحب نے اپنی دو توپین کھڑی کین اور چودہ خیرخواہ گولہ اندازون اور سارجنٹ اوڑا اور مرفی کی مدد سے باغیون کی ایک توپ کو بیکار کیا اور انکو بھگادیا۔ اب سوارون کو یہہ کام تھا کہ جنگ کا فیصلہ کرتے مگر انہون نے کہنا نہ مانا پچیس تیس سوار تو ڈر کے مارے سیہور کو بھاگ گئے اور یہہ ہوائی خبر اڑاتے گئے کہ یورپین سب قتل ہوگئے۔

ٹریورس صاحب کا دوبارہ حملہ کرنے کے لیے بیفائدہ کوشش کرنا

جب بھوپال کی سپاہ نے لڑنے سے انکار کیا تو ٹریورس صاحب نے کپتان ہنگیٹی ایپک کو حکم دیا کہ وہ سوار ہوکر ایک درجن یا نصف درجن سوارون کو لے آئین کہ بیٹری کو جو کھلے میدان مین بے حفاظت پڑی ہے حملہ کرکے لے لین مگر سوارون نے ایک نہ سنی۔ جب ٹریورس صاحب سوارون سے مایوس ہوئے تو پیدلون پاس گئے مگر انسے بھی مایوس ہوئے۔ مہدی پور کے دو سو سپاہیون نے لڑنے سے بالکل انکار کردیا۔ بھوپال کنٹنجنٹ کے دو سو ستر سپاہیون مین سے بارہ سپاہی خیرخواہی مین ثابت قدم رہے۔ باقی نے اپنی بندوقین افسرون پر چھتیائین اور انکو بھگادیا۔ وہ انگریزون کی طرف سے لڑائی مین اپنی ایک انگلی نہین ہلانی چاہتے تھے۔ پھر انہون نے سِیلون کی طرف رجوع کی اور انکو ریسیڈنسی کے اندر لائے انسے یہہ امید تھی کہ وہ دیوار کی آڑ مین کھڑے ہوکر دشمنون پر بندوقین چلائین گے مگر باغی گراپ اور گولے دیوار پر مار رہے تھے۔ اس خوف کے مارے بھیل مکانون کے اندر گھس گئے اور دشمنون پر بندوقین نہین چلائین۔

ریسیڈنسی مین تھوڑے آدمیون کا رہ جانا

اب چودہ ہندوستانی گولہ انداز خیرخواہ اور آٹھ لڑنے والے افسر دو ڈاکٹر دو سارجنٹ اور پانچ انگریز ٹیلیگراف اوفس کے ریسیڈنسی کے بچانے والے تھے۔ سوار جو خیرخواہ ابتک تھے انہون نے اپنے افسر کی معرفت ڈیورینڈ صاحب پاس پیغام بھیجا کہ اب ہم یہان اس خوف کے مارے زیادہ نہین ٹھیر سکتے کہ مبادا ہماری مراجعت کی راہ بند ہوجائے۔ اب ہم التماس کرتے ہین کہ ریسیڈنسی کے محافظین اور عورتین بچے ہماری محافظت سے مستفید ہونا چاہین تو ہم انکو اپنی محافظت مین سیہور پہنچا سکتے ہین۔ ڈیورینڈ نے فوراً یہہ فیصلہ کیا کہ اب یہہ

اب یہہ دلیرانہ پن ہے کہ اسقدر دشمنون کی سپاہ کثیر کے سامنے ریسیڈنسی کی حفاظت کی جائے مئو کی بیٹری جسکی کمک کی امید ہوسکتی ہے وہ دو گھنٹے سے کم مین نہین آسکتی اگر رستہ مین اسکو بہت دشمنون سے مقابلے کرنے پڑے تو وہ بھی نہین آسکیگی۔ اگرچہ اس مین کمال خفت ذلت ہے کہ دشمنون کے سامنے سے مفرور ہون مگر اس خفت کا اٹھانا عورتون اور بچون کی جانین کھونے سے بہتر ہے۔ اس لیئے انہون نے اور سب افسرون نے مفرور ہونا پسند کیا۔ وہ مئو کو جانا چاہتے تھے مگر جانے مین چارسو گز تک دشمنون کی آتش فشانی کے اندر بھننا پڑتا اور چونکہ بہین بھی پہنچکر غالباً قلعہ مین محصور ہونا پڑتا اس لیئے انہون نے ارادہ کیا کہ وہ ڈبرن کے کولم سے جاکر ملین وہ کچھ تھوڑی دور چلے تھے کہ انکو معلوم ہوا کہ سمرول کی گذرگاہ جو راہ مین پڑتی ہے باغیون نے بند کر رکھی ہے اور سردارون نے بھی کہا کہ ہم نے سیہور مین پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اگر سیہور چلیئے تو ہم آپ کے ساتھ ہین اور اگر کہین اور آپ جاتے ہین تو ہم آپ کے ساتھ نہین۔ سوارون کا وطن سیہور مین تھا وہ وہین جانا چاہتے تھے۔ اس لیئے کرنیل ڈیورینڈ مجبور ہوکر سیہور کی طرف مڑے اور جلدی سے ۴ جولائی کو وہان پہنچ گئے۔

اندور مین جب بغاوت کی چنگاریان روشن ہوئین تو انہون نے چارون طرف اپنی شعلہ فشانی کرکے آگ لگادی۔ ہنگرفورڈ حسب الطلب ڈیورینڈ صاحب کے اندور جاتے تھے مگر جب انہون نے رستہ مین سنا کہ ریسیڈنسی خالی ہوگئی تو وہ مئو واپس آگئے۔ اس رات کو مئو کی آئینی سپاہ نے ہلکر کی سپاہ کے ساتھ ساز باز کرکے بغاوت کی۔ اول انہون نے میس کوٹ مین آگ لگائی اور پھر اپنے کرنیل پلیٹ کو مارا ایڈجیوٹنٹ اور کپتان سیگن انکو سمجھانے گئے تھے انکو بھی مار ڈالا۔ سوارون نے بھی اپنے کاپٹن (؟) کو ہلاک کیا اور افسر اپنی جان بچاکر بھاگ گئے۔

جب بغاوت کی پہلی آواز کرنیل پلیٹ کے کان مین آئی تو اسنے کپتان ہنگرفورڈ کو بلایا کہ توپین لیکر وہ آئے۔ وہ توپین لیکر پریڈ پر آئے تھے تو انہون نے دیکھا کہ بنگلے جل رہے ہین اور دشمنون کا کہین پتہ نہین۔ ہنگرفورڈ نے لینون پر گولہ اندازی کی تو سپاہی قید ...

آزاد ہوکر باہر آئے اور اندور کی طرف بھاگے کہ وہان کے باغیون سے ملین اور اسکے بعد دہلی چلے جائین ۔

اب تک سنٹرل انڈیا مین تہذیب و شائستگی کی امید چلی جاتی تھی ۔ جب ہنگرفورڈ کا کرنیل مارا گیا اور ڈیورینڈ صاحب اندور سے مجبوراً بھاگ گئے تو صاحب ممدوح نے ایجنٹ ہونے کی جوابدہی اپنے ذمے لے لی سوا اس کے وہ کچھ اور کر بھی نہین سکتا تھا وہ بغاوت کے تلاطم کے لیئے ایک بند حد بن گیا اسنے کل مئو مین مارشل لا کا اعلان کر دیا اسنے قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور اسکو ایسا استوار بنا لیا کہ وہ حملہ کا متحمل ہوا اور اس مین رسد کا سامان بھی رکھ لیا ہلکر بھی خیر خواہی مین ذرا سی بھی کوتاہی نہین کرتا تھا جس دن اندور مین غدر ہوا ہے تو اسنے ڈیورینڈ صاحب کو یکم جولائی کو لکھا کہ مین ہر کام کو جو برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی کے لیئے مجھ سے کہا جائیگا بڑی خوشی و شوق سے کرونگا مجسٹریٹ مئو پاس بھی اسنے آدمی بھیجے کہ مراسلت جاری رہے ۔ باغی اسکے محل کے گرد جمع ہوئے اور اس سے باصرار کہا کہ ان عیسائیون کو جنکو اسنے اپنی پناہ مین لیا ہے ہم کو حوالہ کرے مگر اسنے انکی دھمکیون اور غل شور کا مقابلہ بہادرانہ کیا اور کہا کہ جب تک میرا دم مین دم ہے انکو نہین دونگا ۔ ۴ ۔ جولائی کو جب باغی چلے گئے تو اسکے دل پر سے بوجھ اتر گیا اور اب وہ آزاد ہو گیا کہ خیر خواہی کے کام صداقت کے ساتھ کرے تین دن بعد ۷ ۔ جولائی کو اسنے اپنی سپاہ بھیجی کہ وہ ان یوروپین کو جو ملک مین سرگردان مصیبت زدہ مارے مارے پھرتے ہین مصیبت اور آفت سے نکالے اسنے خزانہ جسپر باغیونکا دست اندراز نہین ہوا تھا مئو مین بھجوا دیا ۔ اونٹون پر لدے ہوئے جو خطوط آئے تھے وہ مکتوب الیہون پاس بھجوا دیئے ۔ خلاصہ یہہ ہے کہ ہلکر نے ہنگرفورڈ کے ساتھ ملکر ایسے کام کیئے کہ صاحب ممدوح نے ڈاک پھر جاری کر دی اور تار لگا لیا اور اس کے پاس کے اضلاع مین بندوبست کر لیا اس وقت مین اصلی اختیارات ڈیورینڈ صاحب کے ہاتھ مین تھے ۔

جب ڈیورینڈ صاحب سیہور مین پہنچے تو بھوپال کی بیگم نے صاف صاف کہدیا کہ میری قدرت سے باہر ہے کہ مین آپ کو اور آپ کے ساتھیون کو اپنی قلمرو مین رکھ سکون اس لیئے وہ ہوشنگ آباد مین چلے گئے ۔ یہان پہنچکر انکو معلوم ہوا کہ سہور یقینی سلامت بخیر و عافیت ہے تو وہ بڑی بڑی کڑی

منزلین طے کرکے اسیرگڈھ مین اس ارادہ سے پہنچے کہ وڈہرن کے کولم کو اورنگ آباد سے
مئو مین بے آئین خواہ اس مین کچھ ہی نقصان ہوتا کہ دریاے نربدا پر قبضہ ہو اور سنٹرل انڈیا
کی بدنظمی موقوف ہو جائے اور یہہ مقصد اپنا حاصل کرکے مئو یا اندور مین چلے آئین اور باغیون کو اور
اندور کے قاتلون کو سزا دین اور سنٹرل انڈیا کے رئیسون پر گورنمنٹ کی وہی حکومت اور
سطوت و صولت اپنی جمائین جو غدر سے پہلے تھی۔ وہ راہ ہی مین تھے کہ ۱۷ جولائی کو سیرگڈھ مین
سٹورٹ صاحب کی جو وڈہرن کی جگہہ مقرر ہوئے تھے یہ چھٹی آئی کہ کولم آگے بڑھ رہا ہے
اسطرح نربدا بےخوف و خطر ہو گیا۔ مئو مین امن امان تھا۔ ڈیورینڈ صاحب یہان سپاہ کے
ساتھ آنا چاہتے تھے جس کہ انکی شان و شکوہ ظاہر ہو اس لیئے انہون نے کولم سے ملنے کا
اپنا پہلا ارادہ قائم رکھا۔ ۲۲ جولائی کو کولم اس پہاڑ کے نیچے خیمہ زن ہوا جس پر قلعہ اسیرگڈہ
تھا اس مقام مین جو یورپین رہتے تھے انکو یہہ خوف لگ رہا تھا کہ نمبر ۶ گوالیار کنٹنجنٹ جو
یہان تھا وہ بغاوت نہ کرے یہہ انکی خوش نصیبی تھی کہ انکی کمک آگئی اور انہون نے
گوالیار کی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے اور جس روز سٹورٹ کا کولم آیا اس دن ڈیورینڈ صاحب اس سے
جا ملے اور ۲۴ کو کولم نے مئو کی طرف کوچ کیا پہلی اگست کو سمرول کے درہ سے گذر کر
دوسرے روز مئو مین داخل ہوئے۔ نربدا کی لائین محفوظ ہو گئی۔

بڑے مباحثے یہہ ہوتے ہین کہ اس نازک زمانہ مین ہلکر خیرخواہ تھا یا بدخواہ۔ بعض اسکی
بدخواہی پر یقین کرتے ہین بعض اب بھی یہہ یقین کرتے ہین کہ وہ ہوا کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرف
چلتی ہے بعض یہہ یقین کرتے ہین اسکی خیرخواہی مین کوئی کسر نہ تھی۔

اصلی واقعات کا بیان کرنا مورخ کا کام ہے وہ بیان کیئے جاتے ہین۔ یہان اس امر کی
تنقیح کی ضرورت نہین کہ ڈیورینڈ ہلکر کو ناپسند کرتا تھا یا ہلکر ڈیورینڈ کو ناپسند کرتا تھا۔ مگر
یہہ بات مانی جاتی ہے کہ ڈیورینڈ ہلکر کی خصائل کا مدح خوان نہین تھا اور ہلکر
ڈیورینڈ کو سر روبرٹ ہملٹن رزیڈنٹ سابق اندور کا قائم مقام کچھ مدت کے لیئے سمجھتا
تھا جانتا تھا کہ وہ تھوڑے روز دن مین چلا جائیگا اس لیئے اس سے مصالحت کرنے
کی چندان پروا نہین کرتا تھا۔

اس مین شک نہین کہ پہلی جولائی تک ڈیورینڈ صاحب ہلکر کی خیر خواہی پر پورا اعتبار کرتے
تھے۔ اس لیئے انہون نے جب مہاراج نے اپنی سپاہ بھیجی تو اسکو اپنی رسیڈینسی کی محافظت
کے لیئے منظور کرلیا۔ مگر جب اس سپاہ نے ابتدا ہی تو بین چلائین اور ہلکر کی طرف سے
کوئی انکی مخالفت مزاحمت نہین ہوئی پھر انکے دل سے ہلکر کا اعتبار جاتا رہا مگر مہاراج نے پہلے
ہی اطلاع دیدی تھی کہ سپاہ میرے اختیار مین نہین رہی پہلی جولائی سے پہلے ہی بعض
سپاہیون نے ایسی اپنی سرکشی دکھائی تھی کہ مہاراج نے انکو باربرداری اور رسد دیگرانے دہ
سے خارج کردیا تھا۔ قاعدہ ہے کہ بادشاہ خواہ کیسا ہی ہردلعزیز ہو۔ جب وہ اپنی سپاہ کے
دلی یقینیات و اعتقادات کے برخلاف کام کرتا ہے تو پھر وہ سپاہ پر حکمرانی نہین کرسکتا
ہلکر اپنی سپاہ کو اس نازک وقت مین اپنے قابو و اختیار مین نہین رکھ سکتا تھا اسنے راستبازی
کے ساتھ ڈیورینڈ صاحب سے کہدیا تھا کہ مین اپنی سپاہ پر اعتبار و اعتماد نہین رکھتا۔
یکم جولائی کو جو سپاہ نے کام کیا اسکی مرضی کے خلاف کیا اس مین اسکو کچھ شرکت و سازش نہ تھی
مہاراج خود اسکا سبب یہہ بیان کرتے ہین کہ اسوقت ہلکر ایسا مجبور رہا تھا کہ رسیڈینسی تک
وہ نہین آسکتا تھا۔ ۹ بجے جب سعادت خان زخمی ہوکر مہاراج پاس گیا اور اسنے کہا کہ مین نے
رسیڈینسی پر حملہ کیا اور ایک صاحب کو زخمی کیا تو ہلکر اسکو تھوڑی دیر قید کیا مگر وہ پھر آزاد ہوکر چلا
گیا۔ اصل مین ہلکر کی حکمرانی سپاہ پر باقی نہین رہی تھی۔ چوتھی جولائی کو ہلکر گھوڑے پر سوار
علم ہاتھ مین لیئے رسیڈینسی مین آیا تو باغی اول بتعظیم و تکریم پیش آئے مگر جب اس نے
انکے کہنے کو نہین مانا اور صاف صاف کہدیا کہ مین تمہارا طرفدار نہین ہون تو سپاہ نے
اسکو گالیان دین اور کہا کہ جسونت راؤ ہلکر کی تو نالائق اولاد ہے۔
ہلکر کی خیر خواہی کی بڑی دلیل یہ ہے کہ جب باغیون نے اس سے ان عیسائیون کو مانگا
جو اسکی پناہ مین تھے تو اسنے کہا کہ مین اپنا سر دیدونگا مگر انکو نہین دونگا بھلا اس سے زیادہ
کیا اور خیر خواہی ہوسکتی ہے۔
غرض ہلکر کسی طرح باغیون کے ساتھ شریک نہین ہوا اور نہ اسکا کوئی عہدہ دار رشتہ دار
انگریزون کے خلاف نہین ہوا۔ جب گورنمنٹ نے اسکو اپنا خیر خواہ تسلیم کرلیا تو اور دنگے

شبہات کرنے عبث ہین - ہندوستان کے راجاؤن اور نوابون و رئیسون کی سپاہ اپنی
ولی نعمتون کی نسبتاً باغی انگریزی سپاہ کی زیادہ طرفدار تھی- انگریزی سپاہ سے لڑنے
سے اسکی جان نکلتی تھی - وہ بالکل اپنے آقاؤن کے اختیار سے باہر ہوگئی تھی جو ہلکر کا
حال تھا وہی سیندھیا اور راجاؤن کا تھا-
اب ہم سنٹرل انڈیا کا حال چھوڑ کر راجپوتانہ کا ذکر کرتے ہین جو اسکے ہمسایہ مین تھا

باب دوازدہم

راجپوتانہ اور جارج لارنس

راجپوتانہ

راجپوتانہ مین جو راجپوتون کا ملک ہے اٹھارہ ریاستین تھین جنمین سے سترہ مین ہندو
راج کرتے تھے اور صرف ٹونک مین مسلمان حکمران تھا-

کرنیل جارج لارنس بھائی ہنری لارنس اور جان لارنس کے تھے انہین اپنے دونو بھائیون کے
بعض اوصاف تھے - ہم نے انکی صفات جمیلہ اور خصائل حمیدہ کا اکثر جنگ افغانستان مین
کیا ہے - وہ اسوقت راجپوتانہ مین رزیڈنٹ تھے- اس زمانہ مین اس عہدہ جلیلہ پر
انکا ہونا نہایت موزون تھا- ان ہی کی دانشمندانہ تدابیر سے راجپوتانہ سنبھلا رہا-

اپریل مین کرنیل صاحب کوہ آبو پر تھے کہ ان پاس ۱۹ مئی کو دہلی و میرٹھ کے غدر کی خبر
پہنچی تو کرنیل صاحب کو خیال ہوا کہ کل بنگال سپاہ ضرور بغاوت کریگی اسپر کچھ اعتبار نہین ہو سکتا
راجپوتانہ مین اسوقت کروڑ آدمیون کی آبادی تھی- رقبہ اسکا ایک لاکھ مربع میل تھا
اور اس رقبہ مین بنگال ریذیڈنسی کی پانچ ہزار ہندوستانی سپاہ سب قسم کی تھی اور سوار
بیس یوروپین سار جنٹون کے جو ہندوستانی رجمنٹون مین تھے اور چند یوروپین بیمار
سپاہیون کے جو کوہ آبو پر ڈیسہ کی چھاونی سے بیمار ہوکر آئے تھے کوئی اور یوروپین
سپاہی نہ تھا جو کام کے لایق ہو سب سے قریب چھاونی جسمین گورون کی سپاہ تھی

ڈیسہ تھین جو بنبئی ریسیڈنسی مین آبو سے ڈیڑھ سو میل پر تھی

اجمیر کا بچانا

کرنیل لارنس کے اول خیالات مین سے یہہ ایک خیال تھا کہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو جو معرض خطر مین ہے بچانا چاہیئے - اجمیر راجپوتانہ کا مرکز ہے اس مین انگریزی عملداری تھی اگر اس مین کوئی خرابی اور خلل پیدا ہوتا تو تمام راجپوتانہ مین اسکا اثر ہوتا - یہہ شہر مسلمان و ہندو دونون کی زیارت گاہ تھا اور اس مین راجپوتانہ کے بڑے بڑے دولت مند ساہوکار اور تجار رہتے تھے - ایک قلعہ ٹوٹا پھوٹا تھا اس مین سلحہ خانہ اور خزانہ رہتا تھا اور ایک کمپنی نمبر ۵ ہندوستانی رجمنٹ کی رہتی تھی مگر جب میرٹھ کی خبر نصیرآباد مین آئی تو وہان حکام فوجی نے یہہ خیال کر کے کہ چور پکڑنے کے لیئے چور مقرر کرنا چاہیئے اس رجمنٹ کی ایک کمپنی گرانڈیر کی اور بھیجدی تھی - اجمیر کے سلحہ خانہ مین تمام آلات اور سامان جنگ رہتا تھا جو کل راجپوتانہ مین کام آتا تھا - وہ میرٹھ کے غدر کی خبر آنے کے وقت اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کی محافظت مین تھا کہ کرنیل اور اس کے تمام افسر بدخواہ جانتے تھے -

کرنیل لارنس کا ڈیسہ سے یوروپین سپاہ کا بلانا

یہہ ضرور تھا کہ اجمیر کا سلحہ خانہ باغیون کو نہ سپرد کیا جائے - کرنیل لارنس نے فوراً ڈیسہ کی فوج کے افسرون کو لکھا کہ وہ ہلکی میدانی سپاہ بھیجین جسکے سبب سے وہ اجمیر کے سلحہ خانہ کو بچا سکے اور نصیرآباد کی سپاہ کو ڈرائے ڈیسہ سے سپاہ روانہ ہوئی مگر اس سے پہلے اجمیر کے محفوظ رکھنے کی یہہ تدبیر کی گئی کہ ڈکسن صاحب نے میرواڑہ کی ایک پلٹن بھرتی کی تھی جس مین ادنے قومون کے سپاہی تھے وہ برہمنون کی طرح یہہ تعصب نہین رکھتے تھے کہ کھانا پینا ہی مذہب ہے اس لیئے یہ امید تھی کہ وہ بنگال پلٹن کے ساتھ ہمدردی نہین کرینگے بلکہ وہ سرکار کے ساتھ خیرخواہی مین ثابت قدم رہینگے - اس لیئے یہہ امر ضروری معلوم ہوا کہ اجمیر مین اس پلٹن کی ایک کمپنی بھیجی جاوے - وہ اسوقت بیور مین مقیم تھی - ایک چھوٹی سی جگہہ نصیرآباد کے جنوب مین ڈیسہ کی سڑک پر واقع ہے - بغیر کسی تامل کے ایک ہی دن مین ولسن صاحب کے حکم سے ڈبلیو کارنل صاحب اسکی پلٹن کے سو سپاہیون کو سینتیس ۳۷ میل رات کو جلدی جلدی طے کر کے صبح کو اجمیر مین لے آئے ان نوآمد سپاہیون نے سلحہ خانہ کو اپنی محافظت مین لے لیا اور نمبر ۱۵ رجمنٹ کی کمپنی نصیرآباد

۱۸۵۷

بمبئی کو اپنی پلٹن سے وہان جا ملے۔ اسطرح راجپوتانہ آفت سے بچ گیا۔
بہہ بیرواراد نے جاٹ کے سرکار عالی وقار کے ساتھ تمام ایام غدر مین خیرخواہی مین ثابت قدم رہی
کرنیل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ راجپوتانہ مین برٹش گورنمنٹ کا سطلے اوربرتر رہنا اور عام امن
و امان کا قائم رہنا راجپوتانہ کے قدیمی راجاؤنکی وفاداری اور ثابت قدمی پر منحصر ہے
اس لیئے انہون نے ۲۳ مئی کو سب راجاؤن پاس اس مضمون کا اشتہار بھیجا کہ وہ اپنی
ریاست کی حدود کے اندر امن امان قائم رکھین اور اپنی اپنی ریاستون کی سرحدون پر
سپاہیون کو مجتمع رکھین تاکہ وہ ضرورت کے وقت برٹش گورنمنٹ کی مدد کرسکین اور انکے
ملک مین سے جو فوجی باغیون کی جماعت گذرے تواسے وہ بڑی گرمجوشی اور سرگرمی سے
مقابلہ کرسکین۔ علاوہ اسکے کرنیل لارنس نے تمام چھاونیون کے افسرون پاس احکام بھیجے کہ
وہ بڑی مستعدی وجد وجہد سے کام کرین اور بمبئی کی گورنمنٹ سے درخواست کی کہ یوروپین
سپاہ جو ایران سے واپس آرہی ہے جسکی خدمات کی ضرورت ممالک مغربی مین ہے وہ
آگرہ کو گجرات اور راجپوتانہ کی راہ سے بھیجی جائین۔
دو چھاونیان نصیرآباد اور نیمچ کرنیل لارنس کے ماتحت تھین اور دونون مین رجمنٹیں اور بیٹریان
بالکل ہندوستانی تھین وہ انکو جانتے تھے کہ بغاوت ضرور کرینگین اس لیئے انہون نے
پیش بندی یہ کی تھی کہ ڈیسہ سے سپاہ منگائی تھی مگر پہلے اسکے کہ یہہ سپاہ آئے بلوہ ہوگیا
مگر اسنے آنکر یہان کے فساد کو بہت کم کردیا۔
نصیرآباد مین سپاہ نمبر ۱۵ اور ۳۰ ہندوستانی پیدلون کی رجمنٹین اور ایک ہندوستانی
بیٹری اور پہلا بمبئی کا لین سر رہتا تھا۔ میرٹھ کی خبر آتے ہی نمبر ۱۵ رجمنٹ کا بگڑ جانا مشہور
ہوگیا تھا۔ اس کے لیئے احتیاطین کی جاتی تھین۔ اول لین سر کے سوار جو معتبر سمجھے جاتے
تھے رات بھر گشت کرتے تھے۔ توپین گرالون سے بھری رہتی تھین۔
۲۸ کو چار بجے نمبر ۱۵ رجمنٹ نے بغاوت کر کے توپون پر قبضہ کرلیا۔ غیر آئینی رسالہ نمبر ۱ دار کو
جسکی وفاداری پر ابتک اعتبار کیا جاتا تھا حکم دیا گیا کہ حملہ کرکے توپون کو چھین لے چنانچہ
اسنے حکم کی تعمیل کی اور حملہ کیا مگر جب توپین چندگز کے فاصلہ پر رہ گئین تو یہ سوار تین تین ہوکر

چلے آئے اور انکو اپنے افسرون کے تنہا چھوڑ دینے سے کچھ شرم نہ آئی - ان افسرون نے بڑی بہادری سے حملہ کیا مگر کچھ فائدہ نہین ہوا - دو افسر مارے گئے اور دو زخمی ہوئے الغرض بریگیڈیر نے یہہ دیکھہ کر کہ کمک کو کوئی نہین آتا تو تمام یورپین افسرون کی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بیور کو روانہ ہوئے - باغیون نے تمام نصیرآباد مین چھاونی اور سرکاری اور غیر سرکاری بنگلون اور کوٹھیون کو جلا کر تباہ و خاک سیاہ کر دیا اور دوسرے روز دہلی کو روانہ ہوئے - اس بغاوت کی خبر کوہ آبو پر کرنیل لارنس کو یکم جون کو ہوئی - وہ ڈاک گاڑی مین بیور مین آئے - یہان لفٹنٹ گورنر کا آگرہ کا حکم ان پاس آیا کہ وہ تمام راجپوتانہ کی فوج کے بریگیڈیر جنرل یعنی سپہ سالار مقرر ہوئے - اسطرح انکو فوجی و ملکی اختیارات دونون راجپوتانہ مین مل گئے -

نصیرآباد سے جنوب مین ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر نیمچ کی چھاونی تھی - یہان نمبر ۷۲ رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور نمبر ۷ رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کی اور پہلا بنگال سوارون کا ایک ونگ رہتا تھا - ۳ - جون تک سپاہ نے بغاوت نہین کی - جب ۲۸ - مئی کو نصیرآباد کی سپاہ نے بغاوت کی تو نیمچ مین سپاہ نے بغاوت کا ارادہ کیا - ۳ - جون کی شب کو انہون نے چھاونی کو جلایا اور جیلخانہ کو توڑا اور خزانہ کو لوٹ لیا - اول گوالیار کنٹنجنٹ نے خیرخواہی کا اظہار کیا مگر پھر وہ بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ لوٹ مین شریک ہو گئے - افسرون کی جانین نہین تلف ہوئین ایک سارجنٹ کی بی بی اور تین بچے مارے گئے اور باقی افسر مع عورتون اور بچون کے ایک گاؤن مین بھاگے جو اودے پور سے ۵۰ میل کے قریب تھا انہون نے رانا اودے پور سے مدد مانگی رانا نے حکم سے راو بھیلا ان انتظام اور ترتیب کے ساتھ آگرہ کی راہ سے دہلی روانہ ہوئی - اس باغی سپاہ کی روانگی کے بعد کپتان لائڈ سپرنٹنڈنٹ نیمچ یہان آئے اور انہون نے اپنی عدالت اور حکومت پھر جمائی جو چند گھنٹون کے لیئے ملتوی ہو گئی تھی - کرنیل ڈکسن کمشنر مر گئے تھے انکا کام بھی جنرل لارنس کے سپرد ہوا - وہ تمام کام یہان اسی طرح کرتے تھے جسطرح کہ امن کے زمانہ مین -

۱۲ - جون کو ڈیسہ کی سپاہ نصیرآباد مین آن پہنچی اس سپاہ مین چارسو توانا سپاہی ۸۳ ملک کی رجمنٹ کے تھے اور نمبر ۱۲ بمبئی کی ہندوستانی پیدل لوگون کی رجمنٹ ۱ اور ایک تھرپ یورپین آرٹلری توپخانہ کا تھا -

کرنیل لارنس نے حکم دیا کہ سو سپاہی قلعہ اجمیر مین کمپنی کی کمک کے لیئے بھیجی جائین۔ پھر کرنیل لارنس نے اجمیر کو اپنا ہیڈ کوارٹرس بنالیا وہ بیور اور نصیر آباد کو کبھی کبھی جاتے تھے۔ سلحہ خانہ کے حفاظت کامل کے لیئے یہہ امر ضروری تھا کہ تاراگڈھ کی پہاڑی پر جو قلعہ ہے اس مین کسیقدر فوج متعین کی جائے کہ میگزین اور شہر کو اپنی دید بانی مین رکھے چونکہ اس مطلب کے لیئے کافی سپاہ بہم پہنچ سکی تو اسکی محافظت مسلمانون کے سپرد کی۔ یہان مسلمانون کے کسی بزرگ کا مزار تھا اس لیئے وہان کے سجادہ نشین نے نہایت خوشی سے یہ تمنا اسکی حفاظت اپنے ذمے لی اور بخوبی اپنے کام کو انجام دیا۔

پہہ تو ناممکن تھا کہ جنرل لارنس بذات خود ہر ریاست مین جاکر سارے کام خود کرتے انہون نے تو بھی بڑے کارہاے نمایان کیئے کہ اجمیر کا سلحہ خانہ بچا دیا اور نصیر آباد اور نیمچ کو جو مرکز بغاوت تھے اپنے پھر قبضہ کرلیا اب آگے چند صفحون مین انکے نائبون کے کام لکھے جاتے ہین جو راجپوتانہ مین انہون نے کیئے۔

جی پور مین میجر ولیم ایڈن صاحب ہوشیار در خوش لیاقت مستقل مزاج ایجنٹ تھے اور مہاراجہ رام سنگھ راج کرتے تھے۔ مہاراج نے عمدہ تعلیم پائی تھی وہ راجپوتانہ کی تاریخ سے خوب ماہر تھے اور برٹش گورنمنٹ سے صداقت کے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ میجر ایڈن صاحب جس خیر خواہی کے کرنے کی انسے استدعا کرتے تھے وہ اسکو بدل وجان کرنے کو موجود تھے یہی حال انکی رعایا کا تھا مگر سپاہ کا حال یہہ نہین تھا۔ انکی سپاہ مین بھی ایسے سپاہی تھے جنکے دل برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ تھے۔ اندور اور گوالیار کے حالات دیکھنے سے ثابت ہوتا تھا کہ مشرقی سپاہیون مین جب جوش مذہبی اٹھتا ہے تو نہ انکا راجہ نہ انکا باپ اسکو دبا سکتا ہے۔ مہاراج کی پانچہزار سپاہ نے میدان جنگ مین جانے کے لیئے سفر کیا اور وہ اضلاع متھرا اور گوڑگانوہ کی طرف گئین کہ اضلاع مین بندوبست قائم رکھین اور سول گورنمنٹ کو دوبارہ قائم کرین مگر جلدی سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اس سپاہ سے یہہ دونو کام اس حالت مین نہین ہوسکتے جسمین باغیون سے لڑائی کرنی پڑے۔ جہان لڑائی ہوئی انہون نے بغاوت و سرتابی کی سپہوںکے سوار دنگی

طرح وہ یورپین مفرورین کی جانین بچانے کو موجود تھے مگر لڑائی مین حملہ کرنے سے جان چراتے تھے اسلیئے یہہ پانچہزار سپاہ پھر جے پور کے ملک مین واپس بلالی گئی۔

جودھپور

جودھپور مین ایجنٹ کپتان سوک مین صاحب تھے جو بڑے عالی دماغ روشن ضمیر بلند حوصلہ تھے۔ مہاراجہ تخت سنگہ راج کرتے تھے جنسے انکے بھائی بند ٹھاکر ناراض رہتے تھے مہاراج سمجھتے تھے کہ میرا ان ٹھاکرون کے ہاتھہ سے محفوظ رہنا برٹش گورنمنٹ ہی کے طفیل سے ہے اسلیئے وہ سرکار کے نیک خواہ تھے انہون نے اپنی کنٹنجنٹ سپاہ دو ہزار سپاہیون کی اور چھہ توپون کی ایجنٹ کے حوالے کین۔ جون تک جودھپور مین خیر و عافیت رہی اسکے بعد جو واقعات وقوع مین آئے وہ آیندہ بیان کئے جائینگے۔

بھرت پور

بھرت پور مین میجر نکسن صاحب ایجنٹ تھے۔ راجہ کے دربار اور اُسکی سپاہ کی بغاوت کا حال پہلے بیان ہو چکا ہی

الور

الور مین کوئی پولیٹکل ایجنٹ نہین تھا۔ راو راجہ بنے سنگہ راج کرتا تھا انہون نے اپنی تھوڑی سی فوج انگریزون کی خدمت کے لیئے بھیجی مگر وہ باغی ہو گئی پھر مہاراج کا خود جلد انتقال ہو گیا۔

اودے پور

اودے پور مین رانا سروپ سنگہ راج کرتے تھے انکا بھی اپنے بھائی بند ٹھاکرون سے عناد و فساد رہتا تھا۔ جب میرٹھہ کی خبر آئی ہے تو یہان کے پولیٹکل ایجنٹ کپتان شاورس صاحب کوہ آبو پر تھے۔ جب کرنیل لارنس نے انکو اودے پور جانے کا حکم دیا تو وہ اودے پور نہین گئے۔ اور بھی عدول حکمیان کین جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ پولیٹکل ایجنٹ کے عہدہ سے برخاست کئے گئے اور پھر انکی خدمات ملٹری سر رشتہ سے متعلق کی گئین۔

راجپوتانہ

ہم نے راجپوتانہ کا حال آخر ماہ جون تک لکھا ہے۔ جب بغاوت کا ہنگامہ برپا ہوا تو اجمیر کا سلحخانہ محفوظ کیا گیا۔ نیمچ اور نصیر آباد مین جو سپاہ نے بغاوت کی تو اس کے کچھہ عرصہ کے بعد پھر انگریزی عملداری قائم ہو گئی۔ اگر راجپوتانہ مین سرکشی ہوتی تو آگرہ مین بڑی بنتی۔

باب سوم
آگرہ اور ساسیہ

آگرہ کا حال جون کے آخر دو ہفتے مین

پہلے تین بابون مین جو حالات اور واقعات بیان ہوئے ہین انہون نے آگرہ کی حالت پر بڑا اقتدار اثر کیا کہ آخر جون مین اسکا سنبھالنا مشکل ہو گیا - جمنا کے داہین کنارہ کا ملک تھا وہ سب برٹش گورنمنٹ سے برگشتہ ہو گیا - جمنا کے باہین کنارہ کے ملک مین بھی فتنہ و فساد کے شعلے اٹھ رہے تھے - غرض جون کے آخر ہفتہ مین ممالک مغربی کا دارالسلطنت تنہا بے پناہ رہ گیا تھا اور ابھی آیندہ اس کے لئے برے دن آنے والے تھے -

۱۴ - جون کو گوالیار کنٹنجنٹ نے سرکشی کی تھی وہان سے یوروپین بھاگ کر آگرہ مین آتے تھے - یہان انکی سب طرح کی خاطرداری کی جاتی تھی اور انکی آسائش و آرام کا سامان مہیا کیا جاتا تھا - آگرہ کی محافظت والنٹیریون کے سپرد تھی جسکے افسر پرنڈرگیسٹ صاحب تھے سوا ان کے یوروپین سپاہ تھی جس مین ساڑھے چھ سو سپاہی لڑنے والے تھے - ان محافظین کے سوار ہندوستانی پولس محافظ سمجھا جاتا تھا جسپر ناحق اعتماد کیا جاتا تھا وہ باغیون سے سازش رکھتا تھا افواہ اڑ رہی تھی کہ نصیرآباد اور نیمچ کی باغی سپاہ دو ہزار چھ سو سپاہیون کی بارہ توپین لئے ہوئے آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلی آتی ہے - جب لفٹنٹ گورنر کو یہ تحقیق معلوم ہو گیا کہ باغی آگرہ پر حملہ کرنے کے لیئے چلے آتے ہین تو انہون نے حکم دیدیا کہ عیسائیون کی عورتین اور بچے قلعے مین چلے جائین - مگر اسباب فقط اتنا ساتھ لے جائین جو ایک تھیلے مین آسکے جسکو ہاتھ مین اٹھا سکین اس سے زیادہ نہ ہو - اس زیادہ اسباب کے لیجانے کی ممانعت کے سبب سے سیکڑون خاندان برباد ہو گئے - اسوقت سے قلعہ مین رسد کے سامان بہم پہنچانے مین زیادہ سستی ہونے لگی -

باغیون کا فتح پورسیکری مین آنا اور آگرہ مین ہندوستانی راجاؤن کی سپاہ کا لانا +

۲- جولائی کو فتح پور سیکری مین جو آگرہ سے تیئیس میل پر ہے باغی لشکر آگیا۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ لفٹنٹ گورنر کی درخواست سے مہاراجہ گوالیار کی کنٹنجنٹ سپاہ بھیجی گئی تھی وہ ضلع آگرہ اور ضلع علی گڈہ مین انتظام کرنے کے لیئے گئی ہوئی تھی اسوقت دار السلطنت مین موجود نہین تھی۔ اس کے بعد کوٹہ کے کنٹنجنٹ سپاہ کا ایک دستہ آیا وہ آگرہ مین مقیم تھا۔ نواب سیف اللہ خان قرولی کے چھہ سو توڑہ دار بندوقچیون اور بھرت پور کے تین سو سوارون کی اور دو بینی تولیون کی افسری کر رہے تھے وہ ایک بڑے ہوشیار دلاور ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اس تمام لشکر کی افسری لفٹنٹ ہنڈرسن صاحب لفٹنٹ گورنر کے ایجنٹ بن کے کر رہے تھے۔

۴- جولائی کی کونسل کی تدابیر و تجاویز + کوٹہ کی سپاہ کی بغاوت

۲- جولائی کو جب یہہ معلوم ہوا کہ باغی لشکر فتح پور سیکری مین آگیا ہے تو کوٹہ کی سپاہ چھاونی مین محافظت کے لیئے بھیجی گئی اور سیف اللہ خان کی سپاہ کو حکم ہوا کہ وہ شاہ گنج مین جو فتح پور سیکری کی سڑک پر ہے جائے۔ اس دن ۲- جولائی کو کولون صاحب ایسے بیمار ہو گئے کہ وہ اپنا کام نہین کر سکتے تھے اس لیئے انھون نے اپنا کام ایک کونسل کے سپرد کیا جسکے تین ممبر ریڈ صاحب ممبر اعلے صدر بورڈ اور بریگیڈیر پولوائیل اور میجر لیک سو ٹا تھے۔

اس کونسل نے یہہ سمجھکر کہ جب باغیون کا حملہ ہوگا تو جیلخانہ مین قیدی رہا ہو جائینگے اور وہ شہر مین بڑا دنگہ فساد مچائینگے انکو قابو مین رکھنا دشوار ہوگا اس لیئے جیلخانہ سے تھوڑے قیدی جمنا پار لیجاکر چھوڑ دیئے گئے۔ قلعہ کے قریب جو پیپون کا پل جمنا کا تھا وہ بھی توڑ دیا کہ اس طرف سے باغی شہر مین نہ آسکین۔ ہندوستانی عیسائی بھی قلعہ مین داخل کیئے گئے۔ سیف اللہ خان پاس جو توپین تھین قلعہ مین لاکر میگزین مین لگانے کی تجویز ہوئی اور کوٹہ کے کنٹنجنٹ کی وفاداری مشتبہ تھی اس سے اسکی خیرخواہی کا امتحان اسطرح کیا گیا کہ اسکو حکم ہوا کہ وہ باغیون کے لشکر پر جو آگے بڑھا چلا آتا ہے حملہ آور ہو۔ جب اس سپاہ سے توپین مانگی گئین اور اسکو باغیون پر حملہ کرنے کا حکم ہوا تو اسنے بغاوت اختیار کی اور اپنے یوروپین افسرون پر گولیان چلائین جنکا اثر کچھہ نہین ہوا وہ باغیون پر

حملہ کرنے کی جگہہ انسے جا ملی۔ نواب سیف اللہ خان نے جب کہا کہ قرولی کی سپاہ قابل اعتبار نہین ہے تو اسکو حکم ہوا کہ وہ سپاہ کو قرولی لے جائے

جناب ممدوح کی علالت مین کمی ہوئی تو وہ ۴۔ جولائی کی شام کو قلعہ مین داخل ہوئے اور اپنے عہدہ کے کام کو سرانجام دینے لگے۔ ۵۔ جولائی کو باغی قریب آ گئے۔ فتح پور سیکری مین باغیون کا لشکر بہت بڑھ گیا تھا۔ اب اس مین چار ہزار کے قریب پیادے اور پندرہ سو سوار تھے اور گیارہ توپین تھین بریگیڈیر پول وہیل پاس بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی۔ تیسری یوروپین رجمنٹ کے پانچسو ساٹھ سپاہی اور ایک بیٹری جسکے گولہ انداز مع افسرون کے ساٹھ اور چون ہندوستانی توپخانہ کے ہنکانے والے اور پچپن سوار ملیشیا کے اور پچاس ملیٹری اور سولین افسر جو آگرہ مین پناہ گزین ہوئے تھے۔

اس تاریخ کی صبح کو بہت سویرے کرنیل فریزر نے بریگیڈیر پول وہیل سے عرض کی کہ یہہ وقت ایسا ہے کہ اس مین یہہ بہتر ہے کہ ہم آگے جا کر باغیون پر حملہ کرین۔ بریگیڈیر نے اس سے انکار کر دیا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ باغی اسپر حملہ کرنے کو آتے ہین تو اسنے فریزر صاحب کی صلاح پر دوبارہ سوچ بچار کیا۔ اب اور طریقے اسکے سامنے تھے ایک یہہ کہ وہ قلعہ نشین اس سبب سے ہو کہ اس پاس ایسی بردست سپاہ نہین تھی کہ وہ سارے آگرہ کی محافظت اس باغی سپاہ سے کر سکتا جسکی تعداد اسکی سپاہ سے بہت زیادہ تھی۔ دوسرا طریقہ یہہ تھا کہ وہ سفر کرکے باغیون پر حملہ کرکے انکو ایسی شکست دیتا کہ انکا حوصلہ ہی یہہ نہ ہوتا کہ وہ آگرہ پر دست درازی کرتے۔ اس برٹش افسر نے جسکے پاس آٹھ سو برٹش سپاہی تھے یہہ مناسب جانا کہ آگے بڑھکر بہادرانہ حملہ کرنا بڑی ہوشیاری و دانائی ہے۔

دوپہر سے پہلے یہہ تھوڑی سپاہ پریڈ کے میدان سے روانہ ہوئی۔ تین میل اس نے سفر کیا تھا کہ اسکو دشمن نظر آیا کہ وہ گاؤن سا سیہ کے پیچھے مقیم ہے اور اسنے توپین اپنے دونو بازوؤن پر ٹیلون اور درختون کی آڑ مین لگا رکھی ہین اس کے بائین طرف کے توپخانہ نے توپین چلانی شروع کین۔ پول وہیل صاحب نے اپنے سپاہیون کو ٹھیر اکر پیدلون کو حکم دیا کہ وہ لیٹ جائین اور توپخانہ کو دو حصون مین منقسم کرکے اپنی سپاہ کے دونو بازوؤن

قائم کیا اور انکو دشمنون کی توپون کے جواب مین چلانا شروع کیا۔ اگرچہ توپخانہ کے افسرون نے بہادری کے کام کیئے مگر دشمنون کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ اسنے انگریزی توپون کی دو پھر پہیون کو اڑا دیا اور تیسری توپ کو گرا دیا۔ افسرون نے یہہ دیکھکر کہ میگزین ختم ہونے کو ہے پول ہویل سے یہہ درخواست کی کہ وہ آگے بڑہنے کا حکم عام دے۔ پیدل بیکار پڑے پڑے بیتاب تھے کہ انکو دشمنون پر حملہ کرنے کا حکم ہو۔ مگر پول ہویل صاحب کو یہہ خوف تھا کہ سپاہ تھوڑی ہے اسطرح کرنے سے اسکی تعداد اور بھی کم ہو جائیگی اس لیئے اسنے حکم مطلوب نہین دیا۔ اگر جنرل مین معمولی عقل بھی ہوتی تو وہ یہہ سمجھتا کہ جس مطلب کے لیئے وہ آیا تھا اچھی طرح یون ہی حاصل ہو سکتا تھا کہ وہ آگے بڑھکر دشمنون کی سنگینون سے خبر لیتا جس سے ہمیشہ ہندوستانی لشکرون مین ایسا خوف پیدا ہوتا تھا کہ وہ بھاگ جاتے تھے۔ ہویل ایسا جنرل تھا کہ جسمانی جرات عقل عملی کی مکافات نہین کر سکتی تھی وہ پیدلون کو اس وقت کام مین لایا کہ توپخانہ کا میگزین بالکل ہو چکا تھا اور دشمنون کے سوارون نے نصف بیٹری پر حملہ کیا تھا مگر اب وقت ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ پیدلون نے اپنی بڑی بہادری لڑائی مین دکھائی کہ دشمنون کو گاؤن سے پرے ہٹا دیا آس پاس کی عمارتون مین اسکو دھکیل دیا۔ مگر توپخانہ انکی حمایت کے لیئے نہ تھا کہ آگے وہ کچھ اور کام کرتے۔ غرض انہون نے باغیون کو بھگا دیا مگر انپر فتح نہین حاصل کر سکے اب پول ہویل نے دیکھا کہ باغی اسکی مراجعت کا رستہ بند کرنے کو ہین اسنے سپاہ کو حکم دیا کہ وہ آگرہ کو الٹی چلے۔

اس اثنا مین قلعہ مین عورتین انتظار مین بیٹھی تھین کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوتا ہے جسپر انکی جان کی سلامتی منحصر تھی۔ جن عورتون کے خاوند لڑائی مین گئے ہوئے تھے ان کا دل بڑا مضطرب تھا۔ تین گھنٹے سے برابر وہ توپون کی لڑائیون کی آوازین سن رہی تھین بعض ان مین سے بیقرار ہو کر دہلی دروازہ کے اوپر جو جھنڈا لگا ہوا تھا اسکے نیچے آنکر بیٹھین تاکہ دونو سپاہیون کی حرکتون کو دیکھین مگر یہہ دیکھکر انکو بڑی مایوسی ہوئی کہ انکے ہم ملک تو واپس چلے آتے ہین اور انکے پیچھے سے دشمنون کے سوار بڑی سرگرمی سے انکو دبانے چلے آتے ہین۔ فی الحال سپاہیون کا ایک گروہ گرد آلودہ اور خون آلودہ قلعہ مین پانی پانی

پکارتا ہوا داخل ہوا۔ یہہ دیکھکر عورتین اپنے رنج والم کو بھول گئین۔ انہین سے بعض پیاس بجھانے کے سامان کے لئے دوڑی گئین بعض زخمیون کے بسترون پاس بیٹھ کے تیمارداری کرنے لگین۔ توپخانہ کے کپتان ڈی اویلن نے اپنے مرتے وقت یہہ الفاظ کہے کہ میری قبر پر ایک پتھر رکھو اور یہہ لکھو کہ مین اپنی توپون پر لڑتا ہوا مر گیا۔ اسوقت آگرہ کے بدمعاشون نے باغیون کو غنیمت سمجھکر چھاونی کے مکانون کو جلایا اور اس اسباب کو غارت کیا جو لفٹننٹ گورنر کے حکم سے قلعہ مین نہین داخل ہونے پایا تھا اور عیسائیون کو قتل کیا جو شہر مین اتنک پڑے تھے۔ قلعہ کے اندر ایک مرتفع زمین پر اسکے پناہ گزینون کا مجمع زخمیون کے علی غپاڑہ کو سن رہا تھا اور بیکسی وبیچارگی کی حالت مین دیکھ رہا تھا کہ انکے گھرون مین شعلے اٹھ اٹھ کے جمنا کے پانی پر اور تاج گنج کے سنگ مرمر پر اپنا پرتو ڈال رہے ہین۔ دو دن تک آگرہ کی یہی حالت رہی تیسرے دن جب راجہ رام نے جاکر کہا کہ اب شہر مین کوئی باغی نہین رہا تو ڈرمنڈ صاحب مجسٹریٹ آگرہ شہر مین آئے اور بندوبست کر لیا۔ تو پھر اہل قلعہ کو شہر والونکا خوف کچھ نہین رہا۔

قلعہ کے اندر قریب چھ ہزار آدمیون کے جمع ہوگئے تھے وہ اپنے تئین مقید جانتے تھے اور قید کی میعاد کو نہین جانتے تھے کہ کتنے دنون رہیگی۔ قلعہ کے اندر مختلف قسم کی عمارات تھین گورنمنٹ کی صاف عمارتین سنگ مرمر کے بڑے بڑے کمرے۔ خوبصورت مسجدین برج۔ کوشکین اور بڑے شاندار محل۔ ان مکانون مین سب رہتے تھے۔ مقید آدمیون پاس وہ سامان آسائش تھا جو اس حالت مین حاصل ہوسکتا تھا قلعہ مین جو سفر در ہوکر آئے تھے انہین مختلف نسلون اور مذہبون اور پیشون کے آدمی تھے۔ سپاہی سویلین۔ انگلش لیڈیان انکے بچے یوروشین۔ ہندوستانی ملازم۔ مونکس (راہب) اور نن نٹ وسرکس والے جو ایک فرانسیسی کمپنی کے تھے۔ اگرچہ ابتدا مین کچھ ابتری تھی مگر پھر بہت اچھی طرح انتظام ہوگیا اور ہر قسم کے آدمیون کے لئے مکانات مقرر ہوگئے اور سب مکانات نمبر لگ گئے۔ اسوقت سب مذہب کے آدمی آپس مین ہمدردی ومدد کرتے ہین اور ایک دوسرے کی مصیبت کم کرنے مین متفق تھے موتی مسجد زخمیون کی اسپتال تھی جس مین عورتین

تیمارداری کرتی تھین - صبح سے شام تک سول اور ملیٹری افسر اپنے اپنے کامون مین لگے رہتے تھے - بہت سی لیڈیان تھین جو اپنی قید کی تکالیف کو بھول گئی تھین وہ زخمیونکی تیمارداری کرتی تھین یا بچون کو پڑھاتی تھین مگر بعض انہین بیکار رہنے سے گھبراتی تھین علاوہ ازین نہ کسی کو بھوکے رہنے کا خوف تھا نہ کسی کو یہہ ڈر تھا کہ کوئی اسکو گولی ماریگا بہت بہادر قلعہ مین ایسے تھے کہ وہ اپنی ہم قومون پر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ یہہ کیا نامردی کی زندگی ہے کہ قلعہ مین مقید پڑے ہین گو دشمنون کی تعداد زیادہ ہو مگر چند سو توانا و تنومند سپاہیون کا بیکار پڑا رہنا شجاعت و دلاوری کا مقتضا نہین ہے - ہم محصور نہین ہین مگر محصورین کی سی تکلیف اٹھاتے ہین ہمکو چاہیئے اپنے گرد کے ملک مین اپنی سلطنت پھر جمائین اور لوگون کے دلون سے اس تمام یقین کو دور کرین کہ انگریزی عملداری بالکل جاتی رہے اس لیئے علی گڈھ پر لشکرکشی ہوئی -

کرنیل کوٹن صاحب بریگیڈیر پول ویل کی جگہہ مقرر ہوئے تھے انہون نے تین گورون کی کمپنیان اور تین توپین اور تیس والنٹیر اور چند معتبر ہندوستانی سوار یہہ سب میجر مونٹ گومری کے ماتحت ۲۰ - اگست کو آگرہ سے روانہ کیئے یہہ سپاہ ۲۴ - اگست کو علی گڈھ مین آئی یہان ایک دیوار دار احاطہ مین بہت سے جہادی اور تیسرے رسالہ کے کچھہ سوار تھے - ان پر حملہ کیا جہادی خوب لڑے مگر شکست پاکر بھاگے اور انکے دوست بھی علی گڈھ سے مفرور ہوئے -

(حاشیہ: علیگڈھ پر حملہ)

اسوقت لفٹننٹ گورنر کی زندگی تلخی سے گذرتی تھی وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین کوئی کام جو میرے عہدہ کے لیئے سزاوار ہے نہین کر سکتا - علاوہ ان امتحانات کے ان پاس خطوط طنز آمیز ایسے آدمیون کے آتے تھے جنکو انکی مدد کرنی چاہیئے تھی بہ تدریج انکی صحت بگڑتی گئی - ڈاکٹرون نے ہرچند انکو سمجھایا کہ اگر آپ آرام نہیں کرینگے تو آپ کی جان جاتی رہیگی مگر وہ اپنے ملک کی خدمت گزاری اپنی نہایت عمدہ لیاقت و قابلیت سے کرتے رہے اور ۹ ستمبر کو اس دنیا سے رخصت ہوئے -

(حاشیہ: لفٹننٹ گورنر کی وفات)

اگرچہ وہ دنیا کے ہیرو مین سے نہ تھے مگر بغاوت کی تاریخ مین انکے بڑے بڑے

لکھے جاتے ہین جنمین انکو بہادرانہ کامیابیان ہوئین وہ آخردم تک اپنی خدمات کے بجالانے مین راست باز ایماندار رہے وہ ان جوابدہیون کا مقابلہ کرتے رہے جنکو وہ جانتے تھے کہ میرے واسطے بہت بڑی ہین - جب تک انگلنڈ مین ان آدمیون کی قدرشناسی چلی جائیگی جو اپنے فرائض خدمت کے ادا کرنے مین جد و جہد کرتے ہین - کولون صاحب کا نام بھی تعظیم و تکریم کے ساتھ انکے اہل وطن لینگے اور ان کے یہ آخری الفاظ جو مرنے کے وقت کہے ہین بعض آدمی یاد رکھینگے کہ خداتعالے نے جس بوجھ کو میرے اٹھانے کے لیئے مقرر کیا مین اس کے اٹھانے سے کبھی جھجکا نہین مین نے اپنے سچے دل سے ہمیشہ یہہ قصد کیا کہ مین خدا کا اور انسان کے ناراض کرنے سے پرہیز کرون

باب چہارم

ممالک شمالی و مغربی

ہم نے پہلے علی گڈھ و مین پوری و اٹاوہ و بلند شہر کی بغاوتون کا ذکر کیا ہے اب اوراس کے متصل کے اضلاع کی سرکشیون کا ذکر کرتے ہین -

مہاراجہ سیندھیا نے جو سپاہ لفٹنٹ گورنر پاس بھیجی تھی اس مین سے لفٹنٹ کوک برن تین سو تینتیس سپاہیون کو ساتھ لیکر ۱۳ مئی کو روانہ ہوئے اور ۲۶ کو علی گڈہ مین پہنچے - اول ہاتھرس مین انگریز تھے انکے بچانے کے لیئے وہ یہان آئے - ہاتھرس مین انکے سو سوارون نے جنمین اکثر مسلمان تھے سرکشی کی اور ضلع کے دہاتیون کو اغوا کرنا شروع کیا - کوک برن نے گوان کے سوارون کی تعداد ایک سو تینتیس رہ گئی تھی - باغیون کو پھندے مین پھنسانے کی یہہ ترکیب کی - ایک گاڑی مین پردہ کے اندر چار سوارون کو مسلح کرکے بٹھایا اور باغیون کی طرف گاڑی کو بھیجا اور آپ خود اس کے پیچھے درختون کے سایہ مین سوارون سمیت چلے - جب گاڑی باغیون کے سامنے آئی

تو انہون نے یہہ جانا کہ کوئی عورت اس مین بیٹھی ہوگی وہ اسکی طرف لپک کر دوڑے سی
تو گاڑی کے اندر کے سوارون نے اُنپر گولیان چلائین تو انکی آواز سنکر کوک برن صاحب
باغیون پر دوڑے اوران مین سے اڑتالیس کو ہلاک کیا اور سب کو بھگا دیا۔

گوالیار کی سپاہ کے دستون کا بغاوت کرنا۔ ضلع کے وولنٹیر

پہلے سوارون کے رسالہ نے ہاتھرس مین سرکشی کی اور اپنے افسرون سے کہا آپ
چلے جائین۔ دوسرے دن پھر سوارون کے دوسرے رسالہ اور توپخانے کے گولہ اندازون
نے بغاوت کی اور اپنے افسرون سے کہا کہ اب ہم کو آپ کی ضرورت نہین ہے باغی رسالے
آپس مین مل گئے اور انکے افسر آگرہ کو چلے گئے تعجب کی بات یہہ ہے کہ اسی کنٹنجنٹ کے پیادون نے
اپنا انگریزون کے خون کا پیاسا ہونا دکھلایا باوجودیکہ انمین انیس بیسوین حصے ہندو تھے سوارون
مین مسلمان زیادہ تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغاوت کا سبب زیادہ جات کا تھا
وولنٹیر جو گھوڑون پر چڑہنا اچھا جانتے تھے وہ دفترون کے کلرک اور دوکاندار اور
نیل کے زراعت کار تھے انہون نے بھی عمدہ خدمات کین۔ ایک نیل کی کوٹھی مین انکے
ہموطن چھ سات گھرے ہوئے تھے انکا بچانا پہلا کام انکا تھا وہ علی گڈھ دوڑے گئے
اور یہان سٹروبٹ سن صاحب ضلع کے مجسٹریٹ سے جو بڑے بہادر عالی ہمت
تھے مل گئے مگر دہاتیون کا مقابلہ نہین کرسکے اس لیئے آگرہ کو واپس چلے گئے انمین سے
بارہ نے فرار کی عار کو پسند نہین کیا وہ علی گڈھ سے پانچ میل پر ایک نیل کی کوٹھی مین رہگئے
جب گوالیار کے سوار باغی ہوئے تو وہ بھی آگرہ چلے آئے۔ یہہ آگرہ کے وولنٹیر منتظر اکی سڑک کی
پاپٹ بن کے بیٹھے تھے کہ نصیر آباد کی باغی سپاہ کی دیدبانی کرین۔ جمنا کے بائین کنارہ پہ
سب ہی جگہہ بغاوت پھیل گئی۔

سہارنپور

سہارنپور ایک ضلع کا صدر مقام ہے جب میرٹھ مین بغاوت ہوئی تو اس مین چھ یا سات
یوروپین تھے جنمین کلرک بھی شامل تھے اور اتنے ہی یوریشین رہتے تھے۔ خزانہ پہ
ستر اسی سپاہی مرادآباد کی رجمنٹ نمبر ۲۹ کے مامور تھے جنکا افسر بھی ہندوستانی تھا۔
اور جیلخانہ اور انگریزی افسرون کی کوٹھیون پر پہرہ چوکی دینے والے سو سپاہی تھے
اور تمام ضلع مین پولیس تھا جو اس امان کے زمانہ مین اس کام کے لیئے کافی تھا کہ ضلع کے

دس لاکھ باشندون مین سے کسی کو دنگہ فساد کرنے دے۔ سہارنپور سے مسوری ودیرہ دون اور لنڈھور کو راستہ جاتا تھا رڑکی اسکے پاس تھی جہان سے دہلی کے انگریزی لشکر گاہ مین محاصرہ کا مصالح بڑہایا جاتا تھا وہان انجنیرنگ کالج تھا اور رفتہ رفتہ نہر کے سرشتہ کا بڑا کارخانہ تھا۔ یہہ سب کارخانے ہندوستانی سپاہیون کے ہاتھ مین تھے۔ اس ضلع کی بڑی خوش نصیبی یہہ تھی کہ وہان مسٹر رابرٹ سپنکی صاحب مجسٹریٹ تھے جو بڑے جری بہادر دانشمند تھے انکے نائب ڈنڈاس روبرٹس صاحب تھے جو بڑے عالی ہمت اور مستعد وچست وچالاک تھے۔ لفٹنٹ برن لو صاحب انجنیر بڑے بہادر ان کے ساتھ تھے۔ پس ایسے عالی دماغ روشن ضمیر دلاور افسرون کے ہونے سے سہارنپور کے بچنے کی امید ہوسکتی تھی .... ۱۴ مئی کی شام کو میرٹھ مین غدر ہونے کی اور دوسرے دن دہلی مین انگریزون کے قتل ہونے کی خبر آئی سپنکی صاحب نے سب انگریزون کی مجلس منعقد کی جسمین یہہ فیصلہ ہوا کہ عورتین اور بچے مسوری بھیجدیئے جائین اور سب یوروپین اور یوریشین ایک کوٹھی مین یکجا رہین۔ ضلع مظفرنگر کی سرکشی ڈاکو اور سپاہی نر کی دوسرکش کمپنیون کے قریب آنے نے اور سرکش ہاتیون کے ان کے ساتھ ملجانے نے سہارنپور مین خوف بڑہا دیا تھا۔ ایام غدر مین ان دہاتیون کے دبانے کا بڑا اصول یہہ تھا کہ دلاوری ہوشیاری سے کام لیا جائے مسٹر روبرٹس صاحب نے چند خیرخواہ زمیندار انتخاب کرکے اپنے ساتھ ملائے کہ سازش کرنے والون کو گرفتار کرلین انہون نے چند تیرہ بردار ہندوستانی سوار نمبر ۲۹ ہندوستانی رجمنٹ کے پیادے ساتھ لیے اور ضلع کے اس حصے مین گئے جو زیادہ سرکش ہورہا تھا۔ وہان انہون نے اپنی عقل ودوراندیشی سے زور سے انگریزی حکومت کو جمائے رکہا انکو تحقیق ہوگیا کہ زمیندار سرکشون کے مددگار ہین اور انکا مقصود سرکشی سے لوٹ ہے جس سے انکو اپنا کام کرنا زیادہ مشکل ہوگیا۔ کامیابی کا مدار سپاہیون کی وفاداری پر منحصر تھا۔ وہ ابتک وفادار معلوم ہوتے تھے۔ ۳۰ مئی کو نمبر ۵ ہندوستانی رجمنٹ کی دو کمپنیان انکے پاس آئی تھین انہون نے ۲ جون کو سرکشی کی۔ انکے پاس اسی تاریخ کچھ گورکھے آ گئے تھے۔ غرضکہ یہان کے دانشمند سول افسرون نے اسطرح کام کیا کہ ضلع مین سے انگریزی عملداری کو اکھڑنے نہین دیا۔

مظفرنگر

میرٹھ اور سہارنپور کے درمیان مظفرنگر صدر مقام ضلع کا ہے وہاں کے خزانہ پر پہرہ چوکی نمبر ۲۰ رجمنٹ ہندوستانی میرٹھ کی ایک کمپنی کا تھا۔ میرٹھ کے بڑے غدر مین اس رجمنٹ نے بہت شور برپا کیا تھا اس لیئے یہ توقع نہین ہوسکتی تھی کہ پلٹن نے بغاوت کی ہو تو اسکا یہ حصہ بغاوت نہ کرے مگر تین دن تک اسنے سرکشی نہین کی اور معلوم نہین کہ کب تک سرکشی نہین کرتا اگر مسٹر برفورڈ صاحب مجسٹریٹ ضلع کچہریون کے بند کرنے سے یہ نہ بتلاتے کہ سرکار انگریزی کی عملداری کا انکو یقین بالکل نہین رہا۔ صاحب ممدوح نے غدر کی خبر سنتے ہی تمام کچہریان بند کردین اور خود ایک چھوٹی سی کوٹھی مین جا رہے اور جیلخانہ کے پہرہ کے سپاہیون کو اپنی محافظت کے لیئے بلا لیا۔ اسطرح حکمرانی سے انکے جدا ہونے کا نتیجہ یہہ تھا کہ ضلع کے سارے باشندے سرکشی آمادہ ہوگئے۔ زمینداروں اور کاشتکارون کو یہہ یقین ہوگیا کہ اب سرکار کا آفتاب اقبال غروب ہوگیا جن لوگون کا غارت گری پیشہ تھا اور لٹیرے اور مفلسون کو یہہ لوٹ کا موقع خوب ہاتھ لگا سپاہیون نے خزانہ لوٹا اور جتنا روپیہ وہ اٹھا سکے اسکو لیکر مرادآباد روانہ ہوئے زیادہ لوٹ اہل شہر اور ضلع کے مفسدون کے ہاتھ لگی۔ برفورڈ صاحب کے جاتے ہی ضلع مظفرنگر سے سرکاری عملداری اٹھ گئی۔ ایام غدر مین صاحب کی نامردی یہہ ایک عجیب مثال تھی انہون نے کچہریون کو بند کرکے خود بتلا دیا کہ اب انگریزی عملداری نہین رہی۔

روہیلکھنڈ

تین ضلعون کی بغاوتون کا اوپر ذکر ہوا روہیلکھنڈ کی بغاوت کے آگے خفیف تھین روہیلکھنڈ مین سب سے بڑی چھاونی بریلی تھی سنہ ۱۸۵۷ع مین اسکے اندر نمبر ۸ غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور نمبر ۱۸ و ۶۸ پیدلون کی رجمنٹیں اور ہندوستانی بیٹری تھین اور اس برگیڈ کے بریگیڈیر سبالڈ صاحب تھے۔ بریلی مین کمشنر بھی رہتا تھا۔ سو سے زیادہ یوروپین و یوروشین اسمین رہتے تھے۔ مارچ مین بنگال مین سپاہ مین جو ایک بےچینی پھیلی تھی وہ اپریل مین یہان کے سپاہیون مین پیدا ہوئی۔ جب انکو نئی بندوقین دی گئی ہین تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے پرانی بندوقون سے سارے ہندوستان کو فتح کرلیا اب ان نئی بندوقون کے دینے کی کیا ضرورت ہے ہندوستانی قدامت پسند بڑے ہوتے ہین پرانی لکیر کے فقیر ہوتے ہین یہہ بدعت پر چونکتے ہین۔ وہ ان بندوقون کے دینے مین جانتے تھے کہ دال مین کچھ کالا ہے

انکو اول ان بندوقون کی سنگینون کی قواعد سکھائی گئی پھر جب گولی چھوڑنے کی قواعد کا آغاز ہوا اور نمبر ۱۸ ہندوستانی رجمنٹ کو نئے کارتوس دیئے گئے اور پریڈ پر توپخانہ انکے پہلو پر کھڑا ہوا تو سپاہیون کے دلون مین طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوئے ۹ - ۲ مئی تک تو خیر رہی مگر اس تاریخ کی صبح کو کرنیل ٹروپ نے سنا کہ چند گھنٹے کے بعد دونو پیدل رجمنٹین بغاوت کرنے پر تیار ہین باقی رجمنٹ نمبر ۸ سوارون کو مسلح ہونے کا حکم ہوا سوارون نے نہایت گرمجوشی سے حکم کی تعمیل کی مگر بغاوت نہین ہوئی۔ شام کو ٹروپ صاحب نے سنا کہ اس غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ مین بھی دغاباز موجود ہین مگر اسکے کپتان میکنزی صاحب کو جو اس رجمنٹ کے کپتان تھے سوارون پر کچھ بدگمانی نہین تھی وہ کوئی بری بات انکی نسبت سننے نہ تھے ۔ وہ اسکے ساتھ برسون رہے تھے اسکی وفاداری اور جانثاری کی بے تعصبی دیکھ چکے تھے اپر پورا اعتبار کرتے تھے اب اس اعتبار کے امتحان کا وقت عنقریب آگیا تھا۔

۳۱ مئی کی صبح کو کپتان برون لو کا بنگلہ جلایا گیا۔ خزانہ کے پہرہ کے سپاہی نے ایک ہندوستانی افسر سے چٹھی جو وہ قلعہ کو لئے جاتا تھا چھین کر اور پھاڑ کر اسکے منہ پر پھینکی اور اسکو گالیان دین ان دو واقعات کو دیکھ کر بہت سے فرنگیون کو اپنی محافظت کا خیال پیدا ہوا۔ گیارہ بجے ایک توپ اور بندوقون کی باڑھ چھٹی اور سپاہیون نے غل شور مچایا تو معلوم ہوا کہ بغاوت کا وقت آگیا۔

سپاہیون نے بغاوت کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ ان مین سے ہر کمپنی اپنے افسرون کو گیارہ بجے ۳۱ مئی روز یکشنبہ کو مار ڈالے۔ گیارہ بجتے ہی اٹھارہوین رجمنٹ کے سپاہی توپون کے پاس دوڑے گئے اور لین مین پاس کے گھرون مین گراپ ماری اور چھوٹی چھوٹی سپاہیون کی ٹولیان بندوقین لیکر جدا جدا بنگلون مین گئین باقی سب سپاہی جلانے و قتل کرنے و غارت و تباہ کرنے پر جھکے افسرون نے یہ حال دیکھ آٹھوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کو اپنا امن بنایا یا شہر مین جاکر پناہ گزین ہوئے۔ برگیڈیر گھوڑے پر سوار لین مذکور کو جاتے تھے کہ انکے سینہ مین سپاہیون نے گولی ماری وہ مر گئے اور اور افسرون کا بھی یہی حال ہوا

دس بجے صبح کو ایک ہندو رسالدار نے میکن زئی صاحب سے کہا کہ بعض سوار کہہ رہے تھے کہ انہوں نے اٹھارہویں و اٹھارہویں رجمنٹوں کے سپاہیوں کو آپس میں کہتے ہوئے سنا کہ ارادہ ہے کہ گیارہ بجے بلوہ کریں اور انگریزوں کو اور انکے بیوی بچوں کو مارڈالیں میکن زئی صاحب نے اس بات پر کچھ اعتبار نہیں کیا مگر احتیاطاً اپنے سواروں کی رجمنٹ کے افسروں کو حکم دیا کہ وہ ایسے تیار رہیں کہ فوراً اطلاع ہوتے ہی میدان میں آجائیں وہ خود وردی پہنکر تیار ہوئے تھے کہ بریگیڈ میجر کپتان برون دوڑتے ہوئے آئے کہ بغاوت ہوگئی اور ان کے اس کہنے کی تصدیق توپون کی آوازوں اور ہندوقوں کی باڑ کے چلنے اور غل غپاڑہ کے ہونے سے ہوگئی۔ کرنیل ٹروپ فوراً آگئے اور میکن زئی صاحب اور میجر صاحب سواروں کو میدان میں لانے کے لیئے گئے۔ داہنی ونگ میں اول و دوم وسوم و ہشتم ترپ تھے اپنی لین کے سامنے فوراً تیار ہوکر آن کھڑے ہوئے اس عرصہ میں ہر لمحہ میں شور و شر بڑھتا جاتا تھا بریلی کی سب طرف سے افسر اور سویلین لینوں میں پناہ لینے کے لیئے چلے آئے۔ ان مفرورین پر سپاہی گولیاں چلاتے تھے اور بنگلوں میں آگ لگاتے پھرتے تھے۔ میکن زئی اور میجر صاحب بائیں ونگ کو میدان میں لائے کہ انہوں نے دیکھا کہ بایاں ونگ چلا جا رہا ہے وہ انکے پاس دوڑ کر گئے اور انسے اس حرکت کا سبب پوچھا تو ایک رسالدار نے جواب دیا کہ کرنیل ٹروپ کے حکم سے یہ جنبش ہوئی ہے تو وہ کرنیل ٹروپ صاحب پاس جو بریگیڈیر کے پاس جاتے تھے خود بریگیڈیر کے ہو گئے پوچھا تو میکن زئی صاحب نے جنکو اپنے سواروں پر اعتبار چلا جاتا تھا بہت کہا کہ آپ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنی رجمنٹ کو الٹا لے آؤں اور تو میں پھر اپنے قبضہ میں کرلوں تو ٹروپ صاحب نے جواب دیا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جو بات تم کو پسند ہو وہ کرو۔ کرنیل ٹروپ نے تو یہہ حکم اس لیئے دیا تھا کہ وہ آٹھویں سواروں کی رجمنٹ میں جانتے تھے کہ دغاباز بھرے ہوئے ہیں جنمیں محمد شفیع جو سب سے بڑا افسر تھا وہ سب سے زیادہ دغاباز تھا۔

جب بایاں ونگ بالکل تیار تھا تو محمد شفیع انکو چھاونی کی طرف لے گیا میکن زئی صاحب کو

اسکا سبب نہین معلوم ہوا اسکے ساتھ یہ آواز آئی کہ وہ توپون پر حملہ کرنے کے لیئے گیا ہے
میکن زئی صاحب نے داہین ونگ سے کہا کہ وہ توپون کے لینے کے لئے جاتا ہے
تو وہ ان کے پیچھے خوشی خوشی ہولیا جب وہ پریڈ پر آ گئے تو انہون نے دیکھا کہ بظاہر
بایان ونگ باغیون کے ساتھ ملنا چاہتا ہے وہ اس پاس گئے اور وہ انکے ساتھ
چلنے کو راضی ہوا کہ اٹھارہوین رجمنٹ کے میگزین کے پاس جہان سپاہی جمع تھے اور ایک
توپ رکھی تھی محمدی جھنڈا کھڑا تھا۔ وہان سے آواز آئی کہ سارے سوارون کو چاہیئے
کہ وہ اس محمدی جھنڈے کے نیچے جمع ہون اور مذہب کی حمایت کرین تو مسلمانونکو سور کا
اور ہندوون کو گائے کا گوشت زبردستی کھلایا جائیگا ان آوازون کے سننے سے
اور سبز جھنڈے کے دکھائی دینے سے سوارون کی نیت مین فرق آیا پھر میکن زئی
صاحب کی کوشش نے کچھ اثر نہین کیا وہ داہین ونگ پاس آئے تو اسکا حال بھی باہین ونگ کا سا
دیکھا آخر کو وہ مجبور ہوا تیئس ۲۳ سوارون کے ساتھ جو خیرخواہ و وفادار رہے تھے نینی تال کی
راہ لی ان سوارون مین بارہ افسر تھے وہ کرنیل ٹروپ صاحب سے مل گئے جنہون نے
خدا کا شکر ادا کیا کہ میکن زئی جو موت کے منھ مین گئے تھے وہان سے صحیح سلامت بچکر
نکل آئے یہہ سب فرنگی چھیاسٹھ میل کا سفر بائیس گھنٹے مین طے کر کے نینی تال مین پہنچ گئے

خان بہادر خان

جب نینی تال کو انگریز بھاگ گئے تو بریلی مین یوروپین کا ہر ایک گھر سوار ایک کے جلکر
خاک سیاہ ہو گیا۔ خان بہادر خان کے نائب السلطنت ہونے کا اشتہار دیا گیا۔ اسکی
حکومت نے انگریزون کا خون بہا کے اپنا منھ سرخ کیا۔ دو جج روبرٹسن صاحب اور ریکٹس صاحب
اور ڈپٹی کلکٹر ڈی ایٹ صاحب اور ڈاکٹر ہے صاحب ڈاکٹر اور صاحب اور ایک صاحب
اور تین اور سویلین قتل ہوئے تمام فرنگی سوداگر پیشہ ور اور کلرک اور انکی سب جورو ئین بچے
قتل ہوئے۔ وہ خان بہادر پاس پکڑے آتے تھے اور وہ انکو قتل کرنے کا حکم دیتا تھا
ان بہادر قیدیون نے خان بہادر خان کے منھ پر کہا کہ گو تو اپنے نئے تخت سلطنت
کی آبپاشی ہمارے خون سے کر سکتا ہے مگر اسکی جڑ زمین کے اندر نہین جا سکتا تو آسانی
سے غیر مسلح مردون اور عورتون اور بچون کو قتل کر سکتا ہے مگر برٹش قوت اسکا بڑا کھیلا

نکالیگی - بخت خان بریگیڈیر ہو کر سپاہ سمیت دہلی روانہ ہوا - خان بہادر خان نے اسکے
کہاکہ وہ دہلی جاکر بادشاہی فرمان بریلی مین میرے نائب السلطنت ہونے کا بھجوادے
خان بہادر نے طامسن صاحب لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی کی قبر کو کھدوا کے پھکوادیا
اور اس کے مصالح سے اپنا مقبرہ بنوانا چاہا -

شاہجہان پور

جس روز بریلی مین دردناک واقعہ وقوع مین آیا اسیدن شاہجہان پور مین جو بریلی
سے ۴۷ میل فاصلہ پر تھا ایسا ہی الم ناک حادثہ واقع ہوا - شاہجہان پور مین اٹھائیسوین
ہندوستانی پیدل رجمنٹ رہتی تھی - انکو میرٹھ کے غدر کی خبر آئی کو پہنچی یہان کے سب فرنگیونکو
سپاہیون پر یہہ اعتماد تھاکہ وہ بغاوت نہین کرین گے - مگر یہہ اعتبار نہین رہا اتوار کے دن
۳۱ - مئی کو انگریز گرجا مین نماز پڑھنے گئے ہنوز وہ نماز مین مشغول تھے کہ اٹھائیسوین
رجمنٹ کے سپاہیون نے گرجا کو جاگھیرا - جب پادری صاحب گرجا کے دروازہ مین آئے
تو انکا ہاتھ تلوار کے زخم سے اڑادیا وہ بھاگ نکلے تو دیہاتیون کے ہاتھ سے مارے گئے
مسٹر ریکس صاحب مجسٹریٹ ضلع کو بھی قتل کیا کئی کلرکون اور انکے بیوی بچون کا خون باغیون نے
اپنے سر پر لیا - چرچ کے دروازہ پر یہہ مقابلہ ہوا تو اور انگریزون اور لیڈیون نے دروازہ
بند کرکے اپنی محافظت کی انکے نوکرون نے انکے پاس بندوقین اور تپنچے لادیئے تو وہ چرچ سے
باہر نکلے وہ بگیان اور گاڑیان موجود نتھین جنپر وہ آئے تھے مگر سو سکھ انکی محافظت اور
جان بچانے کے لیئے موجود تھے -

چھاؤنی میں قتل

سپاہیون کا ایک گروہ گرجا مین فرنگیون کو قتل کرنے کے لیئے گیا تھا دوسرا گروہ چھاؤنی
مین بنگلون مین آگ لگانے اور یوروپین کے قتل کے لیئے تلاش کرنے گیا تھا اسسٹنٹ
مجسٹریٹ کو مارا کپتان جیمس صاحب سپاہیون کو سمجھانے لگے تو انہون نے کہاکہ ہم دغا باز
نمک حرام نہین ہین - ہم بیس برس سے سرکار کی ایمانداری کے ساتھ خدمت کرتے رہے
ہین انکو بھی مار ڈالا اور کئی انگریزون وعورتون اور بچون کو مارا - جو انگریز زندہ رہے وہ ایک جا
جمع ہوئے - انکی حالت بڑی خستہ تھی مگر جیسے خستہ حالی سخت تھی ایسا ہی اسکا علاج سخت تھا -
وہ راجہ پوایان پاس گئے جو چند میل کے فاصلہ پر تھا مگر راجہ نے انکی خاطرداری اچھی طرح

نہین کی اور کہا کہ مین آپ کے بچانے کا مقدور نہین رکھتا۔ مسٹر جنکنس اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے محمدی
کے ڈپٹی کمشنر کو چٹھی لکھی کہ جسمین یہان کا سارا حال بیان کیا اور درخواست کی کہ جسقدر سواریان
بھیج سکو بھیجدو۔ واسن صاحب نے چٹھی کے آتے ہی سواریان بھیجدین دو دن بعد مفرورین
محمدی مین پہنچ گئے مگر یہان آنکر بھی بچے نہین۔

بداؤن

بداؤن مین ولیم اڈورڈس صاحب مجسٹریٹ تھے ضلع بداؤن مین بندوبست اراضی سے
سارے زمیندار اور رعایا ایسے ناراض تھے کہ بغاوت کرنے کو تیار تھے۔ ایڈورڈس صاحب
اس بات کو خوب جانتے تھے انہون نے میرٹھ کی خبر سنتے ہی اپنے بیوی بچون کو نینی تال
بھیجدیا۔ ۲۰ مئی کو الفرڈ فلپ صاحب اینٹہ کے مجسٹریٹ بھی بھاگ آگئے تھے۔ دو دن کے بعد
اڈورڈس صاحب پاس خبر آئی کہ قصبہ بلسی پر باغی حملہ کرنے کو ہین۔ انہون نے بریلی سے مدد
چاہی جسکا جواب ان پاس خاطر خواہ آیا مگر پہلی جون کو خود بریلی مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوگیا
تھا۔ بداؤن مین سپاہیون نے اب تک بغاوت نہین کی تھی انکے افسر نے بغاوت کی خبر
سنکر اڈورڈس صاحب سے کہا تھا کہ انکے پاس جو خزانہ ہے وہ اسکی محافظت کرینگے۔ مگر
اسی رات کو وہ بریلی کے باغیون کے گروہ اور جیلخانے کے قیدیون سے جو قفس سے
پرندون کی طرح چھوٹے تھے مل گئے اور لوٹ مار شروع کردی اڈورڈس صاحب چار
انگریزون اور ایک افغان مسلمان خیرخواہ ملازم کو ساتھ لیکر بداؤن سے بھاگے اور گنگا پار
جاکر فتح گڈھ مین پہنچے انکے ہمراہیون مین سے ایک آدمی کی جان تلف ہوئی اڈورڈس
صاحب کے چلے جانے کے بعد بداؤن مین خان بہادر خان کی عملداری شروع ہوئی سپاہیون نے
خزانہ لیکر دہلی جانے کا قصد کیا مگر خزانہ خالی تھا دانشمند کلکٹر نے زمینداروں سے اس فصل
کی قسط لینے سے انکار کردیا تھا جسکے سبب سے خزانہ مین بہت روپیہ نہین تھا۔

مرادآباد

بریلی کے شمال مغرب مین اٹھائیس میل کے فاصلہ پر مرادآباد تھا اس مین انتیسوین ہندوستانی
پہلی رجمنٹ اور آدھی ہندوستانی بیٹری رہتی تھی اس مین جج اور مجسٹریٹ کلکٹر اسسٹنٹ
مجسٹریٹ اور سول سرجن رہتے تھے۔

مرادآباد مین میرٹھ کی بغاوت کی خبر ۱۶ مئی کو پہنچی ــــ ۱۸ کو حکام کو خبر آئی کہ

ایک چھوٹا سا گروہ بیسوین ہندوستانی رجمنٹ کا جسنے میرٹھ مین بغاوت کی تھی مرادآباد سے
پانچ میل کے فاصلہ پہ ایک جنگل مین خیمہ زن ہے اس پاس بہت سا روپیہ اور اسباب و سامان ہے
یہہ موقع اس انتیسوین رجمنٹ کے پہلے امتحان کا خوب ہاتھ آیا اسکی ایک کمپنی کپتان فیلڈ ڈی صاحب
باغیون سے لڑنے کے لیے لے گئے انکو مار کر بھگا دیا انکا سارا اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار
اور دس ہزار روپیہ چھین لیا آٹھ آدمی قید کیے اور ایک کو مار ڈالا اس امتحان مین وفاداری
و فرمانبرداری کے اندر یہہ رجمنٹ پوری اتری۔

باغی سپاہی یہہ نہین سمجھے تھے کہ ۲۹ رجمنٹ کے سپاہی ایسے خیالات کے خلاف ہین۔ کیونکہ جو
ہر سپاہی بھاگ گئے تھے انمین سے کچھ چند سپاہی بے باکانہ ۲۹ رجمنٹ کی لین مین داخل
ہوئے تو پھر اس رجمنٹ نے اپنی بہی خیرخواہی دکھائی کہ ہندوستانی سارجنٹ جو ان باغیون کو
لین مین لایا تھا اسے مار ڈالا اور باغی سپاہیون کو قید کر لیا جنکو جیلخانہ مین بھیجدیا ہندوستانی
سارجنٹ جو مارا گیا تھا وہ ۲۹ رجمنٹ کے ایک سپاہی کا قریب کا رشتہ دار تھا یہہ سپاہی
رجمنٹ پر اپنا رعب داب و اثر رکھتا تھا۔ اسکو جب معلوم ہوا کہ میرا رشتہ دار مارا گیا تو اس نے
سپاہی اپنے پاس جمع کر لیے اور جیلخانہ پر جاکر اپنے بیسوین رجمنٹ کے سپاہیون کو اور
جیلخانہ کے چھ سو قیدیون کو چھڑا یا گو یہہ سپاہی باغی ہو گئے تھے مگر ابتک زیادہ تر سپاہی
اس رجمنٹ کے خیرخواہ تھے وہ ایجوٹنٹ کارڈنر صاحب کے ماتحت ان قیدیون اور
مفسدون کے پکڑنے کے لیے دوڑے اور پھرتی سے ڈیڑھ سو مفسدون اور مجرمون کو
پکڑ لائے اور اس کے بعد سول اور ملٹری افسرون کی کوشش سے اور باغی پکڑے گئے۔

[illegible] کو رامپور کے کچھ مسلمانون نے مرادآباد کے سامنے رامگنگا کے پار سبز محمدی جھنڈا کھڑا کیا
[illegible] کے باغی اسکے نیچے آکر جمع ہوئے تو شہر کی ساری دکانین بند ہو گئین بازار
خالی ہو گئے گھرون مین کنڈیان لگ گئین وقت ولسن صاحب جج نے سپاہ کو اپنی امداد
کے لیے بلایا اور سول افسر اور انتیسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی لیکر گئے اور ان مفسدون کو پراگندہ کر دیا
[illegible] ایک سال سے لڑکی ہوئی
[illegible] ساتھ لیکر گئے

نگران کے آنے کی خبر انکے پہنچنے سے پہلے باغیون پاس پہنچ گئی تو وہ ترائی کی طرف بھاگ گئے
سپاہ ان کے پیچھے گئی اور اسنے انسے ہتھیار انکا میگزین انکا روپیہ لے لیا انکی وردی اتروالی
نگران کا مقید رکھنا مصلحت نہ جانا۔
مگر جب بریلی کی بغاوت کی خبر مراد آباد کی رجمنٹ پاس آئی تو اسکا اثر انکے دل پر بہت برا ہوا
۲۰ جون کو ۲ بجے نواب رامپور کی معرفت جج و مجسٹریٹ مراد آباد کو بریلی کی بغاوت کا حال
معلوم ہوا۔ جج صاحب نے اپنی دانشمندانہ تدبیر سے سپاہ کو دو ہفتے تک باغی نہیں ہونے دیا
اسنے تین امتحانون مین اس وفاداری اور جان نثاری کو ثابت کیا مگر بریلی کی بغاوت کے بعد
وہ بگڑ گئی پھر انگریزون کے کہنے مین نہ رہی اسنے سرکاری خزانہ پر قبضہ کیا جسمین پچھتر ہزار
روپیہ نکلا تو خزانچی کو پکڑا کہ خزانہ مین روپیہ کیون اسقدر کم ہے اسکو توپ سے اڑانے کے
لئے گئے مگر اسکو انگریزون کی سفارش سے چھوڑ دیا۔ جب ولسن صاحب اور اور انگریز
گھوڑون پر سوار بھاگنے کے لئے ہوئے تو باغیون نے بندوقون کے فیر کئے مگر ہندوستانی
افسر جو اپنے عہد کے پورے تھے وہ اسکی جان بچانے کے لئے آ گئے سپاہیون نے خزانہ پر
قبضہ کر کے قیدیون پر اور سارے سرکاری صندوقون پر جو لوٹون کے تھے قبضہ کیا۔ پولیس نے
کام کرنا چھوڑ دیا سویلین اور انکے بی بی بچون کو ایک ہندوستانی افسر اور غیر آئینی رسالہ کے
سوارون نے میرٹھ اور افسرون اور انکے بی بی بچون کو نینی تال بھیجا۔ مراد آباد مین اکثر یوریشین
اور ہندوستانی عیسائی پیچھے رہ گئے تھے ان مین سب مقتول و مجروح ہوئے ایکس ہندوستانی
عیسائیون نے اور مسٹر پول نے اسلام قبول کر کے اپنے تئین شکنجہ عذاب سے بچایا۔ ان
نو مسلمون کا حال معلوم نہین کہ پیچھے کیا ہوا۔ اب روہیلکھنڈ کی کمشنری مین صرف ضلع
بجنور کا حال بیان کرنا باقی ہے وہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس ضلع کا رقبہ اٹھارہ سو بیاسی
مربع میل ہے سات لاکھ کے قریب آبادی ہے ۱۸۵۷ء مین یہان شیکسپیر صاحب
مجسٹریٹ کلکٹر اور پامر صاحب جنٹ مجسٹریٹ اور ڈاکٹر نائٹ صاحب سول سرجن تھے اور
مسٹر روبرٹ کری صاحب سول افسر جو پہاڑ پر جاتے تھے وہ یہان مقیم تھے باقی اور
تیرہ کلرک اور انکے بیوی بچے تھے۔ ہندوستانیون کی معرفت انگریزون کو سوا اسی کو

میرٹھ کے ۱۰ مئی کے غدر کی خبر ہوئی - انہون نے میرٹھ سے اصل حال دریافت کرنے کے لیئے
خط و کتابت کی مگر گوجرون نے اور میرٹھ کے جیلخانے کے چھوٹے ہوئے قیدیون نے
وہ لوٹ مار و نگہ فساد مچا رکھا تھا کہ رستہ بند ہو گیا تھا اس مین سوار لنگوٹ بند مسافر کے
کسی اور کا گذر مشکل تھا اس لیئے ۱۳ مئی کو جو سوار صاحب ممدوح نے بھیجا اسکو میرٹھ
اور بجنور کے درمیان میرٹھ کے غدر کی خبر ملی

جب شیکسپیر صاحب نے دیکھا کہ فساد بڑھتا جاتا ہے تو سرکار کی عملداری کے قائم
رکھنے کے لیئے انہون نے ضلع کے زمینداروں سے امداد کی درخواست کی کہ وہ
جہان تک مدد کر سکتے ہین کرین اور تمام سپاہیون کے پاس جو رخصت پر ضلع مین آئے
ہوئے تھے حکم بھیجا کہ وہ آنکر سرکار کی خدمت گذاری کرین - ہلدور اور تاجپور کے
چودھریون نے ۲۲ - کو جواب باصواب دیا اس کے کچھ دنون بعد غیر آئینی رجمنٹوں کے
چند افسر اور سوار آئے پولس بڑھایا گیا مگر فساد بڑھتا ہی گیا - ۱۹ - مئی کو مراد آباد کا جیلخانہ
لوٹا - بجنور کے سخت مجرم قیدی چھوٹ چھوٹ کر اپنے ضلع مین آئے جنکے سبب سے لوگون کی
جان و مال و آبرو اور زیادہ معرض خطر مین آئی پھر اور یہہ زیادہ خطرہ بڑھا کہ رڑکی کے
تین سو سیپرمائنر باغی ہو کر ضلع بجنور مین داخل ہوئے اور محمود خان نواب نجیب آباد سے
انکے قول و قرار ٹھیرے - ان پاس میگزین تھوڑا تھا اس لیئے انہون نے یہہ بہتر جانا
کہ مراد آباد اول جائے اور ۲۹ - رجمنٹ کو اپنے ساتھ ملائے اور اس سے اپنا میگزین بڑھائے
اور رستہ مین نگینے کو لوٹتی جائے مگر جب وہ مراد آباد گئے تو وہان انکے پاس جو کچھ تھا اسے
بھی کھو بیٹھے ٭

اس ۱۳ - تاریخ کو یہہ باغی نگینہ مین داخل ہوئے کہ بجنور کے جیلخانہ سے قیدی بھاگے -
شیکسپیر صاحب جلدی سے جیلخانہ پر خود پہنچے اور کچھ قیدیون کو اپنی بندوقون کے فیر سے روکا
قیدی جو بھاگ گئے تھے انکے پیچھے پامر صاحب کو سوارون کے ساتھ بھیجا مگر ان بدھوون کو
دریا کے کرارے کی ایسی آڑ مل گئی کہ سوار وہان کام نہ کر سکے پیادون کی ضرورت ہوئی جو
بلائے گئے مگر انکے آنے تک رات ہو گئی جسکے اندھیرے مین ڈھائی سو قیدی بھاگ گئے

زمینداروں اور سپاہیوں سے امداد کی درخواست کرنا اور فساد کا بڑھنا

بجنور کا جیلخانہ ٹوٹنا

شیکسپیر صاحب جانتے تھے کہ جیل خانہ سے قیدیون کا بھاگنا اسقدر آزادی کے لیئے نہین ہے جسقدر لوٹ کی طمع کے لیئے - خزانہ لوٹ کی بڑی طمع دلاتا ہے اس لیئے انہون نے خزانہ بہت سے روپیہ کو کنوے مین ڈالا کچھ روپیہ بقدر ضرورت خرچ کے لیئے باہر پاس رکھا یہہ کنوان خزانہ کے مکان کے قریب تھا اس کے منہہ کی محافظت اس مکان کی چھت پر سے خوب ہوسکتی تھی اس دانشمندانہ حکمت سے خزانہ کے بڑے طالبین بھی سمجھ گئے کہ بغیر جان جوکھون کے کسی طرح سے روپیہ ہاتھ نہین لگ سکتا -

شیکسپیر صاحب کی یہہ پیش بندی خوب کام آئی - محمود خان اس خزانہ کے لیئے خالی چھکڑے لیکر آیا کہ سارے روپیہ کو نجیب آباد لے جائے مگر وہ مایوس ہوا - دو روز بعد بہت سے ہندو زمیندارون کے نوکر بجنور مین آگئے اور نئے سوار بھرتی ہوگئے ۲۸ - کو ایک رسالدار چودہ سوار جو رخصت پر ضلع مین آئے ہوئے تھے لیکر آگیا - ۲۹ - رجمنٹ کے چالیس سپاہی مراد آباد سے آگئے تو نواب نجیب آباد کو چلا گیا

پامر صاحب ۲۹ رجمنٹ کے سپاہیون کو اور تیس سوارون کو ساتھ لیکر منڈاور گئے جو بڑا دولتمند قصبہ تھا اور لٹیرون سے گھرا ہوا تھا - پامر صاحب نے سرکشون کو بڑا صدمہ پہنچایا اور ضلع مین نواب نجیب آباد کے آدمی بھی جب انکو روپیہ نہ ہاتھ آیا تو خالی چھکڑے اپنے ساتھ لیکر نجیب آباد کو روانہ ہوئے شیکسپیر صاحب نے نواب سے کہا تھا کہ میواتی بڑا دنگا فساد مچا رہے ہین انکو جا کر درست کرو مگر وہ گیا نہین یہہ امر بطور امتحان تھا جسمین نواب پورا نہین اترا جس کے سبب سے اسکی طرف سے شیکسپیر صاحب کو خدشہ پیدا ہوا -

جب دہلی کی بغاوت کی خبر ۳ - جون کو شیکسپیر پاس آئی تو انہون نے بڑی دانشمندی کا کام یہہ کیا کہ ۲۹ - رجمنٹ کے سپاہیون کو الٹا مراد آباد بھیجدیا - اس بغاوت کا اثر بجنور مین یہہ ہوا کہ اسکی مراسلت باقی سب اضلاع سے منقطع ہوگئی - لفٹنٹ گف صاحب چوتھی ارریگولر رجمنٹ کے سوارون اور اونٹون کی ایک قطار کو ساتھ لیکر بجنور کے خزانہ کے لینے کے لیئے آئے مگر شیکسپیر صاحب نے بجائے اونٹونکے ہاتھیون پر پچاس ہزار روپیہ لاد کر بھیجدیا جو بہت جلد میرٹھ مین پہنچ گیا - اونٹون پر خزانہ کا جلد و سلامت پہنچنا مشکل تھا -

نواب کا بجنور میں آنا

نواب نے یہہ سنا کہ شیکسپیر صاحب کا ارادہ ہے کہ باقی خزانہ خیر خواہ ہندوؤن کو سپرد کردین تو وہ یہان بجنور مین بن بلائے آیا۔ اسکی نیت بگڑی ہوئی تھی۔ خوش نصیبی سے شیکسپیر صاحب پاس سید احمد خان بھی جو سچے وفادار جان نثار اپا ندار خیر خواہ سرکار تھے عقل و دانش کے پتلے تھے۔ وہ نواب محمود خان پاس گئے اور انسے کہا کہ چند انگریزون کے مار ڈالنے سے تم کو کیا ہاتھ آئیگا۔ انکو زندہ جانے دو اور تم ضلع کے مالک ہو جاؤ اور اسکو اور سارے نشیب و فراز ایسی خوبی سے سمجھائے کہ اسنے سب انگریزون کو اسی رات باغیون سے بچا کر رڑکی کو روانہ کردیا۔ شیکسپیر صاحب نے ایک دستاویز لکھکر نواب کو دی کہ وہ دس روز تک ضلع مین حکمرانی کرے مگر زر مالگذاری وصول کرنے کا اس کو اختیار نہین ہے۔ خزانہ مین سے روپیہ خرچ کرے مگر اس کا حساب کتاب قاعدے کے موافق رکھے۔

شیکسپیر صاحب مع اور تمام فرنگیون کے سوارون کی محافظت مین رڑکی پہنچ گئے دس روز بعد انہون نے پھر رڑکی سے بجنور مین واپس آنے کے لیے بڑی کوشش کی مگر ایک سپاہی بھی انکو ہاتھ نہین لگا کہ انکو وہان پہنچا دیتا اس لیے واپس آنا ممکن نہ تھا۔

بجنور مین نواب محمود خان کی عملداری

نواب نے اول یہہ اعلان کیا کہ وہ دہلی کے بادشاہ کی طرف سے یہان حکمران مقرر ہوا ہے۔ دوم نواب نے چاہ مین سے سارا روپیہ نکال لیا اور اپنے گھر نجیب آباد در (؟) کیا۔ ڈاک بند کردی دریاؤن کے گھاٹون پر پہرہ بٹھا دیے سپاہ جسقدر بڑھا سکا بڑھائی اپنا ایک معتمد آدمی دہلی کے بادشاہ پاس بھیجا کہ ضلع بجنور اسکی جاگیر مین بادشاہ عنایت کرے اوزان و پیمانے سرکاری بدلکر بادشاہی دونون اور پیمانے جاری کیئے جنپر دہلی منقش کرایا۔ اسنے ہندوؤن سے لڑنا شروع کیا۔ شیرکوٹ کے چودہری کو باہر نکال دیا یہہ کام اس کے حق مین زہر ہوا ہندو رئیس اور چودہری اس کے دشمن ہو گئے۔ بلدور کے چودہریون نے نواب کو بجنور سے نکال کر نجیب آباد کو بھگا یا تو شیکسپیر صاحب نے پھر چودہریون کو ضلع حوالہ کیا اور سید احمد خان اور رحیب خان ڈپٹی کلکٹر پاس حکم بھیجا کہ وہ ضلع مین سرکار کی طرف سے انتظام کریں ان دو نیک وفادار جان نثار خیر خواہون نے انتظام اچھی طرح کیا مگر محمود خان نے اپنا تسلط بجنور پر

تو ان دونو کو ضلع چھوڑ کر بھاگنا پڑا - اب ہم نے رہیلکھنڈ کے سارے اضلاع کے باغی ہونیکا
ذکر کر دیا انہین سرکاری عملداری کے بحال ہونے کا ذکر آیندہ کرین گے -
خان بہادر خان حافظ رحمت خان کی اولاد مین سے تھا اور حافظ رحمت خان کسی زمانہ مین
رہیلکھنڈ کا مطلق العنان فرمانروا تھا وہ سرکاری عملداری مین صدر امین تھا اب پنشن پاتا تھا -
مراد آباد مین سپاہ کی بغاوت کے بعد تمام رہیلکھنڈ کا وہ بادشاہ دہلی کی طرف سے حکمران ہوگیا
مگر یہہ حکمرانی اسکی برائے نام تھی مگر بدنظمی ملکی فرمانروائی پوری تھی - اسوقت تو یہہ ضرب المثل آنکھون کے
سامنے نظر آئی کہ جسکی لاٹھی اس کی بھینس بڑی بڑی خانہ جنگیان اور آپس مین ہندو مسلمانون
مین خونریزیان ہوتی تھین - جو زمیندار اپنی حقیت اراضی سے سرکاری عملداری مین محروم ہوگئے تھے
وہ اب اپنی زبردستی قابض ہوتے تھے - دن کو بھی کوئی شخص سوار اپنے گاؤن کے گرد پھرنے
کے کہین اور نہین جاسکتا تھا اور اگر رات کو جاتا تو بہت بڑی احتیاط سے چھپ چھپا کر یہہ سوشیل
حالت تو رہیلکھنڈ کی یہ تھی اور پولیٹکل حالت اس ہندوستانی عملداری مین مرہٹون اور
سکھون کی عملداری سے بھی بدتر تھی - ٹھاکرون اور خان بہادر خان کی آپس مین لڑائیان
رہتین یہہ ٹھاکر دیہات [illegible] خوب لوٹتے مارتے تھے - مگر ان پاس ہتھیار کام کے نہ تھے
وہ ہمیشہ خا[illegible] آئینی سپاہ سے شکست پاتے تھے اور پکڑے آتے تھے
مار[illegible] کی قطع و برید ہوتی تھی انکی زمین اور انکا مال اسباب
ضـ[illegible] انتہا کہ عیسائیون کے قتل کرنے مین جو ہندو اسکے ساتھ
شریک [illegible] ان کا بھی مار ڈالے گا ٹھاکر سب آپس مین ملکر خان بہادر خان
کے سامنے نہین ٹھہر سکتے تھے - ان بدنظمیون اور مصیبتون کے سبب سے تھوڑے ہی
دنون مین اہل زراعت کی آبادی تو انگریزی عملداری کو یاد کرنے لگی - خان بہادر خان نے
شیخی بھر اشتہار دیا کہ انگریزی بڑے جھوٹے دغا باز اور ہندو مسلمانون کے مذہب
غارت کرنے والے اور جائدادون اور جاگیرون کے ضبط کرنے والے ہین گر دہاتی اپنے
گھرون مین کہتے تھے کہ انگریز بڑے راستگو ہین وہ کبھی عورتون اور بچون سے نہین
لڑتے ہین وہ دغا و فریب کے پاس نہین جاتے -

[illegible]

فتح گڈھ

اب ہم فتح گڈھ کا حال لکھتے ہین جو آگرہ کی کمشنری کا ایک ضلع گنگا کے کنارہ پر شاہجہانپور سے جنوب مین چھپیس میل پر تھا فتح گڈھ مین ایک شکستہ قلعہ مین گن کیرج (توپون کے پہئے پہیون) بنانے کا کارخانہ تھا اور یہان دسوین ہندوستانی پلٹن کا ہیڈکوارٹر تھا اور ایک ہندوستانی بطری تھی تین یا چار میل پر شہر فرخ آباد تھا جس مین تفضل حسین خان قوم کا پٹھان نواب تھا۔ دس لاکھ باشندے تھے جنمین ایک لاکھ مسلمان جنگجو تھے یہان کی سپاہ مئی کے مہینے مین سرکش نہین ہوئی۔ ۳۔ جون کو بریلی و شاہجہان پور اور رہیل کھنڈ کی سپاہ کی بغاوت کی خبرین یہان آئین تو کرنیل سمتھ نے جو یہان کمانڈر بڑا استقلال والا ورتھا بڑے بڑے انگریزون کو بلا کر اپنے اس ارادہ پر مطلع کیا کہ وہ آج رات کو عورتون اور بچون کو کشتیون مین بٹھا کے دریا گنگ مین کانپور مین بھیجنا چاہتا ہے۔ یہان اب تک لوگ جانتے تھے کہ کانپور مین امن ہے وہان گورونکی سپاہ آگئی ہے اور آرہی ہے۔ غرض کانپور سب طرح سے امن معلوم ہوتا تھا۔

۴۔ جون کو ایک سو ستر کے قریب نہ مرنے والے فرنگی جنمین زیادہ تر عورتین اور بچے تھے کشتیون مین کانپور روانہ ہوئے۔ دوسرے دن ان کشتی نشینون پاس مختلف خبرین آتی رہین اس لئے انہون نے دو حصون مین منقسم ہونے کا ارادہ کیا ایک ۱۲۶ چھبیس تو کانپور کو روانہ ہوئے جہان نانا نے انکو گرفتار کیا اور جو حال انکا کیا وہ ہم بیان کر چکے ہین۔ دوسرے گروہ مین پروبلین صاحب اور انکا کنبا تھا انہون نے دھرم پور کے رئیس ہردیو بخش کی مہمانی قبول کی مگر بعد تامل کے چالیس انمین سے ۱۳۔ جون کو فتح گڈھ مین واپس چلے آئے۔

کرنیل سمتھ نے جس روز کشتیان روانہ کی تھین اسی روز انہون نے قلعہ مین خزانہ لانے کے لیئے کوشش کی مگر سپاہی اس کے مانع ہوئے سپاہیون کی عجیب متناقض کیفیت تھی ادہر وہ اودھ کے باغیون سے خط و کتابت کرتے ادھر وہ انگریزون کے حکمون کی اطاعت کرتے تھے انکے حکم سے کشتیون کا پل توڑ دیا جس کے سبب سے فرخ آباد اور رہیل کھنڈ مین آمد و رفت کا انقطاع ہو گیا۔ اودھ مین سیتاپور مین اکتالیسوین رجمنٹ نے بغاوت کی تھی

اسکے صوبہ دار کا خط ۱۲ - جون کو سپاہیون نے کرنیل سمتھ کو دیا جس مین لکھا ہوا تھا کہ وہ اور اسکی رجمنٹ فتحگڈھ سے چند میل کے فاصلہ پر آگئی ہے وہ اور اسکی رجمنٹ یہ چاہتی ہے کہ دسوین رجمنٹ اپنے افسرون کو مار ڈالے اور خزانہ پر قبضہ کرے اور انسے آن ملے جس افسر نے یہ خط کرنیل صاحب کو دیا تھا اسنے بیان کیا کہ رجمنٹ نے یہ جواب دیا ہے کہ سرکار کمپنی کی خدمت برسون کی ہے اب وہ اس کے ساتھ دغا نہین کریگی اس نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ وہ نمک حلال اور وفادار سرکار کے ساتھ رہیگی اگر وہ اسطرف آوینگے تو انکا مقابلہ رستہ مین کریگی مگر ۱۵ - جون کو رجمنٹ نے کرنیل سمتھ کو مطلع کیا کہ اب وہ انگریزون کے حکم کی اطاعت نہین کریگی - بہتر ہے کہ وہ اور اور افسر قلعہ کے اندر چلے جائین ؎

اسسے معلوم ہوتا ہے کہ دسوین رجمنٹ کا ارادہ افسرون کے مارنے کا نہ تھا مگر ہان خزانہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ تھا - دوسرے دن اکتالیسوین رجمنٹ کشتیون مین بیٹھ کر دریا سے پار اتر آئی اور خونریزی کی تدبیرین کرنے لگی انگریز سب کے قریب قلعہ مین چلے گئے جنمیں تینتیس ۳۳ آدمی تازہ و توانا تھے باقی عورتین بچے اور ضعیف تھے انہون نے قلعہ کی فصیلون پر توپین چڑھائین - تین سو بندوقین زمین سے کھود کر نکالین - میگزین کا توڑا اتھا قلعہ کے اندر آدمیون کے تین حصے ہوئے ہر ایک حصہ کا ایک افسر مقرر ہوا فرنگیون کے ان کا مون کے کرنے مین سپاہیون نے کچھ مزاحمت نہین کی - دراصل باغی سپاہیون مین آپس مین اتفاق نہین تھا - دسوین رجمنٹ نے اپنے تئین نواب کے حوالہ کیا مگر اسکو خزانہ دینے سے انکار کیا جب ۴۱ پلٹن شہر مین داخل ہوئی تو اسنے خزانہ کا حصہ دسوین رجمنٹ سے طلب کیا تو اس نے خزانہ کے دینے سے انکار کیا تو ۴۱ رجمنٹ نے اسکو افسرون کے نہ قتل کرنے پر لعنت ملامت کی اور وہ نواب پاس دوڑے گئے کہ وہ ۱۰ رجمنٹ کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اسکے ساتھ شریک کردے - نواب نے انکی مرضی کے موافق حکم دیدیا دسوین رجمنٹ نے خزانہ آپس مین تقسیم کرلیا اور ان مین سے اکثر نے یہ ارادہ کیا کہ جب اول موقع ہاتھ آئے تو اپنے گھر جا پہونچے اس سبب سے دونو دسوین و اکتالیسوین رجمنٹون مین آپس مین گولی چلی - طرفین کے

آدمی مارے گئے۔ آخر کار دسوین رجمنٹ اسپر راضی ہوگئی کہ وہ اکتالیسوین رجمنٹ کی مرضی کے موافق کام کریگی۔

۱۹ سے ۲۴ تک خونریزی کی تدابیر ہوتی رہین نواب نے اکتالیسوین پلٹن کو رسد اور میگزین دیا۔ سپاہ لڑائی کے مہورت کے انتظار مین بیٹھی ۲۵ - جون کو مہورت اچھا تھا اس دن قلعہ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ چار روز تک باربار وہ حملہ کرتے رہے کبھی زینے لگانے مین کبھی سرنگ اڑانے مین ناکام رہے کبھی برابر کے اونچے مکانون کی چھتون پر چڑھکر قلعہ پر گولیان چلائین مگر کسی طرح وہ فتحیاب نہ ہوئے۔

روز بروز اہل قلعہ کی تعداد اور سامان رسد و میگزین گھٹتا جاتا تھا۔ باغیون نے توپین ایسی جگہ لگائین جو اس مکان پر صدمہ پہنچاتی تھین جس مین عورتین اور بچے قلعہ مین تھے اور اور ضرر بھی وہ پہنچاتی تھین۔ قلعہ کی فصیلون مین بڑا رہین بھی پڑگئین تھین غرض دشوار تھا کہ اس قلعہ مین محصورین زندہ بچے اس لیے انہون نے قلعہ سے باہر مفرور ہونے کا ارادہ کیا۔ قلعہ کے نیچے دریا مین تین کشتیان موجود تھین۔ ۳- جولائی کی رات کو ان کشتیون مین سوار ہونے کی کوشش کی گئی۔ عورتون اور بچون کے تین گروہ بنائے گئے اور ہر گروہ ایک کشتی مین آدھی رات کو بٹھایا گیا۔ سوار ہونے سے قلعہ کی توپون مین میخین ٹھوک دین اور جو کچھ سامان حرب و ضرب تھا وہ سب برباد کردیا گیا کشتیان روانہ ہوئین مگر رات کی روشنی نے سپاہیون پر روشن کردیا کہ فرنگی بھاگتے ہین انہون نے ان پر گولیان چلائین مگر انکا اثر کچھ نہین ہوا۔

تین کشتیان تھین انکے کمانڈر کرنیل سمتھ اور کرنیل گول ڈائی اور میجر روبرٹسن تھے۔ کرنیل گول ڈائی کی کشتی روانہ نہ ہوسکی اس لئے اسکی سواریان بھی باقی دو کشتیون مین آن بیٹھین۔ اس سبب سے التوا ایسا ہوا کہ باغیون نے کشتیون پر توپ لگائی مگر انکے گولے ان تک نہین پہنچے۔ غرض یہہ مسافر بغیر کسی نقصان کے موضع سنگھی رامپور مین پہونچے۔ یہان کرنیل سمتھ کی کشتی کی مرمت کی گئی مگر دہاتیون نے ان پر حملہ کیا اور دو ملاحون مین سے ایک ملاح کو مار ڈالا۔ پانچ افسرون نے کشتیون مین سے اُترکر ان دہاتیون پر حملہ کرکے

انگریزون کا قلعہ پر حملہ

قلعہ کے محصورین کی دشواریان

کشتیون کا حال

پراگندہ کردیا وہ تین سو کے قریب تھے انکے سرغنہ مارے گئے پھر وہ اپنی کشتی مین جو مدت ہوگئی تھی تھوڑی دور گئے تھے کہ میجر روبرٹسن کی کشتی ریت مین آگئی کشتی مین سے مفرورین نے اترکر ہرچند زور کیا کہ کشتی کو دھار پر لاوین کرنیل سمتھ کی کشتی دور چلی گئی تھی کشتی نشین جنکی کشتی ریت مین چلی گئی تھی آدھے گھنٹے کے بعد دیکھتے ہین کہ دو کشتیان مسلح سپاہیون کی آنکر اپنر آتش فشانی کرنے لگین مسٹر روبرٹسن زخمی ہوئے انہون نے لیڈیون کو کہا کہ وہ کشتی سے کود ین اور دریا کی دھار پر بہ نسبت ناو اور باغیون کے زیادہ اعتبار کرین کہ وہ لیڈیان کشتیون سے کود ین انمین سے بعض خود بعض اور آدمیون کی مدد سے تیرین آخر کار انمین سے کچھ ڈوب گئین کچھ ماری گئین اور جو زندہ رہین وہ گرفتار ہوکر نانا پاس جاکر اپنی دائمی آرامگاہ مین سوئین۔ اس اثنا مین کرنیل سمتھ کی کشتی جو دھار پر جارہی تھی ملک اودھ مین کوسوم کھور کے موضع مین پہنچی۔ یہان دہانیون نے مفرورین کی مدد کی رات کو وہ یہان سوئے انکو بھینس کا دودھ اور روٹی کھانے کو ملی۔ مگر یہہ کشتی آگے چلکر باغیون کے ہاتھ سے نہین بچی کشتی نشین مارے گئے

فرخ آباد مین فرخی کے ساتھ تفضل حسین خان نواب ہوئے۔ ضلع سے چالیس یوروپین پکڑے آئے روبرٹسن صاحب کی کشتی سے جو قیدی آئے وہ دو ہفتے تک قید مین رہے پھر بڑی بیرحمی سے قتل کئے گئے۔ مگر اس خون سے نواب کا تخت جما نہین۔ وہ ہندوؤن کو راضی نہین کرسکا انکی آبادی ضلع مین نودسوین حصے تھی انہون نے اسکو چین سے بیٹھنے نہین دیا۔ نواب نے اپنی حرکتون سے اپنے تئین برباد کیا۔ اسکا زندہ رہنا مرنے سے بدتر تھا ❊

اتفاق سے چار بابون کا ترجمہ چھپنے سے رہ گیا اور آگے چھپنا شروع ہوگیا اسلئے نمبرون پر ۹۳ سے آگے آ لگادیا گیا ہی تاکہ معلوم ہو کہ وہ جدا صفحے ہین ۔
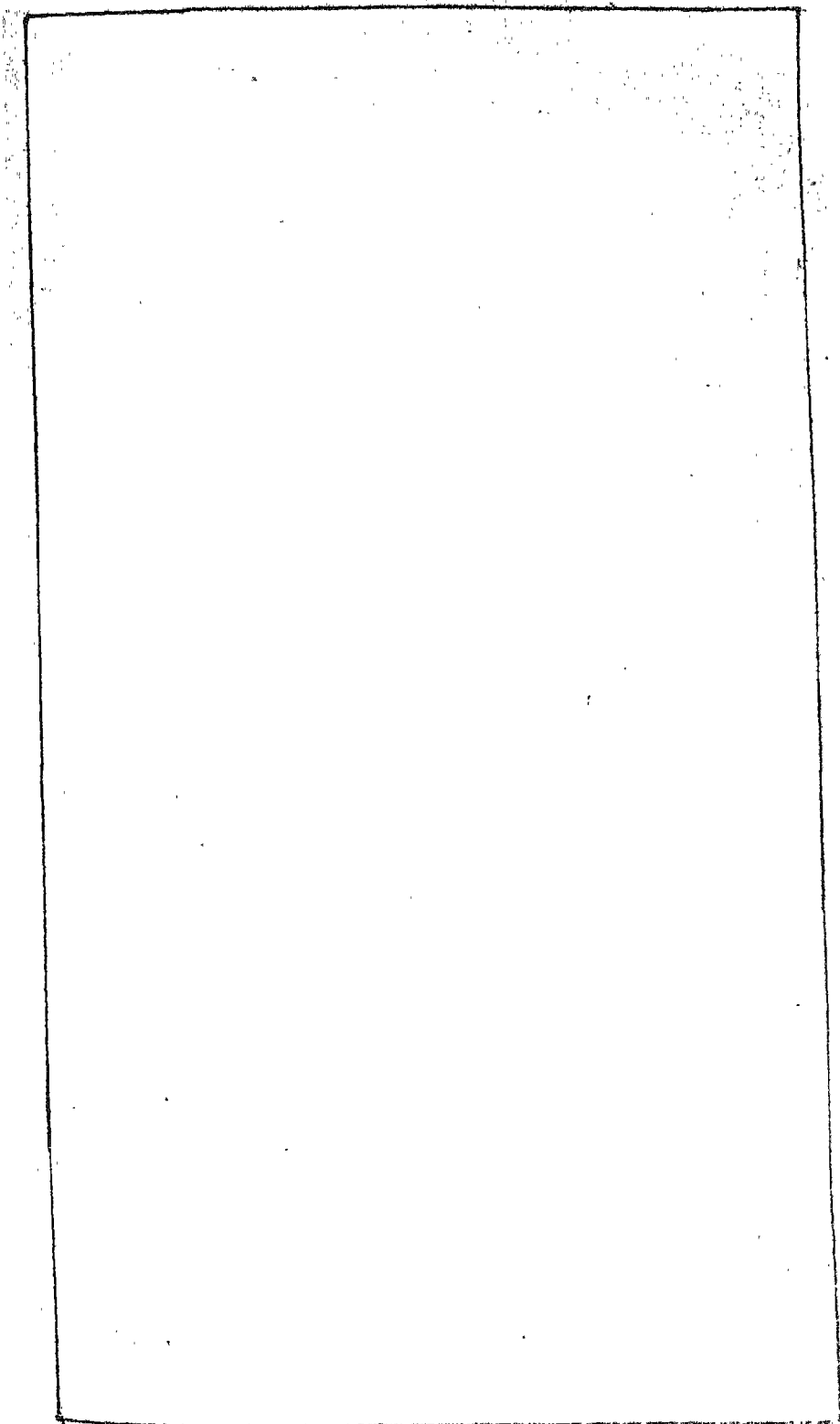
باندہ مین مفرورین کا پہنچنا

اگر نواب باندہ اور رانی اجی گڈھ ان مفرورین کی خاطر و تواضع اچھی نہین کرتے تو مفرورین مین سے ایک بھی زندہ و سلامت نہ بچتا۔ ان ہی کی عنایت سے یہہ مفرورین انگریزی عملداری مین پہنچ گئے باندہ مین نمبر ۵۶ رجمنٹ کے کچھ ہندوستانی سپاہی رہتے تھے انہون نے ۱۴ جون کو بغاوت کی۔ مگر نواب باندہ نے افسرون کی جان بچا دی۔ اس نواب نے سب انگریزون کی جو ہمیرپور اور فتح پور سے بھاگ کر آئے تھے جان بچائی۔ مگر نواب باندہ کا حال مہاراجہ سیندھیا اور راجپوتانہ کے راجاؤن کا سا تھا کہ اپنی سپاہ اسکے کہنے مین نہ تھی وہ باغیون کے ساتھ ہو گئی تھیں۔ نواب باندہ سرکار کا ولی خیر خواہ تھا۔ مگر اب اپنی سپاہ کے برگشتہ ہو جانے سے وہ سرکار کی کوئی خدمت نہین کر سکتا تھا۔

نمبر ۵ ہندوستانی کی پلٹن کا وفادار رہنا

تمام بندیل کھنڈ مین ناگوڈ کی چھاونی مین پچاس ویں ہندوستانی رجمنٹ ہی اپنے سرکار سے بغاوت نہین کی۔ اس مین صرف چودہ آدمیون نے بدخواہی کی علامت ظاہر کی پھر اس رجمنٹ کا ذکر ہوگا۔

حصہ دوم

تاریخ بغاوت ہند

باب اول

(اودھ اور ہنری لارنس)

(اودھ کی ضبطی اور الحاق سے سرکار و الا اقتدار سے ہندوستانیونکی عام ناراضی)

اودھ کی ضبطی و الحاق کے لیئے خواہ کچھ ہی بجا و درست دلائل بیان کی جائین مگر اسمین کچھ شبہہ نہین ہو سکتا کہ جس طریقہ سے یہہ پولیسی ضبطی و الحاق کام مین آئی اس سے ہندوستانیون مین عام ناراضی و برگشتگی سرکار سے پیدا ہوئی۔ مسلمانون کی ایک

خودمختار آزاد سلطنت کی ضبطی نے علے العموم مسلمانون کے دلون کو آزار دیا اور سرکار سے کشیدہ خاطر کیا مسلمانون کے سوا ہندوستان کے والیان ملک بھی متشوش تھے کہ سرکار والا اقتدار کی خواہ کیسی ہی خیرخواہی کیجیے اسکا منہ مانگا قرض دیجیے مگر اس نے ملکون کی ضبطی کے لیئے اپنا دست آز ایسا دراز کیا ہے کہ وہ کسی طرح کوتاہ نہین ہوتا۔ اودھ مین اسکی ضبطی سے ہر گروہ کی بدخواہی کی وجہ تھی اس مین جو سرکار نے نیا انتظام کیا انہین تعلقہ دار بعض اپنی کل ریاستون سے بعض اپنی نصف ریاستون سے محروم ہو گئے۔ وہ کیون نہ ناراض ہوتے؟ بادشاہ کے اہل دربار کو جو فائدے بادشاہ سے ہوتے تھے اب وہ کہان تھے وہ ناخوش کیون نہ ہوتے اور سرکار سے نفرت کیون نہ کرتے؟ ہزارہا سپاہی بادشاہ کی ملازمت سے پرورش پاتے تھے۔ اب وہ تھوڑی سی پنشن یا عطیہ پاکر اپنے گھر مین خالی بیٹھے مشکل سے پیٹ پالتے تھے وہ کیون نہ سرکار سے عداوت رکھتے؟ سرکار انگریزی کی سپاہ کے بھی بعض مستحقاق اس الحاق سے تلف ہو گئے تھے وہ بھی کبیدہ خاطر تھے۔ اہل زراعت کو اور شہر کے صناعون اور کاریگرون کو بندوبست نے ناراض کر دیا۔ غرض بادشاہ کی معزولی نے تعلقہ دارون اور امرا اور درباراور وظیفہ خوارون پر رزق کا دروازہ ایسا بند کر دیا تھا کہ انمین سے بعض نان شبینہ کو محتاج تھے راتون کو بھیک مانگتے تھے بعض لوگون کے بڑے بڑے امیرزادے ناز و نعم مین پلے ہوئے جن کے پاس سامان عیش و عشرت کی کچھ کمی نہ تھی وہ ایسے بے سر و سامان ہو گئے تھے کہ اپنی بی بی و بہو بیٹیون کے زیور و لباس بیچ کر گذارہ کرتے تھے۔ پنشن خوارون کی پنشن بھی جاری نہین ہوئی تھی جس کے سبب سے ان کے گھرون مین فاقے ہوتے تھے۔ غرض ہر فریق و ہر جماعت کی ناراضی کی وجہ تھی طبع بشری کا مقتضا اسکو سرکار کا بدخواہ بناتا تھا گو سرکار کا منشا یہ نہین تھا کہ اس ملک پر جو خیرخواہی مین ضرب المثل تھا اسطرح کی آفتین اور بلائین نازل ہون کہ وہ اسکا بدخواہ ہو جائے

لکھنؤ مین ۲۰ مارچ کو سر ہنری لارنس نے چیف کمشنری کے عہدہ کا چارج لیا۔ اس پاک نیت نیک نہاد روشن دماغ بلند خیال نے اپنے تجربہ کی آنکھ سے صرف ایک نظر مین دیکھ لیا کہ نیا انتظام

سر ہنری لارنس کا اودھ میں آنا

جو کیا گیا ہے وہ اپنا کام قابل اطمینان نہین کرتا انکو ہندوستانیون کے خصائل سمجھنے کا ملکہ
خدا داد تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ ہندوستانی اپنے سچے دل سے اپنی عقل و فہم سے اپنی قدیمی
باتون پر دلدادہ ہین جب ان مین کوئی تبدیلی یکایک بغیر کسی اطلاع یا معاوضہ کے کی جاتی ہی
تو انکو نہایت آزردہ خاطر کرتی ہے اور انکی طبیعت کو جو اطاعت کی خوگر ہے پراگندہ اور
سرکش بناتی ہے۔ وہ ہندوستانیون کے بہی خواہ و دلسوز و ہمدرد تھے انہون نے
رعایا کی ناراضی کو جانا کہ وہ بلا وجہ نہین ہے۔ وہ سرتاپا اس کام مین مشغول ہوئے کہ
قوانین و آئین جدید سے جو رعایا پر ظلم و ستم ہوئے ہین انکو جہان تک ہو سکے
کم کرین۔ انکو دلی افسوس تھا کہ سرکاری عہدہ دارون نے جلدی جلدی ایسے کام اپنی گرم
کوشی مین کئے ہین کہ جن سے رعایا مین بددلی پھیل گئی ہے۔ انہون نے اپنے آنے سے
ایک مہینے کے بعد لارڈ کیننگ کو اطلاع دی کہ قسمت فیض آباد مین تعلقہ دار بعض اپنے
آدھے تعلقہ سے اور بعض سارے تعلقہ سے محروم ہو گئے ہین اور اس سے کاشتکارونکو
بھی کچھ فائدہ نہین ہوا جمع کی سختی نے اور محصولون کی افزائش نے رعایا کو دیوانہ بنا دیا ہی
بڑے بڑے شہرون اور قصبون مین بیکار اور موقوف شدہ ملازمون کا ایک مجمع کثیر
اور جم غفیر سرکار کا بدخواہ اور اس سے ناراض موجود ہے۔

سرکار کی بدخواہی کا یہہ مصالحہ رعایا مین جمع تھا کہ اس مین جات کے بگاڑنے کا سرخ انگارا
دہکتا ہوا پھینکا گیا جس نے خوب اسکو بھڑکایا۔ اب یہہ انگارہ کسنے پھینکا اس باب مین
ارباب الرائے متفق نہین ہین اور انکا متفق ہونا بھی ناممکن ہے۔ ان مین سے بعض کی
رائے یہہ ہے کہ اودھ کی ضبطی نے رعایا کے دلون کو سرکار سے ایسا برگشتہ کر دیا تھا کہ سرکار
کے برخلاف خواہ کیسی ہی لغو و بیہودہ دلیل پیش کی جاتی اسکو آمنا و صدقنا کہنے کو
موجود تھی۔ جب یہہ بیان کیا گیا کہ چکنے کارتوس سرکار نے اس نیت سے بنوائے
ہین کہ سپاہ کی جات اور مذہب کو بگاڑین تو انکو اسپر پورا یقین آگیا۔ سر ہنری لارنس جانتے
تھے کہ ہندو اپنی جات بچانے کے لئے جان و مال جانے کی کچھ پروا نہین کرتے۔ وہ
اس مذہبی مداخلت کی شکایت کو جو سرکار کی طرف سے پیدا ہوئی تھی کسی اپنی سعی و کوشش سے

رفع نہ کر سکے گو اور شکایتون کے دور کرنے مین انکو کامیابی ہوئی -

سر ہنری نے ارکین دربار شاہی کو جو ضبطی و الحاق اودھ سے خستہ حال شکستہ بال ہوئے تھے اسطرح راضی کر لیا کا انکو فوراً پنشنین دیدین - موقوف شدہ عہدہ داران شاہی کی دلجمعی انہون نے اسطرح کی کہ اسے کہدیا کہ سرکار ان کے حقوق کو ملازمت کے لیئے اول ملحوظ خاطر رکھیگی اور انکو اور پردیسی آدمیون پر ترجیح دیگی - موقوف شدہ سپاہیون کا راضی کرنا دشوار تھا ان سے یہہ اقرار کیا کہ مقامی سپاہ اور ملیٹری (جنگی) پولس مین وہی بھرتی کیئے جاینگے مگر ان نوکریون مین ڈرل و ڈسپلن کی ایسی قیدین لگی ہوئی تھین کہ لوگ انسے گھبراتے تھے اس لیئے وہ انسے زیادہ مفید نہین ہوئے انہون نے اس نوکری سے یہہ کہکر انکار کر دیا کہ ہم نے بادشاہ کا نمک کھایا ہے - اب ہم کسی دوسرے کا نمک نہین کھاینگے مگر ضلع کے پولس مین وہ بہت بھرتی ہو گئے جسکے اندر قواعد کی قید چندان نہ تھی - ایک بڑا سبب لوگون کی ناخوشی و ناراضی کا یہہ بھی تھا کہ مکانات ضبط ہوتے تھے اور مسمار کیئے جاتے تھے اسکو بھی سر ہنری نے موقوف کر دیا جس سے لوگون کو یقین ہو گیا کہ چیف کمشنر ہماری بہبودی اور آسودگی کے لیئے ساعی ہے - وہ تعلقہ دارون سے دوستانہ نہایت تہذیب و شائستگی کے ساتھ ملتے تھے - وہ اکثر دربار کرتے اور تعلقہ دارون کو بلاتے اور انکی شکایتین گوش دل سے سنتے اور جو انہیں بجا ہوتین انکے علاج کرنے مین کوشش کرتے اور انکو اپنی ایک پولیسی پر مطلع کرتے کہ وہ پھر اپنے ان تعلقون پر بحال ہو جاینگے جو الحاق اودھ کے وقت ان پاس تھے جس سے انکی بڑی دلجمعی ہوتی تھی - اگر معزول واجد علی شاہ کے قائم مقام سر ہنری لارنس ہوتے تو پھر رعایا مین کوئی ناراضی اور شکایت نہین پیدا ہوتی -

یوروپین سپاہ سات سو - ہندوستانی سپاہ سات ہزار تھی یعنی ان دونو مین نسبت ایک اور دس کی تھی - دوسری سپاہ پہلی سپاہ سے دس گنی تھی - یوروپین سپاہ مین ایک معظم کی ۳۲ وین رجمنٹ تھی یا سات سو تیس سپاہیون اور ایک ضعیف سی کمپنی یوروپین توپخانہ کی تھی - ہندوستانی سپاہ مین نمبری ۷ رجمنٹ سوارون کی اور نمبری ۱۳ و ۴۸ و ۷۱

سر ہنری کا پرانے ملازمان شاہی سے سلوک

لکھنؤ اور اودھ مین سپاہ

رجمنٹیں پیدلون کی تھین سوار انکے لکھنؤ مین یا اسکے حوالی مین نمبری ۴۸ و ۷ غیر آئینی رجمنٹین جو
مقامی حفاظت کے لیئے لکھنؤ مین بھرتی ہوئی تھین اور اودھ کے ملیٹری پولس مین تیسری
رجمنٹ ایک ہزار سوارون کی اور تین رجمنٹیں پیدلون کی تھین - اس ملیٹری پولس کے افسر
گولڈ ویسٹن صاحب تھے - سیتاپور مین ایک رجمنٹ نمبر ۴۱ پیادون کی تھی جسکے کچھ حصے ملاؤن
مین رہتے تھے - سلطانپور مین غیر آئینی رجمنٹ سوارون کی نمبری ۱۵ تھی اور اضلاع دریاباد
اور فیض آباد اور بہرائچ مین مقامی ہندوستانی سپاہی تعین تھین -

۴۸ رجمنٹ کے سرجنٹ نے دوا کی بوتل کو منھ لگایا تھا جسکو اس پلٹن کے سپاہی نے
دیکھکر یہہ جانا کہ ہماری جات کھونے کے لیئے بالارادہ یہہ کام کیا ہے انہون نے سب سے
پہلے اس سرجن کے بنگلے مین آگ لگائی - گو آگ لگانے والے اسی رجمنٹ کے سپاہی ہونگے
مگر وہ گرفتار نہین ہوئے - برہامپور مین جو کارتوسون کے باب مین اوہام پیدا ہوئے
تھے انہون نے اودھ مین بھی اپنی جڑ جمائی اور بیل پھیلائی تھی -

سر ہنری نے بہت چاہا کہ سپاہیون کے دل سے یہہ وسوسہ شیطانی دور ہو کہ سرکار
کی نیت انکی جات کے بگاڑنے کی ہے - وہ سپاہیون سے کہتے تھے کہ تم بڑے جان نثار و
خیرخواہ سرکار ہو اور انکے افسرون سے کہتے تھے کہ تم کو سو برس کا تجربہ ہے کہ کبھی سرکار نے
سپاہ کی جات کے بگاڑنے کا ارادہ دغا و فریب سے نہین کیا - پھر وہ کیون اس بات کا
یقین کرین - وہ انکو متنبہ کرتے تھے کہ اگر بدطینت خبیث باطن آدمیون کے اغوا سے
وہ نمک حرام ہو جائینگے تو انکے لیئے کیسے برے نتیجے ہونگے جو سپاہی اپنے فرائض خدمت
کے ادا کرنے مین کوتاہی کرینگے فوراً سزا پائینگے - ہنری لارنس اودھ مین دیر کر آئے
تھے - اگر پہلے آتے تو بغاوت کے اثر کو نہ پھیلنے دیتے

یہہ دانشمند دور اندیش جانتا تھا کہ ایک طوفان آنے کو ہو رہا ہے جس مین ایک مٹھی بھر
انگریزون کو دو کروڑ آدمیون سے عہدہ برآ ہونے مین مشکلات پیش آ سکینگی اس لیئے
انہون نے اپریل ہی مین حفظ ماتقدم کی تیاریان شروع کین وہ ریسیڈنسی مین شہر کے اندر
گومتی کے کنارہ پر اس کے پل سے پون میل کے فاصلہ پر رہتے تھے اور ریسیڈنسی سے

کچھ فاصلہ پہ مڈراؤن کی چھاونی مین اور مدکی یورپین سپاہین رہتی تھین
رسیڈینسی کے گرد بڑی رفیع الشان کوٹھیان تھین جنمین انگریزی افسر اور حکام رہتے
تھے - رسیڈینسی کو مع اور تمام عمارات عالی شان کے ہندوستانی پیل گارڈ کہتے تھے
رسیڈینسی سے ایک میل کے فاصلہ پہ ایک بہت خوبصورت قلد مچھی بھون تھا جو نواب
وزیر آصف الدولہ کے وقت مین سرکش شیخون کا مسکن تھا مگر مدت سے کاٹ کباڑ
اور نکمی چیزون کا گودام بنا ہوا تھا - سر ہنری نے رسیڈینسی کے آگے میدان کرنے
کے لئے جھونپڑے اور مکانات گرا دیئے - انہون نے غدر کے ہونے سے تین ہفتے
پہلے اپنی پیش بینی اور دور اندیشی سے اس رسیڈینسی کو استوار حصن بنا دیا کہ وہ ہمیشہ
دشمنون کے مقابلہ مین کامیاب رہا - انہون نے سامان رسد باوجود اپنے ہمراہیون کی
مخالفت کے بازار کے بھاؤ سے بہت زیادہ گران خرید کرکے رسیڈینسی مین جمع کیا
شہر سے خزانہ منگا کر اور اور مقامات سے جہان باسانی خزانے آسکتے تھے منگا کر
رسیڈینسی مین یکجا جمع کیئے جس سے ایک بڑا خزانہ جمع ہوگیا اور اسپر پہرہ چوکی سے فراغت
پانے کے لیئے رسیڈینسی کے احاطہ مین خزانہ کو زمین مین دفن کر دیا اور زمین پہ عمدہ جگہ بنا دیا
یہان توپین اور مورٹارس اور گولے گولیان اور چھوٹے ہتھیار اور میگزین اور اناج جمع کیا
اور بارود کو اور اناج کو زمین کے اندر کوٹھیون اور تہخانون مین رکھا پانی کا انتظام خاطر خواہ
کردیا - غرض محاصرہ کے ہونے سے پہلے یہہ سب کام کر دیئے جسکے سبب رسیڈینسی ایک
حصن حصین بن گیا اور اسکی فصیل کے باہر برج و بارہ مستحکم ہوگئے -
۳۰ اپریل کو ایک طوفان نے اپنی آنکھین دکھائین اور ۳ مئی کو وہ آگیا رسیڈینسی
سے تین میل کے فاصلہ پہ موسی باغ مین ساتوین رجمنٹ غیر آئینی رہتی تھی اس نے
کارتوسون کے لینے اور کاٹنے سے انکار کیا - ہنری لارنس نے گورون کی سپاہ کو
بھیجکر اس سے ہتھیار لے لیئے اور سرغنون کو گرفتار کر لیا -
جب سر ہنری لارنس کو ہندوستانی سپاہیون اور افسرون سے حقیقت حال کی
اطلاع ہوئی تو انہون نے یہہ چاہا کہ برٹش گورنمنٹ کا دل مقبول پہ جو ہمیشہ سے

چلا آتا ہے کہ سزا کے ساتھ انعام اور صداقت کے ساتھ عدالت توام رہین۔ اس نازک زمانہ
مین بھی عمل کیا۔ انہون نے ۲۱ مئی کی شام کو دربار کیا۔ اس مین تمام تعلقہ دارون اور روسار
اور عمائد شہر کو اور یورپین سول اور ملیٹری افسرون اور اورون کو بلایا۔ سر ہنری ۶ بجے شام کے
دربار مین مع شان کے داخل ہوئے انکے پاس کشتیون مین تمام انعام کی چیزین رکھی ہوئی
تھین جو خیر خواہ ہندوستانی اور افسرون اور سپاہیون کو ملنے والی تھین۔ ان چیزون کے
تقسیم کرنے سے پہلے ہندوستانی زبان مین اہل دربار کے روبرو یہہ اسپیچ دیا۔ اے صاحبو
مین تمکو یاد دلاتا ہون کہ گورنمنٹ نے ایسی کیسی مربیانہ شفقت و محبت کی ہے اور ہمیشہ اس نے
یہہ اپنی نیت ظاہر کی ہے کہ وہ ہمیشہ انکے مذہب مین مداخلت کرنے سے مجتنب رہیگی دہلی کے
مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن پر ظلم کئے ہین اور پنجاب کے ہندو راجاؤن نے مسلمانون پر
ستم کئے ہین مگر برٹش گورنمنٹ نے سب مذہبون کے ساتھ مسالمت و مصالحت رکھی ہے
سو برس کی تاریخ تمکو چاہیئے یہہ سکھائے کہ جو لوگ یہہ افترا پردازی کر رہے ہین کہ گورنمنٹ
نے انکی جات بگاڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ بالکل جھوٹے دغاباز مفسدہ پرداز ہین۔ انگلش کی
شان و شوکت و سطوت و صولت کو جنگ کریمیا کے کارہائے عظیم مین دیکھو اس کے جہازون
کو اور خزانون پر خیال کرو اگر برٹش گورنمنٹ کے خلاف جو لوگ جہاد کرین گے انکو آخر مین کامیابی
مین مایوسی ہوگی۔ پھر انہون نے ان تعلقات یگانگی سے واقف کیا۔ جو سپاہیون اور افسرون
کے درمیان عسرت اور نصرت کے وقت مین رہے ہین سپاہیون سے عرض کرتا ہون کہ
انکو جو اپنے باپ دادا کے کامون کا بیش قیمت ورثہ ہاتھ آیا ہے اسکو وہ عزیز رکھیں انہون نے
اپنی خوش بیانی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ سامعین کو مین متنبہ کرتا ہون کہ اگر وہ بدخواہ سازش
کرنے والون کے اغوا مین آنکر احمق بن جائین گے اور اپنی پند و نصائح کو بالائے طاق رکھینگے
تو اسکی سزا انکو بھگتنی پڑیگی۔ انہون نے گورنمنٹ کی ساری دلی باتون کو خوب سمجھا دیا۔ انکے
اس اسپیچ کا اثر سامعین کے دلون پر تھا کہ اسوقت جو شخص دربار سے نکلا وہ سرکار کا خیرخواہ
تھا اور سرہنری کی عظمت و بزرگی کا دل سے معتقد تھا اور انکے اقوال اور افعال پر اعتبار کرتا
تھا لیکن جب اہل دربار سرکشون اور سازش کرنے والون کی صحبتون مین گئے تو انکی صحبت کے

برے اثر نے اس دربار کے نیک اثر کو جلد مٹا دیا۔

سرہنری کے پاس میرٹھ کے غدر کی خبر کا آنا اور انکا اعلے درجہ کی تدابیر کا کرنا ۔ سرہنری کا اودھ مین کل سپاہ کا سپہ سالار ہونا ۔

میرٹھ مین ۱۰ مئی کے غدر کی ۱۳ مئی کو اور دہلی پر باغیون کے قبضہ کرنے کی ۱۴ مئی کو خبرین آئین۔ اس لیئے انہون نے بہت تدابیر کین کہ ۱۷ مئی کی صبح کو ۳۲ رجمنٹ گورہ آدھی ریسڈینسی کے قریب بلالی کہ وہ گومتی کے پل کو اپنے زیر حکم رکھے اور آدھی رجمنٹ مڈاؤن کی چھاونی مین شہر سے بلالی اور کشتیون کے پل کو سرکوا کے ریسڈینسی کے بہت قریب لگوایا کہ اسپر قبضہ رہے اور قلعہ مچھی بھون ایسا پاک صاف نہین ہوا تھا کہ یورپین کی بود و باش کے قابل ہوتا اس مین ہندوستانی منتخب سپاہیون کو متعین کر دیا۔

جب سرہنری کے پاس میرٹھ اور دلی کی خبرین آئین تو انہون نے گورنر جنرل کو تار بھیجا کہ یوروپین سپاہ جو چین سے سی لون سے اور اور مقامات سے آئے وہ فوراً بھیجی جائے اور پہاڑی چھاونیون سے اور نیپال سے گورکھے بھیجے جائین اور مجھے ملک اودھ کی کل سپاہ پر پورے ملیٹری اختیارات دیئے جائین۔ ۲۹ مئی کو گورنر جنرل نے سپاہ اودھ پر چیف کمشنر کو پورے اختیارات دیدیئے اور ۲۲ مئی کو اجازت دی کہ وہ جنگ بہادر سے گورکھون کی سپاہ کی درخواست کرے۔

شہر لکھنؤ

شہر لکھنؤ گومتی کے داہنے کنارہ پر کانپور سے بیالیس میل کے فاصلہ پر تین مربع میل کے رقبہ مین آباد ہے۔ شہر گومتی کے کنارہ کے درمیان شاہی عمارات اور ریسڈینسی اور مچھی بھون ہین۔ ان عمارات کے جنوب مین شہر بڑی وسعت مین بستا ہے اور اسکو ایک نہر قطع کرتی ہے وہ گومتی سے مارٹی نیر کالج کے قریب ملتی ہے یہ کالج ریسڈینسی سے تین میل کے فاصلہ پر ہے کچھ جنوب کی سمت مین قصر دلکشا ہے جسکے گرد کے احاطہ مین باغ ہے۔ ریسڈینسی اور مارٹی نیر کالج کے درمیان جو زمین ہے اسمین شاہی محل اور مقبرے بنے ہوئے ہین جنمین موتی محل۔ شاہ منزل۔ سکندر باغ۔ فرحت بخش بڑے بڑے محل ہین۔ شہر کے جنوب مین ریسڈینسی سے چار میل کے فاصلہ پر کانپور کی سڑک کے ادپر عالم باغ بہت وسیع ہے اسکے گرد فصیل کھنچی ہوئی ہے اور اسکا دروازہ بڑا شاندار ہے اس کے سوا لکھنؤ کی بہت عمارات بھی مشہور ہین۔ آصف الدولہ کا امام باڑہ

چتر منزل - تارا کی کوٹھی - قیصر باغ - شاہ نجف - حسین آباد -
اگر بدکی یورپ کو جس میں سوار رہتے تھے لشکرگاہون مین نہ شمار کرین تو تین لشکر گاہ تھے
ریسیڈنسی - مچھی بھون - و مڑاؤن اول دو کو سر ہنری نے جسقدر استوار کر سکتے اسقدر استوار کیا
مچھی بھون مین گولہ بارود جو فضول تھا بھیجدیا اور جب اول موقع انکو ہاتھ لگا تو یورپین
فوج بھی وہان بھیجدی - رسد کے ذخیرے وہان جمع کیئے فصیل پر سب قسم کی توپین چڑھادین
جنمین سے بہت سے شاہی محلون سے منگائی تھین جو محض نمائش کے لیئے اچھی تھین کام کی
نہ تھین ریسیڈنسی مین خزانہ کی محافظت کے لیئے ہندوستانیون اور یورپین لشکرون کو ملا
جلا کر متعین کیا جنمین دو سو بیس ہندوستانی سپاہی اور ایک سو بیس یورپین سپاہی اور
چھ توپین تھین جو اس طرح لگائی گئی تھین کہ اگر دشمنون کا ذرا کھٹکا ہو تو فیر لگا دی جائین
اب تیسرے لشکرگاہ مڑاؤن کی چھاونی مین بتیسوین رجمنٹ کے تین سو چالیس یورپین
سپاہی اور پچاس یورپین ارٹلیری اور چھ توپین تھین اور تین ہندوستانی رجمنٹین اور ایک
ہندوستانی بیٹری - سر ہنری لارنس اس زمانہ مین یہین چھاونی مین رہا کرتے تھے - یہہ
سب کام کرکے انہون نے ۲۷ مئی کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار بھیجا کہ جس چھاونی مین مین
رہتا ہون اس مین ملکہ معظمہ کی ۳۲ رجمنٹ کے دو سو ستر سپاہی رہتے ہین اور ان پاس
آٹھ توپین ہین جنسے مین اس چھاونی کی چارون رجمنٹون کو جسوقت وہ بغاوت کرین
زیر کر سکتا ہون اور شہر مین ریسیڈنسی اور مچھی بھون ایسے استوار ہین کہ غالباً جتنے آدمی
ان پر حملہ آور ہو سکتے ہین اُن سے لڑکر وہ اپنے تئین سلامت رکھ سکتے ہین -
ملیح آباد مین مفسدہ پرداز مسلمانون نے آتش فساد کو مشتعل کیا سر ہنری نے ویسٹن صاحب
سپرنٹنڈنٹ ملٹری پولس اور بیچم صاحب کی سپاہ کے ساتھ اس فساد کے دور کرنے کے لیئے
بھیجا - وہان جانا بڑی بہادری کا کام تھا - وہان تین ہزار مفسد جمع تھے جنکو یہہ دونو
صاحب اپنی دلیری اور بہادری سے پراگندہ کرکے لکھنؤ واپس چلے آئے -
اس انتظام کے لیئے ضلع لکھنؤ مین مفسد نہ گھس آئین - سر ہنری نے ۲۷ مئی کو کپتان
ہچنسن صاحب کو پولیٹکل افسر مقرر کرکے بھیجا اور ایک کولم ان کے ساتھ کیا جس مین ...

دو سو سوار اور نمبری ۴۸ رجمنٹ کے دو سو سپاہی تھے۔

یہہ کولم ۲۰ مئی کو لکھنؤ سے چلا اور ملیح آباد میں ۲۸ تک آیا سلح د ہاتیون کو ڈرایا دھمکایا
پہلی جون کو سندیلہ مین پہنچا جو لکھنؤ سے مغرب کی طرف ۳۲ میل ہے یہان ہچنسن صاحب نے
سنا کہ ۳۰ مئی کو لکھنؤ مین سپاہ نے بغاوت کی جس ڈاک مین یہہ خبر صاحب پاس آئی تھی
اسی ڈاک مین یہہ خبر سپاہیون پاس بھی آئی سپاہیون نے جانا کہ ہماری حکومت کا
وقت آیا ہچنسن صاحب نے سارا روپیہ خزانہ کا انکی تنخواہ مین تقسیم کر کے انکو کچھ
دیر کے لیئے خاموش کیا انکے اعلے افسر کپتان ہیبر صاحب اور بیلیس صاحب
اپنا پورا اعتبار کرتے تھے۔ اس اثناء مین یہہ کولم گنگا کی طرف چلا جاتا تھا ہچنسن صاحب
سپاہیون کی گستاخیان دیکھ کر انکے افسرون کو سمجھاتے تھے کہ دریا کی دوسری طرف جو سپاہیون
نے جال بچھایا ہے اس مین جا کر کبھی نہ پھنسیں مگر انہون نے انکی باتون کے سننے مین کان
بہرے کر لیئے۔ کولم گنگا پار اترا اور انہنے اپنے افسرون کو مار ڈالا مگر لوٹن صاحب بھاگ کر
دوسری جگہہ مارے گئے اور سپاہ دہلی کو روانہ ہوئی۔ ہچنسن صاحب اور میجر میری اٹ
صاحب جو گنگا پار نہین گئے تھے وہ لکھنؤ مین واپس چلے آئے۔

۳۰ مئی کی رات کو مڈاؤن مین سر ہنری اپنے بنگلہ مین سٹاف سمیت کھانا تناول
فرما رہے تھے کہ انکے سٹاف کے ایک افسر نے کہا کہ مجھ سے ایک ہندوستانی سپاہی
نے کہا ہے کہ نو بجے رات کے جو توپ چلیگی وہ اس بات کا اشارہ ہوگی کہ سب سپاہی
بغاوت کرین۔ توپ جب چھوٹی بالکل چپ چاپ تھی تو ہنری لارنس نے ہنس کر سٹاف افسر
سے کہا کہ تمہارے دوست وقت کے پابند نہین یہہ الفاظ انکے منہ سے نکلے ہی تھے کہ
بندوقون کی تڑاتڑ کا شور لین کی طرف سے اٹھا جس سے تصدیق ہوئی کہ سٹاف افسر کو
صحیح خبر ملی تھی اور اسکے دوست وقت کے پابند تھے۔

چند منٹ مین یہہ ایک عجیب واقعہ واقع ہوا کہ سر ہنری اپنے بنگلے کی سیڑھیون پر کھڑے
تھے اور انکا سٹاف انھین گھیرے ہوئے تھا اور اصطبل سے گھوڑون کے آنے کا جسکا
حکم انہون نے دیا تھا انتظار کر رہے تھے بستر کو پر صاحب کی کوٹھی کو باغیون نے آگ

لگائی تھی وہ فوراً شعلہ ناک ہوگئی اسکی روشنی مین یہہ سب کھڑے تھے کہ دفعتہً صوبہ دار سپاہیون کا جو اپنی خدمت ریسیڈنسی مین موجود تھا اپنے گارڈ کو لایا اور سر ہنری اور انکے سٹاف کے سامنے چالیس قدم کے فاصلہ پر کھڑا ہوا اور اسنے کپتان ولسن صاحب سلام کرکے پوچھا کہ مجھے اجازت ہے کہ مین گارڈ کو حکم دون کہ وہ بندوقون کو بھرین؟ ولسن صاحب نے اس سوال کو سر ہنری کے سامنے پیش کیا جنہون نے جواب دیا کہ وہ بندوقین گارڈ سے بھروائے۔ بندوقون کا بھرنا شروع ہوا۔ سر ہنری اور اسکا سٹاف اب بھی آگ کی روشنی مین کھڑے تھے۔ سیسے کی گولیون کی صاف آوازین بندوق مین ڈالے کی آئین۔ پھر سپاہیون نے بندوقون مین ٹوپیان لگائین۔ اب افسرون کو فکر ہوا کہ دیکھیے سپاہی آیندہ کیا حرکت کرتے ہین۔ ان کے سامنے سر ہنری اور اور سردار موجود تھے انکی جان کا بچنا ان سپاہیون کے رحم پر موقوف تھا۔ ایک بدخواہ سپاہی بہادری کرکے تمام لکھنؤ کی قسمت کا فیصلہ کر سکتا تھا (یعنی ان سب افسرون کو مار ڈالتا) ریسیڈنسی کے بنگلہ کی سیڑھیون پر جو مجمع افسرون کا کھڑا تھا اس کے دل مین یہہ خطرہ گذرا اگر کوئی انہون نے کام اور حرکت ایسی نہین کی جس سے یہ دل کا خطرہ ظاہر ہوتا۔ جب سپاہیون نے ٹوپیان لگا کے بندوقون کو اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھ لیا اُن کی تسلی خاطر ہوئی اور سر ہنری مع اپنے سٹاف کے لینون کی طرف چلے۔

سر ہنری لارنس اور انکا سٹاف انگلش کیمپ مین گیا وہان بتیسوین رجمنٹ کے تین سو سپاہی کچھ توپین لیے لڑنے کے واسطے تیار تھے۔ یہہ سمجھ کر کہ جہانتک ہو سکے باغیون کو اور شہر کے اوباش بدمعاشون کو آپس مین نہ ملنے دین۔ سر ہنری لارنس نے دو توپین اور بتیسوین رجمنٹ ایک کمپنی کے ساتھ لی کہ وہ اس سڑک کو روکین جو چھاونی سے پل کو جاتی ہے۔ اس اثناء مین ہندوستانی رجمنٹون کے افسر لینون مین اپنے سپاہیون کو سمجھانے لگے کہ کیون بغاوت و سرکشی کرتے ہین۔

انہین سے بہتا سے سپاہیون نے لوٹنا شروع کردیا تھا۔ بہت سے سپاہی اکھتر رجمنٹ کے میس ہوس مین سیدھے افسرون کی تلاش مین گئے۔ جب وہ وہان نہ ملے

تو انہون نے میس ہوس مین آگ لگا دی - پھر تھوڑی دیر بعد اکھترویں رجنٹ کی لین سے بوریٹ فیر ہونے لگے جسکا جواب انہون نے گراون سے ایسا دیا کہ سپاہی ہٹ کر عقب مین چلے گئے اس جلدی مین انکا گذر پکٹ پر ہوا جس مین ہندوستانی سپاہی پیدل تھے اور لفٹنٹ گرینٹ صاحب اسکے افسر تھے اگرچہ صاحب کو انکے سپاہیون نے ایک بستر مین چھپایا مگر ایک پہرہ کے سپاہی نے انکو دیکھ لیا تھا اسنے انکو مار ڈالا -

اس اثنا رمین لفٹنٹ ہارڈنگ نے چند سوارون کو ساتھ لیکر چھاونی کے بڑے بازار مین اسلیئے گذرنا شروع کیا کہ بندوبست کرین اور جان و مال کے محافظ بنین مگر ان پاس سپاہ اتنی نہ تھی کہ وہ آتش زنی افسرون کے مکانون کی اور بازارون کی غارتگری کا انسداد کر سکتے - ایک سپاہی نے صاحب پر گولی چلائی - جب اسنے خطا کی تو سنگین سے انکے بازو کو زخمی کیا -

ہارڈنگ صاحب کچھ انتظام نہ کر سکے باغیون کا چارون طرف زور تھا - بتدریج یہہ زور سے کم ہوا کہ اول تیرہوین رجنٹ کے تین سو سپاہی مع افسرون اور اپنے علمون اور خزانے کے انگریزون سے آن ملے اور پھر کچھ سپاہی ۷۱ رجنٹ کے بغیر اپنے علمون اور خزانہ کے انکے پیرو ہوئے ۴۸ رجنٹ کا حال اس رات مین معلوم نہین ہوا کہ کیا ہوا - گورون کی سپاہ اپنی جگہہ پر قائم رہی دس بجے رات کے کچھ باغی اپنی لین مین آئے اور انہون نے گولیان چلائین جسنے بریگیڈ یر ہینڈس کو جب اپنے گھر سے ۷۱ رجنٹ کی لین کو گھوڑے پر سوار جاتے تھے گولی کے لگنے سے مار گئے - پھر بندوقین چھوٹنی موقوف ہوئین اور ایسا انتظام کیا گیا کہ ریسیڈنسی کا بنگلہ محفوظ رہے اور شہر کی سڑک کے متصل جو چھاونی کا حصہ ہے وہ محفوظ رہے - بڑے زبردست پہرے بٹھائے گئے - سپاہیون نے ہتھیار کھول ڈالے - دوسرے دن صبح کو سر ہنری نے یہہ سنکر [illegible] کی طرف گئے ہین وہ انکے پیچھے سپاہ ساتھ لیکر گئے - راہ مین انکو کورنٹ رلیف [illegible] ہوا اب تک گرنہی ملی وہ ستر و برس کا لڑکا تھا اور تین روز ہوئے تھے کہ اپنی رجنٹ مین [illegible] کے سبب چھاونی مین رہا تھا گھوڑے پر سوار جاتا تھا کہ سپاہیون نے [illegible] - اسی وقت یہہ معلوم ہوا کہ باغی رجنٹین صف بستہ اپنی لاین مین کھڑی ہین

ساتوین رجمنٹ سوارون کی سوا تیس سوارون کے باغی دشمنون سے جا ملی - یہہ رجمنٹ اب تک خیرخواہ معلوم ہوتی تھی - انگریزی سپاہ نے اسکا تعاقب دس میل تک کیا اور ساٹھہ سوارون کو قید کیا جنمین سے چھہ کو گبنس صاحب نے اپنے ہاتھ سے قید کیا تھا -

سر ہنری لارنس نے اس بغاوت کے دبانے کے باب مین لارڈ کیننگ کو یہہ لکھا کہ اب ہماری حالت پہلے سے یقینی اچھی ہے . اب ہم اپنے دوستون اور دشمنون کو جان گئے - اب دشمنون کا یہہ حوصلہ نہین ہے کہ وہ ہم سے جنگ آزما ہون - گو وہ بڑی آتش زنی کرتے ہین" اس مین شک نہین کہ انکو اب مشتبہ دوستون سے نجات ہوگئی تھی - تقریباً کل ساتوین رجمنٹ سوارون کی اور تیرہوین رجمنٹ کے چند سپاہی اور ۷۱ رجمنٹ کے سپاہی دو تہائی سے زیادہ اور تمام غیر آئینی رجمنٹین یہہ سب انگریزون سے جدا ہوکر دست درازیان کرتے تھے اب یہان لکھنؤ مین تو اطمینان خاطر ہوگیا اور اضلاع اودھ سے وحشتناک خبرین آتی تھین

بڑی بڑی خبرین ضلعون سے آتی تھین - ۳ جون کو ہنری لارنس نے یہہ خبر سنی کہ سیتاپور مین بغاوت ہوئی - یہان ایک بڑی چھاونی لکھنؤ سے ۵۱ میل کے فاصلہ پر تھی اس مین ۴۱ رجمنٹ ہندوستانی پیدلون کی اور نوین دسوین رجمنٹین غیر آئینی اودھ کی اور ملیٹری پولس کی دوسری رجمنٹ یہہ سب رہتی تھین - ۳ جون کو بہت سویرے ۴۱ رجمنٹ کے میجر اپیتھوریپ صاحب نے قسمت سیتاپور کے کمشنر کرسٹین صاحب کرنیل برچ صاحب پاس گئے وہ بڑے مستقل مزاج دلاور سپاہی تھے وہ سپاہ کے خیرخواہ ہونے کا یقین کرتے تھے - دو دن پہلے وہ سپاہ کے خیرخواہ ہونے کا یہہ تجربہ کرچکے تھے کہ لکھنؤ سے جو باغی بھاگ کر آئے تھے اُنسے لڑنے کے لیئے وہ سپاہ کو لے گئے تھے جنپر باغیون نے جو انکے بھائی بند تھے گولیان چلائی تھین - احتیاطاً نوین دسوین غیر آئینی رجمنٹون کی پریڈ ہوئی - کمشنر کی ریسیڈنسی پر جہان سب عورتین اور بچے جمع ہوگئے تھے ملیٹری پولس کا بڑا قوی پہرہ تھا اور چار ملیٹری توپین ۴۱ رجمنٹ اور ریسیڈنسی کے درمیان لگی ہوئی تھین ابھی یہہ سارے انتظام پورے ہوئے تھے کہ ۴۱ رجمنٹ کی ایک کمپنی خزانہ پر اس کے لوٹنے کے ارادہ سے گئی - کرنیل برچ اور لفٹنٹ گرین اور سمال لی اور سارجنٹ میجر انکے پیچھے

جب کرنیل صاحب اپنے سپاہیون پاس جاکر سمجھانے لگے کہ یہہ کیا حماقت کا کام کرتے ہو
میری نصیحت سنو اور مانو وہ یہہ سمجھا ہی رہے تھے کہ صفا مین سے ایک سپاہی نے
بڑھ کر انکے گولی ماری جس سے وہ فنا ہو گئے اور اسی طرح سے لفٹنٹ سال لی اور
سارجنٹ میجر کو نذر خاک باغیون نے پہنچایا۔ لفٹنٹ گرین صاحب زخمی ہو کر عین وقت پر
اپنے اور بھائی افسرون کو اطلاع کرنے گئے وہ یہہ اپنے کنبون کے ۴۱ رجمنٹ کے
خیرخواہ سپاہیون کی حفاظت مین لکھنؤ پہنچ گئے۔ پھر بغاوت بہت جلدی سے غیرآئینی رجمنٹون
مین پھیلی جنہون نے اپنے افسرون کو مارا اور پھر باغی ملٹری پلس کے پاس پہنچے جنہون نے
کمشنر کی کوٹھی پر گولیان مارنی شروع کین۔ اس کوٹھی کے پیچھے ایک چھوٹی سی گہری ندی
تھی اور اسکے پیچھے گھنا جنگل تھا جسمین جھاڑیان اور صنوبر کے درخت تھے۔ سب نے متفق
ہو کر یہہ ارادہ کیا کہ ندی کے پار جاکر جنگل مین چھپیے۔ کوٹھی کو باغیون نے گھیر لیا پلس
باغ مین تھا۔ جہان ندی کا عارضی پل تھا اسپر سے کچھ انگریزون اور انکی عورتون اور
بچون کو مار ڈالا کرسچین صاحب بھی ندی سے پار ہو کر مارے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد
انکی بی بی بھی ماری گئین انکا ڈھائی برس کا بچہ لکھنؤ مین پہنچکر مر گیا۔ سیتاپور کی بغاوت کا
نتیجہ یہہ تھا کہ ۳ جون کو سپاہیون کے ہاتھ سے چوبیس انگلش مرد و عورت و بچے مارے گئے

ملاؤن ایک قصبہ ہردوئی مین ہے وہ شمال مین ۸۰ میل کانپور سے اور ۳۲ میل شمال مین
سیتاپور سے ہے اور یہان صرف سول افسر مسٹر کیپر ڈپٹی کمشنر تھے اور ایک خیرخواہ
رجمنٹ کا ایک حصہ اور چوتھی غیرآئینی رجمنٹ یہان مقیم تھے۔ جب ملاؤن مین سپاہ نے
بغاوت اختیار کی تو کیپر صاحب لکھنؤ چلے گئے وہ بہت دنون تک یہان اپنے عہدہ پر
دلیرانہ جمے رہے مگر جب سپاہ بگڑی تو وہ اپنی ضلع سے جدا ہوئے۔

اودھ کی شمالی مغربی قسمت مین تیسرا ضلع محمدی تھا جسکے ڈپٹی کمشنر طامسن صاحب
اور اسسٹنٹ کپتان اور [illegible] صاحب تھے۔ یہان سپاہ نوین اودھ کی غیرآئینی رجمنٹ اور
ملٹری پلس کی دو کمپنیان اور پچاس سوار [illegible] تھے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ
شاہجہانپور سے انگریز اور انکی عورتین اور بچے [illegible] ہو کر محمدی مین آ گئے

اور صاحب کی میم صاحبہ اور انکا بچہ مٹولی بھیجے گئے جسکے راجہ پر اور صاحب اور طامسن صاحب
کے بڑے احسانات تھے اور مٹولی یہان سے ۶ میل کے فاصلہ پہ تھی۔ راجہ نے میم صاحب کو
قلعہ کچھونا مین جو جنگل مین تھا بھیجدیا کہ وہ باغیون کی نظر سے چھپی رہین۔ شام کو راجہ انسے ملنے
آیا اور انکی محافظت کا وعدہ کر گیا۔

کچہری مین شاہجہان پور کے مفرورین آئے تو جن سپاہیون کی محافظت مین آئے تھے
انہون نے یہان کی سپاہ سے کہا کہ تمہارے بھائیون کے ٹکڑے اس سبب سے ہو رہے ہین
کہ انہون نے عیسائی مذہب ہونے سے انکار کیا ہے یہہ سنکر یہان کی سپاہ بھی اپنے بھائیونکا
انتقام لینے پر آمادہ ہو گئی کپتان اور صاحب نے ہندوستانی افسرون کو سمجھایا۔ وہ شاہ اودھ
کے قدیمی ملازم تھے اس لیئے اسکا اثر سپاہ پر بالکل معدوم نہین ہوا تھا۔ سپاہیون نے
قسم کھائی کہ وہ یوروپین کی جان بچائینگے۔ اور اور صاحب اور طامسن صاحب کو اپنے
ساتھ رکھینگے اور اور انگریزون کو جہان انکا دل چاہے بغیر مزاحمت کے جانے دینگے
اول انہون نے خزانہ پر قبضہ کیا اور پھر جیلخانہ کے قیدیون کو آزاد کیا۔
۳۔ جون کو کئی لیڈیان ایک بگی مین اور انگریز کرانچیون مین بیٹھکر روانہ ہوئے اول روز کا
سفر دس میل کا بغیر کسی حادثہ کے طے ہوا۔ دوسرے دن تین میل سفر کر کے ایک سوار نے
انگریزون سے کہا کہ اب جہان تمہارا جی چاہے چلے جاؤ تو وہ کچہری کے ضلع مین
اورنگ آباد کی طرف چلے آدھ میل یہہ گاؤن رہا ہوگا کہ سپاہیون نے اپنی قسم کے برخلاف
انگریزون کو قتل کرنا شروع کیا۔ سارا گروہ مارا گیا صرف ایک انگریز بچ گیا جسنے ساری
کہانی اس مصیبت کی سنائی۔

کپتان اور صاحب اپنی بی بی و بچہ سے کچھونا مین جا ملے۔ راجہ نے انکو لکھ بھیجا کہ وہ
مع اپنی بی بی کے مٹولی کے جنگل مین چلے جائین جس مین سوار خار دار درختون اور جھاڑ
جھنکاڑون اور درندون کے کچھ اور نہ تھا۔ مٹولی مین جو مفرورین تھے وہ کچھونا مین
بھیجے گئے۔

سیتاپور کی قسمت سے لگی ہوئی بہرائچ کی قسمت تھی جسکے جنوب مین دریا گھاگرا فیض آباد

کی قسمت سے جدا کرتا تھا اور مغرب مین چوکا یا سارو اندی تھی جو اسکو سیتاپور کھیری سے جدا
کرتی تھی۔ شمال مین نیپال تھا۔ شہر بھڑایچ کے قریب کمشنر قسمت چارلس ونگ فیلڈ صاحب
رہتے تھے اور اس کے مغرب مین ملاپور اور جنوب مین سکرورا اور جنوب مشرق مین گونڈہ تھے
سکرورا مین بڑی چھاونی تھی۔ اپریل ۱۸۵۷ء مین اس چھاونی مین سپاہ بتفصیل مقیم تھی۔ پہلی
غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اودھ کی جسکا کمانڈر کپتان ڈالی تھا اور دوسری رجمنٹ اودھ
پیدل کی جسکا کمانیر کپتان لوایلگن تھا اور ایک مقامی اہی توپخانہ تھا جسکا افسر لفٹنٹ بون ہم تھا
اپریل ۱۸۵۷ء مین ونگ فیلڈ صاحب نے اپنا صدر مقام سکرورا مین بدل لیا تھا۔ صاحب
ممدوح صاحب لیاقت و ذی علم اور بلند خیال تھے وہ یہان کی سپاہ کی بغاوت کا یقین کرتے
تھے وہ سکرورا مین کسی سپاہی پر اعتبار نہین کرتے تھے۔ بلرام پور کا راجہ ڈگ بجے سنگھ جو
بڑا عاقل و ہوشیار تھا وہ ونگ فیلڈ صاحب کا بڑا دوست تھا اسنے وعدہ کر لیا تھا کہ ضرورت
کی صورت مین وہ انگریزون کو پناہ دیوےگا۔ یہان بغاوت کے برپا ہونے کے باب مین اور
افسر بھی ونگ فیلڈ کے ہمراے تھے۔ ابتدا ماہ جون مین ڈالی صاحب کے سوارون کے
کپتان فوربس صاحب لکھنؤ مین تھے وہ جانتے تھے کہ انکے سوار بغاوت کرین گے اور سکرورا
مین کوئی پناہ کی جگہہ انگریزون کے لیئے نہین ہے اس لیئے وہ سکھون اور ولنٹیرون کی
جماعت ہمراہ لیکر لکھنؤ سے سکرورا مین آئے اور ۹۔ جون کو عورتون اور بچون کو ہاتھیون اور
ڈولیون مین بٹھا کے لکھنؤ مین خیر و عافیت کے ساتھہ آگئے۔
اسی تاریخ سکرورا مین سپاہ نے بغاوت کی ونگ فیلڈ صاحب گونڈہ چلے گئے جہان تیسری
غیر آئینی رجمنٹ اودھ رہتی تھی۔
سکرورا مین ۹۔ جون ایسی خوفناک تھی کہ بوائلیو صاحب و ہیل صاحب و کنڈال صاحب
بلرام پور چلے گئے۔ لفٹنٹ بون ہم صاحب کو اپنی سپاہ کی وفاداری پر اعتبار تھا وہ سکرورا
مین رہے مگر سپاہیون نے کہا کہ آپ چلے جائیے وہ شکستہ خاطر ہو کر تین ساجنٹون کو
ساتھہ لیکے گھاگرا سے پار گئے اور لکھنؤ مین دوسرے دن آگئے۔
ونگ فیلڈ صاحب نے جب گونڈہ کی سپاہ کو دیکھا کہ وہ باغی ہو رہی ہے تو وہ بھی بلرام پور

چلے گئے اور اور افسر بھی یہین چلے آئے۔ غرض راجہ کے یورپین مہمان اُنیس ۱۹ تھے وہ سب انگریزی عملداری مین گورکھپور مین چلے آئے۔

بہرائچ کی کمشنری

بہرائچ کمشنری کا صدر مقام شہر بہرائچ تھا اسکی چھاونی مین دو کمپنیان تیسری غیر آئینی رجمنٹ کی رہتی تھین جسکے کمانیر لفٹنٹ کلارک صاحب تھے اور یہان کے ڈپٹی کمشنر کن گف صاحب تھے اور اسکے اسسٹنٹ جوڑون صاحب تھے۔ جب ۱۰- جون کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ کے بہت سے سپاہیون نے گونڈہ مین بغاوت کی تھی تو اسکی یہہ دو کمپنیان کیون نہ بغاوت کرتین۔ انہون نے بغاوت کی تو صاحبان مذکور نے یہہ دانشمندی کی کہ وہ نان پارہ کی طرف چلے جو بہرائچ کے شمال مین بائیس میل تھا۔ یہان کا راجہ نابالغ تھا اسنے یہان انگریزون کے داخل ہونے کو منع کردیا تو انہون نے بیرام پور کی راہ سے لکھنؤ مین جانے کا قصد کیا۔ ہندوستانی لباس تھا وہ گھوڑون سمیت کشتی مین بیٹھے رستے مین پہچانے گئے غل مچا کہ فرنگی کشتی مین بھاگے جاتے ہین۔ سپاہیون نے گولیان انپر چلائین ملاح خوف کے مارے کشتی چھوڑ کر بھاگے کشتی اپنے آپ کنارہ پر آ لگی۔ دو انگریزون کو باغیون نے موت کے گھاٹ اتارا۔ تیسرے کو ایسا زخمی کیا کہ چند روز جیا۔

ملاپور

ملاپور کھیری کے ضلع لکھنؤ سے ۱۳۳ میل تھا یہان سپاہ نہ تھی جسکے سبب سے بغاوت کی آگ روشن ہوتی مگر عام بدنظمی تھی جسکے سبب سے یہان کے ڈپٹی کمشنر کون لی صاحب کو ضلع چھوڑنا پڑا اور اور مفرور انگریزون کو ساتھ لیکر دریا سرجو سے کشتی مین بیٹھکر پار اترے متھرا کے قلعہ مین پہنچے جو نابالغ راجہ دھربرا کے علاقہ مین تھا یہان وہ زیادہ دنون تک نہ رہ سکے نابالغ راجہ کے نوکرون نے دغابازی کی وہ نیپال کے پہاڑون مین چلے گئے جنگل ترائی مین ناموافقت آب و ہوا سے سوا ایک صاحب کے سب مر گئے۔

مشرقی کمشنری

یہہ کمشنری اودھ کی شرقی کمشنری کہلاتی ہے اسکے جنوب مین بہرائچ کی کمشنری ہے اس مین تین ضلع فیض آباد و سلطان پور و سلونی ہین یہان کے کمشنر گولڈنی صاحب تھے۔ ضلع فیض آباد کے ڈپٹی کمشنر کپتان ریڈ صاحب تھے اور یہان کی چھاونی مین سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔ ہندوستانی اپی بیٹری ۲۲- رجمنٹ ہندوستانی پیدل اور چھٹی

غیر آئینی رجمنٹ اودھ اور پندرہوین رجمنٹ سوارون کا ایک دستہ -
فیض آباد مین انگریزون کو بغاوت کے ہونے کا یقین تھا اس لیئے انہون نے کپتان
تھربرن صاحب اسسٹنٹ کمشنر کی کوٹھی کو جو فصیل دار تھی مستحکم کیا تھا اور اس مین سامان
کھانے پینے کا جمع کیا تھا انکو بھروسا تھا کہ پنشندار سپاہی اور تعلقہ دار انکے ساتھ نیک سلوک
کرینگے - ظاہر معلوم ہوتا تھا پنشندار سپاہی جنکی معاش گورمنٹ کی ہستی پر موقوف تھی ضرور
انگریزون کے معین ہونگے مگر وہ بہت تھوڑے تھے اور انکا رعب داب کچھ نہ تھا - یہان
تعلقہ دار اکثر آدھی اور بعض ساری اپنی ریاست انگریزی عملداری کے سبب کھو چکے تھے
انسے کب ایسی اعانت کی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ انگریزون کی جان بچانے کے لیئے اپنی جانون کو
جوکھون مین ڈالینگے مگر پھر بھی ڈپٹی کمشنر نے لکھا کہ گو زمیندار ہمارے خیر خواہ ہین مگر وہ آئینی
سپاہ سے لڑ نہین سکتے -
اب ۵ - جون کو کپتان تھربرن صاحب کی کوٹھی کی مستحکم کرنے کی تجویز منسوخ ہوئی اور گولڈنی
صاحب نے پہلے یہہ تجویز کی کہ عورتون اور بچون کو لکھنؤ بھیجدین مگر راہین وہان جانے کی
باغیون نے گھیر رکھی تھین اس لیئے یہہ تجویز ہوئی کہ تعلقہ دارون کی طرف رجوع کی جائے
فیض آباد کے بڑے بڑے تعلقہ دار راجہ مان سنگھ اور رادہیس سنگھ - ٹھاکر نراین سنگھ -
میر باقر حسین - نادر شاہ تھے جو بغاوت کی بو دور سے سونگھ رہے تھے اور انہون نے گولڈنی
صاحب کو بغاوت کے ہونے کی پہلے سے اطلاع دیدی تھی - ان تعلقہ دارون مین سب سے
زیادہ سر برآوردہ مان سنگھ تھا جو اسوقت مقید تھا - کپتان الکسنڈر اور صاحب نے اسکو
بڑی کوشش کرکے چھڑایا تھا صاحب اسوقت فیض آباد مین اسسٹنٹ کمشنر تھے اور پہلے
بادشاہ کی بڑی خدمات کر چکے تھے اس سبب سے انکا نہایت احسان مند راجہ تھا اس نے
کپتان صاحب سے درخواست کی کہ بلوہ جو ہونے والا ہے مین آپ کو اور آپ کے بیوی
بچون کو قلعہ شاہ گنج مین پناہ دونگا اس درخواست کا ذکر کپتان صاحب نے گولڈنی
صاحب سے اسوقت کیا کہ لکھنؤ کی راہ عورتون اور بچون کے جانے کے لئے مسدود ہو چکی تھی
غرض سب انگریزون نے آپس مین صلاح و مشورہ کرکے اس باب مین راجہ سے کپتان ریڈ

اور کپتان اور صاحب نے خط و کتابت کی اسنے منظور کرلیا کہ سول افسرون کے کنبون کو وہ
پناہ دیویگا مگر اسکے ساتھہ ہی یہہ کہا کہ اگر زیادہ تعداد ہوگی تو پھر یہہ راز مخفی نہین رہیگا مگر آخر کار
اسنے سب کے پناہ دینے کا وعدہ کرلیا بشرطیکہ انکے یہان بھیجنے مین سب طرح کی احتیاط کی جائے
راجہ مان سنگہ کی اس درخواست کو سوار ایک افسر کے سب سپاہ کے افسرون کی بی بیون نے
نامنظور کیا یہہ انکار اس سبب سے نہین تھا کہ راجہ پر اعتبار نہین تھا بلکہ اس وجہ سے کہ اس حرکت
سے سپاہ مین بغاوت ہوجائیگی -

۷ - جون کو سول افسرون کے اور کپتان ڈاسن کی بی بی بچون نے سفر کیا اور شاہ گنج مین پہنچ
گئے اسکے بعد دوسرے دن صبح کو سٹاف سارجنٹون کے بی بی بچے بھی شاہ گنج مین چلے گئے
اسی دن رات کو سپاہ نے بغاوت کی انہون نے صاف صاف کہا کہ اب ہم انگریزون سے
زیادہ زبردست ہین انکو ملک سے نکالنا چاہتے ہین - پندرہوین غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ کا
اول درجہ کا صوبہ دار برگیڈ کا سپہ سالار بنا اور اسنے سپاہیون کو ترغیب دی کہ وہ انگریز
افسرون کو مار ڈالین مگر سپاہی اپنے افسرون سے فراغت چاہتے تھے مگر ان کے خون کے پیاسے
نہ تھے - انہون نے افسرون کو تمام رات اپنی حراست مین رکھا اور پھر انکے لیے چار کشتیان
بہم پہنچائین جنکے ملاح نہ تھے مگر چپو تھے انہون نے صبح کو افسرون کو روپیہ دیا اور کہا کہ اب
رخصت ہوجیئے -

۹ - جون کو سورج نکلنے سے پہلے چارون کشتیون مین مفرور انگریز بیٹھے جنکو وہ خود
چلاتے تھے - سپاہیون نے جو خزانہ اور کوٹھیان لوٹتے پھرتے تھے انکی کچھ مزاحمت نہین
کی مگر عجیب متناقض کیفیت تھی کہ ادہر وہ انگریزون کو ان اپنے ہمراہیون سے بچاتے تھے
جوان کے خون کے پیاسے تھے - اُدھر ۱۷ - رجمنٹ ہندوستانی پیدل کو جو اعظم گڈھ مین بغاوت
کرکے ۸ - جون کو فیض آباد سے چند میل پر آئی تھی کہتی تھی کہ تم انگریزون کو مار ڈالو - اس
رجمنٹ کے سفر کی سیدھہ گھاگرا کے داہین کنارہ پر تھی اس کے ساتھہ انگریزون کے
خون سے سرخ ہورہے تھے - وہ اور زیادہ خون بہانا چاہتے تھے -
۱۷ - رجمنٹ نے فیض آباد کی درخواست کو منظور کرلیا - انہون نے بیگم گنج مین جو فیض آباد

پارہ سیل تھا دو کشتیون کی مزاحمت کی یہان دریا کا ایک موڑ تنگ آگیا تھا وہان کشتیون مین
پورہ مین مفرورین پر گولیان چلائین اور مقابل کے کنارہ پر سے دو کشتیان سپاہیون سے
بھری ہوئی آئین - کرنیل گولڈنی نے یہہ دیکھکر ہدایت کی کہ فوراً جو بھاگ سکتے ہین وہ بھاگین
باغیون سے امید نہین ہے کہ وہ ہم پر ذرا بھی رحم کرین اسکے ساتھ یہہ بھی کہا کہ مین ایسا بوڑھا
ہون کہ بھاگ نہین سکتا ،، کشتیون مین ستائیس فرنگی سوار تھے جنمین سے سات اس
قابل تھے کہ انکے حکم کی تعمیل کر سکتے تھے ان سات مین تیغ علی خان ایک مسلمان سپاہی
بائیسوین رجمنٹ کا بھی تھا - ان سات مین سے دو آدمی جو دریا کے پار جانے کی کوشش کرتے
تھے وہ ڈوب گئے - باقی پانچ اموڑہ مین بخیریت پہنچے - وہ تین افسرون سے مل گئے جو چوتھی
کشتی مین سوار ہوئے تھے اور کشتی کی کم روانی کے سبب سے انہون نے کشتی کو چھوڑ دیا
تھا انہون نے کہا کہ ہم ان افسرون کے ساتھ ملنے سے بڑے خوش ہوئے جنکے پاس ہتھیار
ہین ہمارے پاس چھڑی تک بھی نہین تھی - لیکن ان ہتھیارون سے باغیون کی کثرت کے
سامنے بہت کم کام چل سکتا تھا - بہت سی مصیبتون کے بعد ان مین صرف ایک آدمی زندہ
رہا جسنے یہہ سب کی کہانی سنائی - باقی سب بحر فنا مین مستغرق ہوئے اور دوسری کشتی مین جو
آٹھ آدمی بیٹھے رہے تھے وہ سب مارے گئے - تیسری کشتی جس مین پانچ افسر بیٹھے تھے اجودھیا
مین آئے یہان انہون نے اپنی کشتی کو بڑی کشتی سے بدل لیا جسکو بارہ ملاح چلاتے تھے
اسپر چھپر پڑا تھا وہ باغیون کے سفر سے چھپے ہوئے بخیر و عافیت دانا پور پہنچ گئے -
سول افسرون کا ایک گروہ تھا جو کشتیون مین نہین بیٹھا تھا فیض آباد مین رہ گیا تھا
جب سپاہ نے بغاوت کی تو وہ شاہ گنج مین چلے گئے - جہان انکے بی بی بچے مان سنگھ کی
امان مین تھے - اسنے کچھ دنون انکو اپنے قلعہ شاہ گنج مین مہمان رکھا - اور جب باغیون نے
اصرار کیا کہ وہ انکے حوالہ کئے جائین تو اسنے افسرون سے کہا کہ مین نے باغیون سے یہہ
اقرار کیا ہے کہ مین عورتون اور بچون کو امان دونگا نہ انگریزون کو اسلیئے انگریزون کو چاہیئے
کہ فوراً چلے جائین کل اسکی خانہ تلاشی ہوگی - ۹ جون کو یہان سے بھاگنے کے لیئے ایک
کشتی لائی گئی - اس مین بیٹھنے کے لیئے رات کو ایک گروہ جسمین عورتین بچے کل ۲۸ ارواح تھین

دریاکے کنارہ کی طرف چلا انہین سے سورج نکلنے سے پہلے ۲۹-کو دریا کے کنارہ پر جو
آٹھ میل تھا پہنچے باقی انگریز جس گاڑی مین سوار تھے وہ لوٹ گئی انکا انتظار کرنا ناممکن تھا
دریا کے کنارہ پیا غیون کا ہجوم تھا۔ اس لیے کشتی مین ۲۹ انگریزون نے سفر کیا۔
مان سنگھ نے جو ایجنٹ کشتی کے ساتھ کیا تھا وہ دغا دیکر دوسرے روز کشتی کو ایسی جگہہ
لیگیا جہان کنارون پر دونو طرف قلعے تھے۔ یہان مفرورین مجبور ہوگئے کہ وہ اپنے ہتھیار
اپنا روپیہ اور اپنی قیمتی چیزین دیدین۔ یہان کوئی انکی مددگار نہ تھا موت سامنے نظر آتی
تھی ایک میم صاحب کا ارادہ تو یہہ ہوگیا کہ پہلے بچون کو دریا مین پھینکیں اور پھر انکے ساتھ
آپ کو دے بھوک اور گرمی کی بہت تکلیفین اٹھاکر ۲۱-جون کو گوپال پور پہنچے۔ یہان کے
راجہ مہادیو بخش نے پانچ چھہ روز تک انکی بڑی مہمانداری کی اور دانا پور جانے کا سارا
سامان تیار کردیا وہ وہان ۲۹-جون کو پہنچ گئی۔

سلطان پور

فیض آباد کی کمشنری مین ضلع سلطان پور ہے جسکا صدر مقام سلطان پور ہی تھا
وہ گومتی کے داہنے کنارہ پر فیض آباد اور الہ آباد کے درمیان ایک خط مستقیم پر واقع
ہے۔ یہان سب سے بڑا سول افسر بلوک صاحب تھا۔ اور سلطان پور مین پندرہوین
رجمنٹ غیر آئینی سوارون کی تھی جسکے کمانڈینٹ سے بہادر جو افسر و کرنیل فشر صاحب تھے۔
پانچوین جون کو بلوک صاحب کو ایک مسلمان عہدہ دار نے جسکو انہون نے چاندہ بھیجا تھا
اطلاع دی کہ جونپور کی باغی سپاہ چاندہ مین آئی ہے اور وہ اقرار کرتی ہے کہ سلطان پور کی
سپاہ سے ہماری خط و کتابت ہورہی ہے اس مین ہم نے لکھ دیا ہے کہ ہمارا اور ارادہ ہے کہ
سب انگریزی افسرون کو مار ڈالین بلوک صاحب نے اس مہمان کو سلطان پور مین واپس بلا لیا
اور جو خبران پاس آئی تھی اسپر کرنیل فشر صاحب کو مطلع کردیا کرنیل صاحب نے فوراً اس مقام کی
تمام عورتون اور بچون کو دو افسرون کی حراست مین الہ آباد بھیجدیا مسلمان مذکور ۸-جون کو
سلطان پور مین بلوک صاحب اور فشر صاحب سے ملا اور اسنے کہا کہ چاندہ کو جونپور کی سپاہ نے
لوٹ لیا اور وہ سلطان پور کو چلی آرہی ہے اور اسنے انکو صلاح دی کہ ابھی وقت ہے کہ دونو
صاحب یہان سے چلے جائین مگر دونو صاحبون نے یہان سے جانا دل سے پسند نہین کیا

۹ - جون کو پہلی رجمنٹ پولس نے بغاوت کی کپتان بن بیوری صاحب اسکے کمانڈر تھے کرنیل فشر صاحب اپنے سپاہیون کو ساتھ لیکر پولس کی رجمنٹ کو سمجھانے گئے کہ پولس کے ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر انکی پیٹھ پر گولی ماری انکے سپاہی چپکے کھڑے دیکھا کیے کہ انکے کرنیل کے مہلک زخم لگا وہ خود تو ہٹین گئے مگر ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ کو نزع کی حالت مین کرنیل پاس جانے دیا اور ان کے ماتحت افسر کپتان جب ہنگس کو گولی سے مار دیا اور لفٹنٹ ٹکر کو پکار کر کہا کہ اپنے تئین بچاؤ وہ گھوڑے پر سوار ہوکر رستم شاہ پاس گومتی کے کنارہ پر قلعہ دیرہ مین پہنچے اس تعلقہ دار نے انکو پناہ دی اور وہ آخر کو بنارس مین سلامت پہنچ گئے۔
بلوک صاحب اور مسٹر ویان صاحب کرنیل فشر صاحب کے مرنے کی خبر سنکر بھاگے مگر انکو باغیون نے مار ڈالا۔ بس اب باغیون کے قبضہ مین سلطان پور آگیا وہ خزانہ اور کوٹھیون کو لوٹ کر لکھنؤ کی طرف چلے۔

سلونی

فیض آباد کی کمشنری مین ایک اور ضلع سلونی تھا جہین ڈپٹی کمشنر ایل بیرڈ صاحب تھے اور اس مین پہلی اودھ کی غیر آئینی سپاہ کی چھ کمپنیان رہتی تھین جنکے کمانڈر کپتان طامسن صاحب تھے۔ جون کی اول نو تاریخون تک افسرون کی دانائی سے ضلع مین امن امان رہا۔ جب سلطان پور اور ضلعون کی بغاوتون کی خبرین آئین تو دسوین جون کو یہان بھی سپاہ نے بغاوت اختیار کی افسر یہان سے بھاگ کر دارا پور کے قلعہ مین پہنچے یہہ قلعہ راجہ ہنونت سنگھ تعلقہ دار کالا کانکر سے متعلق تھا اسنے انکو پناہ دی اور الہ آباد بخیر و عافیت پہنچا دیا۔ طامسن صاحب کے ساتھ دس سپاہی ہمیشہ رہے اور کبھی انہون نے اپنی خیر خواہی سے منہ نہین موڑا۔ راجہ ہنونت ایک بڑا اشرلیف راجپوت تھا اودھ کے بندو بست مین اسکے تعلقہ کا بہت سا حصہ ضبط ہوگیا تھا وہ اپنے تعلقہ کی ضبطی کا درد دل مین لیے ہوئے بیٹھا تھا۔ یہہ اسی کی شرافت ذاتی تھی کہ جس قوم نے اسے غارت کیا تھا اسنے انکی مصیبت کے وقت مین دستگیری کی۔ رخصت کے وقت جب کپتان بیرو صاحب (جو چیف کمشنر اودھ کے بھیجے ہوئے تھے) نے راجہ سے اپنی یہہ امید بیان کی کہ اس غدر کے مٹانے مین آپ سعی کرینگے تو راجہ نے کھڑے ہوکر یہہ جواب دیا کہ صاحب آپ کے اہل وطن یہان آئے تو ہمارے

پادشاہ کو نکال دیا آپ نے جو افسر اضلاع مین دورہ کے لیئے بھیجے انہون نے ریاستون کے حقوق
سے ہم کو محروم کیا اور ایک صدمہ مین وہ زمین میری چھین لی جو میرے خاندان مین ایسے زمانہ سے
چلی آتی تھی جسکی ابتدا یاد بھی نہین رہی مین نے اطاعت کی - اب دفعتہً آپکی بداقبالی آئی سارے
اہل ملک آپ کے خلاف کھڑے ہوئے آپ میرے پاس آئے جسکو ریاست سے آپ نے
معزول کیا تھا مین نے آپ کو بچا دیا لیکن اب مین تمام اپنے ملازمین کو ساتھ لیکر لکھنؤ جاتا ہون
اور ملک سے آپ کے نکالنے کے لیئے کوشش کرونگا - اس راجہ کا تعلقہ جو ضبط ہوا تھا بعد غدر
سرکار نے دیدیا -

اب کمشنری لکھنؤ کے دو ضلعون دریاباد اور پوروا کا ذکر ہم نے پہلے نہین کیا وہ لکھتے ہین
فیض آباد اور لکھنؤ کے درمیان شاہراہ اعظم پر دریاباد ہے اس مین پانچوین رجمنٹ پیدل
غیر آئینی مقیم تھی اور کپتان ہویس صاحب اسکے کمانڈر تھے -

یہہ نوجوان افسر سپاہ کو بہت عزیز تھا اور بڑا دلاور جری مستعد تھا یہان خزانہ مین روپیہ
بہت تھا - یہہ روپیہ سپاہ کے برگشتہ ہونے کے لیئے بڑی ترغیب تھی - کپتان ہویس صاحب نے
اسکو لکھنؤ بھیجنا چاہا - ۹ - جون کو خزانہ چھکڑون مین لادا گیا وہ سپاہیون کی حراست مین
لکھنؤ روانہ کیا گیا وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ بدمعاش سپاہی تکرار کرکے اسکو پھر الٹا لے آئے اور
بعض نشانہ باز سپاہیون نے کپتان صاحب کے تاک تاک گولیان مارین مگر وہ بال بال
بچکر گھوڑے پر سوار ضلع کے اور مفرور انگریزون سے مل گئے - رام سنگھ زمیندار سوہی نے
انکی اعانت کرکے لکھنؤ پہنچا دیا -

پوروا گنگا سے دس میل پر کانپور اور لکھنؤ کی درمیانی سڑک سے بہت دور نہ تھا -
یہان سپاہ نہ تھی کپتان ایونس صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہون نے آخر جون تک
ضلع کو سنبھالے رکھا انکی بیوی اور بچے اور انکا اسسٹنٹ آرتھر جنکنس اس بدنصیب
ضلع مین تھے - کپتان ایونس صاحب کی منصب علی خان پولس افسر نے بڑی خیرخواہی
کی اسنے ضلع مین مراسلت کو جب تک جاری رکھا کہ کانپور مین ویلر صاحب کی سپاہ فنا
ہوئی - پھر ایونس صاحب اپنے ضلع کو نہین سنبھال سکے اسلیئے وہ لکھنؤ کو چلے گئے -

دریاباد

پوروا

لکھنؤ کا حال

اب ہم پھر اس شہر کا حال لکھتے ہین جسکا حال ۳۱- مئی تک لکھ آئے ہین - ۳۱- مئی کو جو لکھنؤ
مین فساد اٹھا تھا اُسکو چیف کمشنر نے جد و جہد کر کے فرو کر دیا - اب ۱۲ جون سے اسکا
حال لکھتے ہین اس عرصہ مین اودھ کے ہر ضلع سے انگریزی عملداری اُٹھ گئی تھی اس
تاریخ مین سر ہنری لارنس نے لفٹنٹ گورنر ممالک شمالی مغربی کو یہہ چھٹی لکھی ہے " اب تک
چھاونی اور اس مین دو مستحکم مقام ہمارے قبضہ مین ہین مگر اور سارے ضلعے ہماری حکومت
سے نکل گئے - ہم کو ہر روز یہہ اندیشہ رہتا ہے کہ سب باغی اور انکے دوست متفق ہو کر ہمارا
محاصرہ کرینگے اگرچہ سارا ملک ابھی برگشتہ نہین ہوا مگر ہر روز اسکی حالت بگڑتی جاتی ہے
تمام ہمارے غیر آئینی سوار سوار رسالہ سوارون اور ڈالی کے سوارون کے متزلزل
ہو رہے ہین یا مفرور ہو گئے ہین - غیر آئینی پیادون کی حالت اب تک خاصی ہے مگر جب
ہم محصور ہو جائینگے تو گورون سے مقابلہ کرنے کے بدلے کالون کے ساتھ ملجائینگے
انمین چند مستثنے خیرخواہ بھی رہینگے - پچھلی رات کو سو سپاہیون سے زیادہ پولس کے بھاگ گئے
جس وقت یہہ صفحہ لکھنا شروع کیا ہے اسی وقت میرے پاس یہہ رپورٹ آئی کہ سنٹرل جیلخانہ
جو خاص ملیٹری پولس کے سپرد تھا اسکو پولس چھوڑکر بھاگ گیا ہے اب ہم ایک ہی مقام کو
اپنے پاس رکھینگے - پانچ روز ہوئے کہ مین نے یہہ سوال سولہ افسرون کے روبرو پیش کیا
تھا سب نے کہا کہ دونو مقامون کو رکھنا چاہیئے مجھے یقین ہے کہ وہ غلطی پر ہین اور جو نہین
عمدہ افسر ہین وہ بھی یہی خیال کرتے ہین ۔ اس مین سب کا اتفاق ہے کہ ریسیڈنسی کو اپنے
پاس رکھنا چاہیئے - سارے تعلقہ دار مسلح ہو رہے ہین اور بعض نے انمین سے ان دیہات پر
قبضہ کر لیا ہے - جنپر سے گبنس صاحب نے انکا قبضہ اُٹھا دیا تھا - دوسرے دن لارڈ
کیننگ کو ایک چھٹی لکھی تھی جسمین انہون نے یہی رائے لکھی تھی جو اوپر بیان ہوئی " - انہون نے
ہندوستانیون کی تعداد پانچ سو بیس گنائی جو اب تک خیرخواہ چلے جاتے تھے انہون نے
یہہ اور اضافہ کیا کہ ان مین سے چند سپاہی ایسے ہونگے جو کڑے وقت مین خیرخواہی
مین ثابت قدم رہین - اب تک چھاونی پر ہمارا قبضہ چلا جاتا ہے اور ہم ہر روز شہر کے ہندو
[illegible] مستحکم کرتے جاتے ہین اور دل مین یہہ یقین رکھتے ہین کہ صرف ریسیڈنسی

آخر کو ہمارے سب کے جمع ہونیکا مرکز وملجا وماوا ہوگا۔ ان فقرون کے الفاظ سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ سر ہنری لارنس ریسیڈنسی کے بڑے قدرشناس تھے اب آئندہ باب مین ہم بیان کرینگے کہ کیا کیا مصائب انکو اٹھانے پڑے۔

باب دوم

لکھنؤ کے محصور ہونے کے حالات

اضلاع کی بغاوت

جب ممالک مغربی وشمالی کے اضلاع کی سپاہین ملک اودھ کے اضلاع مین داخل ہوئین تو متفرق انمین سرکشیان شروع ہوئین اور ہر پلٹن باغی ہوگئی مگر انھون نے اپنے افسرون کے ساتھہ ایسی ظالمانہ ووحشیانہ مدارات نہین کی جیسی ممالک مغربی کی سپاہ نے کی۔ یہان افسرون کے ساتھہ سپاہ نے مختلف طرح کے سلوک کیئے۔ بعض نے تو صرف افسرون سے کہدیا کہ وہ جہان چاہین چلی جائین۔ بعض نے اپنے افسرون کو وحشیانہ قتل کیا۔ بعض نے اپنے افسرون کی جانون کی محافظت کی۔ بعض نے بغیر نقصان پہنچائے افسرون کو جانے دیا مگر اس مین کوشش کی کہ لوگ انکو رستہ مین پکڑ لیجائین اور مار ڈالین۔ جو یورپین اپنے مقامات سے بچکر بھاگنے مین کامیاب ہوئے انکی قسمتون نے اپنی بوقلمونی دکھائی بعض ان مین سے شمال کی طرف بھاگے۔ جہان ترائی کی مہلک آب وہوا مین ہلاک ہوئے اور بعض کا سراغ باغیون کے گروہ نے لگاکے مار ڈالا۔ بعض بغیر کسی مزاحمت کے لکھنؤ مین خیر وعافیت سے پہنچ گئے۔

بہت سے انگریزون کی جانین ہندوستانیون نے بچا دین جو انگریز بھاگ کر زندہ بچا وہ ہندوستانیون ہی کے طفیل سے بچا۔ مصیبت زدہ انگریزون پر جو دست درازی اور گزند رسانی بہت تھوڑے ہی دہاتیون سے کی ہوگی۔ اکثر صورتون مین اونکے

اورا علے انگریزون کی بیکسی و درماندگی کی حالت مین بڑی شفقت اور محبت سے دستگیری کی
یہہ سب باتین فقط سرہنری کے محاسن اخلاق کا نتیجہ تھا جنہون نے رعایا پروری مین اور تعلقہ دارون
اور زمینداروں کی تالیف قلوب مین بڑی کوشش کی تھی اگر وہ نہ ہوتے تو پھر دیکھتے کہ پردہ غیب
سے کچھ اور ہی ظہور مین آتا۔ جس ضلع مین ایک رجمنٹ نے سرکشی کی اس ضلع سے حکومت انگریزی
اٹھ گئی اسواسطے کہ حکام ضلع کے پاس سوار سپاہ کے کوئی اور وسیلہ اور ذریعہ اپنی حکومت
قائم رکھنے کا نہ تھا جیسا کہ ممالک مغربی و شمالی کے بعض اضلاع کے اندر انکے بھائیون کے
پاس تھا۔ لکھنؤ کی بغاوت کے بعد گیارہ روز مین کسی ضلع مین برٹش گورنمنٹ کی طرف سے
کوئی حاکم نہ تھا۔ اب سارے اودھ مین انگریزی عملداری ایک خواب معلوم ہوتی تھی اس
عملداری کے اٹھ جانے کے لازمی نتیجے وقوع مین آرہے تھے کہ تعلقہ دارون کی خوب بنی
آئی کہ انہون نے اپنے ملازمین کے ذریعہ سے اپنی زمینون کو جو سرکار نے اورون کو دیدی
تھی زبردستی چھین لیا۔ اور شہر کے غیر محفوظ کمزور دولت مندون کو انہون نے لوٹ لیا اور
اپنے پرانے دشمنون سے خاطر خواہ انتقام لیا اور انکی گڑھیون پر جو اور لوگ قابض ہوگئے
تھے انکو مار کر نکالدیا۔ کاشتکارون کو غدر کی ہوا نہین لگی وہ اپنی کھیتی باڑی مین بدستور
لگے رہے۔ اپنی فصل کو بویا جوتا کاٹا۔ زمیندارون کی حالت خراب تھی ان کے جو حقوق
اراضی تعلقہ دارون نے غصب کئے تھے وہ برٹش گورنمنٹ نے پھر دلادیئے تھے یہہ ہنوز
برٹش گورنمنٹ کا بڑا احسان تھا اس لئے انکو چاہیئے تھا کہ وہ تعلقہ دارون کے معاون
نہ ہوتے۔ مگر اس کے برخلاف یہہ بات تھی کہ برٹش گورنمنٹ تو انکے غیر اور کافر تھی اور
اور تعلقہ دار انکے قدیمی سردار تھے اور وہ انکے بھائی بند و ہم مذہب باغی سپاہیون کے
طرفدار اور معاون تھے اس لیئے وہ انکی اطاعت کرنے کو اگر وہ اس کے خواستگار ہون تو
تیار رہے۔ یہہ وہ حالتین ایسی متضاد نہین کہ جنکے سبب سے اکثر زمیندار کسی جانب کے طرفدار
نہ ہوئے۔ مگر بعض تعلقہ دارون کی بھائی بندی اور ہم مذہبی کے سبب سے انکے ساتھی ہوگئے

اگرچہ اضلاع سے حکومت انگریزی بالکل برخاست ہوگئی تھی مگر لکھنؤ مین اب تک وہ
چلی جاتی تھی مچھی بھون پر ایک پھانسی کھڑی ہوئی تھی جسپر ہر روز باغیون کے گروہ کے گروہ سرکاری

تحقیقات کے بعد چڑھائے جاتے تھے - یہہ سچ ہے کہ سازشین کبھی کبھی ظاہر ہوتی تھین
مگر انکے سرغنون کا پکڑا جانا انکے شریکون کو دہشت زدہ بنا دیتا تھا - ملیٹری پولس کے
افسر کپتان کارنیگی صاحب بڑے جید و مستند افسر تھے وہ بدمعاشون کو دم نہین مارنے
دیتے تھے - عدالتون کی کچہریون مین بدستور کام ہوتا تھا - ہان تجارت کی بڑی کم ہوتی
آرہی تھی - ساہوکارہ اور بنک اور بنج بیوپار کی بڑی کساد بازاری تھی - سرکاری
نوٹون پر پچیس روپیہ سیکڑہ سے پچہتر روپیہ سیکڑہ تک بٹا لگ گیا تھا - گو مہاجنون اور
ساہوکارون اور دولتمندون کو سرکار انگریزی کی عملداری بر قرار رہنے پر اعتبار
نہین رہا تھا مگر وہ حتی الوسع اسکے سلامت رکھنے مین ساعی تھے - لیڈیان تو بہت کم
حوالی ریسیڈنسی سے باہر جاتین مگر چپلین بدستور اپنی نمازین باقاعدہ پڑھاتے - ڈنر
ہوتے تھے انہین مہمان آتے تھے -

مگر ہنری لارنس کی حالت ایسی غیر ہوگئی تھی کہ وہ دوسرے آدمی معلوم ہوتے تھے -
وہ یہہ نہین جانتے تھے کہ آرام لینا کسے کہتے ہین انکا دل و دماغ ہمیشہ کشمکش مین رہتا
تھا انکو کبھی یہہ اطمینان نہین ہوتا تھا کہ انہون نے کافی کام کیا ہے - یہہ انکی عادت تھی
کہ حقیقت مین جن کامون کو وہ کرتے تھے اپنی قوت دماغی کو زیادہ اس کام مین
لاتے تھے جو اس کے لیئے کافی ہوتی تھی - ان کے چہرہ کی ناتوانی اور لاغری کہے دیتی تھی کہ مشقت
شاقہ جس مین رات کو نیند حرام تھی انکی صحت پر کیا اثر کر رہی ہے - ابتدا جون مین جو
ان پاس دل شکن خبرین آئین ان سے انکا حال اور بھی زار و نزار ہو گیا - ان کے
دل مین یہہ خیال آیا کہ میرا دم کسی لمحہ مین نکل جائیگا -

۴ - جون کو لارڈ کیننگ کو یہہ تار دیا کہ میری عرض یہہ ہے کہ اگر میرا واقعہ ناگزیر پیش
آئے تو گبنس صاحب کمشنر لکھنؤ چیف کمشنر اور ۳۲ رجمنٹ کے کرنیل انگلس صاحب
سپاہ کے کمانڈر مقرر ہون پھر انہون نے اسپر اصرار کیا کہ یہہ وقت وہ نہین ہے کہ اصلی
قدامت خدمت کے ضابطہ پر لحاظ کیا جائے یہہ افسران عہدون کے لیئے سب طرح
لایق ہین - فقط یہی افسران عہدون پہ مقرر ہو سکتے ہین - اس تار کے پہنچنے کے

پانچ روز بعد انکی علالت ایسی بڑھ گئی کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ ڈاکٹرون نے کہدیا کہ آیندہ کام کرنے مین جان جوکہون ہے۔ انہون نے اپنی اس ناگہانی علالت کے سبب سے پانچ ممبرون کی کونسل مقرر کی جسکے پریسیڈنٹ بارٹن گبنس صاحب تھے۔ اگرچہ اس کونسل کی عمر تین ہی دنکی ہوئی مگر اس تین دن مین اسنے وہ کام کیا جو بغاوت کی تاریخ مین یاد رہے گا۔

۳۰ مئی کی سرکشی کے بعد گبنس صاحب نے چیف کمشنر سے نئی نئی دلیلین پیش کرکے یہ التماس کی کہ سپاہیون سے ہتھیار لیئے جائین اگرچہ خیرخواہ سپاہیون کی تعداد پانچ چھ سو تھی مگر ابھی تک بارہ سو سے کچھ زیادہ سپاہی و افسر شمار مین چلے جاتے تھے۔ بہت سے ان کے افسر بھی انپر اعتبار نہین کرتے تھے جب رات کو یہہ افسر سوتے تھے تو انکو پورالیقین ہوتا تھا کہ وہ رات کو اپنے بستروں مین مارے جائین گے۔ گبنس صاحب چاہتے تھے کہ کل ہندوستانی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے جائین مگر وہ کہتے تھے کہ مین ان خیرخواہون کے مستثنے کرنے مین انکار نہین کرونگا۔ جنہون نے آخر مین اپنی ظاہری خیرخواہی دکھائی ہے کہتے ہین کہ ہنری لارنس ایک دفعہ سے زیادہ انکی دلائل کے قائل ہوئے مگر انپر کوئی قطعی عمل نہین کیا۔ اب گبنس صاحب خود صاحب اختیار تھے انہون نے اپنی تجویز کو عمل مین لانا چاہا انکو یہ تدریج ایسی کامیابی ہوئی کہ کونسل کے ممبر اس بات پر راضی ہو گئے کہ ایک کمپنی سے جسنے بدخواہی کا اظہار دکھائے تھے ہتھیار لیئے جائین مگر ممبرون نے یہہ نہین مانا کہ اور سپاہیون سے بھی ہتھیار لیئے جائین تو گبنس صاحب نے ثالث بالخیر بن کر یہہ فیصلہ کیا کہ کونسل کے ممبر سپاہ کے افسرون سے کہدین کہ اپنے سپاہیون کو حکم دیدین کہ اپنے گھرون کو نومبر کے مہینے تک چلے جائین۔ سر ہنری گبنس صاحب کو شجاع و مستعد و جیدو جہد سمجھتے تھے مگر وہ سمجھتے تھے کہ وہ اسقدر خائف تھا کہ خیرخواہ سپاہ کے پاس ہتھیار رہنے دینا اور ہندوستانی ملیٹری پولس پر اعتبار کیا جائے انکو اس بات پر اصرار چلا جاتا تھا کہ سپاہ جو پلٹنون مین ہے اسے ہتھیار لے لیئے جائین اور وہ موقوف کردی جائے انکو یہہ بتلانا عبث تھا کہ یہہ سپاہی وہ ہین جنکا امتحان خیرخواہی ۳۰ و ۳۱ مئی کو ہوچکا ہے کہ انہون نے انگریزون کی طرف سے اپنے ہمراہیون پر گولیان چلائین ہین وہ کسی طرح

بہکانے مین نہین آئے - مگر گبنس صاحب کسی دلیل کو نہین سنتے تھے - ۱۱ - جون کو انہون نے کونسل سے یہہ رزولیوشن پاس کرالیا کہ سب سپاہی جو اس صوبہ مین رہتے ہین اپنے گھر چلے جائین - اس رزولیوشن کے پاس ہونے کا اثر سرہنری لارنس صاحب کی صحت پر ایسا ہوا کہ ڈاکٹرون کے کسی دوا کا اثر نہ ہوا تھا وہ کام کرنے کے لیئے بیدار ہوئے انہون نے فوراً کونسل کو موقوف کردیا اور خود حکومت لے لی اور سپاہیون کو پھر بلالیا اور اس سے انکو بڑا اطمینان ہوا کہ سپاہی اپنی خدمات پر بڑی خوشی سے واپس چلے آئے جن کی راست بازی آخر محاصرہ تک محک امتحان پر کامل نکلی

سرہنری لارنس کی خاص یہہ تمنا تھی کہ وہ ہندوستانی سپاہ بہت سی اپنے پاس رکھین انکو یقین تھا کہ ۳۰ - مئی کو جو سپاہی تابع رہے ہین وہ ہمیشہ آیندہ وفادار و تابع رہین گے وہ یہہ بھی یقین کرتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کی اعانت کے بغیر مین لکھنؤ کی رسیڈینسی کو برقرار نہین رکھ سکتا - ان کو یہہ بھی یقین تھا کہ عاقلانہ انتظامات سے یہہ بھی ممکن ہے کہ جو سپاہی خیرخواہ رہین ان سے بزرگ خدمات لی جائین انہون نے ایک ہندوستانی سپاہ کے مرتب کرنے کا قصد کیا اور تینون رجمنٹون مین سے سکھون کو الگ جمع کیا اور انکی ایک پلٹن بنائی اور اسی طرح اودھ کے سپاہیون مین سے بدخواہون کو خارج کرکے نیک خواہون کو منتخب کرلیا اور ایک سرکیولر جاری کیا کہ وہ سارے پنشندار سپاہی اپنے پرانے علمون کے نیچے لکھنؤ مین آنکر جمع ہون - اس بلانے پر بہت خوشی خوشی پانچ سو کے قریب پنشن دار سپاہی جنکے بال سفید تھے بعض کے اعضا سرکار کی لڑائیون مین اڑ گئے تھے بعض لنگڑے بعض اندھے تھے بعض بیساکھیان لگا کر آئے لارنس صاحب انسے بہت مہربانی اور شفقت سے پیش آئے اور انمین سے ایک سو ستر سپاہیون کو لڑائی کے کامون کے لیئے پسند کیا اور انکا جدا ایک افسر مقرر کردیا اس طرح ہندوستانی سپاہیون کا گیریڈ آٹھ سو کے قریب ہوگیا -

۱۱ - جون کو لکھنؤ مین ملیٹری پولس کے سوارون نے جو باقی رہے تھے بغاوت کی انکے افسر کپتان گولڈ ویٹن صاحب تھے وہ فوراً گھوڑے پر سوار دلارام کوٹھی پر جہان ان کی

ہین تھی دوڑے گئے۔ سوار چلنے ہی کو تھے کہ وہ جا پہنچے انکو سمجھایا کہ وہ اپنی عزت اور فرض پر خیال کرین مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوا سوار تاریکی مین بھاگ گئے۔

دوسری تاریخ ۱۴ - جون کو ملیٹری پولس کی تیسری رجمنٹ نے موتی محل مین بغاوت کی جو ہیلی گارڈ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ ویسٹن صاحب کو جب خبر ہوئی کہ یہہ سپاہی بھاگے جاتے ہین تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر انکے پیچھے گئے اور پانچ میل پر جا کر ان سے ملے۔ یہہ انکا بڑا بہادرانہ کام تھا کہ وہ آٹھ سو باغیون مین تن تنہا انکو سمجھانے کھڑے ہو گئے سپاہیون نے جو کچھ انہون نے کہا سنا۔ بعض پر ان کے کہنے کا اثر ایسا ہوا کہ وہ ہمراہیون سے جدا ہو کر ان کے ساتھ ہو گئے۔ ایک سپاہی نے اپنی بندوق چھتیائی تو دوسرے سپاہی نے اسے مار کر گرا دیا اور کہا کہ ایسے بہادر شجاع کو کون مار سکتا ہے آخر کار پولس کے سپاہیون نے کہا کہ اب ہم بہت دور چلے آئے ہین آپ کے ساتھ نہین جا سکتے آپ تشریف لے جائین صاحب واپس آئے سپاہی سیدھے کانپور گئے۔

جب ویسٹن صاحب اپنے ہمراہیون سمیت واپس آتے تھے تو راہ مین کرنیل انگلس کے ماتحت کچھ سپاہ اور توپین ملین۔ ۳۲ رجمنٹ کی دو کمپنیان ان کی مدد کو گئی تھین۔ کچھ باغیون سے لڑائی ہوئی مگر انکے بڑے گروہ پر سپاہ نہین پہنچا۔ انگلس صاحب جو سپاہ کو واپس لے آئے دشمنون کے بیس سپاہی مارے گئے اس سے زیادہ زخمی ہوئے۔ دس سپاہی قید ہوئے انگریزون کے دو خیر خواہ سپاہی مارے گئے کچھ اور سپاہی اور انکا بہادر افسر زخمی ہوا۔ دو گورے لو سے مرے اور تھورن ہل صاحب بڑے بہادر سول افسر دو دفعہ زخمی ہوئے۔

سر ہنری کو بڑا فکر اور اندیشہ یہہ رہتا تھا کہ سر ہیو ویلر کانپور مین محصور تھے۔ جب ہیو ویلر نے سر ہنری سے امداد کے لیئے التجا کی تو انہون نے ۱۶ - جون کو انہین لکھا کہ مجھے آپ کا حال سنکر نہایت افسوس ہوا اور مجھے بڑا غم و الم ہے کہ آپکی مین مدد نہین کر سکتا۔ مین نے اور سب افسرون سے اس باب مین صلاح و مشورہ کیا۔ سوا گبنس صاحب کے سب کی یہہ رائے ہوئی کہ دریا پر دشمن قابض ہے اس لیئے ہمارا ایک سپاہی دریا سے عبور کر کے آپ کے مدد مین نہین داخل ہو سکتا۔ مجھے اس کہنے کی ضرورت نہین ہے کہ مجھے نہایت قلق ہے

پولس کے باغیون کا تعاقب

سر ہنری کا اظہار کانپور کے بارے مین

کہ مجبوراً مجھے اس رائے سے اتفاق کرنا پڑتا ہے اسلیئے کہ ہمین اپنی سلامتی کا خیال بھی ایسا ہے جیسا کہ آپ کی سلامتی کا۔ ہم اپنے دمدمون اور مورچون مین خوب مستحکم ہین۔ اگر آپ پاس ہم سپاہ بھیجین تو دریا کے عبور کرنے مین اس کے بہت سے سپاہی تلف ہونگے اور اُسکی آپ کی امداد کی امید بہ نہین آئیگی۔ مین آپ سے التماس کرتا ہون کہ مجھے آپ خود غرض نہ جانئین اگر مجھے کامیابی کی امید ہوتی تو خواہ کیساہی نقصان ہوتا مین اسکو اٹھاتا۔ بالفعل جو امر تجویز کیا گیا اس مین نقصان نہین۔ ایک ہفتے کے بعد انہون نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ مجھے نہایت ہی قلق ہے کہ کانپور کی مدد کرنے کے قابل مین نہین ہون مین ویلر کی خاطر بہت نقصان اپنا گوارا کرتا مگر ہمارے پاس جو وسائل اعانت ہین انسے مدد کرنا اپنے تئین غارت کرنا بغیر اسکے ہے کہ کانپور کو کوئی مدد پہنچائی جائے" ہنری لارنس کے دلائل کے صحیح ہونے مین کوئی شبہ نہین ہوسکتا۔ نانا کے مقابلہ مین گنگا کے پار لکھنؤ کی سپاہ کا جانا ناممکن تھا

سر ہنری نے پانچ روز بعد سنا کہ کانپور بالکل قتل ہوگیا۔ اسے پہلے یہہ خبرین آرہی تھین کہ اودھ کے غیر آئینی باغی سپاہ نواب گنج ضلع بارہ بنکی مین جو لکھنؤ سے سترہ میل ہے جمع ہورہی ہے اس سپاہ کا جسمین بہت سے سپاہی تھے حرکت کرنا کانپور کے محاصرہ پر موقوف تھا ۲۸ کو معلوم ہوا کہ کانپور باغیون کے ہاتھ مین آگیا تو دوسرے دن صبح کو لشکر اعدا کے مقدمۃ الجیش نے چنہٹ کی طرف کوچ کیا جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

۲۹ جون کو سر ہنری کو خبر ہوئی کہ کانپور کے فتح ہوجانے سے باغیون کی ہمتین بڑی بڑھ گئی ہین۔ اسکا لشکر چنہٹ پر اس لیئے جمع ہوا ہے کہ لکھنؤ کا محاصرہ کرے سر ہنری لارنس تو یہہ چاہتے ہی تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے باغیون پر کوئی صدمہ عظیم پہنچایا جائے سو انکو یہہ موقع مل گیا۔ انہون نے ارادہ کیا کہ کل صبح کو کُکریل ندی پر جو لکھنؤ سے چار میل کے فاصلہ پر ہے سپاہ کو ساتھ لیکر جائین۔ اگر دشمن وہان نہ ملے تو واپس چلے آئین اگر دوسری صورت ہو تو دشمنون پر ایسا صدمہ پہنچائین کہ چند روز تک انکو یہہ حوصلہ نہ ہو کہ وہ لکھنؤ کے محاصرہ پر مبادرت کرین وہ جو سپاہ

انتخاب کر سکنے لے گئے سب قسم کی تعداد مین سات سو سے کچھ زائد تھی اور انمین نصفا کے
قریب یوروپین تھے دس توپین ان کے ساتھ تھین جنمین چار کے گولا انداز گورے تھے اور
باقی کے گولا انداز ہندوستانی تھے ایک ہوٹ رز تھا جسکو ایک ہاتھی کھینچتا تھا۔
سر ہنری لارنس یہہ چاہتے تھے کہ صبح کے ہوتے ہی سفر ہو۔ لیکن دن چڑھ گیا تو سپاہ کی
تیاری پوری ہوئی۔ سپاہ پہلے چند روز سابقہ کی رات دن کی محنت شاقہ سے ہاری
تھکی ہوئی تھی جو اسکو اپنی خدمات کی بجا آوری مین کرنی پڑتی تھی اور پھر اسکو سر ہنری لارنس
کے حکم کے موافق خود ولنٹن بلا جو اس کے ہمراہ تھا تو اسکی صورت ایسی نظر آتی تھی کہ وہ سارے
دن سخت محنت کر کے آئی ہے نہ یہہ کہ وہ کام شروع کرنی جاتی ہے۔ وہ تین میل سفر کر کے
ککریل کے پل پر پہنچی تو اسنے یہان قیام کیا۔ کوئی دشمن نظر کے سامنے نہین آیا تو سپاہ کے
واپس جانے کا حکم ہوا وہ واپس چلی تو پھر سب کو یہہ حیرت ہوئی کہ واپس جانے کا حکم
منسوخ ہوا اور پھر اسکو حکم ہوا کہ وہ چنہٹ کی طرف سفر کرے سڑک بڑی خراب اور ناہموار
تھی۔ اس پر سپاہ گرتی پڑتی چلکر موضع اسماعیل گنج مین آئی کہ دفعتہً انکے درمیان دشمنون
کی توپون سے گولے آنکر پڑے اور پھر انہون نے ان دشمنون کو دیکھا کہ جنہون نے
ابتک موضع چنہٹ کے محاذی گھنے درختون کی قطارون کی آڑ مین اپنے تئین چھپائے
رکھا تھا۔ سر ہنری نے اسماعیل گنج اور سڑک کے درمیان پیادون کی صف بندی کی
اور انکو حکم دیا کہ لیٹ جائین۔ اور توپون سے باغیون پر گولہ زنی شروع کی۔ تھوڑی دیر
طرفین سے توپ زنی ایک دوسرے پر رہی دشمن نے اپنی توپون کو ہٹا دیا جس سے
سر ہنری کو دھوکا ہوا کہ وہ یہہ سمجھے کہ دشمنون مین اب لڑائی کا حوصلہ نہین رہا۔ مگر پھر انکو
یہہ دھوکہ نہین رہا۔ دشمنون نے استقلال کے ساتھ ایسی پیش قدمی کی جسکی تعریف انگریزی
افسرون نے بھی کی اور انہون نے ۳۲ رجمنٹ پر بڑی آتشباری کی۔ ہندوستانی توپخانہ کو
کام مین لانے کے لیئے ہر چند کوشش کی وہ کارگر نہ ہوئی توپچی دغاباز باغیون سے
ملے ہوئے تھے۔ انہون نے دو توپون کو خندق مین اوندھا کر دیا۔ چند لمحون مین دشمنون نے
اسماعیل گنج لے لیا۔ گورون نے پھر اسکے لے لینے کا قصد کیا مگر وہ بہت تھک گئے تھے اور اپنے

کرنیل کیس کے زخم مہلک کے لگنے سے دل شکستہ ہو گئے تھے اس لیئے کامیاب نہین ہوئے اور منتشر ہو کر الٹے سڑک پر آئے تو سر ہنری نے یہہ دیکھکر کہ مین کہین مجصور نہ ہو جاؤن سپاہ کو مراجعت کا حکم دیا بس یہہ مراجعت ہی ہزیمت ہو گئی جس مین ۳۲ رجمنٹ کے ایک سو پندرہ سپاہی مارے گئے اور ۹۳ مجروح ہوئے یہہ مقتولین و مجروحین مین نسبت عجیب و غریب تھے۔ ابھی توپخانہ لپک کر سپاہ کے گارڈ پر حملہ آور ہوا اور متواتر گرالون کے مارنے سے انکو بہت دق کیا۔ ۳۲ رجمنٹ کے سپاہی ایسے مضمحل ہو گئے تھے کہ وہ سڑک پر مرنے کے لیئے گھر گئے۔ وہ بڑے خوش نصیب تھے جو توپون کی گاڑیون پر سوار ہو گئے یا کوئی دوست سوار انکو ایسا مل گیا جسنے انکو اپنی رکاب سے چمٹا لیا۔

آخر کو ککرایل کے پل پر سپاہ پہنچی دشمنونکے سوار جلدی سے اسکے مقام پر قبضہ کرنے آگئے تھے اور رستہ پر لڑنا شروع کیا۔ ۳۲ والنٹیرون کے سوارون نے بہادری کرکے آج کی ہزیمت کی شرم کو مٹایا انکے سامنے جو ہجوم باغیون کا تھا اپنے دو اپنی تلوارین لیکر جھکے اور انکو مارکر بھگا دیا پھر پل کا رستہ کھل گیا۔ مگر ابھی مراجعت کی مصیبت ختم نہین ہوئی تھی سقے سب بھاگ گئے تھے اگر گرد نواح کی ہندوستانی عورتین رحم کرکے پانی پلانے کا ثواب نہ کمائین تو بہت سے سپاہی جو دشمنون کی آگ سے بچکر آئے تھے وہ پانی کی پیاس کے مارے مرجاتے۔ ریسیڈنسی مین اضر دروازون مین سے دیکھ رہے تھے کہ انکی ہم قوم بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اور انکے پیچھے باغیون کا ایک ہجوم چلا آتا ہے۔ اس کے بعد جلدی سے گورے درماندہ

ریسیڈنسی کے برآمدہ مین آئے تو پھر ریسیڈنسی مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ مزدور جو ریسیڈنسی کی محافظت کے کام بنا رہے تھے اپنے اوزار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ہندوستانی ملازم اپنے آقاؤن کو چھوڑ کر مفرور ہوئے۔ عورتین جو ریسیڈنسی سے باہر رہتی تھین وہ دہشت زدہ ہو کر جان بچانے کے لئے ریسیڈنسی کے اندر کمرون مین چلی آئین۔ باغی دباتے چلے آتے تھے انگریزون کی توپون کا میگزین ختم ہو چکا تھا۔ سر ہنری نے بڑا بہادرانہ کام یہہ کیا کہ پل پر توپون کو لگا دیا اور فلیتون کو روشن کیا جبکہ دشمن دیکھکر الٹا ہٹا۔ اسنے تعاقب کرنے مین تساہل کیا۔ انگریزی سپاہ شہر کی پناہ مین آئی اور مچھی بھون اور ریسیڈنسی مین پہنچ گئی انکا نقصان بہت ہوا کہ ۱۱۸ یوروپین افسر اور سپاہی اور ۱۸۲ ہندوستانی مارے گئے اور گم ہوئے اور ۵۴ یوروپین اور گیارہ ہندوستانی زخمی ہو کر واپس آئے اور دو میدانی توپین چھوٹنی پڑین جنین کپتان ولسن نے میخین ٹھوک دین اور ایک ہوٹ زر چھوڑنا پڑا جسکے بچانے مین لفٹنٹ بونچا نے بڑا کارنامایان کیا اگر ان پاس میخ ہوتی تو وہ اس مین ٹھوک دیتے

جب سپاہ گومتی کے پل سے اتر گئی تو اسکا کمانڈ سر ہنری نے کرنیل انگلس کو سپرد کیا اور خود گھوڑے کو سرپٹ دوڑا کر شہر مین ہوتے ہوئے ریسیڈنسی مین آئے اور انہون نے ۳۲ رجمنٹ کے پچاس سپاہیون کو حکم دیا کہ آہنی پل پر جائین اور پل کے دونو طرف کی عمارتون مین مقیم ہون دوپہر تک انہون نے اس پل پر قبضہ رکھا جس مین اسکا کچھ نقصان ہوا مگر دشمنون نے دوسرے پل سے عبور کیا تو آہنی پل سے سپاہ چلی آئی۔

چنہٹ کی ہزیمت سے انگریزون کو تو یہہ فائدہ ہوا کہ سر ہنری کو خیال تھا کہ وہ مچھی بھون اور ریسیڈنسی دونو کو مستحکم اور استوار رکھین گے اب انکا یہہ خیال جاتا رہا اگر وہ دونو کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تو ایک بھی ان پاس نہ رہتا۔ باغیون کا شہر پر قبضہ ہو گیا۔ باغیون کا سرگروہ توپون کو کھینچکر ریسیڈنسی کے پاس کی عمارتون مین لایا۔ اور اسنے آتش فشانی شروع کی لکھنؤ کے کوچہ اور بازار خالی پڑے تھے انکے باشندے بھاگ گئے تھے اس خاموشی مین چھوٹے بچون کا اور مرنے والون کی آہ و فغان کا شور اور توپون کی دھنوان دھون اور بندوقون کی تڑاتڑ کا غل تھا۔ دوپہر کے بعد باغیون مین اور باغیون کا ہجوم آن ملا سورج ڈوبنے کے وقت لنگے

لوہے کے پل پر سپاہ کا متعین کرنا [illegible]

اسی توپخانہ نے پل پر گولے چلانے شروع کیے اور توپون کے چھوٹنے کی روشنی نے رات کی تاریکی کو روشن کر دیا۔ دوپہر کو باغیون نے رسیڈنسی کے قریب کے بہت سے مکانات کی دیوارون مین رینیان بنالین یعنی ایسے سوراخ جنمین سے بندوق دشمن پر دیوار کی آڑ مین چلاسکین توپین لگادین

مچھی بھون کا اڑایا جانا

یکم جولای کی صبح کو باغیون نے توپون اور بندوقون سے پہلا حملہ کیا مگر وہ سب طرف سے بھگادیے گئے اور انکا نقصان بہت ہوا۔ جب یہہ محاصرہ شروع ہوا تو سرہنری لارنس نے مچھی بھون کو دشمنون سے لڑنے کے لیئے جدا مستحکم و استوار رکھنا مصلحت نہ جانا۔ اسقدر سپاہ نہ تھی کہ دونون رسیڈنسی اور مچھی بھون کی محافظ ہوسکتی۔ پیغامات جو رسیڈنسی سے مچھی بھون کو بھیجے جاتے انکا پہنچنا مشکوک تھا اس لیئے رسیڈنسی کی چھت پر سیمافور لگایا گیا۔ سیمافور ایک کل ہے جسمین ایک شہتیر ہوتی ہے اور اسکی چوٹی پر سلاخ ہوتی ہے اور اس سلاخ مین سیاہ بھری ہوی تھیلونکی قطار لٹکائی جاتی ہے اور ہر ایک مین چرخی لگی ہوئی ہوتی ہے جو اس کو حرکت دیکر اشارہ کرتی ہے۔ تین بڑے بہادر افسرون نے دھوپ اور دشمنون کی آتش فشانی مین دو دفعہ اسکو لگایا اور دشمنون نے اسکو اڑادیا مگر تیسری دفعہ وہ کامیاب ہوئے اور اسپر پہلا پیغام بھیجا گیا کہ توپون مین میخین خوب ٹھوک دو اور قلعہ کو اڑادو اور آدھی رات کو یہان سب چلے آؤ۔ اس پیغام کے پہنچنے پر کرنیل پامر کے اہتمام سے مچھی بھون کی ساری سپاہ رسیڈنسی مین داخل ہوئی اور توپین اور خزانہ ساتھ لائی اور اس آنے مین ایک جان بھی تلف نہین ہوئی تھوڑی دیر کے بعد دوسو چالیس باروت کے پیپے اور پانچ سو چورانوے گولے اور گولیان اور توپون کا میگزین اور ساٹھ لاکھ گولے کے کارتوس

یہہ سب اڑا دیئے گئے جیسے قلعہ اور جو کچھ اس مین تھا بالکل غارت و تباہ ہوگیا۔ بریگیڈیر انگلس اپنی رپورٹ سرکاری مین لکھتے ہین کہ اگر یہہ دانشمندانہ تدبیر و حکمت نہین کی جاتی تو لکھنؤ کی سپاہ حصار نشین مین سے ایک آدمی زندہ نہ رہتا جو اپنی داستان سناتا۔ مچھی بھون کی کئی جانبون پر شہر سے حملہ ہوسکتا تھا اور اس مین بھاری توپون کا میگزین نہ تھا۔ اگر رسیڈنسی مین اس قلعہ کی سپاہ کی کمک نہ آجاتی تو اسکی مصیبتین و مشکلات اور نقصانات

لینے ہوجاتے ظن غالب یہ تھا کہ وہ قبضہ مین نہین رہتے اسے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اصلی منصوبہ دونو
کے پاس رکھنے کا باقی رہتا تو دونو مین سے ایک بھی پاس نہین رہتا۔

ریذیڈنسی کے مورچے

ریذیڈنسی کے مورچے جنین اب لکھنؤ کی سپاہ جمع ہوئی سات ایکڑ زمین مین تھے ان مین خاص مکانات اور کوٹھیان بہ تفصیل ذیل تھین۔ ریذیڈنسی کی کوٹھی ایک ٹیلہ پر سہ منزلی جسکے نیچے تہ خانے بھی تھے اسکے قریب مین کونٹ ہال جو اسپتال بنایا گیا اسکے ہمسایہ مین اینگلس یا خزانہ کی کوٹھی۔ اسکے بائین طرف بیلی گارڈ کا بڑا شاندار دروازہ اسکے پیچھے ڈاکٹر فیر کی کوٹھی جسکو بیگم کی کوٹھی کہتے تھے اسکے مشرق مین فنانشل کے مکانات اور جوڈیشل کمشنر کا افس تھے پوسٹ افس مورچون کے وسط مین تھا۔ کپتان لارنس کی کوٹھی دو منزلی تھی۔ یہان کانپور کی بیٹری لگائی گئی۔ انکے سوا اور عمارات و مورچے یہہ تھے دوسگھون کے سکو ٹیر اور ہورین سکو ٹیر اور گبنس کی کوٹھی۔ ایونس کی بیٹری اور اینس کی کوٹھی۔ بیڈن کی بیٹری۔

ریذیڈنسی کی آبادی کی تفصیل

انگریزی افسر مع ڈاکٹرون کے ۱۳۳ اور برٹش تن کمشنڈ افسر و سپاہی ۷۱۲ اور عیسائی باجہ بجانے والے ۱۵ اور دو لنٹیر جنین سب سولین ہتھیار اوٹھانے کے قابل بھی داخل تھے ۱۵۳ کل عیسائی ۱۰۰۸۔ ہندوستانی سپاہی ۷۱۲ کل سپاہی ۱۷۲۰۔ اور عیسائی عورتین ۲۴۰ بچے ۲۷۰ لڑکے ۵۰ اور اور ۴۰ کل ۶۰۰ اور ہندوستانی ۶۸۰ یہہ کل نہین لڑنے والے ۱۲۸۰۔ ریذیڈنسی کوئی قلعہ ایسا نہ تھا کہ وہ سائنس کے موافق بنایا گیا تھا اسکی مغربی اور جنوبی طرف بڑی ضعیف تھین وہ سب طرف سے خوب مستحکم نہین تھا۔ اس ریذیڈنسی کے ضعف کو اور دشمنون کی تعداد کی کثرت کو دیکھ کر سر ہنری نے ارشاد کیا تھا کہ اگر کمک نہین آئیگی تو وہ دس پندرہ روز سے زیادہ اس ریذیڈنسی کو اپنے اختیار مین نہین رکھ سکین گے۔ سر ہنری کی یہہ پیشین گوئی پوری ہوجاتی مگر باغیون کا کوئی سردھرا اصل سپاہی نہ تھا۔

[illegible]

یہہ تعجب کی بات ہے کہ [illegible] نہین پیدا کیا۔ کوئی سپاہی
نہین پیدا نہ تھا کہ [illegible] جنگ کو سمجھا ہو۔ یہہ بات جاننے
[illegible] سے زیادہ جان

جانے کی پروا نہ کرتے ہون اور موت کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہون اور پھر بھی وہ یوروپین سے
دست بدست جنگ سے جان چراتے ہون - ان حصہار حصین پر جنکو یوروپین نے
مستحکم و استوار کیا ہو حملہ آوری مین کم احتیاط کرتے ہون - اگر جان کی زیادہ پروا نہ کرنے کا
نام شجاعت رکھا جائے تو دنیا مین کہین ہندوستانیون سے زیادہ شجاع آدمی نہین ہین
لیکن شجاعت جو آدمی کو اصلی سپاہی بناتی ہے وہ جان سے بے اعتنائی کرنے کے
سوا کچھ اور چیز بھی ہے - شجاع موت سے مقابلہ کرنے کا اور اسکی خاطر کرنے کا شائق ہوتا
ہے اسکی تکالیف کی پروا نہین ہوتی وہ لڑائیون کی غشی کی حالتون سے خوش ہوتا ہے
وہ عظمت و شان کی محبت سے زندہ دل ہوتا ہے اور خاص کر اس اعتماد سے کہ وہ
دشمنون پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے - ان صفات مین سے ایک صف بھی ہندوستانی
سپاہی مین انگریزی سپاہی کے برابر نہین ہوتی آخر صفت کا نہ ہونا تو اس مین نمایان
ہے - ہندوستانی سپاہی جو انگریزون سے لڑتے تھے انکو یہہ خیال نہین ہوتا تھا
کہ ہم انگریزون پر برتری اور فوقیت رکھتے ہین اس لیئے وہ اتنے ایسا نہین کرسکتا
جیسا کہ اور ایشیائی سپاہی سے اسکی اخلاقی طبیعت انگریزون کے سامنے گا ئے بن
جاتی تھی لکھنؤ مین انگریزون مین بڑی اخلاقی قوت تھی کہ باوجودیکہ وہ تعداد مین تھوڑی
تھے اور ایسے مقام مین تھے جو لبطری لحاظ سے کوئی بڑی حصانت نہین رکھتا تھا -
انکی تعداد سے کہین انکی تعداد زیادہ سپاہی انپر حملہ کرتے تھے اور انکے پاس مقامات
بھی نہایت استوار و مستحکم ہوتے تھے اور بظاہر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ فتح حملہ آورون کو حاصل
ہوگی - مگر فقط اس سبب سے فتح نہین حاصل ہوتی تھی کہ ایشیائی اخلاقی طبیعت ادنے درجہ
کی تھی کہ وہ ان یوروپین سے جو حصار نشین تھے ہاتھ سے ہاتھ نہین ملاتے تھے جسمین ان کی
کثرت تعداد کمی ہو جاتی تھی -

جب سے انگریزی سپاہ حصار نشین ہوئی دشمنون نے اسپر متواتر آگ برسائی - رات دن
ریسیڈنسی کے مکانات کی چوٹیون سے اور عمارتون کی دیوارون کی مہینون سے اور اور مقامات
سے جہان انکو کوئی آڑ ملتی گولے گولیون کا مینہہ ہر وقت برساتے تھے - وہ مقامات جو محصورین

ہونے سے پہلے بڑے مصئون سمجھے جاتے تھے اب ان پر گولیون کی بوچھاڑ رہتی تھی۔ سب سے زیادہ ریسیڈنسی دشمنون کی چاندماری تھی

چنہٹ کی لڑائی کے دوسرے دن ریسیڈنسی ملیٹری اعتبار سے کامل نہ تھی بہت سے مقامات پر اسکی کچھ دیوارین دشمنون کے حملے کے روکنے کے لیئے بنائی گئی تھین۔ ضروری مرمتون کا کرنا آسان نہ تھا۔ ایک سٹاف افسر لکھتا ہے "کہ ان چند دنون کی ابتری و بے ترتیبی کا بیان کرنا مشکل ہے۔ ہر جگہ ابتری بہت زیادہ تھی۔ وہ اسکی یہہ مثال بیان کرتا ہے کہ لفٹننٹ جیمس کمسریٹ کے افسر کے سخت زخم لگا تھا اس لیئے اس کمسریٹ کے سررشتہ مین بڑی ابتری ہوگئی تھی بیل بانون کے پاس سے بیل بھاگ گئے تھے پانی کی تلاش مین ادھر آدھر آوارہ پھرتے اور کنوؤن مین گرتے تھے سول افسرون کے کئی گھنٹے دشمنون کو دفع کرنے مین صرف ہوتے۔ ساتوین رسالہ کے سوارون کے گھوڑے بھاگ گئے وہ پانی کی تلاش مین دیوانے ہوگئے اگاڑی پچھاڑی توڑ کر آپس مین لڑنے لگے جنکی خبر سپاہی کثرت کار کے سبب سے پہلے لے سکے مگر اس بدنظمی کا پھر انتظام ہوگیا دسوین جولائی کو بندوبست کیا گیا کہ بیلون کو جمع کرلیا اور انکو خوراک ملنے لگی۔ زندہ گھوڑے جنین سے کوڑیون گولیون مار دیئے گئے رات کو مورچون پر پھرنے سے باز رکھے گئے انکی اگاڑی پچھاڑی باندھی گئی۔ یہہ بڑی ابتری دور کی گئی۔ یہہ جانور پہلے سے بہت مر گئے تھے انکا دفن کرنا بھی ایک اور بڑی محنت تھی۔

ان دنون مین گرمی بڑی شدت سے پڑتی تھی۔ ہیضہ بھی اپنا کام خوب کر رہا تھا۔ چند افسرون پاس کوئی خدمتگار نہ تھا دن بھر لڑائی مین رہنا پڑتا تھا۔ رات بھر لڑائی کے لئے سامان جمع کرنا پڑتا تھا ذخیرے زمین مین سے کھود کر لیجانے پڑتے تھے توپین لگانی خندقین کھودنی پڑتی تھین۔ سرنگون کے لیئے کوٹھیان بنانی پڑتی تھین۔ ایک ہزار ایک ضرورتین تھین جنکو رفع کرنا پڑتا تھا۔ اسپر بھی سپاہ بیدل نہین ہوئی وہ کسی محنت سے ہارتی نہ تھی اسکو مشقت شاق جانتی تھی۔

۷۔ جولائی کو بتیسوین رجمنٹ کے پچاس سپاہیون اور بیس سکھون نے جونس کی کوٹھی

جو باغیون پاس تھی اور اس مین وہ سرنگ لگاتے تھے جا کر دیکھا اور باغیون کو اس مین سے
نکالدیا ان مین سے پندرہ بیس کو مار ڈالا۔ انگریزون کی طرف تین آدمی مارے۔ اس مہم مین
سیم لارنس نے ایسی بہادری دکھائی کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔
اب محصورین پر جو صدمہ عظیم واقع ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

چنہٹ کی ہزیمت کی مصیبت سے زیادہ محصورین پر یہہ آفت آئی
کہ سر ہنری لارنس کا واقعہ ناگزیر پیش آیا جسکا حال کپتان ولسن صاحب نے یہہ تحریر کیا ہے"
پہلے روز دشمن نے آٹھ بجے دن کے آٹھ انچی گولا اس ہوٹ رزکا جو اس نے ہم سے چھینا تھا
اس کمرہ مین پھینکا جسمین سر ہنری اور انکے سکرٹری کوپر صاحب کام کر رہے تھے وہ ان دونو کی
قریب آنکر پھٹا مگر کسی کو ضرر نہین پہنچا تو ہم نے سر ہنری سے عرض کی کہ اب ریسیڈنسی کو چھوڑ کر
کہین اور جا رہیئے یا اس مکان کے نیچے کی منزل مین چلے جائیے لیکن انہون نے اس سے
انکار کیا اور ہنسکر کہا کہ مجھے یہہ یقین نہین ہے کہ دشمن پاس ایسے قدر انداز گولا انداز ہین
کہ وہ دوسرا گولا اس چھوٹے کمرہ مین پھر مارین۔ اس دن سہ پہر کو ریسیڈنسی کی سب سے
اوپر کی چھت پر بعض گولے آئے تمام کو مین نے اور کوپر صاحب نے انپر زور ڈالا کہ وہ
نیچے کے مکان مین جا کر رہین اور کاغذات اور لکھنے کے سامان وہان بھیجدین۔ تو انہون نے
اقرار کیا کہ کل صبح مین یہہ کام کرونگا۔ دوسری جولائی کو آٹھ بجے وہ بڑے مشتغل ہو کر اپنے
گشت سے واپس آئے (گرمی بلا کی پڑ رہی تھی) اور بچھونے پر کپڑے پہنے ہوئے لیٹ
گئے اور مجھ سے کہا کہ ایک یادداشت لکھو کہ کس طرح سپاہ مین خوراک کی تقسیم کی جائے مین
دوسرے کمرہ مین یہہ یادداشت لکھنے گیا مگر اس سے پہلے مین نے انکو کل کا وعدہ نیچے جانیکا
یاد دلایا تو انہون نے فرمایا کہ مین بہت تھکا ہوا ہون۔ دو گھنٹے آرام کرکے مین اپنی ساری
چیزین بھیجدونگا۔ نصف گھنٹہ مین مجھے جو کچھ لکھنا تھا وہ لکھ کر پھر انکے کمرہ مین آیا۔ انکا بھتیجا جارج لارنس
ایک چھوٹے سے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا جو متوازی اس کے چچا کے بچھونے کا چند فیٹ کے
فاصلہ پر تھا مین اس ما بین کے فاصلہ مین گیا اور سر ہنری کی داہین طرف انکے بچھونے پر اپنا
گھٹنا ٹیک کر کھڑا ہوا۔ ایک ہندوستانی ملازم فرش پر بیٹھا ہوا پنکھا کھینچ رہا تھا مین نے جو لکھا تھا

وہ پڑھا۔ میرا لکھا انکی خاطر مین نہ آیا وہ بتلانے لگے کہ یہہ تبدیلیان اس تحریر مین کردو مین نے دیکھا کہ گولہ آیا شعلہ چمکا خوفناک آواز ہوئی اندھیرا گھپ ہوگیا مین فرش پر گر پڑا اور چند سکنڈ تک بیدم پڑا رہا۔ پھر مین کھڑا ہوا مگر کچھ دکھائی نہین دیتا تھا کمرہ دھنوے اور گرد سے بھرا ہوا تھا تو سر ہنری نے نہ انکے بھتیجے نے کوئی آواز نکالی مین نے چونک کر یہہ پوچھا کہ سر ہنری آپکے ضرب لگی ہے مین نے دو دفعہ یہہ کہا اس کا جواب کچھ نہین ملا۔ تیسری دفعہ جب مین نے یہ کہا تو انہون نے یہہ جواب دیا کہ مین مارا گیا۔ پنکھا چھت کے ساتھ فرش پر گرا اور بہت سا چونا گرا۔ گرد اور دھنوے نے کمرہ کو تاریک کر دیا۔ جب تندیہم گرد اور دھنوان کم ہوا تو مین نے چند منٹ بعد دیکھا کہ بستر پر سر ہنری کا بالاپوش انکے خون مین شرخ ہو رہا ہے ۳۲ حمز ۳۲ جنٹ کے کچھ گورے کمرہ مین آئے اور سر ہنری کو کرسی پر بٹھایا تو مین نے دیکھا کہ میرے کپڑے پیٹ پر سے اتر گئے ہین اور گولہ کے ایک ٹکڑے سے مین خفیف سا زخمی ہوا ہون اور سر ہنری کے ہلاک زخم لگا ہے اور پنکھا قلی کا ایک پاؤن گولہ کے دوسرے ٹکڑے سے کٹ گیا ہے فقط جارج لارنس صاحب جنٹلم کمرہ مین چار آدمیون مین ایسے ہین کہ جنکو کوئی آسیب نہین پہنچا سارے دن مین اور دوسرے دن کے ایک حصہ مین سر ہنری کے ہوش و حواس قائم رہے۔ بار بار ان کو خواب آور دوائین دیجاتی تھین انکی تکلیف بڑھتی جاتی تھی اور جس مکان مین وہ تھے اس مین متواتر گولے و گولیان دیوارون مین آن آن کے لگتے تھے مگر کوئی ان کی روح مقدس کو بے چینی نہین ہوتی تھی۔ انکے بستر کے گرد دوستون کا ہجوم رہتا تھا نہین کوئی ایسا نہین تھا جو روتا نہ ہو۔ جب وہ اپنا ذکر کرتے تھے تو اس مین وہ انکسار پایا جاتا جو سامعین کے دلون پر بہت مؤثر ہوتا تھا انہون نے یہہ چاہا کہ میری قبر پر کوئی کتابہ نہ لگایا جائے اسپر یہہ عبارت کندہ کرائی جائے کہ یہان سر ہنری لارنس پڑا ہوا ہے جسنے اپنے فرض کے ادا کرنے مین کوشش کی خدا اسکی روح پر رحم کرے وہ بڑی ملائمت سے اور شفقت سے اپنے بی بی بچون دوستون اور ہندوستانی ملازمون کا اور ان لوگون کا جنسے کہ وہ کچھ تعلق رکھتے تھے نہایت محبت آمیز کلمات مین ذکر فرماتے تھے۔ انہون نے ان سب آدمیون کو بلایا جنکو وہ جانتے تھے کہ مین نے کبھی سختی سے

سختی سے انسے کلام کیا ہے یا کچھ انکو ضرر پہنچایا ہے اور انسے اپنا قصور معاف کرایا اور یہہ
خاص اپنی خواہش ظاہر کی ایسا ہی لم کو جو ہین نے برٹش سپاہیون کے بچون کے لیئے قائم
کیا ہے۔گورنمنٹ اس مین تنزل نہ آنے دے۔جب تک ان مین ہوش باقی رہے انکا
خیال سرکار کی طرف لگا رہا جسکی وہ خدمت تیس سال سے کرتے تھے۔یا لکھنؤ کے آدمیونکی
طرف خواہ یورپین ہون یا ایشیائی جنکی خدمت گزاری مین انہون نے یہہ مہلک زخم کھایا
تھا پھر انہون نے اپنے خاص معتمد افسرون کو بلایا۔میجر بینکس صاحب کو چیف کمشنری کا
کام اور کرنیل انگلس کو سپاہ کے میر لشکر ہونے کا کام سپرد کیا اور انکو ہدایتین کین کہ محافظت
کس کس طرح کی جائے اور بڑے جذبے اور زور سے یہہ کہا کہ کبھی اپنے تئین دشمنونکے
حوالہ نہ کرنا۔ ۲ تاریخ شام کو انہون نے سیکریمنٹ اپنے دوستون کے ساتھ کھایا۔ پھر
ان مین باتین کرنے کی قوت نہ رہی وہ بہت کم بولے اور چوتھی جولائی ۱۸۵۷ع کی صبح کو
اس جہان سے رخصت ہوئے چند سپاہی قبر پر انکی لاش لیجانے کے لئے بلائے گئے
جنہون نے انکی کوچ اٹھانے سے پہلے چہرہ پر سے بالاپوش اٹھاکر انکے بوسے لیئے
پھر انکے جنازہ کو وہان لے گئے جہان ان سپاہیون کی قبرین تھین جنہون اپنی ملک
کے لیئے جانین دین تھین انکے پہلو مین قبر مین انکو دفن کیا۔مختصر سی نماز پڑہی گئی وقت ایسا
نہین تھا کہ توپونکی ماتمی سلامی اترتی۔انگلنڈ کے دشمنون پر جو توپین چل رہی تھین وہی
انکے مرنے کی سلامی تھی۔

ہنری لارنس بڑے ممتاز مدبر اور نہایت شجاع سپاہی تھے جنکی خدمات سے گورنمنٹ
محروم ہو گئی انکی برابر بہت ہی کم آدمی ایسے ہوتے ہین کہ جنہین ایسی قدرت اور قوت ہو کہ
جنسے وہ آشنا ہون انکو اپنے ساتھ ایسا گرویدہ خاطر کرین کہ وہ انکے دوست اور غلام
بن جائین رسیڈنسی کی محافظت وسلامتی مشیت ایزدی سے بالکل انکی پیش بینی اور دوراندیشی
سے ہوئی تھی کہ سارے ضروری کام لڑائیون کے لیئے نہایت ہنرمندی اور خوش سلیقگی
سے انہون اپنی ذات پر محنت ومشقت شاقہ اٹھاکر کیئے۔سپاہ کے کل افسرون کو انکی رائے
اور انکے تمام مختارن عقل ودانش پر ایسا اعتبار تھا کہ سب کو اس اپنی ذاتی دوست اور عام فیاض کی

رنے کا دلی تعلق تھا۔

بریگیڈیر انگلس

صاحب ممدوح جواب لکھنؤ کی سپاہ کے برگیڈیر مقرر ہوئے سکھون کی دوسری لڑائی مین بڑے کار ہاے نمایان کیئے تھے ایام غدر سے پہلے ہی ممالک شمالی مغربی مین انکی شہرت تھی کہ نیک افسر اور بڑے قدر انداز ہین۔ سیدھے سادے معزز عیسائی شریف اور ملائم دل شوہر دوستی کے سچے پکے اور ہر اعلے اور ادنےٰ سے محبت کرنے والے تھے۔ شجاعت مین کوئی انپر سبقت نہین لے جا سکتا تھا جو انکی خدمت کرتے تھے انسے محبت رکھتے تھے وہ اپنے افسرون کی رایون کی قدر شناسی کرتے تھے وہی اس لایق تھے کہ جنہون نے اس کمزور ریسیڈنسی کو آخر تک قایم رکھا اور ہنری لارنس کی اس نصیحت پر کہ کبھی اپنے تئین دشمن کو حوالہ نہ کرنا پورا عمل کیا۔

میجر بنکس

میجر بنکس صاحب لکھنؤ کے کمشنر تھے وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے ان مین بندوبست کرنے کا بڑا ملکہ تھا۔ زبانون کے جاننے مین انکو ملکہ خداداد تھا وہ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت خوب جانتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی کے وہ مشیر کار تھے انہون ہی نے انکو اودھ مین کمشنر مقرر کیا تھا۔

بیرونی عمارتون کا حال

جب محاصرہ کا آغاز ہوا تو صرف دو بیٹریان تیار تھین۔ پناگاہین ہنوز ناتمام تھین اس پاس جو خاص عمارات تھین جنکی آڑ مین دشمن شکار کھیلتے تھے وہ تھوڑی ہی سی ڈھائی گئی تھی۔ پاس کی مسجدون اور امرا کی حویلیون مین جو دشمن بیٹھ کر ریسیڈنسی کی سپاہ پر گولیون کے نشانے خوب لگاتے تھے اُنسے بہت نقصان ہوتا تھا۔ ان عمارتون کے مسمار کرنے کے لیئے افسرون نے سر ہنری سے بار بار کہا مگر انہون نے ہمیشہ یہی جواب دیا کہ مقدس عمارتون اور لوگون کے مال اسباب کو جہانتک ممکن ہو بچانا چاہیئے۔ لوگون کے مذہبی تعصب کی رعایت کرنے سے اور سرکش شہریون اور سپاہیون کے حقوق پر خیال کرنے سے ریسیڈنسی نے بڑا بھاری نقصان اٹھایا۔ دشمنون نے جسوقت کہ ریسیڈنسی کا بالکل محاصرہ کر لیا تو ان مکانون مین جنمین سے بعض ایک بندوق کی گولی کے فاصلہ پر تھے بہت سے سپاہیون نے بیٹھ کر ان جاۓ پناہون مین ریخیان بنائین تھین جو ریسیڈنسی کے مقابل تھین اور نہین سے رات دن نہایت کثرت سے آتش باری کرتے تھے

جسکے سبب سے ہر روز آدمی مرتے تھے۔ محاصرہ کے اول ہفتے مین بحساب اوسط پندرہ بیس آدمی روزمارے جاتے تھے۔ تجربہ کے بعد جب بہت احتیاطین باہر پھرنے مین ہونے لگین تو آدمیون کے مارے جانے کا اوسط دس سے کم نہ تھا۔ آٹھ ہزار آدمی انگریزی مورچون پر گولے گولیان مارتے تھے سوا اسکے ریسیڈنسی مین کوئی جگہ ایسی محفوظ نہ تھی کہ جہان جان کی سلامتی پر اطمینان ہو۔ بیمار اور زخمی جو اسپتال مین پڑے ہوئے تھے وہ اس کے عین وسط مین گولیون کے لگنے سے مرتے تھے۔ لفٹنٹ ڈورن کی بیوہ اور اس کے بچے اس مکان مین جسمین گولے کے جانے کا سان گمان بھی نہ تھا گولیون کے لگنے سے نشانہ اجل بنتے تھے۔

دشمن بیٹریون کے لگانے مین غافل نہ تھے۔ انہون نے بیس سے پچیس تک توپین لگائین جنمین بعض بڑی دور کی مار کی تھین اور وہ ایسے مقامات مین لگی ہوئی تھین کہ جہان انگریزون کی توپین انکا جواب نہین دے سکتی تھین۔ دشمن ایسی دانائی سے اپنی توپون کے گرد اور سامنے اوٹین اور روکین تھوڑی دیر مین ایسے بنا لیتے تھے کہ وہ بندوقون سے کسی طرح نہین بند ہو سکتی تھین کیونکہ وہ بہت قریب ہوتی تھین اور علاوہ اسکے ہر توپ کے عقب مین دشمنون نے آٹھ فیٹ عمیق تنگ خندقین کھود لین تھین جنمین سپاہی لیٹ جاتے جنپر سے ہمارے گولے اوپر ہی اوپر گذر جاتے وہ اپنے تئین ایسا چھپاتے کہ صرف ان کے ہاتھ جب وہ توپون کو بھرتے انگریزون کو دکھائی دیتے۔

۲۰ جولائی تک دشمنون نے متواتر توپون اور بندوقون کی ریسیڈنسی پر بھرمار کی اس تاریخ کو دس بجے صبح کے بڑے زور شور سے انگریزی مورچون کے گرد وہ جمع ہوئے اور ایک بڑی سرنگ اڑائی جو ریڈن مورچے کے قریب اس کے اڑانے کے قصد سے لگائی تھی مگر اس سرنگ اڑانے سے کچھ نقصان نہین ہوا۔ جب اسکا دھوان اور گرد و غبار صاف ہوا تو دشمن دلیرانہ توپون اور بندوقون کو چلاتے ہوئے اس قصد سے آگے بڑھے کہ ریڈن کو حملہ کر کے لے لین۔ لیکن انکا مقابلہ اس شد و مد سے ہوا کہ تھوڑی دیر لڑ کر اور بہت نقصان اوٹھا کر واپس چلے گئے۔ پھر انکا ایک بڑا زبردست کولم اس کے مورچے پر حملہ کرنے کے لیئے آگے بڑھا وہ نوک دار لکڑیون کے جنگلے سے دس گز کے

فاصلہ پہ آ گیا۔ تیرہوین ہندوستانی پلٹن کے لفٹننٹ لاف نن جو اس مورچے کے کمانڈر تھے اور انکی سپاہ مین انگریز افسر غیر متعہد تھے اور چند سپاہی بتیسوین رجمنٹ گوروں کی اور تیرہوین ہندوستانی رجمنٹ کے تھے ان سب کو یہہ موقع ملا کہ اپنے جوہر شجاعت کو دکھادین اسکا انہون نے دکھایا کہ دشمن کو مار کر ہٹا دیا اور انمین بہت آدمیون کو قتل کیا۔ باغیون نے چھوٹے چھوٹے حملے کیئے اور دو بجے دوپہر کے انہون نے انگریزی مورچے کے لینے کی دست کشی کی مگر انکی بندوق زنی اور توپ بازی بدستور جاری رہی۔

اس فتح کے دوسرے ہی دن میجر بنکس صاحب جو سر ہنری کے بعد چیف کمشنر ہوئے تھے انکے سر مین گولی لگی وہ ایک بیرونی کوٹھی کی دیکھہ بھال کر رہے تھے اگرچہ انکا کام خاص سول تھا مگر وہ ہندوستانیون کے حال سے خوب واقف تھے وہ بڑے نیک نہاد اور خوش مزاج تھے برگیڈیر انگلس کے بڑے مدد و معاون تھے انکی جگہہ کوئی مقرر نہین ہوا۔ گبنس صاحب نے ایک دفعہ یہہ اطلاع دی کہ مین چیف کمشنر بنا ہون مگر وہ برگیڈیر انگلس سے بڑا اختلاف راے رکھتے تھے اس لیئے ان دونو کی آپسمین نہین بنتی اور خرابی ہوتی۔ اس لیئے گبنس صاحب نے اپنے دعوے کو چھوڑ دیا۔ اسوقت کسی سول افسر کی ضرورت بھی نہ تھی۔

ہر مورچہ پر جدا جدا رنگ سے لڑائی ہوتی تھی ڈاکٹر فیرر کی کوٹھی پر باغی آئے اور باغین اصطبل کے گرد انکا ہجوم ہوا وہ اکثر مکانون کی آڑ مین رسیون سے گولیان مارتے تھے انس کے مورچے کے نمارت کرنے کے لیئے باغیون کا ایک گروہ زینے لیکر سامنے کی دیوار کے پاس آ پا اور زینون کے لگانے مین کوشش کی مگر محصورین کی گولیون نے اس کام مین انکو ناکام رکھا۔ انہین سے چند دیوار کی منڈیر پر آ گئے تھے سنگینون سے نیچے گرا دیئے گئے اس اثنا مین مورچہ کے گوشہ پر ایک والنٹیر ہندوستانی عیسائی کا بیٹا بیلی اور دو سپاہی متعین تھے۔ انکے قریب جا کر باغیون نے ان کو بہکایا اور کہتے کہ اگر تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ان فرنگیون کو چھوڑ دو جنکی مابیٹیون کو ہم نے خراب کیا ہے اور ایک دو روز مین ہم سب فرنگیون کو مار ڈالینگے۔ تو اسنے جواب دیا کہ اے کتے کے

بلو گیا مین بھی تمہاری طرح بے ایمان ہو جاؤن؟ اتنے مین ایک بندوق چھوٹی دوسرے باغی نے کہا کہ ایک لمحہ ٹھیرو ہم دیوار پر چڑھتے ہین تو اسنے جواب دیا کہ تم چڑھو میرے پاس بھی سنگین تمہارے پکڑنے کے لئے تیار ہے۔ غرض اس طرح گالیون سے اور بندوقون سے آپس مین لڑائی ہوتی رہی۔ ایک سپاہی مارا گیا ہیلی زخمی ہوا باغی اپنی کوشش کو بیکار سمجھکر واپس گئے کانپور کی بیٹری پر باغیون نے حملہ کیا دشمن بڑی دلیری کر کے آگے بڑھے ایک مولوی سبز علم لیکر سب سے آگے بڑھا کہ وہ مورچے کی خندق مین مارا گیا۔ جرمن اور گبنس کی چوکیون پر دشمنون نے حملہ کیا وہ بھی مورچہ نشینون نے دفع کیا۔ بیلی گارڈ کے دروازہ پر حملہ ہوا۔ ہندوستانی رجمنٹ نے بڑی بہادری کی کہ حملہ آورون کو جو انکے ہمراہی تھے مار کر ہٹا دیا۔ تین بجے باغیون نے حملہ کرکے اس مورچہ کے لینے کے ارادہ کو موقوف کیا مگر کئی گھنٹے تک اسپر توپین چلاتے رہے ان حملون مین جتنے باغی مارے گئے انکی تعداد تحقیق معلوم نہین مگر تین سو تیاسی بتلائی جاتی ہے لیکن یہہ تحقیق ہے کہ محصورین مین چار سپاہی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے۔ پندرہوین جولائی کو انڈرسن کی کوٹھی کو بھی اپنے گولون سے بالکل غارت کر دیا مگر وہ انگریزون کے قبضے سے باہر نہین گئی۔

محصورین نے جو ان حملون کو دفع دفع کیا اور انہین انکا نقصان بہت تھوڑا ہوا تو ان کے حوصلے اور عزم بڑھے اور اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ پچھلی رات کو ایک نیک فال انگد آیا جو بطور قاصد آخر جون مین نانا کی خبر لانے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ وہ دشمنون کی لینون سے دبک کر گذرتا ہوا مورچہ مین داخل ہوا اسنے ایک نیچے کے کمرہ مین جسمین ایک لیمپ ٹمٹما رہا تھا اپنی کہانی سنائی اسکو افسرون نے گھیر لیا اور اس کے منہ کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تھین کہ وہ کیا خبر سناتا ہے سب اسسے یہہ سوال کرتے تھے کہ نانا دریا کے پار اتر کر محاصرین کے ساتھ تو نہین ملگیا؟ اسنے جواب دیا نہین ہیولوک صاحب نے نانا کو تین لڑائیون مین شکستین دیکر اب کانپور مین انکا عمل دخل ہو گیا اس خبر کے سنتے ہی چیرز کا غل مچا۔ مینھ برس رہا تھا اور اندھیری رات تھی اس لیئے انگد آج ہی روانہ کیا گیا کہ وہ دشمنون مین سے چھپ چھپا کر نکل جائے اور اسکو ایک چھٹی یونانی خط مین لکھ کر دی جسمین یہان کا سب حال لکھا ہوا تھا۔ اس کے آخر مین

یہہ فقرہ تھا کہ ہم کو کمک کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت نہین وہ جلد بہیجو مورچے ہمارے پراگندہ
و ابتر ہین ہمارے پاس اتنے سپاہی نہین کہ ان مورچون کے لیئے کافی ہون - توپخانہ ہمارا ضعیف
ہے اور موتین زیادہ ہوتی ہین چٹھی ایک پتلی نلی مین رکھی گئی اور اس کے دونو سرون پہ مہر لگائی
گئی اور پیک تیز رفتار سے جواب کے جلدی لانے پر ایک بھاری انعام کا وعدہ کیا گیا - پانچ دن
بعد اس چٹھی کا جواب کرنیل فریزر ٹیلر اسسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل کا لکھا ہوا وہ لایا - جواب بڑا
حسرتناک تھا اس مین لکھا تھا کہ ہماری دو تہائی سپاہ اور آٹھ توپین دریا کے پار بالفعل
موجود ہین اور باقی جلد پار جانے کے لیئے تیار ہین مین آج رات کو یا کل اور زیادہ خبرین
بہیجونگا - ہم اپنے مقابلہ کرنے والون کے غارت کرنے کے واسطے بہت سپاہ رکھتے ہین شہر
جو تمہارا مقام ہے اسکا نقشہ بنا کے بہیجو اور اسکے اندر داخل ہونے کی ہدایتین لکھو
پانچ یا چھہ دن مین ہم تم سے ملینگے - اگر دشمن باہر نکلے تو تم اس کے عقب کو دھمکاؤ اور ہم انکے
ٹکڑے ٹکڑے اڑا دینگے آیندہ رات کو اس چٹھی کے جواب مین جان انگلس کو جو باتین معلوم تھین
وہ انہون نے لکھین اور چٹھی کو اس فقرہ پر ختم کیا کہ تمہارے پاس خندقین ہون تو انہین سے
آٹھ بجے اس رات کو چھوڑو جس کے اندر شہر مین داخل ہونے کا تمہارا ارادہ ہو کہ جسسے ہم کو
اطلاع ہو جائے کہ تم آتے ہو تو پھر ہم سڑک کے دونو طرف کے مکانات پر گولے چلائینگے
تمہارے لشکر کی قوت اور اسکی ترتیب کی لاعلمی کے سبب سے صرف یہہ باتین ظاہر کر سکتا ہون
کہ جب تم ہمارے نزدیک کافی آ جاؤگے تو ہمارے نہایت ضعیف اور ستم رسیدہ مورچے
تمہارے سوٹ توڑ کے حق مین کیا کام بہتر کر سکتے ہین -
خندقون کے چھوٹنے کی امید مین عورتین کئی راتون تک آسمان کی طرف آنکھین لگائے
بیٹھی رہین - ۲۹ - جولائی کو ایک افسر نے کانپور کی طرف سے توپون کی آوازین سنکر
کہدیا کہ لشکر ہماری مدد کو آن پہنچا ہے وہ شہر مین لڑ رہا ہے جسکو سنکر سارے محصورین
خوشی کے مارے پھولے نسماتے تھے مگر آخر کو معلوم ہوا کہ یہہ توپین باغیون نے اپنی
کسی قومی خوشی کے سبب سے چھوڑی تھین -
۳۰ - جولائی کو فصیل پر ایک طاؤس تھوڑی دیر بیٹھکر اڑ گیا - جب بندوق کی شدت

اسپر لگائی گئی تو لوگون نے کہا کہ اس نیک فال پرند کو مارنا نہین چاہیئے اس لیئے گولی اسپر نہین لگائی گئی وہ صحیح سلامت اڑ گیا۔

جولائی گذر گیا اور اگست آگیا مگر کوئی کمک تو نہین آیا۔ قاصد جو خبر لانے کے لیئے بھیجا گیا اس کے پاس سے چٹھی تلف ہو گئی مگر اسنے زبانی یہہ خبر سنائی کہ ہیولوک صاحب کو دریا کے پار لکھنؤ کی جانب مین دو فتحین حاصل ہوئین مگر مجبوراً انکو منگل وار مین قیام کرنا پڑا پھر ایک دوسرے سپاہی نے جو مخبری کے لیئے بھیجا گیا تھا خبر مذکور کی تصدیق کی اسوقت انگریزی لشکر پر یہہ ضرب المثل صادق آتی تھی کہ امید کے بر آنے مین دیر لگنا دل کو بیمار کرتا ہے۔ دشمنون نے انگریزون کی بری خبرون کے اڑانے مین کسی جھوٹ کی کسر باقی نہین رکھی تھی انہون نے یہہ خبر اڑائی کہ ہم نے شکست دیکر اپنے بادشاہ کے سر پر تاج رکھ دیا ہے جسکی خوشی مین ہم نے توپون کی سلامی اتاری۔ انگریزون پاس یہہ جھوٹی خبر آئی تھی کہ وہ لکھنؤ آتے ہین۔

ریسیڈنسی کی دیوارون سے باہر دشمن بڑے عیش و عشرت کے جلسے کرتے تھے گرد کے مکانون سے ہر رات انکے ناچنے گانے بجانے کی آوازین ریسیڈنسی مین آتی تھین جسپر برٹش سپاہیون کو بڑا غصہ آتا تھا۔ ایک سپاہی نے چلا کر بل صاحب سے کہا کہ اگر یہہ ناپاک اوباش بدمعاش بہت سی بلیون کی طرح کروہ آوازین نہ نکالتے تو مین بھول جاتا۔ بل نے جواب دیا کہ مین یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت وہ گائین تو مین ٹین کی پتیلی کڑوے پانی سے بھری ہوئی لیئے انکے پیچھے کھڑا ہون کہ ادھر گانے کی آواز انکے منھ سے نکلے ادھر ان کے منھ مین وہ کڑوا پانی انڈیل دون۔ ایک اور سپاہی نے جو انکے گانے سے ناخوش ہوتا تھا کہا کہ یہہ چاہتا ہون کہ جسوقت کالا بدمعاش گائے تو وہ میرے ہاتھ مین گرفتار ہو جائے تو مین اسکو جان سے نہین مارون بلکہ اس کے باتی ساز کو اسکی ناک کے بانسے سے توڑون۔ مورچون کے اندر مصیبتون کے یکسان چلے جانے اور متواتر موت کے بڑھ جانے نے اپنے قدرتی آثار پیدا کیئے اہتزاز خاطر بالکل جاتا رہا ہنسی مذاق بہت کم ہو گیا۔ جیسا محاصرہ خطرناک ہوتا تھا ایسا ہی موسم

دہشتناک ہوتا جاتا تھا۔ مردون کو پاس تو رکھ نہین سکتے تھے آدمیون اور جانورون کو دفن کرنا ضرور تھا لیکن جائے ایسی تنگ تھی کہ پورے نہین گاڑے جا سکتے تھے ہوا کی برائی نے مکھیون کی وبا کو پھیلایا انکی گنتی کا شمار نہ تھا۔ مارٹینیر کالج کے لڑکے جو سب سے زیادہ میلے کچیلے اور مصیبت زدہ حالت مین رہتے تھے وہ زخمیون پر سے ان مکھیون کے اڑانے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ اب اسپتالون مین جیسا کہ دشمنون کی گولیون نے زخمیون کو بھر رکھا تھا ویسا ہی ہیضے اور چیچک نے بیمارون سے انکو بھرا۔ پہلے کی نسبت اب آتش فشانی زیادہ ہو گئی تھی ہر جگہ افسر اور سپاہی زخمی کوچون پر خون مین سنے ہوئے پڑے رہتے تھے اور ان کے زخمون مین کیڑے پڑ تے تھے۔ بہت سے زخمی صرف بوریون اور تھیلون پر پڑے ہوئے آہ و فغان کر رہے تھے۔ ہر جگہ نزع کی تکالیف نظر آتی تھین لوگ چلا رہے تھے کہ ہائے مرے ہم کو پانی دو اور ہماری دستگیری کرو جسقدر دستگیری اور امداد ہو سکتی تھی وہ کی جاتی تھی لیکن اسپتال کا سٹاف بہت تھوڑا تھا۔ نیک نہاد عورتون نے زخمیون کی تیمارداری اسپتالون مین اختیار کی لیکن اسپتالون کی ہوا ایسی بگڑ رہی تھی کہ ڈاکٹرون نے ان عورتون سے کہا کہ اسپتال سے باہر چلے جائین ڈاکٹر تو بڑی توجہ اور محنت زخمیون اور بیمارون کے علاج مین کرتے تھے مگر ہوا ایسی خراب ہو گئی تھی کہ زخمیون اور بیمارون کا بالکل اچھا ہونا ناممکن کے قریب تھا اور اعضا تراشی کی صورت مین سپاہیون کا مرنا یقینی تھا پادری پول ہیٹن اور پادری ہریس دونو ڈاکٹرون کے ساتھ مریضون اور زخمیون کو روحانی اور جسمانی راحت پہنچانے مین بڑی جد و جہد کرتے تھے۔ پادری پول ہیٹن اول زخمی ہوئے اور پھر ہیضے سے مر گئے۔ انکی بیوہ نے بھی بیمارون اور زخمیون کی بڑی خدمت گزاری کی

باغیون نے اب اپنی جنگ بازی کو زمین کے نیچے منتقل کیا۔ اب اکثر لڑائیان تنگ و تاریک چھتون مین ہوئین۔ ۲۰ جولائی کے حملہ کے بعد باقاعدہ قریب آکر زمین کے نیچے سے حملے شروع کئے۔ جب محاصرین نے سرنگین لگانی شروع کین تو محصورین نے ان سرنگون کے نیچے سرنگین کھودنی شروع کین اسکو خدا کی عنایت کہئے یا قسمت کہئے کہ لکھنؤ کے مورچون مین بڑے بڑے ہنرمند سرنگ لگانے والے یورپین موجود تھے۔ کپتان فلٹن اس فن مین کمال

سرنگون کا مقابلہ

رکھتے تھے۔ ہر مورچہ بیرونی کے کمانڈر کو حکم تھا کہ وہ اپنے سپاہیون کو کہدے کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفہ سے دو سرنگون کی آواز کو سنتے رہین۔ سپاہیون نے اپنے کان زمین پر لگا دیئے اگر انکو آواز کا ذرا بھی کھٹکا ہوتا تو وہ اسکی رپورٹ کرتے اور پھر سرنگ کے نیچے سرنگ لگانے کی تیاری بڑی مستعدی سے کی جاتی چوڑے راستے اور چھوٹے زمین کے نیچے بنائے جاتے۔ دشمنون کے پاس تو زمین کے کھودنے والے بہت اچھی پاسی قوم کی کثرت سے تھے مگر انکی ہدایت کرنے والے سائنس سے بے بہرہ تھے اور انگریزون پاس زمین کے کھودنے والے کم تھے مگر سائنس کے جاننے والے انکی ہدایت کے لیے بہت تھے سرنگون کے لگانے کا کام اکثر ہندوستانی سپاہیون سے لیا جاتا تھا وہ بڑے شوق سے بہت اچھی طرح اس کام کو سرانجام دیتے تھے۔ گورون کو اس کام کے کرنے کی فرصت نہین ملتی تھی۔ کپتان فلٹن اور انکے مددگار سارجنٹ ان سرنگون کے کامونکی نگرانی خوب کرتے تھے جس چوکی پر انکے جانے کی ضرورت ہوتی وہان وہ جاتے۔ ایک دفعہ وہ خود سرنگ کے اندر چلے گئے تو ایک افسر نے سارجنٹ سے پوچھا کہ کیا وہ سرنگ کے اندر ہین تو اسنے کہا کہ ہان وہ دو گھنٹے سے چوہے کے بل مین گئے ہوئے ہین اور غالباً سارے دن رہین گے۔ گو باغی ریڈن کے مورچہ کو سرنگ سے اڑانے مین ناکام رہے مگر وہ بے دل نہیں ہوئے انہون نے کانپور بیٹری کے نیچے سرنگ لگائی۔ انگریزون نے اس سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی اور انہی فیٹ انسے آگے بڑھ گئے انکا چھت ایسا سطح زمین کے قریب تھا کہ اسکی چھت گر پڑی تو پھر انہون نے اسپر تختہ لگائے اور نہایت کوشش سے کام کیا مگر کولم صاحب نے ایک گولہ اسکے اندر ایسا مارا کہ سارا کام انکا بنا بنایا بگڑ گیا اور کئی جگہ باغیون نے سرنگین لگائین مگر اسکے اڑانے مین ناکام رہے۔

باغی صرف سرنگون کے لگانے ہی مین مصروف نہ تھے بلکہ وہ نئی بیٹریون کے بنانے مین بھی مشغول تھے۔ انس کی چوکی پر انہون نے ۲۴ بینی توپ لگائی جس سے انس کی کوٹھی ہی کو نقصان نہین پہنچا بلکہ چرچ اور ریزیڈنسی کو بھی۔ اس کے جواب مین ۲۰ اگست کی رات کو ایک توپ ۱۸ بینی انس کی کوٹھی پر لگائی گئی جسکے گولون نے دشمنون کی توپ کو بند کیا۔ جب یہ توپ اپنا کام کر چکی تو اس رات کو اسے اتار لیا۔ محاصرہ کی تاریخ مین ساتوین اگست بڑی مبارک سمجھی جاتی ہے کیونکہ

۴ کہ کوئی آدمی اسمین نہین مرا۔

۱۰ اگست باغیون کا دوسرا حملہ

جو سرنگ شتیں اوپر بیان ہوئین وہ بدستور دسوین اگست تک جاری رہین اس تاریخ مین
دشمنون نے دوسرا حملہ کیا۔ برگیڈ میس کے قریب ایک سرنگ اڑائی جس نے انگریزی
پناگاہ کی بیس فٹ فصیل کو بالکل تباہ و غارت کردیا اور اس کوٹھی کا جسمین شلنگ صاحب
کی سپاہ تھی باہر کی دیوار کا بڑا حصہ اڑادیا۔ جب گرد غبار صاف ہوا تو معلوم ہوا کہ غار ایسا بڑا ہی
کہ اس مین سے ایک رجمنٹ باترتیب آسکتی ہے اور بعض دشمن بڑے بڑے ارادے
کرکے آئے مگر برگیڈ میس کے سر پر افسر و سپاہی بیٹھے تھے جنہون نے ایسی بندوقین ماریں
کہ دشمن جلدی بھاگ گئے ان مین جو من چلے تھے وہ غار سے کے کنگرون پر مارے
گئے۔ جسوقت یہان یہہ کارزار ہو رہی تھی کہ دشمنون کا ایک بڑا گروہ کانپور بیٹری کی طرف
بڑھا اور اسکی خندق مین جاکر چند منٹ ٹھیرا مگر انکو پہلوان سپاہیون نے اپنے ہاتھ سے
نکالا۔ پھر باغی کپتان انڈرسن کی چوکی پر بہت بہادرانہ آئے اور زینے ساتھ لاکر
دیوارون سے لگادیئے مگر یہان بھی اور جگہون کی طرح انکا سخت مقابلہ کیا گیا اور انکے
سردار مارے گئے تو باقی بھاگے اور زینے چھوڑ گئے اور اپنی بیٹریون اور ریتی دار
دیوارون کے اندر چلے گئے جہان سے انہون نے بھاری توپین اور بندوقین چلائین۔ یہان
ہر ایک سپاہی اپنی جان کے لئے نہین لڑتا تھا بلکہ عورتون اور بچون کی جانون کے لیے جو خدا تعالی
نے اپنی امانت انکو سپرد کی تھی اپنی جان لڑادیتا تھا اور سمجھتا تھا کہ شکست پانے سے انکی
جانون کا جانا یقینی تھا۔ لڑائی بڑی سخت اور شدید تھی۔ توپون اور بندوقون کے غل شور
سے زیادہ یہہ دہائی مچ رہی تھی کہ یہان زیادہ سپاہیون کی ضرورت ہے دو چار سپاہی
اپنے ان ہمراہیون کے پاس پہنچے جو زیادہ ضعیف مین آرہے تھے لیکن والنٹیرون نے
جو حقیقت مین بڑے بہادر اور شجاع تھے اپنے افسر کیپر صاحب کی ہدایت کے موافق بندوقین
خوب ستوار ترچلائین۔ جب ہنگامہ جنگ گرم تھا تو مسٹر جیوفری نے سنا کہ باغیون کا ایک
سرغنہ کہتا تھا کہ او بھائیو یہان کوئی نہین ہے تو اس کے جواب مین ہندوستانی
زبان مین انہون نے کہا کہ او بدمعاش ہم یہان بہت سے ہین یہہ کہکر گولی سے اسکو
ادھر اسکے ایک ہمراہی کو مارڈالا اور باغیون کے سرغنہ نے فرنٹ مین بڑھکر کہا کہ آؤ آؤ یہہ

مقام ہم نے لے لیا ہے وہ ہمارے قبضہ مین ہے اس کہنے سے باغی باربار حملہ کرنے پر آمادہ ہوئے
پلے لیکن گولیون سے وہ ہلاک ہوئے۔ جب سب سرغنہ مارے گئے تو باغی واپس اپنی مورچون اور
رہنیدون دار مکانون مین چلے گئے وہان سے بہت توپین اور بندوقین مارنی شروع کین۔
دو گھنٹے کے بعد لڑائی کچھ کم ہوئی مگر جب سورج ڈوبنے کو ہوا تو باغیون نے کپتان سانڈرس
کی کوٹھی پر سخت حملہ کیا اور ایک دشمن دلیری کرکے دیوار پاس گیا مگر مارا گیا۔ ۳۰ منٹ کی لڑائی
مین دشمن پراگندہ و پریشان ہوکر اپنے مورچون مین واپس گئے۔ یہہ دوسرا حملہ باغیون نے
بڑی دہوم دہام سے کیا تھا مگر محصورین نے انکو شکست دی۔ معلوم نہیں کہ کتنے باغی مارے
گئے قیاس سے جتنے چاہو بتادو مگر اس مین شبہ نہین کہ بہت سے مارے گئے ہونگے
باغی اس بھاری نقصان اٹھانے سے بیدل نہین ہوئے۔ صبح نے اپنی جھلک
دکھائی تھی کہ انہون نے توپین متواتر چلانی شروع کین۔ ریسڈنسی مین بہت سے گولے
لگے کہ اسکا بابان بازو گر پڑا جس کے اندر ۶ سپاہی بتیسوین رجمنٹ کے دب گئے
انہین سے بڑی کوشش سے دو زندہ نکالے گئے باقی چار دبے رہے۔ ایک کمرہ
مین سے عورتین اور بچے دوسرے مکان مین بھیجے گئے۔

اس دوپہر کو میجر اندرسن چیف انجنیر مارے گئے وہ بڑے لایق افسر تھے اور اس
محاصرہ مین انہون نے بڑے بڑے کام کیے تھے انکی جگہہ کپتان فلٹن صاحب مقرر
ہوئے۔

۱۲ اگست کو دن مین دشمنون نے کانپور کی بیٹری پر جو ہانس کی کوٹھی سے ایسی
شدومد سے توپ انی کی کہ اس مین توپین چلانی یا رکھنی ناممکن ہوگئین۔ ایک سنتری کے
سوا ترتمام سپاہ وہان سے ہٹائی گئی یہہ سنتری بھی مارا گیا پھر جو نقصان ہوا تھا اس کی مرمت
کی گئی

ساگو کی کوٹھی کے قریب دشمن سرنگ لگانے کے لیے کام مین مشغول ہوئے لفٹنٹ
ہچن سن نے محاصرہ سے نکلکر حملہ کیا مگر دشمنون نے ایسی گولیون کی باڑین مارین کہ وہ الٹے
بغیر کچھ نقصان اٹھانے کے چلے آئے۔ پھر انگریزون نے ایک سرنگ لگائی دشمنون نے

سرنگ لگانے والون کی بڑی مزاحمت کی وہ چاہتے تھے کہ جتنے انگریزون کے مکانات
بانسون کے بنے ہوئے ہین اڑا دین مگر وہ اس اپنے ارادہ مین کامیاب نہین ہوئے
۱۴۔ اگست کو انگریزون نے جو باغیون کی سرنگ کے نیچے سرنگ لگائی تھی وہ تیار ہوگئی
اور وہ اڑائی گئی جس سے دشمنون کی سرنگ کے لگانے والے سرنگ کے اندر ہی دبکر
مرگئے۔ اسطرح ساگو کی کوٹھی کا پیچھا کچھ دنون کے لیئے چھوٹ گیا۔ دشمنون نے جو انڈرسن
کی کوٹھی کے پاس سرنگ لگائی تھی اسکا بھی علاج کیا گیا۔

انگد کا واپس آنا۔

۱۵۔ اگست کی رات کو انگد چھپ چھپا کے ریسیڈنسی مین آیا اور کرنیل فریزر کی یہ چٹھی
لایا۔
"میرے پیارے۔ ہمارے پاس کمک آگئی ہے ہم لکھنؤ کو کل صبح چلینگے جہانتک
ممکن ہوگا جلد تمہارے پاس پہنچینگے۔ ہم کو امید ہے کہ چار روز مین تمہارے پاس آجائینگے
تم کو ہماری مدد ہر یک طرح سے کرنی چاہیئے ہماری سپاہ تھوڑی ہے اگر ہم اندر جاکر
تمہارے پاس نہ پہنچ سکین تو تم باہر نکلکر ہم سے آن ملنا۔"

انگد کا بیان اور محصورین کی حالت۔

اس چٹھی مین ۴۔ اگست مقام منگل وار لکھا ہوا تھا انگد نے بیان کیا کہ مجھے باغیون نے
قید کر لیا تھا مین قید سے چھوٹا تو پھر الٹا منگل وار گیا تو وہان انگریزی لشکر مین نے موجود
نہ پایا تو مین گنگا کے کنارہ پر گیا تو وہان جاکر مجھے تحقیق ہوا کہ جنرل ہیولوک کانپور مین اسی سبب
واپس گیا کہ نانا نے کانپور کو دھمکایا تھا۔ جنرل دو دفعہ بشیرت گنج مین آیا اور دشمنون کو
دو شکستین دیکر پھر الٹا چلا گیا۔ اس بیان سے محصورین کا بڑا دل شکستہ ہوا ایک صاحب
نے کہا کہ کیا لکھنؤ کا حال بھی کانپور کا سا ہوگا؟ افسوس ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہوا معلوم ہوتا
ہے ہماری تعداد کم ہوتی جاتی ہے موت منھ کے سامنے کھڑی رہتی ہے "ابھی ایک
گولے نے برآمدہ مین توپچی کو مارا ہے۔ ہوا کے بگڑ جانے سے اور غذا کے کم اور بری
ملنے سے اسقدر امراض زیادہ ہوگئے کہ وہ دشمنون کی گولیون سے زیادہ مارنے لگے۔
ایک رات مین پانچ بچے بیماری سے مرے۔ باپ تمام دن مسلح رہتے تھے اور لڑتے تھے
رات کو پہرہ دیتے اس لیئے وہ اپنے مصیبت زدہ کنبے کی کچھ خبر گیری نہین کرسکتے تھے

مائین اپنے بچون کو بیمار دیکھکر دیوانی ہوئی جاتی تھین نہ انکو دوا ملتی تھی نہ غذا۔ قبرستان کی
ہوا ایسی بگڑ گئی تھی کہ مردون کی نماز قبر پہ نہین اسپتال ہی مین پڑہائی جاتی تھی۔ ان مصیبتون کے
علاوہ اب قحط نے اپنی آنکھین دکھائین ایسی حالت مین برگیڈیر نے ۱۶۔ اگست کو جنرل
ہیولوک کو یہہ خط لکھا۔

میرے پیارے جنرل کرنیل ٹیلر کا خط مورخہ ۴۔ اگست گبنس صاحب کے نام
آیا جسکا آخر فقرہ یہہ تھا کہ تم ہماری مدد سب طرح سے کرو اگر ہم بزور تمہارے پاس نہ پہنچ سکین
تو تم رستہ نکالکر ہمارے پاس آجاؤ ہماری فوج کم ہے" اس فقرہ سے میرا دل بڑا بےچین
ہوا یہہ ناممکن ہے کہ مین اپنی ضعیف اور شکستہ حال سپاہ کو ساتھ لیکر اپنی پناگاہ سے باہر
نکلون آپکو دلمین یہہ خیال رکہنا چاہیئے کہ میرے پاؤن مین کیسی بیڑیان پڑی ہوئی
ہین کہ میرے پاس ایک سو بیس سے زائد تو زخمی اور بیمار ہین اور کم از کم ۲۲۰ عورتین
اور ۲۳۰ بچے ہین اور کسی قسم کی باربرداری کی گاڑیان نہین ہین۔ خزانہ مین تئیس لاکھ
روپیہ ہے اور تیس توپین ہین ان سب کو کس طرح چھوڑکر ریسیڈینسی کے باہر آسکتا ہون
اس خبر کے سننے کے سبب سے مین سپاہ کو آدھی خوراک روزانہ دونگا جبتک
آپکے پاس سے کوئی خبر آئے۔ میرے ذخیرے غذا وغیرہ کے ۱۰ ستمبر تک خرچ
ہو جاینگے اگر آپ اس سپاہ کے بچانے کی آس رکھتے ہین تو جلد آنے مین ذرا دیر
نہ لگائیے۔ ہماری پناگاہ سے چند گز کے فاصلہ پر دشمن ہے جو ہر روز ہمپر حملہ آور ہوتا ہے
اسکی سرنگون نے ہماری چوکیون کو ضعیف کر دیا ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اور سرنگین لگ رہی
ہین۔ ہماری بعض بطریون سے دشمنون کی ۱۸ ہنی توپین ایک سو پچاس گز کے فاصلہ پر ہین
اور ہم جنگی قابلیت ایسی نہین رکھتے کہ انکا جواب دے سکین جواب دینے مین ہمارا نقصان
زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اب سپاہ یورپین ۳۵۰ اور ہندوستانی فوج تین سو ہے اور سپاہی
بڑے اندیشناک ضیق وضغطہ مین آرہے ہین۔ ریسیڈینسی کا ایک حصہ توپون سے مسمار
ہو گیا ہے اس لیئے اب کوئی جائے امن وامان نہین رہی۔ اگر ہندوستانی سپاہ جس کا
اعتبار کم ہوتا جاتا ہے چھوڑکر چلی جائے تو مین نہین جانتا اپنی امن گاہ کی کس طرح

آدمیون کے متعین کرنے سے محافظت کرسکتا ہون - آپ اس سوال کا جواب لکھیے کہ مین نے
جو آپ پاس چٹھی بھیجی تھی اور نقشہ بھیجا تھا یہ دونو آپ پاس پہنچے یا نہین -

آپ کا سچا دوست جی انگلس

جنرل انگلس نے یہہ بھی لکھا تھا کہ تمام ایام محاصرہ مین باغیون نے ہمارے خیرخواہ سپاہیون
کے بہکانے کے لیے کسی موقع کو اپنے ہاتھ سے جانے نہین دیا وہ انسے کہتے تھے کہ اگر ہم ریسیڈنسی
کو نہین لے سکینگے تو وہ سب کو بھوکا رکھ کر مار ڈالین گے اور اسکو یہہ یقین دلاتے تھے کہ
ہندوستان مین انگریز مارے گئے اور کوئی امید نہین ہے کہ انگریزون پاس کہین سے
کمک آئیگی ہماری کمک کے آنے مین اسقدر التوا ہوا ہے کہ انکے کہنے پر بہت سے سپاہیونکا
یقین ہوگیا مجھے یہہ خوف ہے کہ اگر ہماری کمک کے آنے مین بہت التوا ہوا تو ہمارے بہادر سپاہی
جو اب تک خیرخواہ رہے ہین انکی وفاداری متزلزل ہوجائیگی -

۱۸- اگست کو دشمنون نے سکھ لینیون کے سامنے ایک سرنگ اڑائی جسکا اثر بڑا مہلک ہوا
کپتان اور صاحب اور لفٹننٹ میچم صاحب اور سویٹ صاحب جو باجہ بجانے والون کی
پریسیڈنسی مین افسر تھے وہ ہوا مین اڑ گئے مگر خدا کی یہہ عنایت ہوئی کہ وہ جب زمین پر
آئے تو کوئی انکو گزند سوا سخت جنبش مین آنے کے نہین ہوئی مگر کم بختی سے گیارہ زندہ آدمیون
سے کچھ کم نہین اینٹ پتھرون مین دبے جنکا نکالنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ دشمن ایسے
مکانون سے آگ برسا رہے تھے کہ دس گز سے زیادہ فاصلہ پر سامنے کی ڈراڑ سے
نہ تھے جو تیس فیٹ کے پہرے تھی سرنگ اڑانے کے بعد دشمنون نے ایک عام حملہ کیا
جو پہلے دو حملون کی طرح سخت وشدید نہ تھا - اس حملہ کا دفع دفع کرنا چندان مشکل نہ تھا -

۱۸- اگست کو شکست نے باغیون کے حوصلون کو پست کردیا تھا - اگرچہ انہون نے
دوسرے دن بھی بھاری آتش باری کی لیکن ان مکانات کے مسمار ہونے مین جن کی
آڑ مین وہ انگریزی مورچون پر توپین اور بندوقین مارتے تھے انگریزون کی کچھ مزاحمت
نہین کی - ان مکانات کا انہدام کپتان فلٹن اور ہچنس صاحب اور انڈرسن کے اہتمام سے
ہوتا تھا - جو ان فیس کی کوٹھی باغیون کے قبضہ مین تھی اسکے اندر ایک مینار تھا جس کے

۱۸- اگست کو سرنگ کا اڑانا

مورچون کے قریب کے مکانات کا انہدام ۱۸- اگست

جسکے اوپر سے ایک خواجہ سرا ریسیڈنسی مین آدمیون کا شکار اپنی بندوق سے کیا کرتا تھا اور بہت
نقصان پہنچاتا تھا - اسپر انگریزون کا قبضہ تو ہو نہین سکتا اسلیئے یہہ تجویز ہوئی کہ اسکو سرنگ سے
اڑانا چاہیئے - یہہ سرنگ بہت سی راتون مین محنت کرکے بنائی اور جب وہ تیار ہو گئی تو کوٹھی پر
توپین اور بندوقین مارنی شروع کین جس سے باغیون نے جانا کہ کوٹھی پر حملہ ہونے کو ہے -
اس لیئے وہ بہت سے کوٹھی کے اندر چلے آئے جب انکا مجمع ہو گیا تو سرنگ اڑا ئی گئی
جس سے کوٹھی مسمار ہو گئی اور بہت باغی اسکے اندر دبکر فنا ہوئے -

باغیون نے توپین لگا کے برگیڈ میس کے اوپر کی منزل کو مسمار کر دیا مگر نیچے کی منزل اسکی
ایسی مستحکم تھی کہ اسپر توپون کا اثر کچھ نہین ہوا - ریسیڈنسی پر اتنے گولے پڑے کہ اسکا مغربی برانڈہ
بالکل گر گیا اور تمام عمارت ایسی شکستہ ہو گئی کہ اسمین کوئی امن کی جگہ نہین رہی ذخیرے نیچے کی
منزل مین اٹھا لیے - عورتین بچے بیگم کی کوٹھی مین بھیجے گئے - غرض عمارات کی شکستگی کے سبب وہ
رات کو تہ خانون کے فرش پر بورئے بچھا کر سوتے تھے اور دن کو انہین لپیٹ کر دیوار سے
لگا دیتے تھے اور تنکھے کے نیچے رہنے کے لیئے تھوڑی جگہ مین بہت آدمی جمع ہو جاتے
تھے - جب اگست کا مہینہ ختم ہونے کو ہوا تو خوراک کی بہت سی چیزون کا توڑا ہوا - چاء
اور شکر بیمارون اور زخمیون کے لیئے تھوڑی سی باقی رہی تھی تمباکو نہین رہا تھا جسکے سبب سے
ہندوستانی اور یوروپین سپاہیون نے خشک تمباکو کے پتے اگر انکو میسر ہو جاتے تو
پائپ مین رکھکر پیتے تھے - چند پیپے پورٹ کے باقی تھے جنکی نگہبانی خزانہ کی طرح کی جاتی تھی
برانڈی کی ایک درجن بوتلین سولہ پونڈ کو اور بیر کی ایک درجن بوتلین سات پونڈ کو آتی
تھین سور کی قیمت سات پونڈ تھی کوارٹر بوتل شہد کی قیمت چار پونڈ تھی اور دو چھٹانک سوجی
کی قیمت چار پونڈ تھی - صابن تو روپیہ دیکر بھی ہاتھ نہین آتا تھا - خوراک دیر ہضم اور بری ملتی تھی
آدمی اور گھوڑے اور بیل نیم دفن ہوتے تھے انکی سڑاند سے ہوا متعفن رہتی تھی جب سے
محاصرہ شروع ہوا تھا تین سو یوروپین مرے تھے - وہ ہر روز مرتے تھے - گرجا بین نہی بیواؤن
کے ہجوم دیکھنے سے دل کٹتا تھا - اب یوروپین مین رات دن مشقت شاقہ اٹھانے سے اور
رات کو آرام سے نہ سونے سے اچھا کھانا نہ ملنے سے اعلے طاقت کام کرنے کی بہت کم ہو گئی تھی

دشمنون کے گولے گولیون سے بچنے کے لیئے کوئی امن نہ تھا۔

۲۱۔ اگست کو دشمنون نے بڑی محنت کرکے برگیڈ میس کے نیچے سرنگ لگائی وہ دن کو کام کرتے تھے اور انگریزی انجنیر رات کو انہون نے اس سرنگ کا پتا لگا کے الٹا باغیون ہی کو ہلاک کیا

۲۸۔ اگست کو خیرخواہ جان نثار پیک انگد آیا اور کانپور سے جنرل ہیولوک کا خط محررہ ۲۴۔ اگست لایا جسمین لکھا تھا "میرے پاس تمہارا خط مورخہ ۱۶ اگست پہنچا۔ سرکولن کیمبل جو ایک دن کی اطلاع پانی پر جنرل این سن کی موت کی خبر سنکر انکی جگہہ کام کرنے آیا ہے وہ میرے پاس تازی سپاہون کے بھیجنے کا وعدہ کرتا ہے مین سب سے اول تمہارا خیال رکھونگا۔ بیس پچیس روز مین میرے پاس سپاہ کی کمک آئیگی مین سب طرح کی تیاریان لکھنو کی روانگی کے لیئے کرونگا تم کبھی دشمن سے عہدوپیمان نہ کرنا شمشیر بدست ہوکر مرجانا

اب یہ بیس پچیس روز کا انتظار محصورین کے لیئے بڑا اشتیاق تھا دشمن کا حال یہہ تھا کہ وہ روز بروز رات دن ریسڈینسی کے غارت اور تباہ کرنے کی تدابیرین کرتا تھا اس لیئے بیلی گارڈ کے دروازہ سے سوگز کے فاصلہ پر لکھنو دروازہ کے اوپر ایک بیٹری لگائی جسکے جواب مین یوروپین اور ہندوستانی سپاہیون نے خزانہ اور بیلی گارڈ کے دروازہ کے درمیان ایک بیٹری لگائی ہے۔

یکم ستمبر کو انگد برگیڈیر کی چھٹی پھر لیکر جنرل ہیولوک پاس گیا جسمین لکھا تھا "کہ مین آپ سے بیباکانہ عرض کرتا ہون کہ دشمنون کی توپون اور بندوقون کی بھرمار سے میری سپاہ ہر روز کم اور میری امن گاہ کمزور ہوتی جاتی ہے اگر دشمن حملہ کرکے ریسڈینسی کے لینے کا قصد بالاستقلال کریگا تو مین اسکو مقابلہ کرکے اس سبب سے نہین ہٹا سکونگا کہ میرے پاس لشکر تھوڑا ہے اور وہ بھی شکستہ وخستہ حال ہے۔ جب سے محاصرہ ہوا ہے تین سو سے زائد صرف یوروپین مارے گئے ہین۔ دشمنون کی سرنگین لگانے سے ہمارا ناک مین دم آیا ہے اس پاس جسمین توپین بڑی دور کی مارکی ہین۔ آپ کا اسطرف پیش قدمی کرنا خداہ کسی طرح کا ہو ہمارے حق مین مفید ہے اور ہندوستانی سپاہین بڑی بڑی اقویتا

سرنگ دشمنون کا الٹا

انگریزی کمک کا وعدہ

۱۰۔ اگست کو دشمنون کا بیٹری لکھنو دروازہ پر لگانا

کرتے ہین جو اب تک ہمارے ساتھ خیرخواہ اور وفادار رہے ہین اگر آپ کو اپنی اس طرف پیش قدمی کرنے کی خبر بھیجنی ممکن ہو تو بذریعہ خط بھیجیے اور قاصد سے کہہ دیجے کہ وہ خط مجھہ ہی کو دے اور آگرہ کا لفظ اسے کہہ دیجے کہ وہ اپنے گذرنے کے لیئے کہے -

باغی سرنگون کے لگانے مین بڑی مصروف تھے نئی نئی سرنگین لگاتے تھے ۲۳- اگست کو اُنہون نے انڈرسن کی چوکی کے قریب سرنگ لگائی - چھہ روز بعد سنا کہ ساگو کی چوکی کے قریب سرنگ کہودی گئی ہے انکا ارادہ یہہ تھا کہ سانڈرس کی چوکی کو اڑا کر بیلی گارڈ پر قبضہ کرلین مگر انگریزی انجنیرون نے انکو ان سرنگون کے کام مین کامیاب نہین ہونے دیا انکی سرنگون ہی سے انکو نقصان پہنچایا -

بڑی محنت مشقت سے یہہ نئی بیٹری بیلی گارڈ اور خزانہ کے درمیان تیار کرکے سپاہی بڑے خوش تھے مگر انکا کمانڈر بیجر برڈیر جو بڑا بہادر تھا مارا گیا - ہندوستانی سپاہی اسنے ایسے انوس تھے کہ انکی لاش کو برہمن سپاہی اٹھا کر قبر پر لے گئے اور انکو خود دفن کیا یہہ محبت ہی کا سبب تھا کہ انکی لاش اٹھانے مین برہمنون نے اپنی جان کا پاس نہین کیا محصورین کو اس ناامیدی نے کہ نہ کہین سے کوئی کمک آئیگی نہ کوئی اور دستگیری و تائید ہوگی انکی ذہانت کو تیز کردیا تھا وہ اپنی محافظت کے لیئے نئی نئی تدابیر اپنی فکر و تحقیق سے ایجاد کرتے تھے - وہ بہت سی بھری ہوئی بندوقین اپنے پاس رکہتے تھے وہ کبھی بے ضرورت ایسی جگہہ نہین آتے تھے کہ وہان اپنر دشمن کی زد لگ سکے جب انہون نے رینیان بنائین رینیون کے بنانے کی کیفیت کبھی فراموش نہین کرنی چاہیئے محصورین اور محاصرین مین بہت سے مقامات مین فاصلہ ایسا کم تھا کہ طرفین مین سے کسی کو یہہ جرأت وہمت نہین ہوتی تھی کہ آمنے سامنے ہوکر ایک دوسرے پر بندوق چلائین جب عام حملہ ہوتا تھا تو دیوارون کی رینیون مین سے بندوق زنی ہوتی تھی - جب فریقین ایسے پاس پاس ہون تو وہ جان سکتے ہین کہ رینیون مین سے گولیان کس طرف جائینگی اس لیئے وہ انسے بچ سکتے ہین - غرض یہہ رینیان طرفین کو ایک دوسرے کی زد سے بچاتی تھین اور زیادہ خونریزی نہین ہونے دیتی تھین اور جو دیگر طرفین سے رات دن

برابر گولیان چلتی تھین۔ حملہ کا کوئی مقام متعین نہین ہو سکتا تھا۔ دشمنون کے قریب ہونے کے سبب سے محصورین کو رات دن جنگ کے لیے آمادہ رہنا پڑتا تھا۔ باروت کے صرف کرنے مین یہہ احتیاط کی گئی کہ آغاز محاصرہ پر توگولے گولیان اناپ سناپ ماری جاتی تھین خواہ دشمن نظر آئے یا نہ آئے مگر دس روز کے تجربہ کے بعد جب ہی دشمن پر توپ ماری جاتی تھی یا گولی چلائی جاتی تھی کہ اس کے مارنے کا احتمال ہو۔

بڑی بات یہہ تھی کہ دشمنون کی حرکات کا حال معلوم ہوتا رہے اسکی دیدبانی کے لیے یہہ انتظام کیا گیا تھا کہ صبح کو ایک افسر سنتری کو ساتھ لیجا کر ریذیڈنسی کی بلند چھتون اور برجون پر لیجاتا اور وہان سے دشمنون کی سب حرکات کو دیکھتا اپنے ساتھ کاغذ کے پرچے رکھتا جب ضرورت ہوتی تو فوراً حال لکھ کر سپاہی کے ہاتھ بھیجتا۔ دو دو گھنٹے بعد افسرون و سپاہیون کی بدلی ہوتی بس اسطرح سے برابر دشمنون کی ساری حرکتون کا حال معلوم ہوتا رہتا۔ یہ کام بھی خالی از خطر نہ تھا دو افسر اسی خدمت مین مجروح ہوئے ریذیڈنسی کے سب سے بلند مقام پر ہمیشہ انگریزی پھریرا پھراتا رہتا اگر دشمن اسکی دھجیان اڑانے مین بڑی کوشش کرتے تھے اور جب اسکو اڑا دیتے تھے تو پھر از سر نو تیار ہو کر لگایا جاتا تھا جس سے دشمنون کو معلوم ہو کہ انگلنڈ کی طرف سے ابتک انگریز لڑنے کو موجود ہین۔

اس محاصرہ مین سرنگ و سرنگ لگانے کا کام بہت آتا تھا۔ سرنگ لگانے کو پڑھنے والے نہین جانتے ہونگے کہ کیونکر لگتی ہے اس لیے اسکا حال لکھا جاتا ہے کہ پہلے اپنی محافظت کے مقامات مین ایک کوٹھی جسکا قطر چار فیٹ ہوتا تھا اس زمین کے اندر بارہ سے لیکر ۲۰ فیٹ عمیق اتاری جاتی تھی جو قریب اس مقام کے ہوتی جسپر حملہ کرنے کا ارادہ ہوتا۔ پھر اس کے اندر ایک گیلیری یعنی گلی یا چھتہ سمت مطلوب مین جتنے لمبے بنانے کی ضرورت ہوتی اس طرح بڑی محنت سے بنایا جاتا تا کہ ایک سپاہی یا افسر ایک چھوٹی سی کدال لیکر زمین کو اپنے سامنے کھودتا۔ اور ایک چور راستہ بناتا جسکی بلندی اور چوڑائی اسقدر ہوتی کہ وہ اس کے اندر بیٹھ سکتا اور اسکا سر چھت سے نہ ٹکراتا۔ اس کاریگر کے پیچھے

ایک اور کاریگر ایک خالی پیپہ لیکر بیٹھتا جسمین وہ مٹی بھرتا جاتا جسکو پہلا کاریگر کھودتا پھر یہ
پیپہ کوٹھی مین لٹکایا جاتا اور یہان سے وہ رسیون مین باندھ کر اوپر کھینچا جاتا اور وہ
خالی ہوکر سرنگ مین اتارا جاتا پس اسطرح پانچ آدمی سرنگ کھودنے کے لیئے کام کرتے
ایک اندر دو کوٹھی کی تہ مین اور اسکے اوپر دو۔
اکثر دس آدمی سرنگ پر لگائے جاتے جنکی آپس مین باری باری سے آدھ آدھ گھنٹے کے
بعد بدلی ہوتی تھی۔
یہہ سرنگین ہمیشہ اس لیئے نہین کھودی جاتی تھین کہ دشمنون پر یورش کی جائے بلکہ زیادہ
اس لیئے کھودی جاتی تھین کہ دشمن زمین کے اندر ہوکر حملہ کرنا چاہتے تھے انکا انسداد کیا
جائے۔ موسم گرما مین ہندوستان مین انگریزون کا کمتداوزارون سے یہ کام کرنا بڑا دشوار
کام تھا سارے دن لڑنا اور رات کو ان سرنگون کا کھودنا انکا طاقت بشری سے بڑھکر کام تھا
سپاہی اور افسر دونو ایک ہی طرح کام کرنے مین شریک ہوتے تھے جیسے سپاہی سنتری بنکر پہرہ
دیتے تھے ایسے ہی افسر
۵ ستمبر کو باغیون نے اپنا آخری حملہ بڑے زور شور سے کیا۔ پہلے ایک بڑی سرنگ اڑائی
جو سیجر اسپ تھروپ کے مورچے سے چند منٹ کے فاصلہ پر اڑ کر رہ گئی پھر باغی بڑے بڑے
زینے لیکر آگے بڑھے اور دیوارون سے اپنے زینون کو چسپان کر دیا اور ٹھہ کی لمحہ ایک ٹوپ کی
سینچ مین گھس آئے مگر گرانڈیرون کی بندوقون کے مارنے سے جلدی سے وہ بہتسا
نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے۔ چند منٹ بعد انہون نے برگیڈ میس کے پاس ایک سرنگ اڑائی
اور دلیرانہ وبیباکانہ آگے بڑھے مگر بہت جلد باغ کے اندر انکی لاشون کے جابجا کھلیان لگ گئے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انگریزی مورچہ کے بہادرون کی بندوقون نے اپنی ہدف زنی
مین خطا نہین کی ہر گولی ان کے دشمن پر لگی جسکے بعد سے دشمن ذلت کے ساتھ بھاگ گئے
اور اپنے سردار کو جو بڑا خوبصورت سپاہی ملازم سرکار تھا چھوڑ گئے انہون نے اور مورچون پر
اسی طرح حملے کیئے مگر انہین انہون نے ایسی زیادہ بہادری کو نہین دکھایا ہر جگہہ انکو شکست ہوئی
آج کے دن انکا نقصان بہت اس لیئے ہوا کہ وہ بہت آگے دلیری کرکے حملہ کرنے آئے تھے

باغیون کا آخری حملہ ۵ ستمبر کو

رات کو چھاونی کی طرف وہ اپنے زخمیون کو اور مردون کی لاشون کو لے جاتے ہوئے دکھائی دیئے جتنے حملے انہون نے کیئے انمین سے چار حملے بڑے تھے جنکا تفصیل وار بیان کیا گیا ہے۔ انمین محصورین نے مصیبت کی حالت مین اپنی محنت وہمت وجرأت کو ظاہر کیا دشمنون نے اپنے حملون کا آغاز اکثر سرنگون کے اڑانے سے کیا جس کی برداشت کرنے کی قوت ریسیڈنسی مین پوری نہ تھی اگر سرنگون کے پورے تیار ہونے اور اڑانے سے پہلے ان کے انسداد کی تدابیر بہادرانہ محصورین نہ کرتے اور ہمت وشجاعت کو کام مین نہ لاتے تو غالباً اور بہت حملے ہوتے اور شاید انکا مآل ریسیڈنسی کی تسخیر پر ہوتا لیکن انکی سرنگون کی سمتین ہر ایک جا مین تحقیق کی جاتین اور انکی سرنگون کے نیچے سرنگین لگائی جاتین۔ بڑے بڑے سوراخ جو انہون نے چار سرنگیں لگائی تھین انکی سمتون کو انگریزون نے پہلے سے دریافت کر لیا اور انکو الٹا دشمنون پر اڑایا اور دو مین بڑی کامیابی ہوئی کہ ایک مین آٹھ باغی ہوا مین اڑ گئے اور دوسرے مین بیس باغی مجروح ہوئے۔ ان سرنگون کے لگانے مین انگریزون کو بڑی محنت جان گزا اور مشقت روح فرسا اس سبب سے زیادہ اٹھانی پڑتی تھی کہ ہنرمند زمین کے کھودنے والے تھوڑے تھے ایسے کامون کے کرنے کا اتفاق لڑائیون مین بہت ہی تھوڑے سپاہیون کو ہوا ہوگا اس تکلیف مالایطاق کو دیکھو سپاہ کو دن کو تو گرمی کی شدت مین جلنا پڑتا تھا رات کو اوس مین تر ہونا پڑتا تھا دونو سے بچنے کا سامان تاکافی اس پاس تھا اور بعض مقامات مین تو بالکل نہ تھا۔ دن کی گرمی اور رات کی تری بڑی تکلیف دیتی تھی اصلی حملون کے روکنے کے سوا رات دن دشمنون نے جھوٹے حملون کے خوف اور زیادہ جان مارتے تھے۔ باغی اکثر بڑی بھاری آتش باری کرتے تھے اور گھنٹون تک ایسا غل شور مچاتے تھے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ حملہ کرنے آتے ہین مگر ایک آدمی نہین دکھائی دیتا تھا وہ یہہ کام انگلون جان بوجھ کر سپاہ کے دق کرنے کے لیئے کرتے تھے جسکو وہ جانتے تھے کہ ہاری تھکی پڑی ہے ان کا یہہ مقصد اس طرح حاصل ہو جاتا تھا کہ سارے لشکر گاہ مین کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ جس مین دشمن رخنہ اندازی نہ کر سکین اسلیئے ان جھوٹے حملون کے لیئے ایسی تیاری کرنی پڑتی تھی جیسے کہ اصلی حملون کے لیئے

سپاہی اپنے ہتھیارون کے پاس کھڑے رہتے تھے اور اپنے مورچون مین سکونت
رکھتے تھے جب تک کہ سر اوٹرم صاحب کے آنے سے محاصرہ ختم ہوا رات دن سپاہ کو
سر پر یہی آفتین کھڑی رہین - علاوہ ان ملیٹری فرائض کے ادا کرنے کے سپاہ کو رات کو
فصیل و مورچون کی شکست ریخت کی مرمت کرنی پڑتی تھی ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ توپون کو لیجانا اور میگزین کو ڈھونا کمسریٹ کے ذخیرون کو لے جانا پڑتا تھا اور
اسکے سوا اور بہت سے کام رہتے تھے اس سپاہ کو جو محنت و مشقت اٹھانی پڑتی تھی
اسکا بیان صحیح صحیح الفاظ مین نہین ہوسکتا۔ اس محنت مشقت مین کل سپاہی اور سول اور
ملیٹری افسر ... ... شراکت مین برابر حصہ لیتے تھے۔ سب کے سب سرنگون
مین اترتے تھے۔ سڑے ہوئے بیلون کے دفن کرنے کے لیئے سب ہاتھ مین بیلچے
لیکر انکو اٹھاتے تھے سب بندوقین اور سنگینین لگا کے پہرہ چوکی دیتے تھے ان مین
کچھ تمیز افسر و سپاہی و سویلین کی نہ تھی باری باری سے سب سنتری بنکر پہرہ دیتے تھے
باوجود ان تمام محنت و مشقت کے محصورین نے پانچ دفعہ محاصرہ سے باہر جاکر دشمنون پر
حملہ کیا جنمین ایک دفعہ دشمنون کی دو بھاری توپون مین میخین ٹھونکین اور بہت سی وہ
حویلیان اڑا دین جنکی آڑ مین دشمن بیٹھ کر انگریزی سپاہ پر وار کرکے آزار پہنچاتے تھے
چونکہ سپاہ کی تعداد کم تھی اس لیئے ہر سپاہی دل مین جانتا تھا کہ میری خاص توجہ وسعی پر
اس کل رسیڈنسی کی سلامتی موقوف ہے جو مقام افسر و سپاہی اور کسی آدمی کو سپرد ہوتا تھا
اسکی محافظت مین وہ جان لڑانے کو یہہ سمجھتا تھا کہ مین ان جانون کے لیئے لڑتا ہون
جو خدا نے میری امانت مین رکھی ہین پھر اس مین اپنی شجاعت اور دلاوری دکھاتا تھا کہ دشمن
باوجودیکہ متواتر حملے کرتے تھے اور بڑی بڑی سرنگین کھودتے تھے اور سپاہیون کی
تعداد بڑی کثرت سے رکھتے تھے اور متواتر آگ کا مینھ برساتے تھے لیکن باوجود ان
سب باتون کے رسیڈنسی کی ایک انچ زمین بھی نہین چھین سکے باوجودیکہ لشکر کا ضعیف
تھا اگر دشمن کسی بیرونی مورچے پر اپنے قدم جما لیتے تو ساری رسیڈنسی کو لے لیتے۔ مکانات
بے چھتون کے تھے دیوارین و سنانات شکستہ و خستہ تھے فصیلون مین شگاف

پڑے ہوئے تھے۔ توپین بیکار تھین حصار ضعیف تھا باوجود ان باتون کے خدا کے فضل سے
اور بڑے بڑے بہادرون کی جان لڑا کر لڑنے سے ریسیڈنسی قبضہ مین رہی اسی سے
اندازہ ہوسکتا ہے کہ محصورین نے اپنی عالی ہمتی اور عالی حوصلگی سے کیا کام کئے ہین۔
ان انقلابات کے ابتدائی زمانہ مین محصورین کو کچھ خبر نہین ہوتی تھی کہ باہر کیا ہو رہا ہے ہر روز
مخبر و جاسوس خبرون کے لانے کے لیئے اور کمک کے منگانے کے لیئے بھیجے جاتے تھے
ان مین سے آغاز محاصرہ سے ۲۶ دن تک کوئی خبر نہین لایا۔ انگد جو خبر لایا اسکا ذکر پہلے کیا
گیا۔ پھر مخبر و جاسوس اس مطلب کے لیئے آتے تھے کہ ہندوستانی سپاہ کو بہکائین انسے
کوئی معتبر خبر نہین مل سکتی تھی مگر ہان انگد جو دو دفعہ خبرین لایا انکا ذکر اوپر ہوا۔ پھر یہی مخبر تیسری
دفعہ مژدہ جان فزا اور نوید مسرت افزا اوٹرم کے آنے کی دو روز پہلے انکے آنے سے لایا
علاوہ ہیضے اور چیچک کے یہہ ایک بیماری عام تھی کہ ایک بڑا اسودی دانہ نکلتا پھر خفیف سا
بخار آتا جسکے سبب سے گو جانین نہین تلف ہوئین مگر سپاہی کمزور و مضمحل ہوجاتے تھے
انکو کوئی مقوی غذا نہین ملتی تھی بجز اسکے کہ گوشت موٹا آٹا ملتا تھا جسسے وہ اور بھی کمزور
ہوجاتے تھے۔ ان بیماریون سے عورتین اور انسے زیادہ بچے تلف ہوتے تھے اسکے سوا
محصورین کے لیئے اور تکالیف تھین۔ ہندوستانی ملازمون کا کال تھا جسکے سبب سے بہت تکلیف
اٹھانی پڑتی تھین۔ دفعتہً جو افسرون کو محصور ہونا پڑا تو ہندوستانی ملازم جو غالباً وفادار تھے
حصار سے باہر رہ گئے۔ بہت سے بھاگ گئے۔ بعض کنبون مین ایک ملازم بھی نہ تھا بہت سی
لیڈیون کو اپنے بچون کی ساری خدمتین کرنی پڑتی تھین اپنے کپڑے آپ دھونے پڑتے
تھے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا کھانا آپ پکانا پڑتا تھا۔ ضروری سامان راحت کی کمی نے اور بھی
عورتون کو بیمار بنا دیا تھا۔ غرض ان سب عورتون نے سچے توکل و رضا سے مصائب کا
تحمل ایسا کیا کہ وہ مردون کے لیئے ایک مثال اور نمونہ بن گئین جنسے انکے دل کی قوت بڑھ گئی
ان مین سے بعض عورتین بیوہ عورتین ہوئی تھین بچے انکے بن باپ کے ہوتے تھے مگر سب انکی
مشیت پر راضی تھین ان خدا پرست عورتون مین سے مس نائٹ انگل (یہہ ایک نامور مس ہے
جسنے کریمیا مین بیمار زخمیون کی تیمارداری کی تھی) کی مقلد برچ و منول مین ..... کی

بیویان تھین کہ جو اسپتال مین بیمارون اور زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین۔

۱۶ ستمبر کو جنرل ہیولوک صاحب پاس انگد بھیجا گیا تھا اسکو جانا ناگوار نہ تھا اگرچہ جانے مین جوکھون بڑی تھی اور پکڑے جانے مین موت یقینی تھی مگر انعام بھی بڑا ہر پھیرے پر پانچہزار روپیہ تھا۔ وہ چھ روز بعد ۲۲ ستمبر کو یہہ خط لایا کہ سپاہ گنگا پار اتر آئی ہے تین چار روز مین یہان آنے والی ہے۔ بریگیڈ نے یہہ مژدہ جان افزا محاصرین کو سنادیا کہ دو ہفتے کے اندر یقینی ہماری کمک یہان آجائیگی۔ اس خبر کو سنکر بیمارون اور زخمیون مین بھی اس امید سے جان آگئی کہ جلد تبدیلی آب و ہوا سے صحت ہوجائیگی انگد نے کہا کہ مین مرون یا جیون انگریزون کے ساتھ رہونگا مگر تین دفعہ جاچکا ہون اب چوتھی دفعہ نہین جاؤنگا

۲۳ ستمبر کو کانپور کی سمت مین ڈیون بندوقون کی آوازین آئین۔ شہر مین بھی دیکھا باغیون کی سپاہ مین ہل چل مچ رہی ہے۔ ۲۴ ستمبر کو شہر مین بھی بندوقون اور توپون کی آوازین سنائی دین معلوم ہوا کہ باغیون کی سپاہ مین بھی تلاطم آرہا ہے کہ انگریزی سپاہ شہر کے قریب آگئی ہے۔ دوسرے دن صبح کی توپون کی آواز دور کی آتی تھی کہ ایک مخبر نے آکر خبر دی کہ کمک شہر کے حوالی مین آگئی ہے۔ دوپہر کو بندوقون و توپون کی آوازین بہت پاس سے آنے لگین۔ آوازون کے سننے اور دھوون کے دیکھنے سے محصورین کو خوشی ہوئی کہ ہمارے دوست لکھنؤ کی حدود کے اندر آگئے ہین۔ ڈیڑھ گھنٹے تک سخت لڑائی ہوئی جسمین یوروپین کو غلبہ رہا۔ ڈیڑھ بجے دن کے شہر کے آدمیون نے سر پر پشتارے رکھکر چھاونی مین جانا شروع کیا۔ ۲ بجے مسلح سپاہی بھی بھاگنے شروع ہوئے جنپر محصورین نے اپنی توپین اور بندوقین لگانی شروع کین گومتی کا ایک پل اڑادیا تو سوار ندی مین تیرکر پار اتر گئے۔

کپتان بیمن صاحب اپنی یادداشتون مین کمک کے آنے کا حال یہہ لکھتے ہین کہ چار بجے یہہ رپورٹ ہوئی کہ بعض افسر شکاری کوٹ اور شولہ ہیٹ (ٹوپی) پہنے ہوئے اور ایک یوروپین رجمنٹ نیلی پتلون اور شرٹ پہنے ہوئی اور بیلونکا اونچا نہ بسبب مسٹر ہارٹج کوٹھی دارالحکومت دیکھے گئے ہین۔ پانچ بجے ہمارے سر پر بندوقون کی آوازین زور سے آنے لگین جسمے

معلوم ہوا کہ ہمارے دوست بہت قریب آ گئے ہین مگر اب تک انکی صورت بالکل نہین دکھائی
دی تھی یا دکھائی دی تو کچھ یون ہی سی مگر مکانون کی چھتون پر دشمن گولیان مارتے ہوئے
دکھائی دیتے تھے پانچ منٹ بعد دوستون کی صورتین نظر آئین وہ شہر کے ایک بڑے
بازارمین سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین ہر قدم پر انکے گولیان لگتی تھین
مگر وہ بہادرانہ ہماری کمک کے لیئے چلے آتے تھے پھر تو یہہ سب دوست اچھی طرح
دکھائی دینے لگے پھر محصورین کی مسرت کا حال نہ پوچھو چیرز کا وہ غل شور مچا یا کہ کان بہرے
ہوگئے۔ ہر ایک گڑھے سے خندق سے مورچے سے بیٹری سے برت کے تھیلون
کے پیچھے سے چیرز کی آوازین آرہی تھین اسپتال سے بہت سے لڑھکتے پڑکتے ہوئے چلے
آئے کہ ان مبارکبادکی آوازون مین شریک ہون یہہ خوشی کا وقت کبھی بھولنے کا نہین
پھر جلدی سے عقب کا گارڈ اور بھاری توپین ریسیڈنسی مین داخل ہوئین اسوقت جو خوشی کا
سمان تھا وہ بیان نہین ہوسکتا ستاسی دن سے لکھنؤ کا لشکرگاہ انگریزی بالکل آگاہ
نہ تھا کہ باہر کیا ہورہا ہے۔ بہت سی بیبیان اپنے شوہرون کو مردہ سمجھ کر ماتمی لباس پہنے ہوئے
بیٹھی تھین کہ دفعتہً ان کے خاوندان کے پاس آگئے بہت سی بیبیان اس خوشی مین
بیٹھی تھین کہ اب ہم اپنے خاوندون سے ملینگین کہ انکو اول دفعہ یہہ معلوم ہوا کہ خاوند زندہ
نہین چارون طرف لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب کے حالات استفسار کر رہے تھے
افسوس ہے کہ اکثر انکو جواب ماتم آمیز و غم انگیز ملتا تھا۔ اگرچہ یہہ سپاہ کی کمک آگئی تھی
مگر اس مین اسقدر جانون کا زیان ہوا تھا کہ یہہ کمک اور محصورین دونو ملکر دشمن کو
مغلوب نہین کرسکتے تھے۔ بعض لحاظ سے لشکرگاہ انگریزی کی حالت مین خرابی پیدا
ہوگئی تھی اب کھانے والے منہ تو بہت زیادہ ہوگئے تھے مگر اس کے کھانے کا سامان زیادہ
نہین ہوا تھا۔ آرام اور راحت کے سامانون مین بھی کمی تھی اور تحقیق نہین معلوم تھا کہ گورنمنٹ کتنے
مہینون مین اس قابل ہوگی کہ بالکل رفع تکالیف کریگی۔

اس سپاہ کے آنے سے لکھنؤ کی ریسیڈنسی کے اول محاصرہ کا زمانہ ختم ہوا کہ محصور ضعیف
سپاہ کو اپنی بڑی مردانگی اور فرزانگی سے دشمنون کے ہاتھ سے بچایا۔ پھر بڑی خوبی ان مین

یہہ تھی کہ کبھی اپنے کامون کے کرنے کا ذکر تک نہین کیا ایسا انکسار و ایثار نفس کمتر ہوتا ہے۔ اس محاصرہ کی جو رپورٹ گورنمنٹ کو بھیجی ہے اس مین اپنے کامون کی نمایش نہین کی بلکہ اور افسرون کو لکھا ہے کہ انہون نے اپنے تئین مختار و سرفراز کیا اور میری بخشش بہا امداد مین محاصرہ کے اندر کبین انہین بہت سے تو محنت سے فراغت پا کر آرام سے قبر مین سوتے ہین ان مین سے ایک لفٹننٹ کرنیل کیس اور کپتان ریڈکلف اور کپتان فلٹو میجر انڈرسن چیف انجنیر کپتان سانڈی سن لفٹننٹ شیپ ہرڈ کپتان ہیوز اور کپتان کیپ اور کپتان فیلنس فیلڈ مسٹر لیوکاس مسٹر بوسےسن - یہہ سب لڑائیون مین زخمی ہو کر اس دنیا سے سدھارے اور اپنے کار ہائے بزرگ کی یادگار چھوڑ گئے۔

کپتان ولسن صاحب کو بریگیڈ میجر اپنا دا اہان ہاتھ بتاتے ہین۔ انہون نے ریذیڈنسی کی محافظت مین اپنی قابلیت کے ہنر اور لیاقت کے جوہر دکھائے۔ کمسریٹ کے افسر لفٹننٹ جیمس نے لشکرگاہ کی جانون کو اپنی سعی و کوشش سے بچایا نوجوانی مین انکو پیغام اجل آیا مسٹر کوپر صاحب جو آخر کو سر جارج کوپر لفٹننٹ گورنر ممالک شمالی و مغربی ہوئے بڑے بڑے کام کرتے تھے سرنگون مین اتر جاتے تھے مورچون مین سامان رسد پہنچاتے تھے۔ خندقین کھودتے تھے مردون کو دفن کرتے تھے لڑائیون مین لڑتے تھے ہر سررشتہ کے افسرون کی شکرگزاری کی ہے جنکی فہرست بڑی لمبی ہے۔

پھر انہون نے سپاہ کے کار ہائے بزرگ کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلائی ہے انہون نے بیان کیا ہے ملکہ معظمہ کی بتیس ۳۲ رجمنٹ پیدل اور . . . . ملکہ معظمہ کی ۸۴ رجمنٹ کے کچھ سپاہی اور یوروپین و ہندوستانی ارٹلری و ۱۳، ۴۸ و ۷۱ رجمنٹین ہندوستانی پیدلون کی اور ان رجمنٹون کے سکھ سپاہیون نے بڑے کار ہائے نمایان کئے ۱۳ رجمنٹ مین صرف تین سو سپاہی زندہ مین پہلی رجمنٹ کے اور یوروپین ارٹلری کے سپاہی جانتے تھے کہ کس طرح سے اپنے اہل وطن کے لیے جانین قربان کرتے ہین۔ ان سب سپاہیون کا صبر و تحمل و استقلال تعریف و ستایش کے قابل ہے۔

تیرا کہتے رہتے کہ اتنی مدت تک سرکار کا نمک کھا کر نمک حرامی کی سرکار تو انکی جان کے مالک ہونے کا حق رکھتی ہے -

جب محاصرہ کا آغاز ہوا ہے تو لیڈیون کی تعداد اڑسٹھ اور بچون کی تعداد چھیاسٹھ تھی - لیڈیون مین سات اور بچون مین تیئیس کو موت آئی انکو اچھی غذا نہین ملتی تھی دشمنون کی آگ مین رہنا پڑتا تھا اور سب طرح کی عسرت تھی یہہ انکی موت کے اسباب تھے

محاصرہ کے شروع مین سپاہ کی تعداد نو سو ستائیس ۹۲۷ یوروپین اور سات سو چھیاسٹھ ہندوستانی تھی لڑائی مین یوروپین سپاہ مین سے ایک سو چالیس مرے یا زخمی ہونے کے بعد مرے اور ایک سو نوے زخمی ہوئے ان مین وہ سولہ مقتول اور چودہ مجروح نہین داخل ہین جو سپاہی نہ تھے ہندوستانی سپاہ مین بہتر ۷۲ مرے اور ایک سو اکتیس زخمی ہوئے اور سببون سے بھی سپاہی مرے مگر مفرور چند ہندوستانی ہی ہوئے - یہہ تحقیق ہے کہ ۲۵ ستمبر کو یوروپین محافظین کی تعداد جسمین بیمار اور زخمی دونو شامل ہین کم ہو کر پانچ سو ستتر ۵۷۷ تھے اور ہندوستانیون کی تعداد چار سو دو ستاسی تھی ان کے محاصرہ مین مختلف طرح سے محصور سپاہ کی تعداد بقدر تین آٹھوین حصہ کے کم ہو گئی -

اب لکھنؤ کی تکالیف مین تخفیف نہین ہوئی تھی بڑی تسلی و تشفی یہہ تھی کہ دو اولاد شجاع عاقل فرزانہ ہیو لوک اور اوٹرم موجود تھے اب ہم ان ہی کا حال آگے لکھتے ہین -

ضمیمۂ باب اول جسکو پہلے باب دوم سے پڑھنا چاہیئے -

نیل ہیولوک - اوٹرم

بریگیڈیر جنرل نیل کا کانپور مین آنا

نیل صاحب پر سر پیٹرک گرینٹ نے زور ڈالا کہ وہ بہت جلد کانپور جائین اور اگر ہیولوک صاحب کسی سبب سے اپنے عہدہ کے کام کرنے کے لائق نہ رہین تو انکی جگہ وہ کام کرین وہ الہ آباد سے ۱۶ - جولائی کو روانہ ہوئے اور ۲۰ - جولائی کو کانپور مین داخل ہوئے - نیل صاحب رستہ ہی مین تھے کہ ان کے پاس جنرل ہیولوک نے چٹھی اس مضمون کی بھیجی کہ مین آپ کے انتظار مین آنکھین لگائے بیٹھا ہون جسوقت آپ آجائین گے تو میرا ارادہ ہے کہ فوراً ہی ایسا ایک صدمہ پہنچاؤن کہ سارا ہندوستان ہلتا جائے جب ۲۰ جولائی کو آگئے تو انہون نے جنرل ہیولوک کے ساتھ شام کو ڈنر کھایا انسے ہیولوک صاحب نے کہا کہ کل مین گنگا پار جانا اسلیئے شروع کرونگا کہ محصورین لکھنؤ کو امداد پہنچاؤن اور آپ کو کانپور مین کمانڈر مقرر کر جاؤن اور آپ کے پاس دو سو سپاہی چھوڑ جاؤن جن مین کثرت سے بیمار اور زخمی ہین اس سے نیل صاحب کو تردد یہہ ہوا کہ ہیولوک صاحب تمام سپاہیون کو جو کام کرنے کے قابل ہین ساتھ لے جائین گے اور میرے پاس زیادہ تر نکمے سپاہی چھوڑ جائین گے -

لکھنؤ مین امداد کے لیئے جانے سے پہلے ہیولوک صاحب نے گنگا کے کنارہ پر اپنے ایک دمدمہ کی داغ بیل لگائی کہ اس مین تھوڑی سی سپاہ بھی سپاہ کثیر کا مقابلہ کرسکے - جب نیل صاحب آئے ہین تو اس دمدمہ کے مورچے بن چکے تھے اور کچھ توپین بھی اپنر نصب کردی گئی تھین - نیل صاحب کا کام یہہ تھا کہ اسکو پورا بنالین اور اسپر قبضہ رکھین

۲۱۔ جولائی کو صبح مینہہ موسلا دھار برسنا شروع ہوا مگر وہ جنرل ہیولوک کے ارادہ سفر کو روک نہین سکا اسکی تیاری شام سے ہو رہی تھی۔ اس تاریخ توپخانہ کا ایک حصہ اور اٹھترویں رجمنٹ ہائی لینڈرس دریا کے دوسرے کنارہ پر اترے۔ برسات مین گنگا پار جانا آسان نہین تھا اس موسم مین گنگا چڑھاؤ پر ہوتی ہے اسکا پاٹ بڑا چوڑا ہوتا ہے اس مین بڑی خوفناک مزاحمتین پیش آتی ہین۔ جنرل کی یہہ خوش نصیبی تھی کہ اسکو ایک چھوٹا سا دخانی جہاز ہاتھ لگ گیا تھا۔ پانچ یا چھ ہندوستانی کشتیان اس مین جوت دی جاتی تھین جو سپاہ کو دریا پار لے جاتی تھین۔ اس طرح سے چار روز مین لشکر اترا جسکی تعداد پندرہ سو سے کچھ زائد تھی خیمے ڈیرے کچھ ساتھ نہ تھے وہ گنگا پار جاکر پانچ میل چلی اور ایک چھوٹے سے گاؤن منگل وار مین جاکر شب باش ہوئی۔

جنرل ہیولوک جو سپاہ کو لکھنؤ کی سخت مہم کے لیئے لے گیا اس مین دس توپین تھین جنکا سازو سامان پورا تھا انکے لیئے توپچی کافی تھے۔ پیدل اور چونسٹھوین(?) و چوراسوین و اٹھتروین پیدل رجمنٹون کے باقی ماندہ سپاہی تھے اور بر(?) سے سیر(?) سکھ تھے اور ساٹھ وولنٹیر تھے اگرچہ یہہ لشکر تھوڑا تھا مگر اسکا جنرل ایسا بہادر و شجاع تھا کہ فتحمند ہونے کی امید قوی تھی۔

۲۴۔ جولائی کی رات کو منگل وار مین سپاہ سوئی اور چار روز یہان مقیم رہی تا کہ جنرل گارڈن اور رسد اور بار برداری کا سامان اچھی طرح درست کرلے یہہ سب سامان جیسا کہ ملک کی بدنظمی کی حالت مین جمع ہو سکتا تھا جمع ہوگیا تو ۲۹ تاریخ ۵ بجے صبح کے لشکر آگے بڑھا تین میل اسنے سفر کیا تھا کہ دشمن کے سب سے آگے کے پکٹ اسکو نظر آئے۔ انگریزی سپاہ نے انپر اپنا دباؤ ڈالکر اس مستحکم مقام سے نکال دیا۔ دشمنون کا بڑا لشکر قصبہ اناؤ مین تھا۔ یہہ قصبہ پون میل مین بے ترتیب آباد تھا۔ بارش کی کثرت اور زمین کی خاصیت کے سبب سے اسکا الٹ پلٹ کرنا ممکن نہ تھا اس قصبہ اور انگریزی لشکر کے درمیان دیوار دار احاطے تھے جو لڑنے والون سے بھرے ہوئے تھے۔ یہہ احاطے ایک گاؤن سے ملتے جسکو ایک تنگ راہ اناؤ سے ملاتی تھی۔ اور اس گاؤن مین تمام آباد

گھرون مین رنبیان بنی ہوئی تھین تنگ راہ کی بھی دورویہ مکانات تھے جنمین رنبیان بنی ہوئی تھین اور دشمنون نے اپنی بیٹریون کو اسطرح لگایا تھا کہ اگر دشمن قصبہ کیطرف بڑھے تو اسپر ایک مرکز پر سے آگ برسائی جاوے۔
انگریزی سپاہ کو ہمیشہ فتحمندی اس مقولہ پر عمل کرنے سے حاصل ہوئی تھی کہ براہ راست اسپر ہیولوک صاحب نے عمل کرکے دشمنون کو شکست دی اور سنگینون سے گھرون مین سے دشمنون کو مار کر نکال دیا۔ مگر ہنوز قصبہ اناؤ دشمنون کے قبضے مین رہا۔ ہیولوک صاحب نے لکھنؤ کی سڑک پر اپنا توپخانہ جمایا دشمن اسپر حملہ کرنے آیا تھوڑی دیر مین شکست پاکر بھاگ گیا اور پندرہ توپین اپنی چھوڑ گیا جو جنرل کے قبضہ مین آئین سوار نہ تھے جو دشمنون کا تعاقب کیا جاتا۔ جنرل نے لشکر کو قیام کا حکم دیا۔ بورچیون نے سپاہ کا کھانا پکایا ڈاکٹرون نے زخمیون پر مرہم پٹی کی۔ پندرہ توپین جو ہاتھ آئین تھین انکے لیجانے کے واسطے بار برداری کا سامان نہ تھا اسلیئے انکو بیکار کرکے اپنی جگہ پر چھوڑ دیا۔
تین گھنٹے مین سپاہ فارغ ہو کر آگے بڑھی اسنے چھ میل سفر کیا تھا کہ اس کے سامنے بشیرت گنج جسکی شہر پناہ بنی ہوئی تھی نظر آیا وہ بڑا مہیب معلوم ہوتا تھا اس کے سامنے ایک تال تھا جو برسات کے پانیون کے سبب دریا بن رہا تھا۔ اور لکھنؤ کی جانب مین اس کے ایک جھیل تھی اسپر پل تھا جسکی اونچی سڑکین بنی ہوئی تھین سوا اس کے بشیرت گنج کے گرد خندق تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا۔ اس کے بڑے دروازہ پر ایک مٹی کا گرگج تھا جسپر چار توپین لگی ہوئی تھین اور اس کے دونو طرف کنگورے رہینی دار بنے ہوئے تھے۔ ہیولوک صاحب سپاہ کو ٹھہرا کر خود دشمن کے مقامات کو دیکھنے گئے اور دیکھ بھال کر عاقلانہ دشمن کے بالکل غارت کرنے کی یہہ تدبیر سوچی کہ اول توپ زنی کی جاوے جسکے سبب سے باغیون کی توجہ اسطرف ہو اور چھٹھوین رجمنٹ پل کی سڑکون کو کٹوا دے جسے اس لیئے جب بڑے دروازہ پر حملہ ہوا تو دشمن اس پل سے بھاگ گئے۔ پھر بھی دشمنو کا بڑا نقصان ہوا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ چار سو آدمیون سے کم مجروح و مقتول نہ ہوئے ہونگے

اور انگریزون کی طرف اٹھاسی سپاہی بیکار ہوئے۔
جنرل صاحب کے نزدیک سپاہ مین بڑا نقصان آگیا تھا۔ بیماری اس مین اپنا بڑا کام
کر رہی تھی۔ ان دو لڑائیون کے بعد دوسرے ہی روز ہیضہ چوکی پر سپاہیون کو چھوڑ کر وہ
میدان جنگ مین ساڑھے آٹھ سو پیدلون سے زیادہ صف آرا نہین کر سکتا تھا وہ جانتے
تھے کہ آگے چلکر ان مقبوضہ مقامات سے بھی زیادہ استوار و دشوار مقامات فتح کرنے پڑینگے
جتنا آگے جاؤنگا اتنا کانپور سے دور ہو جاؤنگا جسکو نانا دھمکا رہا ہے اور جب سے
اسنے یہہ سنا ہے کہ گنگا پار جنرل چلا گیا ہے تو اسنے اپنے سوارون کے رسالے دریا کے
پار بھیجے ہین کہ وہ رستہ کانپور مین آنے کا بند کر دین۔
جنرل کے کوارٹر ماسٹر جنرل فریزر ٹیلر نے کمانڈر انچیف کو یہہ تار ۳۱ جولائی کو بھیجا کہ
ہم کو امید نہین کہ ہم لکھنؤ پہنچین ہمارے پاس چھ سو کام کرنے والے یوروپین سپاہی
ہین ہم کو ایک ندی پار جانا ہے اور ڈیڑھ میل بازارون مین گذرنا ہے جنمین ہزارون
قواعد دان سپاہ سے اور سلح بے شمار انبوہ سے لڑنا ہے۔ ان وجوہ کے سبب سے
جنرل دوسرے دن صبح کو ۳۱ جولائی کو منگل وار مین واپس چلا آیا اسنے بیمارون اور
زخمیون کو کانپور مین بھیجدیا اور جنرل نیل کو یہہ خط لکھا کہ مین مجبوراً واپس چلا آیا ہون
مین لکھنؤ جب پہنچ سکونگا کہ ایک ہزار سپاہی اور ایک اور بیطری بیری کمک کو آئین
نیل صاحب پاس یہہ خط اسی روز پہنچ گیا۔ نیل صاحب ایسے لائق بہادر تھے کہ کسی
اور افسر کو انپر فوقیت نہین دی جا سکتی۔ ان کے کارہائے نمایان کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔
۴ جولائی کو وہ کانپور مین کمانڈر مقرر ہوئے تھے۔ ۲۵ کو انہون نے پہلا کام
یہہ کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولس مقرر کیا کہ وہ شہر مین انگریزی عملداری جمائے اور شہر اور
بازارون کو لوٹ مار سے بچائے۔ دوسرے دن انہون نے کمانڈر انچیف کو تار دیا
کہ یہان کی حالت اچھی ہے خواہ مجھ پر کتنے ہی زیادہ آدمی حملہ کرین مین سب سے بھگت
لونگا۔ وہ جانتے تھے کہ نانا اس سے چوبیس میل کے فاصلہ پر بیٹھا ہوا دریا کے پار جانے
کے لیئے دہمکیان دے رہا ہے اور انپر حملہ کرنے کو ہے اور باغی بیالیسوین ہندوستانی

پیدل پلٹن تو آٹھ ہی میل کے فاصلہ پر ہے اور باغی ہندوستانی رجمنٹیں بہ تدریج جمنا کے داہین کنارہ پر اس ارادہ سے جمع ہو رہی ہین کہ کانپور پر یورش کرین مگر نیل صاحب کو اس سے کچھ گھبراہٹ نہین وہ اپنے روزنامہ مین ۳۰ جولائی کو لکھتے ہین کہ بیالیسوین رجمنٹ میرے نزدیک ہے مین اسپر ایسا صدمہ پہنچاؤنگا کہ وہ متحیر ہو جائیگی اور نانا کی سپاہ سے مین بھگت لونگا - ۳۱ جولائی کو جانچ ہو جہاز مین انہون نے کپتان جان گورڈون صاحب کے ماتحت لشکر بھیجا کہ وہ ان کشتیون کو پکڑ لائے جنہین نانا دریا کے پار آنے کا قصد کرتا ہے کپتان نے اس لشکر کی بہت سی کشتیان غارت کر دین چھ یا آٹھ کشتیان لیکر کانپور مین چلا آیا -

اس اثنا مین تھوڑی سی نیل صاحب پاس کمک آگئی تھی نصف بیٹری اول نمبر کا ہیولوک کی امداد کے لیئے آگیا تھا لیکن کمبختی یہہ تھی کہ باروت کی کمی تھی اور یہہ باروت ایک ہفتہ سے کم مین نہین آسکتی تھی نیل صاحب کو ہیولوک صاحب کی نسبت یہہ خیال تھا کہ وہ لکھنؤ کی طرف اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہے - ۳۱ جولائی کو جنرل ہیولوک کی چٹھی نیل صاحب پاس یہہ آئی کہ وہ جب تک آگے نہین بڑھ سکتا کہ ہزار یورپین سپاہی اور ایک اور بیٹری کی کمک اس پاس نہ آئے - جنرل کی دوسری چٹھی آئی کہ سپاہی جو بھیج سکو وہ اور آدھی بیٹری بھیجو اور ان توپون کی طلب کے ساتھ یہہ خبر بھی آئی کہ بندہ توپین جو دشمن سے چھینی تھین وہ بیکار کر دی گئین - نیل صاحب نے غصہ مین آنکر ہیولوک صاحب کو جنسے وہ کچھ محبت نہین رکھتے تھے یہہ لکھا کہ میرے پاس رات کو آپ کا خط کل چھ بجے کا لکھا ہوا پہنچا مین نہایت ہی افسوس کرتا ہون کہ آپ ابھی پیچھے ہٹ آئے اس سے ہماری نیکنامی اور عزت پر بڑا اثر ہوا - ابھی آپ کے خیمے گڑے بھی نہ تھے کہ اس سے پہلے شہر مین بہت طرح کی افواہین اڑ رہی تھین کہ آپ اس لیئے واپس آئے کہ اور توپین ساتھ لیجائین پہلے جو توپین ساتھ لے گئے تھے وہ سب چھنوا دین سب لوگ یہہ یقین کرتے ہین کہ آپ کو شکست ہوئی آپ کو مجبور ہو کر واپس آنا پڑا یہہ بداقبالی کی نشانی ہے کہ دشمنون سے آپ نے جو توپین چھینی تھین ان کو اپنے ساتھ نہین لائے

نیل صاحب پر جنرل کے خیالات سے اثر کیا اور خط کا جواب [illegible]

اس لیئے ہندوستانی یقین نہین کرتے کہ آپ نے ایک توپ بھی چھینی ہوگی آپ کے واپس
آنے کا اثر بہت ہی مضر ہمارے لیئے سب مقامات مین ہوگا اور ہم پر ان بہت سے
آدمیون کا حملہ کرائیگا جو حملہ آوری سے باز رہتے یا ہمارے ساتھ مل جاتے - گوالیار کے
لشکرون نے کوچ کیا ہے - یہہ معلوم نہین کہ وہ آگرہ کو جاتا ہے یا کانپور کو آتا ہے -
فتح گڈھ مین جو سپاہین جمع ہین وہ بھی گوالیار کے لشکرون کی پیروی کرینگی - اب وہ
بیالیسوین ہندوستانی رجمنٹ سے مل گئی ہین جو ابھی یہان سے گذری ہے - نہ مین باہر
جاسکتا ہون نہ ان فوجون کی مزاحمت کرسکتا ہون آپ نے لکھا ہے کہ مین لکھنؤ جانے مین
جب قدم آگے بڑھاؤنگا کہ ایک ہزار یورپین پیدل اور ایک بیٹری میری امداد کو آئینگے
آپ کی بیٹری مطلوبہ کا نصف تو صبح کو یہان سے اور دوسرا نصف آج یا کل الہ آباد سے روانہ
ہوا ہے وہ پلٹن چھ روز اور آپ کو توقف کرائیگا اور پیادے جو آپ طلب کرتے ہین وہ
موجود نہین ہین وہ آپ کو اتنا انتظار دکھائینگے کہ لکھنؤ کا حال کانپور کا سا ہو جائیگا
آگرہ کا محاصرہ ہو جائیگا یہہ مقام اور شہر کانپور دشمنون کے قبضہ مین آجائینگے - میرے پاس
سپاہ نہین ہے کہ مین انکو آنے نہین دونگا - جہان تم ہو وہان ایک دن نہین ٹھیرنا چاہیئے
دس آدھی توپین آپ پاس بھیجی گئی ہین اور نصف بیٹری بھی جسکے ساتھ چوراسوین رجمنٹ کی
ایک کمپنی ہے بس آپ کو اب آگے جانا چاہیئے اور لکھنؤ کی سپاہ حصار نشین کو بشرط
امکان جب تک آپ امداد نہ پہنچائین کہین ٹھیرنا نہین چاہیئے اسکے بعد یہان جلد آنا چاہیئے
کانپور اور آگرہ اور دہلی کے درمیان بہت کام کرنا ہے" - اس چٹھی کا جواب ہیولوک صاحب
نے بڑا سخت یہہ لکھا کہ یہہ خط ایسا عجیب ہے کہ مین نے آجتک کوئی ایسا خط نہین
پڑھا ایسی کارروائیان فوراً ختم ہونی چاہئین مین نے آپ کو معاملات کا حال مخفی رپورٹ کے
طور پر لکھا تھا آپ نے اس کے جواب مین میری تضحیک کی اور آئندہ کے لیئے نصیحت کی
اور میری تدابیر کی تفضیح کی مین اپنے ماتحت افسر سے خواہ اسکا تجربہ کتنا ہی بڑھا ہو نصیحت نہین سننی چاہتا
نہ اسکی مجھے ضرورت ہے آپ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لین کہ اسوقت فقط یہہ بات
مجھے آپ پر تشدد کرسکنے آپ کو معطل کرنے سے باز رکھتی ہے کہ اس سے پہلے سر دس مین

بڑے خلل پیدا ہونگے - آپ متنبہ ہون اور آیندہ ایسے خط لکھنے سے توبہ کرین مین اپنی
دلائل کو خود جانتا ہون جنہین سے مین آپکو ایک پر بھی مطلع نہین کرتا جس طریقہ کو مین
اختیار کرتا ہون اس کی جوابدہی سارے میرے ذمے ہے بعد اس رنجش کے پھران
دونو جنرلون کے درمیان ایسی صفائی ہوگئی کہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار
ہوتے تھے -

۳ - اگست کو ہیولک صاحب پاس اولفرٹ کی آدھی بیٹری اور چورانسوین رجمنٹ کی ایک
کمپنی آگئی پس اب ہیولک صاحب کے زیر حکم چودہ سو کے قریب تنومند سپاہی
اور دو بھاری توپین چوبیس پنی اور دو چوبیس پنی ہوٹ برز اور ڈیڑھ بیٹری توپون کی
تھی وہ ۴ - اگست کو دوبارہ لکھنؤ کی طرف چلے - انکو یہہ خبر ملی کہ بشیرت گنج مین دشمنون نے
پھر قبضہ کرلیا ہے وہ اناؤ مین شب باش ہوئے اور دوسرے روز صبح کو وہ آگے بڑھے
تو انہون نے دشمنون کو ایسے مقام مین پایا جو بہت سا بہ اس مقام کے مشابہ تھا جس مین سے
۲۹ - جولائی کو انہون نے اسکو نکالا تھا - ہیولک صاحب نے توپین اور لشکر ان کے نکالنے
کے لیے بھیجے دشمنون سے خوب لڑائی ہوئی - کچھ دیر باغی بشیرت گنج کے داہنے بائین جانب باغون
مین جمے رہے آخر کو وہ وہان سے نکالے گئے - مگر کل کارزار قابل اطمینان نہین تھی دشمنونکو
شکست نہین ہوئی بلکہ وہ پیچھے ہٹ گئے اور صرف دو چھوٹی توپین ان پہلی توپون مین سے
انکے آئین جو انگریزون نے اپنے خیال کے موافق بیکار کرکے چھوڑدی تھین -
انگریزی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہین ہوا صرف دو سپاہی مقتول اور تئیس مجروح ہوئے
غنیم کے نقصان کا تین سو آدمیون کا شمار کیا گیا ہے مگر انگریزی کیمپ مین ہیضہ
آگیا اس ہیضہ اور بخار کے سبب سے بیمارون کی فہرست مین بہتیرے سپاہی داخل ہوئے بشیرت گنج کی
اس لڑائی مین توپون کا چوتھا میگزین خرچ ہوگیا - اس قصبہ اور لکھنؤ کے درمیان ایک
ندی سائی تھی جسپر سے عبور کرنا تھا اور تین مستحکم مقامات مین تیس ہزار آدمی مسلح لڑنے کے
لیے موجود تھے - ہر گاؤن کا زمیندار بگڑا ہوا بیٹھا تھا - پانچ یا چھہ سو آدمیون کا غول اپنے ساتھ
رکھتا تھا - یہہ غول انکی سپاہ سے کچھ تعلق نہین رکھتے تھے - کل جو آدمی مارے گئے وہ اکثر

ہیولک صاحب پاس کی فوج کی کمک کا انتظار اور بشیرت گنج کی دوسری لڑائی

ہیولک صاحب کا بشیرت گنج سے واپس آنا

گنوا رہے تھے۔ یہہ انگریزی لشکر ایسا قوی نہین تھا کہ سفر کی ساری مزاحمتون کو دور کرکے لکھنؤ کے کوچہ و بازار و دن مین لڑکر ریسیڈنسی مین پہنچتا۔ بشیرت گنج کی دوسری لڑائی کے دوسرے ہی دن مشکل تھا کہ پریڈ پر سو سپاہی کھڑے کیئے جائین معلوم نہین کہ ریسیڈنسی پہنچنے تک انمین کتنے سپاہی کم ہوجائین؟ ۵۔ اگست کو جنرل ہیولوک پاس خبر آئی کہ گوالیار کی کنٹنجنٹ باغی ہوگیا اور وہ اب کالپی مین آتی ہے۔ کالپی ایسا مقام تھا جہان سے یہ باغی کانپور کو بھی دھمکا سکتے تھے اور الہ آباد کی راہ کو بھی بند کرسکتے تھے۔ اب اس کالپی کی خبر سنکر جنرل ہیولوک اس شش و پنج مین ہوئے کہ آگے بڑھنا چاہیئے یا پیچھے ہٹنا۔ جنرل کی رائے مین آگے بڑھنے سے فتحیابی کی امید مشکل سے ہوسکتی تھی اور شکست پانے کی صورت مین تو سارا لشکر تباہ ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ہی کانپور مین ہلڑ مچ جائیگا۔ مراجعت کرنے مین تو صرف لکھنؤ کا نقصان ہے لیکن اگر اسکی طرف جانے مین ناکامی ہوئی تو پھر لکھنؤ کا ٹھکانا نہین رہیگا۔

جنرل ہیولوک منگلوار مین واپس آئے اور چار روز تک مقیم رہکر سپاہ کی درستی کرتے رہے پھر ۱۱۔ اگست کو انکا یہہ ارادہ ہوا کہ گنگا سے پار اترکر کانپور مین چلے جائیے لیکن ان پاس یہہ خبر آئی کہ بشیرت گنج مین دشمنون کا بڑا جمگھٹ لگ رہا ہے اور اس کا مقدمۃ الجیش اناؤ مین آگیا ہے اسکا یہہ ارادہ ہے کہ جب جنرل گنگا پار اترے تو اس کی مزاحمت کرین اسلیئے تیسری دفعہ لکھنؤ کی سڑک پر جنرل کی سپاہ نے سفر کیا اور اناؤ سے دشمن کے مقدمۃ الجیش کو نکال دیا اور اناؤ کے لشکر پر شب باش ہوا۔ دوسرے دن صبح کو یعنی ۱۲۔ اگست کو انگریزی لشکر آگے چلا تو اسنے دیکھا کہ بشیرت گنج سے ڈیڑھ میل آگے بھوریاچی کی گاؤن مین کچی مٹی کے مورچے بنائے دشمن بیٹھے ہین۔ انگریزی لشکر نے ان کے مورچون پر توپین ماریں مگر بہت کم اسکا اثر ہوا تو پھر باغیون پر حملہ کرکے انکو نکالا تو نتیجہ یہہ ہوا کہ دشمنون کی دو توپین ہاتھ لگین اور انکو مار کر بھگا دیا۔ وہ ایسے اوسان باختہ ہوکر بھاگے کہ دو سو آدمی انکے مجروح و مقتول ہوئے۔ انگریزی لشکر مین پینتیس آدمیون کا نقصان ہوا پھر ۱۳۔ اگست کو فراغت سے بآسانی جنرل ہیولوک کانپور مین آگئے۔

نیل صاحب کانپور مین کامل نہین بیٹھے تھے ان کے پاس پانچوین اگست کو یہہ خبر آئی کہ بیالیسوین رجمنٹ کی باغی سپاہ نے بعض سرکش دہاتیون کی مدد سے بٹھور کا ایک حصہ لوٹا ہے اور صوبہ دار نراین راؤ کا گھر لوٹ لیا اور اس کے دو بیٹون کو گرفتار کر لیا۔ یہہ صوبہ دار نانا کا رشتہ دار تھا اور سرکار انگریزی کا بڑا پکا اور سچا ابتدا سے خیر خواہ تھا نیل صاحب نے کپتان جی گورڈون کو حکم دیا کہ وہ لشکر کو اور صوبہ دار کو ساتھ لے جائے اور باغیون کا علاج کرے۔ دوسرے دن صبح کو کپتان گورڈون اور صوبہ دار لشکر ہمراہ لیکر ایک دخانی جہاز مین سوار ہوئے۔ جب بٹھور کے پاس جہاز آیا تو گورڈون صاحب کو معلوم ہوا کہ نانا کے مکانات کی چھتون پر سپاہی بھرے ہوئے ہین۔ انہون نے اپنر فوراً آگ برسا کر انکو پراگندہ کر دیا۔ پھر انہون نے اپنی سپاہ کا ایک گروہ کنارہ پر بھیجا کہ وہ صوبہ دار کے بیٹون اور ان کے مال کی بازیافت کرے یہہ دونو چیزین مل گئین۔ دخانی جہاز نے مکانات کا اور باغیون کی کشتیون کا بڑا نقصان کیا انکی سو کشتیان ڈبودین صوبہ دار کا مال تلاش کر کے اور اسکی دو لڑکیون کو جنمین سے بڑی لڑکی آٹھ برس کی نہایت خوبصورت تھی بازیافت کیا اور پھر اسی دن شام کو کانپور مین جہاز آ گیا۔

ایک تیسری مہم دخانی جہاز کی کپتان گورڈون کے اہتمام سے ہوئی جسکا منشا اسوقت یہہ تھا کہ نانا کی سپاہ نے بٹھور سے تین میل اوپر سے گنگا سے عبور کرنے کا قصد کیا ہے اسکا انسداد کیا جائے دخانی جہاز سپاہ لیکر ۴۰ اگست کو چار بجے روانہ ہوا۔ جب وہ بٹھور مین پہنچا تو اسپر گولے گولیون کی بھرمار ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ بیالیسوین رجمنٹ کے بہت سے سپاہی کھڑے ہوئے ہین دخانی جہاز نے اپنر گولہ اندازی کی باغی آڑون مین تین میل تک اسکے پیچھے گئے۔ جہاز دھار کے برخلاف جاتا تھا دھار ایسی تند و تیز ہوئی کہ جہاز کو آگے نہین جانے دیتی تھی۔ باغیون نے کنارہ پر ایک مکان پر قبضہ کر کے دخانی جہاز پر بڑی آتش باری کی۔ اسنے بھی اسکا جواب دیا۔ دھار کے برخلاف جہاز کو کپتان گورڈون نہیں لے جا سکتا تھا۔ جہاز آگے چل نہین سکتا تھا انکو معلوم ہوا کہ باغی دریا کے پار جانیکا قصد نہین رکھتے اس لئے وہ جہاز کو دھار پر لے آیا پھر جہاز ایک ریت کے ٹیلے مین اٹک گیا

بٹھور پر نیل صاحب کی چڑہائی۔

۱۱ اگست کو بٹھور پر حملہ

رات بھر وہ یہین پھنسا رہا کہ صبح کو دشمن توپین اسپر مارنے کے لیئے لایا مگر دھار نے ایسا زور کیا کہ جہاز کو ٹیلے کے اندر رستہ کے باہر نکال دیا ۱۱ کو سویرے کانپور مین آ گیا۔ کپتان گورڈن نے تحقیق کیا کہ بٹھور مین آئینی سپاہ قریب دو ہزار کے ہے۔ نیل صاحب نے دوسرے دن دو سو سپاہی اور چار توپون کو ساتھ لیکر بٹھور کی سڑک پر تین میل گشت لگایا جس سے خیر خواہون کے دلون مین اعتبار پیدا ہوا اور بدخواہونکی اور انکے دوستون کی ہمت شکستہ ہوی۔ نیل صاحب نے دوسرے اور تیسرے روز بھی اسی طرح گشت کیا۔

۱۳۔ اگست کو جنرل ہیولوک کانپور مین آ گئے تھے انہون نے آتے ہی سپاہ کی سپہ سالاری لے لی دونو جنرلون مین ظاہری ملاقات دوستانہ ہوی مگر انہین بے ریا دوستی نہ تھی نیل صاحب نے ہیولوک کے سامنے اپنی یہہ راے بیان کی کہ آپ کی سپاہ کی حالت اس قابل نہین ہے کہ وہ لکھنئو سفر کرے۔ وہ آرام کرنے کی محتاج ہے اسکو بے ضرورت معرض خطر مین نہین ڈالنا چاہیئے۔ یہہ نہایت ضرور ہے کہ بٹھور مین باغیون سے اول بھگت لینا چاہیئے۔ ہیولوک صاحب نے اسکی اس راے کو مان لیا اور چودہوین اور پندرہوین کو سپاہ کو آرام دیا۔ ۱۶۔ اگست کی صبح کو کانپور مین سو سپاہی دمدمہ کی نگہداشت کے لئے چھوڑ کر ساری سپاہ ساتھ لی اور بٹھور کی طرف سفر کیا اس مقام پر باغیون کی سترہوین اٹھارہوین اکتیسوین چونتیسوین و بیالیسوین پیدل رجمنٹین اور دو سوار تیسری بے قاعدہ آئینی سوارونکی رجمنٹ اور نانا کے ملازم اور دو توپین موجود تھین۔ بٹھور کے محل برج نما کے نیچے یہہ ساری باغی سپاہ صف آرا تھی۔ اس کا مقام نہایت مستحکم تھا مورچے مٹی کے چار ضلعون کی شکلون کے بنے ہوئے تھے انکے اندر سپاہی تھے اور انکی بڑی آڑ ایک جگہ کے درختون کی تھی جو سر سے اونچے کھڑے تھے انکے بازوؤن پہ دو گاؤن تھے جو آپس مین مٹی کے کام سے ملا دیئے گئے ہین۔ ان دہات مین سپاہی بہت بھرے ہوے تھے۔ دشمن ایسا مہیب معلوم ہوتا تھا کہ ہیولوک صاحب نے یہہ ارادہ کیا کہ توپون کی قوت جو ہمارے پاس ہر وقت ہے کام لینا چاہیئے انہون نے بیس منٹ تک سپاہیونکو ٹھہرا رکھا اور توپون سے کام لیا مگر انکا اثر جیسا چاہیئے تھا ہوا نہین سورچون پر کم ہوا تو پھر انہون نے سپاہیون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا دو چار ضلعے کی مورچونکی ترتیب سے

بیالیسوین رجمنٹ سرخ کوٹ پہنے ہوئے مقابلہ مین آئی اور جب تک اسکے ساٹھ سپاہی
نہ مرے وہ پرے نہ ہٹے پھر وہ دونو گاؤن کی پناہ مین چلی گئی سخت لڑائی کے بعد وہ
اس مقام سے باہر گئی تھی کہ اس کے دو سو سوارون نے حملہ کیا اور بیس ۲۰ تیس ۳۰ آدمی پھیر کر
مارے اور والنٹیرون کا بہیس کا اسباب لوٹ کر لے گئے - آخر کو نتیجہ جنگ یہہ تھا کہ باغیونکو
شکست ہوئی اور انکی بیس توپین چھنین اور اپنے مقام سے خارج ہوئے - انگریزی
لشکر مین بارہ گورے دھوپ کی گرمی مین مرے اور پچاس ۵۰ ساٹھ ۶۰ سپاہی مقتول و
مجروح ہوئے - سپاہ کو تھکان بڑا ہوا وہ دشمنون کا تعاقب نہین کر سکی جہان رہتی تھی
وہین رات کو سو رہی - دوسرے دن صبح کو وہ کانپور مین واپس آئی -

فتح نمایان کے بعد جنرل ہیولوک صاحب پاس کلکتہ گزٹ مورخہ ۵ - اگست ۱۸۵۷ء آیا جسمین
لکھا تھا کہ میجر جنرل سر جیمس اوٹرم ملیٹری کمانڈر اس ملک مین مقرر ہوا جسمین ہیولوک صاحب
جنگ آرائی کر رہے تھے - جرنیل ہیولوک کو گورنمنٹ کی طرف سے اپنی فتوح نمایان کا یہہ صلہ
ملا کہ انکے افسر سر جیمس اوٹرم صاحب مقرر ہوئے -

یہہ امر مخصوص انگریزون ہی کی خصلت کے ساتھ ہے کہ خواہ وہ کیسی ہی اپنی امیدون کے
بر آنے مین شکستہ خاطر اور مایوس ہون مگر وہ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین ذرا پہلو تہی
نہین کرتے وہ اپنی ذات سے زیادہ اپنے ملک کو عزیز رکھتے ہین انکی اپنی ذات کی کیسی ہی تحقیر و
تذلیل گورنمنٹ کرے مگر کوئی کام اپنی ذاتی اغراض کے لئے ایسا نہین کرتے کہ جس سے
ملک کی عزت مین بٹہ لگے - نیل صاحب جس وقت کار زار جنگ کر رہے تھے انکے سر پر ہیولوک افسر
ہو کے بھیجے گئے - مگر ان دونو نیک سرشت سپہ سالارون نے باوجود اپنی شکستہ دلی
اور مایوسی کے اسی طرح کام کیا جیسے کہ وہ پہلے کرتے تھے - اور فرائض منصبی مین بال برابر
فرق نہین کیا -

بٹھور کی فتح کے بعد جنرل ہیولوک کے سامنے یہہ مشکلات پیش تھین - جب سے
الہ آباد سے انہون نے کوچ کیا تھا ان کے ماتحت سترہ سو یورپین سپاہ تھی جس مین اب
[illegible] سو اٹھاسی سپاہی کام کرنے کے قابل رہ گئے تھے مجبوراً انکو اودھ مین جانے کا

ارادہ ترک کرنا پڑا تھا کہ الیار لفٹننٹ کالپی کو اپنے ڈرا دے وے رہا تھا جس سے یہہ اندیشہ ہو رہا تھا کہ کانپور بھی قبضہ مین رہیگا یا نہیں اسلیئے اگر یہہ آٹھ پانچہزار سپاہ جسکے پاس تیس توپین تھین کالپی پر قبضہ کرلیتی تو ہیولوک کی آمد و رفت اور مراسلت الہ آباد کے ساتھ مسدود ہو جاتی شمال مین نواب فرخ آباد تیس ہزار آدمیون کے ساتھ اس انتظار مین بیٹھا تھا کہ اگر کانپور پر کوئی آفت آئے تو اس سے فائدہ اٹھائے ان آدمیون مین کچھ قواعد دان سپاہی اور بہت سے اناڑی سپاہی تھے۔ اودھ کے اندر باغیون کے اختیار مین تھا کہ وہ کانپور کے کسی زیرین مقام سے گنگا پار اتر کر گوالیار کی لفٹننٹ سے ملجا تے اور اس کے ساتھ ملکر ہیولوک کی سب راہین بند کر دیتے۔ کانپور مین رہنا بیشک ایک جوکھون کی بات تھی مگر اسے چھوڑ کر الہ آباد مین چلے جانا سخت آفت تھی جنرل ہیولوک نے نو آمدہ کمانڈر انچیف سر کولن کیمبل کو مطلع کیا کہ اگر کمک سپاہ کی امیدین اس سے باز رکھی جائینگی تو وہ باوجود ساری دھمکیون اور ڈراوون کے کانپور پر قبضہ رکھے گا اور نہین مجبور ہو کر الہ آباد واپس چلا جاؤنگا۔ جسکا جواب سر کولن کیمبل نے یہہ دیا کہ آپ ذرا بھی رکھین کہ کمکین راہ مین ہین وہ آپ پاس پہنچینگی۔ ہیولوک نے یہہ ارادہ مصمم کرلیا کہ اس کا انتظار کانپور مین کرے۔

۲۰۔ اگست کو سٹیمر مین کپتان گورڈون پھر گنگا مین بھیجے گئے انہون نے دریا مین جاکر باسٹھ کشتیان اودھ کے باغیون کی ڈبو دین باغیون نے یہہ کشتیان راجگھاٹ کے سامنے ضلع فتحپور مین جمع کین تھین۔ ان کشتیون کا بھی غارت کرنا ضرور تھا جنمین باغی بیٹھ کر الہ آباد کی آمد و رفت کو بند کرنا چاہتے تھے۔ گورڈون صاحب اپنے ساتھ ۱۹ تاریخ مدراس فیوزیلیرس کے سو سپاہی اور بارہ توپچی اور بارہ سکھ اور تین توپین لے گئے تھے راستہ مین انگریزی کیمپ کے مقابل مین اودھ کی سمت مین دریا کے کنارہ پر سوار اور پیادل جمع تھے۔ ایک قلعہ پر سے دخانی جہاز پر گولہ مارا گیا۔ اس مہم مین یہہ کامیابی ہوئی کہ چار روز کے اندر بیالیس کشتیان مختلف قد و قامت کی دشمنون کی غارت کی گئین بیمار اور زخمی جنمین سفر کی طاقت تھی کانپور سے الہ آباد بھیجدیے گئے۔ بتدریج تھوڑی

تھوڑی لیکن بھی سپاہ کی کانپور مین آئین ملک کے انتظام کے لیئے قواعد و قوانین جاری ہوتے تھے اور مورچون کے بھی استحکام ہوتے تھے انتظام ملکی مین بڑی بیش بہا خدمت نیل صاحب نے کین سپاہ کی تفریح کے لیئے کھیل کود اور گھوڑدوڑین سرشام ہوتی تھین اور کبھی کبھی تھی ایٹرون کے تماشے بھی ہوتے تھے۔

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ سر جیمس اوٹرم صاحب کلکتہ مین پہلی اگست ۱۸۵۷ء کو آئے اور اودھ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے اور دانا پور اور کانپور کے ڈویژنون کا کمانڈ انکے سپرد ہوا اسطرح سے وہ اس تمام ملک مین جو کلکتہ اور آگرہ کے درمیان واقع تھے سپاہ کے سالار مقرر ہوگئے۔ وہ ۴ ستمبر کو دخانی جہاز مین بیٹھ الہ آباد مین آئے یہان تین دن ضروری سامان تیار کرنے مین رہے۔ پانچوین کی صبح کو پانچوین فیوزلیرس اور ۶۴ وین رجمنٹ کی بعض کمپنیان اور پہلی مدراس فیوزلیرس اور میجر ایر کی بیٹری روانہ کی اور اس کے پیچھے نمبر ۹۰ رجمنٹ پیدل کو ہمراہ لیکر خود روانہ ہوئے۔

تین دن تک سفر مین انکو کوئی واقعہ نہین پیش آیا لیکن چوتھے روز جب وہ کالے گاؤن مین آئے تو انکو معلوم ہوا کہ باغی ان کے سفر مین مزاحم و مانع ہونگے اودھ کے باغیون کا ایک گروہ تین ہزار سپاہیون کا مع چار توپون کے گنگا کے پار کنڈا اپنی کے گاؤن کے قریب فتح پور اور الہ آباد کی شاہراہ اعظم پر اترا ہے۔ جیمس اوٹرم نے ان باغیون کی گوشمالی کے لیئے میجر ایر کو سپاہ کے ساتھ بھیجا۔ باغی انکو دیکھکر کشتیون مین بیٹھ کر دریا پار جانے لگے۔ ایر صاحب کے سوارون نے انہین گھیر لیا باغیون نے جانا کہ اب دشمن کے ہاتھ سے کوئی مفر نہین تو انہون نے خود اپنی کشتیون کو ڈبانا چاہا مگر انمین سے ایک کشتی کچھ دار ڈی باقی وہ نہ ڈبا سکے تو انہون نے اپنی توپون کو دریا مین ڈالا اور خود حیران پریشان ہوکر بھاگ گئے انمین سے کسی ایک شخص نے کچھ استقامت نہین کیا مگر تین سپاہی بھاگ گئے ایک اور گروہ باغیون کا اودھ سے انکی حمایت کو آیا تھا میجر ایر نے اسکو بھی مار کر گنگا پار بھگا دیا۔ اب اوٹرم صاحب سپاہ لیئے ہوئے ساتھ ہوگیا اور وہ ۱۶ ستمبر کو کانپور مین آگئے اور انہون نے

اپنی نیک دلی اور ایثار نفسی سے یہہ اور ڈر دیا جسکی امثال شاید دنیا کی تاریخ مین کمتر ملینگی" کہ
لکھنؤ کے محصورین کو محاصرہ سے نکالنے کا کار عظیم بریگیڈیر جنرل ہیولاک سی بی کے سپرد ہوا تھا
میجر جنرل اوٹرم دل سے یہ چاہتا ہے کہ یہہ کام ان ہی کے سپرد رہے انہون نے ابتک اس
کام کو کمال دانشمندی اور بہادری سے انجام دیا ہے اس کے انجام دینے کی عزت کے بھی
وہی مستحق ہین خدا کے فضل و کرم سے وہ اور انکی سپاہ اس کام کو نیک فرجام بنائینگے
تمام کام ملٹری میجر جنرل ہیولاک کے سپرد رہینگے اور مین چیف کمشنری کا کام سول کا
ان کے ماتحت کرونگا سپاہ کے سپہ سالار وہی رہینگے ہمرو کا نڈر انچیف ہی کا حکم اعلان کیا کہ میجر
جنرل سر جیمس اوٹرم کے سی بی نے اپنے لیئے جو نیکنامی حاصل کی ہے وہ اورون کے ساتھ
شان و شکوہ و عظمت مین شریک ہوگا اسنے جو بریگیڈیر جنرل ہیولاک سی بی کو اودھ
کی جنگ آرائی کا اپنا کام سپرد کیا ہے جسمین اسکی کوئی خودغرضی شامل نہین ہے اس کے
کامون کی قدر و حیثیت زبان نہین پہنچا سکیگی ۔

ہیولاک صاحب پاس سب قسم کی سپاہ تین ہزار ایکسو اناسی ۳۱۷۹ تھی جسکی تفصیل یہہ ہے
کہ یوروپین پیادل ۲۳۵۸ اور یوروپین والنٹیر سوار ۱۰۹ اور یوروپین ارٹلری ۲۸۲
سکھ پیادے ۳۷۱ ہندوستانی غیر آئینی سوار ۵۹ کل ۳۱۷۹ یہہ سپاہ تین برگیڈ مین
منقسم ہوئی اول برگیڈ کے افسر اعلے نیل صاحب دوسرے برگیڈ کے افسر اعلے بریگیڈیر
ہملٹن صاحب اور تیسرے برگیڈ کے افسر اعلے میجر کوپر صاحب تھے ——— علاوہ
انکے ایک سو والنٹیر تھے جنمین سر ولیم اوٹرم بھی تھے اور ۵۹ غیر آئینی بارہوین رجمنٹ کے سوار
جنپر کپتان ال بیرو کو پورا اعتبار تھا یہہ سپاہ جب ۱۶ کو جمع ہوئی تو یہہ بات قرار پائی
کہ جب تک گنگا پر پل نہ بنے سپاہ دریا پار نہ اترے

اس اثنا مین باغی چوکنے ہوئے ۔ ۱۶ کو انکا ایک گروہ گنگا کے دوسرے کنارہ
آیا وہ پار تو نہ اتر سکے مگر دریا مین جو گھاس لمبی کھڑی تھی اسکی آڑ مین انگریزی سپاہ
لڑتے رہے مگر انگریزون کی توپون نے اسکو مار ہٹایا ۔ ۱۸ ستمبر کو پل تیار ہوگیا تھا کہ
دشمنون نے پھر پل کے سرے پر توپین لگائین مگر پھر وہ شکست پاکر پسپا ہوا ۔ ۱۹ کو پل

تیار ہو گیا اور سیر سے سپاہ کے بھیجوا کیا دشمنون کی اس سپاہ نے سنڈھیر کی مگر شکست پائی۔

جب لشکر انگریزی منگل وارہ پر پہنچا تو اسکو معلوم ہوا کہ دشمنون کا بڑا ہجوم یہان ہے دشمنون سے یہان لڑائی ہوئی انکی دو توپین اور بہت سے علم اور ایک ہاتھی انگریزی لشکر نے چھینا اور ایک سو پچاس آدمیون کو قتل کیا۔ پانچ سپاہیون کو تو جنرل کے بیٹے لفٹنٹ ہیولک ایڈی کیمپ نے اپنے ہاتھ سے مارا۔ باغی ایسے بے سروپا بھاگے کہ اپنے پاؤن کی جوتیان چھوڑ گئے کہ بھاگنا آسان ہو۔ انگریزی سپاہ نے اناؤن میں کچھ دم لیا اور کھانا کھایا۔ آدھ گھنٹے یہان ٹھہرے پھر بشیرت گنج پہنچے۔ یہان سے بھی باغی بھاگ گئے تھے لشکر انگریزی ایک سرائے مین جو ایسی وسیع تھی جس مین سارا لشکر سما سکتا تھا ٹھیرا۔ مینہ اس شدت سے برسا تھا کہ ہر شخص کی کھال تک تر ہو گئی تھی دو گھنٹے کے بعد بھیگے آئے تو تھکی ہوئی سپاہ کو خشک کپڑے پہننے کو اور ڈنر کھانے کو نصیب ہوا۔

دوسرے دن صبح کو بڑی شدت سے مینہ برسا لشکر ۱۶ میل سفر کر کے موضع بنی مین پہنچا۔ یہہ مقام بڑا مستحکم و استوار تھا اور یہان لشکر کو سائی ندی کے پار بھی اترنا تھا جسکا پختہ پل اینٹ کا بنا ہوا تھا۔ باغیون نے اس پل کو توڑا نہیں یہہ انکی غلطی تھی دشمنون کے اوسان ایسے خطا ہو گئے تھے کہ انکو کوئی تدبیر انگریزی لشکر کے روکنے کی سوجھتی ہی نہین تھی۔ باغیون نے اپنے اس مستحکم مقام کو بغیر حملہ کے چھوڑ دیا۔ بنی لکھنؤ سے سولہ میل پر تھا ہیولک صاحب نے ایک شاہانہ سلامی توپون کی اتاری جس سے لکھنؤ کے محصورین کو اطلاع ہو جائے کہ ان کے چھڑانے والے آن پہنچے ہین رات کو بنی مین سپاہ سوئی۔ ۲۳ ستمبر کو چلنے سے پہلے سپاہ نے حاضری کھائی۔ ساڑھے آٹھ بجے وہ سفر کر رہے تھے کہ بارش کم ہو گئی مگر حبس بڑا تھا یہ سپاہی عالم باغ کی طرف بڑھے راستہ مین کوئی دشمن نہ ملا مگر عالم باغ مین جو ایک فصیلدار باغ ہے باغیون کی سپاہ کا ہجوم تھا انہون نے مورچہ بندی بڑے قرینہ سے کی تھی اور توپین اپنے موقع پر چڑہائی تھین مگر ہیولک صاحب نے اسکو نرغہ مین کر کے دشمنون کو اس باغ سے نکال دیا اس باغ سے باغیون کو نکالکر لشکر انگریزی آگے بڑھا تو لکھنؤ کے مکانات عالی شان اور اس کے بلند مینار اور برج انگریزی

سپاہ کی نظرون کے سامنے آئے - دشمنون نے اپر حملہ کیا اور دو منزلی پیلی کوٹھی کو جو
بڑی مضبوط تھی اپنی پناہ گاہ بنایا - بارش کی وہ کثرت تھی کہ سپاہیون کی کھال تک
تربتر ہو رہی تھی - ہیولوک صاحب اپنی سپاہ کو پھر عالم باغ مین لائے - سپاہ رات کو
بعض چھپرون مین بعض کھلے میدان مین سوئی یہان پر مژدہ جانفزا ۲۵ ستمبر کو آیا
کہ دھلی فتح ہوگئی جسکی خوشی مین سپاہ نے چیرز کا وہ غل شور مچایا کہ زمین سے آسمان پر پہنچا
۲۴ ستمبر کو لشکر نے آرام کیا اور ۲۵ ستمبر کو پھر وہ آگے بڑھا اور چارباغ کے
پل پر پہنچا اور اسکو بڑی مشکل سے فتح کیا - جنرل ہیولوک کے بیٹے نے نیل صاحب سے
جھوٹ موٹ آنکر کہا کہ جنرل ہیولوک کا حکم ہے کہ اس پل پر آپ حملہ کرین - غرض بڑی
جان لڑا کر اس پل کو فتح کیا - پھر لشکر شہر مین داخل ہوا - جہان اسپر ہر کوچہ و ہر برزن مین
مکانات کے اوپر سے گولیان ماری جاتی تھین اور توپون کے گولے مارے جاتے تھے
مگر انگریزی سپاہ کی بہادری سب مزاحمتون پر غالب آئی - ولیم ہولفرٹ نے چارباغ کے
پل پر وہ اپنی شجاعت دکھائی کہ وکٹوریا کروس انکو انعام ملا - اگرچہ عقب مین سپاہ انگریزی
دشمنون سے لڑ رہی تھی مگر آگے سپاہ نے قدم بڑھایا - نیل صاحب مارے گئے اس
بہادر کے مارے جانے کا جو نان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوا تھا انگریزی سپاہ پر
بڑا صدمہ ہوا سپاہ جو آگے بڑھی اسکو جو سخت مزاحمتین پیش آئین اسنے سب کو رفع دفع کیا
اور بیلی گارڈ کا دروازہ جو مدت سے بند تھا اسکے آنے کے لیئے کھولا گیا اور سپاہ نے
بیلی گارڈ کے فرحت محل کے درمیان آرام کیا - بعض سپاہی ریذیڈنسی مین رات ہی کو داخل
ہوئے بعض دوسرے روز صبح کو - عقب کی سپاہ کو موتی محل پر سے باغیون نے سخت
نقصان پہنچایا - ایک توپ چھن گئی تھی اس کے واپس لینے مین بھی لڑائی ہوئی - پھر ریذیڈنسی
مین ساری توپون کے لیئے رستہ کھولا گیا - تھوڑی سی سپاہ سے محاصرہ مین
محصورین کی امداد مین بڑا بھاری نقصان ہوا - ۲۶ ستمبر تک پانچسو چونسٹھ افسر و سپاہی
مارے گئے اور ستر گم ہوئے - یہہ گم شدہ سپاہی زخمی یا بیمار تھے اس لئے غالباً وہ
بھی قتل ہوئے ہونگے انکو مقتولین مین شمار کرنا چاہیئے اس لیئے ان دونو تعدادون کا مجموعہ

ایک سو اڑتیس مقتولین سمجھنا چاہیئے غرض کل مجموعہ مقتولین کا سات سو دو اشرافون اور سپاہیون کا۔ غرض جس بہادری سے اس محاصرہ مین محصورین کی امداد کی گئی ہے ساری تاریخ مین کوئی مثال ایسی نہین ملیگی جو اسپر سبقت رکھتی ہو۔ بڑے بڑے بہادرون نے اس لڑائی مین جان دینے مین حیات جاوید پائی فقط

حصہ سوم

تاریخ بغاوت ہند

باب اول

آگرہ کی حیرانی اور دوآبہ

دھلی کی فتح کے بعد روانگی لشکر

اس واقعی امر پر کہ اگر فتح کے بعد پیروی نہ کی جائے تو فتح بیکار رہے - جنرل ولسن نے دہلی کے فتح ہونے کے بعد بلند شہر اور علی گڈھ پر لشکر بھیجا کہ وہ باغیون کا استیصال کرے اس لشکر کے افسر لفٹنٹ کرنیل اڈورڈ گریٹ ہیڈ صاحب مقرر ہوئے اس لشکر مین دو ہزار سات سو نوے سپاہی بہ تفصیل ذیل تھے -

	یوروپین	ہندوستانی
کپتان ریم فنکٹن کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا -	۶۰	—
کپتان بلنٹ کا ترپ اسپی توپخانہ پانچ توپون کا	۶۰	—
کپتان بورچیر کا بیٹری چھ توپون کا	۶۰	۶۰
سیپر	—	۲۰۰
ملکہ معظمہ کی نوین پلٹن	۳۰۰	—
پہلی و چوتھی و پانچوین پنجابی رسالے سوارون کے ہڈسن سوار	—	۴۰۰
ملکہ معظمہ کی آٹھوین و پچھترین رجمنٹین	۴۵۰	—
پہلی اور چوتھی رجمنٹین پنجابی پیدلون کی	—	۱۲۰۰
میزان کل	۹۳۰	۱۸۶۰

بلند شہر کی لڑائی

یہہ سپاہ ۲۴ ستمبر کو روانہ ہوئی پہلی منزل اسکی غازالدین نگر مین اور دوسری منزل
دادری مین۔ تیسری منزل ۲۷ ستمبر کو سکندرآباد مین ہوئی۔ اس قصبہ کو گوجرون نے
ایسا لوٹا تھا کہ کسی مکان کی چھت باقی نہین رہی تھی۔ ۲۸ ستمبر کی صبح کوچ لشکر چلکر بھیڑ پر جہان
سڑکون کا چوراہہ ہے پہنچا۔ وہ بلندشہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ بلندشہر سے تین کوس
مالاگڈھ تھا جسمین ولیداد خان دلی کے بادشاہ کا سمدھی بادشاہ کی طرف سے حکمرانی
کرتا تھا۔ اس پاس سپاہ بادشاہ نے پہلے بھیجی تھی اور کچھہ اب دلی سے بھاگکر سپاہ
جمع ہوئی تھی۔ اس سپاہ سے لڑائی ہوئی۔ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ بڑا نقصان
اٹھا کر بھاگ گئے اور ولیداد خان بھی مفرور ہوا۔ اسکا قلعہ مالاگڈھ خالی پڑا تھا وہ بحکم [illegible]
سرنگون سے اڑایا گیا۔ اتفاقاً لفٹنٹ ہوم سرنگ اڑانے مین خود اڑ گئے۔ دہلی کے
کشمیری دروازہ کے اڑانے والون گروہ مین صرف یہی ایک زندہ تھے وہ اڑ گئے اور تخمیناً
سینتالیس سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔

[illegible]

۳ اکتوبر کی دوپہر کو لشکر خورجہ مین پہنچا۔ اول چیز جو اسنے دیکھی وہ ایک پل پر سے سر
ایک لاش تھی جسمین فقط پوست اور شکستہ استخوان باقی تھیں ڈاکٹرون کی تشخیص مین
وہ کسی انگریزن کی لاش تھی جس کے سبب سے سپاہ کی آنکھون مین خون اتر آیا اہل خورجہ
کو اس جرم کی وہ سزا دیتے مگر اہل خورجہ نے اپنی بیگناہی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم سرکار کے
غلام ہین اس لیئے انکو شبہ جرم کا حق دیا گیا۔ بعض باغی سپاہی چھپے ہوئے وہان ملے جنکو
پھانسی دیگئی جہان انگریزی لشکر خیمہ زن تھا۔ وہان ایک فقیر ملا جو کسی سے بات نہین
کرتا تھا۔ جب اس سے انگریزون نے بات کی تو اسنے تنہائی کی طرف اشارہ کیا جس کے نیچے
ایک صندوقچی نکلی جسکے اندر یونانی خط مین جنرل ہیولوک کی چھٹی لکھی ہوئی تھی جسکا مضمون
یہہ تھا کہ مین لکھنؤ کے محصورین کی رفع تکلیف کے واسطے جاتا ہون جسقدر جلد ممکن ہو میری
کمک کے لیئے سپاہ بھیجی جائے اسکی سخت ضرورت ہے میرے پاس تھوڑی سپاہ ہے اور
باربرداری نہین اس لیئے گریٹ ہیڈ صاحب نے یہہ مصمم ارادہ کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو
کانپور مین پہنچنا چاہیئے۔ جہاجر کے قریب خورجہ سے سولہ میل آگے ایک گاؤن مین ایک ہم

سیتاپور سے ایک سوار کے ساتھ چلی آئی تھی اور اس سے نکاح پڑھالیا تھا۔ لفٹنٹ روبنسن صاحب کو مخبر نے اسکی خبر دی وہ اس پاس دوڑے گئے میم سے ملے جسکی عمر سولہ برس کی ہوگئی۔ اس نے کہا کہ میں اپنے حال میں خوش ہوں اس لیئے صاحب اسکو چھوڑکر کیمپ میں واپس آگئے۔

سومنہ میں رات کو لشکر نے آرام کیا یہاں یہ خبر سنی کہ سرکش مسلمان و جیل خانہ کے چھوٹے ہوئے قیدی اور آس پاس کے باغی رجپوت تیار ہیں کہ جب انگریزی لشکر آگے بڑھے تو اس سے لڑیں انکو سہارا یہ تھی کہ دہلی سے جو باغی بھاگے ہوئے آئے ہیں وہ بھی انکے مددگار معاون ہونگے۔

۵۔ اکتوبر کی صبح کو انگریزی لشکر علی گڈھ کے سامنے آیا۔ انگریزی لشکر کے روکنے کے لیئے ایک غول آیا جسمیں سپاہی نہ تھے مگر وہ غل بہت مچاتا تھا ڈھول و بھونپو بجاتا تھا اور فرنگیوں کو خوب گالیاں دیتا تھا وہ انگریزی توپ خانہ کو دیکھتے ہی شہر کے اندر بھاگ گیا اور دو توپیں اپنی چھوڑ گیا پھر شہر سے بھی نکلکر باہر بھاگا تو سواروں نے اسکا تعاقب کئی میل تک کیا۔ کھیتوں میں درختوں کے اندر اس کے آدمی قتل ہوتے تھے انگریزوں کا نقصان بہت تھوڑا ہوا۔ علی گڈھ کے باشندوں نے باغیوں کے ہاتھ سے بہت ظلم و ستم اٹھائے تھے اس لیئے انگریزوں کے آنے سے وہ بڑے خوش ہوئے اور لشکر کے لیئے سامان رسد خوب جمع کیا۔ علی گڈھ میں دو کمپنیاں پنجابیوں کی چھوڑی گئیں کہ وہ ضلع میں بندوبست رکھیں۔ علی گڈھ سے چودہ میل پر اکبرآباد میں سڑک کلاں پر دو توام بھائی رجپوت منگل سنگھ اور مہتاب سنگھ آئے تھے انہوں نے ایام غدر میں ایسا سر اٹھایا تھا کہ سرکار نے انکے سروں کے لئے انعام مقرر کیا تھا انکا گرفتار کرنا ضرور تھا۔ انگریزی سپاہ نے اکبرآباد کو جاکر گھیرلیا۔ وہ بھاگے اور بھاگتے ہوئے مارے گئے اور ان کے گھروں میں سے تین توپیں اور لوٹ میں لیفٹیننٹ کا بہت سا اسباب برآمد ہوا۔

آگرہ سے خط پر خط ہرزبان میں اور رمز میں گریتھڈ صاحب پاس آتے تھے کہ وہ آگرہ میں جسقدر جلد ممکن ہو آئیں۔ ۹۔ اکتوبر کو لشکر چھپڑگڈھ میں آیا جو آگرہ سے اڑتالیس میل تھا۔

اس مقام کے قریب سپاہ ایک کوٹھی کو دیکھ کر بڑی متعجب ہوئی کہ وہ نیل کے کارخانہ سے متعلق تھی اور سب طرح سے آراستہ پیراستہ تھی اور سب کوٹھیون کی طرح اجڑی بگڑی نہ تھی سارے اسکے لوازم واسباب موجود تھے۔ اسکا مالک ایک انگریز تھا جو آگرہ کو بھاگ گیا تھا۔ آگرہ کی طرف سے جب کریٹ ہیڈ صاحب پر بہت تقاضا ہوا کہ سپاہ بھیجے تو انہون نے آدھی رات کو سوار اور ایسی توپخانہ آگرہ روانہ کیا۔ چار گھنٹے کے بعد وہ خود اپنے پیادون کو انکی گاڑیون اور ٹٹون پر سوار کرا کے روانہ ہوئے اور جمنا کی کشتیون کے پل پر سے اتر کر ۱۰ اکتوبر کو آگرہ کی دیوارون کے نیچے پہنچ گئے۔

اس تاریخ تک ہم آگرہ کا حال پہلے لکھ آئے ہین اب آگے حال لکھتے ہین کہ کولون صاحب کی وفات کے بعد ریڈ صاحب ممبر علے صدر بورڈ انکے قائم مقام ہوا مگر انہون نے گورنمنٹ سے یہہ درخواست کی کہ جب تک امن امان قائم نہ ہو کسی ملیٹری افسر کا لفٹنٹ گورنر ہونا مناسب ہے۔ کالون صاحب کی وفات سے پہلے آگرہ اس شہرت سے پریشان خاطر تھا کہ اسپر حملہ ہوگا۔ یکم جولائی کو مئو مین تئیسوین رجمنٹ پیدل نے سرکشی کی تھی اور وہ سنٹرل انڈیا کے کنٹنجنٹون مہدی پور اور مالوہ اور بھوپال سے اور ہندوستانی ریاستون کے اور سرکش گروہون سے ملکر گوالیار مین چلی آئی تھی مہاراجہ سیندھیا نے ان سرکشون کو اگست تک روکے رکھا مگر پھر انکا روکنا انکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ آئیندہ ماہ ستمبر مین سنٹرل انڈیا کے باغی گوالیار کے مفسدہ پردازون کے ساتھ ملکر دھول پور گئے۔ یہہ مقام آگرہ سے ۳۴ میل پر ہے آگرہ کے قریب مین سپاہیون کا جمع ہونا قلعہ آگرہ کو دھمکاتا تھا۔

قلعہ آگرہ مین جب سپاہ تھی اسپر ہزارون آدمیون کی جانون کی سلامتی موقوف تھی اس مین سے تو سپاہ باغیون کی سرکوبی کے لیئے نہین جاسکتی تھی اس لئے باغیون کو یہہ جرأت ہوئی کہ ان کے غول دھول پور سے راستہ کے قریب چیرا گدھ و فتح پور سیکری اور اراد نگر مین آنے لگے اور برٹش گورنمنٹ کے جو ملازم تھے انکو یہان سے نکال دیا۔

دہلی کی تسخیر ہونے سے آگرہ مین برٹش گورنمنٹ کے لیئے مشکلات اور زیادہ ہوگئین دہلی سے بہت سپاہی بھاگ کر متھرا آگئے اور متھرا سے گنگا دوآبہ کی باغی سپاہ سے مل گئے

آگرہ کا حال

ان شہر تون کے سبب سے ۱۹ ستمبر کو گورنمنٹ کا یہہ حکم جاری ہوا کہ قلعہ کے آگے بڑی
بڑی عمارتین اور خاص کر جامع مسجد ڈھاکر میدان صاف کیا جائے کہ وہ توپون کی مار کے
مانع نہ ہون ۔

۳ ستمبر کو گورنمنٹ کے حکم سے کرنیل ہیو فریزر آگرہ کے چیف کمشنر مقرر ہوئے ۔

جب دہلی بالکل فتح ہوگئی تو یہہ امید تھی کہ دہلی سے سپاہ گوڑگانوہ اور متھرا کی راہ سے آگرہ
بھیجی جائے گی ۔

جب آگرہ مین یہ خبر آئی کہ دہلی سے سپاہ کانپور کو روانہ ہوئی تو انہون نے اس سپاہ پر بڑا تقاضا
شروع کیا کہ وہ آگرہ مین آنکر اسکو باغیون کے ہاتھ سے بچائے اور ممالک مغربی مین انگریزی
عملداری جمائے ۔

یوروپین جو قلعہ مین مدت سے قیدیون کی طرح رہتے تھے گریٹ ہیڈ کے لشکر کے پہنچنے سے
آزاد ہوئے وہ بڑے خوشی خوشی اپنے دوستون سے باہر ملنے آئے ۔ جب سپاہ یہان
آئی تو باغیون کا جن کے ہونے کا بڑا غل شور تھا پتا نہ تھا انکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ وہ انگریزی
لشکر کے آنے کی خبر سنتے ہی کاری ندی کے پار چلے گئے جو آگرہ سے نبرہ میل ہے اور
گوالیار کو بھاگے جاتے ہین ۔ اس بات پر یقین نہین ہوتا تھا کہ باغیون کا ایک زبردست
غول فقط انگریزی سپاہ کے آنے کی شہرت سے اسطرح بھاگ جائے ۔ آگرہ کے
محکمہ مخبری نے لشکر کو یقین دلادیا کہ خاطر خواہ آرام کرنے کے بعد پھر باغیون کا تعاقب
کیا جائے ۔ مگر آگرہ کا انتظام ایسا سست وضعیف ہوگیا تھا کہ اسکی کسی بات کا اعتبار کم ہوتا
تھا ۔ اسوقت آگرہ کی گورنمنٹ ایسے افسرون کے ہاتھون مین تھی جو اسوقت کی ضرورتون کو
کم سمجھتے تھے اور نہ ایسے کام کرتے تھے کہ جنسے انکو خود عزت حاصل ہو یا سرکار کا فائدہ ہو
بریگیڈ پر نے ملیٹری قوانین کے موافق پکٹ نہین بٹھائے حکم دیدیا کہ جب خیمے ڈیرے
آجائین تو پریڈ کے میدان مین لگائے جائین اور وہین لشکر فرو کش ہو ۔

جنرل رابرٹس صاحب اپنی تاریخ چہل و یک سالہ مین لکھتے ہین کہ خیمون اور اسباب کے آنے مین
دیر تھی اس لیئے مین اور لوزن اور ویٹسن تینون ساتھ قلعہ مین حاضری کھانے گئے

وہان ہم جاکر بیٹھے ہی تھے کہ لیڈیون کے ساتھ کھانا کھاتے کہ توپون کی آوازون سے چونک پڑے ایک میزبان نے قلعہ کے ایک مقام مین جہان سے وہ گروہ کا حال دیکھ سکتا تھا جاکر دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اسنے لپک کر ہم کو خبر دی کہ لڑائی ہو رہی ہے۔

یہہ خبر سنکر ہم جلدی سے گھوڑون پر سوار ہوئے۔ قلعہ سے باہر اس سمت مین کہ آتش جنگ نظر آتی تھی سرپٹ گھوڑے دوڑائے کیمپ کی طرف آدمی دوڑے آتے ہونگے کہ دیکھا کہ رستے مین مرد عورت بچے سب رنگ کے اور جانور آپس مین ملے جلے ابتر و پریشان سے چلے آتے ہین وہ ایسے گھبرائے ہوئے چیخ کر دہائی مچاتے جاتے تھے کہ گویا دیو انکے پیچھے چلے آتے ہین۔

"قلعہ مین جو لوگ پناہ گزین تھے وہ مدت سے قیدی بنے رہے تھے اب انکو گورون کے آنے سے اطمینان ایسا ہوا تھا کہ وہ قلعہ سے باہر نکل کر اپنے لٹے ہوئے اجڑے ہوئے گھرون کو دیکھنے گئے تھے۔ شہر کے ڈیڑھ لاکھ باشندون مین سے دو تہائی اس لشکر کی سیر کو آئے تھے جو دہلی کو فتح کر کے آئے تھے جنپر ابتک انکو یقین نہین آتا تھا۔ یہہ طرح طرح کا ازدحام اول ہی توپ کی آواز سنکر خوف زدہ ہو کر شہر اور قلعہ کی طرف بھاگا اور وہ راستہ مین ان لوگون سے ملا جو کیمپ کا بھاری اسباب لیئے چلے آتے تھے فوراً ہاتھی اونٹ گھوڑے کہار جو بیمارون اور زخمیون کی ڈولیان لئے آتے تھے اور بیل جو بھاری اسباب کے چھکڑون مین جتے ہوئے تھے سب دفعتہً چونک پڑے اور ان مین بھگڑ پڑ گئی۔ ہاتھی اور ان کے مہاوت ڈر سے وہ آپس مین گڈمڈ ہو کر چنگھاڑتے تھے۔ گاڑیبان بیچارے تھکے ہوئے بیلون کی دمین مروڑتے اور انپر آرین چلاتے تھے کہ وہ جلد چلین۔ ساربان اونٹون کی نکیلین ایسی کھینچتے تھے کہ انکے نتھنے چرے جاتے تھے۔ غرض ہر ایک یہہ کوشش کرتا تھا کہ جانورون کو غیر معمولی تیز رفتاری سے چلائے۔ ہم اس بھیڑ بھاڑ کو چیر پھاڑ کر کارزار مین پہنچے تو وہان ہم نے دیکھا کہ پریڈ کی زمین پر الگ الگ لڑائیان ہو رہی ہین۔ ایک جگہ سوارون کی لڑائی رہی ہے۔ پیادون مین تلوارین اور سنگینین چل رہی ہین۔ دشمنون کے سوارون نے پلٹن کی توپخانہ پر حملہ کر کے اسکو اپنے قبضے مین کر لیا ہے (وہ اسکو کچھ تھوڑی دور لیجانے مین بھی کامیاب ہوئے)

پچھترچوین پلٹن اپنا مورچہ دشمنون کے سوارون سے لڑنے کے لیے بنا رہی ہے۔
اور پلٹن کے پیچھے بائین طرف ابھی توپخانہ اور ہوچیز کی بیٹری توپین بارک مین سے
چلا رہے ہین بغیر اسکے کہ انکا ساز درست ہو۔ ہندوستانی اور سائیس انکے گھوڑونپر
جلدی جلدی ساز ڈال رہے ہین۔ داہنی جانب مین آٹھوین پیدل اور دوسری
اور چوتھی پنجابی جنٹین مسلح ہو رہی ہین اور تین سکوئڈرن پنجابی سوارون کے
ماتحت پردو بائین اور رینگ ہسپنڈ دشمنون کے بازو پر حملہ کرنے کے لیے جلدی کر رہے
ہین۔ ویٹسن صاحب نوا بنے پنجابی سوارون کی کمانڈ لینے دوڑ آگیا اور ہین اور لونمن
برگیڈ کی تلاش مین کسی طرف گئے۔ جب مجھے برگیڈ یر نہین ملا تو مین سپہر افسر میجر
ٹرنیک ٹرنر کے ماتحت توپخانہ کا کام کرنے لگا جو ارٹلری کے کمانڈر تھے بہ تدریج
دشمنون کو مار کر ہٹایا اور تعاقب کرنے کے لیے تیار ہوئے۔ اسوقت گریٹ ہیڈ
میدان جنگ مین دکھائی دیئے۔

سپاہ کم تجربہ کار تھی اسپر دفعتہً دشمنون کا آن پڑنا غالباً خطرناک نتائج پیدا کرتا۔
بہت سے سپاہی چند خیمون مین جو آگئے تھے یا اور اسکے مقامات مین جو سردست
مل گئے سوئے پڑے تھے اُنپر ایک گولہ اور اسکے بعد دوسرا گولہ اس بیٹری سے
آیا جو سامنے کھیتون کے دراز درختون مین چھپا ہوا تھا۔ اسوقت چھ باغی نقارہ
بجاتے ہوئے توپ مین سے گوارٹر گارڈ مین آئے اور سنتری کو انہون نے قتل
کیا۔ وہ پیر دبائن کے سپاہیون کی طرح لال کرتیان پہنے ہوئے تھے اس مغالطہ سے
وہ گارڈ کے قریب آگئے کہ وہ پیر دبائن کے سپاہی سمجھے گئے اس کے بعد ہی دشمن کے
سوارون نے ایک عام حملہ کیا جس سے لڑائیون کا ایک سلسلہ اسوقت بندھا ہوا تھا کہ
ہم وہان پہنچے۔ کمانڈر موجود نہ تھا کوئی نہین جانتا تھا کہ اسوقت سپہر افسر موجود ہے
اس لیے ہر ایک رجنٹ اور بیٹری اپنی دانائی اور ہوشیاری کے موافق لڑتی تھی سپاہین
طرفتہ العین مین تیار ہوگئین اور دشمن کے پرے ہٹانے مین مصروف ہوئین توپخانہ دشمنونکی
توپون کا جواب دیتا تھا۔ پیدلون سے جو کچھ ہو سکتا تھا وہ انہون نے کیا مگر وہ اسی خوف سے

پابند ہو رہے تھے کہ دوستون کو بہ نسبت دشمنون کے زیادہ نقصان نہ پہنچائین اس لیے
سارے دھاوے سوارون ہی کے ہوتے تھے۔ نوین لین سر نے متواتر حملے کیے ایک
ترپ پلٹن کی توپین جنکو دشمنون نے چھین لیا تھا پھر چھین کر واپس لایا۔ کپتان فریج اور
جونس مارے گئے۔ ویٹسن پردائن اور ینگ ہسبینڈ نے اپنے سکوڈرن
سے داہین بازو کو صاف کیا اور دشمن کی دو توپین چھین لین اور بعض علم لے لیے اور
ہیوگف صاحب نے بھی اپنے سکوڈرن سے بازو پر یہی کام کیا۔ اس موقع پر پروبائن
صاحب نے ایسے بہادرانہ کام کیے کہ انکو وکٹوریا کروس انعام ملا۔ گریٹ ہیڈ صاحب
آگئے انہون نے عام حکم آگے بڑھنے کا دیا۔ دشمن کے تعاقب کے لیے بڑھ ہی رہے
تھے کہ تیسری یوروپین رجمنٹ اور فیلڈ آرٹلری کو لفٹنٹ کرنیل کوئن صاحب ساتھ لیکر
قلعہ سے باہر آئے وہ بریگیڈیر سے سینیر افسر تھے اس لیے سپاہ کا کمانڈ انکے
سپرد ہوا۔ ناوقت توقف اس سبب سے ہوا کہ انکو مقام کا حال بالتفصیل دریافت کرنا
پڑا جب انکو اطمینان ہوگیا کہ دشمن کا تعاقب کرنا چاہیے تو انہون نے گریٹ ہیڈ صاحب
کے حکم پر دستخط کر دیے اور ہم دشمن کے تعاقب کرنے کے پیچھے چلے۔

ہم نے بھاگتے ہوئے دشمن کو جا لیا جو کبھی کبھی مڑ کر ٹھیر جاتا تھا مگر اسکا اثر کچھ نہین ہوتا تھا
چار میل چلکر ہم دشمن کے کیمپ پر پہنچے وہ بڑی وسیع جگہہ مین پھیلا ہوا تھا اس کے لانے
اور لگانے مین بڑا وقت صرف ہوا ہوگا۔ آگرہ کے حکام ایسے غافل تھے کہ دشمن ایسا
قریب آگیا اور پھر بھی اسکی خبر نہ ہوئی پیدل اپنا کام خوب کر چکے تھے تقریباً ساٹھ گھنٹون
سے وہ سفر کر رہے تھے ایک یا دو دفعہ کچھ دیر کے لیے بیچ مین ٹھیرے تھے تیسری یوروپین
رجمنٹ بھی جو قلعہ مین مدت سے بیکار بیٹھی تھی گرمی مین دن بھر کام کر چکی تھی اور سوتی سرخ
کرتیان پہنے ہوئے تھی وہ درست لباس نہ تھی۔ دشمن اپنی توپون کو ساتھ نہین لے جا سکا
اس لیے پیدلون کو تو دشمن کے کیمپ مین چھوڑا کہ وہ وہان اپنا دل بہلائین اور
اسباب منگوائین۔ ہم آرٹلری اور سوارون کو ساتھ لیکر آگے بڑھے۔ یہ شکار بڑا دل کا
ابھارنے والا تھا۔ سب قسم کا مال اسباب ہمارے ہاتھ آیا پہلے اس سے کہ ہم کاری ندی

پہنچے۔ تیرہ توپین ہمارے ہاتھ آئین جنمین بعض بڑی تھین اور گولی باروت کا میگزین بہت ہاتھ آیا۔ دشمنون کا زیادہ نقصان نہین ہوا۔ ہندوستانی سپاہی جب فصیل پر کھڑے ہوتے ہین تو اسکے اندر عجب آسانی سے چلے جاتے ہین۔

ہمارا نقصان خفیف تھا افسر اور سپاہی بارہ مارے گئے اور ۴۵ زخمی ہوئے اور دو گم اور بیس آدمی بہیر کے مارے گئے۔

ہم نے سپاہ کے اور باربرداری کے جانورون کے آرام کے لیئے گیارہوین بارہوین و تیرہوین کو آگرہ مین قیام کیا۔ قلعہ کے اندر ہمارے زخمی ایک خوبصورت عمارت موتی مسجد مین بھیجے گئے جو اسپتال اسوقت بن رہی تھی جس مین سپاہیون کی بڑی خدمت گزاری لیڈیان کرتی تھین جو یہہ جانتی تھین کہ ہم دہلی کے کولم کی خدمات کا حق کافی نہین ادا کر سکتین۔

۱۴۔ اکتوبر کو جمنا کے بائین کنارہ پر انگریزی کیمپ آیا یہان دہلی مین جو تین سو سپاہی چھوڑے تھے وہ آنکر ملے۔ ۱۸۔ کو مین پوری مین جو آگرہ سے ستر میل تھا پہنچے راستہ ہی مین تھے کہ ہوپ گرینٹ کرنیل توبین لین سر کا کیمپ مین آیا کہ وہ کولم کا کمانڈر ہے۔ وہ دہلی مین رہ گیا تھا اور گریٹ ہیڈ کے مقرر ہونے سے بڑا ناخوش تھا اسنے انکے تقرر کے حکم کو منسوخ کرا دیا یہہ عہدہ اسکا حق تھا مین پوری کا راجہ تو باغی ہو گیا تھا وہ بھاگ گیا اور کئی توپین اور باروت اپنے قلعہ مین چھوڑ گیا تب لشکر نے بیسوین تاریخ یہان قیام کیا اور باروت کو اڑا دیا۔ راجہ کا ایک رشتہ دار سرکار کا خیرخواہ تھا اسنے ڈہائی لاکھ روپیہ خزانہ کا بچا یا تھا وہ پھر انگریزون کے حوالہ کر دیا۔ یہان کے حکام سولین جو آگرہ بھاگ گئے تھے وہ اب سپاہ کے ساتھ آئے تھے اپنے اپنے عہدہ کا کام کرنے لگے

۲۱۔ اکتوبر کو لشکر بیور مین پہنچا یہان بریگیڈیر پاس سر جیمس اوٹرم کی لکھنؤ ریذیڈنسی سے یونانی خط مین چٹھی آئی کہ جلدی آؤ تو دوسرے دن لشکر ۲۸ میل سفر کر کے گورسہائے گنج مین اور ۲۳ کو بہارن کی سرا مین آیا جو قنوج کے قریب تھا یہان باغیونکا گروہ تین سو سوارون اور پانچسو پیدلونکا تھا اور چار توپین یہہ باغی کالی ندی سے پار تھے۔ انگریزون نے چند گولے مارے تھے کہ باغی اپنی توپین

چھوڑ کر بھاگے - چار میل تک ان کا تعاقب کیا گیا باغی سوار گنگا مین اترے وہ اور ان کے گھوڑے بہت تھوڑے ہی گنگا پار اُترے ہونگے - ۲۶ - اکتوبر کو لشکر کانپور مین پہنچ گیا یہان ایسا انتظام کیا گیا کہ اس کو لم مین پانچ ہزار پیدل ہو گئے - ۳۰ - اکتوبر کو گریٹ ہیڈ صاحب نے گنگا سے عبور کیا کہ عالم باغ جائین - لیکن کمانڈر انچیف کے حکم سے انہون نے ایک گاؤن مین بھترا کے قریب قیام کیا وہ لکھنؤ کی جانب مین بنی پل سے چار میل پر تھا اس گاؤن مین باغی تھے جنسے لڑائی ہوئی اور انکو مار کر بھگا دیا اور ان پاس ایکہی نو بینی توپ جو سرکار کمپنی کی ملک سے تھی چھین لی -

دین کورٹ لننڈ صاحب مہاراجہ رنجیت کی سپاہ مین کرنیل تھے پھر سرکار کمپنی کے ملازم ہو گئے تھے اور بہت سے کارہائے نمایان کیئے انہون نے بہت سی ہندوستانی سپاہ بھرتی کی تھی اور وہ اس کے افسر تھے اس سپاہ کو ساتھ لیکر وہ دہلی کے شمال مغرب کے انتظام کے لیئے اسوقت دہلی سے روانہ ہوئے کہ گریٹ ہیڈ صاحب کا کولم آگرہ کو جا تا تھا - انہون نے تمام بڑے بڑے دہات بغیر کسی لڑائی کے مطیع کر لیئے - ۲۴ ستمبر کو انہون نے تمام ضلع رہتک کو تابع کر کے اسکا بندوبست کر دیا اور تمام سول افسر اسمین مقرر ہو گئے -

بریگیڈیر صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر دہلی کے مغرب وجنوب کے اضلاع مین انگریزی عملداری جاری کرنے کے لیئے روانہ ہوئے - اول راجہ بلب گڈھ کو جسنے دہلی کے بادشاہ کی اطاعت کی تھی ہوڈسن صاحب اپنے ساتھ بگھی مین بٹھا کے بریگیڈیر پاس لائے - ہوڈسن صاحب کی راے مین راجہ مع مصاحبون کے قابل دار تھا مگر ابھی اسکی نسبت گورنمنٹ کا کوئی حکم قطعی نہین صادر ہوا تھا اس لیئے راجہ دہلی روانہ کیا گیا - پھر دادری کے ضلع مین ہو کر لشکر جھجر پہنچا - یہان کے نواب نے ۱۸ - اکتوبر کو بغیر کسی مقابلہ کے اطاعت کی اس ریاست مین کانونڈ بڑا مستحکم قلعہ تھا جسپر چودہ توپین چڑھی ہوئی تھین اور پانچ لاکھ روپیہ تھا اسپر اٹھالیس میل پندرہ گھنٹے مین سفر کر کے ہوڈسن کے سوارون نے قبضہ کیا - پھر ریگستان کی سرحد پر پہنچکر شاورس صاحب نے دہلی مراجعت کی اس مہم مین انہون نے چار قلعون پر قبضہ کیا بہت سے دہات کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور تقریباً ستر توپین لین اور آٹھ لاکھ روپیہ لیا - اور

نواب جہجر اور راجہ بلبھ گڑھ کو گرفتار کرکے دہلی بھیجا۔

ابھی شاورس صاحب دہلی مین آئے تھے کہ جنرل پینی کے پاس خبر آئی کہ جودھپور کے سوار باغیون نے خیرخواہ مہاراجہ جے پور کے لشکر کو شکست دیکر ریواڑی پر قبضہ کرلیا ہے اور تمام اس ضلع مین پھیل گئی ہین کہ جس مین لشکر ابھی ہو کر آیا ہے۔ دہلی مین سپاہ کا ایک کولم مرتب ہوا اسکے افسر کرنیل جررڈ مقرر ہوئے۔ وہ دسوین نومبر کو دہلی سے روانہ ہوئے اور ۱۳۔ نومبر کو رواڑی مین پہنچے اور قلعہ رواڑی پر پھر قبضہ کیا کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ یہان لشنے اور سپاہ بھی آنکر مل گئی۔ پھر وہ نارنول کی طرف روانہ ہوئے۔ نارنول مین دسوین نومبر کو باغیون کا بڑا ہجوم تھا وہ قلعہ نارنول پر قبضہ رکھتے تھے مگر یہہ پچاسوین یا ساٹھوین دفعہ اس ایک ہی سال مین تھی کہ مستحکم مقام تعداد سپاہ ذاتی بہادری جبتک کام مین نہین آسکتین کہ سپاہ کا ایسا جرنیل نہ ہو جو مقام کے استحکام سے اور سپاہ کی تعداد کثیر سے اور اسکی ذاتی بہادری سے کام لینا نہین جانتا ہو اسکی بڑی عمدہ مثال یہ ہے کہ اگر شیرون کی رہنمائی گدھے کرین تو شیرون سے کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا۔ نارنول مین باغیون کی سپاہ جی پور کی سپاہ کی شکست دینے کی خوشیان منا رہی تھی۔ انکا سردار صمدخان نواب جہجر کا خسر تھا جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو اسنے کچھ مورچہ بندی نہین کی۔ نارنول کو اسنے خالی کردیا۔ جرارڈ صاحب نے وہان جاکر دشمنون کو دیکھا مگر وہ اپنے مقام پر قبضہ کرنے کے لیئے پھر آئے تو انہون نے اسکو اپنے دشمنون کے ہاتھون مین دیکھا۔ پھر وہ انگریزی لشکر سے بڑی بہادری سے لڑے۔ دیر تک یہ نہ معلوم ہوا کہ لڑائی کا نتیجہ کیا ہوگا۔ دشمن اپنی مایوسی کی حالت مین بڑی بہادری سے لڑے۔ مگر آخر کو انہین پوری شکست ہوئی مگر جرارڈ صاحب اس لڑائی مین مارے گئے۔ انکی جگہہ کول فیلڈ مقرر ہوئے۔ انہون نے قلعہ نارنول کی عمارات سے باغیون کو نکالا باغی مہاراجہ الور کے راج کی طرف بھاگے انگریزی سپاہ انکے تعاقب مین بھیجی گئی اور لفٹننٹ کرنیل کیمن صاحب دہلی سے سپاہ لیکر گئے۔ مگر انکو حکم ہوا کہ وہ کمانڈر انچیف کے کیمپ سے جاکر ملین وہ ذخائر اسقدر ساتھ لے گئے جسکا تانتا سڑک پر اٹھارہ میل تک لگا۔

مری مین پہاڑیون کی سرکشی

کوہ مری پر لیڈی لارنس مقیم تھین - پہلی ستمبر کو انکے ایک ملازم نے اسسٹنٹ کمشنر کو اطلاع دی کہ آج رات کو حملہ ہوگا - یہہ خبر سچ تھی - پہاڑی آدمی آدھی رات کو اس امید مین کہ فتح آسانی سے ہوگی آئے مگر پولس نے اور چند انگریزون نے انکا ایسا مقابلہ کیا کہ تھوڑی دیر لڑکر وہ بھاگ گئے انہین سے بہت آدمیون کا تعاقب ہوا اور وہ گرفتار ہوئے باقی ہزارہ مین بھاگ گئے وہان کے باشندون نے انکو گرفتار کرکے میجر صاحب کے حوالہ کیا جنہون نے انکو سزا دی -

ملتان مین سرکشی

ملتان کی سرکشی خوفناک تھی - ۱۴ ستمبر کو چیف کمشنر پنجاب کو خبر ہوئی کہ ملتان مین سرکشی ہوئی اور گوگیرا کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوئے ہین تین گھنٹے کے عرصہ مین انہون نے جسقدر وہ سپاہ بھیج سکتے تھے بھیجی - کچھ عرصہ تک گھنے جنگلون اور دلدلون نے انکو حملہ سے روکا - آخر کو انگریزی سپاہ نے گڈریون کی رہنمائی سے انپر حملہ کیا اور شکست دی - پھر کوئی دنگہ فساد ایسا نہین برپا ہوا کہ وہ پنجاب کے امن امان مین رخنہ اندازی کرتا -

دلی کے فتح ہونے کے بعد برٹش کی صولت و سطوت کا سکہ پنجابیون کے دلون مین ایسا بیٹھ گیا کہ انکو سوا خیرخواہی کے کچھ اور خیال نہین پیدا ہوا -

باب دوم

بنگال کی سرگذشتین اور تیاریان

سر کولن کیمبل کی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی حالت

سر کولن کیمبل بڑے عاقل فرزانہ زمانہ دیدہ تجربہ کار رسیدہ سالار تھے وہ معرکہائ عظیم مین ایشیا و یورپ مین اپنے جوہر جوانمردی و شجاعت دکھا چکے تھے اس زمانہ مین انکی برابر کوئی اس عہدہ جلیل القدر کمانڈر انچیف پر دوسرا شخص نہین مقرر ہو سکتا وہ سب طرح سے سپہ سالار

ہونے کے لیئے سزاوار تھے۔ وہ ۱۲ اگست ۱۸۵۷ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئے۔ انکی تشریف آوری کے وقت ہندوستان مین انگریزی عملداری کی بدترین حالت تھی ممالک شمالی ومغربی ودہلی وروہیلکھنڈ اور اودھ مین سے انگریزی عملداری اٹھ گئی تھی پنجاب مین ابال آرہے تھے سنٹرل انڈیا مین بغاوت منھ پر نقاب ڈالے ہوئے بیٹھی تھی۔ ہندوستان مین انگریزی سلطنت کی بقا دہلی کی فتح پر تھی اور وہ انگریزون کے قبضہ مین نہ تھی۔

جو اضلاع کہ باغیون کے قبضہ مین تھے انکے جو آخر حالات معلوم ہوئے تھے انکسے دلجمعی نہین ہوتی تھی۔ دہلی کے سامنے جو انگریزی سپاہ تھی وہ ابھی محاصر نہین تھی جسیکہ محصور۔ آگرہ مین جو برٹش سپاہ قلعہ نشین تھی وہ تنہا نشین تھی۔ اسکی آمدورفت ساری دنیا سے منقطع تھی لکھنؤ مین جو تھوڑی سی برٹش سپاہ تھی اسکو لوگ جانتے تھے کہ اس نے میدان جنگ مین شکست پاکر اپنے تئین ایسے احاطہ مین بند کیا ہے جو ملیٹری لحاظ سے اس قابل نہین ہے کہ وہ اسکی محافظت کرسکے اس مین بہت سی عورتین اور بچے ہین جنکا بچانا اسکے ذمے ہے۔ جنرل ہیولوک نے دو دفعہ کوشش کی کہ اس پاس پہنچکر اسکی رفع تکالیف کرین مگر دونو دفعہ ناکامیاب ہوکر انکو کانپور مین واپس آنا پڑا۔

روز بروز انگریزی عملداری کا تنزل ہوتا جاتا تھا اور اسکی صورت بگڑتی جاتی تھی ہر روز سکھون کی خیرخواہی زیادہ مشتبہ ہوتی جاتی تھی۔ ہر روز یہہ بات مشکل ہوتی جاتی تھی کہ مہاراجہ سیندھیا اپنی سپاہ کو آگرہ جانے سے باز رکھ سکے یا کانپور جانے دے جہان اسکا جانا زیادہ ہولناک تھا۔ ہر روز راجپوتانہ اور بندیلکھنڈ کے والیان ملک پر انگریزون کا اقتدار کم و بیش سا ہوتا جاتا تھا۔ مغربی پریسیڈنسی مین بغیر کسی مغالطہ کے ایسے آثار نمودار ہوتے جاتے تھے کہ جنوبی مرہٹون کے ملک پر قبضہ صرف ایک بڑا زبردست و قوی ہاتھ رکھ سکتا ہے۔ انگریزون کے قبضہ مین الہ آباد تھا جسکا دریائی فاصلہ کلکتہ سے آٹھ سو نو میل تھا۔ اور الہ آباد اور کلکتہ کے درمیان تین بڑے شہرون بنارس غازیپور اور پٹنہ مین انگریزی عملداری تھی جسکے سبب سے کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کے اوپر حکمرانی

تھی - جب سر کولن کیمبل تشریف لائے ہین تو انہون نے دیکھا کہ سپاہ کہین سے نہین ہاتھ لگ سکتی تھی - صرف دو رجمنٹین نمبر ۵ و ۹۰ جنرل ہیولوک صاحب پاس کا نپور مین امداد کے لیئے بھیجی گئین باقی ساری سپاہ کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دریا کی آمدورفت کی نگہداشت کرتی تھی - کلکتہ سے رانی گنج تک ایک سو بیس میل ریل بنی ہوئی تھی اس سے آگے شاہراہ اعظم پر راہ تھی جسپر باغی جابجا پڑے پھرتے تھے

سپاہ جو چین اور انگلنڈ اور کلکتہ سے آنے والی تھی اسکے لیئے سامان سفر اور رسد تیار کرنے مین گورنمنٹ نے بہت ہی کم توجہ کی تھی کیننگ صاحب نے بہت تھوڑا ساوہ تیار کیا تھا اب نئے کمانڈر انچیف نے گورنمنٹ سے یہ سامان تیار کرائے کہ گھوڑے جو ضروری تھے بڑی بڑی قیمت دیکر خرید لیئے - انگلنڈ کو درخواست بھجوائی کہ وہ ان فیلڈ رائفل کے گولی بارود کا میگزین بھیجے اور یہان بھی اس کے بنانے کے سامان تیار کرائے کیپ سے آٹا منگا یا کاشی پور مین جہان لوہے کا کارخانہ تھا توپین ڈھلوائین خیمے اور گھوڑون کے ساز تیار کرائے - غرض اگست کے مہینے کے ختم ہونے تک انہون نے ہر کارخانہ کی حسنتہ چالاکی کو پیچا نا کر دیا اور گورنمنٹ مین ایسی مستعدی جیسی کبھی نکان نہین آتا پیدا کر دی -

انہون نے گورنمنٹ سے ایک ٹرین جاری کرائی - کلکتہ اور الہ آباد کے درمیان دو طرح کی راہین ایک دریاے گنگا ہین دوسری بڑی شاہراہ اعظم پر تھین - دریائی راہ مین یہ نقص تھا کہ اس مین دخانی جہازون کی آمدورفت جون جولائی اگست مین ہوسکتی تھی پھر دریا پر سات کے بعد ایسا اتر جاتا تھا کہ اس مین دخانی جہازون کا چلنا مشکل ہو جاتا تھا اور یہ یقینی امر نہین ہوتا تھا کہ وہ منزل مقصود پر پہنچینگے - اسلیئے خشکی کی راہ کا انتظام کرنا مناسب سمجھا گیا - شاہراہ اعظم پر بیلون کی چوکیان بٹھائی گئین اور گاڑیان بنائی گئین جنمین چند سپاہی آرام سے بیٹھ سکتے تھے - اسطرح بیلون کی گاڑیون کی ڈاک رانی گنج سے الہ آباد تک جاری کی گئی - [illegible]

پہنچ جاتے انکو دو ہفتہ سفر کرنا پڑتا - راہ مین کہین کہین اس سفر مین باغی رخنہ اندازی کرتے اس کے بند کرنے کے لیئے کئی گشتی کولم مقرر کیئے گئے جنمین سے ہر یک کولم مین چھ سو سپاہی و توپچی تھے وہ سڑک پر گشت کیا کرتے تھے تاکہ کوئی ان چھوٹے گوروں کے گروہون کو جو بلک ٹرین مین سفر کرتے ہین کسی طرح کا آزار نہ پہنچائے - اس سپاہ سے علاوہ اس محافظت راہ کا اور یہ فائدہ ہوا کہ حکام سول کو اضلاع کے بندوبست کے اہتمام مین اس سے بڑی امداد ملی گشتی سپاہ مین دو ہزار چوبیس سپاہی تھے جنمین سے تقریباً اٹھارہ سو سپاہیون سے سول افسر اضلاع کے انتظام مین کام لیتے تھے -

اکتوبر کے آخر دو ہفتون مین چین کی مہم سے لارڈ ایلگن کی بھیجی ہوئی سپاہ بتفصیل ذیل کلکتہ مین آئی ہائیلنڈرس کی رجمنٹ نمبر ۹۳ اور فیوزیلرس رجمنٹ نمبر ۲۳ پیدل رجمنٹ نمبر ۸۲ کی تین کمپنیان شاہی ارٹلری کی دو کمپنیان اور سیپر کی ایک کمپنی - اکتوبر کے پہلے ہفتے مین کیپ گڈ ہوپ سے بتفصیل ذیل سپاہ آئی - شاہی ارٹلری کی ایک کمپنی جسکے ساتھ اٹھاون ۵۸ گھوڑے بھی تھے تیرہوین پیدل رجمنٹ کے تقریباً پانچ سو سپاہی - اس سپاہ کا لکھنؤ بہت جلد بھیجنا ضروری تھا ان سپاہیون کے آنے سے پہلے ہی دہلی فتح ہو گئی تھی - پہلے دہلی کا فتح کرنا سب سے زیادہ ضروری سمجھا جاتا تھا اب لکھنؤ کا فتح کرنا سب سے مقدم تھا

گوالیار کی باغی سپاہ نے بڑا سر اٹھایا تھا اس سے بڑا اندیشہ تھا کہ کلکتہ اور کانپور کے درمیان آمد و رفت کا مسدود کر دینا اس کے اختیار مین تھا - الہ آباد مین کلکتہ سے سپاہ کے بھیجنے مین بہت شتابی کی جاتی تھی اور اسکے واسطے بڑا سامان الہ آباد مین تیار کرایا جاتا تھا - ۱۸ - اگست کو ولیم پیل دو دخانی جہاز شانون اور پرل اپنے زیر حکم لیکر الہ آباد کو روانہ ہوئے -

کپتان پیل بڑے بہادر و دانشمند افسر تھے وہ الہ آباد مین دوسری ستمبر کو پہنچے - شانون برگیڈ مین پانچ سو بیس سپاہی مع افسرون کے تھے اور پرل کے برگیڈ مین ایک سو چھپن سپاہی اکتوبر کے دوسرے دو ہفتے مین پیدل نمبر ۸۲ رجمنٹ کے باقی سپاہی اور اٹھتیسوین رجمنٹ کے ۱۹۸ سپاہی اور ۹۳ وین رجمنٹ اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۴۱۴ سپاہی اور ۱۰۲

ری کروٹ آور اسکے بعد ۶۱۲ شاہی ارٹلری کے سپاہی اور رائفل برج کے ۹۰۳ سپاہی اور دوسری اور تیسری پلٹن اور بیالیسوین ہائی لنڈرس کے ۲۹۰ اور چون وین پیدل کے ۳۵۲ اور ۸۸ رجنٹ کے ۸۸۳ ری کروٹ آئے۔ اب سر کولن کیمبل مع اپنی سپاہ اور ہیڈ کوارٹرس اور سٹاف کے ۲۷ اکتوبر کو ڈاک مین الہ آباد کو روانہ ہوئے۔ اب ہم سر کولن کیمبل کی مہمات کے بیان کرنے سے پہلے بنگال اور بہار کا حال بیان کرتے ہین۔

بھاگل پور کی قسمت مین اضلاع بھاگل پور۔ مونگیر۔ پورنیا۔ سنتھالیا تھے اور راج محل ڈویژن تھا اور جارج یول کمشنر تھے۔ یہ قسمت ایسی بڑی تھی کہ اس مین صوبہ بہار آدھا داخل تھا اسکا دار الحکومت گنگا کے کنارہ پر بھاگل پور ۲۶۶ میل کلکتہ سے تھا۔

جب تک کہ دانا پور کی سپاہ نے سرکشی نہین کی بھاگل پور کی قسمت مین بغاوت نہین ہوئی اس مین ہندوستانی سپاہ بہ تفصیل ذیل تھی۔ پانچوان غیر آئینی رجنٹ سواروں کا مع ہیڈ کوارٹر کے بھاگل پور مین بتیسوین رجنٹ باسوئی مین اور تریسٹھوین بہ تمام پورنیا مین۔

یول صاحب نے اپنی دانائی اور ہوشیاری سے جولائی کے تیسرے ہفتے تک سپاہ کو باغی نہین ہونے دیا مگر جب دانا پور کی سپاہ باغی ہوئی اور مغربی بہار قبضہ سے نکل گیا تو یول صاحب نے پانچوین فیوزیلرس کے پچاس سپاہی بھاگل پور مین رکھے اور اس کے پچاس سپاہی مونگیر کے قلعہ مین بھیجے۔

دانا پور کی سپاہ کی سرکشی اور کنور سنگھ کی بغاوت نے مشرقی بہار کی حالت کو خطرناک بنا دیا یول صاحب نے بھاگل پور اور مونگیر مین یوروپین سپاہ کو رکھ کر ان دونو شہرون کو بچایا اور دریا کی راہ کو محفوظ رکھا۔ یہان کی سپاہ یہ دیکھ رہی تھی کہ آرہ کے محاصرہ کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ جب ان پاس ۳ اگست کو یہ خبر آئی کہ ایر صاحب نے آرہ کے محاصرہ کو اٹھا دیا تو اسکو یقین نہین آیا وہ یہ جانتے تھے کہ انگریز یا انکے دوست ایسی جھوٹی خبرین گھڑ گھڑ کر اڑایا کرتے ہین بلکہ خبر مذکور کے برخلاف انکو یقین ہوا اور پانچوین رجنٹ غیر آئینی سوارون کی باغی ہو کر باسوئی مین گئی۔ جہان ۳۲ رجنٹ مقیم تھی یہان کے کمانڈر برفی صاحب تھے انہون نے اس پلٹن کو اپنی نصاحت سے اسطرح سمجھایا کہ اسنے پانچوین رجنٹ پر گولیان چلائین اسکی پانچوین رجنٹ

ضلع بھاگلپور

ہندوستانی سپاہ [illegible] بھاگلپور

اپنی امید مین مایوس ہوکر رونہی کے رستہ سے آرہ چلے گئے۔

مشرقی بہار تو پول صاحب کی حسن تدابیر سے خونون سے خلاص ہوا مگر اسکے ہمسایہ مین ایک پہاڑی ضلع چوٹیا ناگپور تھا۔ اسمین بڑی بڑی چھاونیان ہزاری باغ و رانچی وچن باسا و پرولیا تھین۔ یہان قائم مقام کمشنر کپتان ڈالٹن تھے۔ دانا پوری سپاہ کی سرکشی کی اور کنور سنگھ کی بغاوت کی خبر ہزاری باغ مین ۳۰ جولائی کو پہنچی۔ یہان جو آٹھوین رجمنٹ کے دستے تھے انہون نے بغاوت کی اور اپنے افسرون اور سول کے حاکمون کو نکال دیا اب تک سپاہ پر اعتبار کے ایام چلے جاتے تھے ہندوستانی سپاہ کے ہر افسر کو اپنی سپاہ پر اعتبار چلا جاتا تھا وہ اپنی سپاہ کی خیرخواہی کا یقین کرتا تھا اور اور افسرون کی سپاہین جو باغی ہوئی تھین ان پر وہ دلی افسوس کرتا تھا۔ جب یہ خبر ڈرونڈہ مین جو سول سٹیشن رانچی کے قریب تھا پہنچی کہ ہزاری باغ مین جو ساٹھ میل کے فاصلہ پر تھا سپاہ متزلزل ہورہی ہے تو وہان کے کمانڈنگ افسر نے لفٹنٹ گریہم کے ساتھ تیس سوار اور رام گڑھ کے غیر آئینی سوار اور رام گڑھ کی پلٹن کی دو کمپنیان اور دو توپین ہزاری باغ بھیجین کہ وہان کی سپاہ کے ہتھیار لے لے۔ گریہم صاحب نے سفر کیا ابھی وہ دوسری منزل پر نہ پہنچے تھے کہ کپتان اوس سے ملے انہون نے کہا کہ آٹھوین ہندوستانی رجمنٹ کے دستون نے تو ایک دن پہلے ہی بغاوت کی اور انکو اسکی سپاہ نے بغاوت کی اور توپین اور میگزین اور چار ہاتھی اور کپتان کا اسباب چھین لیا اور لیٹے رانچی کو یوروپین کو بد دعائین دیتے ہوئے گئے یہ سوار مستقل رہے۔

کپتان ڈالٹن اور چند یوروپین افسر رانچی مین تھے جب انکو بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ ہزاری باغ چلے گئے جسکو باغی چھوڑ کر چلے گئے تھے لفٹنٹ گریہم مع چند خیرخواہ سوارون کے وہان پہلے آگئے تھے۔ رانچی اور ڈرونڈہ کے مقامات باغیون کے قبضہ مین آئے انکو لوٹا اور خزانہ پر قبضہ کیا۔ چرچ پر گولے مارے قیدیون کو چھوڑا لوگون کا مال اسباب برباد کیا ڈالٹن صاحب نے راجہ رام گڑھ کی مدد سے ہزاری باغ مین بندوبست کر لیا۔ باغیون نے جو بہت سا مال لوٹا تھا اسکو واپس لے لیا۔ چند روز مین کچہریان کھل گئین اور بدستور سابق

سب کام ہونے لگے۔

مدراس کی سپاہ

مدراس پریسیڈنسی کے ہندوستانی سپاہی باستثنا آٹھویں رجمنٹ سواروں کے
باغی نہیں ہوئی تھی — انہوں نے بنگال کی سپاہیوں کی طرح بغاوت کا کلنک کا
ٹیکا ماتھے پر نہیں لگایا بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ ہم کو ایک موقع ہاتھ لگا ہے کہ سرکار
جسنے ہم کو پالا پوسا ہے اسکی خیر خواہی کو ہم دکھلائیں انہوں نے گورنمنٹ سے درخواست
کی کہ اسوقت ہم سے کام لیا جائے۔ گورنمنٹ نے کچھ تامل کے بعد انکی درخواست کو
مہربانی کرکے منظور فرمایا پھر مدراس کی بہت سی سپاہ پانچویں اگست سے کلکتہ میں
آنی شروع ہوئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بریگیڈیر کارتھیو صاحب مقرر ہوئے
تھے جنکے کاموں کا بیان ہم آگے کرینگے۔ علاوہ مدراس کی سپاہیوں کے خشکی
میں کٹک سے شرقی بنگال میں سپاہیں چلی آتی تھیں انہیں اٹھارویں رجمنٹ مدراس
تھی۔ کرنیل فس جراس سپاہ کے سپہ آرا تھے۔ مدراسی سپاہ گورنمنٹ کی تقویت کا
بڑا مخزن تھا۔ ڈالٹن صاحب نے جو یوروپین پلٹن کی درخواست کی تھی اسکے جواب میں
گورنمنٹ نے لکھا کہ مدراس سے سپاہ بھیجی جاتی ہے کہ وہ انتظام کو بحال کرے اسکا
ایک کولم اودے ہزاری باغ کو بھیجا جائے کہ ٹرنک روڈ کی محافظت کرے اور دوسرا کولم
پرولیا اور رانچی کو جائے۔ گورنمنٹ کو امید ہے کہ جب تک یہ سپاہ پہنچے کپتان ڈالٹن اپنے
تئیں ہزاری باغ میں سنبھالے رکھیگا۔ مگر صاحب ممدوح اپنے تئیں نہیں سنبھال سکے
ہزاری باغ میں ایسے خوف پیدا ہوئے کہ وہ ۱۲۔ اگست کو بگوڈا میں الٹے چلے آئے
یہاں وہ چند روز ٹھہرے کہ ان پاس سکھ بیٹری کے ۱۵۰ سپاہی ماتحت لفٹنٹ ارل کے
آ گئے انکی مدد سے ہزاری باغ میں پھر وہ چلے گئے۔

باغی بڑھتے جاتے تھے اگرچہ گورنمنٹ کو دانشمندانہ تجربہ ہو گیا تھا کہ اسنے انکی تعداد کو اسطرح
گھٹایا کہ ۲۔ اگست کو ستائیسویں ہندوستانی پیدل اور گیارہویں غیر آئینی سواروں کی
رجمنٹ سے اور رام پور کے نواب ناظم کی سپاہ سے ہتھیار لے لئے تھے لیکن پھر بھی
ٹرنک روڈ کے گرد باغی سپاہیوں کا جنکے پاس سب قسم کے ہتھیار تھے بڑا غول رہتا تھا

جس سے بڑا خوف رہتا تھا جسکا علاج کرنا ناگزیر تھا۔ اور یہہ خوف اس سبب سے اور بھی زیادہ ہوگیا تھا کہ دلوگڈہ میں اضلاع سنتال میں باغی سپاہیون نے اپنے افسرون کو مار ڈالا تھا اسلیئے گورنمنٹ نے اپنی پہلی تجاویز کو بدلکر کرنیل فسن چر کو یہہ حکم دیا کہ وہ ڈرونڈہ کی راہ سے ہزاری باغ میں جائے مگر یہہ حکم مسٹر چر صاحب پاس ۱۳ ستمبر کی رات کو پرہی میں پہنچا اس پیغام کے آنے سے پہلے اسنے یہہ تحقیق دریافت کرلیا تھا کہ باغی چٹیا ناگپور سے غالباً رہتاس گڈھ کی طرف گئے ہین اسنے انکے روکنے کے لیئے درخواست بھیجی وہ کچھ دیر مین منظور ہوئی تو اسنے میجر انگلش کو سپاہ کے ساتھ ڈورونڈہ بھیجا۔ یہہ اسطرف سفر کررہا تھا اور ریٹری صاحب ڈیرے کی طرف اور مسٹر چر جالیا کی طرف جارہے تھے مسٹر چر صاحب نے یہہ خیال کیا کہ ہزاری باغ ضلع چھترا مین باغیون نے پناہ لی ہے اسنے ان تمام حالات کی اطلاع اپنے حاکم بالا کو دی اسکا جواب یہہ آیا ہے کہ تم صرف گرینڈ ٹرنک روڈ کی محافظت کرو اور باغیون سے کہین لڑائی نہ لڑو اور اس ڈاک مین میجر انگلش کو یہہ ہدایت ہوئی کہ وہ کمانڈر انچیف سے براہ راست حکم لیکر چٹیا ناگپور مین لڑائیون کا اہتمام کرے۔ میجر انگلش نے چھترا کی طرف سفر کیا جہان تین ہزار باغی تھے اور انگلش صاحب پاس تین سو پچاس سپاہی تھے مگر انہون نے دشمن پر سہ بارہ حملہ کیا اور ایک گھنٹہ لڑکر انکو شکست دی دشمن ہزیمت پاکر بڑا اسرسیمہ بھاگا۔ اسکی چار توپین اور پورے ویگن اور چالیس چھکڑے میگزین سے بھرے ہوئے دس ہاتھی ۹۲ جوڑیان توپخانہ کے بیلون کی اور کئی صندوق خزانہ کے فتحمندون کے ہاتھ لگے انگریزون کی طرف ۴۶ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اس فتح سے ٹرنک روڈ پر سے بالکل خوف دور ہوگیا۔ اور اضلاع مین سپاہ متعین ہوکر انتظام ہوگیا۔

یہ کالم فتح پور مین جو الہ آباد اور کانپور کے وسط مین ہے ۳۱ اکتوبر کو آدھی رات مین پہنچا پول صاحب پاس دوپہر کو خبر آئی کہ داناپور کی باغی رجمنٹین جنکو آئر صاحب نے بہار سے مار کر بھگا یا تھا انکے ساتھ بہت سے اور باغی جمع ہوگئے ہین وہ ایک بڑے مستحکم قصبہ کجوہ مین مقیم ہین جو فتحپور سے شمال مغرب مین چوبیس میل ہے۔ باغیون کی تعداد کا تخمینہ دو ہزار

آئینی سپاہیوں کا اور غیر آئینی سپاہیوں کا کیا گیا تھا۔ ہندوستان کی تاریخ میں کھجوا کا
مقام اس سبب سے نامور ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے بھائی شجاع پر یہیں فتح پا کے
ہندوستان کی بادشاہی حاصل کی تھی۔ اس قصبہ کے پاس ایک بڑا وسیع باغ تھا اس کی
فصیل کنگورے دار تھی اسکے بازوؤں پر احاطے تھے یہیں اگر اچھے سپاہی ہوں تو وہ
دشمن کی پیش قدمی کو روک سکتے ہیں اس مقام میں سپاہ مقیم ہوکر سرکولر کی جو فتحپور سے
کانپور کو جاتی ہے راہ بند کرسکتی ہے۔ پول صاحب میں سپہ گری کا فطری شعور تھا۔ جب
بغاوت شروع ہوئی تو وہ فورٹ ولیم میں اپنی رجمنٹ کے کپتان تھے وہ بغاوت کی ساری
باتوں کو غور کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور اس حالت میں بھی کہ انگریزی سپاہ نہایت پست
حالت میں تھی انکو یقین تھا کہ آخر کو انگریزوں ہی کو فتحیابی ہوگی۔ انکا دل لڑائی کے لیے
پھڑکتا تھا۔ اب انکو لڑائی کا موقع ہاتھ لگا انہوں نے فتحپور کو فوراً سفر کیا آدھی رات کو
وہاں پہنچے رات بھر جنگ کے لیئے تیاری کرتے رہے دوسرے دن صبح کو حملہ کرنے کے لیے
دوڑے گئے۔

کھجوا کی لڑائی

پہلی نومبر کو ساڑھے پانچ بجے صبح کے پانچسو تیس سپاہی اور دو توپیں لیکر روانہ ہوئے۔
دوسرے دن دوپہر تین بجے پہنچے۔ دشمنوں نے باغ اور احاطوں کو چھوڑ دیا تھا ٹیلوں
کی آڑ میں مورچے لگائے تھے اور سڑک پر تین توپیں لگائی تھیں۔ کرنل پول کی تو دو توپوں
کے لینے میں جان گئی انکی جگہ پیل صاحب مقرر ہوئے انہوں نے باغیوں کو شکست دیکر تین
توپیں چھین لیں اور اپنے لشکر میں لے آئے۔ تعاقب کرنا اس سبب سے ناممکن تھا کہ
تین دن میں پیادہ سپاہ نے چوبیس میل سفر کیا تھا سوار ساتھ نہ تھے۔ لڑائی میں سخت
نقصان ہوا تھا کہ پچانوے سپاہی مقتول مجروح ہوئے تھے۔ پیل صاحب نے سڑک پر
قبضہ کر کے کانپور کی طرف سفر کیا۔

باب سوم

سر کولن کیمپل کی دو لشکر کشیان

کلکتہ مین سر کولن کیمپل لشکر کشی کے لیئے تیاریان کر رہے تھے کہ لکھنؤ سے ایسی خبر آئی کہ جسنے انکو متنبہ کردیا کہ وہ وہان جانے مین ایک لمحہ کا توقف نہ کرین۔ یہہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب کی تھوڑی سی سپاہ ۲۵ ستمبر کو لکھنؤ کی ریذیڈنسی مین داخل ہوئی تھی۔ سپاہ کا ایک حصہ جو فرید بخش مین چھوڑا گیا تھا وہ دوسرے دن صبح کو ریذیڈنسی مین داخل ہوا۔ دشمنون کے عقب کی سپاہ پر حملہ کیا تھا تو کرنیل روبرٹ نے پھر اسکی مدد کو گیا۔ ۲۷ ستمبر کو جو لشکر مین زندہ رہے تھے وہ سب سواران کے جو عالم باغ مین متعین تھے ریذیڈنسی مین داخل ہوکر محصورین سے ملے۔ جب دونو جرنیل ہیولوک اور اوٹرم ریذیڈنسی مین داخل ہوئے تو ان مین مشورہ ہوا کہ کسی طرح سپاہ محصور کو کسی جائے حفاظت مین لیجانا چاہیئے مگر اوٹرم صاحب کے نزدیک یہ امر ناممکن تھا انہون نے کہا کہ عورتون اور بچون اور زخمیون کے لیجانے کے واسطے سواریون کا اور باربرداری کا سامان موجود نہین ہے اگر یہہ سامان بہم پہنچایا بھی جائے تو دونو پہلی امداد کی سپاہون مین متفق ہوکر بھی اتنی طاقت نہین ہے کہ وہ ان عورتون بچون و زخمیون کو کانپور تک بخیریت پہنچا دین انکو یہ خوف بھی لگ رہا تھا کہ جب تک سپاہ معین آئے خوراک کے ذخیرے محصورین کیلئے کافی نہین ہونگے یہی خوف انکو ایسا تھا کہ لوگون نے انکو دیکھا کہ وہ راتون کو اسکے دور ہونے کے لیئے خدا سے دعا مانگا کرتے تھے جو گروہ انکے زیر اہتمام تھا اسکی آسائش و آرام کے لیئے تدابیر کرتے تھے اسلیئے انہون نے گومتی کے کنارہ پر جو عمارات تھین اپر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور اس مین وہ بغیر کسی مزاحمت کے کامیاب ہوئے۔ ہیولوک صاحب ان نئے مقامات کے مورچون کے مہتمم مقرر ہوئے اور پہلی سپاہ حصار نشین کی جوابدہی انگلس صاحب کے ذمے تھی

عالم باغ ایک افسر کے سپرد ہوا کہ وہ اسپر جہان تک ممکن ہے قبضہ رکھے وہ بڑی عمدہ قیامگاہ اس
سپاہ کے لیئے ہے جو کمک کو آئیگی۔ مہینے کے ختم ہونے سے پہلے اوٹرم صاحب کو تحقیق ہوا کہ
باقی خوراک کا تخمینہ غلط کیا گیا ہے اگر وہ کفایت کے ساتھ خرچ کی جائیگی تو کئی ہفتے تک کام
چل سکتا ہے اس لیئے انہون نے صبر کے ساتھ جبتک انتظار کیا کہ سر کولن کیمبل انکی اعانت کے لیئے
آئین۔ انگریزون کی اقامت گاہ کے شمال مشرق مین حدود وسیع ہو گئی تھی۔ جنوب
اور مغرب مین وہ وسعت نہین پا سکتے تھے۔ پھر بھی نیئے مورچے بنائے گئے۔ بیرونی مورچے
دشمنون کے اس سڑک پر لے گئے جو آہنی پل کی طرف جاتے تھے اور وہ قبضہ مین رکھے گئے
پرانی فصیل و برج و بارہ کی مرمت کی گئی اور نئی بیٹریان بنائی گئین۔ دشمنون نے ابھی کارزار سے
ہاتھ نہین اٹھایا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہ ایسے فاصلہ پر چلے گئے تھے کہ انکی بندوقین پہلی طرح سے
کارگر نہین ہوتین تھین۔ مگر وہ انگریزی مورچون مین گولے مارتے تھے اور سرنگون کے
لگانے مین بڑے سرگرم تھے۔ اب سپاہ حصار نشین ایسی طاقتور ہو گئی تھی کہ وہ فقط اپنی ہی
محافظ نہین تھی بلکہ وہ محاصرہ سے باہر نکلکر حملہ کرتی تھی اور دشمنون کی توپون مین میخین ٹھوکتی
تھی اور انکے مکانات اور بیٹریون کو برباد کرتی تھی اور سرنگون پر بار بار قبضہ کرتی تھی اور
انکو غارت کرتی تھی غرض انکی حالت پہلے سے اچھی تھی وہ پہلے اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر
دشمنون سے اپنی محافظت کرین اب اس فکر مین رہتے تھے کہ کیونکر دشمنون پر حملہ کرین۔
اوٹرم صاحب اور ہیولاک صاحب نے انگلس صاحب کی گردن پر سے بوجھ ہلکا کر دیا تھا
اور سب کو یقین ہو گیا تھا کہ انکی کمک ضرور آئیگی خواہ اس کے آنے مین کتنا ہی توقف
ہو جاوے۔ گو یہ تکالیف جسمانی محصورین کی چلی جاتی تھین کہ توپون کے بیلون کو ذبح کرکے
وہ کھاتے تھے تو انکی جسمانی قوت اس قابل ہوتی تھی کہ وہ کام کرین اور لڑائی لڑین۔ خوراک کو کم
کرین تو اناج انکے لیئے کافی ہو انکے پاس لیموچوس نہین تھے اس لیئے وہ ڈبل روٹی کی جگہ
چپاتیان کھاتے تھے اس سبب سے بہت سے یورپین اسہال اور پیچش مین مبتلا تھے
اور مٹھائی نہ ملتے تھے اس لیئے خارش کی بیماری ہوتی تھی۔ اسپتالون مین بیمارون کا ہجوم
ایسا تھا کہ مریضون کی تکالیف اور زیادہ ہوتی تھین۔ وہ لوگ جو اپنے فرائض ادا کرنے کے لیئے

ناقابل نہین ہوئے تھے وہ کمزور اور مضمحل ہو گئے تھے تنباکو نہین ملتا تھا اس لیئے وہ جار کے پتے اور اور درختون کی چھالین چلمون مین رکھ کر پیتے تھے وہ رات کے متواتر پہرہ چوکی سے دق ہوتے تھے - رات کی سرد ہوائین گرمی کے کپڑون کے اندر گھسی جاتی تھی -

ہندوستانی سپاہ اپنے جرنیلون کی ہمدردی اور دلسوزی کرنے کے سبب سے ساری سختیون اور مصیبتون کی برداشت کرتی تھی اور کوئی شکایت نہین کرتی تھی وہ خیرخواہ گورون کی طرح کام کرتی تھی اور اپنے جرنیلون کی تقلید کرتی تھی لیکن سپاہ کی امیدون کے دیر کرنہ آنے سے دل بیمار ہوتے تھے - اکتوبر کا مہینہ آخر ہو نے کو ہوا مگر اب تک کولن کیمبل کے آنے کی کچھ خبر نہ تھی -

سر کولن ۲۷ - اکتوبر کو کلکتہ سے روانہ ہوئے راہ ناامین تھی وہ گرفتار ہونے سے بچ گئے وہ اپنے سٹاف سمیت کوچ کرتے اور محافظ سپاہ ہمراہ نہین رکھتے تھے - شیر گھاٹی تک تو وہ بخیر و عافیت آئے جب یہان سے دس بارہ میل آگے چلے تو سڑک کے موڑ پر آگے کی گاڑی کے کوچبان نے دیکھا کہ چودہ ہاتھیون پر باغی سوار ہین اور پچیس سوار ان کے ہمراہ ہین - یہ خوش نصیبی تھی کہ تھوڑی دور پیچھے بلاک ٹرین مین گورے چلے آتے تھے وہ ان سے جا ملے اسطرح وہ گرفتار ہونے سے یا کسی اور بلا مین مبتلا ہونے سے بچ گئے - بلا سے رسیدہ بود ولے بخیر گذشت کچھ اکی فتح سے جسکا اوپر بیان ہوا راہ صاف ہو گئی تھی - سر کولن پہلی اتوار کو الہ آباد مین داخل ہوئے اور ایک دن ٹھیر کر انہون نے اضلاع کے انتظام کے لیئے رنگسٹن صاحب کے ماتحت ایک سپاہ بھیجی کہ اعظم گڈھ کے ہمسایہ مین باغی سپاہ جو دنگہ فساد کر رہی ہے اسکو مٹائے - کمانڈر انچیف تیسری نومبر کو کانپور مین آ گئے -

کانپور ایسا معرض خطر مین آ رہا تھا کہ لکھنؤ جانے سے پہلے سر کولن کیمبل اس کے حال پر نظر کرتے تو انصاف تھا جسوقت دہلی فتح ہوئی تو گوالیار کنٹنجنٹ مہاراجہ سیندھیا قابو مین نہین رہی کہ اسکو وہ اپنے پاس روکے رکھتے - انہون نے ہر چند اسکو بہلایا مگر وہ بہلاوے مین نہین آئی - تانتیا ٹوپی نے اسسے درخواست کی کہ وہ مجھے اپنا پیشوا بنائین تو مین انکو انگریزون سے لڑنے کے لیئے لے جاؤنگا - انہون نے یہہ درخواست منظور کرلی

اب یہ سپاہ کالپی کی طرف اس غرض سے چلی کہ نانا صاحب اور دانتا ٹوپی کے باغیون سے ملکر کانپور پر
یورش کرے۔ اوٹرم صاحب نے سرکولن کو لکھا کہ لکھنؤ مین ہم خود اک گھٹا کر اپنا کام بخوبی آخر نومبر تک
چلا سکتے ہین۔ پس سٹیٹ کے لیئے بہت فائدہ مند ہے کہ گوالیار کے باغیون کا علاج اول کیا جائے
اور وہ بالکل فنا کیئے جائین اور پھر ہماری امداد پہ توجہ کی جائے۔ لیکن سرکولن نے اپنی اس
رائے پر اصرار کیا کہ اول لکھنؤ جانا چاہیئے۔ انہون نے ونڈہم صاحب کو کانپور حوالہ کیا اور پانچسو
گورے اور کچھ سکھ ان پاس چھوڑے اور ۹۔ نوامبر کو سفر شروع کیا کہ ہوپ گرینٹ صاحب
بنبنی کے پرے بان ٹھہرین جاکر ملین۔

اوٹرم صاحب کی صلاح کے برخلاف سرکولن کیمبل نے کانپور کے محفوظ کرنے سے پہلے لکھنؤ
کے فتح کرنیکا ارادہ کیا اس لیئے ضرور تھا کہ وہ لکھنؤ اور حوالی لکھنؤ کے تمام مقامات سے بخوبی
آگاہ ہوتے۔ کچھ دنون پہلے اوٹرم صاحب نے نقشون کا مجموعہ ان پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ
ایک مراسلہ لکھا تھا کہ جس سے انکی سمجھ مین آتا کہ حملہ کرنے کے لیئے کونسی راہون پہ چلنا چاہیئے۔
اب اس کے سمجھنے کے لیئے بڑی ضرورت یہ تھی کہ کوئی یورپین جو رسیڈنسی مین ہو ان پاس جائے
اور زبانی انکو سمجھائے کہ آپ کو ان راہون پر چلکر حملہ کرنا چاہیئے۔ لیکن ہندوستانی جاسوس اسقدر
دشمنون نے گرفتار کیئے تھے کہ مشکل تھا کہ کوئی یورپین انکی گرفتاری سے بچتا۔ جنرل کی
آدمیت سے یہ امر بعید تھا کہ وہ کسی یورپین سے یہ فرمائش کرتا کہ وہ اپنی جان کو اسطرح
معرض خطر مین ڈالے لیکن ایک شخص خودبخود مستعد ہوا کہ وہ یہہ کام کریگا رسیڈنسی مین
غیر مستعہد ملازمین مین کاوانا گہ ایک کلرک تھا جسم اسکا بڑا قوی تھا اور رگین اس کی آہنی تھین اسکے
مزاج مین . . . . تہرش کی عادت ودیوانگی کی نوبت پہنچ گئی تھی مگر بہادر آدمی کے ان عیبون سے چشم پوشی
کرنی چاہیئے اب اسنے وہ بہادری کا کام کیا کہ کوئی اور کام شجاعت کا اسپر سبقت نہین لے جاسکتا
اسلیئے اسکے عیبون سے چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ وہ اچہی طرح جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ اس کام کے
کرنیکے لیئے کوئی لائق نہین ہے کہ وہ کما حقہ جنرل کا رہنما حملہ کرنے مین ہے اسنے ایک ہندوستانی
جاسوس قنوجی لال کو سمجھایا کہ وہ اسکے ہمراہ ہو اور پھر اسنے اوٹرم صاحب سے درخواست کی کہ مین
یہہ جان جوکہون کا کام کرونگا۔ اوٹرم صاحب نے اسکی درخواست کو منظور کرلیا اگرچہ انگریز کو

اوٹرم صاحب کا سرکولن پاس بھیجنا

ہندوستانی کا بہروپ بھرنا مشکل ہے مگر اس نے اپنا منہ جیکٹ سے کالا کر کے لکھنؤ کے
ٹھیٹ بدمعاشون کی صورت بنائی اور کمر مین اسلیئے تلوار لٹکائی کہ اگر پکڑا جائے تو خودکشی
کرے - دسوین تاریخ کو سر کولن کیمبل کی خدمت مین وہ پہنچ گیا - اور انکو سارا نقشہ حملہ کرنے کا سمجھا دیا
۱۱- نومبر کی دوپہر کو سر کولن نے سپاہ کا معائنہ کیا - ایک بڑے میدان کے مرکز مین تھوڑی ہی
سپاہ جمع ہوئی اسکی تعداد تین ہزار چار سو تھی - اس مین پیل کے ملاح آٹھ توپین لیئے ہوئے موجود
تھے اس مین گولہ انداز اپنی توپون کے گرد گچھا بنائے ہوئے کھڑے تھے جو دہلی کی پہاڑی پر
لڑائیون مین سیاہ رنگ ہوگئی تھی - ۹ لین سر تھی - ہوپ گرینٹ کی بہادر رجمنٹ تھی جنکی نیلی
وردیان تھین اور فوجی ٹوپیان تھین جنکے اوپر سفید مونڈاسے بندھے ہوئے تھے سکھ دراز قد
گندم گون سیہ چشم خوش رو چمکتی ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے گھوڑون پر سوار تھے جنکی ریشمی ڈاڑھیان
خوب کنگھا کی ہوئی تھین سرخ نیلی پگڑیان سر پر تھین ڈھیلے لباس پہنے ہوئے تھے انکی برابر کلہ معظم
کی آٹھوین اور پچھترین رجمنٹین تھین جنکے چہرہ کہے دیتے تھے کہ موسم گرما مین انہون نے لڑائیون کی
تکلیف اٹھائی ہے اور دوسرے روز چوتھی پنجابی پیدل پلٹن جنہون نے جان نکلسن کے
ساتھ دہلی پر حملہ کیا تھا اور سرے پر ۹۳ وین ہائی لنڈرس کی رجمنٹ کھڑی تھی جب اس رجمنٹ
کے پاس کمانڈر انچیف گذرا تو انہون نے چیرز دیے وہ جنگ کریمیا مین اسکے افسر تھے -
دوسرے روز صبح کو سپاہ نے سفر کیا - اسنے تین میل سفر کیا تھا کہ اسکے مقدمۃ الجیش پر دشمن نے
فیر کیئے - کپتان پیل چیل اپنی بیٹری کو اسکے مقابلہ مین لائے اور دشمنون کی توپون کا جواب بڑی
مستعدی سے دیا اور گف صاحب نے ہڈسن سوارون سے حملہ کیا - دشمن منتشر ہوا پھر سپاہ کا
کسی نے مقابلہ نہین کیا وہ عالم باغ مین آئی اور اسکی دیوارون کے اندر خیمہ زن ہوئی -
۱۳- نومبر کو سر کولن نے اپنے انتظامات کیئے سپاہ مین متواتر کمکین اتنی آگئی تھین کہ اب سپاہ کی
تعداد پانچ ہزار ہوگئی تھی - عالم باغ مین تین سو سپاہی چھوڑکر ۱۴- نومبر کی صبح کو سر کولن آگے
بڑھے اور دفعتہً دشمنون کو جالیا انہون نے حیران ہوکر دل کشا اور مارٹی نیر کو خالی کیا نہایت ہی
خفیف سی لڑائی ہوئی - پھر سر کولن نے سپاہیون کے متعلق دستے بھیجے کہ وہ اس زمین کو
محفوظ و مصون رکھین جو انہون نے لی ہے اگرچہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے دشمن نے

اپنے مقام کے لینے کے لیئے دو دفعہ کوشش کی مگر دونو دفعہ وہ آسانی سے پرے ہٹایا گیا۔ یہان سپاہ خیمون کے بغیر ہتھیار بغل مین لیئے ہوئے سوئی۔ سر کولن نے اڈرم صاحب کو اشارہ مین حکم دیا کہ وہ اپنی کارزار کرے جب پڑ خاتمہ ہوا اور دشمن کو دھوکہ دینے کے لیئے بائین طرف ایسی چال چلی کہ جس سے دشمن کو یقین ہوا کہ اسپر اس طرف حملہ ہوگا۔

اسی تاریخ بہت سویرے صبح کو سپاہ چلی اور نہر کے پار جاکر ندی کے کنارہ پر ایک میل تک صف آرا ہوئی پھر ایک بڑی پیچدار تنگ گلی مین چلی۔ دشمن کو اس راہ سے انگریزی سپاہ کے آنے کا خیال نہ تھا غرض وہ لڑتی بھڑتی سکندر باغ مین داخل ہوئی اس مین دو ہزار باغی تھے جنمین سے انگریزی سپاہ نے ایک کو بھی زندہ نہین چھوڑا۔

سکندر باغ کے حملہ آورون کا زندہ گروہ ریسیڈنسی کی طرف چلا۔ سڑک ایک میدان کو قطع کرتی تھی جو بارہ سو گز عریض تھا اور سڑک سے پانسو پچاس گز نیچے اور سو گز پر اس کے داہنی طرف ایک مسجد شاہ نجف تھی جو ایک باغ کے اندر تھی جسکی فصیل بلند اور بڑی مستحکم تھی اور اسکے گرد جنگل اور مٹی کے جھوپڑے تھے سر کولن نے یہ ارادہ کیا کہ رات ہونے سے پہلے اس حصار کو لے لینا چاہیئے۔ چنانچہ پیل نے اپنا توپخانہ اسپر لگا دیا۔ دشمن نے جنگل کی کمین گاہ سے اور فصیل کے رخنون سے انگریزی سپاہ پر متواتر گولیان مارنی شروع کین اس اثنا مین ایک تنگ راہ مین جو جانور میگزین لیئے جاتے تھے انہون نے اپنے سامنے آگ دیکھی اور پیچھے انکے دھکا پیل ہوئی تو وہ آپس مین خلط ملط ہوگئے۔ مگر خوش نصیبی سے ایک افسر نے ایک اور راستہ دیکھ لیا تھا ان جانورون کو لے جاکر تازہ میگزین شاہ نجف پر پہنچا دیا مگر پھر بھی یہ اچھا راستہ نہ تھا۔ سر کولن سفید گھوڑے پر متفکر بیٹھے ہوئے لڑائی کو دیکھ رہے تھے سپاہ کے لیئے مراجعت کرنے کے واسطے جگہ نہ تھی اور فتح مشتبہ تھی۔ اب کیا تو فتح ہوتی یا اوٹرم اور ہیولوک جو ریسیڈنسی مین تھے غارت و تباہ ہوتے انہون نے اپنے گرد [illegible] کو جمع کیا اور انسے کہا کہ میرا مطلب یہ نہین ہے کہ مین تم کو بندوقون کی مار کے نیچے لاؤن مگر مین شاہ نجف کو فتح کرنا چاہتا ہون توپون سے وہ فتح ہوتا نہین [illegible] انکو فتح کرنا چاہیئے مین تمہارے ساتھ چلتا ہون انکے کہنے کے موافق رجمنٹ تیار ہوگئی۔

ہڈل ٹن کا شاہی توپخانہ بھی آگیا۔ توپ ہنکانے والے اپنے گھوڑون کو ہلاتے اور توپچی اپنی
ٹوپیون کو ہلاتے ہوئے شاہ نجف کی دیوارون کے تلے پہنچ گئے جہان دشمنون کی گولیونکا
لگاتار مینہ برس رہا تھا وہان توپون کی پیٹیان کھولکر گراپ مارنے شروع کیئے ۹۳
رجمنٹ کے زمانہ دیدہ سپاہیون نے اور ان کے سفید پوش جنرل اور انکے سٹاف اور اسکے
کرنیل ہوپ گرینٹ نے بڑی گرمجوشی و سرگرمی سے کام کیا مگر انکی یہ ساری گرمجوشی اکارت
گئی۔ شاہ نجف کی دیوارین لوہا لاٹھ تھین انپر گولون کا کچھ اثر نہین ہوتا تھا دھوے کا
ابر انپر چڑھتا رہتا تھا وہ اپنے مہیب چہرہ سے انگریزی سپاہ پر ناک بھون چڑہاتے تھے
اب انگریزی سپاہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی اور فصیل پر سے جو گولیان آتی
تھین اُنسے وہ مجروح و مقتول ہوتی تھی۔ ہوپ اور اس کے ایڈیکیمپ کے گھوڑے رانون
کے تلے مارے گئے وہ زمین پر گرے اور اور دو افسر مارے گئے شام ہونے کو تھی سرکولن
فتح سے مایوس تھے انہون نے حکم دیا کہ توپین ہٹائی جائین۔ ہوپ صاحب پچاس آدمیونکو
ساتھ لیکر فصیل کے گرد اس تلاش مین گئے کہ کوئی اسکا ضعیف مقام دیکھین۔ ایک سارجنٹ
پیٹن نے انکو فصیل مین ایک چھوٹا سا مقام بتلایا جو توپ کے گولے سے ہوا تھا اس مین سے
ایک سپاہی کو دوسرے سپاہی نے دھکیل کر داخل کیا اور اس کے بعد اور باقی ہمراہی داخل
ہوئے۔ تعجب تھا کہ وہان کوئی باغی مقابلہ کرنے کو موجود نہ تھا انہون نے دروازہ کھولا پھر
انگریزی سپاہ اس کے اندر داخل ہوئی۔ باغی مفرور ہوئے انکے سفید کپڑے دھوئے
مین نہین دکھائی دیتے تھے۔ بس جہان سے دشمنون کی بندوقون کی آوازین آتی تھین
اُن سے ہائی لینڈرس کی فتح کی نعرون کی آواز آنے لگی۔ سرکولن کیمبل کا چہرہ کہ یا تو شاہ نجف
کی بندوقون اور توپون کی روشنی مین روشن ہوتا تھا یا اس فتح نمایان سے چمکنے لگا۔
انہون نے یہ جانکر کہ شاہ نجف بالکل اپنے قبضہ مین آگیا یہین سپاہ کو رات کو سونے کا حکم دیا۔
اس اثنا مین محصورین حتی الوسع ان سپاہون کی تائید مین کوشش کرتے تھے جو انکی اعانت
کے لیئے آنے والی تھین۔ اوٹرم صاحب نے لڑائیون کا اہتمام جنرل ہیولاک کو سپرد کیا تھا۔
انہون نے فرید بخش پر قبضہ کرلیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اور دو عمارتون پر جنکا نام ہرن خانہ اور

سٹیم انجائن ہوس (دخانی کلون کا کارخانہ) تھا اپنے قبضہ مین کرلین تاکہ وہ فاصلہ جو سرکولن کیمبل کو ریسیڈنسی کے آنے مین طے کرنا پڑے گھٹ جائے۔ گیارہ بجے انہون نے سُنا کہ سکندر باغ پر ہماری معین سپاہ حملہ کررہی ہے تو ویسٹ ائرنے فرید بخش کی باہر کی دیوار اور اس سے پرے کی عمارات پر گولے مارنے شروع کیئے۔ سوا تین بجے دو سرنگین جو ہرن خانہ کے نیچے لگائی گئی تھین وہ اڑائین اور انہون نے اپنا عمدہ اثر کیا اب ہیولوک صاحب نے جان لیا کہ پیدلون کے کام کرنے کے لیے راستہ صاف ہوگیا۔ چند منٹ کے بعد لشکر کے آگے بڑھنے کا بگل بجایا گیا لشکر اس سے بہت خوش ہوکر یورش پر چلا بہت جلد دونو عمارتین اس کے قبضہ مین آگئین۔

سرکولن کیمبل اپنی سپاہ مین آرام فرمارہے تھے کہ صبح ہونے سے پہلے شہر کی گھڑیالون کی اور دشمنون کے نقارون کی بڑی آوازون نے انکو جگایا مگر کوئی حملہ نہین ہوا سرکولن نے میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بڑی عمارتین مقید محصورین کے پاس جانے کے لیئے مزاحم تھین۔ کئی گھنٹے تک پیل صاحب نے میس ہوس پر گولون کا مینھ برسایا تین بجے اسکی بندوقون کے چلنے کو بند کیا اور اسپر سرکولن نے یورش کرنے کا حکم دیا باغی جلدی سے بھاگ کر موتی محل مین پناہ گزین ہوئے۔ حملہ آورون نے کپتان گارنٹ ولزلی کی اعانت سے مفرورین کو موتی محل مین دبایا اور دیوار مین ایک شگاف ڈالا۔ اور اس شگاف مین گھس کر اندر گئے اور خوب لڑکر باغیون کو موتی محل سے باہر نکالا۔ اب معین و معان مین چند گز کا فاصلہ باقی رہا تھا جسپر قیصر باغ سے گولیون کی بوچھاڑ لگ رہی تھی باوجود اس کے اوٹرم و ہیولوک دونے پیرا اوائیر اور نوجوان ہیولوک اور چار اور افسر اس زمین مین سے کمانڈر انچیف کو مبارکباد دینے گئے۔ وہ موتی محل مین بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

یہان ہیولوک نے اول ہاتھ ہوپ گرینٹ سے ملایا جنہون نے اول انکو رفع تکالیف کی مبارکباد دی پھر وہ سپاہیون مین گئے جنہون نے انکو بڑے ادب و تعظیم کی نظر سے دیکھا جنرل نے بھی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ سپاہیون مین تم سے ملکر بڑا خوش ہوا۔ سپاہیون مین اس خیال کرنے سے خوشی ہوئی کہ اس جگہ کے حاصل کرنے مین تمہارا بہت کم نقصان ہوا ہے مین خیال کرتا تھا کہ

۱۶ نومبر کو میس ہوس اور موتی محل پر قبضہ

جنرل ہیولاک کی وفات

زیادہ نقصان ہوگا پھر یہ گروہ ایک سڑک پر سے انٹر کمیس ہوس مین کہا نڈر انچیف کے خیمے
مین گیا راستہ مین نو افسرون مین چار زخمی ہوئے۔ ہیولوک صاحب بھی زخمی ہونے سے بچ گئے
چند منٹ مین وہ اور اوٹرم صاحب اپنے سپہ سالار سے ملے اور آپس مین مبارک سلامت
ہوئی کہ لکھنؤ کے ریلیف کا کام کامیابی کے ساتھ سرانجام دیا گیا۔

اب رسیڈنسی کے خالی کرنے مین بھی بڑی سپاہ کا مقابلہ کرنا باقی تھا اسکا خالی کرنا بھی ایک
بڑا مشکل اور نازک کام تھا۔ یہہ ضرور تھا کہ قیصر باغ کی بندوقون کی مار بند کی جائے تاکہ
عورتین اور بچے و زخمی و بیمارون کا گروہ ہیس ہوس مین سرکولن کیمبل کی خیمہ گاہ تک بغیر کسی مضرت
و آسیب پہنچنے کے پہنچ جائے اس لیئے سرکولن کیمبل نے ۱۶ نومبر کو ایک عالیشان عمارت پر
جسکو بارکس کہتے تھے اور دوسرے دن ان بارکون کے قریب کے بنگلون پر اور بیلکس کی
کوٹھی پر قبضہ کرلیا تھا اور اسطرح سے قیصر باغ اور دل کشا کے درمیان دشمنون کی آمدورفت
کی راہ کو بند کردیا تھا ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ کو پیل صاحب نے قیصر باغ پر گولہ باری کی۔ اس اثنا
مین عورتین اور بچے و بیمار و زخمی رسیڈنسی سے سرکائے گئے۔ مردون نے جب یہ سنا کہ
وہ بھی اس رسیڈنسی سے جدا کیئے جائینگے تو انکو غصہ آیا اور تعجب بھی ہوا۔ یہان وہ پانچ
مہینہ سے رہتے تھے اور اپنی سینہ زوری سے دشمنون کے ہاتھ سے اپنے تئین بچایا تھا اس لیئے
وہ اس رسیڈنسی سے مانوس ہوگئے تھے اوٹرم صاحب اور ہیولوک صاحب اور اور
افسرون نے سرکولن صاحب سے عرض کی کہ دشمن شکست پانے سے بیدل و سراسیمہ
ہوگیا ہے اس لیئے فتح کے بعد لکھنؤ پر برٹش گورنمنٹ کے تسلط اور اقتدار کو قائم رکھنا چاہیے
انگلس صاحب نے کہا کہ چھ سو سپاہی میرے حوالہ کیئے جائین تو رسیڈنسی بدستور اپنے
قبضے مین رکھونگا خواہ کیسے ہی کثیر التعداد دشمن اسپر حملہ کرین۔ مگر سرکولن نے کسی کے کہنے پر کچھہ
خیال نہین کیا۔ انکے نزدیک اس رسیڈنسی مین رہنا سرے ہی سے غلط تھا وہ جانتے
تھے کہ جو سپاہ میرے ساتھ ہے اس مین سے ہر ایک سپاہی کی ضرورت کانپور مین ہے
۲۲ کو سب دل کشا مین چلے گئے مگر یہان رہنے کا سامان اچھی طرح نہین کیا گیا تھا۔ دشمن
قیصر باغ کے حملہ کے رفع کرنے مین مصروف رہے ◆

سرنگون کا حال

سر جیمس اوٹرم صاحب سرکاری رپورٹ مین لکھتے ہین کہ مین خوب واقف ہون کہ
زمانہ حال کی لڑائیون مین کوئی مثال سرنگون کے ایسے سلسلون کی نہین ہے جیسی کہ
اس لکھنؤ کی لڑائی مین ہے ہم نے سرنگون کے لئے اکیس کوٹھیان بنائین جنکے عمقون کا
مجموعہ دوسو فٹ تھا اور انکی چوڑائیون کے طولون کا مجموعہ تین ہزار دوسو اکانوے
فیٹ تھا دشمنون نے ہماری بڑی عمارتون اور مورچون کے اڑانے کے لیئے ۲۰ سرنگین
لگائین اور انکو اڑایا جنمین تین نے ہماری جالون کا نقصان کیا اور دو نے کچھ نقصان نہین کیا
اور سات اور اڑائی گئین اور باقی سات مین سے ہمارے مائی نرون نے قبضہ کرلیا

جنرل ہیولاک کی وفات

ارتھن گبنس صاحب ایک خیمہ مین داخل ہوئے تو وہان دیکھا کہ زمین پر ڈولی مین ہیولوک
صاحب سخت بیمار پڑے ہین۔ اس دنیا مین وہ اپنی آخر لڑائیان لڑ رہے تھے۔ لڑائیون کی
محنتون اور مصیبتون سے وہ فرسودہ ہوگئے تھے انکو دورِ دورہ سے پیچش تھی وہ جانتے تھے
کہ اس مرض کے دور کرنے کی قوت انکی طبیعت مین نہین ہے ان کا بیٹا اس بیماری مین
انکی خدمت کرتا تھا وہ جانتے تھے کہ مین نے جو ملکہ معظمہ اور اپنی قوم کی خدمتین کین ہین
وہ انکی قدرشناسی کرتی ہین انہون نے کہا کہ مین خوش مرتا ہون مین نے چالیس برس سے
اپنی زندگی کا ایسا قاعدہ رکھا ہے کہ جب موت آئے تو مین اسکا مقابلہ بغیر کسی خوف کے کرون
ساڑھے نو بجے صبح کے ۲۴ نومبر کو انہون نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو سفر کیا
انکے مرنے کا صدمہ ان مقامات مین ہوا جہان انگریزی زبان بولی جاتی ہے انگلنڈ اور
یونائٹڈ سٹیٹس مین انکے ماتم کا لباس پہنا گیا اور انکی لاش عالم باغ مین دفن ہوئی۔

سر کولن کیمبل کا کانپور مین آنا

سر کولن کیمبل بیتاب تھے کہ کسی طرح کانپور پہنچ جائین۔ کئی دن ہوتے تھے کہ
کانپور سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ عالم باغ مین انہون نے اوٹرم صاحب کو اس کام کے لیئے
مقرر کیا کہ وہ باغیون کو جب تک روکے رکھین کہ وہ پھر سرکشون کی سرکوبی کے لیئے لکھنؤ
مین آئے وہ ۲۷ نومبر کو صبح کے گیارہ بجے تین ہزار سپاہ اور تمام عورتون و بچون بیمارون
و زخمیون کو ساتھ لیکر چلے۔ توپون کی کچھ دھیمی دھیمی آوازین دور کی سنائی دیتی تھین
جب شام کو بنی کے پل پر سر کولن پہنچے تو انکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ دو دن سے توپون کی آواز

یہان چلی آرہی ہین۔ اس خبر سے وہ اور بہر اسیمہ ہوئے۔

اس عرصہ مین کانپور مین واقعات عظیمہ وقوع مین آئے ——— ونڈہم صاحب کو بڑا مشکل کام کانپور مین سرکولن سپرد کر گئے تھے اور اس کے سرانجام دینے کے لیئے یہہ ہدایتین لکھ گئے تھے کہ چار مہینے پہلے ہیولوک صاحب کانپور مین جو دمدمہ بنا گئے ہین اسپر وہ اپنا قبضہ رکھے۔ اور اسکو مستحکم و استوار بنائے جو یوروپین پیدل سپاہی اس پاس آئے اسکو لکھنؤ بھیجتا رہے اور اگر باغی بالکل اسپر حملہ کرنے کا عزم جزم کرین تو وہ اپنی تھوڑی سی فوج کو دمدمہ سے باہر بہت پھیلاؤ مین خیمہ زن کرے مگر وہ مجاز نہین ہے کہ کوئی بہانہ بنا کے دشمنون پر خود حملہ کرے الا اس صورت مین کہ کسی طرح سے وہ دمدمہ کو دشمنون کی گولہ زنی سے بچا ہی نہ سکے ونڈہم صاحب نے انکی ہدایتون کے موافق کام کیا دمدمہ کو استوار کرنے کے لیئے مزدور برابر لگائے رکھے۔ دمدمہ عارضی چندروز کے لئے بنایا گیا تھا اسکو وہ حصن حصین نہین بنا سکتے تھے اور اسکے آس پاس مکانات و باغات اس کثرت سے تھے کہ دشمن انکی آڑ مین تو پچانہ لیکر ایک بندوق کی گولی کے فاصلہ پر آسکتے تھے۔

اس عرصہ مین تانتیا ٹوپی سر کولن کے چلے جانے سے اپنے تئین مستفید کر رہا تھا۔ اس کے پاس پچیس ہزار سپاہ تھی اور سنگھے نانا کے ساتھی ملازم شامل تھے وہ اول کالپی مین آیا اور یہان سپاہ متعین کی کہ وہ اسپر اپنا قبضہ رکھے اور پھر کانپور کی طرف سفر کیا اور اثناء راہ مین جو مقامات مستحکم آئے انمین سپاہین متعین کرکے ونڈہم کی ساری راہین اس ملک کی بند کردین جہان سے رسد ان پاس آتی تھی۔ اس خبر سے کہ تانتیا ٹوپی اسطرح چلا آتا ہے ونڈہم صاحب نہایت مشوش ہوئے انہون نے کمانڈر انچیف سے درخواست کی کہ کمک کے لیئے جو سپاہین آتی ہین انمین سے کانپور مین اسکے بعض حصہ کو رکھنے کی اجازت مجھے ملے۔

۱۴ نومبر کو اس درخواست کی منظوری کا جواب آگیا۔

تین دن بعد سترہوین نومبر کو وہ اپنی سپاہ کو شہر کی آڑ مین لے گئے اور سر کولن کی ہدایت کے موافق اسکو ایک بڑے پھیلاؤ مین خیمہ زن کیا۔

ونڈہم صاحب کو جو یہ اجازت ملی تھی کہ وہ اپنی سپاہ کی قوت کو بڑھا سے اس سے کچھ اسکی دلجمعی

ہوئی تھی مگر وہ جلد جاتی رہی۔ اسکو ہر روز یہہ امید ہوتی تھی کہ سر کولن لکھنؤ کو فتح کرکے آتے ہونگے مگر کہین انکے مقدمۃ الجیش کی جھلک بھی نظر نہین آتی تھی۔ وہ سر کولن کی چٹھیون کا روز منتظر رہتا تھا مگر ۱۹ تاریخ کے بعد انکی کوئی چٹھی نہین آئی جو خبر آئی وہ بڑی متوحش تھی اسنے یہہ سنا کہ ۲۲ تاریخ کو باغیون کے ایک گروہ نے بنی کے پل پر قبضہ کرلیا ہے اور اودھ سے تانتیا ٹوپی کی امداد کے لیئے سپاہ آتی ہے۔ ۲۳ تاریخ کو ایک کمسریٹ افسر کی جو سر کولن کے لشکر سے متعلق تھا چٹھی اس مضمون کی آئی کہ لکھنؤ کو دس روز کی رسد فوراً بھیجدو تین دن سے سر کولن کا کوئی مراسلہ نہین آیا اب اس چٹھی کے آنے سے ناگزیر یہہ خوف پیدا ہوا کہ لکھنؤ کو باغیون نے گھیر رکھا ہے۔

ایسی حالتون مین ونڈہم صاحب نے سوچا کہ کوئی لڑائی کی تدبیر کرنی چاہیئے اگر تانتیا ٹوپی نے اپنے لشکر عظیم اور کثیر توپخانون سے حملہ کیا تو یہہ ناممکن ہے کہ مین شہر کو اور رودمے کو اس طرح محافظت کرکے بچا سکون جسطرح سر کولن نے مجھے ہدایت کی ہے۔ کامیابی کی امید اسطرح ہوسکتی ہے کہ مفصلات مین جو دشمن کے مستحکم مقامات ہین انکو غارت اور تباہ کرنا چاہیئے ۱۷۔ نومبر کو انہون نے ایک نہایت خوش اسلوب تدبیر اور تجویز لکھ کر کمانڈر انچیف پاس منظوری کے لیئے بھیجی۔ مگر اس سبب سے کہ لکھنؤ کی آمد و رفت کی راہ بند تھی اس درخواست کا جواب سر کولن کے پاس کچھ نہین آیا۔ تانتیا ٹوپی کی سپاہ جن مقامات مین مقیم تھی انمین دو گاؤن بڑے مستحکم گنگا کی نہر پر کانپور سے ایک کڑی منزل کے فاصلہ پر تھے۔ ونڈہم صاحب کا یہہ خیال تھا کہ رات کو اپنی سپاہ کو نہر پر لے جائے اور ان دونو گاؤن مین سے کسی ایک پر چھاپا مارے اور اسکو تباہ کرکے کانپور مین اس لیئے چلا آئے کہ اگر دشمن مقابلہ کو آئے تو اس سے لڑے۔

ونڈہم صاحب کو اپنی تدبیر کی کامیابی پر ایسا یقین نہین تھا کہ وہ اپنے اعلے افسر کے حکم سے سرتابی کرکے سرخ رو ہوتے۔ اگر کوئی افسر اپنے اعلے افسر کی حکم عدولی کرکے اپنے کام مین کامیاب ہو تو پھر اسکو نافرمانی کی سزا نہین ملتی لیکن اگر ناکامیاب ہو تو پھر اسکو اپنی حکم عدولی کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

گو ونڈہم صاحب کو اپنی تجویز پر بیدھڑک عمل کرنے کا حوصلہ نہ تھا مگر وہ ایسے گئے گذرے بھی نہ تھے کہ بالکل بیکار بیٹھے رہتے اب تک انکو امید چلی جاتی تھی کہ انکی تجویز کی منظوری آتی ہوگی اس لیئے وہ آمادہ ہورہے تھے کہ جب انکو اول موقع ملے تو اسکو عمل مین لائین چنانچہ ۲۴ - نومبر کو انہون نے جنوب مغرب کی سمت مین چھ میل سفر کرکے اپنے خیمے وہان لگائے جہان کالپی کی سڑک پر نہر کا پل بنوایا تھا - اس طرح ونڈہم کے آنے کو تانتیا ٹوپی مقابلہ کرنے کے لیئے پیشقدمی سمجھا ... اکبرپور سے جو ان وہات مین سے تھا جپر اسنے قبضہ کیا تھا چلا اور دوسرے دن پانڈو ندی کے داہنے کنارہ پر اس مقام مین خیمہ زن ہوا جو تھوڑی دور پر ونڈہم کی خیمہ گاہ سے جنوب مغرب مین تھا - دوسرے دن ونڈہم صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور شکست دیکر کانپور مین چلے آئے - کالپی کی سڑک پر اینٹون کے پڑاوون مین اپنے خیمے لگائے جہان وہ جانتے تھے کہ دشمن آئیگا تو مدمہ کی نسبت یہان اچھی طرح محافظت ہوسکیگی - آخر کو اس پاس ایک مراسلہ آیا جس مین لکھا تھا کہ لکھنؤ مین سب کام خاطر خواہ بن آئے انکو ایک دو روز اور اپنی محافظت کرنی چاہیئے اسکے بعد تمام انکی تشویشات رفع ہوجائینگین اور اسکا قصور معاف ہوجائیگا کہ انہون نے تانتیا ٹوپی پر اسلیئے حملہ کیا تھا کہ اسکو شکست دے تاکہ اسکو حملہ کرنے کا حوصلہ نہ ہو

تانتیا شکست پانے سے ذرا نہین ڈرا - اسنے اپنی ذہانت سے یہہ سوچا کہ ونڈہم صاحب جو فتح پانے کے بعد کانپور واپس چلا گیا تو انکو ضرور خوف ہوا ہوگا کہ کانپور پر حملہ ہوگا اسکو بچانا چاہیئے اب اسنے ارادہ مستحکم کیا کہ کانپور پر حملہ جلدی سے کرنا چاہیئے - دوسرے روز ونڈہم صاحب نے اپنی سپاہ کو حسب دستور مسلح کیا - انکو دشمنون کے ارادہ سے مطلق خبر نہین تھی اس لیئے کہ جاسوس جو انہون نے بھیجے تھے وہ اسنے گرفتار ہوئے تھے کہ اب خبر لانے کے لیئے کسی جاسوس کے جانے کی ہمت نہین پڑتی تھی - خوف کے مارے جان جاتی تھی - بارہ بجے ونڈہم صاحب ایک مکان کی چوٹی پر کھڑے تھے کہ انہون نے دہنوان اٹھتا ہوا دیکھا اور توپون کی آوازین سنین - وہ فوراً نیچے اترے اور حملہ کے دور کرنے کی تدابیر کرنے لگے -

ونڈہم صاحب نے بریگیڈیر کارتھیو کو جو کل کی لڑائی مین بڑے کارہاے نمایان کرچکے تھے حکم دیا کہ

وہ جاکر شہر کی جانب راست کی محافظت کرین جو بٹھور کی سڑک کی طرف ہے اور کرنیل والپول کو
کالپی کی سڑک کی طرف بھیجا کہ وہ دشمن کی داہین طرف کی سپاہ سے یعنی میمنہ سے لڑے
تانتیا ٹوپی کا توپخانہ ایسا زبردست تھا کہ والپول کی سپاہ کو جلد خوف پیدا ہوا کہ وہ
مغلوب نہ ہوجائے ایک گھنٹہ تک لڑائی رہی ونڈہم صاحب کارتھیو کی لڑائی کی نگہبانی
کرتے تھے پھر وہ باہین برگیڈ کی طرف گئے ایک افسر جو گاڈن ہیتلی بغیر حکم کے نامردی سے بغیر
مقابلہ کرنے کے بھاگ آیا۔ گارڈین ان بھاگ گئے۔ سیگزین گھبڑ گیا۔ ونڈہم صاحب نے یہ دیکھکر
کہ فتح پانا ناممکن ہے خود پڑاؤون مین مراجعت کی اور کارتھیو صاحب کو حکم دیا کہ وہ بھی یہین چلے
آئین۔ کارتھیو صاحب اول تو اس حکم سے خبر نہ ہوئے وہ میدان جنگ مین ابتدا سے کامیاب
ہورہے تھے اور انکو یقین تھا کہ وہ آخر تک فتحیاب رہین گے مگر جب یہ حکم دوبارہ ان پاس
آگیا تو انہون نے حکم کی اطاعت کے لیئے مجبور ہوکر اپنے برگیڈ کو ہٹایا گو یہ ہٹانا انکو
ناگوار خاطر تھا اب انہون نے پڑاؤون کے پاس آنکر جو حال دیکھا تو انکو اور غصہ آیا کہ
باہین برگیڈ کے سپاہی ابتر و پراگندہ ہوگئے ہین انکے خیمے اور بھاری اسباب جابجا بے ترتیب
اکھڑے پڑے ہین اور مویشیون کو دشمن بھگا کر لے گئے ہین۔

اب یہہ اور زیادہ خراب نوبت آئی کہ پانچ بجے ایک سپاہی خبر لیکر آیا کہ باغی دمدمے پر
حملہ کررہے ہین اسکی محافظت کے لیئے پڑاؤون کو چھوڑکر دمدمہ مین جانا پڑا۔ ونڈہم
صاحب نے اس افسر کو جسکے پڑاؤ سپرد کئے تھے حکم بھیجا کہ وہ واپس آئے اور خود ایک
لشکر کو جو فتحپور سے آگیا تھا ساتھ لے دمدمہ پر گیا اور باغیون پر حملہ کیا اور انکو مارکر
وہان سے بھگا دیا پھر وہ گھوڑے پر سوار کارتھیو پاس گئے اور انکو حکم دیا کہ وہ داہین
طرف اپنے اصلی مقام پر آجائین اور وہان سے چلکر نہر ایٹہ پر قبضہ کرین۔ کارتھیو صاحب نے
بڑی ہنرمندی اور خوش اسلوبی سے ونڈہم صاحب کے حکم کی تعمیل کی اور جو باغی
انکے سامنے آیا اسکو مارکر ہٹایا۔ مگر اس کے خلاف سپاہ کلان اپنے خیمے ڈیرے
اور اسباب چھوڑکر واپس چلی گئی اور واپس جانے مین دشمنون کی بندوقون کی مارے
بڑی گرند اٹھائی۔ ان مین سے بعض نے بڑی بے غیرتی کا کام یہہ کیا کہ اپنے علم

پھینک دیئے اور بالکل ڈسپلن کے خلاف کام کیئے۔ شراب جو بیماروں کے لیئے رکھی تھی اسکو گودام توڑکر نکال لیا اور شراب پی کر ایسے بدمست ہوئے کہ افسروں کے صندوق توڑے۔ ونڈہم صاحب کو خیال تھا کہ دشمن دوسرے روز زور سے حملہ کریگا رات بھر اور افسروں سے وہ صلاح مشورہ کرتے رہے اور گنگا کے پاس جو شہر کا حصہ تھا اسکی حفاظت کرتے رہے۔ وال پول صاحب پھر دوبارہ بائیں طرف نہر کی جانب میں محافظ تھے جو پڑاوون کے قریب تھا۔ برگیڈیر ولسن دمدمہ کی حراست کرتے تھے۔ کارتھیو صاحب بھٹور کی سڑک کی جو کلید شہر تھی روک تھام کر رہے تھے تاکہ وہ تمام ذخائر اور گودام بچے رہیں جنہیں لکھنؤ سے آنے والی عورتوں اور بچوں کے لیئے کپڑے اور اور چیزیں رکھی تھیں۔ ونڈہم صاحب نے جو خاص سپاہ اس کام کے لیئے جدا مقرر کی تھی وہ کافی نہ تھی۔ ۲۸ تاریخ صبح کو دشمن نے حملہ کیا۔ کارتھیو صاحب نے ایک نالہ کے پل پر جو تھی ایٹر کے سامنے تھا قیام کیا۔ دشمن ایپڑ ہائی گھنٹے ٹھیک بڑے زور شور سے حملہ کرتا رہا مگر وہ انکا اپنے مقام سے نہ ہٹا سکا بارہ بجے انکو حکم ہوا کہ وہ آگے بڑھیں۔ انکی راہ میں ایک زمین آتی تھی جسکا طول چھ سو گز تھا اور اسکے مقابل جانب میں دشمن نے تین توپیں لگا رکھی تھیں۔ کارتھیو صاحب بہادرانہ لڑتے ہوئے توپوں سے سو گز کے فاصلہ پر پہنچے مگر یہاں گرد کے مکانوں سے انپر توپوں اور بندوقوں کی ایسی بھرمار ہوئی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے۔ اس ناکامی سے کارتھیو صاحب بیدل نہیں ہوئے وہ توپیں لائے اور انسے انہوں نے دشمنوں کی توپوں کو بند کر دیا۔ مگر ان پاس سوار نہیں تھے کہ انکی امداد کرتے اس لیئے وہ اور زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس عرصہ میں ولسن صاحب نے بھی کارتھیو کے میسرہ کے متوازی دشمن کی ایک دوسری بیٹری پر بڑھے اور ابتدا میں کارتھیو کے برگیڈ سے زیادہ کامیاب ہوئے انکی سپاہ نے توپوں پر حملہ کیا اور کچھ دیر کے لیئے انپر قبضہ بھی کر لیا مگر سپاہ کلان نے جو بہت پیچھے چلی گئی تھی انکی اعانت نہیں کی اس لیئے جب اسپر حملہ ہوا تو سپاہ غارت ہوئی اور ولسن صاحب خود افتادہ ہوئے۔ فوج کلان دمدمہ کو واپس گئی۔ کارتھیو کا میمنہ دشمنوں کی زد میں آیا اگر ونڈہم صاحب انکی امداد کرنے تو بگڑی ہوئی لڑائی پھر سنبھل جاتی۔۔۔ سر کولن تھوڑی دیر میں آنے والے تھے انکے آنے کے بعد اگر لڑائی کا فیصلہ ہوتا تو یوں لڑائی

بالکل نہ بگڑتی۔

بتی سے صبح کو سر کولن کا سفر شروع ہوا۔ ہر وقت توپون کی آواز زیادہ تیز آتی جاتی تھی مگر ونڈہم صاحب پاس سے کوئی خبر نہین آئی تھی۔ میل پر میل جلدی جلدی طے ہوتے تھے دو پہر سے پہلے ایک ہندوستانی نے ایک سٹاف افسر کو چھٹی مورخہ ۲۶- نومبر کو دی جسکے عنوان پر نہایت ضرور لکھا تھا وہ اس کمانڈر کے نام تھی جو کانپور کی سڑک پر سپاہ کا افسر خواہ سر کولن کیمبل ہون یا کوئی اور افسر۔ سر کولن نے اس چھٹی مین پڑھا کہ کانپور پر حملہ کیا گیا پھر ایک اور چھٹی اور اسکے بعد دوسری چھٹی انکے پاس آئی جنسے معلوم ہوا کہ ونڈہم صاحب پر ایسا دباؤ پڑا کہ وہ اپنے دمدمہ مین چلے گئے۔ سر کولن گھوڑے پر سوار ہوکر سوارون اور توپخانہ کو لیکر اپنے لشکر سے آگے گئے۔ وہ پل پاس گئے تو انہون نے دیکھا کہ پل ہنوز قائم ہے چند منٹ مین وہ پل پر گئے جب وہ پار اترے تو دریا کے پاٹ پر سورج کے ڈوبنے کی کرنین پڑ رہی تھین اور دور کے فاصلہ پر آتش جنگ مشتعل تھی اور کانپور پر اسکی شعلہ افشانی ہو رہی تھی

جس وقت لڑائی کے نازک وقت مین ولسن صاحب کا حملہ ہٹایا گیا تھا ونڈہم کی جرنیلی ناکامیاب ہوگئی تھی انہون نے بالفعل سپاہ وال پول کی امداد کے لیئے بھیجی مگر اس پاس سپاہ کافی تھی اس لیئے یہ امداد کچھ بڑی اہم نہ تھی۔ مگر کارتھیو صاحب پر لڑائی کا سارا بوجھ آن پڑا تھا اور اسکی قسمت پر سارے لشکر کی قسمت کا مدار تھا اس پاس امداد کے لیئے ایک سپاہی نہین بھیجا گیا مگر ایسے سخت امتحان کے وقت مین کارتھیو بیدل نہین ہوا وہ مجبور ہوکر پل پر واپس آیا۔ یہان بھی الٹے گیا۔ دشمن اسکے اوپر توپون پر توپین چڑھا کر لایا۔ گرد کے مکانون و باغون مین بڑھا آگیا اور اس کے تھوڑے سے لشکر پر بندوقون کی باڑ پر باڑ مارتا رہا مگر جب کارتھیو نے دیکھا کہ اب مین چارون طرف سے گھر جاؤنگا تو اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ دمدمہ کو واپس چلے اسوقت ونڈہم صاحب سر کولن کیمبل کو جو تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ دمدمہ مین آگئے تھے اپنی خزانچی گری کا حساب سمجھا رہے تھے۔ انہون نے وہ کام پورا نہین کیا جو انکو کرنا چاہیئے تھا جسکے سبب سے سارا شہر اور تمام ذخائر کو دام اور سپاہ کا اسباب دشمنون کے ہاتھ مین آیا مگر انہون نے بہادرانہ کام کیا کہ دمدمہ کو اور پل کو قائم رکھا۔

رات خیر و عافیت سے گذری ۲۹ - نومبر کی صبح کو تانتیا نے دیکھا کہ گنگا کے کنارہ سے پرے کا میدان انگریزی لشکر کے خیمون سے سفید ہو رہا ہے تو اس لیئے یہ جانا کہ اگر مین اس سپاہ کو پل کے پار اترنے دونگا تو وہ مجھ پر حملہ آور ہوگی اسلیئے اسنے اپنے توپخانون سے پل پر گولہ زنی شروع کی - پیل کی بھاری توپون نے اور اور توپخانون نے اسکی توپون کا جواب دیا - تھوڑی دیر کے لیئے دریا کے کنارون پر دھنوئیں کی گھٹا چھا گئی - مگر دشمن بہ تدریج مغلوب ہوا اور اپنی کوشش سے باز رہا - پھر سر کولن کیمبل کا مقدمۃ الجیش پل پر آیا اور اسکے بعد عورتین بچے زخمی بیمار اترے اور پھر سب اسباب کی گاڑیون کا تانتا اترا اور پھر عقب کی سپاہ نے عبور کیا اور لشکر وہان خیمہ زن ہوا جو اس مقام کے قریب تھا جو پہلے انگریزونکا مقتل بن چکا تھا - یہہ سب کام ۲۹ - نومبر کے ۳ بجے اور ۳۰ نومبر کے چھ بجے صبح تک ہوئے باغی اپنے پہلے مقامات پر جمے رہے سر کولن کیمبل جانتے تھے کہ مین انکے نکالنے مین جب تک کوشش نہین کر سکتا ہون کہ ان عورتون بچون وغیرہ کا گروہ الہ آباد روانہ ہو وہ میرے لیئے حملہ کرنے کے واسطے ایک روک ہے - اس لیئے انکی روانگی کے سامان کے تیار کرنے کا بڑا اہتمام کیا گیا ۳ دسمبر کی رات کو وہ الہ آباد روانہ ہوئے - اس کے بعد سر کولن دو روز اور باغیون کو دیکھتے رہے کہ وہ انکو خوف کی رسائی سے بالکل پرے کر دین اس عرصہ مین باغیون نے انکو بھی ایسا ہی حیران کرنا شروع کیا جیسا کہ وہ مہینے کی ابتدا سے اپنے منتشر حملون سے کرتے تھے - لیکن اب وقت معاوضہ لینے کا قریب آ گیا تھا -

باغیون کا مقام بڑا مستحکم تھا - انکی بائین جانب کی محافظ گنگا تھی اسکا مرکز شہر تھا جس کی پیچدار گلیون کے مکانات محافظت کے لیئے نہایت مناسب تھے انکی داہنی جانب مین نہر کے پار ایک کھلا میدان تھا دایہی طرف سے دو میل کے فاصلہ پر کالپی کی سڑک کے قریب گوالیار کنٹنجنٹ کا خیمہ گاہ تھا - باغیون کی سپاہ کا یہی حصہ بڑا مہیب تھا - سر کولن نے دشمن کے سارے مقامات ملاحظہ کر کے یہہ سوچا کہ باغیون کے داہنی جانب فقط مجروح ہونے ہی کے قابل نہین ہے بلکہ اسپر قبضہ کرنا اس سبب سے بھی اہم ہے کہ کالپی کی سڑک پہ قبضہ ہو جائیگا جو فقط ایک ہی راہ گوالیار کنٹنجنٹ کے بھاگنے کے لیئے ہے اسواسطے انہون نے

اپنا ارادہ مصمم کرلیا کہ اسپر سارا لشکر لے جاکر حملہ کیجئے اور اسکو اس سے پہلے مغلوب کر لیجئے کہ مرکز
سے اس پاس کمک پہنچے - اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر قبضہ کرکے کالپی کی سڑک پر اپنا
خیمہ گاہ بنائے اور دشمن کی آمد ورفت پر ضرب لگائے - سر کولن کی کل سپاہ میں پانچ ہزار
پیادل تھے اور وہ چار بریگیڈ مین منقسم تھے چھ سو سوار تھے اور پینتیس توپین تھین -

۶ - دسمبر کو دس بجے صبح کے ونڈہم صاحب نے جو مدرسہ کے کمانڈر تھے اپنی سناری
توپون سے دشمن کی بائین جانب اور مرکز پر گولے مارنے شروع کیئے تقریباً دو گھنٹے
مین شہر کی گلیون مین جو باغی جمع تھے ان گولیون کی ضرب بہت ان مین فنا ہوئی - اس حملے کے
جوش وخروش نے باغیون کی توجہ کو ایسا پریشان کیا تھا کہ وہ اس کے دفع کرنے کے واسطے
داہین طرف سے سپاہ پر سپاہ بلاتے تھے اور اسطرح داہین جانب کو ضعیف کرتے تھے
یون سر کولن کا پہلا منصوبہ تھا سدھ ہوا - توپونکا عمل غبارہ موقوف ہوا - دھنوان صاف ہوا -
گریٹ ہیڈ بریگیڈ کے پیادے نظر سے چھپے ہوئے بہت قریب نہر کی لین کے پاس پہنچے اور
دشمن کے مرکز لیبے قلب کی سپاہ کو لڑائی مین بندوق باری سے مصروف رکھا - پھر کچھ جانب
چپ سے بریگیڈ وال پول کی سپاہ لباس رفل دار سپاہی نہر سے پایاب اترے اور دشمن کے
ان سپاہیون کو اسقدر پریشان کیا جو شہر کے کوچہ وبازارون سے ہینمنڈ کی مدد کو جاتے تھے
اس اثنا مین سوار اور توپخانے غائیت جانب سے دوڑتے ہوئے نکلے اور ہوپ اور
انگلس کے بریگیڈون نے دفعتاً اپنی کمین گاہون سے سرعت سے نکلکر میدان مین
دولیئون مین لہرین مارنی شروع کین - بڑاؤون کے پیچھے دشمنون کا ہجوم تھا انہون نے
خوب گولیان اپنر چلائین مگر لڑنے والون کی یورش کی تاب نہ لائے نہر کے پل پر واپس
چلے گئے اور اس مقام سے انہون نے ایسی گولیان انگریزی لشکر پر مارین کہ وہ آگے بڑھنے
سے رک گیا - پیل صاحب کے ملاح دوڑے آئے اور اپنی چوبیس پیی توپون کو گھسیٹ کر
لائے اور پل کی داہین طرف یورش کرکے ایک توپ اسپر لگا دی - پیادون نے نہر سے پایاب
اترکر دشمنون کو پراگندہ کیا اور گوالیار کنٹنجنٹ کے خیمہ گاہ پر دوڑے گئے تو انکے ہوش پران
ہوگئے کہ دفعتہً یہ بلا کہان سے اپر ٹوٹ پڑی وہ اس بلائے ناگہانی سے بچنے کے لیئے

۶ دسمبر ۱۸۵۷ء [illegible]

سپاہی اپنے توون پر روٹیان پڑی ہوئی چھوڑکے بھاگے۔ بیل گاڑیون سے رسیان تڑاکر بھاگے۔ ڈاکٹر اسپتالون سے مریضون کو چھوڑ کر فرار ہوئے۔ سر کولن نے جنرل ہینس فیلڈ کو اسکے پاس بھیجا کہ وہ مرکز اور میمنہ سے باغیون کو بھاگنے نہ دے اور وہ خود گوالیار کنٹنجنٹ کے تعاقب کرنے مین مصروف ہوئے انکے سوار اور توپخانے فور آ انسے آن ملے اور مفرور جو بھاگے جاتے تھے انکے پیچھے پڑے۔ ہیگزین کے بھرے ہوئے چھکڑے جابجا سڑک پہ بچھ رہے تھے۔ بہت سی توپین سنگین کھلی ہوئی پڑی ہوئی تھین انکے پاس سے لشکر انگریزی گذرتا ہوا گھوڑون کو سرپٹ دوڑاتا ہوا اور بیدریغ باغیون کو میلون تک مارتا ہوا چلا گیا جب تک اسنے توقف نہین کیا کہ باغیون نے مایوس ہوکر اپنے ہتھیار پھینک دیئے اور سڑک سے بھاگ کر جنگل مین جاکر چھپے ملک مین ادھر اُدھر سرگردان اور پریشان ہوئے۔ آدھی رات کو لشکر ظفر منصور کانپور مین واپس آیا۔ جرنیل ہینس فیلڈ جس کام کے لئے بھیجے گئے تھے اسکو انہون نے کچھ نہین کیا۔ اس لیئے بہت سے باغی بچکر بٹھور کی طرف بھاگ گئے۔ سر کولن نے انکی لیاقت کے سمجھنے مین غلطی کی۔

سر کولن کو جنرل ہینس فیلڈ کی ناکامیابی کے سبب سے ایک اور سپاہ باغیون کے تعاقب مین بھیجنی پڑی جسکا ہوپ گرینٹ صاحب کو کمانڈر مقرر کیا۔ صاحب ممدوح نے مفرور باغیون کے نشان قدم سے جان لیا کہ وہ بٹھور کی سڑک پر پھیل کر گنگا کے پار گھاٹون سے اتر کر اودھ مین جا بسن گے۔ وہ اس راستے پر بہت جلد رات بھر چلے اور موضع شیوراج پر پہنچے جو تین میل گنگا کے گھاٹ سے تھا۔ یہان اپنا اسباب چھوڑکر دریا کے قریب پہنچے اور وہان باغیون کو دیکھا اور اپنی توپون سے انکے دھنوین اڑا دیئے۔ باغی کنارہ کی طرف اپنی پندرہ توپین چھوڑ کر بھاگے وہ ان توپون کو کشتیون پر لادنے کو تھے کہ انگریزی سپاہ نے ان توپون کو چھین لیا انکے بیل نایاب وعمدہ تھے۔

ان لڑائیون سے باغیون کی فوجون کا کچلا نکل گیا۔ ان چھوٹی ولوین کی لڑائیون مین انکی بتیس توپین چھن گئین ایک مستحکم مقام قبضے سے نکل گیا بہت سے آدمی قتل ہوئے باغیون کی سپاہ جن حصون پر مشتمل تھی وہ آپس سے جدا ہو گئے کہ پھر کبھی نہ ملے ایک حصہ

کالپی کی طرف بھگا دیا گیا دوسرا حصہ اودھ مین جانے سے روکا گیا اور بغیر توپون کے بٹھور کی طرف بھاگا۔ برٹش نے اپنے تنالوے آدمیون کے مجروح و مقتول کرانے سے یہ نتائج حاصل کیئے۔

جب ہوپ گرینٹ کی رپورٹ فتح کی سر کولن کیمبل پاس آئی تو انہون نے افسرون کو ہدایت کی کہ فوراً جاکر ناناکی راجدھانی کو غارت کردو۔ گرینٹ صاحب نے ۱۱ دسمبر کو بٹھور مین جاکر مندر کو اڑا دیا اور نانا کے محل مین آگ لگا دی۔

باب چہارم

دوآبہ مین اور لڑائیان

چھٹی و نوین دسمبر کو فتوح نمایان حاصل ہوئین تو سر کولن کیمبل دل سے یہ چاہتا تھا کہ آگے بڑھکر باغیون اور انکے معاونون پر حملہ کیجیے۔ ان کے دلون مین ان شکستون کی یاد تازی ہی جبتکہ وہ سہمے ہوئے ہین۔ مگر اسباب باربرداری کے موجود نہ ہونے سے وہ آگے جانے کے لیے معذور تھے انہون نے دو ہزار گاڑی چھکڑے اپنی بڑی عرقریزی سے جمع کیئے تھے جنمین عورتون اور بچون وغیرہ کو الہ آباد روانہ کیا تھا اب انکے واپس آنے کے منتظر تھے۔ وہ ۲۳۔ دسمبر کو کانپور مین واپس آگئے۔ اس عرصہ مین کہ انکو کانپور مین توقف کرنا پڑا وہ لشکرکشی کی تدابیر سوچتے رہے کہ اودھ اور روہیل کھنڈ کی فتح کرنے سے پہلے دہلی و پنجاب سے دوآبہ کی آمد و رفت کا راستہ کھولنا چاہیئے اور یہ راستہ جب کھل سکتا ہے کہ دوآبہ بالکل فتح ہو۔ اس فتح ہونے سے زیرین گنگا اور سندھ کے درمیان ملک بالکل باغیون سے پاک صاف ہو جائیگا پہلے گریٹ ہیڈ صاحب نے جو دہلی سے دوآبہ مین سفر کیا [illegible] تھا [illegible] آگے [illegible] پیچھے [illegible] تھی وہ آگے بڑھے پیچھے انکے پھر وہی [illegible] تھا سر کولن کی راے مین جمنا کے بائین کنارہ پر چھوٹے چھوٹے

مقامات مین اور الہ آباد کے مشرق مین اس فساد کے بجھانے کے لیے گشتی کیلمون کا بھیجنا کافی ہوگا۔

سر کولن نے یہ تجویز بڑے حزم واحتیاط سے کی کہ فتح گڈہ کی طرف سپاہین روانہ کی جائین۔ انہون نے وال پول صاحب کو ہدایتین کین کہ سیٹن صاحب جو علی گڈھ سے سفر کر رہے ہین انسے ملاقی ہوکر اور کالپی کی سڑک پر نیم مفلوس وڈر کرکے اکبرپور ہوتا ہوا اٹاوہ مین پوری جائے اور کالپی کی سپاہ کو ڈراتا جائے اور آگرہ کے اضلاع کو باغیون سے صاف کرتا جائے اور مین پوری مین وال پول صاحب سیٹن صاحب سے ملجائے تو دونو ملکر فتحگڈھ کی طرف جائین۔ ہم وال پول صاحب اور سیٹن صاحب کے سفرون کا جدا جدا حال ـــ اور پھر ان دونو کے مل جانے کے بعد فتحگڈھ کی طرف سفر کرنے کا بیان اور پھر سر کولن کیمبل کے سفر کا بیان اور کانپور مین فتح گڈھ مین انکے آنے کا حال لکھتے ہین

وال پول صاحب اور سیٹن صاحب کا فتحگڈھ کی طرف روانہ ہونا

۱۸۔ دسمبر کی صبح کو وال پول صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور اکبرپور کی راہ سے اٹاوہ پہنچ گئے۔ راہ مین کوئی لڑائی بھڑائی نہین ہوئی۔ بغاوت کی ابتدا مین اٹاوہ لٹا تھا اب یہ ویرانیان شکستہ ہو رہی تھین۔ باشندے بھی برباد ہوگئے تھے باغی اٹاوہ پر قابض تھے۔ وال پول صاحب کے آنے کی خبر سنکر اٹاوہ سے بہت سے سرکش کھسک گئے مگر تھوڑے سے بہادر دیوانے ایک مضبوط احاطہ مین جسکی فصیل رہینی دار تھی جم کر شہادت کے شوق مین لڑے انگریزون نے سرنگ لگا کے انکو اڑا دیا انکی شہادت کی تمنا پوری ہوئی۔ یہ واقعہ ۲۹۔ دسمبر کا ہے۔ پھر کولم سفر کرکے مین پوری مین گیا۔ اور ۳۔ فروری کو بریگیڈیر سیٹن کے لشکر سے بیور مین ملا جو فتح گڈہ سے پندرہ میل پر تھا۔

وال پول صاحب کا اٹاوہ و مین پوری میں پہنچنا

سیٹن صاحب اس لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے تھے۔ دہلی مین کانپور جانے کے لیے تجویز ہوا تھا اسکے ساتھ غلہ وغیرہ اور حرب وضرب کا سامان اور لاؤ لشکر اسقدر تھا کہ اونٹیس میل مین اسکا تانتا لگتا تھا۔ دہلی سے جس روز سیٹن صاحب چلے ہین اس سے پہلے رات کو انہون نے سنا تھا کہ ضلع علی گڈھ مین باغیون کا ہجوم ہے۔ وہ ۱۹۔ دسمبر کو علی گڈھ روانہ ہوئے انہون نے یہان آنکر قلعہ علی گڈھ کی توپون کی محافظت مین اپنے سامان رسد وغیرہ کو رکھا اور خود کچھ

سیٹن صاحب کا سفر

لیکر جنوبی مشرقی سمت مین سفر کیا - اور باغیون کو کاسگنج اور پٹیالی مین شکست دی اور نواب فرخ آباد کے موروثی کماندر انچیف حکیم کو مارا اور اسکا ہاتھی جسکا حوضہ چاندی کا تھا چھینا یہہ حساب کیا گیا ہے کہ باغی چھ سوار سے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مقتول اور تین مجروح ہوئے اور انہون نے تیرہ توپین چھینین سیٹن صاحب پٹیالی مین تین روز ٹھیرے کہ سول کے حاکمون کی حکومت کو سارے ضلع مین جما دین انکے اس مظفر سفر کا نتیجہ یہہ تھا کہ چارون طرف سے باغی خوف زدہ ہوکر فتحگڈھہ کو بھاگے کہ گنگا پار اتر کر اودھ مین چلے جائین سیٹن صاحب ۲۱ - کو الٹے پھرے اور ۲۲ - کو کاسگنج سے چند میل کے فاصلہ پر کوکس صاحب کمشنر آگرہ سے ملے جنہون نے بیان کیا کہ جواہر سنگہ مشہور باغی جو کاسگنج کی لڑائی مین ہم سے لڑا ہے وہ اپنے بیٹے کے ساتھہ آیا ہوا ہے - ہوڈسن صاحب نے جاکر دونو کو پکڑ بیٹے کو مار ڈالا اور باپ کو قید کیا جو توپ سے مارا گیا وہ سرکار سے پنشن پاتا تھا -

سیٹن صاحب ایٹہ کو جاتے تھے کہ انہون نے سنا کہ مین پوری کے سرکش راجہ تیج سنگہ نے انکی راہ روکنے کے لیئے لشکر جمع کیا ہے سیٹن صاحب مین پوری گئے انہون نے وہ گولے دشمن پر چلائے تھے کہ وہ اپنا سارا اسباب قلعہ مین چھوڑ کر بے اوسان میدان جنگ سے بھاگا - انگریزون کے ہاتھہ آٹھہ توپین - لگین اور سو کے قریب باغیون کو قتل کیا اور سیٹن صاحب کے سپاہی دو زخمی ہوئے وہ اپنے لاؤ لشکر سے جا ملے -

مینپوری کی لڑائی

باب پنجم

اودھ کے دوبارہ فتح کرنے کی تمہیدات

سر کولن کیمبل کا فتح گڈھہ مین آنا -

کانپور سے سر کولن نے خود ۲۴ دسمبر کو سفر کیا اور شرک کے بازوان کو باغیون کے ... سے صاف کرتے ہوئے ۳ - دسمبر کو گورسہائے گنج مین آ گئے تھے

قصبہ سے کچھ فاصلہ پہ فتح گڈہ کی سڑک پر کالی ندی کا آویزان پل تھا اگر باغی پل کو انگریزی سپاہیون کے ملنے سے پہلے توڑ ڈالتے تو فتحگڈہ مین کچھ دنون امن سے بیٹھتے۔ جسدن گورسہاے گنج مین سرکولن آئے ہین باغی پل کے توڑنے مین مصروف ہوئے مگراب وقت اسکے توڑنیکا نہین رہا تھا۔ ایک گروہ انجنیرون اور سپیرون اور ملاحون کا وہان پہنچ گیا تھا جنہون نے اسکی شکست کی مرمت کردی۔

دوسری جنوری کی صبح کو پل سے نیچے سرکولن اترے کہ دیکھین انکی سپاہ کس طرح اترہی ہے ابھی وہ آئے ہی تھے کہ ایک ٹیلہ کی چوٹی پہ سفید لباس بھیڑ نظر آئی یہ ٹیلہ بہ تدریج ندی کے مقابل کے کنارہ سے اونچا ہوگیا تھا اور اسکی ڈھلان ایک گاؤن کی طرف ختم ہوئی تھی جو پل کے سامنے تھا۔ اس بھیڑ نے سرکولن کے لشکر پر بندوقین بڑی تیز چلانی شروع کین پل تیار ہوا ہی تھا کہ ۵۳ وین رجمنٹ پار اتری اور پل کے گرد پھیل گئی۔ پل کے پیچھے ۹۳ وین رجمنٹ کا ایک حصہ رزرو رکھا گیا۔ پھر جنرل نے حکم دیا کہ سپاہ کلان اسکی امداد کو آئے اور توپین گاؤن پر لگائی جائین۔ دشمن لڑائی استقلال سے لڑا اور اسکی ایک توپ نے جبتک نقصان بہت پہنچایا کہ لفٹنٹ ووگن نے اسکو نشانہ بنا کے نہین اڑا دیا۔ جب ۵۳ وین رجمنٹ کے سپاہیون نے باغیون پر حملہ کیا تو وہ ترتیب و انتظام کے ساتھ فتح گڈھ کی سڑک پر روانہ ہوئے مگر جب سوارون نے اسکا تعاقب کیا تو وہ اپنے ہتھیارون کو پھینک کر سراسیمہ و پریشان ہوکے بھاگے اور اپنی خیمہ گاہ پہ پہنچے جو کچھ اپنے ہاتھون سے اٹھا سکے اٹھا کرلے گئے اور پیدل ہوکر گنگا پار چلے گئے باغیون کو پوری شکست ہوئی۔ آٹھ توپین اور کئی علم۔ پالکیان اور بیگزین کے چھکڑے فتحمندون کے ہاتھ لگے۔ سرکولن بغیر کسی لڑائی بھڑائی کے قلعہ فتحگڈھ کے اندر داخل ہوئے۔ قلعہ مین باغی سارا اپنا اسباب چھوڑ گئے اور دوسری جنوری کو سیٹن اور والپول صاحب بھی سرکولن سے آن ملے۔

ایک بڑا سوال تصفیہ کرنے کے لیئے یہہ پیش ہوا کہ جس ملک مین ہنگامہ بغاوت برپا ہوا اسکا کونسا حصہ دوبارہ فتح کرنے کے لیئے سرکولن کے حصہ مین آیا ہے؟ لارڈ کیننگ نے

۲۰- دسمبر کو سرکولن کیمبل کو لکھا کہ بالفعل فوراً اودھ کو لے لینا چاہیئے اور سب جگہون سے زیادہ باغی وہان جمع ہین اس کام مین اودھ کے خاندان کی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی ہین کہ آیا ہم مین یہ قدرت ہے یا نہین کہ اسپر اپنا تسلط قائم رکھ سکتے ہین اسکی مثال دہلی کی سی ہے کہ لکھنؤ کے دوبارہ نہ فتح کرنا ہمارے حق مین ایسا ہی مہلک ہے جیسا کہ دہلی سے واپس چلے آنا ہوتا۔ غرض ان دلائل کی وجہ سے لارڈ کیننگ کو یہہ اصرار تھا کہ اول لکھنؤ جسقدر جلد ممکن ہو فتح کیا جائے اور اس کے ساتھ یہ شرائط تھین کہ اول سپاہ اسقدر دوآبہ مین چھوڑی جائے کہ وہ آمدورفت کو جاری رکھے دوم یہ کہ لکھنؤ کی فتح کے ساتھ یہہ کچھ ضرور نہین کہ کل اودھ کی تسخیر کے لیئے اسکے ساتھ کوشش کی جائے۔

سرکولن کی برابر کوئی نیک سگال سپاہی نہین تھا وہ خوب سمجھتے تھے کہ سول گورنمنٹ کے ماتحت ملیٹری حکومت ہونی چاہیئے انہون نے گورنمنٹ کے حکم کی تعمیل کی تیاریان کین انہون نے فتحگڈھ کو تجویز کیا کہ ایسا مقام ہے کہ وہ بریلی کی دارالحکومت رہیل کھنڈ کی سڑک پر واقع ہے تو وہ ان باغیون کو روک سکیگا جو دوآبہ بالا پر حملہ کرنا چاہین گے لکھنؤ اور اس کے درمیان بھی سڑک ہے اسواسطے وہ اٹرم صاحب کی بھی اودھ کے باغیون کے روکنے مین مدد کریگا۔ گوالیار کنٹنجنٹ جو کالپی مین ہے اگر وہ زیرین دوابہ پر مفسدہ پردازی کرنی چاہینگے تو اسکو بھی روک دیگا۔ اور لکھنؤ کی تسخیر کے لیئے آگرہ سے محاصرہ کا توپخانہ آتا ہے اسکی بھی حفاظت کرکے کانپور مین پہنچادیگا۔ غرض انہون نے فتحگڈھ مین بریگیڈ ان سب اوپر کے کامون کے لیئے متعین کیئے۔

سرکولن نے فتحگڈھ مین کرنیل سیٹن صاحب کو فرمان روا مقرر کیا کہ وہ اٹاوہ مین پوری اور میدان کی سرا سے کی محافظت کرین۔ کرنیل صاحب ہندوستانیون کی خصائل سے خوب واقف تھے وہ بڑے بہادر دلیر سپاہی تھے کسی جواب دہی کو اپنے ذمہ لینے سے جھجکتے نہ تھے ہر وقت اپنے ملک پر اپنی جان فدا کرنے کو موجود تھے یہہ کام جو انکو سپرد ہوا وہ بڑا مشکل تھا اور زیادہ تر اس سبب سے دشوار ہوگیا تھا کہ سپاہ ان پاس تھوڑی اور ضعیف چھوڑی گئی تھی۔

اسوقت سرکولن کیمبل نے ایسے کام کیئے کہ جیسے اہل رہیلکھنڈ بریلی پر حملہ آور ہوتے ہین
فتح گڈھ پر قبضہ کرنے کے بعد انہون نے ہوپ کے برگیڈ کو مقرر کیا کہ وہ ہمسایہ کے ملک
مین جاسوسی کرے اس جاسوسی کرنے سے انکو معلوم ہوا کہ آٹھ سات میل کے فاصلہ پر
رام گنگا کے کنارہ پر علی گنج مین پندرہ ہزار باغی جمع ہین۔ سرکولن نے وال پول کے برگیڈ کو
بھیجا اور وال پول کو حکم دیا کہ وہ اپنے لشکر کی شان وشکوہ کی نمائش دکھلائے مگر دریا کے
پار جاکر کوئی لڑائی نہ لڑے۔ سرکولن کی ان باتون سے ایک وقت مین باغی ایسے مغالطہ
مین پڑ گئے کہ وہ دریا کے بائین کنارہ پر مقیم ہوئے۔

باغی دس بارہ روز تو اس حالت مین رہے پھر انہون نے پانچہزار سپاہی ان اضلاع مین
بھیجے جو دوبارہ انگریزون نے فتح کئے تھے۔ وہ رام گنگا سے اتر کر رام گنگا کے سوج گھاٹ
مین آئے دریا پار اتر کر شمس آباد مین آن دھمکے۔ ۲۶ جنوری کو ہوپ صاحب نے ان کو
سونیا مین شکست دی وہ بھاگے۔ بھاگنے مین بہت قتل ہوئے وہ رام گنگا کے پار
بھگا دیئے گئے اور انکی چار توپین چھین لین۔ انگریزون کا نقصان یہہ ہوا کہ پانچ یا
چھ آدمی مارے گئے اور بیس کے قریب زخمی ہوئے۔

سرکولن کیمبل نے پنجاب کے چیف کمشنر جان لارنس سے یہ انتظام کرایا کہ وہ رڑکی
مین سپاہ کو اس لیئے جمع کرین کہ وہ رہیل کھنڈ مین شمال و مغرب سے داخل ہو۔ ہوپ
صاحب کو سونیا مین جو فتح حاصل ہوئی تھی اسنے باغیون کو بڑا ہوشیار بنا دیا تھا سرکولن
فتح گڈھ سے یکم فروری کو روانہ ہوئے اور چوتھی کو کانپور مین پہنچے جس مین پھر وال پول
برگیڈ و ہوپ برگیڈ و سیٹن برگیڈ شامل ہو گئے تھے یہہ سب اودھ مین گنگا پار ہو کر داخل
ہوئے اور بان ندی کے میدان مین جمع ہوئے ایسی یوروپین فوج کبھی ہندوستان مین
جمع نہین ہوئی تھی اس مین سترہ پلٹنین پیدل تھین جنمین پندرہ یوروپین تھین اور ۲۸ سکوڈرنز
سوارون کے تھے جنمین چار گورون کے تھے اور چار انگریزی رجمنٹین داخل تھین اور
چون ہلکی اور اسّی بھاری توپین اور مورٹار تھی۔ اس سپاہ کے حال بیان کرنے سے پہلے
یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنگ بہادر اور فرینکس صاحب کا بیان کیا جائے کہ وہ کسطرح

جنوب مشرق سے کام کرتے ہوئے اور عالم باغ مین اوٹرم صاحب اور اسکے ہمراہیون نے کیا کام کیے +

باب ششم

مشرقی اودھ مین سپاہ کی پیش قدمی

نیپال کے وزیر اعظم جنگ بہادر نے جو نیپال مین حقیقت مین حکمرانی کرتا تھا۔ مئی کے مہینے مین اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کے سپرد کرنے کی درخواست کی۔
لارڈ کیننگ نے جنگ بہادر کا شکریہ ادا کیا اور جون کے مہینے مین اسکی درخواست منظور فرمائی جنگ بہادر نے تین ہزار سپاہی کاٹھمانڈو سے جولائی کے مہینے مین بھیجے وہ اس مہینے [illegible] گورکھپور کے شمال مین انگریزی عملداری مین داخل ہوئے۔ مگر اگست مین انکا یہان آنا سپاہ سے ہتھیار لینے کی نشانی تھی پاس کے اضلاع اعظم گڈھ اور جونپور مین بھی بدنظمی اور ابتری نگری چوپٹ راج ہو رہا تھا۔ اگرچہ خاص شہر بنارس مین [illegible] کے آہنی پنجہ نے بندوبست کر رکھا تھا مگر اسکے اضلاع مین کوئی انتظام اور بندوبست نہ تھا۔ گورنمنٹ نے ایک بہادر نیل کے کارخانہ دار وینبلز صاحب کو اختیارات حکومت دے رکھے تھے انہنے اپنی تھوڑی سی سپاہ کی اعانت سے اعظم گڈھ کو جسکو سول افسر چھوڑ کر چلے گئے تھے آخر جون تک اپنے قبضہ مین رکھا اور جولائی مین مفسدونکو دو دفعہ شکست دی اور پھانسیان گڑوا کے جرائم کا بھی کچھ انسداد کیا مگر پھر بھی غریب رعایا کو اودھ کے باغی آکر ستاتے اور بعد فتوح کے خود اسکی سپاہ نے بغاوت کے آثار دکھائے تو وہ اور چند اور یورپین ۳۰ جولائی کو غازی پور مین چلے گئے۔
اعظم گڈھ اور اسکے ہمسایہ مین بندوبست انتظام کرنے کے لیے عین وقت پر نیپالی آ گئے انہون نے ۱۳ اگست کو اعظم گڈھ پر اور ۱۸ اگست کو جونپور پر قبضہ کیا۔ جب وہ گورکھپور سے چلے [illegible] انہون کے ایک سرغنہ محمد حسن نے اودھ

آنکراسپر قبضہ کرلیا۔

گورنمنٹ نے بنارس کے ملیٹری افسرون کو حکم بھیجدیا تھا کہ خاص افسر جو بیکار بیٹھے ہین وہ نیپالی لشکر سے جاملین اس حکم کی تعمیل کے لیئے کپتان بوائلو اور لفٹنٹ مائلس اور ہال کیمبل جون پور مین آئے اور جو کام انکے سپرد ہوا وہ انھون نے کرنے شروع کیئے۔

اعظم گڈھ مین خوف پیدا ہوا تو جونپور کے کمانڈر لفٹنٹ کرنیل روٹن صاحب نے شمشیر رجمنٹ نیپالیون کی جس مین بارہ سو تنومند سپاہی تھے اور دو توپین تھین اعظم گڈھ کے لشکر کی کمک کے لیئے بھیجین۔ یہہ نیپالی ۱۸ ستمبر کو دس بجے چلے اور چالیس میل ایک دن مین سفر کرکے شام کو چھ بجے اعظم گڈھ مین پہنچے۔ باغی مانڈوری مین دس میل کے فاصلہ پر تھے۔ شمشیر پلٹن نیپالی ڈیڑھ بجے چلی اور دوسرے دن صبح کو اسنے باغیون پر حملہ کیا اور انکے کرنیل شمشیر سنگ نے فتح پائی دو سو باغی مجروح اور مقتول کیئے اور انکی تین برنجی توپین چھین لین اور نیپالی دو مارے گئے اور چھبیس زخمی ہوئے اس فتح حاصل کرنے سے نیپالیون کی بہادری کی دھاک بندھ گئی۔

اس فتح سے نہایت عمدہ اثر ہوا اسوقت تک انگریزون کو تامل تھا کہ نیپالیون کو باغیون سے لڑائین لیکن مانڈوری کی فتح سے انکے باب مین سارے شبہات اٹھ گئے انکے دو دن مین پچاس میل سفر کرنے اور پھر غیر معلوم ملک مین فتح پانے نے آزمودہ کار سپاہیون کے دلون مین انکا بڑا اعتبار پیدا کیا۔

۲۷ ستمبر کو کرنیل روٹن صاحب سول کے حاکمون اور نیپالیون کے ایک گروہ کو ساتھ لیکر جونپور چلے اور مبارک پور پر قبضہ کیا۔ یہہ ایک قطعہ باغی راجہ کا تھا اس راجہ کو انھون نے گرفتار کیا اور تحقیقات کے بعد وہ پھانسی دیا گیا۔ روٹن صاحب اور نیپالیون نے کل ضلع مین امن امان قائم کردیا اسی طرح ضلع اعظم گڈھ مین بالکل بندوبست ہوگیا۔ اترا ولیا ایک قلعہ باغیون کے سرغنہ بینی مادھو کا تھا وہ مسمار کیا گیا بینی مادھو ضلع سے بھاگ گیا۔ اسوقت اودھ کی سرحد تک ملک مین بالکل انتظام پھر بحال ہوگیا۔

گورنمنٹ کے حکم سے لفٹنٹ کرنیل لونگ ڈن صاحب سپاہ لیکر نیپالی سپاہ کی مدد کے لیئے

روانہ ہوئے - پہلے اس سے کہ یہ سپاہ کارزار کے مقام پہ پہنچے نیپالی سپاہ نے ۱۹ اکتوبر کو کنڈا میں اودھ کے باغیون کو شکست دی وہ سرحد اودھ سے یہان آگئی تھی - ان باغیون کی تعداد چار پانچ ہزار تھی انکا مقام مستحکم تھا اور ان پاس سات توپین تھین اور نیپالی سپاہ گیارہ سو تھی اور دو توپین ان پاس تھین - لڑائی خوب ہوئی اور باغیونکو پوری شکست ہوئی انکے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین انکی چھین گئین نیپالیون مین کرنیل بدن مان سنگہ مارا گیا اور گیارہ آدمی مارے گئے اور انسٹھ زخمی ہوئے اب نیپالیون کی بہادری آشکارا ہو گئی - سرکاری رپورٹ مین چھپا ہے کہ لفٹنٹ گمبھیر سنگہ نے تنہا اپنے ہاتھ سے ایک توپ دشمن سے چھین لی اور پانچ توپچیون کو اپنے ہاتھ سے مارا وہ خود زخمی ہوا مگر اچھا ہو گیا -

لونگ ڈن صاحب چاندہ کی لڑائی کے بعد جونپور مین آئے - ۳ نومبر کو ایک ہزار باغی دو توپین لیکر سرحد اودھ سے باہر آئے اور قلعہ اترا ڈولیا پر قبضہ کر لیا - لونگ ڈن صاحب نے نیپالیون کو ساتھ لیکر اسطرح دشمن کی تفتیش کی کہ وہ رات کو قلعہ خالی کرکے چلا گیا -

سرکاری علاقہ بنارس پٹنہ اودھ کے باغیون کے ہاتھ سے محفوظ نہین تھی اس مین ایسی قدرت نہین تھی کہ وہ کل سرحد کو محفوظ اور مامون رکھتی - اکثر باغیون کے حملون کو سپاہ ہٹا کر بنارس مین پھر چلی آتی تھی - اس لیئے یہ انتظام کیا گیا کہ جنگ بہادر نو ہزار منتخب سپاہی ساتھ لیکر کارزار مین آئے اور کرنیل میک گریگور صاحب اس سپاہ کی بریگیڈیر جنرل ہون -

اسی عرصہ مین اودھ کی شرقی سرحد پر انگریزی سپاہ کے بڑہانے کی تدابیر کی گئین - جونپور کی سپاہ کی بڑی کمک بھیجی گئی اور اس سپاہ کے سپہ سالار بڑے بہادر اور دانشمند جنرل فرینکس ہی مقرر ہوئے - اور اسی طرح کہ ایک محفوظ سپاہ مدراسی و نیپالی گورکھون کی مغربی بہار مین مرتب ہوئی کرنیل رو کرافٹ گرینٹ سے گنڈک سے اتر کر گورکھپور جا پہنچین -

ان تینون سپاہیون کا مقصد واحد تھا کہ بنارس کے شمال مین اور اودھ کے مشرق مین انتظام اور امن امان قائم کرین۔ انمین سے ایک تو اضلاع مین انتظام کے لیئے رہے اور باقی دو سر کولن کے ساتھ لکھنو کے حملہ مین شریک ہون۔ روکرافٹ کے لشکر مین تین سو پچاس نیپالی سپاہی تھے اور باقی سپاہ انگریزی تھی وہ میروا کے کیمپ مین مقیم تھی جو چھپرا سے انچاس میل تھا گندک ندی کے مغربی کنارہ سے سات میل کے فاصلہ پر سیان پور کے باغیون کی ایک چھوٹی سپاہ تھی جس مین بارہ سو آئینی سپاہ اور اور چار ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ تھی۔ ۲۶ دسمبر کو روکرو فٹ صاحب گورکھ ناتھ پلٹن کو جو سگولی سے آنے والی تھی منتظر تھے وہ باغیون کی سپاہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ باغیون سے لڑے۔ لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغیون کو شکست ہوئی اور وہ سیان پور سے بھاگے اور چھپرا مجولی تک تعاقب ہوا اور یہان سے بھی گندک پار بھگا دیئے گئے اور ایک بڑی آہنی توپ انسے چھین لی۔ روکرو فٹ صاحب نے ندی سے عبور کرکے بڑے بڑے باغی سرغنون کو گھر پہنچایا۔ پھر وہ برگڈیر جنرل میک گرگور کے حکم سے دریا رگھاگرا کے برگٹ گھاٹ پر گئے

جنگ بہادر کی تھوڑی سی سپاہ نے نیپال سے حرکت کی اور برٹش سرحد کے اندر داخل ہوئی ۲۳ دسمبر کو بیٹھی آمین گورکھپور سے بیاسی میل کے فاصلہ پر داخل ہوئی اور یہان میک گرگیوری صاحب سے ملی۔ ۵ جنوری کو یہہ سپاہ گورکھپور مین آئی جو باغیون کے قبضہ مین تھا نیپالیون نے اپر حملہ کیا وہ خفیف سا مقابلہ کرکے راپتی ندی سے باہر چلی گئی اور سات توپین چھوڑ گئی جنپر فاتح قابض ہوئے۔ نیپالیون کے دو آدمی مارے گئے اور سات زخمی ہوئے۔ باغی دو سو مارے گئے گورکھپور مین دوبارہ انگریزی انتظام ہوگیا۔ روکرو فٹ کو حکم ہوا کہ وہ اپنی تھوڑی سی سپاہ کو کشتیون مین بٹھا کے گھاگرا مین آجائے اور نیپالی سپاہ کے عبور ہونے کا انتظام کرے ۔

جنگ بہادر ۱۴ فروری کو گورکھپور سے روانہ ہوا اور گھاگرہ کے باہین کنارہ پر برا... مین ۱۹ فروری کو پہنچا اور اسی روز روکرو فٹ صاحب گھاگرہ کے داہین کنارہ پر آئے اور ۲۰ کی صبح کو نیپال کے ایک برگیڈ سے ملے جس پاس چھ توپین تھین۔ پھر روکرو فٹ

پاس حکم پہنچا کہ وہ اپنی کشتیون کو پھول پور مین لائین تاکہ باقی نیپالی سپاہ دریا سے عبور کرے مگر روکرافٹ صاحب کو معلوم ہوا کہ پھول پور مین باغی بھرے ہوے ہین وہ پھول پور آے اور باغیون کو مار کر یہان سے نکال دیا اور انکی تین توپین چھین لین پھر وہ اپنی کشتیون کو لائے اور انسے دریا کا پل بنایا جسپر نیپال کی سپاہ نے عبور کیا پھر یہہ انتظام کیا گیا کہ روکرافٹ صاحب سپاہ کو ساتھ لیکر گورکھپور واپس جائین تاکہ آمد و رفت جاری رہے اور جنگ بہادر سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جائے۔

جنگ بہادر گھاگرا سے پار اتر کر ۲۵ فروری کو امبرپور مین داخل ہوا۔ رستہ مین ایک قلعہ نہایت استوار آیا جسکا فتح کرنا ضرور تھا اس کے اندر چونتیس باغی تھے نیپالی سپاہ نے حملہ کیا جس کی تسخیر مین نیپالی سات مقتول اور تینتالیس مجروح ہوے۔ اہل قلعہ جو تعداد مین چونتیس تھے سب اس قلعہ مین مارے گئے۔

اس چھوٹے سے قلعہ کی فتح کا یہہ اثر ہوا کہ ایک بڑے قلعہ سے جس مین دو سو باغی تھے بھاگ گئے۔ نیپالی اس قلعہ کی طرف جاتے تھے سلطان پور کے قریب گومتی سے پار ہوئے ہین اور وہان سے لکھنؤ کی طرف جانے مین دشمن نے کچھ مزاحمت نہین کی۔ وہ ۱۰ مارچ کو لکھنؤ کے قریب پہنچے اور ۱۱ مارچ کو انگریزی لشکر سے جا ملے جس کے ساتھ لکھنؤ کی تسخیر مین سب وقت شریک رہے۔

اب جنرل فرینکس کا حال لکھا جاتا ہے۔ ۲۱ نومبر کو وہ اعظم گڈھ اور جونپور کی فوجون کے افسر اعلے مقرر ہوے تھے ان کے پاس سپاہ پانچ ہزار پانچ سو تھی جنمین تین ہزار دو سو نیپالی تھے اور بیس توپین تھین انکے اسسٹنٹ اڈجوٹنٹ جنرل کپتان ہیولاک تھے جو بڑے باپ کے بیٹے تھے۔ فرینکس صاحب کو سب سے پہلے اطلاع دی گئی تھی کہ ان کے فرائض عظیم یہہ ہین کہ بنارس پر باغیون کے حملے نہ ہونے دین اور بہار مین گنگا کے پار باغیون کو نہ داخل ہونے دین اور باغیون کے قبضے مین جو اضلاع ہین ان کو چھین لین سب سے زیادہ مقدم کام انکا یہہ تھا کہ بنارس کی حفاظت رکھین۔

[illegible] اعظم گڈھ کے [illegible]

جنگ بہادر کا گورکھپور سے روانہ ہونا

۱۰ و ۱۱ مارچ ۱۸۵۸ء

جنرل فرینکس

قریب رکھا اور جونپور کے سامنے کچھ میلون کے فاصلہ پر سنتر رکھا اور باہان کولم بدلاپور مین رکھا۔ اس ترتیب سے اضلاع کے صدر مقامون کے قریب باغی حملہ کرتے ہوئے ڈرتے تھے مگر جونپور کے مغرب مین سوا سو میل کے فاصلہ پر غارتگری کرتے تھے۔

باغیون کا سرغنہ مہدی حسن تھا وہ اپنے تئین ناظم سلطان پور کہتا تھا اسنے دہلی کے بادشاہ پاس سے الہ آباد مین فرمان روائی کی سند بھی منگالی تھی۔ بعض من چلے آدمی بلوہ و فساد کے زمانہ مین اپنے تئین سربرآوردہ بنالیتے ہین انہین سے وہ بھی تھا اس کا صدر مقام چاندہ تھا جو جونپور سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے پاس پندرہ ہزار کے قریب سپاہ تھی جنمین اکثر پاس توڑہ دار بندوقین تھین ان مین تہائی آدمیون کو سپہ گری آتی تھی اسکا نائب فضل عظیم ایک بڑے مستحکم مقام مین سراؤن مین رہتا تھا جو الہ آباد سے شمال مین چودہ میل کے قریب ہے۔

فرینکس صاحب پاس سوار نہ تھے گورنمنٹ کو اسکا خیال تھا اسنے ۲۰ جنوری ۱۸۵۲ع کو اس پاس دو سکوڈرن بھیجے اور چار ایسی توپین الہ آباد سے بھیجین ۲۱ جنوری کو فرینکس صاحب اپنا باہان کولم لیکر چلے اس مین چودہ سو سپاہی تھے جنمین آٹھ سو نیپالی تھے وہ سکندرہ مین آئے۔ فضل عظیم پاس سراؤن مین یہہ خبر پہنچی کہ فرینکس صاحب سکندرہ مین آئے ہین تو وہ نصرت پور مین آیا جہان اسکا دوست ایک بڑا تعلقہ دار بینی بہادر سنگہ ایک مستحکم مقام مین رہتا تھا۔ نیپالیون نے اسپر حملہ کیا تو باغی جلدی سے بھاگ گئے اور دو توپین چھوڑ گئے اور اودھ مین چلے گئے۔ فرینکس صاحب سراؤن مین آئے الہ آباد کی سرحد پر جو اضلاع تھے ان مین سول کی حکومت کو پھر جما دیا اور پھر بدلاپور مین آگئے اور سلطان پور کی راہ سے لکھنؤ جانے کی تیاریان کین اور آٹھ میل چلکر سنگرام پور مین آئے اور جنگ بہادر کے آنے کے منتظر رہے۔

رو کرو فٹ صاحب نے جنگ بہادر کو گورکھپور سے فارغ کر دیا تھا۔ جب فرینکس صاحب کو یہہ معلوم ہوا تو وہ سلطان پور کی طرف چلے جسکا فاصلہ ۳۳ میل تھا راہ مین بہت سے باغی بھرتے ہوئے تھے باغیون کا بڑا مقام سنگ رام پور سے ۱۳ میل پر چاندا مین تھا

جس کے محافظ آٹھ ہزار آدمی تھے جنمین دو ہزار پانچ سو سپاہی تھے جنکو انگریزی افسرون نے
قواعد سکھائی تھی۔ ان پاس آٹھ توپین تھین۔ انکا سپہ سالار بندہ حسن تھا اسنے مہدی حسن کو
خبر دی کہ انگریز آگئے ہین اب جلد دس ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر میری امداد کو آئیے۔ نیپالیون نے
دشمن کو اتنی فرصت نہ دی کہ اس پاس امداد آتی چاندا کو فتح کرلیا اور رام پور تک اسکا تعاقب کیا
رام پور مین فرینکس صاحب نے دو گھنٹے توقف کیا وہ جانتے تھے کہ مہدی حسن سپاہ ساتھ
لئے رستہ مین چلا آتا ہے تو انہون نے موضع ہمیر پور مین قیام کیا۔ مہدی حسن چلا آتا تھا اسپر
فرینکس صاحب نے یورش کی دشمن نے مقابلہ کیا مگر مفرور ہوا صاحب ممدوح نے تھوڑی
دور تعاقب کیا پھر سپاہ کو اس زمین پر رات کو سلایا جسپر قبضہ کیا تھا۔ دونون لڑائیون مین
دشمنون کے نقصان کا صحیح تخمینہ نہین ہوسکتا مگر نیپالی دوستون کے گیارہ آدمی زخمی ہوئے
مہدی حسن دارہی مین اس ارادہ سے گیا کہ پھر لڑائی لڑے ان دو لڑنے والون کی
مقام اور سلطان پور کے درمیان بڑا استوار قلعہ بدھایان تھا۔ مہدی حسن جانتا تھا کہ
اگر مین اس قلعہ پر قابض ہوگیا تو فرینکس صاحب کی پیش قدمی کا سد راہ ہونگا۔ اس نے
بہت سی حکمتین اور حرفتین اس قلعہ پر قابض ہونے کے لیئے کین مگر سب اکارت گئین۔
فرینکس صاحب نے ۱۲۔ فروری کو اس قلعہ پر قبضہ کرلیا اگرچہ مہدی حسن مشوش ہوا مگر مایوس
نہین ہوا۔ وہ سلطان پور کو گیا اور اس سے دو میل فاصلہ پر بادشاہ گنج مین نیپالیون کے
سد راہ ہونے کے واسطے اسنے اپنے پراگندہ طرفدارون اور بندہ حسن کی شکست یافتہ
سپاہ کو جمع کیا اور یہان مرزا جعفر بیگ سے جو شاہ معزولی کا جنرل توپخانہ کا تھا علاوہ اسکی
استعانت کے لیئے لکھنؤ سے بھیجا گیا تھا۔ اب باغیون پاس پچیس ہزار سپاہ کا مجمع
ہوگیا تھا اور ان پاس پچیس توپین تھین –

مرزا جعفر بیگ سپہ سالار لشکر تھا۔ اسنے ایک گہرے نالے کے نیچے جسپر لکھنؤ کو ایک
سڑک جاتی تھی اپنی کل سپاہ کی صف آرائی کی اور اپنا سب سے زیادہ زور آور توپخانہ سڑک کی
قریب لگایا مگر اسنے یہہ غلطی کی کہ نالہ پر ایک اور سڑک اس کے داہنے طرف جاتی تھی اس کی
خبر نہ لی۔ فرینکس صاحب جب نالہ پر آئے تو ایک نگاہ مین انہون نے تاڑ لیا کہ کیونکر زنا چاہیے

سلطان پور کی لڑائی

انہون نے دشمن پر سامنے سے ایک خفیف سا حملہ کیا اور اپنی سپاہ کلان کو نالہ پر بھیجدیا کہ وہ
دوسری سڑک پر سے جسکی دشمن نے کچھہ روک نہین کی تھی قبضہ کرے دشمن تو اس سامنے
کے مقابلہ مین مصروف تھا کہ دفعتہً اسکی آنکھین کھلین کہ یہہ کیا ہوا - مقام کی حالت ہی منقلب
ہوگئی - فرینکس صاحب نے ایک یورش مین جنگ گاہ پر قبضہ کرلیا - دشمنون کے توپچی جو اپنی
توپون کے پاس کھڑے رہے وہ قتل ہوئے اور باقی بھاگ گئے - میدان جنگ مین
بیس توپین چھوڑ گئے ٭

ایک مین صاحب جالندھر سے سوارون کا رسالہ ساتھہ لیکر فرینکس صاحب کے
لشکر سے ملے تھے - اب ظاہر یہہ معلوم دیتا تھا کہ لکھنئو کی سڑک صاف ہے اس مین
کوئی کھٹکا نہین لیکن پہلی مارچ کی صبح کو ایک مین صاحب کو جو خیمہ گاہ سے تین میل آگے
اپنے سپاہیون کے ساتھہ مقیم تھے معلوم ہوا کہ پانچ سو باغی پیادے اور ایک مشہور
منصب علی پانچسو باغی سپاہی اور دو سو سوار اور دو توپین سڑک کے اوپر لیئے ہوئے
تین میل کے فاصلہ پر موجود ہے - صاحب نے فرینکس صاحب سے کمک منگا کر دشمن پر
یورش کی اور اسکو شکست فاش دی اور سو باغی مار ڈالے اور زندون کو گومتی کے پار
بھگادیا اور دو توپین انکی چھین لین صاحب ممدوح کا یہہ کام بڑا بہادرانہ و دلیرانہ
تھا ـــــــ فرینکس صاحب ۴ مارچ اسیٹھی مین جو لکھنئو سے آٹھہ میل تھی
ایک مسجد کے پاس جو ایک میل کے فاصلہ پر تھی فروکش ہوئے - ان پاس کمانڈر انچیف کا
حکم آیا کہ وہ آگے نہ بڑھین - انکو معلوم ہوا کہ سڑک کے داہنی طرف دو میل پر قلعہ دورآرا یا
دداوری آرا ہے اس مین باغی بہت بھرے ہوئے ہین اور ان پاس دو توپین ہین
انکو یہہ اندیشہ ہوا کہ یہہ باغی ان کی بہیر بنگاہ اور ریتل کے اسباب پر ضرور چھپٹا مارین گے
اس لیئے انکو یہان سے نکالنا ضرور ہے -

اس قلعہ کے فتح کرنے کے لیئے فرینکس صاحب نے سپاہ بھیجی اس کے ساتھہ اپنی
توپین بھیجین مگر انہون نے قلعہ پر کچھہ اثر نہین کیا تو ۲۴ پنی ہوٹزر بھیجی گئین اور
قلعہ پر حملہ کیا گیا - باغی ایک مکان مین چلے گئے اسکا دروازہ بند کرلیا اور لڑنا شروع کیا

ان ہی کی توپون مین سے ایک توپ اس دروازہ پر لگائی اور دروازہ مین آگ لگائی مگر کچھ اثر نہین ہوا اور میک لوئڈ اس دروازہ کے کھلوانے مین سخت زخمی ہوئے تو فرینکس صاحب نے سپاہ کو بلا لیا اور اسی شام کو سر کولن کے لشکر سے ملنے کے لیئے سفر کیا۔

فرینکس صاحب کی کامیابی

فرینکس صاحب نے مشرقی سرحدون سے اودھ کے مرکز مین سفر کامیابی کے ساتھ کیا اور ۴ مارچ کو سر شام سر کولن کے لشکر سے مل گئے انہون نے ۱۳۰ میل سفر کیا چار لڑائیون مین کثیر التعداد دشمنون کو شکستین دین اور چونتیس ضرب توپ چھین لین اپنا نقصان بہت خفیف یہہ ہوا کہ ۲۳ افسر و سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔ صاحب ممدوح رجمنٹ کے عمدہ افسرون مین مامور ہوئے۔ ان کے معین و مددگار بڑے بہادر افسر سر ہنری ہیولوک اور بیٹیرک کارنیگی صاحب تھے۔ اب ہم اوٹرم صاحب کی کہانی سناتے ہین

باب ہفتم

میجر جنرل اوٹرم صاحب اور عالم باغ

ہم نے دوسرے باب مین بیان کیا ہے کہ ۲۶ نومبر کو سر کولن کیمبل صاحب جب کانپور روانہ ہوئے ہین تو عالم باغ مین اوٹرم صاحب کو اس کی جگہہ چھوڑ گئے تھے کہ وہ لکھنؤ کی چشم نمائی و گوشمالی جب تک کرتے رہین کہ وہ پھر لکھنؤ واپس آئین۔ میجر جنرل پاس تین اور چار ہزار کے درمیان سب قسم کی سپاہ تھی اور پچیس توپین اور ہوٹ رز تھی۔ اب سر کولن کی مراجعت کا زمانہ قریب آ گیا تھا اس لیئے جو زمانہ انکے جانے اور آنے کے درمیان تین مہینے سے کچھ زیادہ گذرا ہے اسکا حال بیان کرتا ہون۔

عالم باغ

عالم باغ کا رقبہ پانچ سو گز مربع ہے دو فیٹ اونچی فصیل سے گھرا ہوا ہے اور اس کا دروازہ بڑا عالی شان ہے۔ اس کے اندر ایک دو منزلی کوٹھی ہے اور اسکے گرد میوہ دار درخت ہین جنکا نام و نشان ہی باقی نہین رہا تھا۔ اب اس کی فصیل مین جا بجا مورچہ بندی کے کام

بڑے مضبوط و مستحکم بنا دئے گئے تھے اور اس کے ہر گوشہ پر وحس بنائے گئے تھے۔ غرض
ہر طرح سے دشمنون کے حملون کی برداشت کرنے کے لیئے اسکا استحکام کر دیا تھا اور ایک خندق
گرد کھود دی تھی ✤

اوٹرم صاحب نے لشکر کلان عالم باغ کے اندر نہین رکھا تھا اسکے اندر تو تھوڑی سپاہ
اور چند توپین رکھی تھین باقی سپاہ کو کھلے میدان مین عالم باغ کے پیچھے نصف میل مین پھیلا دیا
تھا۔ سڑک کی داہین طرف قلعہ جلال آباد تک اور اس کی باہین طرف سپاہ پھیلی ہوئی تھی اور
جا بجا اس کے مورچے بنے ہوئے اور ستھریان لگی ہوئی تھین ۔

سکندر باغ اور شاہ نجف کی شکستون سے اور قیصر باغ پر توپ زنی سے باغیون کا دل
ایسا شکستہ ہو گیا تھا کہ کچھ دنون تک انکو لڑنے کا حوصلہ نہوا ۔ ۲ دسمبر کو ان مین
ایسی جان آئی کہ عالم باغ سے اوٹرم صاحب کے نکالنے کا ارادہ کیا۔

باغیون کا بڑا مشہور اور لایق سرغنہ مولوی احمد اللہ شاہ تھا اسنے بڑی معقول تدبیرین
اوٹرم صاحب کے نکالنے کی دسمبر کے اول ہفتے مین کین اور اس کے لشکر کے قریب توپین
لگا کے گولے اس مین پھینکنے شروع کیئے ۔ ۲۲ دسمبر کو باغیون نے چار ہزار پیدل اور
چار سو سوار اور چار توپین گیلن اور بدروپ کی راہ سے بھیجی مین بھیجین کہ کانپور سے
انگریزون کی راہ آمد و رفت مسدود کر دے جیسے انہون نے اس راہ کے بند کرنیکا
ارادہ کیا ایسا اوٹرم صاحب نے انکی لکھنؤ کی راہ بند کرنیکا قصد کیا۔

۲۲۔ دسمبر کی صبح کو اوٹرم صاحب نے ان پر حملہ کیا باغی ایسے حیران و پریشان ہوئے کہ اپنی چار توپین
اور ایک ہاتھی چھوڑ کر فرار ہوئے اور بدروپ مین گئے یہان سے بھی نکالے گئے پھر انہون نے
اپنی مراجعت کا رستہ بدلا وہ دل کشا مین چلے گئے پچاس آدمی انکے مارے گئے انگریزون نے
انکا تعاقب کرنا چھوڑا۔ اس شکست کے بعد باغی تین ہفتے تک خاموش بیٹھے رہے۔ انگریزی
لشکر پر گولے مارتے رہے جنسے کچھ نقصان نہین ہوا ہان نیند مین خلل پڑتا تھا۔

اوٹرم صاحب نے خالی چھکڑے کانپور بھیجے تھے کہ وہ وہان سے سامان رسد بھر کر لے آئین
اور انکے ساتھ سپاہ بھیجی تھی۔ باغیون نے اپنے سرغنہ منصب علی کو اس کام کے لیئے مقرر کیا۔

کراتنی تھوڑی سی سپاہ اور چھکڑوں کو کانپور تک پہنچنے دے۔ مگر بہت سا اگر بزی کاروان کانپور
پہنچ گیا +

باغیوں کی بڑی یورش

۱۲ - جنوری کو تیس ہزار کے قریب لشکر نے اوٹرم صاحب کی سپاہ و میمنہ پر حملہ کیا۔ اوٹرم
صاحب نے اولفرٹس اور گوروں کو بھیجا جنہوں نے اپنی توپوں سے بڑے بہادرانہ کام
کیے اور برے سر صاحب کے سکھوں نے بھی اپنی شجاعت دکھائی اور باغیوں کو شکست دیکر
بھگا دیا۔ لوہے اور سیسے نے اپنا مینہ ایسا برسایا کہ سینکڑوں ان میں ہلاک ہوئے
اس شکست سے باغیوں کی ہمت ایسی پست ہوئی کہ ۱۵ - فروری تک پھر انہوں نے لڑنے کا
قصد نہیں کیا۔ یوں ہی حملوں کے بگل بجاتے رہے مگر حملہ نہیں کیا۔

باغیوں کے درمیان آپس کی لڑائی +

سرداروں میں آپس میں اختلاف آرا ایسا ہوا کہ آپس میں لڑائی شروع ہوگئی۔ لکھنؤ کی
بیگم حضرت محل اور مولوی احمد اللہ کے سپاہیوں میں ایسی لڑائی ہوئی کہ سو آدمیوں کا خون
ہوگیا اور مولوی قید ہو گیا۔

اوٹرم صاحب پاس ۲۳ - جنوری کو دس توپیں اور انکے ساتھ ۳۴ رجمنٹ کا ایک حصہ کمک
کے لیے آگیا۔ ۷۵ ویں رجمنٹ پہاڑ کو چلی گئی -

اوٹرم صاحب پر باغیوں کا حملہ +

مولوی بیگم کی قید سے بھاگ کر پھر باغیوں کا بڑا سرغنہ بن گیا اور اسنے ۱۵ - فروری کو اوٹرم
صاحب پر حملہ کیا۔ اولفرٹس صاحب کی توپوں کے سامنے باغی نہیں ٹھیر سکے بھاگ گئے
انگریزوں کا ایک سپاہی قتل اور ایک زخمی ہوا۔ پھر باغیوں نے اور حملے بیفائدہ کیے۔ ایک حملہ میں
انکے ساٹھ آدمی قتل و زخمی ہوئے۔ پھر باغیوں نے بڑا زور لگا کے آخری حملہ کیا۔ باغیوں نے
یہہ سمجھ کر جنرل اور سپاہ اتوار کی صبح کو نماز پڑھنے میں مصروف ہونگے ـــ اتوار کا دن
حملہ کا مقرر کیا۔ یہہ مقولہ کہ جو ٹال کرتا ہے وہ نقصان اوٹھاتا ہے - لڑائیوں سے زیادہ
زندگانی اور کاموں کے متعلق ہے باغیوں نے پھر اپنے ارادہ کے از سر نو لڑنے میں تامل کیا سوا
دس بجے واپس چلے گئے - بہت سے پٹھان سو چالیس آدمی انکے۔ مقتول اور مجروح ہوئے اس سے
انکی ہمت اور حوصلہ پست ہو گئے - باغیوں نے جب حملہ کیا انکو شکست ہوئی مگر وہ مغرور
ہونے میں کامیاب ہوئے +

۱۵ - فروری کو آخری حملہ

اوٹرم صاحب پاس تقریباً چار ہزار سپاہ تھی جسنے باغیون کے لشکر کثیر کو روکے رکھا۔
اوٹرم صاحب کو ۲۷ جنوری کو یہہ تحقیق معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو دشمن کے لشکر مین بہ تفصیل ذیل سپاہ تھی

۲۷ رجمنٹین آئینی سپاہیون کی	۲۷۵۵۰ سپاہی
۱۴ رجمنٹین نئی بھرتی کی	۵۴۰۰
۱۰۶ رجمنٹین نجیبون کی	۵۵۱۵۰
۲۶ رجمنٹین سوارون کی	۷۱۰۰
سا ڈنی سوارون کی رجمنٹ	۸۰۰
	۹۶

پہلی آئینی سپاہ تیس ہزار تھی مگر دہلی کے فتح ہونے سے بعد وہ سہ چند ہوگئی۔
بس اس سپاہ سے جو چارون طرف حملہ کرتی تھی عالم باغ کو بچائے رکھنا اور کانپور کی راہ کو کھلا رکھنا اوٹرم صاحب کا بڑی مردانگی اور فرزانگی کا کام تھا۔
ان کے ممد و معاون بھی بڑے بڑے بہادر تھے جنکے نام نامی یہہ ہین۔ کرنیل برکلی صاحب وہ اوٹرم صاحب کے داہنے ہاتھ تھے اور بریگیڈ بر ولیسٹ آئر و اولفرٹس اور ولسن صاحب اور ہوئنڈ صاحب اب پہلی مارچ کو عالم باغ کو کمانڈر انچیف صاحب آئے انکا حال لکھا جاتا ہے

باب ہشتم

لکھنؤ کا دوبارہ فتح کرنا

۲۔ مارچ ۱۸۵۸ء کو سر کولن کیمبل عالم باغ کے پاس سے گذرے۔ انکے پاس بڑے زور آور چار ڈویژن پیدلون کے تھے جنمین فرینکس کا ڈویژن شامل تھا اور سر ہوپ گرینٹ کے سوارون کے دو برگیڈ بڑے اچھے تھے اور سر ایر جی ڈیل ولسن کے تین بڑے ذی شان برگیڈ آرٹلری کے تھے اور ایک برگیڈ انجنیرون کا تھا۔ یہہ سب ملکر پچیس ہزار سپاہ تھی جسکے دو تہائی انگلستان زا سپاہی تھے۔ اول پیادون کے ڈویژن کے سپہ سالار اوٹرم صاحب تھے اس مین فتح پور اور لکھنؤ کی جنگون کے بڑے بڑے بہادر

سپاہی تھے۔ نیل کے فیوزیلرس واٹھرڈین ہائی لینڈرس اور بریسے سیبر کے سکھ۔ دوسرے ڈویژن کے میرلشکر جنرل لیوگارڈ تھے جس مین نمبر ۹۳ رجمنٹ ہائی لینڈرس اور چوتھی پنجاب رائفل تھی۔ ہوپ گرینٹ کے ڈویژن مین نوین لین سرو ہوڈسن کے سوارون کا رسالا اور وولنیٹر سوار تھے۔ انجنیر بریگیڈ کے پیشوا قوم کے سرمایہ فخر و ناز روبرٹ نیپیر تھے بیٹری کے بڑے کارخانہ مین ٹرنر۔ ٹومبس۔ اولفرٹس۔ ریم منگٹن۔ مڈلٹن۔ بشپ بڑے نامور افسر تھے جنہون نے دہلی لکھنؤ کی فتحون مین کار ہائے بزرگ بے مثل و نظیر کیے تھے۔ میجر نورمن ایڈجیوٹنٹ جنرل اور سٹاف افسر سینس فیلڈ اور ڈاکٹر برون سرایننڈینٹ سرجن۔ میجر جانسن اسسٹنٹ ایڈجیوٹنٹ جنرل کپتان فٹزجریلڈ کمسریٹ کے حاکم کپتان آل گوڈ کوارٹرماسٹر جنرل یہہ سب افسر اپنی اپنی صنف مین بڑے مشہور و نامور تھے لالہ جوتی پرشاد کمسریٹ کا نامدار ٹھیکہ دار تھے۔ سرکولن کیمبل کے لشکر مین موجود تھے۔ ایک تیز وتند لڑائی مین جسکے اندر دشمن کی ایک توپ ضائع ہوئی کیمبل کی سپاہ نے دل کشا کے گرد اپنے پاؤن جمائے۔ اسکا میمنہ گومتی کے کنارہ پر تھا اور اس کے آگے کا پکٹ دلکشا کی دائین طرف قائم تھا۔ ان دونو مقامون پر بھاری توپین لگائی گئین جنہون نے سان فیرونکو بند کیا جو شہر کی النگ پر مورچون کی لین سے ہوتے تھے۔ آیندہ دو دنون مین باقی سپاہ اور توپیان اور سب قسم کے ذخائر کے لانے مین صرف ہوئے۔ کرنیل کیمبل کے سوارون کا بریگیڈ کیمپ کے میسرہ کا حارس تھا اور عالم باغ کے سامنے جاسوسی کرتا تھا اور ہوڈسن کے قریب جو سب جگہہ کام کرنے کو موجود تھے وہ قلعہ جلال آباد کی طرف میسرہ سے پہرے نگہبانی کرتے تھے ۴ تاریخ کو جنرل فرنیکس نے اس جگہہ کو بھرا جو اوٹرم صاحب گومتی کے پار جانے مین کل کے دن کیمبل کی لین مین چھوڑ گئے تھے۔

۶۔ مارچ کی صبح کو اوٹرم صاحب کی سپاہ نے حرکتین کرنی شروع کین۔ کمانڈر انچیف نے اپنے سیکنڈ لفٹنٹ کو بھیجا کہ وہ گومتی کے بائین کنارہ پہ بانعبور کرے شہر کے اس طرف سے بھاگنی نہ دے اور اپنی بھاری توپون سے دشمنون کے شرقی اور شمالی مورچون پر حملہ کرے یا انکو خراب کرے اس سپاہ منتظمہ کو جو کام کرنا تھا وہ آسان نہین تھا ستراسی ہزار آدمی اپنی بھاری

اور استقلال اور ہوشیاری سے اپنے مستحکم مقام کو استوار کر رہے تھے۔ انہین سپاہی اور
والنٹیر اور مسلح ملازمین جنکو قومی عزت نے مذہبی دیوانگی نے لوٹ کی امید نے جوانمرد عورت
حضرت بیگم نائب السلطنت کے علمون کے سایہ کے نیچے اور اسکے مشتبہ رقیب مولوی فیض آبادی
احمد اللہ شاہ کے سبز جھنڈے کے نیچے ایسے بڑے شہر مین جمع کیا تھا جسکے اندر تنگ
گلیان اور بازار تھے اور بڑی بڑی حویلیان اور چوک تھے جو بجاے خود ایک حصن حصین تھے
پھر انکے استوار کرنے کے لیئے باغیون کو بہت وقت مل گیا تھا جو مقام استوار تھے انکو اور
زیادہ استوار بنا لیا تھا۔ نہر بھی ایک بڑی خندق عمارات اور قیصر باغ کے لیئے بن گئی تھی۔
۱۰ مارچ کو سر جیمس اوٹرم صاحب وال پول کے پیادون کو اور ہوپ گرینٹ کے چیدہ
سوارون کو اور توپون کی پانچ بیٹریون کو ان دو پلون کے پار لے گئے جو ندی پر
نپیر صاحب نے بہر کے پیپون کو رسون سے جوڑ کر دو تین دن مین تختے لگا کے بنائے
تھے۔ رات کو ندی کے بائین کنارہ پر آرام کیا دوسرا دن اس مین خرچ ہوا کہ اوٹرم کے پکٹون پر
دشمنون نے جو حملے کیئے انکو رفع کیا۔ آٹھوین تاریخ ہماری توپون کے مورچے بنانے مین صرف ہوا۔
نوین تاریخ صبح کو چکر کوٹھی کے دشمنون کے مورچون پر آٹھ توپون اور تین ہوٹزرز نے گولون کا
مینہ برسایا گیا۔ وال پول کے پیادون اور رڈ کی توپون نے اس کوٹھی کو یورش کرکے لے لیا اور
سفر دو سر باغیون کے پیچھے جا کر اوٹرم صاحب نے آسانی سے بادشاہ باغ کو بھی لے لیا۔ بارٹی نیر
کے پیچھے کی عمارتون پر بھی ہماری توپون سے گولے مارنے شروع کیئے اور پھر بارٹی نیر کی
کوٹھی پر قبضہ کر لیا اس مین لفٹنٹ ٹیلر نے بڑا کام یہ کیا کہ وہ ندی کے پار تیر کر گئے کہ ہوپ صاحب
کو اوٹرم صاحب کی فتح سے مطلع کرین۔

دوسرے دن لیوگارڈ صاحب نے بنکس ہوس کو فتح کیا۔ قیصر باغ پر گولہ اندازی شروع
ہوئی پھر سکندر باغ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس مین پہلی دفعہ ماہ نومبر مین بڑا قتل ہوا
تھا۔ غرض بہت سی عمارات حملہ کرنے سے یا توپون کے مارنے سے فتح ہو گئین۔ بیگم کی
کوٹھی چند گھنٹے تک گولون کے مارنے سے فتح ہو گئی۔ جسوقت یہ فتوحات ہو رہی تھین سر کولن
جنگ بہادر سے ملاقات کر رہے تھے جو میدان جنگ مین اپنے ساتھ گورکھون کو لایا تھا۔

پہر ملاقات بڑی گرمجوشی و شکوہ سے ہوئی - دونو دوست ملکر بڑے خوش ہوئے
پہر جنگ بہادر اسی جگہہ گیا جو اسکی خیمہ زنی کے لیئے تجویز ہوئی تھی -
بیگم کی کوٹھی پر جیسی سخت لڑائی ہوئی ایسی کوئی اور لڑائی اس محاصرہ مین نہین ہوئی آٹھ نو
گھنٹے تک گولہ زنی رہی تو ایک دڑار پڑی - نیپیر نے اسکو یورش کرکے لے لیا - باغیون کی
لاشین پانچ سو شمار کی گئین - انگریزون کا بڑا نقصان یہ ہوا کہ ہوڈسن صاحب اسیر زخمی ہوئے
کہ زندہ نہ رہے وہ بڑے بہادر جوانمرد دلیر تھے سپاہیون سے بڑی محبت کرتے تھے -
جب وہ مرے ہین تو سپاہی انکے لیئے بچون کی طرح روتے تھے انکے بڑے بڑے کام ہم نے
پہلے لکھے ہین - غرض ایسے روشن دماغ سپاہی کم ہوتے ہین وہ عالم باغ مین دفن ہوئے
اوٹرم صاحب نے مسیس ہوس اور فیض باغ پر توپون کی ضربین لگائین - ان کے سپاہیون نے
ایک مسجد پر قبضہ کیا اور باغیون کو گومتی کے کنارہ پر چھیون تک بھگایا اور آہنی پل پر قبضہ کیا
ان لڑائیون مین انگریزون کے آدمی ۲۲ مقتول اور ایک سو تیرہ مجروح ہوئے -
۱۲ - مارچ کو بیگم کی کوٹھی اور قیصر باغ کی درمیانی عمارات پر قبضہ ہوا پھر امام باڑہ ہاتھ آیا
۱۴ تاریخ قیصر باغ فتح ہوا - پھر مسیس ہوس تارا کی کوٹھی و موتی محل و چھتر منزل جہان پہلے ماہ نومبر
مین بڑی معرکہ آرائیان ہوئین تھین قبضے مین آئے -
غرض یہ تمام فتوح بڑی ارزان حاصل ہوئین کہ صرف ۱۰۶ آدمی مجروح و مقتول ہوئے - اور شہر پر
قبضہ ہو گیا - باغیون کی تعداد انگریزون کی سپاہ سے سہ چند تھی مگر ان پاس توپین اتنی نہین تھین
جتنی کہ انگریزون کے پاس -
ڈاکٹر رسل بچشم دید لوٹ کا جو حال لکھتے ہین اسمین سے چند فقرے ترجمہ کرتے ہین کہ
لوٹ کا حال بیان نہین ہو سکتا - سپاہیون نے اسباب کے مکانون کے کواڑون کو توڑا جسمین
زربفت و زردوزی و کمخواب کے لباس چاندی سونے کے ڈھیر معلوم ہوتے تھے - چاندی کے
برتنون کا انبار تھا - ہتھیار - شترے - جھلے و شالین و ڈوپٹے و دلائیان و رضائیان
آینے مینا و آہنی تصویرین - کتابین - بیا ضین و دواؤن کی بوتلین بڑے پرتکلف
لیمپ شیشے - چپین وغیرہ - غرض اگر ان سب چیزون کے ڈھیرون کی فہرست بنائی جائے

تو وہ ایک سوداگر کی دکان کی فہرست اسباب بنے۔ ان چیزون کے لوٹنے کے لیے سپاہی
غنیمت کی خوشی سے مست ہو رہے تھے انہون نے تمام جا بجا مرزمین مین آگ لگائی کہ زمین سے
چاندی سونا نکال لین۔ زیورون مین سے جواہر اکھیڑ لیے۔ چینی کے برتنون اور گلاس کو
توڑ ڈالا۔ تصویرون کو لپیٹ کر آگ مین رکھ دیا اور اسباب کا حال یہی کیا۔ یہہ ساری کام
دن بھر شوخی و شرارت سے کیے۔ غرض لکھنؤ پر جب سپاہ قابض ہوئی اور امیرون کے
مکانون مین داخل ہوئی تو لوٹ کا عجیب تماشا تھا۔ ان مکانون مین تمام ایشیائی صنائع کی چیزون کے
اور عیش و نشاط کے اسباب کے خزانے تھے وہ سب خلط ملط پڑے تھے۔ جو سپاہی حریص
تھے انہون نے پوشیدہ اور مدفون مالونکو نکال لیا بیش قیمت چیزین انکے حصے مین آئین
کم قیمت چیزین بھیر بنگاہ کے آدمیون کے ہاتھ لگین۔ ہنوز فتح کابل کے ثمر چکھنے باقی تھے
۱۶ مارچ کو اوٹرم صاحب اپنے برگیڈون کو گومتی کے پار موسی باغ مین لے گئے اور ریذیڈنسی
اور آہنی پل پر قبضہ کیا۔ آسانی سے ان دو مقامون پر فتح حاصل ہوگئی۔ پھر انہون نے مچھی بھون
اور اس کے پاس کی عمارتون کے لینے مین توقف نہین کیا۔ باغی روہیلکھنڈ مین بھاگ گئے
کچھ موسی باغ مین مقیم ہوئے کچھ عالم باغ پر حملہ آور ہوئے جہان فرنگستان کی تھوڑی سی
سپاہ مقابلہ کے لیے موجود تھی۔

موسی باغ کو چھوڑ کر جنرل نے دو دن اس کام مین صرف کیے کہ لکھنؤ کے اندر جو باغی اپنے
مقامون مین موجود ہین انکو نکالین اور جو بدمعاش انکے پیرو ہین انکے منہ مین لگام دین سخت احکام
جاری ہوئے کہ لوٹ نہ ہونے پائے۔ سارے شہر مین پکٹ بٹھا دیئے۔ ہندوستانی سپاہی
جو ممنوع لوٹ کا مال لیجاتے تو یہہ پکٹ کے سپاہی اسکو رکھ لیتے۔ تمام سپاہی جو اپنی خدمت پر
ہوتے انکو حکم تھا کہ وہ اپنی خیمہ گاہ سے تا حکم ثانی باہر نہ جانے پائین اور تمام کمانڈنگ افسر کے
ذمے جوابدہی تھی کہ وہ اپنے سپاہیون سے کوئی کام غارتگری کا خلاف ڈسپلن کے نہ ہونے
دین۔ سرکولن یہہ نہین چاہتے تھے کہ لکھنؤ ویران ہو کر ایک خرابہ بن جائے جس اہل شہر نے
ہتھیار انگریزون سے لڑنے کے لیے ہاتھ مین نہ لیے تھے ایک معقول عہد کے ساتھ
اپنے گھر مین آباد ہونے کے لیے بلایا گیا۔ اس اثنا مین اوٹرم صاحب شہر کے شمالی مغربی

متاثر نہین گئے اس وقت مین جنگ بہادر نے عالم باغ کے ہمسایہ سے باغیون کو نکالا اور لکھنؤ کی جنوبی جانب مین گیا اور حضرت گنج کے ہمسایہ کو باغیون سے صاف کیا یہہ ایک بڑی گلی چار باغ سے حضرت گنج تک تھی۔

نیپالی سردار نے دو فرنگیون کو بھی جو باغیون کے ہاتھ مین مقید تھین رہائی دلائی۔

انیسوین مارچ کو اوٹرم صاحب کے ماتحت سپاہ نے موسی باغ کی طرف حرکت کی جہان پانچ ہزار باغی جمع تھے۔ یہہ کام بھی جلدی سے سرانجام پا گیا ان پاس بارہ توپین تھین جنمین سے دو تو انہون نے فوراً چھوڑ دین اور چار توپین اوٹرم صاحب نے تعاقب کر کے اور چھ توپین کیمبل کے سوارون نے یورش کر کے چھین لین۔ سوار تھوڑے تھے وہ سب باغیون کو نہین مار سکتے تھے بہت سے باغی بنگلون مین چھپ چھپ کے دیہاتون مین شرارت برپا کرنے کے لیئے زندہ رہے۔

باغیون کا ایک سرغنہ بڑا مسٹر مولوی احمد اللہ شاہ فیض آبادی بھی لکھنؤ مین آیا اور اسکے مرکز مین شہادت گنج مین مقیم ہوا۔ ۲۱۔ مارچ کو اڈورڈ لیوگارڈ اسکے نکالنے کے لیئے بھیجے گئے۔ اس مولوی نے جیسا استقلال اور شہ زوری سے مقابلہ کیا ایسا کسی اور باغی نے نہین کیا۔ وہ بڑی بہادری سے لڑا اسنے کئی آدمی انگریزون کے مارے اور ان کو بہت آدمیون کو سخت زخمی کیا۔ جب آخر کو وہ اپنی جگہ سے نکالے گئے تو انکی شکست بریگیڈیر کیمبل کے سوارون کے بریگیڈ سے ہوئی۔ چھ میل تک ان کا تعاقب ہوا اور بہت ان کا نقصان ہوا اور مولوی بچکر بھاگ گیا۔ کرسی مین جو فیض آباد کی سڑک پر لکھنؤ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا مقیم ہوا۔ چار ہزار باغی اس پاس جمع تھے۔ ہوپ گرینٹ کو حکم ہوا کہ وہ مولوی کو یہان سے نکالدین وہ انکی صورت کرسی میں دیکھتے ہی بھاگا اور قصبہ کو خالی کر دیا۔ ہوپ گرینٹ نے سوارون کو اس کے تعاقب مین بھیجا انہون نے دشمن پر بہادرانہ حملہ کیا اور دو سو کے قریب باغیون کو مارا اور تیرہ توپین چھین لین۔ دو افسر انگریزون کے بھی مارے گئے۔

۲۱۔ تحت لکھنؤ کی فتح کا کام کیمبل کو پہنچا یا اور یورپ مین بہ سلح باغیون کا بڑا مرکز تھا وہ سرکولن کیمبل کے ہاتھ مین آیا جس مین ۹ مارچ سے ۲۱۔ مارچ تک جسمین افسر اور سپاہی ۱۲۷

مقتول اور پانچ سو سپاہی انکے مجروح ہوئے - جب لکھنؤ باغیون کے قبضہ سے نکل گیا تو انکے بڑے بڑے سرغنے لڑنے سے عاجز ہوئے - انہین سے مان سنگھ نے شرائط صلح پیش کین سرکشون کے سر کچلنے کے لیئے چھوٹے چھوٹے کالم اپنے افسرون کے ماتحت جدا جدا بھیجے گئے شہر مین ایک بڑا لشکر سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت چھوڑا گیا اور وہ خود چیف کمشنر اوٹرم کے ماتحت بنائے گئے - لیوگارڈ کا ڈویژن جنوب کی طرف باغیون سے لڑنے گیا جنکا بڑا زور کنور سنگھ کے ماتحت اعظم گڈھ کی طرف ہو رہا تھا - وال پول اپنے لشکر جرار کو شمال کی طرف رہیل کھنڈ مین لے گیا - جنگ بہادر اپنے چیدہ چیدہ نیپالیون کے ساتھ الہ آباد گیا جہان گورنر جنرل اسکے آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ اسکا شکریہ ادا کرین - باقی نیپالی اپنے وطن کی طرف جلد منزل پیما ہوئے کہ اودھ کے میدانون کی لو اور گرمی سے بچین

جب اوٹرم صاحب موسی باغ سے واپس اپنے پہلے مقام مین آئے تو لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ انکو ملا - اس اشتہار کا منشا یہ تھا کہ سرزمین اودھ مین کل حقیت اراضی باستثنار چھ تعلقہ دارون کے ضبط کی جائے - سرکش امیدوارون مین جو کوئی فوراً اپنے تئین گورنمنٹ کے حوالہ کردے تو اس سے موت اور قید کی سزا سے معاف کرنے کا وعدہ کیا جاتا ہے بشرطیکہ وہ یہہ ثابت کرے کہ وہ بغیر اشتعال کے کسی کے قتل کا مرتکب نہین ہوا اور جن لوگون نے انگریزون کی جانین بچائی ہین انکے ساتھ خاص عنایتون کا وعدہ کیا جاتا ہے - یہہ اشتہار اسوقت آیا کہ لکھنؤ پر تو قبضہ ہو گیا تھا مگر کل اودھ مین فتنہ و فساد برپا تھا - باقی سپاہ جنکی کوشش لکھنؤ کے بچانے مین اکارت گئی تھی وہ ضلعون مین چلی گئی تھی کہ از سر نو انگریزون کا مقابلہ کرے - ہر افسر جو اس لشکر کشی مین شریک تھا اس اشتہار کی پولیسی کے برخلاف تھا کہ ایسی حالت مین کل آدمی جو مسلح میدان جنگ مین موجود ہین اپنے حق موروثی سے محروم کئے جائین -

اوٹرم صاحب نے گورنر جنرل کو بتلایا کہ ۱۸۵۶ع کے بندوبست مین تعلقہ دارون کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے اگر انکی یہہ حق تلفی نہ بھی ہوئی ہوتی تو بھی انکا وفادار رہنا خصائل ایشیائی سے بعید تھا - وہ گورنمنٹ کی ایسی متزلزل حالت مین کبھی خیرخواہ نہیں رہ سکتے تھے ان وجوہ سے انکے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے جیسا کہ معزز دشمن سے کیا جاتا ہے نہ ایسا کہ باغیون کے ساتھ

اگر اسنی سوا اسکے کہ وہ موت اور قید کی سزا سے معاف کیئے جائینگے کوئی اور نیک سلوک کا
وعدہ نہین کیا جائیگا تو وہ مایوس ہوکر بن مانسون کی لڑائیان لڑینگے جنمین یوروپین کی ہزارون
جانین لڑائی اور بیماری اور لو کے مارے ضائع ہو جائینگی اسکے برعکس اگر یہہ مستحکم سند
انکو دی جائیگی کہ وہ اپنی زمینون پر قابض رہینگے تو وہ بندوبست وانتظام کرانے مین
گورنمنٹ کے مدد و معاون ہونگے۔ اسکا جواب لارڈ کیننگ نے رنجیدہ خاطر ہوکر لکھا اور اپنی
بات پر اڑے مگر بعد بہت سی بحث و تکرار کے سر جیمس اوٹرم کو یہہ اجازت دی گئی کہ وہ اس
اشتہار مین یہہ فقرہ اور اضافہ کرین کہ وہ لوگ جو اپنے تئین گورنمنٹ کے لطف و کرم کے
حوالہ کرینگے اور امن و امان صلح کی کے قائم کرنے مین گورنمنٹ کے مدد معاون ہونگے
انکے استحقاق مستحکم کئے جائینگے اشتہار مین باقی فقرے بدستور رہین۔ فقط

مشرقی بنگال و اڑیسہ بہار و روہیلکھنڈ و راجپوتانہ کے واقعات

باب اول

مشرقی بنگال و مشرقی بہار و اڑیسہ و جنوب مغرب سرحد

لشکرکشی مین سر کولن کے کل اختیارات

سر کولن کیمبل ۲۷ جون کو کلکتہ سے کانپور کیطرف روانہ ہوئے کہ سارے ملک کی حکومت کو اپنے
اختیار مین لے لیگئے۔ اسوقت سول کے حکام موجود تھے مگر مسلوب الاختیار تھے ہندوستان
[illegible] لارڈ کیننگ کے اختیار مین نہ تھی بلکہ سر کولن کیمبل کے ہاتھ مین یہ گو گورنر جنرل سے بھی کام
لشکرکشی مین تدبیرین پوچھی جاتین مگر ان کا عمل مین لانا بالکل کمانڈر انچیف کے اختیار مین تھا۔
غرض سر کولن کے سامنے گورنر جنرل مع کونسل کو کچھ فوقیت و برتری نہ تھی۔
جنوری سنہ ۱۸۵۸ء کے تیسرے ہفتے مین لارڈ کیننگ کلکتہ سے الہ آباد کو روانہ ہوئے

اور ۹ - فروری کو یہان پہنچے - انہون نے آگرہ کی چیف کمشنری کے عہدہ کو جو عارضی تھا شکست کیا اسوقت اس عہدہ پر کرنیل فریزر سی بی تھے اور ممالک مغربی سے دہلی کو مستثنے کر کے انہین لفٹنٹ گورنر مقرر کیا - گورنر جنرل کے جانے کے بعد کلکتہ مین ایسی خبرین اڑا کرتی تھین کہ بارک پور مین جن سپاہیون سے ہتھیار لئے گئے ہین وہ چھپ چھپ کر کلکتہ مین آتے ہین اور حوالی کلکتہ مین انکے دینے کے لیئے ہتھیار جمع کئے جاتے ہین تا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرین ایسی خبرون سے یوروپین کی جان نکلتی تھی - جب ایسی خبرون کی تحقیقات ہوتی تھی تو وہ بے اصل نکلتی تھین ❊

۱۱ - نومبر کو چونتیسوین ہندوستانی رجمنٹ کے ایک حصہ نے چٹاگانون مین بغاوت (چٹاگانو کو چاٹگام بھی کہتے ہین مسلمان اسکو اسلام آباد کہتے ہین) انہون نے خزانہ لوٹا - جیلخانہ کو توڑا قیدیون کو رہا کیا اپنی لین کو آگ لگائی میگزین کو اڑا یا اور پھر یہان سے گورنمنٹ کا سارا مال اور تین ہاتھی ساتھ لیکر چلے - کلکٹری کے خزانہ مین تین سو چالیس روپیہ نقد چھوڑ گئے - اسٹامپ اور گورنمنٹ نوٹ اور دفترون کو انہون نے ہاتھ نہین لگایا کسی یوروپین پر حملہ نہین کیا جیلخانہ کے داروغہ کو مار ڈالا - اسنے انکو مزاحمت کی تھی اور انگریزی عملداری سے نکلکر شمالی مغربی پہاڑون مین چلے گئے -

چار روز بعد ۲۲ - نومبر کو ڈھاکہ مین جو تہتروین ہندوستانی رجمنٹ اور ہندوستانی توپخانہ تھے انسے لوئس صاحب نے ۸۵ برٹش ملاحون اور تیس والنٹیرون اور دو ہتھا ہی ہوٹارز کی اعانت سے ہتھیار لے لیئے - لوئس صاحب کا مقابلہ ان سپاہیون نے نہین کیا جو سرکاری افسون میں پہرہ پر تھے - مگر لین مین سپاہیون نے میگزین مین جاکر اپنے ہتھیار اور دو توپین لین اور لوئس صاحب پر حملہ آور ہوئے اور لڑائی ہوئی جسمین اکیاون باغی مرے اور آٹھ زخمی پکڑے گئے اور تین ڈوبے یا دریا مین گولی سے مارے گئے اور انگریزون کی طرف ایک آدمی مارا گیا اور اٹھارہ آدمی زخمی ہوئے - سپاہی اپنے صدر مقام جلپائی گوڑی کی طرف بھاگے وہان نہ پہنچ سکے تو بھوٹان مین جاکر پناہ لی - کمشنر قسمت نے راجہ نیپرہ سے امداد کی درخواست کی راجہ نے بسر و چشم منظور کی وہ

وہ اپنی سپاہ اور رعیت کو ساتھ لیکر باغیون کے روکنے مین ساعی ہوا کمشنر نے اور دو بڑے خیرخواہ تعلقہ دارون کی بھی مدد لی۔ اور کلکتہ سے دریا مین ۲۰ نومبر کو چون دین رجمنٹ کی تین کمپنیان اور سو ملاح اور ۲۷ ہر کو اس راہ سے اور ملاح بھیجے کہ وہ رنگ پور اور دیناج پور کو چٹاگانون کے باغیون کے ہاتھ سے بچائین جو اس طرف آتے تھے۔ چٹاگانون کے باغیون کو راستہ مین ۲۰ دسمبر کو راجہ تپرہ نے شکست دی وہ سلہٹ کی طرف چلے آئے کے تین ہاتھی اور خزانہ کی چوری کے روپیہ مین سے دس ہزار روپے بھی چھین لیے اور قیدی جو انہون نے چھٹائے تھے وہ روز پکڑے جاتے تھے۔ راجہ تپرہ اور زمینداران کے مقابلہ سے باغیون نے دق ہو کر منی پور کی راہ لی اور ۱۵ دسمبر کو ایک انگریزی پولس سٹیشن کو لوٹا مارا۔ سلہٹ مین پیدل سپاہ تھی جسکے افسر میجر باشنگ تھے اسکو سلہٹ کے سول افسر اعظم مسٹر ایلن نے حکم دیا کہ وہ باغیون کے پیچھے پڑے اسنے لاٹو مین باغیون کو شکست دیکر لاٹو اور منی پوری کے درمیانی جنگلون مین باغیون کو منتشر کر دیا۔ ۲۶ باغی مارے گئے اور اس سے بہت زیادہ زخمی ہوئے اور میجر باشنگ مارے گئے۔

چٹاگانگ کے باغی پھر منی پور مین آئے اور یہان کا ایک راجہ بھی اسکا سرغنہ بنا۔ ۱۲ جنوری کو کپتان سٹیون نے ان پر حملہ کیا۔ باغی دو گھنٹہ تک لڑے اور پھر جنگلون مین بھاگ گئے پھر جمعدار جگناتھ نے جو سلہٹ کی رجمنٹ مین تھا باغیون کو جنگلون مین بھی جا کر مارا۔ غرض لڑائیون مین ان باغیون کے دو سو چھ آدمی مارے گئے جو زندہ رہے وہ پہاڑون مین چلے گئے۔ جہان سے انکے نکلنے کی سب راہین بند تھین وہ بھی بری طرح فنا ہوئے۔

پول صاحب کمشنر جلپائی گوڑی کی چھاونی مین تھے اس مین تئیسوین رجمنٹ کا ہیڈ کوارٹرس تھا۔ شر صاحب اسکے کمانڈر تھے۔ ڈھاکہ مین اس رجمنٹ کے جن سپاہیون نے بغاوت کی تھی انپر یہ گمان ہوتا تھا وہ جلپائی گوڑی مین آ کر اپنے ساتھیون کو اغوا کرینگے گورنمنٹ نے برٹش ملاحون کو پورنیا بھیجا تھا جو بھاگل اور جلپائی کے وسط مین تھا وہ نومبر کے آخر مین یہان آئے۔ ۷ نومبر کو منگیر سے پانچوین فیوزلیرس کے ایک حصہ کو اور ان ملاحون کو لیکر وہ پورنیا مین پہلی دسمبر کو آئے یہان سب طرح سے امن امان تھا تو وہ

[illegible] سپاہ کے ساتھ پورنیا جانا تھا۔

اسہمیل سفر کرکے کشن گنج مین آئے ۔

۵۔ دسمبر کی رات کو گیارہوین رجمنٹ سوارون کے حصون نے مداری گنج اور جلپائی گوری مین سرکشی کی اور کل ضلع مین دند مچادی ۔ اسوقت سول کے افسرون نے بڑی دانائی کی ۔ مسٹر ڈونلڈ صاحب کلکٹر رنگ پور نے تمام خزانہ سرکاری کا روپیہ ہاتھیون پرلادکر جنگل مین اس خیال سے بھیجا کہ باغی رنگ پور کو خالی دیکھکر انکے پیچھے نہین پڑین گے ۔ چنانچہ باغی کبھی رنگ پور کے پاس نہین آئے وہ سیدھے دیناج پور گئے یہان کے کلکٹر ڈال رائمپل صاحب تھے انکے پاس خزانہ مین دس لاکھ روپیہ تھا انہون نے اس خزانے کے لیئے لڑنیکا مضبوط ارادہ کیا ۔ انہون نے سب انگریزون کو جو یہان جمع ہوسکتے تھے ہتھیار دیکر خزانہ کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا اور ان سب نے یہہ ارادہ کرلیا کہ جب تک دم مین دم رہیگا باغیون سے لڑینگے مگر اپنے کبھی اعتبار کے اپنے حوالے نہین کرین گے ۔ باغی دیناج پور مین نہین آئے مگر وہ ملاحون کے سفر کی خبر سنکر پورنیا مین پول صاحب کے پیچھے مین پہنچنے کے لیئے چلے گئے ۔

پول صاحب کشن گنج مین مداری گنج و جلپائی گوری کی بغاوت کی خبر سنکر بہت جلد پورنیا مین عین وقت پر آگئے دوسرے روز باغی صبح کو شہر مین لوٹنے کے لئے داخل ہوئے ۔ جب انہون نے یورپین چہرے دیکھے تو کچھ گولہ بازی ہوئی پھر وہ چند میل پرے جاکر خیمہ زن ہوئے ——— اس طرح پورنیا کو پول صاحب نے بچایا پھر وہ باغیون کے پیچھے پڑے جنکو مار کر نیپال مین بھگا دیا ۔ جہان انکی کچھ زمانہ کے بعد پوری کم بختی آئی ۔

اس اثناء مین جلپائی گوری کے باغیون کی سرکوبی کے لیئے سو گورے اور تین سو گورکھے دارجیلنگ سے ہن کی ماری مین بھیجے گئے اور یہان سے جلپائی گوری گئے مشہور بات ہے بہادری ہوشیاری ہوتی ہے اس سپاہ نے وہان دو تین سوارون کو جو باغی ہونے کو تھے توپون سے اڑا دیئے ۔

۱۵۔ دسمبر کو کلکتہ سے جو ملاح دیناج پور بھیجے گئے تھے وہ بھی آگئے ۔ باغیون کو ایسا مجبور کیا کہ انہون نے نیپال مین پناہ لی انکو برٹش سرحد سے ۱۳ میل پر جنگ بہادر نے روک دیا

[illegible]

پورنیا کا بچاؤ باغیون سے

جلپائی گوری کا انتظام

ڈھاکہ کی سرکشون نے جلپائی گوری مین آنے کا قصد کیا مگر وہ نہ آ سکے بھوٹان مین چلے گئے
بنگال مین یومین ری سوارون کی رجمنٹ رہتی تھی جس مین یورپین اور ہندوستانی بھرتی
ہوئے تھے۔ رچرڈسن صاحب اسکے افسر تھے وہ ۱۱ جنوری کو پول صاحب سے ملے باغی
چھترا مین تھے اس وقت جنگ بہادر نے کیا۔ ہوین غیر آئینی باغی سوارون کے باب مین
پول صاحب کی چٹھی کا جواب ان پاس بھیجا کہ مین نے اپنے لفٹنٹ رتن مان سنگھ کو حکم
دیا ہے کہ وہ انگریزی سپاہ کے ساتھ شریک ہوکر باغیون سے لڑے۔ پول صاحب
نیپال کی سرحد مین پی را را مین جو چھترا سے دس میل کے قریب تھا ۱۴ جنوری ۱۸۵۹ع
کو پہنچے۔ مگر باغی انکے ہاتھ نہین آئے۔ اودھ کے شمال مشرق کی طرف باغیون نے راہلی
ضلع بالاسور مین نومبر کے مہینے مین لفٹنٹ گریہم تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ
ایک ٹھاکر کی بڑی حویلی مین تھے انکو اول دو ہزار پھر چھ ہزار باغیون نے گھیر لیا۔ ان کو گریہم پر
حملہ کرنے کا تو حوصلہ نہین ہوا مگر انھون نے ملک کو لوٹنا شروع کیا۔
گریہم صاحب کی مدد کے لیے سپاہ ۲۷ نومبر کو سیسرام سے روانہ ہوئی۔ وہ گریہم صاحب کو
محاصرہ سے نکال لائے اور دیبی بخش رائے کو جسنے یہہ ہنگامہ برپا کیا تھا پکڑ لیا۔ اسطرح
بالاسور کا فساد مٹ گیا۔

پھر بغاوت کا طوفان سنگھ بھوم مین پہنچا۔ یہان کے پہلے راجاؤن مین سے پورہاٹ
راجہ تھے مگر یہان کے فساد کو رجیڑی کے سکھون نے رفع کر دیا گو وہ تھوڑی دیر
قائم رہا۔

ان سنگھ بھوم کی قصبون سے کمشنر لشنگٹن تھے جنکے ساتھ پچاس سکھ تھے باغیون کو
گرفتار اور قتل کرتے پھرتے تھے کہ اسکو تین چار ہزار سرکش لوگون نے گھیر لیا۔ وہ اس کے
ہاتھ سے بہادری سے لڑ کر بچے پچیس سکھ زخمی ہوئے۔ لشنگٹن کو ڈیڑھ سو مارے گئے
انگریزی گروہ کو تھوڑے دیر سے چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

اسکے کچھ دنون پہلے خود بغاوت ضلع سنبل پور [illegible] میں پھیلتا جاتا تھا ستمبر کے
مہینے تک تو ضلع کو رامگڑھ کی پلٹن کی دو کمپنیون اور [illegible] کے سوارون نے سنبھال رکھا

لیکن یہان کے سپاہیون کو ہزاری باغ کی سپاہ کی بغاوت کی خبر پہنچی تو وہ بھی بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ کپتان لیف نے گورنمنٹ سے درخواست کر کے چالیسوین رجمنٹ مدراس پیدل کی دو کمپنیان کٹک سے بلالین یہہ امداد کافی نہین تھی اس لیئے کٹک سے پھر کمک مانگی تو اس رجمنٹ کی ایک کمپنی اور دو پہاڑی توپین آئین وہ چوتھی نومبر کو سنبھل پور مین آئے اور کپتان لیکر نے شیر گھاٹی کے درہ پر قبضہ کیا اور سرکشون کی گڑھیون اور دیہات کو غارت و تباہ کیا۔ یہان انگریزی سپاہ کے لیئے دشمنون کی آگ سے زیادہ تپ قاتل تھی سب افسر اس بخار مین مبتلا ہوئے۔

باوجودیکہ حکام نے بڑی کوشش کی مگر ضلع مین بغاوت و سرکشی کم نہ ہوئی ڈاکٹر مور کو جو سنبھل پور جاتے تھے باغیون نے مار ڈالا۔ بغاوت ایسی بڑھی کہ کپتان لیف نے کپتان ڈالٹن کمشنر سے امداد کی درخواست کی مگر وہ کچھہ امداد نہین کر سکے۔ کپتان لیف مایوس ہوئے انکی آدھی سپاہ بیمار پڑی تھی صرف لفٹنٹ ہیڈ و کام کے قابل تھے۔

کوکبرن کمشنر کٹک نے سنبھل پور مین انگریزی عملداری قائم رکھنے کا قصد کیا یہہ ضلع کوکبرن صاحب کو تھوڑے دنون کے لیئے سپرد ہو گیا۔ کپتان لیف کی کمک کے لیئے ۲۹ دسمبر کو ناگپور کی غیر آئینی رجمنٹ سوارون کا ایک سکوڈرن آ گیا جسکے کمانیر وڈ صاحب تھے انہون نے دوسرے دن صبح کو باغیون پر حملہ کیا اسنے ان باغیون کو شکست دی اور تین بڑے سرغنون کو قتل کیا سریندر سہا باغیون کا بڑا سرغنہ تھا وہ اپنے گھر مین چھپا اسکی تلاش مین مصروف ہوئے اگر یہہ سرغنہ ہاتھہ آ جاتا تو ضلع سے بغاوت بالکل مٹ جاتی وہ اسکی تلاش کر رہے تھے کہ زخمی ہو گئے۔ اسطرح بغاوت ضلع سے بالفعل موقوف نہین ہوئی مگر بہ تدریج بالکل دب دبا گئی۔

باب دوم

کنور سنگھ اور لارڈ مارکر

پٹنہ کا حال بعد ولیم ٹیلر صاحب کی موقوفی کے

ہم نے مغربی بہار کا حال ٹیلر صاحب کی برطرفی تک پہلے لکھا ہے انکے قائم مقام سیمویلس صاحب ہوئے اور ان کے حکم سے پٹنہ کی محافظت کے لئے دو سو یورپین آ گئے اور چھپرا کے مجسٹریٹ کے حکم سے ایک گن بوٹ آ گئی کہ وہ گنگا گرا کے کنارہ پر گشت کیا کرے اور افیون کا گودام استوار بنایا گیا اور اسمیں چند توپین شہر کی طرف لگائی گئیں غرض اہل شہر کے ڈرانے اور دھمکانے کے واسطے اچھے اور مناسب سامان ہو گئے مگر ضلع میں بد عملی بدستور رہی۔ کنور سنگھ ہزار آدمیون کو ساتھ لیئے ہوئے دریا ہون مقیم تھا اور اس کے علم کے نیچے اسکا بھائی امر سنگھ اور نشیتن سنگھ وجوتن سنگھ اور آدمی جمع ہو جاتے تھے اور پانچویں غیر آئینی رجمنٹ سواروں کی سارے ضلع میں لوٹ مار کرتی پھرتی تھی اور اضلاع میں بغاوتون کے برپا ہونے سے مغربی بہار کی حالت اور زیادہ ابتر ہو جاتی تھی اس میں اودھ کے باغی چلے آتے تھے۔ یہی حسن اضلاع مظفرپور و چھپرا و چمپاران میں شورش مچا تا تھا۔

پانچویں رجمنٹ سواروں کا کوئی روک نہ تھا وہ بلا روک ٹوک سرکاری عمارت کو برباد کرتا تھا۔ گیا کی طرف سفر کرتا تھا جس میں سکھ اور یورپین سپاہی دو سو کے قریب محافظ تھے بسنت پور انہوں نے گیا سے باہر جاکر باغیوں پر حملہ کیا مگر انکے چند آدمی زخمی ہوئے اور وہ گیا میں واپس نہ آنے پائے تھے کہ اس میں باغی گھس آئے اور انہوں نے چار سو قیدیوں کو جیلخانہ سے چھڑا دیا اور اس حویلی پر حملہ کیا جو انگریزوں نے اپنے لیئے حصار بنایا تھا مگر سکھ پیشتر

[illegible]

جو کمشنر سابق پٹنہ کے بیٹے تھے پھر باغیون کو بھگا دیا۔

۹- اکتوبر کو بتیسوین رجمنٹ کی دو کمپنیون نے دیوگڈھ مین بغاوت کی اور کنورسنگھ کی طرف چلین کمشنر صاحب پاس رہٹری کے سکھ اور نیول برگیڈ کا ایک حصہ باتحت کپتان سوتھ بائی کے تھے۔ اور کرنیل فشر کا برگیڈ مدراس کا مغربی بہار کے اضلاع مین اکتوبر مین آگیا تھا اسکے سوا اسسیرام مین لفٹنٹ سیٹن ٹن انجنیر تھے۔

رٹیری کے سکھون نے اول اکبرپور مین باغیون کو شکست دی اور پھر وہ بتیسوین رجمنٹ کے تعاقب مین گئے اور ۲- نوامبر کو انہین ڈیجوا گاؤن مین جالیا۔ طرفین مین سپاہیون کی تعداد برابر تھی۔ جب لڑائی ہوئی تو رات ہوگئی تھی باغی واپس چلے گئے۔

کانپور کی لڑائی کے بعد مدراس برگیڈ سے کارتھیو صاحب جدا کر کے فتحپور مین مقرر کئے گئے تھے۔ ان اضلاع کالپی وجھانسی اور بندیل کھنڈ سے حملہ ہوتے تھے۔ ان حملون کا دور کرنا اور کانپور اور الہ آباد کے درمیان ٹرنک روڈ کو مامون ومصئون رکھنا انکا کام تھا۔ الہ آباد کا صوبہ مغربی بہار کے نیچے تھا

دسمبر ۱۸۵۷ء و جنوری ۱۸۵۸ء مین یہان برگیڈیر کیمبل کمانڈنگ افسر تھا۔ ۱۹- دسمبر کو کارتھیو صاحب نے فتحپور مین کمانڈ لیا۔ ان کے آنے سے پہلے ۱۱- دسمبر کو کرنیل بابد کرنے باہر جا کر وہان جلائے تھے اور اور وہان سے مفسدون کو باہر نکالا تھا۔ اس طرح ضلع بدخواہون سے پاک صاف ہوگیا تھا۔ زرمالگزاری وصول ہوتا تھا اور سامان رسد غلہ وغیرہ صدر مقام مین جمع ہوتا تھا۔

وہاتی جو نکالے گئے وہ جمنا پار اتر گئے اور جمنا کے داہین کنارہ پر کالپی سے لیکر باندہ تک گوالیار وجھانسی۔ بندیل کھنڈ اور فتح گڈھ کے مفرور باغی جمع ہونے شروع ہوئے۔ ان مین چرکاری کا راجہ اور نانا کا بھائی اور بھتیجا بھی موجود تھے۔ بعض کہتے ہین کہ خود نانا بھی وہان تھا اصل یہ ہے کہ باغیون کے سرغنہ جنکے صدر مقام بیتوا ندی پر کالپی کے نزدیک جلال آباد مین تھے وہ جمنا کے مغرب کے زمینداروں پر اپنے راج کا دعوی کرتے تھے۔ اپنے زبردستی روپیہ وصول کرتے تھے اور پیشوا کی خدمت کے لئے سپاہی بھرتی کرتے تھے۔

۱۰ جنوری ۱۸۵۸ء کو کارتھیو صاحب سپاہ ہمراہ لیکر کانپور کی سڑک پر چلے اور جہاناباد
مین پہنچکر کالپی کی طرف مڑے اور چونتیسوین رجمنٹ سے جو کانپور سے انکے ساتھ کام کرنے
کے لیے بھیجی گئی تھی ملے اور بھوگن پور مین آئے اور اسپر قبضہ کیا جسکے سبب سے باغیونکی
گروہ جو کالپی سے آئے تھے وہ جمنا پار بھاگ گئے اور کارتھیو صاحب سکندرہ گئے
اور وہان سے فتحپور مین آئے اسطرح اس ضلع کو باغیون سے بالکل پاک صاف کردیا
۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو بریگیڈیر کیمبل کی سپاہ کو ہمراہ لیکر الہ آباد کے متصل کے ملک کو گنگا کے
بائین کنارہ پر باغیون سے صاف کیا تین جگہ ان کا باغیون نے مقابلہ کیا مگران سب مین
انکو فتح نصیب ہوئی اور باغیون کا بڑا نقصان ہوا۔ کرسٹی صاحب نے سرولی سے جو ضلع
ہمیرپور مین ایک قصبہ ہے باغیون کو نکالدیا اور قصبہ مین آگ لگادی انہون نے کشتیون کے
نہ ہونے کے سبب سے تعاقب نہین کیا۔
مفسدے اپنے موقعون پر برپا ہوتے رہتے تھے۔ ۲۰ مارچ کو باغیون کے ایک گروہ نے
ہمیرپور کے پاس جمنا سے عبور کیا اور گھاٹم پور کو لوٹ لیا اور جلا دیا اور وہان سے
چلے آئے۔ لکھنؤ کے فتح ہونے کے بعد نئے نئے جلوے نظر آنے لگے سرہیولک
اور جنرل وٹلوک کی سپاہین نظر آنے لگین اور سیگر ڈیل صاحب سپاہ لیکر کالپی کی
طرف بڑھے۔
۱۹ فروری کو گورکھپور مین روکروفٹ صاحب آئے اور ۲۰ کو انہون نے باغیون کو
شکست دی اور ۲۵ کو یہان سے نیپالی لکھنؤ کو چلے گئے اور گورکھپور کے
روکروفٹ صاحب کمانیر ہو گئے۔ انکے آنے سے دو دن پہلے سوتھ بائی صاحب
کپتان نیول برگیڈ (بحری برگیڈ) کی کشتیان کے ساتھ گھاگرہ مین آئے۔
ایک سو تیس سپاہی اسی برگیڈ کے اور ۳۵ سکھ اور ۹۰ نیپالی انکے ساتھ تھے۔
انہون نے قلعہ چاندی پور پر جسمین تین سو باغی تھے حملہ کیا۔ یہہ قلعہ جمنا کے بائین
کنارہ پر تسیان مین تھا۔ انہون نے اس قلعہ کو اور اسکی توپون کو لے لیا ان کے
چند آدمی زخمی ہوئے۔

قصبہ امورہا اودھ مین گورکھپور سے مغرب مین ۸ ۶ میل اور فیض آباد سے مشرق مین ۹ میل تھا۔ یہان کروفٹ صاحب آئے وہ بیلوا سے قریب تھا جہان باغی چودہ پندرہ ہزار جمع تھے یہان مہدی حسن ناظم سلطان پور گونڈہ اور چار وہ کے راجے اور بڑے بڑے باغیونکے سرغنہ موجود تھے۔ ۵۔ مارچ کی صبح کو باغیون نے برٹش کیمپ کی طرف کوچ کیا۔ آٹھ بجے انکی ایک میل کے فاصلہ پہ روکروفٹ اور سوتھ بائی ورچپڑ وسن سے سخت لڑائی ہوئی۔ باغیون کی قواعدوان سپاہ خوب لڑی۔ مگر پھر انکے پاؤن میدان جنگ مین نہین جمے اور وہ بیلوا مین اپنے حصن کے اندر چلے گئے۔ یہان انکو اس سبب سے ا[illegible]ل گیا کہ انگریزی سوار نہین جا سکتے تھے روکروفٹ صاحب امورہا مین رہے اور کمک کے منتظر رہے کہ وہ آجائے تو باغیون کے مستحکم مقامات پر حملہ کیا جائے

اب یہہ تین بڑے باغیون کے سرغنہ باقی تھے تانتیا ٹوپی و مولوی احمد اللہ فیض آبادی اور کنور سنگھ۔ کنور سنگھ کی اصلی سپاہ تھوڑی تھی۔ انگریزی آئینی سپاہ بارہ سو کے قریب اس پاس تھی اور کچھ سوا اسکے اور اس کے بھائی کے اور ضلع کے ناراض زمینداروں و تعلقہ دارون کی سپاہی تھی۔ اسنے یہہ دیکھ کر کہ انگریزی سپاہ تو چارون طرف سے سمٹ کر لکھنؤ کے فتح کرنے کے لیئے چلی گئی یہہ موقع خوب ہی جانا کہ مشرقی اودھ پر عزم کیجے اور وہان سے بہت سے باغیون کو ساتھ لیکر اعظم گڑھ پر یورش کیجے اور اگر اس مین کامیابی ہو تو پھر الہ آباد و بنارس کی خبر لیجے۔

اعظم گڑھ مین تھوڑی سی سپاہ تھی۔ کرنیل مل مین صاحب اس کے کمانڈر تھے کنور سنگھ مع اپنے دوستون کے اترولیا مین اعظم گڑھ سے پچیس میل تھا اور مل مین صاحب ضلع مین قریب کوئلسا مقیم تھا ۔ ۲۱ مارچ کو مل مین صاحب کو خبر ہوئی کہ اعظم گڑھ کے قریب باغی آگئے ہین اس لیئے ساری رات چلکر صبح کو باغیون کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا جو قلعون کے اندر نہ تھا بلکہ آمون کے درختون کے کئی جھنڈون کے اندر تھا وہ شکست پاکر بھاگ گیا کرنیل مل مین نے اپنی سپاہ کو حاضری کھانے کی اجازت دی ابھی ہاتھ مین نوالہ تھا منہ کے اندر نہین گیا تھا کہ مل مین پاس خبر آئی کہ دشمن آگے بڑھا چلا آتا ہے۔ کنور سنگھ اس لشکر پر

حملہ کرنے مین کامیاب ہوا لیکن صاحب شکست پاکر خیمہ گاہ کو ملسا مین واپس آئے
مل مین صاحب کی درخواست کرنے سے کمکین بنارس و غازیپور سے آگئین

۲۷ - کو الہ آباد مین لارڈ کیننگ پاس مل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جس سے وہ آسیمہ سر ہوئے - یہہ بالکل ممکن معلوم ہوتا تھا کہ کنور سنگھ اپنی فتح پر نازان ہوکر بنارس پر حملہ کرے اور کلکتہ اور لکھنؤ کے درمیان راہ کو بند کردے - خوش نصیبی سے الہ آباد مین کرنیل لارڈ مرک کر موجود تھے انکو حکم ہوا کہ وہ فوراً اعظم گڈھ کی کمک کو روانہ ہوان - انسے بہتر کوئی اور افسر اس کام کے لیے نہین مقرر ہوسکتا تھا - رات سے پہلے وہ روانہ ہوئے - چار روز مین بنارس آگئے - یہان بیس کا ایک ترپ اور چند توپچی اور دو توپین اور دو مورٹار ہمراہ ہوئے وہ آگے بڑھے - ۵ - اپریل کو اعظم گڈہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر پہنچے وہ ملک کے حال سے واقف نہین تھے اس لئے وہ صبح تک ٹھیرے چار بجے سفر شروع ہوا - دو گھنٹے کے بعد انہون نے دیکھا کہ باغی ایک حویلی اور آمون کے درختون کی جھنڈون مین سڑک کی بائین طرف جمع ہین اور اس کے داہین طرف کھیتون کی خندقون پر صف آرا ہین - لارڈ مارک نے پیدل کی ایک کمپنی بھیجکر باغیون کو ان خندقون سے نکالدے تو دشمن خندقون کے دوسرے سرے مین چلے گئے اور وہان سے بندوقین مارنی شروع کین - لارڈ مارک کے حکم سے توپون نے حویلی مین گولے مارے تو وہ باغی حویلی سے نکلکر آمون کے درختون پر چڑھ گئے اور وہان سے بندوقین چلانی شروع کین اور انکا ایک حصہ لارڈ مارک کے پیچھے کے لوٹنے کے لئے گیا - جس عالی شان حویلی مین باغی مقیم تھے اس مین دراڑ پڑی جب اس کے اندر سپاہ گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے اندر ایک اور دیوار ہے جسمین کوئی رخنہ نہین پڑا - اس لیے سپاہ مجبوری واپس آئی - لارڈ مارک کا ارادہ اسپر حملہ کرنے کا تھا مگر دفعتہً حویلی کو باغیون نے خالی کردیا - حویلی کے اندر گر بھر اونچی لاشون کا ڈھیر لگا ہوا تھا - گھوڑون کے تعاقب مین بھیجے سوار گئے اور اس اثنا مین باغیون نے جو انگریزی لشکر کے عقب پر حملہ کیا تھا وہ بھی دفع کیا گیا - چند گھنٹے کے اندر اعظم گڈھ کے محاصرہ مین لشکر داخل ہوا - اس لڑائی مین افسر و سپاہی آٹھ مارے گئے

لارڈ کیننگ کا مل مین کی ہزیمت کا حال سنکر

اعظم گڈھ پر لارڈ مارک کا قبضہ

اور چونتیس سخت زخمی ہوئے ۔

باب سوم

کنور سنگھ کا مغربی بہاڑ میں عود آنا

ہم نے سرکولن کیمبل کا حال ۱۲- مارچ تک لکھا ہے کہ وہ لکھنؤ میں تھے اب آگے اور بیان لکھتے ہین - یہہ تین مقصد اعظم انکے پیش نظر تھے - اول ضعیف مقامات کا مستحکم کرنا جنکو باغی دھمکا رہے تھے دوم ایک گشتی کولم کا مقرر کرنا کہ وہ مغربی و شمالی مغربی اودھ کو دوبارہ فتح کرے - سوم رہیلکھنڈ کا دوبارہ فتح کرنا -

۲۴- مارچ کو سرکولن نے لکھنؤ مین بڑی سپاہ متعین کی اور اسکا کمانڈر سرہوپ گرینٹ کو بنایا ۲۸- مارچ کو ان پاس مل مین کی ہزیمت کی خبر آئی جسکا ذکر اوپر ہوا - ۲۹- کو انہون نے سرلگرڈ کو بڑی سپاہ دیکر اعظم گڈھ روانہ کیا کہ وہ اعظم گڈھ مین لشکر کی کمک کرے اور جنگ بہادر کا لشکر جو فیض آباد کی طرف آگے بڑھا جاتا ہے وہ روکرو فٹ صاحب کی امداد آمور یا مین کرے - لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے جو پندرہ منزل پر لکھنؤ سے تھا مگر راہ مین ایک پل کو باغیون نے جلا دیا تھا اور کشتیان موجود نتھین اس لیے راہ مین ایک ہفتہ کا توقف ہوا اور جونپور کی طرف سفر کرنا پڑا - جونپور سے چند میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن ٹیگرا تھا - اسے چار میل کے اندر تین ہزار باغی موجود تھے جنمین بہتای قواعد دان سپاہی تھے اور دو توپین انکے ساتھ تھین اور انکا سرغنہ غلام حسین تھا جسنے ۱۰- اپریل کو جونپور کو دھمکایا - دوسرے دن حملہ کیا اور ایک گاؤن کو ٹیگرا سے چھ میل کے اندر جلا دیا -
لیوگارڈ صاحب نے ان باغیون پر حملہ کیا کچھ تھوڑی دیر لڑکر وہ مفرور ہوئے ان کے اسی آدمی قتل ہوئے اور دو توپین میدان جنگ مین چھوڑ گئے - فتحمندون کے چھ سو سوار زخمی ہوئے اور بڑا نقصان یہہ ہوا کہ جرنیل ہیولوک مرحوم کے بھتیجے چارلس ہیولوک مارے گئے لیوگارڈ صاحب اعظم گڈھ کو روانہ ہوئے - ۱۴- اپریل کو وہ اعظم گڈھ سے ستائیس میل کے

تا صلہ پہنچے ۔ کنور سنگھ نے اسوقت اعظم گڈھ کو گھیر رکھا تھا اس کے پاس تیرہ ہزار سپاہی تنومند تھے ۔ شہر کے اندر باغی تھے اور وہ انگریزی دمدمہ کو دھکاتے تھے ۔ اسنے ۱۵ - اپریل کو لیگارڈ کو ٹونس ندی کے کنارہ پر روکنا چاہا مگر وہ رکے نہین ندی کے پار اتر گئے ان کے ساتھ دی پی بلیس صاحب کارخانہ دار بھی تھے جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ سخت زخمی تھے اور اسی حالت مین بھی لشکر کے ہمراہ تھے وہ اس ملک کے حال سے خوب واقف تھے اس لیے لشکر کو انسے بڑی مدد پہنچی تھی ۔ وہ اس زخم کی تکلیف سے مر گئے ۔

ٹونس مین باغیون نے انگریزی لشکر کا مقابلہ کیا اور بھاگے ۔ انکا بارہ میل تک تعاقب ہوا ۔ جب سوارون نے انپر حملہ کیا تو اسکا اثر انپر کچھ نہین ہوا اور باغی انتظام اور ترتیب کے ساتھ گنگا کی طرف چلے گئے کئی انگریزی افسرون کو زخمی کر گئے ۔

لیوگارڈ ٹونس ندی سے پار ہو کر خیمہ زن ہوئے اور اعظم گڈھ کی سپاہ کو اپنے پاس بلایا اور کنور سنگھ کے دوست دو راجہ ہو گئے تھے اور وہ شمالی اودھ کو جاتے تھے اور علام حسین کے لشکر سے ملنا چاہتے تھے ۔ لیوگارڈ صاحب کو جب یہ خبر پہنچی کہ تعاقب کرنے والے کولم نے ناتھوپور مین قیام کیا ہے تو انہون نے ڈگلس صاحب کو بہت سے لشکر کے ساتھ ناتھوپور بھیجا وہ ۱۶ - اپریل کو یہان پہنچ گئے ۔

ناتھوپور سے چودہ میل پر موضع نانگھی مین کنور سنگھ مقیم تھا ۔ ۲۲ - اپریل کو ڈگلس صاحب نے اسپر حملہ کیا ۔ وہ فرصت پاکر مفرور ہوا ۔ بہت سے آدمی اس کے مارے گئے ۔ ڈگلس صاحب نے ۲۰ - اپریل کو چار یا پانچ میل تعاقب کیا ۔ وہ اسی مین باغیون سے چھ میل پر مقیم ہوئے پھر انہون نے باغیون کا تعاقب کیا باغی بغیر کسی نقصان اٹھانے کے ناگرہین اٹھارہ میل کے فاصلہ پر چلے گئے دن بھر اسکا تعاقب ہوا مگر پیادہ سوارون کے ساتھ نہین پہنچ سکے اس سے ڈگلس صاحب نے [illegible] نہین کیا ۔ وہ ان کے مقام سے [illegible] میل پر خیمہ زن ہوئے [illegible] کنور سنگھ [illegible] انگریزی لشکر [illegible] تو وہ غازی پور کے ضلع مین [illegible] یہان اسنے قیام کیا [illegible] ۔

باغیون کا تعاقب ہونا ۔ لیوگارڈ صاحب و ڈگلس صاحب کا [illegible]

منوہر مین ڈگلس صاحب نے جاکر کنور سنگھ پر حملہ کیا۔ لڑائی مین دشمنون کے پاؤن نہین جمے وہ پراگندہ اور پریشان بھاگے۔ میدان جنگ مین ایک برنجی توپ اور بہت سا میگزین اور خزانہ اور بہت سے چھکڑے اور بیل اور چار ہاتھی چھوڑ گئے۔ چھ میل تک باغیون کا تعاقب ہوا وہ مختلف کولمون مین مختلف راستون سے بھاگے تھے۔ مگر سب نے ایک جگہ مین جمع ہونا آپس مین قرار دے لیا تھا۔ ڈگلس صاحب کو معلوم نہین ہوا کہ وہ کہان یکجا جمع ہونگے کنور سنگھ بلیا سے سات میل نیچے شیوپور گھاٹ سے گنگا پار کشتیون مین بیٹھ کر اتر گیا جب ڈگلس صاحب یہان آنکر پہنچے تو دو سو آدمی پار جانے کے لیئے باقی تھے جن کو انہون نے قتل کیا اور ایک توپ لی اور کچھ ہاتھی لیئے۔ اور ایک کشتی کو جو سب سے پیچھے تھی ڈبو دیا کنور سنگھ گنگا پار صحیح سلامت چلا گیا اور اپنے باپ دادا کی ریاست مین جگدیس پور پہنچا۔ یہان اس کے بھائی امر سنگھ کے پاس کئی ہزار دہاتی مسلح موجود تھے جو اس کے لیئے جان دینے کو حاضر تھے۔ قلعہ جگدیس پور کے گرد بڑا گھنا جنگل تھا اس مین اسنے اپنے سب آدمیون کو پھیلا دیا کہ وہ انگریزون کو اس جنگل مین گھسنے نہ دین۔ اسوقت آرہ مین پینتیسوین رجمنٹ کے ۵۰ سپاہی اور بیٹری کے ۱۵۰ سکھ اور نیول بریگیڈ کے پچاس ملاح تھے اور اس سب سپاہ پر کپتان لی گرینڈ کمانڈر تھے۔ کپتان صاحب سپاہ مذکور کو اور دو بارہ بینی ہوٹزر کو لیکر چلے اور ۲۳۔اپریل کی صبح کو وہ کنور سنگھ کی دو ہزار سپاہ پر چڑھے جو مسلح تھی مگر توپین اس پاس نہین تھین۔ وہ ڈیڑھ میل گھنے جنگل پر قبضہ رکھتی تھی لی گرینڈ صاحب جنگل مین دشمن سے ایسی بری طرح لڑے کہ سپاہ بے ترتیب بھاگی اور دشمن نے تعاقب کر کے دو تہائی سپاہیون کو اور لی گرینڈ صاحب اور اور دو افسرون کو مار ڈالا۔

اس ہزیمت سے ضلع مین پھر بدانتظامی نے پاؤن پھیلائے۔ چھپرہ مین ہول اٹھا۔ دینا پور مین ڈگلس صاحب سے اعانت کی درخواست ہوئی۔ وہ ۲۵۔اپریل کو سیتا گھاٹ سے گنگا پار اترے۔ چوراسیوین رجمنٹ اور دو توپون کو آرہ بھیجا اور ۲۶۔کو وہ خود گئے۔

کنور سنگھ جب جگدیس پور پہنچا تو اسکی کلائی زخمی ہونے کے سبب تراشی گئی پیرانہ سالی کے سبب سے وہ اس صدمہ کا متحمل نہین ہوا تین روز بعد مر گیا اسکا بھائی امر سنگھ اسکا جانشین ہوا

وہ استقلال و ہمت و جرات مین اپنے بھائی سے کم نہین تھا۔
باغیون نے لی گرینڈ بہ پنج پا کے آرہ پر حملہ کیا۔ گو حملہ ہٹایا گیا مگر وہ موقوف نہین ہوا لیوگارڈ صاحب یہہ خبر سنکر مع اپنی سپاہ کے آرہ کے ہمسایہ مین ۸ - مئی کو بیہیا مین آ گئے اور آرہ کی محافظت کے لیئے سپاہ بھیجی - بیہیا اور جگدیس پور کے جنگلون مین آٹھ ہزار کے قریب باغی موجود تھے - ۲۷ - مئی تک باغیون سے لڑائیان ہوتی رہین - مگر انسے باغیونکی دم خم مین فرق نہین آیا - ۲۷ - مئی کو دلیل پور مین شکست پاکر وہ چھوٹی چھوٹی ٹکریون مین منقسم ہوکر غارتگری کرنے لگے - ایک گروہ نے نیل کا کارخانہ ڈمراؤن کے قریب برباد کیا - دوسرے گروہ نے ایک گاؤن راجپور مونگیر کے قریب لوٹا - تیسرے گروہ کریم ناسا مین ریل کے کامون کو ستیاناس ملایا - ان کامون نے ضلع شاہ آباد مین بڑی ہلچل ڈالدی -

اس لشکر مین گرمی اور دھوپ کے سبب سپاہ کو بہت تکلیف پہنچی - لیوگارڈ صاحب نے جنگل کے دو مقابل مقامون مین سپاہ کو متعین کیا اور انکے بیچ مین جنگل کے اندر بڑی سڑک بنوائی پھر ان مین چوکیان مقرر کین کہ باغیون کو جنگل کے اندر مارین اور باغیون پر باہر کی طرف حملہ کیا اور جب وہ جنگل مین گھسے تو انہین سے چوکیون کے سپاہیون نے بہت باغیون کو مارا مگر پھر بھی باغی بھاگ کر نکل گئے -

موسم کی سختی اور گرمی کے سبب سے لیوگارڈ صاحب ایسے بیمار ہو گئے کہ مستعفی ہوکر ولایت چلے گئے اور سپاہیون کو حکم ہوا کہ وہ اپنے مقامات مین جاکر آرام کرین - جب سپاہ میدان جنگ مین چلی تو باغی بڑے خوش ہوئے کہ اب ہم کو برسات کے چار مہینے تک دنگہ فساد کرنے کے لیئے فراغت ملی اس لیئے وہ جنگلون مین اپنے مقامات کو چلے انکی تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی -

لیوگارڈ صاحب کی جگہ ڈگلس صاحب مقرر ہوئے انکو اپنے اس عہدہ مین یہہ مشکلات پیش آئین کہ برسات اور سرکشون اور باغیون کے چھوٹے چھوٹے سرکشون کے درمیان سازشین ہورہی تھین وہ آرہ پر حملہ کرتے تھے - ایک انگریز کا بنگلہ جلادیا تھا - یہان ہر مقام پر سول حکام کا رہنا بند تھا -

---

لیوگارڈ صاحب کی جگہ مقرر ہوتا -

ڈگلس صاحب کو دانا پور تک اضلاع پر حکومت دی گئی۔ انہون نے سپاہ کو کیا ہین اسطرح متعین کیا کہ وہ فوراً سب آپس مین ضرورت کے وقت مل جائین اور ہتھیار سپاہیون کو بھیس بدلکر بھیجا کہ وہ باغیون کا حال دریافت کرین یا انکو قتل کرین بڑی تدبیر انکی یہی تھی کہ باغی سب طرف سے اسطرح بھگائے جائین کہ وہ جگدیس پور مین سب جمع ہون اور پھر انپر حملہ کرکے جگدیس پور لے لیا جائے باغی بڑے مستقل تھے۔ امر سنگھ نے جگدیس پور پر دوبارہ قبضہ کر لیا تھا اور تھوڑے تھوڑے گروہون مین منقسم ہوکر جولائی اگست ستمبر مین اضلاع مین اور گنگا کے جنوب مین اور سون کے مغرب مین لوٹ مار کرتے رہے۔ اس کام مین کئی دفعہ انکو شکستین و ہزیمتین ہوئین۔ ۹ ستمبر کو کرنیل والٹر نے انکو رام پور مین شکست دی اور ۲۰ کو کپتان فریخ نے دریاے سون مین باغیون کی کشتیون کو غارت کیا۔ ۱۴ اکتوبر کو مسٹر پیو بائن سول افسر نے شاہ آباد مین دریا مین انکی چار بڑی کشتیون کو جنکی محافظت ۳۷۵ سپاہی کر رہے تھے ڈبو دیا مگر ان نقصانون سے باغیون کے کوئی خوف نہین پیدا ہوا وہ آرہ کو دھمکاتے رہے۔ برسات کے موسم کو اپنا بڑا معین و مددگار سمجھتے رہے اب اکتوبر کا مہینہ آگیا تھا۔ ڈگلس صاحب نے اپنی سپاہ کے کالم بنائے اور باغیون کے پیچھے لگائے کہ ان سب کو گھیر گھار کر جگدیس پور لائین۔ وہ اس اپنے منصوبہ مین کامیاب نہ ہوئے۔ جب یہہ باغی جگدیس پور مین جمع ہوئے تو انہون نے اسپر حملہ کیا مگر ایک کولم کے افسر نے آنے مین ایسی دیر کی کہ باغی بہت سے بچکر باہر نکل گئے۔ جب یہہ ترکیب نہ چلی سر ہنری ہیولوک نے ڈگلس صاحب کو یہہ ترکیب بتائی کہ وہ ایسی پیادہ سپاہ کو کام مین لائین جو سوار ہوکر لڑنا بھی جانتی ہو۔ ڈگلس صاحب نے انکی اس تجویز کو دل سے منظور کیا۔ ہیولوک صاحب نے ایسی سپاہ کو لیکر بڑے کام کئے۔ جب پیادے باغیون کو شکست دیتے تو وہی پھر گھوڑون پر سوار ہوکر باغیون کا تعاقب کرتے اور انکو تھکاتے۔ غرض ہیولوک کی اس تدبیر سے اکتوبر نومبر مین باغی بالکل غارت ہوئے اور اضلاع مین پھر انگریزی عملداری قائم ہوگئی اور جگدیس پور کا جنگل کاٹا گیا۔ باغی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھگائے جاتے مگر کہین اپنا امن نہ پاتے۔ ۲۴ نومبر کو ڈگلس صاحب نے سالہا دھار مین کیمور پہاڑ پر باغیون کو بڑی شکست دی اور انکا سارا میگزین اور سامان حرب و ضرب چھین لیا اور باغیون کو یہہ لشکر کشی بڑی تھکانے والی تھی مگر اس کے نتائج بڑی شان و شوکت کے تھے

جیسے اس مین بڑے بڑے سفر سپاہ کو کرنے پڑے ایسے کسی اور لشکرکشی مین نہین کرنے پڑے
ایک دفعہ پیادون کو پانچ روز تک متواتر سفر ہر روز ۲۶ میل کرنا پڑا اور ہیولاک صاحب کے
سوارون کو ہر روز چالیس میل کے قریب۔

باب چہارم

اودھ اور روہیلکھنڈ مین ترقی - ہوپ گرینٹ ہنیی - وال پول کا روئیا مین ہونا - کوک - جان جونس - ہم بردڈن - ولیم پیل - شپاہی پلیس

اب ہم پھر لکھنؤ کا حال لکھتے ہین جس سپاہ نے لکھنؤ کو فتح کیا تھا اسکا ایک ڈویژن سر لیوگارڈ کے
ماتحت بھیجا گیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا - ایک ڈویژن سر ہوپ گرینٹ کے اور ایک ڈویژن وال پول
کے ماتحت بھیجا گیا اول ہوپ گرینٹ کے ڈویژن کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لکھنؤ سے باری ۹ میل کے فاصلہ پر تھا وہان مولوی احمد اللہ شاہ کی سپاہ جمع تھی -
سر ہوپ گرینٹ صاحب تین ہزار سپاہ لیکر لکھنؤ سے ۱۱ اپریل ۱۸۵۸ء کو منزل پیما ہوئے
انہون نے لکھنؤ سے تین چوتھائی فاصلہ باری کا طے کیا ہوگا کہ دشمن کے سوار انگریزی لشکر
مین آکر سارا حال دیکھکر واپس چلے گئے - جب مولوی کو سب حال معلوم ہوگیا تو اسنے باری سے
چار میل کے فاصلہ پر ایک گاؤن مین اپنے مورچے بڑی دانائی سے جمائے - مگر یہ دانائی
سر ہوپ گرینٹ کی فرزانگی اور مردانگی کے آگے کچھ نہ چلی - باغیون کے سوارون نے انگریزی
سپاہ کے عقب پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اسمین چھ ہزار چھکڑے باربرداری کے ساتھ آنے
کا تھا گمان کیا مگر کپتان اوپ ہم صاحب نے ان توپون کو چھین لیا تو باغی سوار عقب پر حملہ کرنے
گئے اور وہان دو دفعہ انہون نے شکست پائی - ہوپ گرینٹ نے گاؤن پر حملہ کیا مولوی نے
گاؤن کو خالی کر دیا ایک [illegible] - مولوی نے اچھی طرح منصوبہ سے کام کیا تھا مگر

مگر وہ چلا نہین - باری مین سرہوپ گرینٹ جا کر شرق کی طرف چلے ۱۵ اسکو مجھو آباد مین پہنچے
اور ۱۹ اسکو رام نگر مین جس سے چھ میل کے فاصلہ پر ٹباؤلی تھی جہان یہ خبر مشہور تھی کہ لکھنؤ
کی بیگم اور اسکے پیرو مقیم ہین مگر عورت ایسی بیوقوف نہین تھی کہ وہ یہان بیٹھی ہوی انگلش
جنرل کے آنے کا انتظار کرتی - اب ٹباؤلی خالی تھی تو ہوپ گرینٹ صاحب جنگ بہادر کے
نیپالی لشکر کی طرف بڑھے وہ سولی مین تھے جو رام نگر اور نواب گنج کے درمیان تھا - یورپین
افسر جو اس سپاہ کا جرنیل تھا وہ اپنے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ اس لشکر کو ایسے ملک مین سفر
کرنا پڑا جس مین باغی بھرے ہوئے تھے اس لیئے جنگ پردازی کرنی پڑی میرے لشکر مین
آٹھ ہزار سپاہی اور بیس توپین تعین مگر لڑنے کے لیئے صرف دو ہزار آدمی شمار مین آسکتے تھے
دو ہزار سپاہی بیمار تھے اور چار ہزار چھکڑے تھے جنمین سے ہر ایک مین خیمے ڈیرے اور
سپاہیون کا اسباب اور لوٹ کا مال بھرا ہوا تھا - اس لشکر کے دستور کے موافق ہر چھکڑے
کے لیئے ایک سپاہی محافظ درکار تھا - یہان سے ہوپ گرینٹ لکھنؤ اور کانپور کے درمیان
سڑک کی محافظت کے لیئے گئے جسپر اناؤ مین خلل آگیا تھا - لڑائیان خفیف سی ہوئین جنسے
باغی منتشر ہوئے وہ ۱۶ مئی کو جلال آباد کے قلعہ مین لکھنؤ کے قریب آئے - پھر یہان سے
رہیل کھنڈ گئے جسکا بیان آگے آئیگا -

اب سر کولن کو گورنر جنرل کے حکم کے موافق لکھنؤ کی فتح کے بعد رہیل کھنڈ کا فتح کرنا ضرور
تھا جہان اودھ کے باغی بھاگ کر آگئے تھے - انہون نے تین کولم تجویز کیئے کہ وہ مختلف
مقامات سے حرکت کر کے ایک جگہہ آن ملین ایک کولم کے کمانڈر جنرل ینی صاحب مقرر
کیئے انکو ہدایت ہوئی کہ وہ نڈولی سے گنگا پار اتر کر جنرل وال پول کے لشکر سے جو لکھنؤ
سے چلا ہے میران پور کی لڑائی مین ملجائین جو شاہجہان پور سے بیس میل ہے اور ایک اور
کولم رڑکی سے روانہ ہو جو رہیل کھنڈ مین شمال مغرب سے داخل ہو - اور تیسرا کولم فتح گڈھ سے
سیٹن صاحب لیکر چلین ایک طرف رہیل کھنڈ کے جنوب مشرق مین باغیون کو داخل نہ ہونے دیویں
اور دوسری طرف ان اضلاع مین جو گنگا اور جمنا کے درمیان واقع ہین -

سیٹن صاحب نے فتح گڈھ مین رہ کر قلعہ کو استوار کیا اور کشتیون کے پل کو قلعہ کی دیوار کے نیچے

نیچے قایم کیا۔ رہیلکھنڈ کے باغی رام گنگا کی طرف سے انکو دھمکاتے ہین پوری کا راجہ تیج سنگھ باغیون سے آملا اور انکو دوآبہ مین دنگہ و فساد مچانے کے لئے اغوا کیا سیٹن صاحب نے ان باغیون پر اس لیئے حملہ کیا کہ وہ دوآبہ مین دنگہ مچاکے ٹرنک روڈ پر خلل انداز ہون سیٹن صاحب نے تحقیق کیا کہ باغیون کے پاس تین مستحکم مقام ہین۔ ایک علی گنج جو فتح گڈھ سے سات میل پر رام گنگا کے پرے کنارہ پر ہے دوسرا مقام بن گاؤن ہے جو گنگا کے گھاٹ سے تین میل پر اور فتح گڈھ سے چوبیس میل سے کچھ زائد فاصلہ پر ہے اور تیسرا مقام کنکر اسی سمت مین بائیس میل کے فاصلہ پر ہے سیٹن صاحب نے کنکر پر حملہ کیا جو علی گنج اور بن گاؤن کے درمیان واقع تھا انہون نے اس متوسط مقام پر حملہ اس سبب سے کیا کہ اوپر کا مقام گر کر نیچے کے مقام مین آجائیگا۔ وہ ۶۔ اپریل کو سپاہ لیکر کنکر مین آئے اور رات پر حملہ کر کے اپنے قبضہ مین لاتے گئے اور ڈہائی سو باغی مارے اور زخمی کئے اور تین توپین چھین لین سیٹن صاحب کے آدمی پانچ مارے گئے اور سترہ زخمی ہوئے اس فتح کا اثر ایسا ہوا کہ باغیون نے دوآبہ پر فتح کرنے کا خیال چھوڑا اور علی گنج مین ایسا اثر ہوا کہ انہون نے رام گنگا کا پل توڑ دیا۔

پینی صاحب بلند شہر سے چلے کہ رہیلکھنڈ مین جا ئین۔ وہ اپنے لشکر سمیت گنگا کے پار ۲۴۔ اپریل کو اترے اور ان پاس خبر آئی کہ سب باغی ادھر مین بھاگ گئے ہین وہ بداؤن مین بے مزاحمت جا سکتے ہین۔ پینی صاحب نے ۳۰۔ اپریل کو رات کو بیس میل سفر کر کے بداؤن مین جانے کا قصد کیا وہ ککرالی مین پہنچے تھے۔ بالکل تاریکی تھی کہ اس مین روشنی چمکی اور اینر گراپ پڑنے شروع ہوئے۔ پھر پینی صاحب زندہ نظر نہین آئے۔ یہہ خیال کیا گیا ہی کہ انکا گھوڑا دفعتہً توپون کی آواز سے چمکا اور انکو دشمنون کی صفون مین لے گیا۔ یہہ تحقیق ہے کہ جب لڑائی ہو چکی تو انکی لاش وہان پائی گئی۔ جب گراپ پڑے ہین تو پیادے پیچھے ہٹے کہ انہون نے حملہ کر کے توپ لے لی بالکل اندھیرا تھا جب وہ آگے کے مورچے مین بڑھے تو وہ غازیون سے بھرا ہوا تھا۔ انگریزی لشکر نے ان غازیون پر حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی بہت سے افسر قتل ہوئے۔ مگر جب انگریزی لشکر نے غازیون کے جھنڈے سے نکل کر گاؤن پر جس مین باغی بھرے ہوئے تھے گولے مارے تو غازی اور باغی تھوڑا سا نقصان اٹھا کر بھاگ گئے

جنرل پینی کا مارا جانا

اب کرنیل جونس صاحب ہینی صاحب کی جگہہ مقرر ہوئے تھے وہ سفر کرکے ۱۳ مئی کو میران پور کے کٹرہ مین کمانڈر انچیف سے مل گئے۔

وال پول صاحب مع اپنے لشکر کے ۷۔ اپریل کو لکھنؤ سے چلے انکو حکم تھا کہ وہ گنگا کے بائین کنارہ سے رہیل کھنڈ مین داخل ہون۔ ۱۵۔ اپریل تک انہون نے سفر کیا کوئی مزاحمت انکے سامنے نہین آئی۔ ۱۵۔ اپریل کی صبح کو نو میل سفر کرکے وہ روہان مین آئے وہ ایک چھوٹا سا قلعہ لکھنؤ سے اکیاون میل پر اور گنگا کے مشرقی کنارہ سے دس میل پر تھا۔ اس قلعہ کی مٹی کی فصیل تھی اور اس مین برجیان بنی ہوئی تھین اور اسکے گرد بڑی گہری خندق تھی۔ یہ قلعہ نرپت سنگھ زمیندار کے پاس تھا جو باغی اسوقت تک تھا کہ بغاوت سے فائدہ پہنچتا تھا۔ لیکن وہ نہین چاہتا تھا کہ برٹش سپاہ سے اپنا سر کٹوائے۔ وال پول صاحب کو خبر لگی کہ اس قلعہ مین باغی ہین مگر انکی تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی وہان نرپت سنگھ کے ملازمین سمیت پندرہ سو باغی تھے۔ ہوڈسن صاحب کے سوارون مین سے ایک سوار اس قلعہ مین مقید تھا وہ بھاگ کر وال پول صاحب پاس گیا اور اسنے یہان کا سارا حال بیان کیا اور کہا کہ نرپت سنگھ بظاہر مقابلہ کریگا مگر دوپہر کے بعد انگریزی لشکر کے آنے کے لیئے قلعہ کا ایک دروازہ کھولدیگا وال پول صاحب نے اس بیان کو سچ نہین جانا۔ اور خود کچھ زیادہ تجسس نہین کیا انہون نے یہہ اپنے نزدیک سمجھ لیا کہ قلعہ کے اندر پندرہ سو باغی ہین۔ غرض بغیر تحقیقات کے وال پول صاحب نے اس قلعہ پر حملہ کرنے کے لیئے اپنی سپاہ مغربی و جنوب کی طرف کو ضعیف سمجھ کر بھیجی۔ جب لشکر آگے بڑھا تو دشمن نے ایسی آگ برسائی کہ بہت سی سپاہ ماری گئی اور زخمی ہوئی کپتان روس گرو صاحب نے جو حملہ کر رہے تھے بگل کے ذریعہ سے جنرل کو اطلاع دی کہ یہان دروازہ نہین ہے زینے بھیجو تو وہ انپر چڑھ کر اس قلعہ کو فتح کرے۔ گرو صاحب پاس وال پول صاحب کا کوئی جواب نہین آیا۔ آدمی زیادہ لڑنے لگے اور دشمن اور اس کے درمیان چند قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ انہون نے پھر کمک کی اور زینون کی درخواست کی اور یہہ بیان کیا کہ خندق کے پار جانا بغیر زینون کے ناممکن ہے۔ فوراً کپتان کیف صاحب سکھون کو ساتھ لیکر آئے۔ کیف صاحب کے سپاہی خندق مین گئے انکے سپاہیون کے پاس زینے نہین

وہ کتون کی طرح مارے گئے جو افسر مارے گئے انمین اڈورڈ ولوبائی بھی تھے۔ کیف صاحب کے جو ایک سوبیس آدمی اپنے ساتھ لائے تھے ان مین چھیالیس مرے اور دو زخمی ہوئے۔ انہون نے یہہ سمجھکر کہ لڑنا بے فائدہ ہے اپنے باقی آدمیون کو بلایا اور ولوبائی کی لاش کو دو سپاہیون طامسن اور سنبس کے ساتھ کیف صاحب نکال لائے اور خود زخمی ہوئے اس بہادرانہ کام کے جلدہ مین انکو وکٹوریا کروس ملا گرود صاحب پاس کوئی حکم نہین پہنچا وہ اپنی سپاہ کے ساتھ دشمن کی آگ مین کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد ایڈیرین ہوپ صاحب فقط ٹیلر صاحب کو ساتھ لیکر آئے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب سپاہ اس طرح قلعہ کے ایک رخ کی طرف لڑ رہی تھی تو وال پول صاحب نے الادھنت قلعہ کی دیوار پر دوسرے رخ پر گولے مارنے شروع کیئے جسکی خبر ایڈرین ہوپ صاحب کو ہوئی کہ دوسری طرف سے جو گولے مارے جاتے ہین وہ اپنے ہی لڑنے والون پر گرتے ہین۔ وال پول صاحب پاس وہ گھوڑے پر سوار ہوکر گئے یہہ تحقیق نہین معلوم ہوا کہ انمین کیا باتین ہوئین مگر ہوپ صاحب نے ٹیلر صاحب سے کہا کہ وال پول صاحب نے انکے کہنے کا یقین نہین کیا اور انکی طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود جاکر دیکھین گے۔ جب گرود صاحب نے ہوپ صاحب کو دیکھا تو وہ گھوڑا اور دوڑا ہوا ان پاس گیا اور کہا کہ جنرل یہہ جگہہ تمہارے لئے نہین ہے خدا کے واسطے نیچے لیٹ جاؤ مگر اب اس کہنے کا وقت نہین رہا تھا انکا جسم دشمنون کی آماج گاہ بن گیا تھا۔ فوراً ہوپ صاحب کے ہاتھون مین ان کا دم نکل گیا۔ ہوپ صاحب کی بھی ٹوپی اور کپڑے مین گولیان لگین۔ گرود صاحب نے ٹیلر صاحب سے کہا کہ مین بغیر حکم کے مراجعت نہین کرسکتا مجھے فقط ہیڈن کی ضرورت ہے تو ٹیلر صاحب وال پول صاحب کے پاس اطلاع کرنے گئے۔ اس عرصہ مین گرود صاحب خندق کے کنارہ پر دو آدمیون کے ساتھ رینگتے ہوئے گئے کہ قلعہ مین جانے کا کوئی رستہ ملجائے مگر جب انکے ساتھ کا آدمی انگریزون ہی کے گولے سے جو قلعہ کی دوسری طرف سے آتا تھا مارا گیا تو وہ الٹے چلے آئے۔ کچھ منٹ کے بعد میجر کوکس حکم لیکر آئے کہ لشکر مراجعت کرے جسکی تعمیل ہوئی نقصان بڑا بھاری ہوا۔ لفٹنٹ ڈگلس اور میجر صاحب اور ۵۵ آدمی مارے گئے اور دو افسر زخمی ہوئے اور لفٹنٹ ہاکنس بھی مارے گئے۔ ان چاروں افسرون کے مارے جانے سے

قومی نقصان ہوا۔

اسی رات کو باغیون نے قلعہ خالی کر دیا۔ نرپت سنگھ نے اپنے قول کے موافق قلعہ انگریزون کے حوالہ کیا۔ اپنے تخت کا پاس رکھکر اسنے سفر کیا۔ وال پول نے ناحق یہ خونریزی کرائی اس دیان مین افسران مذکور اور سو سے زیادہ اور آدمی مقتول ہوئے اور اڈرین ہوپ کا مرنا بڑا قومی رنج وملال کا سبب ہوا اسپر گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے بڑا اپنا افسوس ظاہر کیا۔

روییان سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک گانون نہایت مستحکم رام گنگا کے کنارہ پر سرسا ہے جو علی گنج سے بہت دور نہین ہے اس مین باغی بھرے ہوئے تھے۔ وال پول نے اسپر ہی بیس توپین ایسی چلائین کہ باغی گانون سے بے سرو پا ہو کر دریا پار بھاگ گئے اور اپنی چار توپین چھوڑ گئے مگر انکے تعاقب کا انتظام اچھا نہین کیا گیا اس لیئے ان مین سے بہت سے بال بال بچکر بھاگ گئے۔

رہیل کھنڈ کی جو جانب فتح گڈھ کی طرف ہے وہان وال پول صاحب ۲۷۔ اپریل کو کمانڈر انچیف سے مل گئے۔ یہہ لشکر شاہجہان پور کی طرف گیا اسکو باغیون نے خالی کر دیا پھر لشکر بغیر کسی مزاحمت کے میران پور کے کٹرہ مین گیا یہان ۳ مئی کو جنرل پینی کا لشکر بھی آملا۔ سر کولن نے رڑکی مین ایک برگیڈ رہیل کھنڈ کی فتح کے لیئے مقرر کیا تھا۔ کرنیل کوک اس کے کمان افسر تھے وہ ۲۲۔ فروری ۱۸۵۸ء کو رڑکی مین آئے۔ سامان بار برداری کے تیار کرنے مین اپریل کا مہینہ نزدیک آگیا۔ ملک کے برباد ہونے کے سبب سے بار برداری کا سامان مشکل سے میسر ہوتا تھا۔ کوک صاحب کو تیرا نا انتظام بنجارون کا یاد آیا تراائی مین بہت سے بیل چرنے آئے تھے انہون نے انکے مالکون کو بلا کر بنجارون کا سا انتظام کر دیا جس سے بار برداری کی دقتین دور ہو گئین۔ جب لشکر کا سب سامان سفر تیار ہو گیا تو دفعتہً کوک صاحب کے اوپر افسر کرنیل جان جونس کو مقرر کر دیا۔ مگر پھر بھی سارا اختیار کوک صاحب کے ہاتھ مین رہا ہردوار سے کوک صاحب گنگا پار اتر کر نگینہ کی طرف چلے۔ چار میل چلے تھے کہ بھوگن پور مین انکو باغی بہت سے ملے انکے پاس چھ توپین تھین۔ کوک صاحب نے انکو فاش شکست دی وہ ایسے ہوش باختہ ہو کر بھاگے کہ اپنا سارا ساز و سامان اور توپین چھوڑ گئے۔ ہتھیار اور

کپڑے تک اتار اتار کر پھینکے گئے کر بھاگ گئے مین آسانی ہے۔ امام بخش خان جمعدار نے ملتانی سوار لیکر بڑا کام کیا کہ وہ ایک قلعہ پہنچا اور اسکو ایسا دھمکایا اور پھسلایا کہ اہل قلعہ نے اپنے ہتھیار اسکے سامنے رکھ دئے اور اس کے نواب کو وہ مقید کر کے لشکر مین لایا

۱۸-کو جونس صاحب نجیب آباد گئے۔ باغی یہان سے چلے گئے تھے اور قلعہ فتح گڈھ بھی خالی پڑا تھا۔ ان دو مقامون مین باغیون کی آٹھ توپین اور میگزین انکے ہاتھ آیا۔ پھر ۲۱ کو انہون نے نگینہ کی طرف کوچ کیا وہان انہون نے سنا کہ دس ہزار پیادے اور دو ہزار سوار موجود ہین جنکے پاس پچاس توپین ہین اور ایک مستحکم مقام مین مقیم ہین۔

۲۱-اپریل کو باغیون کے اس لشکر کو نگینہ کے قریب انہون نے شکست فاش دی۔ اس لڑائی مین کیورٹن صاحب نے اور ان کے ملتانی سوارون نے بڑی بہادری اور جوانمردی کے کام کیے انہون نے ایک ٹیلیگراف کے انگریز کو جو باغیون کی قید مین تھا اپنی جان جوکھون مین ڈالکر چھڑایا۔

جب کیورٹن صاحب باغیون کے [illegible] دار اور انکے سو سوارون کو قتل کر کے آگئے تو انہون نے دیکھا کہ شکست یافتہ باغیون کا لشکر آٹھ سو پیدلون اور پانچ سو سوارون کا کئی توپون کو لیئے ہوئے چلا آتا ہے وہ سڑک کی ایک جانب مین درختون کے اندر بالکل چپ چاپ اسلیئے ہو بیٹھے کہ ان کے ساتھ ہاتھی تھے جس سے انہون نے یہہ گمان کیا کہ ہاتھیون کے ہونے سے ان کے ملتانی سوارون کو باغی یہہ سمجھینگے کہ وہ نواب کا لشکر ہے۔ چنانچہ باغی انکے لشکر کو اپنے دوست کا لشکر سمجھ کر پاس آگئے تو ایک انگریز نے نکل کر آواز دی کہ حملہ کرو تو سپاہ نے ان باغیون کو دل کر کچلا نکالا۔ ایک سو باغی مارے گئے اور ایک سبز علم اور کئی توپین چھوڑ کر بھاگ گئے۔ انگریزون کا بہت تھوڑا نقصان ہوا۔ لفٹنٹ کوسٹ لنگ کے مارے جانے کا افسوس ہوا۔ رڑکی کالج کے ایک نوجوان طالب علم نے لڑائی مین بڑی بہادری دکھائی جسکا صلا اسکو یہہ ملا کہ وہ ہندوستانی سپاہ [illegible] مقرر ہوگیا۔

بجنور مین انگریزی عملداری پھر قائم ہوگئی۔ جونس صاحب نے یہان قیام نہین کیا مراد آباد مین کوچ کیا۔ نواب رامپور [illegible] کے [illegible] خیر خواہ تھے [illegible] ساری رعایا انگریزون کے

آنے سے یہان بڑی خوش ہوئی - ۱۲- اپریل کو فیروزشاہ شاہزادہ دہلی روہیلکھنڈ کے
باغیون کا ساتھ چھوڑکر مرادآباد مین چلا آیا تھا وہ شہر کے باشندون سے روپیہ اور رسد
مانگتا تھا مگر کوئی شہر کا آدمی اسکو کوڑی نہین دیتا تھا - جب اسکو انگریزی لشکر کی آمد کی
خبر ہوئی تو وہ بھاگا مگر دوسرے دن چھپکر شہر کے اندر ایک محلہ مین آیا - جونس صاحب ۲۶ اپریل کو
مرادآباد کے حوالی مین آئے اور اس کیمپ مین جان انگلس سول حاکم آئے - وہ شہر و شہزادہ فیروز شاہ کے
حال سے خوب واقف تھے انہون نے بریگیڈیر کوک کو اطلاع دی کہ شہر مین باغیون کے
بڑے بڑے سرغنہ چھپے ہوئے بیٹھے ہین - کوک صاحب نے انکے گرفتار کرنے کے لیئے
ملتانی سوارون کو ساتھ لیا - اور اکیس مشہور باغیون کے سرغنون کو ان کے گھر پر چڑھ کر
گرفتار کیا - جب انپر ایک مکان کی بلندی پر سے گولے آئے تو وہ تنہا اس مین چلے گئے
وہان سات باغی تھے جنمین سے تین کو اپنے طپنچے سے مارا اور دو کو تلوار سے جب تک
روکے رکھا کہ انکی امداد آئے - انہین سے فیروزشاہ نکل کر بھاگ گیا - چند روز کے بعد جونس صاحب
کمانڈرانچیف کے لشکر سے بریلی کی تسخیر مین شریک ہوگئے -

سرکولن شاہجہان پور مین پانچ سو سپاہ معین کرکے اور یہان کپتان ہیل کو کمان افسر
مقرر کرکے بریلی کی طرف چلے اور ۴ مئی کو فریدآباد مین بریلی سے ایک منزل پر پہنچے -
روہیل کھنڈ کی دارالحکومت بریلی مین خان بہادرخان کی حکمرانی چلی جاتی تھی اس کی سپاہ کی
تعداد تحقیق نہین معلوم مگر جاسوسون کی زبانی یہہ سنا گیا کہ خان بہادرخان کے پاس تیس ہزار
پیادے اور چھہ ہزار سوار تھے اور چالیس توپین تھین مگر یہہ تعداد یقینی غلط ہے -
سرکولن کی فرودگاہ اور بریلی کے درمیان ندی نٹیا تھی جسپر پل بنا ہوا تھا - شام کو اس پل سے
خان بہادرخان اترا اور ریت کے ٹیلون پر جو اس سڑک کے دوسری طرف تھے جسپر انگریزی لشکر
آنے کو تھا اپنی توپون کو لگایا اور پیادون سوارون کی لین اسطرح جمائی کہ وہ توپون کی خدمت
کرسکین اور ایک دوسری لین پرانی چھاؤنی مین قائم کی - ۵ مئی کی صبح کو سرکولن کے لشکر نے جنبش کی
اور جہان چھٹا میل لگا ہوا تھا وہان قیام کیا - کل سپاہ ان پاس سات ہزار چھہ سو سینتیس سپاہیون کی
تھی اور انیس میدانی توپین تھین اس لشکر کی دو لین مقرر کین دوسری لین کو بھیج اور محاصرے

آوازون کا غل شور ہوا مین پھیل رہا تھا انکے گھوڑون کی ٹاپون کی گرج میدان مین ہو رہی تھی

توپخانہ کی محافظت سپرد کی اور پہلی لین کو جب سات بجے پل کے قریب لائے تو دشمن نے اپنی
توپین چھوڑنی شروع کین دونو بازؤن پر سے برٹش سوار اور اپنی توپخانے نمودار ہوئے اور
انکی توپون نے دشمنون کی توپون کا جواب دیا۔ دشمنون کی پہلی لاین شکستہ ہوئی چند توپین
وہ اپنی چھوڑ کر پل کے پار چھاونی مین بھاگے انگریزی لشکر نے انکا تعاقب کرکے دبایا اور ندی
کے کنارہ پر میسرہ نے خیمہ لگایا اور میمنہ نے ندی کے پار عبور کیا اور پھر پل تک شہر کی طرف
آہستہ آہستہ کوچ کیا اور سکھون کی ایک رجمنٹ نے سڑک کے بائین طرف ایک غیر آئینی
سوارون کی لینون پر قبضہ کیا۔ دفعتہً غازی سبز پٹکے سر سے باندھے ہوئے سپرون کو
منہ کے آگے لگائے ہوئے تلوارین چمکاتے ہوئے آئے اور دین دین پکار کر یورش
کی وہ اول سکھون پر گرے جنکو انہون نے اپنی صفون سے بھگا دیا وہ بیالیسوین ہائی لینڈرز
کے پاس گئے جنہون نے انکی کمر تھامی۔ سر کولن اپنے گھوڑے پر سوار تھے ۴۲ رجمنٹ کو
انہون نے کہا کہ کھڑی ہو اور غازی جب ان کے نزدیک آئین تو ان پر سنگینین چلائین۔
۹۳ رجمنٹ نے حملہ کیا جسکا اثر اچھا ہوا لیکن سر کولن غازیون کے ہاتھ سے مارے جانے سے
یون بچ گئے کہ وہ گھوڑے پر سوار ایک کمپنی سے دوسری کمپنی مین دیکھنے کو جاتے تھے ایک
غازی کو انہون نے دیکھا کہ وہ بظاہر مردہ کی شکل انکے گھوڑے کی ٹانگون کے نیچے پڑا ہوا
تھا کہ دفعتہً وہ اپنے پاؤن پر کود کر تلوار سے سر کولن کو مارنا چاہتا تھا کہ ایک سکھ نے اپنی
تلوار سے اسکی گردن اڑا دی۔ غازی خوب لڑے کوئی ان مین زندہ سلامت نہین گیا۔
انہون نے اپنے کام کا حق ادا کیا۔ ہائی لینڈرس کی سنگینون پر جان دیدی مگر میدان وغا سے
منہ نہین موڑا۔ روہیل کھنڈ مین کئی دفعہ غازیون سے انگریزون سے لڑائی ہوئی ہر دفعہ انہون نے
حق غزا ادا کیا اپنی جانین دین اور دودرون کی لین [illegible] اور بہیر بنگاہ کے آدمی زمین پر لوٹ رہے تھے
جنکے سر پھٹے ہوئے تھے اور زخمون سے خون بہ رہا تھا عورت مرد بچے گھوڑے اونٹ انکی
بھیانک آوازین نکال رہے تھے اور نہایت پریشان ایک طرف بھاگ رہے تھے۔ ڈومبر کے
ڈریگون نے سوارون پر حملہ کیا اور وہ ٹکرا کر بے ترتیب چلائین تو سوار ایسے جلد منتشر ہو گئے
جیسے وہ جلد آئے تھے۔ لڑائی چھ گھنٹے تک جاری رہی لو چل رہی تھی کئی آدمی لو لگنے سے

مرچکے تھے سپاہ پیاس کے مارے مری جاتی تھی اور بڑی مضمحل ہوگئی تھی۔ سرکولن نے اس کے حال پر رحم کرکے آرام کرنے کا حکم دیا اور فتح کو نامکمل رکھا دوسرے دن ۶ مئی کی صبح کو سرکولن چھاونی میں گئے تو انکو معلوم ہوا کہ خان بہادر خان بہت سی سپاہ ساتھ لیکر بھاگ گیا۔ جونس صاحب شہر میں شمال کی طرف سے توپیں مارتے ہوئے داخل ہوئے۔ دوسرے دن ۷ مئی کو شہر پر بالکل قبضہ ہوگیا اور انگریزی لشکر کے دونو کولم آپس میں مل گئے۔ رات سے پہلے سرکولن پاس شاہجہان پور کے مفسدون کی خبر آئی۔

کرنیل ہیل صاحب شاہجہان پور میں کمان افسر تھے وہ بڑے بہادر جری اور دانشمند تھے وہ یہہ جانتے تھے کہ غالباً مجھپر دشمنون کا حملہ ہوگا اس لیئے انہون نے جیلخانہ کی جو سب سے زیادہ مستحکم مقام تھا حصار بندی کرکے اور زیادہ استوار دمدمہ بنایا اور اس سے باہر درختون کے اندر اپنے خیمہ لگائے۔ ۳ مئی کی صبح کو انہون نے سنا کہ مولوی کے ماتحت ایک بڑا لشکر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر آگیا ہے اسی وقت انہون نے خیمون کے اکھیڑنے کا حکم دیا اور سارا اسباب اپنے دمدمے میں لے گئے۔ دشمن نے کنہوٹ ندی سے عبور کرکے جیلخانہ پر گولہ زنی شروع کی۔

سرکولن نے شاہجہان پور کی خبر سنتے ہی جونس صاحب کو حکم دیا کہ وہ سفر کرکے ہیل صاحب کو جاکر بچائیں۔ جونس صاحب تین دن سفر کرکے ۸ مئی کو ندی کے کنارہ پر آئے۔ مولوی صاحب سوارون کو ساتھ لیئے ہوئے انکے اترنے کو روکنے کے لیئے موجود تھے جونس صاحب نے بھاری توپون کے چند گولے سوارون پر مارے سوار پل سے پار بھاگ گئے تو جونس صاحب نے اپنی میدانی توپون کے گولے مارنے شروع کیئے تو وہ سوار شہر کی گلیون میں بھاگ گئے وہ انکے پیچھے گئے اور شہر پر گولے مارے اس سے کئی مکانون میں شعلے اٹھنے لگے۔ پھر جونس صاحب جیلخانہ کے قریب گئے دشمنون نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا انکو دیکھکر دشمن محاصرہ کو چھوڑکر بھاگے اور جونس صاحب ہیل صاحب سے بے مزاحمت جاکر ملے۔ باغیون کی تعداد ایسی کثیر تھی کہ یہی مناسب جانا کہ انسے صرف اپنی محافظت کرنی چاہیئے انکے پیچھے نہین پڑنا چاہیئے اور امداد کے لیئے سرکولن سے درخواست کی جائے۔

۱۱ مئی کی سرگذشت اوپر بیان ہوئی۔ ۱۲ اور ۱۳ اور ۱۴ مئی اس لڑائی کی تیاریون مین صرف
ہوئے جو آیندہ عنقریب ہونے والی تھی۔ جونس صاحب نے اس سامان کی افزائش مین کوشش
کی جو مقابلہ کرنے کے لیئے کام مین آئے۔ مولویصاحب پاس بھی نئی نئی کمکین جمع ہوتی جاتی
تھین۔ مولویصاحب کے کیمپ مین پہلی لڑائیون کے بھاگے ہوئے باغی اور بہت سے
باغی زمیندار اور لٹیرے بدمعاش اور لکھنؤ کی بیگم اور مرزا فیروزشاہ کے آدمی نانا کے
بھیجے ہوئے سپاہی جمع ہوئے۔ ۱۵ کو مولوی نے ایک تیز حملہ کرنے کا قصد کیا اپنے اپنی کل
سپاہ سے جونس صاحب پر حملہ کیا۔ جونس صاحب کے ساتھ وہ سپاہی تھے جو میدان جنگ مین
کبھی اپنی پیٹھ دشمن کو دکھانا نہین جانتے تھے۔ جونس صاحب پاس سوار نہین تھے اسلیئے
وہ دشمن کے کیمپ سے لڑکر عوض نہین لے سکتے تھے۔ لیکن دشمن بھی انسے ایک انچ زمین
نہین چھین سکے۔ شام ہوگئی۔ دشمنون نے حیران ہوکر حملہ کرنا موقوف کیا۔ جونس صاحب کا لشکر
اپنی جگہ سے ایک بالشت نہین ہٹا۔ تین دن بعد خود سرکولن اس تماشاگاہ مین تشریف لائے
اب آگے انکا بیان کیا جاتا ہے۔

مولوی پاس سپاہیون کا جمع ہونا۔

۸ مئی کو سرکولن کیمبل نے جونس صاحب کو شاہجہانپور روانہ کیا انہون نے یہہ سمجھ لیا کہ مین نے
مولوی کا فیصلہ کردیا اور ملک کو جہانتک اودھ مین باغیون سے پاک صاف کردیا۔ روہیلکھنڈ کی
لشکرکشی ختم ہوئی اس لیئے انہون نے سپاہ کو اس طرح تقسیم کیا۔ جنرل وال پول کو روہیلکھنڈ کی
سپاہ کا ڈویژنل کمانڈر مقرر کیا ان سپاہیون کو بتلادیا جو بریلی مین گیریسن اور اودھ مین جائینگی
اور ایک یا دو میرٹھ کو جائینگی۔ انہون نے بریگیڈیر کوک کو ایک بڑی سپاہ دیکر اس کام کے
لیئے مقرر کیا کہ وہ خان بہادر خان کا تعاقب پیلی بھیت مین کرین جہان وہ بھاگ کر گیا ہے
پھر ان سب کامون کو کرکے سرکولن ۱۵ کو بریلی سے فتح گڈھ کو روانہ ہوئے۔
۱۶ کو فریدپور مین سرکولن پاس جونس کا پیغام بطلب کمک آیا۔ دوسرے دن وہ احتیاط
کے ساتھ تلہر مین آئے آج شام کو ان پاس خبر آئی کہ مولوی شاہجہانپور پر حملہ کر رہا ہے
اور اسکی بڑی سپاہ محمدی کی طرف جاتی ہے سارے ملک پر وہی حکمران ہے۔
۱۸ مئی کو سرکولن نے شاہجہانپور کی طرف کوچ کیا۔ دشمن نے پندرہ سو سوارون اور پانچ

سرکولن کا جونس صاحب کو شاہجہانپور بھیجنا اور سپاہ کو تقسیم کرنا ×

توپون سے اپر حملہ کرنے کے لیئے آنکھین دکھائین۔ وہ سر کولن بریگیڈیر جنرل جونس سے جا ملے انگریزی لشکر سوارون کے لحاظ سے ضعیف تھا اس لیئے کوئی ایسی لڑائی وہ نہین لڑ سکتا تھا کہ جس سے کوئی قطعی فیصلہ ہو۔ تعاقب کرنا سپاہ کا ہلاک کرنا تھا۔ کچھہ سوار دشمن کے مقام کے تجسس مین گئے ہوئے تھے کہ اپر دشمنون نے پن سہٹ گاؤن سے توپین ماریں اور پھر دشمنون کے سوارون نے نکلکر سر کولن کی کل سپاہ پر حملہ کیا۔ توپون کے چلانے مین دشمنون نے اپنا ہنر و سلیقہ دکھایا مگر آخرکو وہ میدان جنگ مین پاؤن نجا سکے بھاگ نکلے۔ یہہ واقعات ١٥ اور ٢٤ مئی کے درمیان واقع ہوئے۔ دشمنون کے بھگا دینے سے سر کولن کو اطمینان ہوا۔ انہون نے ایک قطعی جنگ کو جب تک ملتوی کیا کہ زیادہ سپاہ اور سوار کمک کو آئین انہون نے بریگیڈیر کوک کو حکم بھیجا کہ وہ جسقدر جلد ممکن ہو اپنے بریگیڈ کو شاہجہان پور لیجائے۔

کوک صاحب الٹے پھر کر کمانڈر انچیف سے ٢٢ مئی کو آن ملے۔ ٢٤ کو کل لشکر نے دشمن پر حملہ کرنے کے لیئے سفر کیا۔ مولوی نے پھر سر کولن کو حیران کیا اسکی سوار انگریزی سپاہ کے تھوڑی جانے کے بائین ہوئے جسوقت تعاقب کرنیوالون نے توپونکی مارنے کے لئے توقف کیا تو مولوی اور اس کے دوستون نے اس مقام کو خالی کر دیا اور اسکی مستحکم عمارتون کو غارت کر دیا اور اودھ مین الٹے چلے گئے یہی کام انہون نے قلعہ کھینچی مین کیا۔ اس لشکر کشی کا نتیجہ یہہ تھا کہ رہیل کھنڈ باغیون سے صاف ہو گیا۔ یہہ ہم آیندہ بیان کرین گے کہ اودھ مین باغیون کا استیصال کس طرح ہوا۔ جب مولوی رہیلکھنڈ سے نکل گیا تو دونو بریگیڈ رہیل اور رڑکی کے شکستہ ہو گئے اور انکی پلٹنین اپنے اپنے مقامون مین چلی گئین۔ کمانڈر انچیف فتح گڈھ کو روانہ ہوا۔ کرنیل ہیم کار لینا شاہجہان پور مین کمانڈر مقرر ہوئے۔

اب ہم چند واقعات ضروری بیان کرتے ہین اول مولوی کا مرنا اور پھر ہیل صاحب کی وفات خاص کر مولوی کا حال بیان کرنے کے قابل ہے سر طامس سیٹن صاحب مولوی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ وہ بڑی لیاقت و قابلیت رکھتا تھا وہ ایسا شجاع تھا کہ خوف نہین کرتا تھا اور اپنے عزم مین پکا اور ارادہ مین بڑا مستقل تھا باغیون مین اس سے بہتر کوئی سپاہی نہین تھا۔ اس مولوی کو انگریز کہتے ہین کہ اسنے اپریل ١٨٥٧ء مین چپاتیان تقسیم کرائین تھین اور فتنہ انگیزی کے لئے سارے

اودھ میں کاغذ دوڑائے تھے۔ وہ اس جرم میں گرفتار ہوا اور اسکو پھانسی لگنے کا حکم دیا گیا مگر پہلے اس سے کہ اس حکم کی تعمیل ہو اودھ میں غدر ہو گیا اور وہ جیلخانہ کے فرش سے اٹھ کر سلطنت کے عرش پر پہنچ گیا۔ یہہ فخر اس مولوی ہی کو حاصل ہے کہ اسنے سر کولن کو میدان جنگ میں دو دفعہ ناکامیاب رکھا۔

مولوی اور راجہ پوایان

اتنک مولوی صاحب کے یہی دم خم چلے جاتے تھے انکے عزم جزم میں کچھ فرق نہیں آتا تھا انہونے اپنا امام شاہ رکھا تھا وہ بہ نسبت اور باغیون کے اس خطاب کے لیئے زیادہ مستحق تھے جو سنگ کولم سے بچ کر انہون نے پالی کے سٹیشن پر حملہ کیا اور ایک ہندوستانی اہلکار کے اعضا کو قطع کیا۔ ۵-جون کو مولوی ہاتھی پر سوار ہو کر پوایان اس غرض سے پہنچا کہ راجہ پوایان پاس جو سرکار انگریزی کے ملازم چھپے ہوئے بیٹھے ہین انکو حوالہ کرے۔ جب وہ آیا تو اس نے دروازہ کو بند پایا۔ راجہ اور اسکا بھائی اور اسکے نوکر فصیل سے لگے ہوئے کھڑے تھے انہین اشارون مین کچھ باتین ہوئین مولوی نے جانا کہ مین اندر بیدر جا سکتا ہون اسنے مہاوت کو حکم دیا کہ ہاتھی سے دروازہ ٹکرا دے۔ ہاتھی نے اپنی مستک سے دروازہ پر دو تین ٹکرین مار کر توڑا کہ راجہ کے آدمیون نے مولوی پر گولیان چلا کر مار ڈالا۔ راجہ کے بھائیون نے اسکا سر کاٹ لیا۔ راجہ سر کو رومال مین لپیٹ کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہجہان پور کے مجسٹریٹ پاس سر کو لے گیا جو اس وقت اور دوستون کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھانا کھاتے تھے راجہ نے رومال کھول کر مولوی کا سر دکھایا جسکو مجسٹریٹ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے دوسرے دن یہہ سر کوتوالی مین لٹکایا گیا۔

اگر وطن کے محب ہونے کے یہہ معنے ہین کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لیئے جو غلطی سے برباد ہو گئی ہو سازشین کرے اور لڑائیان لڑے تو یقینی مولوی اپنے ملک کا محب صادق تھا۔ اسنے کبھی اپنی تلوار کو مخفی اور سازشی قتلون سے خون آلود نہیں کیا وہ بہادرانہ معرکہ آرا جنگجو اور اجنبیون سے ہوا جنہون نے اسکا ملک چھین لیا تھا بس ساری قومون اس مولوی کی یادگاری کی تعظیم و ادب کا جو شجاعت و صداقت کے لیئے لازمی ہین مستحق تھا۔

اس خوفناک دشمن کے قتل ہونے سے برٹش گورنمنٹ خوش ہو رہی تھی کہ اسپر ایک صدمہ عظیم یہ واقع ہوا کہ ولیم پیل نے وفات پائی وہ لڑائی میں زخمی ہوئے تھے اس زخم سے اچھے نہیں ہوئے تھے کہ انکے چیچک نکل آئی جس کے سبب سے اُنہوں نے وفات پائی انکا ماتم والم انگریزوں کے گھر گھر ہوا۔ ان میں ایسے اوصاف حمیدہ وخصائل جمیلہ تھے کہ کمتر آدمیوں میں ہوتے ہیں یہ پیل صاحب نیل کے کارخانہ دار تھے۔

جنہوں نے اعظم گڈھ کے ضلع میں بڑے بڑے کام اپنی لیاقت سے انجام دیئے جو پڑھنے والوں کو یاد ہونگے کہ ان کاموں سے کیسے کیسے فائدے حاصل ہوئے ان کے زخم کی تکلیف کو موت نے مٹایا وہ بھی ان چند انگریزوں میں سے تھے جنہوں نے ہندوستان میں ایام غدر میں بڑے کام کئے تھے۔

باب پنجم

جارج پیٹرک لارنس اور راجپوتانہ

راجپوتانہ کے واقعات کی تاریخ جون ۱۸۵۷ع تک پہلے لکھ چکے ہیں جس میں بیان کیا گیا کہ جارج پیٹرک لارنس کی دانائی اور پیش بینی نے باغی سپاہیوں کی کسی مفسدہ پردازی کو چلنے نہیں دیا۔ اور اس وسیع ملک میں برٹش حکومت کو قائم رکھا۔ جون میں جو اُنہوں نے امن قائم کیا تھا وہ جولائی میں بھی قائم رہا۔ جنرل لارنس کا صدر مقام اجمیر میں تھا وہ کبھی ضرورت کی صورت میں جیور اور نصیر آباد جاتے تھے وہ اپنا گارڈ مہر دار ٹلوں کو رکھتے تھے جس سے یہ معلوم ہو کہ انکو یہاں کے آدمیوں پر کوئی بے اعتباری نہیں تھی۔ راجپوتانہ کے سب راجہ مہاراجہ اور راؤ و ٹھاکر لارنس صاحب پر بڑا اعتبار اور بھروسا رکھتے تھے اور انکی تعظیم وتکریم دل سے کرتے تھے جنرل لارنس صاحب بھی انکی ہر طرح سے خاطر جمعی اور تسلی کرتے تھے وہ خود اپنے تئیں ایسا نمونہ بناتے تھے جس سے معلوم ہو کہ کوئی محل خوف وخطر نہیں ہے۔ ان [illegible]

چند مرتبہ مہاجنون نے اپنے اہل و عیال باہر بھیجدیئے تھے۔ لیکن جنرل لارنس نے بندوبست
ایسا عمدہ کیا کہ مہاجنون کو ایسا بھروسہ ہوا کہ اپنے کنبون کو پھر بلالیا جب اجمیر میں تھے تو سارے معمولی کام کچہری وغیرہ کے
بدستور سابق کرتے دوپہر دن شہر مین جانے سے شہر مین بہت سے بدخواہ سپاہی بیٹھے ہیبتناک
و خونخوار چہرے دکھاتے تھے لیکن پھر بھی انکا ادب نہایت تعظیم و تکریم سے کیا جاتا تھا گو وہ
رعایا پر عنایت و شفقت کرتے تھے مگر بدکارون کے سزا دینے مین کوئی او رعایت نہین کرتے
اور ہیبت ناک و خونخوار چہرون کا ذکر ہوا ہے سو عام قاعدہ ہے کہ سارے ملکون کے
بڑے بڑے شہرون مین ایسے آدمی موجود ہوتے ہین جنکو ہر روک و قید سے نفرت ہوتی ہے جیسے کہ
مجرم ہمیشہ جا بجا ہوتے ہین اور وہ لوگ جنکے پاس کچھ نہین ہے اور وہ دیانت کے ساتھ محنت
ریاضت کرکے روٹی کمانی نہین چاہتے وہ ہمیشہ مطلق العنان اور شتر بے مہار ہونا چاہتے ہین۔
ایسے لوگ مفسدہ پردازی کرتے ہین مگر گذشتہ ۵۷ء مین یہہ صورت تھی کہ مفسدہ پرداز سپاہی تھے
ہندوستانی ریاستون کی سپاہ سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کرنے مین ہمساز و ہمنفس تھی
اسکا سبب یہہ تھا کہ یہہ دونو سپاہ مین ہم مذہب ہم قوم و ہم وطن تھین اس لیئے آپس مین ہمدردی
و دلسوزی کرتی تھین۔

باوجود جنرل لارنس کے اس انتظام کے ۱۰ اگست کو اجمیر کا جیلخانہ توڑ کے پچاس قیدی بھاگ
گئے۔ جنرل لارنس خود گھوڑے پر سوار ہوکر اور پولیس سوارون کو ہمراہ لیکر بھاگے ہوئے قیدیونکو
گرفتار کرنے گئے اور چند شریف مسلمان انکی اس کام مین مدد کرنے کے لئے ہمراہ ہوئے اور
اور بڑا اخلاص ظاہر کیا جن قیدیون نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے۔ جو زندہ بچے وہ گرفتار کئے گئے
دوسرے دن سپاہیون نے اپنے دانت دکھائے۔ جنرل لارنس نے جو رجمنٹین
ڈیسہ سے طلب کی تھین اور وہ ۱۲ اگست کو نصیرآباد سے آئی تھین ان مین بارہوین رجمنٹ
پیدل بھی تھی۔ پہلا [illegible] سوارون کی [illegible] مین سے ایک سوار اپنے گھوڑے پر چڑھ کر
[illegible] اجمیر [illegible] عمل ہوتا رہا کہ اسکی
رجمنٹ کے سوار بغاوت کرینگے [illegible] کوئی اسکے ساتھ نہین ہوا
ایک ہندوستانی افسر [illegible] اسپر اسنے گولی چلائی مگر وہ

خالی گئی۔ وہ سوار بارہوین بمبئی کی رجمنٹ کی لین کی طرف گیا تو سپاہیون نے اسکو لیجا کر پناہ دی اس اثناء مین برگیڈیر سہنری سیکین پریڈ پر آئے اور فوراً بارہوین رجمنٹ کے سپاہیون کو حکم دیا کہ وہ باہر آئین صرف چالیس سپاہیون نے اطاعت کی تو برگیڈیر توپین اور تراسوین رجمنٹ کی ایک کمپنی کو ساتھ لیکر بارہوین رجمنٹ کی لین پر گیا تو باغی سوار مذکور نے برگیڈیر پر گولی چلائی مگر وہ خطا ہوئی تو پھر اس اصل باغی سوار کو ایک توپچی نے گولی سے مار دیا۔ بارہوین رجمنٹ پریڈ پر بلائی گئی اور جن سپاہیون نے پہلے عدول حکمی کی تھی انسے ہتھیار لے لئے گئے اور کورٹ مارشل مین سرغنون کی تحقیقات ہوئی پانچ کو پھانسی ملی اور تین حبس قیدی ہوئے۔ پچیس سپاہی پہلے سے بھاگ گئے۔ باقی سپاہیون نے اپنی حرکت پر پشیمانی و تاسف کا اظہار کیا تو انکو ہتھیار دیدیئے گئے انہون نے بعد ازان اپنا چال چلن درست رکھا۔

ایک دوسرے مقام پر اس طرح کی حالت پیش آئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جب نیمچ کی چھاونی کی ہندوستانی سپاہ نے سرکشی کی تو جنرل لارنس نے اس مقام مین سوار و کوٹہ بوندی کی سپاہ مین بلاکر متعین کی تھین لیکن پھر اس سپاہ پر اعتبار کم ہوگیا تو انہون نے حکم دیا کہ انکی جگہہ دوسری بمبئی کی لائٹ کیولیری کا ایک دستہ اور تراسوین رجمنٹ کے سو سپاہی اور بارہوین رجمنٹ پیدل بمبئی کے دو سو سپاہی متعین کئے جائین لیکن جیسی کہ پہلی سپاہ مین بعض بدخواہ تھے ایسی ہی اس مین تھے۔ ۱۲- اگست کو دوسری رجمنٹ کے بعض سوارون نے اور بارہوین رجمنٹ کے بعض پیدلون نے دنگہ مچانا چاہا۔ لیکن کرنل جیکسن کمانیر افسر نے بڑی پھرتی کی کہ پہلے اس سے کہ بغاوت ہو انہون نے تراسوین رجمنٹ کے گورون کو لاکر سرغنون کو گرفتار کرلیا۔ آٹھ ان مین سے بھاگ گئے ایک گورہ مارا گیا اور ایک افسر اور دو گورے زخمی ہوئے۔ لیکن بغاوت کی کلی کھلنے نہ پائی کہ پژمردہ ہوگئی۔

ریاست سروہی مین آبو ایک پہاڑ ہے جسپر موسم گرما مین گورنر جنرل کا ایجنٹ اور اکثر اسکے افسرون کے بیوی بچے جاکر رہتے ہین۔ اسوقت جنرل لارنس کی بیوی اور دو بیٹیان اور اکثر ان افسرون کے اہل و عیال وہان تھے جو میدان جنگ مین لڑتے تھے یورپین بارکین

تیراسوین پلٹن کے تیس گورے رہتے تھے جو بیماری سے تندرست ہوئے تھے مگر ضعف و نقاہت انمین بیماری کے باقی تھے اور اس مقام کے محافظ ساٹھ سے ستر تک سپاہی جودھپور کے بی جی ان کے تھے انکا ہیڈ کوارٹرس ارن پورہ مین تھا اور انکے کمانیر افسر کپتان ہال صاحب تھے جودھپور بی جی ان مین توپچی و سوار اور پیادے تھے دو توپین تھین جنکو اونٹ کھینچتے تھے اور پیادے توپ چھوڑتے تھے۔ سوارون کے تین ترپ تھے ہر ایک ترپ مین دو ہندوستانی افسر اور آٹھ نن کمشنڈ افسر اور بہتر سوار تھے اور ایک نفیری نواز تھا۔ پیادون کی آٹھ کمپنیان تھین ہر ایک مین دو ہندوستانی افسر تھے اور بارہ نن کمشنڈ افسر اور ہر کمپنی مین اسی سپاہی اور تین کمپنیان بھیلون کی تھین جنمین ہر ایک مین ستر سپاہی سوا افسرون کے تھے بی جی ان مین سوار بڑے کارگزار مشہور تھے۔

۱۹۔ اگست کو بی جی ان کی پیدلون کی ایک کمپنی بسا یہ کے ایک باغی سردار کے روکنے کے لیے بھیجی گئی تھی وہ انادرا مین آئی یہان چند روز پیشتر بی جی ان کے سوار بھی اسلیے آئے تھے کہ چھوٹے گروہون مین تقسیم ہوکر دیہات بین رہین اور ڈیسہ اور آبو کے درمیان سڑک کو امین رکھین۔ دوسرے دن کپتان ہال دوپہر کے بعد انادرا مین آئے تاکہ ان سوارون کو دیہات مین رہنے کا حکم دیوین۔ سپاہیون کے بھیگے بارش کے سبب تربتر ہورہے تھے مگر سپاہی سب خوش و خرم تھے کپتان صاحب انکو ضروری احکام دیکر پھر کوہ آبو چلے گئے۔

۲۱۔ اگست کو کہر خوب پڑرہا تھا۔ کوہ آبو پر اکثر انگریز صبح کو دیر کرسوتے سے جاگنے کی عادت رکھتے تھے۔ مگر انادرا بین جودھپور کے بی جی ان کی یہہ عادت نہ تھی۔ وہ بہت سویرے اٹھے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور کہر کی تاریکی مین بارک کے دروازون پر جا پہنچے اور بارکون کی کھڑکیون مین سے جھانک کر گورون کو دیکھنے لگے کہ وہ ابھی سوتے ہین۔ انہون نے بندوقون کا منھ کھڑکیون کے اندر کرکے گورون پر گولیان چلائین مگر نشانہ انہون نے اوچھا لگایا گورے جو آواز سے ششدر ہوگئے اور انہون نے اپنی بندوقین سنبھالین گورنمنٹ نے ایک دربار لیون کی بارک کی... بچی انکا کچھ نقصان نہین ہوا پھر گورے

انادرا مین بی جی ان کی ایک کمپنی + انادرا سے ... مین بی جی ان کی ... یہہ روز بعد حملہ کیا

چودھپور کی بی جی ان رجمنٹ

بند و تین بھر کر باہر نکلے ایک باغی کو انہون نے مار ڈالا اور باقی باغیون کو جگا دیا۔
ایک گروہ باغیون کا کپتان ہال کے مارنے کے لیئے انکی کوٹھی پر گیا۔ اسکو معلوم ہوا کہ کپتان
صاحب سوتے ہین انہون نے مکان کے اندر گولیون کی باڑ ماری تو یہہ آواز سنکر کپتان
صاحب جاگے اور ایک دوسرے دروازہ سے مع اپنے کنبے کے نکلکر اسکول مین چلے گئے
جسکی حصار بندی پناہ لینے کے لیئے کی گئی تھی۔ کپتان صاحب یہان اپنے کنبے کو چھوڑ کر
چار گورون کو ساتھ لیکر گئے اور پہاڑ پر سے سب باغیون کو نکالدیا لیکن جنرل لارنس کے
بیٹے الکسنڈر کو زخمی کر گئے پھر وہ اچھے ہو گئے۔

یہ باغی پھر اپنے مقام ارن پورہ مین گئے اور اپنے ہمراہیون سے ملے اور اس مقام کو
خوب لوٹا اور جلا کر خاک سیاہ کیا اور پھر وہ اجمیر کی طرف راہی ہوئے۔ اندر پورہ مین
ایڈجوٹنٹ کونولی اور دو سارجنٹ اور ان کے بی بی بچے تھے۔ باغیون نے کونولی صاحب کو
اپنے ساتھ لیا اور دو سارجنٹون کو مع بی بی بچون کے چھوڑ دیا۔ پھر تین منزل کے بعد کونولی
صاحب کو بھی چھوڑ دیا جو چار خیر خواہ سوارون کے ساتھ اجمیر مین چلے آئے۔

عباس علی رسالدار کپتان کونولی کا خیر خواہ تھا جب باغیون نے صاحب مذکور کے مارنیکا
قصد کیا ہے تو اسنے اپنے سر پر سے پگڑی اتار کر ان سرکشون کے پاؤن مین رکھی جو سب انگریزونپر
بڑے غصہ ہو رہے تھے اور انسے کہا کہ پہلے اسے کہ وہ انگریزونپر ظلم و ستم کرین مجھ پر کرین۔
اسے پہلے کہ انکو مارین مجھے مار ڈالین۔ عبد العلی ایک اور افسر رسالہ کا تھا اسنے بھی رسالدار کی
پیروی کی اور مخدوم بخش اردلی تھا اسنے بھی صاحب کی خیر خواہی کا دم بھرا۔ غرض ان آدمیون نے
عزت پر جان کے قربان کرنے کا قصد کیا۔ اس رسالدار عباس علی نے کپتان میک میسن
صاحب ایجنٹ جودھپور سے یہہ درخواست کی کہ مین بہتسے سوارون اور توپون کے
ساتھ حضور کی خدمت مین بھاگ کر آنا چاہتا ہون بشرطیکہ میرا اور میرے ہمراہیون کا قصور
معاف کیا جائے اور ہم بدستور اپنی نوکریون پر بحال رہین۔ صاحب ممدوح تو اس درخواست
کو بڑی خوشی سے مان لیتے مگر گورنمنٹ کے اس حکم نے ان کے ہاتھ باندھ رکھے تھے کہ
تمام افسرون کو ممانعت کی گئی تھی کہ وہ ان باغیون سے جنکے ہاتھون مین ہتھیار ہون کوئی شرط

صلاحیت ذکر ہیں اسلئے انہوں نے رسالدار کو جواب دیا کہ اس حکم سے مجبور ہوں کہ تمہاری درخواست کو منظور نہیں کرسکتا لیکن اگر عباس علی ایسے کام کریگا جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ وفادار سپاہی کو کرنے چاہئیں اور اس طرح اپنے فرار ہونے سے باغیوں کا زور گھٹائیگا اس میں شبہ نہیں کہ گورنمنٹ اس کے معاملہ میں ملائمت کریگی اور اسکو بغیر کسی شرط کے معاف کریگی اور انعام دیگی۔ عباس علی اس حکم کو اپنی درخواست کی نامنظوری سمجھا اور وہ پھر بغاوت کا بڑا سرغنہ ہوگیا۔

باغی کونولی صاحب کو رہا کرکے اجمیر کی طرف بڑھے انکا راستہ جودھپور سے تھا ان کے روکنے کے لئے یا غارت کرنے کے لئے مہاراجہ جودھپور نے مونک مسن صاحب کی ہدایت کے موافق اپنی سپاہ بھیجی جسکا افسر نہایت بہادر اور لایق انار سنگھ اسکا بھائی تھا وہ پالی میں آیا جو راجدھانی کی سڑک پر تھی اور میدان جنگ میں انار سنگھ کی امداد کے لیے جنرل لارنس کے حکم کے موافق لفٹنٹ ہیتھکوٹ مقرر ہوئے۔ جودھپور کی سپاہ پالی میں حصار نشین ہوئی۔

باغی اجمیر کی سڑک پر پراگندہ ہوکر آوا میں گئے اور وہاں جاکر آوا کے ٹھاکر کے ملازم ہوگئے یہہ ٹھاکر مارواڑ میں درجہ دوم کا رئیس تھا یہہ راجہ جودھپور سے جو اسکا راجہ تھا عداوت رکھتا تھا۔ راجہ کی دشمنی کے سبب سے وہ راجہ کے بادشاہ کا یعنی انگریزوں کا بھی دشمن تھا اس ٹھاکر نے مونک مسن صاحب پاس چند شرائط لکھ کر بھیجیں کہ اگر آپ انکو منظور فرمائیں تو میں باغیوں کو اپنے قلعہ میں گھسنے نہ دوں اور آپ کا دل سے خیرخواہ ہوجاؤں مگر ان شرائط کا منظور کرنا گورنمنٹ کے حکم سے مونک مسن صاحب کے اختیار سے باہر تھا اس لیے وہ نامنظور کی گئیں ٹھاکر آوا کی باغیوں سے شرائط ٹھہر گئیں اور وہ انکا سردار ہوگیا۔

باغیوں نے پالی کی طرف کوچ کیا مگر یہاں راجہ جودھپور کی سپاہ حصار نشین تھی اس لیے انہوں نے حملہ کرنے میں توقف کیا مگر انار سنگھ اپنے مستحکم مقام سے باہر آیا اور باغیوں کے قریب خیمہ زن ہوا۔ ۸ ستمبر کی صبح کو لڑائی ہوئی اور جودھپور کے لشکر کو شکست ہوئی انار سنگھ مارا گیا اسکی سپاہ منتشر ہوگئی اور اسکی توپیں تھے ڈیرے اور اسباب جنگ باغیوں کے قبضہ میں آئے۔ ہیتھکوٹ صاحب میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

جنرل لارنس نے یہہ خیال کیا کہ اگر باغی آوا مین رہین گے اور انکی کوئی مزاحمت نہین کی جائیگی تو وہ فیض آباد اور ڈیبا کے درمیان ہماری مراسلت اور آمد و رفت کو بند کردین گے تو اسکا اثر علے العموم سارے ملک پر بڑا ہوگا انہون نے اس غرض سے بیور مین سپاہ جمع کی کہ جو باغیون کے نکالنے مین جودھپور کی سپاہ کی مدد کرین انکو کسی قدر اس بات پہ بھروسا تھا کہ اگر باغی آوا سے جدا ہوکر کھلے میدان مین آنکر لڑین گے تو انکو یقینی شکست ہوگی جس سے وہ متفرق و منتشر ہو جاینگے وہ اس امید کو فضول جانتے تھے کہ جو وسائل ان کے قبضہ و اختیار مین ہین انسے آوا کے اوپر حملہ کامیابی کے ساتھ ہوسکے اس لیئے کہ وہ ایسا استوار حصار تھا کہ بغیر بھاری توپون اور بڑی فوج کے محصور اور مفتوح نہین ہوسکتا تھا۔

جنرل لارنس اس سپاہ کے افسر بنکے آوا پر پہنچے اس قصبہ کی بڑی بلند فصیل تھی اس مین جانے کی راہ صرف ایک بڑے گھنے جنگل مین تھی جب انکا لشکر اس جنگل سے باہر نکلا تو اسپر قلعہ کی توپون سے اور ان توپون سے جو قلعہ سے باہر بلند پڑاو دن پر ایک تالاب کے نزدیک لگائی تھین گولون کا مینھ برسنے لگا ان توپون کا جواب جنرل کے لشکر نے ایسا دیا کہ باغی اپنی باہر کی توپون کو قلعہ کے اندر لے گئے اور جنرل کے لشکر کی ایک توپ اور ایک توپ کا پہیہ تھوڑی دیر کے لیئے بیکار ہوگیا۔ جنرل صاحب نے جو یہ خیال کیا تھا کہ کھلے میدان مین جنگ ہوگی وہ ظہور مین نہین آیا اور رات ہوگئی اس لیے جنرل نے فوج کو ہٹا لیا اور مقام چلیدوس مین جو ایک گاؤن آوا سے ساڑھے تین میل پر تھا چلے آئے کپتان میکسن پولیٹکل ایجنٹ جودھپور اونٹ پر سوار ہوکر آوا کو جنرل کی سپاہ سے ملنے آتے تھے کہ وہ ایک بگل کی آواز سے مغالطہ پر دشمن کے لشکر مین چلے گئے اور وہان دشمنون نے انکو قتل کر ڈالا۔ جنرل تین روز تک چلیدوس مین مقیم رہا کہ دشمن قلعہ سے باہر آنکر کھلے میدان جنگ مین آئے مگر جب وہ نہ آیا اور مخبرون کی زبانی بھی انکو معلوم ہوا کہ باغیون کا یہہ قصد نہین ہے کہ وہ کھلے میدان مین لڑنے آئین اور اپنے قلعہ کے استوار کرنے مین مصروف ہین تو جنرل نے اجمیر اور نصیر آباد کی طرف آہستہ روی کے ساتھ کوچ کیا گو آوا پر چڑھائی مین کامیابی نہین ہوئی اس سے یہ نفع حاصل ہوا کہ کوٹہ کے سوار راجپوتانہ مین

کوئی بغاوت نین بیتے تک نہین ہوئی ۔

ریاست بوندی کی ریاست کوٹہ ایک شاخ ہے اسکی جنوبی مغربی سرحد پر سیندھیا کی مملکت ہے اسکا رقبہ پانچ ہزار میل مربع تھا اور آبادی چار لاکھ تینتیس ہزار باشندون کی تھی اور مہاراؤ رام سنگھ یہان کا راجہ تھا ایک مددگار سپاہ سب قسم کی انگریزی افسرون کے ماتحت ۱۸۳۸ء مین مقرر ہوئی تھی اس سپاہ کا تمام خرچ مہاراؤ دیتا تھا ۔ پولیٹکل ایجنٹ میجر برٹن صاحب تھے ۔

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ نیمچ مین کوٹہ کی فوج گئی تھی اور اس کے ساتھ جنرل لارنس نے میجر برٹن کو بھیجا تھا ۔ جب کوٹہ کی فوج کوٹہ کو واپس آئی تو اس کے ساتھ وہ کوٹہ مین واپس نہین آئے کیونکہ مہاراؤ نے انکو لکھ بھیجا کہ مین اپنی سپاہ پر بالکل بھروسہ نہین کرتا ایسی بدنظمی کی حالت مین آپکا نیمچ ہی مین تین ہفتے تک ٹھیرنا مناسب ہے ۔

اس لیے برٹن صاحب نیمچ ہی مین رہے لیکن آوا کے واقعہ کے بعد انھون نے کوٹہ مین رہنکر مصلحت جانا اور اپنے دو بیٹون کے ساتھ کوٹہ مین آ گئے ان بیٹون مین سے ایک کی عمر انیس (۱۹) برس اور دوسرے کی عمر سولہ (۱۶) برس کی تھی اور اپنی میم صاحب اور لڑکی اور تین بیٹون کو نیمچ ہی مین انگریزی سپاہ کی پناہ مین چھوڑا ۔ وہ ۱۲ ۔ اکتوبر کو کوٹہ مین آئے دوسرے دن صبح کو مہاراؤ انسے ملنے آئے اور ۱۴ ۔ اکتوبر کو برٹن صاحب مہاراؤ کی بازدید کو گئے ۔ انکے پیچھے مہاراؤ نے بیان کیا کہ اس بازدید کی ملاقات مین میجر برٹن نے مجھ سے میرے بعض افسرون کا نام لیا کہ وہ بدخواہ مین انکو مہاراؤ سزا دین یا کم از کم انکو سزا دین کہ موقوف کر دین ۔ اگرچہ یہ تحقیق نہین کہ ان افسرون کے سزا دینے کی صلاح برٹن صاحب نے دی تھی یا نہین مگر یہ تحقیق ہے کہ مہاراؤ کے کنٹنجنٹ کے افسران اور سپاہیون سے کہدیا کہ میجر برٹن نے تمھاری نسبت ایسا کہا تھا جو اوپر بیان ہوا ۔ دوسرے دن ان افسرون اور سپاہیون نے جمع ہو کر مسٹر سالڈر سپرنٹنڈنٹ جیل کو اور مسٹر سیویل ڈاکٹر ڈسپنسری کو شہر مین مار ڈالا اور ریزیڈنسی پر چڑھ گیا اس کے گارڈ اور ملازم بھاگ گئے اور ریاست کے اچھے سپاہی دوڑ مین جا کر چھپے میجر برٹن اور اس کے بیٹیان اور ایک نفر ملازم بھی

رسیڈنسی کی چھت پر چڑھ کر ایک کمرہ مین پناہ لی - باغیون نے ریسیڈنسی پر چارون طرف سے گولیان مارنی شروع کین - چار گھنٹے تک یہہ بہادر باغیون کے مقابلہ مین جمے رہے - پھر باغیون نے ریسیڈنسی مین آگ لگادی - میجر برٹن نے مایوس ہوکر یہہ تجویز کی کہ اپنے تئین باغیون کو اس شرط سے حوالہ کردین کہ وہ اس کے بیٹون کی جان بخشی کرین مگر ان نوجوان سعادتمند بیٹون نے باپ سے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ جان دین گے آپ کو باغیون کو حوالہ نہین ہونے دین گے - باپ نے ان کا کہنا مانا اور اپنی تجویز کو ملتوی کیا بیٹے پھر سجدۂ الٰہی مین جھکے یہہ عبادت انکی آخری تھی اور پھر بہادرانہ صبر و خاموشی کے ساتھ اپنے نوشتۂ تقدیر کو پورا کیا اس عرصہ مین باغی زینے لے آئے اور انکو لگا کے چھت پر چڑھ گئے اور انہون نے انگریزون کو قربان کیا - ساربان زندہ بھاگ گیا - باغیون نے برٹن صاحب کا سر کاٹ لیا اور شہر مین اسکی تشہیر کی اور پھر توپ سے سر کو اڑادیا - لیکن مہاراؤ کے حکم سے اس شام کو تینون لاشین دفن کی گئین - مہاراؤ نے فوراً جنرل لارنس کو ان واقعات سے اطلاع دی اور اپنا بہت رنج ایجنٹ اور اس کے لڑکون کی سرگذشت پر ظاہر کیا اور اپنی مجبوری بیان کی کہ سپاہ نے قانون اپنے ہاتھ مین لے لیا تھا مین بے بس تھا - باغیون نے شہر پر قبضہ کر کے مہاراؤ کو اسکے محل مین مقید کر دیا اور بعد ازان باغیون نے مہاراؤ سے ایک نوشتہ پر بالجبر دستخط کرائے جسمین تو وفعہ تحریر تھین انمین ایک دفعہ یہہ تھی کہ ایجنٹ اور ان کے دو بیٹون کے مارنے کا خاص حکم مہاراؤ نے دیا تھا - مہاراؤ نے قرولی کی راجہ سے امداد طلب کی مہاراؤ سے قرابت قریبہ رکھتا تھا راجہ نے مہاراؤ کی اعانت کے لیے سپاہ آگئی اسنے اپنی بہادری اور استقلال سے شہر کے اس حصہ سے باغیونکو نکال دیا جہان مہاراؤ کا محل تھا -

اس کوٹہ کے فساد کے بعد اکتوبر مین نیمچ کے قریب یہہ فساد اور اٹھا کہ مندسور سے ایک گروہ باغیون کا آیا جسکا سردار دہلی کا شہزادہ تھا اور اسنے اجیرن کے قلعہ پر جو نیمچ کی بارہ میل کے اندر تھا قبضہ کرلیا - یہہ قلعہ بڑا مستحکم و استوار تھا اسکی خبر لینی ضرور تھی نیمچ سے ۲۲ - اکتوبر کو چارسو سپاہی اور دو توپین بھیجی گئین لیکن سپاہی اکثر بمبئی کے ہندوستانی سوار و

پیدل تھے اور انکے ساتھ نمبر ۸۳ رجمنٹ کے پچاس گورے تھے اور کل لشکر کے
کمان افسر کپتان ٹھکر تھے - انہون نے دیکھا کہ دشمن اجیرن مین ہے ٹھکر صاحب نے
قلعہ پر توپین مارنی شروع کین اور پیدلون کو شہر پر حملہ کرنے کے لیئے بھیجا - مگر باغیونکی
تعداد ایسی زیادہ تھی کہ وہ غالب آئے پیدلون کو بھگادیا اور ایک مورٹر چھین لیا
مگر سوارون نے حملہ کرکے مورٹر واپس لے لیا اور دشمنون کو مجبور کیا کہ وہ قصبہ مین داخل
ہوئے اور انکی توپین بند ہوگئین - یہہ جگہ بڑی مستحکم تھی اور انگریزی سپاہ تھوڑی
تھی اس لیئے وہ الٹی چلی آئی اور دو افسر ٹھکر صاحب اور ریڈ صاحب مارے گئے اور
تین مجروح زخمی ہوئے - تعجب یہ ہے کہ رات کو دشمنون نے اجیرن کو خالی کردیا -

نیمچ پر باغیون کا حملہ -

۸ - نومبر کو چار ہزار باغیون نے آگے بڑھکر نیمچ پر حملہ کیا اور اسپر قبضہ کرلیا - اور یورپین
اور ہندوستانی سپاہ کو مجبور کیا کہ وہ ایک مربع بھس مین پناہ گزین ہون - پندرہ روز تک
باغیون نے اس بھس کو محصور رکھا نہ نکالنے سے بھی کامیاب نہین ہوئے پہ لشکر
کی انگریزی لشکر کی اور کمک آتی ہے وہ محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے -

جنرل لارنس نے میجر برٹن کے قتل کی خبر سنکر بمبئی سے سپاہ کی درخواست کی کہ اس کی
بڑی ضرورت ہے - تھوڑی سپاہ جنوری ۱۸۵۸ع مین راجپوتانہ مین آگئی لیکن پوری
کمک مارچ ۱۸۵۸ع مین آئی اور جنرل روبرٹس راجپوتانہ کی سپاہ کے سپہ سالار مقرر
ہوئے - جنرل لارنس سپاہ کے کام سے سبکدوش ہوئے -

جنوری ۱۸۵۸ع مین جب بمبئی سے کمک راجپوتانہ مین آئی تو اول یہہ ضرور تھا کہ آوا کے
ٹھاکر کی گوشمالی اور سرکوبی کی جائے اسنے جودھپور کی باغی سپاہ کو نوکر رکھا تھا - اور
برٹش سپاہ کا مقابلہ کیا تھا - کپتان میسن صاحب کے قتل کا سبب ہوا تھا اور علاوہ
اس کے وہ شاہ دہلی سے بھی سازباز رکھتا تھا - ۱۹ - جنوری کو ہومس صاحب سپاہ
[illegible] آوا پہنچے - چند روز محاصرہ کے بعد قلعہ مین ایک شگاف پڑا دوسرے دن صبح کو
[illegible] عجیب طرح کا آندھی کا طوفان [illegible] شدت کے ساتھ آیا اور ایسا اندھیرا
ہوگیا کہ پہرے کے سپاہی چند قدم پر کسی کو دیکھ سکتے تھے نہ کسی کی آواز سن سکتے تھے

اس تاریکی مین محصورین چھپ کر آوا سے چلے گئے اور اسکو خالی کرگئے - یہہ قلعہ بڑا استحکم تھا
اسکی دو ہری فصیلین تھین - تیرہ توپین اور ۹۴ من بارود اور تین ہزار گولیان چھرے
اور اور اسباب جنگ یہان فتحمندون کو ہاتھ آیا اس قلعہ کے سارے مستحکم مقام اڑا دیے
گئے تاکہ یہہ قلعہ پھر باغیون کا امن نہ بن سکے - باغیون کی لوٹ مار اور انگریزون کی
توپون نے کوٹہ کی شکل بگاڑ دی تھی کوٹہ ہر قسم کے اسباب تجارت کی بڑی منڈی تھا
مگر اب ویران خراب ہوگیا - ۲۰ - اپریل کو انگریزی سپاہ یہان سے چلی گئی راجہ نے
اپنی ریاست کا خود انتظام کرلیا - آئیندہ دو مہینون تک راجپوتانہ مین سب طرح امن رہا
کہین کہین لٹیرے اور قزاق فساد مچاتے تھے تو وہ آسانی سے مٹ جاتے تھے -
مئی ۱۸۵۷ء سے فروری ۱۸۵۸ء تک ہندوستان مین انگریزی عملداری متزلزل
حالت مین رہی - راجپوتانہ مین انیس ریاستین تھین جنپر راجہ مہاراجہ جداجدا فرمانروائی
کرتے تھے ان مین سے کسی ایک کی بھی جان نثار وفاداری مین بال برابر فرق نہین آیا
وہ اپنے سچے دل سے سرکار دولت اقتدار کے فرمان بردار رہے - انہون نے نہ خود نہ
انکی رعایا نے باغیون کے ساتھ ہمدردی اور دوستی کی - اس وقت کہ خود انگریزی
عملداری مین توپ بندوق ملک کو تاخت و تاراج کر رہی تھی یہ وسیع خطہ راجپوتانہ ایک لاکھ
مربع میل وسعت کا اور ایک کروڑ آدمیون کی آبادی کا متسلسل امن کی حالت مین رہا
مگر اس کے اندر انگریزی فوج نے بغاوت کی - تجارت و زراعت بدستور معمولی جاری
رہی - انتظام و بندوبست مین شاذ و نادر ہی کہین ہتھیارون کی ضرورت پڑی ہوگی -
برٹش گورنمنٹ نے ایسی منصفانہ پولیسی ان راجہ و مہاراجاون کے ساتھ اختیار کی تھی کہ
ان کے دل مین یہ بات جم گئی تھی کہ ہمارے فوائد اور آسائش و راحت برٹش گورنمنٹ کے
ساتھ وابستہ ہین اور اسی کی برتری اور بزرگی سے ہماری ریاست کی بقا ہے -
تانتیا ٹوپی نے جو راجپوتانہ پر حملے کیے ان کا ذکر آگے اپنے موقع پر آئیگا -

تاریخ بغاوت ہند

بمبئی سنٹرل انڈیا (ممالک متوسط ہند) و دکن

باب اول

لارڈ الفنسٹن مسٹر سیٹن کار مسٹر فورجیٹ

بمبئی پریسیڈنسی

مغربی پریسیڈنسی یعنی بمبئی پریسیڈنسی ایک تنگ ٹکڑا ملک کا مختلف العرض ہے جس مین
ملک سندھ بھی داخل ہے اس کی حدود اربعہ یہ ہین مغرب مین بلوچستان بحر عرب -
جنوب مین میسور - مشرق مین مدراس پریسیڈنسی حیدرآباد و برار و سنٹرل انڈیا
و ریاستہاے سنٹرل انڈیا اور جیپور شمال مین بہاولپور و پنجاب و بلوچستان -
پریسیڈنسی مین انگریزی عملداری کا رقبہ ایک لاکھ چھتیس ہزار ایک سو پینتیس
مربع میل اور آبادی اس مین چودہ کروڑ سنہ ۱۸۸۱ع مین ہندوستانی ریاستین جو اس سے
تعلق رکھتی تھین انکا رقبہ اکہتر ہزار تین سو بیس مربع میل اور آبادی ساٹھ لاکھ ہے اور
بڑی بڑی ریاستین یہ ہین بڑودہ - کاٹھیاواڑ - کچھ - کھمبایت - مہی کانٹا - ریوا کانٹا
کولہاپور - ساونت واڑی - خیرپور -

سنہ ۱۸۵۷ع مین بمبئی مین گورنر لارڈ الفنسٹن تھے - جنکے اوصاف حمیدہ اور خصائل نجستہ
مشہور و معروف ہین جب ان پاس بمبئی مین میرٹھ کے غدر کی خبر پہنچی تو اس دانشمند
پیشبین نے جان لیا کہ یہ غدر ہندوستان مین پھیلیگا - اس کے فرو کرنے کے لیے

بغیر کسی توقف کے یوروپین سپاہ ہندوستان مین آنی چاہیئے یہہ اتفاق کی بات تھی کہ بنبئی مین ان پاس جنرل ایش برن ہم ہیم چین کے سپہ سالار مقیم تھے انہون نے اس جنرل سے عرض کیا کہ وہ فوراً کلکتہ جائین اور اپنی اور اپنی سپاہ کی خدمات کو جو چین سے واپس آتی ہے گورنر جنرل کی حضور مین پیش کرین -

یہہ سرکار کی اقبال مندی تھی کہ ایران کی جنگ کا انجام نیک ہوگیا تھا اور بنبئی کی سپاہ مین سرکار کی بد خواہی کی وبا نہین پھیلی تھی لارڈ الفنسٹن نے سندھ کے کمشنر فریر کو حکم بھیجا کہ وہ پہلی فیوزیلرس کو کراچی سے پنجاب مین بھیجدین اور ایسا انتظام کیا کہ چونسٹھوین اور اٹھترویں رجمنٹین جو ایران سے چلی آتی ہین وہ بنبئی مین نہ اترین سیدھی کلکتہ کو چلی جائین - انہون نے ان رجمنٹون کے لیئے جہازون کو سب طرح سے تیار رکھا کہ بنبئی کے اندر آتی ہے وہ فوراً کلکتہ روانہ ہوجائین چنانچہ وہ اس طرح روانہ ہوئین کہ وقت پر انسے خوب کام نکلے مدراس ارٹلری کی ایک کمپنی بھی اسوقت انکے پاس بنبئی مین موجود تھی اسکو بھی کلکتہ روانہ کردیا اور اسی وقت ڈیسہ کے کمان افسر کو حکم بھیجدیا کہ وہ اجمیر جانے کے لیئے گورون کی تراسوین رجمنٹ اور اسی توپخانہ کی کمپنی کو تیار رکھے - انہون نے دو سٹیمر (دخانی جہاز) موریشس اور کیپ باتحت کپتان گرفتھ جیکسن کے بھیجی اور وہان کے گورنرون کو چٹھیان لکھین کہ ہندوستان مین ایسا وقت آگیا ہے کہ یوروپین سپاہ کی سخت ضرورت ہے پس جو سپاہ وہ بھیج سکین بھیجدین - چنانچہ انکی تحریر کا اثر یہ تھا کہ موریشس کے گورنر نے تینتیسوین رجمنٹ کی جسقدر سمائی پوتھر جہاز مرسلہ بنبئی مین ہوسکتی تھی روانہ کردی اور پھر باقی رجمنٹ اور ایک بیٹری کرایہ کے جہاز مین روانہ کی اور جزیرہ مین جسقدر خزانہ بچ سکتا تھا اسکے ساتھ کیا کیپ کے گورنر نے جسکے پاس اتفاق سے اسوقت برٹش سپاہ کا بڑا ہجوم تھا بغیر کسی توقف کے نمبری ۸۹ و ۹۵ رجمنٹین بنبئی کو بھیجین اور بہت سی اور پلٹنین کلکتہ کو روانہ کین اور پھر جہازون مین اسنے بہت سے گھوڑے بھیجدیئے -

اسی وقت مین بھڑوچ مین پارسیون اور مسلمانون مین لڑائی ہوئی جسکو لارڈ الفنسٹن نے بڑی دانائی سے فرو کیا گو وہ فساد کے مٹانے مین مشغول تھے مگر انہون نے اپنی اس

پولیس کو چھوڑا انہیں کرانی محافظت کے لیئے دشمنون پر حملوان کے کرنے کی پیشقدمی کی جائے
انہون نے اول ہی سے یہ انتظام کرنا چاہا کہ آگرہ اور بمبئی کے درمیان سڑک کھلی رہے
اس لیئے ایک کولم ماتحت میجر جنرل وڈہیران کے مرتب کیا گیا کہ وہ سنٹرل انڈیا اور ممالک
مغربی کے درمیان آمدورفت کو جاری رکھے - جون مین اسکو حکم دیا کہ وہ مئو مین جائے
اسنے پونہ سے ۸ - جون کو سفر کیا اسکو حکم تھا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ مئو جائے تاکہ مالوہ مین
فساد نہ پھیلے اور بمبئی کے شمال مین وہ نہ آنے پائے -

مئو اور اندور کی حالت ایسی تھی کہ اسوقت جنرل وڈہیرن صاحب کو بڑی مستعدی سے کام
کرنا چاہیئے تھا مگر سانحات ایسے وقوع مین آئے کہ جنرل مئو مین نہ جا سکے -

اورنگ آباد

نظام کی عملداری مین اورنگ آباد ایک بڑا مشہور شہر ہے اس مین پہلی اور تیسری رجمنٹ
سوارونکی دوسری رجمنٹ پیدلون اور ایک بیٹری ارٹلری کی رہتی تھی یہہ سب سپاہ حیدرآباد
کنٹنجنٹ کی تھی اور افسر اسکے برٹش تھے - جون کی ابتدا مین پہلی رجمنٹ سوارون نے اپنی بدخواہی کے
آثار نمودار کیئے تھے - ۱۲ - جون کو اسنے علانیہ یہہ سرکشی کی اور وجہ اسکی یہہ تھی کہ یہہ تجویز کی گئی
تھی کہ سوارون کی رجمنٹ وڈہیرن صاحب کے کولم کے ساتھ جائیگی - اس رجمنٹ کے سوار
برٹش رعایا نہ تھے اور وہ اکثر اس فرمانروا کی اولاد کی رعایا تھے جسکو دہلی کے بادشاہ نے
مقرر کیا تھا اس لیئے انکو بادشاہ سے لڑنا ناگوار خاطر تھا انہون نے قسم کھائی کہ اگر دہلی
بھیجنے کے لئے مجبور کیئے جائینگے تو اپنے افسران کو مار ڈالینگے - افسر بڑے ہوشیار
و دانا کپتان ابیٹ صاحب تھے انہون نے افسرون کو بلاکر سمجھایا تو افسرون نے کہا کہ
ہم تو احکام جنرل کی اطاعت کے لئے موجود ہین مگر ہمارے سوار باغیون سے بھی
نہین لڑینگے - کپتان صاحب نے انکی تشفی کردی کہ وہ ہرگز ہرگز دہلی نہین بھیجے جائینگے
اس بنا سے انتظام ہوگیا مگر طرفین کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ تھا کہ اورنگ آباد مین ۲۳ - جون
کو جنرل وڈہیرن کا ورود داخل ہوا اور اسنے سوارون سے ہتھیار لے لیئے - سوار ایک
ترپ کے ہتھیار دینے مین سب نے حکم کی اطاعت کی - ۱۲ ترپ کو جنرل نے اجازت
دی کہ وہ رجمنٹ مین سے چلے جاوین کہ وہ کیا کرینگے - جب یہ وقت گذر گیا تو سپاہی اطاعت

کرنے کے سوار بہت سے بھاگ گئے دوسرے روز تین چار گرفتار ہوئے اور انکو پھانسی دی گئی ۔

لارڈ الفنسٹن کے نزدیک جنرل وڈیرن کا یہ کام ایسا ضروری نہین تھا جیسا کہ مئو کا جانا اس لیئے انہون نے جنرل پر تقاضا کیا کہ وہ مئو کو جائین تمہارے جلد جانے سے مہدی پور وساگر وہوشنگ آباد غدر کی وبا سے بچ جائین گے مگر جنرل وڈیرن اورنگ آباد سے ہٹے نہین انہون نے لارڈ الفنسٹن کی چٹھی کے جواب مین چٹھی لکھی جس مین بہت سی دلائل بیان کین کہ اورنگ آباد مین بہت دنون تک انکو ٹھہرنا پڑیگا مگر یہہ دلائل کچھ تسلی بخش نہین کہ اورنگ آباد سے چلے جانے سے ایک بلوہ ہوگا ابھی پلٹن کے قیدیون کی تحقیقات کورٹ مارشل مین باقی ہے ۔ غرض ان دونو مین آپس مین حیص بیص ہوتی رہی کہ جنرل وڈیرن علیل ہوگئے تو گورنمنٹ نے جلد کرنیل سٹورٹ کو انکی جگہہ مقرر کردیا وہ ۱۲ جولائی کو اورنگ آباد سے روانہ ہوئے مگر ان کے چلنے مین اتنی دیر ہوگئی کہ مئو اور اندور کی بغاوت رک نہ سکی ۔ کرنیل ڈیورنڈ اس سپاہ سے اسیر گڈھ مین آن ملے کہ وہ سنٹرل انڈیا مین امن و عافیت بحال کرین ۔

جنوبی ملک مرہٹون کا ستارہ اور مدراس پریسیڈنسی کے درمیان شمالاً و جنوباً اور نظام کی مملکت اور مغربی گھاٹون کے درمیان شرقاً و غرباً واقع ہے اسکا رقبہ چودہ ہزار میل اور آبادی تیس لاکھ ہے جنمین اکثر خالص مرہٹے رہتے ہین اس مین دو کلکٹریان بیل گانون اور دھارواڑ ہین اور اس مین کولہاپور کی ریاست اور بہت سی چھوٹی ریاستین نیم مختار ہین ۔

اس ملک مین بیل گانون مین کلکٹر و مجسٹریٹ جارج برکلی سیٹن کار صاحب تھے جن مین عجیب و غریب لیاقتین تھین وہ ہندوستانی ریاستون مین رئیسون کو متبنے کرنے کے بڑے طرفدار تھے ۔

یہان کی رعایا انعام کمیشن سے اور رئیسون کے متبنے کرنے کی اجازت نہ دینے سے اور ریاستون کی ضبطی سے بڑی ناراض تھی جسکا بیان پہلے ہوچکا ہے ۔ غرض گورنمنٹ

یہان کے رئیس اکثر ناخوش و ناراض تھے ۔

ملک کی یہہ حالت تھی کہ ۱۲-مئی کو میرٹھ و دہلی کے غدر کی خبر بیل گاؤن مین آئی جسکو ہندو و مسلمان سنکر چونکے وہ جانتے تھے کہ اس ملک مین انگریزی عملداری کی جڑ ایسی مستحکم جمی ہوئی ہے کہ اسکا دفعتہً اپنی جگہہ سے اکھڑنا مشکل ہے ۔

اسوقت بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ ہندوستانی پیدل کی اور ایک ضعیف بیٹری ارٹلری یوروپین اور چوہتھوین رجمنٹ کا ڈپو تھا جس مین تیس گورے کام کے قابل تھے اور انکو اس رجمنٹ کے چار سو سے زیادہ عورتون اور بچون کی حفاظت کرنی پڑتی تھی ۔ مشکل سے سو گورے سوار ارٹلری کے ایسے جمع ہو سکتے تھے کہ ہتھیار لیکر میدان جنگ مین جاسکین ۔ بیل گاؤن اور پونہ اور ستولاپور کے درمیان دو ہزار ہندوستانی سپاہی اور صرف ایک سو تیس یوروپین سپاہی تھے اور بیل گاؤن مین ایک قلعہ تھا جسکا محیط ایک میل کا تھا اور اسکی فصیل مدت سے بے مرمت پڑی تھی جس مین جابجا دراڑین اور شگاف پڑے ہوئے تھے اگرچہ وہ ملیٹری اعتبار سے کوئی محفوظ جگہہ نہ تھی مگر صرف یہی ایک جگہہ تھی جس مین پانچ سو سے زیادہ یوروپین عورتین اور بچے امن پا سکتے تھے ۔

اس سپاہ کے جنوبی ڈویزن کا ہیڈکوارٹرس بیل گاؤن تھا اور میجر جنرل لیسٹر اس کے کمانڈر تھے ۔ مگر ۱۱ مئی کو آئے تھے سیٹن کار نے انسے خط وکتابت کرکے انکی ہدایتوں کے موافق قلعہ کو استوار کر لیا تھا ۔

جون کے مہینے مین سیٹن کار صاحب نے ایک جاسوس گرفتار کرکے قید کیا جو شمال مغرب سے یہان سپاہیون کو بغاوت کرنے کے لیے اغوا کرنے آیا تھا ۔ یہان بہت سے سپاہی اودھ کے رہنے والے تھے انکی گستاخانہ حرکتون سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے افسرون کی بے عزتی کرنے کے لئے موقع وقت کے منتظر ہین ۔ نانا جی کا بھتیجا اس ملک مین بے شک دورہ کرتا تھا اسکی سسرال یہان تھی اس خاندان کے ایک سردار یہان بڑے خاندان تھے جن کے پاس جاگیرین سانگلی و جام کھنڈی [illegible] ... سب سے بڑے خاندان کی شاخین تھین

جو پیشوا کے خاندان کا متوسل تھا۔ غرض ان رئیسون کی سازشون سے بھی سیٹن کار صاحب خائف تھے۔

بہت سے رئیس تھے جنکی ناراضی کچھ کم اندیشناک نہ تھی انمین سب سے بڑی ناراضی بیبائی بنا بائی کی تھی جسکے پاس ایک قلعہ بھرت کھنڈ کے نمونہ کا بنا ہوا بیل گاؤن سے چھبیس میل فاصلہ پر تھا انعام کمیشن کے سبب سے اس رئیس کی ریاستکا بڑا حصہ ضبط ہو گیا تھا اس کی ناراضی مشہور تھی اور جام بوٹی کا دیسائی بھی انعام کمیشن کا مارا ہوا تھا وہ بھی بڑا ناراض تھا وہ بغاوت کرنے کو سمجھتا تھا کہ اس سے کچھ اسکا نقصان نہین ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا وہ فائدہ ہی ہوگا۔ کتور کا رئیس بھی ناراض تھا اور نرگنڈ کے رئیس کا حال بھی ایسا ہی تھا سیٹن کار صاحب ہندوستانی رئیسون کے حال سے خوب واقف تھے اس لیئے زیادہ خوف انکو معلوم ہوتا تھا۔ انہون نے لارڈ الفنسٹن سے یہہ درخواست کی کہ انکو یہان کے معاملات مین پورے اختیار دیدیئے جائین انکی یہہ درخواست منظور ہو گئی۔ جب انکو اختیارات حاصل ہو گئے تو انہون نے اپنی محبت و اخلاص سے رئیسون کے دلو پر وہ اثر پیدا کیا کہ جس سے بغاوت کا ارادہ رئیسون کا مردہ ہو گیا۔

مشکل آنکر یہہ پڑی کہ ۳۱ جولائی کو کولہاپور مین جو ستائیسوین ہندوستانی پیادل رجمنٹ تھی اسنے بغاوت کر کے خزانہ کو لوٹ لیا اور جو افسر انکو راہ مین ملے انکو مار ڈالا اور گھاٹون مین چلی گئی۔ جو بیل گاؤن سے پینسٹھ میل ہے۔ ستائیسوین رجمنٹ کی مراسلت انتیسوین رجمنٹ سے بھی جو بیل گاؤن مین اکثر رہتی تھی بیل گاؤن سے دھار وار بیالیس میل ہے وہان اٹھائیسوین رجمنٹ بغاوت پہلی ہی تھی۔

بیل گاؤن مین انتیسوین رجمنٹ کا ایک سردار ٹھاکر سنگھ بغاوت پھیلانے کے لیئے بڑی سازشین کرتا تھا اس کے گرفتار کرنے سے زیادہ فساد برپا ہونیکا اندیشہ تھا اس لیئے اس رجمنٹ کی دو کمپنیون کو جنمین سے ایک کمپنی ٹھاکر سنگھ کی تھی باہر چلی جانے کا حکم ہوا۔ یہہ مقام بیل گاؤن سے نوے ۹۰ میل کے قریب فاصلہ پر تھا اسطرح بغاوت کے پھیلنے کا خوف دور نہین ہوا۔ بیل گاؤن کے مسلمانون کی آبادی بھی سرکشی کرنے کے لیئے

اس رجمنٹ سے ہتھیار لے لیئے۔ بس یہاں کی بغاوت کا قصہ تمام ہوا۔ اب بمبئی کا حال سنو
بمبئی میں محرم آیا تو انتظام کے لیئے بریگیڈیر جنرل شورٹ کو اور مسٹر فورجیٹ کو شہر کا انتظام
سپرد ہوا۔ محرم کی پانچ تاریخیں تو خیریت سے گذرین مگر اس کے بعد رات کو ایک باجہ بجانے
والے گورے نے جو سپاہی ہندوستانی رجمنٹ سے علاقہ رکھتا تھا شراب کے نشہ مین ایک
بت پرستی سواری ہندو لیئے جاتے تھے حملہ کیا۔ پولیس کے دو آدمیون نے اسکو گرفتار
کرکے حوالات مین رکھا۔ مسٹر فورجیٹ نے ایسا عمدہ انتظام رکھا کہ محرم بغیر فساد کے ختم ہوگیا۔
پھر محرم کے بعد دوالی آئی انگریزون کو یہہ خیال ہوا کہ ہندو اس دن شہر کے لوٹنے کا اور
انگریزون کے مارنے کا قصد کرینگے۔ مگر صاحب ممدوح کے بندوبست سے دوالی مین
بھی کوئی دنگہ فساد نہین مچا۔ اور سازشین جو ہوئین وہ پکڑی گئین۔ مجرمون کو سزائین دی گئین
غرض لارڈ الفنسٹن اور سٹین کار اور جنرل لیسٹر ایسے مبارک پیش مین موجود تھے کہ بمبئی مین
کسی سازش کو چلنے نہین دیا۔

باب دوم

سنٹرل انڈیا اور کرنیل ڈیورنڈ صاحب

اسیر گڈھ و اسکی سپاہ

سنٹرل پروونسس کے ضلع نمار مین اسیر گڈھ ایک بڑا مضبوط مشہور قلعہ ہے اس مین
سنہ ۱۸۵۷ء مین رجمنٹ گوالیار کنٹنجنٹ کا ایک ونگ رہتا تھا اور اس کے کمانیر افسر لی صاحب
تھے اور قلعہ کے ایڈجیوٹنٹ لفٹنٹ جان گورڈون صاحب تھے۔ نیمچ و گوالیار کے معاملات
کے سبب سے اس سپاہ کا انگریزون کو اعتبار نہین رہا اس لیئے ایڈجیوٹنٹ نے نوجی
دہاتیون کو سپاہ مین بھرتی کیا اسکا نام گورڈون وولنٹیر رکھا گیا۔ جب سے نیمچ اور نصیر آباد
کی سپاہ کی بغاوت کی خبر آئی تھی۔ گورڈون صاحب اس سپاہ کو قلعہ سے دور رکھنا چاہتے تھے

چنانچہ اسکی ایک کمپنی برہان پور مین بھیجی گئی جو اسیر گڈھ سے بارہ میل کے فاصلہ پر تھا۔ کپتان کیننگ صاحب نے چودہ میل کے فاصلہ پر ایک دمدمہ بنایا تھا جسسے اسیر گڈھ مین لیڈیونگو اندیشہ کم ہو گیا تھا۔ برہان پور کی کمپنی نے بغاوت کی اور وہ اسیر گڈھ پر چڑھی جسکو کپتان گورڈون اور اسی رجمنٹ کے خیرخواہ حولدار میجر نے قلعہ کے اندر گھسنے نہین دیا۔ اسی رجمنٹ کی جو چار کمپنیان قلعہ کے اندر تھین وہ قلعہ کے نیچے باہر بھیجین گئین اور انسے ہتھیار گورڈون کے روہیلہ نے لیے۔ دوسرے دن لفٹنٹ جبّ کی بھیل کی کمپنی نے برہان پور کی باغی کمپنی سے ہتھیار لے لیے اور ہتھیارون کو اسیر گڈھ مین لے آئے اور پھر کپتان بلیر دو کمپنیان ہندوستانی پیدل کی لے آئے۔ بس اسیر گڈھ محفوظ ہو گیا۔ جہان کرنیل سٹورٹ کا کولم آنے والا تھا۔

کرنیل سٹورٹ کا کولم اورنگ آباد سے چلکر ۲۲ جولائی کو اسیر گڈھ مین آ گیا جہان کئی روز پہلے کرنیل ڈیورینڈ صاحب مئو سے آ گئے تھے۔ ۲۰ کو یہ کولم مئو کو چلا اور ۲۸ کو حیدر آباد کی تیسری رجمنٹ سوارون سے ملا جسکے کمان افسر کپتان اور صاحب تھے ۳۱ کو وہ نربدا کے دروے گذرا یہان ایک روز قیام کرکے مئو کو روانہ ہوا۔ بارش اس سپاہ کے سفر کی مانع نہین ہوئی۔ اگست و ستمبر مین خوب بارش ہوئی۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ مئو مین دار السلطنت اندور سے ساڑھے تیرہ میل کے فاصلہ پر تھی اس مین کرنیل ڈیورینڈ صاحب تھے کہ ہلکر کی سپاہ نے سرکشی ظاہر کی جسکے سبب سے وہ یہان سے ایک مہینہ ہوا تھا کہ چلے گئے تھے اب پھر یہان آ گئے کہ برٹش حکومت کی حمایت کرین اور مجرمون کو ایسی سزا دین کہ وہ ہمیشہ یاد رکھین کبھی بھولین نہین۔

کرنیل ڈیورینڈ صاحب نربدا کی گھاٹی مین تھے کہ مہاراجہ ہلکر اور انکے وزیر نے انکو اطلاع دی کہ ہم اپنی سپاہ کے ہاتھ سے خوف زدہ ہو رہے ہین آپ ہماری امداد کر سکتے ہین؟ اس کے جواب مین کرنیل صاحب نے لکھا کہ اگر مہاراج چاہین تو مین تیار ہون کہ سپاہ سمیت مئو مین آؤن اور مئو کو جا کر ان کو دیدار۔ کا اصل مطلب یہ تھا انھون نے اپنی درخواست کو واپس لے لیا۔ ڈیورینڈ صاحب نے مئو کو کوچ کیا۔ راستہ مین چار کمپنیان گورڈون کی آن ملین

کچھ سبب ایسے واقع ہوئے کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیار نہین لیئے گئے

اندور سے ایک سو بیس میل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر مندسور ہے جولائی کے مہینے مین
یہان گوالیار کی سرکش سپاہ رہتی تھی اور اسکو ہمیشہ افغانون ولکریون اور میواتیون سے تقویت
ہوتی رہتی تھی - مندسور کے ہنگامہ فساد نے مغربی مالوہ اور بیچ مین ایک ہل چل ڈالدی اور
اس سپاہ نے ہلکر کی سپاہ سے زیادہ دنگہ فساد مچانا شروع کیا - اس لیئے اس مندسور کی بغاوت کا
بہت جلد دبانا اب ضرور ہوگیا کہ ہلکر کی سپاہ سے ہتھیارون کا لینا ایسا ضرور نہ تھا - اگر چھوٹی برائی
کے دور کرنے مین کوشش کی جاتی تو بڑی برائی بڑھ جاتی اور بڑی برائی پر صدمہ پہنچانے سے
چھوٹی برائی کا مہلک اثر کم ہوجاتا - برسات کی شدت مین تو کچھ ہو نہین سکتا تھا - اب اکتوبر مین
اہتمام جنگ شروع ہوا -

مندسور مین اصل بانی فساد دہلی کا شہزادہ فیروزشاہ تھا ستمبر مین یہہ تخمینہ کیا گیا تھا کہ اس پاس
پندرہ ہزار سپاہ اور سولہ یا اٹھارہ توپین ہین - یہہ تخمینہ کچھ کم کیا گیا تھا - کرنیل ڈیورینڈ تو پندرہ
سپاہیون سے زیادہ سپاہی میدان جنگ مین نہین لاسکتے تھے نو توپین ان پاس تھین
ستمبر کے آخر مین جو حیدرآباد و ناگور و سورت و اجین و گوالیار و مندسور کے خطوط پکڑے گئے تو سب سے
یہہ ایسا مضمون معلوم ہوا کہ وسہرہ کے بعد مالوہ مین سب ساتھ سرکشی کرین گے اور سرکشی مین
مین جان ڈالنے کے لیئے بڑے بڑے امیر ناگپور اور حیدرآباد سے آئینگے -

ابتدائے اکتوبر مین فیروزشاہ کی سپاہ جو پہلے دھار اور آمجہرہ مین تھی وہ بمبئی کی سڑک پر آگے
بڑھی اور اسنے کرنیل ڈیورینڈ کی مراسلت کی راہ بمبئی سے بند کرنی چاہی اور سرداپور قبضہ
کرکے بیچ پر حملہ کرنا چاہا انہون نے ہلکر کی سپاہ کو اپنے پاس آنے کا بڑی تاکید سے بلاوا دیا
ہر ایک کام کا مدار اس سرعت پر موقوف تھا جو کرنیل ڈیورینڈ دشمن کو صدمہ پہنچانے مین کرتے
تھے - ذرا سی دیر لگانے مین سارے کام خراب ہوتے تھے - ڈیورینڈ صاحب نے جلدی
کی ضرورت جانکر ۲ ر اکتوبر کو ایک سپاہ مندسور اور دوسری گوجری بھیجی کہ باغیون کی
سدراہ ہون دھار مین ایک لڑکا تیرہ برس کا انندراؤ پوآر اپنے بھائی کی جگہ جو ۲۳ مئی کو
ہیضہ سے مرگیا تھا مسند نشین ہوا تھا - اسکا وزیر رامچندر بالوجی تھا - وہ بڑا ہوشیار

انگریزی زبان سے خوب واقف تھا اور بہت سے انگریزوں سے دوستی رکھتا تھا اس سے
یقین ہوتا تھا کہ انگریزوں کا مقلد ہوگا مگر اسنے سارے کام انگریزی پولیسی کے خلاف کرنے
شروع کیے۔ اسنے سپاہ میں بجائے دیسی اجورہ دار سپاہیوں کے افغان و مکران و عرب اجورہ دار
سپاہی بھرتی کرنے شروع کیے۔ جب دھار میں اندور کی پہلی جولائی کے غدر کی خبر پہنچی تو یہہ اجورہ دار
سپاہی چار سو ام جھیرہ کی سپاہ سے جا ملے اور بھوپاور اور سرداپور کو لوٹ لیا اور اسپتالوں کو
بیماروں اور زخمیوں کے سمیت جلا دیا۔ جب لوٹ لیکر وہ دھار میں آئے تو سپاہیان نو عمر راجہ کے
ماموں بھیم راو بھوسلا نے انکی بڑی عزت کی اور وہ جو چیزیں تو پین [illegible] کر لائے تھے وہ
راجہ کے محل میں لگائی گئیں۔

اسواگست کو وہ قلعہ دھار پر قابض تھے۔ یہہ معلوم نہیں کہ اس میں دربار کی مرضی تھی یا نہیں
۷ اکتوبر کو کپتان ہچن سن پولیٹکل ایجنٹ نے رپورٹ بھیجی کہ بہت سی براہین ہیں
اس بات کے یقین کرنے کے لیے میں کہ راجہ کی ماں اور ماموں اور دربار کے ممبر
دھار میں سپاہ کو بغاوت کرنے کے لیے اغوا کرتے ہیں اور دربار کے سب ممبران کے
کرداشتہ ہیں۔ جب یہہ اطلاع کرنیل ڈیورینڈ کو ہوئی تو انہوں نے دھار کے مختار کو جو انکے
ساتھ رہتا تھا برخاست کیا اور اسکی معرفت دربار پاس پیغام بھیجا کہ اس کے ممبران کے ذمہ سارے
کاموں کی جوابدہی ہے جو وقوع میں آئے ہیں یا آسکتے ہیں اور اپنی ساری سپاہ جو جمع ہو سکتی
تھی دھار پر حملہ کرنے کے لیے بھیجی۔ ۲۲ اکتوبر کو برٹش سپاہ دھار کے سامنے آئی۔
قلعہ سے باہر خوب لڑائی ہوئی۔ باغی شکست پاکر قلعہ کے اندر بھاگ گئے اور چالیس مردے
اپنے میدان جنگ میں چھوڑ گئے اور انگریزوں کی طرف تین ڈریگونس اور ایک ہندوستانی
سوار زخمی ہوئے اور ایک جمعدار اور ایک سوار مارا گیا۔

شہر دھار سے قلعہ دھار جدا ہے وہ سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اسکی فصیل ۳۰ فیٹ اونچی
ہے اور اس میں [illegible] اور [illegible] ہیں۔ ۲۵ اکتوبر سے
قلعہ کا محاصرہ شروع ہوا [illegible] اہل قلعہ نے یہہ دیکھکر فصیل میں دراڑ
[illegible] سفید جھنڈا [illegible] ہم اپنے [illegible] تو آپ کیا شرائط کریں گے

اس کے جواب مین یہہ کہا گیا کہ تم اپنے تئین بغیر کسی شرط کے حوالہ کرو۔ فصیل مین ایسی درزین تھین کہ سپاہ آسانی سے اس مین داخل ہوئی۔ باغی قلعہ خالی کر کے شمال مغرب مین مفرور ہوئے انکا تعاقب کیا گیا تو چند آدمی لنگڑے سے پکڑے گئے اور کچھ حاصل نہین ہوا۔ کرنیل ڈیورینڈ نے قلعہ کو مسمار کر دیا اور سردربار کے ممبرون پر الزامات تحریر کیئے اور گورنمنٹ کے فیصلہ کے لیئے بھیجے گئے۔

مغربی مالوہ مین سپاہ باغیون کے تعاقب مین مندسور کی طرف گئی۔ ۸۔ نومبر کو باغیون نے مہدی پور کی چھاونی پر حملہ کیا۔ یہان ہندوستانی کنٹنجنٹ سپاہ رہتی تھی جسکے افسر میجر ٹمنس تھے۔ انہون نے اپنی نادانی سے باغیون کو اپنی توپون اور پیادون کے قریب مقیم ہونے دیا۔ اس کنٹنجنٹ نے دغابازی اور نامردی کی کہ بہت سے جا ملے نصف سوار خیر خواہ رہے انہون نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور انکا افسر کپتان مین مارا گیا اور انکے ہندوستانی افسر بھی سخت زخمی ہوئے سو وہ انگریزی افسرون کے ساتھ کرنیل ڈیورینڈ کے کیمپ مین نوین نوامبر کو پہنچ گئے

لفٹننٹ ہچن سن نے حیدر آباد کے تھوڑے سے سوارون اور پیدلون سے قلعہ مجیرا کو تسخیر کر کے مسمار کر دیا۔ یہان کچھ مقابلہ نہین ہوا۔ دریا نربدا پر قبضہ ہو گیا جسنے شمال کے تسلون کو جنوب مین آگ لگانے سے روک دیا۔

جب اورنگ آباد سے بریگیڈیر سٹورٹ نے سفر کیا ہے تو حیدر آباد کنٹنجنٹ کی ایک رجمنٹ ان سے آن ملی تھی۔ سوار اور بہت سی سپاہ و توپخانہ الہ آباد مین جمع ہوا یہان یہ سبب جنگل رہنے کہ برسات رہی۔ جب وہ موقوف ہوئی اور سڑکین خشک ہوئین تو ان سب نے مالوہ مین بہت جلد سفر کیا اور راہ مین بپلا اور راگھوگڈھ مین سرکش زمینداروں کی سرکوبی کی اور دھار کے ساتھ کرنیل ڈیورینڈ کے لشکر سے مل گئے۔

جب مہدی پور کی خبر آئی کہ باغی اس مین کامیاب ہوئے تو میجر اور صاحب تھوڑی سپاہ ساتھ لیکر مہدی پور کے غارتگرون کے تعاقب مین گئے اور مہدی پور کے سامنے آئے تو انکو معلوم ہوا آج صبح ہی کو باغی یہان سے تمام توپین و ذخائر و میگزین جو انکے ہاتھ لگا

میجر اور صاحب کا مہدی پور کے غارتگرون

لیکر چلے گئے۔ صاحب اس لیے ٹھیرے کہ لشکر کھانا پی لے تو وہ ٹھنس صاحب کی لیڈی سے ملے جو اپنے خاوند کے ساتھ بھاگ نہ سکی تھی بحفاظت تمام خاوند کے پاس پہنچا دیا پھر اور صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے بارہ میل کے فاصلہ پر سول گاؤن مین وہ اینسے ملے جنکی تعداد ساڑھے چار سو تھی اور ان پاس دو توپین تھین شام تک ان باغیون سے سخت لڑائی ہوئی۔ پھر باغی بھاگ گئے اور آٹھ توپین اور اپنا سارا سامان چھوڑ گئے جو فتح کرنے والون کے ہاتھ لگا اور اس لڑائی مین باغیون کے ایک سو چھہتر آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور ستر آدمی مقید ہوئے

کرنیل صاحب بہت جلد سفر کرکے برسنا مین چنبل ندی کے کنارہ پر پہنچے۔ اس دریا سے پار جانا بڑا مشکل تھا جب سپاہی نرنے دو مشکین نبا ئین تو اسپر گاڑیان اور توپین چلکر دریا پر پہنچین پار اترین یہہ باغیون کی بیوقوفی تھی کہ انہون نے اس دریا کو بالکل خالی چھوڑ دیا اور انگریزی لشکر کی کچھ مزاحمت نہین کی۔

۲۰۔ نومبر کو لشکر نے چنبل ندی کے مشرقی کنارہ پر قیام کیا۔ پھر وہ شہر مندسور کے قریب آیا تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بالکل امن ہے تو خیمے ڈیرے ڈالے گئے اور سپاہیون نے اپنا کھانا کھایا۔

باغیون مین بہت شور ہوا کہ انگریزون کو دھار پر شکست ہوئی ہے اسلئے وہان سے بھاگ کر مندسور پر حملہ کرنے وہ آئے ہین۔ باغیون کے مقتدا ویشوا ایسی کہانیان بہت گھڑا کرتے تھے۔ ۲۰۔ نومبر کو باغیون نے یہہ سمجھکر کہ انگریزی لشکر ہٹ کر آیا ہے اپر حملہ کیا۔ مگر میدان جنگ مین انکے قدم نہین جمے حیدرآباد کے سوارون نے انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا۔ بھگوڑون مین کچھ مارے گئے باقی شہر مین گھس گئے۔

دوسرے دن ۲۲۔ نومبر کو کرنیل ڈیورینڈ نے مندسور کی ندی سے اترکر شہر کے مغرب مین اسکی فصیل سے دو ہزار گز کے فاصلہ پر قیام کیا اس سے مطلب انکا یہہ تھا کہ وہ ایک ہاتھ سے مندسور کو دھمکا ئین اور دوسرے ہاتھ سے نیمچ کے باغیون کو روکین جو مندسور کی باغیونکی مدد کو آتے ہین۔ انکو جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ نیمچ کے باغی بہت سے گورایا کے گاؤن مین

مندسور اور نیمچ کے باغیون کے درمیان کرنیل ڈیورینڈ کا آنا۔

جمع مین -

۱۴- نومبر کو کرنیل ڈیلو رینبارٹ نے سفر کیا - انگریزی پانچ میدانی توپون نے باغیون ایسے گولے
چلائے اور بڑی تیزی و تندی سے سخت لڑائی ہوئی - باغیون کو شکست ہوئی - انگریزی
لشکر مین ساٹھ افسر اور سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے - رات ہوگئی تو باغی پھر گوریا مین چلے گئے
مگر دوسرے دن دس بجے یہہ گاؤن فتح ہوگیا - گولون سے اس مین جو چیز جلنے کے قابل تھی
جل گئی - دوپہر کو دوسو بیس آدمی مارے گئے اور انہون نے اپنے تئین حوالہ کردیا - جو وہان
باقی رہے رہیلے تھے وہ گاؤن مین خوب جمے رہے - غرض یہہ شکستہ خستہ گاؤن
حملہ کرکے لے لیا گیا جب انگریزی لشکر رہیلون سے لڑ رہا تھا تو فیروز شاہ اور اسکے دو ہزار
افغانون اور مکرانیون نے مندسور کو خالی کرکے بان گڑھ مین چلے گئے -

تماشب کرنا ضرور تھا گوریا مین جو صدمہ عظیم پہنچا تو افغان اور مکران شہرون و قصبون
و گاؤن کو چھوڑ کر جنگل مین بھاگنے شروع ہوئے ایک گروہ انکا پڑتاب گڑھی مین آیا یہان کا
رئیس انگریزون کا خیرخواہ تھا اسنے اپنے ٹھاکرون کو بلاکر باغیون پر حملہ کیا ان مین سے اسی کو
مار ڈالا اور باقی کو بھگا دیا - یہہ سے باغی اپنے اور فتح کرنے والون کے درمیان چنبل کو
بیچ مین رکھتے تھے -

اس لشکر کشی سے جو کرنیل ڈیلو رینبڈ کے مقاصد تھے وہ سب پورے ہوئے اب وہ اندور
کی طرف چلے اور اندور مین ۱۴- دسمبر کو داخل ہوئے - انہون نے یہہ ارادہ کرلیا تھا کہ اگر
انکے شہر مین داخل ہونے کا مقابلہ مہاراجہ کی سپاہ کرے تو وہ اس سے لڑین - مہاراجہ کی
سپاہ مین جسنے دغابازی سے یکم جولائی کو حملہ کیا تھا اب وہ انگریزون کی فتوح کو دیکھ کر بڑی
پست حوصلہ ہوگئی تھی اور انگریزون سے مقابلہ کرنے کی جرأت اب اس مین نہین رہی تھی
۱۴- دسمبر کو کرنیل ڈیلو رینبڈ نے ہلکر کے آئینی سوارون سے ہتھیار لے لیئے اور ان کو
بھوپال کنٹنجنٹ کے سکھ سوارون کو سپرد کردیا اور انہون نے ہلکر کے وزیر کو لکھا کہ باقی
سپاہ سے بھی ہتھیار لے لیئے جائین - اگر درخواست کے موافق کام نہین کیا جائیگا تو وہ خود
سپاہ سے ہتھیار لے لینگے - مہاراج کا مختار جواب لایا کہ دربار کا ارادہ سپاہیون کے

ہتھیار لینے کا ہے آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ جب وقت یہہ ہتھیار لیئے جائیں تو وہ سوارون کی لین سے ایک میل کے فاصلہ پر ہون - کرنیل صاحب نے یہہ درخواست منظور کر لی ہلکر کے سوکھ پیادون سے اسی شام کو ہتھیار لے لئے گئے کچھ فساد نہیں ہوا -

کرنیل ڈیورینڈ مہاراج ہلکر سے انکے ملنے کے لیئے محل مین گئے اور بڑی ہنسی خوشی ملاقات ہوئی - مہاراج نے اپنی خوشی اپنی فوج کے ہتھیار لینے پر ظاہر کی دوسرے دن سر رابرٹ ہملٹن آ گئے جنکی جگہہ کرنیل ڈیورینڈ مقرر ہوئے تھے -

ڈیورینڈ صاحب نے اپنے مشکل کام کو بخوبی انجام دیا - اگر وہ یہان نہ ہوتے تو نتیجہ کچھہ اور ہی ظہور مین آتا وہ یہان کے پولیٹکل ایجنٹ ہی تھے اور جنرل بھی تھے وہ ہر چیز کو جو وقوع مین آنے والی تھی پہلے سے دیکھ لیتے تھے اور اسکا علاج کرتے تھے انکی سی پیشبینی اور پیش اندیشی کمتر آدمیون مین ہوتی ہے جو کچھہ انگریزون کے ہاتھہ سے نکل گیا تھا اسکو انہون نے اپنے حسن تدابیر سے چار مہینے مین پھر حاصل کر لیا اور بڑی بڑی لڑائیون مین انہون نے مردانگی اور فرزانگی کو نمایان کیا - انکے کارہائے نمایان کی تفصیل کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے

باب سوم

ساگر اور نربدا کا ملک اور ناگپور

[illegible] جو ساگر اور نربدا کے اضلاع [illegible] اس کے شمال مین [illegible]
[illegible] حکایت نظام [illegible] مین
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان اضلاع مین تین چھاونیان تھین ایک ساگر مین دوسری جبل پور مین و تیسری ہوشنگ آباد مین۔ ساگر مین نمبری ۳۱ و ۴۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹین اور تیسری غیر آئینی سوارون کی رجمنٹ اور اڑسٹھوین یوروپین گولہ انداز جبل پور مین نمبری ۵۲ بنگال ہندوستانی پیدل رجمنٹ اور ہوشنگ آباد مین اٹھائیسوین مدراس پیدل رجمنٹ اور ساگر کے ضلع مین سیج صاحب بریگیڈیر تھے جنکا ہیڈ کوارٹرس ساگر مین تھا۔ بریگیڈیر سیج صاحب کو ہندوستانی سپاہ پر اعتبار ایسا تھا کہ جب ایک راجہ نے سرکشی کی تو اس سے لڑنے کے لئے ساگر سے سپاہ بھیجی اور اسنے وعدہ کیا کہ اگر راجہ کو زندہ پکڑ کر یا اس کا سر کاٹ کر لاؤ گے تو چھ ہزار روپیہ انعام پاؤ گے۔ چند روز بعد بریگیڈیر کو معلوم ہوا کہ ہندوستانی سپاہ پر بے اعتباری ظاہر کرنے کی پولیسی سے کام نہین چلے گا مگر ساگر مین ان پاس صرف اڑسٹھ یوروپین سپاہی تھے۔ اور ایک شہر پر قلعہ تھا جس مین میگزین اور بیٹری کا سامان رہتا تھا۔ غرض یہہ ضلع ہندوستانی سپاہ کے ہاتھ مین تھا۔

۱۳ جون کو سیج صاحب پاس للت پور سے توپون کے لیے درخواست آئی صاحب ممدوح نے توپین اور سپاہ بھیجی جس شام کو ساگر سے اس سپاہ نے سفر کیا ہے للت پور مین گوالیار کنٹنجنٹ کی تین کمپنیون نے کھلی بغاوت کی خزانہ کو لوٹ لیا انگریزی افسرون کو نکالدیا جو بھاگ کر بان پور کے راجہ پاس گئے جو بظاہر دوست معلوم ہوتا تھا مگر للت پور کے قریب آدمیون کو بغاوت کے لیئے آمادہ کرتا تھا۔

جب راجہ بان پور نے دیکھا کہ سپاہی للت پور کے خزانہ کو لیکر سفر کر رہے ہین تو اپنر حملہ کیا مگر ہزیمت پائی تو حیران ہو کر اسنے اپنے انگریزی مہمانون کو گڑھی مین بھیجکر مقید کیا اور جلدی سے اس سپاہ سے ملنے کا ارادہ کیا جو ساگر سے روانہ ہوچکی تھی تاکہ اسکو یہہ ترغیب دے کہ وہ اس کے ساتھ شریک ہو جائے۔ میجر گاس سین جو اس سپاہ کے افسر تھے انہون نے للت پور کی بغاوت اور بان پور کے راجہ کی حرکت سنکر سیج صاحب اور کمک طلب کی انہون نے چارسو پیادے اور سو سوار کمک کے لیئے بھیجے

یہہ سپاہ ۱۹ جون کو چلی اور ۲۳ جون کو میجر گاس سین کی سپاہ سے ملی - میجر صاحب نے اس اپنی کل سپاہ سے قلعہ بالا بیت پر جسمین باغی بھرے ہوئے تھے حملہ کیا اور سولہ سپاہی قید کیے جنسے کہ حملہ آور سپاہ نے انکی جان بچانے کا اقرار کر لیا - دو دن بعد جب بال پلٹن مین سپاہ آئی تو سپاہیون نے ان قیدیون کو چھڑایا - میجر گاس سین نے انکو بان پور کے راجہ کو حوالہ کیا - یہہ کام ہوا ہی تھا کہ راجہ بان پور انگریزی سپاہ مین آیا اور اسنے کہا کہ مین تم کو بارہ ۱۲ روپیہ ماہوار دونگا تم اپنے افسرون کو چھوڑ کر میرے پاس اپنے ہتھیار اور میگزین لے کر چلے آؤ سپاہیون نے اسکی درخواست کو قبول کر لیا اور اپنے افسرون کو نکال دیا -

جب اس حال کی خبر سیچ صاحب کو پہنچی تو انہون نے میگزین اور خزانہ اور عورتون بچونکو محفوظ کیا اور ہندوستانی سپاہیون کو قلعہ کی پہرہ چوکی سے برخاست کیا اور ۳۰ جون کو یوروپین اور ساٹھ ہندوستانی خیر خواہ سوارون کے ساتھ قلعہ مین گیا اور یہان تمام ہندوستانی افسرون کو بلایا اور آزادانہ اسنے اس کام کی وجہ کو بیان کیا اور یہہ اسپر اضافہ کیا کہ سپاہیون نے اپنی عزت کو خاک مین ملایا اور بغاوت کی اس عزت کے حاصل کرنے کی فقط یہہ ایک ترکیب ہے کہ وہ بغاوت کے سرغنون کو حوالہ کرین جنکو انصاف کے موافق سزا دی جائے ٭

تینون رجمنٹون کے افسران پر صاحب ممدوح کی تقریر کا اثر ہوا انہون نے اقرار کیا کہ جو کچھ آپ فرماینگے وہ ہم کرینگے - دوسرے دن صبح کو تیسری غیر آئینی رجمنٹ اور بیالیسوین پیدل رجمنٹ نے کھلی بغاوت کے بازار کو اور انگریزی بنگلون کو لوٹ لیا - اکتیسوین رجمنٹ خیر خواہ رہی اور ۷ جولائی کو انکے ایک سپاہی نے ایک سوار کو مار ڈالا جسنے اسپر گولی چلائی تھی - جسکے سبب سے دونو ہندوستانی رجمنٹون مین لڑائی ہوئی - بیالیسوین رجمنٹ پاس دو توپین تھین اسکی اکتیسوین رجمنٹ تاب نہ لا سکی تو اسنے قلعہ مین امداد کی درخواست کی سیچ صاحب نے انکی امداد کے لیے ساتھ خیر خواہ سوار بھیجے پھر دونو پلٹنون مین خوب لڑائی ہوئی اکتیسوین رجمنٹ کے چالیس سپاہی باغی پلٹن سے جا ملے تو پھر اس پلٹن نے قلعہ سے توپون کی امداد چاہی - شاید ہونے کو تھی اس لیے سیچ صاحب نے کہلا بھیجا کہ کل صبح کو تم کو ہم فتحمند کرینگے

سیچ صاحب کا [illegible]

سپاہیون [illegible]

اس کہنے سے اس رجمنٹ کی تو ہمت بڑھی اور باغی رجمنٹ کی ایسی دلشکنی ہوئی کہ وہ رات کو
بھاگ گئی کچھ میلون تک اسکا تعاقب خیرخواہ سپاہ نے کیا اور ایک توپ انکی چھین لی ۔
اس خیرخواہ رجمنٹ کے تو چالیس سپاہی بھاگ گئے تھے باقی خیرخواہ رہے چالیس جو
بھاگ گئے تھے انکے عوض مین بیالیسوین باغی رجمنٹ کے پچاس سپاہی انکے ساتھ آن ملے
اور ساٹھ خیرخواہ سوارون کے ساتھ اسقدر اور سوار خیرخواہ بن گئے ۔
اسوقت سے لیکر اسوقت تک کہ سر ہیو روز لشکر لیکر چلے ۔ جبل پور ۔ ساگر ۔ چندیری
جھانسی ۔ جالون باغیون اور انکے قبضے مین تھے اور وہ انکو پامال کرتے تھے ۔ قلعون کو فتح
کرتے تھے دہات کو لوٹتے تھے مدتون تک کسی نے انکوان کرتوتون کی سزا نہین دی

ہر یک ضلع کا حال اب ہم تم کو سناتے ہین ۔
للت پور کا حال تو تم سن چکے اب جبل پور ساگر سے جنوب مشرق مین ایک سو گیارہ میل
فاصلہ پر ہے اس مین باونوین رجمنٹ پیدل ہندوستانی رہتی تھی جسکے کمان افسر
لفٹنٹ کرنیل جینکی سن صاحب تھے ۔ ممالک ساگر اور نربدا کے پولٹکل ایجنٹ میجر
ارسکن صاحب تھے صدر مقام جبل پور مین تھا ۔ اس رجمنٹ نے اپنے افسرون سے کہا کہ ہم
جب تک خیرخواہ رہین گے کہ کوئی یورپین رجمنٹ ہمارے ہتھیار لینے نہین آئیگی ۔ جب
کامٹی سے کشتی کولم جبل پور مین ۱۲ ۔ اگست کو آیا اور ایک گونڈ خاندان کا راجا سنکر شاہ
اور اسکا بیٹا بغاوت کے سبب سے توپ سے اڑائے گئے باونوین رجمنٹ چپ چاپ
پٹن کی تحصیل مین چلی گئی یہان اسکی ایک کمپنی رہتی تھی جسکے کمانیر میک گریگور صاحب تھے
جسکو انہون نے مار ڈالا ۔
مدراس کا کولم اس رجمنٹ کے پیچھے پڑا اسنے کٹن جی مین اسکو بڑی شکست دی اور سو آدمی
آدمیون کو مار ڈالا اور اسنے زیادہ کو زخمی کیا اور فتحمندون کا ایک سپاہی مارا گیا اور پچاس زخمی
ہوئے ۔ پھر جبل پور مین یہہ کولم واپس آیا ۔
یہہ راجہ بہت جگہہ سے مال لوٹ کر نرولی مین جو ساگر سے نو میل ہے مقیم ہوا اور خوب قلعہ بندی
کر لی ۔ ۱۵ ۔ ستمبر کو اسکی سرکوبی کے لیئے ساگر سے لشکر باتحت لفٹنٹ کرنیل وال پیل کے بھیجا گیا

مگر اس مہم مین کامیابی نہین ہوئی لڑائی مین یہہ افسر مارا گیا گو باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر اس سے کچھ امن نہین ہوا باون وین رجمنٹ کے باغی سپاہی جنکا تعداد پانچ سو تھی کٹن جی سے شکست پاکر ملک برباد کرنے لگے آس پاس کے باغی راجہ انکے ساتھ ملتے جاتے تھے جس سے انکو تقویت ہوتی تھی ـ اور وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتے پھرتے کئی دفعہ انسے مدراس کالم کی لڑائیان ہوئین جنکا نتیجہ یہہ ہوتا تھا کہ وہ ایک مقام سے بھاگ کر دوسرے مقام مین جاکر غارتگری کرنے لگے یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین چلے گئے۔

نرسنگپور مین افسر کلان کپتان ٹرنن تھے اور یہان اٹھائیسوین رجمنٹ مدراس کی چار کمپنیان اور انکے افسر کپتان وولی تھے ـ یہہ سب سپاہ سب وقت خیرخواہ رہی اور افسرون کے ساتھ سارے ضلع کا بندوبست کرتی پھری شہداکے شمالی اضلاع سے انہون نے باغیون کو نکال دیا ـ باغیون کی ایک مجمع کا افسر دلگنجن جان تھا اس سے لڑائی ہوئی اسکو پکڑکر پھانسی دی ـ چیرالوپور کے قریب باغی اکٹھے تھے جب وولی صاحب وہان گئے تو اس مقام کو باغیون سے خالی پایا ـ ٹرنن صاحب باغیون کے تعاقب مین گئے تو انہون نے انکے خیمے اور ایک توپ اور بہت سے ہندوستانی ہتھیار چھینے ـ اس افسر نے جنوری ۱۸۵۸؁ء مین رائے گڑھ اور مدن پور کے حملہ کرنے والے باغیون کو شکست فاش دی ـ اس طرح سے نرسنگہ پور کا ضلع بالکل باغیون سے پاک صاف ہوگیا ـ

ناگود ایک چھاؤنی اونچا پاڑ اضلاع مین ہے جو دیوان سے ۸۴ میل اور الہ آباد سے ۱۰۰ میل اور ساگر سے ۳۴ میل کے فاصلہ پر ہے اس مین پچاسوین رجمنٹ پیدل بنگال ہندوستانی رہتی تھی جسکے افسر میجر ہیمٹن صاحب تھے ـ ۲۷ ـ اگست تک یہہ سپاہ خیرخواہ رہی ـ جب ناگود مین کنور سنگھ کے آنے کی خبر پہنچی تو ہمکو حکم ہوا کہ وہ اس سے لڑنے جائے ـ اس نے پہلے خوشی سے لڑنے کے لئے کوچ کیا جب وہ ناگود سے دوسرے میل پر پہنچی تو اپنے افسرون سے کہا کہ اب آپکی ضرورت نہین ہے آپ چلے جائیے ـ کچھ سپاہی تو افسرون کے ساتھ مرزاپور چلے گئے باقی ناگود مین واپس آئے ـ اسکو لوٹ لیا اس مین آگ لگادی اور تمام ضلع کو لوٹنا شروع کیا ـ

[illegible] مین رہ [illegible] ـ دسمبر [illegible] صاحب ایجنٹ تھے جو یہان بالکل صاحب اختیار

انہون نے اس راجہ کو اپنے اختیار مین ایسا کر لیا کہ اسنے ۸۔ جون کو اپنی ساری سپاہ برٹش گورنمنٹ کو
سپرد کر دی ولوبائی صاحب نے راجہ کی سپاہ مین سے آٹھ سو سپاہی اور دو توپین اور پلٹن مین بھیجین
جو ضروری راستون کو کھلا رکھین اور گیارہ سو سپاہی اور پانچ توپین کرڑا بھیجین کہ وہ مرزاپور اور
ساگر کے درمیان راہ کھلی رکھین اور راجہ کی اجازت سے سات سو سپاہ باندہ بھیجی اور راجہ سے
اشتہار دلا دیا کہ جو سپاہی اچھی کارگذاری کرینگے انکو بڑا انعام اکرام ملیگا۔ غرض صاحب ممدوح نے
ایسی دانائی سے بندیل کھنڈ کے چھوٹے چھوٹے راجاؤن کو باغی نہین ہونے دیا۔ راجہ ریوان
کی سپاہ سے ایسا بندوبست کیا کہ بندیل کھنڈ مین باغیون کا پاؤن جمنے نہ پائے

ناگپور جو پہلے بھوسلا کے خاندان کا دارالسلطنت تھا ۱۸۵۳ع سے سنٹرل انڈیا کے چیف کمشنر
کا صدر مقام تھا اسکا محیط سات میل تھا اور آبادی ایک لاکھ تھی۔ غرض سنٹرل انڈیا مین سب سے
بڑا شہر یہی تھا اس مین جارج پلوڈن صاحب چیف کمشنر تھے انکے پاس یورپین سپاہ مدراس
آرٹلری کی ایک کمپنی تھی جسکا صدر مقام کامٹھی گیارہ میل کے فاصلہ پر تھا اور مقامی ہندوستانی
سپاہ جو ان پاس تھی اس کے رہنے کے مقامات یہہ تھے کہ کامٹھی یا ناگپور مین ہیڈکوارٹرس
پہلی پیدل و پہلی سوارون کی رجمنٹ کا اور ناگپور کی غیر آئینی سپاہ کے آرٹلری کا تھا اور ناگپور
سے جنوب مین پچاس میل پر دوسری پیدل اور پہلی رجمنٹ کے ایک حصہ کا صدر مقام تھا
اور ناگپور سے شرق مین چالیس میل پر چندا مین پہلی رجمنٹ کے دوسرے حصہ کا ناگپور سے
۷۰ میل پر اور رائے پور مین تیسری رجمنٹ کے بڑے حصہ کا اور اس رجمنٹ کا باقی حصہ کا
بلاس پور مین صدر مقام تھے۔ یہہ سب سپاہین مقامی تھین اور کامٹھی مین مدراس کا ایک
برگیڈ رہتا تھا اور میجر پرائیڈ اس سپاہ کے کمانڈر تھے۔ جب سے کہ میرٹھ کے غدر کی خبر
یہان مشہور ہوئی تو یہان کی سپاہ مین بغاوت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے۔
خاصکر مقامی سپاہ کے سوارون مین۔ پلوڈن صاحب اسکو دیکھتے تھے ان پاس یورپین
سپاہ تھوڑی تھی اور ہندوستانی رجمنٹین پانچ تھین۔ ۱۳۔ جون کو انکو بغاوت کے آثار معلوم
ہوئے تو انہون نے بڑے کمال کا کام یہہ کیا کرنیل کمبرلین جو اپنی سپاہ پر پورا اعتبار
کرتے تھے انکو اپنے ساتھ شریک کرکے ۱۷ جون کو ہندوستانی سوارون سے ہتھیار لیلیے

برٹش خصائل و اوصاف کے مداح و ثنا خوان تھے وہ اس امر کو قطعی ضروری جانتے تھے کہ کوئی
ایسی محیط بادشاہی ہو جو کل ہندوستان پر سلطنت کرے اور جہان تک اس سے ہو سکے
وہ ہندوستانی ریاستون کے اندرونی معاملات مین مداخلت نہ کرے فقط کسی ریاست سے
ایسی قوت لے کہ وہ اپنے ہمسایہ پر تلوار چلا سکے ۱۸۵۷ء کے شروع مین یہان رزیڈنٹ
مسٹر بشبائی تھے وہ فروری ۱۸۵۷ء مین مرگئے انکی جگہ میجر سٹھ برٹ ڈیوسن صاحب مقرر
ہوئے - ۱۶ - اپریل کو انہون نے اپنے عہدہ کا چارج لیا -
ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ناصر الدولہ مرگیا اور اسکا بیٹا افضل الدولہ اسکا جانشین ہوا - حیدرآباد مین
جو لوگ ناراض تھے انکو ایک نظام کا مرنا اور دوسرے نظام کا مقرر ہونا بہت سی امیدین دلاتا
تھا - نظام اول سالار جنگ پر پورا اعتماد رکھتا تھا یہہ بالکل ممکن تھا کہ اس زبردست وزیر پر دوسرا
نظام اعتماد نہ رکھے بس اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے - جب ۱۲ - جون کی
صبح کو حیدرآباد کے رہنے والون نے اپنی آنکھین کھولین تو دیکھا کہ سارے شہر مین دیوار و پر
اشتہارات چسپان ہین جنپر بڑے بڑے مولویون کی مہرین ثبت ہین جو مومنین کو فتوے
دے رہے ہین کہ کل یوروپین کو مار ڈالو - میجر ڈیوڈسن پاس یہہ خبر کچھ دیر کر نہین پہنچی انہون نے
جنرل سے بڑی مستعدی کے ساتھ درخواست کی کہ وہ کل سپاہ کو پریڈ پر بلائے اور چالیس
گولیون کی بارود ہر سپاہی کو دیدی - اس پریڈ کا بڑا اثر یہہ خواہ ہوا - ۱۷ ہی کی صبح کو بھی
ایسی پریڈ ہوئی جسمین رزیڈنٹ صاحب بھی موجود تھے انہون نے سپاہ کی مخاطبت مین تقریر کی
اسوقت یہہ بات تحقیق معلوم ہوگئی کہ سالار جنگ پر جو اعتماد اور اعتبار نظام سابق کو تھا وہی
نظام حال کو بھی ہے - اس خیر خواہ وزیر نے جب سنا کہ مسجد کے پاس آدمیون کا بڑا
ہجوم ہو رہا ہے اور ایک سبز جھنڈا بھی کھڑا ہے تو اس وزیر نیک تدبیر نے عرب کے
سپاہیون کو کہ جنپر اسکو اعتبار تھا بھیجا کہ وہ اس ہجوم کو پراگندہ کردے انہے جا کر اسکو
متفرق کردیا - بعد ازان سرغنون کو گرفتار کیا اس طرح یہہ بلوہ رفع دفع ہوگیا
مگر تھوڑی دیر کے لیئے شہر مین جیسا باہر سے وحشتناک روزانہ خبرین آنے لگین جنمین
اکثر مبالغہ ہوتا تھا وہ متعصب آبادی کے دلون پر اپنا نقش جمانے لگین اور وہ

کہ ممالک شمالی و مغربی مین جب ہمارے ہم مذہبون نے اپنے ایمان کے لیئے ہتھیار اٹھایا ہو تو ہم کو
دکھن مین یہہ سزاوار نہین ہے کہ چپ چاپ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہین انہون نے اپنے ساتھیون
کے دلونپر یہہ نقش جمایا کہ پچاس برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ دہلی جو ہندوستان مین
مسلمانون کا دار السلطنت تھا کافرون کے ہاتھ مین آگیا تھا اب پھر بڑی کوشش سے وہ مسلمانونکو
پھر ہاتھ آیا ہے پس اگر اسکی اعانت دکن کے تمام مسلمان کرینگے تو پھر وہ ان سے نہین
نکلے گا بالاستقلال سپر قبضہ ہوگا۔
ان الفاظ کا کہنا بیکار نا تھا۔ حیدرآباد کے آدمیون کے دلون مین وہ اثر کرگئے۔ حیدرآباد
کے باشندے انگریزی عملداری سے آشنا نتھے اور کبھی اسکی برکتین انکی سرحد پر بھی نہین
آئی تھین چند ہفتون مین وہ بگڑ بیٹھے۔

حیدرآباد مین بغاوت

۱۷- جولائی کو شام کے ۵ بجے سے کچھ پہلے پانچ سو روہیلے سپاہی نظام کے ملازم اور حیدرآباد
کے آدمیون کی چار ہزار کی بھیڑ بھاڑ نے بلوہ کیا اور وہ ریذیڈنسی کی طرف چلے کہ ان تیرہ [۱۳]
باغیون اور مفرورون کو چھڑائین جنکے ہاتھ بغاوت کے خون مین رنگے ہوئے تھے اور انکو میجر
ڈیوڈسن نے سالارجنگ کے حوالہ کیا تھا۔ اس وزیر نے [illegible] سے بہت اچھی طرح
کام نہین کر [illegible] اس بلوہ کا حال جب سنا کہ وہ واقع ہوا تھا اس نے فوراً ایک خاص
پیغام ریذیڈنٹ کے پاس بھیجا۔ میجر ڈیوڈسن کو [illegible] بلوہ ہونے کا پہلے ہی سے
خیال تھا تب ان نے اپنی ریذیڈنسی کی [illegible] بندوبست کرلی تھی اسکے گرد گہون پر توپین چڑھادی
تھین انہون نے [illegible] سکرٹری [illegible] کو اطلاع دے دی تھی کہ جو سپاہ اس پاس
[illegible] ایسا [illegible] کہ اگر [illegible] ہو تو سپاہ فوراً اس کے دفع کے لیئے آن موجود
ہو [illegible] نظام [illegible] ہوا۔ سرکش مفسد
[illegible] مین پہنچ گئے
[illegible] ایسے ہی
[illegible] اسی طرح آئے
[illegible] سپاہ نے تو انکو

حیدرآباد مین ان کامون کا اچھا اثر ہوا۔

بالکل ابتر و پریشان کرکے بھگا دیا انمین سے بہت سے تلنگنا کے سرے پر ایک دومنزلی
حویلی مین جا ٹھیرے - یہہ تجویز ہوئی کہ انکو اس حویلی مین صبح تک ٹھیرنے دین - مگر وہ صبح تک
ٹھیرے نہین رات ہی کو بھاگ گئے - رزیڈینسی پر جو حملہ کیا تھا اس مین کئی آدمی مارے
گئے اور نظام کی سپاہ نے جو انکو بھگایا تھا تو بھاگ گئے مین وہ بہت گرفتار ہوئے
ان کے دو بڑے سرغنہ طرہ باز خان اور مولوی علاء الدین تھے - پہلے تو بھاگ گئے مین مارے
گئے - دوسرے گرفتار ہوئے جرم اسپر ثابت ہوا انڈمان کو دائم الحبس ہوکر جلا وطن کیا گیا
حیدرآباد کی آبادی پر ان کامون نے جو اس گستاخانہ حملہ کے فرو کرنے مین کئے گئے بڑا اچھا
اثر پیدا کیا انکو یہہ تحقیق ہو گیا کہ ہمارے خود فرمان روا اور ہمارے ہم مذہب ہی انگریزون کے
طرفدار ہین پس سالار جنگ کی رائے کی منشا کو مسلمان اپنے مذہب کے دیوانے سمجھ گئے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے تو

حیدرآباد کی حالت کا نازک ہونا

ہمکو صرف انگریزون ہی سے لڑنا نہین پڑیگا بلکہ اس کے ساتھ اپنی گورنمنٹ نظام سے بھی پرخاش کرنی پڑیگی
باوجود ان باتون کے حیدرآباد کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی تھی حیدرآباد مین بہت سے جنگی عرب بھرتی ہوتے تھے یہہ رسم چلی
آتی تھی کہ سمندر پار سے عرب حیدرآباد مین آتے انکی رجمنٹیں بنائی جاتین تھین - ان کے سوا ہندوستان کی
بھی جنگی قومین جیسے روہیلے و پنجابی و سکھ و سندھ پار کی نظام کی سپاہ مین بھرتی تھین اوران سب پر
طرہ یہہ تھا کہ بہت سے باغی اور موقوف شدہ سپاہی جو دہلی تک نہین پہنچ سکے اور سیندھیا نے
انکو نوکر نہین رکھا حیدرآباد مین آگئے تھے سب سے زیادہ وہ خوفناک تھے - غرض اس طرح
حیدرآباد مین بدخواہون کا بڑا ہجوم جمع ہو گیا تھا

نظام کی خیرخواہی

گو اور مقامات سے وحشتناک خبرین آنکر شہر مین شہرت پاتین جس سے ان لوگون کے دلون مین
جو انگریزون اور انکی عملداری سے نفرت رکھتے تھے اور اپنے مذہب سے رغبت رکھتے تھے فساد
کرنے پر آمادگی پیدا کرتی تھین جس سے سالار جنگ اور نظام کے لئے دشواریان زیادہ ہوتی تھین مگر
گورنمنٹ نظام اور برٹش رزیڈنٹ مین آپس مین حسن ظن اور اعتماد ایسا تھا کہ فقط اس سبب سے
امن امان رہا - نظام سب قسم کی حکمتین کام مین لاتا تھا جو ہندوستانی صاحب قدرت گورنمنٹ
کام مین لاسکتی تھی کہ بدخواہون کے جوش مذہبی کو روکے اور اس کے ساتھ ہی رزیڈنٹ
نظام کے ساتھ متفق ہوکر ان آدمیون کو اپنی یوروپین سپاہ سے ڈراتا تھا میجر ڈیوڈسن صاحب

اس پور مین پیادون سوارون اور توپخانون کی کمک آگئی تھی
شروع سال مین میجر ڈیوڈسن نے نظام اور سالارجنگ اور اپنی گورنمنٹ کی منظوری سے
حیدرآباد کنٹنجنٹ کا ایک برگیڈ بنایا جسمین پہلی و تیسری اور چوتھی رجمنٹین سوارون کی اور تیسری
و پانچوین رجمنٹین پیادون کی اور تین فیلڈ بیٹری اور ارٹلری تھین۔ اس برگیڈ کا کام ہم
آئندہ بیان کرینگے جس سے معلوم ہوگا کہ میجر ڈیوڈسن کو اس پالیسی مین کامیابی ہوئی۔ اسوقت
یہ نظام اور اس کے وزیر کی پالیسیون کی خوبیان نہین کہ بعض اضلاع مین اگر فساد پیدا
ہوا تو وہ آسانی سے رفع دفع ہوگیا۔

راجہ شولاپور ایک سنگین صفت تھی تعلقہ نظام مین ایک چھوٹی سی ریاست جنوب مغرب مین
شولاپور ہے جسکا راجہ نوجوان تھا اپنی ساری دولت فضول خرچی مین اڑا چکا تھا وہ جانتا تھا
کہ بغاوت کرنے سے پھر دولت ہاتھ لگیگی اس لئے اپنے رہیلون اور عربون کو نوکر رکھنا شروع کیا
میجر ڈیوڈسن کو راجہ کے سارے حالات کی خبر تھی انہون نے بمبئی پریسیڈنسی کے گورنر سے
درخواست کرکے وہان سے اور مدراس پریسیڈنسی سے اور حیدرآباد سے سپاہ مین روانہ کرائین
اور ان کے مقامات ایسے تجویز کیے کہ ضرورت کی صورت مین وہ سب یکجا جمع ہوجائین سوا
اس کے انہون نے راجہ کو حماقت سے باز رکھنے کے لیے اس کے دربار مین جنوری ۱۸۵۸ع
مین اپنے بڑے معتمد اسسٹنٹ کپتان روس کیمبل کو بھیجا مگر راجہ نے اسکی پند و اندرز سننے
کے لئے اپنے کان بہرے کرلیے۔ باغیون ہی کا ہمدم و ہم نفس رہا صاحب کے قتل کی تدبیرین
کرنے لگا۔ راجہ کے رشتہ دارون نے صاحب ممدوح کو راجہ کے ارادہ سے مطلع کردیا۔

کپتان کیمبل صاحب جن سے گورنمنٹ آئے اور انہون نے حکم دیا کہ ڈناہم صاحب شولاپور
جائین [illegible] فوج [illegible] کو شولاپور مین آگئے۔ راجہ کے رہیلون اور عربون نے سر شام ڈناہم
صاحب پر حملہ کیا [illegible] صاحب پاس کمکین آگئین تو باغیون نے کمپنی کا حملہ موقوف
کیا اور شہر کے قریب [illegible] ان بلندیون سے انگریزی سپاہ نے
توپین مارکر باغیون کو [illegible] مین [illegible] صاحب مارے گئے اور سٹورٹ صاحب سخت
زخمی ہوئے۔ باغی شہر مین گھسے یہ شہر بڑا مضبوط تھا اس کے فتح کرنے کے لیے اور سپاہ آئی

راجہ نے جب یہہ حالات دیکھے تو وہ چند سواروں کو ہمراہ لیکر حیدرآباد کی طرف مفرور ہوا۔ بازار مین پھرتا تھا کہ سر سالار جنگ نے اسکو گرفتار کرکے رزیڈنٹ کے حوالہ کیا۔
جب راجہ بھاگ گیا تو شورا پور کو سپاہ نے خالی کر دیا کپتان روس کیمبل نے اس ملک کا انتظام اپنے ہاتھہ مین لیا اس طرح قلمرو حیدرآباد مین جو فساد اٹھا تھا وہ ختم ہوگیا۔ اگر خدانخواستہ حیدرآباد کا نظام سرکشی کرتا تو ہندوستان مین بڑی ہل چل پڑتی سارے دکن مین زلزلہ آجاتا اور طوفان برپا ہوتا۔ مگر یہہ سالار جنگ ہی کی دانائی اور دور اندیشی تھی کہ انہون نے اس ملک مین بغاوت کے ہنگامہ کو برپا نہین ہونے دیا۔

سنٹرل انڈیا۔ گڑھی۔ گوالیار۔ جنوبی مرہٹون کا ملک۔

باب اول

سر ہیو روز اور سنٹرل انڈیا

سر ہیربرٹ ہملٹن

ہم نے پہلے کسی باب مین بیان کیا ہے کہ سر رو برٹ ہملٹن پولیٹکل ایجنٹ اندور جب رخصت پر ولایت گئے تو انکی جگہہ کرنیل ڈیورنیڈ مقرر ہوئے۔ جب ولایت مین سر روبرٹ ہملٹن نے میرٹھ کے غدر کی خبر سنی تو انہون نے چھ ہفتے کے بعد ہی گورنمنٹ سے ہندوستان مین واپس جانے کی اجازت حاصل کرلی۔ وہ اگست ۱۸۵۷ء مین کلکتہ مین آگئے۔ سنٹرل انڈیا مین ہی عہدہ ہائے جلیلہ پر انکی ایام ملازمت کا بڑا حصہ بسر ہوا وہ اس ملک کے چپہ چپہ پر پھرے تھے وہ یہان ہر قسم کے آدمیون سے خواہ ادنے ہون یا اعلے واقف تھے۔ راجہ کے ایام طفلی مین وہی مربی و محافظ تھے راجہ کو انہون ہی نے رموز سلطنت سے آگاہ کیا تھا راجہ انسے بڑا مانوس تھا۔
اس لیے سر رو برٹ ہملٹن جب دفتر لیو سے آئے تو گورنر جنرل نے انسے درخواست کی کہ وہ ایسی تدبیر بتائین

۶ - جنوری ۱۸۵۸ء کو سر ہیو روز مئو سے سیہور میں دوسرے بریگیڈ سے ملنے آئے - یہاں ۸ - کو قلعہ شکن توپخانہ بھیجا گیا تھا وہ ۱۵ - کو پہونچ گیا بھوپال کی خیرخواہ بیگم نے اپنے آٹھ سو سپاہی سر ہیو روز کی امداد کے لیئے بھیجدیئے - یہہ امداد ساتھ لیکر وہ راحت گڈھ یا رتھ گڈھ کو چلے یہہ مضبوط قلعہ باغیوں کے قبضہ مین تھا - دسوین جنوری کو پہلا بریگیڈ چندیری کو چلا - چندیری ایک بڑا مشہور قلعہ سیندھیا کی عملداری مین ہے پہلے دوسرے بریگیڈ کی قسمت آزمائی بیان کرتے ہین -

ساگر سے چھبیس میل کے فاصلہ پر راحت گڈھ ایک لمبی پہاڑ کی شاخ پر قلعہ ہے جسکے شرقی و جنوبی رخ تقریباً عمود وار پہاڑ ہین کہتے ہین - اسکے قاعدہ کے گرد ایک عمیق اور تند ندی بہتی ہے جو قلعہ کے لیئے تر خندق کا حکم رکھتی ہے اور اسکے شمالی رخ پر ایک مضبوط فصیل ہے اور اس کے محاذی جنگل ہے اور جنگل اور فصیل کے درمیان خندق بیس فیٹ چوڑی ہے اور اسکا مغربی رخ شہر کی اور ساگر کی سڑک کو دیکھ رہا ہے اور اس کے دروازہ کے بازوؤن پر گول اور مربع برج اور بارہ بنے ہوئے ہین - ہر رخ پر اور چاروں کونوں پر گرگج بنے ہوئے ہین کہ دشمن کو جہانتک ممکن ہو پاس پھٹکنے نہین دین - خلاصہ یہہ ہے کہ وہ ایک خوفناک مقام ہے -

۲۴ - جنوری کی صبح کو سر ہیو روز اس جگہ آئے انہون نے کچھ تھوڑا سا نقصان اٹھاکر دریا کے کنارون پر سے اور شہر کے بیرونی مقامات سے دشمنون کو نکال دیا اور اس مقام کا محاصرہ کرلیا -

جب سر ہیو روز آگے بڑھے تو دشمن پیچھے ہٹے - سر ہیو روز نے شہر پر قبضہ کرلیا دشمنون نے فصیل سے باہر گھنے جنگلون سے جسکا اوپر ذکر ہوا نکلکر کئی دفعہ انگریزی بہیر بنگاہ پر اور باربرداری کے جانورون پر اور رات اس مقام پر بھی حملہ کیا جہان بھوپال کا لشکر مقیم تھا - تھوڑے سے نقصان اٹھانے سے انکے حملے رفع دفع کردیئے گئے -

دوسرے دن صبح کو بہت سویرے سر ہیو روز نے لشکر لیکر آگے حرکت کی اور ساگر کی سڑک سے اترکر جنگل مین داخل ہوئے - دشمنون نے جنگل کی گھاس مین چارون طرف آگ لگادی - سر ہیو روز نے شعلون سے اپنے تئین بچاکر سپیرز مائنرز بھیجے کہ وہ ایک سڑک بنائین جسپر توپین چلکر شہر کے شمال مین بلندی پر پہنچین - سڑک بنانے مین اور اسپر توپون کے لانے مین دن کا بہت سا حصہ

باغیوں کا جنگل ہے

دریا کے پار بڑا گھنا جنگل تھا باغیوں کو اسنے خوب پناہ دی - دریا سے بڑوڈیا تک قدم قدم پر لڑائی ہوئی جس مین دو انگریزی افسر مارے گئے اور چھ افسر زخمی ہوئے بہت سپاہیوں کی جانونکا نقصان ہوا - انجام کار یہہ ہوا کہ باغیون کو پوری شکست ہوئی - راجہ گرفتار نہین ہوا وہ ملک کی راہوں کے ایچ پیچ سے خوب واقف تھا کہین جنگل مین جا کر چھپ گیا دوسرے رات کے لشکر راحت گڈھ مین آگیا - یہان اسکو رسد ملی جو ساگر سے ہندوستانی ۳۱ رجمنٹ اپنی حراست مین لائی تھی -

راحت گڈھ کے ہاتھ آنے سے دو بڑے فائدے حاصل ہوئے اول یہ کہ ساگر کے جنوب کا ملک باغیون سے بالکل پاک صاف ہوگیا - دوم جنرل کے لئے ساگر جانے کا رستہ صاف ہوگیا جسکے سبب سے ساگر مین ان محصور انگریزون کی امداد ہوگئی جو آٹھ مہینے سے محصور بیٹھے تھے -

پہلے باب مین ساگر کی حالت بیان ہوئی ہے اس مین کچھ تغیر نہین ہوا تھا - محصورین نے کئی موقعون پر باہر نکلکر دشمنون پر حملے کئے اور ان مین کم و بیش کامیابی ہوئی - اس ضلع مین جتنے مستحکم مقامات تھے وہ باغیون کے قبضے مین تھے اور انہی کی بدولت وہ ملک پر قبضہ کئے تھے اور اپنی غصب کی ہوئی حکومت کو جسطرح وہ کام مین لاتے تھے اس سے اہل زراعت بڑے نالان تھے وہ انگریزی عملداری کے آنے کی رات دن دعا مانگتے تھے کہ ظلم و ستم کی حکومت جائے اور قانونی حکومت آئے - اب انکی دعا مقبول ہوئی - سر ہیو روز نے راحت گڈھ سے ساگر کی طرف کوچ کیا ۳ فروری کو وہ اس مین داخل ہوئے - قلعہ مین جو یورپین محصور تھے وہ ہاتھیون گھوڑون پالکیون مین سوار ہو کر اپنے رہائی دلانے والون پاس مبارکباد دینے آئے اور ہندوستانی اپنے زنانہ رنگ کے لباسون مین سڑک کے دو رویہ کھڑے ہوئے مبارکباد دیتے تھے

اکتیسوین ہندوستانی رجمنٹ ان چند رجمنٹون مین سے ایک تھی جو کل ایام غدر مین سرکار کی خیر خواہ رہی جسکے سبب سے اسکا بڑا اعزاز و احترام کیا گیا -

۱۸ ۱۸ ۱۸ ساگر سے شرق مین پچیس میل کے فاصلہ پر بڑا مضبوط قلعہ گڑھاکوٹا تھا اس مین فرجون [illegible] ۵۱ و ۵۲ رجمنٹ ان کے باقی سپاہی اور اور باغی ٹھہرے تھے ان پاس میگزین اور گولہ بھی بہت تھا

سامان بہت تھا۔ سر ہیو روز نے ۸ فروری کو تھوڑی سی سپاہ سنوڈا کے قلعہ کی تسخیر کے لیے
بھیجی اور ۹ تاریخ کو خود انہون نے قلعہ گڑھاکوٹا کی طرف کوچ کیا ۱۱ فروری کو ساڑھے تین بجے
دن کے قلعہ انکو نظر آیا۔ انہون نے اسکی آٹھ بجے رات تک خوب تفتیش کی انہون نے دیکھا کہ
باغیون نے مٹی کے مورچے سڑک پر جنوب مین بنائے تھے جسپر انکو توقع تھی کہ انگریزی لشکر
آئیگا اور وہ قلعہ کے نزدیک بساری گاؤن کے پاس مقیم ہوئے۔ انہون نے باغیون کو بساری
سے نکالدیا رات کو دو دفعہ اس مقام کے لینے کے لیے باغیون نے کوشش کی مگر وہ ناکامیاب
رہے۔ دوسرے دن سر ہیو روز نے یورش شروع کی۔ لفٹننٹ سٹرٹ نے ایسے تاک تاک کر گولے
ٹھیک نشانہ پر مارے کہ باغیون کا دل لڑنے سے چھوٹ گیا انکی ایک توپ نشانہ
لگنے سے بیکار ہوگئی۔ ۱۲ کی رات کو دروازہ سے باغی سپاہ نکلکر بھاگ گئی۔ کپتان ہیر نے
دوسرے دن صبح کو انکا پچیس میل تک تعاقب کیا۔ باغی دریاے بیاس پر بیاگاؤن کے
قریب آئے ہیر صاحب بھی انکے پیچھے آئے اور دریا کے پار اترے اور کچھ فاصلہ تک باغیون پر
توپین ماریں اور انکا بڑا نقصان کیا۔ گڑھاکوٹا سامان سے بھرا ہوا تھا۔ سر ہیو روز نے اسکا
فصیل و برج مسمار کردیا اور ۱۷ فروری کو ساگر مین واپس آگئے۔

ساگر سے ۱۲۵ میل کے فاصلہ پر جھانسی کا فتح کرنا سر ہیو روز کا عین مقصد تھا لیکن جھانسی
اور ساگر کے درمیان مال تھون اور مدن پور کی گھاٹیان اور سراہی و منرار کے قلعے اور شاہ گڑھ
اور بانپور کے قصبے تھے۔ یہہ مقامات جو انکے سد راہ ہوتے انکے مغلوب کرنے کے بعد
جھانسی جانے سے پہلے وہ سٹورٹ کے بریگیڈ سے ملنا چاہتے تھے۔

اس مہم پر جانے سے پہلے بعض اور خیالات قابل توجہ تھے۔ سر ہیو روز ساگر سے
جا نہین سکتے تھے جبتک انکو یہہ خبر نہ ہو کہ وٹلاک صاحب کا کالم جبل پور سے ساگر مین آنے
کے لیے چلا ہے اس اس وجہ سے کہ یہہ خبر ان پاس آ گئی انہون نے اپنے نقصانات کا جبر کیا
اور سامان رسد پہنچایا۔ رسد کی بہم رسانی کی ضرورت اسلئے تھی کہ [illegible] ہوگیا تھا کہ [illegible] اطلاع
[illegible] باغیون سے [illegible] لشکر
[illegible] چند [illegible] کے بعد [illegible]

بھی شروع ہونے کو تھا جس مین سبز گھاس کا ایک پتا بھی نہ ملتا ۔ سر ہیو روز نے ان باتون کو سوچکر
بھیڑ بکریان بیل اناج آٹا بہت سی چار اور سوڈا واٹر یہہ سب چیزین جمع کین ۔ بھوپال کی خیرخواہ
بیگم نے بہت سا غلہ ان پاس بھیجا ۔ انہون نے بیمارون اور زخمیون کو ساگر کے فیلڈ ہسپتال
مین بھیجدیا ۔ قلعہ شکن توپون کا میگزین خوب اکٹھا کیا اور اس مین ساگر کے اسلحہ خانہ سے بہت
قسم کی بھاری بھاری توپین زیادہ کین جس کے سبب سے اسکا زور بہت بڑھ گیا ہاتھی اکٹھے
کیئے اور سب سے بڑی بات یہہ کی کہ یوروپین سپاہ کے لیئے گرمی کی وردی تیار کرائی ۔
آخر کو یہہ خبر آئی کہ وٹ لوک صاحب جبل پور سے چلے ہین ۔ اب تو ۲۲ فروری کو سر ہیو روز
نے میجر اور صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنی سپاہ کے ساتھ اس راستہ پر جائین جو انکے خود راستہ کا
متوازی ہے اور وہ وہ خود باقی لشکر کے ساتھ چلے دوسرے دن انہون نے کچھ گولے
مار کر قلعہ سڑود ہاں لے لیا ۔
۳ ۔ مارچ کو وہ مال تھون گھاٹی کے سامنے آئے ۔ یہہ گھاٹی قدرتی بڑی طاقتور تھی اور اسکو
باغی سپاہیون اور سرکشون نے اور بھی زیادہ استوار کر لیا تھا ۔ سر ہیو روز کو اس کے حالات
خوب دریافت کرنے سے یقین ہوا کہ اسپر براہ راست حملہ کیا جائیگا تو جانون کا بہت نقصان ہوگا
اس لیئے انہون نے ٹھیرایا کہ دشمن کے دھوکہ دینے کے لیئے سامنے حملہ کیا جائے اور سپاہ کا
بڑا حصہ پہاڑون پر مرتفع زمین پر قبضہ کر کے مدن پور کی گھاٹی سے گذرے یہہ سوچکر انہون نے
۴ ۔ مارچ کو میجر سکوڈ مور کو حکم دیا کہ وہ مال تھون کی گھاٹی کو دھمکائے اور خود سپاہ لیکر مدن پور پر گیئے
گھاٹی جو مدن پور کو جاتی تھی وہ ایک تنگنا دو پہاڑون کے سلسلہ کے درمیان تھی جو
جنگل اور جھاڑیون سے بھری ہوئی تھی اس کے دونو طرف باغی بلندی پر چڑھے ہوئے تھے اور
انہون نے اسپر توپین بھی لگا دین تھین ۔ اور دور دور لڑنے والے بھیجدیئے تھے کہ وہ جنگل مین
چھپکر انگریزی لشکر کو ستائین جو آگے بڑھا چلا آتا ہے ۔ انگریزی لشکر جہہ میل ہاسے کوہ مین آیا
اور پھر اسنے پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا ۔ اسپر باغیون نے حملہ کیا ۔ انگریزی توپون نے اپنر گولے مارنے
شروع کیئے ۔ برٹش لڑنے والون نے باغیون کے پیدلون کو بھگایا مگر پھر انہون نے انگریزی لشکر کا
ایسا توپخانہ لگایا کہ اسکی پیش قدمی تھوڑی دیر کے لیئے رک گئی ۔ سر ہیو روز نے حکم دیا کہ توپین چند گز

چلا آتا ہے اسے ملین اب اس سے پہلے برگیڈ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

سر ہیو روز کی ہدایت کے موافق سٹوورٹ صاحب نے ۱۰ جنوری کو مئو سے گونہ کی سڑک پر سفر کیا جسکو اور صاحب اور کیٹینج صاحب نے صاف کر دیا تھا۔ چندیری ایک بڑا مشہور شہر ہندوستان کا ہے مسلمانون کے عہد مین اسکا بڑا عروج تھا اب اس مین کوئی شان عظمت کی چیز سوا اس قلعہ کے باقی نہین رہی یہہ قلعہ بڑا مضبوط تھا اس مقام مین فروری ۱۸۵۸ع مین وہ سپاہی جمع ہوئے تھے جنکو سر ہیو روز نے شکست دی تھی اور انہون نے آپس مین حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس قلعہ کو کامیابی کے ساتھ دشمن کے ہاتھ سے بچائین کے یا مر جائین گے۔ برگیڈیر اور صاحب اور کیٹینج صاحب کے ساتھ گونہ سے برگیڈیر سٹوورٹ صاحب روانہ ہوئے۔ ۵ مارچ کو وہ کھوک واسا مین آئے جو چندیری سے چھ میل پر تھا۔ کھوک واسا اور چندیری کے درمیان سڑک بڑے گھنے جنگل کے اندر جاتی ہے سٹوورٹ صاحب نے پانچ میل اس سڑک پر سفر کیا آگے باغیون نے اسکو مسدود کر رکھا تھا مگر انجنیرون نے اسکو صاف کرنا شروع کیا انہون نے کچھ بہت دیر تک یہہ کام نہین کیا تھا کہ باغی بائین طرف پہاڑی پر چڑھ گئے اور وہان پہنچکر انہون نے بندوقین مارنی شروع کین۔ یہان سے انگریزی سپاہ نے رسکو نکال دیا۔ پھر انگریزی سپاہ کچھ آگے بہت نہین گئی تھی کہ پھر ایک احاطہ کی دیوار سے جو قلعہ سے ایک میل پر تھا دشمنون نے بڑی آتش باری کی۔ چند افسر دیوار کی منڈیر پر چڑھ کر احاطہ کے اندر گئے اور باغیونکو یہان سے نکالدیا اور سٹوورٹ صاحب نے قلعہ کی مغربی طرف پہاڑی پر قبضہ کیا۔

سٹوورٹ صاحب ہمسایہ کے دیہات کے صاف کرنے مین اور مناسب مقامون پر توپون کے لگانے مین چند روز تک مصروف رہے۔ ۱۳ فروری کو قلعہ شکن توپون نے قلعہ پر اپنے گولے لگانے شروع کیے اور ۱۶ کو قلعہ کی فصیل مین دراڑ ایسی ڈالی کہ اس مین سے سپاہ قلعہ کے اندر جا سکتی تھی۔ ۱۷ فروری کو سپاہ نے یورش کر کے قلعہ کو مع توپون کے تسخیر کر لیا اور باغی بھاگ گئے۔

چندیری پر حملہ ہونے کی خبر سر ہیو روز کو ۱۸ فروری کو پہنچی اور اطلاع ہوئی کہ وہان کی قلعہ نشین سپاہ

دشمن کے مقامات کی خوب تفتیش کی اور ۶ بجے شام کے واپس آئے جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ انہوں نے اپنا کام خوب کیا

قلعہ جھانسی مین ایسی بڑی وسعت اور قدرتی اور مصنوعی حفاظت تھی کہ وہ ایک حصن حصین تھا وہ میدان مین ایک اونچی پہاڑی پر نہایت مضبوط گچ کا بنا ہوا تھا۔ اسکی دیوارون کی اونچائی ۱۶ فیٹ سے ۲۰ فیٹ تک تھی۔ اس کے گرد بڑے مستحکم برج و بارہ بنے ہوئے تھے جنپر توپین لگی ہوئی تھین۔ سفید برج پر رانی کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ قلعہ چارون طرف باستثناء مغربی اور جنوبی جانب کے ایک حصے کے شہر سے گھرا ہوا تھا۔ مغربی جانب کا محافظ بہت اونچا ڈھلوان پہاڑ تھا اس کے جنوبی مشرقی سرے پر ایک بڑا اونچا ٹیلہ تھا اس کے اوپر ایک گول گرد گچ بنا ہوا تھا جسپر پانچ توپین لگی ہوئی تھین اور اس کے گول حصہ کے گرد خندق بارہ فیٹ گہری اور پندرہ فیٹ چوڑی بڑی مضبوط گچ کی بنی ہوئی تھی اس شہر اور قلعہ مین دس ہزار بندیلے اور ولایتی سپاہی اور پندرہ سو بائی سپاہی تھے جنکی سپہ سالار ایک عورت تھی عظمت اور شجاعت کی جو تعریف کی جاتی ہے اسکے موافق رانی کی شجاعت اور عظمت تیسرے درجہ کی اسکے دشمن بھی مانتے ہین۔

رانی نے محاصرین کے حیران کرنے کے لیے یہ تدبیر کی تھی کہ جھانسی کے گرد ملک کو ایسا ویران کر دیا تھا کہ کہین گھاس کا پٹھا تک نظر نہین آتا تھا۔ مہاراجہ سیندھیا اور راجہ ٹہیری کی سرکار بڑی ممنون منت ہے کہ انہون نے ایام جنگ مین گھاس اور جلانے کی لکڑیان اور ترکاریان افراط سے بھیجی تھین۔

۲۲۔ کو سوارون نے شہر کو گھیر لیا تھا اسی دن کی رات سے محاصرہ کا آغاز ہوا شہر کی فصیل کی شرقی جانب باہر اور حصہ کی سڑک پر ایک بیٹری لگائی گئی اور رات دن محنت کرکے یورپین سپاہ حملہ آور دو حصون مین منقسم ہوئی تھی جنمین سے ایک حصہ کا نام [illegible] اور دوسرے حصے کا نام لیفٹ [illegible] رکھا گیا تھا) [illegible] کے لیے دمدمہ بیٹریان بنائی گئین اور ۲۵ سے انہون نے توپ اندازی شروع کی اس دن چوتھے برگیڈ کی بہت سی سپاہ آ گئی اور قلعہ کے جنوب مین [illegible] وہ [illegible] تجویز ہوئی۔

سترہ دن [illegible] کرنے والی توپون نے اور شہر اور قلعہ کی فصیلون کی توپون نے برابر اور متواتر

اسوقت سر ہیو روز کی حالت نہایت معرض خطر مین تھی اسکے آگے ایک قلعہ غیر مفتوح تھا
جس مین گیارہ ہزار آدمی بڑے پرجوش لڑنے والے موجود تھے بیس ہزار سپاہ کو ایک سردار
جسکو انگریزون سے عداوت تھی اور وہ واقعہ انکو شکست دینے کی اشتہار حاصل کر چکا تھا آگے بڑھاتا
ہوا انکے قریب لا رہا تھا ایسی حالت کی جوابدہی کے واسطے ایک خاص درجہ کی بڑی بہادری
اور نہایت استقلال و قوت کی ضرورت تھی۔ اگر ایک قدم جھوٹا رکھا جاتا یا رائے مین فقط غلطی ہوتی
تو وہ ہلاک کر دیتی۔ مگر سر ہیو روز اس موقع کے لیئے سب طرح سے سزاوار اور لائق تھے۔
انہون نے یہہ صحیح یقین کیا کہ قلعہ کو جو سپاہ محاصرہ کر رہی ہے اگر اسکو اس مطلب کے لیئے
ہٹا لیا جاوے کہ نئے دشمن کی سپاہ سے وہ جا کر لڑے تو محصورین کو اخلاقی فائدے فتح کے
ایسے ہی حاصل ہونگے جیسے مادی فائدے اصلی محاصرہ کے اٹھ جانے کے۔ اس انگریزی جنرل نے
محاصرہ مین اور زیادہ تشدد کیا اور اس سپاہ کو ساتھ لیکر جو درحقیقت لڑائی مین شریک نہ تھی نئے
دشمن سے لڑنے گیا پڑھنے والے جب یہہ جانینگے کہ ان پاس سب قسم کی سپاہ پندرہ سو آدمیون
سے زیادہ نہین جمع ہو سکی تو سمجھینگے کہ یہہ کام کیسا جلیل القدر شجاعت کا تھا اس سپاہ مین صرف
پانچ سو گورے تھے اور تانتیا ٹوپی کے بیان کے موافق اس پاس بائیس ہزار سپاہ تھی
سر ہیو روز نے ۱۳۱ کو جنگ کی تیاریان کین اور پہلی اپریل کو لڑنے کا ارادہ مصمم کیا۔
سر ہیو روز نے دونو برگیڈ سے سپاہ لی۔ پہلے برگیڈ کا حصہ کو بریگیڈیر سٹورٹ کے لیئے گئے اور
دوسرے برگیڈ کے حصہ کو خود سپاہی احتیاطاً لباس سمیت سوئے تا کہ لڑائی کے لیئے تیار
ہو جانے مین ذرا دیر نہ لگے۔ پہلی اپریل کو ۴ بجے رات کے تانتیا ٹوپی نے انگریزی لشکر کی طرف پیشقدمی
کی۔ آدھ گھنٹے کے بعد انگلش جنرل کو انکے پاس آنے کی خبر ہوئی۔ چند منٹ بعد انگریزی توپون نے
دشمن کے لشکر پر فیر کئے اور انہون نے انکے جواب دیئے۔ لیکن چند توپون کے فیر کرنے مین یہہ قدرت
نہ تھی کہ وہ اس لشکر کثیر کو تھامے رکھتا جو انگریزی لشکر کے دونو بازوؤن کو گھیرے ہوئے
تھا تانتیا اس سپاہ کی طرف سیدھا چلا جو قلعہ کو محاصرہ کر رہی تھی وہ اسطرح سے دو آگون کے
درمیان آ جاتی۔ سر ہیو روز فوراً شے منتظر کی حالت کو سمجھ گئے اور اس کے لیئے یہہ تدبیر کی کہ
ایسی توپخانہ کو جو ماتحت کپتان لائٹ فٹ کے تھا اور اس کے ساتھ جو ہوین ڈریگونس کو جا پہنچنا ان

پر بیٹ بچ جان کے ماتحت تھا حکم دیا کہ دشمن کے میمنہ پر حملہ کرے اور اپنے لیئے میسرہ پر حملہ کرنا مقرر کیا۔ کرو صاحب کی دو توپوں کے ڈویژن کو بھیجا کہ دشمن کے میسرہ کی کل لین پر توپین مارے۔ اس خدمت کو صاحب ممدوح نے بہت اچھی طرح انجام دیا تو ایک توپ انکی بیکار ہو گئی تھی مگر باقی ایک ہی توپ سے ایسی صحیح نشانہ اندازی کی کہ میسرہ متزلزل ہو گیا۔
دشمن کی سپاہ کے مرکز یا قلب نے جواب تک استقلال کے ساتھ بڑھا چلا آتا تھا انگریزی پیدلوں کی رفتار کو دیکھا تو وہ غیر مرتب غولوں مین منتشر ہو گیا۔ سر ہیو روز نے پیدلونکو حکم دیا کہ وہ سواروں کے حملہ کے ساتھ یورش کرین۔ اس حکم کی شتاب تعمیل ہوئی انہوں نے توپیون کی باڑ ماری اور یورش کی۔ اس کا اثر جادو کا سا ہوا۔ دشمن کے لشکر کی پہلی لاین شکستہ ہو گئی اور بالکل ابتر و پریشان ہو کر دوسری لاین کی طرف بھاگی اور کئی توپین اپنی چھوڑ گئے پھر ڈریگون نے پھر حملہ کیا تو وہ اور زیادہ ابتر و پریشان ہوئی۔
دوسری لاین پر تانتیا ٹوپی خود حکمران تھا۔ وہ ایک پہاڑی پر مقیم تھا پہلی لاین کے عقب میں ایک جنگل دو میل لمبا تھا اسنے دیکھا کہ دوسرے سپاہی پیچھے ہو کر اس کی طرف بھاگے چلے آتے ہین اور اس کے تعاقب مین تین قسم کی سپاہ انگریزی چلی آتی ہے اور بریگیڈیر مع اپنی سپاہ کے پہاڑی کے سامنے میدان مین چلے آتے ہین تاکہ اس سپاہ تنبیہ کرین جو جھانسی کی طرف جاری ہے۔ سٹورٹ صاحب نے اسپر حملہ کیا اور شکست دی اور پسپا کیا اور بڑی سرگرمی سے اسکے پیچھے ہو گئے۔ یہ تعاقب ایسا قریب تھا کہ دشمن کو فرصت نہین ملی کہ وہ اپنی صفین بالترتیب درست کرتے منتشر و پریشان ایسے بھاگے کہ توپ پر توپ اپنا چھوڑتے گئے جو فتحمندون کے ہاتھ آئین میدان جنگ مین بہت سے مرے پڑے تھے اور مرتے ہوئے سپاہی چھوڑ گئے
تانتیا ٹوپی یہ حال دیکھکر مایوس اور دل شکستہ ہوا۔
پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ تانتیا کے لشکرگاہ کے آگے جنگل تھا وہ خشک تھا اس لئے آگ لگا دی اور اس کے دھوئیں اور روشنی کی آڑ مین بھاگ کر بیتوا کے پار اتر گیا اور اس ندی کو اپنے اور اپنے تعاقب کرنے والون کے درمیان حائل کر لیا۔ وہ اپنے پیادون اور سوارونکو اور ان کی حمایت سے پار لے گیا۔ مگر اس طرح سے اسکا بچنا ... تھا۔ انگریزی لشکر نے جلتے

ہوئے جنگل مین گذر کر تعاقب کیا اور ساری توپین اس نے چھین لین۔ آج پندرہ سو باغی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ باقی سپاہ تانتیا ٹوپی کے ساتھ کالپی کی سڑک پر بھاگی۔

جسوقت یہہ لڑائی ہو رہی تھی تو محصورین نے اپنی آتش فشانی کو دوچند کر دیا تھا فصیل اور گرگجون اور برجون پر وہ آتے تھے اور بڑا غل شور مچاتے تھے اور بندوقین ایسی جلدی جلدی چلاتے تھے کہ یہہ معلوم دیتا تھا کہ وہ اب قلعہ سے باہر نکلکر حملہ آور ہوتے ہین۔ محاصرین نے بھی دشمنون پر ایسی توپین چلائین کہ کبھی پہلے نہین چلائی تھین جب قلعہ نشینون نے لڑائی کا حال دیکھا تو پھر ستّ پٹائے اور سب خوشی کے نعرون کو بھول گئے اور سمجھنے لگے کہ ابھی ہماری فتحیابی کا وقت نہین آیا۔

سپاہ انگریزی مظفر و منصور ہوکر اپنے مقامات سابقہ پر آئی۔ تانتیا ٹوپی کی شکست نے قلعہ نشینون کا بڑا دل شکستہ کیا۔ سر ہیو روز نے پہلی اپریل کو رات بھر توپون کی بھرمار رکھی جسنے ۲۔ اپریل کو شہر کی فصیل مین ایک بڑا شگاف پڑا تو سر ہیو روز نے مصمم ارادہ کیا کہ دوسرے دن صبح کو یورش کی جائے۔ انہون نے حملہ آور لشکر کو دو حصون مین منقسم کیا اور انکا نام یورش راست اور یورش چپ رکھا ان مین سے ہر ایک کی پھر تقسیم در تقسیم دو کالمون اور ایک رزرو مین کی اور حملہ کے اشارہ کے لیئے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک تھوڑی سی سپاہ مغربی دیوار پر دشمن کو دھوکہ مین ڈالنے کے لیئے جائے اور اپنی توپین چلائے پھر یورش راست تو فصیل پر زینے لگا کے حملہ کرے اور یورش چپ کا بایان کولم شگاف پر حملہ کرے اور اسکا داہان کولم ایک برج پر (جسکا نام روک ٹور رکھا گیا) اور قلعہ کی النگ پر حملہ کرے۔

۳۔ اپریل کو ۳ بجے رات کو کالمون نے چپ چاپ سفر کیا۔ چاندنی خوب کھل رہی تھی یورش راست کے سپاہیون نے اس خوف سے کہ ہم کو دشمن نہ دیکھ لے کچھ دیر توقف حملہ کے مقررہ اشارہ کے انتظار مین کیا۔ آخر کو احکام حملہ نے سرگوشی کی۔ سیپر نے اپنے کندھون پر زینون کو اٹھایا اور آگے چلے اور سپاہ اس کے پیچھے چاندنی مین اپنی تلوارون اور سنگینون کو چمکاتی ہوئی چلی۔ جب وہ اس سڑک پر مڑے جو فصیل کی طرف جاتی تھی تو بگلون کا شور مچا اور فصیل اور برج ایسے روشن معلوم ہونے لگے کہ اپنر آتشین فرش کیا گیا ہے اور گولے گولیان اوپر سے

محصورین کی آتش افشانی

جھانسی پر حملہ کی تیاری

جھانسی پر یورش

ہاتھ آیا جو لارڈ ولیم بنٹنگ نے رانی کے دادا کو وفاداری اور خیر خواہی کے صلہ مین دیا تھا اور
اجازت دی تھی کہ وہ اسکو آگے اپنی سواری مین رکھا کرے۔

چار سو کے قریب باغیون نے ایک پہاڑی پر قیام کیا میجر گال نے وہان جاکر سب کو
مارا تو انکے بیس آدمی بچے تھے جنہون نے پہاڑی پر جاکر اپنے تئین آپ مار ڈالا۔
انگریزون کے اپنر حملہ کرنے مین ایک افسر اور کئی سپاہی ضائع ہوئے۔ ایک اور گروہ
پندرہ سو باغیون کا شہر کے حوالی مین جمع تھے وہ بھی بھاگ گئے ان مین تین سو آدمی
ضائع ہوئے۔

تمام رات اور اس کے بعد سارے دن مختلف مقامات مین لڑائیان ہوتی رہین
جنمین باغی مقتول یا مفرور ہوئے۔ سر ہیو روز نے قلعہ کی فتح کی تدبیر کی رانی نے قلعہ
کی خاطر بہت تکلیف نہین اٹھائی ۴ تاریخ کو وہ رات کو قلعہ سے اپنے ملازمین سمیت
کالپی کی طرف بھاگ گئی اور اسکا تعاقب کیا گیا مگر وہ ہاتھ نہ آئی چند باغی مارے گئے
وہ کالپی مین اس شام کو پہنچی جس مین تانتیا ٹوپی وہان آیا تھا۔

پانچوین اپریل کو سر ہیو روز نے قلعہ پر قبضہ کیا۔ اس لڑائی مین اور ریتیوا کی لڑائی مین
انگریزون کے تین سو تینتالیس آدمی مجروح و مقتول ہوئے جنمین چھتیس افسر تھے اور دشمنون کی
آدمیون کی مرنے کی تعداد پانچ ہزار شمار ہوتی ہے جنمین سے ایک ہزار تو جھانسی مین
جلائے گئے یا دفن کئے گئے۔ سر ہیو روز نے جس تدبیر و حکمت سے جھانسی کو فتح
کیا وہ انکی شجاعت و جسارت و لیاقت و ذہانت پر دلالت کرتی ہے۔ دلاوری و
ہنرمندی و پیش بینی و استقلال جیسے اس مہم کے انجام دینے مین تکمیل کے ساتھ باہم جمع
ہوئے ہین ایسے کبھی نہین ہوتے۔

اب سر ہیو روز کا ارادہ کالپی کو سفر کرنے کا تھا کہ باغیون کو جو جمنا پر اس مستحکم مقام مین رہتے ہیں
اور ہمیشہ انگریزون کی آمد و رفت مین مخل ہوتے ہین نکال دین۔ کالپی باغیون کا اسلحہ خانہ تھا
اور نانا کے بھتیجے کا حصہ رہتا تھا۔ اس مین توپون کا سامان اور جنگ کا اسباب افراط سے تھا وہ جمنا کے
کنارہ پر جھانسی سے شمال مشرق مین ایک سو دو میل کے فاصلہ پر تھا اور کانپور سے جنوب مغرب مین

برگیڈ سے ملا۔ میجر اور صاحب نے بیتوا سے پار اتر کر بان پور اور شاہ گڈھ کے راجاؤن پر کوسر اٹھ حملہ کیا اور انکی ایک توپ چھین لی۔ یہہ ناممکن تھا کہ وہ ان سب کو مار ڈالتا وہ جنوب کی طرف بھاگ گئے انکے لیئے ان پھرکے دغاباز راجہ نے سامان رسد بہم پہنچایا۔ پھر اور صاحب کونچ مین آئے۔

پونچ اور کونچ کے درمیان بہت چھوٹے چھوٹے قلعے بہت تھے جہان سے باغی انگریزی تھوڑی تھوڑی سپاہ کو بہت ستا سکتے تھے مگر جب باغیون نے یہہ لشکر عظیم دیکھا تو وہ انسب قلعون کو چھوڑ کر کونچ مین چلے گئے۔

سر ہیو روز لہار مین جو کونچ سے دس میل کے قریب بعید تھا آئے۔ یہان کے قلعہ مین باغی تھے میجر گال نے جاکر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور اس مین سے ایک باغی کو بھاگنے نہین دیا۔ دو انگریزی افسر اور کچھ آدمی انکے ضائع ہوئے۔

سر ہیو روز خوب واقف تھے کہ ایشیائی سپاہ کو توقع ہوا کرتی ہے کہ مقابلہ فرنٹ (سامنے) مین ہوگا۔ وہ دشمن کی سپاہ کے موڑ توڑ سے بہت گھبراتی ہے اس لیئے سر ہیو روز نے کونچ کے اس جانب کہ سفر نہین کیا جسکو باغیون نے لڑنے کے لیئے تیار کیا تھا بلکہ وہ اس جانب مین گئے جو غیر محفوظ تھی اور وہان سے دشمنون کے فرار ہونے کی راہ بھی مسدود ہوسکتی تھی۔ ۶ مئی کو انہون نے اپنے خیمے اکھاڑے اور چودہ میل سفر کر کے وہ اپنے مقام پر آئے۔ پہلا برگیڈ ناگو پور کے گاؤن مین اور دوسرا برگیڈ چومری گاؤن مین اترا اور میجر اور صاحب اومری گاؤن مین اترے یہہ مقام کونچ سے ۹ میل پر تھا۔ سات بجے صبح کو سر ہیو روز نے پہلے برگیڈ کو جو انکے ساتھ تھا ایک ڈرام رم اور کچھ بسکٹ کھانے کو دیئے اور ایک گھنٹہ کے لیئے میجر گال کو سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہ دشمنون کے مقامات کا تجسس باغون اور مندرون مین کرے اور گولیان چھوڑتا ہوا آگے بڑھے اور انہون نے قلعہ شکن توپین اپنے مقامات پر لگا دین کہ وہ شہر پر خوب گولہ ریزی کرین۔ گال صاحب نے جلد آکر ان مقامات کا حال سنایا تو سر ہیو روز نے [illegible] صاحب اور [illegible] صاحب نے مختلف جانبون سے حملہ کر کے شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ باغیون نے کالپی کا رستہ لیا مگر بھاگنے مین وہ بڑی خوش نصیبی

اگرچہ سر ہیو روز کے سفر کالپی میں کوئی دشمن مزاحم و مانع نہین ہوا لیکن گرمی کی شدت اور سورج کی کرنون کی حرارت نے سپاہ کو موت کا مزہ چکھا دیا اور موتون کی اور اسپتال جانے والے بیمارون کی تعداد کو بہت زیادہ کر دیا جسکے دیکھنے سے خوف لگتا تھا۔ اس بات کو باغی خوب جانتے تھے اور وہ اس سے پورا استفادہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انکے جنرل نے حکم دیا تھا کہ ہمیشہ لڑائی دس بجے ہوا کرے جسکے سبب سے گورے مارے جائین یا اسپتال مین جانے کے قابل ہو جائین۔ مگر باوجود اسکے سر ہیو روز کالپی مین پہنچ گئے اور میکسویل صاحب کے لشکر سے مل گئے۔

اگرچہ کالپی سر ہیو روز کے آنے سے ہیبت سے خالی ہو گئی تھی مگر نواب باندہ دو ہزار سپاہ کو ساتھ لیکر اس مین داخل ہوا۔ کچھ توپین اور اور سپاہی بھی اس کے ساتھ تھے۔ رانی جھانسی بھی نواب کی ممد و معاون ہوئی بھاگے ہوئے سپاہی بھی پھر کالپی مین آ گئے ان سب نے یہہ ارادہ کیا کہ جب تک دم مین دم ہے انگریزون سے لڑین گے۔

کالپی ایک بڑا مستحکم مقام تھا اسکی سب طرفین گریوون اور کھنڈون سے گھری ہوئی تھین اس کے سامنے پانچ لینین اور پیچھے جمنا محافظ تھین۔ جمنا مین ایک پہاڑی تھی جس پر قلعہ تھا انگریزی لشکرگاہ اور کالپی کے درمیان ایسے گریوون اور کھنڈون کی بھول بھلیان تھی کہ توپخانہ اور سوار نہین جا سکتے تھے اور پیادون کے لیئے بھی بڑی سد راہین تھین باغیون نے مورچے اور خندقین ایسی بنائین تھین کہ مشکل تھا کہ وہان سے نکالے جاتے۔ چوراسی مندر موجود تھے جنکے گرد مضبوط دیوارین کھنچی ہوئی تھین انہین وہ پناہ لے سکتے تھے۔ غرض یہہ مندر دوسری لاین اور گریوون مین مورچے تیسری لاین اور شہر کالپی چوتھی لائن اور ایک اور سلسلہ گریوون کا پانچوین اور قلعہ چھٹی لائن یہ سب لینین تھین۔

۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ کو دونو لشکرون مین لڑائیان ہوتی رہین جنکی ابتدا باغیون کی طرف سے ہوتی تھی۔ ان سب لڑائیون مین باغی پسپا ہوئے۔ لیکن انگریزون کو سورج اور متواتر جفاکشی اور تکلیفات اور گرمی نے ستا رکھا تھا۔ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ کو انگریزی توپخانون اور سپاہیون نے حلے کیئے اور سٹورٹ صاحب اور میکسویل صاحب اور سر ہیو روز کی اور ان کے سپاہیون کی بہادری و

کہ جنکے برابر کوئی ہندوستان مین انگریزون کا دشمن نہ تھا یہہ سارے کام بہادرانہ صر ہیور ونکے ہمراہیون نے ایسے موسم مین کیے جن مین سورج اپنی گرمی سے دشمنون سے کچھ کم نہین ہلاک کرتا تھا۔ مگر وہ اپنا سفر جاری رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ جو مشکلات سدراہ ہونگین وہ حل ہو جائینگین جو مقصد اپنا ٹھیرا لیتے کبھی اس سے منہ نہین پھیرتے خواہ کیسی ہی دشواریان پیش آئین وہ فتح بر فتح حاصل کرتے ہوئے چلے گئے ان ہی خصلت کے سبب سے فتح و نصرت حاصل ہوتی تھی وہ دشمنون کے مقامات کی تفتیش کرنے خود جاتے تھے اور اس مین کچھ اپنی جان کی پروا نہین کرتے تھے۔ ہر لڑائی کا نقشہ وہی بناتے تھے ہر حملہ مین سب سے آگے وہ رہتے تھے ہر خوف و خطر کی خاطر کرتے تھے سپاہیون کے حال پر وہ ایسی توجہ کرتے تھے جو کوئی انکا پیشوا نہین کرتا ہے وہ سپاہیون کی آسائش و آرام کو مد نظر رکھتے تھے سخت لڑائی لڑتے تھے یہ وہ جنٹلمین کے حال پر متوجہ ہوتے اور دور و دراز تھکانے والے سفرون کے بعد سپاہیون کے کھانے پینے کے ذخیرے افراط سے دیتے اسکو وہ اپنا مقدس فرض سمجھتے۔ یہی سبب تھا کہ سپاہیون کو وہ عزیز ہو گئے تھے اور وہ خوشی سے کثیر التعداد دشمنون سے لڑتے تھے اور آفتاب کی مہلک شعاعون کی برداشت کرتے تھے سپاہ دیکھتی تھی کہ وہ اسکی تمام طاقت اور قوت کو لڑائی کے کام مین لانا چاہتے ہین تو اس کے ساتھ وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ لڑائی کے بعد وہ انکی ساری احتیاجون کو پورا کردینگے کبھی وہ اپنے تئین فرصت نہین دیتے ادھر جنگ کے احکام دیتے تھے ادھر سپاہیون کے حال پر متوجہ ہوتے تھے انکی ہمدردی اور دلسوزی انکے سپاہیون مین وہ جوش پیدا کرتی تھی جسکے سبب وہ کام کرتے تھے جو تاریخ مین لڑنے والون کے لکھے جاتے ہین۔

اب یہہ لشکر کشی ختم ہوئی اسنے اپنا مقصد وقت پورا کیا۔ اب جنرل ہیورونے کمپو توڑ دیا اور اپنی صحت کے لیے تبدیل آب و ہوا کی۔

باب دوم

کرڑوی اور باندہ

وٹ لوک صاحب

١٦- نومبر ١٨٥٧ء کو بریگیڈیر جنرل وٹ لوک مدراس سپاہ کے افسر اس ڈویژن کے کمانڈر مقرر ہوئے تھے جو ناگپور اور ساگر اور نربدا کے ملکون کی فتح کے لیے تجویز ہوئے تھے - بریگیڈیر ٦- فروری کو جبل پور مین آئے اور یہان تھوڑی سی سپاہ متعین کرکے ساگر روانہ ہوئے ٢٤- فروری کو وہ یہان پہنچے اور خیرخواہ راجہ اور چہہ سے ملے یہان کچہہ ٹھیر کر دموہ کی طرف چلے اور ٣- مارچ ١٨٥٨ء کو یہان پہنچے - یہ بات بیان کرنے کے قابل ہے کہ اس پندرہ روز کے سفر مین انکے ہمراہی پولیٹکل افسر میجر ارسکن نے اپر سخت تقاضا کیا کہ سپاہ بہیجکر جبل پور اور دموہ کے درمیان ان مستحکم مقامات سے باغیون کو خارج کرے جہان سے وہ اضلاع مین فساد پیدا کرتے ہین مگر انہون نے سکے جواب مین یہہ کہا کہ وہ کل سپاہ کو اپنے ہاتھ تلے رکھنا چاہتے ہین بس جس وہ بات مین انکا گذر ہوا انکو مطیع نہین کیا مگر دموہ پر قبضہ کر لیا -

٥- مارچ کو وہ ساگر مین آئے - پہر دموہ کو چلے گئے ١٠- مارچ کو ڈاک مین گورنر جنرل کا حکم آیا کہ وہ ناگود وہ پنا جائین اور بندیل کھنڈ کے خیرخواہ راجاؤن کی اور خاصکر راجہ چہرکہاری کی مدد کرین اور میجر جنرل سر ہیو روز سے ملکر انکے کام مین مدد و معاون ہون - اس حکم کے موافق وٹ لوک صاحب دموہ سے ٢٢- مارچ کو چلے اور بندیل کھنڈ مین پنا مین ٢٦- مارچ کو آئے وہ ٣- اپریل تک پنا مین مقیم رہے - ٣- اپریل کو سر ہیو روز کا حکم آیا کہ وہ جہانسی مین آئین وہ چھترپور مین ٦- اپریل کو آئے جو باندہ کے راستہ مین تھا اور قلعہ جکنی کو باغیون سے خالی کرا دیا اور یہہ بات ترک کو ... کیا اور یہان سے باندہ کی طرف -

باندہ کی ریاست مین نواب خودمختار رئیس تھا - وہ بڑا ہوشیار تھا اسنے وٹ لوک صاحب کو
اپنے پھندے مین پھنسانا چاہا جب اسکو خبر جنرل کے آنے کی معلوم ہوئی تو اسنے اپنی سپاہ کو
مہوبہ سے کیرانی مین بھیجدیا کہ جہان انگریزی لشکر صبح کو آنیکو تھا جب کرای مین صبح سے
ایک گھنٹہ پہلے انگریزی لشکر آیا تو نواب کی سپاہ نے اسپر گولہ زنی شروع کی مگر انگریزی
لشکر نے نواب کے لشکر کو تھوڑی دیر مین مارکر بھگادیا - جب جنرل باندہ کے قریب آیا تو نواب
ہزار
سات ہشت سپاہ لئے ہوئے باندہ کے شہر مین اس کے داخل ہونے کا مانع ہوا - مگر آپ تھوڑے صاحب نے
اسکو شکست دیکر بھگادیا نواب دو ہزار سپاہ کے ساتھ کالپی مین مفرور ہوگیا -
پہلے لکھ چکے ہین کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کر لیا تھا جب اسکی خبر وٹ لوک صاحب کو ہوئی
تو انہون نے اپنے سفر کی راہ کو بدلا اور لشکر کو کرڑوی کی جانب جانے کا حکم دیا -
وٹ لوک صاحب کی سپاہ بڑی خوش نصیب تھی کہ سر ہیوروز کی لشکر کشی کی جفاکشی کا سارا
فائدہ باندہ کو فتح کر کے اسنے اٹھایا - باندہ کی ساری لوٹ وٹ لوک صاحب کے لشکر کو ہاتھ
لگی اس مین سے کسی اور لشکر کو کوڑی نہین ملی اب اندھی لکشمی کو دیکھیے کہ وہ کرڑوی مین بھی وٹ لوک
صاحب کے لشکر کو مالا مال بغیر اس کے کرتی ہے کہ وہ ایک گولی بھی چلائے - کرڑوی جسکو
پہلے ترواکہتے تھے باندہ سے پینتالیس میل اور الہ آباد سے ستر میل ہے - بس سوقت کرڑوی کی
یہہ کیفیت تھی کہ اس مین نو برس کی عمر کا لڑکا مادھو راے راؤ تھا اور راجچندر رام اسکا مدار المہام
تھا جسکو گورنمنٹ نے اپنی طرف سے اپنا معتمد اور خیرخواہ سمجھ کر مقرر کیا تھا اور یہان سب چھوٹے
بڑے زمیندار گورنمنٹ انگریزی سے عداوت رکھتے تھے - جسکا سبب یہہ بیان کیا جاتا ہے
کہ کرڑوی کے راؤ امرت راؤ نے گورنمنٹ کو ۱۸۰۲ء مین دو لاکھ روپیہ چھ روپیہ سینکڑہ سالانہ
سود پر اس غرض سے دیئے تھے کہ وہ اس کے سود کو بنارس کے مندرون مین خرچ کیا کرے
دس برس ۱۸۲۲ء مین گورنمنٹ نے اپنے نوٹون کا سود چار روپیہ سیکڑہ کردیا تو کرڑوی کے راؤ
نانک راؤ نے تین لاکھ روپیہ اور گورنمنٹ کو دیا کہ کل پانچ لاکھ روپیہ کا سود چار روپیہ
سیکڑہ کے حساب سے بنارس کے مندرون کے خرچ کے لیے دیا کرے - نانک راؤ کی
زندگی مین تو تین برس تک یہہ سود مندرون مین خرچ ہوتا رہا مگر اس کے مرنے کے پیچھے جو ہی

جبکہ گورنمنٹ نے عوام مین مشتہر نہین کیا یہہ سے وہ دینا موقوف کردیا۔ راؤ تو سات برس کا
بچہ تھا وہ تو اس بات کو سمجھتا نہ تھا کہ کیا ہوتا ہے مگر اس امر کی شہرت پانے سے کہ گورنمنٹ نے
سندرون کے خرچ کو ناحق بند کردیا تمام کرؤی کی ریاست مین امیرون کو بنڈتون اور رعایا
کو گورنمنٹ سے نفرت ہوگئی پس جب غدر ہوا تو راجہ اسوقت نو برس کا تھا وہ اس قابل
ہی نہین تھا کہ بغاوت کرتا اسنے ۱۹ اپریل ۱۸۵۸ء کو جب باندہ فتح ہوگیا سر رابرٹ
ہملٹن کو لکھا کہ مین سرکار کا خیرخواہ ہون برٹش سپاہ کو میری راجدہانی مین بھیجد یجیے
جب وٹ لوک صاحب باندہ سے چلکر لڑائی سے بار بسل پر ۲- جون کو مہربت گوپ مین آئے
تو راجہ نے آگے بڑھا اور انکو دوست سمجھکر استقبال کیا وہی راجہ تو خیرخواہ سرکار تھا مگر اس کی
کل رعایا بدخواہ سرکار تھی جبکی ہزارون کو جھکنی پڑی۔ وٹ لوک صاحب جو جون کو کرؤی مین
داخل ہوئے کسی نے انکا مقابلہ نہین کیا۔ ایک گولی بھی نہین چھوٹی مگر وٹ لوک صاحب نے
اس اعمر راوت سے ایسی عداوت کی کہ اپنا دو سے مقابلہ آیا تھا۔ جو اسکی جو بچھی کہ کرؤی مین
اسقدر روپیہ جو ہیرے انکی طمع سے وٹ لوک صاحب کو اپنے تئین ان رکھنا ایسی حالت مین
مشکل تھا کہ جب سپاہ نے ایسی مشقت شاقہ اٹھائی ان مہم کی ہے وہ اس سے متمتع نہ ہو۔ وہ اس
دولت کی مستحق اس سپاہ ہی کو جانتے تھے انھون نے راجہ کا تمام مال و اسباب پرائز منی (انعام کا
روپیہ) مین داخل کیا۔ کرؤی کے راؤ کو بریلی کالج مین تحصیل علم کے لیے بھیجدیا۔

باب سوم

سر ہیوروز اور گوالیار

کالپی کے فتح ہونے کے بعد تانتیا ٹوپی رانی جھانسی و راؤ صاحب کی حرکات

تانتیا ٹوپی کوچ مین شکست پاکر چرکی مین آگیا جو چاریل کے علاقہ مین تھی جہان اس کے
ماں باپ رہتے تھے وہ یہان جب تک رہا کہ سر ہیوروز نے کالپی کو فتح کیا جبکہ اسے سنا

راؤ صاحب اور جھانسی کی رانی گلاولی سے شکست پاکر گوپال پور گئے ہیں جو گوالیار سے جنوب مغرب میں ۴۶ میل ہے تو وہ کمر بستہ و مستعد ہو کر انسے جا ملا۔ اسوقت ان سب پر بڑی بپتی پڑی ہوئی تھی انکو جنوب مشرق مغرب میں انگریزی لشکروں نے گھیر رکھا تھا اور شمال میں گوالیار تھا جسکا مہاراجہ ان کا ایسا ہی دشمن تھا جیسے کہ انگریز اسوقت چار بڑے باغی سرکار کے برخلاف تھے راؤ صاحب۔ نواب باندہ۔ تانتیا ٹوپی۔ رانی جھانسی۔ ان سب میں جھانسی کی رانی کو مردانگی اور فرزانگی میں تفوق تھا وہ سب سے زیادہ انگریزوں کی جانی دشمن تھی اس کمبخت حالت میں بھی ایک تدبیر سوچی جس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہیں ہو سکتی تھی۔

جھانسی کی رانی نے اپنے ہمراہیوں کے سامنے یہہ تدبیر پیش کی کہ گوالیار کی طرف سپاہ کے ساتھ بڑے زور سے سفر کرنا چاہیئے اور سیندھیا کی فوج کو مذہبی اور قومی جوش دلانا چاہیئے اور اسکی دارالسلطنت گوالیار پر بشرط ضرورت زبردستی قبضہ کرنا اور پھر اس کے قلعہ کو وہ تمثال سے انگریزوں کو بلا کر کہنا چاہیئے کہ آئیے ہم سے لڑیئے۔ یہہ تدبیر سب ہمراہیوں کو پسند آئی اور اسکی تعمیل فوراً ہوئی گوالیار کی سپاہ کے بہکانے کے لئے جاسوس بھیجے اور پھر لشکر روانہ ہوا وہ ۳۰ مئی کی رات کو مرار میں جہاں پہلے کنٹنمنٹ کی چھاونی تھی آن پہنچا مہاراجہ سیندھیا اس بات کی بڑی قدر کرتا تھا کہ سرکار انگریزی کے والا اقتدار ہونے سے وہ ایسی راحت و عافیت و امن میں رہتا ہے کہ کبھی اس کے باپ دادا کو نہیں نصیب ہوا کبھی بیرونی حملہ کا خوف نہیں ہوا کہ جس سے ملک میں خلل و فتور پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا۔ اب انگریزوں نے دہلی اور لکھنؤ کو تسخیر کر لیا تھا اور بہت سی فتوح حاصل کیں تھیں جس سے راجہ کو یقین واثق ہو گیا تھا کہ آخر کو انگریز فتحیاب ہونگے مگر اسکی قوم اور اسکے حالی موالی انگریزوں سے ایسے ناراض تھے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ انگریزوں کے دامن کو نہیں چھوڑتا انکے سایہ عاطفت ہی میں ہمیشہ رہنا چاہتا ہے تو انکا یہہ ارادہ ہوا تھا کہ اسکو معزول کر کے کسی اور کو گوالیار کا مہاراجہ بنائیں جب مہاراج پاس خبر آئی کہ تانتیا ٹوپی اور جھانسی کی رانی اور راؤ اور بڑے بڑے امیر ایک لشکر عظیم کے ساتھ مرار میں آ گئے ہیں جس میں سات ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بارہ توپیں ہیں تو وہ پہلی جون کی صبح کو مرار کے مشرق میں دو میل کے فاصلہ پر لڑنے کے لئے گیا اسکے ساتھ چھ ہزار پیدل اور

پندرہ سو سوار تھے اور لوڈی گارڈ چھ سو تئیس سپاہیوں کا تھا اور آٹھ توپین تھین ۔
اس سپاہ کو تین ڈویژن میں تقسیم کیا تو پون کو مرکز میں رکھا اور دشمن کے حملہ کرنے کا منتظر ہوا
۔ بجے صبح کے باغی سنتری توپخانون کو پشت پناہ بنا کے آگے بڑھے ۔ جب وہ نزدیک آئے
تو مہاراجہ سیندھیا کی توپون نے انگریزولے مارے ۔ جب توپون پر انکے چھوٹنے کا دھواں
صاف ہوا تو باغیون کے پیادے اور دو ہزار سوار سیندھیا کی توپون کو چھین کرلے گئے
سوار مہاراج کے لوڈی گارڈ کے سب پیدل اور سوار کیا تو باغیون سے جا ملے یا ایسے مقام پر
جا کھڑے ہوئے کہ جس سے معلوم ہوا کہ وہ اب لڑنے کے نہیں ہیں ۔ باغیون کے سوارون نے
مہاراجہ کے لوڈی گارڈ پر حملہ کیا جنکے ساتھ سیندھیا تھا ۔ لوڈی گارڈ کے بعض سپاہی بڑی
بہادری سے لڑے اور جب تک ان میں سے پندرہ نہیں مارے گئے وہ لڑتے رہے اب
سیندھیا نے دیکھا کہ لڑنے سے کچھ فائدہ نہیں تو وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آگرہ کو بھاگا
کہیں گھوڑے کی باگ کو روکا نہیں ۔

باغی گوالیار میں داخل ہوئے قلعہ اور خزانہ سب پر قبضہ کیا ۔ خزانہ اور جواہر سے
سلح خانہ سب قسم کے ہتھیار اور شہر دولت مند ون سے معمور تھا وہ ان کے ہاتھ آئے
اب انہوں نے اپنی پرانی عادت گورنمنٹ تازہ کی ۔ نانا نے پیشوا ہونے کا اشتہار دیا اور راؤ صاحب
لوگو الیار کا گورنر مقرر کیا ۔ گوالیار کی سپاہ کو اور ان میں سے جو سپاہ آئی تھی اسکو بخششین اور
انعامات تقسیم کئے ۔ رام راؤ گوبند جسکو سیندھیا نے اپنے اہل کارون میں سے نہایت ذلیل کیا
تھا اسکو وزارت پر مقرر کیا ۔ مہاراجہ کا سارا مال اسباب ضبط کر لیا ۔ چار مرہٹے سردار جن کو
بغاوت کے جرم میں سیندھیا نے مقید کیا تھا چھوڑ دیئے گئے اور انکو خلعت دیئے گئے
اور انکو اضلاع میں بھیجا کہ وہ سپاہیوں کو جمع کریں جو جنرل سر ہیو روز کا ایسا منشا تھا کہ جن
گروہ اس سے اندیشہ ہو انکو منتشر کرے جو سپاہ تھی وہ جھانسی کی رانی کے زیر فرمان آئی
اور جو شہر کے اندر سپاہ تھی وہ تانتیا ٹوپی کے حوالے ہوئی کہ اس کے کام کی اطاعت کرے
اضلاع میں کوشش کی جائے ان کے ناخوشی زیادہ ہو ۔ دہ بان پور اور شاہ گڈھ کے
راجہ تھے وہ حاکم ہو تے اور گوالیار میں آ کر ہی ان کے شامل ہون ۔

۲۵ مئی کو سر ہیوروز نے کرنیل روبرٹس کو ایک چھوٹا سا کولم دیکر جنوب مغرب مین ان باغیون کے تعاقب مین بھیجا تھا جو کالپی سے بھاگ گئے تھے۔ چوتھی جون کو سر ہیوروز پاس خبر آئی کہ گوالیار پر یقینی باغیون نے قبضہ کرلیا ہے۔ انہون نے سٹورٹ صاحب کو پہلے برگیڈ کی کچھ سپاہ کے ساتھ روبرٹس کی امداد کو بھیجا۔ سر ہیوروز نے اس واقعہ کے سب پہلوون پر غور کرکے کسی خوف و اندیشہ کا خیال نہین کیا اور گوالیار کے دوبارہ فتح کرنے کا عزم مصمم کیا۔

سر ہیوروز پاس کمانڈر انچیف کا تار آیا کہ برگیڈیر سمتھ کا برگیڈ اور ایک کولم کرنیل رڈل کے ماتحت انکے پاس بھیجا گیا ہے۔ سر ہیوروز نے جھانسی مین جو سپاہ چھوڑی تھی اس کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ حیدرآباد کنٹنجنٹ کے سپاہی جنکو اپنے گھرون کے جانے کی رخصت مل چکی تھی اور وہ بہت دور چلے گئے تھے جب ان پاس گوالیار کی خبر پہنچی گئی تو وہ خوشی خوشی پھر سر ہیوروز پاس آگئے۔ سر ہیوروز کی یہہ تجویز تھی کہ گوالیار کے مشرق مین ضعیف مقام پر حملہ کیا جائے اور ایسا چارون طرف سے گھیرا جائے کہ باغیون کے نکل جانے کے لئے کوئی راہ باقی نہ رہے اس لئے انہون نے یہہ احکام صادر کئے کہ آگرہ کی سڑک پر رڈل صاحب جائے سمتھ صاحب کوٹہ کی سرائے مین آئے جو گوالیار سے جنوب مشرق مین چار میل ہے اور حیدرآباد کنٹنجنٹ جنوب مین باغیون کے سد راہ ہون۔

وٹلوک صاحب کو کالپی کی محافظت پر متعین کیا اور خود اپنے قدیمی برگیڈ جنکے سردار سٹورٹ صاحب اور نیپیر صاحب تھے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور ایک اور نمبر ا برگیڈ جلدی جلدی راجپوتانہ سے آتا تھا۔ نو دن سفر کرکے یہہ کالپی کی سپاہ ۱۶ جون کو ایسی مقام پر آئی کہ مرار سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ سوارون نے دشمن کے مقامات تحقیق کرکے اطلاع دی کہ فوراً دشمنون کی لینون پر کامیاب حملہ ہوا۔ پہلے اس سے کہ باغیونکی کمک اور مقامات سے پہنچنے پائے۔ چھاونی کے محافظین کو پیچھے ہٹا دیا اور درمیانی میدانون مین شکار کرکے شہر مین بھگا دیا۔ سر ہیوروز منتظر سمتھ کی لشکر کے تھے جو جنوب مشرق کی جانب دشمن کے مقامات پر حملہ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ ۱۷ جون کی شام کو اس افسر نے اپنی راہ مین لڑائی لڑنے سے کئی توپین بعض ان بلندیون تک لے لین جو لشکر کے اوپر تھین لشکر پرانی چھاونی

مرار کی ندی پر شام کو قیام کیا جو سمتھ کی خیمہ گاہ سے قریب تھی۔ سر ہیو روز نے دیکھا کہ پہاڑوں پر باغیون کا ایسا انتظام ہے کہ گوالیار سے انکی مدد نہین ہو سکتی اور وہ اپنے ہمراہیون سے جدا جا پڑے ہین اس لیئے انہون نے ۲۰ تاریخ کی صبح کو بہت سویرے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا انہون نے ۱۹ تاریخ کی صبح کو دیکھا کہ ایک بڑی سپاہ گوالیار سے نکلی چلی آتی ہے جسکا مطلب یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان پر حملہ کرے اس لیئے انہون نے خود اسپر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

۱۹ تاریخ کو سر ہیو روز و سمتھ دونو کا لشکر متفق ہو کر آگے بڑھا ان پر بندوقون کی گولیان اور تڑا تڑ گولے قلعہ اور شہر کے قریب کی مورچہ دار پہاڑیون سے پڑ رہے تھے۔ لیکن نمبری ۸۶ و ۹۵ رجمنٹون کے پیادون اور توپون کی مار کے آگے دشمنون کی کوئی چیز نہین ٹھہر سکتی تھی اگرچہ گولا اندازِ دشمنون کی مہلک آتش زنی کے منھ مین اپنی بیٹریون کو نہر کے پار جو اسنے پار کھین لائے تھوڑی دیر تک تیز و تند لڑائی ہوئی اس کے بعد انگریزی لشکر سب اونچی بلندی پر چڑھ گیا جو قلعہ کے جنوب مین ہین پہاڑی توپون نے جہانتک انکی رسائی ہو سکی ایک توپ چھین لی ایک اور بیٹری اور دشمن کے سپہ کی انتہا کے پیادون نے حملہ کیا۔ بمبئی کی سپاہ گورونکی اننا لڑتی تھی۔ بمبئی کی رجمنٹ نے پیادون کو بلندیون پر سے جنپر وہ تھے ہٹا دیا اور بیٹری کو لے لیا بلندیون کے کنارون پر فتحمند سپاہیون نے جمع ہو کر نیچے اپنے گوالیار کو دیکھا جسکا فتح کرنا انکا عین مقصد و منتہا لشکر لیئے شہر مین مکانات درختون مین چھپے ہوئے بائین طرف نظر آتے تھے اور دائین طرف ایک سرسبز باغ مین پھول باغ کا محل نمایان تھا۔ شکستہ یافتہ باغی دکھائی دیتے تھے کہ وہ میدانون مین اس لیئے جمع ہو رہے ہین کہ ان مکانون مین پناہ لین جو شہر سے باہر درختون کے اندر ہین۔ سر ہیو روز نے جب یہہ دیکھا تو انہون نے گوالیار پر قبضہ کرنیکا ارادہ شام سے پہلے لینے کا کیا۔ سر ہیو روز نے تو لشکر فتح کر لیا اور اس اثنا مین سمتھ نے پھول باغ کو لے لیا۔ تانتیا ٹوپی اپنی عادت کے موافق پہلے سے بھاگ گیا۔ سر ہیو روز نے لشکر اور محل پر قبضہ کر کے شہر کا انتظام کیا وہ آسانی سے اس لیئے ہو گیا کہ دکانداروں کی جماعت ہمیشہ انگریزون کی خواستگار رہتی ہے۔

۱۹ جون کی رات کو کل گوالیار کے سر ہیو روز سپاہی آدمیون کو مقتول اور زخمی کرا کے مالک مختار

سربلند ہوا جنکے اوصاف پہلے بیان ہو چکے ہین۔ موسم گرمی مین سنٹرل انڈین فیلڈ فورس گوالیار و مرار و سیپری اور جھانسی مین آرام کرنے کے لیئے گیا۔

باب چہارم

سدرن مرہٹہ کنٹری (جنوبی مرہٹونکا ملک) اور لی گرینڈ جیکب

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۱۸۵۸ء کے موسم بہار مین بیل گانون اور اس کے ہمسایہ مین فسادات مٹ مٹا گئے تھے امن عافیت و بندوبست ہو گیا تھا۔

سیٹین کار کے پاس کامون کی کثرت بہت تھی انہون نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ انکی کامون مین تخفیف کرائی جائے گورنمنٹ نے انکی درخواست پر یہہ حکم دیا کہ وہ صرف ملک کا سول انتظام اپنے ہاتھ مین رکھین اور پولیٹکل کام اپنے اسسٹنٹ مین سن صاحب کو سپرد کر دین اس حکم سے کار صاحب ناخوش ہوئے

لارڈ ایلفنسٹن گورنر بمبئی نے بعض وجوہ سے کل جنوبی مرہٹون کے ملک مین کرنیل لی جیکب صاحب کو پولیٹکل ایجنٹ مقرر کر دیا سیٹین کار نے اسپر یہہ اعتراضات کیئے کہ اول مین سن صاحب پولیٹکل ایجنٹ مقرر کیا جو انعام کمیشن کا بڑا طرفدار تھا جسکی سبب رئیسون کو اس سے نفرت تھی پھر بعد اس کے یہہ دوسری تبدیلی کی گئی جس سے اندیشہ ہے کہ کوئی حادثہ رونما ہو۔

سیٹین کار صاحب ملک سے ہتھیار لے رہے تھے اور کرنیل جارج مالکم صاحب انکے مددگار تھے مالکم صاحب کی رجمنٹ مرہٹہ سوارون نے سارے ملک مین انتظام کر رکھا تھا۔ شور اپور کی لڑائی مین انکی خدمات کا بیان کیا گیا ہے اس جنگ سے قبل ۹ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء کو ایک مستحکم گانون ابگلی پر چڑھائی کی تھی یہہ گانون بدخواہون اور سرکشون کا ملجا و ماوا تھا۔ ان باغیون کو کچھ دنون کر صاحب اور لا ٹوچ صاحب نے روک رکھا تھا ان افسرون نے منتظر کر کے دشمنون کو قصبہ مین گھسا دیا وہ باغیان سے گلیون مین لڑ رہے تھے کہ مالکم صاحب

جن باغیون کے گروہ نے خزانہ لوٹا تھا وہ کوپل ڈروگ مین آیا۔ کرنیل ہیوز نے بہادرانہ حملہ کرکے کوپل ڈروگ کو فتح کرلیا اور بھیم راؤ راجہ ہیم باجی کو اور باغیون کو مار ڈالا۔

مالکم صاحب بہت جلد تارگنڈ گئے اسکی کمک کے لیئے توپین اور سپاہ وسے آئے باغیون نے سفر کرکے اپنر حملہ کیا انہون نے اسکو شکست دیکر بھگا دیا اور ۲۔ جون کو تارگنڈ کو لے لیا۔ راجہ بھیر جوگیون کا بھیس کر بھاگا۔ ۴۔ جون کو سوٹھر صاحب نے اسکو گرفتار کرلیا۔ بیل گاؤن مین اس کی تحقیقات ہوئی اور جرم ثابت ہوا۔ ۱۱۔ جون کو سپاہ اور سارے اہل شہر کے روبرو اسکو پھانسی دی گئی اسنے اپنی بغاوت کے لیئے یہہ عذر کیا کہ مقید ہوجانے کا خوف تھا۔

جب کرنیل جیکب کو مین سن صاحب کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو انہون نے اکاسکی تمامی ریاستون کے انتظام کی طرف توجہ کی انہون نے میرج کے راجہ سے سارا میگزین لے لیا وہ بریگیڈیر جنرل بھی مقرر ہو گئے تھے ان کے مستحکم قواعد و آئین سے گھاٹون کا اوپر کے ملک مین بالکل امن امان ہوگیا مگر گھاٹون کے نیچے کے ملک مین گوا کی سرحد پر ساونت کے باغیون پاس مدراس اور بمبئی کی آئینی و غیر آئینی سپاہ اور پرتگیزی سپاہ انگریزون سے لڑنے کے لیئے تھی۔ آخر کو نومبر کے مہینے مین جنرل جیکب نے گوا کے پرتگیزی وائس رائے سے صلاح مشورہ کیا جس نے ان پاس اپنی تمام سپاہ کے بھیجنے کا اقرار کیا مسٹر جر یلیڈ اس مہم کے مدارالمہام بنے ضلع مین جو باغی تھے انکو اطلاع دی گئی کہ وہ ۲۰ نومبر تک اپنے تئین حوالہ کردین نہین تو بغیر کسی ترس رحم کے انکا خون گرایا جائیگا۔ دس باغیون نے پرتگیزون کے افسر کو اپنے تئین حوالہ کیا اور باغیون کے سرغنہ پرتگیزون کی علداری مین تیمور بھیجے گئے بس سدرن مرہٹے کنٹری مین بالکل انتظام و بندوبست سرکار انگریزی کا ہوگیا۔

باب اول

لارڈ کیننگ کا اشتہار اودھ

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ لارڈ کیننگ نے اودھ کے تعلقہ دارون کے باب مین اشتہار جاری

کیا تھا اب ہم اسکا حال بالتفصیل لکھتے ہین -

لارڈ کیننگ نے اودھ کا اشتہار جیمس اوٹرم چیف کمشنر اودھ کے پاس بھیجا تھا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی مورخہ ۳ مارچ ۱۸۵۸ء بھیجی تھی جس مین انکو ہدایت کی تھی کہ جب تک اشتہار کا اعلان نہ کیا جائے کہ لکھنؤ بالکل قبضہ مین نہ آ جائے یا فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین آ گئے یہ اشتہار اس سرکش صوبہ کے باشندون کی مخاطبت مین تھا جو انکی چشم نمائی کرتا تھا اور ان کے حق مین ایک فتوے تھا جو تنبیہ کرتا تھا مطلع کرتا تھا کہ لکھنؤ نے نو مہینے تک سرکار والا اقتدار کی حکومت مقابلہ کیا اب وہ اس کے فتح کرنے والون کے قبضہ مین آ گیا ہے اب مقابلہ کرنے والین باغی سپاہیون نے اپنی نافرمانی سے ابتدا کی تھی تو اس صوبہ کے باشندے زیادہ تر ان مین مددگار رہے جنکی ثروت و ریاست برٹش گورنمنٹ کے طفیل سے پیدا ہوئی تھی اب اس کے معاوضہ و پاداش کا وقت آ پہنچا اس اصول کے موافق کہ ایسے نامیون کو انعام و اکرام پہلے اس سے دیا جائے کہ مجرمونکو سزا دی جائے اس اشتہار مین چھ آدمیون کا نام لکھا گیا جنمین تین راجہ تھے اور دو زمیندار اور ایک تعلقدار جو سرکار کے ساتھ خیرخواہ رہے تو انکو بہت بڑی ترغیبین دی گئین انکی نسبت یہ ظاہر کیا گیا کہ وہ [illegible] زمینون کے مالک [illegible] ہونگے جو ان پاس اس وقت تھین [illegible] سے اقرار کیا جاتا ہے کہ وہ اور زیادہ انعام [illegible] اسی طرح کا اقرار ان لوگون کے ساتھ کیا جاتا ہے جو اسی قسم کے استحقاق اپنے قائم کرینگے اور اپنے گورنمنٹ کو اطمینان ہو گا [illegible] خدمات کے مناسب انعام و اکرام دیے جاینگے [illegible] برٹش گورنمنٹ [illegible] ان حقوق کے باب [illegible] مناسب [illegible] زمیندار جو فوراً اطاعت [illegible] چیف کمشنر [illegible] اس اقرار کا اشتہار دیا جاتا ہے [illegible] جان اور آبرو سلامت رکھی [illegible] ان کے ہاتھ [illegible]

[illegible] اشتہار مین [illegible]

[illegible] گورنمنٹ کی عدالت

[illegible]

جسقدر وہ چیف کمشنر کی امداد امن و انتظام کے قائم کرنے مین مستعدی و چستی و چالاکی سے
پیش قدمی کرینگے اسیقدر انپر عنایات کی جائینگی اور گورنر جنرل انکے حقوق کے خیال کرنے
آمادہ رہیگا اور فیاضانہ سلوک کریگا کہ اس کے پہلے حقوق کو بحال رکھے گا اور جن لوگون نے
انگریزون اور انگریزون کے قتل مین شرکت کی ہے انپر کوئی رحم نہین کیا جائیگا اور جن لوگون نے
انگریزون کی جانین بچائی ہین وہ خاصکر مستحق سمجھے جائینگے کہ ان کے ساتھ نرمی کی جائے
اور ان کے حقوق پر خیال کیا جائے - چھٹی جو اس اشتہار کے ساتھ آئی تھی اس مین فورین
سکرٹری اڈمنسٹن صاحب نے احتیاطاً لکھا تھا کہ اس اشتہار کا اعلان جبتک نہ کیا جائے
کہ لکھنؤ فتح نہ ہو یا وہ فتح کرنے والون کے سایہ رافت مین نہ آئے اور جب اس اشتہار کا
اعلان کیا جائے تو وہ صرف اودھ کے ان باشندون کی مخاطبت مین سمجھا جائے جو لڑنے
والے نہ تھے اور کسی معین گروہ باغی سپاہیون سے متعلق نہ جانا جائے اور لارڈ کیننگ کو
یقین ہے کہ ظاہری درشتی کی طرز جو اشتہار کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے وہ ضروری ہے
ایسے سرکاری کاغذ مین فیاضی اور معافی تقصیرات کا اعلان اسکے معانی مین مغالطہ پیدا
کرتا ہے اور اشتہار کی جان رحم و رافت و نرم دلی ہے کہ اس مین یہہ اقرار کیا گیا کہ راجہ و تعلقدار اور
زمیندار صوبہ اور رعایا کی سزا سے معاف کئے گئے ہین جو گورنمنٹ سے لڑے ہین
اور جنہون نے گورنمنٹ کے خلاف سازشین کی ہین جا بجا ان کا فرق کرنا زیادہ تر معاوضہ
سخت سزا کا بہ نسبت عدالت کی درشتی کے ہے اس چھٹی کے خاتمہ مین یہہ بیان کیا گیا تھا
کہ باغیون کے جرمون کے مختلف مدارج ہین انکے ساتھ معاملہ کرنے مین کونسے اطوار سر جیمس
اوٹرم کو اختیار کرنے مناسب ہین -

سر جیمس اوٹرم پاس ۵ - مارچ کو یہہ چھٹی اور اشتہار آئے ان کو پڑھ کر سر جیمس اوٹرم کی رائے بالکل تھی
اس اشتہار کے خلاف ہوئی انہون نے ۸ - مارچ کو فورین سکرٹری کو یہہ چھٹی لکھی جسکا مضمون یہہ تھا کہ مجھکو یقین ہے کہ اب زمیندار
تعداد ایک چوتھی تعداد نہین کہ جنہون نے کسی نہ کسی طرح سے باغیون کی امداد نہ کی ہو اسواسطے
حقوق کی تلف کرنے والی جو فرق ہوئی ہے اسکی سختی صورتین چند ہی ہونگین مین اپنا یقین
ظاہر کرتا ہون کہ جس وقت اس اشتہار کا اعلان کیا جائیگا تو امرا و روسا و تعلقدار اپنی ریاستین

اراضی مین الحاق اودھ کے بعد بندوبست اراضی مین تعلقہ دارون اور زمینداروں کے ساتھ ایسی ناانصافی کی گئی ہے جسکے سبب سے انہون نے سرکشی کی ہے - لارڈ کیننگ اسکی اس بات کو نہین مانتے - یہہ بات مان بھی لی جائے کہ اودھ مین بندوبست اراضی مین دہاتی نظام بجائے قدیمی تعلقہ داری نظام کے داخل کرنا بالکل دانشمندانہ پولیسی نہ تھی تو بھی لارڈ کیننگ اس بات کو یقین نہین کرتے کہ زمینداروں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ اس پولیسی کا نتیجہ تھا - انکے نزدیک تعلقہ دارون نے جو طریقہ اختیار کیا اسکی وجوہ یہہ تھین کہ تعلقہ دار جو خودمختاری سے اپنے اختیارات کام مین لاتے تھے وہ گھٹ گئے تھے قانونی مساوات سے انکے مراتب عظمت مین فرق آگیا تھا اور اپنی سپاہ کے موقوف کرنے پر صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے پر مجبور کیئے گئے تھے یہہ دلائل تھین جنکے سبب سے لارڈ کیننگ نے اشتہار لکھا -

اسوقت لارڈ ایلن برا بورڈ اوف کنٹرول کے پریسیڈنٹ تھے - اس اشتہار کی نقل ۲ مارچ کو انکے ہاتھ مین آئی اس اشتہار کے ساتھ اسکی تفصیل نہ تھی جسکا وعدہ لارڈ کیننگ نے بھیجنے کا کیا تھا اس اشتہار کو پڑھکر لارڈ ایلن برا نے اسکے اعلان کرنے کا نتیجہ وہی نکالا جو اوٹرم صاحب نے نکالا تھا لارڈ ایلن برا کو یقین تھا کہ جب اودھ پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کیا ہے تو اس مین تعلقہ داران اودھ کے ساتھ بعض ناانصافیان کی گئی ہین - جو بڑا سبب صوبہ مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ تمام قومی بدخواہی کا ہوا ہے اگر یہہ اشتہار اودھ مین دیا جائیگا تو تعلقہ داران اودھ یہ جانینگے کہ انکا مالک ہونے سے خارج ہوگیا وہ اس زمین کے مالک ہونے کو بہت عزیز رکھتے تھے اب انکا اس گورنمنٹ سے لڑنا جو انکو زمین کے مالک ہونے سے محروم کرتی ہے بہ نسبت سابق کے زیادہ مستعدی و جد و جہد سے لڑنا حق معلوم ہوتا ہے انہون نے لارڈ کیننگ کو مراسلہ مین لکھا کہ اودھ کے باشندے باغی نہ سمجھے جائین بلکہ ایسے دشمن جو عداوت کرنے کے مجاز تھے - اور فاتحین جب فتح حاصل کر لیتے ہین تو وہ بہت تھوڑے آدمیون کو سزا کا مستحق جانتے ہین اور اپنی فیاضی اور دریادلی کی پولیسی سے اپنا رحم و کرم زیادہ تر آدمیون پر کرتے ہین مگر لارڈ کیننگ نے ایسی مختلف اصول پر عمل کیا ہے کہ بہت تھوڑے باشندگان اودھ کو لطف و کرم کا مستحق سمجھا ہے اور انکے ایک مجمع کثیر کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جسکو وہ اپنے لیئے سخت سزا سمجھین گے اسواسطے ہم جانتے ہین کہ تعلقہ داران اودھ کے

اس نواب گنج کی فتح سے یہہ فائدہ ہوا کہ پھر باغیون کو یہہ حوصلہ نہین ہوا کہ وہ لکھنؤ کے قرب و جوار مین اپنی جگھٹ لگاتے۔

جولائی کے تیسرے ہفتے مین انکے نام سر کولن کیمبل کا حکم آیا کہ وہ راجہ مان سنگھ کی کمک کو جاے یہہ راجہ بڑا مشہور تھا وہ ایک دفعہ باغیون کے ساتھ ہوگیا تھا لیکن مونٹ گومری صاحب کے صلاح و مشورہ سے وہ انگریزون کا وفادار خیر خواہ ہوگیا اسکو انکے قلعہ مین بیس ہزار باغیون نے جنکے پاس بیس توپین تھین گھیر لیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے سپاہ وہان بھیجی اور ۲۲ جولائی کو خود چلے۔

سر ہوپ گرینٹ کی روانگی کے وقت سے پہلے پڑھنے والون کو یہہ جاننا چاہیے کہ اسوقت اودھ مین باغیون کے گروہ کہان کہان پھیلے ہوئے تھے انمین ایک بیگم اور اس کے عاشق مامون خان کی افواج تھین اور اس کے سوا رچو کا گھاٹ مین نوادر بڑے بڑے غول تھے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے جو اس وقت نو بڑے غول تھے اسمین ساٹھ یا ستر ہزار مسلح سپاہی تھے اور انکے پاس چالیس یا پچاس توپین تھین انمین سے نصف سے زیادہ چو کا گھاٹ مین گھاگرہ کے قریب بیگم اور مامون خان کے زیر حکم تھے یہہ سپاہ فیض آباد سے کچھ دور تھی اور اس کے ایک بڑے حصہ نے مان سنگھ کو گھیر رکھا تھا۔ باقی سپاہیون کے سرغنہ اور سردار یہہ تھے۔ رام بخش۔ ہونا نہد سنگھ۔ چند بخش۔ گلاب سنگھ۔ ترپ سنگھ عرف بھوپال سنگھ فیروز شاہ۔ یہہ سب سارے صوبے مین پھیلے ہوئے تھے وہ بہت دیر تک یکجا جمع نہین رہتے تھے یہہ امید انکو رہتی تھی کہ کہین ایسا اتفاق صدمہ رسانی کا ہاتھ لگ جاے کہ انکو فتح یا غنیمت حاصل ہو۔

باغیون نے مان سنگھ کو شاہ گنج کے قلعہ مین گھیر رکھا تھا جب انکو انگریزی لشکر کے قریب آنے کی خبر ہوئی وہ اس طرح سے تین حصون مین منقسم ہوکر پھیلگئے کہ ایک گونڈہ مین گیا اور دوسرا سلطان پور مین گومتی کے کنارہ پر اور تیسرا باندہ مین گھاگرہ کے کنارہ پر۔

سر ہوپ گرینٹ فیض آباد مین گئے۔ اور اجودھیا کے گھاٹ پہنچے وہان بہت سے باغی کشتیون مین بیٹھے ہوئے دریا کے دوسرے کنارہ کی طرف جارہے تھے انہون نے کشتیون پر آتش باری

پوایان کو سزا دینی چاہتے تھے جنہنے بڑی دغا بازی کے کام کیے تھے باغیون کے سرغنون مین آپس مین اتفاق نہین ہوسکتا تھا ان مین سے ہر ایک اپنا خود ہی آزادانہ کام کرنا چاہتا تھا یہہ چار باغی سرغنہ تھے نظام علیخان بہت سے آدمیون کو ساتھ پیلی بھیت کو دھمکاتا تھا۔ خان بہادر خان چار ہزار سوارون کے ساتھ تھا اور نواب فرخ آباد پانچ ہزار آدمیون کے ساتھ۔ اور ولایت شاہ تین ہزار آدمیون کے ساتھ۔ گورنمنٹ انگریزی اپنی محافظت پر تیار رہتی تھی ڈی گانٹار صاحب کو ایک سپاہ کے ساتھ پوایان کی محافظت کے لیے بھیجا۔ یہان کے راجہ کے پاس دو ہزار سپاہ تھی اسکے ہمیشہ ہتھیار رکھنے کی تاکید تھی جسکے سبب سے پوایان بچ گیا۔ مگر ہیل کھنڈ کے اور اضلاع مین فساد و شور و شر کا فرو کرنا مشکل تھا۔ اگست کے آخر مین علی خان میواتی نظام علی خان کے ساتھ شریک ہو کر پیلی بھیت کے قریب ایک بڑے گانون نوریہ کے نزدیک آیا جو برٹش کی چھاونی سے دس میل پر تھا۔ پیلی بھیت مین سپاہ کے کمانیر کپتان روبرٹ پارکنس تھے دونو کپتان پارکنس اور مجسٹریٹ ماکلم نو نے نوریہ سے باغیون کا نکالنا چاہا پارکنس صاحب نے لفٹنٹ کرنگی صاحب کو سپاہ کے ساتھ بھیجا اور مجسٹریٹ اس کے ہمراہ گئے۔ ۲۹۔ اگست کو وہ نوریہ پہنچے۔ اس گانون سے کرنگی صاحب نے لڑنے کا قصد کیا۔ باغیون کے اوفیس سوار حق دار خان رسالدار کے سوارون سے دست بدست لڑے اس مین سے چودہ تو مارے گئے کرنگی صاحب نے حملہ کر کے باغیون کو بھگا دیا۔ تین میل بھاگ کر بڑے سر پور مین گئے۔ پھر کپتان بروان صاحب سپاہ کے ساتھ پیلی بھیت سے نوریہ سے باغیون کو نکالنے آئے۔ باغی انسے خوب لڑے اور انکو زخمی کیا مگر آخر کو شکست پائی۔ باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے چار توپین اور انکا اسباب اور انکا ذخیرہ سب چھین گیا۔ نظام علی خان زخمی ہوا اور باقی اور باغی سرغنہ بھاگ گئے

بابو رام پرشاد سنگھ سراؤن کا تعلقدار سرکار کا بڑا وفادار خیرخواہ تھا۔ باغیون نے اس کے گھر کو جلا دیا اسباب کو لوٹ لیا اسکو اور اسکے کنبے کو مقید کر لیا۔ لارڈ کیننگ نے جو الہ آباد مین تھے ایک لشکر بریگیڈیر برکلی صاحب کے ماتحت سراؤن روانہ کیا کہ وہ ملک کے اس حصہ مین انگریزی حکومت کی پاؤن جمائین۔

برکلی صاحب ۱۴ جولائی کو گنگا کے پار اتر سے اور سراؤن کو انہون نے دبا لیا مین باغیون کو دیکھا

مقدمۃ الجیش نے جس مین دوسو پیادے اور ڈیڑھ سو سوار تھے پولس پلٹون کو پل کے پار ہٹا دیا اور دوسرے دن صبح کو حملہ کی تیاریان کین ـ

اس حملہ کی خبر ۹ - اگست کی صبح کو کرنیل الوسیگھ صاحب کو پہنچی وہ نواب گنج مین سپاہ کے کمانیر تھے ایک گھنٹے کے بعد وہ لشکر لیکر چلے اور وہان سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام پر پہنچے فیروز شاہ کا عامل صدر مقام حسین گنج تھا جو موہن اور رسول آباد کے درمیان تھا۔ جب الوسیگھ صاحب حسین گنج سے ایک میل فاصلہ پر آئے تو باغی الٹے اس مقام مین آتے ہوئے معلوم ہوئے جنپر انکی تھوڑی سی فوج نے جو ماتحت گوڈ بائی صاحب کے تھی حملہ کیا انہون نے پینتالیس باغی قتل کیے اور انکی تین برجی توپین تین پہیے لیلین اور ایک ہاتھی اور دو اونٹ چھین لیے ـ

شمال مغرب مین لکھنؤ سے بارہ میل پر ملیح آباد ہے جہان کیوانا گھ صاحب اسسٹنٹ کمشنر تھے اور اس سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر شمال مغرب مین قصبہ سندیلہ تھا جسمین پٹھان رہتے تھے انکے کشتی مکانات بڑے بڑے تھے اور ایک چھوٹی سی گڑھی انکے پاس تھی وہ انگریزون سے بڑی عداوت رکھتے تھے وہ انکی آمد و رفت مین خلل انداز ہوتے تھے۔ کیوانا گھ صاحب کی کہنے سے کپتان ڈاسن صاحب پولس افسر نے سندیلہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور کیوانا گھ صاحب نے کئی زمینداروں کو دوست بنا کے انکو ہدایت کر دی کہ وہ اس قصبہ کی محافظت باغی گروہ توڑے دار بندوقچیون سے کرین ـ

اودھ مین گنگا کے کنارون کی جولائی اگست ستمبر مین محافظت بڑی ضروری تھی اپیر باغیون کے پھرتے تھے کبھی وہ اودھ کے دیہات کو لوٹتے تھے کبھی گنگا سے پار اتر کر انگریزی عملداری مین غارتگری کرتے تھے اس برائی کے دور کرنے کا علاج یہہ کیا گیا تھا کہ برسات کے موسم مین دخانی جہازون سے جہان تک وہ دریاؤن مین جا سکتے تھے کام لیا گیا ـ باغیون نے بہت سی کشتیان تیار کی تھین کہ انمین بیٹھکر دریا کے پار جائین اور ملک مین لوٹ مار مچائین انگریزی سپاہ ایک دخانی جہاز مین بیٹھی تھی جسنے باغیون کی بیس کشتیان غارت کردین مگر انکے قلعے ایسے دور دور تھے کہ دخانی جہاز سے اپیر مار نہین پڑ سکتی تھی ۔ اگست و ستمبر مین اکثر تھوڑی تھوڑی سپاہ مین بیٹھکر باغیون کو لوٹ مار سے باز رکھا ـ

وہ ایک ہی وقت میں سب اضلاع سے باغیون کو نکال باہر کرین۔ روہیلکھنڈ سے ایک کولم چلے جو شمال مغرب مین اودھ کے محمدی لونگ آباد اور اسی قسم کے اور بڑے بڑے مقامات سے باغیون کو خارج کر کے انگریزی عملداری قائم کرے بیسواڑہ کے ملک مین برگیڈ مقرر کیا اور دوابہ کی محافظت کے لئے ایک کولم۔ دوسرا کولم کانپور کی سڑک کی محافظت کے لیے مقرر کئے اور ایسے ہی کولم مقرر کیئے کہ وہ لکھنؤ اور نواب گنج و دریاباد و فیض آباد مین سفر کرنے کے لئے تیار رہین اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بیسواڑہ مین جو برگیڈ مقرر ہوئے تھے اسکا کام یہہ تھا کہ وہ کل فیض آباد کے ضلع یعنی گنگا اور گھاگرا کے درمیان قبضہ رکھین اور گھاگرا اور راپتی ندی کے درمیان ملک کو فتح کرین اور روکرافٹ صاحب کی سپاہ گورکھپور کے ضلع کو اپنی گرفت مین رکھے اس کے ساتھ ہی ریسل کمنڈ کی سپاہ سیتاپور اور خیرآباد کی قسمت کے مقامات کو دوبارہ فتح کرے لارڈ کلائیڈ نے اپنے لیے یہہ کام مقرر کیا کہ زندہ باغیون کو جو اپنے تئین حوالہ کرنے سے انکار کرین نیپال کی عملداری مین بھگا دے۔

۲۳۔ اکتوبر کو لارڈ کلائیڈ نے سرہوپ گرنٹ کے پاس ہدایتین بھیجین کہ وہ برگیڈیر ہیکسلی اور برگیڈیر ویدرآل صاحب کے ساتھ شریک ہو کر گومتی سے پار جگدیس پور تک جائے اور پھر پرتاب پور اور امیٹھی کے درمیان باغیون کو نکالتا ہوا آئے۔

ان ہدایتون کے موافق سرہوپ گرنٹ روانہ ہوئے ویدرآل صاحب نے رامپور کسیا پر حملہ کیا جس مین رام غلام سنگہ باغی تھا یہہ قلعہ نہایت مستحکم جنگل کے اندر تھا اسکو فتح کر لیا اور تئیس توپین لے لین انگریزون کے ۷۸ آدمی مجروح و مقتول ہوئے باغیون کے تین سو آدمی مارے گئے۔

سرہوپ گرنٹ نے ویدرآل صاحب کی فتح کی خبر ۳۔ نومبر کی دوپہر کے بعد سنی تو وہ رامپور کسیا مین جا کر ٹہرے یہان سے وہ امیٹھی کو روانہ ہوئے۔ یہان بھی ایک قلعہ جنگل سے گھرا ہوا تھا اس مین راجہ لال مادھو سنگہ تھا اسکے پاس چار ہزار سپاہی تھے جنمین پندرہ سو باغی سپاہی تھے اور تیس توپین تھین۔ ۷۔ نومبر کو اس قصبہ سے تین میل کے فاصلہ پر پہنچے۔ کمانڈر انچیف اسکے پرتاب گڈھ سے ۶۔ نومبر کو سفر کیا راجہ امیٹھی کو الٹیمیٹم بھیجا اور ۱۰۔ نومبر کو انگریزی لشکرگاہ مین آیا اور اسنے اپنے تئین

گھاگرہ کے جنوب کو باغیون سے پاک صاف کر رہے تھے۔ اس سے پہلے وہ سرغنہ بغاوت
جو صلح نہین کرتے تھے اور بینی مادھو لیئے چلے گئے

پہلے لکھا ہے کہ بلرام پور مین ۱۶ دسمبر کو سر ہوپ گرینٹ آگئے تھے انکو یہہ معلوم ہوا کہ قلعہ
تلسی پور مین جو بارہ میل کے فاصلہ پر ہے ناناکا بھائی بالا راؤ اپنے ہمراہیون سمیت آٹھ نو
توپین لیئے ہوئے موجود ہے محمد حسن مع اپنے ہمراہیون کے بھی اس کے ساتھ آن ملا ہے
گرینٹ صاحب نے روکروفٹ صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے مقام پر سے جاکر تلسی پور پر حملہ کرے
روکروفٹ نے اس حکم کی تعمیل کی باغیون کو دیکھا کہ وہ اس کے مقابلہ کرنے کے لیئے تیار
ہین مگر خفیف سا مقابلہ کر کے وہ بھاگ گئے سوارون کے نہ ہونے کے سبب سے روکروفٹ
صاحب انکا تعاقب نہ کر سکے مگر ہوپ گرینٹ صاحب نے انکا تعاقب کیا اور گورکھپور کی طرف انکو نہ آنے دیا بالا راؤ چھ ہزار سپاہ
اور پندرہ توپون کے ساتھ کنڈاکوٹ کے قریب چلا گیا۔ سر ہوپ گرینٹ نے ۴ جنوری ۱۸۵۹ع
کو انکی ساری توپین چھین لین اور انکو انگریزی سرحد سے باہر نکال دیا۔

جب سر ہوپ گرینٹ لڑائیان لڑ رہے تھے تو لارڈ کلائیڈ نے ایوسیلکہ صاحب کو مغرب کی
طرف بھیجا کہ وہ ٹروپ صاحب سے ملے وہ خود ان مقامات سے جہان انکی سپاہ تھی باغیونکو
نیپال کی سرحد کی طرف دھکیل رہے تھے انہون نے بیگم اور ناناکو بونڈی اور بہڑائچ سے
نکالدیا اور پھر نان پارہ مین جاکر گھاگرا اور نان پارہ کے درمیان باغیونکو پاک صاف کیا پھر وہ
نیپال کی سرحد کے قریب بانکی مین گئے اور باغیون کے کیمپ پر چڑھ کر انمین سے بہتون کو
ہلاک کیا اور انکو نیپال مین دھکیل دیا۔ غرض اب ملک اودھ باغیون سے بالکل پاک صاف
ہوگیا۔ لارڈ کلائیڈ نے خیال کیا اب سرکشی کا سر بالکل کچلا گیا تو انہون نے اودھ کو سر ہوپ گرینٹ
کے حوالہ کیا اور ہدایت کی کہ وہ نیپال کی سرحد کی طرف خوب نگہبانی رکھے کہ باغی پھر ملک مین نہ آنے پائین

اب نیپال کی سرحد کی طرف سے جسکا طول سو میل تھا خوف و خطر تھا جس مین پہاڑ اور جنگل تھے
نیپال مین مہاراجہ جنگ بہادر نے ہمیشہ کی طرح یہہ خیر خواہی کی کہ اسنے باغیون کو جو اسکی سرحد مین
داخل ہوئے تھے اطلاع دیدی کہ وہ انکی امداد کسی طرح کی نہین کریگا اور اسنے انگریزی سپاہ کو
اجازت دیدی کہ وہ نیپال کی سرحد مین داخل ہوکر باغیون سے جو بہت سے گھس آئے ہین

باب چہارم

پنجاب و ممالک مغربی

پنجاب مین بغاوت کی سازشین

جب جولائی ۱۸۵۷ء مین نکلسن صاحب کا کولم پنجاب سے جدا ہوا ہے تو کل پنجاب مین یوروپین سپاہ چار ہزار تھی جس مین بہت سے آدمی بیمار و ضعیف و ناتوان تھے سر جان لارنس کو اسمین شبہ تھا کہ پنجاب مدت دراز تک وفادار و خیرخواہ رہے گا۔ چنانچہ کچھ آثار اسکے ظہور مین آتے جاتے تھے ستمبر کے شروع مین معلوم ہوا کہ ضلع ہزارہ مین بغاوت کے لیے سازش ہوئی ہے جسمین بہت مسلمان شریک تھے۔ اول اس سازش کی اطلاع لیڈی لارنس کو ہوئی جو کوہ مری پر اسوقت تشریف فرما تھین انہون نے راولپنڈی کے کمشنر ایڈورڈ تھورنٹن صاحب کو لکھا کمشنر نے بہت جلد سرغنون کو گرفتار کر کے اس سازش کو مٹا دیا چند روز بعد لاہور اور ملتان کے درمیان گوگیرا مین بغاوت کے آثار نمودار ہوئے سر جان لارنس نے سپاہ بھیجکر جلد ہی ان قومون کو مطیع کر لیا جنہون نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا اسکے بعد پنجاب کی رعایا مین سے کسی حصہ نے بغاوت کا ارادہ نہین کیا۔ صرف ۱۸۵۷ء کے نصف آخر کے حصے مین دو ایک فساد کھڑے ہوئے تھے۔

جولائی ۱۸۵۸ء مین اٹھارہوین پنجابی پیدل کا ایک حصہ ڈیرہ اسماعیل خان مین رہتا تھا اسنے بغاوت کا ارادہ کیا اس حصہ مین سو مالوی سکھ تھے انہون نے اپنے افسرون کے مارنے کا اور قلعہ کے میگزین کے لے لینے کا اور ۲۹ وین رجمنٹ کو ہتھیار دینے کا قصد کیا۔ یہ رجمنٹ پہلے سے ان ہتھیارون سے خالی تھی۔ ۲۰ جولائی کو اس سازش کا راز کھل گیا۔ اسی وقت انکا جمعدار گارڈ مین لیفٹننٹ بن گئے۔ مالوی دو سکھ سپاہی بلائے تو ایک سپاہی آگے آیا جسکو انہون نے قید کا حکم دیا اسنے اور ایک اور جمعدار نے ایک سپاہی کو مار ڈالا اور دوسرے کو زخمی کیا

جب گوالیار دوبارہ تسخیر ہو گیا ہے تو آگرہ کے ضلع مین انگریزون کو اطمینان خاطر ہوا ہے۔

۲۲ - جون ۱۸۵۸ء کو جاورا علی پور مین تانتیا ٹوپی شکست پا کر بھاگا تھا اور راؤ صاحب اور نواب باندہ اس کے ہمراہ تھے اسکو امید تھی کہ جے پور مین اسکو بہت طرفدار اس کے ملینگے اور اسکے ساتھ ہو جائینگے اس لیئے اسکی طرف جانے کا قصد کیا۔

تانتیا ٹوپی کے تعاقب سمجھنے کے لیئے یہہ سمجھنا ضرور ہے کہ کولم سپاہیون کے جو اسکے تعاقب کے لیئے مقرر کئے گئے تھے انکا مقام کہان کہان تھا۔

۲۰ - جون کو سر ہیوروز بمبئی پریسیڈنسی مین کانڈر انچیف کا عہدہ لینے چلے گئے اور اپنی سپاہ کا کمانڈر بریگیڈیر جنرل روبرٹس نے ہینر کو مقرر کر گئے۔ یہہ موسم لڑائی کا نہ تھا اس لئے ہینر صاحب نے گوالیار مین اپنی سپاہ کے آرام کے لیئے چھپرون کے مکان بنوائے اور کچھ سپاہ انہون نے اپنی جھانسی مین بھیجدی - سمتھ بریگیڈ نے سیپری اور گونہ مین قیام کیا۔

راجپوتانہ کے فیلڈ فورس کے کمانڈر جنرل روبرٹس تھے انہون نے جون کے آخر مین اپنی سپاہ کے ساتھ نصیر آباد مین قیام کیا۔

۲۷ - جون کو روبرٹس صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی نے اپنے مخفی مخبر جے پور مین انگریزون کے بدخواہون پاس بھیجے ہین تا انکو یقین دلاوین کہ وہ جے پور مین آتا ہے اسکے ساتھ ملنے کے لیئے وہ تیار رہین۔ روبرٹس صاحب نے ۲۸ - جون کو نصیر آباد سے کوچ کیا اور تانتیا ٹوپی کے آنے سے پہلے وہ جے پور مین آ گئے۔

جب تانتیا نے جے پور کا یہہ حال دیکھا تو اسنے ٹونک کی طرف رخ کیا۔ اسکے پیچھے کرنیل ہومس صاحب گئے ٹونک کا نواب وزیر محمد خان تھا بھلا وہ کب اس بھگوڑے مرہٹے تانتیا کا مطیع ہونا تھا جسکے پیچھے انگریز لگے ہوئے چلے آتے تھے اسلیئے وہ مع اپنے معتمدین کے اپنے قلعہ مین بند ہوا اور باہر جو سپاہ تھی اور اسکے پاس چار توپین تھین اُسکو حکم دیا کہ وہ باغیون کا مقابلہ کرے لیکن اس سپاہ نے باغیونکے مقابلہ کرنے کی بجائے برادرانہ مدارات کی اور اپنی چارون توپین انکو دیدین جس سے تانتیا کی سپاہ کا اضافہ ہو گیا۔ وہ مع خرافہ کے جنوب کی طرف مادھوپور اور اندرگڈھ کی جانب گیا جو ٹونک سے بیس میل شمال مشرقی ہے

دینے کا وعدہ کیا مگر راؤ صاحب نے جو پیشوا کی جگہہ تھا پچیس لاکھہ روپے مانگے آخر کو رانا پندرہ لاکھہ روپے دینے کو تیار ہو گیا لیکن اصل مین اسنے پانچ لاکھہ روپے دیئے مگر تانتیا نے اسپر طعن و تشنیع ایسے کئے کہ وہ اسی رات کو بھیس بدلکر بھاگا اور مئو مین آگیا اور اپنی بی بی کو کہلا بھیجا کہ اگر کوئی اسکی ناموس و عصمت کو بگاڑنا چاہے تو وہ بارود مین اڑ جائے غرض تانتیا کو یہان بہت سا روپیہ اور جواہر اور ہر قسم کا اسباب ہاتھہ آیا۔ یہان پانچ روز قیام کیا جو روپیہ ہاتھہ آیا تھا وہ اپنی سپاہ کی تین مہینے کی تنخواہ مین تقسیم کیا سوار کو تیس روپیہ ماہوار کے اور پیادہ کو بارہ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ دی۔ یہان کی توقف مین اسکے ہمراہیون راؤ صاحب اور نواب باندہ کو یہہ سوجھی کہ اندور چلیئے اور ہلکر کی سپاہ کو اپنے ساتھہ ملانے کے لیئے بلائیے کہ وہ مرہٹون کے پیشوا کی خدمت کرے۔ بس اس خیال سے تانتیا ٹوپی راجگڈھہ مین آیا۔

لاک ہارٹ صاحب اجین سے سوس نیر مین راجگڈھہ سے سترہ میل کے فاصلہ پر آگئے اور سوس نیر سے تین میل کے فاصلہ پر جنوب مین انکے لیئے نال کیرہ مین آگئی۔ میجر جنرل روبرٹس کی جگہہ میجر جنرل میچل صاحب مقرر ہوئے وہ مالوہ اور راجپوتانہ دونو کے کمانڈر افسر تھے وہ لوگ ہارٹ صاحب اور ہوپ صاحب کے کولمون سے نال کیرہ مین ملے۔

میچل صاحب راجگڈھہ کے قریب پہنچے تو یہان سے تانتیا مع اپنی سپاہ کے رات کو بھاگ گیا۔ میچل صاحب نے اسکا تعاقب کیا اور اسکو شکست فاش دی اور ستائیس توپین چھین لین تانتیا نرمدا مین بھاگ گیا۔ اب جاڑے کے موسم کا آغاز ہو گیا تھا ہم جنرل نیپیر اور برگیڈیر سمتھہ کے لشکرون کا حال بیان کرتے ہین۔

سیندھیا کا ایک سردار مان سنگھہ ناڑواڑہ کا راجہ سیندھیا سے لڑ رہا تھا جنے اسکے ساتھہ بدسلوکی کی تھی۔ اسنے بارہ ہزار سپاہیون کی جمعیت کر لی تھی اور ۲۔ اگست کو ایک مستحکم قلعہ پاڑی پر قبضہ کر لیا تھا جو سیپری سے اٹھارہ میل پر شمال مغرب مین تھا اس مین میگزین اور کھانے پینے کا سامان چھہ مہینے کے لیئے موجود تھا۔ سمتھہ کا برگیڈ سیپری مین موجود تھا۔ اسکو ۴۔ اگست کو مان سنگھہ کی خبر معلوم ہوئی وہ ۵ رکوائٹ لشکر لیکر چلا اور بہت جلد پاڑی کے پاس

پہنچ گیا۔ یہان آٹھ روز ٹھیر کر جھسی گڈھ مین پہنچا یہہ قصبہ مع قلعہ سیندھیا کی عملداری مین سیپری کے جنوب مین تھا۔ یہان اسنے لوگون سے رسد مانگی انہون نے دینے سے انکار کیا تو اسنے اس قصبہ کو لوٹ لیا اور سات توپین لے لین پھر تانتیا تو سپاہ لیکر چندیری کی طرف اور راؤ صاحب مع سپاہ تال بہٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ چندیری مین مہاراجہ سیندھیا کا ایک سچا خیر خواہ سپاہی موجود تھا اسنے تانتیا کو چندیری مین نہین داخل ہونے دیا تو تانتیا نے چندیری کو حملہ کرکے لینا چاہا۔ تین دن تک اسکے لینے کے لیئے ہاتھ پاؤن مارے مگر کچھ نہوا تو وہ منگرولی مین جو اسکے باہن کنارہ پہ چندیری سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے چلا گیا۔

۹۔ اکتوبر کو مچل صاحب منگرولی کی طرف چلے انکو معلوم ہوا کہ تانتیا اس مقام کے متصل مرتفع زمین پر موجود ہے۔ یہان تانتیا مچل صاحب سے لڑا اور شکست پاکر اور اپنی توپین چھوڑ کر بھاگا۔ تانتیا بیتوا سے پار ہوکر جکلاؤن مین آیا۔ دوسرے روز للت پور مین جاکر راؤ صاحب سے ملا۔ تانتیا یہان رہا اور دوسرے دن راؤ صاحب مع سپاہ اور توپون کے جنوب مشرق کی طرف آگے بڑھا اور سنجوا یا مین آیا۔ مچل صاحب نے اسکو یہان شکست فاش دی اور بارہ میل تک تعاقب کیا باغیون کا بہت نقصان ہوا مگر راؤ صاحب بھاگ کر نکل گیا۔ انگریزون کے پانچ افسر اور بیس سپاہی مقتول اور مجروح ہوئے۔ راؤ صاحب للت پور مین تانتیا سے ملا اور دونو کی یہہ صلاح ہوئی کہ اس ملک مین تو انگریزی سپاہ نے ہم کو زغہ مین کر رکھا ہے نربدا کے پار جانا چاہیئے۔

جب مچل صاحب کو معلوم ہوا کہ تانتیا ٹوپی جنوب کی طرف جا رہا ہے تو انہون نے اسکو کورّوی مین شکست دی اور تانتیا کے میسرہ کو بالکل غارت کر دیا مگر تانتیا اور راؤ صاحب اپنی نصف سپاہ کو ذبح [illegible] کے خود بھاگ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۵۸ء کو ہوئی۔ اب تانتیا راج گڈھ مین پہنچا۔ راہ مین اسکو بگروڈ سے چار میل کے فاصلہ پہ کرنیل چارلس فیجر نے اسپر حملہ کیا اور چالیس آدمی اسکے مارڈالے لیکن تانتیا ٹوپی نربدا کے پار ناگپور کے ملک مین چلا گیا جو ہوشنگ آباد سے چالیس میل پر تھا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مرہٹون کے ملک مین آ گئے۔ انہون نے بمبئی اور آگرہ کی سڑک پہ انگریزون کی رسد کے چھکڑون کو لوٹ لیا

بہت تھی دوسرے دن اس اسیابہ مین چلا کر اودے پور کو جاکر دھمکاؤن گا مگر جب انگریزونکو
اسکی خبر ہوئی تو میجر روک صاحب کو لم لیکر بھانس رور مین آئے جہان سے انکو اودے پور کی
حمایت کرنی اور تانتیا کا روکنا آسان تھا تانتیا انسے بچکر بھیلواڑہ گاؤن مین آیا اس نے
یہان یہہ صلاح کی کہ اپنے تئین حوالہ کر دینا چاہیئے مگر مان سنگھ اور فیروزشاہ اسکے پاس آنے
والے تھے اسلیئے یہہ صلاح موقوف رہی ۔

تانتیا بھیلواڑہ مین دو روز مقیم رہا پھر پرتاب گڈھ گیا ۔ انگلش جنرل تانتیا کی راہ کو جانتا
تھا اب سنگھ فیروزشاہ کی حرکات کی بھی خبر آئی ۔

۲۵ ۔ دسمبر سنہ ۱۸۵۸ء کو جب تانتیا جنگلون سے نکلکر پرتاب گڈھ کی طرف چلا ہے تو میجر روک سے
اسکا سامنا ہوا تانتیا اس سے دو گھنٹے تک لڑا اس عرصہ مین اسکے ہاتھی اور بیگیج نکل گئے
تو پھر وہ مندسور کی طرف گیا اور اس سے چھ میل کے فاصلہ پر رات کو ٹھیرا ۔ پھر تین دن مین
جلدی سفر کرکے زیرا پور مین آیا جو نیمچ سے مشرق جنوب مین سو میل کے فاصلہ پر ہے ۔

تانتیا جب زیرا پور مین آیا اسی روز بن سن صاحب یہان آن موجود ہوئے ۔ تو تانتیا
متحیر ہوکر اپنے چھ ہاتھی چھوڑ کر بڑودہ مین چلا گیا یہان اسکو سومرسٹ صاحب نے شکست
دی تو وہ بھاگ کر ناہرگڈھ مین کوٹہ کے ملک مین چلا آیا ۔ قلعہ دار نے اسپر توپ چلائی راؤ
صاحب نے مان سنگھ کو بلایا جب وہ آگیا تو باغی بیرون مین چلے گئے ۔ یہان دو روز
ٹھیرکر اندرگڈھ کی طرف چلے ۔ جب وہ چنبل کے کنارہ پر آئے تو بے وجہ مان سنگھ انکو
چھوڑ کر چلا گیا ۔ ۱۳ ۔ جنوری کو وہ اندرگڈھ مین آئے یہان فیروزشاہ مع اپنے لوڈی گارڈ
اور رسالہ مین خیرآبادی جنت کے ان سے آن ملا

جب فیروزشاہ کو مندسور سے کرنیل ڈیورنیڈ نے نومبر سنہ ۱۸۵۷ء مین نکال دیا تھا تو وہ اپنی
ملازمین کے ساتھ رہیل کھنڈ مین چلا گیا تھا ۔ لارڈ کلائیڈ نے اسکو رہیل کھنڈ سے بھی نکال دیا
تو وہ اودھ مین داخل ہوا اور ان باغیون کے ساتھ ملا جنہون نے سرکار والا اقتدار کی
حکومت کو تسلیم کرنے کے سے مصمم ارادہ کر لیا تھا ۔ جب اودھ مین بھی باغیون کا
قافیہ تنگ ہوا تو فیروزشاہ نے چنبل اور جمنا سے پار اتر کر تانتیا ٹوپی سے

فیروزشاہ

ہتھیار اور کپڑے چھوڑ لئے۔ یہان سے فیروزشاہ راج گڈھ اس امید مین گیا کہ وہان تانتیا ٹوپی سے ملیگا چند روز وہ یہان پڑا رہا مگر جب اسکو معلوم ہوا کہ برگڈیر سمتھ اسکی سراغ رسانی کر رہا ہے تو وہ اندرگڈھ مین ۱۳۔جنوری ۱۸۵۹ء کو تانتیا ٹوپی سے جا ملا۔

اندرگڈھ امن کی جگہہ نہ تھی۔ تانتیا ٹوپی کو معلوم تھا کہ انگریزی سپاہیون کے دو کولم ادھر چلے آرہے ہین اس لیئے ڈیواسا مین چلا گیا یہہ ایک بڑا قصبہ ہے جے پور اور بھرت پور کے درمیان ہے دو برگڈیر شوورس اور ہونس صاحب ڈیواسا کی طرف سے چلے اور وہان پہنچے ۱۶۔جنوری ۱۸۵۹ء کو جبوقت تانتیا و راؤ صاحب و فیروزشاہ آپس مین جنگ کے باب مین صلاح و مشورے کر رہے تھے کہ شوورس صاحب آ گئے۔ اسوقت ان تینون آدمیون کا بچ جانا کرامت تھی۔ "تانتیا ٹوپی اپنے روزنامہ مین لکھتا ہے" کہ انگریزی لشکر نے یکایک ہمپر چڑھ کر منتشر کر دیا" تین سو باغیون کو مقتول و مجروح و بیکار کیا اور باقی سب بھاگ گئے۔ "تانتیا اور اس کے ملازم الور ہوتے ہوئے سکر مین ۲۱۔جنوری کو پہنچے کہ ایبر ہاس صاحب نے حملہ کیا۔ باغی اپنے گھوڑے اور اونٹ اور ہتھیار بھی چھوڑکر ہراس باختہ ہوکر بھاگے تھوڑے دنون کے بعد انہیں سے چھ سو باغیون نے اپنے تئین راجہ بیکانیر کو حوالہ کیا۔

اس شکست سے باغیون کا جتھا ٹوٹ گیا اسی دن فیروزشاہ مع اپنے سوارون کے تانتیا ٹوپی سے جدا ہو گیا۔ اب راؤ صاحب اور تانتیا مین بھی ان بن ہو گئی تانتیا لکھتا ہے کہ مین نے اسے کہا کہ اب مین اور زیادہ دنون نہین بھاگونگا اور جب کبھی مجھے موقع ملیگا تو مین آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤنگا۔ مان سنگھ کے بعض رشتہ دار تھاکر تانتیا سے آن ملے۔ سپاہ کو چھوڑ کر تانتیا صرف دو برہمن رسوئی کرنے کے لیئے اور ایک سائیس اور دو گھوڑے اور ایک ٹٹو اپنے ساتھ لیکر پیرون مین چلا گیا۔ پیرون کے جنگل مین راجہ مان سنگھ سے تانتیا ملا۔ راجہ نے پوچھا کہ سپاہ کو کیون چھوڑ دیا یہہ کام تمکو نہین کرنا چاہیئے تھا تو تانتیا نے جواب دیا کہ آپ کیا کہتے ہین بھاگتے بھاگتے تھک گیا تھا اب مین تمہارے ساتھ رہونگا خواہ یہہ کام مین سے اچھے وحسن اسلوب کیا یا غلط و منعطا۔

اس عرصہ مین راؤ صاحب تین چار ہزار سپاہیون کو ساتھ لیکر شمالی اجمیر کے مغرب مین جودھپور

اور اسکے حقوق پر خیال کیا جائیگا میڈ صاحب نے اسکو سمجھایا کہ اگر وہ تانتیا کو پکڑوا دیگا تو اس
خدمت عظیم کے عوض مین وہ اپنی حالت سابقہ پر بحال ہو جائیگا - بس اسوقت سے مان سنگھ کو
یہہ دھن لگی ہوئی تھی کہ وہ تانتیا کو گرفتار کرائے اسکو یہہ اندیشہ تھا کہ مبادا تانتیا اس کی
مٹھی مین سے نکل جائے تانتیا نے میڈ صاحب کے لشکر مین مخفی آدمی بھیجکر مان سنگھ سے
صلاح مشورہ پوچھا تھا کہ وہ فیروز شاہ سے جا کر ملے یا نہ ملے - مان سنگھ جانتا تھا کہ اگر
تانتیا کہین چلا جائیگا تو پھر اسکو پکڑوانے کا قابو ہاتھ سے جاتا رہے گا - مان سنگھ کو
نہ اپنی عزت کا نہ اپنے صاحب دوست کی دوستی کا خیال تھا وہ تانتیا کو دغا و فریب سے
پکڑوانے پر اس شرط پر تیار تھا کہ اسکو پہلے اپنی ریاست ملجائے - میڈ صاحب کو تو ریاست
بحال کرنے کا اختیار نہین تھا اس لیئے وہ سر روبرٹ ہاملٹن سے یہہ وعدہ کرانا چاہتا تھا
کہ شاہ آباد یا [illegible] اسکو ملجائے یا نمار کے راج کا کوئی حصہ اسکو ملجائے - میڈ صاحب
مان سنگھ سے اس حالت مین گفتگو کر رہے تھے تانتیا ٹوپی جنگل مین براجرہا تھا - اب بھی
تانتیا کے پرانے ہمراہی صرف بیچ مین آٹھ ہزار موجود تھے - راؤ صاحب نے تو انکو چھوڑ دیا تھا
مگر فیروز شاہ اور آصبا ان لاب اور امام علی وردی میجر انکے ساتھ تھے اس وردی میجر نے
تانتیا کو خط بھی لکھا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ آ کر ملجائے - تانتیا اگرچہ جانتا تھا کہ مان سنگھ نے انگریزونکے
اپنے تئین حوالے کر دیا مگر پھر بھی وہ اسپر اعتماد کرتا تھا اور اپنے تئین اسکے حوالہ کر دیا تھا - مان سنگھ نے
ایک آدمی تانتیا پاس بھیجا تھا اور سمجھا دیا تھا کہ جہان یہہ آدمی کہے وہان ٹھیرنا تانتیا کو
قاصد کی زبانی مان سنگھ نے کہلا بھیجا تھا کہ وہ تین دن کے اندر اس سے ملنے آئیگا
اس اقرار کے موافق تیسرے دن ۷ - اپریل کی آدھی رات کو تانتیا کے چھپنے کی جگہہ پر
مان سنگھ آیا اور بنی کے سپاہیون کو فاصلہ پر چھوڑ آیا - تانتیا سوتا تھا اسکو سوتا ہوا پکڑ کر
میڈ صاحب کے کیمپ مین لے آئے وہ یہان ۸ - اپریل ۱۸۵۹ء کو طلوع آفتاب کے
وقت آیا [illegible] مین وہ کورٹ مارشل کے سپرد ہوا اور اسپر یہہ جرم لگایا گیا کہ اسنے جون ۱۸۵۷ء سے
[illegible] باغیانہ جنگ کی تانتیا نے اپنے بری ہونے کے
[illegible] دیا کہ مین نے گوالیار کے فتح ہونے تک سب باتون مین اپنے آقا نانا کے

چیف کمشنر پنجاب کا اسکی نسبت یہہ حکم صادر ہوا کہ بہادر شاہ معزول بادشاہ دہلی سمندر کے پار سخت مجرمون کی طرح جلا وطن کیا جائے وہ کسی ایسے جزیرہ یا مقام مین رکھا جائے جہان وہ سب مسلمانون سے علیحدہ رہے اسکی بیوی زینت محل اور اسکے بیٹے جوان بخت کی نسبت کوئی جرم نہین ثابت ہوا جوان بخت کی عمر تو سترہ برس کی ہے لیکن یہہ دونو دہلی مین موجود تھے چیف کمشنر انکو اجازت دیتا ہے کہ خواہ وہ قیدی کے ساتھ اسکی جلا وطنی کے مقام مین رہین اور اگر انکو یہہ منظور نہو تو وہ بنگال پریسیڈنسی کے اضلاع زیرین مین کسی ضلع مین شاہی قیدیون کی طرح مقید رہین -

نانا راؤ اور بالا راؤ و سپاہ دل عظیم اللہ ۱۸۵۹ء مین نیپال کی ترائی مین مر گئے بینی مادھو پلوان سنگہ کے گورکھون کے ساتھ لڑائی مین قتل ہوا - خان بہادر خان کو مارچ ۱۸۶۰ء مین اس مقام پر ملی جہان اسنے اپنے وحشیانہ کام کئے تھے محمو خان نواب نجیب آباد دائم الحبس ہوکر جلا وطن کیا گیا - جوالا پرشاد کو ۳ مئی سنہ ۱۸۶۰ء کو اس گھاٹ پر پھانسی ملی جہان نانا کی طرف سے اسنے کشتیون مین انگریزون کے قتل کا اہتمام کیا تھا - امیر سنگہ برادر کنور سنگہ گورکھپور مین انگریزون کے ہاتھ لگا - اودھ کی بیگم کاٹھمانڈو مین بغیر کسی تکلیف پہنچنے کے رہتی تھی تفضل حسین خان نواب فرخ آباد عمر بھر کے لیئے مکہ کو جلا وطن ہوا - بہت سے چھوٹے چھوٹے سرغنہ بغاوت جو میدان جنگ سے بھاگ کر جنگلون مین چلے گئے تھے پکڑے گئے اور انکے جرائم کی تحقیقات ہوئی سزا ملی یا بری کیئے گئے انکے جرمون کے متناسب سزا ملی باقی سب کے بغاوت کے جرم سوا قاتلون اور مشہور سرغنون کے سرکار نے معاف کر دیئے کئی سو سپاہی اور اور مجرم جزیرہ انڈمان (کالے پانی) مین بھیجے گئے اور چند ہزار مجرمون نے تھوڑی تھوڑی میعاد کے لیئے قید سخت کی سزا پائی وہ مین جیل خانون مین رہے تنابدلنے دو چند سے زیادہ بھرتی کر دیئے گئے - بڑی زبردست سپاہ بنگال اور مقامی کنٹنجنٹون مین چند ہی ضعیف رجمنٹین تھین جو بغاوت سے الگ تھلگ رہین - ان پرانون مین سے دو سال کے اندر ایک لاکھ آدمیون سے زیادہ زخمون سے تنگی سے حاکمون کی پھانسی دینے سے مر گئے اور اس عرصہ مین جو باغی لڑائی مین مارے گئے

عملداری کی ہر شہر مین اور ہر چھاؤنی مین پڑھا گیا۔ لارڈ کیننگ کو اول وایسراے یعنی نائب ملکہ معظمہ کا لقب ملا سوا ان لوگون کے جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا آیندہ ثابت ہو کہ وہ رعیت سرکار انگریزی کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے اور ون کی نسبت ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ انپر ترحم نہو اور جن لوگون نے جان بوجھ کر قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون ان کی نسبت صرف یہی وعدہ ہو سکتا ہے کہ انکی جان بخشی ہووے۔ اور سپاہیون کو جو سرکاری مخالفت مین ہتھیار بند ہین وعدہ ہوتا ہے کہ انکی تقصیر سرکار کی نسبت یا ہماری سلطنت و منزلت کی نسبت بلا شرط معاف کی جائیگی مگر وہ اپنے اپنے گھرون مین جائین اور اپنے اپنے پیشہ صلح و سداد مین ہاتھ لگائین یہ ایک بڑا پولیٹکل معاملہ تھا کہ ہندوستان کے امرا و غربا کو معلوم ہو گیا کہ انکی جان و مال ایک بڑی قوی و رحیم حکومت مین ہے ہندوستانیون کی بڑی خواہش تھی کہ کوئی انکا شہنشاہ ہو وہ پوری ہوئی۔ ہندوستانیون کے لیئے یہہ اشتہار فرمان عظیم شاہی تھا جسمین معدلت اور مذہبی مسامحت تھی۔ سارے ہندوستان مین جو مذہبی کرنے کی مخالفت سے کھلبلی پڑی ہوئی تھی وہ بھی اس اشتہار نے دور کر دی۔

غدر کے مٹانے سے ہندوستان کا قرض چالیس کروڑ روپیہ زیادہ ہو گیا اور سپاہ مین جو تغیرات ہوئے اس سے دس کروڑ روپیہ خرچ بڑھ گیا۔ اب یہہ ضرور تھا کہ ایسی تدابیر کی جائین کہ جنسے خرچ گھٹے آمد بڑھے۔ خرچ کا گھٹانا تو گورنر جنرل کے اختیار مین تھا مگر آمد کا بڑھانا نہین تھا بغیر ضرر سپاہ کی تخفیف کرنے سے بہت خرچ کم ہو سکتا تھا اب اگر کسٹم کے محصولون کے بڑھانے سے آمد زیادہ کی جاتی تو تجارت کی کساد بازاری ہوتی اگر پیشون اور تجارتون پر ٹکس لگایا جاتا تو سارے ملک مین واویلا ہوتی۔ وایسراے نے اپنی یہہ مشکلات لارڈ سٹینلی سکرٹری اوف سٹیٹ سے عرض کین تو اسکا یہہ جواب ملا کہ ایک نامور کونسلر رائٹ آنریبل جیمس ولسن بھیجا جاتا ہے جو خزانہ و مال کے کام مین ید طولے رکھتا ہے اس نامی فنینس منسٹر نے لارڈ کیننگ کے ساتھ ۱۸۵۹ء کے موسم سرما مین ملک کے اندر دورہ کیا اور جب کلکتہ مین آیا تو اپنے کونسل مین تین بڑے ٹیکسون کی تجویز پیش کی جنمین سے ایک انکم ٹیکس کی تجویز منظور ہوئی اور باقی

ہندوستان کی مالی حالت

جولائی ۱۸۵۹ع مین ایک شاہی کمیشن مقرر ہوا جسکے ممبر بڑے بڑے مدبران ملکی اور سپاہی تھے انکے سامنے سپاہ کے مرتب کرنے کے لیئے بارہ سوال پیش تھے ان مین ایک بڑا سوال یہہ تھا کہ ہندوستان مین یورپین سپاہ کی تعداد کیا ہونی چاہیئے اور کس بنا پر اسکو قائم کرنا چاہیئے آیا وہ سپاہ جدا گانہ ہو یا وہ بادشاہی سپاہ کے مجموعہ کا ایک جز و جسکو ایک مدت کے بعد تبدیلی ہوتی رہے یعنی شاہی سپاہ کچھ مدت تک ہند مین رہ کر انگلنڈ کو چلی جائے اور اسکی جگہہ انگلنڈ سے اور سپاہ آجائے - اس کمیشن کی تحقیقات اور غور و خوض کا نتیجہ یہہ تھا کہ انہون نے سفارش کی کہ ہندوستان مین جو یورپین سپاہ رکھی جائے اس کی تعداد اسی ہزار مقرر کی جائے جسمین سب قسم کے ہتھیار رکھنے والے سپاہی ہون ملکہ معظمہ اور انکے شوہر کی مرضی مبارک کے موافق یہہ نظام تھا سنہ ۱۸۶۰ع کے وسط مین اسکا قانون جاری ہوگیا اسی وقت مین ایک نئی ہندوستانی سپاہ بنگال مین مرتب ہوئی جس مین ایک یا دو پلٹنین پہلے خیر خواہ سپاہیون کی تھین اور باقی سکھ گورکھے پٹھان اور اور نئے جاٹ کی آدمی بھرتی تھے انمین سے ہر ایک قوم کی پلٹن یا کمپنی جدا جدا تھی - یورپین کی تخصیص سپاہ کے ساتھ نہین رہی - ہر رجمنٹ مین یورپین افسرون کی تعداد پہلے کی نسبت کم ہو کر چھ مقرر ہوئی - اور سوا ار چند کہ ہندستانی توپخانون کے کوئی توپخانہ ہندوستانیون کے پاس نہین رہا - توپخانہ بغاوت کی بڑی ترغیب دینے والا ہوتا ہے سو اب وہ ہندوستانیون ہاتھ سے چھن گیا - بنگال پریسیڈنسی مین یورپین اور ہندوستانی سپاہ کی نسبت دو اور ایک کی اور مدراس اور بمبئی پریسیڈنسیون مین ایک اور تین کی تھی ان دونو پریسیڈنسیون مین سپاہ کی اصلاح کی زیادہ ضرورت نہ تھی -

پہلے گورنر جنرل کی کونسل مین جو تجویز پیش ہوتی خواہ وہ ادنےٰ ہو یا اعلےٰ وہ کل کونسل کے سامنے پیش ہوتی اور اسپر مباحثہ ہوتا اور کثرت راے سے فیصل ہوتا اب اس مین انڈین کونسل ایکٹ ایم ۲۴ و ۲۵ وکٹوریا کے موافق پوری تقسیم محنت داخل ہوئی اب کل کونسل کے ذمہ جواب دہی نہین رہی بلکہ ہر ممبر کے ساتھ ایک محکمہ (ڈپارٹمنٹ) مخصوص کیا گیا یہہ ممبر اور وائسرائے اس محکمے کے کامون کے جوابدہ تھے نائی نینس (خزانہ و مال) کا محکمہ - نائی نینس اور حساب

گرم بازاری تھی کہ پہلے ہی سال مین اس کل روپیہ کا سود بحساب پانچ روپیہ سیکڑہ وصول ہوگیا
جو ریلوے کمپنیون کو بطور گارنٹی دیا گیا تھا اس کے بعد ہی جلد جنوب مین لینون پر کام شروع ہو
اس زمانہ مین کل ۵۰۳۱ میل ریل کھل گئی اور تین ہزار میل اور تیار ہونے کو تھی بڑی بڑی شاہی نہرین
بھی روپیہ کا فائدہ دینے لگین مگر یہہ بھولنا نہین چاہیئے کہ ان فیض رسا کامون سے جو اور فائدے
اور فیض حاصل ہوتے ہین انہین روپیہ کا حاصل ہونا دوسرے درجہ پر ہے۔

ملک کی سب جانبون مین معلوم ہوتا تھا کہ بغاوت اور اور مصائب کا خاتمہ ہوگیا ۱۸۵۸ء مین
کل تجارت ساٹھ کروڑ روپیہ کی تھی اب ۱۸۶۱ء مین اسی کروڑ روپیہ کی ہوگئی بمبئی اور کراچی کی
بدولت اس افزایش کا نصف حصہ حاصل ہوا تھا۔ جیوٹ (سن) وردئی اور چاء کے سبب سے
اہل زراعت کو بڑی منفعت کثیر ہوئی۔ جنگلات کے محفوظ رکھنے کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس سے
فورسٹ ڈپارٹمنٹ (جنگلون کی نگاہداشت کا محکمہ) مقرر ہوا جسکو ڈاکٹر برانڈیس نے خوب سرسبز کیا
اسی زمانہ مین جن چونا کی کاشت کا بھی آغاز ہوا جس سے کوئینن نکلتی ہے جو بخارون کی حرارت
کم کرتی ہے بیس سال کے اندر سے ایسا فائدہ ہونے لگا جو اسکی کاشت کی لاگت سے دو چند تھا

ان مفید کوششون مین لارڈ کیننگ کی زندگی فرسودہ ہوگئی اور ان کامون مین انکی ساری قوت
خرچ ہوگئی۔ مارچ کے مہینے مین اپنے قدیمی دوست جیمس بروس ارل الگن کو اپنے عہدہ کا چارج
دیا اور اپنے گھر مرنے کے لئے گئے۔ یہہ لارڈ کیننگ ہی کا حصہ تھا کہ انہون نے ہندوستان مین
ہنگامہ بغاوت کو مٹا کر حفظ امان کا زمانہ پیدا کیا انہون نے نہایت تاریک زمانہ مین بھی اپنے
عدل و انصاف و رحم دلی کی روشنی کو بجھنے نہین دیا کبھی تعصب و طرفداری کو اپنے پاس نہین آنے دیا
جسکے سبب سے انکی ایک طرف تعریف ہوتی تھی دوسری طرف مذمت انکا وہی لقب رحم دل کا جو حقارتاً
انکے ہم وطنون نے دیا تھا انکی عزت کا خطاب ہوگیا۔ وطن مین جا کر وہ کچھ دنون زندہ رہے۔

لارڈ ایلگن سلطنت کے کار ہائے عظیم کر چکے تھے انکے صلہ مین ۱۸۶۲ء مین ہندوستان کے
وائسرائے مقرر ہوئے۔ یہہ عہدہ انگلستان بلحاظ اختیار اور اعتماد کے اور سب عہدہ ہائے عظیم مین زیادہ
جلیل القدر اور اعلےٰ درجہ کا سمجھا جاتا تھا۔ لارڈ کیننگ نے آخر سالون مین جو پالیسی اختیار کی تھی اسکی
پوری پیروی کی کہ ہندوستانی ریاستون کے معاملات مین مداخلت نہ کرین اور وہ ٹیکس لگا مین

اعانت کرنے کے لیئے آمادہ ہون - ۱۲ - مارچ کو انبالہ مین انکا آخری دربار تھا سکھ سردار اور پنجاب کے
رئیس اس دربار مین آئے تھے پھر وہ موسم گرما کے بسر کرنے کے لیئے شملہ کی بلندی پر خوشنما
سبزہ کی سیر کرنے اور راحت فزا ہوا کھانے گئے -

جب وائسرائے ایسے آرام کے کامون مین مصروف تھے کہ بادل کے ٹکڑے پولیٹکل
افق پر وہان نظر آئے جہان وہ شاذ و نادر ہی غائب ہوتے ہین - پشاور کے شمال مین سندھ
و جہلم کے دریاؤن کے درمیان ہندوکش کی ایک شاخ ضلع ہزارہ سے لگی ہوئی ہے وہ
مہابن کے نام سے مشہور ہے وہ سمندر کے لیول سے ۷۴۰۰ فیٹ بلند ہے اسکی ڈھالوان پر
ایک مقام ہے جسکو ستانا کہتے ہین وہان متعصب المذہب مسلمان رہتے ہین انہین باغی ہندوستانیون
کے سپاہیون کا اور وہابیون کا اجتماع ہوگیا تھا - اور ہندوستان سے انکی امداد روپیہ سے
کی جاتی تھی خاصکر پٹنے سے جہان وہابیون کا زور تھا - لارڈ ایلگن کو بالطبع یہہ امر ناپسند تھا کہ وہ
ایسی راہ پر جھگڑا کرتے جو امیر افغانستان کی دارالسلطنت کو جاتی تھی مگر ان دشمنون سے گزند رسانی کا
اندیشہ تھا اسلیئے انکو سزا دینی ضرور تھی چھہ ہزار سپاہ سر نیول چیمبرلین کے ماتحت پہاڑون مین
گئی قومون نے امبیلا درہ کو جس مین اس سپاہ کا مقدمۃ الجیش تھا روک لیا اور کہتے ہین اسکے مقابلہ
کے لیئے قومون کے ساٹھہ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور انہون نے ایسا سخت مقابلہ کیا جسکے سبب سے
انگریزی لشکر کو کمک کی ضرورت ہوئی - دسمبر کے وسط مین حملہ کرنے مین پیش قدمی کی نوبت آئی
اس عرصہ مین قابل و جفاکش وائسرائے زندہ نہ رہے وہ شملہ کے مغرب مین پہاڑون مین دورہ
کرتے تھے کہ ۲۰ - نومبر ۱۸۶۳ع کو اس دنیا سے رخصت ہوگئے -

انکا یہہ کام کہ انہون نے ایک گورہ کو ہندوستانی کے مارڈالنے پر پھانسی کا حکم دیا ہندوستانی ہمیشہ
یاد رکھین گے پنجاب مین کسی ہندوستانی کو گورہ نے مارڈالا تھا اسکو پھانسی کا حکم دیا گیا تو انگریزون
نے تخفیف سزا کی استدعا کی مگر انہون نے اسکو نہ سنا اور کہا کہ گورہ نے بغیر کسی اشتعال کے
ہندوستانی کی جان کو کتے کی جان کے برابر نہین جانا - اسکو پھانسی دیگئی -

سر ولیم ڈینی سن صاحب گورنر مدراس جب تک کہ کوئی مستقل وائسرائے انگلنڈ سے
آئے لارڈ ایلگن کے قائم مقام مقرر ہوئے جناب ممدوح کو یہہ سرحدی مہم پسند نہین تھی وہ اس

ممبر ہنری مین صاحب تھے جو بڑے نامور مقنن تھے اور انہون نے جو ایک کتاب قدیمی قوانین
کے باب مین تصنیف کی تھی اس سے انکی بڑی شہرت ہو گئی تھی ملیٹری ممبر (فوجی ممبر) سر ردبرٹ
نے پیر تھے جنکی زندگی انجینیر کے کام مین بسر ہوئی تھی اور ابتک انکی جنگ آزمائی کا زمانہ ختم نہین
ہوا تھا۔ ہوم ڈپارٹمنٹ کے کام ولیم گرے صاحب اور ہنری ہیرنگٹن کے درمیان منقسم تھے
اور تمام فورین ڈپارٹمنٹ کا کام جس مین تمام ہندوستانی ریاستون کا کوہ ہمالیہ سے لیکر راس کماری
تک اور ہندوستان سے باہر سلطنتون کے متعلق سارے کام وائس رائے خود کرتے تھے۔
کمانڈر انچیف سر ہیو روز بھی کونسل کے ممبر تھے جو کونسل کے تمام ممبرون مین وائس رائے کے
ایسے مخالف تھے کہ وائس رائے نے چند مہینے کے بعد سر چارلس وڈ کو لکھا کہ جیسے سر ہیو روز
خودرائے اور ضدی ہین ایسے اور ممبر کونسل کے ہوتے تو سلطنت کے سارے کامون مین
ایسی پیچیدگیان پڑتین کہ کارروائی رک جاتی لیجسلیٹو کونسل مین تین ہندوستانی ممبر تھے
نواب رامپور جنکو کلکتہ کی آب وہوا ایسی ناموافق آئی کہ وہ دو ہفتے ہی مین کلکتہ سے چلے گئے
دوسرے ممبر مہاراجہ دنرپال گرہم اور تیسرے ممبر سکھ راجہ صاحب دیال سنگھ تھے۔
سر جان لارنس کے آنے سے پہلے مہابن کے تو سارے کام پورے ہو چکے تھے
مگر انہون نے شمال مغربی سرحد پر جسکے وہ مدت تک محافظ رہ چکے بڑی توجہ کی کبھی قومون کا
اعتماد کیا کبھی انکی چشم نمائی کی۔ کبھی دانشمندانہ کی سڑکین بنائین کبھی قومون کے لڑکون کی تعلیم کے
لئے مدرسے بنائے۔ غرض ایک قسم کی تہذیب آن روے سندھ کے کنارہ کی قومون مین
داخل کی جس سے وہ نکلی بیٹھین۔
۱۸۶۸ء مین کوہ سیاہ کی جنگجو قومون پر ایک بڑی لشکرکشی ہوئی۔ کوہ سیاہ ایک اونچا
سلسلہ پہاڑون کا شمالی ہزارہ مین سندھ اور کشمیر کے درمیان ہے کوہ سیاہ کی جنوبی ڈھلائی پر
وادی اگرور ہے وہان پنجاب پولس کا سرحدی سٹیشن اوگھی گاؤن مین ہے۔ جولائی ۱۸۶۸ء
مین حسن زئی افغان جرگے نے اوگھی پر حملہ کیا پولس نے خوب بہادرانہ لڑا اور انکو بھگا دیا۔
اگرچہ یہ قومین بڑی تکلیف دیتی رہین انگریزی عملداری مین ... بات کو تاخت و تاراج
کیا ایک مدت تک انکی شرارتون سے چشم پوشی کی تھی ان مفسدون کی سزا کے لیئے ایک لشکر جرار

سفیر کی کچھ عزت و قدر نہین کی اور زبردستی ایک عہد نامہ پر دستخط کرائے جسمین وہ سب شرائط لکھی تھین جو بھوٹان چاہتا تھا۔

گورنمنٹ ہند نے فوراً دربار کو ایک چٹھی لکھی کہ عہدنامہ مذکور کی کسی شرط کو منظور نہین کرتے اور جو بھوٹانیون نے خطائین کین تھین انکا معاوضہ بڑی سختی سے طلب کیا۔ چھ مہینے گذر گئے کہ بھوٹانیون نے اس چٹھی کا جواب کچھ نہین دیا ۱۲ نومبر ۱۸۶۴ع کو جان لارنس نے اشتہار دیدیا کہ مغربی درے انگریزی عملداری مین داخل کیے گئے۔ تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ان دوارون پر بغیر ایک گولی چلانے کے قبضہ ہوگیا۔ جب کسی مقابلہ کا خوف نہین رہا کہ دفعتہً بھوٹانیون کی سپاہ نے قلعہ دیوناگری پر جسمین پانچ سو انگریزی سپاہ تھی حملہ کیا اس سپاہ پاس رسد نہ تھی اسکا پانی بھوٹانیون نے بند کردیا تھا۔ نہ کوئی اور اسکو سہارا تھا وہ قلعہ سے واپس چلی آئی اور دو توپین اپنی چھوڑ آئی۔ مگر اسکا علاج جلد یہہ کیا گیا کہ جنرل ٹومبس ایک جرار کولم لیکر گئے اور دیوان گیری دوبارہ قبضہ کرلیا اور ہر مقام پر دشمنون کا خوب شکار کیا وہ بھاگ کر اپنے پہاڑون مین چلے گئے راجہ اور پن لو نے لڑائی کے موقوف کرنے کی درخواست کی۔ گورنمنٹ نے اس شرط پر صلح منظور کی کہ وہ ان سب دوارون کو اور اسکی متصل زمینون کو جو مفتوح ہوئی ہین حوالہ کرے جو ۱۸۰ میل طول مین اور ۲۵ میل عرض مین ہے اور انگریزون کی رعایا مین سے جو لوگ وہ پکڑ کر لے گئے انکو اور دیوان گیری مین جو دو توپین انگریزی رہ گئین تھین انکو دیدین چونکہ ریاست بھوٹان کی آمدنی فقط اسی ملک پر موقوف تھی جسپر قبضہ رکھنے کا گورنمنٹ کا ارادہ تھا اسلیئے گورنمنٹ نے اسکی لگان دینے کا وعدہ کیا بشرطیکہ بھوٹانی اپنا چال چلن درست رکھین جس سے اونھون نے اپنے زخم پر یہہ مرہم لگایا کہ ہم نے ہند کو اپنا باج گذار بنایا مگر نیک چلن رہنے کی ضامنی بڑی بھاری دینی پڑی یہہ شرائط بھوٹانیون نے منظور کرلی اور پھر کوئی مفسدہ انگریزی عملداری مین برپا نہین کیا۔ مغربی دوار یعنی وہ درے جو بھوٹان سے بنگال مین جاتے ہین نو پرگنون مین تقسیم ہوکر اضلاع زیرین بنگال کی گورنمنٹ مین داخل ہوئے۔ انمین چاء کی کاشت کی تیاری ہوئی اور شرقی دوار آسام سے متعلق کیئے گئے ان مین لکڑی اور چاول کی پیداوار کا انتظام کیا گیا۔

تو لارنس صاحب انکے رئیسون کو اپنی شفقت و مہربانی سے سمجھاتے کہ تم اعلی منزلت ہو کر غریب بیکس رعایا کو ستاؤ نہین عدل و انصاف و زیرکی ہوشیاری سے رعایا کے ساتھ پیش آؤ ورنہ تاکہ تمہاری عزت بھی باقی رہے۔ انہون نے رئیس جہالوا پر اس سبب سے کہ وہ رعایا پر ظلم و جبر کرتا تھا جرمانہ کیا جب محمد علی خان والی ٹونک نے دغا دیکر آدھ کے ٹھاکر کو مار ڈالا جسنے یہہ سمجھ لیا تھا کہ وہ اسکی سزا سے بچ جائیگا لیکن یہہ نواب معزول ہوا اور بنارس مین شاہی قیدیون کی طرح رکھا گیا اور ریاست ٹونک مین ایک کونسل مقرر ہوئی کہ جب تک اسکا بیٹا نابالغ ہے وہ ریاست کا بندوبست کرے مارواڑ مین مہاراجہ جودھپور تخت سنگھ کو تنبیہہ کی گئی۔ اسنے ایسا ظلم و ستم برپا کیا تھا کہ رعایا کے سرکش ہونے پر نوبت آگئی تھی۔

لارڈ لارنس نے تین بڑے دربار شاہانہ کیئے انہین اپنی زبان فیض ترجمان اردو زبان مین وہ گوہر افشانی کی جو پہلے کسی گورنر جنرل نے نہین کی تھی۔ انہین سے ہم چند فقرے جو نصائح و پند سے متعلق ہین نقل کرتے ہین۔ لاہور کے دربار مین انہون نے فرمایا کہ اے شہزادو اور اشراف و اگر کسی ملک کے حاکمون کی دانشمندی مین یہہ امر داخل ہے کہ وہ اپنی رعایا کی زبان جانین اور اپنی رعایا کی دلی حالتون کو ایسا پہچانین کہ انکو تکلیف نہ ہو تو رعایا پر بھی واجب ہے کہ وہ اپنے حاکمون کے حال پر علم حاصل کرین یہی ایک صورت ہے کہ جس مین ہم دونو حاکم و محکوم خوش و خرم رہ سکتے ہین اس مطلب کے حاصل کرنے کے واسطے مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ اپنے لڑکون اور لڑکیون کو تعلیم کیجیے۔

دوسرا دربار آگرہ مین ہوا اس مین ۸۴ راجہ مہاراجہ نواب رئیس راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے آئے۔ سینڈھیا۔ ہلکر بھوپال کی بیگم موجود تھے راجپوتون کے بڑے معزز و قدیمی خاندان کے راجہ اور رانا موجود تھے انہین سے بعض کو نیا اور گرینڈ کمانڈر سٹار آف انڈیا دیا گیا جنہون نے ایام غدر مین سرکار والا اقتدار کی خدمات بر گزیدہ کی تھین یہہ دربار گذشتہ خدمات کا انعام اور آیندہ حسن خدمات کی پیشگی اجرت تھا اس دربار مین انہون نے رئیسون کو یہہ نصیحتین کین کہ تجارت کے لیئے سڑکون کو اور بچون کی تعلیم کے واسطے مدرسون کو بیمار دارون کی صحت کے لیئے اسپتالون کو جرمون کے انسداد کے واسطے پولس کو ترقی دو مالی اور خزانہ کی حالت کو درست کرو

خیالات جدا ہین مگر ہم سب کو خدا نے پیدا کیا اور ہم سب قوانین عامہ سے وابستہ کیے گئے ہین ہم سب کو خدا کے روبرو یہہ حساب دینا ہے کہ ہم نے اسکے احکام کی کتنی اطاعت کی ہے پس یہہ رشتہ اتحاد ہم سب کے درمیان ہے جو اعلے ہو یا ادنے۔ مفلس ہو یا امیر۔ عالم ہو یا جاہل" تعلقہ دارون کی خوب دلجمعی کی کہ انکے حقوق کو گورنمنٹ ہمیشہ برقرار رکھیگی۔

لارڈ لارنس دل سے چاہتے تھے کہ ہندوستانی فرمانروا اپنی رعایا پر انصاف و عدل و رحم و کرم سے حکمرانی کرین۔ چونکہ ملکہ معظمہ کی شہنشاہی تسلیم ہو چکی تھی اسلیے برٹش گورنمنٹ اپنا بڑا فرض یہہ سمجھی کہ ہندوستانی فرمانراؤن کو کسی طرح سے اپنی رعایا پر ظلم و تعدی و جبر نہ کرنے دے وہ ان رئیسون کے دلی خیرخواہ تھے۔ جب راجگڈھ سے راجہ کے مسلمان ہونے کا مقدمہ انکے روبرو پیش ہوا تو انہون نے یہہ اصول قائم کیا کہ والیان ریاست کو اپنے مذہب کے بدلنے کا اختیار ہے۔ جس ریاست مین وہ کسی ظلم و ستم کی رسم دیکھتے اسکو بند کراتے تھے کوٹہ مین ستی ہونے کی رسم چلی جاتی تھی وہ بالکل موقوف کرائی۔ سروہی اور مارواڑ کی ریاستون مین جذامیون کے زندہ دفن کرنے کا دستور تھا وہ بند کر دیا جہان کہین دختر کشی کی رسم باقی رہ گئی تھی اسکو بھی دور کرا دیا۔ جہان گائے کے مار ڈالنے پر موت کی سزا ملتی تھی اسکو موقوف کرایا۔ غرض جان لارنس نے یہہ اصول قائم کیا کہ ہندوستانی والیان ملک برٹش گورنمنٹ کے تابع ہین اس لیے انکی رعایا بھی برٹش گورنمنٹ کی زیر فرمان ہے پس جو انگریزی رعایا کے حقوق حاصل ہین وہی ہندوستانی ریاستون مین بھی رعایا کو حاصل ہونے چاہئین۔ برٹش گورنمنٹ پر یہہ واجب ہے کہ جیسی وہ خود رعایا پروری کرتی ہے اسی طرح ہندوستانی رئیسون سے رعایا پروری کرائے ہندوستانی ریاستون مین جتنی ریلوے لاین تھین وہ لارڈ لارنس نے سب انگریزی قوانین دیوانی و فوجداری کے ماتحت کرا دین۔

۵۷ء اور ۵۸ء مین تعلقہ داران اودھ نے برٹش گورنمنٹ کو ان آفات سے بچایا تھا جو رعایا کی نادانی سے پیدا ہو کر گورنمنٹ کو مضر ہین پہنچاتین پس اس سبب سے انکو یقین ہو گیا تھا کہ تعلقہ دارون کی ریاست کا برقرار رکھنا برٹش گورنمنٹ کے حق مین مفید ہے جو ہندوستانی لائق ہون وہ ہندوستانی ریاستون مین اپنی عقل و دیانت کا کام دکھا سکتے ہین ایسی انگریزی عملداری مین نہین اور اسلیے برٹش گورنمنٹ کا فائدہ

امیر جانکو جو سالانہ روپیہ برٹش کی طرف سے دیا جاتا تھا وہ اسکو دیا اس امیر کے ساتھ دوستانہ
تعلقات قائم رہے اسکو بہت سے تحائف دیئے اسکے ساتھ نیک اخلاقی کا برتاؤ رکھا اس سے
اپنی بنیاد ایسی پالیسی پر قائم کی جس سے پرے کبھی آگے قدم نہین رکھا وہ یہہ خیال کرتے تھے کہ جب امیر کو روپیہ
خرچ سپاہ کے لیئے دیتے ہین اور اور طرح سے بھی اسکی مدارا اچھی طرح کرتے ہین تو اسکو چاہیئے کہ وہ
ہمارے دوستون کا دوست اور دشمنون کا دشمن رہے اور بات یہہ ہے کہ ہم حزم و احتیاط کے ساتھ
افغانستان کے حاکم کو آزاد امیر جانکر تعظیم اور تکریم کرینگے مگر برٹش کی طرف سے امیر کے ساتھ ایسی
دوستی نہین رکھین گے کہ کوئی حملہ اسپر ہو یا وہ کسی پر حملہ کرے تو اس مین شریک ہوکر افغانون کی غلطیون کے
سبب سے جو دقتین پیش آئین انہین برٹش گورنمنٹ کو اکھیڑے مین ڈالین - اگرچہ یہہ اصول ایک طرفہ
تھا مگر انکے نزدیک حالات موجودہ مین وہ ناگزیر تھا - جب امیر حق پر ہو تو اسکی استعانت کرنے کے لیئے
یقینی برٹش گورنمنٹ موجود تھی لیکن برٹش گورنمنٹ سے امیر کو کبھی یہہ توقع نہین کرنی چاہیئے
کہ وہ افغانستان مین اپنی سپاہ بھیجیگی انہون نے صرف افغانستان کے اندرونی معاملات ہی
مین مداخلت کرنے سے اپنا منہ نہین موڑا بلکہ کابل قندھار یا کسی اور مقام مین انگریزی افسر دیجنے
بھیجنے سے بھی انکار کیا انکو یہہ سوجھ گیا تھا کہ افغانستان مین برٹش افسرون کا موجود ہونا ہر کام کو
بگاڑ دیگا انسے حب وطن کا جوش ایسا پیدا ہوگا جسکا انجام یہہ ہوگا کہ وہ قتل کیئے جاوین گے انکو یقین
تھا کہ افغان انکے دشمن ہوتے ہین جو انکی حکومت مین مداخلت کرتے ہین اور جو اس مداخلت سے
انکے تئین بچاتے ہین انکے وہ دوست ہوتے ہین پس ہمکو چاہیئے کہ روسی جو ہمارے فطری دشمن
ہین افغانستان مین مداخلت کرین اور ہم افغانون کو اس مداخلت سے بچائین تاکہ افغان ہمارے
دوست ہون اور روسیون کے دشمن - اس صورت مین انکو امید تھی کہ ہندوستان کی طرف
اگر روسی پیشقدمی کرین گے تو افغان انکا مہلک مقابلہ اپنے ملک مین کرینگے وہ یہہ بھی جانتے
تھے کہ کوئی نہین جان سکتا کہ اپنا کیا طریقہ اختیار کرین گے - وہ یہہ بھی کہا کرتے تھے کہ افغانون
کے لیئے ہندوستان کی لوٹ ایسی ترغیب ہے کہ وہ روسیون کے ساتھ شریک ہو جائین
مگر غالباً ایسی شرکت کبھی ہونے کی نہین اب اگر افغانستان مین انگلش پیش قدمی کرینگے کہ روسیونسے
لڑین تو یقینی افغانون کو وہ اپنا دشمن بنائین گے اور روسیون کا دوست اگر روس افغانستان پر

رعایا راضی ہو گو اسکو محبت اخلاص نہ ہو اور ہماری کل پولیسی یہہ ہو کہ بڑی بڑی والیان ملک اور ہندوستانی جماعت امرا کے دلون مین بتدریج ہم یہہ یقین دلادین کہ انکے حقوق اور مقبوضات سلامت و محفوظ ہین اور برٹش انڈیا مین ایسے ایسے بڑے بڑے مادی کام بنائین کہ اس سے رفاہ خلائق بھی ہو اور وہ ہماری ملیٹری اور پولیٹکل قوت کو بھی بڑھائین ہم اپنے مال و دولت کو اور اپنے مخازن کو بڑھائین اور مستحکم کرین اور تمام ضرورتون کے لیئے چپ چاپ تیاریان کرین جنکا سب مدبران ملکی پاس و لحاظ کرتے ہون -

سر جان لارنس یہہ سمجھتے تھے کہ دہقانون کی خوشحالی بہ نسبت زمینداروں اور تعلقہ دارون کی خوشحالی کے برٹش گورنمنٹ کو زیادہ تقویت دے سکتی ہے - زمینداروں اور تعلقہ دارون کو جسقدر محاصل اراضی دیا جاتا ہے وہ کاشتکارون سے لیا جاتا ہے ایک کے مفلس بنانے سے دوسرا دولتمند بنایا جاتا ہے اسلیئے انہون نے پنجاب کے ٹیننسی ایکٹ یعنی اراضی پنجاب مین دخل رعیتانہ کے بابمین بڑی سرگرمی سے حصہ لیا - پنجاب مین جو بالفعل بندوبست اراضی تھا اس مین کاشتکاران موروثی کے حقوق بہت تلف ہوتے تھے انہون نے ایکٹ مذکور کے پاس کرانے مین کاشتکاران موروثی کے حقوق کے محفوظ رکھنے مین دل و جان سے کوشش کی اسی قسم کا معاملہ اودھ مین کاشتکارون کے حقوق کے بابمین پیش ہوا - وہ یہہ جانتے تھے کہ تعلقہ داران اودھ کو جون ۱۸۵۹ع مین گورنمنٹ نے آبرودی ہے اس مین ذرا فرق نہ آئے اور کاشتکارون کے خواہ موروثی ہون یا نہ ہون حقوق تلف نہ ہون وہ اور انکے ساتھی اس بات کو یقین کرتے تھے کہ تعلقہ دارون کے حقوق کے ساتھہ ہی کاشتکارون کے بھی حقوق قائم ہوئے ہین مگر پانچ سال کے اندر کاشتکارون کے حقوق مین فتور آگیا ہے اس لیئے محفوظ رکھنے کے لیئے زیادہ تر تدبیرین کرنی چاہئین اس لیئے انہون نے کاشتکاران موروثی اور غیر موروثی کے حقوق سلامت رکھنے مین بڑی کوشش کی کہ وہ ایکٹ مین مندرج ہو جائین -
چونکہ تعلقہ داران اودھ اور زمینداران بنگال کی اس باب مین اغراض مشترک تھین تو سر جان لارنس کی ان تدابیر کی بڑی مخالفت کی اور انگلو انڈین اخبارون مین انگلو انڈین کے اخبار نویسون نے دشنام آمیز باتین انکی نسبت لکھنی شروع کین - غرض ہندوستان سے لیکر انگلستان تک یہہ ایجیٹیشن شروع ہوا - چند اشخاص ذی وقعت اور صاحب ثروت ایسے تھے کہ انکی شکایت کی آوازین سمندر پار گئین

...وجو اسکا دیا جائے وہ بھی قحط کی رسد مین مندرج کیا جائے۔ اس اصول کے قائم ہونے نے
ہندوستان کی رعایا کو بہ نسبت اور شائستہ تدبیرون کے زیادہ فائدہ پہنچایا۔ لارنس کے عہدحکومت
کے آخر دو سالون مین ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض رفاہ عام کی تعمیرات عمارت کے لیئے لیا گیا۔ یہان
یہہ مصیبت تھی اور اور جگہہ راحت تھی۔ سنٹرل انڈیا اور ان کے قرب مین فائدون کا دروازہ
روئی کی خریداری نے کھول رکھا تھا۔ چار سال کے عرصہ مین روئی کی قیمت چوچند ہو گئی تھی اور
سالانہ ایک کروڑ روپیہ کی روئی بکنے لگی تھی۔ قیمت زیادہ ہو گئی مزدوریان باستثنار بمبئی اور
بندرگاہون کے شہرون کے بیچ مین رہین امریکہ کی آپس کی لڑائی کے سبب سے روئی کی
گرانی ہوئی جب وہ موقوف ہوئی تو بہت روئی کی تجارت کرنے والون کے دیوالے نکل گئے
ترقی کی فہرست مین دو صوبون کے نام چڑھائے گئے سراسے فرصاحب نے برٹش برہما
مین عام پسند دانشمندانہ انتظام کیا کہ صوبہ کی آمدنی دس کروڑ روپیہ ہو گئی یعنی پہلے سے دوچند
ہو گئی۔ آبادی بھی بہت بڑھ گئی۔ سنٹرل انڈیا مین ترقی کی نشانیان نمودار ہوئین سر رچرڈ ٹیمپل
یہان کے چیف کمشنر تھے ۱۸۶۸ء کے آخر مین پانچہزار پانچ سو ستر مدرسے تھے باوجودیکہ
بہت جگہہ سرکاری مین تخفیف کی گئی تھی مگر پھر بھی ملک مین چودہ فیصدی کی افزائش ہو گئی تھی
پردیسی مال کی تجارت تیرہ لاکھ سے ۲۵ لاکھ روپیہ تک نوبت آ گئی تھی دو سال مین آبادی
ایک فیصدی بڑھی تھی۔ یہہ معمولی تعداد افزائش نہایت خوش نصیب اضلاع مین ہوتی ہے۔
جب ملک مین ترقی ہوئی تو اسکا اقتضا یہہ تھا کہ سارے ہندوستان مین سول افسرون کی تنخواہ کا
اضافہ کیا جائے جس سے کہ انتظام موثر ہو۔ جان لارنس نے ماتحت سول افسرون کی تنخواہین بہت
جلد ایسی بڑھا دین کہ جن کے سبب سے وہ بہت آسائش و آرام سے رہین اور رشوت ستانی کی خو
بھی میلان نہ پیدا ہو بہت سے محکمے بڑھائے گئے یا جدید قائم ہوئے اسطرح سے کل سالانہ
خرچ مین آٹھ فیصدی زیادہ ہوئے۔
لارڈ ایلجن کی موت سے سر جان لارنس کے جانے تک سوا تین کروڑ روپیہ کی کمی تھی سر ولیم
...۱۸۶۶ء مین ۱۰۹۴۸۰۰۲ روپیہ کی بیشی پیدا کی مگر وہ اس سال مین ولایت چلے گئے
...کی جگہہ دائمی فنینس ممبر ...سی صاحب مقرر ہوئے جنکی اول سال ہی یہہ بیشی غائب ہو گئی اور

یہہ احوال وہ تھے جو انکے ذہن نشین دنون سے تھے۔ اور جب وہ انگلستان مین کچھ مدت
کے لیئے مقیم رہے تو وہان کے تازہ پولیٹکل خیالات نے انکو اور زیادہ مستحکم کردیا۔
جب ہندوستان سے جاکر انگلستان مین کچھ عرصہ کے لیئے مقیم ہے تو ہندوستان کے
حفظان صحت کے انتظام کے لیئے کہ آئندہ وہ کیا ہو انہون نے توجہ کی وہ اپنی ابتداء ملازمت
سے ہندوستان کے شہرون کے غلیظ ہونے کی اور انہین بیماریون کے پھیلنے کی حالت سے
خوب واقف تھے انکی چٹھیان موجود ہین جو اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ یہہ چاہتے تھے کہ
کوئی محکمہ سینیٹری شاہی مقرر ہو جائے۔ جب وہ گورنر جنرل ہوئے تو انہون نے سینیٹری کمشنر مقرر
کیا۔ جب وہ انگلنڈ مین تھے تو انہون نے فلارنس نائٹ انگیل سے ملیٹری اسپتالون اور
یوروپین سپاہیون کی تندرستی کے باب مین بہت سے سبق سیکھے۔ یہان ہندوستان مین
آکر انہون نے گورون کے لیئے بارکین بنوائین انکی خوراک پوشاک کا انتظام کیا دس فیصدی
بیاہ کرنے کی اجازت انکو دی غرض بڑی دلسوزی و ہمدردی سے انکی ظاہری و باطنی ترقی
مین سعی کی۔ وزیر ہند سے خط و کتابت کر کے یہہ اجازت حاصل کی کہ گورنر جنرل مع کونسل
خاص سکرٹریون کے ساتھ ہمیشہ گرمی اور برسات کے موسمون مین شملہ پر رہا کرے۔ مگر دار السلطنت
کلکتہ ہی رہے جسی زیادہ ہندوستان مین کوئی شہر دار الامن دار السلطنت کے لیئے نہین ہوسکتا
سنہ ١٨٦٩ء مین لارڈ میئو لارڈ لارنس کے جانشین ہوئے۔ انہون نے ہندوستان کی ترقی
کے لیئے سعی بلیغ کی افغانستان کے امیر شیر علیخان کی ملاقات کی تمہید تو لارڈ لارنس کے عہد مین
ہوئی تھی اسکی تکمیل لارڈ میئو نے کی کہ انبالہ مین بڑا شاندار دربار شاہانہ کیا اور اس مین لارڈ
میئو اور امیر شیر علیخان کی ملاقات ہوئی ١٨٦٩ - ١٨٧٠ کے درمیان عالی جناب شاہزادہ
ڈیوک اڈنبرا ہندوستان مین آئے جس سے ہندوستان کے باشندون کو بڑی
خوشی ہوئی اور اسے ہندوستان کے والیان ملک اور خاندان شاہی مین رشتہ اتحاد مستحکم ہوا
لارڈ میئو نے انتظام سلطنت کی بہت سی فروع مین اصلاحین کین محکمہ زراعت انہون نے
قائم کیا اور پروونشل فائنینس کا نظام جدید کیا۔ لوکل سیلف گورنمنٹ کی تحریک کی جس سے
ہندوستانیون کی قابلیتین و استعدادین بروئے کار ظاہر ہون اور ہندوستان کی آمدنی بڑ

والیان ملک اور روسا و امرا نے پہلی دفعہ جانا کہ وہ ایک قدیمی بڑے شاندار خاندان شاہی کی زیر فرمان ہین۔

۱۸۷۶ء مین لارڈ نورتھ بروک کے بعد لارڈ لٹن وائسرائے ہند ہوئے۔ پہلی جنوری ۱۸۷۷ء کو ملکہ وکٹوریا کا خطاب قیصر ہند ایک دربار مین اعلان کیا گیا۔ یہ شاندار دربار دہلی کی پرانی چھاؤنی مین اسی پہاڑی کے نیچے منعقد ہوا تھا کہ جہپر سے انگریزون نے اس باغی شہر کو فتح کیا تھا۔ جسوقت اس ملک کے شاہزادے اور اعلے درجہ کے عہدہ دار اس عالیشان دربار کا تماشا دیکھ رہے تھے دکھن مین قحط کی کالی گھٹا نے اندھیر پھیلا رکھا تھا۔

۱۸۷۶ء مین بالکل بارش نہ ہوئی ۱۸۷۷ء مین موسم کچھ پہلے کی نسبت بہتر تھا۔ یہہ خشک سالی دکن مین راس کماری تک پھیلی ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد اسکا حملہ شمالی ہند پر ہوا جسکے سبب سے قحط کی بلائین ایسی نازل ہوئین کہ ۱۸۷۶ء سے پہلے کبھی نہین واقع ہوئین۔ اگرچہ سمندر کی اور ریل کی راہ سے بہت سا اناج یہان آیا اور گورنمنٹ نے خزانہ شاہی سے جانون کے بچانے کے لیے گیارہ کروڑ روپیہ خرچ کیا اسپر بھی بھوکے مرنے سے یا ان بیماریون سے جو فاقہ کشی کے لیے لازمی ہین جانون کے تلف ہونے پر رونا آتا ہے پچین لاکھ آدمیون کے مرنے کا تخمینہ کیا گیا کہ بھوکے مرگئے۔ یا ان بیماریون سے مرگئے جو قحط کے بعد آیا کرتی ہین۔

۱۸۷۸ء کے موسم خزان مین افغانستان کے معاملات نے پھر ایسی صورت دکھائی کہ انکو تاریخ مین لکھنا پڑا۔ لارڈ میو نے جس امیر شیر علیخان کی دعوت بڑے حسن اخلاق سے کی تھی وہ روسیون کی سازشون مین شریک ہونے لگا اپنی دار السلطنت مین برٹش سفیر کے آنے کی اجازت نہین دی جسکے ساتھ ہزار آدمی تھے اور روسیون کے سفیر کو داخل کرلیا اور اس کی بڑی آؤ بھگت کی جسکے سبب سے برٹش نے اشتہار جنگ دیا۔ لارڈ بیکنس فیلڈ جو اسوقت انگلستان کے وزیر اعظم تھے اس جنگ کا بیان کیا کہ وہ سائنٹفک سرحد قائم کرنے کے لئے ہے اور انگریزی سپاہ تین رستون سے افغانستان مین داخل ہوئی۔ درہ خیبر کرم بولان سے ان درون مین سپاہ گذر گئی اسکا کوئی مقابلہ عظیم نہین ہوا۔ افغان ترکستان کو چھوڑ امیر شیر علیخان بھاگ گیا اور وہین مرگیا۔ گنڈمک کی سندھی ۱۸۷۹ء مین اسکے بیٹے یعقوب خان کے ساتھ صلحنامہ لکھا گیا جس کے موافق برٹش کی

لارڈ لٹن ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک

قحط ۱۸۷۶-۷۸

افغانستان کی لڑائی ۱۸۷۸-۸۱

سائنٹیفک سرحدان درون کے پار تک قرار پائی اور کابل مین برٹش ریزیڈنٹ کا رہنا امیر نے قبول کیا
لیکن چند مہینون کے بعد برٹش ریزیڈنٹ سر لوئیس کیوناگناری صاحب پر فریب اور دغا سے حملہ ہوا
اسکو مع اسکے ہمراہیون کے مار ڈالا یہہ خبر ستمبر مین آئی اور اکتوبر مین کابل پر ایک تازہ حملا انگریزون
نے کرکے قبضہ کیا یعقوب خان نے سلطنت کو ترک کیا انگریزون نے اسکو ہندوستان مین
بھیجدیا۔

اس عرصہ مین انگلستان مین پالیمنٹ کے ممبرون کا جو انتخاب ہوا تو کنسرویٹو منسٹری کو
شکست ہوئی پس انکی شکست ہوتے ہی لارڈ لٹن نے استعفا دیدیا اور انکی جگہہ مارکوئس
رپن اپریل ۱۸۸۰ء مین نامزد ہوئے۔ اس سال مین ہرات کی سپاہ سے جسکا سپہ سالار
ایوب خان تھا قندھار اور دریا ہیلمند کے درمیان برٹش بریگیڈ کو شکست ہوئی۔ جنرل
سر فریڈرک روبرٹس نے کابل سے قندھار فوج لیجاکر اس شکست کا یہہ علاج کیا کہ پہلی ستمبر ۱۸۸۰ء
کو ایوب خان کو شکست فاش دی اور امیر عبدالرحمن خان کو جو دوست محمد خان کا پوتا تھا برٹش گورنمنٹ
نے کابل کا امیر ہونا تسلیم کیا اور سپاہ انگریزی کابل سے واپس چلی آئی اب دارالسلطنت مین
انگریزون کا دوست امیر تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی قندھار سے بھی سپاہ واپس آگئی اسکے
بعد ہی ایوب خان ہرات سے فوج لیکر آیا اور امیر عبدالرحمن کی سپاہ کو شکست دیکر قندھار پر
قبضہ کرلیا۔ مگر یہہ فتحیابی تھوڑے دنون رہی۔ امیر عبدالرحمن خان نے اپنی فوج لیجاکر ایوب خان
کو پوری شکست دی اور قندھار پر پھر قبضہ کرلیا ۱۸۸۴ء مین امیر کی منظوری سے سرحدی
کمیشن مقرر ہوا کہ وہ اپنے ساتھ روسی کمشنرون کو شریک کرکے افغانستان کی شمالی مغربی سرحد
مقرر کردے۔

ہندوستانی ریاست میسور جو ۱۸۳۱ء سے انگریزی عملداری راجہ کی طرف سے چلی جاتی
تھی اسمین مارچ ۱۸۸۱ء مین قدیمی راجہ راج گدی پر بٹھایا گیا اور وہ موروثی راجہ قرار پایا۔
ان دنون کے قحط زمانہ ۱۸۷۶ و ۱۸۷۷ و ۱۸۷۸ء مین ہندوستان مین سخت کال ہوا تھا۔ اس سبب
گورنمنٹ انڈیا کو فرصت ملی کہ اندرونی اصلاحین کرین۔ بہت سے انتظامی اصلاحون مین
ایک اصل یہ تھی کہ [illegible] ایشیا مین داخل کرنا ہے کہ انگریزی کی [illegible]

ہو گنگا کے کنارہ پر لگانا مدبران ملکی کے مدرسہ کا یہہ اصول ہے کہ امور خانگی و سرکاری مین بڑی آزادی
بھرتی چاہیئے جسمین خود مختاری نہ ہو۔ ایک شاعر کا قول ہے کہ خام جلدی التوا کی سوتیلی بہن ہوتی
ہے۔ ان تمثیلات کو چھوڑ کر ہم کو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ لارڈ رپن کی گورنمنٹ کیا تھی اور کیا اسنے کام کیا
ابتدا مین انکے مشیر کار یہہ تھے میجر ایرنگ فائی نینس منسٹر تھے وہ لائق اور ہمدرد مشورہ کار تھے
سر ڈی سٹورٹ ملیٹری ممبر تھے جو پیچھے کمانڈر انچیف ہو گئے۔ کورٹنی ایلبرٹ صاحب لا ممبر تھے۔ سب کے
سب ممبر ایسے تھے جو گلیڈسٹن کی آزادانہ پالیسی کو اچھی طرح ہندوستان مین کام مین لاسکتے تھے۔
اول کام لارڈ رپن کا یہہ تھا کہ لارڈ لٹن نے جو دیسی زبان کے مطبوعات کی نسبت جو قانون جاری
کیا تھا وہ منسوخ کیا۔ ہندوستان مین پریس کا ایسا معاملہ ہے کہ پچاس سال سے اس کے
باب مین بڑے بڑے مدبران ملکی کا اختلاف رائے چلا آتا ہے۔ سر طامس منرو گو اور باتون
مین آزادانہ اصول کے پیروکار تھے مگر وہ پریس کی آزادی کے مخالف تھے اسکو مضر جانتے تھے
جب وہ گورنر مدراس تھے تو انہون نے ایک منٹ (نوشتہ) گورنر جنرل اور کورٹ ڈائرکٹرس
ملاحظہ کے لیئے لکھا تھا کہ ملک کی بہبودی اور آسودگی کے لیئے دو باتون پر خیال کرنا چاہیئے اول
یہہ کہ ہماری بادشاہی جہان تک ممکن ہے زمانہ دراز تک ہندوستان مین رہے دوسرے
یہہ کہ جب ہم مجبور ہو کر ہندوستان کی سلطنت کو چھوڑین تو ہندوستانی ایسے قابل و مہذب ہون
کہ وہ اپنے تئین آزاد رکھہ سکین اور اس مین کم از کم باقاعدہ گورنمنٹ آئینی قائم کر سکین یہہ مقاصد
پریس کی آزادی روکنے سے حاصل ہونگے۔ لیکن گورنر جنرل ہیسٹنگز کی عادت مین داخل تھا
کہ وہ پریس کی آزادی کو رعایا کا قدرتی حق سمجھتے تھے اور اعلے حکومت کی نیتین نہایت پاک و صاف
ہون تو اسکو پبلک کے منھ کو دیکھنا سود مند ہے۔ انہون نے اس اصول پر خیال کرکے
ہندوستان کے پریس پر سے تمام قیدون کو اٹھا دیا اور اسی زمانہ مین دیسی زبان مین پہلا
اخبار جاری ہوا۔ اڈم صاحب نے جو تھوڑے دنون کے لیئے گورنر جنرل ہو گئے تھے
سنہ ۱۸۲۳ء مین قانون مذکور منسوخ کر دیا۔
پھر ۱۸۳۵ء مین قائم مقام گورنر جنرل مٹکف صاحب نے ایکٹ پاس کرکے
پریس پر سے تمام بندون کو اٹھا دیا۔ ایام غدر مین عارضی طور پر چندروز

لکھی تھی کہ اب ضرور ہے کہ وہ قوم کی قید کو اڑا دے ۱۸۷۳ء کے ضابطہ تعزیرات مین یہہ قانون تھا
کہ کوئی مجسٹریٹ یا سشن جج کسی یوروپین برٹش رعایا کے کسی الزام کی تحقیقات نہ کرے۔ جب تک
وہ خود انگلش نہو۔ پریسیڈنسی شہرون مین کسی کونسل کی تمیز نہ تھی یہہ اصلاح جو پیش کی تو انگریزون
نے بڑے زور شور سے اسکی مخالفت کی کہ اس مین ہمارا یہہ حق پایا جاتا ہے کہ انکے جرمون کی
تحقیقات ان ہی کی قوم کے حاکم کرتے ہین اس مین انکی تذلیل ہے کہ وہ ہندوستانی ججون اور
مجسٹریٹون کے روبرو مجرم بن کے کھڑے ہون۔ ہندوستان مین بہت سے مقامات مین
اس بل کے برخلاف مجلسین منعقد ہوئین اور جولائی مین ولایت مین انڈیا اوفس مین سکرٹری
اوف سٹیٹ کے پاس انگریزون کا ڈیپوٹیشن گیا پہلی اگست کو برائٹ صاحب نے ایک مجمع
کثیر کے روبرو سپیچ دیا جس مین آزادانہ خیالات ظاہر کیے۔ ۱۰ اگست کو عموم گورنمنٹ یا تمام
کاغذات پہنچ گئے جنمین اس بل کی نسبت مخالف و موافق رائین لکھی ہوئی تھین ان سب کا یہہ نتیجہ
ہوا کہ مجرم انگریز کو یہہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقدمہ کا فیصلہ جیوری سے کرائے۔ یہہ حق
پہلے انکو حاصل نہ تھا۔

ابتدائی کام لارڈ رپن کے عہد حکومت کا یہہ تھا کہ انہون نے قحط کے کمیشن کی سفارش سے
اسے گرمی کلچرل اور ریونیو کا ڈپارٹمنٹ دوبارہ قائم کیا اسکو پہلے لارڈ میو نے قائم کیا تھا
لیکن انکی وفات کے تھوڑے دنون بعد اسکے کام فائنینس اور ہوم ڈپارٹمنٹ مین تقسیم ہو گیا۔
اب وہ پہلی ہی بنا پر دوبارہ قائم کیا گیا اسکے لیے گورنمنٹ انڈیا مین ایک جدا سکرٹری مقرر ہوا
قحط کی امداد کے کامون کو اور آمدنی اراضی کی منتظم اصلاحون کے کامون کو جنکی قحط کے کمیشن نے
سفارش کی تھی اپنے ذمے لیا۔ اور ان کامون پر خاص زیادہ توجہ کی زراعت کی ترقیون پر ہندوستان
کی پیداوار کی نمائشون پر خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا یوروپ مین اور وہ کام جو خام پیداوار
ہند کی توضیح کرین اور اراضی کی ریونیو کے انتظامات مین ان باتون کی ہدایت کی کہ جن ضلاع
مین بندوبست چند سالہ ہوتا ہے انکا دوبارہ بندوبست اسطرح نہ کیا جائے کہ جسکا بڑا بار
کاشتکارون پر پڑے آیندہ ان جدید بندوبستون مین باستثنار خاص صورتون کے
دوبارہ پیمائش نہ کی جائے اور دق کرنے والی تحقیقاتین نہ کی جائین اور زمینداروں اور

بڑی فیاضی سے کی جو گریٹ ان ایڈ کے سسٹم پر قائم ہوئے۔

۱۸۶۲ء مین لارڈ میو کا فائی نینس منسٹر وسر ایولی بیرنگ تھے انہون نے تمام روئی کی چیزون پر جو باہر سے ہندوستان مین آتی تھین اور اُنسے محصول لیا جاتا تھا محصول لینا موقوف کردیا اور تقریباً کل چیزون پر باستثنا ہتھیارون وشراب وغیرہ کے کسٹم کے محصول موقوف کردئے ۱۸۷۴ء مین کومنس ہوس کی ایک کمیٹی نے ہندوستان کی ریلون کی بڑھانیکی بابت شہادت لی اور جن باتون کی اسنے سفارشین کین انکی رپورٹ پارلیمنٹ مین بھیجی۔

۱۸۵۹ء مین لارڈ کیننگ نے بنگال کے مزارعین کے حقوق کی اصلی محافظت کی تھی۔ ایکٹ ۱۸۵۹ء کی ترمیم ۱۸۶۸ء مین ہوئی لیکن اب یہہ ضرور ہوا کہ کوئی نیا ایکٹ اس باب مین پاس کیا جائے۔ لارڈ رپن نے ہر ضلع مین اس باب مین تحقیقات کرکے واقفیتون کا مجموعہ جمع کیا اور جو لائق آدمی اس مضمون کی بابت کماہی آگہی رکھتے تھے انکی رائین لکھی گئین اور پھر اس مصالحہ سے ٹننسی ایکٹ مرتب کیا جسکو انکے جانشین لارڈ ڈفرن نے پاس کیا۔

لارڈ رپن ہندوستان سے ۱۸۸۴ء مین تشریف لے گئے جیسے ہندوستانیون نے انکے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کیا ایسا پہلے گورنر کے ساتھ نہین کیا تھا انہون نے یکدلی کے ساتھ ہندوستانیون کی صلاح وفلاح مین سعی کی اور انکی سعی مین کامیابی ہوئی۔ انہون نے تعلیم یافتہ آدمیون کے اقتدار واختیار کو بڑھایا اور ناتعلیم یافتہ کاشتکارون کی حمایت کرکے انکو نہال کیا

مارکوئس رپن کے بعد ارل ڈفرن آئے جو بعد ازان ڈیوک ڈفرن وآوا ہوئے ۱۸۸۵ء مین بنگال ٹننسی بل کو لارڈ ڈفرن نے پاس کیا اور راولپنڈی مین دربار کیا جسمین امیر افغانستان عبدالرحمن اسنے ملنے آیا۔ اس ملاقات کا نتیجہ یہہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ اور امیر کابل کے درمیان رشتہ اتحاد ووداد مضبوط ہوا۔

۱۸۸۵ء کے موسم گرما مین آزاد برہما کے راجہ نے اپنا طریقہ دشمنانہ انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ اختیار کیا کہ مجبوری برٹش گورنمنٹ کو اس کی خبر لینی پڑی۔ راجہ کو برٹش گورنمنٹ نے باربار فہمائش کی کہ وہ اپنے طریقہ سے باز آئے مگر وہ بالکل بے سود ہوئی تو آخر کو رنگون کو بنگال اور مدراس سے سپاہ بھیجنی پڑی۔ راجہ برہما کو گورنمنٹ نے پہلے سے اپنے ارادہ سے

پنجدہ مین داخل ہوتے ہین یہان ۳۰ مارچ کو روسیون اور افغانون مین جنگ ہوئی۔ افغان نقصان اٹھاکر ہٹ گئے۔ جب پنجدہ پر یہہ واقعہ واقع ہوا تو اسنے دونو انڈیا اور انگلنڈ کی آنکھین کھولین۔ افغانستان مین پنجدہ پر روسیون کے حملہ کرنیسے خوف تھا کہ کہین برٹش گورنمنٹ کو جنگ کا اشتہار نہ دینا پڑے۔ اسوقت ہندوستانی والیان ملک نے اپنی برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ بڑی خیرخواہی کا اظہار کیا کہ جان و مال و سپاہ سے اسکے ہمراہ جاکر افغانستان مین لڑنے کو تیار تھے مگر روسیون نے انگریزون کا کہنا مان لیا اسسے جنگ کی ضرورت نہین ہوئی۔

اس سال مین ہندوستان کے سارے شہرون مین ملکہ معظمہ کی جوبلی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستانیون کے خطابات عطا ہوئے ۱۸۸۶ء مین اپر برہما کے ملک کا بتدریج انتظام درست ہوا اور ڈکیتون کے گروہ منتشر کردیئے گئے انتظام ملکی کے اعلے فروغ مین ہندوستانیون کے اعلے عہدون پر مقرر ہونے کے باب مین ایک کمیشن مقرر ہوا۔ ارل ڈفرن ۱۸۸۸ء مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوئے اور انہون نے جو ہندوستان میز خدمات کی تھین اسکے صلہ مین وہ ڈفرن اور آوا کے مارکوئس مقرر ہوئے۔

لارڈ ڈفرن کے جانشین مارکوئس لینسڈون مقرر ہوئے۔ انکے عہد حکومت مین سر فریڈرک رابرٹس کمانڈر انچیف نے ہندوستان کی سرحد شمالی مغربی کو بڑا استوار اور مستحکم کیا اور افغانستان سے جو درہ ہندوستان کی طرف ہین وہ ایسے مسدود کیئے کہ اب کسی حملہ آور کا احتمال نہین رہا۔ اس زمانہ مین ہندوستانی رؤسا کو ہندوستان کی سپاہ مین مدارج اعلے مرحمت ہوئے۔ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ان مین سے بعض نے ملک ہند کی محافظت کے لیئے اپنی سپاہ اور خزانہ کے حوالہ کرنے کی درخواست گورنمنٹ کے روبرو پیش کی تھی۔ لارڈ لینسڈون کے عہد مین یہہ درخواستین منظور ہوگئین اور امپیریل کنٹنجنٹ کا انتظام کیا گیا اور وہ شروع بھی ہوگیا کہ ہندوستانی والیان ملک کچھہ سپاہ اس طرح کی رکھین کہ اسکا ڈسپلن اور ڈرل بالکل انگریزی سپاہ کی طرح کا ہو اور اسکا سارا خرچ وہ اپنے پاس سے اٹھائین انگریزی افسر انکا معائنہ کرتے رہین اور لڑائی مین جب انکی ضرورت ہو تو وہ ان کو طلب کیا کرین۔

ہندوستانی والیان ملک۔ تو بڑے گرمجوشی اس بات سے تھے کہ وہ سپاہ سے بادشاہی فوج کی

ہندوستانیون کی معاشرت کی اصلاح کے لیئے کنسنٹ بل پاس ہوا۔ بیوہ اور چھوٹی عمر کی لڑکیون کی شادی کے باب مین بھی اصلاح ہوئی۔

مشرقی بنگال مین ایک بڑا شورش واقعہ واقع ہوا کہ منی پور ایک چھوٹی سی ریاست ہے وہان کا راجہ اپنے خانگی فسادات کے سبب سے انگریزی عملداری مین بھاگ آیا۔ آسام کے چیف کمشنر مسٹر کوئنٹن اس معاملہ کی تحقیقات کے لیئے لارڈ لینس ڈون کے حکم کے موافق گئے۔ جب وہ منی پور پہنچے تو یہان کے صاحب راجہ نے ایک مجلس مین چیف کمشنر اور ان کے ہمراہی افسرون کو بلا کر دغا و فریب سے سب کو قتل کر ڈالا۔ دو چھوٹے افسر چیف کمشنر کی جلو کی سپاہ کے کمانڈر تھے وہ انگریزی عملداری مین بھاگ آئے اس لیئے وہ سپاہ کے عہدہ سے موقوف کیئے گئے۔ پیچھے یہان کے قاتلون سے پورا انتقام لیا گیا۔ مگر ریاست ضبط نہین ہوئی۔

۱۸۹۱ء و ۱۸۹۲ء کے دونو سالون مین روس پامیر کیطرف بڑھتے چلے آتے تھے جس کے سبب سے انگریزون نے اپنے مقامات کو چترال کی طرف مستحکم کیا اور پامیر کی جو ڈھلان ہندوستان کی طرف ہین ان سب پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کر لیا۔

ملک برہما کی لارڈ لینس ڈون کے عہد مین بڑی ترقی ہوئی یہان کے اکلاک نٹ ریسکفری چیف کمشنر تھے پرانے اور نئے برہما دونو کی ترقی ہوئی۔ ملک مین سڑکین اور ریلین جاری ہوگئین آبپاشی کے لیے نہرون کے بننے کا آغاز ہوگیا جسسے خشک سالی کا علاج اچھی طرح ہوگا ڈکیتون کا فرقہ جو یہان لوٹ مار کرتا تھا اسکا بھی انتظام ہوگیا۔ جنوری ۱۸۹۳ء مین حد کی قومون کی بھی گنتی ہوگئی وہ کبھی کبھی جو برہما کے راجاؤن کی مطیع نہین ہوتین انکی جو عادت میدانی ملکون کے غارت کرنے کی ہے وہ ایک دن مین موقوف نہین ہوسکتی تھی۔ ہر موسم سرما مین ان قومون کی ایسی خبر لی جاتی ہے کہ جس سے انکو اب یہہ امید نہین رہی کہ ہم برٹش گورنمنٹ کی سرحد پر غارتگری سے اپنی روزی کما یا کرین گے۔ اب تک انگریزی عملداری کی سرحدین چین اور سیام کی طرف ابھی طرح نہین مقرر ہوئی تھی اب چینی اور انگریزی افسر چین کی طرف سرحد کو مقرر کر دین گے اور سیام کی طرف بھی جنوب مشرقی سرحد کا بھی فیصلہ ہوگیا۔

لارڈ لینس ڈون کے عہد مین بڑی دقتین اور دشواریان روپیہ کی قیمت گھٹنے سے واقع

		پیگو (رنگون) کا الحاق اودھ اور ناگپور کا الحاق ریلوے اور ٹیلیگراف کا جاری ہونا۔
ارل کیننگ	۱۸۶۲-۱۸۵۶	بغاوت کا ہونا اور اسکا مٹنا اور وائسراے کا ہونا
ارل ایلگن	۱۸۶۴-۱۸۶۲	شمال مغربی سرحد پر دھمکیان
لارڈ لارنس	۱۸۶۹-۱۸۶۴	شمال مغربی سرحد پر و افغانستان مین پولیسی مصالحت کی ستواتر رکھنی - بھوٹان کی لڑائی - ملک مین ہر قسم کی ترقی۔
ارل میو	۱۸۷۲-۱۸۶۹	امیر شیر علیخان والی کابل کے ساتھ عہد و پیمان اور پروونشل فائنینس کا انتظام۔
ارل نورتھبروک	۱۸۷۶-۱۸۷۲	افغانستان مین اور شمال مغربی سرحد پر مصالحت کی پولیسی کا رکھنا قحط سالی مین جانون کا بچانا۔
لارڈ لٹن	۱۸۸۰-۱۸۷۶	دربار دہلی مین ملکہ معظمہ کے قیصر ہند کا اعلان جنگ دوم افغانستان قحط سالی مین کامیابی۔
لارڈ رپن	۱۸۸۴-۱۸۸۰	جنگ افغانستان کا ختم کرنا لوکل گورنمنٹ کا قائم کرنا۔
ارل ڈفرن	۱۸۸۸-۱۸۸۴	برہما کی جنگ سوم اور ملک آوا کا الحاق۔
مارکوئس لینسڈون	۱۸۹۳-۱۸۸۸	مشرقی حد و بندی کے لیئے کمیشن بھیجنے - چاندی کے سکہ کا ٹکسالون مین بند کرنا۔
ارل ایلگن	۱۸۹۸-۱۸۹۳	شمال مغربی سرحد پر لڑائی اور قحط عظیم۔
لارڈ کرزن	۱۸۹۸	بالفعل وائسراے ہین۔

ہم لارڈ ایلگن اور لارڈ کرزن کے عہد حکومت کی جدا تاریخ لکھین گے فقط

تاریخ بغاوت ہند

باب اول صفحہ ۱ سے ۱۲ تک

تاریخ بغاوت ہند

بمبئی سنٹرل انڈیا و دکن

سنٹرل انڈیا کی [illegible] - جنوبی مرہٹوں کا ملک

فہرست گورنر جنرلوں اور انکے عہد کے واقعات عظیمہ